احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
پیغام صلح
زر مبادلہ پاک و ہند سے چھ روپے
زر مبادلہ بیرونی ممالک ایک پونڈ
فون نمبر ۳۷۳۷۷
مدیر
دوست محمد
نائب مدیر
بشیر احمد سوز
جلد | یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۱۹ رمضان ۱۳۸۵ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۶۶ء | نمبر ۱

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ——— لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خاص محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا اور انکے اموال اور نفوس میں برکت دوں گا۔

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
۵۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عظمت شان

قرآن کریم اور حدیث میں تعارض کو دُور کرنے کا طریق

مولینا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

عن ابن ابی ملیکۃ ان عائشۃ رضؓ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت لاتسمع شیئاً لاتعرفہ الا راجعت فیہ حتی تعرفہ وان النبی صلعم قال من حوسب عُذِّبَ قالت عائشۃ فقلت اَوَلیس یقول اللہ عزوجل فسوف یحاسب حساباً یسیراً قالت فقال انما ذالک العرض ولکن من نوقش الحساب یھلک۔

(البخاری کتاب العلم)

ابن ابی ملیکہ رضؓ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا جب آپ کوئی ایسی بات سنتی جس کی سمجھ نہیں آتی تھی تو آپ کا طریق یہ تھا کہ آپ حضرت نبی کریم صلعم سے اس بات کے متعلق مزید علم حاصل کرنے کے لئے سوال کرتیں اور جب تک آپ کی تسلی نہ ہوجاتی سوال کرتی رہتیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے اثنائے گفتگو میں فرمایا من حُوسِبَ عُذِّبَ یعنی جس شخص کا حساب لیا گیا وہ مورد عذاب ہوگا حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں جب میں نے حضرت نبی کریم صلعم سے یہ الفاظ سنے . . . . تو میں نے عرض کیا کہ کیا اللہ عزوجل مومنوں کے متعلق نہیں فرماتا فسوف یحاسب حساباً یسیراً کہ جس شخص کو اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس کا حساب تو ہوگا مگر آسان حساب ہوگا حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں آنحضور صلعم نے فرمایا حساب یسیر سے مراد صرف عرض ہے یعنی اس سے اس کے اعمال کے متعلق کچھ پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔ صرف اس کو اعمال دکھلا دیئے جائیں گے اس کی نیکیوں کو چونکہ غلبہ حاصل ہوگا جو اس کی معمولی غلطیوں کو دبا دیں گی اس لئے ان کے متعلق کوئی پرسش نہیں ہوگی وہ بغیر پرسش کے ہی معاف کر دی جائیں گی حساب یسیر سے یہی مراد ہے لیکن اس کے مقابل جس شخص کے اعمال پرسش اور کھوج بین کے نیچے آئیں گے اور سختی سے ان کا محاسبہ کیا جائے گا۔ وہ لامحالہ ہلاکت کا منہ دیکھے گا من حُوسِبَ عُذِّبَ کا یہی مطلب ہے اس حدیث سے اس شغف کا پتہ لگتا ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کو دین سے تھا اور اس بات کا بھی پتہ لگتا ہے کہ قرآن پاک کے مطالب پر ان کی کتنی گہری نظر تھی جو دلیل ہے اس بات کی کہ قرآن کریم ان کے مطالعہ میں ہر وقت رہتا تھا اور آیات میں تطبیق دینے کا انہیں کس قدر شوق تھا۔ نیز یہ حدیث اس امر پر بھی روشن دلیل ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کا کوئی قول جسے آجکل حدیث کے نام سے پکارا جاتا ہے اگر انہیں قرآن کریم کے خلاف نظر آتا تو قرآن کریم کو مقدم یقین کرتے ہوئے حضرت نبی کریم صلعم کے قول کی توجیہہ کرانے کی طرف متوجہ ہوتیں یہ نہیں کہ قرآن پر حدیث کو ترجیح دیتیں جیسا کہ ان کے الفاظ اَوَلیس یقول اللہ عزوجل سے ظاہر ہے ان الفاظ کا مطلب واضح ہے کہ آپ حضرت نبی کریم صلعم سے عرض کر رہی ہیں کہ حضور کا یہ قول من حوسب عذب قرآن کریم کی آیت کے خلاف نظر آتا ہے قرآن کریم کی آیت کے ساتھ اسے کس طرح مطابقت دی جاسکتی ہے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم نے بھی اپنے قول کی ایسی تشریح فرمائی جس سے قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کے قول میں بظاہر جو تعارض نظر آتا تھا وہ دُور ہو گیا۔ مذہب امام الزمان حضرت مسیح موعود کا تھا کہ حدیث اور قرآن کریم میں اگر تعارض نظر آئے تو دونوں میں تطبیق دینے کی کوشش کرنی چاہیئے اگر تطبیق کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو پھر قرآن کریم کو مقدم رکھتے ہوئے حدیث کو . . . چھوڑ دو کیونکہ وہ حدیث یقیناً حضرت نبی کریم صلعم کا قول نہیں ہو سکتا۔ یہی امن اور سلامتی کی راہ ہے۔

خلافت حقہ کی شان بزبان حضرت امام الزمان

جماعت ربوہ کے لئے لمحۂ فکریہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بلند پایہ تصنیف "سرّ الخلافۃ" کے صفحہ ۱۲ پر خلفائے ربانی کی شان بیان فرماتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:۔

" وَاسْتُخْلِفُوا فَمَا اَتْرَعُوْا بُیُوْتَھُمْ مِنَ الْفِضَّۃِ وَالْعَیْنِ وَمَا جَعَلُوْا اَبْنَاءَھُمْ وَبَنَاتِھِمْ وُرَثَاءَ الذَّھَبِ وَاللُّجَیْنِ بَلْ رَدُّوْا کُلَّمَا حَصَلَ اِلَی بَیْتِ الْمَالِ وَمَا جَعَلُوْا اَبْنَاءَھُمْ خُلَفَاءَھُمْ کَاَبْنَاءِ الدُّنْیَا وَالضَّلَالِ ۝"

ترجمہ:— وہ خلیفے بنے لیکن انہوں نے سونے چاندی سے اپنے گھروں کو نہیں بھرا، اور اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو سونے چاندی کا وارث نہیں بنایا، بلکہ جو کچھ ملا اسے بیت المال میں جمع کرا دیا اور نہ ہی انہوں نے دنیاداروں اور گمراہ لوگوں کی طرح اپنے بیٹوں کو خلیفے بنایا۔"

(سرّ الخلافۃ صفحہ ۱۲)

راولپنڈی میں مسجد کی تعمیر کے لئے شیخ میاں فاروق احمد صاحب کی پیشکش

میاں بشیر احمد صاحب ملتوی اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:۔

"کل میں شیخ عبد العزیز صاحب اور فاضل رمضان صاحب کی معیت میں میاں شیخ فاروق احمد صاحب سے ملا۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ وہ راولپنڈی میں ہمارے لئے ایک مسجد بنا دیں گے۔ اور اس کے تمام اخراجات وہ خود برداشت کریں گے۔ یہ خوشخبری پیغام صلح میں چھپوا دیں۔ اب ہم مناسب جگہ زمین حاصل کرنے کی کوشش کریں گے"

چین

ترجمہ خط:- اسحاق ینگ تائی پی تائی وان رنا پبلک چین۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

آپ کے ارسال کردہ مراسلہ $\frac{11}{15}$ کا شکریہ۔ اور مجھے خوشی ہوئی کہ آپ نے مجھے بھلایا نہیں۔ میں آپ کو ہر وقت یاد کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو صحت اور علم دے اور توفیق دے کہ دنیا میں اسلام کی تبلیغ کریں اور ہم انجمن کا کام بڑی خوش اسلوبی سے چلا رہے ہیں۔

ہم لوگ فخر کرتے ہیں کہ اسلام کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں اور یہ ایک اہم کام ہے۔ لیکن تائی پی میں چند ایک مسلمان ہیں جو مخالفت کرتے ہیں اور اسلام کی اشاعت میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ لیکن ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے اور اشاعت اسلام کے لئے ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ میں نے خط کا جواب دیر سے دیا۔ مزید اور ممبروں نے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے اور اس کو بہت مفید پایا۔ امید ہے کہ آپ ہماری مدد کرتے رہا کریں گے۔

اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے اور پاکستانی مسلمانوں کی خواہشات کو پورا کرے۔

نائجیریا

ترجمہ خط غلام آدم ایس ادمیز اتا ابھا نائجیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے ایک قرآن شریف انگریزی نئی ایڈیشن درکار ہے۔ وہ مجھے کس طرح مل سکتا ہے۔ نیز مجھے اسلامی کتابوں سے بھی اُنس ہے اور اخبارات سے بھی۔ مہربانی فرماکر مجھے فہرست کتب اور جواب بہت جلد ارسال فرمائیں۔

(ایک عدد قرآن شریف اور اسلامی کتب اور فہرست کتب ارسال کی گئی اور جواب بھی دیا گیا۔)

ترجمہ خط:- از پاسٹر جے۔ اے آری بودن۔ نائجیریا

آپ نے جو لٹریچر اور قرآن شریف ارسال کیا تھا اس کا جواب بروقت نہ دے سکا اور جواب دینے میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ میں مغربی نائجیریا میں گیا ہوا تھا۔ میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کام اور وفات کے متعلق جو قرآن شریف میں درج ہے بہت تذبذب میں ہوں۔ کیونکہ مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش ایک معجزہ ہے۔ جیسا کہ پارہ تین اور سولہ میں درج ہے۔ یہ بات مجھے بہت پریشان کئے ہوئے ہے جس کا تسلی بخش جواب درکار ہے۔

اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل کرے

مجھے ان باتوں کا جواب درکار ہے جن کی میں نے آپ سے گذارش کی ہے۔ والسلام

(ان کو بک ڈاکٹ جیسس اور اسلام اینڈ کرسچینٹی اور خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط بشیر ولد رولد پاراکوٹی۔ نائجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

قبل ازیں میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ابھی اسلام قبول کیا ہے۔ اور احمدیت میں شامل ہوا ہوں۔ اور اسلام کا کافی علم حاصل کیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ مذہب اسلام کے متعلق مزید علم حاصل کروں۔ اس لئے میری مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ مجھے اسلام کی پرلطف کتابیں ارسال کریں اور نیز مجھے بتایا جائے کہ اخبار لائٹ کا سالانہ چندہ کیا ہے۔ مجھے مندرجہ ذیل کتب ارسال کریں :-

(۱) لونگ تھاٹس آف ہولی پرافٹس

(۲) ٹیچنگز آف اسلام

(۳) ارلی کیلیفیٹ

(۴) محمد دی پرافٹ۔ اور مزید لٹریچر ارسال کریں۔

(مندرجہ بالا کتب ارسال کر دی گئیں۔ جواب بھی ارسال کیا گیا)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۶۶ء

مسئلہ خلافت اور جماعت احمدیہ

خلافت کا مسئلہ قادیانی جماعت میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، اتنی بڑی اہمیت کہ مامورین اللہ کا مقام بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خلیفہ کو قرار دے دیا گیا ہے، کیونکہ حضرت امام وقت پر بیعت کرنے والوں کے لئے بھی یہ لازمی سمجھا جاتا ہے کہ ان کے بعد جس شخص کو خلافت کی گدی پر بٹھایا جائے وہ اس نام نہاد خلیفہ کی ازسرِ نو بیعت کرے، ورنہ مامورین اللہ کے ہاتھ پر ہوئی بیعت اس کے مرنے کے بعد فسخ ہو گئی اور وہ شخص فاسق ہو جاتا ہے جو نئے خلیفہ کی بیعت نہ کرے۔ [illegible] میاں محمود احمد صاحب نے اس وقت وضع کیا، جب قادیان میں ان کے حامیوں کی اکثریت نے انہیں خلافت کا منصب عطا کیا، اسی اصول کو ان کے بعد ان کے بیٹے میاں [illegible] احمد صاحب نے بھی اپنا رکھا ہے، جنہوں نے خلافت کی گدی پر متمکن ہوتے ہی تمام اُن مریدوں سے جنہوں نے حضرت مسیح موعود یا میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی تھی، دوبارہ بیعت لی۔ حالانکہ اس اصول کی کوئی وضاحت نہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں پائی جاتی ہے اور نہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے عمل میں یہ نظر آتا ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے تو اپنے بعد ایسی خلافت کا سلسلہ قائم ہی نہیں کیا، جیسا کہ ہم آگے چل کر واضح کریں گے، حضرت مولانا نورالدین صاحب کے ہاتھ پر اگرچہ جماعت کے اکثر حصہ نے بیعت کی، لیکن بیعت نہ کرنے والے بزرگوں میں سے جن میں مولانا غلام حسن صاحب پشاوری کا اسم گرامی خصوصیت سے قابل ذکر ہے [illegible] فاسق قرار دیا بلکہ انہیں اپنا پیر بھائی کہتے رہے۔

جہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کا تعلق ہے جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ آپ نے اپنے بعد خلافت کا سلسلہ [illegible] کرنے کے بجائے نظام سلسلہ کو چلانے کے لئے ایک انجمن بنائی اور اسی کو اپنا جانشین قرار دیا اور رسالہ الوصیت میں صاف طور پر لکھا کہ

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہو گا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں"

کس قدر صاف اور واضح بات ہے اس کے سوا ساری الوصیت میں ایک جگہ بھی (اشارۃً و کنایۃً بھی) اپنے بعد کسی خلافت کا ذکر نہیں کیا، صرف اپنی قائم کردہ انجمن ہی کو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین قرار دیا ہے اور اپنے بعد سلسلہ کا تمام نظم و نسق اسی انجمن ہی کے سپرد کیا چنانچہ قاعدہ ۱۳ مندرجہ الوصیت میں بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کے متعلق یہ ہدایت فرمائی ہے کہ:-

"اگر کوئی کچھ بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور باایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو، تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے"

خط کشیدہ فقرہ میں بھی اپنے بعد انجمن ہی کو وہ اختیار دیا جو زندگی میں اپنے پاس رکھا تھا [illegible] خلافت کا سلسلہ چلانا ہوتا، اور آپ کے وہم میں بھی یہ بات ہوتی کہ میرے بعد خلفاء کا سلسلہ [illegible] تو کم از کم اپنے خاص اختیارات انجمن کے سپرد نہ کرتے اور صاف لکھ دیتے کہ میرے بعد [illegible] کا کس کی اجازت سے یہ کام ہو گا۔ صرف مقبرہ بہشتی میں تدفین کا معاملہ ہی نہیں آپ [illegible] ایک خاص تحریر کے ذریعہ سے اپنے بعد تمام ہی اختیارات انجمن کے سپرد کر دیئے اور اس میں کوئی ذکر تک نہ کیا کہ میرے بعد جو خلیفہ ہو گا اس کے ذمہ یہ کام ہو گا یا انجمن اس کے حکم کے ماتحت ہو گی۔ آپ کی اس تحریر کو پڑھیئے اور خود دیکھئے اس میں کونسی خلافت کی گنجائش موجود ہے:-

[illegible] واسطے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھے [illegible] اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کریگی۔*

فرمایئے اگر کوئی سلسلہ خلافت قائم کرنا ہوتا تو آپ کس طرح ایسی تحریر لکھ کر دے سکتے تھے اور کس طرح یہ فرما سکتے تھے کہ

"میرے بعد ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہو گا"

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ آپ کے بعد کوئی سلسلہ خلافت قائم ہو گا یا ہونا چاہیئے، آپ اس بات کو بخوبی سمجھتے تھے کہ پیروں کا سلسلہ خلافت یا ان کی گدیاں کیا رنگ اختیار کر چکی ہیں، اور ان کی وجہ سے پیر پرستی کا مرض کس قدر خطرناک صورت اختیار کر چکا ہے اور کیا کیا بدعنوانیاں پیدا ہو چکی ہیں، اسی وجہ سے آپ نے اپنی زندگی میں انجمن بنائی اور سلسلہ کا نظم و نسق اس کے سپرد کر دیا اور اپنے بعد تمام اختیارات اسی انجمن کو دیئے، لیکن افسوس ہے کہ اس قدر احتیاط کے باوجود آپ کے بعد وہی رستہ اختیار کر لیا گیا جس سے بچنے کے لئے آپ نے انجمن بنائی تھی۔ انجمن کو کالعدم قرار دے کر تمام اختیارات نام نہاد خلیفہ نے خود سنبھال لئے اور خلافت کی گدی خاندانی ملکیت بن گئی۔ اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ کاش قادیانی جماعت کے ہوشمند انسان ان واقعات پر غور کریں اور دیکھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کس راہ پر انہیں چلانا چاہا تھا اور وہ کس راستہ پر جا رہے ہیں۔

تاشقند کانفرنس

گذشتہ ۴ جنوری ۱۹۶۶ء سے روسی وزیر اعظم مسٹر کوسیجن کی دعوت پر تاشقند میں پاکستان اور بھارت کے سربراہوں کے مابین باہمی تنازعات کے بارہ میں گفت و شنید ہو رہی ہے، بڑی امید تھی کہ اس کانفرنس میں دونوں ملکوں کے تنازعات ختم ہو جائیں گے اور کشمیر کو رائے شماری کا حق مل جائیگا اس لحاظ سے یہ کانفرنس ایک بہت بڑی تاریخی حیثیت رکھتی ہے جس پر تمام دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور دنیا بھر سے دو سو سے زاید اخباری نمائندے کانفرنس کی کارروائی دیکھنے کے لئے تاشقند پہنچے ہوئے ہیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھارتی وزیر اعظم شاستری کی "میں نہ مانوں" اس کانفرنس کو ناکام بنا کر رہے گی، بلکہ تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ کانفرنس ناکامی کی آخری حد تک پہنچ چکی ہے، کانفرنس کی ابتداء ہی میں صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صاحب نے نہایت واضح الفاظ میں یہ بتا دیا تھا کہ بھارت اور پاکستان کی باہمی جنگ محض تنازعہ کشمیر کا نتیجہ ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اس تنازعہ کو حل کرنا ضروری ہے۔ لیکن بھارتی وزیر اعظم نے اس ضروری اور اہم وجہ نزاع کو پیچھے ڈالتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ سب سے پہلے دونوں حکومتوں کی طرف سے ایک دوسرے سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو جانا چاہیئے۔ ہر چند صدر ایوب اور ان کے وزراء نے پُر زور دلائل کے ساتھ یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ جب تک مسئلہ کشمیر کا کوئی ٹھوس حل تجویز نہیں کیا جائے گا جنگ نہ کرنے کا سمجھوتہ ردی کاغذ سے زیادہ اہمیت پیدا نہیں کر سکتا، لیکن نہ بھارتی وزیر اعظم نے اس واضح حقیقت کو تسلیم کیا اور نہ اُن کے وزراء نے اس کو قابل التفات سمجھا، اس سلسلہ میں صدر ایوب اور مسٹر شاستری کی کئی ملاقاتیں ہوئیں، دونوں حکومتوں کے وزراء کی بھی باہم گفتگوئیں ہوئیں لیکن جس قوم نے "میں نہ مانوں" کا سبق پڑھ رکھا ہو اس سے کامیابی کی کہاں توقع ہو سکتی ہے۔ آخری خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کانفرنس آج پیر کے دن ختم ہو جائے گی، اور دونوں سربراہ تاشقند سے ناکام واپس آ جائیں گے۔ اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ بہرحال روسی وزیر اعظم مسٹر کوسیجن قابل شکریہ ہیں کہ انہوں نے اپنی طرف سے دونوں ملکوں کے تنازعات ختم کرانے کے لئے سرتوڑ کوشش کی، اور دونوں سربراہوں کی گفتگوؤں میں خود بھی حصہ لیا اور علیحدہ علیحدہ پرائیویٹ ملاقاتوں میں بھی معاملات کو سلجھانے کی سعی کی، تاکہ برصغیر ہند و پاک آتش حرب کی جس بھٹی پر کھڑے ہیں، اس سے ان کو بچایا جائے اور ایسا نہ ہو کہ یہ آگ ایک عالمگیر جنگ کی صورت اختیار کر لے۔ خدا تعالےٰ ہی اپنے فضل و کرم سے اس آگ کو بجھائے اور بھارتی حکمرانوں کو سمجھ اور عقل عطا کرے کہ وہ کشمیری مسلمانوں کو حق خود ارادیت دے کر برصغیر اور تمام دنیا کی رستگاری کا موجب ہوں (بعد کی خبر: ۱۰ جنوری کی رات کو ایک مشترکہ اعلامیہ میں دونوں حکومتوں کے سربراہوں نے دستخط کئے جس کے بعد افسوس ہے کہ اسی رات مسٹر شاستری دل کی حرکت بند ہو جانے سے فوت ہو گئے۔

* صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں انجمن کا اجتہاد کافی ہو گا۔ والسلام

مرزا غلام احمد ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء

روزہ تمام انبیاء و صلحاء کی تجربہ کردہ عبادت ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی متقیانہ زندگی اور آپکی جماعت کا دیکھا ہوا نمونہ

خطبۂ جمعہ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۵ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا۔ کتب علیکم الصیام۔ کما کتب علی الذین من قبلکم۔ لعلکم تتقون

اللہ تعالیٰ کا طریق تخاطب

میں نے اس آیت کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پڑھا ہے۔

یاایھا الذین امنوا۔ وقفہ۔ کتب علیکم الصیام۔ وقفہ۔ کما کتب علی الذین من قبلکم وقفہ اور پھر لعلکم تتقون۔ اس آیت میں چار مضمون ہیں۔

پہلا مضمون یہ ہے۔ یاایھا الذین امنوا اے ہمارے دوستو! جنہوں نے ہمیں مان لیا ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لے آئے ہیں ہم تم سے ایسی بات کہنا چاہتے ہیں جس میں تمہاری بھلائی ہے۔ یہ پہلا حصہ ہمیں یہ سکھلاتا ہے کہ ہمیں قوم کو، جماعت کو، کسی فرد کو، بیٹے کو، بیوی کو، بھائی کو، بہن کو کس طرح مخاطب کرنا چاہیئے۔ دیکھئے خدا زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ اور اپنی ذات میں غنی ہے۔ حاجت کوئی نہیں رکھتا۔ باوجود اس شان و شوکت اور کبریائی کے ہمیں یوں مخاطب فرماتا ہے۔ کہ اے ہماری ہستی کو مان لینے والو، اور ہمارے پیغمبر کی رسالت پر ایمان لانے والو! یہ فرما کر زمین و آسمان کے بادشاہ نے ہم عاجز بندوں سے تعلق جوڑا۔ یہ بڑی ایک بات کہی ہے۔

رُوحانی تربیت کے لئے روزہ کا پُر مشقت لیکن مفید حکم

وہ بات یہ ہے کتب علیکم الصیام ہم نے روزے رکھنا تم پر فرض قرار دیا ہے۔ یہ عبادت شاقہ ہے۔ اس میں مشقت ہے۔ اس کو ترم کرنے اور بندوں کو تیار کرنے . . . . اپنا تعلق جتلایا ہے کہ ہمارا تمہارا تعلق ہے۔ ہم بادشاہ ہیں۔ تم مخلوق ہو مربوب ہو۔ ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہاری معیشت کے وہ سامان مہیا کئے ہیں جو تمہارے جسموں کے لئے ضروری ہیں ہم تمہاری روحانی تربیت کے لئے ایک بات کہتے ہیں، بظاہر اس کے اندر مشقت نظر آتی ہے۔ لیکن یہ نہایت مفید ہے اور اس کا تجربہ بھی ہو چکا ہے۔

روزہ کی افادیت تجربہ شدہ ہے

کما کتب علی الذین من قبلکم تم سے پہلے جس قدر انبیاء آئے اور جس قدر قوموں کے رہنما پیدا ہوئے ان سب نے روزے رکھے ہیں اور اس عبادت شاقہ کا تجربہ کیا ہے انہوں نے اس کو مفید پایا ہے۔ نہایت تجربہ شدہ چیز پر یقین کیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے لئے بھی مفید ثابت ہوگی میرے دیکھنے کی بات ہے۔ ڈاکٹر ایک بچے کو ٹیکا لگا رہا تھا بچہ روتا ہے چلاتا ہے۔ مگر ڈاکٹر اس کی پرواہ نہیں کرتا اور ٹیکا لگا دیتا ہے۔ اس کو دلاسا دیتا ہے کہ ڈرو نہیں . . . . اس سے تکلیف نہیں ہوگی تمہیں آرام ہو جائے گا۔ معلوم ہوا کہ تجربہ شدہ مفید چیز پر عمل کرنے کے لئے انسان تیار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ کسی قدر ناگوار اور تھوڑی سی تکلیف کا موجب ثابت ہو۔ یہی بات روزہ کے متعلق فرمائی کہ روزہ اور اس کی افادیت تجربہ شدہ ہے۔

روزہ تقوےٰ اور قربِ الٰہی کا موجب ہے

اقوام سابقہ کے تمام انبیاء اور پیشروؤں نے روزے رکھے ہیں۔ اس کی افادیت یہ ہے کہ اس سے قرب الٰہی میسر آتا فرمایا۔ اسی افادیت کی وجہ سے تم پر روزے رکھنا فرض قرار دیتے ہیں لعلکم تتقون تم اس سے متقی ہو جاؤ گے۔ یعنی خدا خوف، اور خادم مخلوق بن جاؤ گے۔

تمام انبیاء نے دین اسلام ہی کی تلقین کی

قرآن بار بار اور کئی رنگوں میں بیان کرتا ہے۔ کہ اسلام دین واحد ہے جس کی تلقین تمام انبیاء نے کی ہے ایک جگہ فرمایا مصدق لما بین ایدیھم اور فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ ہم نے تم سے پہلے لوگوں کو بھی جنہیں کتاب دی گئی یہی وصیت کی تھی اور یہی ہے۔ اور فرمایا ولقد اصطفینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ اسی طرح کتب علی الذین من قبلکم میں یہی ظاہر فرمایا کہ روزہ رکھنا ہر نبی نے سکھایا ہے۔ غرض اعمال نیک ہیں اور دین اسلام انہی چیزوں کی تلقین کرتا ہے۔ یہ تلقین پہلے انبیاء کرام نے کی ہے۔

روزہ کی غرض

اس کی غرض کیا ہے۔ بغیر غرض کے کوئی بادشاہ کوئی حکم جاری نہیں کرتا۔ روزہ کی غرض ہے لعلکم تتقون۔ ہم تقوےٰ کی راہ سکھانا چاہتے ہیں یہ یقین کرکے کہ خدا ہم کو ہر وقت اور ہر جگہ دیکھتا ہے۔ اس کے حکم سے کھانا پینا چھوڑ دیتے ہو۔ سردی کے موسم میں سارا دن گرم چائے تک نہیں پیتے۔ گرمی کے موسم میں برف کی طرف دیکھتے بھی نہیں، سوڈا واٹر لیمونیڈ، ٹھنڈا پانی استعمال نہیں کرتے کیونکہ یقین ہے کہ خدا مجھے دیکھتا ہے۔ بچہ ساست سال کے بچے بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ماں باپ کو افطار کے وقت فکر ہوتی ہے کہ بچہ بھوکا ہے۔ پیسے دیتے ہیں کہ جاؤ بازار کی سیر کر آؤ۔ لیکن وہ کچھ خرید کر کھا لینے کے بجائے واپس لے آتا ہے۔ وہ روزہ کو توڑ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اسی یقین سے قرب الٰہی میسر آتا ہے۔

انسان کی کچھ خواہشات ہیں کچھ ضروریات کچھ بدنی خواہشات ہیں۔ لیکن روزہ میں خدا کے حکم کو سامنے رکھتے ہوئے وہ اپنی تمام خواہشات کو ٹھکرا دیتا ہے اور حلال طیبہ چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ مہینہ بھر یہ مشق کی جاتی ہے کہ خدا کے حکم سے فلاں وقت سحری کھاؤں گا اور فلاں وقت افطار کروں گا۔ مہینے بھر کی مشق سے ایمان و عمل کے نقوش دل پر ثبت ہو جاتے ہیں اور ایسا کرنے سے تقوےٰ کا مضمون اچھی طرح سے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

تقوےٰ کیا ہے؟

تقوےٰ کیا ہے؟ انسان کے دل میں یہ نقش پکا ہو جائے۔ کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے اس کے حکم کی فرمانبرداری کرتا ہے اور جس بات سے خدا نے منع فرمایا ہے اس سے رک جائے۔ التقوی ان لایراک مولاک حیث نھاک۔ تقوےٰ یہ ہے کہ تمہارا خدا تمہیں وہاں نہ دیکھے جہاں جانے سے اس نے منع کیا ہے (۲) مجلس میں نہ جائے جہاں جانے سے خدا کے حکم کی نافرمانی ہوتی ہے۔ پس تقوےٰ خدا کی رضا حاصل کرنے کا نمونہ دیتا ہے اور جس چیز سے اس نے منع کیا ہے اس سے اجتناب کرنے کو کہتا ہے۔ ڈاکٹر اور طبیب کہتے ہیں کہ

فلاں چیز نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ وہ مضر ہے تو ہم اس سے اجتناب کرتے ہیں اور ہمارا مولا کہتا ہے کہ گناہ کی زندگی سے کنارہ کش رہو کیونکہ اس سے صحت برباد ہوتی اور روپیہ ضائع ہوتا ہے اور عزت برباد ہو جاتی ہے۔

بدی چھپانے سے نہیں چھپتی

راولپنڈی کے خان بہادر شیخ اسماعیل صاحب کے پاس میں اکثر مہمان ہوا کرتا تھا۔ وہ بہت بڑے متقی انسان تھے۔ انہوں نے اپنے کاروبار میں کبھی جھوٹ سے کام نہیں لیا تھا۔ نماز نہایت پابندی سے ادا کرتے تھے تہجد اور اشراق کی نمازوں میں ناغہ نہ ہوتے پاتا تھا۔ کوکان کے پیچھے ان کی کوٹھی تھی۔ ایک دن آتے کہنے لگے کہ آیئے میں آپ کو دکھلاؤں فلاں دوست شراب پیئے بیٹھا ہے میں نے کہا میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ وہ شرم کے مارے مجھے دیکھتے ہی مر جائے گا کہ اس نے کیا کیا۔

ایک شرابی کتنی ہی کوشش کرے کہ کسی کو پتہ نہ لگے کہ میں نے شراب پی ہوئی ہے۔ کتنا ہی منہ میں الائچی پان یا کوئی اور چیز رکھے یہ چھپتی نہیں۔ پھیپھڑوں سے شراب کی بو اٹھتی ہے اور وہ رکتی نہیں۔ ایک بدکار انسان غیر عورت کے ساتھ پھرتا نظر آتا ہے اور وہ اصل حقیقت کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے کہتا ہے کہ وہ عورت جو آپ نے دیکھی ہے خدا کی قسم وہ میری بہن ہے مگر اس کا دل اس کو نادم کرتا ہے یہ نفس لوامہ ہے جو انسان کو کسی برے کام پر نادم کرتا رہتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی نماز تہجد

تو معلوم ہوا کہ روزے کا مقصد بڑا بلند ہے اس سے بدیوں اور برائیوں سے انسان بچ جاتا ہے اس کو طہارت و تزکیہ حاصل ہوتا ہے جس سے قرب ملتا ہے سابقہ اقوام کے انبیاء نے بھی روزہ رکھا ہے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزے رکھے ہیں، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راتوں کو خدا کے حضور میں قیام فرمایا ساری عمر آپ نے قیام کیا۔ جب نادار تھے تب بھی روزہ رکھتے تھے۔ رات کو اٹھتے اور اپنا وقت ذکر الٰہی میں گذارتے تھے۔ پھر وہ وقت بھی آیا جب آپ بادشاہ ہو گئے۔ عام طور پر یہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی کو بادشاہت یا کوئی بڑا عہدہ وافر دولت مل جائے تو وہ غافل اور آرام طلب ہو جاتا ہے۔ خدا کو بھول جاتا ہے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بابر آخری دن تک تہجد پڑھتے رہے اور اس قدر لمبا قیام فرماتے کہ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک رات میرے ہاں قیام کیا پچھلی رات اٹھے مشکیزہ سے پانی لے کر وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد تسبیح پڑھی پھر غسل کیا اور سجدہ میں رونا شروع کر دیا۔ پھر قیام کیا اور پھر سجدہ میں رونے لگ گئے۔ یہاں تک کہ زمین آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گئی ظاہر ہوا کہ آپ بادشاہ ہو کر ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ کبھی عبادت الٰہی سے غافل نہ ہوئے۔ حضور دونوں جہان کے بادشاہوں کے لئے نمونہ تھے۔

حضرت نبی کریم صلعم اور آپ کے متبعین کی سادہ زندگی۔

حضور صلعم نے پبلک ٹریژری اپنے آپ پر، اپنے اہل و عیال پر اور اپنے عزیز و اقارب پر خرچ نہیں کی مسجد نبوی کے ساتھ چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ آپ کے اہل و عیال انہی کوٹھڑیوں میں زندگی بسر کرتے تھے۔ بادشاہ ہو کر آپ نے ان کے سنوارنے کی طرف توجہ نہیں دی۔ کوئی محل بنانے کا خیال آپ کو نہیں آیا۔ کراکری خریدنے کی نہیں سوچی۔ طرح طرح کے باورچی اور دھوبی رکھنے کا خیال نہیں آیا۔ اپنے اہل و عیال کے لئے باغات اور سیرگاہیں نہیں بنوائیں۔ ملبوسات اور مشروبات نہیں جمع کئے۔ حضور کے خلفاء راشدین نے بھی حضور کی طرح عبادت گذاری اور سادہ زندگی بسر کی۔ اور حضور کے نقش قدم پر چل کر امت میں اولیاء مجدد، غوث قطب پیدا ہوئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی متقیانہ زندگی

اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ نے بھی روزے رکھے ہیں اور راتوں کو جاگے ہیں قیام کیا ہے۔ ذکر الٰہی پر مصروف رہے ہیں۔ حضرت کے گھر میں حضرت مولانا نور الدین قیام رکھتے تھے۔ کوئی پیر اپنے گھر میں کسی کو نہیں رکھتا اور اس کو تو قطعی رکھتا ہی نہیں جو فاضل اجل ہو، کیونکہ اسے ڈر ہوتا ہے کہ اس کی اندرونی زندگی کا پتہ لگ جائے گا حضرت صاحب نے اس شخص کو اپنے گھر میں جگہ دی جو عالم کیا خود ولی اللہ تھا۔ دین کی تفصیلات سے واقف تھا۔ مکہ معظمہ میں سات آٹھ سال قیام کر چکا تھا۔ مشائخ کی صحبت سے فیض یاب تھا وہ آپ کی پاک زندگی اور قیام لیل سے اس قدر متاثر تھے کہ ایک دفعہ ان کی بیوی نے ان سے کہا کہ آپ آرام کر لیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ آپ دیکھتی ہیں کہ میرا پیر کیا کر رہا ہے۔ کیا وہ سو رہا ہے کہ میں سو جاؤں۔ ایسا ہی حضرت صاحب مولانا عبدالکریم صاحب کو بھی گھر میں ہی رکھتے تھے وہ بڑی رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ حضرت صاحب کی بیوی کی آواز سن کر ان کو ڈانٹ پلا دیتے تھے اس پایہ کے مرید ہیں جو گھر میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کی زندگی کیسی پاکیزہ تھی، کہ نہ آپ کو خوف تھا کہ مرید میری کمزوریوں کو دیکھ کر کیا کہیں گے اور نہ مریدوں کو کسی قسم کی حرف گیری کا موقعہ ملا۔ بلکہ وہ آپ کی پاکیزہ زندگی پر فدا ہوتے تھے، یہ کیوں؟

روزہ سے قوم کی پاکیزگی

حضرت صاحب نے ریاضت کی ہے روزے رکھے ہیں۔ عبادت کی ہے اور اللہ تعالے اور اس کے رسول صلعم کی کامل اتباع کی ہے۔ تمام صلحاء امت نے ریاضتیں کی ہیں، روزے رکھے ہیں۔ اس ریاضت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہم تمہیں مشقت کی زندگی کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر تم پاکیزہ اور سونا بن جاؤ۔ اس لئے گناہ کی زندگی ختم کر کے روزہ کی مشقت اٹھاؤ۔

جماعت احمدیہ میں اسلام کا ٹھیٹھ نمونہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو ملنے پاک و صاف کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے بھی اسی کا نمونہ ظلی رنگ میں دکھایا۔ علامہ اقبال نے علی گڑھ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر اسلام کا ٹھیٹھ نمونہ دیکھنا ہے تو قادیان جا کر دیکھو۔ یہ نمونہ میں نے بھی دیکھا ہے۔ ایک چپڑاسی ایک پیسے کی بے ایمانی نہیں کرتا۔ لڑکیاں لڑکے عورت مرد نماز و درس میں شامل ہوتے ہیں، قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ ذکر الٰہی جاری ہے۔ اذان ہوتی ہے تو دکانیں بند ہو جاتی ہیں مسجد کھچا کھچ بھر جاتی ہے۔ غرض حضرت صاحب نے جماعت کے اندر ایک نمایاں انقلاب پیدا کر دکھایا۔ جماعت کو چاہیئے کہ اس انقلابی زندگی کے بسر کرنے کی طرف توجہ دیں۔

اعمال کا اجر نیات پر (خطبہ ثانی)

دوسرے خطبہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث سناتا ہوں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما الاعمال بالنیات۔ جو بھی نیت کسی کام کے کرنے میں کوئی شخص رکھے گا اس کو وہی پھل مل جائے گا۔ چنانچہ فرمایا فمن کانت هجرته الى دنيا يصيبها او امرأة ينكحها فهجرته الى ما هاجر اليه جس نے دنیا کے مال کے لئے ہجرت کی۔ یا اس وجہ سے جہاد کیا کہ شام کی پری کو نکاح میں لے آؤں گا۔ تو اس کی ہجرت اسی حسینہ کے لئے ہی ہوگی۔ اور فرمایا میں کسی کو مال نہیں دے سکتا لا اقول لكم عندى خزائن الله۔ میں کسی کو خزانہ نہیں دے سکتا۔ کسی کو مویشی اور زمین نہیں دے سکتا کسی کو لونا نواسہ نہیں دے سکتا ولا اعلم الغيب۔ میں غیب بھی نہیں جانتا میرے پاس کوئی شخص مال لینے یا غیب کی بات پوچھنے نہ آئے علماء اور مشائخ کو چاہیئے کہ وہ بھی حضور کا طریق اختیار کریں اور مسلمانوں کو کسی طرح سے دھوکا دینا جائز نہ سمجھیں۔

ہمارا پیغمبر کہتا ہے کہ میں فرشتہ بھی نہیں ہوں، میرے پاس لالچ لے کر نہ آنا۔ یہ کیسا نرالا پیر ہے کیا سکھانا چاہتا ہے۔ کس طرح سے قوم کو بلند کرنا چاہتا ہے۔ اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو اپناؤ، اور دنیا میں پھیلاؤ۔

درخواست دعا: میری بچی جس کی عمرہ سال ہے ۲۷ تاریخ کو ... کی تیسری منزل سے اچانک گر پڑی ایکس رے سے پتہ چلا ہے کہ اس کی دائیں ٹانگ میں کولہے کی ہڈی میں چوٹ آئی ہے اور پسلی کی تیسری ہڈی ... کی جانا ہے اب بچی گھر پر ہے اور سینہ سے لیکر پاؤں تک ... ہے بزرگان جماعت سے استدعا ہے کہ اپنی پنجگانہ نمازوں میں ...

لیکچر میاں ممتاز احمد فاروقی — بر موقع جلسہ سالانہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۵ء

زمانے کی گردش اور مسلمان قوم

قال اللہ تعالےٰ :-

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

ضرور تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں میں آزمائے جاؤ گے۔ اور ضرور تم سنو گے اُن لوگوں سے جنہیں تم سے ... بیشک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے ۔

——— یہ آیت سورۃ آل عمران میں سے ہے جو میں نے پڑھی ہے۔ سورۃ بقرہ میں زیادہ تر خطاب یہودیوں سے اور تھوڑا عیسائیوں سے ہے۔ سورۃ آل عمران میں خطاب زیادہ تر عیسائیوں سے اور تھوڑا یہودیوں سے ہے۔ اور ساتھ مشرک لوگوں کا بھی بیان ہے۔

——— اس آیت میں جو میں نے پڑھی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے لئے دو سخت قسم کے ابتلاؤں کا ذکر کیا ہے جو ابھی پیش آنے والے تھے۔ ایک مالی اور جانی ابتلا۔ دوسرا اہل کتاب اور مشرکین سے ایذا کی باتیں سننا۔ اور اس میں خصوصاً اہل اسلام کے اُن مالی و جانی نقصانوں کی طرف اشارہ ہے جو ہمارے اس زمانے میں ان کو اٹھانے پڑے ہیں۔ اور اس لئے اُن کے ساتھ ایذا کی باتوں کو جمع کیا ہے کہ یہ دونوں باتیں اسی زمانہ میں اکٹھی ہوئی ہیں۔ دولت اور املاک مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ وہ اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ شہید کئے گئے۔ مرد اور بچے اور عورتیں ہزاروں کی تعداد میں تہ تیغ کئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی عیسائیوں اور مشرکوں کی طرف سے وہ کچھ ایذا کی باتیں اسلام کے مقدس پیشوا اور بزرگانِ دین کی نسبت سننی پڑیں کہ الامان۔ اس زمانے میں جو گندے اعتراض اسلام کے خلاف ہوئے ہیں اور جس قدر دشنام دہی کے رسائل تیار ہوئے ہیں اُن کا اگر انبار لگایا جائے تو ایک پہاڑ بن جاتا ہے۔

——— اور چونکہ اس سورت میں اہل عیسائیوں کا ذکر ہے اس لئے سمجھایا کہ اسلام پر ایسے مصیبت کے زمانے پہلے بھی آئے ہیں کہ دشمنوں نے سمجھا کہ ہم نے اسے کچل دیا ہے مگر وہ مغلوب کبھی نہیں ہوا۔ ہمیشہ بالآخر غالب ہی ہوا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اُتنا ہی وہ اُبھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

اس لئے اب بھی جب چاروں طرف سے مسلمان مصائب کا شکار بنے ہوئے ہیں۔ یہ آیت تسلی ہمیں تسلی دیتی ہے کہ اسلام (انشاء اللہ تعالےٰ) اب بھی مغلوب نہ ہوگا۔ مگر ساتھ ہی جناب الٰہی فرماتے ہیں کہ ان مصائب کا علاج صبر اور تقویٰ ہے۔

——— صبر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک مصائب میں ہمت نہ ہارنا۔ دوسرا اللہ تعالےٰ کی اطاعت پر عمل کے لئے اور اس کے منہیات سے بچنے کے لئے مضبوط کھڑا ہو جانا ۔ اور تَتَّقُوْا کو بعد میں رکھ کر بتایا کہ یہاں تقوےٰ سے مراد اپنا بچاؤ کرنا ہے ان تدابیر کے ساتھ جو اس وقت عمل میں لائی جاتی ہیں، اور حقوق کی نگہداشت بھی مراد ہو سکتی ہے۔ پھر اس کے بعد کی آیات میں اہل کتاب اور اُن کے اقرار اور عہدوں کو توڑنے کا ذکر ہے۔ اور مذہب میں سودے بازی اور اُن کے دنیا میں انہماک کا ذکر ہے۔ گویا بالآخر عذاب الٰہی انکو پکڑے گا۔ کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت صرف خدا تعالےٰ کے لئے ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

——— اس کے بعد سورۃ آل عمران کا بیسواں اور آخری رکوع شروع ہوتا ہے۔ یہ دس آیات یعنی آخر سورت تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کو اُٹھتے ہوئے پڑھا کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی کی روایت سے ثابت ہے۔ اس رکوع کی شروع کی آیات ہیں :-

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي

کے اختلاف میں عقل والوں کے لئے نشان ہیں۔

الْاَلْبَابِ - الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ

جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر

قُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ

یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی

خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا

پیدائش میں فکر کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے رب

خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا

تو نے اسے بے فائدہ پیدا نہیں کیا تو پاک ہے پس ہمیں

عَذَابَ النَّارِ - رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ

آگ کے عذاب سے بچا۔ ہمارے رب جس کو تو آگ میں داخل کرے

النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ

یقیناً اسے تو نے رسوا کیا۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار

اَنْصَارٍ ○

نہیں۔

ان آیات سے پہلے اہل کتاب خصوصاً عیسائیوں کا ذکر تھا اور اُن کی مذہب سے غفلت اور دنیا میں انہماک کا ذکر تھا۔ انہی عیسائی قوموں کے متعلق سورۃ الکہف میں ذکر آتا ہے :-

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

وہ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ سمجھتے

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا

ہیں کہ وہ صنعت کے اچھے کام کر رہے ہیں۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی باتوں اور اس

لِقَاۗىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ

کی ملاقات کا انکار کیا سو اُن کے عمل کام نہ آئے اس لئے ہم ... یہ ہے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری باتوں کو اور میرے

رُسُلِيْ هُزُوًا

رسولوں کو ہنسی بنایا۔

یہاں ان عیسائی قوموں کا ذکر ہے جنہوں نے دنیاوی کاموں میں اور دنیاوی علموں اور سائنس میں اپنی تمام توجہ صرف کر دی اور خود ... بڑی ترقی کی اور بڑی طاقت اور دولت کے مالک بن گئے مگر دین کی طرف سے لاپرواہی اور مذہب کا مذاق اڑانے کی وجہ سے اُن سے اعمال صالحہ کوئی سرزد نہ ہوئے اور نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف دنیاوی زندگی میں ... آپس میں جنگ کر کے ایک دوسرے کو تباہ کریں گی جیسا کہ سورہ کہف کے آخر میں ذکر آتا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ اور جناب الٰہی کا فرمان ہے کہ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - بلکہ آخرت میں ان کے لئے جہنم ہوگا۔

——— مگر مسلمانوں کو جناب الٰہی نے متنبہ کیا ہے کہ دیکھو زمین اور آسمان کی پیدائش اور قوانین قدرت اور خدا تعالےٰ کی مخلوقات پر غور و خوض کرو۔ یہ چیزیں ہم نے بے کار یا بے فائدہ نہیں پیدا کیں۔ ان علوم کو سمجھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اس سے جو دولت اور طاقت تم حاصل کرو۔ اس کا جائز استعمال کرو۔ اگر ایٹم کو پھاڑنا اور اس کی طاقت کو قابو میں لانا سیکھو تو اس سے اپنے فائدے کے کام لو نہ کہ ایٹم بم بنا کر دنیا میں تباہی اور ہلاکت پھیلاؤ۔ اسی لئے دعا سکھلائی کہ اے ہمارے رب ہماری دستگیری فرما اور ہمیں سوجھ بوجھ سکھلا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ان طاقتوں کے غلط استعمال سے اپنے لئے جہنم بنا کر کھڑا کریں اور ظالموں میں سے ہو جائیں۔

اس کے بعد دعا سکھلائی رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ - ہمارے رب بے شک ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا ہے جو ایمان کے لئے بلاتا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ پس ہم ایمان لائے۔ ہمارے رب سو تو ہماری کمزوریوں کی حفاظت فرما اور ہماری برائیوں اور تکالیف جسمانی کو ہم سے دور کر دے

کرم کو استقامت کے ساتھ وفات دے۔) پھر دعا سکھلائی:۔

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ ٥

(اے ہمارے) رب اور ہمیں وہ عطا فرما جس کا وعدہ تو نے ہمیں اپنے رسولوں کے ذریعہ دیا ہے اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کرنا بے شک تو وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے ان وعدوں کے پورا ہونے کی دعا ہے جو رسولوں کی زبان پر کئے گئے تھے۔ اس دعا کے دو حصے ہیں، پہلے اتنا ما وعدتنا ہے۔ اور دوسرے حصے میں [لا تخز]نا یوم القیامۃ ہے۔ یہ مقابلہ صاف دکھاتا ہے کہ پہلے وعدے دنیا کے متعلق ہیں اور دوسرے قیامت کے۔ یعنی ہم دنیا میں ذلیل اور رسوا نہ ہوں بلکہ نصرت الٰہی کے ساتھ منصور اور فتح مند ہوں۔ اگرچہ یہ الٰہی وعدے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے وعدے جو نصرت وغیرہ کے متعلق ہوں ان کا تعلق اعمال سے ہوتا ہے۔ نہ خاص انسانوں سے۔ پس اگر اعمال صالحہ اس حد کو نہ پہنچیں یا کوئی بدعملیاں درمیان میں روک ہو جائیں تو ان وعدوں کا ایفا بھی نہیں ہوتا۔

اب یہ الٰہی وعدے کیا ہیں۔ ان کا ذکر بھی قرآن کریم میں آتا ہے۔

(۱) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول (آنحضرت صلعم) کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے۔

(۲) ...... ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ الٰہی وعدہ ہے ...... کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔ حدیث شریف میں بھی آتا ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ:۔

"میرے رب نے زمین کو میرے لئے سکیڑ دیا۔ اور اس کی مشرقی اور مغربی زمینیں مجھے دکھائی گئیں اور میری امت کی بادشاہت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین سکیڑ کر مجھے دکھائی گئی ... مجھے دو خزانے دیئے گئے ہیں ایک سرخ اور ایک سفید۔ اور سرخ خزانہ مشرقی اقوام کا اسلام میں داخل [ہونا] ہے اور سفید خزانہ مغربی اقوام کا جو سفید رنگ کی ہیں۔"

(۳) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ (اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا انہیں خلیفہ بنایا جو اُن سے پہلے تھے اور وہ ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوطی سے قائم کر دے گا۔ اور ان کے لئے ان کے خوف کے بعد بدل کر امن کی حالت [کر دے] گا)

اس آیت میں تین وعدے کئے گئے ہیں اوّل وعدہ استخلاف (یعنی امارت اور حکومت کی اور ولایت کی) دوئم تمکین دین۔ سوئم۔ خوف کی جگہ امن قائم کر دینا۔ یہ جناب الٰہی کا وعدہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد امت محمدیہ کے حق میں پورا ہوتا رہا۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ پورا ہوتا رہے گا۔ سو یہ تمام وہ وعدے ہیں جو رسول کے ذریعہ جناب الٰہی نے مسلمانوں کے حق میں کئے۔ اس کے بعد آیت آتی ہے:۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ٥ (سو اُن کے رب نے ان کی دعا کو قبول کیا کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہ کروں گا۔ مرد ہو یا عورت۔ تم سب ایک دوسرے سے ہو۔ سو جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے۔ میں ضرور ان کی تکلیفوں کو اُن سے دُور کر دوں گا اور میں ضرور ان کو باغوں میں داخل کروں گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے بدلہ ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس اچھا بدلہ ہے۔

اس آیت میں جناب الٰہی نے قبولیت دعا کی خوشخبری دی ہے۔ مگر مرد ہو یا عورت اُن کے عمل کو یاد رکھا جائے گا یعنے کام کرو گے تو اجر پاؤ گے۔ صرف دعا کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل نہیں۔ اس عمل کی کچھ تفصیل فرمائی ہے پہلا کام جو اُن لوگوں نے کیا وہ ہجرت ہے۔ اس کے بعد ہے کہ اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور رضائے الٰہی کو انہوں نے اس قدر مقدم کیا کہ وطن کی پرواہ بھی نہیں کی۔ پھر گھروں سے نکلنے کے بعد خدا کی راہ میں ان کو ایذا پہنچائی گئی۔ پھر اُن پر جنگ ٹھونسی گئی جس میں یہ مسلمان کفار سے لڑے اور اُن میں سے بہت شہید بھی ہوئے۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن اعمال پر کیا وعدہ ہے اوّل یہ کہ میں اُن کی تکلیفوں کو ضرور ان سے دُور کر دوں گا۔ اور اُن کو جنت میں داخل کروں گا۔ مگر ہر ایک وعدہ کا کچھ نہ کچھ رنگ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس دنیا میں بھی دکھا دیا ہے۔ دو دفعہ لفظ ثواب کے لانے میں دونوں وعدوں کی طرف اشارہ ہے۔

اب غور کیجئے اگر یہ حالات آنحضرت صلعم کے زمانے کے مسلمانوں پر صادق آتے تھے۔ تو آج یہ کشمیر کے مسلمانوں پر صادق آتے ہیں جن کو صرف اس لئے بھارت کے مشرکین مار رہے ہیں اور اُن کے گھروں سے نکال رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ اور غلام بن کر رہنا نہیں چاہتے۔ یہاں تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔ سو جس طرح جناب الٰہی نے پہلے مظلوم مسلمانوں کی نصرت فرمائی اور بالآخر اُن کو مشرکین پر فتح عطا فرمائی۔ اور مسلمان پھر اپنے گھروں میں واپس آ گئے۔ اسی طرح اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ان مظلوم مسلمانوں کی نصرت فرمائے گا۔ اور ان کو اُن کے گھروں میں واپس لوٹائے گا۔

اور وہ دعویٰ یہ ہے کہ دنیا میں اگر جنت کسی ملک کو کہا جا سکتا ہے تو وہ کشمیر ہے۔ یہاں باغات بھی ہیں اور نہریں بھی بہتی ہیں۔

پھر جناب الٰہی فرماتے ہیں:۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ؕ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔ (جو کافر ہیں ان کا ملکوں میں تصرف تجھے دھوکہ میں نہ ڈالے تھوڑا سا سامان ہے پھر اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بہت ہی بری جگہ ہے لیکن جنہوں نے اپنے رب کا تقویٰ کیا اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں انہی میں رہیں گے۔ یہ اللہ کی طرف سے مہمانی ہے لفظ نزول مہمان کے لئے پہلی پیشکش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے سو پہلے تو یہ دنیاوی باغات ملیں گے اور بعد میں اللہ کے پاس جنت کے باغ ہوں گے۔ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ابرار کے لئے بہت اچھا ہے۔

یہاں کفار سے مراد اہل کتاب عیسائی قومیں ہیں۔ یہی قومیں ہیں جن کا تصرف ملکوں پر پھیل جائے گا۔ دوسری جگہ آتا ہے حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ۔ یہاں یاجوج ماجوج انہی عیسائی قوموں کے دنیا میں پھیل جانے اور ہر بلندی اور اہم مقامات پر قبضہ کا ذکر ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی فرمایا ہے کہ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ۔ یہ طاقتور قومیں بھی خدائی پکڑ سے بچ نہیں سکتیں۔ یہ دنیاوی ساز و سامان ایک وقت کے لئے ہی ہے۔ اس کے بعد ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ جو کہ دنیا سے ہی شروع ہو جائے گا۔ کیونکہ آجکل کی جنگوں میں آگ ہی آگ ہوتی ہے۔ ان کفار قوموں میں خصوصاً تو عیسائی مراد ہیں۔ مگر اور کافر قومیں بھی اسی میں شامل ہیں جو کہ اُن کے ساتھ مل کر مسلمان ملکوں پر حملے کرتی ہیں اور دین اسلام کو نیست و نابود کرنے کے خواب دیکھتی ہیں۔ بھارت کے ہندو بھی اسی ضمن میں آتے ہیں ان مشرکین کا گھمنڈ جو ظاہرا تو بڑا خطرناک اور ڈراؤنا ہے مگر جناب الٰہی فرماتے ہیں کہ اس سے دھوکہ مت کھاؤ۔ یہ مسلمانوں کو تباہ نہیں کر سکیں گے۔ بشرطیکہ مسلمان اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔ اور اپنے اعمال کو درست رکھیں۔

پھر یہ بھی فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ انہی اہل کتاب میں سے ایسے لوگ نکلیں گے جو اسلام کی تعلیم کا اثر قبول کریں گے اور مسلمانوں کی تقویت کا باعث بنیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث نبوی میں مغرب سے طلوع آفتاب کا ذکر آتا ہے یعنی یہ مغربی عیسائی قومیں بھی اسلام کے آفتاب سے روشنی قبول کریں گی۔

مگر وہ وقت آنے سے پہلے مسلمانوں کا ان عیسائیوں اور اُن کے ہمنواؤں جن میں اسرائیل کی یہودی حکومت اور ہندوستان کی ہندو حکومت وغیرہ شامل ہیں سے مقابلہ اور مقاتلہ درپیش ہوگا۔ اس کے لئے فرمایا:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

وَ رَابِطُوْا قف وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْن

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور مقابلہ میں بڑھ کر صبر دکھلاؤ اور محافظت کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ کرو تا کہ تم کامیاب ہو)

لسان العرب میں اصبروا کے معنی اثبتوا علیٰ دینکم ... [illegible] کے وقت صبر۔ اطاعت کو صبر کے ساتھ قبول کرنا۔ اور گناہوں سے بچنے میں صبر دکھاتا اور صابروا میں مقابلہ میں بڑھ کر صبر دکھانا ہے۔ خواہ وہ حرص و ہوا کے مقابلہ میں ہو یا دشمن کے مقابلہ میں ہو۔

رابطوا ۔ کے معنی ہیں ملک کی حدود پر گھوڑوں کا باندھنا یعنی دشمن کے مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار رہنا۔ اور دوسرا ایک امر کی محافظت کرنا۔ دوسرا جملہ سورۃ الانفال میں آتا ہے:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ ۔ (اور جو کچھ طاقت اور گھوڑوں کے سرحدوں پر باندھ رکھنے سے تم سے ہو سکے۔ ان کے لئے تیار رکھو۔ تم اس کے ساتھ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو خوفزدہ رکھو گے۔

اسجگہ دشمن کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کو دو باتوں کا حکم دیا ہے۔ ایک قوت یعنی دشمن کی مدافعت کا سامان اور جہاد علمی یا دہ علمی سامان جس سے دشمن کے اعتراضات کا مقابلہ ہو۔ اور دوسرے مستعد اور چوکس رہنا۔ اس سے دشمن پر رعب بیٹھتا ہے۔ اور وہ ڈر کر اور نا امید ہو کر صلح کی جانب مائل ہو گا۔

آخر میں دعا ہے۔ جناب الٰہی کے حضور میں:۔

اللّٰهم انصر من نصر دين محمد صلى الله عليه وسلم واجعلنا منهم واللّٰهم اخذل من خذل دين محمد صلى الله عليه وسلم۔ ولا تجعلنا منهم۔

اللّٰهم أيّد الاسلام والمسلمين واللّٰهم انصر الاسلام والمسلمين۔

"رسم قل" کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ

ہمارے ایک بھائی نے "رسم قل" کے متعلق دریافت کیا ہے کہ کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے۔ اس دوست کا ایڈریس مجھ سے گم ہو گیا ہے اس لئے پیغام صلح میں اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ شائع کیا جاتا ہے۔ ... [illegible] ... قائم ... سے ملا ہے اس میں ان باتوں کا نام تک نہیں۔ صحابہ کرام ؓ بھی فوت ہوئے کیا کسی کے قل پڑھے گئے۔ صدہا سال کے بعد اور بدعتوں کی طرح یہ بھی ایک بدعت نکل آئی ہے۔

ہمارے اس بھائی نے ایک احمدی کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے اپنے کسی عزیز کی وفات پر "رسم قل" کی پیروی کی۔ واضح ہو یہ اس بھائی کی غلطی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس بھائی کو حضرت اقدسؑ کے فتویٰ کا علم نہیں ہو گا چونکہ عام طور پر مسلمانوں میں اس رسم کا رواج ہے اس لئے اس بھائی نے بھی اس رواج کی بناء پر اسے جائز سمجھا ہو گا امید ہے احمدی بھائی مندرجہ بالا فتوے کو پڑھ کر اس قسم کی رسموں سے جو بدعتوں میں داخل ہیں اجتناب کریں گے۔

اخبار احمدیہ

افسوسناک سانحہ وفات

—— جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و اندوہ سے سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک نہایت مقتدر ممبر جناب الحاج شیخ مولا بخش صاحب، لائل پوری ۹ جنوری ۱۹۶۶ء کو اس دار فانی سے رحلت فرما کر عالم جاودانی ہو گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

شیخ صاحب ممدوح علاوہ اس کے کہ لائل پور کے کاروباری حلقوں میں نہایت ممتاز حیثیت کے مالک تھے سلسلہ احمدیہ کے مسائل سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ بالخصوص قادیانی جماعت کے معتقدات درباره نبوت وتکفیر و اسلام وغیرہ پر انہیں بڑا عبور حاصل تھا اور اپنے کاروبار کے درمیان میں بھی وہ ہمیشہ ان مسائل پر بحث اور گفتگو کرتے رہتے تھے نہایت ذہین انسان تھے، اور کئی کتابوں اور اخبارات کے حوالے انہیں ازبر تھے۔

علاوہ ازیں بڑے مخیر اور فیاض انسان تھے، امور دینیہ اور قومی تحریکات میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور بلیشمار رقوم سے دینی امداد کرتے رہتے تھے، ابھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر برلن مسجد کی مرمت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک پر انہوں نے مبلغ ایک ہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا، کچھ عرصہ ہوا انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی عربی کتب نجم الہدیٰ، خطبہ الہامیہ اور الاستفتاء انجمن کی معرفت اپنے خرچ سے چھپوا کر شائع کی تھیں اور بھی کئی موقعوں پر مختلف تحریکات میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا، ان کے علاوہ کئی غرباء اور صاحب احتیاج لوگ ان کی امداد سے مستفیض ہوتے تھے، غرض مرحوم علمی اور مالی لحاظ سے سلسلہ عالیہ کے ایک نہایت قیمتی اور گرانقدر فرد تھے۔ اور آپ کی وفات ایک ایسا قومی نقصان ہے جس کی تلافی بظاہر حالات ناممکن ہے، ہم ان کے فرزندان رشید اور تمام خاندان کے ساتھ اس نقصان میں برابر کے شریک ہیں اور ان سے گہری ہمدردی رکھتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

تمام جماعتوں سے استدعا ہے کہ جنازہ غائبانہ میں مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

میاں ممتاز احمد صاحب کی علالت

—— محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کچھ دنوں سے بیمار چلے آ رہے ہیں، آپ انجمن کے نہایت سرگرم ممبر اور بک ڈپو و تبلیغ خط و کتابت کے شعبہ جات کے انچارج ہیں۔ اور اس لحاظ سے جماعت میں نہایت قیمتی وجود کی حیثیت رکھتے ہیں احباب کرام سے استدعا ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم کی علالت

—— بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم بھی بہت دنوں سے بیمار ہیں، ان کی صحت کے لئے بھی احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

بارش کے لئے دعا

—— مغربی پاکستان میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جناب الٰہی سے بارش کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

پیغام صلح ۱۲ جنوری ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۱ر شوال المکرم ۱۳۸۵ھ - ۲ر فروری ۱۹۶۶ء | نمبر ۴

جہاد نمبر

۱۹ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسہ سالانہ میں "جہاد فی الاسلام" کے موضوع پر ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں علامہ علاؤالدین صدیقی - مرزا مظفر بیگ ساطع، مولانا عبدالمنان عمر اور ڈاکٹر خالد محمود غزنوی نے تقاریر کیں اور مقالات پڑھے، یہ تمام مقالات اور صدر مجلس مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ کی صدارتی تقریر "پیغام صلح" کے اس شمارہ میں یکجا کر کے اسے جہاد نمبر کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے۔

آج حالات تبدیل ہو چکے ہیں۔ لیکن جہاد کا اصل مفہوم جو ایک مسلمان کی زندگی میں ہر وقت جاری و ساری رہنا چاہیئے یعنے جہاد بالنفس اور اعلائے کلمۃ اللہ، کا جہاد جس کو قرآن کریم نے جہاد کبیر اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد اکبر قرار دیا ہے۔ اس مفہوم کو بھی ان مقالات میں پیش نظر رکھا گیا ہے اور اس لحاظ سے یہ نمبر جہاد کے موضوع پر جامعیت کی صورت رکھتا ہے۔ جو امید ہے قارئین کرام کے لئے استفادہ کا موجب ہوگا۔

(۱) مذاکرہ جہاد میں علامہ علاؤالدین صدیقی تقریر فرما رہے ہیں (۲) (نیچے) مجلس مذاکرہ بر موقع جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا منظر

جماعت احمدیہ لاہور کی پانچ امتیازی خصوصیات

(۱) تکمیل دین اور ختم نبوت
(۲) اتحاد بین المسلمین کی واحد نقیب
(۳) اشاعت اسلام اور علوم قرآنیہ کی علمبردار ہے۔
(۴) اصلاح امت کی واحد داعی
(۵) صحیح اسلامی جمہوریت

حضرت مسیح موعود اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب
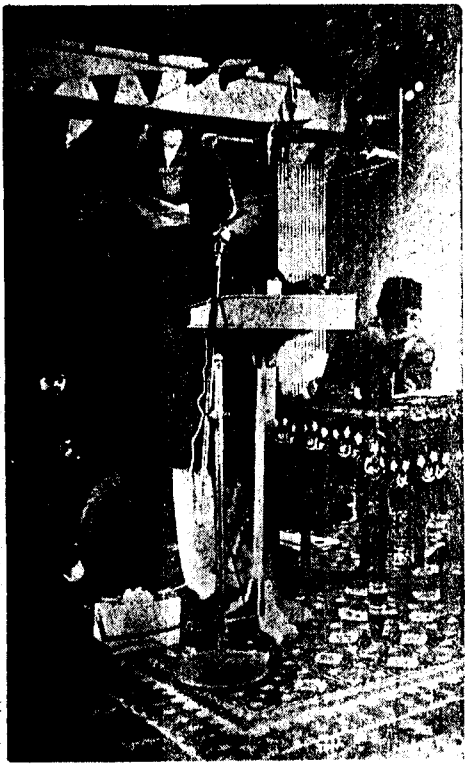
قرآن کریم کے دو اصول — احکامِ الٰہی کی عظمت اور مخلوقِ خدا کی خدمت

فطرانہ کو باقاعدہ نظام کے تحت جمع کرنے سے قومی کاموں کیلئے لاکھوں روپیہ جمع ہو سکتا ہے

حضرت نبی کریم صلعم نے امراء کا رزق اور آرام و آسائش غرباء کی محنت کا نتیجہ قرار دیا ہے

خطبہ عید الفطر مؤرخہ ۲۳ جنوری ۱۹۶۶ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایّھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلّکم تتقون ——— البقرہ رکوع ۲۳

خوشی کا دن

آج رمضان شریف ختم ہونے کے بعد عید کا دن ہے یہ خوشی کا دن سمجھا جاتا ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا تعالےٰ نے معرفت اور عرفان عطا فرمایا ہے وہ اس لئے خوش ہیں کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے انہیں توفیق بخشی کہ وہ رمضان کے روزے رکھ سکے اور قرب الٰہی کی راہوں پر چلنے کی سعادت نصیب ہوئی اور عامۃ الناس کے لئے اس لئے خوشی کا دن ہے کہ انہیں ایک ماہ کے بعد روزوں سے چھٹی مل گئی، اور کھانے پینے کی آزادی حاصل ہو گئی۔

روزہ اور نماز کا مقصد

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقعہ پر مسلمان قوم کی بہتری کے لئے کچھ ارشادات فرمائے ہیں حضرت صلعم کوئی ملاں ملانے یا پادری یا پنڈت پروہت نہیں ہیں کہ وہ رسمی طور پر چند نمازیں اور روزے سکھلانے کے لئے آئے تھے۔ بلکہ آپ کی اصل غرض نماز اور روزہ کے ذریعہ تقوےٰ اور طہارت پیدا کرنا تھی۔ دنیا کی قوموں کا تجربہ ہے کہ روزے طہارت نفس کے لئے مفید ہیں۔ چنانچہ دنیا کے رہنماؤں نے روزے رکھے ہیں جیسا کہ فرمایا کما کتب علی الذین من قبلکم اے مسلمانو روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے۔ بلکہ تم سے پیشتر بھی دوسری اقوام پر روزے فرض کئے گئے تھے۔ اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے۔ جب سرچشمہ ایک ہے تو تمام انبیاء کا دین بھی ایک ہی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ اے مومنو! روزے رکھو تاکہ تم تقوےٰ کی راہ پر چل کر خدا تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کر سکو۔

رمضان کی برکت اور قرآن کی عظمت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو رمضان شریف کے مہینہ میں جبرائیل کے ساتھ مل کر قرآن کریم کا مذاکرہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے چند تراویح بھی پڑھیں۔ اسی لئے آج پچاس ساٹھ کروڑ مسلمان مساجد کی رونق ہیں۔ انہوں نے سارا مہینہ نماز تراویح میں قرآن کریم کو سنا اور خود بھی اس کی تلاوت کی ہے۔ جس سے رمضان کی برکت اور قرآن کریم کی عظمت کا پتہ لگتا ہے۔

قرآن کریم کے دو اصول — احکامِ الٰہی کی عظمت اور مخلوق خدا کی خدمت

قرآن کریم میں دو اصول نمایاں طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دلوں کے اندر خدا تعالےٰ کی عظمت قائم ہو اور اس کے احکامات کی پابندی کی جائے۔ دوسرے یہ کہ ہم مخلوق خدا کے لئے برکت و رحمت کا موجب ہوں مخلوق خدا کی خدمت کرنا ہمارے سامنے ہو۔

فطرانہ نماز عید کا ٹکٹ

مخلوق خدا کی خدمت کے سلسلہ میں آج عید کے موقعہ پر یہ حکم نافذ کیا گیا کہ کوئی شخص عید کی نماز میں شرکت نہیں کر سکتا جب تک نماز سے پہلے غرباء کے لئے فطرانہ ادا نہ کر لے۔ گویا فطرانہ ایک ٹکٹ ہے جس کے بغیر کوئی شخص اس مجمع میں شامل نہیں ہو سکتا

مخلوق کی خدمت عبادت الٰہی کا لازمی جزو ہے۔

ایسا ہی قرآن کریم میں جہاں جہاں نماز کا حکم ہے وہاں ساتھ ہی غرباء کے لئے خرچ کرنے کا بھی حکم ہے شروع ہی میں فرمایا یقیمون الصلوٰۃ و ممّا رزقنٰھم ینفقون۔ متقی وہ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور ساتھ ہی خدا کے دیئے میں سے اس کی مخلوق پر بھی خرچ کرتے ہیں۔۔ فطرانہ سے قومی کاموں کے لئے لاکھوں روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔ اور مختلف موقعوں پر اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ کا حکم دیا گیا۔ گویا عبادت الٰہی کا لازمی جزو یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اس کی مخلوق پر .... روپیہ صرف کرو۔

فطرانہ سے قومی کاموں کے لئے لاکھوں روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔

اسی طرح خواہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ امیر ہو یا غریب آقا ہو یا غلام۔ مرد ہو یا عورت۔ لڑکا ہو یا لڑکی۔ ان سب پر فطرانہ کی ادائیگی لازم قرار دی ہے۔ آج دنیا میں پچاس ساٹھ کروڑ مسلمان ہیں۔ اور فطرانہ کی شرح فی کس ایک روپیہ ہے اگر باقاعدہ نظام کے تحت ہر شخص سے فطرانہ وصول کیا جائے تو ایک دن میں پچاس ساٹھ کروڑ روپیہ اکٹھا ہو سکتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے قوم کی بہبود کے لئے کیسا پائیدار نظام قائم کیا ہے کہ آج پچاس ساٹھ کروڑ روپیہ غرباء کی حالت سدھارنے کے لئے اور ان کو معاشرے کا ایک سودمند طبقہ بنانے کے لئے جمع کیا جا سکتا ہے۔ حضرت صلعم نے کس قدر خیال رکھا ہے قوم کا کمزور حصہ صحتمند ہو جائے۔

اگر حکومت کا کوئی باقاعدہ انتظام ہو تو آج صرف لاہور میں پندرہ سولہ لاکھ روپیہ جمع ہو سکتا ہے جس سے غرباء کے لئے ہسپتال۔ سکول اور کالج اور کارخانے تیار ہو سکتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی سادہ زندگی

حضرت نبی کریم صلعم کس قدر عظیم الشان انسان ہیں کہ ایک طرف رضاء الٰہی کے حصول کے لئے عبادت کا درس دیتے ہیں اور دوسری طرف قوم کی بلندی اور بہتری کا درد بھی دل میں موجزن ہے۔ خود اپنی زندگی نہایت سادگی سے بسر کی۔ جب بادشاہ ہوئے تو اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ کو کوئی جاگیر نہیں دی۔ حضرت علیؓ اور حسنؓ حسینؓ کے لئے کوئی جاگیر مقرر نہیں کی۔ اپنی ذات کے لئے محل نہیں بنوایا۔ باورچی نہیں رکھے۔ کوئی سیرگاہیں نہیں بنوائیں سواریوں کا انتظام نہیں کیا۔ ملبوسات و مشروبات تیار نہیں کئے تخت و تاج نہیں بنائے۔ سر کا تاج اپنا پرانا عمامہ ہی ہے

مرنیوالوں کے قرضہ اور ضعیف اولاد کی ذمہ داری ۔

بادشاہ ہو کر پہلی بات جو آپ نے ارشاد فرمائی

(باقی صفحہ ۱۶)

مسئلۂ جہاد ——— حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام ہے لا نبقی لک من المخزیات شیئًا ۔ تمہاری رسوائی کی کوئی بات ہم باقی نہیں رہنے دیں گے وہ کونسی باتیں ہیں جو آپ کی رُسوائی کا موجب تھیں ...... لیکن خدا تعالے نے انہیں غلط ثابت کر دیا، یہ کئی قسم کے الزامات تھے جو مخالفین کی طرف سے آپ پر لگائے گئے۔ اور جن کی آپ تمام عمر تردید کرتے رہے۔ ان میں سے بعض الزامات کو آپ کے متبعین کے ایک گروہ نے بھی تسلیم کر لیا، مثلاً یہ کہ آپ مدعی نبوت تھے، اور کہ تمام مسلمان جو آپ کی بیعت میں داخل نہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات آپ کی اور تمام سلسلۂ احمدیہ کی رسوائی کا موجب ثابت ہوئی جس کی وجہ سے مخالفین نے ایک متحدہ محاذ قائم کر کے اس سلسلہ کو صفحۂ ہستی سے نابود کر دینے کا سامان پیدا کر دیا۔ حالانکہ دونوں جماعتوں کی خدمات اسلامی ان کے سامنے تھیں وہ خدمات جن کی نظیر آج اسلامی دنیا میں نہیں ملتی۔ لیکن مخالفین کے سامنے صرف ایک ہی بات تھی کہ مرزا صاحب نے دعوئے نبوت کر کے ختم نبوت کو باطل کر دیا ہے، آخرکار آپ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنے والے فریق کے سربراہ نے برسرِ عدالت اس بات کا اعتراف کر لیا کہ آپ کا دعوئے نبوت کا نہیں تھا اور نہ آپ کے نہ ماننے سے کوئی شخص کافر ہو سکتا ہے

اس طرح بعض اور الزامات بھی تھے، جو آہستہ آہستہ رفع ہوتے چلے گئے۔ اُن میں سے ایک بہت بڑا الزام یہ بھی تھا کہ مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس الزام کو اس قدر ہوا دی گئی اور اتنا اُچھالا گیا کہ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ فی الواقعہ مرزا صاحب نے اسلام کے ایک بہت بڑے رُکن کو جو جہاد کے نام سے موسوم ہے، منسوخ کر دیا ہے، حالانکہ جہاں تک جہاد کے اصلی اور حقیقی معنوں کا تعلق ہے یعنی یہ کہ اپنے نفس کو سدھارنے اور دین کی اشاعت کے لئے مجاہدہ اور کوشش کرنا حضرت مرزا صاحب نے اسے کبھی منسوخ نہیں کیا اور نہ اس سے کنارہ کشی کی، بلکہ تمام عمر خود بھی جہاد میں مصروف رہے اور اپنی جماعت کو بھی اسی کی تلقین کی جو آج تک اس جہاد میں مصروف ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی طرف سے حرمت جہاد کے ثبوت میں ان کا ایک شعر پیش کیا جاتا ہے ؎

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

غور کیجئے اس شعر میں جس جہاد کی حرمت کا فتوےٰ دیا گیا ہے وہ "جنگ اور قتال" سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ میں جب یہ فتوےٰ انہوں نے دیا، ایسے حالات موجود نہ تھے کہ دین کے لئے جنگ اور قتال کو جائز قرار دیا جاتا، کیونکہ جنگ اور قتال اسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے، جب کسی دشمن کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے حملہ کیا جائے، قرآن کریم کا کھلا ارشاد ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے مقابلہ کرو جو تم سے مقابلہ کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، اللہ تعالےٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن انگریزوں کے زمانہ میں جب حضرت مرزا صاحب نے جنگ اور قتال یا جہاد بالسیف کی حُرمت کا فتوےٰ دیا الذین یقاتلونکم کی شرط موجود نہ تھی، اسی بات کو انہوں نے ان الفاظ میں واضح کیا ہے کہ وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن و ھذہ البلاد۔ جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں، اور یہ حضرت مرزا صاحب کا ہی فتوےٰ نہ تھا، برصغیر بلکہ تمام اسلامی دنیا اسی فتوےٰ پر عامل تھی، اور مرزا صاحب پر حرمت جہاد کا الزام دینے والے خود اپنے عمل سے اس حرمت کے قائل تھے۔ لیکن آج جبکہ دشمن نے کھلم کھلا پاکستان پر حملہ کر دیا، اور الذین یقاتلونکم کی شرط پیدا ہو گئی، تو اس فتوےٰ پر جو وقتی حالات کے ماتحت تھا، عمل ضروری نہ رہا، اور جماعت احمدیہ نے جس کے بے شمار افراد حالیہ جنگ میں شمولیت اختیار کر کے دشمن کے مقابلہ میں دادِ شجاعت دے چکے ہیں، اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا، کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد بالسیف یا "دین کے لئے جنگ اور قتال" کی حرمت کا جو فتوےٰ دیا تھا وہ وقتی تھا اور ضرورت پیش آنے پر یہ جماعت، اس جہاد کو بھی ضروری سمجھتی اور اس میں حصہ لیتی ہے۔

یہ خدا تعالےٰ کے کام ہیں، جو بات زبانی قیل و قال سے متواتر مشکل تھی اور جو الزام بار بار تردید کرنے سے دُور نہ ہوتا تھا، اللہ تعالےٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیے کہ اس جماعت کے عمل نے اس کو غلط ثابت کر دیا، اور لا نبقی لک من المخزیات شیئًا میں سے ایک اور بات جو جماعت احمدیہ کو رسوا کرنے کے لئے پیش کی جاتی تھی، اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے دُور کر دی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

لیکن یہ جنگ و قتال ایک وقتی جہاد تھا، جو چند دنوں میں ختم ہو گیا۔ اصلی اور حقیقی جہاد وہ ہے جس میں جماعت احمدیہ ہمیشہ سے مشغول ہے۔ یعنی جہاد بالنفس اور دین کی اشاعت کے لئے جہاد، یہی وہ جہاد ہے جس کے لئے اُمّتِ مسلمہ پیدا کی گئی اور اسی بنا پر اسے خیرِ امت قرار دیا گیا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ۔ یہ حقیقی اور دائمی جہاد ہے جس میں ہر مسلمان کو حصہ لینا چاہیئے لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کی اس طرف توجہ نہیں، اور آج جماعت احمدیہ ہی ایک جماعت ہے جو اس حکم قرآنی پر

بحرِ حکمت کے موتی

جانوروں کیساتھ ہمدردی کا نتیجہ

(مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)

عن ابی ھریرۃ رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا رأی کلبا یاکل الثری من العطش فاخذ الرجل خفہ فجعل یغرف لہ بہ حتی ارواہ فشکر اللہ لہ فادخلہ الجنۃ (البخاری کتاب الوضوء)

حضرت ابوہریرۃ رض حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک کتے کو دیکھا کہ وہ پیاس کی شدت کی وجہ سے مٹی کو چاٹ رہا ہے اس آدمی نے جب کتے کی یہ حالت دیکھی تو اُس نے اسی وقت اپنا موزہ اتارا اور قریب ہی کنوئیں میں اسے ڈال کر بھگویا اور اسے نچوڑ کر چلّو بھر بھر کے کتے کو پلاتا رہا یہاں تک کہ اس کی پیاس جاتی رہی۔ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس شخص کے اس عمل کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے صلہ میں اسکو جنت میں داخل کر دیا یعنی اس کو ایسے نیک اعمال کی توفیق عطا کی جو اسے جنت میں لے جانے کا موجب بن گئے۔

اخبارِ احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف۔

——— محترم میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کی صحت پہلے سے بہتر ہے احباب سے مزید دعاؤں کی درخواست ہے۔ بیگم صاحبہ حضرت امیر مرحوم کی صحت کے لئے بھی دعا کی استدعا ہے۔

——— عبد الجلیل خانصاحب سابق نائب صوبیدار حال ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول ۳ مردان لکھتے ہیں :-

"خود مریض ہوں۔ بیوی مالیخولیا میں مبتلا ہے۔ آمدن محدود ہے خرچ زیادہ ہمیشہ مقروض رہتا ہوں۔ بچے اکثر بیمار رہتے ہیں۔ بڑا بیٹا بیکار محض ثابت ہوا ہے۔ سب کا بوجھ میرے مریض و ناتوان کندھوں پر ہے۔"

احباب کرام سے خاص دعاؤں کی درخواست ہے۔

——— محترم عبد العزیز خانصاحب مالک عزیز ہوٹل ملتان کافی عرصہ سے فالج سے بیمار ہیں انکا دایاں ہاتھ بالکل کام نہیں کرتا، اور زبان سے بھی کھل کر بات کرنا مشکل ہے، مشکل سے بات سمجھ میں آتی ہے احباب کرام ان کی صحت کاملہ کیلئے دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

بقیہ صفحہ ۴

عامل ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے اس جہاد میں اپنے متبعین کو لگا کر انہیں خیرِ امت کے مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد کو حرام قرار دیا ہے ان کے نزدیک جہاد سب سے بڑا اسلامی رکن ہے۔ جس پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان کا ضروری فرض ہے، کاش مسلمان اس فرض کو پہچانیں اور جہاد بالسیف کی طرح اس دائمی جہاد کو بھی اپنی زندگیوں کا مشغلہ بنائیں۔

تو جرنل موسیٰ کی
"خود دیکھ ہے کہ ہی موسیٰ طلسم سامری"
کے مصداق بن گئے۔

سربراہ مملکت غازی ایوب ہرگز جنگ نہ چاہتے
تھے مگر انہیں مجبوراً اعلان کرنا پڑا ہے

ضبط کروں میں کب تک آہ
چل میری فوج بسم اللہ

پھر کیا تھا دشمن کے ٹینکوں توپوں ہتھیاروں کے ٹکڑے فضائے بسیط میں اڑنے لگے ہزاروں بھارتی فوجی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سو گئے۔ اور ہزاروں بھارتی فوجی زندہ گرفتار کر لیے گئے۔

پاکستان سے چھ گنا بڑے اور طاقتور ملک کا جس کو حال ہی میں امریکہ روس اور برطانیہ کی طرف سے بھرپور فوجی امداد ملی تھی یہ انجام دیکھ کر دنیا کی تمام حکومتیں حیرت زدہ رہ گئیں۔ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله۔ بارہا ایسا ہوا کہ قلیل فوج نے کثیر فوج کو اللہ کے حکم سے شکست دی۔ ہم دشمن سے زمین پر لڑے تو فتح و کامرانی کے جھنڈے لہراتے ہوئے بھارت کے سولہ سو مربع میل پر قابض ہو گئے۔ ہم دشمن سے فضا میں لڑے اور ان کے جہازوں پر شاہین کی طرح جھپٹے اور انہیں جلتے شعلوں کے حوالے کر دیا۔ انکے ہوائی اڈوں کو کھنڈروں میں تبدیل کر دیا۔ آسمان پر کھڑے ہوائی جہازوں کو پرواز تک کا موقعہ نہیں دیا۔ اور ان کا ہوائی ڈھاہ سنگسار کر دیا۔ ہم دشمن سے سمندر میں لڑے کراچی سے سینکڑوں میل دور بھارت کے مضبوط اڈے دوارکا تک بے خوف و خطر جا پہنچے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

غرض ہم نے زمینی اور آسمانی اور بحری جنگ میں بھارت کو افضل خدا ذلت آمیز شکست دی اور آج بھارتی سورما جنہیں ذلت کے جراثیم اپنے زخموں کو چاٹتے رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنجہانی پنڈت شاستری جی کو سیالکوٹ یہ بیان دینے پر مجبور ہو گئے۔

پاکستان ایک طاقتور ملک ہے
پاکستان کی افواج زیادہ تربیت یافتہ ہے
پاکستان کے پاس خطرناک قسم کے ہتھیار ہیں
سچ ہے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

حضرات! ابھی آپ نے ابھی قرآن کریم کی سورۃ الفیل کی تلاوت کی تھی۔ ایسا لگتا ہے کہ جس طرح تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے قرآن کریم بھی دوبارہ نازل ہو رہا ہے۔ جس کے ابیسانی گورنر ابرہہ نے ہاتھیوں سے مکہ معظمہ پر حملہ کیا مگر وہ اور اس کے ہاتھی اور لشکر برباد ہو گئے۔ اب ہاتھیوں کا زمانہ تو گیا۔ ہاتھیوں کی جگہ ٹینکوں نے لے لی ہے۔

اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی نے جب ابی سینیا کو اپنے ٹینکوں سے روند ڈالا تو سب سے پہلے اس نے ان ٹینکوں کا نام آرمرڈ ایلیفینٹ یعنی آہنی ہاتھی رکھا تھا۔ اور بھارتی سورما اپنے ان آہنی ہاتھیوں کو لے کر سیالکوٹ کے محاذ پر جب پہنچے تو ان کے ٹینکوں کے پہلوؤں پر ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

مورسے پایہ کو رزم جنگ پھر ٹینکوں سے پہلے
سنگ باری کا اشارہ پھر زیارت ابابیلوں سے ہے

گنیش جی دیوتا کے کندھوں پر ہاتھی کا سر اور سونڈ تھی کے پوجاری سینکڑوں ٹینکوں سے حملہ آور ہوئے اور سیالکوٹ کے محاذ پر ٹینکوں کی وہ خوفناک جنگ لڑی گئی کہ سرزمین افریقہ میں جرمن جرنیل رومیل اور انگریز جرنیل منٹگمری کی زیر قیادت ٹینکوں کی ہولناک جنگ کی یاد تازہ ہو گئی۔ پاکستانی افواج کے زیرک جرنیل نے دشمن کی بے پناہ قوت کا اندازہ کر کے اپنی افواج سے خطاب کیا۔

"آپ میں سے وہ کون ہیں جو اسی وقت شہید ہو کر اسی وقت جنت میں داخل ہونا چاہتے ہیں؟" ان کی آن میں ایک ہزار کے قریب جوان اپنی صفوں سے نکل کر آگے بڑھ آئے۔ زیرک جرنیل نے حکم دیا کہ آپ میں سے جن کی شادی نہیں ہوئی وہ ٹھہر جائیں۔ ایک سو بارہ نوجوان ٹھہر گئے باقی کھڑے نوجوانوں کو حکم دیا کہ وہ واپس اپنی صفوں میں چلے جائیں۔

ایک سو بارہ ان کنوارے نوجوانوں کے جسموں سے بم باندھ دیئے گئے اور وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں ہینڈ گرنیڈ لے کر دشمن کے ٹینکوں کی طرف دوڑ گئے چند منٹ بھی نہ گذرے تھے کہ دشمن کے ٹینک تباہ و برباد ہو گئے ان کنوارے شہیدوں نے اپنی جانیں دے کر گنیش جی کے پجاریوں کے آہنی ہاتھیوں کی قوت کا خاتمہ کر دیا۔ اور آج یہ آہنی ہاتھی چھلنی چھلنی سیالکوٹ سیکٹر پر پڑے بھارتیوں کی شکست پر مہر تصدیق کا کام دے رہے ہیں۔

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پڑوس کے ایک کمزور مسلمان بادشاہ پر کسی وجہ سے ناراض ہو گیا اور اس کو خط لکھا کہ ہم عنقریب اپنے لاؤ لشکر اور ہاتھیوں کے غول لے کر تم پر حملہ کریں گے۔

اس مسلمان بادشاہ نے جواب میں ایک خط لکھا جس میں صرف اتنا لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الف لام میم۔ نیچے بادشاہ کے دستخط اور علامت کی مہر لگی تھی۔

سلطان محمود کو اس خط کے مضمون کی کوئی سمجھ نہ آئی اور اس نے وہ خط اپنے وزراء کی طرف بڑھا دیا۔ کسی نے کہا۔ الف لام میم سے مراد الٓمٓ ذالک الکتب ہے کسی نے کہا الف لام میم سے مراد الم نشرح لک صدرک ہے وغیرہ وغیرہ مگر محمود کے دل کو ان تاویلوں سے تسلی نہیں ہوئی آخر ایک پیوند لگے جامے میں ملبوس ایک درویش آگے بڑھا اور خط کو ہاتھ میں لے کر کہا۔

محمود آپ نے جو خط میں لکھا تھا۔ اس میں اپنے ایک مسلمان بھائی کو ہاتھیوں کے غول کی دھمکی دی تھی۔ آپ کے اس بھائی نے صرف الف لام میم لکھ بھیجا ہے۔ یہ الف لام میم ذالک الکتاب والا الف لام میم نہیں ہے اور یہ الف لام میم۔ الم نشرح والا الف لام میم نہیں ہے۔ دراصل یہ الف لام میم۔ الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل والا الف لام میم ہے۔ کہ! خبردار ہاتھیوں کو لے کر اپنی قوت کے گھمنڈ میں آ کے نہ بڑھنا ورنہ تمہارا اور تمہارے ہاتھیوں کا وہی حشر ہو گا جو اس سے پیشتر ظالم ابرہہ اور اس کے ہاتھیوں کا ہوا ہے

اس درویش کی اس تشریح کو سن کر محمود کانپ اٹھا اور جنگ کا ارادہ ترک کر کے اپنے پڑوسی بادشاہ سے معافی مانگ لی اور یوں یہ جنگ ٹل گئی۔

سومنات کا فاتح محمود ایک مسلمان بادشاہ تھا فوراً سنبھل گیا اور بربادی سے بچ گیا مگر گنیش جی کے پجاری غلطی کھا گئے اور خدا نے ان کے ہاتھیوں کو برباد کر کے اپنی سنت کو پورا کر دکھایا۔ اور آج بھارت کے آہنی ہاتھی الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل کی تلاوت زبان حال سے کر رہے ہیں اور ان میں سب سے بڑے ہاتھی کی نمائش کرائی جا رہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

حضرات! میں ایک انتہائی گنہگار ہوں اور مارے ندامت کے آسمان کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا۔ کل اپنے لیکچر میں حضرت ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے حضرت سید اسد اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند الہامات کا ذکر فرمایا۔ اس پر مجھے بھی حوصلہ پیدا ہوا کہ میں بھی ایک آدھ چیز کا ذکر کر دوں

جب صدر محترم غازی محمد ایوب خان صاحب کا مقابلہ محترمہ فاطمہ جناح سے تھا تو محترمہ فاطمہ جناح کے جگہ جگہ جلوس نکلے جا رہے تھے۔ تشویش کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ صدر ایوب خان ہری پور ہزارہ کے رہنے والے ہیں اور میں ایبٹ آباد کا رہنے والا ہوں۔ ہری پور اور ایبٹ آباد میں صرف بائیس میل کا فاصلہ ہے۔ پڑوسی ہونے کی وجہ سے صدر ایوب سے میری محبت ایک فطری شے ہے وہ تو مجھے نہیں جانتے لیکن میں انہیں جانتا ہوں (اب تو انہیں ساری دنیا جانتی ہے) میں نے صدر ایوب کی کامیابی کے لیے دعا شروع کی تو

ایک رات پچھلے پہر میں دعا کر رہا تھا کہ آواز آئی۔

"ہم پہنچنے والے ہیں"

"الحمد للہ عورت کی حکومت نہیں ہے"

"ایسے حالات کا مقابلہ مرد ہی کر سکتے ہیں"

اس مبشر الہام میں خبر دی گئی تھی کہ "ہم پہنچنے والے ہیں" یعنی جنگ ہونے والی ہے "الحمد للہ عورت کی حکومت نہیں ہے" یعنی فاطمہ جناح صدارتی انتخاب میں ناکام رہیں گی۔ "ایسے حالات کا مقابلہ مرد ہی کر سکتے ہیں"

دنیا جہان نے دیکھ لیا کہ غازی مرد کی قیادت میں پاکستان کی افواج قاہرہ نے اپنے سے چھ گنا طاقت ور ملک کو صرف سترہ دنوں میں شکست فاش دے دی اور اپنی بہادری کا لوہا ساری دنیا سے منوا لیا۔ انگریزوں، امریکیوں اور روسیوں تینوں عظیم الشان اقوام نے مل کر اپنے دشمن جرمنی کو کئی سال کی جنگ اور خود اپنی تباہی کے بعد کہیں جا کر شکست دے سکے مگر خدا اور اس کے بھیجے ہوئے فرشتوں کی مدد سے پاکستان نے بھارت جیسے عظیم ملک کو صرف نصف مہینے میں شکست دے دی کیا یہ ایک عظیم معجزہ نہیں؟

میں نے اس مبشر الہام سے فیلڈ مارشل ایوب خان کو ایک رجسٹرڈ لیٹر کے ذریعہ اطلاع کر دی تھی اور لکھا تھا کہ آپ کی کامیابی کے بعد تو لاکھوں تاریں خطوط اور پیغامات آپ کو مبارکباد کے آئیں گے لیکن میں سب سے پہلا انسان ہوں جو آپ کو آپ کی کامیابی کی اطلاع دیتے ہوئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

صدر ایوب خان اپنے انتخابی دورے پر ڈھاکے پہنچے ہوئے تھے میرا خط راولپنڈی سے ہوتا ہوا انہیں وہاں پہنچا دیا گیا انہوں نے ڈھاکے سے مجھے جواب دیا آپ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی دعائیں ملک و ملت کے لئے جاری رکھوں۔

۲۲ اکتوبر ۶۵ء رات کو پچھلے پہر میں کشمیر کے لئے دعا کر رہا تھا کہ کشمیر کا کیا بنے گا تو مجھے دکھایا گیا کہ کشمیر کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ میں نے اپنے اس مبشر کشف سے بھی صدر محترم کو اطلاع بھیج دی ہے پاکستان اور بھارت کی جنگ سے پہلے میں نے ایک رؤیا دیکھا تھا کہ لائل پور شہر میں اعلان ہو رہا ہے کہ عصر کے وقت حضور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لاہور تشریف لا رہے ہیں۔

ہم سب ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے لاہور سے آنے والی گاڑی پلیٹ فارم نمبر ۱ پر آ کر رکی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم گاڑی سے باہر تشریف لائے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد چند اور بزرگ گاڑی سے اترے جن کے ہاتھوں میں بڑی بڑی نالیں تھیں گویا یہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے سارے بڑے ملک حضور علیہ السلام کی منظوری سے علم پاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

او شریک اہتمام کائنات۔

کے مصداق ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گاڑی سے اترتے ہی فرمایا۔

"ہم مرزا اللہ بیگ کے گھر قیام کریں گے"

زہے نصیب کہ اس گنہگار کو شرف میزبانی بخشا گیا تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی میں نے شکر ادا کرتے ہوئے عرض کیا کہ . . . . . .

حضور میرا مکان یہاں سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر ہے اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدل ہی چل پڑے آگے آگے حضور اور میں پیچھے وہ نالوں والے بزرگ اور ان کے پیچھے لائل پور کے ہزاروں مسلمان چل رہے تھے ابھی چند قدم بھی نہ اٹھائے گئے تھے کہ میرا مکان آ گیا بیٹھک میں بیٹھتے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

"ہم دن کو لاہور میں کام کیا کریں گے اور رات کو لائل پور میں آرام کیا کریں گے"

مجھے اس رؤیا کی کوئی سمجھ نہیں آتی تھی میں نے اس کا ذکر اپنے خاص خاص دوستوں سے کیا مگر کوئی تسلی بخش تعبیر معلوم نہ ہو سکی۔

ہر شے اپنے وقت پر سامنے آتی ہے یہ دراصل پاکستان اور بھارت کی حالیہ جنگ اور لاہور پر بھارت کے حملہ کی اطلاع تھی اس جنگ کی کمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقدس ہاتھوں میں لی اور دنیا نے دیکھا کہ دشمن کس طرح ذلیل و خوار ہو کر پسپا ہوا۔ بدر، احد اور حنین کی روایات تازہ ہو کر سامنے آ گئیں۔

"ہم دن کو لاہور میں کام کریں گے اور رات کو لائل پور میں آرام کیا کریں گے"

لاہور اور لائل پور شہر کی کس طرح معجزانہ رنگ میں حفاظت کی گئی۔ العظمۃ للہ

کراچی سیالکوٹ سرگودھا۔ راولپنڈی، پشاور، بنوں کوہاٹ اور مشرقی پاکستان کے شہروں پر دشمن نے بمباری کی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام اور آرام کے یہ دونوں شہر حیرت انگیز طور پر بمباری سے محفوظ رہے۔ آسمان پر چودھویں رات کا چاند چڑھا ہوا تھا ہم اپنے گھروں میں کالے کپڑوں اور کالے کاغذوں سے تو بلیک آؤٹ کر سکتے ہیں مگر چودھویں رات کے چاند کے نیچے کون سا کالا کپڑا اور کاغذ لگائیں پھر یہ کیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہیں کہ دشمن کے بمباروں کو چاندنی میں بھی یہ دونوں شہر نظر نہ آ رہے تھے

۱۹۴۲ء میں میرے بزرگ والد حضرت مرزا مسعود بیگ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا جب تدفین ہو چکی تو میں نے قبر کے پاس کھڑے ہو کر ایک مختصر تقریر کی اور آخر میں کہا۔

اے اللہ آپ کی دی ہوئی توفیق سے آج تک میرے ہاتھ پر ہزارہا انسان مشرف با اسلام ہوئے ہیں میں نے ملک اور بیرونی ممالک میں عیسائی پادریوں اور آریہ پنڈتوں سے دنگل لڑے اور دیگر جو اعمال عبادت خاوند خدا کی قدرت وغیرہ کے رنگ میں مجھ سے ہو سکے ان سب کو میرے والد مرحوم و مغفور کے اعمال نامہ میں منتقل فرما۔

میجر عزیز بھٹی نے صرف ایک سو سپاہیوں سے دشمن کے ایک پورے بریگیڈ کو ۹ گھنٹے تک روکے رکھا اور آخر کار جام شہادت نوش فرمایا اخبار میں میجر عزیز بھٹی کی تصویر دیکھ کر مجھ پر رقت طاری ہو گئی میں نے بے اختیار اس تصویر کو چوما اور پھر آنکھوں پر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا اور پھر دعا کی۔

اے اللہ! ۱۹۴۲ء کے بعد ۱۹۶۵ء تک ان ۲۳ سالوں میں میں نے جو نیک اعمال کئے ہیں وہ سب میجر عزیز بھٹی کے اعمال نامہ میں منتقل فرما۔

حضور سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

دنیا کی تمام نیکیاں ایک قطرہ ہیں اور جہاد فی سبیل اللہ اس کے مقابلے میں ایک سمندر ہے اور پھر یہ سمندر بھی ایک قطرہ اور تبلیغ اسلام کا کام ایک سمندر ہے حضور علیہ السلام کے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں احمدی جماعت کا مقام دیکھا جا سکتا ہے کہ احمدی مبلغین نے زمین کے سارے کونے کو روند ڈالا ہے اور زمین کی ہر بلندی پر پرچم اسلام کو لہرا دیا۔ امام زمان حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی مٹھی بھر فوج نے اقوام عالم کو ہلا ڈالا اپنے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے تمام ادیان پر اسلام کو غالب کر دکھایا۔ ہماری فوج کے سامنے تو واہگہ پار کے کافر ہیں مگر ہمارے مباحثین کے سامنے ساری دنیا کے کافر ہیں اور احمدی مجاہدین ایک صدی سے اس جہاد کبیرہ میں لگے ہوئے ہیں۔

پاکستان ہندوستان کی جنگ میں بھی احمدی افسران اور سپاہیوں نے بہادری کے پورے جوہر دکھلائے اور آج تک احمدی جماعت لاہور نے دیگر اشیاء کے علاوہ دس لاکھ روپیہ نقد دفاعی فنڈ میں دیا ہے اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے

احمدی جماعت دوہرا جہاد کر رہی ہے جہاد کبیرہ یعنی تبلیغ اسلام کا کام اور جہاد صغیرہ یعنی تلوار اور مال کا جہاد۔ جہاد کبیرہ یعنی تبلیغ اسلام کے کام میں تو احمدی جماعت یکہ و تنہا مصروف ہے

باقی سب مسلمان حکومتیں اور مسلمان اس جہاد کبیرہ سے محروم چلے آ رہے ہیں۔ جہاد صغیرہ یعنی تلوار اور مال کے جہاد میں احمدی جماعت اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے دوش بدوش

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

علامہ علاؤالدین صدیقی صدر اسلامی مشاورتی کونسل حکومت پاکستان

جہاد کیا ہے؟

دین اسلام کے واسطے زندہ رہنا اور دین کے واسطے مرنا

ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ ۔ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون ۔

(التوبہ رکوع ۳)

صدر گرامی قدر برادران اسلام

میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے دعوت دیکر اپنی سٹیج پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ بخشا۔ میں اسلام کی ایک ہی اسٹیج کا قائل ہوں۔ اور وہ اسلام خود ہے۔ یہ باقی ساری اسٹیجیں جو ہیں۔ یہ اگر خدمت اسلام کے لئے ہیں تو مقبول ہیں۔ اور اگر انتشار اسلام کے لئے ہیں تو مردود۔ میں اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے آپ کے سامنے پیش ہونے کا موقعہ عطا فرمایا۔ دو تقریریں میں نے بڑے غور سے سنیں۔ اور اگر کسی ایک ہی موضوع پر ایک سے زیادہ مقرروں کو بولنا ہو تو یہ بڑا مناسب اور مفید ہوتا ہے کہ پہلے مقرروں کی تقریر کو سمجھا جائے۔ میں بحث یا کوئی تنقیص نہیں کر رہا۔ صرف میں نے جو سمجھا ہے پہلے بزرگوار نے اسلام کی جارحیت کا ذکر فرمایا ہے کہ ہمیں جارحانہ طور پر چلنا چاہیئے ممکن ہے وہ عنوان سے متاثر ہوئے ہوں۔ اسلام میں جارحانہ طور پر قطعی طور پر کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا۔ اس کے بعد میرے فاضل مبلغ بھائی اور بزرگ مرزا مظفر بیگ نے ہندوستان کی جو کچھ کیفیت ہوئی اور جو اللہ تبارک و تعالےٰ نے ہمیں انعامات بغیر ہمارے استحقاق کے بخشے ہیں۔ ان کا ذکر فرمایا۔ بہت ایمان افروز تقریر تھی۔ میں عنوان کے پہلے حصہ الجہاد فی الاسلام پر اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ میں مذہب کا طالب علم ہوں۔ اور یہ مذہب کا لفظ عربی اصطلاح میں نہیں بلکہ اردو اصطلاح میں استعمال کر رہا ہوں۔ ادیان کہنا چاہیئے۔ میں دنیا میں جتنے مختلف مذہب اب زندہ ہیں ان کا بھی مطالعہ کرتا رہتا ہوں اور جو مر چکے ہیں ان کا بھی مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ اور جو مرنے والے ہیں ان کا بھی مطالعہ کرتا رہتا ہوں تاکہ جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے وہ جلد سے جلد ہمیں نقل و فکر میں آئے۔ ہمارے قلب و دماغ میں آئے۔ اور نوع انسانی کے لئے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں اس کی روشنی پھیل جائے۔ میں نے مذاہب پر غور کر کے ایک چیز دیکھی جس پر شاید آپ نے غور کیا ہوگا کہ دنیا میں جو مشہور مذہب ہیں۔ کوئی مذہب اپنا نام نہیں بتاتا اور نام بھی ایسا جس سے اس کا کام ثابت ہو جائے۔ وہ نہیں بتاتا۔ وہ کسی نسبت سے مشہور تو ہوا ہے لیکن اپنا نام بتا کر اپنا کام سامنے پیش کرے اور تعارف کرائے یہ کسی مذہب کو دعوےٰ نہیں ہو سکتا۔ اس ہندوستان میں جو اپنی جارحیت کے واسطے مشہور رہے اور معروف بھی ہے اس میں کئی مذہب ہو گزرے ہیں۔ اور ایک مذہب سے آپ کو واسطہ ہے وہ ہندو مذہب۔ میں ہندو مذہب کے وہ معنی تو بیان کرتا نہیں چاہتا جو کلیات آریہ مسافر کے مصنف نے خود لکھے ہیں۔ کیونکہ میں کہوں گا تو وہ گالی ہو جائے گی بہر حال تاریخ یہ کہتی ہے کہ جب آریہ آئے اور دریائے سندھ یا ہندس پر جس وقت رکے تو دریائے سندھ کی وادی میں رہنے والوں کو انہوں نے ہندو کہا۔ اس سے آج تک ہندو چلے آئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ آریہ سماج نے احتجاج کیا تھا کہ ہم ہندو نہیں ہیں۔ ہمیں ہندو نہ کہا جائے۔ اور دلیل میں وہ کچھ بتایا جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا ہے۔ کسی صاحب کو علمی ذوق ہو تو وہ مجھ سے پوچھ سکتے ہیں کہ کیا معنی ہیں۔ جو پنڈت لیکھرام نے بتائے ہیں۔ لیکن بہر حال یہاں ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ ہندو وہ لوگ ہیں جو ہندوستان میں آباد ہیں اور ایک خاص انداز فکر و عمل رکھتے ہیں۔ ان کی وسعت کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہے۔ کہ یہ بھی The Mans Religions میں لکھا ہے کہ ایک شخص خدا کو مان بھی ہندو ہو سکتا ہے۔ اور خدا کو نہ مان کر بھی ہندو رہ سکتا ہے۔ ایک دیوتا کی پوجا کرنے والا بھی ہندو ہے۔ تین کی پوجا کرنے والا بھی ہندو ہے۔ اصنام پرست بھی ہندو ہے۔ اوہام پرست بھی ہندو ہے۔ غرضیکہ جو تم سوچ سکتے ہو اچھا برا وہ سب ہندو ہی ہے۔ یہ ان کا تصور ہے۔ لیکن اس نے تعریف نہیں کی اس نے کہا کہ اس سے ہندو مذہب کے بنیادی اصول تلاش کرنے میں بڑی دقت ہے کہ آخر کوئی بنیادی بات کیا ہے۔ بھئی ایک مذہب ہے اس کا نام ہے اس کے مورخ ہیں اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ کیا کام کرتا ہے اور کس کام کیواسطے ہے اس لئے تو مہاتما گاندھی جی نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہندو وہ ہے جو تناسخ کا قائل ہو، اور گائے کی تعظیم کرتا ہو۔ یہ بھی بڑی عجیب و غریب چیز ہے۔ اس کا محور بھی ایک جانور ہے۔ تو بہر حال کچھ پتہ چلا تو ان کے کچھ کام کا کہ پچھلے جون میں جانور ہو یا اس جون میں جانور ہو، اگر اس جون میں جانور نہیں ہوا آدمی ہو گیا تو پھر بھی جانور کے تصور میں رہے۔ لیکن یہ نام سے ظاہر نہیں ہوا۔ میں مزید کچھ نہیں کہوں گا اس مذہب کے متعلق۔ بدھ مذہب آخر کیوں مذہب ساتھ لگا کر کہا جاتا ہے۔ بدھ مت یہ مت کیوں ساتھ لگا کر کہا جاتا ہے۔ کہ گوتم بدھ نے جو کچھ کہا تھا یا گوتم بدھ کے ساتھ منسوب طریقہ سوال پھر بھی رہتا ہے کہ گوتم بدھ کیا کرتا تھا۔ کون تھا۔ اور کیا طریقہ تھا۔ نام نے ظاہر نہیں کیا۔ یہودیت بنی اسرائیل کا مذہب ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد جس کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ نام سے کوئی کام ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ یہودی یعقوب علیہ السلام کے بڑے بیٹے یہودہ کی اولاد ہیں۔ یہودی کہلائے۔ تو کام کے متعلق کچھ نہیں معلوم ہوا کہ یہودی کام کیا کیا کرتے تھے۔

میں نے یہ چند مثالیں اس لئے دی ہیں کہ دنیا میں جتنے مذہب موجود ہیں۔ وہ اپنی طرف سے اپنا نام ایسا فٹ کریں کہ اس سے ان کا مقصد اور ان کا مدعا ظاہر ہو جائے۔ یقیناً نہیں کر سکتے۔ تاریخ انسانیت میں، تاریخ عالم میں، تاریخ مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جس کی کتاب نے اس کا اپنا نام خود بیان کیا ہے۔ اور اپنا کام بھی اسی نام کے اندر ظاہر کر دیا۔ عربی کے جاننے والے س ل م کے مادہ سے واقف ہیں۔ یہ سلامتی ہے صلح ہے۔ تعاون ہے۔ جھکنا ہے۔ فرمانبرداری ہے۔ اور دنیا کیا چاہتی ہے؟ اسلام نے اس مادے سے تعلق رکھ کے دو معنے دنیا کے سامنے پیش کر دیئے کہ میرا نام اسلام ہے۔ نہیں یہ بھی چھوٹا کام گن جاتا۔ اگر اسلام اپنا ہی نام بتا دیتا نہیں اسلام نے تو بے ناموں کے نام بھی بتا دیئے ہیں۔ جن کو اپنا نام معلوم نہیں تھا۔ ان کا بھی پتہ بتا دیا۔ اور ان کا نام بتا دیا اور یہ کہدیا کہ کائنات میں جہاں جہاں انسان آباد ہے اس کی ہدایت کے لئے خدا کی طرف سے ہادی آتے رہے۔ ہر قوم میں ہادی ہوا اور ہر امت کے لئے رسول ہوا۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔ یہ کہہ کر کہا کہ تمام انسانیت کو ہم نے پیغمبروں سے نوازا۔ اور پھر اس کے بعد یہ کہا کہ آدم کا مذہب بھی اسلام تھا۔ اور آدم مسلم تھا۔ تمام اولاد آدم کے پیغمبر مسلم تھے۔ اور ان کا مذہب اسلام تھا۔ سید الانام اور خیر الانام حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب بھی اسلام ہے۔ آج دعوے سے کہہ سکتا ہوں اور میں ایک بڑی قابل فخر شخصیت کی صدارت میں تقریر کر رہا ہوں۔ جن کی زندگی تبلیغ میں گذری کہ جناب والا ہمارا نام ہی اپنی ذات میں ایک کارنامہ ہے۔ جس کی بعض تفصیلات تو ضروری دی جا سکتی ہیں۔ لیکن اگر اجمال سے ہم آج کے موضوع پر تقریر کریں تو ہم یہ بتا سکتے ہیں دنیا کو کہ الجہاد فی الاسلام کے یہ معنے ہوں گے کہ اسلام جس نام سے دنیا میں آیا ہے اور جس کام کے لئے آیا ہے۔ اس کام کے لئے کوشش کرنا ہمارے ہاں الجہاد فی الاسلام ہوتا ہے۔ وہ کام اگر سلامتی ہے تو سلامتی کی کوشش جہاد ہے۔ وہ کام اگر خدا کی فرمانبرداری اور اطاعت ہے تو خدا کی فرمانبرداری اور اطاعت کے لئے کوشش کرنا جہاد ہے۔ تو الجہاد فی الاسلام کسی لڑائی کا نام نہیں کسی جنگ کا نام نہیں۔ کسی غزوہ کا نام نہیں۔ کسی سریہ کا نام نہیں۔

الجہاد فی الاسلام گویا کہ دین اسلام کے واسطے زندہ رہنا اور دین فطرت کے واسطے مرنا۔ اس پوری داستان کو ایک لفظ جہاد کے اندر بند کر دیا گیا ہے۔ یہ کبھی زبان سے ہو رہا ہوتا ہے۔ کبھی یہ تبلیغ کے ذریعہ سے ہو رہا ہوتا ہے اور کبھی یہ تبلیغ کرنے والوں کی حفاظت کے ذریعہ سے ہو رہا ہوتا ہے۔

انگریزی راج کی بدقسمتیوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب ہم چھوٹے تھے اور ابھی میں کالج میں پروفیسر محمد شفیع بیگ صاحب کا شاگرد نہیں بنا تھا۔ سکول میں انگریزی راج کی برکتوں کے موضوع پر جواب مضمون لکھوائے جاتے ..... تھے۔ تو انگریزی راج کی بے برکتوں میں جو چیز ہمیں حاصل ہوئی۔ ان میں ایک یہ بھی تھی کہ زندگی بے مقصد بسر کرنا۔ مقصد حیات کو بھول جانا۔ انگریز چاہتا تھا کہ مسلمان

اپنے مقصد حیات سے واقف نہ رہے اسلام کے معنوں سے واقف نہ رہے جہاد کے معنوں سے واقف نہ رہے اس واسطے انگریز کی انتہائی کوشش تھی کہ وہ مسلمان کو غلط تصویر کی صورت میں پیش کرکے دنیا کے اندر لفظ جہاد کے متعلق غلط فہمی پیدا کرے اور سپرٹ جہاد ہوا ایک مستقل طور پر اسلامی عمل ہے اس کو دو نظروں سے اوجھل کرنا چاہتا تھا۔ انگریز جانتا تھا کہ یہ جہاد مسلمان کی روح ہے۔ گلیڈسٹون نے پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر یہ کہا:-

This little book
as long as it exists
in the world you
cannot crush
the Musalman.

یہ چھوٹی سی کتاب قرآن حکیم جب تک یہ دنیا میں رہے گی تم مسلمانوں کو ختم نہیں کر سکو گے۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تو ہمارے بہت سے مولویوں سے بہت سے مسلمانوں سے بہت سے مناظروں سے قرآن کریم کی قوت کو زیادہ جانتا تھا ہم نے تو یہ سمجھا ہے ہمیں کہ ہم قرآن کی وجہ سے زندہ ہیں۔ اور ہم زندہ رہ سکیں گے۔ اور وہ کافر یہ جانتا تھا کہ قرآن رہا تو مسلمان دنیا سے مٹ نہیں سکے گا۔

اس لئے اسلام ایک طرف ایک اٹل نقش ہے اور ایک ایسا وجود ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا ہے اس کا تعلق اللہ تبارک و تعالیٰ کی فرمانبرداری سے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعلق میں فرمایا گیا ہے وقال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمين۔ جب پروردگار عالمین نے کہا کہ اے ابراہیمؑ! تو میرا فرمانبردار ہو جا۔ تو ابراہیم علیہ السلام نے یہ کہا کہ میں تیرا فرمانبردار ہو گیا ہوں۔ اسلام تو اسی کو کہتے ہیں!

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

تو جہاد الی اللہ ہے۔ یہ تو گھر بار زندگی کی تمام متاعیں زندگی تمام متیں زندگی کی تمام قدریں خدا کے حضور سربسجود کر دیتا ہے یہ مادیت کا سجدہ ہے، سر کا سجدہ ہے، دل کا سجدہ ہے ارادے کا سجدہ۔ عقل کا سجدہ عمل کا سجدہ انفرادی سجدہ اور اجتماعی سجدہ ہے، خدا کے حضور میں جس کو اسلام کہا جاتا ہے!

پس اسلام سلامتی کا دین۔ سلامتی کا مذہب۔ امن کا مذہب صلح کا مذہب اور خدا کی فرمانبرداری کا مذہب ہے اسلام دنیا کے اندر خدا کی دنیا کو بگاڑنے کے لئے نہیں آیا۔ فساد کرنے کے لئے نہیں آیا ہے بدامنی پھیلانے کے لئے نہیں آیا۔ قرآن پاک وہ قرآن پاک جس کے لوٹنے سے سارے عالم کے ذرے ذرے نورانی بنتا ہے اس کتاب پاک نے یہ کہا ہے کہ تم جانتے ہو انسان کی زندگی کی کیا قدر و قیمت ہے؟ ایک جان اگر ناحق مر گئی گویا کہ تمام انسان مارے گئے۔ یا ایسی جان کو بچا لیا گئی جو ناحق ختم ہو رہی تھی تو ساری انسانیت کو بچا لیا ہے قرآن کی تعلیم یہ ہے اور میرا مذہب الاسلام جس میں میں نے الجہاد بتاتا ہے کہ کیا چیز ہے تو جب انسانی زندگی کی یہ قدر و قیمت بتانے والا مذہب انسانی زندگی کا یہ محافظ مذہب۔ انسانی زندگی کا آخری سہارا مذہب انسانی امن کا آخری آسرا مذہب۔ جب اس پر خطرہ آ جاتا ہے تو یہ بتاتا ہے کہ انتقال قانون فطرت کی رو سے کہ یہ جو سب کا بچانے والا

والا ہے اسے وہاں پر مٹ جانا چاہیئے؟ یہ مٹ جائے تو سب مٹ جائیں گے اس لئے اس کو نہیں مٹنا چاہیئے اور جب یہ اپنے نہ مٹنے کی کوشش کرتا ہے تو اس وقت الجہاد کا نام القتال ہو جاتا ہے۔ ہم لڑنے کے لئے نہیں نکلتے۔ مجھ سے ایک امریکن کیپٹن نے پوچھا کہ جہاد کے متعلق بھی بات کرتے ہو اور امن کے متعلق بھی بات کرتے ہو۔ تو یہ دونوں چیزیں کس طرح ملیں گی۔

میں صدر گرامی قدر کی خدمت میں وہ جواب پیش کرتا ہوں اگر غلطی ہو تو وہ ضرور ٹھیک کر سکیں گے۔ میں نے اسے کہا کہ جناب:-

we donot come
out to kill others
but we are
not prepared to
be killed.

ہم دوسروں کو مارنے کے لئے نہیں نکلا کرتے۔ لیکن ہم مرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں کہ ہم تمہارے ہاتھوں مر جائیں۔ اس واسطے مسلمان جب اس دا قبت کے لئے جو دنیا میں امن کی حفاظت سلامتی کی حفاظت انصاف کی حفاظت خدا کی فرمانبرداری کی حفاظت، دین امن کی حفاظت کے واسطے اٹھتا ہے تو یہ فساد فی الارض نہیں ہوتا یہ تو اصلاح فی الارض کا آخری فریضہ ہے جو مسلمان اس وقت سرانجام دیتا ہے اس وقت اس کی تصویر بدل گئی۔ بھئی! تصویر ہر ایک کی بدلی ہوئی ہوتی ہے۔ ہر فعل کی تصویر بدل جاتی ہے میں چلتا ہوں تو میرے دونوں ہاتھ اس طرح کھلے رہتے ہیں لیکن اگر آپ میری جیب میں سے میرا بٹوہ نکال کر چھین کر لے جانا چاہتے ہوں تو میرا ہاتھ کا پنجہ یہاں آ جائے گا۔ اور سارا زور میں یہاں لگا دوں گا کہ تم مجھ سے نہ چھین سکو۔ کیا یہ فطرت کا تقاضا نہیں ہے اس واسطے امن کا محافظ۔ دنیا کے امن کا کفیل دنیا کو امن سکھانے والا اور نوع انسانی کو آخری امن دینے والا مذہب اگر اس پر حملہ ہو جائے تو یہ بھی اپنے آپ کو مٹ کر پوری طرح اپنی حفاظت کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اگر کسی کا ہاتھ اس کی طرف آتا ہے تو یہ اس کا ہاتھ اکھاڑ دینے اور لوٹا دینے کے لئے بھی پوری طرح تیار ہوتا ہے یہ نقشہ ہے جو قرآن حکیم میں بیان ہوا ہے کہ ایسے وقت میں مسلمان کی تصویر کیا ہوتی ہے ان الله اشترى من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة۔ اللہ تعالیٰ نے مومن سے تو اس کی جان و مال یہ سب کچھ خرید رکھے ہیں جس واسطے جنت میں اس کے لئے ازلی ابدی نعمتیں ہیں يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون لیکن ان پر ایسا وقت بھی آ جاتا ہے کہ یہ اللہ کی راہ میں لڑ رہے ہوتے ہیں کبھی کاٹ رہے ہوتے ہیں کبھی کٹ رہے ہوتے ہیں۔

یہ کبھی ایسی امن واسطے محافظ امن کی تصویر تھی۔ کبھی جو بازو کار رکھوالا ہو اور کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے۔ لاٹھی اٹھانہ سکے غلیل چلانہ سکے یا تو اس کے آموں کے پیڑوں کو طوطے کھا جائیں گے یا اس کے کھیت جانور چگ جائیں گے کہ یہ

آواز نہیں نکال سکا یہ لاٹھی نہیں اٹھا سکا اس کو تو رکھوالا اس لئے بنایا گیا تھا کہ یہ وہاں پر امن قائم کرے پس اگر کہیں امن شکنی ہو تو امن شکنی کو شکست دیدے۔

یہ ہے اسلام کی تعلیم الجہاد فی الاسلام۔ الاسلام الفساد فی العالم کے لئے نہیں آیا۔ اسلام الاصلاح فی العالم کے لئے آیا ہے۔ اسلام دنیا میں اصلاح کے لئے آیا ہے۔ فساد کے لئے نہیں آیا۔ لیکن فساد کا روکنا بھی اس کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ کیونکہ وہ کام ہی ایسا ہے جن کے لئے پیغمبروں کو بھیجا گیا تھا ولقد بعثنا في كل امة رسولا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت۔ انبیاء علیہم السلام اس لئے مبعوث ہوتے رہے کہ خدا کی عبادت سکھائیں اور برائی کو دنیا سے ختم کر دیں۔

تو یہ انبیاء کا وارث۔ خاتم الانبیاء کا وارث۔ خاتم النبیین شفیع المذنبین، سید المرسلین رحمۃ للعالمین کا یہ وارث مسلمان اس کے دین امن کا وارث، اس کے پیغام امن کا وارث دنیا میں امن کی حفاظت کرنا بھی جانتا ہے اور امن کرانا بھی جانتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میری گھڑی کے حساب سے دو چار منٹ ابھی میرے ہیں۔ میں اس وقت میں دوسرے حصے کے متعلق محض اشارہ ہی کرنا چاہتا ہوں تو الجہاد فی الاسلام تو یہ ہے کہ اسلام لڑنے کے لئے نکلتا نہیں اور اگر کوئی لڑنے کے لئے آئے تو پھر چوڑیاں پہن کر بیٹھتا بھی نہیں۔ اگر مسلمان لڑنے کے لئے نکلا کرتا۔ آج ساری عیسائیوں کی لکھی ہوئی تاریخوں کو سامنے رکھ کر دیکھو کہ جنگوں کی زیادہ تعداد مدینہ منورہ کی دہلیز پر ہوتی تھی اور اس کے گھر کے دروازے پر ہوتی۔ جہاں جنگ شروع ہوئی وہ کس کا دروازہ تھا اسلام کا دروازہ؟ اور مبارک ہو اے پاکستانی مسلمانو! کہ تم کسی کے دروازے پر جنگ لے کر نہیں گئے ہو، محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پوری ہوئی ہے کہ آج پاکستان کے دروازے پر دشمن خود آ کر حملہ آور ہوا اور اس حملے کے بعد جو کچھ اس کے ساتھ ہوا وہ الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل میں جا کر سمجھو۔ مسلمانوں نے اس کے بعد جو کچھ کیا اس کی داستانیں آپ نے اخباروں میں پڑھ لی ہیں۔ یہاں ایک بات کہنا ضروری ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے کہ ہم دنیا میں جان و مال و آبرو کے محافظ ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ میں نے یہ فقرہ بغیر مسلمان کے نام لینے کے کہا ہے کہ ہم جان و مال و آبرو کے محافظ ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ ہم مسلمانوں کی جانوں اور مسلمانوں کی آبرو اور مسلمانوں .... کے مالوں کے محافظ ہیں، کیونکہ اسلام جب امن لے کر آیا اور نوع انسانی کے امن کے لئے آیا تو یہ جان و مال و آبرو کسی کی بھی ہو دنیا کے اندر اس کا محافظ ہے۔ اور مسلمان نے اپنی یہ روایت بھی پوری کر دی۔ میں پرسوں فرنٹ پر نکلا اور میں نے اپنی آنکھوں سے وہ مقامات بھی دیکھے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جہاں سے مرد نکل گئے اور عورتیں اور بچے رہ گئے اور مجھے سنانے والے نے یہ کہا کہ ہم نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے بچو اور عورتو تم نے گاؤں نہیں چھوڑا تو

نہ تھا اور کمزوروں کے دل خراش حالات سے انہیں دوچار ہونا
پڑا لیکن عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم
کے مطابق ان دل دوز واقعات کی تہہ میں یہ خیر پوشیدہ تھی کہ
اسلام کی صداقت کا منور چہرہ کھل کر لوگوں کے سامنے آنے کا
سامان ہو رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اپنی فعلی شہادت سے دنیا
کو دکھا رہا تھا کہ اسلام کی ترقی کے گذشتہ دور پر تو تم نے یہ کہہ کر
پردہ ڈال دیا کہ اس کے ساتھ سیف و سنان، جنگ و جدل
اور مادی فتوحات ملی ہوئی تھیں اس لئے یہ ترقیاں صداقت اسلام
کی وجہ سے نہ تھیں بلکہ شمشیر و سناں کی رہین منت تھیں لیکن
مسلمانوں کے اس مادی انحطاط کے دور کے نومسلموں کی
تعداد میں روز افزوں اضافے کے پیش نظر بتلاؤ کہ اب
اسلام کی اس ترقی کی اس کے سوا کیا توجیہہ ہوسکتی ہے کہ یہ
اسلام کی صداقت ہی ہے جس کا لوگ شکار ہوتے ہیں وقت
نہیں ورنہ اعداد و شمار کی روشنی میں بتاتا کہ کس طرح گذشتہ
پون صدی میں بھی مختلف ممالک میں اسلام کی ترقی ہوئی۔ مثلاً
بنگال میں دیکھو ۱۸۸۰ء میں مسلمان بنگال میں اقلیت میں
تھے۔ لیکن ۱۹۰۱ء میں ان کی تعداد غیر مسلموں سے چوبیس لاکھ
بڑھ گئی یہ اضافہ تینتیس فیصد ہوتا ہے۔ اسی طرح آج افریقہ
میں جہاں عیسائی اپنی منادی کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہا رہے
ہیں اور ان کے مقابلہ میں وہاں محض ہماری چھوٹی سی جماعت
میدان میں کام کر رہی ہے ایک عیسائی کے مقابلے میں چار
افریقی مسلمان ہو رہے ہیں۔ اس صورت حال کو دیکھ کر ایک
انصاف پسند اور حق پرست کی نظر میں کس طرح اس بات کی
صداقت نمایاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے
ایسے سامان پیدا کر رہا ہے کہ اسلام کی رفتار بڑھ جائے
گی اور زمانہ بھی وہ ہوگا جب حالات کے تقاضے سے کسی
جگہ دینی قتال نہیں ہو رہا ہوگا خواہ وہ دفاعی رنگ
ہی میں کیوں نہ ہو۔ اس طرح واقعاتی شہادت سے کھل
جائے گا کہ اسلام دنیا میں بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ گویا حرمت
جہاد کا اعلان کر کے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ایک
واقعاتی حقیقت کی طرف اشارہ کیا اور دنیا کو بتلایا کہ اللہ
تعالیٰ ان دونوں طرح اس الزام کو باطل کر دے گا۔ ایک
طرف اسلامی تبلیغ کے وسیع دروازے کھل جائیں گے اور
بغیر تلوار کے اسلام میں لوگ یدخلون فی دین اللہ
افواجاً کا نظارہ دیکھیں گے اور دوسری طرف اللہ
تعالیٰ اپنی جناب سے عموماً ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ
دین کے بارے میں جبر اٹھا لیا جائے گا اور محض دین کی خاطر
تلوار نہ اٹھے گی تا تلوار سے مارنے والوں کو اسلامی حکم کے مطابق
تلوار سے مارا جائے۔ چنانچہ یہ دونوں صورتیں حضرت بانیٔ سلسلہ
عالیہ احمدیہ کی بعثت کے زمانے سے دنیا دیکھ رہی ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے قتال کے مقابلے پر جو
زور جہاد بالقرآن پر دیا تھا۔ اس کی وجہ بھی خود ان کے الفاظ
میں سن لیجئے آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے اپنی تالیف کردہ کتابوں میں اس پر
بھی زور دیا ہے کہ جو کچھ نادان مولوی تلوار کے
ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ امر سچے
مذہب کے لئے دوسرے رنگ میں گورنمنٹ
برطانیہ میں حاصل ہے یعنی ہر ایک شخص بتمام تر
آزادی اپنے مذہب کا اثبات اور دوسرے
مذہب کا ابطال کرسکتا ہے۔ میری رائے
میں مسلمانوں کے لئے مذہبی خیالات کے اظہار
میں کافی حد تک وسیع اختیارات ہونے میں
بڑی پُرحکمت مصلحت ہے کیونکہ وہ اس طور سے
اپنی اصل غرض پا کر جنگجوئی کی عادت کو جو
کتاب اللہ کی غلط فہمی سے بعضوں میں پائی جاتی
ہے بھلا دیں گے، وجہ یہ کہ جیسا ایک نشئی چیز
کا استعمال کرنا دوسری نشئی چیز سے فارغ کر
دیتا ہے ایسا ہی جب ایک مقصد ایک پہلو
سے نکلتا ہے تو دوسرا پہلو خود سست ہو
جاتا ہے۔" (تحفہ قیصریہ، ص ۱۲)

ممانعت جہاد پر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے لئے بھی زور
دینے کی ضرورت تھی کہ جیسا کہ انہوں نے خود لکھا ہے:۔

"مسلمان لوگ ایک خونی مسیح کے منتظر تھے
اور نیز ایک خونی مہدی کا بھی انتظار کرتے
تھے اور یہ عقیدے اس قدر خطرناک ہیں کہ
ایک مفتری کاذب مہدی موعود کا دعویٰ
کر کے ایک دنیا کو خون میں غرق کرسکتا ہے
کیونکہ مسلمانوں میں یہ خاصیت ہے کہ جیسا
وہ ایک جہاد کی رغبت دلانے والے
فقیر کے ساتھ ہو جاتے ہیں شاید ایسی
تابعداری بادشاہ کی بھی نہیں کرسکتے
عجیب بات ہے کہ یہ لوگ بنی نوع کی
خونریزی سے خوش ہوتے ہیں مگر یہ قرآنی
تعلیم نہیں ہے اور نہ سب مسلمان اس
خیال کے ہیں۔" (تحفہ قیصریہ ص ۱۱)

اس لئے انہوں نے دائمی اور ہر لمحہ کے قتال کی پرزور الفاظ
میں تردید کی ہے۔ اس تردید کا ایک زبردست تعلق بانیٔ سلسلہ
کے اپنے دعوے کے ساتھ بھی ہے آپ اپنی کتاب سراج
منیر ص ۸ میں لکھتے ہیں:۔

"ایک امام کے ظہور کے لئے جو آسمان و زمین میں
گواہی دے رہے ہیں۔ اس سے یہ مطلب
نہیں کہ کوئی خونی مہدی یا مسیح غازی ظہور کرے گا
یہ تمام باتیں نافہمی کے خیال ہیں بلکہ ہم مامور
ہیں کہ آسمانی نشانوں اور عقلی دلائل کے ساتھ
منکروں کو شرمندہ کریں اور خوارق کے ساتھ
ایمان کو دلوں میں اتاریں۔"

علامہ شبلی مرحوم نے لکھا ہے کہ ارباب سیر، مغازی کی داستان
جس قدر درازنفسی اور بلند آہنگی سے بیان کرتے ہیں یورپ
اسی قدر اس کو زیادہ شوق سے جی لگا کر سنتا ہے اور چاہتا ہے
کہ یہ داستان اور پھیلتی جائے کیونکہ ہم سے اسلام کے جور و
ستم کا جو مرقع آراستہ کرتا ہے اس کے نقش و نگار کے لئے
اسے اپنے موئے قلم سے نہیں بلکہ ہمارے موئے قلم سے رنگ ملتے
اس طرح مخالفوں نے اسلامی جہاد کو اس زور سے پیش کیا کہ
اس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ زبردستی مسلمان بنائے جائیں۔

لیکن یہ خیال چونکہ واقعہ میں غلط اور سرتاسر غلط تھا حضرت
بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اسلام کے دفاع میں اسی زور سے
تردید کی اور اس ابطال کا زور اسلام کے لئے آپ کی غیرت
کی شدت کی وجہ سے اس درجہ بڑھا، اور آپ نے اس
خطرناک الزام کی تردید میں ایسا زبردست ہاتھ چلایا کہ بعض
لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے تدبر اور گہری سوچ کا مادہ نہیں
دیا اور وہ محض قشر پرست ہوتے ہیں وہ آپ کی تحریر
کے لطیف و باریک نقوش کو تو نہ دیکھ سکے محض اس کے چند
ابھرے ہوئے نقوش اور خد و خال میں الجھ گئے اور یہ سمجھنے
لگے کہ گویا آپ اسلام کے بنیادی حکم جہاد ہی کو منسوخ کر رہے
ہیں حالانکہ نہ دائمی طور پر آپ نے جہاد کو منسوخ کیا، اور نہ آپ
کو کوئی ایسا اختیار ہی حاصل تھا۔ اس موقعہ پر آپ نے "التواء"
کا لفظ استعمال کیا ہے یعنی وقتی طور پر قتال کو ملتوی کر دیا
گیا ہے۔ پس حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا فتویٰ حالات
کے تقاضے سے وقتی طور پر قتال کے التواء کا ہے نہ دائمی
رنگ میں اس کی حرمت کا۔

غرض یہ قتال کا وقتی التواء تھا جس کی طرف حضرت
بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے متوجہ کیا۔ یہ نہیں کہ اب ہمیشہ ہی
امن و سکون کی فضاء کا قائم رہنا ضروری تھا اور کبھی بھی
اسلامی قتال اور فوج کشی کا دور نہیں آنا تھا۔ اسلامی حکم یہی ہے
[illegible] تا اگر غیر مسلم پھر کسی وقت صلح و امن کی
فضا کو جنگ و جدل سے آلودہ کریں گے تو انشاء اللہ اسلامی
فوجیں مقابل میں نکل آئیں گی۔ خود حضرت بانیٔ سلسلہ کی
متعدد پیشگوئیاں اس طرف راہنمائی کرتی تھیں۔ اگر میں ان کی
تفصیلات میں گیا تو اپنے اصل موضوع سے دور ہٹ جاؤں گا
اس لئے اس موقعہ پر میں صرف آپ کی ایک عظیم الشان
پیشگوئی کے ذکر پر ہی اکتفا کروں گا جس میں فوجوں کے آنے
پاکستان کی فتح اور ہندوؤں کی شکست اور شرمساری کا ذکر کیا گیا
ہے اور بتایا گیا ہے کہ رات کے آخری حصہ میں دشمن فوجی
یلغار کرے گا اور بڑے طمطراق سے اپنی فتح و کامرانی
کی پیشگوئیاں کرے گا۔ لیکن اسلامی فوجیں ان کے مقابل
میں نکل آئیں گی وہ فوجیں ایسے مقدس مقصد کو لے کر سرگرم
ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی فوجیں قرار دیا ہے اور
ان کے سینہ سپر ہونے سے دشمن ملک کے وزیر اعظم شاستری
کی اپنی فتح مندی کے متعلق پیشگوئی جھوٹی نکلے گی۔ اب دیکھ
لو کس طرح اس پیشگوئی کا ایک ایک لفظ پورا ہوا۔

اس موقعہ پر میں بانیٔ سلسلہ کی ایک پیشگوئی کی طرف
بھی احباب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس میں آپ نے کہا ہے کہ
تم میں سے ابھی کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ آریہ سماج
کی مچھلیاں ٹوٹی ہوئی دیکھ لیں گے اور ان کی حقیقت مسلمانوں
کے سامنے چوہڑے چماروں کی ہو جائے گی۔ یہ الٰہی تقدیر
ہے۔ جو اپنے وقت پر پوری ہو کر رہے گی۔

دوستو! اسلام کی نشاۃ ثانیہ مسلمانوں کی فتح
اور اسلامی ممالک کی ترقی پاکستان کی سالمیت سے وابستہ
ہے پس اللہ تعالیٰ پاکستانی افواج کی نصرت فرمائے انہیں
فتح عظیم بخشے ان آریہ سماجیوں کی سرزمین کو مسلمان فتح کریں گے
اللہ تعالیٰ پاکستانی شہیدوں کو جنت فردوس میں جگہ دے

(باقی بر صفحہ ۱۱۲)

از ڈاکٹر خالد محمود غزنوی صاحب اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر لاہور کارپوریشن

حالیہ جنگ میں اسلامی جہاد کا منظر

بدر سے ہڈیارہ تک

بھارت کا کشمیر پر حملہ

یکم ستمبر کو بھارتی افواج نے جنگ بندی لائن کو پار کر کے آزاد کشمیر پر حملہ کر دیا۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے آزاد کشمیر کے مجاہدین نے پاکستانی افواج کی مدد سے جوابی کارروائی کی تو پلک جھپکنے میں چھمب اور دوسرے بیں چوکیاں کہ زیر دست مورچے بھارت سے چھین لئے گئے۔ اپنی بھاگتی ہوئی سپاہ کو بچانے کے لئے بھارت کا ہوائی بیڑہ بھی میدانِ جنگ میں اتر آیا۔ اس ناگہانی یلغار کو روکنے کے لئے جب پاکستان کی فضائیہ نے ان کو للکارا تو [illegible] جیٹ ہوائی جہاز کھیت رہے۔ ایک غیر ملکی نامہ نگار نے پاکستانی افواج کی روانگی کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب پاکستانی فوج چھمب پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئی تو سپاہیوں نے لیتے گلے میں ہار ڈالے ہوئے تھے۔ ٹینکوں کو اس طرح سجایا گیا تھا کہ جیسے قربانی کے چھترے ہوتے ہیں۔ جوان نعرے مارتے ہنستے کھیلتے میدانِ کارزار کو جا رہے تھے اور ان کے جرنیل اپنی فوج کے ساتھ ساتھ ہیلی کاپٹر جیسی غیر محفوظ سواری پر پرواز کر رہے تھے جبکہ بھارتی جرنیل جموں میں تھا۔ نامہ نگار کا بیان ہے کہ ان سپاہیوں کی روانگی سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ یہ لڑنے کو نہیں بلکہ کسی میلے پر جشن منانے کے لئے جا رہے ہیں کیونکہ ان میں موت کے خوف کی بجائے .... FESTIVAL SPIRIT کا مظاہرہ زیادہ تھا۔

جب جنگ ہوئی تو اپنی عددی برتری، اسلحہ کی زیادتی، منصوبہ بندی کے باوجود ڈیڑھ ڈویژن فوج کا صرف $\frac{3}{4}$ ڈویژن فوج نے بھرکس نکال دیا۔ وہ مورچے اور قلعہ بندیاں جن کو ناکے لوہے اور ڈال کے سیمنٹ سے اس طرح پر بنایا گیا تھا کہ ان پر توپ کا گولہ بھی اثر انداز نہ ہو سکے جب ایسے انسانوں کے [illegible] آئے جنہیں زندگی کی بجائے حیاتِ جاوداں سے پیار تھا تو دہ تاش کی ہنڈیا بن گئے۔ یہ بات قرآن مجید نے بھی اسی موقعہ کے لئے فرمائی ہے کہ جب خدا کا عذاب ان پر نازل ہوگا تو وہ پکے مورچوں میں بھی ہوں گے تو عذاب ان کو وہیں اپنی گرفت میں لے لے گا۔ (یدرککم الموت... ولو کنتم فی بروج مشیدۃ)

پاکستانی افواج کی ظفریابی

یہی بات ایک مسلم سپہ سالار نے ایک دشمنِ اسلام کو لکھی تھی کہ اگر تمہیں میری شرائط منظور نہ ہوں تو تم پر ایک ایسی قوم روانہ کروں گا جسے موت سے اتنا پیار ہے جتنا تم کو زندگی سے ہے۔ پاکستانی سپاہیوں نے آزاد کشمیر سے لے کر [illegible] کے کھیتوں تک دشمن کو ہر جگہ پر عبرتناک سبق دیا کہ مسلمان جب میدانِ جنگ میں نکلتا ہے تو پیچھے ہٹنے والا کام اس کی لغت میں شامل نہیں۔ پاکستان کی قوم کے ہر فرد نے اقوامِ عالم کی تاریخ میں اپنے خون پسینے کے ساتھ ایک ایسے نئے باب کا اضافہ کیا ہے جس کو پڑھنے والے ہمیشہ حیرت میں مبتلا ہوں گے کہ نہایت عمدہ منصوبوں، ناگہانی یورش، بہترین اسلحہ، عمدہ ترین فضائیہ کے وجود بھارت کو جیسا انہوں نے شکست دی تو ایک بریگیڈ فوج کو ٣٠٠ آدمیوں نے شکست دی۔ قرآن مجید نے تو فرمایا تھا۔

"آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیں۔ اگر تم میں سے بیس آدمی بھی ثابت قدم ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے تو اسی طرح تم میں سے سو آدمی بھی ہوں گے تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے۔"

اسلامی تاریخ کے زرّیں ابواب

اگر آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو جنگِ بدر سے لے کر ہڈیارہ کی آخری جنگ تک آپ کو یہ دلچسپ بات معلوم ہوگی کہ مسلمان ہمیشہ کافروں سے تعداد میں کم رہے ہیں۔ جنگِ بدر میں ١٠٠٠ غرق آہن لگے والوں سے لڑنے والے مجاہدین کی تعداد ٣١٣ جن کے پاس گھوڑے تو درکنار تلواریں بھی پوری نہ تھیں۔ قرآن مجید نے فرمایا:۔

"اور نکل پڑو جہاد کے لئے خواہ تمہارے پاس سامانِ جنگ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔"

سلطان صلاح الدین ایوبی سے لڑنے کے لئے پاپائے روم نے جہاد کا فتوے دے کر صلیب کے تحفظ کے لئے جنگ لڑنے کے لئے سارے یورپ کو اکٹھا کر لیا۔ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کے لئے تمام یورپ کو شکست دینی پڑی۔ برصغیر میں محمد بن قاسم، محمود غزنوی، اورنگ زیب اور احمد شاہ ابدالی نے ہمیشہ اپنے سے کہیں زیادہ تعداد والے ایسے دشمن کو شکستیں دیں جس کے پاس ہر طرح کا سازوسامان تھا اور ان کے پاس سب سے بڑی سہولت یہ بھی کہ وہ اس علاقہ کے بسنے والے تھے اور انہیں یہاں کی زمین سے واقفیت بھی۔ ان کی رسد کا انتظام مسلسل تھا مگر مسلمان اپنے گھروں سے دور کئی مرتبہ بھوکے پیٹ لڑنے پر مجبور رہتے۔ طارق بن زیاد نے جب یہ محسوس کیا کہ دشمن کی عددی برتری سے خائف ہو کر کوئی سپاہی بھاگنے کی نہ سوچے تو اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے جہازوں کو آگ لگا دی تاکہ واپسی کے بارے میں کسی کو خیال تک بھی آنے نہ پائے۔ یہ تجربے افراد کی ذاتی صلاحیت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ایک اور پیشگوئی کا ثبوت ہیں کہ من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔

بھارت کا پاکستان پر حملہ اور پاکستانی قوم کی جانبازی

یہ اللہ ہی کا حکم تھا کہ رات کے اندھیرے میں ناگہانی طور پر حملہ کرنے والے بھارتی سینا کو شکست دینے کے لئے مجاہدین آگے بڑھے تو ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ سیالکوٹ میں لڑی جانے والی ٹینکوں کی زبردست جنگ میں بھارت کے ٦٠٠ ٹینکوں سے مقابلہ کرنے کے لئے پاکستان کے ٹینکوں کی تعداد صرف ٤٥ تھی۔ اگر آپ نے چھ ستمبر کو شالامار باغ کا منظر دیکھا ہوتا تو آپ یہ جان سکتے کہ اسلام نے جہاد کو ایک اہم رکن کی حیثیت کیوں دی۔ بھارتی فوج آگے بڑھ رہی تھی۔ ہراول میں سب Centurian ٹینک تھے اور پیچھے سے دور مار کرنے والی توپیں دفاع کرنے والے کو مارنے کے لئے کئی کئی من وزنی گولے پھینک رہی تھیں۔ اپنے صدر محترم کی ہدایت کے مطابق مجاہدین کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے دیوانہ وار بھاگ کر اس آگ اور خون کے ابلتے ہوئے دریا میں کود رہے تھے۔ اگر کوئی گر گیا تو اس نے چیخ نہیں ماری اور ساتھ والوں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہاں پر خطرہ ہے اور اگر ساتھ والا گر گیا ہے تو وہ خود بھی گر سکتا ہے۔ اس انجام سے بے پرواہ ہو کر ان متوالوں نے دشمن کی گردن پر ہاتھ ڈال دیا۔ اس کی آنکھیں نوچ لیں۔

جن کے ذمہ میدانِ جنگ میں جانا تھا وہ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ لے کر جان چھڑانے کی بجائے ہنستے کھیلتے لڑنے کے لئے نکلے اور جو وہاں نہ جا سکتے تھے انہوں نے شہری محاذ پر اپنی خدمات پیش کر دیں۔ مجھے ٧ ستمبر کو بلڈ بنک میں اس لئے جانا پڑا کہ میرے ہسپتال کے تمام عملہ نے مجاہدین کے لئے خون دینا تھا۔ میں اس عملہ کے ہمراہ اس لئے گیا تاکہ وہ جلدی فارغ ہو جائیں۔ بلڈ بنک کا عالم یہ تھا کہ پندرہ ڈاکٹر صبح سے مسلسل خون لے رہے تھے لیکن باری تھی کہ آنے میں نہ آتی تھی۔ میری ذاتی واقفیت اور پیشہ ورانہ شناسائی کے باوجود ہمیں چار گھنٹے میں فراغت ہوئی۔ اور جن کو قطار میں کھڑا ہونا پڑا ان کا یہ حال رہا کہ بعض کی باری تو دوسرے دن آئی۔ وہ فیشن ایبل لڑکیاں جن کو ہم کبھی قوم کا ناسور کہا کرتے تھے خون دیتی تھیں۔ دفاعی فنڈ کے لئے چیزیں اکٹھی کرتی تھیں۔ نرسنگ کی تربیت لیتی تھیں۔ اور محاذِ جنگ تک چیزیں پہنچاتی تھیں۔ دشمن کے مقابلے میں پوری قوم ایک سیسہ پلائی دیوار بن گئی۔ قرآن مجید نے ان ہی لوگوں کے متعلق کہا تھا کہ:۔

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح قطار باندھ کر لڑتے ہیں جیسے کہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو۔"

بھارتیوں کی بوکھلاہٹ

اس کے مقابلے میں دوسری طرف کی پوزیشن یہ تھی کہ جن سکھوں کی دو ڈویژنیں لاہور کو لوٹنے کے لئے جمع ہوئی تھیں پہلے ہی وار کی تاب نہ لا سکیں، ان کی لاشوں کو دیکھ کر امرتسر کا شہر خالی ہو گیا۔ آدم پور اور ہلواڑہ پاکستانی ہوائی جہازوں کے چند ایک حملوں نے دوابے کا پورا علاقہ خالی کروا دیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے ۔۔ روپے
بیرونی ممالک سے ایک پونڈ

فی پرچہ: ۱۳ پیسے
مدیر: دوست محمد
نائب مدیر: بشیر احمد ۔۔
فون نمبر: ۳۷۳۷

جلد ۵۴	یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۸ شوال المکرم مطابق ۹ فروری ۱۹۶۶ء	نمبر ۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے اموال و نفوس
میں برکت دوں گا" (الہامات سیدنا حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲)۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳)۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴)۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
(۵)۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶)۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

شکی امور کی وضاحت کے لئے ایک واضح مثال

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

عن النعمان بن بشیرؓ قال قال النبی صلعم الحلال بیّن والحرام بیّن وبینہما امور مشتبھۃ فمن ترک ما شبّہ علیہ من الاثم کان لما استبان ترک ومن اجترأ علی ما یشک فیہ من الاثم اوشک ان یواقع ما استبان والمعاصی حمی اللّٰہ من یرتع حول الحمی یوشک ان یواقعہ وقال حسان ابن ابی سنان ما رأیت شیئاً اھون من الورع دع ما یریبک الی ما لا یریبک۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا حلال اشیاء بھی واضح ہیں اور حرام اشیاء بھی واضح ہیں۔ لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ ایسی اشیاء بھی ہیں جن کی حلت اور حرمت بالکل واضح نہیں انہیں استعمال کرنے والے کے دل میں شک رہتا ہے کہ ممکن ہے حلال ہوں ممکن ہے حرام ہوں۔ ایسی اشیاء کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد یہی ہے کہ اگر مومن ایسی شئے کے استعمال کو اس خیال سے ترک کر دے کہ ممکن ہے یہ ناجائز ہی ہو اور اس کے استعمال سے وہ گناہ کا مرتکب بن جائے گا تو ایسا مومن یقیناً ان اشیاء کو تو ضرور ترک ہی کرے گا جن کی حرمت واضح ہے لیکن اس کے مقابلہ میں جو شخص مشکوک شئے کے استعمال پر جرأت کر لیتا ہے اور گناہ کے خیال کو نظر انداز کر دیتا ہے قریب ہے کہ ایسا شخص ان اشیاء پر بھی جرأت کر لے جن کا حرام ہونا واضح ہے۔ یاد رکھو کہ معاصی اللہ تعالیٰ کی رکھ ہیں جو اس کے ارد گرد چرے گا قریب ہے کہ وہ رکھ میں جا پڑے۔ حسان بن ابی سنان کہتے ہیں کہ ورع یعنی پرہیزگاری سے بڑھ کر میں نے کسی چیز کو زیادہ آسان نہیں پایا کیونکہ ورع کے متعلق ارشاد نبوی یہ ہے کہ مشکوک کو چھوڑ کر غیر مشکوک یعنی یقینی امر کو اختیار کر لو۔ مندرجہ ذیل مثال مشکوک اور غیر مشکوک کی وضاحت کر رہی ہے۔

عن انسؓ قال مرّ النبی صلعم بتمرۃ مسقوطۃ فقال لولا ان تکون صدقۃ لاکلتھا عن ابی ھریرۃ رضؓ عن النبی صلعم قال اجد تمرۃ ساقطۃ علیٰ فراشی۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم ایک گری ہوئی کھجور کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ شاید یہ کھجور صدقہ کی ہو تو میں اسے کھا لیتا۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلعم نے فرمایا میں اپنے بستر پر ایک گری ہوئی کھجور پاتا ہوں اگر یہ خیال نہ ہو کہ شاید یہ کھجور صدقہ کی ہو تو میں اسے کھا لوں۔ ظاہر ہے کھجور اپنی ذات میں تو حلال ہے لیکن اس خاص کھجور کے متعلق آنحضرت صلعم کے دل میں یہ شبہ گزرا کہ شاید یہ صدقہ کی ہو اور صدقہ آنحضور صلعم کے لئے حرام تھا اس لئے اس کے کھانے سے اجتناب فرمایا۔ پس مومن کو چاہیئے کہ اس مثال کو سامنے رکھ کر ہر چیز کے متعلق فیصلہ کرے کہ اسے اس چیز کو استعمال کرنا چاہیئے یا نہیں کرنا چاہیئے۔

جماعت کو اصلاحِ اخلاق کی ضرورت

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقوےٰ سرایت کر جاوے۔ تقوےٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاقِ حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصہ کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے۔ کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے درد دل سے دُعا کرے کہ اللہ تعالےٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔ جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے خدا کا بھی قانون ہے۔ جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہ ہوگی تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں۔ خدا تعالےٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفاتِ حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے۔ ان باتوں سے صرف شماتت ۔۔۔۔ اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ تو دوسروں کو بھی قرب کے مقام سے گراتے جاتے ہیں۔

چودھری محمد سعید بھٹہ صاحب مبلغ گھانا

افریقہ میں تبلیغ اسلام

گھانا (مغربی افریقہ) میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

(ماہ نومبر ۱۹۶۵ء میں)

ہینڈ بلوں کی تقسیم

... پڑھائے گئے عباس صاحب تابو صاحب نے خطبات کے ..... اپنی زبانوں میں ترجمے کئے۔ تابو صاحب کے دورے کے دوران ایک دوسرے یوروبا دوست نے ترجمہ کیا۔

اسلامی تعلیمات کے متعلق ہینڈ بل نمبر ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ کے ۵۰۰ شیٹ یعنی کل ۴۰۰ صفحات چھاپ کر تقسیم کئے گئے۔ پچھلے مہینے ہینڈ بل نمبر ۲۲ و ۲۳ یعنی ۲۰۰ صفحات چھاپ کر تقسیم کئے گئے۔ ہینڈ بلوں کی تقسیم بڑے منظم طریقے پر کی جاتی ہے اور اس طرح بہت سے لوگ ہم سے ملنے کے مشتاق رہتے ہیں اور ان کو ان کے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

گھانا مسلم یوتھ لیگ

خدا کے فضل سے گھانا مسلم یوتھ لیگ کے کام میں بحیثیت پیٹرن اور انچارج مسلم مشن اعانت کی گئی۔ اور اس کام کو کنٹرول کیا گیا جس میں عباس صاحب آرگنائزر ہیں۔ اور تابو صاحب سیکرٹری ہیں اس میں نوجوانوں کی تربیت کا کام کیا جاتا ہے یہ کام آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے۔ اس کام کے نیشنل آرگنائزر اور یوتھ لیگ کے ہیڈ یہاں تشریف لائے اور مسلم یوتھ لیگ کا ریکارڈ ملاحظہ کر کے بہت خوش ہوئے جیسا کہ کانسٹی ٹیوشن سے ظاہر ہے اس کا مقصد مسلمانوں کی تنظیم و دینی تعلیم و تربیت ہے جس کے لئے ہمارے مشن نے یہ اہم کام سنبھال لیا ہے۔ اب یہ لیگ حکومت میں لکھی جا چکی ہے D-I-C محکمہ میں بھی اس تنظیم کو رجسٹر کیا جا چکا ہے۔ ایک آفس بھی اس تنظیم نے کھولا ہے جس کا کرایہ ... ممبروں کے چندوں سے دیا جائے گا عباس صاحب اور تابو صاحب میری ہدایات کے مطابق اس کی تنظیم کر رہے ہیں۔ صالح صاحب بھی اس میں معاون ہیں اور اپنے حلقے میں وہ بھی اس تنظیم و تربیت کو فروغ دے رہے ہیں۔

عیسائیوں سے گفتگو — ایک عورت کا قبول اسلام

لوگ ہمارے ہاں بھی آتے ہیں اور خود ہم بھی ..... لوگوں کے پاس جا کر انہیں تبلیغ کرتے ہیں عیسائیوں سے وفات مسیح، صلیب، پر آسمان پر جانا، بے باپ ہونا وغیرہ مسائل پر گفتگو ہوتی رہی، ایک عورت مسلمان ہوئی۔

انکروما یونیورسٹی میں

انکروما یونیورسٹی کماسی کے طلباء آئے بعد میں معہ عباس صاحب وہاں گیا اور ان کے پریزیڈنٹ مسلم سٹوڈنٹس سے تنظیم کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ وہ کہنے لگے کہ وہ حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ جیسے عیسائی مشنری یہاں یونیورسٹی میں آکر عیسائیت کی تعلیم دیتے ہیں اسی طرح مسلم مشنری بھی آنا چاہیئے دیکھئے جب اجازت مل گئی تو میں اور عباس اور تابو صاحب طلباء کو لیکچر دیا کریں گے۔

یہ نوجوان ۱۹۵۷ میں ہماری جماعت میں شامل ہوا تھا۔ پہلے یہ مولیم مڈل سکول میں تھا۔ پھر میں اسے تاکورادی ٹیکنیکل سکول میں ملنے کے لئے گیا۔ اب وہ یونیورسٹی میں آگیا ہے۔ پہلے وہ مسلم سٹوڈنٹس لیگ کا سیکرٹری تھا اب ان کا صدر ہے ان کی یونیورسٹی میں اس وقت چالیس مسلم طلباء ہیں۔ ان کی وہ تنظیم کر رہا ہے۔ کبھی وہ ہمارے ہاں آجاتا ہے کبھی ہم اس کو ملنے کے لئے چلے جاتے ہیں اس کے ذریعے اور بھی طلباء ہم سے واقف ہو گئے ہیں۔

کماسی مسلم لیگ کی تنظیم اور سلسلہ تبلیغ

عباس صاحب نے تنظیم کماسی لیگ کے علاوہ مندرجہ ذیل دورے کئے۔ ۳۰ اکتوبر سے یکم نومبر تک اقودین گئے اور وہاں مسلم یوتھ کے لئے مختلف سکولوں کے اساتذہ اور طلباء سے ملاقات کی اور اپنی زبان میں لیکچر دیئے۔

۳ تا ۵ نومبر کو اکرہ گئے۔ جہاں منتظمین نے مزید مشورے اور ہدایات کے لئے بلایا تھا۔ ... نے ان کو (یعنی منتظمین) کو کہا تھا کہ یہ مشن کے لوگ احمدی ہیں اس لئے ہم ان سے تعاون کرنا نہیں چاہیئے کیونکہ یہ لوگ نبی کا آنا مانتے ہیں چنانچہ عباس صاحب نے رسالوں کے ذریعہ اس کی تردید کی جس سے وہاں کے علماء کی خوب تسلی ہو گئی۔ چنانچہ اس لیگ کا نیشنل سیکرٹری عباس صاحب کے ساتھ کماسی ایک ریلی کے سلسلہ میں آیا اور میرے ساتھ مزید گفتگو کئی گھنٹے کی اور ہمارے عقائد کو تفصیل سے سن کر بہت خوش ہوا اور مزید لٹریچر لے گیا اور کہنے لگا کہ اصل میں آپ کا مشن ہی ایک مشن ہے جو جملہ مسلمانوں کو ایک سٹیج پر لا سکتا ہے۔ اسی طرح دورے سے مسلم کونسل کے چیئرمین اور ریجنل چیئرمین اور نیشنل چیئرمین بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اب ہم کو صحیح احمدیت کا علم ہوا ہے کہ ہم لوگ قادیانیوں سے علیحدہ ہو کر اور مسلمانوں کی صحیح تنظیم کر سکتے ہو۔ ... تاریخ کو عباس صاحب واپس گئے وہاں بھی مسلم کونسل کے ضلعی چیئرمین سے گفتگو کی۔

... سے ۱۱ تک کمشنر سے ملاقات کی اور ان کے ساتھ دو تین ضلعوں میں دورہ کیا۔ اور ڈپٹی کمشنروں اور مقامی مسلم کونسل کے چیئرمین سے ملاقات کی اور ان کی غلط فہمیاں دور کیں جس سے وہ تعاون پر آمادہ ہو گئے۔ پھر عباس صاحب کو اکرہ سے تار آیا کہ وہاں آکر مزید ہدایات حاصل کریں۔ چنانچہ ۱۶ سے ۱۸ تک اس دورے پر رہے اب خدا کے فضل سے یہ کام چلنے لگ پڑا ہے اس لیگ کی وجہ سے ہمارا مشن عام مسلمانوں میں خوب متعارف ہو گیا ہے۔ تابو یا تی دوست بھی خوب گرم جوشی سے اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ کئی سکولوں میں یہ تنظیم قائم ہو چکی ہے۔ اس کی میٹنگز ہر اتوار کو ہوتی ہیں جس میں تابو صاحب سیکرٹری کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ اس طرح لوگوں میں تبلیغ کا کام اچھی طرح سے ہو رہا ہے۔

تبلیغی دورہ

علامہ تابو صاحب ۱۱ر نومبر کو دورے سے واپس آئے اور وہ ۲۵ر اکتوبر کو گئے تھے یہ لمبا دورہ تھا۔ اس میں وہ دو بڑے مقامات پر فروکش رہے اور وہاں درس قرآن اور حدیث دیتے رہے اور گرد و نواح میں بھی دورے کرتے رہے۔ جمعہ میں جامع مسجدوں میں جاتے رہے جہاں لوگ ان سے جمعہ کے بعد لیکچر کا مطالبہ کرتے رہے یہ علاقہ ان کے یوروبا لوگوں کا ہے۔

یوروبا زبان میں لٹریچر اور لیکچر

انہوں نے ان دی لائٹ آف دی بائیبل کا ترجمہ یوروبا زبان میں کیا ہے کہ انشاء اللہ تاخیر یا میں چھپ جائے گی تو اس زبان میں یہ بہت مقبول ہو گا۔ ان دنوں وہ اس کی نظر ثانی کرتے رہے۔

اس کے علاوہ وہ یوروبا خود تولی میں درس دیتے رہے ہمارے سکولوں کی پرنسپل کے فرائض ادا کرتے رہے۔ نوار الدین سوسائٹی میری سپانسر ہے۔ اس کی آنریری جنرل سیکرٹری شپ کے فرائض انجام دیتے رہے ان کی وجہ سے سینکڑوں یوروبا لوگ ہمارے مشن کے معاون ہیں۔

عیسائیوں میں تبلیغ

صالح صاحب بھی اپنے علاقہ میں مختلف دیہات کا دورہ کرتے رہے اور لوگوں کو نماز روزے کے مسائل سمجھاتے رہے۔ ایک عیسائی سکولوں کی سوسائٹی میں لیکچر دیا۔ اور عیسائیوں کو بھی خاموش تبلیغ کرتے رہے۔ والسلام

نیازمند محمد سعید بھٹہ

اخبار احمدیہ

تقریب شادی

—— کراچی سے شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام لکھتے ہیں :— عزیزم لفٹننٹ الرشید رحیم خلف الرشید خانصاحب رحیم بخش صاحب کا نکاح عزیزہ یاسمین رحمٰن بنت الرشید ڈاکٹر شیخ فضل الرحمٰن صاحب چیف میڈیکل آفیسر بنگلہ ٹیم بتاریخ ۳ر دسمبر ۱۹۶۵ء بعوض چودہ ہزار روپیہ سرانجام پایا۔ خانصاحب رحیم بخش صاحب نے اس خوشی میں مبلغ ۲۵ روپے بمد اشاعت اسلام عطا فرمایا۔ جو مرکز میں بھیج دیا گیا۔

جماعتوں میں جلسوں کا انعقاد

ماہ مارچ و اپریل میں جماعتہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسے منعقد کرنے کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ مفصلہ ذیل مقامات پر یہ جلسے منعقد کئے جائیں گے پشاور - چارسدہ - ایبٹ آباد - راولپنڈی - سیالکوٹ - بدوملہی - اوکاڑہ - ملتان - لائلپور - سرگودھا - کراچی - ان مقامی جماعتوں کے عہدیداران بالخصوص سیکرٹری دعوت و ارشاد اور مبلغ صاحبان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ابھی سے ان جلسوں کے انعقاد کی تیاری کا انتظام شروع کر دیں مقامی اصحاب کے علاوہ ملحقہ علاقہ جات کے لوگوں کو بھی شرکت کی دعوت دینا ضروری ہو گا - ہر جگہ ہر جلسہ کی تاریخ کے تعین اور دیگر تفصیلات کے لئے سیکرٹری انجمن سے خط و کتابت کی جائے۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش

آنریری جنرل سیکرٹری

مجدّد کا ماننا کیوں ضروری ہے؟

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کے دعوےٰ مجددیت و مسیحیت و مہدویت کے متعلق عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جس حالت میں قرآن کریم ایک مکمل ضابطۂ ہدایت کی صورت میں موجود ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے، اور فرمایا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہم نے اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی، تو اس کے بعد اب کسی مجدد یا مسیح و مہدی کے آنے کی کیا ضرورت ہے اور اس کا ماننا کیوں ضروری ہے؟

یہ سوال آج ... صرف حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، ورنہ گذشتہ تیرہ صدیوں امت مرحومہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جو مجددیت کے مقام پر فائز کئے گئے، اور انہوں نے مجدد ہونے کے دعوے بھی کئے۔ مثلاً حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم، ان سب لوگوں کو اپنے اپنے زمانہ کا مجدد تسلیم کیا گیا اور کبھی یہ سوال نہیں اٹھایا گیا کہ جب قرآن کریم کامل ہدایت لے کر نازل ہو چکا ہے اور اس کی حفاظت کا وعدہ بھی جناب الٰہی کی طرف سے کیا جا چکا ہے تو پھر مجدد کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے آج صرف حضرت مرزا صاحب کی مخالفت اور اس صدی میں کسی دوسرے مدعی مجددیت کے پیدا نہ ہونے کی وجہ سے اٹھایا گیا ہے، ورنہ یہ تو ایک ظاہر بات ہے، کہ جس امر کی شہادت گذشتہ تیرہ صدیوں میں متواتر ملتی چلی آئی ہے۔ اور تمام اسلامی دنیا ہر صدی میں کسی نہ کسی مقدس انسان کو مجدد مانتی چلی آئی ہے تو پھر اس صدی میں اس سوال کے اٹھانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

بیشک قرآن کریم ایک مکمل ضابطۂ ہدایت ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھا رکھا ہے لیکن اس وعدہ میں لفظی و معنوی دونوں طرح کی حفاظت شامل ہے لفظی حفاظت تو قرآن کریم کی کتابت اور حفاظ کے ذریعہ سے عمل میں آئی۔ لیکن معنوی حفاظت جس سے اس کی تعلیمات اور اصولوں کو مرور زمانہ کی دستبرد سے بچانا اور اس کے حقائق و معارف کو کھولنا مراد ہے اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے اولیاء اللہ پیدا ہوں جو دین کی حقیقت دنیا پر واضح کرتے اور پیدا شدہ غلطیوں کی اصلاح کرتے اور غفلت اور معاصی سے لوگوں کو نکال کر ہدایت کے رستہ پر لانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور کئے جائیں۔ اسی امر کی نشاندہی اس حدیث نبوی میں کی گئی ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگوں کو مبعوث فرماتا رہے گا جو اس کے دین کو تازہ کرتے رہیں۔

یہ ایک فطری بات ہے کہ ایک ضابطۂ ہدایت کے موجود ہوتے ہوئے کچھ زمانہ گذرنے پر لوگوں کے اندر غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے ماننے والے بعض اوقات اس کے غلط معنے کرنے لگ جاتے ہیں اور کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو مسلمان کہلاتے ہوئے طرح طرح کے معاصی میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ ان سب باتوں کی اصلاح صرف وہ مامور ربانی ہی کر سکتے ہیں جو جناب الٰہی سے قرآن کریم کا صحیح علم حاصل کر کے دنیا کو پہنچاتے اور اپنے پاک نمونہ اور انفاس طیبہ سے غفلت زدہ دلوں کو متاثر کر کے نیکی کی راہ پر لاتے اور قرآن کریم کے صحیح متبع بناتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے مفوضہ کام کے لحاظ سے کبھی موسیٰ کہلاتے ہیں، کبھی عیسیٰ اور کبھی ابراہیم اور کبھی نوح کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ لیکن ان کا حقیقی منصب مجددیت ہی ہوتا ہے۔ یہی منصب حضرت مرزا صاحب کو عطا کیا گیا۔ مسیح موعود یا مہدی معہود کے القاب اس کام کی وجہ سے آپ کو دیئے گئے جو عیسائیت اور مسلمانوں کی اصلاح کے لئے آپ کے سپرد کیا گیا۔ اسی حقیقت کو آپ نے خود ان الفاظ میں واضح کیا ہے:

"اور یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو اس کا نام من جانب اللہ خواہ مثیل مسیح اور خواہ مثیل موسیٰ ہو یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں مثیل مسیح ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے پھر جس شخص کو مکالمۂ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہو گئی اور کسی خدمت کے لئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جلشانہ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اسلام میں موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، سلیمان، یعقوب وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں، اس تفاؤل کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دے کر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھ دے تو اس میں کیا استبعاد ہے۔"

"اور اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدد کا عظیم الشان کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالف قرآن ہے دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے۔"

اور ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے ؎

چونکہ مرا از پے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

غرض مسیح اور مہدی کے نام صرف اس کام کی مناسبت کی وجہ سے آپ کو دیئے گئے جو آپ کو تفویض کیا گیا ورنہ آپ کا اصل منصب مجددیت ہی کا ہے، اور مجدد کا ماننا اور اس کا ساتھ دینا اس لئے ضروری ہے، کہ جس خدمت دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو مبعوث کیا ہے۔ اس میں شمولیت ہر مسلمان کا فرض ہے ایک مامور اور مجدد کی مخالفت کرنا اور اس کا ساتھ نہ دینا اگرچہ موجب کفر نہیں تاہم بہت بڑی معصیت اور گناہ کا موجب ہے۔ خدا تعالیٰ اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے ایک شخص کو کھڑا کرتا ہے۔ اس کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں یا اس کا ساتھ دینا ضروری نہیں ایک اہم خطرناک غلطی ہے، جس سے بچنا ضروری ہے، غور کرنا چاہیئے کہ حضرت مرزا صاحب نے جو جماعت تیار کی، وہ خدمت دین ہی کا کام کر رہی ہے کوئی غیر اسلامی کام نہیں کر رہی، لوگوں کو کلمۂ اسلام ہی پڑھاتی ہے کوئی دوسرا کلمہ نہیں پڑھاتی ایسی حالت میں اس کا ساتھ نہ دینا خدا تعالیٰ کے کام میں روڑے اٹکانا ہے۔ کاش ہمارے مسلمان بھائی اور مولوی صاحبان اس پر غور کریں اور مامور من اللہ کا ساتھ دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

فطرانہ کے متعلق ایک سوال

زیر نظر اشاعت میں صفحہ ۴ پر محترم میاں فضل احمد صاحب لائل پور کا ایک سوال درج ہے جس میں انہوں نے تاریخی پیغام صلح اور اہل علم دوست احباب کو اس امر پر روشنی ڈالنے کی دعوت دی ہے کہ صدقہ عیدالفطر کا صحیح اور حقیقی مصرف کیا ہے، میاں صاحب ممدوح کا نقطۂ نظر اس بارہ میں یہ ہے کہ صدقۃ الفطر کو نماز عید سے پہلے ادا کرنا اس لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ غرباء اور مساکین اور فقراء کو جو غربت و فقر کے سبب عید کی خوشیوں میں شامل نہیں ہو سکتے اور اچھے لباس اور اچھے کھانے سے محروم رہتے ہیں، انہیں عید سے پیشتر فطرانہ میں کچھ دے کر اس قابل بنایا جائے کہ وہ بھی عید کی خوشی منا سکیں۔ میاں صاحب ممدوح کا یہ استدلال بالکل صحیح ہے کہ صدقہ فطر کا اصل اور حقیقی مصرف عید سے پہلے غرباء کی امداد کرنا ہے۔ لیکن اس کو منظم شکل دینے اور غرباء کی امداد کے وسیع ذرائع اختیار کرنے کے لئے انجمن نے یہ تجویز کی کہ فطرانہ کی تمام رقوم ایک جگہ خزانہ انجمن میں جمع کر کے مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کی جائیں۔ انجمن کے اس فیصلہ کے خلاف پہلے بھی بعض لوگوں کی طرف سے یہ اعتراض کیا گیا... کہ فطرانہ دینے والے کے سامنے مقامی طور پر اگر کوئی غرباء مستحق امداد ہوں تو ان کو محروم کرنا کہاں تک واجب ہوگا اس پر حضرت امیر مرحوم نے یہ ہدایت کی تھی کہ فطرانہ کا ایک حصہ مقامی لوگوں میں تقسیم کر کے باقی رقوم خزانہ انجمن میں آنی چاہئیں۔

ان امور کی روشنی میں میاں فضل احمد صاحب کے سوال پر مزید غور کرنے کی ضرورت ہے۔ علمائے جماعت سے درخواست ہے کہ وہ حدیث نبوی اور رسول کریم صلعم اور صحابہ کرام کے تعامل سے اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

مکتوبِ برلن ——— از مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام مسجد برلن

برلن (مغربی جرمنی) میں نمازِ عید الفطر

لیلۃ القدر کی تقریب پر قرآن کریم کی سالگرہ منائی گئی

امسال عید الفطر کا مبارک تہوار ہم نے یہاں مسجد برلن میں ۲۳ر جنوری بروز اتوار منایا۔ خدا کے فضل سے خاص رونق رہی۔ دو سو سے زائد مرد و زن نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ اس اجتماع میں انڈونیشیا، ہندوستان، پاکستان، ایران، افغانستان، مصر، یردن، شام، ترکی، جنوبی افریقہ، الجیریا، مراکو سے آئے ہوئے اور جرمن مسلمان شامل تھے۔ اُن میں افغانستان کے سابق شہزادے کے ڈائرکٹر و پروفیسرز، ڈاکٹرز، وکلاء، تجار، طلباء اور پینٹکار اور نیز شہزادہ کا جارگتی حاضر تھیں۔ اس دن سردی سخت تھی۔ عید سے چند دن پیشتر برف باری ہوئی کچھ عرصہ رک کر پھر سے برف باری شروع ہوگئی سخت سردی کے پیش نظر مسجد کو گرم کیا گیا۔ جس سے مسجد کے اندر ننگے پاؤں قالین پر بیٹھنا قدرے آسان ہوگیا۔ مہمانوں کا استقبال کرنے کے بعد ٹھیک ساڑھے دس بجے، حسب پروگرام، میں نے فطرانہ ادا کرنے کے لئے مسلمان بھائیوں کو توجہ دلائی۔ جس پر میرے عزیز بھائی عبدالرب نے فطرانہ کی رقم اکٹھی کی۔ بعد میں تکبیروں کا اعلان کیا گیا اور نماز شروع ہوئی نماز کی ادائیگی کے بعد میں نے ۲۵ منٹ کے قریب حاضرین کو خطاب کیا اور اپنے خطبہ میں چند اصولوں کو بیان کیا جو افراد اور قوموں کو سربلند کرنے کے لئے قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں، نیز ان اصولوں کو بیان کیا جو مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان امن پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ اصولوں سے جو انقلاب افراد اور قوموں میں پیدا ہو سکتا ہے اس کا نمونہ میں نے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں دکھایا۔ اس عظیم الشان انقلاب کا ذکر کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں میں پیدا کر دکھایا۔ حیوانیت سے اُٹھا کر انہیں خدا کا مقرب بنا دیا۔ اسی ضمن میں روزہ اور نماز کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ کس طرح ان ہر دو فرائض کا سرانجام دینا زندگی کے اصولوں سے وابستہ ہے۔ بعد ازاں احباب کو عید مبارک کہی اور خطبہ ختم ہوا۔ خطبہ کے ختم ہوتے ہی احباب عید کا شروع ہوگئے۔ مہمانوں کو چائے، کافی اور ڈبل روٹی، مکھن پیش کیا گیا۔ جسے مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں نے نہایت خوشی سے قبول کیا بارہ بجے تک احباب ہمارے ہاں مسجد میں ٹھہرے اور بعد میں ۲۵ کی تعداد میں احباب ہمارے ہاں گھر پر تین بجے تک ٹھہرے۔ ان تمام احباب کو پھر قیمہ اور مٹر پکا کر پیش کیا گیا۔ اور یوں یہ مبارک تہوار نہایت خوشگوار ماحول میں سرانجام پایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ تہوار کے دوسرے دن دو مقامی اخباروں نے ہمارے اجتماعات کی تصاویر شائع کیں۔

لیلۃ القدر

اس اجتماع سے پیشتر ۱۹ر جنوری کو ہم نے لیلۃ القدر کے موقعہ پر قرآن کریم کی ۱۳۹۸ ویں برسی منائی۔ اس کا پروگرام حسب ذیل تھا۔

۴ بجکر ۲۸ منٹ پر افطاری اور نماز شام

۷ بجے شام - تلاوت قرآن کریم

۷ بجکر دس منٹ پر درود شریف

۷ بجکر بیس منٹ پر تقریر امام صاحب

افطاری اور نماز مغرب کے ادا کرنے کے بعد ہم نے حاضرین کو پاکستانی کھانا کھلایا۔ پلاؤ اور گوشت شوربہ۔ اور اس کے بعد حسب پروگرام ۷ بجے تلاوت قرآن کریم کی گئی۔ اس وقفہ کے درمیان میں مختلف سوالات کا جواب دیا گیا۔ ایک عرب نوجوان نے سوال کیا کہ شراب کی حرمت کا واضح طور پر قرآن کریم میں سے ذکر کریں۔ جیسا کہ واضح طور پر سؤر کی حرمت کا ذکر ہے۔ تو کیا ایسی صورت میں تھوڑی سی شراب پی لینے میں حرج تو نہیں؟ میں نے اس کے جواب میں قرآن کریم کی رُو سے سورۃ مائدہ کی آیت ۹۰ پڑھی۔ اور کہا کہ اس آیت میں واضح طور پر خمر کو رجس قرار دیا گیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کے پینے کو شیطانی عمل کہا ہے اور پھر اس سے رکنے کے لئے حکم ہوتا ہے فاجتنبوہ یعنی اے مومنو اس سے رُک جاؤ۔ بعد میں اس سے رکنے کا نتیجہ بتایا ہے۔ کہ دنیا میں تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ تمام الفاظ رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ شراب کے حرام ہونے پر زور دینے کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ اب ایسا عمل جو شیطانی ہو اور جو رجس ہو اس کے کرنے کی کیونکر ایک مومن جرأت کر سکتا ہے۔ اس آیت کے نزول پر جو صحابہؓ میں انقلاب آیا اس کے ذکر میں میں نے صحیح بخاری کی ایک حدیث حاضرین کو پڑھ کر سنائی۔ حدیث یوں ہے :-

عن انس كنت ساقي القوم في منزل ابي طلحة وكان خمرهم يومئذ الفضيخ فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم مناديا ينادي الا ان الخمر قد حرمت قال فقال لي ابو طلحة اخرج فاهرقها فخرجت فهرقتها فجرت في سكك المدينة۔

میں نے کہا سیدنا حضرت نبی کریم صلعم نے اس آیت کے نزول پر جو اعلان کرایا۔ اس میں حرمت کا لفظ واضح طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ پھر انقلاب پر بھی غور کیجئے۔ ابو طلحہ گھر پر بیٹھے ہیں۔ انس انہیں شراب پلا رہے ہیں۔ اعلان کرنے والا یہ اعلان کرتا ہے۔ ابو طلحہ اعلان کو سنتے ہیں اور کہتے ہیں پس شراب کو گلی میں بہا دو۔ نسلاً بعد نسل کی عادت شراب بھی قیمتی اور سرور بخش۔ ایک اعلان کے سنتے ہی سب کچھ خدا کے لئے قربان کر دیا۔ یہ بھی نہیں کہا چلو آج کی رات پی لو۔ اب تو بہرحال شراب حرام ہو گئی۔ پھر پینے کا موقعہ نہیں ملے گا۔ نہیں بلکہ فوراً ہی ہاتھ روک لیا۔ آج ہم مسلمان ہیں کہ اپنے گھروں میں تو نہیں پیتے۔ جونہی یورپ میں قدم رکھا شراب شروع کر دی۔ کہاں وہ مسلمان کہ نسلاً بعد نسل کی عادت ایک اعلان سے چھوڑ دی اور کہاں آج کا مسلمان کہ سالہا سال کی نہ پینے کی عادت کو یورپ میں قدم رکھتے ہی بھلا دیا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اور شراب جو عمل الشیطان قرار دیا گیا ہے جو.... رجس اور حرام قرار دی گئی۔ پینا شروع کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ دجال کی آمد کا ذکر ہوتا رہا اس کی نشانیوں کی کیا تعبیر ہے۔ اسے بیان کرتا رہا۔ بعد میں ایک ترکی نوجوان نے جو اپنے ملک میں وکیل ہے۔ قرآن کی تلاوت شروع کی۔ بعد میں ایک نے درود شریف پڑھا۔ اور حاضرین نے بھی ساتھ دہرایا۔ اور اپنی تقریر کو شروع کیا۔ اور اپنی ۴۰ منٹ کی تقریر میں میں نے قرآن کریم کے نزول۔ لیلۃ القدر کی اہمیت اور قرآن کریم کی خصوصیات کو بیان کیا دس بجے شام تک احباب ہمارے ہاں ٹھہرے۔

ضرورتِ رشتہ

ایک لڑکا جس کی عمر ۲۱½ سال ہے اور ایچیسن کے فارم پر ٹریکٹر ڈرائیور ہے۔ خوب سیرت اور خوش شکل ہے نیک ہے اور احمدی بھی۔ اس کیلئے غریب گھرانے کی لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو کہ امور خانہ داری سے واقف ہو اور احمدی بھی ہو۔ جہیز اور ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ خط و کتابت اس پتہ پر کی جائے

ایم ایم معرفت قاضی طارق محمود مبلغ جماعت احمدیہ

چک 6/4-L - اسلام آباد اوکاڑہ

دعوتِ فکر و نظر

"صدقۃ الفطر" کا حقیقی مصرف کیا ہے؟

(از میاں فضل احمد صاحب - لائل پور)

"عید الفطر" کے موقعہ پر محترم شیخ محمد امین صاحب کے ہاں ہم چند دوست شام کی چائے پر مدعو تھے۔ اس تقریب میں باتوں باتوں میں یہ امر زیر بحث آیا کہ صدقۃ الفطر (فطرانہ) کا صحیح اور حقیقی مصرف کیا ہے؟

راقم الحروف کا یہ موقف تھا کہ احادیث نبویہ اور آئمہ کرامؒ کے اقوال کی روشنی میں صدقۃ الفطر کے وجوب کی فلاسفی یہ ہے کہ ماحول میں بسنے والے غرباء مساکین اور فقراء کو (گو ایک محدود عرصہ کے لئے ہی سہی) افلاس، غربت اور فقر سے مستغنی کر کے عید کی خوشیوں اور مسرتوں میں شریک کر لیا جائے تاکہ قوم کا یہ حصہ بھی عید کے روز خوش پوشاک اور خوش خوراک رہ کر گذار سکے اور اس روز تشکر کی عبادت اور مسرت میں فارغ القلب ہو کر شمولیت اختیار کر سکے اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ صدقۃ الفطر نماز عید کے لئے نکلنے سے پیشتر ادا کر دیا جایا کرے۔ لہٰذا میری رائے میں نہایت مناسب اور ضروری ہے کہ دیگر قومی امور خواہ وہ کتنی ہی اہمیت کے حامل کیوں نہ ہوں گا صدقۃ الفطر کا اصل مقصد اور مدعا فوت ہو جانے کا قطعی اندیشہ ہے۔

دیگر اسلامی قومی یا ملکی ضروریات پر اس رقم کے خرچ کرنے کا جواز تب ہی پیدا ہو سکتا ہے کہ جب ہمارا معاشرہ ایسے لوگوں سے بالکل پاک ہو جائے جو بوجہ مفلسی اور غربت کے عید کی خوشیوں میں کما حقہ شامل نہیں ہو سکتے۔ جماعت لائل پور نے مقامی طور پر گذشتہ سال سے یہ طریق رائج کیا ہے کہ جماعت کے مستحق اور ضرورت مند احباب کے بچوں کے لئے عید الفطر سے دس پندرہ روز قبل کپڑا۔ نقدی اور سیویوں کی صورت میں مناسب امداد دی جاتی ہے۔ اس طریق سے والدین کا بوجھ ایک حد تک بٹ جاتا ہے۔

اس تبادلۂ افکار کے نتیجہ میں اکثر احباب نے میرے اس موقف کی تائید کی ہے۔ میں اس مختصر نوٹ کے ذریعہ قارئین پیغام صلح اور علم دوست احباب سے درخواست کروں گا کہ وہ اخبار کے ذریعہ اس بارہ میں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں تاکہ ہماری رہنمائی کا باعث ہو سکے اور فرمان نبوی میں جو رشد و ہدایت ہمارے لئے مضمر ہے اس سے ہم مستفید ہو سکیں۔

پیغام صلح :- اس مراسلہ کے متعلق ایک شذرہ صفحہ ۔ پر ملاحظہ ہو۔

ایمان باللہ، عبادت الٰہی اور مخلوق پر خرچ کرنا کامیابی اور فلاح کا موجب ہے

بین الاقوامی اتحاد کے لئے سب اقوام کے پیشواؤں اور رسولوں پر ایمان لانا ضروری ہے

یوم آخرت پر ایمان گناہوں سے چھڑاتا اور نیکی کے راستہ پر لگاتا ہے۔

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۴ فروری ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ ——— (سورۃ البقرہ۔ رکوع اول)

الٓمّٓ کا ترجمہ

یہ آیات قرآن کریم کا دیباچہ ہیں۔ ان میں قرآن کریم کا نچوڑ رکھ دیا گیا ہے۔ الٓمّٓ کا ترجمہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی عبداللہ ابن عباس نے کیا ہے کہ الف انا کے قائم مقام ہے لام اللہ کے اور میم اعلم کے یعنی پورا جملہ جس کا ترجمہ یہ ہے میں جو کائنات کا موجد اور خالق ہوں۔ میں سب سے بڑھکر علم رکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت

دوسری جگہ فرمایا الا یعلم من خلق۔ بھلا وہ نہیں جانتا جو موجد اور خالق ہے۔ یہ زمین یہ آسمان یہ پہاڑ، یہ سمندر اور یہ ندی نالے۔ یہ باغات اور یہ مچھلیاں اور حیوانات جو ہم نے پیدا کئے ہیں ہم ان کی تخلیق سے اچھی طرح واقف ہیں اس کائنات کی ہر شئے کی تخلیق کے اندر خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کی برکات نظر آتی ہیں۔ اور وہ اُن کے ذرّہ ذرّہ کا علم رکھتا ہے۔ انسان کا بھی خالق وہی ہے، اس لئے انسان کی تخلیق سے پورا پورا واقف۔

قرآن کریم کی رہنمائی اور صداقت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اس علم کی بناء پر میں کہتا ہوں کہ ذالک الکتٰب لا ریب فیہ یہ وہ کتاب ہے جو کائنات کے خالق و موجد کی طرف سے ہونے کی وجہ سے بلا ریب ہے اور موجب رہنمائی ہے ھدی للمتقین۔ متقی وہ ہوتے ہیں جن میں خدا خوفی کی صفت ہو۔

غیب یعنی خدا تعالیٰ پر ایمان

الذین یؤمنون بالغیب۔ جن لوگوں کے لئے یہ کتاب ہے۔ ان کی شان یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے کمالات برکات اور کامل علم اور بلا تعداد احسانات کو دیکھ کر اس پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ ہستی جو وراء الورٰی ہے وہ غیب تو ہے لیکن اس کی صفات ہمارے سامنے ہیں دنیا میں کئی ایسی چیزیں ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں لیکن اُن کے اثرات اور کاریگری کو دیکھ کر ہم ان پر یقین کرتے ہیں تاج محل کا روزہ دیکھنے کے لئے دور دور سے سیاح آتے ہیں وہ اُسے دیکھ یقین کر اٹھتے ہیں کہ اس کی تعمیر کرنے والے انجینئرنگ کے بڑے ماہر تھے اور ان بادشاہوں کا دل فیاضی کی صفت سے معمور رہتا۔ اگرچہ ہمارے سامنے وہ انجینئر اور بادشاہ موجود نہیں مگر ان کے کمالات اور ان کی فیاضی پر ایمان لاتے ہیں۔ میں نے انگریزوں کے زمانہ میں دہلی میں ڈپٹی سیکرٹری آف سٹیٹ برائے ہندوستان کو توجہ دلائی تھی کہ جس بادشاہ نے یہ عمارت تعمیر کروائی تھی وہ کتنا فیاض ہو سکتا ہے۔ اس انگریز نے کہا . . . کہ یہ عمارت اس بادشاہ کی فیاضی کا نمایاں ثبوت ہے۔

یہ بجلی کی روشنی جو آپ دیکھتے ہیں اسے آپ بجلی کی روشنی تو کہتے ہیں لیکن وہ بجلی کہاں ہے؟ کیا وہ نظر آتی ہے بجلی کی طاقت اور قوت سے روشنی بھی پیدا ہوتی ہے اور کئی اور کام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن بجلی کہاں ہے؟ وہ ہمیں نظر نہیں آتی۔ صرف اس کا ظہور آپ کو دکھائی دیتا ہے۔ بجلی کے متعلق آپ کو پورا یقین ہے کہ اس کو ہاتھ لگانا موجب ہلاکت ہے ہے اس کے ڈسے ہوئے آدمی کے ناک اور کان سے خون بہتا ہے۔ جسم چھلنی چھلنی ہو جاتا ہے۔ یہ زہر کس کو نظر آتا ہے۔ یہ غیب کی چیز ہے۔ لیکن اس پر ایمان سب کو ہے۔ دیا سلائی کے ایک سرے پر جو مسالہ لگا ہوتا ہے اس میں آگ تو نظر نہیں آتی مگر آپ کو یقین ہے کہ اس میں آگ ہے گلاب۔ انگور۔ سیب۔ مرغی کا انڈا۔ انسان کے سینے کے لئے مچھلی کا تیل۔ ہرن کا نافہ ان سب کی تاثیرات غیب میں ہیں لیکن ان سب پر ہمارا ایمان ہے۔ غرض خدا کی مخلوق کردہ اشیاء میں بھی صفت غیب موجود ہے۔

- - - - - - - - - - - - - -

ایمان بالغیب انسان کو متقی اور باخدا بنا دیتا ہے

ایسا ہی خدا تعالیٰ بھی غیب کے پردہ میں ہے۔ اس کی موجودات اور کمالات کو دیکھکر جو شخص اس پر ایمان لاتا ہے، وہ متقی بن جاتا ہے۔ جب مومن یقین کر لے کہ وہ مجھے اور میرے معاملات کو دیکھتا ہے۔ تو پاک ہو جاتا ہے۔ اور ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ اسے پرواہ نہیں ہوتی کسی کی قیاس آرائیوں اور اعتراضات کی۔ اسے تاویلوں کی اور دلائل وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ ان لوگوں کے اخلاق و کردار سے دوست و دشمن سب متاثر ہوتے ہیں اور انہیں باخدا سمجھتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی عزّت غیروں اور دشمنوں کی نظر میں

کسی نے ایک سکھ سے جو قادیان جا رہا تھا پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو اس نے کہا کہ میں قادیان جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا وہاں مرزا جی رہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں وہ تو بھگت ہیں تو باخدا لوگوں کی ایک شہرت ہوتی ہے۔ آریہ جن کے مذہب کے حضرت مرزا صاحب دشمن تھے اور اُن کے خلاف کتابیں لکھیں وہ مرزا صاحب کے گھر میں دعا کرانے کے لئے آتے تھے۔ یہی کیفیت باخدا لوگوں کی ہوتی ہے اس کے خلاف کسی محلے کا چوہدری ہو یا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی پر بیٹھنے والا ہو اگر اس کی شہرت خراب ہے تو یقیناً وہ شخص اچھا نہیں ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق و کردار دشمنوں کی نظر میں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو یہ اعتراف تھا کہ آپ نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ ابوجہل آپؐ کا خطرناک دشمن تھا۔ لیکن اس کو بھی یہ کہنا پڑا کہ محمد کا دشمن تو میں ہوں لیکن اس نے جھوٹ کبھی نہیں بولا، اور اس سے بھی بڑھکر ایک دشمن ابوسفیان تھا۔ اس نے شام کے بادشاہ کے سامنے یہ شہادت دی کہ محمد نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، کسی عہد کو نہیں توڑا وغیرہ وغیرہ۔ بادشاہ نے یہ سن کر کہا کہ پھر وہ تو سچا نبی ہے کاش! مجھے موقعہ ملے کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔ غرض جو لوگ پاک ہوتے ہیں ان کی نیک شہرت قائم ہوتی ہے لیکن اگر حضرت صلعم کی گدی پر کوئی بیٹھا ہوا اور اس کی شہرت خراب ہو تو یقیناً وہ شخص خراب ہے۔

بدنی عبادت ویقیمون الصلوٰۃ . . .

. . . . متقی کی ایک یہ صفت بیان کی کہ جب انسان کو خدا

کے کمالات اور احسانات کی معرفت نصیب ہو تو وہ اس کے سامنے جھکتا اور اس کی عبادت کرتا ہے۔ اس میں وہ لذت محسوس کرتا ہے۔ عبادت دو طرح کی ہے۔ بدنی عبادت اور مالی عبادت۔ الصّلوٰۃ بدنی عبادت ہے۔ زبان [illegible]

عبادت جسمانی کے بعد عبادت مالی کا ذکر کیا گیا ہے فرمایا ومما رزقنٰھم ینفقون۔ یعنے مومنین خدا کی عطا کردہ نعمتوں کا کچھ حصّہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ خدا کی [illegible] کے لئے روپیہ صرف کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔

احسان جتانا صدقہ کو ضائع کر دیتا ہے

اس عبادت میں کسی پہ احسان جتانا ٹھیک نہیں اس بارے میں فرمایا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ جب تم کسی کی خدمت کرتے ہو، کسی پہ روپیہ صرف کرتے ہو۔ تو احسان مت جتلاؤ۔ ایسا کرنے سے ساری نیکی باطل ہو جائیگی احسان جتلانے سے دوسرے کا دل دکھیا ہو جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ کاش! میں مر جاتا اور اس شخص کا احسان نہ برداشت کرتا۔ خدا تعالےٰ اس شخص پر احسان کرتا ہے جس کو کسی کی خدمت کرنے اور اس پر روپیہ صرف کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس نعمت کو احسان جتلا کر ضائع نہ کرنا چاہیئے۔

بنی آدم کی عزّت وتکریم

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ انسان کوئی ہو اس کی تکریم کرنی چاہیئے۔ ولقد کرمنا بنی اٰدم۔ وہ لوگ جن کے ہاں خادم ہیں خادمائیں ہیں۔ وہ ان کو انسان سمجھیں ان کی تکریم کرنا سیکھیں۔ میرے سامنے دو خاندان ہیں۔ ان میں یہ اخلاق دیکھ کر مجھے بڑا لطف آیا۔ وہاں خاندان کا ہر فرد اپنے سے بڑے کی [illegible] کرتا ہے یہاں تک کہ چھوٹے بھائی بڑے بھائی کی تعظیم کرتے ہیں۔ بڑی بہن کی تعظیم کرتے ہیں ..... یہ اسلام ہی ہے کہ انسان کی تعظیم وتکریم کرنا سکھاتا ہے۔

انبیاء پر ایمان میں بین الاقوامی اتحاد واخوت کی تلقین

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک قوم کے کمزور حصّے سے ہمدردی کرنے کی تلقین کرنے کے بعد ساری انسانیت سے ہمدردی کرنے کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا مسلمان وہ ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور قرآن کریم کو ماننے کے ساتھ ان کتابوں پر ایمان لائے جو پہلے انبیاء پر نازل کی گئیں، مومنین ساری قوموں کے انبیاء کی تعظیم وتکریم کرتے اور ان کو منجانب اللہ مانتے ہیں۔ اس میں ساری انسانیت میں اخوّت پیدا کرنے کی تلقین کی گئی ہے مجھے یاد ہے شاہ عالمی دروازے کے قریب ایک مندر ہے۔ اس کے اندر ایک وسیع میدان ہے تقسیم ملک سے پہلے مجھے

وہاں وعظ کے لئے بلایا گیا۔ مصری صاحب بھی میرے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں بے انداز مرد وعورتیں جمع تھیں۔ اسٹیج اونچی جگہ بنائی گئی تھی۔ میں نے تقریر کی اور اس میں اسلام کی اس تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے میں نے اعلان کیا کہ

ذمیوں کے ساتھ [illegible] مشرکوں یہودیوں اور عیسائیوں سے سلوک

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ذمیوں کے ساتھ خدا اور رسول کا عہد ہے کہ ان کے جان و مال اور عزّت و آبرو کی حفاظت کی جائے گی۔ ضرورت پیش آئے تو مسلمان ذمیوں کی حفاظت کے لئے مرتا ہے۔ گرجوں۔ مندروں کی حفاظت اور ان کی مرمّت کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مشرکوں اور عیسائیوں کو مسجد میں اتارا اور ان کو مسجد کے اندر گرجا کرنے کی اجازت دی۔ ایک دفعہ حضور کے سامنے سے ایک یہودی کا جنازہ گذر رہا تھا۔ آپ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا کمال ہے۔ اس نمونہ پر چل کر آپ کے صدر مملکت نے تاشقند میں اپنے دشمن لال بہادر شاستری کی نعش کو شانہ دیا ان کے اس فعل نے روسی قوم پر بہت اچھا اثر کیا

آخرت پر ایمان

آگے فرمایا وبالاٰخرۃ ھم یوقنون۔ مومنین ان اوصاف کے ساتھ آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ ان کا ایمان ہے کہ آخرت کے دن ان کے اعمال کا محاسبہ ہوگا اسی ایمان اور یقین کے ساتھ انسان بدیوں اور بدکرداریوں سے بچ سکتا ہے۔

فلاح یافتہ لوگ

اولٰئک علیٰ ھدیً من ربّھم۔ خدا تعالےٰ ان کے حق میں فرماتا ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رہنمائی ان کو حاصل ہے۔ واولٰئک ھم المفلحون یہی کامیاب لوگ ہیں۔ فلح کے معنے زمین کو پھاڑنے اور آراستہ کرنے کے ہیں تاکہ بیج کی تربیت ہو سکے۔ جس طرح بیج کی تربیت کرنے سے وہ پورا درخت بن جاتا ہے اور اس کی غرض وغایت پوری ہو جاتی ہے اسی طرح سے اگر انسان کے فطری قوےٰ کی تربیت کی جائے تو انسان کی تخلیق کی غرض وغایت پوری ہو گئی۔ انسان کی فطرت کو اگر تربیت دی جائے تو وہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا اور کامیابی کی منزل کو پالیتا ہے۔ یہی مقصد ہے انسان کی زندگی کا۔ یورپ کے فلاسفر کہتے ہیں کہ آدمی کہاں سے آیا ہے۔ قرآن اس کا جواب دیتا ہے کہ ہم تم کو مٹی سے پیدا کرتے ہیں یہ تمہارا مشاہدہ ہے اور..... انسان کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے فطری قوےٰ واخلاق کی آبیاری کرے اور اس کی تربیت کرے۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا انّی بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ میرے آنے کا مقصد یہی ہے کہ انسان کے فطری قویٰ واخلاق کو کمال تک پہنچا دوں [illegible] اسی میں ان کی فلاح ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم کا خلاصہ اور نچوڑ

[illegible] مصنفین کو کتاب کی ابتداء کرنے کا طریق سکھایا ہے۔ غور کیجئے قرآن کریم نے کائنات اور انسان کی زندگی کا مقصد ان آیات میں بیان کر دیا ہے۔ یہ کس قدر قلیل اور جامع الفاظ ہیں اس بارے میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اعطیت جوامع الکلم خدا نے مجھے جوامع الکلم عطا کئے ہیں۔ چنانچہ یہ پہلا صفحہ اس کی مثال پیش کرتا ہے۔ اور یہ بھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ساری قوموں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا چاہتا ہے وہ غریب غرباء کا بھی ذکر کرتا ہے عبادت کا ذکر کرتا ہے اور کائنات کا ذکر کرتا ہے اور کائنات کے خالق وموجد ومربّی کا ذکر بھی کرتا ہے۔ غرض اس دیباچہ میں دین کے ان تمام پہلوؤں کو بیان کر دیا ہے جو اسے کامیابی کی منزل پر پہنچانے والے ہیں۔

شیخ میاں محمد صاحب اور دوسرے بیماروں کیلئے دعا

ابھی مجھے ایک دوست سے معلوم ہوا ہے کہ محترم شیخ میاں محمد صاحب کی طبیعت ناساز ہے۔ آپ لوگ ان کی صحت کے لئے دعا کریں اور دوسرے احباب کے لئے جو مریض ہیں یا بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ان سب کے لئے دعا کریں۔

انجمن میں کام کرنے کے خواہشمند احباب متوجّہ ہوں

انجمن کے سکولوں اور دفاتر میں وقتاً فوقتاً آسامیاں نکلتی رہتی ہیں۔ اس لئے اس مقصد کو تنظیم میں لانے کی غرض سے یہ تجویز کی گئی ہے کہ آئندہ انجمن میں نکلنے والی آسامیوں کو جماعت سے وابستہ احباب سے پُر کرنے کے لئے امیدواروں کی ایک فہرست اس دفتر میں تیار رہے تاکہ موقعہ نکلنے پر موزوں امیدوار منتخب کر کے لگائے جا سکیں۔ لہٰذا جو نوجوان جماعت کے اداروں میں کام کرنے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی درخواستیں سیکرٹری انجمن کے نام بھجوا دیں۔ جس میں اپنی تعلیمی قابلیت، تجربہ و عمر کے علاوہ جماعت سے تعلق کا بھی ذکر ہو جس پر صدر یا سیکرٹری لوکل جماعت یا کسی رکن کی تصدیق بھی ہو۔ میٹرک پاس فسٹ کلاس گریجوایٹ اور ٹرینڈ اصحاب کو ترجیح دی جائیگی نیز یاد رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ فوری طور پر ان اصحاب ..... کو ملازمت میں لے لیا جائے بلکہ ان کے حالات کو زیر غور رکھ کر مناسب آسامی نکلنے پر اطلاع دی جائے گی۔

ڈاکٹر اللہ بخش
آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تار کا پتہ:۔ تبلیغ لاہور

جلد ۵۳ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۵ رشوال ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۶ فروری ۱۹۶۶ء | نمبر ۶

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے اموال
اور نفوس میں برکت دوں گا۔" (الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
(۲)۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳)۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
(۴)۔ سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
(۵)۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
(۶)۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

صالح اولاد کے لئے دعا

مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

عن ابن عباسؓ یبلغ بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو أن احدکم اذا اتی اھلہ قال بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا فقضی بینھما ولد لم یضرہ (البخاری کتاب الوضوء)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جسے آپ حضرت نبی کریم صلعم تک پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص مباشرت کے وقت بسم اللہ کہہ کر یہ دعا کرے کہ اے اللہ شیطان کو ہم سے دُور رکھ اور اس کے نتیجہ میں جو اولاد ہم کو عطا فرمائے شیطان کو اس سے بھی دُور رکھ اگر اس تعلق کے نتیجہ میں اولاد مقدر ہوگی تو شیطان اس بچہ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا وہ لوگ جو صرف حضرت عیسٰے علیہ السلام اور ان کی والدہ کو ہی شیطانی تصرف سے محفوظ سمجھتے ہیں وہ اس حدیث پر غور کریں۔

انسان کا سینہ بیت اللہ ہے اور دل حجرِ اسود

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ بات بھی خوب دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجر اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا۔ کفار نے وہاں بُت رکھدیئے تھے۔ ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا۔ مگر نہیں اللہ تعالےٰ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلب انسانی بھی حجر اسود کی طرح ہے۔ اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسوی اللہ کے خیالات وہ بُت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں۔ مکہ معظمہ کے بتوں کا قلع و قمع اس وقت ہوا تھا جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے تھے۔ اور مکہ فتح ہو گیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے۔ اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ کی سی تھی۔ انسانی قوٰے بھی ایک طرح پر ملائکہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ اسی طرح پر انسانی قوٰے کا خاصہ ہے کہ جو حکم ان کو دیا جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ . . . . ایسا ہی تمام قوٰے اور جوارح حکم انسانی کے نیچے ہیں۔ پس ماسوی اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اسی طرح سے چڑھائی کی جائے۔ یہ لشکر تزکیہ نفس سے تیار ہوتا ہے۔ اور اسی کو فتح دی جاتی ہے۔ جو تزکیہ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے قد افلح من زکّٰھا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جائے تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور یہ کیسی سچی بات ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہ جس قدر اعضا ہیں۔ وہ دراصل قلب کے ہی فتوے پر عمل کرتے ہیں۔ ایک خیال آتا ہے۔ پھر وہ جس اعضا کے متعلق ہو وہ اس کی تعمیل کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ غرض اسی خانہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے ایک جہاد کی ضرورت ہے اور اس جہاد کی راہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اور یقین دلاتا ہوں۔ اگر تم اس پر عمل کرو گے تو ان بتوں کو توڑ ڈالو گے۔ اور یہ راہ میں اپنی خود تراشیدہ نہیں بتاتا بلکہ خدا نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں بتاؤں اور وہ راہ کیا ہے؟ میری پیروی کرو اور میرے پیچھے چلے آؤ یہ آواز نئی آواز نہیں ہے۔ مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا تھا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کرو گے تو اپنے اندر کے بتوں کو توڑ ڈالنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ اول صفحہ ۲۵۳)

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

انڈونیشیا

ترجمہ خط عبدالحق سماس الدین - انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میری خدا سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کرے اور روئے زمین کے مسلمانوں کی بھی حفاظت کرے آمین

میں قرآن شریف معنوں کے ساتھ تلاوت کرتا ہوں - لیکن جو قرآن شریف انگریزی لاہور میں چھپا ہے اس جیسا کوئی قرآن شریف نہیں ہے اس لئے آپ مہربانی کر کے ایک قرآن شریف معہ دوسری کتابوں کے جو ضروری ہیں ارسال کریں

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے ارسال کر کے شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

(ان کو قرآن شریف اور دیگر لٹریچر ارسال کیا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط سادو ڈین - نائیجیریا - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں بڑی خوشی سے تحریر کر رہا ہوں کہ میں حاجی احمد بیلو کے ذریعہ سے اگست ۱۹۶۵ء میں مسلمان ہوا تھا - اُمید ہے کہ آپ نے ریڈیو سے بھی سنا ہوگا کہ تقریباً ایک ہزار مسلمان شمالی نائیجیریا میں مسلمان ہوئے ہیں -

جب سے میں مسلمان ہوا ہوں میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اسلام مذہب سب سے اعلیٰ مذہب ہے اور جب سے ماہ رمضان شروع ہوا ہے میں نے کوئی روزہ نہیں چھوڑا میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ رحم فرما کر مجھے انگریزی قرآن شریف اور چند دیگر اسلامی کتب ارسال کریں گے - اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو

(ان کو قرآن شریف اور دیگر لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا -)

---(۲)---

ترجمہ خط ایس لے موواکندے بنیں - نائیجیریا

میں عیسائی ہوں مگر مجھے چند اصول عیسائیت کے پسند نہیں اور میں ان کو غلط خیال کرتا ہوں وہ سب میرے دل میں ہیں اگر اب میں مذہب اسلام کو سمجھنا چاہتا ہوں میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے چند کتب اسلام کے متعلق ارسال کریں اگر میں ان کا مطالعہ کرنے کے بعد مجبور ہو گیا تو میں فوراً مذہب اسلام کا ممبر بن جاؤں گا

والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

---(۳)---

ترجمہ خط - ادمادو - اے کورو - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مہربانی فرما کر مجھ کو کچھ لٹریچر دربارہ اسلام ارسال کریں - اگر آپ مجھے چند کتب مذہب اسلام کے متعلق ارسال کریں تو میں بہت خوش ہوں گا کیوں کہ میں عربی مذہب کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں - میں آپ کی کتابوں کا بڑے شوق سے انتظار کر رہا ہوں -

(ان کو عربی ---- اور انگریزی لٹریچر بھیجا گیا)

گھانا

ترجمہ خط عبدالرزاق ناجی - گھانا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں یہ چند سطور آپ کو لکھ کر بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں آپ کا ۲۷ر نومبر ۱۹۶۵ء کا خط موصول ہوا اور خط پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے اور جو امداد آپ نے دی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے گا اور اپنی رحمتیں نازل کرے گا جیسا کہ اپنی رحمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول پر نازل کیں - آپ کا خط مجھے ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو ملا اور آپ کی ارسال کردہ کتب ابھی نہیں ملیں اور میں انشاءاللہ تعالیٰ ان پر پورے طور پر عمل کروں گا والسلام

سب کو سلام علیکم

(ان کو خط کا جواب دیا گیا)

ترجمہ خط علی الوزی - انڈونیشیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں یہ خط لکھ کر آپ کو تکلیف دے رہا ہوں - آپ برائے کرم کچھ اسلامی کتابیں اور اپنی اخبار مجھے ارسال کریں میں بہت مشکور ہوں گا -

ہمیں یقین ہے کہ آپ کی اخبارات اور کتابیں ہمارے علم میں اضافہ کریں گی اور اسلامی تعلیم اور آپ کے ملک کے حالات سے بھی واقفیت ہوگی -

میری التماس ہے کہ میری گذارش پر عمل کر کے مشکور فرمائیں - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

کائنات خدا تعالیٰ کی فعلی اور قرآن کریم اس کی قولی کتاب ہے

خدا تعالیٰ کے احسانات اور کمالات۔ خدا تعالیٰ کو شرک پسند نہیں

نماز جمعہ میں پابندئ وقت کا خیال رکھنا چاہیئے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۱ فروری ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

والٰھکم الٰہ واحد۔ لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لاٰیٰت لقوم یعقلون ۰ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حباً للہ ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب ان القوۃ للہ جمیعاً وان اللہ شدید العذاب ——— (سورۃ بقرہ)

خدا تعالیٰ کی دو قولی اور فعلی کتابیں

اللہ تعالےٰ کی کتابیں دو ہی ہیں۔ ایک تو فعلی کتاب ہے جس کو کائنات کہتے ہیں اور ایک قولی کتاب ہے جس کو قرآن کریم کہتے ہیں۔ ان دونوں کتابوں کا آپس میں پورا پورا اتفاق ہے۔ جو بات قرآن کریم میں لکھی ہے۔ کائنات اس کو زبان حال سے بیان کر رہی ہے۔

توحید الٰہی کا بیان

اس ضمن میں فرمایا الٰھکم الٰہ واحد اے دنیا بھر کے لوگو! سن لو اس کائنات کا موجد اور خالق ایک ہی ہے یعنی کائنات اور اس تمام مخلوق اور قوموں کا پیدا کرنے والا ایک ہی خدا ہے۔ دوسرا جملہ اس کی تاکید میں فرمایا لا الٰہ الا ھو اس کے سوا ئے اور کوئی خالق نہیں ہے۔ اس لئے کوئی پرستش کے قابل نہیں۔ مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اس کے قیام کا ریاضت بھی وہی ایک خدا ہے۔ اسی کا اس موجودات پر تصرف ہے۔ اس زمین و آسمان کے بادشاہ اور دنیا کے بادشاہوں اور لیڈروں۔ راجاؤں میں ایک اور فرق ہے۔ یہ زمین کے چھوٹے سے ٹکڑے پر حکومت کرتے ہیں۔ کوئی انگلستان کا بادشاہ ہے اس کو اپنی عظمت پر گھمنڈ ہے کوئی روس اور امریکہ پر گھمنڈ ہے۔ وہ جس قانون کو چاہیں توڑ سکتے ہیں۔ جس کو چاہیں نوازیں۔ جس پر ظلم کرنا چاہیں اس پر ظلم کر سکتے ہیں۔

رحیم و کریم خدا کے کمالات اور احسانات

لیکن زمین و آسمان کا بادشاہ اگرچہ ہر طرح کی قدرت و کبریائی سے متصف ہے مگر وہ رحیم و کریم ہے۔ ھو الرحمٰن الرحیم ہے۔ اگر اس کی قدرت اور سلطنت کی انتہا نہیں۔ تو اس کے رحم و کرم کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ اس آیت کے اندر خدا کا کیا خوبصورت نقشہ کھینچا گیا ہے۔ انسان یا تو کمال کا دلدادہ ہوتا ہے یا احسان کا غلام بن جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے کمالات کا ذکر کرنے کے بعد اپنے بے پایاں کرم، اور بے انتہا احسانات کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا اگر میرے کمالات کو دیکھنا ہے تو اس کائنات کو دیکھ لو۔

اجرام فلکی کا نظام

چنانچہ آگے اس کی تشریح بیان کی گئی ہے۔ ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف الیل والنھار۔ آسمان پر نظر اٹھاؤ۔ اجرام فلکی۔ سورج۔ قمر اور سیارگان کو دیکھو۔ یہ ایک دوسرے سے ٹکراتے نہیں۔ جیسے کہ انگلستان۔ امریکہ۔ اور روس میں ریلوں کی ٹکر ہوتی ہے۔ ان کے ہوائی جہاز پرندوں کی طرح آسمان پر اڑتے ہیں۔ آپس میں ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ اگلے ہی دن مشرقی پاکستان میں ایک گدھ نے ہوائی جہاز کو گرا دیا۔ مگر خدا تعالےٰ کے بنائے ہوئے یہ اجرام اور سیارگان بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ دن رات چلتے ہیں صبح و شام متحرک ہیں۔ ہر وقت اور ہر آن گردش میں ہیں اور بڑی تیزی سے حرکت پذیر ہیں۔ لیکن ایک دوسرے سے ٹکراتے نہیں۔ لیٹ بھی نہیں ہوتے۔ راستے میں ان کے کل پرزے بھی ڈھیلے نہیں ہوتے۔ ۔ ۔ ۔ ہیں۔ وقت سے پہلے منزل پر نہیں پہنچتے۔ وقت معین ہے۔ رفتار مقرر ہے۔

آسمانی برکات اور حیات

آسمان کی طرف دیکھو۔ کہ اس میں اس قدر برکات جمع کر دی ہیں۔ سورج پر تمام قسم کی آبادی کا انحصار ہے اگر وہ ایک منٹ کے لئے غائب ہو جائے۔ تو دنیا پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ سورج بارش بھی لاتا ہے۔ انسان تو کیوں نہیں بارش برسا لیتا۔ دنیا جہان کے سائنسدان مل کر بارش نہیں برسا سکتے۔ جب قحط سالی کا سامنا ہوتا ہے تو بارش کے لئے سارا جہان آسمان کی طرف دیکھتا ہے۔ تمام قسم کی برکات آسمان پر سے آتی ہیں۔ ان سیارگان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔ گرمی۔ سردی۔ روشنی۔ میسر آتی ہے اور میوہ جات، غلہ جات ان کی وجہ سے نمودار ہوتے ہیں وتصریف الریٰح۔ یہ ہوائیں کون چلاتا ہے من یرسل الریٰح۔ انسان کو متوجہ کرنے کے لئے خدا اس سے سوال کرتا ہے کہ اس پر غور کرو، جن ہواؤں پر زندگی کا مدار ہے۔ ان کو کون چلاتا ہے: فرماتا ہے اللہ الذی یرسل الریاح یہ ہوائیں سمندر سے لاکھوں من پانی اپنے دوش پر لاد کر پیاسی اور مردہ زمین کی سیرابی کے لئے میلوں میل اڑ کر آتی ہیں، مردہ زمین کو زندہ کر دیتی ہیں۔ یہ بادلوں کو کہیں سے کہیں لے جاتی ہیں فتثیر سحاباً فیبسطہ فی السماء کیف یشاء جب چاہے تو بادلوں کو آسمان پر پھیلا دے اور جب چاہے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے ویجعلہ کسفاً والسحاب المسخر بین السماء والارض۔ یعنی بادل خدا کے حکم کے ماتحت زمین و آسمان کے درمیان حرکت کرتے اور مینہ برساتے ہیں۔ اگرچہ بادل موجود ہوتے ہیں مگر حکم الٰہی کے بغیر ایک قطرہ تک زمین پر نہیں گرتا۔ آجکل دنیا بے قرار ہے کہ اس دفعہ بارش نہیں ہے۔ اس لئے گرمی کے موسم میں دریاؤں میں پانی کم ہوگا۔ خدا تعالےٰ پہاڑوں پر ریزروائر بنا دیتا ہے۔ پانی سردی کی وجہ سے پہاڑوں پر برف کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر گرمی کے موسم میں برف آہستہ آہستہ پگھلتی رہتی ہے۔ اس سے چشمے اور ندی نالے بہتے ہیں کھیتوں اور باغوں کو پانی ملتا ہے۔ پھول پھل پیدا ہوتے ہیں چرند پرند اور حیوانوں کو رزق ملتا ہے۔ وبث فیھا من کل دابۃ۔ وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ پانی کی وجہ سے زندگی ہے۔ پانی کی وجہ سے سبزی پیدا ہوتی ہے۔ پھر حیوانات پیدا ہوتے ہیں۔

شب و روز کی برکتیں

دن اور رات کے اندر برکتیں ہیں۔ دن بھر محنت اور مشقت سے تم تھک جاتے ہو۔ تو خدا سیاہ پردہ آسمان پر سے گرا دیتا ہے تم آرام سے سوتے ہو اور دن بھر کی تھکن دور ہو جاتی ہے وجعلنا النھار معاشاً۔ رات کو آرام کا باعث بنایا تو دن معاش حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا۔ آج کل دنیا

تھوڑا تھوڑا کر کے دن کے اندر تبدیل ہو رہی ہیں۔ اس سے گرمی تدریجاً بڑھ رہی ہے تاکہ حرارت غریزی بڑھے۔ یہ دن کا بڑھتے چلے جانا زندگی کا باعث ہے۔ درخت پھوٹ رہے ہیں۔ کھیت سرسبز ہو رہے ہیں۔ لوگ خوش ہو رہے ہیں کہ بہار آ رہی ہے ہر چیز میں تبدیلی رونما ہو رہی ہے۔ کپڑے اور کھانا پینا تبدیل ہو گیا ہے۔ اندر سوتے تھے اب باہر سونے لگے۔

سمندر سے نقل و حمل

یہ اور کرشمۂ الٰہی ہے والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس۔ پانی کی سطح پر جہاز وزنی اشیاء اٹھا کر ایک ملک سے دوسرے ملک کو لے جاتا ہے۔ پانی نقل و حرکت کا بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعہ تجارت ہوتی۔ اور سامان و اشیاء ایک ملک سے دوسرے ملک میں لے جائے جاتے ہیں۔ چونکہ کسی ایک ملک میں تمام ضروریات زندگی فراہم نہیں ہوتیں اس لئے ہر ملک دوسرے ملک کا محتاج ہے۔ آسٹریلیا کا گوشت اور انڈا انگلستان جاتے ہیں۔ ڈنمارک کا دودھ اور پنیر انگلستان جاتا ہے۔ ضروریات زندگی حاصل کرنے کا ذریعہ جہاز ہیں۔ خدا تعالےٰ نے پانی میں یہ صفت پیدا کر رکھی ہے کہ اس کی سطح پر بڑے بڑے جہاز تیر سکتے ہیں۔

مخلوقِ خدا کے وسائلِ رزق

خدا تعالےٰ نے جہاں لاتعداد مخلوق پیدا کر رکھی ہے وہاں اُن کی خوراک کے سامان بھی بہت بڑے پیمانے پر پیدا کرتا رہتا ہے۔ یہ مخلوقات اگر زمین پر کثرت سے ..... نظر آتی ہیں۔ تو سمندر میں اس سے کئی گنا زیادہ مخلوقات ہے۔ اللہ تعالےٰ سب کو رزق پہنچاتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ چڑیوں کی طرف دیکھو، صبح کے وقت خالی پیٹ لے کر نکلتی ہیں شام کو واپس آتی ہیں تو سب کے سب پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں لو انکم توکلتم بتوکل الطیر تغدوا خماصا و تروح بطانا لرزقکم اللہ۔ ان کے پیٹ خالی ہوتے ہیں۔ رات کو آتی ہیں سب کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر تم بھی توکل سے کام لو تو خدا تمہارے لئے رزق مہیا فرمائیگا

شرک خدا کو پسند نہیں

خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت و حکمت اور رحم و کرم کے مشاہدات پیش کئے ہیں۔ اور انہیں مشاہدات کو قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ باوجود اس کے بعض انسان عقل و سمجھ کے ہوتے ہوئے خدا کو چھوڑ کر پتھروں کو خدا بنا لیتے ہیں ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ۔ اگر بعض لوگ پتھروں کی پوجا کرتے ہیں تو بعض لوگ مشائخ علماء اور گدی نشینوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ایک قوم نے حضرت مسیحؑ کو خدا بنا لیا۔ اور بعض لوگ عبدالقادر جیلانیؒ کو خدا بناتے ہیں۔ اور اسی طرح لوگ اپنے پیر اور مرشد اور گدی نشین کے احکام کو خدا اور رسول کے ارشادات پر ترجیح دیتے ہیں یہ شرک عام ہے۔ یہاں تعجب کا اظہار کیا گیا ہے کہ خدا تعالےٰ جو قدرت کاملہ سے متصف ہے اور جو سرچشمۂ فیوض ہے۔ اس کو چھوڑ کر کبھی بت کی پرستش کرنے لگتے ہیں اور کبھی اپنے مشائخ کی پرستش کرنے لگتے ہیں۔ العجب

نمازِ جمعہ کی اہمیت

نماز جمعہ کا بڑا مقصد ذکر الٰہی یعنی قرآن شریف کے ارشادات سے مستفیض ہونا ہے۔ اس لئے نماز جمعہ کی اہمیت ہے۔ خدا نے خود فرمایا ہے کہ جمعہ کی نماز کے وقت پابندی کے ساتھ نماز کے لئے پہنچ جایا کرو۔ اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ یعنے تمام قسم کی مصروفیات اور دھندوں کو توڑ کر نماز جمعہ میں شرکت کیا کرو۔ مَیں پسند نہیں کرتا کہ آپ کی پرواہ نہ کروں۔ آپ جمع ہوں یا نہ ہوں خطبہ شروع کر دیا کروں۔ ایسا کرنا تو غیر مناسب ہے۔ آپ بھی اس طرز کو پسند نہ کریں کہ جب چاہیں وقت پر آئیں اور جب چاہیں دیر سے آئیں۔ آپ مہربانی کر کے ڈیڑھ بجے سے کم از کم دس منٹ پیشتر آ جایا کریں وقت کی پابندی سے کام لیں۔ ایسا کرنا آپ کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

اخبارِ احمدیہ

دفاعی فنڈ میں حصّہ

—— مردان سے عبدالجلیل خان صاحب لکھتے ہیں ——

برادرم! جو قربانی احمدی کرتے ہیں وہ تو خالص خدا کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیں۔ اور ان قربانیوں کے متعلق اخبارات میں اعلان کرنے کا اگرچہ سخت مخالف ہوں۔ مگر چونکہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہوتا ہے لہٰذا اگر اخبار میں دوسروں کو تحریص دلانے کے لئے یا حکومت کو یہ جتلانے کے لئے کہ احمدی جہاد بالسیف اور جہاد بالمال وغیرہ میں دوسروں سے پیچھے نہیں تو یہ احسن امر ہے۔ لہٰذا اگر مندرجہ ذیل حقائق پیغام صلح میں شائع کرائیں تو بہتر ہوگا۔

(۱) گو میری عمر ۵۸ سال ہے اور پانچ سال کی عمر سے دمے کا مریض ہوں۔ مگر چونکہ گذشتہ جنگِ عظیم میں بعہدہ جمعدار بھرتی ہوا تھا اس لئے اب پھر تین دفعہ بھرتی کے افسر کے پاس گیا اور کہا کہ مَیں سپاہی بھرتی ہوتا ہوں۔ خیال تھا کہ بہت کچھ کر سکوں گا مگر انہوں نے کہا کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ جب انجکشن لگاتا ہوں اور سینہ سے بلغم صاف ہوتا ہے تو اگر سکریننگ بھی کی جائے تو بیماری کا پتہ نہیں لگتا۔ انجکشن لگا کر یا دوائی کھا کر بھرتی کے لئے جاتا رہا

(۲) ایک بیٹے کو ای۔ ایم۔ ای میں بھرتی کرا چکا ہوں۔ جو کوئٹہ میں زیر تربیت ہے۔

(۳) ہر مہینہ 20.7 روپے دفاعی فنڈ میں تنخواہ سے بھیجتا ہوں۔ نقد -/50 روپے دیئے تھے۔ گھر کے کنبہ کے جتنے زیادہ سے زیادہ کپڑے۔ لائبریری کی تمام کتابیں۔ انگریزی ترجمۃ القرآن دیگر ماہوار رسالے بسکٹ وغیرہ کے علاوہ اپنے کوٹ پتلون سب دے دیئے۔ صرف ایک پتلون رہ گیا تھا۔ کباڑ سے ایک گرم پتلون اور گرم قمیص خرید کر موسم سرما گذارا۔ موسم گرما کے کپڑے بھی سب دے دیئے ہیں۔

(۴) Webly Scott 455 ریوالور بمعہ

گردنی دو عدد اور کارتوس ۲۲ عدد سٹیشن سٹاف آفیسر پنجاب رجمنٹل سنٹر مردان کو بمعہ الاؤنس دے چکا ہوں کہ اگر مجھے نہیں بھیجا جا سکتا تو یہ تو ضرور کام دے گی۔ رائفل بھی نہیں میرے پاس دونالی چھرہ دار بندوق ہے۔ ورنہ رائفل بھی دے دیتا۔ والسلام

سابق نائب صوبیدار عبدالجلیل۔ ایف۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایچ۔ ایم دی گورنمنٹ ہائی سکول ہوتی۔ مردان۔ پشاور ڈویژن۔

درخواست دُعا

—— پشاور سے محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری مقامی جماعت لکھتے ہیں:——

(۱) محترم برادرم صوبیدار میجر عبدالحکیم خان ڈاکٹر ...... لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور کا نہایت ہی پیارا بچہ مسمی افتخار احمد چند دنوں سے بیمار ہے یہ بچہ کئی بہنوں کے بعد اکلوتا ہے۔

بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنی نیک دعاؤں میں اس بچے کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعائیں کریں۔ اس بچہ کے صدقہ میں صوبیدار میجر صاحب کی اہلیہ محترمہ نے مبلغ -/20 روپے اور خود صوبیدار صاحب نے مبلغ -/۲ روپے برائے اشاعت اسلام عنایت کئے ہیں جزاکم اللہ

(۲) صوبیدار میجر صاحب کا ایک عزیز بھائی رفیق احمد صاحب بھی بیمار ہے اس کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

(۳) میری اہلیہ صاحبہ محترمہ کا پچھلے سال پتے اور معدہ کا اپریشن ہوا تھا۔ اس کی صحت اچھی نہیں ہے۔ اب تقریباً ڈیڑھ ماہ سے کافی تکلیف ہے۔ اس کی صحت کے لئے بزرگانِ سلسلہ سے درد دل سے دعا کرنے کی درخواست ہے۔

(۵) میری اپنی صحت بھی خراب ہے اور کچھ ذہنی الجھنیں درپیش ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔

—— بہاولپور سے مختار احمد صاحب اطلاع دیتے ہیں:——

پچھلے دنوں بہاول نگر میں ہمارے ایک نہایت ہی مخلص احمدی دوست، برادرم ریاض احمد صدیقی صاحب کو دل کا دورہ پڑا۔ آج کل وہ بہاولپور میں ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کی صحت عاجلہ و کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ہمارا دفاعی فنڈ

قومی دفاعی فنڈ کے سلسلہ میں احباب جماعت کے عطیات کی جو فہرستیں قبل ازیں شائع ہو چکی ہیں، اس کے بعد کی فہرست درج ذیل ہے:۔

بذریعہ ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول ملتان	64/27
عبدالباری صاحب مدرس عظیم کلاتھ جلیانوالہ (؟)	-/5
ماسٹر عبدالقیوم صاحب سیالکوٹ	-/10
ڈاکٹر محمد خیرالدین سگو صاحب کوئٹہ	-/100
بیگم صاحبہ دختر شیخ عطاءاللہ سلیم صاحب ملتان	-/60
مولوی محمد رمضان صاحب منڈی بہاؤالدین	-/25
چوہدری محمد عالم صاحب بھیلر چک، ضلع جھنگ	-/100
ڈاکٹر عبدالعزیز خان صاحب پشاور	-/60

(باقی بر صفحہ ۷ کالم ۲)

چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ مبلغ اسلام

افریقہ میں تبلیغ اسلام

گھانا (مغربی افریقہ) میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی تبلیغی سرگرمیاں

(دسمبر ۱۹۶۵ء میں)

خطبات جمعہ ـ سوال و جواب اور درس قرآن کریم

(۱) خطبوں کا ترجمہ تاپو صاحب نے یوروبا میں اور عباس صاحب نے اشانتی زبانوں میں کئے ۔ مسائل جنازہ ـ اور جمعہ اور رمضان شریف پر خطبے دیئے گئے ـ جمعہ کے بعد بھی چند لوگوں نے مختلف مسائل دریافت کئے اور سوال و جواب میں کافی دلچسپی پیدا ہو گئی ـ جمعہ کے بعد تاپو صاحب نے یوربا عورتوں میں باقاعدہ درس جاری رکھا ـ بعدہ قرآن مجید کی تفسیر عصر کے وقت یوروبا قوم میں سنائی گئی ـ

تبلیغی دورے اور تقاریر

عباس صاحب نے مسلم یوتھ لیگ کا کام بڑی تندہی سے کیا اور کماسی سے باہر بھی اس کام کے لئے دورے کئے ـ تاپو صاحب نے سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے عباس صاحب نے مختلف اجتماعات میں تقریریں اور گفتگوئیں کیں ـ خاص طور پر قادیانیوں سے اختلافی مسائل پر بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی عیسائیوں کو بھی تبلیغ کی ـ انہوں نے ۵-۶-۸-۱۶-۰ اور ۲۷ تا ۲۹ دسمبر کو مضافات کے دورے کئے صالح صاحب نے کافی دورے دیہات میں کئے ـ یہ دیہات میں عمدہ تبلیغ کر سکتے ہیں ـ

نورالدین سوسائٹی کی تنظیم

تاپو صاحب نے نورالدین سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے یہ سوسائٹی ممبرشپ پرانسر شپ کر رہی اور تاپو صاحب کی اس سیکرٹری شپ کی وجہ سے ہی اس سوسائٹی کے نام پر پچھے ورو ... تھا ـ اس لئے اس سوسائٹی کی تنظیم ہمارے مشن کا بنیادی پتھر ہے اس کی مجلس عاملہ کے نصف سے زیادہ ممبر ہماری جماعت کے ممبرن چکے ہیں ـ نورالدین کے ماتحت ۳ سکول چل رہے ہیں جن کے ریزیڈنٹ پرنسپل کے فرائض بھی تاپو صاحب نے ادا کئے

ہینڈ بلوں کی تقسیم

۵ عدد ہینڈ بلز چھاپے گئے یعنی نمبر ۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲- جن کی تعداد فی اشتہار ۵۰۰ ورق یا ۱۰۰۰ صفحات تھی ـ یعنی ۵۰۰۰ صفحات لوگوں میں تقسیم کئے گئے ـ اگر ایک پرچہ ۱۰-۱۵ آدمی بھی پڑھیں تو بڑی آسانی سے قریباً ۶۰ ہزار نفوس تک پیغام پہنچ گیا ـ یہ اس قدر مقبول ہوتے ہیں کہ لوگ پر دانوں کی طرح انہیں ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں پچھلے سالوں میں فی اشتہار ۱۰۰۰ اپیر چھپتا تھا لیکن اب عدم گنجائش کی وجہ سے ۵۰۰ پیپر سے زیادہ نہیں چھاپ سکتا تھا ـ جب سے کام دوبارہ شروع کیا ہے ـ ۱۱ ـ اشتہار نکل چکے ہیں ـ

ملاقاتیں اور تبلیغی گفت و شنید

ان ہینڈ بلوں کی وجہ سے لوگوں سے گفتگو کا موقع بھی مل جاتا ہے ـ چنانچہ بے شمار لوگوں سے فرداً فرداً اور مجمعوں میں گفت گو کرنے کا موقعہ ملا .... مشن ہاؤس پر بھی مجموعی طور پر ۱۰۰ سے زیادہ آدمی آئے ـ اور لوگوں کے پاس جا کر بھی تبلیغ کی گئی ـ کتب کی بھی فروخت ہوئی ـ اور مفت لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا ـ دور کے علاقوں سے بھی لوگ آئے اور کتب اور لٹریچر لے گئے ـ

میری بیماری

میں اس ماہ قریباً پندرہ دن انفلوئنزا کے حملہ سے بیمار رہا ـ لیکن اس کے باوجود تبلیغی کام جاری رہا ـ ۵ دن ٹیکے لگوائے گئے ـ اور ناک میں اس کی وجہ سے بڑا سا پھوڑا نکل آیا جس سے سخت کمزوری ہو گئی ہے ـ اب قدرے افاقہ ہے ـ غدود دوسرے نہیں رکھ سکا ـ لیکن کام اتنا ہے کہ آرام کرنا مشکل تھا ـ

ہینڈ بلوں کے لئے کافی مطالعہ کرنا پڑتا ہے پھر جا کر کہیں چیدہ مضمون ملتا ہے ـ پھر اس میں مناسب تبدیلی کر کے خود ہی سٹینسل ٹائپ کرتا ہوں اور پھر چھپوایا جاتا ہے پھر ان کی تقسیم میں کافی تگ و دو کرنی پڑتی ہے بہر حال اُن کی تقسیم ایک مستقل اثر رکھنے والی بات ہے جس سے لوگ ہمارے مشن سے اور اسلام سے متعارف ہوتے ہیں اور لوگوں کو بالمشافہ تبلیغ کا موقعہ ملتا ہے ـ

مسئلہ کشمیر پر گفت گو

یہاں لوگوں کو مسئلہ کشمیر سمجھ میں نہیں آتا ـ چنانچہ کئی کئی گھنٹے پاکستان اور کشمیر کے مسئلہ پر لوگوں سے گفت گو کرنی پڑتی ہے ـ پھر انہیں ہندو کی ذہنیت ـ اس کی بے پناہ بت پرستی اور عناصر پرستی سمجھائی جاتی ہے کہ ہم اور عیسائی اہل کتاب ہیں ـ اور ہندو حد درجے کا ظالم اور بدترین قسم کا بنیَن ہے ـ کہ جس کی بربریت کا اندازہ تم لوگ لگا ہی نہیں سکتے پھر انہیں رہوڈیشیا کے لوگوں کی مثال سے قدر سمجھ آتی ہے ـ پھر وہ پوچھتے ہیں کہ یہ کس طرح ہوا کہ پاکستان نے ہندوستان کا پانچواں حصہ ہونے کے باوجود اسے زبردست شکست دی ـ تو انہیں بتایا یہ جاتا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کا فضل اور اس پر پختہ ایمان ہے جس نے یہ معجزہ دکھایا ـ

الغرض تبلیغ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اپنے وطن کی پوزیشن صاف کی جاوے ـ

قبول اسلام

۲ کس مسلمان ہوئے جن کی فارمیں پُر کر کے بھیجی جا رہی ہیں ـ ایک فہرست نو مسلمین کی نمبر ۱۸۷ سے نمبر ۲۱۴ تک فاروقی صاحب کو بھیجی جا رہی ہے تاکہ وہ اپنے سامنے اسکولانٹ اور پیغام صلح میں ...

(والسلام ـ نیاز مند ـ محمد سعید بھٹہ)

دین اور ایمان کی باتیں

● اَلصِّدْقُ اَمَانَۃٌ وَالْکِذْبُ خِیَانَۃٌ ـ

سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے (ابوبکر صدیق)

● عِزُّ الدُّنْیَا بِالْمَالِ وَعِزُّ الْاٰخِرَۃِ بِصَالِحِ الْاَعْمَالِ ۃ

دنیا کی عزّت مال سے ہے اور آخرت کی عزّت نیک اعمال سے ہے ـ (حضرت فاروق رضؓ)

● ھَمُّ الدُّنْیَا ظُلْمَۃٌ فِی الْقَلْبِ وَ ھَمُّ الْاٰخِرَۃِ نُوْرٌ فِی الْقَلْبِ ۃ

دنیا کا غم دل کا اندھیرا ہے ـ اور آخرت کا غم دل کا اُجالا ـ (حضرت عثمان رضؓ)

● کُنْ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرَ النَّاسِ وَکُنْ عِنْدَ النَّاسِ رَجُلًا مِّنَ النَّاسِ ـ

اللہ کے نزدیک بہترین انسان ہو جا ـ اور انسانوں کے نزدیک ان میں سے ایک انسان ہو جا ـ (حضرت علی المرتضیٰؓ)

● مَنْ دَخَلَ الْقَبْرَ بِلَا زَادٍ کَاَنَّمَا رَکِبَ الْبَحْرَ بِلَا سَفِیْنَۃٍ ـ

جو داخل ہوا قبر میں زادِ عمل کے بغیر وہ ایسا ہے کہ گویا سوار ہوا ہے سمندر پر کشتی کے بغیر ـ (صدیق اکبرؓ)

● کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنُ ۃ

آنحضرتؐ کی سیرت قرآن ہے ـ (عائشہ صدیقہؓ)

● لِمَ اسْتَعْبَدْتُّمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْھُمْ اُمَّھَاتُھُمْ اَحْرَارًا ۃ

تم لوگوں کو غلام کیوں بناتے ہو، ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا ـ (حضرت عمر رضؓ)

● مَنْ کَانَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ کَانَتِ الْجَنَّۃُ فِیْ طَلَبِہٖ

جو شخص علم کی تلاش میں ہے جنّت اس کی تلاش میں ہے (سیدنا حضرت علی رضؓ)

● اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یُسْلِمُہٗ

مسلم برادر مسلم ہے مسلم مسلم پر ظلم نہ کرے مسلم مسلم پر ظالم کو ظلم نہ کرنے دے ـ (راوی عبداللہ بن عمر رضؓ)

● اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا

● قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا نَنْصُرُہٗ مَظْلُوْمًا فَکَیْفَ نَنْصُرُہٗ ظَالِمًا، قَالَ تَاْخُذُ فَوْقَ یَدَیْہِ ۃ

(راوی انس بن مالکؓ ـ کتاب المظالم بخاری شریف)

اپنے برادر مسلم کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ـ صحابہ کرامؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ ہم مظلوم بھائی کی مدد کریں گے ـ حضورؐ اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیوں کریں، فرمایا ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دو ـ

ضروری اعلانات

انجمن میں کام کرنے کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

انجمن کے سکولوں اور دفاتر میں وقتاً فوقتاً آسامیاں نکلتی رہتی ہیں اس لئے اس مقصد کو تنظیم میں لانے کی غرض سے یہ تجویز کی گئی ہے کہ آئندہ انجمن میں نکلنے والی آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے جماعت سے وابستہ اصحاب سے اُمیدواروں کی ایک فہرست اس دفتر میں تیار رہے تاکہ موقع نکلنے پر موزوں امیدوار منتخب کرکے لگائے جا سکیں۔ لہذا جو نوجوان جماعت کے اداروں میں کام کرنے کے خواہاں ہوں وہ اپنی درخواستیں سیکرٹری انجمن کے نام بھجوائیں جس میں اپنی تعلیمی قابلیت، تجربہ و عمر کے علاوہ جماعت سے تعلق کا بھی ذکر ہو جس پر صدر یا سیکرٹری لوکل جماعت یا کسی رُکن کی تصدیق بھی ہو۔ میٹرک پاس فسٹ کلاس یا گریجوایٹ اور ٹرینڈ اصحاب کو ترجیح ہوگی۔

یاد رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ فوری طور پر ان اصحاب کو ملازمت میں لے لیا جائے۔ بلکہ ان کے حالات کو زیرِ غور رکھ کر مناسب آسامی نکلنے پر اطلاع دی جائے گی۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جماعتوں میں جلسوں کا انعقاد

ماہ مارچ و اپریل میں جماعتہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسے منعقد کرنے کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ مفصلہ ذیل مقامات پر یہ جلسے منعقد کئے جائیں گے۔ ۱ پشاور۔ ۲ چارسدہ۔ ۳ ایبٹ آباد ۴ راولپنڈی ۵ سیالکوٹ ۶ پنڈدادنخان ۷ اوکاڑہ ۸ ملتان ۹ لائل پور ۱۰ سرگودھا ۱۱ کراچی۔ یہاں مقامی جماعتوں کے عہدیدار بالخصوص سیکرٹری دعوت و ارشاد و مبلغ صاحبان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ابھی سے ان جلسوں کے انعقاد کی تیاری کا انتظام شروع کر دیں۔ مقامی اصحاب کے علاوہ ملحقہ علاقہ جات کے لوگوں کو بھی شرکت کی دعوت دینا ضروری ہوگا۔ ہر جگہ ہر جلسہ کی تاریخ کے تعین اور دیگر تفصیلات کے لئے سیکرٹری انجمن سے خط و کتابت کی جائے۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

ووکنگ (انگلستان) میں عید الفطر

(اخبار ووکنگ نیوز اینڈ میل مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

اتوار کے دن شاہجہان مسجد ووکنگ میں عید الفطر منانے کے لئے تین ہزار کے قریب لوگ جمع ہوئے جو تیس ملکوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ ترکوں اور رنگ رنگ اور شوخ و بھڑکیلے لباس اور رنگ برنگ کے قومی پرچموں کے پس منظر انگلستان کا یہ اسلامی مرکز عجب خوشی و مسرت کا سماں پیش کر رہا تھا۔

مسلمان، ملک کے گوشے گوشے سے عبادت کے لئے ایک بڑے شامیانے تلے جمع ہوئے تھے جو کہ مسجد کے ساتھ ہی لگایا گیا تھا۔ ان میں لندن میں مقیم مسلمان سفارت خانوں کے سفیر بھی تھے۔

امام شیخ محمد طفیل صاحب نے نماز عید کی امامت کے فرائض ادا کئے اور خطبے میں مختلف مسلم اقوام میں اتفاق و یگانگت کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ان میں اقوام کے لوگ جو یہاں جمع ہو کر نمائندگی کر رہے ہیں ایک خدا ایک رسولؐ اور ایک کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اگرچہ اُن کی رنگت، لباس، زبان اور سیاسی نقطۂ نظر میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ ان کی مذہبی رسومات میں بھی تھوڑا بہت اختلاف ہو سکتا ہے لیکن یہ ایک صحتمند معاشرے کے لئے ضروری بھی ہے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ان اختلافات کو بڑھا چڑھا کر بیان نہیں کرنا چاہیئے اور ان کی بناء پر کسی کو کافر کہنا زیبا نہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ برطانیہ میں رہنے والے اپنی قوموں کے نمائندے ہیں اور ان کی قوموں کا مستقبل اس پر منحصر ہے۔

سعودی عرب کے شاہ فیصل کی چلائی ہوئی اسلامی معاہدے کی تحریک کی نشاندہی کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ مسلمان ملکوں کی کامن ویلتھ کے تصور کی تبلیغ پہلے بھی اسی پلیٹ فارم سے تنکو عبدالرحمٰن صاحب، وزیر اعظم ملائیشیا ۱۹۶۱ء میں کر چکے ہیں جن کو انہوں نے مستقبل کی راہ عمل قرار دیا تھا۔ پانچ سال بعد وہی تصور اب "اسلامی معاہدے" کی صورت میں مشرق وسطے کے مسلمانوں کے ذہنوں میں کروٹ لے رہا ہے۔ اگر یہ خواب شرمندہ تعبیر ہوا تو مسلمان ایک اُمت کی شکل میں منظم ہو جائیں گے۔ انہیں ایسے ذرائع تلاش کرنے چاہئیں جن کے ذریعے وہ متحد و منظم ہو جائیں۔ اور آپس میں مل جل کر رہنے کا ڈھنگ سیکھ لیں۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"
(الہام مسیح موعودؑ)

انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور
فون نمبر ۳۷۳۷
زرمبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز
فی پرچہ ۱۳ پیسے
جلد نمبر ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۳ ذیقعد ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۶ء | نمبر ۷

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہمست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفاں ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

تزکیہ نفس کے لئے اس نور کی ضرورت ہے
جو اطاعت نبوی صلعم کی نالی میں سے ہوکر قلب پر گرے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

تزکیہ نفس کے لئے چلہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے چلہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ اورا اور نفی و اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے بلکہ ان کے پاس ایک اور ہی چیز تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نور آپ میں تھا۔ وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہوکر صحابہؓ کے قلب پر گرتا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کے بجائے ان کے سینوں میں نور بھر جاتا تھا۔

اس وقت بھی خوب یاد رکھو یہی حالت ہے۔ جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے۔ تمہارے قلب پر نہیں گرتا۔ تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے۔ بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بت ہیں وہ توڑے جائیں۔ اور اللہ ہی اللہ رہ جائے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي اَصْحَابِي میرے صحابہؓ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے۔ دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مراد نہیں، کہ انسان وحدت وجود کے مسئلہ پر عمل کرے۔ اور ہر کتے اور گدھے کو معاذاللہ خدا قرار دے بیٹھے نہیں نہیں۔ اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو۔ اس میں مقصود فی الذات اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہو۔ اور نہ کچھ اور۔ اور یہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو۔ بکریماں کارہا دشوار نیست (ملفوظات احمدیہ حصہ اول، ص ۳۵۲)

بحر حکمت کے موتی

قضاء حاجت کے وقت کی دعا

مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

عن عبد العزیز ابن صہیب قال سمعت انسا یقول کان النبی صلعم اذا دخل الخلاء قال اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث (البخاری کتاب الوضوء)

عبد العزیز بن صہیب کہتے ہیں میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہتے تھے جب حضرت نبی کریم صلعم قضاء حاجت کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہونا چاہتے تھے تو یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میں ہر ناپاک چیز کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لئے بھی اور اسی طرح دیگر ناپاک چیزوں کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لئے بھی اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں یعنی تو ہی مجھے تمام ناپاک اور ضرر رساں چیزوں کے ضرر سے محفوظ رکھ ظاہر ہے کہ بول اور براز وغیرہ ناپاک چیزیں اگر رک جائیں تو کس قدر صحت کے لئے مضر ہوتی ہیں بلکہ ان کے رک جانے سے بعض اوقات موت تک نوبت پہنچ جاتی ہے یا ان کی کثرت صحت کے لئے کس قدر مضر ہو سکتی ہے۔

اخبار احمدیہ

کراچی میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام

مورخہ ۴ ماہ حال بعد نماز جمعہ جماعت کے نوجوانوں کا ایک اجتماع احمدیہ مسجد میں ہوا اور طے پایا کہ نوجوانوں کی جماعتی سرگرمیوں کو متحرک کرنے کے لئے از سر نو تنظیمی صورت پیدا کی جائے چنانچہ احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ پہلے سال کے لئے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے :-

(۱) صدر: محمد بیدار صاحب
(۲) سیکرٹری: راقم الحروف (سعید احمد)
(۳) خزانچی: امان اللہ ظفر صاحب

احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ وہ ہماری کامیابی کے لئے دعا فرمویں۔

شادی خانہ آبادی

اتوار کے روز چوہدری غلام رسول صاحب ایم اے (ذات چک نمبر ۳۵ سرگودھا) پروفیسر گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازی خان کی شادی عمل میں آئی۔ آپ کا نکاح گذشتہ سال ملک عزیز الرحمٰن صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر کرشن نگر لاہور کی دختر نیک اختر مبارکہ ملک کے ہمراہ ہوا تھا۔ رات ۱۲ بجے کے قریب راجہ بشیر احمد صاحب رازی بی کام کے مکان سے بارات کرشن نگر گئی اور وہاں تمام حاضرین نے مکرم صاحبزادہ میاں عبد المنان صاحب عمر ایم اے کی قیادت میں رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی جس کے بعد ملک صاحب نے دوپہر کا کھانا پیش کیا۔ اس تقریب میں جانبین کے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ احباب سے استدعا ہے کہ وہ دعا*

*کریں کہ یہ رشتہ تمام کے لئے بابرکت ہو اور دولہا اور دلہن کو اللہ تعالےٰ دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے۔ آمین۔ خاکسار علی محمد ماچی

سیاروں اور ستاروں تک بھی پہنچ سکے گا۔ لیکن روس کے اس اعلان نے کہ اس کا خلائی جہاز لیونا نہم چاند پر اُتر چکا ہے، اور وہاں سے چاند کی سطح کی تصاویر اور دوسری بیش بہا معلومات ارسال کر رہا ہے (جس کی تصدیق برطانیہ اور امریکہ کی رصدگاہوں نے بھی کی ہے) یہ ثابت کر دیا ہے کہ خلائی بلندیوں تک پہنچنا انسانی دسترس سے باہر نہیں۔

روس کے بالمقابل امریکہ بھی چاند کو مسخر کرنے کے لئے ایک مدت سے کوشاں ہے اور کوئی دن جاتا ہے کہ وہ بھی اپنا خلائی جہاز چاند پر اتارنے میں کامیاب ہو جائے گا، جس کے بعد وہاں کوئی جانور بھیجکر یہ معلوم کیا جائے گا کہ آیا چاند کی آب و ہوا زمینی جانداروں کی زندگی کے لئے ساز گار ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ساز گار ثابت ہوئی تو پھر وہاں انسانوں کو بھیجا جائے گا۔ اور روس اور امریکہ (اور ممکن ہے برطانیہ بھی) چاند پر اپنی حکومتیں قائم کرنے کی کوشش کریں گی۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ اس سعی اور تگ و دو میں اس سطح الارض پر ان قوموں کی باہمی آویزش جو خونیں منظر پیدا کر رہی ہے، وہ چاند کے روشن اور خوبصورت ستارہ کو بھی خوناب بنا کر رکھدے وہ جو کسی نے کہا ہے ؎

تو کارِ زمین را نکو ساختی

کہ باآسماں نیز پرداختی

وہ غالباً انہی قوموں کے لئے کہا گیا تھا جن کا وجود اہلِ زمین کے لئے بھی باعث دُکھ ثابت ہو رہا ہے اور وقت آنے والا ہے کہ آسمان بھی ان کے کُشت و خون سے لالہ زار بن جائے گا۔

ان قوموں کی انہی خصوصیات کی وجہ سے قرآن کریم نے اور بائبل نے بھی ان کو یاجوج ماجوج کا نام دیا ہے، یعنے آگ اور پانی سے کام لینے والی قومیں، اور بائبل نے یاجوج کا مسکن "روش اور مسک اور توبال" قرار دے کر یہ صاف بتا دیا ہے کہ یہ قوم روس، ماسکو اور توبالسک کی رہنے والی ہے، ایسا ہی انگریز اور امریکی اقوام (جو انگریزوں ہی کا حصہ ہیں) ماجوج کہلا سکتی ہیں، ان دونوں اقوام کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے وترکنا بعضھم یومئذٍ یموج فی بعض ہم انہیں اس دن ایک دوسرے پر موجیں مارتے ہوئے چھوڑ دیں گے، چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح یہ دونوں قومیں ایک دوسرے پر چڑھائی کرنے کے لئے موجیں مار رہی ہیں ایسا ہی انکی بلند پروازیوں کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے حتّٰی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کلِّ حدبٍ ینسلون یعنے وہ وقت بھی آ جائے گا جب یاجوج ماجوج ہر بلندی پر چڑھ دوڑیں گے۔ چنانچہ اُن کی موجودہ فضائی تسخیرات اور چاند وغیرہ پر کمندیں ڈالنا اسی قرآنی پیشگوئی کی صداقت پر شاہد ہے۔ اس کے ساتھ ہی قرآن کریم نے ان کا حشر بھی ان الفاظ میں بیان کیا ہے واقترب الوعد الحق فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا یٰویلنا قد کنّا فی غفلۃ من ھٰذا بل کنّا ظٰلمین یعنے جب حق کا وقت قریب آ جائیگا تو کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی (اور وہ کہیں گے) ہم پر افسوس ہم اس سے غفلت میں رہے بلکہ ہم ظالم تھے۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ان قوموں کی انتہائی بلند پروازیاں آخر کار ان کی ہلاکت کا موجب ہوں گی اور انہیں اپنی ظالمانہ کرتوتوں پر افسوس ہوگا کہ اپنی ایجادات کے ہلاکت انگیز نتائج سے وہ غافل رہے اور دنیا پر ظلم و ستم ڈھاتے رہے۔ یہی بات دوسری جگہ جہاں اُن کی باہمی آویزش کا ذکر ہے ان الفاظ میں فرمائی ہے وعرضنا جھنم للکافرین عرضاً الذین کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعاً۔ اور اس دن ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لے آئیں گے وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں میرے ذکر سے پردے میں تھیں اور وہ سن بھی نہ سکتے تھے۔ اور پھر آگے چل کر زیادہ واضح الفاظ میں فرمایا قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً الذین ضلّ سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً اولٰئک الذین کفروا بآیات ربھم

سال پہلے دیدی گئی یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ اس نے نہایت مختصر الفاظ میں نہ صرف ان قوموں کی خصوصیات، ان کی دنیوی ترقیات ان کی باہمی آویزشوں اور بلند پروازیوں کا ذکر کر دیا بلکہ ان کا آخری حشر بھی بتا دیا۔

یہ تو ان لوگوں کا ذکر ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے غافل ہو کر صرف دنیا پر ہی نظر رکھتے اور اس کی ترقیات ہی کو مقصد حیات بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کا بھی ذکر قرآن کیا ہے جو انہی قوموں میں سے ایمان کے نور سے منوّر ہو کر اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں۔ انکے بارے میں آئندہ اشاعت میں تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ ؎

وفاتِ مسیح اور اتحادِ اسلامی

ڈیرہ غازی خان سے انجمن احرار الاسلام کے ناظم اعلےٰ کی ایک مراسلت متعدد اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ مجلس احرار اسلام ڈیرہ غازی خان نے ایک خصوصی اجلاس میں مرزائیوں کے ترجمہ کردہ قرآن پاک، بعنوان قرآن مجید مترجم بطرز جدید (جس پر مترجم عبدالرحمٰن بن احمد کا نام چھپا ہے) کو ملّتِ اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق (جس کی ملّت کو اس وقت اشد ضرورت ہے) کے خلاف ایک سازش اور فرقہ وارانہ منافرت کا دانستہ ارتکاب قرار دیا ہے"

یہ کونسا "مترجم قرآن بطرز جدید" ہے، اور اس کے مترجم عبدالرحمٰن بن احمد کون ہیں، ہم ان سے واقف نہیں، نہ ہی مذکورہ قرآن ہماری نظروں سے گذرا ہے۔ لیکن جس بناء پر اس کو "ملت اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کے خلاف ایک سازش اور فرقہ وارانہ منافرت کا دانستہ ارتکاب قرار دیا گیا ہے" وہ یہ ہے کہ:۔

"مذکورہ بالا قرآن مجید میں متعدد اغلاط کے علاوہ پارہ سوم صفحہ ۱۹۳ میں لفظ متوفّیک کا ترجمہ مرزائی عقائد کے مطابق "طبعی موت" تحریر کر کے مسلمانانِ عالم کے متفقہ ملی عقائد کے خلاف مرزائی عقائد کی تشہیر کے لئے صریح بددیانتی سے کام لیا گیا ہے۔"

"متعدد اغلاط" کے متعلق تو کچھ نہیں کہا جا سکتا جب تک مذکورہ بالا اصل قرآن سامنے نہ ہو لیکن اس بات کو کہ "متوفّیک کا ترجمہ مرزائی عقائد کے مطابق طبعی موت کیا گیا ہے" "صریح بددیانتی" قرار دینا مجلس احرار نہیں ۔۔۔۔ اشرار کا کام ہے، قرآن کریم میں حضرت عیسٰے کے متعلق یہ ارشاد ہوا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ، نہ انہیں قتل کیا گیا اور نہ صلیب پر مارا گیا۔ اور دوسری جگہ یا عیسٰے انی متوفیک فرمایا گیا ہے اور توفی کا لفظ بے شمار جگہوں پر طبعی موت ہی پر بولا گیا ہے مثلاً والذین یتوفون منکم، اور اللہ یتوفی الانفس حین موتھا۔ وغیرہ، تو حضرت عیسٰیؑ کی توفی کو طبعی موت نہ سمجھا جائے تو کیا کہا جائے گا۔

رہا ملّتِ اسلامیہ کا اتحاد، ہم نہیں سمجھتے کہ حضرت عیسٰے کی طبعی موت سے ملّتِ اسلامیہ کے اتحاد میں کیا فرق پڑتا ہے۔ بیسیوں فرقے اسلام میں موجود ہیں جو اپنے مخصوص عقائد کی تشہیر کرتے رہتے ہیں۔ اور اختلاف عقائد کی وجہ سے ایک دوسرے کو کافر تک قرار دینے سے نہیں چُوکتے حضرت عیسٰی کی طبعی موت تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں، جس کے نہ ماننے سے کوئی شخص کافر ہو جائے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ مسیح کی موت عین اسلام کی زندگی ہے، کیونکہ اگر مسیح دو ہزار سال سے بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور اس تمام عرصہ میں ان کی جسمانی حالت پر کوئی تغیر وارد نہیں ہوا تو عیسائیوں کا یہ قول سچ ہے کہ وہ خدا کے بیٹے ۔۔۔۔ اور خدائی صفات کے مالک ہیں۔ کیا اس صورت میں اسلام کی کچھ بھی باقی رہ جاتا ہے؟ یہی وہ اعتقاد ہے جس کی وجہ سے

۴۴ لاکھوں مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے حضرت عیسٰے کی طبعی موت کے عقیدہ کی تشہیر کو ملّتِ اسلامیہ کے اتفاق و اتحاد کے خلاف سازش قرار دینا ان اشرار ہی کا کام ہے جو اسلام کی

گھانا میں ہماری تبلیغی سرگرمیاں

چار افراد کا قبول اسلام۔ ایک ہزار افراد کو پیغام حق پہنچایا گیا

پاکستان کے متعلق بعض الزامات کا ازالہ

مکرم محمد سعید کبشہ صاحب کی ماہوار تبلیغی ڈائری

چار افراد کا قبول اسلام اور ہینڈ بلوں کی تقسیم

ماہ جنوری ۱۹۶۶ء میں چار افراد نے اسلام قبول کیا اور پانچ افراد باقاعدہ تبلیغی مشن کی جماعت میں شامل ہوئے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ۴ عدد ہینڈ بلوں کے لئے سٹینسل ٹائپ کئے گئے اور ایک ہزار کی تعداد میں شائع کئے گئے چونکہ ان ہینڈ بلوں میں صلح و امن اور محبت و اخوت کا پیغام دیا گیا اس لئے ہمارے اندازہ سے کہیں زیادہ ان کی مانگ پیدا ہو چکی ہے۔ ان ہینڈ بلوں کے ذریعہ ایک ہزار افراد کو پیغام حق پہنچایا گیا اور مجموعی طور پر دس ہزار افراد نے ان کو پڑھا جس کی وجہ سے مختلف حلقوں کی طرف سے استفسارات کا سلسلہ شروع ہے۔

خطبات جمعہ اور لیلۃ القدر پر لیکچر

جمعہ کے دن اہتمام کے ساتھ خطبات دیئے گئے جن کا ترجمہ مقامی زبانوں میں مکرم عباس صاحب اور تاکو صاحب نے کیا۔ رمضان کی ستائیسویں کو ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا جس میں لیلۃ القدر کی حقیقت، ماموریں کی ضرورت، چودھویں کے چاند سے کیا مراد ہے کے موضوعات اور اسلام کی ہمہ گیر تعلیم کی ضرورت و افادیت پر تین گھنٹے تک لیکچر دیا گیا جسے حاضرین جلسہ نے پسند کیا۔

نماز عید

عید الفطر کی نماز پڑھائی گئی جس میں یک صد سے زائد افراد نے شرکت کی۔ اگر قریبی دیہات کے افراد کو بروقت عید کی تقریب سعید کی اطلاع مل جاتی تو اجتماع دو اڑھائی صد تک پہنچ جاتا بہرحال عید کا دن نہایت پر وقار اور خوشی و مسرت کے جذبات سے سرشار گذارا گیا۔ چند فوٹو بھی لئے گئے۔ ہمارا عید کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں تین زبانوں میں خطبہ ہوتا ہے۔ ورنہ دوسرے لوگوں کے اجتماع میں خطبہ کا نام ونشان بھی نہیں ہوتا۔ جیسے لوگ آتے ہیں ایسے کے ایسے ہی گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔

جمعہ کے خطبہ میں بھی عربی کے چند فقرے پڑھ دیئے جاتے ہیں۔

درس قرآن کریم

رمضان شریف میں مکرم تاکو صاحب نے مقامی زبان میں تفسیر قرآن بھی سنائی جس میں کافی رونق ہو جاتی ہے۔

ایک کتاب کی اشاعت

لیگوس (نائیجیریا) سے اطلاع ملی ہے کہ تاکو صاحب کی کتاب "محمد اِن دی لائٹ آف دی بائبل" کا ایڈیشن چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ جو وہاں حالیہ گڑبڑ کی وجہ سے ہمیں نہیں مل سکا موصول ہونے پر اس کی کاپیاں مرکز کو بھجوائی جائیں گی

مقامی جماعت کا اجلاس

مقامی جماعت کا دو دفعہ اجلاس منعقد ہوا ہے جس میں مشن کی مساعی اور آئندہ تبلیغ و ترقی کی تجاویز پر غور کیا گیا۔ آئندہ اتوار کو ایک اور اجلاس منعقد ہو گا۔ اس کے بعد آخری فیصلہ جات کی رپورٹ بھجوا دی جائیں گی۔

تنظیمی و تربیتی دورے

مکرم عباس صاحب .... اور مکرم صالح صاحب نے تنظیمی و تربیتی دورے کئے ہیں اور اس دوران خاص طور پر نومسلموں کی تعلیم و تربیت پر زور دیا گیا ہے۔

پاکستان کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

بعض سندھی دوستوں سے جو ہندوستانی قومیت اختیار کر چکے ہیں اور یہاں آباد ہیں تبادلہ خیالات ہوا ہے اور ان کی پاکستان کے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔ خصوصاً پاکستان اور بھارت کے مابین حالیہ جنگ کے دوران پیدا شدہ بعض سنگین الزامات اور غلط فہمیوں کا قلع قمع کرنے میں ہمارے مشن نے اہم کردار انجام دیا ہے۔

مکتوب برلن ——— مولانا محمد یحییٰ بٹ امام مسجد برلن

مذہب اسلام اور اس کی سیاسی اہمیت مشرق وسطیٰ میں

(نوجوانوں کے گروپ میں ایک تقریر)

سلسلہ احمدیہ کے متعلق ایک ٹریکٹ کی اشاعت

طلباء اور اساتذہ سے تبادلہ خیالات

جرمن مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں

عیسائی نوجوانوں کے ایک گروپ میں تقریر

گیارہ جنوری کو عیسائی نوجوانوں کے ایک گروپ میں میری تقریر ہوئی اس کا اعلان پہلے ہی سے ہو چکا تھا۔ تقریر کا موضوع تھا "مذہب اسلام اور اس کی سیاسی اہمیت مشرق وسطے میں" آٹھ بجے شام یہ تقریر شروع ہوئی۔ تقریر کے بعد ۵۴ منٹ سوال و جواب کا سلسلہ رہا۔ قریباً گیارہ بجے رات میں گھر واپس آیا۔ میں اپنی اس تقریر کے دو حصے کئے۔ اولاً اسلام کا سیاسی نظریہ۔ دوم مشرق وسطے میں مسلمانوں کے مسائل اور ان کو حل کرنے کی کوشش۔ اس ضمن میں مسئلہ فلسطین بھی زیر بحث آیا۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلسطین یہودیوں کے لئے متبرک اور ان کی موعودہ زمین ہے۔ لہٰذا ان کا حق ہے کہ وہ اس زمین میں بسیں۔ اس ضمن میں میں نے تورات سے بعض حصے نقل کئے۔ جن میں دکھایا کہ اس زمین کا وعدہ صرف یہودیوں سے نہیں بلکہ حضرت ابراہیمؑ کی کل نسل سے کیا گیا ہے۔ میں نے بتایا کہ یہ حصہ زمین یہودی قوم کے ہاتھوں میں اس وقت تک رہا جب تک وہ احکام الٰہی پر عمل پیرا رہے۔ اور جب ان کے اعمال میں سستی آئی اور انہوں نے احکام الٰہی کو بجا لانے میں غفلت سے کام لیا تو حضرت موسیٰؑ کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو موسیٰ کی پانچویں کتاب کے باب ۲۸ کی آیت پندرہ سے ۶۸ تک مندرج ہے۔ اس باب میں ان لعنتوں کا ذکر ہے جو یہودی قوم کے شامل حال ہوں گی۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ تمام دنیا میں منتشر کر دیئے جائیں گے۔ ایسی صورت میں فلسطین کا مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہنا حضرت ابراہیمؑ سے کئے ہوئے وعدہ کے موافق ہے۔ میں نے مزید کہا کہ کوئی اسلامی حکومت یہودیوں کے خلاف [illegible] کہ وہ یہودی ہیں بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ سرزمین جن لوگوں کی ملکیت تھی ان سے چھین کر یہودی قوم کو دے دی گئی ہے۔ یہودی اسلامی حکومت کے تحت رہیں [illegible]

جہاں اور ان کی عزت کی حفاظت کرنا مسلمان حکومت کا فرض ہو گا۔ اسلامی حکومتوں میں آج بھی ایک خاص تعداد ان لوگوں کی ہے جو یہودی اور عیسائی یا ہندو اور سکھ ہیں۔ اسلامی حکومتوں میں غیر مسلم رعایا کے حقوق کی اسی طرح حفاظت کی جاتی ہے جس طرح ایک مسلمان کی۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی پیشگوئی پر بھی بحث ہوئی۔

طلباء اور اساتذہ سے تبادلہ خیالات

ان اجتماعات کے علاوہ سکولوں سے مختلف گروپ مع اساتذہ آئے۔ اور کئی گھنٹے گھر کے میٹنگ روم میں تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ ان میں بعض دلچسپ سوال و جواب انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ لکھوں گا۔

پبلک سکولوں میں لیکچروں کی دعوت

۱۵ مارچ میں مجھے دو پبلک سکولوں سے دو مختلف موضوعات پر لیکچر کی دعوت آئی ہے۔ میں نے اس دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ انشاء اللہ انکے حالات لیکچر ہو جانے کے بعد لکھوں گا۔ ان ہر دو لیکچروں کے موضوعات مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) "اسلام میں زندگی مابعد الموت کا تصور" اس موضوع پر میرے لیکچر سے پیشتر تین عیسائی عالم اپنے اپنے مذہبی گروہ کا نظریہ پیش کریں گے۔ بعد میں میری باری ہے۔ دوسرا موضوع ہے "اسلام ماضی اور حال میں"

"دعوت حق" نامی ایک ٹریکٹ کی اشاعت

حال ہی میں ایک ٹریکٹ جرمن زبان میں شائع کیا گیا۔ جس کا نام ہے دعوت حق اس میں حضرت مسیح موعود کی تحریر بھی دی گئی ہے پہلے چار صفحات پر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پر بحث کی اور بتایا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ بعد میں حضرت امام زمان [illegible]

اسلام نے ہر شعبۂ زندگی میں تنظیم اور توازن قائم رکھنے کی تعلیم دی ہے

اللہ۔ رسولؐ اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم

کتاب و سنت نے اطاعت اور حریت کا سبق یکجا طور پر دیا ہے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۸ فروری ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الی اھلھا۔ و اذا حکمتم بین النّاس ان تحکموا بالعدل ـــــ یایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الاٰخر۔ ذالک خیر و احسن تاویلاً (النساء)

اسلام میں منظم زندگی کی تعلیم

خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو منظم زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کی تفصیلات قرآن کریم اور حدیث شریف میں ملتی ہیں۔ یہ تنظیم حیات گھر سے شروع ہوتی ہے۔ گھر کی بھی ایک حکومت ہے۔ وہاں بھی ایک منظم زندگی ہے۔ وہاں ماں باپ کی حکومت ہوتی ہے، اللہ اور رسول صلعم نے ماں باپ کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے۔ مسجد میں بھی ایک تنظیم ہے یہاں امام کے پیچھے مقتدی نماز ادا کرتے ہیں۔ امام کی پوری پوری اطاعت مقتدیوں پر لازم ہے۔ پھر حکام و حکومت کی بھی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ فرمانبرداری سے فوائد حاصل ہوتے ہیں

حاکم کا معیار انتخاب

ان کی وجہ سے ملک کا ایک نظام قائم ہوتا ہے۔ انہی احکام کا ذکر ان آیات میں ہے اور فرمایا ہے کہ حاکموں کا انتخاب کرنے لگو تو ان کی اہلیت، ان کی دیانت و امانت اور تقوے پر نظر رکھو اور ایسے لوگوں کو حاکم انتخاب کرو جو حکومت کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ امانت و دیانت کے پختہ ہوں۔ یہ حکم رعایا کے لئے ہے کہ ذمہ داری کا کام اہلیت والے متقی اور دیانت دار لوگوں کے سپرد کر دو۔

حاکم کے فرائض

اور جب کوئی حاکم بن جائے تو اس حاکم کا کام ہے کہ رعایا کے حقوق کو مدِ نظر رکھے۔ حاکم کا فریضہ ہے کہ وہ عدل و انصاف قائم کرے۔ اسی سے حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے

حقوق اللہ اور حقوق العباد

اللہ تعالےٰ نے جہاں حقوق اللہ بیان فرمائے ہیں وہاں حقوق العباد ادا کرنے پر بھی زور دیا ہے۔ خدا کا سچا عابد وہ ہے جو خدا تعالےٰ کے حقوق کی تعمیل کے بعد مخلوقِ خدا کے حقوق کی نگہداشت کرے۔

اطاعت والدین اور تکریم اولاد

اسلام ایک منظم معاشرہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے انسانی زندگی کے دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور فرمایا ہے کہ اولاد کو چاہیئے کہ اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری کرے قرآن و حدیث میں اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ وقضیٰ ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا خدا تعالےٰ کی عبادت کے ساتھ جو حکم دیا ہے وہ والدین کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ دوسرا حکم والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہے۔ توحید الٰہی کی تلقین کے ساتھ ساتھ والدین کی فرمانبرداری کی تعلیم اس کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ اس کے مقابل پر ماں باپ کو حکم ہے کہ اکرموا اولادکم۔ اپنی اولاد کی تکریم کرو۔

شرک میں والدین کی اطاعت نہ کی جائے

اولاد کو شرک کرنے پر مجبور نہ کرو۔ اولاد کو یہی اجازت دی ہے کہ ماں باپ زور لگائیں کہ تم خدا کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرو۔ اس بارہ میں ان کی فرمانبرداری نہیں کرنی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ فرمایا ہے وصاحبھما فی الدنیا معروفاً۔ معاملات میں ان کا عمدگی سے ساتھ دو۔ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا ذکر قرآن کریم کی مختلف آیتوں میں ہے۔ لیکن اگر وہ شرک پر آمادہ کریں اور زور لگائیں تو ان کی یہ بات ماننے سے منع کیا ہے۔

متوازن اسلامی معاشرہ

اس طرح سے خدا تعالےٰ نے ایک توازن پیدا کر دیا ایسا ہی مسجد میں امام اور مقتدی کے درمیان ایک توازن قائم کر دیا۔ حدیث شریف میں اتباع امام کی بڑی تاکید ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ سجدہ میں آپ کو وجد آ گیا اور تم سجدہ لمبا کر لو۔ لکھا ہے کہ اس شخص کا سر گدھے کا ہو گا۔ جو امام کی اتباع نہ کرے۔ ہاں اگر امام غلطی کرے۔ تو مقتدی کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے۔ اسی طرح حاکم کا یہ کام ہے کہ وہ قانون مقرر کیا ہے۔ قواعد کے ماتحت عدل و انصاف سے کام کرے۔ فرمایا اذا حکمتم بین النّاس ان تحکموا بالعدل۔ جب لوگوں کے مابین حکومت کرو تو عدل کے ساتھ حکومت کرو۔ ان اللہ نعما یعظکم بہ۔ یہ بات جو اللہ تعالےٰ نے بیان کی ہے بہت مفید ہے۔ ان اللہ کان سمیعًا بصیرًا۔ ہم حاکموں کی باتیں بھی سنتے ہیں اور رعایا کی باتیں بھی سنتے ہیں اور ہم دیکھتے بھی ہیں کہ تم حکم کی پابندی کرتے ہو یا نہیں۔ اس کے بعد فرمایا یایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔

اللہ تعالیٰ رسولؐ اور اولی الامر کی اطاعت کا حکم

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ مزید فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و ارشادات کی تعمیل اور فرمانبرداری کرو۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ قطعاً کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا اور اولوالامر کی اطاعت کرو۔

حضور صلعم ہر شعبۂ حیات میں امین ہیں

حضور نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے انا امین فی الارض و امین فی السماء۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پہلو سے امین ہیں ہر شعبۂ زندگی میں امین ہیں وما ینطق عن الھوٰی۔ ان کی کوئی خواہش ذاتی نہیں

حضور صلعم کے نزدیک قرآن اور حدیث کا مرتبہ

باوجود اس امانت و دیانت کے حضور سرور کائنات فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص میری طرف ایسی حدیث منسوب کرے جو کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اس حدیث کو پھینک دو۔ یہ وہ عظیم الشان انسان ہے جس کے متعلق فرمایا ہے کہ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ وہ کبھی اپنی خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا بلکہ خدا تعالےٰ کی وحی کے ماتحت چلتا ہے [illegible]

حضرت امام زمانؑ کے الہام کی صداقت کا معیار

ہمارے امام علیہ السلام نے بھی لکھا ہے کہ میں اپنے الہام کو قرآن کریم کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ کیا یہ الہام

قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ اگر ایسا نہیں تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحب، کو ایسا کوئی الہام نہیں ہوا جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ تاہم ان کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں قرآن وحدیث کی بہت قدر اور عزت تھی۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کا اجتہاد اور قرآن

امام ابو حنیفہؒ نے خود اپنے فتوے اور اجتہاد کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر میری کسی رائے کو قرآن وحدیث کے خلاف پاؤ تو اسے ترک کر دو۔ تمام آئمہ دین کا یہی طریق رہا ہے۔ وہ قرآن کریم کو مقدم سمجھتے اور اس کے بعد حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد پر عمل کرتے تھے۔

گرانقدر قیمتی چیزیں — کتاب وسنت

خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

تركت فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا ابدا كتاب الله وسنتي۔ یہ گرانقدر قیمتی چیزیں کتاب اللہ اور میری سنت ہے

نظم وضبط کی تلقین

تیسرا شخص جس کی اطاعت کرنی چاہیئے وہ حاکم وقت ہے۔ حاکم کی پوری اطاعت نہ کی جائے تو نظم ونسق قائم نہیں رہتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک قوم کو منظم کیا ہے کہ اگر تم سفر کرو تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنالو۔ ایک قافلہ کا سردار تمہارا امیر ہے

اپیل کی جگہ — خدا اور رسولؐ

حاکم ومحکوم میں توازن قائم رکھنے کی خاطر فرمایا

فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله والرسول

اگر حاکم ومحکوم میں کوئی تنازعہ اور تکرار ہو جائے تو اپیل کی جگہ خدا اور رسولؐ ہے یعنی کتاب اور سنتِ رسولؐ۔

خلفاء راشدینؓ کا عمل

خلفاء راشدینؓ نے خدا تعالےٰ کے اس مفید نظام پر پورا پورا عمل کر دکھایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بیشک میں تمہارا امیر بن گیا ہوں۔ لیکن اس حد تک میری اطاعت کرو جس حد تک میں خدا اور رسولؐ کی اطاعت کروں۔ لیکن اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہو کر فرمایا من وجد فيَّ عوجا فليقومني یعنے مجھ میں ٹیڑھاپن پاؤ تو اسکو سیدھا کر دو۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حاکم ورعایا، امام ومقتدی کے اندر ایک توازن پیدا کر دیا ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ مہر زیادہ نہ ہونا چاہیئے۔ میں اس کی حد مقرر کر دوں گا۔ اس پر ایک عورت نے حضرت عمرؓ کو ٹوکا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ اگر تم عورتوں کو ڈھیروں ڈھیر مال دو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔ ان اتيتم احداهن

قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا۔ اس حکم الٰہی کے باوجود آپ روکتے ہیں۔ اس پر امیر المومنینؓ نے فرمایا کہ مدینہ کی عورتیں بھی مجھ سے زیادہ قرآن جانتی ہیں۔ قوم قرآن وحدیث کی عاشق تھی۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو آزاد بنایا ہے ہر کوئی اپنی رائے کا اظہار کر سکتا تھا۔

اطاعت وحریت کی تعلیم

ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقام پر پہنچنے سے پہلے ایک جگہ پر ڈیرہ لگایا تو حباب بن منذر نے پوچھا یا رسول اللہ اس جگہ قیام کا ارادہ آپ نے خدا کے ارشاد کے ماتحت کیا ہے یا آپؐ کی اپنی مرضی ہے۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ میں نے از خود یہاں ڈیرہ لگایا ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ حضورؐ پھر درست اور مناسب یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کیا جائے۔ اور پانی کے قریب جا کر ڈیرہ لگایا جائے۔ وہاں نہ ہمیں دشمن کا خوف لاحق ہوگا نہ ہم پیاسے مریں گے حضرتؐ نبی کریم صلعم نے یہ سن کر فرمایا کہ درست ہے ڈیرہ اٹھایا جائے اور کوچ کیا جائے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم میں اطاعت کا جذبہ بھی پیدا کیا اور حریت بھی پیدا کی۔

برکت ورحمت کی تعلیم کا اقوام وملل پر اثر

غرضیکہ اسلام نے زندگی کے نظام میں توازن پیدا کیا ہے۔ جہاں خلیفہ یا امیر کی اطاعت کرنا حضرت نبی کریم کی اطاعت کرنا فرمایا ہے وہاں یہ بھی فرمایا ہے الطاعة في المعروف اور فرمایا لا طاعة لمخلوق في معصية الله۔ یہ توازن جو حضورؐ نے قائم کیا ہے بابرکت ہے۔ خلیفہ یا امیر اگر اس توازن کو قائم نہ رکھے تو دین میں فساد پیدا ہوتا ہے ———

اگر قوم اس کی اصلاح کے درپے نہیں ہوتی تو وہ اپنے فریضہ کے ادا کرنے میں کوتاہی سے کام لیتی ہے۔ یہ تعلیمات خیر وبرکت کا باعث ہیں اور ان کا انجام اچھا ہوتا ہے۔

حضورؐ کے خلفاء راشدینؓ نے اس خوبی سے نظام پر عمل درآمد کر کے دکھایا۔ اور وہ جہاں کہیں بھی بطور صاحب اقتدار مسلط ہوئے . . . .

. . . . عدل وانصاف کو اس کمال تک پہنچایا کہ دنیا حیران رہ گئی۔ مصر میں شام میں، ایران میں جہاں کہیں بھی مسلمانوں نے بطور بادشاہ حکومت کی وہاں خیر وبرکت نظر آنے لگی۔ اور وہ لوگ قائل ہو گئے کہ اسلام نہایت مفید مذہب ہے اور ان کا پیغمبر عظیم الشان شخصیت ہے۔ ان کا خدا بڑا عظمت والا ہے۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس تاریخ کو پھر سے زندہ کریں تاکہ معاشرہ میں خیر وخوبی اور برکت پیدا ہو۔

دعا

حکیم عبد العزیز صاحب احمدیہ ہال اور احمدیہ مارکیٹ بنجر

کی تعمیر کی نگرانی انہماک سے کرتے رہے ہیں۔ وہ کافی دنوں سے بیمار ہیں۔ ایام علالت میں بھی وہ تعمیر کے کام برابر کرتے رہے ہیں۔ آخرش ان کو صاحب فراش ہونا پڑا ہے ان کی شفایابی کے لئے دعا کریں اور ان دوستوں کے لئے بھی دعا کریں جو بیمار ہیں یا مختلف پریشانیوں اور مشکلات میں مبتلا ہیں

ضروری خبریں

تیسری سالانہ کانفرنس

مصر کے صدر ناصر نے تیسری سالانہ کانفرنس میں شرکت کے لئے تمام اسلامی ممالک کے رہنماؤں کو حج کے بعد قاہرہ آنے کی دعوت دی ہے۔ قاہرہ کے اخبار الاہرام نے لکھا ہے کہ اس کانفرنس میں مسلمانوں کے باہمی تعاون، اقتصادی اور تجارتی تعلقات اور اسی قسم کے دوسرے معاملات پر تبادلۂ خیالات کیا جائے گا۔

دوسری طرف سعودی عرب کے شاہ فیصل بھی حج کے موقعہ پر اسلامی ممالک کی کانفرنس بلانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ انہوں نے دورۂ ایران کے موقعہ پر کہا تھا کہ وہ اسلامی ممالک کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے جدوجہد کریں گے اور ایک مضبوط اور موثر اسلامی تنظیم قائم کرنے کے لئے اسلامی ممالک کے سربراہوں کا اجلاس بلائیں گے۔ تیونس کے صدر بورقیبہ نے بھی بی بی سی سے انٹرویو کے دوران یہ بتایا ہے کہ اسلامی دولت مشترکہ کے قیام کی کوششیں شروع ہو گئی ہیں اور توقع ہے کہ بہت جلد یہ ادارہ وقوع میں آ جائے گا۔ ان سے انٹرویو لینے والے بی بی سی کے نمائندہ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ شاہ فیصل مشرق وسطےٰ میں صدر ناصر کا اثر کم کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے اسلامی ممالک کی حمایت حاصل کر رہے ہیں۔

اعلانِ تاشقند اور کشمیر

مسز اندرا گاندھی وزیر اعظم بھارت نے یہ تجویز کی ہے کہ اعلانِ تاشقند کے ماتحت پاکستان اور بھارت کے وزارتی مذاکرات کسی ایجنڈے کے بغیر منعقد کئے جائیں۔ بھارت کے باخبر حلقوں نے بتایا ہے کہ ان مذاکرات میں تنازعہ کشمیر پر بحث کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جا سکتا۔

امریکی امداد اور پاکستان کی خارجہ پالیسی

پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا ہے کہ امریکہ اس معاملہ میں آزاد ہے کہ وہ ترقی پذیر ملکوں کو اقتصادی امداد دینے کے لئے جو شرط چاہے عائد کرے لیکن جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے ہم اپنی خارجہ پالیسی میں کسی طاقت کی مداخلت برداشت نہیں کریں گے۔ یہ پالیسی ہم اپنے قومی مفادات کی روشنی میں مرتب کرنے میں بالکل آزاد اور خود مختار ہیں۔ مسٹر بھٹو نے یہ بھی کہا ہے کہ چین کی سرگرمیوں اور اس کے عزائم کے متعلق امریکہ اور بھارت جو رائے رکھتے ہیں پاکستان اس سے اتفاق نہیں رکھتا اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمارے چین سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ مسٹر بھٹو نے یہ بات امریکی نائب صدر مسٹر ہمفرے کے اس اعلان کے جواب میں کہی جس میں کہا گیا ہے کہ امریکی اقتصادی امداد کا انحصار

قومی اتحاد اور قوت عمل کو برقرار رکھئے

بہت پہلے ایمان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

پاکستان کو مشکل مسائل کا سامنا ہے۔ انہوں نے قوم سے اپیل کی کہ وہ اسی عزم اور قوت عمل کا مظاہرہ کریں۔ جس کا مظاہرہ انہوں نے گذشتہ سال ستمبر کے بحران میں کیا تھا۔ اس وقت ہمیں جو مسائل درپیش ہیں اگر ہم ان کو اچھی طرح سمجھ لیں اور ان کے پس پردہ عوامل سے باخبر ہو جائیں تو ان مسائل کا حل آسان ہو جائے گا۔ حال ہی میں جب بھارت نے ہم پر جنگ ٹھونس دی تھی۔ تو قوم نے صورت حال کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ اور وہ ایک دشمن کے مقابلے میں چٹان کی طرح ڈٹ گئی تھی اب بھی قوم کو اس اتحاد کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان کے جارحانہ حملے سے ملک کے دفاع کے دوران ملک کے بچے بچے نے مسلح افواج کی حمایت کی۔ فوج بھی یہ محسوس کرتی تھی کہ ملک کے عوام ان کے ساتھ ہیں جس سے فوج کے حوصلے بلند ہو گئے تھیں۔ اس وقت مخالفت جماعتوں کے ارکان بھی قوم کے ہمنوا تھے اور انہوں نے بھی مسلح افواج کی مکمل حمایت کا اعلان کیا تھا۔

صدر نے کہا کہ جب بحران ختم ہو گیا تو ہم میں سے بعض صورت حال کی نزاکت کو نظر انداز کرنے لگے اور مخالفت جماعتیں اس صورت حال سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہو گئیں انہوں نے افواہیں پھیلائیں اور اعلان تاشقند کے بارے میں عوام کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کئے۔

صدر نے کہا کہ میری خواہش تھی کہ اپوزیشن کے رہنما آگے بڑھیں اور قومی مسائل کے حل کے بارے میں تعمیری تجاویز پیش کریں لیکن وہ اعلان تاشقند پر غیر معقول نکتہ چینی کرنے اور حکومت کے دوسرے اقدامات کو برا بھلا کہنے میں مصروف رہے۔ صدر نے بتایا کہ میں نے ملک کے دونوں حصوں میں عوام سے ملاقات کی ہے۔ میں صرف مسلم لیگ کے ارکان ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگوں سے بھی ملا ہوں اور میں نے محسوس کیا ہے کہ اپوزیشن صرف میرے خلاف الزام تراشی کرنے کا موقع چاہتی ہے اور کچھ نہیں۔

اپوزیشن کے رہنماؤں نے الزام لگایا ہے کہ پاکستان میں "ایک شخص کی حکومت" قائم ہے اگر یہ الزام سچ ہوتا تو بھلا یہ رہنما صدر کے خلاف اس طرح الزام تراشی کیسے کرتے اور عوام میں غلط قسم کے رجحانات کی تبلیغ کس طرح کر سکتے تھے۔ صدر نے کہا کہ عوام اور ان کے رہنماؤں دونوں کو مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے اور ان سے مثبت نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

صدر ایوب نے اپوزیشن کے رہنماؤں سے اپیل کی کہ وہ یہ محسوس کریں کہ ان کی غیر ذمہ دارانہ نکتہ چینی اور قومی مسائل کے بارے میں غیر حقیقت پسندانہ رویہ سے نہ صرف ملک کی انتظامیہ کو نقصان پہنچے گا بلکہ اس کا اثر پاکستان اور عوام پر بھی پڑے گا۔ صدر نے کہا کہ ہمارے افکار و خیالات کا

پیغام صلح مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۶۶ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ ۷

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ ۔۔۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔۔۔ تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

فون نمبر ۲۷۳۸۸

لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ ۔۔۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۶۶ء ۔۔۔ نمبر ۸

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی نہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آ کے رہے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

بسطِ رزق کا نسخہ

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

عن انس بن مالک رضؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول من سرّہ ان یبسط لہ رزقہ ۔۔۔۔۔ او ینسا لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ (بخاری کتاب البیوع)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے لئے یہ بات موجب خوشی ہو سکتی ہے کہ اس کے رزق میں فراخی عطا کی جائے یا اس کو درازی عمر نصیب ہو یا اس کا ذکر جمیل دنیا میں جاری رہے تو اس کو چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے یعنی رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے اور اگر وہ حاجتمند ہوں اور یہ ان کی امداد کرنے کی مقدرت رکھتا ہو تو حتی المقدور شرح صدر سے ان کی طرف امداد کا ہاتھ بڑھائے اور اُن کی تنگی کو دُور کرنے کی سعی کرے اس امداد سے اس کے مال میں کمی نہیں آئے گی بلکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کے مال میں کشائش کے سامان پیدا کر دے گا۔ افسوس کا مقام ہے کہ آج کل بالعموم مسلمانوں کے دل میں اس وعدۂ الٰہی پر یقین نہیں رہا۔ بجائے رشتہ داروں کے ساتھ خصوصاً غریب رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے اور ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے اور بوقت ضرورت ان کی مدد کرنے کے ان کے ساتھ تعلقات بگاڑے رکھتے ہیں اور بجائے قرب کے دُوری کو ترجیح دیتے ہیں اور بجائے محبت کرنے کے نفرت اور حقارت سے پیش آتے ہیں۔

ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ اس معاملہ میں دوسروں کے لئے نمونہ بنے کیونکہ ہماری جماعت قائم ہی اسی لئے ہوئی ہے کہ شرعی احکام کی پابندی میں الٰہی ارشاد فاستبقوا الخیرات پر عمل پیرا ہو اور ہمیشہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکورا کو مدنظر رکھے اور آیت ولا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی بھی ہمیشہ ان کے پیش نظر رہے احسان کرنے کے لئے یہ اہم شرط ہے جس کو پورا کئے بغیر رضا الٰہی اور موعودہ اجر حاصل ہی نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

انتخاب مجلس معتمدین

مجلس معتمدین کے موجودہ ممبران کی میعاد ۳۱ مارچ ۶۶ کو ختم ہو رہی ہے۔ آئندہ انتخاب کے لئے انجمن نے حلقہ ہائے نیابت مقرر کر کے جماعتوں کو جو حق انتخاب دیا ہے اس کی اطلاع جملہ سیکرٹری اور

تمہیں چاہیئے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنیوالے نہ ٹھہرو

حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاداتِ طیبہ

ہماری جماعت جس سے مخالف بغض رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ جماعت ہلاک اور تباہ ہو جائے، کو یاد رکھنا چاہیئے کہ میں اپنے مخالفوں سے باوجود اُن کے بغض کے ایک بات میں اتفاق رکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ یہ جماعت گناہوں سے پاک ہو اور اپنے چال چلن کا عمدہ نمونہ دکھا دے وہ قرآن شریف کی تعلیم پر سچا عامل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں فنا ہو جاوے۔ ان میں باہم کسی قسم کا بغض و کینہ نہ رہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ پوری اور سچی محبت کرنے والی جماعت ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر بھی اس غرض کو پورا نہیں کرتا اور سچی تبدیلی اپنے اعمال سے نہیں دکھاتا وہ یاد رکھے کہ دشمنوں کی اس مراد کو پوری کر دے گا۔ وہ یقیناً اُن کے سامنے تباہ ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کا رشتہ نہیں اور وہ کسی کی پروا نہیں کرتا۔ وہ اولاد جو انبیاء کی اولاد کہلاتی تھی۔ یعنی بنی اسرائیل جن میں کثرت سے نبی اور رسول آئے اور خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضلوں کے وہ وارث اور حقدار ٹھہرائے گئے تھے۔ لیکن جب اس کی روحانی حالت بگڑی اور اس نے راہ مستقیم کو چھوڑ دیا۔ سرکشی اور فسق و فجور کو اختیار کیا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ وہ ضربت علیہم الذلة والمسکنة کی مصداق ہوئی۔ خدا تعالیٰ کا غضب اُن پر ٹوٹ پڑا۔ اور ان کا نام سؤر اور بندر رکھا گیا۔ یہاں تک وہ گر گئے کہ انسانیت سے بھی ان کو خارج کیا گیا۔ یہ کس قدر عبرت کا مقام ہے۔ بنی اسرائیل کی حالت ہر وقت ایک مفید سبق ہے۔ اسی طرح یہ قوم جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے وہ قوم ہے کہ خدا تعالیٰ اس پر بڑے بڑے فضل کرے گا۔ لیکن اگر کوئی اس جماعت میں داخل ہو کر خدا تعالیٰ سے سچی محبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اتباع نہیں کرتا وہ چھوٹا ہو یا بڑا کاٹ ڈالا جائے گا اور خدا تعالیٰ کے غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس تمہیں چاہیئے کہ کامل تبدیلی کرو اور جماعت کو بدنام کرنے والے نہ ٹھہرو۔ (ملفوظات احمدیہ)

صدر صاحبان بیرونی جماعت ہائے کو بھیجی جا چکی ہیں، اور آئندہ انتخابات کے لئے بعض کوائف طلب کئے گئے ہیں۔ لہٰذا اس کے مطابق بعجلد از جلد کوائف مہیا فرمانے چاہئیں تاکہ آئندہ انتخاب کے لئے اقدام کیا جا سکے۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش آنریری جنرل سیکرٹری

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

نائیجیریا

ترجمہ خط:- آؤ لالی۔ ہاسے۔ آئشو بالا کس۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو میں یہ خط لکھ کر بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں۔ میں مسلمان ہوں۔ مذہب کے متعلق میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ بہت مشکور ہوں گا اگر آپ کچھ کتب پڑھنے کے لئے ارسال کریں۔ میں مبلغ ہوں اور کچھ لوگ مجھ سے حضرت رسول کریمؐ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ مجھے ایسی کتاب چاہیئے تاکہ میں لوگوں کو بتا سکوں اور وہ یقین نہیں کریں گے جب تک اس کو پڑھ نہ لیں گے اس لئے براہ کرم مجھے انگریزی و عربی لٹریچر لوگوں کے مطالعہ کے لئے ارسال کریں اور فہرست کتب بھی ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو لٹریچر اور فہرست کتب ارسال کی گئی)

(۲)

ترجمہ خط:- ابوقا احمد دوقائی نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی ایک کتاب مذہب اسلام کے متعلق

مجھے ایک ایسی کتاب ارسال کریں جو نماز کے لئے مفید ہو کیونکہ میرا ارادہ ہے کہ میں مسلم سوسائٹی قائم کر دوں جو کہ بہت مضبوط ہو۔ اور مجھے ایسا لٹریچر ارسال کریں جو مجھے عربی سمجھنے میں مدد دے۔ امید ہے کہ آپ میری مدد کریں گے۔ والسلام

(ان کو عربی۔ انگریزی لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط عبدالکریم الادسے۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ایڈریس مجھے میرے بھائی نے بتایا۔ میں آپ کی تحریک کا ممبر بننا چاہتا ہوں نیز اسلام اور محمد رسول اللہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کتابیں اور قرآن شریف ارسال کریں تاکہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کر سکوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی اور ناصر ہو اور آپ کے مشن کا نام دنیا میں روشن ہو۔

جواب کا منتظر

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط لکھا گیا)

(۴)

ترجمہ خط عبدالیونس یوسف۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے ایک نسخہ قرآن شریف عنایت فرمائیں۔ میں فی الحال عربی نہیں سمجھ سکتا لیکن قرآن شریف انگریزی سمجھ سکتا ہوں اس لئے آپ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن اپنے مشن کی معرفت ارسال کریں مجھے آپ کا ایڈریس ایک دوست کی معرفت حاصل ہوا۔ امید ہے میری درخواست پر توجہ فرمائیں گے۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا)

(۵)

ترجمہ خط:- سلام الخضیام آوسے۔ لاوال۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ چند سطور آپ کو لکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔

میرے خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے وہ کتاب جو میرے مذہب کے متعلق عبادت اور عربی زبان کے متعلق تعلیم دے ارسال کریں۔ آپ مجھے جواب عربی زبان میں عنایت فرمائیں۔ اگر خدا نے چاہا تو میں اگلے سال آپ کے عربی سکول میں حاضر ہوں گا۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ میری درخواست پر غور فرمائیں گے۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

اخبار و افکار

(بی اے سونر)

... گھر کے چراغ سے

ادبی اور علمی دنیا میں محمد حسین ہیکل سے کون واقف نہیں۔ وہ ایک بڑے عالم۔ چوٹی کے اخبار نویس اور وزارت مصر کے سابق وزیر معارف ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب — عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ — تالیف کی ہے۔ جس کا اردو ترجمہ "میری لائبریری" لاہور نے کیا ہے۔ .... اس کتاب کے صفحہ ۴۷-۴۸ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عالم جوانی میں تن پرستی، عشق بازی اور شراب خوری کا الزام دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"جب حضرت عمر کی جوانی اپنی تمام رنگینیوں کے ساتھ رخصت ہو گئی تو ان کے دل میں نکاح کی خواہش نے انگڑائی لی۔ کثرت اولاد کے لئے تعدد ازدواج کا شوق ان کی اسلاف کی وراثت تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگی میں نو عورتوں سے شادی کی جن کے بارہ بچے پیدا ہوئے۔ حضرت عمر کی زندگی وفا کرتی تو شاید وہ اور نکاح کرتے۔"

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کوئی شیعہ یا عیسائی اس قسم کی لایعنی اور غیر حقیقی باتیں لکھتا تو چنداں افسوس نہ ہوتا۔ ایک مسلمان اور سنی مسلمان ایسی باتیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم الشان شخصیت کے متعلق لکھے تو اس سے بڑھ کر افسوسناک بات اور کیا ہو گی۔ محمد حسین ہیکل کی زیر نظر تالیف ممکن ہے اہل مصر کے نزدیک کوئی وقعت رکھتی ہو۔ سمجھ نہیں آتا میری لائبریری کو اس میں کونسی بات ایسی نظر آئی کہ اس کا ترجمہ اس نے ضروری سمجھا۔ اس ترجمہ کے پبلشر اگر جلب زر کی بجائے ایمانی غیرت سے کام لیتے تو کم از کم پاکستانی لٹریچر ایسے مکروہ اضافہ سے پاک رہتا۔ اگر کوئی غیر مسلم اس قسم کی کتاب شائع کرتا تو اس کے خلاف ایک شور محشر بپا ہو جاتا۔ اپنوں کی اس حرکت کو کیا کہا جائے!

بہائی مذہب کا دورِ ربوبیت

بہائی مذہب کا ترجمان ماہنامہ "بہائی میگزین" بابت ماہ جنوری و فروری باب اور بہاء اللہ کی مظہریت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"دورِ نبوت ختم ہوا۔ لیکن خدا کی مالکیت و ربوبیت ختم نہیں ہوئی۔ نہ کبھی ختم ہو گی۔ اب نبوت و رسالت کے نام سے نہیں مالکیت اور ربوبیت کے نام اور مقام سے خداوند عالم تجلیات دکھاتا ہے۔ اور دکھائے گا۔ اس دورِ اعظم میں نبوت و رسالت یا نبی و رسول کی اصطلاح جاری نہیں بلکہ تجلی الٰہی کی عظمت کے لحاظ سے اس دورِ اعظم کا نام "یوم اللہ" ہے۔ اسی نام سے خداوند عالم نے انبیاء کے ذریعہ کتب مقدسہ اور قرآن مجید میں اس دور کی بشارت دی تھی اور تمام پیغمبروں اور امتوں سے اس دورِ اعظم اور ظہورِ اعظم کے لئے عہد میثاق لیا تھا۔"

اس کے بعد اس یوم موعود کا ذکر کرتے ہوئے جس کے متعلق قرآن کریم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ امتوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا تمہارے پاس رسول آئے تھے۔ لکھا ہے کہ

"یہی وہ مقدس زمانہ ہے جس میں خداوند عالم اپنے عرشِ عظیم یعنی مظہرِ اعظم پر جلوہ گر ہوا اب خدا کا دورِ ربوبیت کرنے سے جس میں مالکیت الٰہیہ کا ظہور ہے۔ اب آنے والے مظہرِ الٰہی کے القاب اس طرح کے ہیں "مظہر الظہور"۔ "مظہر الامر"۔ "مشرق الوحی"۔ "عرش اللہ"۔ "ہیکل اللہ"۔ "نور اللہ"۔ "بہاء اللہ"۔ خداوند عالم جس پر تجلی فرماتے ہوئے ... صعود و نزول سے مقدس و برتر ہے اور ہر پانچ لاکھ سال میں ایسا ہی ظہور ہوا کرتا ہے۔"

ہم اہلِ بہاء سے پوچھتے ہیں کہ جس مظہرِ الٰہی، مظہر الظہور، مظہر الامر، مشرق الوحی، عرش اللہ، ہیکل اللہ، نور اللہ اور بہاء اللہ کا اس نے ذکر کیا ہے اب وہ کہاں ہے؟ معاف کیجئے بہاء اللہ کا انجام تو ایسا ہوا کہ کسی نبی، رسول، مجدد اور مامور کا بھی نہیں ہوا چہ جائیکہ اسے ان مراتب سے بڑھا کر مالکیت اور ربوبیت کے مقام پر بٹھایا جائے کیا یہ صحیح نہیں کہ اس نام نہاد مظہر اللہ کو منکرین نے وہ سزا دی جو شاید ہی کسی نبی یا رسول کو دی گئی ہو۔ یہ نام نہاد ... ایران میں FIRING SQUAD کے سامنے کھڑا کر کے گولی کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ کیسی حسرت و ناکامی کی موت ہے۔ یہ تو تھی حضرت باب کا انجام اور حضرت بہاء اللہ نے جب دعویٰ کیا تو انہیں نہایت ذلت اور رسوائی سے جلا وطن کر کے عکا کے قید خانے میں بند کر دیا

(باقی ص ۴۳ میں)

× گیا۔ ساری عمر جیل میں گذاری۔ چالیس سال تک اپنے آپ کو مظلوم کہکر فریاد کرتے رہے۔ اور اسی حالت میں اگلی دنیا کو سدھار گئے۔ وہ مظہر اللہ تھے جو بقول بہائی مذہب پانچ لاکھ سال کے بعد خدائی صفات سے آراستہ ہیں۔ ایسے کمزور اور بے بس مدعیانِ مظہریت سے تو وہ نبی رسول ہی اچھے رہے، جن کا نام آج تک زندہ ہے۔ بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو بقول انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مذہبی دنیا کی کامیاب ترین شخصیت مانا گیا ہے۔

دو ضروری اور اہم تحریکات

۱۔ مرمّت برلن مسجد

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے قوم کو اس ضروری اور اہم امر کی طرف توجّہ دلائی تھی کہ برلن مسجد جو ہماری قوم کے تبلیغی کارناموں کا ایک بلند پایہ شاہکار اور وسط یورپ میں اسلامی عظمت وشان کا مجسم نمونہ ہے۔ ایک مدّت سے قابل مرمت چلی آ رہی ہے، کیونکہ دوسری جنگ عظیم میں جس کو ختم ہوئے کم و بیش چھبیس سال ہو چکے ہیں، اتحادیوں کی گولہ باری سے یہ مسجد مجروح ہو گئی تھی اور اس کا ایک مینار گر گیا تھا۔ حضرت ممدوح نے اس بارہ میں قوم کو توجّہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"میں اس وقت اس قوم کو مخاطب کر رہا ہوں جس کے دل میں امام وقت نے تقویٰ پیدا کیا ہے اس کے اندر عبادت کا جذبہ پیدا کیا ہے، اس کے اندر ایثار و قربانی کا ولولہ پیدا کیا ہے، میں اس قوم کو ایک ضرورت کی طرف توجّہ دلاتا ہوں، برلن مسجد جس کو اہل برلن اپنے شہر کے لئے ایک زیور یقین کرتے ہیں، اور اس کا ذکر انہوں نے اپنی گائیڈ بک میں لکھ رکھا ہے اور جرمنی کی حکومت نے پراپیگنڈا کے طور پر مسجد کی تصاویر بھی شائع کی ہیں کہ ہمارے ملک میں یہ بڑی شاندار مسجد ہے۔ اسلامی ممالک کے لوگ اس مسجد کو دیکھ کر اعتراف کرتے ہیں کہ احمدیہ جماعت نے یورپ کے قلب پر اسلام کا جھنڈا گاڑا ہے اس کے ذریعہ سے وسط یورپ میں خدا کا پیغام سنایا جاتا ہے، آپ کی وہ مسجد مجروح ہے۔ .... اب وہ مسجد قابل مرمت ہے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس مسجد کو زخمی حالت میں نہ رکھیں اور اپنے اموال سے اس کی شایان شان مرمت کرا کر برلن کے اس زیور کی آب و تاب کو دوبارہ قائم کر دیں۔"

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس اپیل پر جو ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء کے خطبہ جمعہ میں کی گئی تھی کچھ احباب نے اسی وقت نقد رقوم پیش کیں اور کئی احباب نے بیشتر رقوم پیش کرنے کے وعدے کئے۔ نقد اور وعدوں کو ملا کر کل رقم ساٹھ ہزار روپیہ تک پہنچ گئی۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ضرورت یہ کہ ان میں سے کئی وعدے اب تک وصول نہیں ہوئے بلکہ برلن جیسے مقام پر تعمیر کا کام کرانے کے لئے ابھی اور ایثار و قربانی کی ضرورت ہے۔ اس لئے تمام افراد جماعت کو ہم ان دو امور کی توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ:۔

(۱)۔ جن دوستوں نے ابھی تک اپنے وعدے ایفا نہیں کئے وہ جلد از جلد اپنی موعودہ رقوم بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۲)۔ جن احباب نے اس ضروری تحریک میں ابھی تک حصہ نہیں لیا وہ اس کار خیر میں جس قدر جلد ممکن ہو حصّہ لے کر ثواب حاصل کریں۔

اس موقعہ پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ مسجد بنانا بالخصوص وہ مسجد جو سرزمین تثلیث میں خدائے واحد کا پیغام لے کر کھڑی ہے، اس کی تعمیر ایک ایسا کار ثواب ہے جس کے متعلق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے من بنی مسجداً یبتغی بہ وجہ اللّٰہ بنی اللّٰہ لہ مثلہ فی الجنۃ یعنے جو شخص مسجد بنائے اس غرض سے کہ اللہ تعالےٰ کی رضا اس سے حاصل ہو اللہ تعالےٰ ویسا ہی مکان اس کے لئے جنت میں بنا دے گا۔

یہ بھی یاد رکھیئے کہ یورپ میں جو اعلےٰ درجہ کی صناعیوں کا گھر ہے، مسجد کی تعمیر اور اس کی خوبصورتی مجسّم، تبلیغ کا رنگ رکھتی ہے، وہاں اس قسم کی عمارات کو دیکھنے کے لئے خود بخود لوگ چلے آتے ہیں، اور ایسے زائرین نہ صرف مسجد کی خوبصورتی کو دیکھ کر اسلام کا خوبصورت نقش دلوں میں لے جاتے ہیں بلکہ اس موقعہ پر اسلامی تعلیمات سے روشناس ہونے کا بھی انہیں موقعہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ برلن مسجد سے جو رپورٹیں آتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ صرف عوام الناس بلکہ سکولوں کے طلباء اور اساتذہ اور مختلف اداروں اور تنظیموں کے اراکین برابر مسجد کی زیارت کے لئے آتے رہتے ہیں اور امام مسجد مولانا

محمد یحییٰ بٹ صاحب اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر اسلام کے متعلق ضروری معلومات انہیں بہم پہنچاتے ہیں، جس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ لوگ واپس جا کر اپنی تنظیموں اور اداروں میں اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کی تحریک کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان اداروں کی طرف سے مختلف اسلامی موضوعات پر لیکچروں کے لئے دعوتیں آتی ہیں اور اس طرح تبلیغ اسلام کے بہترین مواقع پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جس قدر مسجد کی شان زیادہ ہو گی اسیقدر زیادہ زائرین کی کشش کا موجب ہو گی۔ اور تبلیغ اسلام کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا اس لئے برلن مسجد کی شان و عظمت کو بحال کرنا ہمارا سب سے ضروری فرض ہے، اور اس کی موجودہ حالت احمدی قوم پر ایک دھبہ ہے جس کو جس قدر جلد دور کیا جائے ضروری ہے۔ کیا ہمارے احباب اس کی طرف فوری توجہ مبذول کر کے اپنی دینی حمیت کا ثبوت دیں گے، آپ کی تھوڑی تھوڑی قربانیوں سے آپ کی معاشی ضروریات میں کوئی تنگی پیدا نہیں ہو گی بلکہ خدا تعالےٰ اور زیادہ دے گا بقول حضرت مسیح موعودؑ ؎

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اور اس بذل مال سے ایک ایسا اہم دینی کام سرانجام پائے گا جو نہ صرف تاریخ میں آپ کا نام روشن کر دے گا بلکہ آخرت میں آپ کی سرخروئی اور بلندیٔ مراتب کا موجب ہو گا۔

۲۔ جماعتہائے احمدیہ کے مقامی جلسے

دوسری ضروری تحریک جس کی طرف احباب کی فوری توجہ درکار ہے، وہ مختلف مقامات پر عام جلسے منعقد کرنے سے تعلق رکھتی ہے، اس بارہ میں جنرل سیکرٹری صاحب کی طرف سے اسی اشاعت میں ایک اعلان دوسری جگہ درج ہے یہ اعلان قبل ازیں دوبارہ شائع ہو چکا ہے۔ اس اعلان میں جن مقامات پر جلسوں کے انعقاد کی تحریک کی گئی ہے، وہاں کی جماعتوں کے ذمہ دار اراکین کو چاہیئے کہ وہ مقامی احباب سے جلد مشورہ کر کے جنرل سیکرٹری صاحب کو اطلاع دیں کہ وہ کن کن تاریخوں میں جلسے منعقد کرنا چاہتے ہیں تاکہ ضروری پروگرام مرتب کیا جا سکے۔

یہ یاد رکھیئے کہ جماعت کی ترقی اور استحکام اس فریضہ کی ادائیگی کا بنیادی ستون ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ .... نے یہ جماعت قائم کی ہے اور یہ ترقی و استحکام پیدا نہیں ہو سکتا جب تک آپ اپنے اپنے ہاں عام جلسے منعقد کر کے لوگوں کو اس جماعت کی غرض و غایت اور اس کے معتقدات اور فرائض سے آگاہ نہ کریں، اور ان پر تبلیغ اسلام کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے انہیں مامور من اللہ کی جماعت میں شامل ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ کی دعوت نہ دیں، اس مقصد کے حصول کے اور بھی کئی ذرائع ہیں، جن کی وضاحت ہم آئندہ اشاعتوں میں کریں گے، لیکن جلسوں کا انعقاد سب سے ضروری اور موثر ترین ذریعہ ہے، اور ہم امید کرتے ہیں کہ تمام جماعتیں جن کو سیکرٹری صاحب کی طرف سے اس کے لئے تحریک کی گئی ہے، جلد از جلد فیصلہ کر کے مرکز کو مطلع کریں گی۔

ماموِر وقت کے ساتھ وابستگی سے ایمانی نور حاصل ہوتا ہے

محترم صاحبزادہ عبدالمنان عمر صاحب نے غیر از جماعت احباب کو ایک تبلیغی چٹھی ارسال کی ہے جس میں قرآن و حدیث سے امام زمانہ کی شناخت اور متابعت کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے آخر میں لکھا ہے :-

ایک خداترس انسان کے لئے خدا اور اس کے رسولؐ کی شہادت سے بڑھ کر اور کس چیز کی قیمت ہو سکتی ہے۔ ضرورتِ امام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی شہادتیں موجود ہیں۔ اس کے رسول کی شہادتیں موجود ہیں، پھر عقل بھی یہی کہتی ہے کہ اس زمانے میں ایک مصلح ہونا چاہئیے تھا۔ جو علامات مسیح موعود اور مہدی معہود اور مجدد کامل اور امام کی نسبت بیان ہوئی ہیں وہ ایک ایک کرکے سب پوری ہو چکی ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ اُمت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے ایک طرف میں ہوں، اور دوسری طرف مسیح موعود، یہ حدیث بتاتی ہے کہ ایمان اور روحانیت اسی شخص کی محفوظ رہ سکتی ہے جو ان دونوں قلعوں کے اندر آ جائے پس جو امام زمان کی حفاظت کے اندر نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے باہر ہے۔ وہ یقیناً خدا کے مواخذہ کے نیچے ہے۔ دوسری طرف امام زمان کی بشارت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے وابستہ ہیں۔ اس کے ذریعہ اسلام کو ایک نئی زندگی ملنے والی ہے اور وہ لوگ نئی طاقت اور نئی رُوح پائیں گے۔ جو اس کے دامن سے اپنے دامن کو وابستہ کریں گے۔

دنیا میں آج مذہب اور دین سے عام لاپرواہی پائی جاتی ہے۔ ہر طرف دہریت کی ہوا چل رہی ہے۔ الحاد اور زندقہ کے دروازے کھلے ہیں۔ معتقدات میں فتور ہے اور دینیات کی طرف توجہ دینا سفاہت اور حماقت سمجھا جاتا ہے۔ دلوں کے اس اندھیرے کو صرف وہی شخص دُور کر سکتا ہے جسے خود اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے اسی کام کے لئے کھڑا کرے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبۃ اللہ قرار دیا ہے اور اصحاب الفیل کے واقعے کو پیش کر کے بتایا ہے کہ جب بھی اصحاب الفیل پیدا ہوں گے تب ہی اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کرنے کے لئے آسمان سے سامان پیدا فرمائے گا۔ اس وقت بھی حضورؐ کے اس سرداِ دین پر دشمنوں کی طرف سے خطرناک حملہ ہوا ہے۔ اسلام کی حالت بڑی نازک ہے ہر طرف سے اصحاب الفیل کی شکل میں اس پر یلغار ہو رہی ہے۔ مسلمانوں میں بہت سی کمزوریاں ہیں۔ اسلام غریب ہے اور دشمن زور وں پر ہے وہ ہر جہت سے اُسے شکست دینے کے لئے کوشاں ہے۔ ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اپنے کسی بندہ کو خاص کر کے اسلام کے دفاع اور اس کی فتح کے سامان کرنے کے لئے بھیجے۔

حقیقی نبی تو اس اُمت میں آنے سے رہے اب اگر خلفاء نبی بھی نہ آویں اور وقتاً فوقتاً اسلام کی زندگی کے کرشمے نہ دکھلائیں تو پھر اسلام کی روحانیت کا تو گویا نعوذ باللہ خاتمہ ہی ہو جاتا ہے اور اس مذہب کو موسوی مذہب کی روحانی شوکت اور جلال و جمال سے کوئی نسبت ہی نہیں رہتی جس میں ہزارہا روحانی خلیفے چودہ سو برس تک پیدا ہوتے رہے۔ لیکن اس خیال سے کہ کیا اسلام ہمیشہ کے لئے مُردہ مذہب ہے جس میں ایسے لوگ پیدا ہی نہیں ہو سکتے۔ جن کی کرامات معجزات کے قائم مقام اور جن کے الہامات وحی کے قائم مقام ہوں رُوح کانپ جاتی ہے۔ اس پاک صداقت کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئیے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے قرآن ایک زندہ کتاب ہے۔ محمد عربی فداہ ابی امی ایک زندہ رسول ہیں اور ان کی زندگی کا تقاضا ہے کہ اس اُمت میں فتنہ و فساد کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جو دینِ حق کی طرف دعوت دیں اور ہر بدعت کو جو دین میں مل گئی ہو دور کریں اور آسمانی روشنی پا کر اسلام کی صداقت کی چمکار دکھائیں۔

اللہ تعالیٰ کو اسلام پیارا ہے اور اس کا ہمیشہ قائم رکھنا منظور ہے۔ اس لئے اس نے پسند نہیں کیا کہ یہ مذہب بھی دنیا کے دوسرے مذاہب کی طرح قصوں اور افسانوں کے رنگ میں ہو کر قصہ پارینہ بن جائے۔ اس پاک مذہب میں ہر زمانہ میں زندہ نمونے موجود رہے ہیں۔ اسی سنت کے مطابق یہ زمانہ بھی خالی نہیں رہ سکتا۔

قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں پیشگوئی موجود ہے کہ آخری زمانے میں عیسائیت دنیا میں پھیل جائے گی اور لوگ چاہیں گے کہ اسلام کی صف کو لپیٹ دیں۔ تب اللہ تعالیٰ دین اسلام کی نصرت کی طرف متوجہ ہو گا اور اس فتنے کے وقت دکھلائے گا کہ وہ کیونکر اپنے عالمگیر دین اور اپنے پاک رسول اور اپنی عظیم کتاب کا محافظ ہے، تب اس کی عادت اور سنت کے مطابق ایک آسمانی روشنی نازل ہو گی اور ہر ایک سعید اس روشنی کی طرف کھینچا جائے گا یہاں تک کہ سعادت کے تمام جگر پارے اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے۔

اسلام میں الٰہی ماموروں کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ تعلیم قرآن کے بعض حصے از قبیل قال ہیں نہ از قبیل حال۔ سب سے پہلے نبی اکرم فداہ نفسی و روحی نے جو پہلے کامل معلم اور اس نعمت کے اصل وارث ہیں حالی طور پر یہ دقائق اپنے صحابہ کرام کو سمجھائے۔ ظاہری علماء اور خشک مُلا جو خود صاحب حال نہیں ان تعلیمات کو پوری طرح سمجھا نہیں سکتے کیوں کہ حالی تعلیم مجرد قیل و قال سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور ان معلموں کے توسط کے بغیر جو خود مرتبہ حال تک پہنچ چکے ہوں ہرگز سمجھ میں نہیں آ سکتی، اور الٰہیات اور امور معاد کے باریک اور نظری مسائل ان کی راہبری کے بغیر ممکن نہیں۔

مامور وقت کے نہ آنے کی صورت میں یہ فساد بھی لازم آتا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات کا وہ حصہ جو انسان کو روحانی انوار و کمالات میں انبیاء کے مشابہ بنانا چاہتا ہے ہمیشہ کے لئے گویا منسوخ سا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب اُمت میں یہ استعداد ہی نہیں پائی جاتی کہ خلافت حقہ کے باطنی کمالات اپنے اندر پیدا کرے تو ایسی تعلیم جو اس مرتبہ عظیمہ کے حصول کی تاکید کر رہی ہے محض لاحاصل ہے۔ پس کتب الٰہیہ کی دائمی تعلیم و تفہیم کے لئے ہمیشہ انبیاء کی طرح وقتاً فوقتاً ملہم اور علم اور صاحبانِ علم لدنی پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح معلموں کا مبعوث ہوتے رہنا خصوصاً اُمت مرحومہ مسلمہ میں اللہ تعالیٰ کے ارادہ قدیم میں مقرر ہو چکا ہوا ہے۔

ایک اور جہت سے بھی امام ربانی کی ضرورت کو تسلیم کرنا پڑتا ہے وہ یہ کہ ہر انسان اپنی فطرت پر غور کر کے دیکھ لے کہ نفسانی جذبات کا سیلاب بجز اس امر کے تھم نہیں سکتا کہ کسی پاک نفس اور الٰہی وجود کے ذریعہ ایک چمکتا ہوا یقین اسے حاصل ہو جائے اور نفسانی جماعت کو ان کے طوفان سے روکنے والی معرفت کاملہ اور گناہ سوز زندگی اسی دروازے سے حاصل ہو سکتی ہے جو خود محفوظیت کے مقام ارفع کو حاصل کر چکا ہو یہی وہ مجرب نسخہ ہے جس سے سچی تبدیلی پیدا ہوتی اور انسان کی متمردانہ زندگی اور وہاں سے نفس امارہ پر موت آ جاتی ہے۔ قرآن حکیم نے کونوا مع الصادقین کا ارشاد فرمایا ہے کہ صادقوں کے ساتھ اپنا پیوند جوڑ لو، اور صادق حقیقی انبیاء، رُسل، محدث اور اولیائے کاملین ہیں۔ جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھ سے دیکھ لیا۔ مشاہدہ بتاتا ہے کہ جو لوگ ایسے صادقوں کی صحبت سے بے پرواہ ہو کر زندگی بسر کرتے ہیں وہ کبھی پوری طرح نفسانی جذبات سے پاک و صاف نہیں ہوتے۔ ایک خشک فلسفی جو صرف قیاسی طور پر اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہے سچی پاکیزگی اور خداترسی کا کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ جلالِ الٰہی کی گناہ سوز شعاعیں جو زندہ مکاشفات اور ہیبت ناک مکالمات الٰہیہ کی صورت میں انسان کے دل پر امامِ زمان کی وساطت سے گرتی ہیں وہی ہر تاریکی اور ظلمت سے دُور کھینچ کر لے جاتی ہیں۔ یہی ایک حقیقی طریق ہے جس کی برکت سے انسان فی الواقع پاک زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ گناہوں سے بچنے کے لئے اس نور کی ضرورت ہے جو یقین کی کرارہ فوجوں کے ساتھ مامورِ وقت کے ذریعہ نازل ہوتا ہے، ہمت بخشتا، قوت عطا کرتا اور گناہوں کی غلاظت کو دھو دیتا ہے اور مامورِ وقت سے وابستگی ہی کے ذریعے وہ نورِ حقیقی ملتا ہے۔ اور یہی ایک راہ ہے جس سے نفسانی جذبات کے طلاطم سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ افسوس اُن پر جو گناہوں سے نجات ہی پانا نہیں چاہتے۔ اور اُن پر بھی افسوس جو اس حقیقی نور کو تلاش نہیں کرتے اور پھر چاہتے ہیں کہ گناہوں اور بدیوں کی ظلمت اور غلاظت سے نجات پا جائیں۔ حقیقت تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم حقیقت پر قدم ماریں۔ فرضی تجویزیں اور خیالی منصوبے کام نہیں دے سکتے۔ مبارک ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ سے صلح کرنے کی طرف دوڑتے ہیں کہ اس کی نصرت اُن کے ساتھ ہو گی اور اس کا ہاتھ ان کے آگے آگے ہو گا۔ مبارک ہیں وہ جنہیں امام زمان کی شناخت حاصل ہو جائے اور وہ اس کی روحانی برکات سے بہرہ ور ہوں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو مہبطِ انوار بنائے، آپ کے سینے کو حق کی قبولیت کے لئے کھول دے اور امام زمان کی شناخت کرنے کے لئے آپ کی کوششیں کامیاب ہوں۔ آمین۔ والسلام

خاکسار عبدالمنان عمر

جمعۃ المبارک ۶ رشوال ۱۳۸۵ھ

مطابق ۲۸ رجنوری ۱۹۶۶ء

غلامی کی حالت میں آپؐ پر انیسان لایا۔ اس کو آزاد کر دیا وہ آپؐ ہی کے پاس رہ پڑا۔ اسامہ اس کا بیٹا ہے یعنی حسن کو ؟ بہت خوبصورت تھے۔ حسن کے معنے ہیں حسین اور خوبصورت۔ ان دونوں کو گود میں لے کر حضور دعا کرتے تھے اللھم انی احبھما فاحبھما۔ اے اللہ میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں۔ تو بھی ان سے پیار کر۔ اس لاڈلے اسامہ کو فوجوں کا کمانڈر بھی بنایا۔ بڑے بڑے جرنیل اس کی کمان میں تھے۔ اس لاڈلے کو انصاریوں نے حضور نبی کریم صلعم کی خدمت میں سفارش کے لئے بھیجا۔ حضرت نبی کریم صلعم اس کی سفارش سن کر بہت خفا ہوئے۔ آپ کا یہ لاڈلہ بیٹا اور جن کی سفارش لے کر یہ آیا ہے وہ آپؐ کی محسن قوم ہے۔ مگر حضورؐ نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے فرمایا اتشفع فی حد من حدود اللہ۔ کیا تم خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ حد کو توڑنے کی سفارش کرتے ہو؟ اور دو ٹوک دے دیا کہ هلك من كان قبلكم اذا سرق فيهم الشريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد۔ پہلی قومیں اسی لئے تباہ ہو گئیں کہ اگر کوئی امیر یا رسوخ شخص جرم گناہ کا ارتکاب کرتا تو اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوتا۔ اور اگر کوئی چھوٹا یا غریب آدمی گناہ کرتا تو اس کو سزا دے دیتے تھے فرمایا تم خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ حدوں کے خلاف سفارش کرتے ہو؟ یہ ہے قرآن کریم جو حضرت نبی کریم صلعم پر اترا۔ اور یہ ہے حضرت صلعم کا اس پر عمل! ولا تکن للخائنین خصیما۔ خائن آدمی کی حمایت اور مدافعت نہیں کرنی۔ اس پر عمل کرتے ہوئے حضرت صلعم نے اپنی محسن قوم کی خواہش کو پورا نہ کرنا ہی انصاف سمجھا۔ اس آیت میں لتحکم بین الناس پہلا حکم ہے بما ارٰک اللہ۔ یہ دوسرا حکم ہے۔ ولا تکن للخائنین خصیما یہ تیسرا حکم ہے۔ اور چوتھا حکم یہ ہے کہ واستغفر اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو۔

استغفار اور مغفرت کے معنے

مغفرت کیا ہے۔ غفر۔ یغفر کے معنے ہیں ڈھانپنا۔ مغفر خود کو کہتے ہیں جو سر کی حفاظت کرتا ہے واستغفر اللہ اور میں اللہ تعالیٰ سے حفاظت چاہتا ہوں کہ مجھ سے کوئی قصور سرزد نہ ہو۔ انہی معنوں میں استغفار سے کام لینے کا حکم دیا۔

مقدمات کے غلط فیصلے کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد

حضور صلعم نے نہ صرف خود اسلام پر عمل کیا بلکہ غلطیوں سے قوم کو محفوظ کرنے کے لئے فرمایا۔ ....

مقدمات کے فیصلہ جات کے متعلق میری پوزیشن یہ ہے کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں .... انما انا بشر وانکم تختصمون الیّ ولعل ان یکون .... بعضکم الحن بحجتہ من بعض وانا اقضی بنحو ما اسمع فمن قضیت لہ شیئا من حق اخیہ ... بہت سے لوگ۔ اور دوسرا فریق جو حق پر ہو مگر دلائل پیش نہ کر سکنے کے باعث حق سے محروم ہو جائے۔ اگر ایسا ہو تو جس فریق نے طلاقت زبان کی وجہ سے غلط طور پر مقدمہ جیت لیا۔ میں اسے حکم دیتا ہوں کہ میرے اس غلط فیصلہ کی وجہ سے اپنے بھائی کا مال نہ لے۔ ایسا مال اس کے لئے دوزخ کا ٹکڑا ہو گا۔ معلوم ہوا کہ نبی کے فیصلہ سے بھی باطل حق نہیں ہو سکتا۔ حق۔ حق ہی رہتا ہے اور باطل باطل ہی۔ اگرچہ باطل کے حق میں فیصلہ نبی کا دیا ہوا ہو۔

نبی کریمؐ کی گدی پر بیٹھنے والوں کا طریق عمل

حضرت صلعم کے یہ احکام ہوں، یہ ارشادات، اور ...... یہ عمل ہو تو وہ لوگ جو حضور کی گدی پر بیٹھ کر دعوے کر دیتے ہیں کہ جو احکام ہم جاری کریں اور جو فیصلہ ہم دیں وہ احکام اور فیصلہ جات عین خدا کا حکم ہوں گے۔ وہ غور کریں کہ آیا وہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کی آیہ کریمہ کے مصداق تو نہیں بن رہے۔ خدائی کا لبادہ اوڑھنا شرک ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہونے کے دعویدار ہیں یہ لوگ حضرت صلعم کی گدی پر بیٹھ کر خدا بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے جو فیصلہ کیا ہے بس وہی حق ہے، خواہ وہ غلط فیصلہ ہی ہو۔

خیانت کرنے والوں کی مدافعت نہ کرو

آگے پھر فرمایا ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم۔ ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما۔ یہ پانچواں حکم حضور کے لئے ہے کہ ان لوگوں کی طرف سے مت جھگڑو جو جھوٹ سے کام لے کر خود اپنا نقصان کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کی خیانت کرتے ہیں۔ یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ وہ اپنی خیانتوں کو لوگوں سے چھپاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے چھپا نہیں سکتے۔ ھا انتم ھؤلاء جادلتم عنھم فی الحیوۃ الدنیا۔ فمن یجادل اللہ عنھم یوم القیامۃ ام من یکون علیھم وکیلا۔ اب تو تم اس دنیا میں خیانت کرنے والے کی مدد کر دیتے ہو۔ قیامت کے دن ان کے حق میں کون مجادلہ کرے گا۔ اور کون قیامت کے دن ان کا کارساز ہو گا۔

اپنی بددیانتی کا الزام دوسرے پر رکھنا گناہ عظیم ہے

ومن یکسب اثما فانما یکسبہ علی نفسہ جو شخص کوئی گناہ کرتا ہے۔ اس کا وبال اس کی اپنی جان پر ہے ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بھتانا واثما مبینا۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک انسان خود بددیانت ہوتا ہے۔ لیکن وہ اپنی بددیانتی کو چھپانے کے لئے دوسرے پر الزام عائد کرتا ہے۔ ایسا کرنے سے نہ شخص ... گناہ کرتا ہے ...

یہ وہ احکام ہیں جن کی برکت سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے اندر حق و انصاف کرنے کی عادت پیدا کی۔ فرمایا کونوا قوامین بالقسط۔ حق و انصاف اور صداقت پر قائم رہو۔ سچی گواہی دو۔ ولو علی انفسکم خواہ اپنے خلاف ہی گواہی کیوں نہ دینی پڑے او الوالدین یا اپنے والدین کے خلاف گواہی دینی پڑے والاقربین یا اپنے عزیز و اقارب کے خلاف سچی گواہی دینی پڑے تو دو۔ یہ نہ سمجھو کہ فلاں آدمی بڑا اور امیر کبیر ہے اس لئے اس کی امارت کی وجہ سے تم بھی مرعوب ہو کر ناحق اس کی حمایت کر دیا کوئی فقیر اور غریب آدمی ہے تو اس پر رحم کرنے کی غرض سے عدل و انصاف کا دامن چھوڑ دو۔ ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما خدا ان کے مصالح کو زیادہ سمجھتا ہے۔

دشمن سے عدل و انصاف کا حکم

ایک اور جگہ فرمایا کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے اس سے ناانصافی اور بے عدلی نہ کرو۔ دشمن کے متعلق بھی عدل و انصاف سے کام لو، یہی باعث تقویٰ ہے۔ قریب تر ہے کافر کے ساتھ جنگ پیش آ جائے تو ضرور جنگ کرو۔ لیکن جہاں دیانت کا سوال پیدا ہو تو امانت و دیانت کو سامنے رکھو۔ فرمایا ایک قوم سے تمہاری دشمنی تو ہو سکتی ہے مگر اس کے معاملات میں تم دشمن سے لڑ سکتے ہو قتل کر سکتے ہو۔ لیکن دشمن قوم کے حقوق کو پامال نہیں کر سکتے۔ اس قسم کی تعلیم اسلام کے سوا اور کہاں نظر آ سکتی ہے۔

کسی کی ناجائز حمایت اسلام کے خلاف ہے

لوگ ایک قوم کی حمایت کی وجہ سے افراد کی ناجائز مدد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کا گناہ یا جرم چھپاؤ۔ فلاں آدمی کے حق میں گواہی دو۔ فلاں آدمی کے ریکارڈ تبدیل کر دو کہ تا وہ کسی طرح سے سزا سے بچ جائے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

خائن کا جہاد میں مارا جانا شہادت نہیں

نبی کریم صلعم نے فرمایا لا ایمان لمن لا امانۃ لہ جو شخص امانت دیانت کا پختہ نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں۔ لکھا ہے ایک شخص مسلمانوں میں سے جہاد میں شریک ہوا۔ جسے دشمن کا تیر لگا۔ مرنے لگا۔ تو قوم بڑی خوش ہوئی اور پکار اٹھی ھنیئا لک شھادۃ ھنیئا لک شھادۃ۔ شہادت مبارک ہو! شہادت مبارک ہو۔ لیکن حضرت صلعم نے فرمایا یہ غلط ہے۔ اس کی کوئی شہادت نہیں۔ اس نے خیبر کی جنگ میں غنیمت کے مال میں سے ایک چادر اٹھا لی تھی۔ وہ چادر

(باقی بر صفحہ ...)

افریقہ میں تبلیغ اسلام

گھانا (مغربی افریقہ) کے نومسلمین

"پیغام صلح" مورخہ ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں گھانا کے ان نومسلمین کی فہرست شائع ہو چکی ہے جو ہمارے مبلغ چوہدری محمد سعید صاحب بُھٹہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اس کے بعد اگست ۱۹۶۵ء سے دسمبر ۱۹۶۵ء تک جو لوگ چوہدری صاحب ممدوح کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

اسلامی نام	سابق نام	سابق مذہب	مہینہ و سال	نمبر شمار
الحسن	کواسی آٹا	پیگن	اگست ۱۹۶۵ء	۸۸
حبیبہ	ایڈووا آڈیا سو	" "	" " " "	۸۹
مریم	ایڈووا اڈ نیبے	" "	" " " "	۹۰
فاطمہ	اکوا جونابا	" "	" " " "	۹۱
عثمان	آٹا کاکیرسے	" "	" " " "	۹۲
داؤد	کواکو تادیا	" "	" " " "	۹۳
عائشہ	ابینا ڈنڑسے	" "	" " " "	۹۴
[illegible]	ابینا سوڈی کو	" "	" " " "	۹۵
موسےٰ	کوفی سوچی آما	اپاسٹولک عیسائی	" " " "	۹۶
حسنہ	آقوا آٹا	رومن کیتھولک	" " " "	۹۷
[illegible]	کوامی آٹا	پیگن	" " " "	۹۸
ابوبکر	کواکو منسا	رومن کیتھولک	ستمبر ۱۹۶۵ء	۹۹
ابراہیم	کواکو باب	" " " "	" " " "	۱۰۰
موسےٰ	عمانوایل	مکتی فوج	ستمبر ۱۹۶۵ء	۱۰۱
ذکریا	یاؤ اصام کو	سیون ڈے ایڈونٹسٹ	" " " "	۱۰۲
یعقوب	یاؤ وسائے	عیسائی میتھوڈسٹ	" " " "	۱۰۳
عیسےٰ	ساجی آما بیوآہ	عیسائی الادورا	" " " "	۱۰۴
سلمان	کوآسومانو	عیسائی رومن کیتھولک	اکتوبر ۱۹۶۵ء	۱۰۵
عیسےٰ	کوجو فوڈوو	پیگن	" " " "	۱۰۶
یوسف	یاؤ منسا	" "	" " " "	۱۰۷
محمد	کوفی آٹا	عیسائی میتھوڈسٹ	" " " "	۱۰۸
احمد	کوفی تادیا	عیسائی رومن کیتھولک	" " " "	۱۰۹
آدم	کواسی منسا	" ای سی - ایم	" " " "	۱۱۰
آدم	سیموئیل ڈونکو	عیسائی رومن کیتھولک	" " " "	۱۱۱
محمد	سیموئیل بو آسیبے	" میتھوڈسٹ	" " " "	۱۱۲
حبیبہ	آٹا مادو	پیگن	نومبر ۱۹۶۵ء	۱۱۳
عبدالقادر	عمانوایل کورٹے	عیسائی اینگلی کن	دسمبر " "	۱۱۴
[illegible]	تادیا موسز	" پریسبیٹیرین	" " " "	۱۱۵

جماعتوں میں جلسوں کا انعقاد

ماہ مارچ و اپریل میں جماعت ہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسے منعقد کرنے کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ مفصلہ ذیل مقامات پر یہ جلسے منعقد کئے جائیں گے۔ پشاور۔ چارسدہ ایبٹ آباد۔ راولپنڈی۔ سیالکوٹ۔ بدوملہی۔ اوکاڑہ۔ ملتان۔ لائل پور۔ سرگودھا۔ کراچی۔ ان مقامی جماعتوں کے عہدیدار بالخصوص سیکرٹری دعوت و ارشاد اور مبلغ صاحبان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ابھی سے ان جلسوں کے انعقاد کی تیاری کا انتظام شروع کردیں۔ مقامی احباب کے علاوہ ملحقہ علاقہ جات کے لوگوں کو بھی شرکت کی دعوت دینا ضروری ہوگا۔ ہر جگہ ہر جلسہ کی تاریخ کے تعین اور دیگر تفصیلات کے لئے سیکرٹری انجمن سے خط و کتابت کی جائے۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

نبی کریم صلعم کو پانچ ضروری احکام

(۱) مقدمات کے فیصلے کتاب اللہ کی روشنی میں کئے جائیں۔
(۲) اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے یقینی علم کی بناء پر کئے جائیں۔
(۳) خائن کی مدافعت نہ کی جائے (۴) غلطیوں سے بچنے کے لئے حفاظت الٰہی طلب کی جائے۔
(۵) بد دیانتی کرنے والوں کی حمایت نہ کی جائے۔

یہ تمام احکام قوم کو تباہی سے بچانے اور خیر و برکت کا موجب ہیں

اہلِ پاکستان کے لئے لمحۂ فکریہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولٰینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین الناس بما ارٰىک اللہ ۔ ولا تکن للخائنین خصیما۔ واستغفر اللہ۔ ان اللہ
کان غفوراً رحیمًا ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم ——— ومن یکسب خطیئۃ او اثمًا
ثم یرم بہ بریٔا فقد احتمل بھتانًا و اثمًا مبینًا ——— (النساء رکوع ۱۶)

مقدمات کے فیصلے دینے میں حضرت نبی کریم صلعم کی ذمہ داری۔

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جو احکام نازل کئے ہیں وہ حضور صلعم کی ذات کے متعلق ہیں۔ فرمایا انا انزلنا الیک الکتاب بالحق۔ یہ کتاب یعنے قرآن مجید ہم نے حق و حکمت کے ساتھ نازل کی ہے۔ اس کے تمام احکام میں حق و حکمت ہے اور فرمایا اس کتاب کے نازل کرنے کی غرض یہ ہے لتحکم بین الناس بما ارٰىک اللہ۔ آپ اس حق و حکمت بھری کتاب کی روشنی میں فیصلہ جات دیا کریں۔ ایک طرف تو حضور صلعم کی اطاعت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اور ان کی اطاعت کو خدا کی اطاعت قرار دیا ہے اور دوسری طرف یہ حکم جاری کیا ہے کہ آپ نے اس کتاب کی روشنی میں لوگوں کے مابین فیصلہ جات دینے ہیں۔ بما ارٰىک اللہ۔ جو علم اللہ تعالےٰ نے آپ کو عطا کیا وہ ایسا یقینی ہے کہ گویا اس کی صحت کو آنکھ سے دیکھ لیا ہے۔ اس یقینی علم کی روشنی میں فیصلہ جات دیا کریں۔ کتنی بھاری ذمہ داری ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ آپ کو حکم دیا گیا کہ یہ حق و حکمت بھری کتاب جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے اس کی روشنی میں فیصلے دیں، اور اس یقینی علم کی بناء پر دیں جو اس کتاب کے ذریعہ ہم نے آپ کو دیا ہے۔ اور اس سے انحراف نہ ہو۔

خائن کی حمایت کی ممانعت

اور پھر فرمایا ولا تکن للخائنین خصیماً

یہ بھی یاد رہے کہ آپ نے خائن کی حمایت نہیں کرنا۔ وہ خائن اپنا ہو یا پرایا۔ وہ آپ کی قوم کے ساتھ تعلق رکھتا ہو یا غیر کے ساتھ۔ نہ اس فرد کی پرواہ کرنا نہ اس قوم کی پرواہ کرنا۔ رشتہ داری اور قرابت داری کو بھی ملحوظ نہ رکھنا بغرض کسی صورت میں خائن کی حمایت اور مدافعت نہیں کرنی۔

پانچ حکم

ان آیات میں پانچ حکم آپ کو یکے بعد دیگرے دیئے گئے (۱) ہم نے جو حق و حکمت سے بھری ہوئی کتاب آپ کو دی ہے، اس کی روشنی میں فیصلے دیں (۲) جو یقینی علم آپ کو اس کتاب میں دیا ہے، اسکو مدنظر رکھ کر فیصلے دیں۔ (۳) کسی خائن کی کسی حالت میں مدافعت نہ کریں۔ (۴) واستغفر اللہ (۵) ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم۔ خیانت نفس کرنے والوں کی مدافعت نہ کرو۔

انصار کے نبی کریم صلعم پر احسانات

طعمہ انصار میں سے تھا۔ انصار کو حضور اپنا محسن یقین کرتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ ان لوگوں نے ہم کو پناہ دی۔ ہم اپنا وطن چھوڑ کر آئے تو انہوں نے ہمیں اپنے سر پر اٹھا لیا۔ ہمارے درمیان مال تقسیم کر دیا۔ اپنی اراضیات ہم کو دے دیں۔ وہ عزت اور معاونت انہوں نے کی اور وہ نصرت اور ہمدردی دکھائی جس نے ایک مثال قائم کر دی۔

طعمہ انصاری کی چوری اور یہودی پر الزام

اس قوم میں سے طعمہ ہے۔ اس نے کسی کی زرہ بکتر چرالی۔ پھر اس خیال سے کہ پکڑا جاؤں گا اسے ایک یہودی کے گھر میں ڈال دیا۔ مقدمہ چلا۔ طعمہ نے کہا کہ یہودی چور ہے۔ یہودی نے کہا کہ میں نے چوری نہیں کی۔ طعمہ نے زرہ بکتر چرائی ہے اور اپنا جرم مجھ پر تھوپ دیا ہے۔

انصار کی سفارش کے خلاف طعمہ کو اس کے جرم کی سزا

حضور صلعم نے ایسا نہیں کیا کہ یہودی اور مسلمان کا مقدمہ ہے۔ اگر مسلمان چور ثابت ہو جائے تو میری اور میری قوم کی بڑی ہتک ہوگی۔ قوم پر دھبہ آجانے کا اس لئے بہتر ہوگا کہ یہودی کو سزا دی جائے۔ اس موقعہ پر انصار نے بھی حضور کی خدمت میں طعمہ کی سفارش کی۔ اور کہا یہودی کافر ہے بے ایمان ہے۔ آپ کا آپ کی قوم کا اور دین کا دشمن ہے۔ اس بے ایمان کافر، جہنمی کو سزا دی جائے۔ اور طعمہ کو بچایا جائے۔ اس میں ہماری عزت ہے۔ طعمہ کو سزا دی گئی تو ہماری قوم کی بے عزتی ہوگی مگر حضور نے جب تحقیقات کی تو طعمہ کا جرم ثابت ہو گیا۔ اور حضور نے اسی کو سزا دی اور یہودی کو بری کر دیا۔ یہی منشاء اس حکم کا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا حکم تھا کہ انصاری ہو یا مہاجر بڑا ہو یا چھوٹا جو خائن ثابت ہو، اس کی حمایت اور مدافعت نہ کرنا۔ حضور نے اس کی پابندی کی۔

ان آیات سے قرآن کریم کا کلام الٰہی ہونا ثابت ہے

ان آیات میں حضور صلعم کو کیسی زبردست تنبیہ کی گئی ہے۔ ایسے حکم اور اس قسم کی تنبیہ کو کیا کوئی شخص اپنے متعلق کتاب میں لکھوا تا ہے۔ اگر قرآن کریم آنحضرت صلعم کا کلام ہوتا تو آپ اپنے متعلق یہ جملہ نہیں لکھ سکتے تھے اس سے ظاہر ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے جو حضرت نبی کریم صلعم کو حکم دیتا ہے کہ ایسا کرنا ہے اور ایسا نہیں کرنا آپ نے یہ احکام جو آپ کو آپ کی ذات کے متعلق دیئے گئے تھے.... قرآن کریم میں لکھوا دیئے اور شائع کر دیئے جو آپ کی کمال دیانت کا ثبوت ہے۔

نبی کریم کے پیارے اسامہ کے ذریعہ انصاری کی سفارش

طعمہ کو سزا سے بچانے کے لئے انصاریوں نے ایک شخص کو جو حضرت صلعم کا لاڈلہ تھا۔ حضور کی خدمت میں سفارش کے لئے تیار کیا۔ ان کا نام اسامہ تھا۔ یہ زید کا بیٹا تھا۔ اور حضور کو اس سے بہت پیار تھا۔ کوئی رشتہ داری نہیں۔ غلام کا بیٹا ہے۔ کتنی وفا حضرت نبی کریم میں [illegible]

بیان القرآن کی مختلف سورتیں مفت

بک ڈپو نے بیان القرآن کے پرانے فرموں کو ترتیب دی ہے اور ذیل کی سورتیں مکمل صورت میں نکل آئی ہیں۔ چونکہ ان سے کوئی حصہ مکمل نہیں ہوتا ہے اس لئے انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ جو اصحاب ذیل کی فہرست میں سے جن سورتوں کو منگوانا پسند کریں وہ پچاس پیسے کے ٹکٹ برائے ڈاک ارسال کر کے یا دستی مفت حاصل کریں۔ چونکہ یہ بہت ہی کم تعداد میں ہیں اس لئے احباب جلد ان سورتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

خاکسار: ناصر احمد منیجر دارالکتب، اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور

فہرست سورتہائے بیان القرآن جلد دوم

نمبر شمار	نمبر سورت	نام سورت
۱	۷ تا ۱۶	الاعراف تا النحل
۲	۸ ،، ۲۰	الانفال ،، طٰہٰ
۳	۸ ،، ۲۱	،، ،، الانبیاء
۴	۸ ،، ۱۶	،، ،، النحل
۵	۸ ،، ۱۵	،، ،، الحجر
۶	۹ ،، ۱۷	التوبہ ،، بنی اسرائیل
۷	۸ ،، ۱۷	الانفال ،، ،،
۸	۸ ،، ۱۶	،، ،، النحل
۹	۱۰ ،، ۱۶	یونس ،، ،،
۱۰	۸ ،، ۱۵	الانفال ،، الحجر
۱۱	۸ ،، ۱۱	،، ،، ہود
۱۲	۷ ،، ۹	الاعراف ،، توبہ
۱۳	۱۴ ،، ۱۶	ابراہیم ،، النحل

فہرست سورتہائے بیان القرآن جلد سوم

نمبر شمار	نمبر سورت	نام سورت
۱	۲۵ تا ۱۱۴	الفرقان تا الناس
۲	۳۰ ،، ۷۸	الروم ،، النباء
۳	۳۹ ،، ۶۶	الزمر ،، التحریم
۴	۲۷ ،، ۷۸	النمل ،، النباء
۵	۲۵ ،، ۱۱۴	الفرقان ،، الناس
۶	۲۷ ،، ۱۱۴	النمل ،، الناس
۷	۲۷ ،، ۹۷	النمل ،، القدر
۸	۳۰ ،، ۶۶	الروم ،، التحریم
۹	۲۷ ،، ۶۰	النمل ،، الممتحنہ
۱۰	۳۳ ،، ۶۶	الاحزاب ،، التحریم
۱۱	۸۱ ،، ۱۱۴	التکویر ،، الناس
۱۲	۸۴ ،، ۱۱۴	الانشقاق ،، الناس
۱۳	۹۱ ،، ۱۰۹	الشمس ،، الکافرون
۱۴	۴۷ ،، ۵۸	محمدؐ ،، المجادلہ
۱۵	۷۹ ،، —	النزعٰت

بقیہ خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۶)

آگ بن کر اس پر شعلہ زن ہو گی اس بے ایمانی کی وجہ سے شہادت کس طرح ہو سکتی ہے ان الشملۃ التی اخذھا من غنائم خیبر لتشتعل علیہ نارًا۔

دیانت چھوڑنے سے نماز بھی چھوٹ جاتی ہے۔

فرمایا یاد رکھو ان اول شیئ تفقدون من دینکم الامانۃ و اٰخر تفقدون الصلوٰۃ۔ تمہارے دین میں سے جو چیز سب سے پہلے ختم ہو گی وہ امانت و دیانت ہو گی اور سب سے آخر میں جو چیز دین سے جاتی رہے گی وہ نماز ہو گی۔ یہ باتیں قوم کی بلندی اور ترقی کے لئے ضروری ہیں۔

اہل پاکستان کے لئے لمحۂ فکریہ

غور کیجئے آج پاکستان کے لوگ کہاں تک ایماندار اور دیانتدار ہیں اپنے فرائض میں کہاں تک امانت دیانت کے پختہ ہیں کیا وہ اس بات کو دیکھتے ہیں کہ مکھن، ہلدی، مرچ وغیرہ میں ملاوٹ تو نہیں۔ سیمنٹ کے اندر ریت ڈال کر تو نہیں بیچ رہے۔ ان تمام چیزوں پر پاکستان کے لوگوں کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا ہماری وجہ سے پاکستان بدنام تو نہیں ہو رہا۔ ہماری وجہ سے ملک تباہی کی طرف تو نہیں جا رہا۔ پاکستان تو اس لئے بنا تھا کہ اس ملک کے مسلمان پاکیزگی اختیار کریں لیکن پاکستان بننے کے بعد شغل صرف روپیہ پیدا کرنا رہ گیا ہے۔ بہترین طریق خدا کو راضی کرنے والا ہے خدا تعالےٰ کی رضا اس میں ہے کہ ان احکام کی پابندی کی جاوے جو خدا تعالےٰ نے قوم کی بہتری کے لئے نازل کئے ہیں اور ان ارشادات کی اتباع کی جائے جو حضور نبی کریم صلعم کی زبان مبارک سے ہماری بھلائی کے لئے نکلے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی برکات نازل ہوں گی۔ قوم کو ان باتوں کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔

پیغام صلح مورخہ ۲ مارچ ۱۹۶۶ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۲ شمارہ ۷

... صاحب ... نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۔ تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور
فون نمبر ۳۷۴۳
زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ
فی پرچہ ۱۲ پیسے
مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۷ ذیقعد ۱۳۸۵ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۶۶ء | نمبر ۹

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں۔
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

حضرت نبی کریم صلعم کے دل میں غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے انسانوں کی آزادی اور ان کو زیورِ علم سے آراستہ کرنے کی تڑپ

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

اسلام سے قبل عربوں میں لونڈیاں رکھنے کا عام رواج تھا اور ان کے ساتھ یہ لوگ زن و شوئی کے تعلقات بھی پیدا کر لیتے تھے ایسے لوگوں کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا رجلٌ کانت عندہٗ امۃ یطاءھا فادبھا فاحسن تادیبھا وعلمھا فاحسن تعلیمھا ثم اعتقھا فتزوجھا فلہ اجران (البخاری کتاب العلم)

یعنے اگر کسی شخص کے پاس لونڈی ہو جس کے ساتھ اسلام میں داخل ہونے سے قبل اسے زن و شوئی کے تعلقات قائم کئے ہوئے ہوں ایسا شخص اب مسلمان ہونے کے بعد اگر لونڈی کو ادب سکھلائے اور اسے مؤدب بنانے میں پوری کوشش کرے اور پھر اس کو علم سکھلائے اور خوب اچھی طرح سے علم کے زیور سے آراستہ کر دے پھر اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کر لے تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے دل میں ان انسانوں کو آزاد دیکھنے کی کتنی تڑپ تھی جو کسی وجہ سے اسلام سے پیشتر لونڈی یا غلام بن چکے تھے۔ یہی نہیں بلکہ ان کو سوسائٹی میں اعلےٰ مقام دلانے کی بھی کس قدر خواہش تھی۔ لونڈیوں کو ادب سکھلانے اور علم کی دولت سے مالا مال کرنے کی تلقین اور تاکید اسی خواہش کا نتیجہ تھی۔ جب لونڈیوں کو تعلیم دینے کی اتنی تاکید فرمائی تو آزاد عورتوں کو علم کے زیور سے آراستہ کرنے کی اہمیت تو بدرجہ اولیٰ اس سے واضح ہو جاتی ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کو غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرانے کا کس قدر خیال رہتا تھا اور آنحضور صلعم کا دل ان کو غلامی میں دیکھ کر کس قدر بیتاب رہتا تھا کہ آنجناب صلعم اس نظارہ کو برداشت ہی نہ کر سکتے تھے کہ ایک انسان اپنی آزادی کو کھو کر کسی دوسرے انسان کی غلامی میں زندگی بسر کرے اسی لئے معمولی معمولی غلطیوں کا کفارہ غلام کو آزاد کرنا بتلایا اور اسی بناء پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غلاموں کو آزاد کرنا بڑے ثواب کا کام قرار دیا اور اس نیکی کے فعل پر عظیم الشان اجر پانے کا یقین دلایا۔ قرآن کریم کی بالکل ابتدائی سورہ یعنے سورۃ البلد میں بھی ارشادِ خداوندی موجود ہے۔ فلا اقتحم العقبۃ وما ادراک ما العقبۃ فک رقبۃ الخ۔ اس آیت میں سب سے پہلی دشوار گذار گھاٹی غلام کو آزاد کرنا ہی بتلائی ہے یہ اس لئے کہ عربوں کے لئے اپنی سوسائٹی کے رواج کی بناء پر غلام کو آزاد کرنا بڑا ہی مشکل کام تھا۔ لیکن ارشادِ خداوندی کی تعمیل میں اور حضرت نبی کریم صلعم کی تربیت کے نتیجہ میں یہ کام اُن کے لئے آسان ہو گیا۔ چنانچہ صحابہ رضؓ نے کثرت سے غلام آزاد کئے اور لونڈیوں کی پوزیشن سوسائٹی میں بلند

ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ نہ کرو کہ یہ نیکی کیلئے روک کا باعث ہو جاتا ہے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی جن میں نبی اور رسول آتے تھے۔ لیکن کیا اُن کی اس ذات کا کوئی لحاظ خدا تعالےٰ کے حضور ہوا۔ جب اس کی حالت بدل گئی۔ ابھی میں نے کہا ہے کہ ان کا نام سؤر اور بندر رکھا گیا اور اسے کس طرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت لوگوں کو یہ مرض لگا ہوا ہے۔ خصوصاً سادات اس مرض میں بہت مبتلا ہیں۔ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچھ بھی چیز نہیں ہے اور اسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سیدِ ولدِ آدم اور افضل الانبیاء ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صاف طور پر فرمایا کہ اے فاطمہ رضؓ تو اس رشتہ پر بھروسہ نہ کرنا کہ میں پیغمبر زادی ہوں۔ قیامت کو یہ ہرگز نہیں پوچھا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے۔ وہاں تو اعمال کام آئیں گے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے قرب سے زیادہ دُور پھینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی باعث یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شئے ہے کہ وہ محروم کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ اپنا مایا سہارا اپنی غلط فہمی سے اپنی ذات پر سمجھتا ہے کہ میں گیلانی ہوں یا فلاں سید ہوں۔ حالانکہ وہ نہیں سمجھتا کہ یہ چیزیں وہاں کام نہیں آئیں گی۔ ذات اور قوم کی بات تو مرنے کے ساتھ ہی الگ ہو جاتی ہے مرنے کے بعد اس کا کوئی تعلق باقی رہتا ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے من یعمل مثقال ذرۃٍ شرًا یرہٗ۔ کوئی برا عمل کرے خواہ کتنا ہی کیوں نہ کرے اس کی پاداش اس کو ملے گی۔ یہاں کوئی تخصیص ذات اور قوم کی نہیں اور پھر دوسری جگہ فرمایا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقٰکم۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مکرم وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

پس ذاتوں پر ناز اور گھمنڈ نہ کرو کہ یہ نیکی کے لئے روک کا باعث ہو جاتا ہے۔ ہاں ضروری یہ ہے کہ نیکی اور تقوے میں ترقی کرو۔ خدا تعالےٰ کے فضل اور برکات اسی راہ سے آتے ہیں۔ (ملفوظات احمدیہ جلد ہفتم صفحہ ۱۸۸ و ۱۸۹)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ۔ الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

تانجیریا.

ترجمہ خط خیلادباب جیمو۔ نانسٹے جیریا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

میں آپ کی ان عنایات کا جو آپ نے مجھ پر اور میرے ملک کے لوگوں پر کی ہیں تہ دل سے مشکور ہوں۔ میں ایک دور اُفتادہ گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ عرصہ ایک سال سے تعلیم اسلام کے متعلق کام کر رہا ہوں۔ مگر یہاں کے لوگ بڑے سخت دل ہیں اور وہ اسلام قبول نہیں کرتے بہت سے علماء وہاں گئے اور وہ بالکل ناکام رہے ہمارے لوگوں نے مجھے اور چند دیگر سرگرم مسلمانوں کو اس گاؤں میں بھیجا۔ اب بڑی مشکلات کے بعد چند ایک نے اسلام قبول کیا ہے۔ اب ہم اپنے گاؤں میں رخصت کے لئے آئے ہیں اور دسمبر کے بعد واپس اسی گاؤں میں جائیں گے یہ جو کچھ میں کرتا ہوں آپ کے تعاون سے کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اس کا اجر و ثواب آپکو عنایت فرمائے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کچھ پمفلٹس جن کا تعلق نماز سے ہو اور وہ عربی اور انگریزی میں ہو ارسال فرمائیں۔

میں کالج میں قرآن پڑھاتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈالے جس کے ہم متحمل نہ ہوں اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین۔ والسلام

(ان کو مناسب لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط: ..... واڈی کے بگوتن۔ نانسٹے جیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ از حد شکریہ۔ میں نے آپ کی ارسال کردہ کتب کا دو دفعہ مطالعہ کیا کتب مینول آف حدیث اور اسلامی کیلنڈر، ایڈیز آف اسلام بہت مفید پائیں۔ میرے خیال میں جو لوگ سچائی کی تلاش میں ہیں وہ انشاء اللہ احمدیت کی طرف رجوع کریں گے کیونکہ ..... احمدیت ..... کی کتب مجھے ابھی تک نہیں ملیں۔ نیز میں نے ..... صاحب کو بھی لکھا تھا مگر کوئی جواب نہیں دیا۔ عیسائیوں کو جب میں سوال کرتا ہوں کہ ان کے سیالات غلطی پر ہیں۔ وہ میری گفتگو کا اثر مانتے ہیں اور مسلمان میرے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر بحث کرتے ہیں اور ہمارے رسول کریمؐ پر اعتراضات کرتے ہیں لیکن وہ قرآن اور بائیبل سے ثبوت نہیں دیتے اس سلسلہ میں میری رہنمائی فرمائیں۔ والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

(۳)

ترجمہ خط: محمد احمد ادیمو۔ نانسٹے جیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جواب لکھنے سے پہلے میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں تاخیر سے خط کا جواب دے رہا ہوں وجوہات ایسی ہو گئی تھیں جو میری دسترس سے باہر تھیں۔ مکتوب گرامی کا شکریہ۔

آپ نے جو پمفلٹس ارسال کئے ہیں وہ مجھے ابھی تک نہیں ملے اور نہ ہی بیعت فارم ملے ہیں۔ اس لئے استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر پمفلٹس اور بیعت فارم ارسال کریں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے خط و کتابت کرتا رہوں گا۔ والسلام

(ان کو جواب دیا گیا)

(۴)

ترجمہ خط: محمد ادکا نیڈو نانسٹے جیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ازراہ کرم آپ مجھے مذہبی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسلام اینڈ کرسچینٹی مصنفہ مسٹر الفت عزیز احمد اور مرزا معصوم بیگ صاحب ضرور ارسال فرمائیں۔ میں بڑے شوق سے ان کا انتظار کروں گا۔ والسلام

(ان کو مطلوبہ کتاب ارسال کی گئی)

(۵)

ترجمہ خط: جیمو۔ ایس۔ کوسے۔ نانجیریا

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے مندرجہ ذیل لٹریچر ارسال کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ (۱) فنڈامینٹل آف دی کرسچینٹی (۲) اسٹڈی آف دی ..... پوگنبر (۳) اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی۔ (۴) کراس ..... از کم۔

(ان کو مطلوبہ لٹریچر بھیجا گیا)

اخبار و افکار

(جی۔ اے۔ سونا)

ضرورت وحی

پندرہ روزہ بصیرت لاہور مجریہ ۱۶ر فروری سنہ ۱۹۶۶ء میں علامہ شمس الحق افغانی شیخ التفسیر جامع اسلامیہ بہاولپور لکھتے ہیں:۔

"عصر حاضر الحاد و زندقہ کا دور ہے۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ انسان کی رہنمائی کے لئے صرف عقل ہی کافی ہے۔ دین مذہب مولوی کی من گھڑت ہے۔ حالانکہ یہ بات قطعی غلط ہے۔ کیونکہ جو معاملہ قدرت کا محسوسات و مبصرات کے ساتھ ہے وہی معاملہ جیسے معنویات کے ساتھ ہے اور جو دستور الٰہی مادیات میں چلتا ہے وہی روحانیات میں بھی چل رہا ہے۔ یہاں بھی نور وحی کی ضرورت ہے۔ دو نوروں کا ہونا یہاں بھی ضروری ہے۔ ایک داخلی دوسرا خارجی۔ داخلی کا نام نور بصیرت ہے اور خارجی کا نام وحی الٰہی ہے۔"

اور آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

"یہ قدر عالم بالا سے یہاں آتا ہے اور صرف اس لئے کہ محض عقل کی روشنی انسانی ہدایت کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ خارجی نور یعنی وحی الٰہی سے معلوم کیا جاتا ہے۔ کہ انسانی فلاح و نجات کے لئے کون کون سے اعمال نافع ہیں اور کون کون سے مضر۔ اخلاق و عقائد میں بھی تنہا عقل کافی نہیں جب تک ایمانی نور۔ وحی الٰہی کی روشنی نہ ہو"

الحمد للہ اہل علم طبقہ میں روح کی تشنگی کا احساس پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ اور وحی الٰہی کی روشنی کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ ایک وقت سیدنا حضرت امام الزمان نے وحی الٰہی کی ضرورت پر زور دیا اور اپنے ملہم من اللہ ہونے کا ذکر کیا تو مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ اور کفر و اخراج از امت وغیرہ کے فتاوے گھڑے گئے۔ الحمد للہ کہ آج اس کی ضرورت اور اہمیت محسوس ہونے لگی ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اللہ تعالےٰ اپنے مامور کی صداقت اور آپ کے پیش کردہ علم کلام کی اہمیت و سچائی ظاہر کرتا جائے گا۔

تبلیغ و اشاعت اسلام

وزیر خزانہ مسٹر محمد شعیب نے ایک بین الاقوامی محفل قرأت کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"حکومت ان تمام کوششوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے تیار ہے جو دین کی اشاعت اور اسلامی قدروں کو اجاگر کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں"

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ان خدمات دینیہ کا یہ بالواسطہ اعتراف ہے جو یہ عرصہ پچاس سال سے اپنے امام کی اتباع و اطاعت کے تحت اکناف عالم میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں بڑی سرخروئی اور کامیابی سے سرانجام دے رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی صدر ایوب کی وہ نصیحت بھی قابل غور ہے جو انہوں نے مختلف ممالک سے آئے ہوئے قاریوں سے ملاقات کے دوران میں انہیں کی۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن کریم ناظرہ ہی خوش الحانی سے پڑھ لینا کافی نہیں، اس کے معانی کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

حضرت امام وقت نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے اسی طرف مسلمانوں کی توجہ دلائی تھی۔ اور بتایا تھا کہ قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں اور اس کی نشر و اشاعت میں ہی ان کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے توجہ نہ کی۔ اب بھی وقت ہے کہ سیاست کی دلدلوں سے نکل کر قرآن پر عمل پیرا ہوں اور اس کی نشر و اشاعت کو اپنا نصب العین بنائیں کیونکہ اسی میں اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ مقدر ہے۔

از رہ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز ہم آید ہمیں از ہمیں رہ بالیقین

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۹ مارچ ۱۹۶۶ء

یاجوج ماجوج کے فتنہ سے

اسلام کو محفوظ رکھنے والی دیوار

گزشتہ سے پیوستہ اشاعت میں ہم نے یاجوج ماجوج کی دنیوی صنعتوں اور بلند پروازیوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ دین اور خدا کی طرف سے ان کی غفلت کا نتیجہ قرآن کریم نے یہ بتایا ہے کہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا۔ ان کے وہ اعمال جو دنیوی ترقیات، اعلیٰ ترین صناعیوں اور بلند پروازیوں سے تعلق رکھتے ہیں، اکارت جائیں گے اور قیامت کے دن اُن کا کوئی وزن نہ ہوگا۔ ذالک جزاؤھم جھنم بما کفروا واتخذوا ایاتی ورسلی ھزوا۔ ان کے اعمال اُن کے لئے دوزخ بن جائیں گے، کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور آیات اللہ اور خدا کے رسولوں پر استہزاء کرتے رہے۔

اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو ایمان کے نور سے منوّر ہو کر اعمالِ صالحہ بجالاتے ہیں۔ چنانچہ اگلی آیت میں ہی ارشاد فرمایا گیا ہے ان الذین امنوا وعملوا الصّٰلحت کانت لھم جنّت الفردوس نزلا خالدین فیھا لا یبغون عنھا حولا۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک اعمال بجالاتے ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغات ہیں، وہ انہی میں رہیں گے اور وہاں سے جگہ بدلنے کی خواہش نہیں کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ قل لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ یعنے ان لوگوں سے کہہ دو کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوقات جن کی تحقیقاتیں کی جارہی ہیں، وہ تو حدودِ شمار سے باہر ہیں۔ یہاں تک کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں، جس سے ان مخلوقات کو لکھا جائے تو سمندر ختم ہو جائے گا اور وہ مخلوقات ختم نہ ہوں گی۔

اس تمام بیان سے ظاہر ہے کہ یاجوج ماجوج کی قوموں میں سے وہ لوگ بھی پیدا ہونگے جو اسلام کی صداقت پر ایمان لاکر اعمالِ صالحہ بجالائیں گے اور ان کے لئے سائنس کے علوم اور تحقیقاتیں یا کلماتِ الٰہی ایمان باللہ کا موجب ہوں گے۔

اسی سلسلہ میں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ ان آیات سے پہلے اسی سورۃ کہف میں ذوالقرنین کا جو قصہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک قوم نے یہ درخواست کی تھی کہ ایک دیوار بنا کر انہیں یاجوج ماجوج کے فتنہ سے محفوظ کر دیا جائے۔ اور ذوالقرنین نے لوہے کی سلوں پر پگھلا ہوا تانبہ ڈال کر ایک دیوار بنادی۔ اس میں ایک گزشتہ تاریخی قصہ کے ذکر کے علاوہ آئندہ کے متعلق بھی ایک پیشگوئی کی ہے۔ یعنے وہ زمانہ جب یاجوج ماجوج کا فساد پورے عروج پر ہوگا اور وھم من کل حدب ینسلون اس کی ترقیات اور بلند پروازیاں انتہاء کو پہنچ جائیں گی اور اسلام کو ان سے خطرہ لاحق ہوگا تو اس وقت ذوالقرنین کو اللہ تعالےٰ مبعوث کرے گا، جو اس خطرہ سے اسلام کو بچانے کے لئے ایک ایسی مضبوط دیوار بنائے گا جو دلائل و براہین کی سلوں میں روحانیات کے پگھلے ہوئے تانبے سے پختہ کی جائے گی۔

یہ ذوالقرنین وہ امام وقت ہے، جو ہر قوم کی دو صدیوں میں مبعوث ہوا (کیونکہ قرن صدی کو کہتے ہیں) چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں:۔

"بموجب نص وحی الٰہی کے میں ذوالقرنین ہوں اور جو کچھ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف کی ان آیتوں کی نسبت جو سورۃ کہف میں ذوالقرنین کے قصہ کے بارے میں ہیں میرے پر پیشگوئی کے رنگ میں معنے کھولے ہیں........ مگر یاد رہے کہ پہلے معنوں سے انکار نہیں ہے۔ وہ گزشتہ سے متعلق ہیں اور یہ آئندہ کے متعلق۔ اور قرآن شریف صرف قصہ گو کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کے ہر ایک قصہ کے نیچے ایک پیشگوئی ہے۔ اور ذوالقرنین کا قصہ مسیح موعود کے زمانہ کے لئے ایک پیشگوئی اپنے اندر رکھتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۱)

اس کے بعد آپ نے ان تین اقوام کا ذکر کیا ہے، جن پر سے ذوالقرنین کا گزر ہوا اور بتایا ہے کہ موجودہ زمانہ میں وہ تین اقوام کونسی ہیں، ان اقوام کی جو تفصیلی کیفیت آپ نے بیان کی ہے اس کا خلاصہ اسی کتاب کے ضمیمہ صفحہ ۱۲۶ پر ان الفاظ میں دیا ہے:۔

"سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی آئندہ پیشگوئی کے مطابق وہ ذوالقرنین میں ہوں، جس نے ہر ایک قوم کی صدی کو پایا اور دھوپ میں چلنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں سے مجھے قبول نہیں کیا اور کیچڑ کے چشمے اور تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں جنہوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی، وہ میری جماعت ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہی ہیں جن کا دین دشمنوں کی دست برد سے بچے گا۔ ہر ایک بنیاد جو سُست ہے اس کو شرک اور دہریت کھاتی جائے گی۔ مگر اس جماعت کی بڑی عمر ہوگی اور شیطان اُن پر غالب نہیں آئے گا اور شیطانی گروہ اُن پر غلبہ نہیں کریگا ان کی حجت تلوار سے زیادہ تیز اور نیزہ سے زیادہ اندر گھسنے والی ہوگی اور وہ قیامت تک ہر ایک مذہب پر غالب آتے رہیں گے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۶)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس عبارت سے جماعت احمدیہ کی پوزیشن واضح ہے، یہی وہ جماعت ہے جس کے لئے یاجوج ماجوج کے فتنہ سے اسلام کو محفوظ کرنے کی دیوار بنائی گئی، وہ سچ مچ کے لوہے کی سلوں اور تانبے کی دیوار نہیں، جیسا کہ پہلے ذوالقرنین نے بنائی تھی۔ یہ دیوار جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں، دلائل و براہین کی سلوں میں روحانیت کے پگھلے ہوئے تانبہ سے تیار کی گئی ہے۔ اس دیوار سے فائدہ اٹھا کر یاجوج ماجوج کے حملہ سے اسلام کو بچانا اور مغربی اقوام کو آفتابِ ہدایت سے منوّر کرنا اسی جماعت کا کام ہے جس کے لئے یہ دیوار بنائی گئی ہے۔ پس اس جماعت کے ہر فرد کو غور کرنا چاہیئے کہ کہاں تک وہ اس ذمہ داری کو نبھانے اور اپنے آپ کو اس قابل بنانے کے لئے تیار ہے کہ یاجوج ماجوج کے فتنہ سے اسلام کو بچا کر اس کے نور سے دنیا کو منوّر کر سکے۔

برلن مسجد آپکی توجہ کی منتظر ہے

برلن مسجد کی مرمت کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ پر جو تحریک کی تھی اور متعدد احباب نے اس کے لئے بیشقرار رقوم کے وعدے فرمائے تھے، ان وعدوں کا ایفا اور جن احباب نے حصہ نہیں لیا، ان کی اس تحریک میں شمولیت جماعت کا اوّلین فرض ہے۔ کیا آپ اس فرض کی ادائیگی کے لئے قدم بڑھائیں گے؟

برلن مسجد آپکی توجہ کی منتظر ہے

آپ کی راہ دیکھ رہی ہے

اُمید ہے احمدی قوم جلد از جلد اس مسجد کے مجروح حصہ کو درست کرکے اس کی شان کو بحال کر دے گی تاکہ وسط یورپ میں اسلام کی عظمت اور درخشانی کا موجب ہو۔

مغربی افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کی کشمکش

مغربی افریقہ میں نائیجیریا کے حالیہ سیاسی انقلاب کی وجوہ و اسباب اس مذہبی کشمکش میں مضمر ہے جو اسلام اور عیسائیت میں ایک مدت سے چلی آ رہی ہے اور جس کے نتیجہ میں عیسائیت کی پسپائی اور اسلام کے بڑھتے ہوئے قدم نے کلیسائے عیسائیت میں خطرناک اضطراب پیدا کر دیا۔ اس اضطراب کی کیفیت معاصر "الفضل" کے ایک مقالہ نگار جناب نسیم سیفی نے مسیحی پادریوں کے بیانات اور اخبارات کے حوالوں سے بیان کی ہے۔ جو ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام ہے:-

پروفیسر آرنلڈ جانسن بی جو دنیا کے ایک بہت بڑے مؤرخ مانے جاتے ہیں۔ اور جن کے متعلق یہ کہنے میں کسی کو بھی باک نہیں ہو سکتا کہ ان کی سیاسی نظر نہایت گہری ہے۔ اور سیاسی امور کے تجربہ میں ان کی رائے اکثر و بیشتر درست ہی ثابت ہوتی ہے۔ انہوں نے نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے حالیہ انقلاب کے متعلق ایک مضمون میں صدر مملکت پاکستان کی اس بات کو جائز طور پر سراہا ہے کہ باوجودیکہ پاکستان میں بھی فوجی انقلاب آیا ہے لیکن نہ کسی کا خون بہا اور نہ کسی کو بے وجہ تنگ کیا۔ نائیجیریا کے انقلاب کے متعلق انہوں نے افسوسناک رائے کا اظہار کیا ہے اور خاص طور پر اس بات کے پیش نظر کہ ایسے آڑے وقت میں اگر کوئی نائیجیرین اپنے قبیلہ سے بلند و بالا ہو کر سب کو متحد کر سکتا تھا وہ صرف سر ابوبکر طفاوا بالیوا ہی تھے جنہیں دوسروں کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ سر ابوبکر فی الحقیقت ایک ایسے شخص تھے جو ہر قبیلہ کے ہر فرد کو ایک ہی نظر سے دیکھتے تھے اور غالباً ان کی یہی خوبی ان کی اپنی اور سر احمد بیلو کی اور ان کی پارٹی کے دوسرے افراد کی موت کا باعث بن گئی۔ آج کل جمہوریت کا زمانہ ہے اور جمہوریت کے پنپنے کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ حکومت پارٹی کی ہو نہ کہ افراد کی۔ جو پارٹی کسی فرد کو کوئی عہدہ سپرد کرتی ہے۔ وہ اس سے یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ اس عہدہ سے فائدہ اٹھا کر اس پارٹی کو مضبوط بنانے کی کوشش کرے گا۔ سر ابوبکر نے افسوسناک طور پر اس بات کو نظر انداز کیا اور اپنے آپ کو اپنی پارٹی کا ممبر ثابت کرنے کی بجائے ہمیشہ اپنے آپ کو محض نائیجیریا کا ایک باشندہ جس کے لئے ہر پارٹی کا فرد برابر تھا سمجھا۔ اس سے ان کے ذاتی کردار کی بلندی کا تو ضرور پتہ چلتا ہے لیکن اس بات نے ان کی پارٹی کو اس حد تک کمزور کر دیا کہ آخر بے چند ایک افراد نے منظم ہو کر ان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ پروفیسر ٹائن بی کے بیان کے مطابق سر ابوبکر کی اس ہنگامے میں باغیوں کے ہاتھوں ہلاکت نہایت افسوسناک ہے لیکن اس سے بھی زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ جو کچھ نائیجیریا میں ہوا ہے وہ محض سیاسی بناوٹ نہیں بلکہ دو مذہبوں کی آپس میں ٹکر ہے جس کے لئے ایک مذہب کے پیرو (یعنی عیسائی) تو دیر سے تیاری کر رہے تھے لیکن دوسرے مذہب کے پیروؤں (یعنی مسلمانوں) کو ابھی صحیح طور پر جگایا ہی جا رہا تھا۔ مسلمان اپنی روایتی رواداری کی چادر تانے سوئے ہوئے اور عیسائی پادریوں نے اپنے ہم مذہبوں کے جذبات کو اسلام کے خلاف اتنا ابھار دیا کہ انہوں نے حملہ بول دیا۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے اور اب ہم سوائے اس کے اور کچھ نہیں کر سکتے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ نائیجیریا کے مسلمانوں کو اپنی حفاظت میں لے لے اور پھر انہیں ایسے راہنما عطا کرے جو انہیں متحد کر سکیں۔ اور ان کی ہر قسم کی بہبود کا خیال رکھ سکیں۔

عیسائی ایک لمبے عرصہ سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کبھی در پردہ اور کبھی کھلم کھلا "جہاد" کر رہے تھے۔ ان کے چھوٹے سے چھوٹے پادری سے لے کر بڑے بشپ تک اس کام میں مصروف تھے۔ ان کی مسلمانوں سے نفرت کا یہ عالم تھا کہ ڈاکٹر فشر نے اپنی کتاب "احمدیہ" میں لکھا ہے:-

"مسلمانوں کی تعلیمی کوششوں کو تیز تر کر دینے کا یہ بات بھی بہانہ بن گئی کہ مئی ۱۹۲۲ء میں لیگوس میں اینگلیکن سناڈ ......
Anglican Synod
Unfortunate نے یہ
فیصلہ کر دیا۔ اگرچہ پوری طرح اس پر کبھی عمل نہیں کیا گیا کہ مسلمان بچوں کو سکولوں میں داخل نہ کیا جائے اور اس کی وجہ یہ پیش کی گئی کہ وہ اخلاق سے عاری اور غیر تربیت یافتہ تھے اور سکولوں میں داخل ہو کر عیسائی بچوں کے لئے تخریب اخلاق کا موجب ہوتے تھے۔"

اسی طرح ۱۹۵۶ء میں پروفیسر جے۔ ایچ پرائس نے Prof. J. H
انگلستان کے ایک اخبار مانچسٹر گارڈین میں ایک مضمون میں لکھا کہ:-

"گذشتہ چند ماہ میں یہ بات میرے مشاہدہ میں آئی ہے کہ عیسائیوں کے ایک مشہور سکول (لڑکیوں کے سکول) میں ایک کلاس میں جتنے غیر عیسائی بچے داخل ہوئے ان سب کو پہلے ہی دور میں عیسائی بنا لیا گیا۔ ان کو بپتسمہ دے کر یہ بتا دیا گیا کہ آج سے وہ عیسائی ہیں۔"

اسی طرح نائیجیریا کے ایک عیسائی مصنف جو کسی وقت مشرقی نائیجیریا کے انفارمیشن سروس کے محکمہ کے ایکٹنگ ڈائرکٹر تھے نے آزادی کے حصول کے موقعہ پر ایک کتاب:-
The Promise of Nigeria
میں لکھا:-

"مجھے ایک عیسائی پادری کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس نے اپنے گرجا کے ممبروں کو ہدایت دے رکھی ہے کہ جب ریڈیو پر مسلمانوں کی طرف سے کوئی پروگرام پیش کیا جا رہا ہو تو وہ اپنے ریڈیو بند کر دیا کریں اور وہ ایسی کسی سماجی تقریب میں شمولیت نہ کیا کریں جو کسی مسلمان نے منعقد کی ہو ــــ ایک طرف تو ایسی ہدایت نائیجیریا کی وحدت کے سراسر منافی ہے اور دوسری طرف حضرت مسیح کی تعلیم کے بھی یہ بات سراسر خلاف ہے کیونکہ ان کی تعلیم یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ سے ایسی ہی محبت کرو جیسی کہ تم اپنے آپ سے کرتے ہو۔ ہمسایہ کا مذہب چاہے کچھ ہی ہو۔ ابھی تک مذہب کی طرف سے کوئی سیاسی الجھنیں پیدا نہیں ہوئیں اور مسلمان اور عیسائی سیاستدانوں نے مذہب کی بنیاد پر سیاست کی عمارت تعمیر کرنے کے خیال کو رد ہی کیا ہے اور یہ سب کے سب باہم مل جل کر ملک کی خدمت کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیڈر مثلاً وفاقی وزیر اعظم الحاج سر ابوبکر طفاوا بالیوا شمالی علاقے کے وزیر اعلیٰ الحاج سر احمد بیلو اور مغربی نائیجیریا کے وزیر اعلیٰ الحاجی ڈی۔ ایس آڈیگبیر نے ہمیشہ عیسائی مشنوں کی تعلیمی اور ثقافتی کوششوں کی تعریف کی ہے۔ عیسائی مشنوں نے نہایت مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے یہ مساعی کی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ نائیجیریا میں مذہبی کشمکش صرف اور صرف اسی حالت میں شروع ہو سکتی ہے جبکہ عیسائی لوگ اس پادری کو جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے سرزنش (Condemn) نہیں کرتے اور وہ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ وہ پیچھے رہ گئے ہیں مسلمانوں سے دشمنی کرتے رہیں گے اور عدم تعاون کا اظہار کریں گے۔"

سام اپیلے کا تجزیہ حیرت ناک طور پر درست ثابت ہوا ہے۔ البتہ ایک بات میں انہوں نے غلطی کھائی تھی۔ اور وہ یہ کہ جب وہ یہ کہہ رہے تھے کہ "ابھی مذہب کی طرف سے کوئی سیاسی الجھنیں پیدا نہیں ہوئیں۔" چنانچہ امریکہ کے ہفتہ وار میگزین (TIME) نے اپنی پندرہ فروری ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں مذہب کے کالم میں مسلمان بمقابلہ بلی Moslems v. Billy کے عنوان سے اس بات کا ذکر کر کے کہ مسلمانوں نے کہ ...... بلی گراہم کو دعوت دی تھی کہ وہ مسلمانوں سے ملاقات کرے اور بلی گراہم کے دورہ کا انتظام کرنے والوں نے اس خواہش کو رد کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ اگر آپ کو بلی گراہم کے عقائد کے متعلق کچھ معلوم کرنا ہے تو اس کے پبلک جلسوں میں شرکت کر کے آپ یہ علم حاصل کر سکتے ہیں۔ اس ذکر کے بعد ٹائم نے لکھا ہے:-

"نائیجیریا کے مسلمانوں کو جو دسمبر کے انتخابات میں کامیابی کے باعث جس کامیابی کی وجہ سے ان کا مسلمان وزیر اعظم اپنے عہدہ پر قائم رہا تھا۔ مغرور تھا یہ جواب (یعنی ملاقات سے انکار) اس بات کا ثبوت تھا کہ گراہم کا دورہ (جو کافی عرصہ پہلے تجویز کیا گیا تھا) صرف اس لئے کروایا جا رہا تھا تاکہ عیسائیوں کو سیاسی اقتدار حاصل ہو جائے۔"

بات یہ ہے کہ سیاسی اقتدار کے لئے عیسائی ایک لمبے عرصہ سے کوشش کر رہے تھے ایک طرف تو وہ مسلمانوں کے خلاف جذبۂ نفرت کو ہوا دے رہے تھے اور دوسری طرف وہ نائیجیریا کا سیاسی کام کر بنا رہے تھے جو بالآخر انہیں متحد کر کے ان کی

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایمان اور خلوص ہی قابل عزت ہے نہ کہ دولت و اقتدار

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غرباء اور کمزور لوگوں کیساتھ حسن سلوک۔ قرآن کریم میں ادب اور حسن معاملت کی تعلیم

خطبۂ جمعہ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۶۶ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ بمقام جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي يريدون وجهه ۔ ما عليك من حسابهم من شيء وما من حسابك عليهم من شيء فتطردهم فتكون من الظلمين ـــــ انه من عمل منكم سوء بجهالة ثم تاب من بعده واصلح فانه غفور رحيم ۔

(سورۃ الانعام ۔ رکوع ۶)

مامورین کے ساتھ معاندین کا سلوک

جن لوگوں کے لئے مامورین کو مبعوث کیا جاتا رہا ہے ان لوگوں کا سلوک ان بزرگوں سے سخت معاندانہ رہا ہے ۔ مامورین لوگوں کی بہتری کے لئے آتے ہیں ۔ ان کی خیرخواہی بے نفسی ہمدردی اور بھلائی کا سب کو یقین ہوتا ہے ۔ تاہم لوگوں کا عروج و اقتدار ان کو ماننے سے روکتا ہے ۔ یہ عروج کبھی دولت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے کبھی علم کی وجہ سے ۔ اور کبھی کسی اور طریقہ سے حاصل ہوتا ہے ۔ یہ چیزیں لوگوں کو مامور کے مقابلہ اور اس کی مخالفت پر کھڑا کر دیتی ہیں ۔

صاحب اقتدار اور صاحب علم لوگوں کا معاندانہ پراپیگنڈا

اقتدار والا آدمی مامور کے سامنے جھکنا پسند نہیں کرتا علم والے آدمی کے لئے اس کا علم حجاب اکبر بن جاتا ہے ۔ علم تو روشنی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے ۔ یہی علم ایسے موقعہ پر حجاب اکبر بن جاتا ہے ءانزل الذکر علیہ من بیننا اور ان کے متبعین کے متعلق طعن کرتے ہیں انؤمن لک واتبعک الارذلون ۔ کبھی وہ کہتے ہیں کہ خدا کو کیا سوجھی کہ اس نے ہم کو نظر انداز کر کے اس شخص کو مامور مقرر کر دیا ہے ۔ کبھی مامور کو حقارت سے دیکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو نادار و بے نوا انسان ہے ۔ ہمارے پاس دولت ہے ۔ دبدبہ ہے ۔ اولاد ہے ہمیں چھوڑ کر چُنا تو کس کو چُنا ہے جس کے نام کو کوئی نہیں جانتا اس کے پاس دولت نہیں ۔ بے نوا ہے خدا کا نمائندہ بنتا ہے اور حالت یہ ہے اس کی کوئی سواری ہوتی ۔ کنگن ہوتے ۔ باس ہوتا ۔ شان و شوکت ہوتی ۔ دولت ہوتی ۔ حشم اور خدم ہوتے ۔ ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق یہ رسول تو ہماری طرح روٹی کھاتا ہے اور شادی کرتا ہے اسے احتیاج لاحق ہے ، بازاروں میں چلتا پھرتا ہے ۔ یہ لوگ کبھی مامور کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ، کبھی مامور کے ماننے والوں کو طعن کرتے ہیں ، کہتے ہیں کہ سبحان اللہ ہم ایسے شخص کو اپنا لیڈر رہبر مانیں جو غریب اور مفلس ہے ۔ مکہ اور طائف کے رہنے والوں میں بڑے بڑے رئیس اور صاحب اقتدار ہیں ان پر قرآن کیوں نہ اترا لولا انزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین

عظیم یہ تو خود بھی غریب اور اس کے ماننے والے بھی رذیل اور کمزور آدمی ہیں جن کے مصاحب لیے ہوں کیا ہماری عقل ماری گئی ہے کہ ہم اس کا ساتھ دیں ۔

مال و اولاد کا فخر اور غرباء سے نفرت

یہ حال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی قوم نے کیا ۔ وہ سمجھتے تھے یہ جو بلال ہے ، صہیب ہے ، خباب ہے ، یاسر ہے ، یہ ادنیٰ درجے کے لوگ ہیں ، ہم ان کے پاس بیٹھیں ، ہمیں دولت میسر ہے ، ہمیں عزت حاصل ہے نحن اکثر اموالاً واولاداً ۔ خدا نے ہم پر فضل کیا ہے ہم صاحب اولاد ہیں صاحب دولت ہیں ، خدا تعالیٰ کے ہم پر یہ فضل ہیں ۔ ان افضال و برکات سے پتہ چلتا ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے ۔ حدیثوں میں لکھا ہے کہ ابوسفیان ، ابولہب وغیرہ کہتے تھے کہ ہم لوگوں پر فضل اترا ہے ۔ کیا ہمارے شایانِ شان ہے کہ ہم ان غریب و کمزور ، بے آواز اور بے اثر لوگوں کی صحبت میں بیٹھیں پہلے ان کو نکال دو ، یہ امراء کا تقاضا تھا ، ذی اقتدار لوگ معمولی آدمیوں کے ساتھ بیٹھنے کو پسند نہیں کرتے ۔

غرباء کو مجلس سے نہ نکالنے کا حکم

خدا تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ ایک طرف دولت ہے ۔ دوسری طرف اخلاص ہے ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشي يريدون وجهه ۔ یہ غرباء جو دن رات اخلاص اور مداومت کے ساتھ خدا کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں ، اور ان کا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا چاہنا ہے ۔ ان غرباء کو امراء کی خاطر اپنی مجلس سے مت نکالیں ۔ ما عليك من حسابهم من شيء ان لوگوں کے معاملات اور افعال سے متعلق آپ پر کسی قسم کی ذمہ داری نہیں ۔ وما من حسابك من شيء ۔ اور نہ ان پر آپ کے معاملات کی کوئی ذمہ داری ہے ۔ ان کی مفلسی کا معاملہ خدا کے سپرد ہے ۔ آپ غرباء کے اخلاص کی طرف توجہ دیں ، امیروں کی بڑائی کی طرف نہ جائیں ۔ کوئی آدمی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا فتطردهم فتكون من الظلمين ۔ ان وفا کیش اور بااخلاص غریبوں کو اگر آپ نے اپنی مجلس سے نکال دیا تو آپ

ظالم ہوں گے ، یہ حضور صلعم کو اس نازک امر کے بارے میں تعلیم [illegible] ہے اور تنبیہہ بھی کی ہے ۔

غربت اور امارت امتحان کا موجب ہے

پھر فرمایا غربت و امارت امتحان کا موجب ہے [illegible] سے انسانوں کے اخلاق پرکھے جاتے ہیں ۔ کبھی غریب آدمی کا [illegible] اس کی غربت اور مفلسی سے لیا جاتا ہے اور کبھی امیر آدمی کا [illegible] کی امارت کے ذریعہ امتحان لیا جاتا ہے ۔ کبھی امیر آدمی غریب کو [illegible] کی نظر سے دیکھتا ہے ۔ ایسا کر کے وہ انسانیت کی تذلیل کرتا [illegible] چنانچہ فرمایا وکذلک فتنا بعضهم ببعض [illegible] ھؤلاء من الله عليهم من بيننا ۔ ہم نے بعض کو [illegible] کے لئے آزمائش بنایا ہے ۔ یہاں لام عاقبت کے [illegible] جیسا کہ حضرت موسیٰ کی ماں کے ذکر میں ہے فالتقطه آل فرعون ليكون لهم عدوا وحزنا ۔ [illegible] لوگوں نے موسیٰ کو دریا سے اٹھا لیا اور اس کا نتیجہ [illegible] ان کا دشمن اور موجب غم ثابت ہوا ۔ اسی طرح [illegible] لیقولوا میں لام عاقبت کے لئے استعمال ہوا ہے کہ امراء [illegible] امتحان ہو جاتا ہے جب وہ غرباء کی نسبت حقارت کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا یہ ہیں وہ لوگ [illegible] کا احسان ہوا ہے ۔

غرباء کے اخلاص اور عبادت کی قدردانی

مگر خدا تعالیٰ تو غرباء کے اخلاص اور عبادت [illegible] کرتا ہے اور فرماتا ہے الیس الله باعلم بالشكرين کیا خدا تعالیٰ شکرگذار بندوں کو نہیں جانتا ۔ کیا [illegible] نہیں کرے گا ۔ جو کوئی بڑھ چڑھ کر نیکی کرتا ہے ۔ خدا [illegible] قدر دان ہے ۔ دوسری جگہ فرمایا واللہ شاکر علیم [illegible] اللہ تعالیٰ اپنے علم کی بناء پر جانتا ہے کہ فلاں شخص [illegible] مستوجب ثواب ہے ۔ خدا تعالیٰ قدردان ہے [illegible] میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غرباء کی قدردانی کی طرف توجہ دلائی ہے ، اگر خدا شاکر اور مشکور ہے تو [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں بھی یہ بات ہونی [illegible] کہ وہ قدردان ہوں ۔ مسلمان کو بھی چاہیئے کہ شکرگذار [illegible]

سیکھیں یہ انسان کے لئے زیور ہے۔ اس سے جماعت، قوم اور معاشرہ میں لطف پیدا ہوتا ہے۔

امراء کو احسان کرکے جتانا نہیں چاہیئے

امراء کو یہ سبق سیکھنا چاہیئے کہ مروّت و احسان کریں تو جتلایا نہ کریں۔ اس سے اس کا دل دکھتا ہے جس پر احسان کیا جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے خیرات باطل ہوتی ہے لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ۔ اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر باطل نہ کردو۔ روپیہ اور مال خدا کا دیا ہوا ہے اگر اس کو رشتہ داروں اور غرباء پر خرچ کیا جائے تو اُن کی شان یہ ہونی چاہیئے لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً ہم تم سے کوئی بدلا نہیں چاہتے اور نہ ہی شکریہ کے طالب ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا طریق ادب اور حسنِ معاملت

جہاں خدا تعالیٰ نے فرائض اور احکام دیئے ہیں ادب آداب بھی سکھلائے ہیں، صرف نماز روزہ ہی کافی نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی مثالیں قائم کی ہیں کہ جن سے آپ کے شکر گذار ہونے کا پتہ لگتا ہے۔

حبشی خادمہ کا ادب اور عزّت

مدینہ سے واپس مکّہ کو آتے ہوئے مقام ابوا پر آپؐ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ وہ وہیں دفن کی گئیں۔ ام ہانی جن کا برکت تھا۔ وہ حبشی خادمہ تھیں۔ وہ حضرت صلعم کو حفاظت سے اور محبت و پیار سے مکّہ لے آئیں اور حضور صلعم کے دادا کے سپرد کیا۔ اس عورت کو حضور صلعم نے کبھی نہیں بھلایا۔ اُم ہانی کو مخاطب کرکے فرمایا کرتے تھے۔ انت امی بعد امی۔ میری ماں کے بعد تو ہی میری ماں ہے۔ جب تک زندہ رہے دو جہان کے بادشاہ رہے برابر اس غریب حبشی عورت کے مکان پر تشریف لے جایا کرتے اور ان کی احوال پُرسی کیا کرتے تھے۔

دایہ کی عزّت و ادب

حلیمہ سعدیہ کی خاطر چھ ہزار قیدی آپؐ نے آزاد کر دیئے۔ حلیمہ سعدیہ دایہ تھیں۔ آپؐ کو اُس نے دُودھ پلایا تھا ایک دفعہ حضور صلعم میدانِ جہاد میں افسروں اور سپاہیوں کے درمیان خیمہ زن تھے وہاں حلیمہ سعدیہ آ نکلیں

حضورؐ اُن کو آتے دیکھ کر تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سرداروں کو کہتے ہیں کہ یہ میری ماں ہے۔ لوگ ایسے مقام پر رشتہ داروں کو پہچانتے نہیں۔ حضور صلعم اس بدو عورت کے متعلق پبلک میں کہتے ہیں کہ میری ماں ہے۔ ان کے لئے کپڑا بچھا دیتے ہیں۔ حلیمہ سعدیہ کے ساتھ ان کی لڑکی شیما بھی تھی حضور صلعم اس کی بھی قدر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میری بہن ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے احسانات کی قدردانی

غرض حضور صلعم بڑے قدر دان تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے متعلق فرمایا ان امن الناس علیّ فی مالہ وصحبتہ ابوبکرؓ۔ ابوبکرؓ کا میرے اوپر تمام لوگوں سے بڑھ کر احسان ہے، انہوں نے مجھ پر مال خرچ کیا اور میری خدمت بھی کی ہے۔ غلاموں کو آزاد کرانے میں حضرت ابوبکرؓ نے چالیس ہزار روپیہ صرف کر دیا۔ غارِ ثور میں پہلے خود داخل ہوئے اسے کمبل کا ٹکڑوں سے صاف کیا۔۔۔۔۔ مدینہ کے سفر میں جب آرام کا وقت آتا ہے تو چادر بچھا دیتے ہیں حضور صلعم آرام کرتے ہیں اور ابوبکرؓ خود پہرہ دیتے ہیں ایک دفعہ حضور منیٰ میں پہنچے تاکہ لوگوں کو تبلیغ کریں حضرت ابوبکرؓ و حضرت علیؓ حضورؐ کے ساتھ تھے۔ منیٰ میں شدّت کی دھوپ تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فوراً کھڑے ہوکر حضور کے سر پر چادر تان دی۔

معاشرے اور قوم کے لئے قابلِ تقلید سبق

ہمارے اس معاشرے کو اور جماعت کو شکر گذاری کی صفت سیکھنا چاہیئے اور ایک دوسرے کو عزت اور احترام کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ فلاں اگر نواب ہے تو ہوا کرے ہمیں کیا، جس قوم کے اندر امراء، علماء نہیں وہ قوم کیا ہے۔ ان کی تعظیم کرنا واجب ہے۔ لاپرواہی سے کام لینا گناہ ہے۔

مسلمان کی عزّت و تکریم

واذا جاءک الذین یؤمنون بآیتنا فقل سلٰم علیکم۔ یہ جو لوگ مسلمان ہیں ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، جب آپؐ کے پاس آئیں تو ان کو السلام علیکم کہو۔ یعنے خدا آپ کی تکالیف اور خطرات کو دُور فرمائے اس پر مزید یہ فرمایا کتب ربکم علیٰ نفسہ الرحمۃ تمہارے پروردگار نے اپنے اُوپر رحم کرنا لازم کر رکھا ہے اس واسطے تسلی رکھو تمہاری تکالیف دُور ہو جائیں گی۔

توبہ اور نیک عملی سے سابقہ گناہوں کی میل جل جاتی ہے

وہی یہ بات کہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نے یہ کیا وہ کیا اس بارہ میں فرمایا انہ من عمل منکم سوءً بجہالۃ ثم تاب من بعدہٖ واصلح ماضی کے زمانہ میں اگر بے علمی کی وجہ سے کوئی غلطی ہوگئی ہو اس پر ندامت کرنے سے گناہ کی میل جل جاتی ہے اور توبہ کے بعد واصلح یعنے زمانۂ مستقبل میں اس نے اچھے اعمال کرنے شروع کر دیئے تو خدا تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا کیونکہ وہ غفور ہے اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے رحمت نازل فرمائے گا کیونکہ وہ رحیم ہے وکذٰلک نفصل الاٰیات ولتستبین سبیل المجرمین یہ ہمارا احکام دینے کا طریق ہے۔ اور یہ طریقہ ہے ہمارا بتانے کا کہ اچھے لوگ کون ہیں اور بُرے لوگ کون ہیں۔ خدا کے بندے کون ہیں اور خدا کے احکام کو توڑنے والے کون ہیں۔

قرآن کریم نے ہر شعبہ زندگی کے آداب سکھائے ہیں۔

قرآن کریم نے جہاں احکام و فرائض تلقین فرمائے ہیں وہاں آداب بھی سکھلائے ہیں۔ گھر سے متعلق آداب سکھلائے معاشرے سے متعلق آداب سکھلائے ہیں اور دربار شاہی کے آداب کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

سلیمان اور ملکہ سبا کے شاہی آداب۔

حضرت سلیمانؑ نے ملکۂ سبا کو خط لکھا۔ اپنے ایلچی کو خط سپرد کیا۔ اور ہدایت کی۔ اذھب بکتٰبی ھٰذا میرا یہ خط لے جاؤ فالقہ الیھم۔ یہ ان کے حوالہ کردو۔ ثم تولّ عنھم۔ پھر ہٹ کر بیٹھ جاؤ۔ سر پر سوار نہ ہوجانا۔ فانظر انتظار کرو۔ ان کو سوچنے سمجھنے کا موقعہ دو۔ ماذا یرجعون پھر دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ ایلچی خط لے کر چلا گیا۔ اور ملکہ نے خط لے کر اپنے درباریوں سے مشورہ کیا قال یا ایھا الملؤا اے میری قوم کے بزرگ لوگو انی اُلقی الی کتٰب کریم میرے پاس ایک عزّت والے شخص کی طرف سے ایک عزّت والا خط آیا ہے۔ انہ من سلیمان یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے وانہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اور اس پر پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا ہے الا تعلوا علیّ واتونی مسلمین اس خط میں یہ لکھا ہے کہ میرے خلاف سرکشی نہ کرو۔ اور میرے پاس فرمانبردار ہوکر آؤ۔

ملکۂ سبا کس طرح اپنی تہذیب کا مظاہرہ کررہی ہیں —
قالت یا ایھا الملؤا افتونی فی امری۔ اے میری قوم کے مدبرین میں ملکہ وقت ہوکر خود فیصلہ کرنا پسند نہیں کرتی۔ تم مجھے مشورہ دو کہ میں کیا کروں ما کنت قاطعۃ امراً حتّٰی تشھدون جب تک تم کو موجود نہ پاؤں اس وقت تک میں کسی معاملہ کا حکم صادر نہیں کرتی۔ ملکہ کے مقابل پر درباریوں کے اخلاق کا بھی نمونہ کھینچا ہے قالوا نحن اولوا قوۃ۔ بے شک خدا نے ہمیں طاقت بھی دی ہے۔ واولوا باسٍ شدید۔ ہم لڑ بھی سکتے ہیں والامر الیک۔ لیکن حکم آپ کا ہے فانظری ماذا تامرین۔ آپ غور فرمائیں جو حکم ہوگا ہم اس کے مطابق عمل کریں گے قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ۔ ملکہ نے کہا کہ جب بادشاہ کسی ملک کو فتح کر لیتے ہیں تو اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ اس زمانہ میں امریکیوں اور انگریزوں نے جاپانیوں پر اور جرمنوں پر پرلے درجے کے ظلم روا رکھے ان لوگوں نے شراب میں بدمست ہوکر مغلوب قوم کی عورتوں کی آبروریزی کی ان کے اعلیٰ طبقہ کے لوگوں کو گولی کے سپرد کیا گیا وکذٰلک یفعلون فاتحین ملک ہمیشہ ایسا ہی کرتے رہیں گے۔

حضرت نبی کریمؐ کی ادبی سربلندی اور شکر گذاری

غرض قرآن کریم نے آداب سیکھنے پر بڑا زور دیا ہے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ادبنی ربی واسترضعت فی بنی سعد حلیمہ سعدیہ کی قوم کی شرافت اور اس قوم کی زبان کی فصاحت اور بلندی اور پاکیزگی میرے حصہ میں آئی ہے۔ میں نے وہاں زمانۂ رضاعت بھی گذارا ہے۔ میں خدا کا شکر گذار ہوں تو اس قوم کا بھی شکر گذار ہوں

مسجد اور جمعہ کے آداب

آپ کوشش کریں کہ جو قرآن و حدیث نے ہمیں آداب سکھائے ہیں وہ قوم کے اندر سرایت کر جائیں اور نظر آئے کہ ہم حضور نبی کریمؐ کی امّت میں مہذب و مؤدّب افراد ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جمعہ کے متعلق بھی

اخبار احمدیہ

عقد نکاح اور عطیہ اشاعت اسلام

ملتان سے مولوی محمد علی صاحب مبلغ انجمن لکھتے ہیں۔

مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۶۶ء بروز پیر خاکسار نے چھڈکری میں عزیزہ مختار اختر دختر چوہدری مراد علی صاحب کا نکاح ہمراہ چوہدری عبدالرشید صاحب ولد چوہدری رحمت علی صاحب بعوض -/۲۰۰۰ حق مہر پڑھا۔ حقوق الزوجین و حدود اللہ پر روشنی ڈالی گئی۔ اس خوشی میں دلہن کے والد محترم نے انجمن کو مبلغ دس روپے عطیہ اشاعت اسلام عنایت فرمائے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس جوڑے کو محبت و الفت عطا کرے اور دونوں خاندانوں کے لئے برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

قرارداد تعزیت

مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک، نماز جمعہ کے بعد جماعت احمدیہ (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام) لائل پور کے ایک ہنگامی اجلاس میں الحاج شیخ میاں مولا بخش صاحب مرحوم کی رحلت پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کیا گیا تمام جماعت نے متفقہ طور پر ایک قرار داد کے ذریعہ اپنے جذبات غم کا اظہار کیا اور اس ناقابل تلافی نقصان پر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ مرحوم کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو خصوصاً مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

قرار داد کی نقول پیغام صلح اور مرحوم کی اولاد کو بذریعہ شیخ میاں محمد انور صاحب بھجوانے کا فیصلہ کیا گیا۔

سیکرٹری جماعت لائل پور

شکریہ احباب

پشاور سے صوبیدار میجر عبدالحکیم خاں صاحب لکھتے ہیں :۔

گذشتہ اشاعت پیغام صلح میں بندہ کے فرزند افتخار احمد اور بھتیجے نواد بھائی رفیق احمد خاں کی بیماری کے بارے میں دعا کی جو تحریک برادرم محمد الرحمٰن صاحب نے کی تھی، اس کے لئے بھی ہم سب تمام بزرگان سلسلہ اور برادرم محمد الرحمٰن صاحب کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ بزرگان سلسلہ عالیہ احمدیہ کی دعاؤں کی برکت سے میرا بچہ تو اب بالکل تندرست ہے۔ ہم اس کی بیماری سے بہت سخت پریشان تھے کیونکہ اس کی حالت ہی کچھ ایسی تھی کہ انسان ضرور پریشان ہو جاتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بزرگان سلسلہ کی دعائیں قبول ہوئیں اور بچہ اب بالکل تندرست ہے جس کے لئے خاص طور پر حضرت امیر قوم ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور بزرگان سلسلہ کا شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

دیگر برادرم رفیق احمد خاں ۱۲ فروری کو دل کے عارضہ کی وجہ سے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں داخل کئے گئے تھے۔ ان پر دل کا شدید حملہ ہوا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور بزرگان جماعت احمدیہ کی دعاؤں کی برکت سے اب کافی آرام ہے۔ دو تین دن سے تھوڑا تھوڑا چلنے لگے ہیں۔ مزید دعاؤں کی درخواست ہے ابھی تک لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور کے میڈیکل وارڈ میں ہیں۔ نہایت ہی مخلص اور نڈر احمدی ہیں۔ حضرت امیر قوم۔ بزرگان اور بھائیوں کو السلام علیکم۔

جماعتوں میں جلسوں کا انعقاد

ماہ مارچ و اپریل میں جماعتہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے جلسے منعقد کرنے کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل مقامات پر یہ جلسے منعقد کئے جاویں گے پشاور۔ چارسدہ ایبٹ آباد۔ راولپنڈی، سیالکوٹ۔ بدوملہی اوکاڑہ۔ ملتان۔ لائل پور۔ سرگودھا کراچی۔ ان مقامی جماعتوں کے عہدیدار بالخصوص سیکرٹری دعوت و ارشاد اور مبلغ صاحبان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ابھی سے ان جلسوں کے انعقاد کی تیاری کا انتظام شروع کر دیں مقامی اصحاب کے علاوہ ملحقہ علاقہ جات کے لوگوں کو بھی شرکت کی دعوت دینا ضروری ہوگا۔ ہر جگہ ہر جلسہ کی تاریخ کے تعین اور دیگر تفصیلات کے لئے سیکرٹری انجمن سے خط و کتابت کی جائے۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
احمدیہ بلڈنگس لاہور

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ ۱)

ہی ادنیٰ سمجھی جاتی تھی اس لئے حتیٰ کہ مالک کو ترغیب دلائی جاتی ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد اپنی لونڈی کو آزاد کرکے اس کے ساتھ شادی کر کے اس کو باقاعدہ اپنی بیوی بنا لے تا اس کے دل سے احساس کمتری دور ہو جائے اور سوسائٹی بھی اسے عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگ پڑے۔ عام عورتوں کی تعلیم کی طرف آپ خاص توجہ فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ہفتہ میں ایک دن عورتوں کی تعلیم کیلئے مخصوص کیا ہوا تھا۔ بخاری نے ابوہریرہ رض کی روایت درج کی ہے جو انہوں نے اپنے باپ سے ان الفاظ میں بیان کی ہے :۔

قال قالت النساء للنبی صلعم غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدھن یوما لقیھن فیہ فوعظھن و امرھن فکان فیما قال لھن ما منکن امرأۃ تقدم ثلاثا من ولدھا الا کان لھا حجابا من النار فقالت امرأۃ واثنین فقال واثنین۔ عورتوں نے عرض کی یارسول اللہ مرد ہم پر غالب آئے ہوئے ہیں یعنی وہ آپ کا وعظ سنتے رہتے ہیں۔ ہمیں اس کا موقعہ نہیں ملتا ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر فرمائیں چنانچہ آنحضور صلعم نے ان کی درخواست کو منظور فرماتے ہوئے ان کو ایک دن دینے کا وعدہ فرما لیا چنانچہ ایک دفعہ ان کو یہ وعظ کیا کہ جس عورت کے تین بچے اس کی زندگی میں فوت ہو کر اس سے قبل خدا کے پاس چلے جائیں تو وہ اس کو دوزخ سے بچانے کا ذریعہ ہوں گے ایک عورت .... نے دریافت کیا اگر کسی کے دو بچے فوت ہو جائیں تو کیا وہ بھی اس کو بچانے کا ذریعہ ہوں گے۔ فرمایا ہاں دو بچے بھی ذریعہ بن جائیں گے ایک حدیث میں تو ایک بچہ کا ذکر بھی آتا ہے۔ عورتوں کے مناسب حال اس وعظ کی خاص ضرورت تھی کیونکہ وہ بچوں کی موت پر زیادہ جزع فزع کرنے کی عادی ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وعظ میں سامعین کی نفسیات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

اسلام اور عیسائیت کی کشمکش

(بسلسلہ صفحہ ۲)

طاقت میں اضافہ کا باعث بنیں۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ انہیں تو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کہیں کہ نائیجیریا عنقریب سارے کا سارا عیسائی ہو جائے گا۔ لیکن جونہی وہ کسی مسلمان کی زبان سے یہ بات سنتے تھے کہ نائیجیریا میں اسلام ترقی کرے گا وہ یک زبان ہو کر یہ شور مچانے لگتے تھے کہ مسلمان تو مذہبی جھگڑوں کی بنیاد رکھ دیتے ہیں۔

۱۹۵۴ء میں نئی پارلیمان کانسٹی ٹیوشن کا نفاذ ہوا۔ انتخابات ہوئے اور ان کے نتیجہ میں شمالی علاقے کے مسلمانوں کی بالادستی قائم ہو گئی۔ اب آپ دیکھئے کہ عیسائی حلقوں میں کس قسم کے اضطراب کا اظہار کیا گیا

نائیجیریا کے سب سے زیادہ چھپنے والے اخبار ڈیلی ٹائمز نے پندرہ فروری ۱۹۶۵ء آخری صفحہ پر بڑی سرخی یہ جمائی :۔

Bishop warns Church against Islam

"بشپ کا عیسائی حلقوں کو اسلام کے خلاف انتباہ" اور لکھا کہ بشپ اے۔ بی۔ اکین پیلے نے جو کہ اباداں کے حلقہ کے انچارج ہیں عیسائی حلقوں کو متنبہ کیا ہے کہ اسلام کو ایسا مذہب نہ ثابت ہونے دیں کہ لوگوں کو یہ خیال ہو جائے کہ افریقہ کا حقیقی مذہب یہی ہے۔

۱۳ر مئی ۱۹۵۵ء کو بشپ ہاولز کی ایک تقریر شائع ہوئی جس میں یہ بات سب سے زیادہ نمایاں تھی کہ ان کی سب سے بڑی مشکلات (یا مسائل) میں سے ایک اسلام اور عیسائیت کا مغربی افریقہ میں تصادم ہے۔

۲۷ر مئی ۱۹۵۵ء کو کیتھولک ہیرالڈ نے اپنے اداریہ میں کہا "عیسائیت اس وقت اپنی تاریخ کی سب سے بڑی جنگ لڑ رہی ہے اور یہ جنگ ہے اس کی اپنی بقا کے لئے اور لوگوں کی روحوں کے لئے"۔

۲۸ر مئی ۱۹۵۵ کو ڈیلی ٹائمز نے پہلے صفحہ پر پورے صفحہ کی سرخی سے یہ خبر دی۔

Anglicans alarmed by spread of Islam

"اینگلیکن لوگ اسلام کی ترقی سے خوفزدہ ہیں" اور خبر میں یہ درج تھا کہ "عیسائیوں نے بشپ ہاولز کی اقتداء میں فیصلہ کیا ہے کہ باہر کے ملکوں سے اس کے ماہر عیسائی منگوا کر اسلام کی خامیاں طشت از بام کی جائیں"۔

انتخاب مجلس معتمدین ؟

مجلس معتمدین کے موجودہ ممبران کی میعاد ۳۰ اپریل کو ختم ہو رہی ہے۔ آئندہ انتخاب کے لئے انجمن نے حلقہ ہائے نیابت مقرر کرکے جماعتوں کو بروقت اطلاع دی ہے اس کی اطلاع جملہ سیکرٹری اور صدر صاحبان بیرونی جماعت ہائے کو بھی بھیجی جا چکی ہیں اور آئندہ انتخابات کے لئے بعض کوائف طلب کئے گئے ہیں، لہذا اس کے مطابق جلد از جلد کوائف مہیا فرمائے جائیں تاکہ آئندہ انتخاب کے لئے اقدام کیا جا سکے۔ (ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری۔

جرمنی کی اسلامی مساجد

میونک میں ایک جامع مسجد کی تعمیر

جنوبی جرمنی کے مشہور شہر میونک میں دس ہزار کے قریب مسلمان آباد ہیں۔ قدرتی طور پر انہیں ایک عرصے سے ایک جامع مسجد قائم کرنے کی تمنا تھی۔ ان کی یہ دیرینہ تمنا انشاءاللہ جلد ہی پوری ہو جائے گی۔ میونک کی جامع مسجد کا نقشہ ایک ملازم پیشہ ترکی معمار جناب عثمان گریل نے تیار کیا ہے۔ اس کے مطابق یہ مسجد شہر کے ایک شمالی حصے میں دو ہزار چار سو مربع میٹر وسیع قطعہ اراضی پر تعمیر کی جائے گی۔ میونک کے مسلمانوں نے اس کی تعمیر کے لئے چار لاکھ جرمن مارکس جمع کئے ہیں۔ اس کے لئے سب سے بڑے عطیات سعودی عرب (اسی ہزار جرمن مارکس) اردن (ساٹھ ہزار جرمن مارکس) اور کویت (چالیس ہزار جرمن مارکس) کی حکومتوں نے بھیجے ہیں۔ لیکن جناب عثمان گریل صاحب کے مکمل منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مزید دس لاکھ جرمن مارکس کی ضرورت پڑے گی۔ عثمان گریل صاحب کے نقشے کے مطابق مسجد ایک نیم بیضوی عمارت کی شکل میں تعمیر کی جائے گی جس کے سرے پر ایک بتیس میٹر بلند مینار بھی تعمیر کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ایک جلسہ گاہ، کتب خانہ، امام صاحب کی قیام گاہ اور مسلمان طلباء کے لئے ایک چھوٹا سا رہائشی ہوسٹل بھی تعمیر کئے جائیں گے۔

میونک کی جامع مسجد صوبہ بویریا کی پہلی اور مغربی جرمنی کی ساتویں جامع مسجد ہوگی۔ سب سے پہلی اور پرانی مسجد ہائیڈل برگ کی مشہور مسجد کے قریب شوئٹزنگن کے قصبے میں واقع ہے اور کئی سالوں سے مذہبی فریضات ادا کرنے کا مرکز رہی ہے۔ اسے جرمنی کے ایک نواب نے اپنے ذاتی شوق کے لئے بنوایا تھا۔ دوسری مسجد مغربی برلن میں دوسری جنگ عظیم سے پہلے انجمن اشاعت اسلام لاہور کی جانب سے تعمیر کی گئی تھی اور ایک عرصہ دراز تک سارے جرمنی میں اسلامی تبلیغ کا واحد مرکز تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد سے دو مساجد ہمبرگ اور فرانکفرٹ میں کام کر رہی ہیں۔ مسلمان طلباء کی انجمن کی کوشش سے آخن میں بھی ایک مسجد تعمیر ہو چکی ہے اور ایرانی سوداگروں کی کوشش سے ہمبرگ کی مشہور جھیل آلسٹر کے کنارے پر ایک نہایت ہی خوبصورت جامع مسجد زیر تعمیر ہے۔ اس کا مرکزی حصہ مکمل ہو چکا ہے۔ ان مکمل مسجدوں کے علاوہ مسلمان طلباء کی انجمن کی جانب سے برلن، بون، برنزوک، فرانکفرٹ، گیسن، ہنوور، ہمبرگ، ہائیڈل برگ، کارل سروہے، کولون، ماینٹس، ماربورگ، میونک، میونسٹر، اور اشٹٹ گارٹ کے شہروں میں عارضی مساجد قائم ہیں۔

(معلومات جرمنی شائع کردہ سفارت خانہ وفاقی جمہوریہ جرمنی بابت دسمبر ۱۹۶۵ء و جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۱۲)

بقیہ خطبہ جمعہ۔ بسلسلہ صفحہ

جمعہ کے دن جب نماز کے لئے بلایا جائے تو جلدی بہت کوشش اور پابندی وقت سے آنا چاہیئے۔ جمعہ کا دن بڑا مبارک دن ہے۔ جو پہلے یہاں آئے اس کے لئے بڑا اجر ہے۔ ایسا شخص دوسروں کے لئے نمونہ بنتا ہے۔

خط وکتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

انجمن میں کام کرنے کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

انجمن کے سکولوں اور دفاتر میں وقتاً فوقتاً آسامیاں نکلتی رہتی ہیں اس لئے اس مقصد کو تنظیم میں لانے کی غرض سے یہ تجویز کی گئی ہے کہ آئندہ انجمن میں نکلنے والی آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے جماعت سے وابستہ اصحاب سے امیدواروں کی ایک فہرست اس دفتر میں تیار رہے تاکہ موقعہ نکلنے پر موزوں امیدوار منتخب کر کے لگائے جا سکیں۔ لہذا جو نوجوان جماعت کے اداروں میں کام کرنے کے خواہاں ہوں وہ اپنی درخواستیں سیکرٹری انجمن کے نام بھجوا دیں۔ جس میں اپنی تعلیمی قابلیت۔ تجربہ وغیرہ کے علاوہ جماعت سے تعلق کا بھی ذکر ہو جس پر صدر یا سیکرٹری لوکل جماعت یا کسی رکن کی تصدیق بھی ہو۔ میٹرک پاس فسٹ کلاس یا گریجوایٹ اور ٹرینڈ اصحاب کو ترجیح دی جائے گی۔

یاد رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ فوری طور پر ان اصحاب کو ملازمت میں لے لیا جائے بلکہ ان کے حالات کو زیر غور رکھ کر مناسب آسامی نکلنے پر اطلاع دی جائے گی۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

پیغام صلح مورخہ ۹ مارچ ۱۹۶۶ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳ شمارہ نمبر ۹

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۴ ذیقعد ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۶۶ء | نمبر ۱۰

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲)۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۳) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۴)۔ سب صحابہؓ اور ائمہ قابلِ احترام ہیں
(۵)۔ سب مجددینؒ کا ماننا ضروری ہے
(۶) ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

ریا اور انانیت اعمال کو ضائع کر دیتے ہیں

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ریاء وغیرہ کی مثال ایک چوہے کی ہے جو کہ اندر ہی اندر اعمال کو کھاتا رہتا ہے۔ خدا تعالےٰ بڑا کریم ہے۔ لیکن اس کی طرف آنے کے لئے عجز ضروری ہے۔ جس قدر انانیت اور بڑائی کا خیال اس کے اندر ہوگا خواہ وہ علم کے لحاظ سے ہو، خواہ ریاست کے لحاظ سے۔ خواہ مال کے لحاظ سے، خواہ خاندان اور حسب نسب کے لحاظ سے، تو اسی قدر پیچھے رہ جاوے گا۔ اسی لئے بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ سادات میں سے اولیاء کم ہوئے ہیں، کیونکہ خاندانی تکبر کا خیال اُن میں پیدا ہو جاتا ہے۔ قرون اولیٰ کے بعد جب یہ خیال پیدا ہوا تو یہ لوگ رہ گئے۔

اس قسم کے حجاب انسان کو بے نصیب اور محروم کر دیتے ہیں۔ بہت ہی کم ہیں جو ان سے نجات پاتے ہیں۔ امارت اور دولت بھی ایک حجاب ہوتا ہے کہ امیر آدمی کو کوئی غریب سے غریب اور ادنےٰ آدمی السلام علیکم کہے تو اسے جواب دینا اور وعلیکم السلام کہنا اس کو عار معلوم ہوتا ہے اور خیال گذرتا ہے کہ یہ حقیر ذلیل آدمی کب اس قابل ہوتا ہے کہ ہمیں مخاطب کرے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ غریب امیروں سے پانچ صد سال پیشتر جنت میں جاویں گے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس حدیث کے معانی کیا ہیں لیکن ہم ان الفاظ پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کا ایک باعث یہ بھی ہے کہ غریبوں کا تزکیۂ نفس قضاء و قدر سے خود ہی کیا ہوتا ہے۔

——ملفوظات احمدیہ——

بحرِ حکمت کے موتی

تبلیغ حق کی تاکید پر زور اور دیگر مذاہب پر تنقید کی اجازت

(مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری)

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلّغوا عنی ولو آیۃً وحدّثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ومن کذب علیّ متعمداً فلیتبوّأ مقعدہٗ من النار رواہ البخاری (مشکوٰۃ کتاب العلم)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا میری طرف سے لوگوں کو خواہ ایک ہی آیت پہنچی ہو، مگر جو کچھ پہنچے ضرور ان الفاظ میں حق اور صداقت کو دوسروں تک پہنچانے کی مسلمانوں کو جس قدر تاکید کی گئی ہے وہ خود ان الفاظ سے ہی اظہر من الشمس ہے۔ ہماری جماعت کے لئے جو اسی خاص غرض کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔ اور جس کی بناء ہی تبلیغ حق پر رکھی گئی ہے آنحضرت صلعم کے مندرجہ بالا ارشاد گرامی میں خاص طور پر لمحۂ فکریہ ہے۔ اس ارشاد کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہمیں پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش سے اپنے اس فرض کی انجام دہی میں کوشش کرنی چاہیئے۔ دوسری ہدایت جو اس ارشاد نبویؐ میں اُمت کو دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ دیگر مذاہب کی حقیقت کو لوگوں پر واضح کرنے کے لئے بھی مسلمانوں کو سعی کرتے رہنا چاہیئے تا لوگ مقابلہ میں باطل کو ترک کر کے حق کو قبول کرنے کی طرف مائل ہو سکیں کیونکہ صداقت باطل کے مقابلہ میں ہی زیادہ نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے۔ بنی اسرائیل کا ذکر تو محض بطور مثال کے ہے ورنہ مراد آنحضور صلعم کی تمام مذاہب سے ہی ہے۔

ظاہر ہے کہ اس ہدایت پر عمل تبھی ہو سکتا ہے جبکہ تبلیغی جماعت اپنے مذہب کے علاوہ دیگر مذاہب کا مطالعہ بھی گہری نظر سے کرے۔ سو ہماری جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ دیگر مذاہب کی تعلیموں سے بھی اپنے مبلغوں کو اچھی طرح واقف کرانے کا خاطر خواہ انتظام کرے۔

تیسری ہدایت اس ارشاد نبوی میں بطور تنبیہ کے یہ ہے کہ کوئی غلط بات حضرت نبی کریم صلعم کی طرف منسوب نہیں کرنی چاہیئے ورنہ بجائے رضا الٰہی کو حاصل کرنے کے غضب الٰہی کا نشانہ بننا پڑے گا۔ اور جنتی زندگی حاصل کرنے کی بجائے دوزخی زندگی کی تلخیاں برداشت کرنی پڑیں گی۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کو حق و صداقت سے کس قدر پیار تھا۔ اور اپنی

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ۔ الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

نائیجیریا

ترجمہ خط اولانیجی آدیو صاحب نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں یہ خط لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں ازراہ کرم مجھے ایک نسخہ قرآن شریف انگریزی ارسال کریں۔ کیونکہ میں قرآن شریف کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور مسیحیوں سے بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے مہربانی کر کے بہت جلد قرآن شریف ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا)

(۲)

ترجمہ خط:۔ ملام یوسف اولاباجی اباوان۔
نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ پر خدا تعالےٰ کی رحمتیں نازل ہوں، خط لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے احمدیہ ٹریننگ کالج لیگیگے سے تعلیم حاصل کی ہے، اور امتحان پاس کرنے کے بعد میں نے اسلام کے متعلق ارد گرد قصبوں میں تبلیغ کرنا شروع کر دیا ہے۔ بعض دفعہ جہاں میں تبلیغ کرتا ہوں تو عیسائی میرے گرد جمع ہو جاتے ہیں، اور سوال کرتے ہیں اور وہ اتنے مشکل ہوتے ہیں کہ میں جواب نہیں دے سکتا۔ اس لئے آپ اس سلسلے میں میری مدد کریں۔

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو خط کا جواب دیا گیا اور لٹریچر بھی روانہ کیا گیا)

(۳)

مرسلہ خط:۔ کریم عبدال۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل کرے آپ کا پارسل کتب ۳ ماہ کی رخصتوں کے بعد موصول ہوا۔ میں اس وقت تک اکرہ دارالخلافہ اناہن مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی کی کانفرنس میں شرکت کرتا رہا۔ ایوکو ناگریم سکول کی طرف سے نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوا تھا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں امید ہے کہ ہماری دوستی پائدار رہے گی۔ .... جو کتب آپ نے ارسال کی ہیں وہ بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ خصوصاً اسلام اینڈ کرسچینیٹی۔ ٹیچنگز آف اسلام اور ہسٹری آف پرافٹ محمدؐ اور ان کتابوں نے میری بڑی مدد کی ہے۔ آپ کی معاونت میرے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے ایک دفعہ پھر سکول کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اور آپ کے درمیان ہمیشہ کی دوستی قائم رکھے۔

جواب کا منتظر

(خط کا جواب دیا گیا)

حضرت مسیح موعودؑ کے جھنڈے تلے

حضرت مسیح موعودؑ اس غرض کے لئے تشریف لائے تھے کہ ایمان جو ثریا پر جا چکا تھا اسے دوبارہ واپس لائیں۔ اس لئے آج روحانیت سوائے مجدد زمان کے جھنڈے تلے اور کہیں نہیں مل سکتی۔

ماہنامہ "روحِ اسلام"

آپ کو مجدد زمان کی صحیح تعلیمات سے واقف بنا کر اس کے جھنڈے تلے جمع کرنا چاہتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی فوج کے سپاہیوں کو اس کام میں ہمارا ہاتھ بٹانا چاہیئے:۔

۱۔ خود خریدار بنیں۔ چندہ سالانہ صرف تین روپے۔

۲۔ دوسروں کو خریدار بنانے کی کوشش کریں اور اگر ممکن ہو تو اپنی گرہ سے تبلیغی پرچے جاری کرائیں۔

۳۔ رقوم بطور عطیات اخبار ہذا کو عطا فرمائیں۔

۴۔ کاروباری اشتہارات بھجوائیں

۵۔ پرچہ کو پڑھ کر دوسروں تک پہنچائیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔

اخبار و افکار

(جی۔ اے۔ سوتر)

رہبانیت سے انحراف

مسیحی فرقہ رومن کیتھولک اپنے عقائد کے لحاظ سے بڑا کٹر، متشدد اور انتہا پسند فرقہ ہے اس فرقے کا روحانی مرکز اٹلی کا ایک مقام ویٹیکن ہے۔ جہاں اس کا روحانی پیشوا پاپائے اعظم رہائش پذیر ہے۔ وہاں سے دنیا جہان کے رومن کیتھولک لوگوں کو روحانی اور مذہبی احکام وارشاد تلقین ہوتے ہیں۔ ہر سال ہزاروں درخواستیں پادری بننے کے اجازت نامے حاصل کرنے کے لئے پاپائے اعظم کو موصول ہوتی ہیں۔

مگر گذشتہ چھ ماہ میں پادریوں کی طرف سے قریباً دس ہزار درخواستیں اس روحانی پیشوا کو اس مضمون کی موصول ہوئی ہیں کہ وہ تجرد کی زندگی سے تنگ آ چکے ہیں۔ لہذا یا تو انہیں متاہل زندگی کی اجازت دی جائے یا ہم منصب پادریت سے سبکدوش کیا جائے۔

اگر یورپ کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسیحیت نے تجرد اور رہبانیت کے غیر فطرتی اصول کو محض مذہبی تقدیس کی خاطر اپنایا۔ اور اگر کوئی ان غیر فطرتی اصولوں سے انحراف کر کے تجرد کا حلف توڑ دیتا تو کلیسا کی تہدید اور تعزیر اس کا قافیہ تنگ کر دیتی۔ اور وہ راندۂ درگاہ بن جاتا۔ حالانکہ خود کلیسا کے اندر تجرد اور رہبانیت کی آڑ میں اس مذہبی تقدیس کو پامال کیا جاتا اور ایسے شرمناک گناہ کئے جاتے جن سے شرم و حیا کی پیشانی عرق عرق ہو جاتی۔ اسی وجہ سے ایک وقت مسیحی خانقاہوں کی اصلاح کی ضرورت پیش آئی تھی۔

یہی حال ہندو مذہب کے برہمچاریوں، پروہتوں اور دیوداسیوں کا ہے، جن کے شب و روز ایسے ہی گناہوں اور جرائم کی شرمناک داستانوں سے لبریز ہیں جو فطرت کے اصولوں کو توڑنے کے نتیجہ میں صادر ہوتے ہیں۔ جو عقیدہ اور مذہب فطرت کے خلاف اس قسم کی رہبانیت کی تعلیم دے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے رہبانیت کی تعلیم نہیں دی۔ اور قرآن کریم نے ان خلاف فطرت مذاہب کے پیروؤں کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے:۔

"رہبانیت کا طریق انہوں نے اختیار کیا ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر انہوں نے اللہ کی خوشنودی کے لئے اختیار کیا تھا جس کو وہ نبھا نہ سکے"

(سورۃ الحدید پ۲۷ رکوع ۴)

اور حدیث شریف میں فرمایا ہے لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں۔ یہی فطرتی دین ہے جس کی طرف آج غیر فطرتی رہبانیت اختیار کرنے والے خود بخود چلے آ رہے ہیں۔

استجابت دعا

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت و ماموریت کا مقصد جہاں دین متین کا فروغ تھا وہاں ان عقائد کی تجدید و تصحیح کا کام بھی آپ کے ذمہ تھا جو مرور زمانہ اور علمائے سوء کے منفی اندازِ فکر اور ان کے غلط طریق عمل سے غلط رنگ میں مروج ہو گئے تھے۔ امام زمان نے اسلام کی ان عظیم قدروں کو بھی بحال کیا جو ہمیں اپنے دین کی صداقت کا پتہ دیتی تھیں مگر مسلمان ان کو نظر انداز کر بیٹھے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کو ایک زندہ اور تابندہ دین کے طور پر پیش کیا۔ اس کی زندگی کی علامتیں اور اس کے اثرات حقائق و شواہد سے واضح کئے۔ زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کیا اور ثابت کیا کہ اس ایمان کے موثرات ہماری اس زندگی پر مترتب ہوتے ہیں۔ دین اور دنیا دو الگ الگ چیزیں نہیں، بلکہ یہ لازم و ملزوم ہیں۔

حضرت امام وقت کا سب سے بڑا کام زندہ خدا پر زندہ ایمان پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ آپ نے زندہ خدا کی زندہ تجلیوں، اس کی زندہ قدروں اور اس کے زندہ اوصاف کو اس عالم محسوسات میں کام کرتے ہوئے دکھلایا۔ آپ نے استجابت دعا کی عظیم مثالیں دیں جن سے اسلام اور اس کے خدا کی زندگی پر ایمان تازہ ہوا آپ نے اسلام کے ان پہلوؤں کو قبل سے ثابت کیا کہ خدا علیم و خبیر اور سمیع و علیم ہے۔ وہ دعاؤں کو سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے۔ اور ان دعاؤں کے اثرات اس مادی عالم میں ظاہر ہوتے ہیں۔

جو لوگ حضرت امام وقت کے اس الٰہی مشن سے بے خبر ہیں۔ وہ خدا تعالےٰ کی ان زندہ قدروں

(باقی برصفحہ ...)

ایمان باللہ اور مسیح موعودؑ

اس زمانہ کی سب سے بڑی بیماری جس نے نسلِ انسانی کو اخلاق و اعمال کے لحاظ سے اسفل السافلین کے عمیق غار میں دھکیل دیا، خدا تعالےٰ پر ایمان کا فقدان اور دہریت و الحاد کی طرف گہرا رجحان ہے، یہ وہ بیماری ہے جو انسان کو ہر قسم کی بد اخلاقی اور بد اعمالی پر راغب کر دیتا ہے، کیونکہ یہ سمجھتے ہوئے کہ اس دنیا کو پیدا کرنے اور اس پر کنٹرول رکھنے والی کوئی وراء الورا ہستی موجود نہیں اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ ہمارے اعمال کا اثر صرف اس دنیا کی حد تک محدود ہے اور مرنے کے بعد ان کا کوئی اثر باقی نہ رہے گا، انسانی طبائع ہر بڑے سے بڑے فعل کی جو اس کے عیش و آرام کا موجب ہو سکتا ہو، مرتکب ہونے سے رک نہیں سکتیں، سوسائٹی اور حکومت کے قوانین ایک حد تک انسان کو ان افعال کے ارتکاب سے روک سکتے ہیں، جو دوسروں کے لئے تکلیف کا موجب ہوں لیکن ایسے لوگوں کی پرائیویٹ زندگی، جہاں قانون کی دسترس نہیں۔ ہر قسم کی آلائش سے ملوث ہو جاتی ہے۔ اور آج تو یورپ اور امریکہ میں لوگوں کی پبلک زندگی بھی عام طور پر سخت ترین گند میں مبتلا ہے یہاں تک کہ ملکی قوانین میں بھی ایسی دفعات شامل کی جا رہی ہیں، جن میں قبیح ترین افعال کو جائز قرار دیا جا رہا ہے۔ مثلاً قومِ لوط کی جس قبیح خصلت کو آج تک دنیا نے نفرت و حقارت کی نگاہوں سے دیکھا، اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسے موردِ عذاب ٹھہرایا گیا، آج برطانیہ میں قانونی طور پر جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کنواری لڑکیوں کا ناجائز حمل اور اسقاط کا مرض آج "مہذب" دنیا میں کثرت سے پھیل رہا ہے، جس سے انہی ملکوں کے سمجھدار افراد بھی پناہ مانگ رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ تمام حالات ایمان باللہ کے فقدان ہی کا نتیجہ ہیں، اگر یہ ایمان دلوں کے اندر پیدا ہو جائے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے والی ایک ایسی ہستی موجود ہے، جو ہمارے اعمال و افعال پر نگاہ رکھتی ہے اور ہمارا ہر فعل ایک ایسی جگہ ریکارڈ ہو رہا ہے، جہاں سے کبھی مٹ نہیں سکتا، اور مرنے کے بعد ایک وقت آئے گا، جب ہمارے اعمال کی بازپرس ہم سے ہوگی، اور ہر بُرے فعل کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اور اچھے اعمال کی جزا ملے گی، تو یہ ناپاک حالات جو آج دنیا میں پیدا ہو رہے ہیں، نیکی اور پارسائی سے یکسر بدل جائیں۔

یہ ایمان کیونکر پیدا ہو؟ حضرت مسیح موعودؑ نے جن کے متعلق حدیث نبویؐ میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس زمانہ میں اگر ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو وہاں سے بھی اسے واپس لے آئے گا۔ اسی ایمان باللہ کو پیدا کرنے کے لئے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ نہ صرف اس کائنات کے نظامِ ابلغ و محکم پر غور کرکے ایک دانا انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اس کائنات کو پیدا کرنے اور اس نظام کو چلانے والی کوئی ہستی ہونی چاہیئے، بلکہ اسلام میں ایسے لوگ ہوئے ہیں اور اب بھی موجود ہیں جو اپنی نیکی و راستبازی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت سے اللہ تعالےٰ سے شرفِ مکالمہ حاصل کرکے یہ معلوم کر چکے ہیں کہ فی الواقعہ وہ ہستی موجود ہے، اور وہ ہمارے اعمال و افعال کو دیکھتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خود اپنے آپ کو اس کے ثبوت میں پیش کیا اور اللہ تعالےٰ سے علم پا کر غیب کی ایسی خبریں بتائیں، جن کے وقوع کا کوئی سان و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا، لیکن بعد کے واقعات نے ان کو صحیح اور سچا ثابت کر دیا، آپ نے زلزلہ اور طاعون کی خبریں دیں، جن پر دنیا نے ہنسی اور ٹھٹھا کیا، لیکن خدا تعالےٰ کے قہری ہاتھ نے انہیں واقعات کی شکل دے کر سچا ثابت کر دیا، اسی سلسلہ میں ایک بہت بڑی خبر تو آپ نے ۱۹۰۵ء میں اس وقت دی جب اس کے وقوع کا کوئی گمان نہ ہو سکتا تھا، جنگِ عظیم کی صورت میں ۱۹۱۴ء میں ظہور پذیر ہوئی، اس جنگ کا ہولناک نقشہ بیان کرتے ہوئے آپ نے یہ بھی بتایا کہ

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار

۱۹۰۵ء میں کون کہہ سکتا تھا کہ زارِ روس جو اپنی عظیم سلطنت کی وجہ سے عظمت و قوت کے انتہائی معراج پر پہنچا ہوا ہے، کبھی باحالِ زار ہو جائے گا، لیکن ۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم نے اس پیشگوئی کی صداقت کو کالشمس فی النصف النہار سچا ثابت کر دکھایا ——— اور بھی بیسیوں ایسے الہامات و کشوف ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ موجود ہے، اور وہ اپنے پاکباز مقربین کے ساتھ ہم کلام ہو کر غیب کی خبروں سے اپنی ہستی کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔

یہی وہ چیز تھی، جس نے جماعت احمدیہ کے دلوں میں وہ ایمان پیدا کر دیا جو عام طور پر دنیا سے مفقود ہو کر ثریا پر پہنچ چکا ہے، یورپ اور امریکہ میں بھی، ہاں کہیں اس جماعت کے توسط سے حضرت مسیح موعود کا علم کلام پہنچا اور جن لوگوں کو ان نشانات کا علم ہوا جو آپ کی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے وہ بھی ہستی باری تعالےٰ کے قائل ہو گئے، اس سے ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ کی مادیت اور دہریت کا علاج اسی علم کلام اور انہی نشانات میں مضمر ہے، جو آپ سے صادر ہوئے ضرورت ہے کہ ان کو کثرت سے پھیلایا جائے، اور ان حلقوں تک پہنچایا جائے جو دہریت و الحاد کی عمیق غار میں ڈوبے ہوئے ہیں اور طرح طرح کی اخلاقی خرابیوں اور بد اعمالیوں سے دنیا کے لئے دکھ اور تکلیف کا موجب بن رہے ہیں۔

اس وقت تک جماعت احمدیہ نے جو کام اس سلسلہ میں کیا ہے، وہ نہایت اہم ہے مگر لیکن ابھی دنیا کا وسیع و عریض علاقہ بالخصوص یورپ و امریکہ اور روس کی کثیر آبادی ایمان باللہ سے عاری ہو کر اس دنیا اور اس کی ترقیات ہی کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھ رہی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس قدم کو جو ہم نے اٹھا رکھا ہے زیادہ تیز کیا جائے اور اپنی تبلیغی فوج کی تعداد کو بڑھایا جائے، تاکہ اس مقدس کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرنے اور مال خرچ کرنے والے لوگ کثرت سے پیدا ہوں اور اعلائے کلمۃ اللہ کا فرض جو ہم پر عائد ہے اور لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی جو مسیح موعودؑ کی ذات سے وابستہ ہے پوری ہو سکے۔

جلسوں کے انعقاد کی تاریخیں

احباب جماعت احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ اوکاڑہ، سیالکوٹ، بدوملہی، کراچی، ملتان، راولپنڈی، اور پشاور میں مندرجہ ذیل تاریخوں پر سالانہ جلسوں کا انعقاد ہوگا۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے ان جلسوں میں خود اور غیراز جماعت دوستوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل کرنے کی سعی و جدوجہد شروع فرمائیں۔

مقررین کے ناموں کی اطلاع ہر جماعت کو علیحدہ طور پر دی جا رہی ہے۔ جماعتہائے لائلپور، سرگودھا، ایبٹ آباد، جہلم میں جلسوں کے انعقاد کی تاریخوں کی بعد میں اطلاع دی جائے گی۔

(۱)۔ اوکاڑہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۰ مارچ بروز اتوار صبح ۱۰ بجے
(۲)۔ سیالکوٹ ۔ ۔ ۔ ۲۵ مارچ بروز جمعہ
(۳)۔ بدوملہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۶/۲۷ مارچ بروز ہفتہ و اتوار
(۴)۔ کراچی ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰ اپریل بروز اتوار۔
(۵)۔ ملتان ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۷ اپریل بروز اتوار
(۶)۔ راولپنڈی ۔ ۔ ۔ ۲۲/۲۳ اپریل بروز جمعہ و ہفتہ۔
(۷)۔ پشاور ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۴ اپریل بروز اتوار۔

نوٹ:۔ سب سے پہلے ۲۰ مارچ بروز اتوار چک ۶/۴-L (احمدیہ فارم) اوکاڑہ میں منعقد ہوگا۔ یہ جگہ اوکاڑہ ریلوے اسٹیشن اور اڈہ لاریاں سے جانب جنوب تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کچی سڑک جاتی ہے۔ پیدل اور تانگہ کا راستہ ہے بذا چک ۲۵ کلیانہ، چک ۲/۴-L اور چک ۱۸/۴-L وغیرہ والے دوست ایسے وقت گھر سے چلیں کہ ۱۰ بجے جلسہ ہونے سے قبل چک ۶/۴-L (احمدیہ فارم) میں پہنچ جائیں۔ اسی شام کو احباب اپنے گھر واپس جا سکیں گے۔

اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

حضرت امیر ایدہ اللہ کا عزمِ حج

یہ خبر تمام جماعت میں نہایت مسرت سے سُنی جائے گی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ امسال حج کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے ہیں، آپ غالباً ۲۰ مارچ تک لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز روانگی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس نیک ارادہ میں کامیاب و کامران فرمائے اور بخیر و عافیت واپس لائے۔

آپ کے خطوط

ایک غلط الزام کی تردید

مکرم و محترم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ نے پیغام صلح مجریہ ۲۳ فروری میں وفات مسیح اور اتحاد اسلامی کے عنوان سے احرار کا جو تعاقب کیا ہے وہ برمحل، برجستہ اور بروقت ہے۔ فجزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے مجلس احرار ڈیرہ غازی خاں کی طرف سے جو الزام لگایا گیا ہے کہ قرآن پاک مترجم بطرز جدید جمہ کردہ عبدالرحمٰن بن احمد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طبعی موت کا ذکر کر کے ایک سازش دو فرقہ دارانہ منافرت کا دانستہ ارتکاب کیا گیا یہ صریحاً غلط ہے۔

اوّلاً۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام طبعی موت سے فوت ہونا جس کا آیت انی متوفیک میں وعدہ دیا گیا ہے۔ تمام امت مسلمہ متفق علیہ عقیدہ ہے۔ کیا مجلس احرار یہ عقیدہ ہے کہ وہ طبعی موت سے نہیں غیر طبعی موت یعنی مقتول یا مصلوب ہو کر فوت ہوں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صدر صاحب اور ناظم صاحب مقامی مجلس احرار نہ صرف عربی زبان سے بلکہ قرآن مجید سے محض ناواقف ہیں۔ ورنہ کسی صاحب علم سے اس قسم ہرگز ممکن نہیں۔

ثانیاً۔ ہمارے شائع کردہ پارہ سوم صفحہ ۱۹۳ میں انی متوفیک کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے:۔

"جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تجھے طبعی موت سے وفات دینے والا ہوں"

اس آیت میں خداوند کریم کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ تشفی و تسلی دی گئی ہے کہ یہود اپنی سازش سے تجھے قتل یا صلیب دے کر مار نہیں سکیں گے۔ بلکہ تیری وفات طبعی موت سے ہوگی اور باری تعالےٰ نے دوسرے مقام پر ماقتلوہ وما صلبوہ (نساء) ان کے مقتول ہونے کی تردید کر کے پورا کر دیا گیا ہے۔ سیاق قرآنی کا اس جگہ یہی منشاء ہے۔

ثالثاً۔ مسلمانانِ عالم کے متفق علیہ عقائد میں اس ترجمہ کو سازش قرار دینا بھی صرف مجلس احرار ڈیرہ غازی خاں کی ہی ایجاد بندہ ہے۔ ورنہ مسلمانانِ عالم کا کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں پیش کیا جا سکتا کہ جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام طبعی موت سے نہیں بلکہ مقتول یا مصلوب ہو کر مریں گے۔ امت مسلمہ کے مختلف طبقوں میں یہ اختلاف تو موجود ہے کہ بعض اکابرین اسلام کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی عمر ۱۲۰ برس پا کر وفات پا گئے ہیں۔ اور بعض کے نزدیک ابھی فوت نہیں ہوئے لیکن مؤخرالذکر طبقہ کے نزدیک بھی وہ بعد نزول طبعی موت سے ہی وفات پائیں گے اگر یہ سازش ہے تو پھر کیا احرار کے نزدیک رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے حال ہی میں شائع شدہ انگریزی مترجم قرآن مجید جو مکہ معظمہ سے شائع ہوا ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طبعی موت سے وفات پانا انہیں آیات قرآنی کی رو سے تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ بھی اسلام کے خلاف کوئی سازش ہے؟ ایسا ہی متحدہ عرب جمہوریہ مصر کے مفتی اعظم علامہ حضرت محمود شلتوط مرحوم نے انہیں آیات کو پیش کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا طبعی موت سے فوت ہو جانا تسلیم کیا ہے کیا یہ بھی ملت اسلامیہ کے خلاف سازش ہے؟ کیا حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا ترجمہ جسے تاج کمپنی نے شائع کیا ہے۔ جس کا حوالہ آگے درج ہے کسی مبینہ سازش کا نتیجہ ہے ہرگز نہیں۔ ایسی سازش عیسائی یا یہودی عقائد کے خلاف تو ہو سکتی ہے جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مصلوب ہو کر فوت ہوئے۔ لیکن مسلمانانِ عالم کا تو یہ عقیدہ نہیں۔ پس قرآن کے خلاف سازش کیونکر ہوئی اور ان کے اتحاد اور اتفاق میں رخنہ کیسا یا للعجب۔

رابعاً۔ ہم نے طبعی موت سے وفات دینے والا جو ترجمہ کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس کی تائید مندرجہ ذیل حوالہ جات سے ہوتی ہے:۔

(ا) حضرت امام محمد ابن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں لفظ متوفیک کا ترجمہ یوں لکھا: قال ابن عباسؓ متوفیک ممیتک (بخاری کتاب التفسیر سورۃ مائدہ) یعنے حضرت ابن عباس نے فرمایا متوفیک کے معنے ہیں میں تجھے موت دینے والا ہوں۔

(ب) امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۶۸۹ پر متوفیک کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

منتمم وعمرك فحينئذ اتوفاك فلا اتركهم حتى يقتلوك۔ یعنی میں تیری عمر کو پورا کرنے والا ہوں۔ تب تجھے وفات دوں گا پس تجھے بے کس نہیں چھوڑوں گا کہ وہ (یہود) تجھے قتل کر دیں۔

(ج) حضرت علامہ امام زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۳۰۶ پر متوفیک کے معنے لکھے ہیں ممیتك حتف انفك یعنے تجھے طبعی موت سے وفات دینے والا ہوں نیز دیکھو تفسیر مدارک برحاشیہ خازن جلد اول صفحہ ۳۸۴

(۲) جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے انی متوفیک کا ترجمہ کیا ہے کہ بے شک میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ اور حاشیہ ف ۲ پر لکھا ہے یعنے اپنے وقت موعود پر "طبعی موت" سے وفات دینے والا ہوں۔ ملاحظہ ہو قرآن مجید عکسی مطبوعہ تاج کمپنی لاہور صفحہ ۶۲۔

خامساً:۔ ان دلائل بینہ کی روشنی میں احرار ڈیرہ غازی خاں کا الزام سراسر باطل اور فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والا ہے مرزائیت کا ہوا لوگوں کو دکھا کر قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنے اور سمجھنے سے محروم رکھنا کونسا ایسا کارنامہ ہے جو پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے

بالآخر التماس ہے کہ راقم الحروف مترجم نے اس طرز جدید کو محض رضائے الٰہی کے حصول اور اپنی عاقبت کی درستی کے لئے افادہ عام کی خاطر شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ لغت عرب اور مستند تفاسیر سے مدد لی ہے۔ یہ جدید طرز خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مقبول خاص و عام ہو چکی ہے اور قرآن مجید کا ترجمہ بغیر استاد کی مدد کے سکھانے اور عربی زبان سے ایک گونہ لگاؤ پیدا کرنے کی نہایت عمدہ ترکیب ثابت ہوئی ہے۔ فالحمدللہ

اگر فی الواقعہ کسی صاحب کے نزدیک ہمارے اس شائع کردہ ترجمہ میں کوئی غلطی ہے تو ہمیں اس سے آگاہ کریں۔ ہم شکریہ کے ساتھ درستی کریں گے۔ اور ایسے صاحب عنداللہ بھی ماجور ہوں گے۔

والسلام
خادم قرآن پاک۔ عبدالرحمٰن ابن احمد
مرتب ترجمۃ القرآن بطرز جدید رحمانیہ منزل بلاک جی۔ ڈیرہ غازی خاں

صدقۃ الفطر

مکرمی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محترم میاں فضل احمد صاحب کے مضمون "ادائیگی فطرانہ کے طریق کار" کے جواب میں حکیم اللہ دتہ صاحب نے گذشتہ شمارہ میں قرآن حکیم سے ترغیب صدقات کی متعدد آیات پیش کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ صدقات کو (مقید) نہیں کرنا چاہیئے۔ اور تمام صدقات بیت المال ہی میں ارسال کرنے چاہئیں[1] حقیقت میں حکیم صاحب قبلہ نے نہ میاں صاحب کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور نہ ہی فطرانہ کے مقصود و غایت پر غور کرنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے۔

(۱)۔ لفظ صدقۃ الفطر یا فطرانۂ عید اصل میں مرکب توصیفی ہے۔ عام صدقات عام اوقات میں ادا ہو سکتے ہیں۔ مگر صدقۃ الفطر مخصوص اور مشروط چیز ہے۔ اسی لئے صاحب اسرار شریعت علیہ التحیت والتسلیمات نے حدیث شریفہ میں نماز عید سے پہلے اس کی ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے۔ اور فقہاء و عارفین فرماتے ہیں کہ کسی شے کا دینا اس کے لینے سے قبل مکمل نہیں ہوتا

(۲)۔ سنت نبویؐ یا تعامل صحابہؓ سے کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ فطرانہ اجتماعی طور پر وصول کر کے بیت المال میں دیا گیا ہو۔ اور نہ ہی اس طرح غرباء و مساکین۔ عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ جو کہ فطرانہ کی اصل غرض و غایت ہے۔ نماز تہجد نفل ہونے کے باوجود عام نوافل کی طرح دیگر اوقات میں ادا نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے بعض فقہاء نے عید سے چند دن پہلے فطرانہ دینے کا حکم کیا ہے۔ تاکہ غرباء وقت پر بال بچوں کے لئے اشیاء خرید سکیں۔

(۳)۔ صحابہ کبارؓ اور اہلبیت اطہارؓ کے وقت اگرچہ بیت المال قائم تھا۔ اس کے باوجود علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور حسنین کریمینؓ کی جود وسخا کے واقعات سے تاریخ و سیر کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آخر فطرانہ کے چند دراہم کے علاوہ بھی تو بیت المال میں بہت کچھ دیا جا سکتا ہے۔

(۴) محترم میاں صاحب کی تجویز بڑے گہرے حقائق کی آئینہ دار اور اسلام کی روح کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ قرآن پاک نے احباب کو اقرباء پر اور قریبی ہمسایوں کو دور

[1] ہدایت مقید نہ کرنے کی اور مقید تو دی قرار دے ۔۔۔؟

اسلام کی عام فہم اور معقول تعلیم کا اثر یورپ پر

انجیل کی زبان اور تعلیم فضلائے یورپ کی نظر میں ـ قرآن کے متعلق فضلائے یورپ کی رائے

اخلاقیات اور معاشرہ کے متعلق قرآن کریم کی بلند پایہ اور قیمتی ہدایات

خطبۂ جمعہ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۶۶ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا ـ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما ـــــــ ذالک خیر واحسن تاویلا ـ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳)

قرآن کریم کی عام فہم تعلیم کا خیر مقدم یورپ میں

قرآن کریم کی تعلیمات اس قدر عام فہم ہیں کہ ہر طبقہ کا انسان ان کو بخوبی سمجھ سکتا ہے ـ اور باوجود اس کے کہ یہ عام فہم ہیں ـ علماء کے لئے ان میں بڑے بڑے معارف بھی ہیں ـ اس میں معرفت کا دریا بہتا ہوا نظر آتا ہے ہماری جماعت کے مبلغین نے جب یورپ میں قرآن کریم کو پیش کیا تو انہوں نے اس کا پرجوش خیر مقدم کیا ـ اس لئے کہ وہاں اعلےٰ تعلیم یافتہ انسان زیادہ ہیں ـ یہ تعلیمات جو معقول اور مفید ہیں ان کو اپیل کرتی ہیں ـ

توحید الٰہی میں وحدت انسانی کا سبق

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ خدا ایک ہے ـ اس میں کونسا فلسفہ ہے ـ عام فہم تعلیم ہے ـ وہ ساری کائنات کا مالک ہے اور رب ہے ـ اس کائنات کی ساری کی ساری مخلوق اس کی مربوب ہے ـ اس میں کوئی فلسفہ کی بات نہیں ـ عام فہم تعلیم ہے ـ خدا تعالےٰ کی توحید کے سبق میں انسانیت کی وحدانیت کا سبق دیا ہے ـ

ساری انسانیت کے لئے یکساں جسمانی اور روحانی سامان ـ

اگر ساری انسانیت کے لئے ایک ہی زمین اور ایک ہی آسمان ہے، ایک ہی جیسی ہوا، ایک ہی پانی، ایک ہی سورج ہے ـ تو ساری انسانیت کے لئے ایک ہی جیسی روحانی بارش بھی نازل ہوتی ـ اور ایک ہی پیمانہ ہے ـ جس طرح جسمانیات کی ربوبیت کے لئے ساری اقوام عالم کے لئے یکساں سامان فراہم کئے گئے ہیں ـ اسی طرح روحانی تربیت کے سامان بھی اقوام عالم کے لئے یکساں مہیا کئے گئے ہیں ـ چنانچہ فرمایا شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا ـ ہم نے مسلمانوں کو وہ احکام دیئے جو پرانے سے پرانے نبی نوح علیہ السلام کو دیئے تھے ـ والذی اوحینا الیک ـ وہی احکام ہم نے آپ کو دیئے ہیں ـ وما وصینا بہ ابراہیم وموسےٰ وعیسےٰ ـ یہی احکام ہم نے حضرت ابراہیم اور موسےٰ اور عیسےٰ کو دیئے تھے ـ

تمام انبیاء کی تعلیم اصولاً ایک ہی تھی

حضرت ابراہیمؑ عیسائیوں اور یہودیوں اور مسلمانوں کے باپ ہیں ـ لیکن ان کے بعد حضرت موسےٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کی معرفت بنی اسرائیل کو احکام دیئے وہ کیا احکام تھے؟ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ ـ وہ یہی احکام تھے کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ مت ڈالو ـ اس تعلیم میں فلسفہ بھی ہے اور یہ عام فہم بھی ہے کہ تمام پیغمبروں کی تعلیم اصولاً ایک ہی تھی، اس تعلیم پر چل کر تمام اقوام عالم متحد ہو سکتی ہیں ـ

انجیل کی تعلیم اور زبان فضلائے یورپ کی نظر میں

یورپ نے قرآنی تعلیمات کا خیر مقدم کیا ہے ـ انجیل کے متعلق ان کا یہ تاثر ہے کہ اس میں فلسفہ نہیں ہے ـ جتنا جتنا علم یورپ میں بڑھتا گیا اتنی ہی انجیل ان کی نگاہ سے گرتی چلی گئی ـ آج یورپ کے بڑے بڑے بشپ اور پادری کہتے ہیں یسوع مسیح کو خدا بنانے میں تذلیل ہے ـ خدا کا بندہ بنتے اور انسان میں اس کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہو جاتا ہے ـ ابنیت کا عقیدہ یسوع مسیح کا تعلیم کردہ نہیں ہے ـ جرمنی میں HIGHER CRITICISM OF THE BIBLSE لکھا گیا ہے ـ اس میں جرمن علماء نے انجیل کی زبان کے نقائص بھی بیان کئے ہیں اور نظریات کے معائب بھی ـ

قرآن کے متعلق فضلائے یورپ کی رائے

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن کی زبان میں فصاحت ہے ـ وہ معارف سے پُر ہے ـ اس کی تعلیمات بینظیر اور عالمگیر ہیں ـ اس کے اصول اعلےٰ اور ارفع ہیں ـ جو کبھی فرسودہ نہیں ہو سکتے ـ ایک جرمن پروفیسر ...... HAROVITZ جس نے ایک قیمتی کتاب طبقات ابن سعد کا دیباچہ لکھا ہے ـ ان کا اعتراف ہے کہ تمام لٹریچر میں قرآن کریم کا مرتبہ و مقام اس قدر بلند ہے کہ تمام کتابوں کو جمع کیا جائے تو قرآن سب سے اوپر چوٹی پر دکھا جائے گا

قرآن کریم کے عجائبات ختم نہ ہوں گے

قرآن کریم کے متعلق خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فیہ اخبار من قبلکم ونبأ ما بعدکم وحکم ما بینکم ولا تنقضی عجائبہ ولا یخلق علےٰ کثرۃ الرد اس میں پہلی قوموں کی تاریخ بھی ہے اور آئندہ کے حالات بھی ہیں اور موجودہ پیش آمدہ حالات کے لئے حکم بھی ہیں ـ اس کتاب کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے ـ اور یہ کتاب باوجود بار بار پڑھی جانے کے کبھی فرسودہ نہ ہوگی ـ

قرآن میں ہر شعبۂ زندگی کے متعلق مکمل ہدایات

قرآن کریم نے جہاں علم الٰہیات کو بالتفصیل بیان کیا ہے وہاں معاشرے کے متعلق مکمل ہدایات فراہم فرمائی ہیں ـ اور یہ حصہ از بس ضروری ہے ـ یہ حصہ ظاہر کرتا ہے کہ مذہب وہی مفید ہو سکتا ہے جس کا اثر معاملات پر پڑتا ہو ـ سلطنت ـ تجارت ـ ماں باپ ـ اولاد ـ تمدن معاشرہ ـ اخلاق اور سماج تمام شعبوں کے متعلق اس نے تعلیمات دی ہیں ـ

ایک خدا کی پرستش میں انسانیت کی عظمت

ان دو رکوع کے معانی میں مختصر طور پر بیان کرتا ہوں ـ فرمایا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ ـ اخلاق اور کردار کا سرچشمہ خدا کی توحید ہے ـ فرمایا کہ اے پتھر کے سامنے سر جھکانے والو ـ دریا درخت اور آدم زاد کو خدا سمجھنے والو تم اپنے تئیں ذلیل و خوار نہ کرو ـ یہ معبودان باطل تمہیں نہ کوئی فائدہ دے سکتے ہیں اور نہ تمہیں کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں ـ یہاں فرد مومن کے دل کو ہر چیز کے خوف و خطر سے پاک کر دیا ـ اور فرمایا کہ ایک خدا

کے سوا اور کسی کی بندگی نہ کرو۔ کسی مزار اور قبر کسی پیر اور پنڈت کے آگے نہ جھکو۔

والدین کا مرتبہ اور ان کی تعظیم و تکریم کا سبق

وبالوالدین احسانًا۔ عبادتِ الٰہی کے بعد جو قابلِ تعظیم و تکریم ہستی ہے وہ تمہارے ماں باپ ہیں۔ ان کی تعظیم کرو۔ اس میں عبادات الٰہی کے ساتھ تعظیم والدین کا حکم دیا ہے۔ اس سے والدین کی عظمت اور اہمیت واضح ہے۔ ماں باپ کی خاطر تواضع کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما اگر تمہارے پاس تمہارے والدین میں سے کوئی ایک یا دونو بوڑھے اور ضعیف ہو جائیں۔ فلا تقل لھما اف تو ان کو اُف تک نہیں کہنا ولا تنھرھما اور نہ انہیں جھڑکنا ہوگا وقل لھما قولًا کریمًا۔ بلکہ ان سے ادب کے ساتھ شائستہ کلام کرو۔ گفتگو میں کریمانہ اخلاق اور تعظیم ملحوظ رکھو۔ ان دو آیتوں کے اندر کتنے حکم دے دیئے ہیں۔ خدا کی توحید کی تعلیم ماں باپ کی تعظیم ان کے ضعف کے زمانہ میں کوئی بات ایسی نہ ہو کہ اُن کا دل دُکھے۔ بلکہ ان سے اکرام بھری گفتگو کی جائے۔ پھر فرمایا واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ۔ ان کے ساتھ شفقت کا سلوک کرو۔ جس طرح سے ایک پرندہ اپنے بچوں کو پروں کے نیچے لے لیتا ہے۔ ویسے ہی رحمت کے ساتھ انکسار کے محبت کا بازو اُن پر جھکا دو۔

والدین پر شفقت سے گناہوں کی معافی

ربکم اعلم بما فی نفوسکم۔ خدا تعالےٰ تمہارے دلوں کو جانتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں والدین کے لئے عشق و محبت اور تعظیم و تکریم کس قدر ہے ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورًا۔ اگر تم نیکوکار رہوگے اور والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤگے۔ تو اللہ تعالےٰ والدین کے حق میں تمہاری فرو گذاشتوں کو معاف کر دے گا۔

والدین کے لئے دُعا

اور اس سے بڑھ کر یہ کرو کہ جناب الٰہی میں ان کے لئے دُعا مانگا کرو وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرًا کہ جب میں پیدا ہوا تھا۔ تو میں ایک لوتھڑا تھا۔ بے بس و ناتوان۔ جس طرح چاہتے اور جہاں کہیں چاہتے مجھے لٹا دیا جاتا۔ بکری، گائے، بھینس کا بچہ تو فوراً اُٹھ کھڑا ہوتا ہے مرغی کا بچہ پیدا ہوتے ہی چلنے پھرنے اور دانہ چگنے لگتا ہے لیکن انسان کا بچہ بالکل لوتھڑا ہوتا ہے۔ بول نہیں سکتا تکلیف کا اظہار نہیں کر سکتا۔ ماں باپ کو اس گوشت کے لوتھڑے کی فکر ہوتی ہے کہ کہیں یہ بیمار نہ ہو جائے۔ اس کی صحت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس کی خوراک کا خیال رکھا جاتا ہے۔ بڑا ہوا تو اس کی تعلیم پر روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات زمین اور مکان فروخت کرکے تعلیم پر روپیہ صرف کیا جاتا ہے اسے دُعا کرنی چاہیئے کہ ایسی کمزوری اور ناتوانی کے وقت اور بے حد بے بسی کی حالت میں ان والدین نے مجھ پر رحم کیا شفقت کی۔ اسے اللہ تعالےٰ تو بھی ان پر رحم فرما۔

اقربا اور مساکین و غیرہ کیساتھ حُسنِ سلوک

فرمایا ماں باپ کے علاوہ اقربا کے حقوق بھی ملحوظ رکھو وآتِ ذاالقربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل۔ اپنے رشتہ داروں کا حق ادا کرو ان پر روپیہ صرف کرو۔ اور مسافروں پر خرچ کرو۔ الغرض تم ساری انسانیت کے رشتہ دار بن جاؤ۔

بے جا خرچ کرنا اسراف ہے
خدا کی راہ میں خرچ کرنا اسراف نہیں

ولا تبذر تبذیرا۔ روپیہ ٹھیک جگہ پر صرف کرو۔ ناپسندیدہ جگہ پر روپیہ برباد نہ کرو۔ ناجائز طور پر روپیہ صرف کرنا اسراف ہے۔ اگر روپیہ صرف کرنے کا حکم ہے تو ناجائز طور پر روپیہ صرف کرنے کی ممانعت بھی ہے۔ ایک شخص نے کسی سے کہا لاخیر فی الاسراف۔ اسراف اچھی چیز نہیں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ لااسراف فی الخیر نیک کام میں ڈھیروں ڈھیر خرچ کرنے میں اسراف نہیں ہے۔ کس قدر پُرحکمت کلمات ہیں لاخیر فی الاسراف اور لا اسراف فی الخیر بے جگہ خرچ کرنا اسراف ہے اس میں بھلائی نہیں، لیکن نیک کاموں میں خرچ کرنا اسراف نہیں۔ لاکھوں روپیہ خدا کی راہ میں صرف کیا جائے تو وہ اسراف نہیں کہلا سکتا۔ ناجائز جگہ ایک دمڑی بھی خرچ کی جائے تو اسراف ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ بخل مت کرو۔ کنجوسی نہ کرو بخیل اور کنجوس آدمی لوگوں کی نگاہ میں گر جاتا ہے۔

تنگئ رزق پر اولاد کو قتل کرنا خدا پر بدظنی ہے

پھر جہاں اولاد کو ماں باپ کی تعظیم و تکریم کا حکم دیا۔ وہاں ماں باپ کو بھی حکم دیا ہے کہ اکرموا اولادکم اپنی اولاد کا اکرام کرو۔ اور یہاں فرمایا ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق۔ اپنی اولاد کو فقر و فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ تم خدا تعالےٰ کے متعلق بدظنی کرتے ہو۔ نحن نرزقھم وایاکم۔ ہم ان کے رزق کے ذمہ دار ہیں اور خود تمہارے رزق کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں، خدا پر بدظنی کرتے ہو، اور شفقت کی بجائے ان پر ظلم کرتے ہو، یہ جائز نہیں۔

زنا کے قریب نہ جاؤ

پھر ایک اور خطرناک بات کا ذکر کیا ہے۔ ولا تقربوا الزنیٰ۔ بدکاری مت کرو۔ بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ۔ وہ راہیں جو بدکاری کی طرف لے جاتی ہیں، ان کو مت اختیار کرو، ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بعض وقت لوگ ایسی مجالس میں چلے جاتے ہیں جو پسندیدہ نہیں ہوتیں، ان کا اثر ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ بدکاری کی طرف میلان ہو جاتا ہے انہ کان فاحشۃ۔ یہ ایک خطرناک بیماری ہے۔ وساء سبیلا۔ یہ بدچلنی کا طریق بہت بُرا ہے۔

یورپ میں بدکاری کی کثرت

مسلمان عورتیں عام طور پر فرشتہ ہیں۔ یورپ اپنی آزادی پر روتا ہے۔ وہاں پندرہ سولہ سال کی لڑکیاں شراب پیتی ہیں۔ سگرٹ پیتی ہیں اور ناپسندیدہ حرکات کی مرتکب ہوتی ہیں۔ یورپ میں پولیس کے مجسٹریٹوں نے اور پادریوں نے رونا رویا ہے کہ ہمارے ملک میں لڑکیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے بدکاری کے قریب جانے سے منع کیا ہے۔

قتلِ نفس کی ممانعت

پھر فرمایا ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ زندگی کے تلف کرنے کو خطرناک جرم قرار دیا ہے۔ اس لئے اپنے بھائیوں کو ناجائز طور پر قتل نہ کرو۔ ومن قتل مظلومًا فقد جعلنا لولیہ سلطانًا۔ جو کوئی مظلوم مارا جائے۔ اس کے وارث کے لئے بدلہ ہے۔ فلا یسرف فی القتل۔ قتل کا بدلہ لینے میں زیادتی نہ کی جائے غلام کی جگہ سردار نہ مارا جائے۔ اور نہ غلام کو قتل کیا جائے جیسا کہ عربوں میں دستور چلا آتا تھا۔ قتل کے معاملہ میں حکومت تمہاری ناصر بن گئی ہے۔ وہ جائز طور پر بدلہ لے گی۔

مالِ یتیم کی حفاظت، ایفاء عہد اور ناپ تول ٹھیک رکھنا ضروری ہے

پھر فرمایا:۔ ولا تقربوا مال الیتیم۔ یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ واوفوا بالعھد۔ عہد کو پورا کرو۔ عہد پورا نہ کرنے سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ واوفوا الکیل۔ ناپ تول ٹھیک رکھو۔ تمام کے تمام انسان ایک دوسرے سے معاملہ کرتے ہیں۔ بادشاہ سے لے کر زمیندار تک۔ کوئی آقا ہے اور کوئی غلام۔ کوئی افسر اعلیٰ اور کوئی ماتحت، کوئی سرمایہ دار اور کوئی مزدور، کوئی دوکاندار اور کوئی گاہک، ان کے درمیان جو بھی لین دین کریں یا جو بھی معاملہ ہو اس میں حقوق کی حفاظت کی جائے اور حقوق کو کسی طرح نقصان نہ پہنچایا جائے۔

چیزوں میں ملاوٹ نہ کرو۔

کھانے پینے کی چیزیں تمام دنیا خریدتی ہے۔ اس میں ناپ تول ٹھیک رکھو۔ ملاوٹ نہ کرو، عدل و انصاف کو سامنے رکھو، اور کسی قسم کی کمی بیشی نہ کرو، دودھ، آٹا، ہلدی، مرچ اور دال وغیرہ میں ملاوٹ نہ ہو۔

پاکستان کو بدنام کرنیوالے جرائم

پاکستان لوگوں کو پاک کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس کی بجائے پاکستانی اخلاقی اور سماجی جرائم میں مبتلا ہو گئے ہر چیز میں ملاوٹ ہے۔ چور بازاری ہے، ذخیرہ اندوزی ہے مہنگائی ہے۔ دیکھو کہ کہیں چوری اور ڈاکہ زنی ہے، رشوت ہے، ناپ تول ٹھیک نہیں، حلال طیب روٹی کھاؤ، خبیث اور طیب چیز میں بڑا فرق ہے۔ اگر ایک طرف سڑا ہوا انگور پڑا ہو جو مفت ملتا ہو، اور دوسری طرف اچھا انگور دو...

(باقی زصفحہ کالم ۳)

مغربی افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کی کشمکش

۲

۲۱ مئی کو ایک اور روزنامہ نے اداریہ کا عنوان رکھا:۔

"CHRISTIAN FAITH IN DANGER"

"عیسائی مذہب خطرہ میں"

اس اداریئے کا آخری فقرہ یہ تھا:۔

"اگر ہمارے انتباہ کی پرواہ نہ کی گئی تو عین ممکن ہے کہ اسلام فاتحانہ انداز میں نائیجیریا میں جنوب کے آخری حدود تک پہنچ جائے گا"

سوموار ۱۸ مئی کو اس عنوان سے چھپا تھا:۔

"اینگلیکن لوگ اسلام کی ترقی سے خوفزدہ ہیں"

اس کے بعد اخبارات میں اس خبر پر تنقید و تبصرہ کا ایک لمبا سلسلہ چلا۔ خاص طور پر اس لئے بھی کہ احمدیہ مسلم مشن نے اینگلیکن چرچ کو چیلنج دیا کہ اگر وہ اسلام کی خامیاں ہی ثابت از بیان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ایک دوستانہ رنگ میں گفتگو ہو جائے جسے عیسائیوں نے منظور نہ کیا لیکن بہرحال احمدیہ مشن کے ہفتہ وار اخبار نے WEAK POINTS OF CHRISTIANITY "عیسائیت کی کمزوریاں" کے عنوان سے مسلسل سات اداریئے لکھے۔

۲۷ مئی کو ایک اینگلیکن نے اخبار میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا:۔

"اسلام پر حملے اینگلیکن لوگوں کی مشکلات کا حل نہیں ہو سکتے"

۲۸ مئی کو ایک مقتدر نائیجیرین عیسائی نے اخبار میں لکھا جس کا عنوان تھا:۔

"اسلام عیسائیت کے لئے کوئی خطرہ (MENACE) نہیں ہے"

۳۱ مئی کو ایک ڈاکٹر سیاستدان نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا:۔

"اینگلیکن لوگوں کو اپنے دل ٹٹولنے چاہیئے"

احمدیہ مشن کے اخبار میں اس سلسلہ میں اداریوں کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ۲۱ جون کو کیتھولک ہیرلڈ نے اداریئے کا عنوان رکھا۔

"مذہبی جھگڑے بدمزگی کا باعث بنتے ہیں"

اور اس اداریئے میں احمدیہ مشن کے اخبار اور اس کے ایڈیٹر (یعنی خاکسار) کو خوب سنائیں۔ "ہمارا گناہ" صرف یہ تھا کہ ہم کہا تھا کہ اگر اسلام کی خامیاں آپ پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے اس کی خوبیاں بھی سُن لیجئے۔ لیکن عیسائی بھلا اس بات کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔

۱۱ جون کو عیسائیوں نے اخبارات میں اس بات کی شکایت کی کہ اتوار کے روز عیسائیوں کو گرجا جانا ہوتا ہے اور اس روز مسلمان بیاہ شادیوں اور دوسری تقاریب کا انتظام کر لیتے ہیں اور اس طرح عیسائیوں کی عبادت میں خلل اندازی ہوتی ہے۔ یہ بات کسی ایک فرد یا چند ایک غیر ذمہ دار افراد نے نہیں کہی تھی۔ بلکہ لیگوس کی علاقائی عیسائی مجلس نے یہ بات کہی تھی۔ ۱۳ اگست ۱۹۵۵ء کو کیتھولک ہیرلڈ نے اپنے اداریہ میں لکھا:۔

"کیا کیتھولک سکولوں کو اس بات کے لئے مجبور کیا جائے کہ مسلمانوں کے تہواروں پر چھٹیاں کریں اور اس طرح طلباء کی حاضریاں پوری ہونے سے رہ جائیں۔ یا کیا یہ کہا جا رہا ہے کہ کیتھولک اپنے تہوار منانا چھوڑ دیں اور مسلمانوں کے تہوار منائیں (یعنی ان تہواروں پر چھٹیاں کریں) منطقی طور پر نتیجہ ظاہر ہے"

اوپر کی تمام باتیں جو مشتے نمونہ از خروارے والی بات ہے۔ صرف ایک ہی سال سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن یہ سال نہایت اہم تھا کیونکہ اس سال کے شروع ہونے سے ایک دو ماہ قبل ہی تو زمام حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں آئی تھی۔ (حالانکہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں حکومت کے ہونے سے یہ ہرگز مطلب نہیں کہ عیسائی اس میں حصہ دار نہیں تھے)

اس کے بعد ۱۹۵۹ء میں پھر انتخابات ہونے تھے۔ چنانچہ اس سے کچھ عرصہ پہلے ہی پھر واویلا شروع ہو گیا۔

۲۵ نومبر ۱۹۵۸ء کو یہ خبر شائع ہوئی:۔

ABR SYNOD SEES GREATER TASK AHEAD EMERGENT STATES

"آبا کی علاقائی مجلس کو اُبھرتے ہوئے ملکوں میں بہت بڑا کام نظر آ رہا ہے"

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۔۔)

تین روپے سیر ملتا ہو، تو آپ سڑا ہوا انگور مفت لینے کے بجائے اچھے انگور دو تین روپے خرچ کر دیں گے۔ یہ سڑے ہوئے انگور تو ظاہری خباثت ہے۔ بعض چیزوں کی خباثت نظر نہیں آتی۔ رشوت لینا۔ اسٹاک کوٹے غلط دے کر گھٹیا مال فراہم کرنا۔ اس سے قوم بدنام ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے سیالکوٹ سے بلے (RACKETS) ایک فرم کو بھجوائے دو تین سال اسے مال کی رقم نہ ملی۔ اس نے مجھے اس کے متعلق لکھا، حالانکہ میں اسے جانتا بھی نہ تھا۔ میں متعلقہ فرم میں گیا۔ اور ان سے بات چیت کی۔ فرم کے مالک نے کہا کہ سامان وہ پڑا ہے۔ ہمیں نمونہ غلط بھیجا گیا تھا۔ جو نمونہ تھا اس کے مطابق سامان نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے ملک بدنام ہوتا ہے۔

اخلاقیات پر قیمتی سبق

اور ذیل کی آیت کریمہ میں اخلاقیات کا نہایت قیمتی سبق دیا ہے۔ فرمایا ولا تقف ما لیس لک بہ علم۔ لوگوں کے متعلق غلط قسم کی باتیں نہ کرو۔ تمہیں جیسا کہ ہوتا ہے کہ ادھر ادھر سے باتیں سن کر جن کی صداقت کا تمہیں علم نہیں دوسروں سے بیان کرو۔ اور لوگوں کی غیبتیں اور برائیاں بیان کرتے پھرو ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ کان اور آنکھ کے ذریعہ سے تم علم حاصل کرتے ہو، اور وہ علم دل تک پہنچتا ہے، ان کو ناجائز طور پر استعمال کرنا قابل مواخذہ ہوگا، اور ان باتوں کے متعلق باز پرس ہوگی جو تم غلط طور پر مشہور کرتے اور فساد پھیلاتے ہو

ہاتھوں اور پاؤں کی شہادت

یوم تشھد علیھم السنتھم و ایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون

ایک وقت آئے گا جب یہ زبان اور ہاتھ اور پاؤں تمہارے خلاف گواہی دیں گے۔ یہ گواہی ہاتھ اور پاؤں اور آنکھ وغیرہ اس دنیا میں بھی دیتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر تو مریض کا چہرہ دیکھ کر بتلا دیتے ہیں کہ یہ فلاں مرض میں مبتلا ہے۔ سنگر کتنا بڑا آدمی تھا۔ آخر میں اس کا بایاں ہاتھ لرزنے لگا۔ پھر بائیں ٹانگ بھی کمزور پڑ گئی ڈاکٹروں نے کہا کہ جوانی میں اسے بدکرتوتوں کی وجہ سے آتشک ہو گئی تھی جس کا اثر اب اُن کے اعضا پر ہوا ہے۔ اسی طرح ہمارے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم نے ایک شخص کے متعلق جس کا حلق پھٹ گیا تھا تشخیص کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس شخص کو جوانی میں آتشک تھی جواب ظاہر ہو رہی ہے۔

مسلمانوں کو بلند پایہ قوم بنانے کے لئے قیمتی ہدایات

خدا تعالےٰ نے مسلمان قوم کو بلند پایہ قوم بنانے کی خاطر بڑی قیمتی ہدایات دی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ۔ یہ ہدایات ہم نے دی ہیں۔ ان میں حکمت ہے اور یہ تعلیمات معاشرے اور قوم کے معاملات پر نہایت اچھا اثر ڈالتی ہیں۔ اور وہ مذہب جو ایسا نہیں کرتا اس کا مقصد کیا ہے۔

صحابہؓ کے اخلاقِ فاضلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قوم پیدا کی وہ انہی اخلاق فاضلہ کی مالک تھی۔ آج بیسویں صدی میں یورپ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ مہاتما گاندھی نے بھی کانگریسی وزیروں سے کہا تھا کہ تم کہتے ہو ہم پانچ پانچ سو تنخواہیں لیں گے۔ مگر پھر بھی تم ابوبکرؓ اور عمرؓ کے برابر نہ ہوسکے جو نہایت تھوڑا گذارہ لے کر تنگی سے گذر کرتے تھے۔ اس تعلیم کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے اور اپنے اخلاق سنوارنے کی طرف توجہ دینا چاہیئے

اخبار احمدیہ

چودھری محمد سعیدؓ کی واپسی

—— چودھری محمد سعید صاحبؓ مبلغ گھانا اپنے خط مورخہ ۲ مارچ میں لکھتے ہیں کہ:۔

محترمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ گھانا سے ۹ مارچ کی رات کو ۱۰ بجے چل کر BOAC طیارے سے کراچی ۱۰ مارچ کی صبح کے وقت پہنچے گا۔ صحیح وقت بغداد سے لکھوں گا۔ امید ہے احباب کراچی طیارے پر آئیں گے۔ پھر کراچی میں ایک دو دن قیام کر کے لاہور بذریعہ ریل آؤں گا تو کراچی سے تار دوں گا۔

میاں ممتاز احمد فاروقی کا پیغام

—— میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی جو گذشتہ دو ماہ سے زائد عرصہ بیمار رہے ہیں اب بفضلہ تعالےٰ رو بصحت ہیں، کچھ کمزوری باقی ہے ان

(باقی پر صفحہ)

اخبار و افکار
(بسلسلہ صفحہ ۲)

ازراہ جہالت سے بھی بے خبر ہیں - وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ خدا بول سکتا ہے - سن سکتا ہے جواب دے سکتا ہے - اور سب کچھ کر سکتا ہے ان کا خدا گونگا اور بہرا خدا ہے - جو اب اپنی تمام قدرتوں اور طاقتوں سے عاری ہے مفلوج ہے - بے دست و پا ہے - اس تصور نے ہمیں خدا سے دور کر دیا ہے - یہ تصور ہم نے عیسائیت سے سیکھا ہے - کہ مذہب اور دنیا دو الگ الگ چیزیں ہیں - دین کا دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ تصور اس قدر عام ہو گیا ہے کہ ذمہ دار مسلمان افراد بھی نہ صرف اس سے متاثر ہوئے ہیں بلکہ اس کا پرچار بھی کرتے ہیں - اس کی ایک مثال درج ذیل ہے :-

ریڈیو پاکستان لاہور ایک معلوماتی پروگرام "یونیورسٹی میگزین" نشر کرتا ہے - ایک پروگرام میں اقتصادیات پر ایک دلچسپ مباحثہ تھا - جس کی صدارت پروفیسر رشید پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور نے کی - انہوں نے دوران مباحثہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا:

"مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ بارش نہ ہو تو دعا مانگنی چاہیئے لیکن دعا مانگنے سے بارش نہیں ہو سکتی"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر موصوف استجابت دعا کے قائل نہیں - ان کے نزدیک شاید خدا تعالے کا اس عالم محسوسات پر کوئی تصرف نہیں حالانکہ تاریخ اسلامی ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جن میں دعاؤں کے حیرت انگیز کرشمے نظر آتے ہیں، خود رسول کریم صلعم نے جنگ بدر اور دوسرے ناموافق حالات میں ایسی دعائیں کیں جن کے نتیجہ میں حالات یکسر بدل گئے، امساک باراں کے موقعہ پر بھی آپ نے دعا کی اللہ تعالے نے باران رحمت نازل کی - ایسا ہی اس زمانہ میں امام وقت کی درد بھری دعاؤں سے کئی بیمار مہلک بیماریوں سے شفایاب ہوئے کئی ایسے واقعات پیش آئے جن میں دعاؤں کی تاثیر نے ناممکن کو ممکن بنا دیا اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کا خدا زندہ ہے - سنتا ہے - بولتا ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ نہ صرف خدا بندہ مومن کی دعاؤں کے تحت اس عالم میں تصرفات اور تغیرات زیر عمل لاتا ہے بلکہ بندہ مومن میں بھی وہ خودی اور قدرت پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے ارادے سے عالم مادیات کو متاثر کر دیں - جیسے کہ عمر فاروق رضٰ نے دریا کا رخ موڑ دیا تھا۔

خدا تعالے ہمیں زندہ خدا پر زندہ ایمان کی توفیق عطا کرے ؎

بحر حکمت کے موتی
(بسلسلہ اوّل)

اُمت کو حق اور صداقت کا شیدائی بنانے کی کس قدر تڑپ آنحضور صلعم کے دل میں تھی کہ آنحضور صلعم یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی ایسی بات آنجناب صلعم کی طرف منسوب کی جائے جو آنحضور صلعم نے نہ فرمائی ہو گو وہ بظاہر صحیح ہی ہو۔

اخبار احمدیہ
(بقیہ از صفحہ ۷)

کا پیغام ہے کہ احباب ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالے انہیں صحت کلی عطا فرمائے ایام بیماری میں جو دوست ان کی عیادت کے لئے گئے یا جنہوں نے خطوط لکھے اور دعائیں کیں، ان کا وہ شکریہ ادا کرتے ہیں ؎

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

بیان القرآن کی مختلف سورتیں مفت
ختم ہو چکی ہیں

۲ رمارچ ۱۹۶۶ء کے پیغام صلح میں ہم نے بیان القرآن کی مختلف سورتوں کے مفت حاصل کرنے کا اعلان کیا تھا - اس کے جواب میں ہمیں لاتعداد خطوط آ چکے ہیں - جیسا کہ اعلان میں لکھا گیا تھا کہ سورتوں کی تعداد محدود تھی - اس لئے جو خطوط شروع میں آئے ان کو تو ان کی ہدایت کے مطابق سورتیں ارسال کی جا سکیں - بقیہ احباب کو جو سورتیں دستیاب ہو سکیں ارسال کر دی گئیں ہیں - امید ہے وہ احباب جن کو ان کی ہدایت کے مطابق سورتیں ارسال نہ ہو سکیں ہمیں معاف فرمائیں گے۔

خاکسار - ناصر احمد
مینیجر دار الکتب الاسلامیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

جلسہ مستورات

آئندہ یکم اپریل ۱۹۶۶ء کو بروز جمعہ مقامی احمدی خواتین کا ماہانہ اجلاس مسجد احمدیہ بلڈنگس کی گیلری میں بعد نماز جمعہ منعقد ہوگا، خواتین جماعت سے اجلاس میں شمولیت کی درخواست ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر ۷۴۷۴

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ: ۱۳ پیسے

جلد ۲۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء | نمبر ۱۱

تار کا پتہ: تبلیغ لاہور

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

تفقہ فی الدین کی قدر و منزلت

اور حضرت نبی کریم صلعم کا اصل مقام

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

عن معاویۃؓ قال قال رسول اللہ صلعم من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی متفق علیہ
(مشکوٰۃ کتاب العلم)

حضرت معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا اللہ تعالےٰ جس شخص کو خیر سے نوازنا چاہتا تو اس کو دینی علوم میں تفقہ عطا کر دیتا ہے۔ قرآن شریف میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ من یؤت اللہ الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً اس سے معلوم ہوا کہ تفقہ فی الدین سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی چیز ہے اس زمانہ میں اگر غور سے دیکھا جائے اور پھر انصاف سے کام لیا جائے تو ماننا پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ اس زمانہ میں نعمت عظمیٰ کی بارش سب سے زیادہ سیدنا حضرت مرزا صاحب پر ہوئی جنہوں نے قرآنی حقائق و معارف کا دریا بہا دیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ جس پر آپ کی تمام تصنیفات شاہد ہیں لیکن خصوصیت سے آپ کی وہ تصنیف تو اس کی واضح مثال ہے جو ۱۸۹۶ء میں جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں تمام دیگر ادیان کے پیروان کے مقابلہ میں پڑھی گئی اور جس نے متفقہ طور پر تمام دیگر ادیان پر دین اسلام کی برتری کو ثابت کر دیا اسی کو تفقہ فی الدین کہتے ہیں جس کا وافر حصہ آپ کو عطا کیا گیا۔ بہت سے مفکرین اسلام نے اس بات کو تسلیم کیا کہ جو علم کلام آپ نے پیدا کیا اس نے اگر ایک طرف اسلام کی خوبیوں کو اُجاگر کیا تو دوسری طرف دیگر تمام مذاہب کے بطلان کو بھی نمایاں کر کے دکھلا دیا یہاں تک کہ دیگر ادیان کے متبعین نے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذاہب کی کمزوری کو محسوس کر لیا۔

اس کے بعد آنحضرت صلعم نے اپنی شان کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا انما انا قاسم واللہ یعطی میں اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کہتا آیت قرآنی یتلوا علیہم ایاتہ و یزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ کے ماتحت میں جن حقائق و معارف کا خزانہ لٹا رہا ہوں وہ محض خدا تعالیٰ کی عطا ہے یہ الفاظ گویا آیت وما ینطق عن الھویٰ

باقی بر صفحہ ۸

مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو

جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"یاد رکھو میں جو اصلاحِ خلق کے لئے آیا ہوں۔ جو میرے پاس آتا ہے وہ اپنی استعداد کے موافق ایک فضل کا وارث بنتا ہے۔ لیکن میں صاف طور پر کہتا ہوں کہ وہ جو سرسری طور پر بیعت کر کے چلا جاتا ہے۔ اور پھر اس کا پتہ بھی نہیں کہ کہاں ہے اور کیا کرتا ہے اس کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ جیسا تہیدست آیا تھا تہیدست جاتا ہے۔ یہ فضل اور برکت صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہؓ بیٹھے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اللہ فی صحابی۔ گویا صحابہؓ خدا تعالےٰ کا روپ ہو گئے۔ یہ درجہ ممکن نہ تھا کہ ان کو ملتا۔ اگر دُور ہی بیٹھے رہتے۔ یہ بہت ہی ضروری مسئلہ ہے۔ خدا تعالےٰ کا قرب بندگانِ خدا کا قرب ہے اور خدا تعالےٰ کا ارشاد کونوا مع الصادقین اس پر شاہد ہے۔ یہ ایک سر ہے۔ جس کو تھوڑے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ مامور من اللہ ایک ہی وقت میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ اپنے دوستوں کے امراض کی تشخیص کر کے حسب موقعہ ان کی اصلاح بذریعہ وعظ و نصیحت کرتا رہتا ہے اور رفتہ رفتہ ان کے امراض کا ازالہ کرتا رہتا ہے۔ اب جیسے آج میں ساری باتیں بیان نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی ایسے ہوں جو آج کی تقریر سن کر چلے جاویں اور بعض باتیں ان میں ان کے مذاق اور مرضی کے خلاف ہوں تو وہ محروم گئے۔ لیکن جو متواتر یہاں رہتا ہے وہ ساتھ ساتھ ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اور آخر اپنے مقصد کو پالیتا ہے۔ ہر ایک آدمی سچی تبدیلی کا محتاج ہے جس میں تبدیلی نہیں ہے وہ من کان فی ھٰذہ اعمٰی الخ کا مصداق ہے۔ مجھے بہت سوز و گداز رہتا ہے کہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی ہو۔ جو نقشہ اپنی جماعت کی تبدیلی کا میرے دل میں ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور اس حالت کو دیکھ کر میری وہی حالت ہے:

لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین"

(الحکم ۲۴۔ جولائی ۱۹۰۲ء)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ :- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

انڈونیشیا

ترجمہ خط :- لقمان الحکیم - انڈونیشیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

انڈونیشیا میں ۹۰ فیصدی مسلمان آباد ہیں - میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں - آپ کے پمفلٹس کے مطالعہ سے اسلام سے متعلق کافی واقفیت ہو جائے گی اس لئے گزارش ہے کہ آپ مہربانی فرما کر مجھے پمفلٹس بہت جلد ارسال کریں -

اگر کوئی میگزین جس میں اسلام کی تاریخ کے متعلق مضامین ہوں ارسال کریں تو میں بہت خوش ہوں گا -

والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

گھانا

ترجمہ خط :- مسٹر احمد - ایس قریشی - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا - لیکن ابھی تک پارسل کتب نہیں ملا -

میں نے آپ کا ارسال کردہ خط بھی ڈاکخانہ والوں کو دکھایا تھا لیکن انہوں نے جواب دیا کہ ابھی تک کوئی پارسل نہیں آیا - آپ مزید اس کے متعلق تحقیق فرما دیں - والسلام

(ان کو مزید لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

نائیجیریا

ترجمہ خط :- عبدالعزیز الانامو - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے مشن کے ٹریکٹ ارسال کریں کیونکہ میں آپ کی وساطت سے مذہب اسلام کی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں - میرے والدین پیدائشی مسلمان ہیں میں اسلام کا بہتر خادم بننا چاہتا ہوں - اس لئے آپ مجھے مندرجہ ذیل کتب ارسال کریں :-

سیرت نبوی - رمضان کے متعلق احکامات

ٹرانسلیشن آف قرآن ان انگلش ....
Charactriaties of The Holy Quran.
ٹیچنگز آف اسلام - نیو ورلڈ آرڈر - اور میری دعا ہے کہ آپ کا مشن ہمیشہ قائم رہے اور دنیا میں تبلیغ کا سلسلہ جاری رہے

والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط :- محمد بیوا - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

از راہ کرم آپ مجھے اپنا لٹریچر بھیج رہے ہیں اور دوسروں کو بھی ارسال کر رہے ہیں - اس کے لئے میں آپ کا شکر گذار ہوں - ان میں سے بہت آدمیوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا - اور قرآن شریف کی میں نے ۲۲ سورتیں پڑھ لی ہیں - اور میں انشاءاللہ تعالے اس کی تلاوت جاری رکھوں گا جب تک کہ اس کو ختم نہ کر لوں -

از راہ کرم قرآن شریف انگریزی تفسیر کے دو نسخے ارسال کر دیں -

شکریہ - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط :- خالد والحاجی یونس - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

مجھے مہربانی فرما کر مفت لٹریچر ارسال کریں - میں نماز کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں -

نیز میں مزید خوش ہوں گا اگر اسلام اور کرسچینٹی کے متعلق بھی کتاب ارسال فرمائیں -

والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

وزیر اوقاف کا یہ بیان ہر طرح قابل توجہ اور لائق عمل ہے فی الحقیقت ذمہ داری کا احساس ہی مسلمانوں کو حقیقی مسلمان اور پاکستان کو صحیح اسلامی معاشرے کی تصویر بنا سکتا ہے -

خط و کتابت کرتے چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

اخبار و افکار

(بی اے - سوبز)

عزیز ترین متاع

جسٹس کارنیلیس چیف جج سپریم کورٹ پاکستان نے صادق پبلک ہائی سکول بہاول پور کے یوم تاسیس کی تقریب میں صدارتی تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ :-

" یہ اسلام پر ہمارا کامل ایمان تھا جس کی بدولت ہم بھارت کے ساتھ جنگ میں کامیاب و کامران اور سرخرو ہوئے اب جبکہ ہم سب ایمان کی قوت کا بخوبی اندازہ کر چکے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ ہمارا اسلام پر ایمان اور پختہ ہو اور اس پر مضبوطی سے ڈٹے رہیں - جب پاکستان کے عوام پر جنگ مسلط کر دی گئی تو اس وقت ایک عظیم ترین طاقت جس کو خدا کہتے ہیں ہماری مدد کو آ پہنچی - خدا نے ہماری اس لئے مدد کی کہ ہم اس کی عزیز ترین متاع یعنی اسلام کے امین ہیں "

مسٹر کارنیلیس جو مذہباً عیسائی کہلاتے ہیں .... ان کا یہ بیان اور "اسلام پر کامل ایمان" کا اظہار ہر طرح لائق تبریک ہے کسی نے سچ کہا ہے خدا شرّے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد - بعض اوقات ایک تکلیف دہ امر بھی بہت سی برکات کا موجب ہو جاتا ہے چنانچہ حالیہ جنگ اور اس کے ایمان افروز نتائج نے خدا جانے کتنے دلوں کو نور ایمان سے بھر دیا، خدا کرے یہ ایمان عملی صورت اختیار کر کے اس ملک کو حقیقی معنوں میں پاکستان بنا دے ؛

بے جا آزادی

لندن کی ایک خبر کے مطابق بریڈ فورڈ کے ایک ٹیکنیکل ادارہ کے ڈائرکٹر فرینک نے جو امور خانگی کے محقق کی حیثیت سے مشہور ہیں، اپنی ایک نئی تصنیف میں لکھا ہے کہ جب کوئی شادی ٹوٹتی ہے تو عام طور پر مورد الزام بیوی کو ہی قرار دیا جاتا ہے - کیونکہ ناپائدار شادیوں سے فائدہ مرد نہیں اُٹھاتا عورت ہی اُٹھاتی ہے - پائدار اور قابل اعتماد خانہ داری کی ضرورت مرد ہی کو رہتی ہے، وہی اس کو فروغ دیتا ہے اور وہی اس کے خاتمہ سے گھاٹے میں رہتا ہے - شادیوں کے ٹوٹنے میں اب جو اتنا اضافہ ہو گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مغرب میں عورت کو غیر معمولی آزادی حاصل ہو گئی ہے - ماہرین حیاتیات کا تجزیہ ہے کہ جب معاشرے پر عورت کا قبضہ ہو جاتا ہے تو رشتۂ ازدواج کمزور پڑ جاتا ہے - اور جس معاشرہ میں والدین کے اقتدار کا غلبہ رہتا ہے وہاں یہ تعلق مضبوط و مستحکم رہتا ہے -

مغرب اب عورت کی آزادی سے اُکتا گیا ہے - اس نے ایک وقت سمجھا تھا کہ عورت کو مرد کے قدم بقدم اور پہلو بہ پہلو لا کر اس دنیا کو جنت بنا دے گا - مگر اس کا یہ خیال تجربہ نے غلط ثابت کر دیا - عورت کو برسر عام لا کر اپنے اس گناہ پر اب نادم ہے - اور اب وہ عورت کے متعلق خاص مشرقی نقطہ نظر سے سوچنے پر آمادہ ہے - شاید اس نے قرآن کے اس ارشاد کو مشاہدہ سے درست پایا ہے کہ الرجال قوامون علی النساء - مغرب اب آہستہ آہستہ اپنی مغربیت سے تنگ آ کر اسلام اور مشرق کی آغوش میں آتا جا رہا ہے - بقول حضرت مسیح موعودؑ خلق آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج - مغرب اسلام کی تعلیمات اور اس کی تہذیب کو اپنانے بغیر نہیں رہ سکتا - کاش ہم مشرقی - مغرب کے اس تلخ تجربہ کو سامنے رکھ کر اپنی مشرقی و اسلامی روایات کا تحفظ کریں - اور مغربیت کو اپنا اوڑھنا بچھونا نہ بنائیں -

اسلامی معاشرے کی تصویر

ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی وزیر اوقاف میر جام غلام قادر خان نے کہا ہے :-

" دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے شہریوں کی حیثیت سے پاکستانی عوام پر یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ نجی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں اور رسول اکرم صلعم کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرام رض کی حیات طیبہ کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر دنیا کے سامنے ایک صحیح اسلامی معاشرے کی تصویر پیش کریں " ؎

حج ——— اسلام کا ایک عظیم الشان معجزہ

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اس کے نظریات اور معتقدات عالمگیر حیثیت رکھتے ہیں۔ جن میں سے ایک کہ معظمہ کا حج بھی ہے، جہاں ہر سال دنیا کے تمام گوشوں سے لاکھوں انسان کھینچے ہوئے چلے جاتے، اور رنگ و نسل اور لسانی و لونی امتیازات سے قطع نظر ایک برادری کی شکل اختیار کرکے دو بن سلی چادروں میں تفاوت مراتب کے امتیازات کو مٹا کر خدائے واحد کے حضور میں وحدت انسانی کا وہ نقشہ پیش کرتے ہیں جو دنیا کی کسی قوم، کسی برادری اور کسی ملک میں نظر نہیں آتا، یہ وہ عظیم الشان معجزہ ہے، جو اللہ تعالےٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت پیش کرتا ہے۔

عرب کی سرزمین جہاں کسی قسم کی دنیوی کشش کا کوئی سامان نہیں، کوئی خوشنما مناظر موجود نہیں خشک ریگستانی علاقہ جہاں نہ دریا ہیں نہ نہریں نہ کوئی اور سامانِ آسائش موجود ہے، دنیا کے امیروں بادشاہوں، اور ہر طبقہ کے انسانوں کے لئے ہزارہا سال سے کشش کا موجب بنی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ کونسی چیز ہے جو ہر سال لاکھوں انسانوں کو کھینچ کر وہاں لے جاتی اور ایسا منظر پیش کرتی ہے جس میں ذات اور نسل، اور جغرافیائی و طبقاتی امتیازات کا نام و نشان باقی نہیں رہتا، اور ایک خدا اور ایک انسانیت کے سوائے اور کچھ نظر نہیں آتا، ظاہر ہے کہ یہ خدا تعالےٰ ہی کی ذات ہے، جو دلوں پر طاقت اور قدرت رکھتی ہے۔ اسی کے حکم سے آج سے ہزاروں سال پہلے اس کے ایک پیارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو اسی ریگستان میں جہاں اس وقت آبادی کا نام و نشان نہ تھا، لاکر بسایا اور یہ دُعا کی کہ :-

"اے میرے رب میں نے اس وادی غیر ذی ذرع میں اپنی اولاد کو تیرے مقدس گھر کے پاس لا بسایا ہے تاکہ وہ تیری عبادت میں منہمک ہوں پس تو اس جگہ کو لوگوں کی کشش کا موجب بنا اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرما۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی دُعا فرمائی کہ :-

"اے مولا ان میں ایک ایسا عظیم الشان رسول مبعوث فرما، جو تیری آیتیں ان کو پڑھکر سنائے اور ان کو کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دونوں دعائیں اللہ تعالےٰ نے پوری کیں، ایک عظیم الشان رسول بھی مبعوث کیا اور مکہ کی سرزمین کو عبادت الٰہی اور لوگوں کی کشش کا موجب بھی بنا دیا جہاں کسی قسم کی زراعت و صنعت نہ ہونے کے باوجود ہر قسم کے پھل اور سبزیاں اور تمام اشیائے صرف بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اور ان سب سے بڑھکر توحید الٰہی اور وحدت انسانی کا وہ منظر نظر آتا ہے جو دنیا کے دانشوروں اور مدبروں کو حیران و ششدر کرنے کا موجب اور خدائے واحد کی ہستی کا زندہ ثبوت ہے، یہ ایک عملی نمونہ ہے اس عالمگیر اخوت کا جو اسلام نے دنیا میں پیدا کی ہے، اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ دنیا کے تمام وطنی و نسلی اور لسانی و لونی جھگڑے جو اس کے امن و امان کو تباہ کر رہے ہیں، صرف اسلام کے عالمگیر اصولوں کو ماننے اور اسلامی برادری میں شامل ہونے سے مٹ سکتے ہیں۔ اسی لحاظ سے حج امن و اخوت کی ایک دعوت ہے جو دنیا کو ہر سال اسلام کی طرف سے عملی رنگ میں دی جاتی ہے۔ کاش یورپ و امریکہ کے مدبر جو ملکی و وطنی اور لسانی و لونی جھگڑوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے خطرناک مصائب اور مشکلات میں پھنسے ہوئے ہیں، اسلام کی اس عملی دعوت پر غور کریں، اور اس کے نظریات پر عمل پیرا ہوکر دنیا میں امن و امان پیدا کرنے کا موجب ہوں۔

حج کا ایک اور پہلو بھی ہے، وہ یہ کہ تمام دنیا کے مسلمان مدبر اور سربراہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھا کر ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کے ذریعہ اپنے مسائل کو باہمی مشورہ سے حل کرنے کی کوشش کریں۔ خوشی کی بات ہے کہ سعودی عرب کے موجودہ شاہ فیصل نے امسال ایک ایسی کانفرنس کے انعقاد کی طرح ڈال دی ہے، جو امید ہے کہ ... حج کے بعد منعقد ہوگی، اور اسلامی دُنیا کے پیش آمدہ مُلکی و قومی مسائل اس کانفرنس میں باہمی مشورہ سے طے ہوکر مختلف اسلامی ملکوں کے فائدہ اور استحکام کا موجب ہونگے۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی حج کو روانگی

گذشتہ اشاعت میں حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ کے عزم حج کی اطلاع دی جاچکی ہے۔ حسب پروگرام آپ ۲۰ مارچ ۱۹۶۶ء کو بروز اتوار بوقت پونے پانچ بجے سہ پہر لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی روانہ ہو گئے۔ جہاں ایک دن ٹھہرنے کے بعد دوسرے جہاز سے آپ مکہ مکرمہ روانہ ہو جائیں گے۔

روانگی سے پیشتر جمعہ (مورخہ ۱۸ مارچ) کو آپ نے اس عزم کے پیش نظر ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حج کے حوائج و خصوصیات اور ان خلاقیات کا بالتفصیل ذکر کیا جنہیں حج کے موقعہ پر بالخصوص اور عام انسانی زندگی میں بالعموم ملحوظ رکھنا ضروری ہے، یہ خطبہ ہوائی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے، حاضرین پر ایک خاص اثر پیدا کرنے کا موجب ہوا اور نماز جمعہ کے بعد مرزا مسعود بیگ صاحب نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی، کہ اگرچہ ہماری جماعت میں سے ہر سال کوئی نہ کوئی بزرگ حج کے لئے جاتے ہیں اور اس جماعت کے کئی اصحاب حاجی ہیں اگرچہ عرف عام میں حاجی نہیں کہلاتے۔ تاہم امیر جماعت کا حج کے لئے جانا ایک خاص اہمیت رکھتا ہے، اس وجہ سے بھی کہ مخالفین کا ہمارے متعلق پروپیگنڈا ہے کہ احمدی حج کے قائل نہیں، اس پروپیگنڈا کے اثر کو زائل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت امیر کے اس مبارک اقدام کی خاص طور پر تشہیر کی جائے، اور آپ کے خطبہ کو کثرت سے لوگوں تک پہنچایا جائے۔

حضرت امیر کے اعزاز میں عصرانہ

دوسرے دن (۱۹ مارچ) کو جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب ملز اونر لائل پور کی طرف سے ان کے فرزند میاں ظہور احمد صاحب کی کوٹھی واقعہ گلبرگ لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے اعزاز میں ایک عصرانہ دیا گیا جس میں مقامی جماعت کے بہت سے احباب اور کئی دیگر معززین بھی شامل ہوئے، اس موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک مختصر تقریر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کا ذکر کرتے ہوئے کہ انہوں نے عرب کے ریگستان میں جہاں اب مکہ معظمہ واقعہ ہے اپنی زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ اور اپنے شیرخوار فرزند حضرت اسمٰعیل کو لا بسایا اور جب وہ انہیں وہاں چھوڑ کر واپس جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے سوال کیا کہ ہمیں کس کے سپرد آپ کئے جا رہے ہیں، تو انہوں نے کہا میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں جس پر حضرت ہاجرہ نے اپنے ایمان باللہ کا ثبوت ان الفاظ میں دیا کہ پھر اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس کے بعد پیش آنے والے واقعات یعنی حضرت اسمٰعیل کے لئے پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہ کا بے تابانہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر دوڑنا اور قدرت خداوندی سے چشمہ کا پیدا ہونا اور پھر پانی کو دیکھ کر وہاں قافلہ کا آنا اور آہستہ آہستہ شہر مکہ کا آباد ہونا بالتفصیل بیان کیا، اور حضرت ابراہیمؑ کی ان دعاؤں کا بھی ذکر کیا جو اس وادی غیر ذی ذرع میں اپنی اولاد کو بساتے وقت اور پھر کعبۃ اللہ کی از سرِ نو تعمیر کے وقت انہوں نے کیں اور اللہ تعالےٰ نے انکی دعاؤں کے مطابق اس ریگستان میں نہ صرف ایک بہت بڑا شہر آباد کر دیا، بلکہ وہاں ہر سال دنیا جہان کے لوگ کشاں کشاں جاتے اور ہر قسم کے پھل، اناج اور اشیائے صرف وہاں پہنچتی ہیں، اور حضرت ابراہیمؑ ہی کی دعاؤں کے مطابق ایک عظیم الشان نبی وہاں مبعوث ہوا جس کی عالمگیر تعلیمات و نظریات نے دنیا کو اخوت و مساوات کا وہ سبق پڑھایا جس کا عملی نظارہ حج کے موقعہ پر نظر آتا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی یہ تقریر خاص توجہ اور انہماک سے سُنی گئی، اور نہایت مؤثر ثابت ہوئی۔

ہوائی اڈہ پر مشایعت

حضرت امیر ایدہ اللہ کی روانگی سے پہلے ان کے مکان پر بھی دو دن بے شمار مردوں اور عورتوں کا تانتا بندھا رہا جو پھولوں کے ہار اور سہرے لے کر آپ سے ملنے کے لئے آتے رہے۔ محلہ احمدیہ بلڈنگس کے بعض غیر از جماعت اصحاب بھی آپ سے ملنے آئے اور پھولوں کے ہار آپ کو پہنائے، اس کے بعد ہوائی اڈہ پر مقامی جماعت کے علاوہ بہت سے دوسرے معززین مرد اور عورتیں آپ کی مشایعت اور الوداع کہنے کے لئے جمع ہو گئے اور بے شمار پھولوں کے ہار اور طلائی سہرے آپ کی نذر کئے گئے۔ اس موقعہ پر کئی فوٹو بھی لئے گئے جو کسی آئندہ اشاعت میں درج کئے جائیں گے، انجمن کی طرف سے ہوائی اڈہ پر لوگوں کو پہنچانے کے لئے ایک خاص بس کا انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سے لوگ کاروں، بسوں، رکشا وغیرہ میں وہاں پہنچے، قریباً ایک گھنٹہ حضرت امیر سے ملنے ملانے اور آپ پر پھول نچھاور کرنے کا سلسلہ جاری رہا جس کے بعد جہاز کی روانگی کا وقت ہو جانے پر آپ سب متعلقین سے مصافحہ کرنے کے بعد ہوائی جہاز پر سوار ہو گئے، اور جب تک جہاز نے پرواز نہیں کی سب لوگ ہوائی اڈہ کے باہر کھڑے ہوئے جہاز کو دیکھتے رہے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ آپ کو بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے اور حج کعبہ اور روضۂ نبویؐ کی زیارت کے بعد آپ بخیریت واپس تشریف لائیں۔

مغربی افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کی کشمکش

(۳)

خبر میں لکھا تھا کہ آرچ بشپ ڈاکٹر جے ایل-سی ہارسٹیڈ (Dr. J. L. C. HORSTEAD) نے اس سے قبل اپنی تقریر میں کہا تھا کہ چرچ (یعنی اس علاقے کی عیسائیت) نے سو سال سے زیادہ برطانیہ کی حفاظت میں گزارے ہیں۔ لیکن اب ہر چیز نائجیریا کے لوگوں کے ہاتھوں میں آ رہی ہے۔ اور ان کی اکثریت غیر عیسائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات عیسائیوں کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔

اپنی تقریر کے آخر پر انہوں نے کہا کہ صلیب ہوا میں لٹک رہی ہے کون جانتا ہے کہ یہ سیدھی رہے گی یا ایک طرف کو لڑھک جائے گی۔ کیا یہ اوپر کو اٹھے گی اور پھیلے گی اور بڑھے گی یا یہ سمٹ جائے گی۔ اور ایک طرف کو دھکیل دی جائے گی۔"

اس کے بعد ۲۷ر نومبر ۱۹۵۷ء کو یہ خبر شائع ہوئی کہ نائجیریا کی عیسائی تنظیموں نے متحد ہو جانے کے سلسلہ میں ایک میٹنگ بلائی ہے۔

اس سے اگلے ہی روز یعنی ۲۸ر نومبر کو یہ خبر شائع ہوئی کہ مسلم پارٹی نے سیاسی پارٹی جس کا نام ایکشن گروپ ہے پر الزام لگایا ہے کہ وہ انہیں بے وجہ تنگ کر رہے ہیں۔

۷ر دسمبر ۱۹۵۷ کو جلی حروف میں یہ خبر شائع ہوئی:-

CHURCH ALARMED BY SPREAD OF ISLAM IN NIGERIA

"نائجیریا میں اسلام کی ترقی سے عیسائیت ہراساں ہے"

۲۸ر دسمبر کو یہ خبر شائع ہوئی:-

"مغربی نائجیریا کے مسلمانوں کو وہی خوف لاحق ہے جو اقلیتوں کو ہوتا ہے"۔ اس خبر میں حکومت کے قائم کردہ ایک کمیشن کے سامنے مسٹر ڈنگل فٹ جو ایک بہت بڑے برطانوی وکیل ہیں کا مسلمانوں کی طرف سے بیان تھا اور اس پر بحث کی گئی تھی۔

۱۲ر جنوری ۱۹۵۸ کو نائجیریا میں عیسائیوں نے ایک آل افریقہ کانفرنس کے انعقاد کی خبر دی۔ اس کانفرنس کے سامنے جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش تھا وہ "اسلام کا چیلنج" تھا۔

۱۳ر جنوری کو یہ خبر شائع ہوئی "آئندہ چند سالوں میں افریقہ کو فیصلہ کرنا ہے کہ کل اس کا مذہب کیا ہوگا۔"

۱۴ر جنوری کو یہ خبر شائع ہوئی

CHRISTIAN CHURCH WORRIED

ABOUT ISLAM IN NIGERIA

BISHOP ODUTOLA

"بشپ اوڈوٹولا نے کہا ہے کہ عیسائی حلقے اسلام نائجیریا کی ترقی سے ہراساں اور پریشان ہیں۔"

اسی روز یہ خبر بھی اسی اخبار میں چھپی

"مغربی افریقہ میں اسلام ترقی کر رہا ہے"

۲۱ر جنوری کو میتھوڈسٹ چرچ کی ایک علاقائی میٹنگ کی خبر کی سرخی یہ تھی۔

"میٹنگ میں اس بات کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ اسلام کے خلاف محاذ قائم کیا جائے۔"

۲۴ر اگست ۱۹۵۹ء (جس سال نومبر میں انتخابات ہونے تھے) کو اخباروں میں یہ خبر چھپی کہ ورلڈ چرچ کا نائجیریا میں مطالباتی پروگرام تیار کیا گیا ہے۔

نومبر ۱۹۵۹ء میں انتخابات ہوئے۔ ۲۰ر جنوری ۱۹۶۰ء کو ایک روزنامے نے اپنے اداریہ کا عنوان یوں رکھا

CURB THIS INVASION

"اس حملہ کو دبایا جائے"۔ اور اس میں لکھا کہ سکیل (یعنی اسلام) ہر صبح اور ہر جمعہ کے روز جنگ کے راستے پر ہوتا ہے اور اس کے جرنلز (جرنیل) مولوی سیدھی ہیں۔"

۲۱ر مارچ ۱۹۶۰ء کو ایک خبر یوں شائع ہوئی۔ سرخی ملاحظہ ہوں:-

CHRISTIANITY OUT TO ISLAM IN AFRICA

"افریقہ میں عیسائیت اسلام سے شکست کھا رہی ہے"

خاکسار نے ایک دفعہ لیگوس سے اکرا جاتے ہوئے یہ بیان دیا کہ نائجیریا بلکہ سارے افریقہ میں اسلام ترقی کرے گا ایک روزنامے نے ۹/۱ کو اس خبر کی سرخی یوں جمائی:-

MUSLIM FANATIC DREAMS BREAM THAT IS FALSE

"ایک مسلم دیوانہ کا خواب ——— جو کہ جھوٹا خواب ہے"

۱۰ر جنوری کو اس خبر پر اداریہ لکھا جس کا عنوان تھا:-

NO RELIGIONS CONTROVERSY HERE

"یہاں کوئی مذہبی بحث نہ چھیڑی جائے"۔ اور اس اداریہ کو یوں شروع کیا گیا

"مغربی افریقہ کے چیف احمدیہ مشنری مولوی نسیم سیفی نے آہستہ آہستہ نائجیریا میں رواداری کے چشمہ کو زہریلا کر دیا ہے۔ ویڈیو پر اپنے اخبار ٹروتھ میں اور اپنے پریس بیانوں میں یہ مسلمان عالم یہاں کے مذہبی حلقوں کی بے جا پھوٹ کا شکار بنا رہے ہیں"

ذرا اندازہ کیجئے ؎

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

مئی ۱۹۶۱ء میں ایک مضمون ایک ماہنامہ نے اس عنوان سے چھاپا۔

"آج افریقہ میں کیا اسلام طاقت کی تلاش میں ہے۔"

۴ر جنوری ۱۹۶۲ء کو ایک روزنامہ نے "عیسائیت" پر اداریہ لکھا اور اس میں صاف صاف الفاظ میں لکھا:-

The unprecedented growth of Islam is giving the Christian Church in Africa serious headache

"اسلام کی بے مثال ترقی افریقہ میں عیسائیوں کے لئے بہت زیادہ سر دردی کا باعث ہے"

اس سر درد کو دور کرنے کے لئے سر احمد بیلو اور سر ابوبکر طفاوا بلیوا اور سینکڑوں اور مسلمانوں کا نائجیریا میں خون بہایا گیا ہے لیکن نائجیریا کے عیسائیوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اسلام کے ہر شہید کا خون اسلام کی ایسی آبیاری کرتا ہے کہ دنیا کی نگاہیں حیران رہ جاتی ہیں۔ اسلام کی گذشتہ چودہ سو سالہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جہاں بھی مسلمانوں کا خون بہایا گیا، وہیں اسلام پھیلا اور پھولا ہے۔ اسلام کا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ نہ صرف ہر بات کو دیکھتا اور جانتا ہے بلکہ ہر بات پر قادر بھی ہے۔ بے شک اس وقت نائجیریا کے مسلمان بے یار و مددگار تو وہ خدائے قادر و توانا ہے۔ جس نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ اب اسلام آگے ہی بڑھے گا۔ اس کا قدم پیچھے نہیں ہٹے گا۔ ہر مسلمان کا دل اس یقین سے پر ہے کہ اب نائجیریا میں سر احمد بیلو اور سر ابوبکر سے بھی بڑھکر لوگ پیدا ہوں گے اور وہ اسلام کے جھنڈے کو اس طرح بلند کریں گے کہ پھر وہ کبھی سرنگوں نہ ہوگا۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین۔

درخواست دعا شیخ رحمت الٰہی صاحب سابق چیف انجنیئر واپڈا عرصہ سے بیمار ہیں جماعت سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

شمولیت سلسلۂ احمدیہ

مکرمی و محترمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔

چوہدری غلام باری صاحب چیمہ ریٹائرڈ انکم ٹیکس کمشنر کو گورنمنٹ کی طرف سے ۱۰۰ مربعہ اراضی ملی ہوئی ہے انہوں نے اپنا ایک چھوٹا سا چک بنایا ہوا ہے۔ جس کا نام "کوٹ باری صاحب" ہے اس کی آبادی ۷۰/۸۰ گھروں پر مشتمل ہے۔

چوہدری غلام باری صاحب دینی امور جاننے کے کاموں میں بذات خود انتہائی خلوص کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ چک میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی انہوں نے تعمیر کی ہوئی ہے۔ باقاعدہ پانچ وقت اذان و صلوٰۃ ہوتی ہے میں قریباً ۱½ سال سے وہاں جمعہ پڑھانے کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں جس کا اثر بہت عمدہ ہو رہا ہے۔ مؤرخہ ۳/۴ ۶۶ کو جب میں جمعہ پڑھا کر فارغ ہوا تو بعض آدمیوں نے جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا ان کے بیعت فارم بموجودگی چوہدری صاحب پر کرائے گئے۔ نئے بیعت کنندگان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) بابا اللہ رکھا صاحب۔ کوٹ باری
(۲) منشی احمد دین صاحب مختار عام چوہدری غلام باری صاحب۔ سکنہ کوٹ باری صاحب
(۳) سکندر حیات صاحب - " " "
(۴) سکندر خاں بلوچ صاحب۔ " " "
(۵) میاں غلام محمد صاحب - " " "
(۶) میاں خوشحال خاں صاحب۔ " " "
(۷) میاں لال خاں صاحب۔ " " "
(۸) منشی قربان علی صاحب - " " "
(۹) ملک محمد فاضل جھگڑا صاحب - " " "
(۱۰) ملک مختار احمد صاحب۔ " " "
(۱۱) حاکم دین صاحب - " " "

ان میں سے ہر احباب نے حسب استطاعت چندہ بھی دیا جو ماہ مارچ ۱۹۶۶ء سے شمار کیا گیا۔ بزرگان سلسلہ اور خاص کر حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالےٰ سے استدعا ہے کہ نئے احباب کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ کریم انہیں ثابت قدم رکھے اور دینی جذبہ سے سرفراز فرمائے۔

خاکسار قاضی طارق محمود مبلغ سلسلہ
چک $\frac{6}{4-L}$ اسلام آباد۔ اوکاڑہ

شیخ اللہ بخش صاحب (بدوملہی) کا لڑکا

عبدالخالق پیٹ درد کے عارضہ کی وجہ سے میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے اس کی صحت کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

حج کے احکام میں قوم کے روزمرہ عمل کے لئے قیمتی ہدایات

ناپاک باتیں۔ ایک دوسرے کی تضحیک اور لڑائی جھگڑا مسلمان کا کام نہیں

حج میں توحیدِ الٰہی کا عرفان اور وحدتِ انسانی کا قیمتی سبق

خانہ کعبہ میں ظاہری کشش نہ ہونے کے باوجود دنیا بھر کے انسانوں کا اجتماع

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۸ مارچ ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحج اشھر معلومٰت۔ فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ۔ وتزودوا فان خیر الزاد التقوٰی واتقون یاولی الالباب ——— ومنھم من یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ———(سورۃ البقرہ رکوع ۲۵)———

احکام حج میں قوم کے روزمرہ عمل کی باتیں

ان آیات کریمہ میں فریضہ حج کے ادا کرنے کا ذکر ہے۔ کچھ حصہ میں تو ان عبادات کا ذکر ہے۔ جن کا تعلق مکہ معظمہ کے ساتھ ہے .... ان آیات میں کچھ ایسی ہدایات بھی ہیں، جو ہر وقت یاد رکھنے اور ... عمل کرنے کے لئے ہیں۔ میں نے اسی لئے یہ آیات پڑھی ہیں۔ کوئی دس پندرہ سال ہوئے ایک شخص نے میرے پاس ایک چھوٹا سا پمفلٹ بھیجا تھا جس میں حج کا ذکر تھا۔ لیکن اس میں وہ باتیں مذکور نہیں تھیں جو قوم کے روزمرہ عمل کی ہیں اور جن کا ذکر مذکورہ آیات میں کیا گیا ہے۔

حج کے ارکان

حج کے ارکان تو مختصر ہیں مثلاً احرام باندھنا۔ طواف کرنا، عرفات میں جا کر قیام کرنا۔ ساتویں تاریخ کو ظہر کے وقت امام ایک خطبہ دیتا ہے جس میں مناسک حج ادا کرنے کی تعلیم و تلقین ہوتی ہے۔ جمعہ کی طرح اس وقت دو خطبے نہیں ہوتے بلکہ ایک خطبہ ہوتا ہے۔ آٹھ تاریخ کو انسان و حیوان کے لئے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ وہ صحرا ہے انسان پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دن کو یوم الترویہ کہا جاتا ہے یعنی پانی سے سیراب کرنے کا دن۔ آٹھ تاریخ مقام منیٰ میں ظہر و عصر کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ پھر مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ ۹ تاریخ کو صبح کی نماز کے بعد میدان عرفات میں چلے جاتے ہیں جبلِ رحمت کے پاس کھڑے ہو کر امام صاحب خطبہ دیتے ہیں۔ ظہر و عصر کی نمازیں جمع کی جاتی ہیں۔ اذان ایک ہوتی ہے اور اقامتیں دو ہوتی ہیں۔ اس کے بعد عرفات میں قیام کیا جاتا ہے۔ یہ رکن حج نہایت اہم ہے۔ وہاں کھڑے ہو کر سارا مجمع دعائیں کرتا ہے۔ شام کے قریب مزدلفہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ مغرب، عشاء اور صبح کی نمازیں وہیں ادا ہوتی ہیں۔ دن چڑھ جانے پر وہاں سے چل دیتے ہیں۔ اور چلنے سے پیشتر وہاں ہر ایک شخص ستر کنکریاں چن لیتا ہے

پھر مقام منیٰ میں آجاتے ہیں۔ وہاں تین دن قیام کرتے ہیں۔ وہیں پر قربانی کی جاتی ہے۔ ان تین دنوں کو ایام التشریق کہتے ہیں۔ ان ایام کے اندر ایک دفعہ مکہ معظمہ جانا طواف کرنا اور واپس آجانا ہوتا ہے۔ اس طواف کو طواف زیارت کہتے ہیں اور سب سے پہلے طواف کو طواف قدوم کہتے ہیں۔ حج کے مناسک تو یہی ہیں۔

ناپاک باتوں سے باز رہنے کا حکم

مگر ان .... کے علاوہ ان آیات میں بہت سے سبق ہیں۔ فرمایا الحج اشھر معلومٰت۔ حج کے مہینے معلوم .... ہیں فمن فرض فیھن الحج۔ ان مہینوں میں جس کسی نے حج ادا کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا وہ یاد رکھے کہ ایام حج میں بڑا ہجوم ہوگا اور لاکھوں انسان وہاں مختلف مقامات و ممالک سے آئے ہوئے ہوں گے، مختلف رنگ و نسل کی عورتیں اور مرد جمع ہونگے وہاں پر ان ہدایات کو ملحوظ رکھا جائے کہ فلا رفث۔ خبردار اس مجمع میں کوئی انسان بے حیائی سے کام نہ لے یا اس قسم کا کوئی اور کام نہ کرے جو جنسی ترغیبات کا موجب ہو۔ کوئی بدی کا خیال دل میں نہ لائے۔ اس حکم میں قوم کو کلی طور پر پاکیزگی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس مجمع میں عورتوں کو نقاب پہننے کی اجازت نہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ کوئی دشمن نقاب پہنکر نقصان نہ پہنچا سکے اور فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔ ایسی حالت میں فرمایا: فلا رفث۔ خبردار۔ تمہاری آنکھ کے اندر بے حیائی نہ ہو۔ زبان اور کان بے حیائی کی باتوں سے ملوث نہ ہوں۔

گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز اور انسانی احترام کا حکم

ولا فسوق۔ خبردار ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کسی قسم کی گالی گلوچ نہ دے۔ طعن و تشنیع والی کوئی بات نہ کی جائے انسان کو خدا تعالےٰ نے ایک دوسرے کی تکریم کرنے کا حکم دے

دکھا ہے چنانچہ فرمایا لقد کرمنا بنی آدم۔ ہم نے انسان کو قابلِ احترام بنایا ہے۔ اتنے بڑے مجمع میں مختلف قوموں کے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے رنگ مختلف ہوتے ہیں ان کی بولیاں علیحدہ ہوتی ہیں۔ عادات الگ ہوتی ہیں ایسی حالت میں کسی پر طعن و تشنیع نہیں کرنا۔ کوئی دل آزاری کی بات نہ کی جائے ولا جدال فی الحج۔ کوئی لڑائی جھگڑا اور تنازع نہ ہونا چاہئے یہ قیمتی سبق ہر جماعت اور ہر معاشرے کو سیکھنا چاہئے اور اس پر عمل کر کے پورا امن قائم کرنا چاہئے۔ اگرچہ ان سب کو مکہ معظمہ کی زیارت کا موقعہ نہ بھی ملا ہو۔

نفس کے ساتھ جنگ جہادِ اکبر ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب میدانِ جہاد سے واپس آیا کرتے تھے تو فرماتے تھے رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر۔ جہاد کا حکم قتل مقاتلہ کے متعلق ہے جن کو جہاد کرنے کا موقع نہ ملا ہو ان کو ہر وقت اپنے نفس کی خواہشات کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ملک و ملت اور دین و مذہب کی مدافعت اور حفاظت کے لئے جہاد کرنے کا حکم ہے فرمایا یہ ایک چھوٹا جہاد تھا جس سے ہم واپس آئے ہیں۔ اب ہم نے ایک اور بڑا جہاد کرنا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا وہ نفس سے مقابلے کا جہاد ہے۔ اس کو جہاد اکبر کہا ہے کیونکہ نفس کے ساتھ لڑائی بہت مشکل کام ہے۔ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا ان اعدیٰ عدوک فی جنبیک۔ سب سے خطرناک دشمن تمہارے پہلو میں ہے۔ وہ تمہیں طرح طرح کے غلط اقدام کرنے پر اکساتا ہے اور فرمایا جاھدوا اھواءکم کما تجاھدون اعداءکم ایسا ہی ہجرت تو ایک دفعہ ہو چکی، لیکن فرمایا المھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ۔ مہاجر وہ ہے۔ جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن کو چھوڑنے کا اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے۔ مومن اور مسلم وہ ہیں جو امن و سلامتی کا موجب ہوں اور فرمایا المومن من امن الناس۔ مومن وہ ہے

بھی نہیں جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ادا کرے۔ بلکہ مومن کی شان یہ ہے کہ اس کے ہاتھ، زبان، کان اور آنکھ سے لوگ امن میں رہیں۔ بات بات پر دوسروں کو طعن و تشنیع کرنے والا۔ دوسرے کے لئے دکھ درد کا موجب بننے والا مومن نہیں ہو سکتا۔ المؤمن خدا کا نام بھی ہے۔ کہ اس ذات کی وجہ سے امن ہے۔ خدا کا بندہ بھی مومن ہے۔ جس کے ہاتھ سے اور جس کی زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اور فرمایا المسلم من سلم الناس۔ مسلم وہ ہے جو لوگوں کے لئے سلامتی کا موجب ہو

جہاد اور حج کی ہدایات زندگی بھر کیلئے قابل عمل ہیں

اسی طرح سے جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کا حکم دیتے تھے۔ تو عام زندگی میں بھی جہاد میں مصروف رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔ ایسا ہی حج بھی چند دنوں کے لئے ہوتا ہے مگر اس میں جو ہدایات تلقین کی گئی ہیں وہ عمر بھر کے لئے قابل عمل ہیں۔ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں کہ اُمتِ محمدیہ پاکیزہ زندگی بسر کرے۔ جب کہا جائے کہ وہ مسلمان ہے تو اس مسلمان کو اپنی مسلمانی کی غیرت ہونی چاہیئے کہ کوئی بے حیائی کا کام اس سے سرزد نہ ہو وہ دوسروں کو گالی نہ دے۔ طعن و تشنیع سے پرہیز کرے۔ تنازع و لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے۔ عورتوں یا مردوں کا لڑنا، جھگڑنا اچھا نہیں۔ لڑائی سے باہم سخت ناراضی پیدا ہوتی ہے۔ تعلق ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جاتا ہے۔

دو چیزوں کی ضمانت سے جنت

زبان بڑی خطرناک چیز ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان اعمال کی کھیتیوں کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے اس لئے نہایت محتاط طرزِ زندگی اختیار کرنا چاہیئے کہ زبان کے غلط استعمال سے اعمال نہ برباد ہو ..... جائیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم دو چیزوں کی ضمانت دے دو تو ہم تم کو جنت کی ضمانت دیتے ہیں ایک زبان اور دوسرے عفت و عصمت کی جگہ کی۔

بڑوں اور چھوٹوں کا اکرام

لوگ گھروں میں چھوٹے بچوں کو گالیاں دیتے ہیں تو بچے ان گالیوں کو سیکھتے ہیں۔ فرمایا یہ ٹھیک نہیں۔ اکرموا اولادکم اپنے لڑکے لڑکیوں، بیٹے بچیوں کی تعظیم و تکریم کرو۔ گھروں میں نوکر چاکر ہیں ان کو انسان سمجھو۔ ان کا اکرام کرو۔ پھر تم مسلمان ہو۔ پھوپھی، چچی، بھائی، بہن کا اکرام کرو۔ پھر تم مسلمان ہو۔ حضرت انس رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔ اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا تو حضور صلعم نے نہیں پوچھا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا اور اگر میں نے کوئی کام کر دیا۔ تو آپؐ نے کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا۔ یہ تو کام کرنے اور نہ کرنے کی بات ہے حضرتؐ نے اس عرصہ میں کبھی اُف تک نہیں کہا۔ دو جہاں کے بادشاہؐ نے زبان پر ضبط اختیار کرنے کا سبق اپنے نمونہ سے سکھایا۔

. . . .

انسان اور حیوان میں فرق

انسان وہ ہے جو مہذب اور خوش اطوار ہو، ورنہ وہ تو حیوان ہے۔ اس کے اندر غیظ و غضب ہے۔ دشمنی ہے۔ عناد ہے۔ وہ ہاتھ پاؤں اور زبان سے دوسرے انسان کو دُکھ دیتا ہے۔ اس کے اندر انسانیت مفقود ہے۔

اعمالِ حج کا اثر

تمام حج کے دنوں میں انسان کیڑے مکوڑے اور جُوں تک کو کوئی مار نہیں سکتا۔ پھر یہاں آکر آدمی کو مارنا اور قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہے وہاں لقطہ (گری پڑی چیز) اُٹھانا بھی منع ہے، تو حج سے واپس آکر مال حرام کو ہاتھ تک نہ لگانا چاہیئے۔ اور اس طرح سے لوگوں کے حقوق تلف کرنا منع ہے۔

خدا ہمارے نیک و بد افعال کو جانتا ہے

فرمایا وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ۔ تم کسی قسم کی نیکی کرو گے۔ خدا کی فرمانبرداری کرو گے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی متابعت کرو گے۔ خیرات کرو گے۔ زکوٰۃ دو گے جو کچھ بھی نیکی کے کام کرو گے، ہم اس کو جانتے ہیں۔ اس کو لکھ لیتے ہیں اور اس کی قدر کرتے ہیں، اس پر انعام عطا کرتے ہیں۔ انسان اپنے محسن کی فرمانبرداری کرتا ہے اور اور چاہتا ہے کہ اس فرمانبرداری کا علم اس کے مالک کو ہو جائے۔ یہاں تو کائنات کے بادشاہ کی فرمانبرداری کا ذکر ہے اور وہ مالک وہ یہاں فرماتا ہے مجھے خوب علم ہوتا ہے کہ کون نیکی کا کام کرتا ہے۔

محسن کی رضا کے لئے قُربانی

جنگِ عظیم میں لوگوں نے محسن گورنمنٹ کی رضا کی خاطر اپنے محبوب فرزند فوج میں بھرتی کر دیئے تھے اور سمجھتے تھے کہ حکام ہمارے ساتھ خوش ہو جائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ محسن کے لئے سب کچھ قربان کر دیا جاتا ہے تو خدا سے بڑھ کر اور کون محسن ہو سکتا ہے۔ اس کے احکام کے پیش نظر ہر طرح کی فرمانبرداری اور قربانی کرنا نہایت مفید ثابت ہوتا ہے خدائے تعالےٰ شکور ہے وہ قدردان ہے۔ وہ زمین و آسمان کا مالک ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ میں تمہارا اور تمہاری نیکیوں کا قدر دان ہوں۔

حج کے لئے زادِ راہ کا حکم

پھر حج کے احکام میں یہ بھی فرمایا وتزودوا کھانے پینے کا سامان ساتھ لے کر جاؤ۔ وہاں بے سروسامان نہ جاؤ کہ لوگوں پر بوجھ بن جاؤ۔ بہت سے لوگ نادار ہوتے ہیں، مگر کسی نہ کسی طرح وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں وہ لوگوں پر بوجھ بنتے ہیں۔ خدا نے حکم دیا ہے تزودوا زادِ راہ لے کر چلو۔

بہترین زادِ راہ تقوےٰ ہے

اس کے ساتھ ہی فرمایا فان خیر الزاد التقوٰی ایک اور چیز اپنے پلے باندھ لو۔ وہ خدا خوفی ہے۔ اور یہ بہترین زادِ راہ ہے۔ اگر تم جسم کے لئے زادِ راہ لے کر چلتے ہو تو اپنی روح کے لئے بھی زادِ راہ لے کر چلو۔ اسی سے انسان زندہ رہتا ہے۔ صرف روٹی سے زندہ نہیں رہتا۔ تقویٰ روحانی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ تقوےٰ قلب و روح کی غذا ہے۔

عرفات میں معرفتِ الٰہی کا منظر

اور یہ قیمتی سبق دیا فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام۔ جب تم عرفات سے واپس آنے لگو مشعر الحرام یعنے مزدلفہ میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کرو۔ عرفات لفظ عرف سے مشتق ہے جس کے معنی پہچاننے کے ہیں عرفات کو اس لئے عرفات کہتے ہیں کہ وہاں پر خدا تعالےٰ کی عظمت و کبریائی کی معرفت نصیب ہوتی ہے عرفات کے میدان میں مختلف قومیں ہوتی ہیں، مختلف رنگ و نسل کے لوگ ہوتے ہیں۔ مختلف عادات و اطوار رکھنے والے جمع ہوتے ہیں۔ جہاں تک حدِ نظر کام کرتی ہے انسان ہی انسان نظر آتے ہیں۔ اس سے خدا کی عظمت سامنے آجاتی ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اور آپ کی شان نظر آتی ہے کہ دنیا جہان کے لوگوں کو ایک ریگستان میں جمع کر دیا ہے۔

توحید کے ساتھ اجتماعی زندگی اور اتحاد کا سبق

اور جہاں ان کو توحید کا سبق دیا وہاں اجتماعی زندگی بسر کرنے کا بھی عملی سبق دیا ہے۔ نہ اس صحرا میں کوئی کشش ہے نہ کوئی دریا ہے، نہ کوئی چشمہ، نہ کوئی اور دلفریب منظر ہے یہاں لاکر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری قوموں کے اختلافات کو ختم کر دینے کا حکم دیا ہے۔ ان میں مساوات و اخوت و اتحاد قائم کر دکھایا ہے۔ اتحاد و اتفاق بڑا مشکل ہے۔ ایک خاندان میں ایک گھر میں اتحاد اور اتفاق پیدا کرنا مشکل ہوتا ہے

مزدلفہ کے اجتماع میں ذکرِ الٰہی اور توحید اور وحدتِ انسانی کا سبق

تو بیان فرمایا ہے کہ مشعر الحرام کے پاس اللہ تعالےٰ کا ذکر کرو۔ مشعر کے معنے یادگار کے ہیں الحرام کے معنی مقدس کے ہیں۔ مزدلفہ میں اژدہام ہوتا ہے جو اجتماعی زندگی کا قیمتی سبق دیتا ہے اور وہاں خدائے واحد کا ذکر ہوتا ہے۔ یعنے توحید خدا متقاضی ہے کہ وحدت انسانیت قائم کی جائے۔ یہ مقام یادگار ہے۔ قابل عزت ہے۔ مقدس ہے حج کے آخری دنوں میں اس مقام پر خدا کا ذکر کیا جاتا ہے۔ فرمایا فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا۔ جب اپنی قربانیاں ادا کر چکو تو اللہ تعالےٰ کو یاد کرو۔

نبی کریم صلعم نے تفاوتِ مراتب اور قومی امتیاز کو دُور کرکے مساوات قائم کی۔

آنحضرت صلعم سے پہلے مکہ میں رواج تھا کہ قریشی لوگ عرفات میں نہیں جاتے تھے اور مزدلفہ میں ہی ٹھہر جاتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ ہم خانہ کعبہ کے مجاور ہیں۔ قریشی ہیں۔ ہماری بڑی شان ہے ہم عزت و عظمت کے مالک ہیں۔ ہم عرفات میں

عام لوگوں کے ساتھ نہیں جائیں گے۔ اس نقصان دہ امتیازی رنگ کو دُور فرمایا۔ یہ نہایت ہی مشکل مگر نہایت اہم کام تھا جو حضورؐ نے انجام فرمایا۔ ولایت میں کوئی عامی آدمی کسی لارڈ کے ساتھ ایک میز پر کھانا نہیں کھا سکتا۔ لارڈ ہیڈلے جب مسلمان ہوئے تو ووکنگ کی مجالس میں میں نے انہیں ایک ہی میز پر عام انگریزوں کے ساتھ بیٹھا پایا۔ اس انگریز نے اسلامی مساوات کا قیمتی سبق سیکھا اور انہوں نے اس امر کو موجب فخر سمجھا۔

آباؤاجداد کے بجائے خدا کا ذکر کرو۔

فرمایا فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم۔ حج کے بعد ایام تشریق میں یہ رواج تھا کہ سب قبیلے ایک جگہ جمع ہو کر اپنے اپنے باپ دادا کی بہادریاں بڑائیاں اُن کے کارنامے ...... اور لوٹ مار وغیرہ بڑے فخر سے سنایا کرتے تھے حضور کی برکت سے اور حضور کے جھنے کے باعث لوگوں نے ان مضر عادات کو ترک کر دیا۔ فرمایا جس طرح تم اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو اسی طرح خدا کا ذکر کیا کرو او اشد ذکراً بلکہ خدا کا ذکر اُن کے ذکر سے بہتر طور پر کیا کرو۔

خانہ کعبہ کی شان اور قبولیت دُعا کا وقت

خانہ کعبہ کی شان کے متعلق فرمایا مثابۃ للناس یعنے اسے بار بار لوگ دیکھنے اور زیارت کرنے آئیں گے۔ اور کسی وقت وہ خالی نہ رہے گا۔ حضرت مولانا نورالدین فرماتے ہیں کہ میں سات آٹھ سال وہاں رہا۔ دن رات کوئی وقت ایسا نہ تھا جب وہاں لوگ عبادت نہ کرتے ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ ایسے وقت جب وہاں کوئی موجود نہ ہو جو دعا کی جائے قبول ہو جاتی ہے میں نے دیکھا کہ لوگ چوبیس گھنٹے طواف کرتے رہتے اور دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ میں بھی تاک میں رہتا تھا کہ کوئی خالی وقت ملے۔ ایک موقعہ مل گیا۔ میں نے اسی وقت دعا کی کہ مالک میں جو دعا کیا کروں قبول ہو جایا کرے۔

عیسائیوں کے شاندار گرجا کی ویرانی

ایک طرف یہ کعبۃ اللہ ہے کہ وہاں ہر وقت عبادت الٰہی ہوتی اور لوگوں کا ہجوم رہتا ہے اور دوسری طرف عیسائیوں کے سب سے بڑے گرجا کو دیکھئے جو اٹلی میں ہے حضرت مسیح نے اپنے ایک شاگرد پطرس کے متعلق فرمایا کہ اس پر میرا گرجا بنے گا۔ پطرس کے معنے چٹان ہیں، چنانچہ یورپ کے تمام بادشاہوں نے مل کر اٹلی میں سینٹ پیٹرس چرچ نامی ایک گرجا بنایا۔ اور اس کی تعمیر کے لئے اپنے خزانے اندیل دیئے یہ بہت بڑا شاندار گرجا ہے۔ شاندار سنہری اور روپہلی کام اس میں کیا گیا ہے، میں اس گرجا کو دیکھنے گیا۔ جب دروازے کے اندر داخل ہوا تو وہاں ایک چبوترے پر سینٹ مارک کا مجسمہ تھا۔ اس کا ایک قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ یہ سیاہ بُت ہے، اس کا قدم چوم چوم کر سفید ہو گیا ہے یہ پہلی چیز میں نے وہاں دیکھی۔ اندر گیا تو بڑی شان و شوکت نظر آئی۔ میں نے گرجا کے محافظ سے کہا کہ میں اتوار کو پھر آؤں گا تاکہ وعظ سے مستفیض ہو سکوں۔ اس نے کہا کہ اتوار کے روز یہاں گرجا نہیں ہوتا۔ میں حیران ہوا کہ کیا بات ہے کہ وہاں عبادت نہیں ہوتی، محافظ نے مجھے بتایا کہ کبھی کسی وقت کوئی بہت بڑی تقریب ہو تو پوپ صاحب یہاں آتے ہیں، ورنہ پوپ صاحب نے محل کے اندر ایک گرجا بنا رکھا ہے۔ اس میں عبادت ہوتی ہے۔ حیرت ہے کہ یورپ کی بے بہا دولت سے بنا ہوا یہ عالی شان گرجا جو نہایت سرسبز اور خوبصورت ملک میں کھڑا ہے وہ عبادت سے محروم و ویران پڑا ہے۔

کعبۃ اللہ کا جذب و کشش

اس کے مقابلہ میں کعبۃ اللہ جو بے آب دگیاہ صحرا میں ہے وہ اس قدر آباد اس قدر با رونق، اس قدر دائمی جذب و کشش رکھتا ہے کہ دنیا جہان کی قومیں وہاں ہر سال ذوق و شوق کے ساتھ آتی ہیں اور توحید الٰہی و وحدت انسانیت کا قیمتی سبق سیکھتی ہیں۔

کعبۃ اللہ کی برکات

کعبۃ اللہ میں کوئی ظاہری کشش نہیں ہے۔ صرف پچاس فٹ مربع اینٹوں کا بنا ہوا ایک کوٹھا ہے جس میں کوئی سنہری اور روپہلی کام نہیں، نہ قیمتی پتھر وغیرہ لگے ہوئے ہیں۔ وہ مرجع خلائق ہے۔ دن رات وہاں رونق ہے۔ اور اس رونق میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ ہر سال لوگ وہاں جاتے ہیں اور بار بار جاتے ہیں۔ یہ امن کی جگہ ہے۔ ایسا امن کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم عرب لوگ اپنے کسی آدمی کے قتل کا بدلہ نہیں چھوڑتے لیکن لو ظفرت قاتل الخطاب ما مسستہ اگر کوئی میرے باپ کا قاتل بھی یہاں مل جائے تو میں اسے ہاتھ لگانے کا مجاز نہیں ہوں۔ اس مقام کا اتنا ادب اور احترام ہے۔ ارشاد الٰہی ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعلمین۔ یہ گھر دنیا جہان کے لئے بنایا گیا ہے۔ یہ مبارک مقام ہے۔ اس کی برکات کبھی ختم نہ ہوں گی یہ ساری دنیا کو سبق دیتا ہے کہ خدا ایک ہے اور تمام انسان برابر ہیں۔

میرا عزم حج

میں نے اس لئے یہ آیات پڑھی ہیں کہ پرسوں میں خود حرمین شریفین یعنے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ میرا ہوائی جہاز شام کے پونے پانچ بجے لاہور سے کراچی کے لئے روانہ ہوگا۔ پھر کراچی سے حج کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ ان آیات کا کچھ حصہ وہاں کے عمل درآمد کے لئے ہے۔ اسی لئے میں نے ان آیات کو پڑھا۔

عملاً خیر امت ہو

خدا تعالےٰ نے اُمت مسلمہ کو بہترین اُمت قرار دیا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس جو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ تمہیں غیرت ہونی چاہیئے کہ جب خدا تم کو خیر امت قرار دیتا ہے تو اپنے آپ پر غور کریں۔ لڑکا لڑکی مرد عورت ہر کوئی اس پر غور کرے۔ کہ خدا نے مجھے خیر امت بنایا ہے۔ میری زبان سے اور میرے ہاتھ سے اور میری آنکھ سے اور میرے کان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جو لوگوں کے لئے نقصان دہ ہو۔ اور پھر دوسروں کے لئے ٹھوکر کا موجب بنے۔

میری حالت

میں دس پندرہ دن سے مغموم رہتا ہوں۔ ایک دو دفعہ جناب الٰہی میں دعا بھی کی ہوں کہ جہاں میں جا رہا ہوں .... وہ آخری مقام ہے وہاں جو کچھ حاصل ہوگا وہ تیری توفیق سے ہی حاصل ہوگا۔ ورنہ وہاں گئے اور خالی ہاتھ آگئے تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔

اجتماعی دُعا

آیئے ہم سب مل کر دعا کریں کہ ہماری قوم پر خدا اپنا فضل کرے۔ ہماری مشکلات کو دُور کرے۔ ہماری تکالیف رفع کرے۔ جو بیمار ہیں اللہ تعالےٰ ان کو اپنی جناب سے شفا بخشے۔ مصیبت زدوں کے مصائب کو دُور کرے۔ ہم خدا پرست نظر آئیں۔ ہم مخلوق خدا کے خادم ثابت ہوں ہم نفع رساں ہوں اور خدا ہم کو تمام قسم کے نقصان دہ اعمال سے اجتناب کرنے کی توفیق دے۔ غرض ہم پکے مسلمان بن جائیں ؏

عہدیداران جماعت لائل پور

محترم جناب سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میاں مولا بخش صاحب مرحوم صدر جماعت احمدیہ لائل پور کی وفات کے بعد صدارت کی خالی شدہ اسامی کو پُر کرنے کے لئے کل مقامی احمدیہ انجمن کا ایک مخصوص اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں بالاتفاق مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے

(۱) صدر:۔ جناب میاں شریف احمد صاحب

(۲) نائب صدر:۔ جناب میاں محمد امین صاحب

(۳) سیکرٹری:۔ ملک نذر حسین صاحب

(۴) جائنٹ سیکرٹری: چوہدری عبدالرزاق صاحب

(۵) خزانچی:۔ میاں مسعود احمد صاحب

(۶) جائنٹ خزانچی:۔ حافظ عبدالرؤف صاحب

دوسرے۔ آپ نے ممبران مجلس معتمدین کی فہرست طلب کی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

(۱) میاں فضل احمد صاحب

(۲) میاں غلام شبیر صاحب

(۳) میاں شریف احمد صاحب

(۴) ملک نذر حسین صاحب

والسلام

ملک نذر حسین

سیکرٹری جماعت احمدیہ لائل پور

بحرِ حکمت کے موتی

ان هو الا وحی یوحی کی تفسیر ہیں جس قدر امت میں علماء و فضلاء اور مجددین و محدثین ہوتے ہیں وہ سب کے سب حضرت نبی کریم صلعم کے فیوض سے ہی روحانی طور پر مستفیض ہوتے رہتے ہیں کیونکہ کوثر درحقیقت حضرت نبی کریم صلعم کو ہی عطا کیا گیا ہے باقی سب امتی خواہ کتنی ہی بڑی شان کے مالک ہوں اسی کوثر کے پانی سے سیراب ہوتے رہے ہیں اس زمانہ میں مجدد منتظر یعنی حضرت مسیح موعود کا دعوے بھی یہی تھا کہ آپ نے جو کچھ حاصل کیا وہ حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے ہی حاصل کیا جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمد صلعم

آپ کا الہام بھی یہی کہتا ہے کل برکۃ من محمد صلعم تبارک من علم وتعلم یعنی ہر ایک برکت مجھے محمد صلعم سے ہی ملی ہے۔ بابرکت ہے سکھلانے والا بھی اور بابرکت ہے سیکھنے والا بھی۔ قرآنی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم اس پر دلالت کرتی ہے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے بخوبی سہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں ان کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۵ اپریل ۱۹۶۶ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ اپریل ۱۹۶۶ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو پھر ۷ اپریل ۱۹۶۶ء کو آپ کے نام کا وی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔

(منیجر پیغام صلح)

فہرست

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۰	4.00	۸۲	12.00
۱۸	4.00	۹۹	12.00
۲۲	6.00	۱۰۱	3.00
۲۳	8.00	۱۱۳	6.00
۳۴	8.00	۱۲۵	4.00
۳۹	6.00	۱۲۸	12.00
۴۴	8.00	۱۴۷	4.00
۴۷	4.00	۱۵۰	3.00
۵۰	3.00	۱۵۷	8.00
۵۶	8.00	۱۷۲	4.00
۵۷	6.00	۲۱۶	12.00
۵۸	12.00	۲۵۱	
۵۹	15.00	۳۰۰	4.00
۶۳	12.00	۳۱۵	6.00
۶۶	3.00	۲۴۲	
۷۳	9.00	۳۴۹	4.00
۷۵	12.00	۳۵۲	12.00
۷۸	12.00	۲۵۴	12.00
۳۶۱	12.00	۲۰۷	12.00
۳۹۹	4.00	۴۱۲	6.00

قرارداد تعزیت

مکرمی ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج اساتذہ و طلباء مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت چوہدری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل ریزولیوشن منظور کیا گیا:-

"اساتذہ و طلباء مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور ماسٹر محمد ادریس صاحب کے والد بزرگوار کی وفات پر انتہائی رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی طاقت عنایت فرمائے۔

ہمیں اس جانکاہ صدمہ میں ماسٹر صاحب کے ساتھ دلی ہمدردی ہے ان کے والد محترم کی بے وقت رحلت سے ان کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔" والسلام

عبدالحق۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور

پیغام صلح مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۶ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۳ - شمارہ نمبر ۱۱

جلد ۵۳ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۷ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۳۰ مارچ ۱۹۶۶ء | شمارہ ۱۲

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰؐ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات:

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۳) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

بعد از موت انسان کن اعمال سے مستفید ہوتا ہے

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلاثۃ الا من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ رواہ مسلم (مشکوٰۃ کتاب العلم)

ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں فرمایا رسول کریم صلعم نے جب انسان موت کے ذریعہ اس دنیا سے اگلے جہان میں منتقل ہو جاتا ہے تو اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔ ہاں تین چیزوں سے فائدہ اٹھاتا رہتا ہے اوّل اپنے اس صدقہ سے جس کا نفع لوگوں کو پہنچتا رہتا ہے۔ پس مومن کو چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی پر عمل کرتے ہوئے دنیا میں محض رضاء الٰہی کے لئے کوئی ایسا کام کر جائے کہ جس سے لوگ ہمیشہ کے لئے مستفید ہوتے رہیں۔

دوسری چیز جو مرنے والے کو اس کی موت کے بعد بھی دائمی طور پر فائدہ دیتی رہتی ہے اس کا علم ہے جس سے وہ اپنی زندگی میں لوگوں کو فائدہ پہنچاتا رہتا ہے یہ ارشادِ نبویؐ ہر عالم کو بہت بڑی بشارت دے رہا ہے اگر وہ عالم اپنے علم کو لوگوں میں پھیلانے کی سعی میں عمر بسر کرتا ہے۔

تیسری چیز جو بعد موت انسان کے اجر میں اضافہ کرتی رہتی ہے وہ اس کی صالح اولاد ہے جو اس کی ترقی درجات کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعا گو رہتی ہے۔ اس ارشادِ نبویؐ سے ظاہر ہے کہ مومن کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرے کہ وہ صالح بن جائے اور اس کے دل میں دعاؤں پر ایمان پیدا ہو جائے اور اس کو یقین ہو کہ اس کے والدین کے لئے اس کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں ضرور قبولیت کا شرف حاصل کریں گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اولاد میں دعائیں کرنے کی عادت بھی ڈالنی چاہیئے، اور یہی محبت کا بیج بھی ان کے دل میں بونا چاہیئے تا دعا کے لئے ان کے دل میں رغبت پیدا ہو۔

قرآن کریم کی اس دعا ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماماً کا بھی یہی مطلب ہے کہ ہم اپنی ازواج اور اولاد کی ایسی تربیت کریں کہ وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوں اور ظاہر ہے کہ مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک تو وہی اولاد ہو سکتی ہے جو نیک اور صالح اور متقی ہو اسی لئے اس کے بعد فرمایا کہ ہم کو متقیوں کا امام بنا یعنی ہمارا اپنا عملی نمونہ ایسا ہو کہ ہمیں دیکھ کر ہماری اولاد متقی بن سکے۔ گویا ان الفاظ میں مومن کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح میں بھی کوشاں رہے اور اولاد کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اس کو نیکی کی راہ سے دور لیجانے کا موجب بنے۔

حضرت ابراہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا

آنحضرت صلعم نے اس کو لہلہاتے کھیت کی طرح دکھایا

خطبہ عید الاضحےٰ جو حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۹۰۰ء کی عید الاضحےٰ کو قادیان میں ارشاد فرمایا

آج عید الاضحےٰ کا دن ہے۔ اور یہ عید ایک ایسے مہینہ میں آتی ہے جس پر اسلامی مہینوں کا خاتمہ ہوتا ہے ابھی پھر محرم سے نیا سال شروع ہوتا ہے۔ یہ ایک سِرّ کی بات ہے کہ ایسے مہینہ میں عید آگئی ہے۔ جس پر اسلامی مہینہ کا یا زمانہ کا خاتمہ ہے اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اس کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آنے والے مسیح سے بہت مناسبت ہے وہ مناسبت کیا ہے:

ایک یہ کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخر زمانہ کے نبی تھے اور آپ کا وجود باوجود اور وقت یعنی گویا عید الاضحےٰ کا وقت تھا۔ چنانچہ یہ امر مسلمانوں کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ آپ نبی آخر الزمان تھے۔ اور یہ مہینہ بھی آخر الشہور ہے۔ اس لئے اس مہینہ کو آپ کی زندگی اور زمانہ سے مناسبت ہے۔

دوسری مناسبت۔ چونکہ یہ مہینہ قربانی کا مہینہ کہلاتا ہے۔ رسول اللہ صلعم بھی حقیقی قربانیوں کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ جیسے آپ لوگ بکری، اونٹ، گائے وغیرہ ذبح کرتے ہو۔ ایسا ہی وہ زمانہ گذرا ہے۔ کہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر خدا تعالےٰ کی راہ میں انسان ذبح ہوئے حقیقی طور پر عید الاضحےٰ وہی تھی۔ اور ان میں ضحٰی کی روشنی تھی۔ یہ قربانیاں اس کا لب نہیں پوست ہیں۔ روح نہیں جسم ہے۔ اس سہولت اور آرام کے زمانہ میں جیسی خوشی سے عید ہوتی ہے اور عید کی انتہائی خوشی اور قسم قسم کے تعیشات قرار دیئے گئے ہیں۔ عورتیں اس روز زیورات پہنتی ہیں۔ عمدہ عمدہ کپڑے زیب تن کرتی ہیں۔ مرد عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں۔ اور عمدہ سے عمدہ کھانے بہم پہنچاتے ہیں اور دنیا مسرت اور راحت کا دن سمجھا جاتا ہے کہ بخیل سے بخیل انسان بھی آج گوشت کھاتا ہے۔ مفلس [illegible] کے پیٹ تو بکروں کے مدفن ہو جاتے ہیں۔ گو اور لوگ بھی کمی نہیں کرتے۔ الغرض ہر قسم کے کھیل کود لہو و لعب کا کام ...... عید سمجھا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ حقیقت کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی۔ درحقیقت اس دن میں بڑا سِرّ یہ تھا کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لہلہاتے کھیت کی طرح دکھایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان بکلی خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اس کی اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے اقربا و اعزا کا خون بھی حقیقت نظر آوے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو جو ایسے پاک ہدایت کا کامل

(باقی دیکھئے ...)

یاد ایام امام الزمانؑ

ہر احمدی کو اپنے اندر وہ خصوصیات پیدا کرنی چاہئیں جو امام الزمانؑ کے اولین مریدوں میں پائی جاتی تھیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے احمدیہ فارم چک $\frac{4}{4-L}$ اوکاڑہ کے جلسہ سالانہ میں مولانا احمد علی صاحب کی تقریر

بی۔ اے۔ سومن کے قلم سے

تعارف

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ماہ مارچ و اپریل میں مختلف مقامات پر سالانہ اجلاس منعقد ہو رہے ہیں

پروگرام کے مطابق پہلا جلسہ احمدیہ فارم چک $\frac{4}{4-L}$ اوکاڑہ میں مورخہ ۲۰ مارچ بروز اتوار منعقد ہوا۔ جس میں مقامی جماعت کے علاوہ اوکاڑہ شہر، چک $\frac{2}{4-L}$، $\frac{27}{2R}$، $\frac{65}{2}$، $\frac{7}{142}$ دھوتی والا اور کوٹ باری کے احباب و خواتین نے شرکت فرمائی۔ مرکز سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب مولوی علی محمد ناقی صاحب مبلغ انجمن اور چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل نے شرکت فرمائی۔

مسجد احمدیہ کے صحن میں شامیانے نصب کئے گئے۔ خواتین کے لئے پردہ کا خاص انتظام کیا گیا تھا۔ پنڈال کے ایک طرف انجمن کی طرف سے شائع شدہ کتب و لٹریچر کا سٹال لگایا گیا اس چک میں یہ پہلا جلسہ تھا جس میں حاضرین کی تعداد تین صد کے قریب تھی۔

اجلاس اول

پہلا اجلاس چوہدری بشیر احمد صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ قاضی طارق محمود صاحب بیلانی جماعت چک $\frac{2}{4-L}$ نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ عبدالخالق صاحب نے حضرت امام الزمانؑ کا منظوم کلام جو

"جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلماں ہے"

ترنم سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

یاد ایام حضرت امام الزمانؑ

اذان بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہ نے حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا آپ کی تقریر کا موضوع تھا "یاد ایام حضرت امام الزمانؑ" قبل مولانا۔ حضرت امیر مرحوم کے داماد نے ... انہوں نے قرآن کریم کی آیت۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیدا ۔۔۔ فقد فاز فوزاً عظیما کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے ۱۸۹۹ء کی ابتدا میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اور اکثر و بیشتر آپ کی زیارت اور صحبت کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ اس زمانہ میں بہت کم لوگ آپ کی جماعت میں شامل تھے۔ وہ سب کے سب بہترین اخلاق اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ حضرت صاحب مہمانوں کے ساتھ بڑے اخلاق اور مروت و محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کے ساتھ مسجد مبارک میں بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ اور مہمانوں کو اپنے ہاتھ سے کھانا پیش کرتے تھے۔ یہی اخلاق آپ نے اپنے مریدوں کے اندر پیدا کیا۔ حضرت صاحب سیر کے لئے صبح سویرے باہر نکلتے تیز تیز قدم اٹھاتے تھے۔ اور راستہ میں مختلف موضوعات پر گفتگو فرمایا کرتے اور بہت سے عقدے حل فرماتے تھے۔

حضرت امام الزمانؑ میں پیر دل ایسا تکبر، گھمنڈ اور رکھ رکھاؤ نام کو بھی نہیں تھا۔ اپنے مریدوں سے بڑے پیار و محبت اور خلوص سے پیش آتے تھے۔ حضرت مسیح وقت نے اپنے نمونہ سے جماعت کے اندر مثالی تقویٰ و طہارت پیدا کیا تھا عبادات میں خضوع و خشوع۔ معاملات میں صدق و صفا۔ تعلقات میں خلوص و محبت تھی۔ ہر ایک کو دوسرے کی فکر رہتی تھی۔ امیر اپنے غریب بھائی کی مال سے مدد کرتے۔ دوسرے بھائی سے مدد کرتے حسن سلوک کا برتاؤ کرتے تھے۔ جماعت کا ہر ایک فرد اپنے رہن سہن سے۔ گذر بسر سے۔ لین دین سے۔ تعلقات سے، عبادات سے، دینی انہماک سے ایک امتیازی خصوصیت رکھتا تھا۔ امیر غریب کا امتیاز کوئی نہیں تھا۔ شیخ رحمت اللہ صاحب بڑے امیر کبیر انسان تھے۔ جب اپنے غریب بھائیوں سے ملتے تو ان ہی میں ... دکھ سکھ کی باتیں کرتے۔ ... ان کی نشست و برخاست میں کوئی ... امتیاز نہ تھا۔

حضرت مولانا نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایک احمدی کی نمایاں خصوصیت ہوا کرتی تھی کہ اس کے اندر اسلامی تہذیب و شائستگی اور اس کی شکل و صورت مشرعانہ ہوتی تھی۔ اس خصوصیت کی طرف اب پھر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ایک دفعہ حضرت امام الزمانؑ نے فرما دیا تھا کہ تمہیں داڑھی کی فکر ہے مجھے ان کے دلوں کی فکر ہے۔ حضرت صاحب کے اس ارشاد کو ہم احمدیوں نے داڑھی منڈوانے کا جواز بنا لیا ہے گویا ہم کو یہ فتویٰ مل گیا ہے۔

مولانا نے حضرت امام الزمانؑ کے زمانہ کے ان حالات کو بیان کرتے ہوئے بطور نصیحت یہ ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ خدا سے تعلق پیدا کیجئے۔ یہی حضرت امام الزمانؑ کی بعثت کا مقصد ہے۔ یہ الٰہی مشن کا ورثہ ہے جو ہمیں ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ خدا سے تعلق پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگر تعلق باللہ کی نعمت حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی اس جگہ مدد کرتا ہے جہاں کوئی بھی اس کا مددگار نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت صاحب کی شخصیت روحانیت سے معمور تھی۔ آپ پر نور ہی نور برستا تھا۔ جو کوئی ان کو دیکھتا لٹو ہو جاتا۔ حضرت صاحب اپنے مریدوں سے اخوت و محبت کا سلوک کرتے تھے۔ یہ امر آج ہم ان سے منور سے لیتے تھے۔ اور ان کے مشوروں کا احترام کرتے اور ان پر عمل بھی فرماتے۔ باہمی مشورہ نہایت ضروری ہے۔ اس میں رحمت اور برکت ہوتی ہے۔ اس سے ترقی ہوتی ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ حضرت صاحب اور آپ کی جماعت پر اول اول بڑی تکالیف آئیں۔ مخالفوں نے ہر طرح سے زچ کیا۔ کفر کے فتوے لگائے سماجی اور معاشی مقاطعے کئے۔ ہر طرح کی ایذائیں دیں مگر احمدی نے سب کچھ برداشت کیا۔ اس کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی نہ ایسا ہی کمزوری کا ثبوت دیا۔ ان کے برخلاف دکھ دینے والوں کے لئے دعائیں کیں۔ حضرت صاحب کے ارشاد کے ...... مطابق ۔۔۔۔ تم لوگوں کی لعنت اور خدا کی لعنت دونوں اکٹھی نہ کرو۔ انہوں نے لوگوں کی لعنت تو قبول کر لی لیکن خدا کی لعنت قبول نہ کی۔

حضرت مولانا نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جماعت کے ہر فرد کو یہ احمدی خصوصیات اپنے اندر دوبارہ پیدا کرنے کی طرف دھیان دینا چاہیئے۔ تم لوگوں کی لعنت دل و جان سے قبول کر لو مگر خدا کی لعنت سے پناہ مانگو۔ خدا سے تعلق پیدا کرو۔ یہ دین و دنیا میں سرخروئی کا موجب ہے۔ اور ...

(باقی رو ئداد صفحہ ۵ و ۶ پر)

کسی کے پاس اسلام کی حقیقی تعلیم نہیں۔ کاش مسلمان اس سے سبق عبرت حاصل کریں۔

جماعت احمدیہ اسلام کی واحد تبلیغی جماعت ہے

ڈیرہ غازی خان سے مسٹر عبدالرحیم جکو صاحب رقمطراز ہیں :-

محترم و مکرم جناب جنرل سیکرٹری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واضح ہو کہ گذشتہ سال حج بیت اللہ کے بعد جب مرکز میں آپ بزرگوں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور چند دن آپ کی مہمان نوازی میں گزار کر مسرت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد آپ سے رخصت ہو کر بہت سے دیگر اسلامی و غیر اسلامی ملکوں کا دورہ کیا جس میں کافی معلومات حاصل ہوئیں۔ قاہرہ میں جامع ازہر اور مدینہ میں ادارہ تعلیم اور بیروت میں وزیر تعلیم مع افسران اور مسلمین سے ملاقاتیں ہوئیں اور متعدد مذہبی مسائل پر گفتگوئیں کی گئیں۔ جن کے بعد انہیں اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا کہ تبلیغ اسلام کی سخت ضرورت ہے اور وہ لوگ اب سوچ رہے ہیں کہ کس طرح سے تبلیغ کی جائے۔ مشکل یہ ہے کہ اگر وہ یہ عقیدہ پیش کریں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور پھر سے آئیں گے تو وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ عیسائی قوم خود ایسے عقیدہ سے بیزار ہو رہی ہے۔ اور اگر ان کی وفات کا ذکر کیا جائے تو مسلمان ناراض ہوں گے۔ میں نے جب ان لوگوں کا یہ خیال سنا تو کہا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں اس کام کو تو ایک جماعت آج سے پچاس سال پہلے سے کر رہی ہے کیا آپ کو معلوم نہیں؟ جب انہوں نے دریافت کیا کہ وہ کونسی جماعت ہے تو میں نے عرض کی کہ وہ احمدیہ جماعت لاہور پاکستان میں ہے۔ اس پر وہ لوگ گھبرا کر کہنے لگے کیا یہ وہی جماعت تو نہیں جو جرمنی اور ووکنگ میں تبلیغ کرتی ہے۔ میں نے کہا یہ بات تو بالکل صحیح ہے مگر صرف وہیں نہیں وہ ساری دنیا میں تبلیغ کرتی ہے اس پر انہوں نے تعجب کیا کہ ایسی جماعت جس پر کفر کا فتوے دیا گیا اتنا بڑا کام کر رہی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ دور سے جو بات سنی جاتی ہے وہ سب صحیح نہیں ہوتی میں نے تو قریب سے اس کے کاموں کو دیکھا ہے تمام امریکہ، یورپ اور افریقہ میں ان کے مبلغ تبلیغ کرتے ہیں۔ ہم سب نے انہیں کی تبلیغ کی روشنی میں اسلام کی صحیح تعلیم پائی ہے۔ اور اسی وجہ سے کافی لوگ پہلے دریچے اسلام لا رہے ہیں۔ اسی طرح ہم نے تمام دنیا کے مسلمانوں کے حالات پر غور کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ احمدیہ جماعت کے سوائے

عید اور قربانی

عید قربان کا دن جسے حدیث میں عید الاضحٰے یا یوم النحر کے نام سے بھی پکارا گیا ہے، اپنے نام ہی سے اس عظیم الشان فرض کی یاد دلاتا ہے جو اسلام کی زندگی کو قائم رکھنے اور اسے ہر قسم کی آفات سے بچانے کے لئے ہر مسلمان پر عائد کیا گیا ہے۔ اس دن جو قربانیاں حیوانات کے ذبیحہ کی صورت میں دی جاتی ہیں وہ اگرچہ اس عظیم الشان قربانی کی یادگار ہیں جو ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ کر دی اور اس طرح احکام الٰہی کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا وہ نقشہ دکھایا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ تاہم یہ نری یادگار ہی نہیں بلکہ اس کے اندر امت مرحومہ کے لئے تصویری زبان میں ایک عظیم الشان سبق ہے۔ جس کی پیروی سے اسلام اور مسلمانوں کی زندگی وابستہ ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کی یاد میں جانور کی گردن پر چھری رکھ کر ہم اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کرتے ہیں کہ جب کبھی ضرورت پیش آئے ہم تیری رضا اور تیرے دین کی حفاظت کے لئے اپنی جان تک دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ عہد اگر ہر مسلمان کے لئے پیش نظر رہے۔ اگر ہر مسلمان عید قربان کے دن سچے دل سے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کرے اور اس کو پورا کرنے کے لئے اپنی ان جوانی خواہشات کو جو رضائے الٰہی کے منافی ہیں ان ناپاک ارادوں اور بد اعمال کو جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ترک کر دے تو یہ دن فی الواقعہ بہت بڑی عید کا دن ہوگا۔

یہ وہ سبق ہے جس کا عملی رنگ، ان لوگوں کی زندگیوں میں نظر آتا ہے جنہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت حاصل کر کے نہ صرف ہر قسم کے عیوب و فواحش کو جو آباؤ اجداد سے ان کی زندگیوں میں رچے ہوئے چلے آتے تھے۔ قربان کر دیا بلکہ ایسے اعلیٰ درجہ کے اخلاق اور ایسی پاکیزہ زندگی اختیار کی جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم میں نظر نہیں آتی۔ یہی نہیں انہوں نے اسلام کی مدافعت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں، اپنے بیٹے اور بھائی قربان کر دیئے۔ اپنے اموال اور عزیز ترین جائدادیں دے دیں اور اس بات کی ذرہ پرواہ نہ کی کہ ہمارے بال بچوں اور اہل و عیال کا کیا حشر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی قربانی کو ضائع نہیں کرتا، ان مقدس انسانوں کی قربانیوں کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ عرب و عجم کی بادشاہت مسلمانوں کے حصہ میں آئی، چین اور انڈونیشیا سے لے کر الجزائر اور سپین تک اسلام کی عظمت کا جھنڈا دنیا میں لہرایا اور انہی کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج اس مہذب دنیا میں اسلام کے نام لیوا ہونے میں ہم فخر محسوس کر رہے ہیں۔

اس قربانی کا ایک نقشہ ہم نے حال ہی میں اس جنگ کے اندر دیکھا جو ایک دشمن اسلام ملک کی طرف سے ہم پر ٹھونسی گئی۔ جس جوانمردی اور دلیری اور شوق شہادت کے ولولہ کے ساتھ پاکستان کے جیالے نوجوانوں نے اپنے پاک مذہب اور وطن مالوف کی مدافعت کی، اور جس حوصلہ اور صبر و استقامت سے پاکستانی شہدا کی ماؤں اور بیواؤں نے رنجیدہ اور غم زدہ ہونے کے بجائے فخر و مباہات کا اظہار کیا، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تاریخ عالم کا ایک سنہری باب بن چکا ہے صرف یہی نہیں بلکہ پاکستانی عوام نے اس موقعہ پر ہر قسم کی اخلاقی برائیوں سے مجتنب رہ کر اخوت و اتحاد کا جو شاندار نمونہ دکھایا وہ بھی اپنی نظیر آپ ہے، کاش یہی حالت جنگ کے بعد بھی قائم رہتی تو آج پاکستان حقیقی معنوں میں پاکستان بن جاتا اور ہماری عید قربان، قربانی کا ایک عملی نمونہ پیش کرتی۔

ایک اور قربانی جس کا مطالبہ اسلام نے ہم سے کیا ہے، وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم ہے اور قرآن کریم نے اس کی تاکید ان الفاظ میں کی ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون

افسوس ہے کہ آج مسلمانوں نے اس حکم کی طرف سے عملاً لاپرواہی اختیار کر رکھی ہے اور جو جماعت اس حکم کی تعمیل میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کھڑی ہوئی ہے اس کی حمایت و تائید کی بجائے اس کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ حضرت مجدد وقت نے بیسیوں زبان سے اس قرآنی حکم کی طرف جو امت مرحومہ کی اصل غرض و غایت ہے بار بار توجہ دلائی اور بتایا کہ

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے، اسی اسلام کا زندہ ہونا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ اس مہم عظیم کے رو براہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے موثر ہے، اپنی طرف سے قائم کرتا اور اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔"

(فتح اسلام صفحہ ۱۶ و ۱۷)

سنا آپ نے؟ حضرت مجدد وقت کی بعثت کی غرض یہی ہے کہ اسلام کی زندگی کیلئے ایک عظیم الشان کارنامہ قائم کیا جائے اور اس راہ میں اگر موت کا فدیہ دینا پڑے تو اس سے دریغ نہ کیا جائے۔ اس فدیہ کے لئے آپ کی دعوت پر ایک چھوٹی سی جماعت کھڑی ہوگئی۔ جو اپنے اموال و جان کے ساتھ اسلام کی نشر و اشاعت میں کوشاں ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کا جھنڈا بلند کرنے میں اسے نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے، تاہم ابھی اس راہ میں بہت سی قربانیوں کی ضرورت ہے اور عید قربان ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس وسیع و عریض دنیا کو کفر و ضلالت کی تاریکیوں سے نکالنے اور اسلام اور قرآن کے نور سے منور کرنے کے لئے ہر قسم کی مالی اور جانی قربانیاں پیش کریں۔

اسی قسم کی ایک قربانی کی طرف ہم اس وقت اپنے قارئین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ ہماری برلن مسجد جس کو جرمن گورنمنٹ اپنے ملک کا زیور سمجھتی ہے۔ گزشتہ جنگ عظیم میں مجروح ہو چکی ہے، اس کی مرمت کر کے اس کی شان کو بحال کرنا اس جماعت کا فرض اولین ہے، حضرت امیر ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قوم کو اس طرف خاص طور پر توجہ دلائی تھی جس پر اکثر احباب نے گرانقدر وعدے کئے اور کئی اصحاب نے نقد رقوم پیش کیں۔ لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ ان رقوم کے وعدے کئے گئے ان میں سے کئی ابھی تک واجب الادا ہیں، ہم ان دوستوں اور بزرگوں سے جنہوں نے اپنے وعدے ایفا نہیں کئے یا جنہوں نے ابھی اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا، اگر یہ عرض کریں کہ عید قربان کے موقعہ پر حیوانی قربانی کے علاوہ اپنے وعدوں کے ایفا اور اس مسجد کی امداد کی قربانی بھی دیں جو سرزمین تثلیث میں اعلائے کلمۃ اللہ کا فریضہ انجام دے رہی ہے تو بے جا نہ ہوگا، یہی عید قربان کی اصل غرض و غایت ہے۔ اور اسی میں اسلام کی زندگی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا راز مضمر ہے۔

صدر چین کا اعلان

آج کل عوامی جمہوریہ چین کے پریذیڈنٹ مسٹر لیو شاؤچی پاکستان کے دورہ پر آئے ہوئے ہیں۔ ان کا خیر مقدم راولپنڈی میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ کیا گیا، صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے اس موقعہ پر آپ سے مسئلہ کشمیر، اعلان تاشقند اور دیگر متعدد عالمی مسائل پر گفتگو کرنے کے علاوہ ایک عشائیہ میں جو صدر چین کے اعزاز میں دیا گیا اس امر کا اعتراف کیا کہ ابتلاء و آزمائش کے موقعہ پر جب پاکستان کے عوام اپنی سلامتی اور آزادی کی جدوجہد میں مصروف تھے، چین کی حکومت اور عوام نے ہماری جو دوستانہ مدد کی ہے پاکستان کے عوام اس پر چین کے بے حد ممنون ہیں اور وہ اس امداد کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

اس کے جواب میں چین کے صدر مسٹر لیو شاؤچی نے یہ اعلان کیا کہ "پاکستان کے عوام اس بات پر مکمل اطمینان رکھنا چاہیئے کہ جب بھی پاکستان کو اپنی قومی آزادی، خودمختاری اور علاقائی سالمیت کے لئے بیرونی جارحیت کا مقابلہ درپیش ہوگا۔ چین کے ۶۵۰ کروڑ باشندے ان کے دوش بدوش ہوں گے۔ اور ان کی ہر ممکن امداد کریں گے، انہوں نے کہا کہ چین کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ کشمیر کا تنازعہ کشمیری عوام کی خواہشات کے مطابق طے ہونا چاہیئے۔"

صدر چین کے یہ بیانات، پاکستان اور چین کی دوستی کو مستحکم کرنے اور پیش آمدہ حالات میں پاکستان کے عوام کے لئے دلی اطمینان کا موجب ہوں گے۔

اعلانِ تعطیل

عید الاضحٰے کی تعطیلات کی وجہ سے دفتر پیغام صلح بھی چار روز بند رہے گا۔ اس لئے ۶ اپریل ۱۹۶۶ء کا پیغام صلح شائع نہ ہو سکے گا، آئندہ پرچہ ۱۳ اپریل کو شائع ہوگا۔ قارئین مطلع رہیں۔

قربانی اور عید اضحیٰ کے مسائل

۱۔ خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے۔ نکمّی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے۔ کوئی عیب نہ ہو، لولا، لنگڑا، کانا، سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو، خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اونٹ میں دس۔

۲۔ قربانی کا وقت دس ذی الحج یعنی عید کے دن نماز عید خطبہ کے بعد سے لے کر ۱۲ر ذی الحج عصر تک ہے ایک کنبہ کی طرف سے ایک بھیڑ یا بکرا کافی ہے۔

۳۔ قربانی کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے۔ یعنی اپنے تمام جذبات حیوانیہ کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے جب تک یہ تقویٰ مدنظر نہ ہو، قربانی کے مقبول ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

۴۔ قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں جن سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

۵۔ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں اور دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

۔ عید کے دن باہم ملنا جلنا، کھانا، پینا، خوشی کرنا منشاء اسلام ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھس رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا اور اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

۔ ۹ر تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ۱۲ر ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک بلند آواز سے تکبیر کہنے کا حکم ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

۔ عید کی خوشی کے موقعہ پر بہت سے لوگ کپڑوں، کھانوں اور بچوں پر روپیہ خرچ کرتے ہیں ایسے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنا وقت کا تقاضا ہے۔ پس

ایک روپیہ فی کس عید فنڈ

میں دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ انجمن نے مساجد فنڈ کے لئے جو اپیل کی ہوئی ہے وہ بھی ہر ایک دوست کے مدنظر رہنی چاہیئے۔ جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

۹۔ قربانی کی کھال خدا کی راہ میں دینا اشاعت اسلام کا بہترین مصرف ہے۔ قصاب کو اُجرت میں دے دینا جائز نہیں۔

قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ

عید اضحیٰ کی مبارک تقریب پر جو دوست قربانیاں دینے کی سعادت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اُنکی خدمت میں درخواست ہے کہ

قربانیوں کی کھالیں یا اُن کی قیمت خزانہ انجمن میں بھیجکر ثواب دارین حاصل کریں مرکزی دفتر میں حسب معمول مقامی جماعت سے کھالیں جمع کر کے بیچنے کا انتظام کیا جائیگا۔ بیرونی جماعتیں بھی اگر ایسا کر سکیں تو بہتر ہو گا۔ ورنہ فرداً فرداً کھالیں بیچ کر ان کی قیمتیں براہ راست یا سیکرٹری صاحبان کی وساطت سے خزانہ انجمن میں بھجوا دی جائیں۔

اس کے علاوہ عید کی خوشی میں سب دوست حسب استطاعت

عید فنڈ

دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

اخبار احمدیہ

مولینا مصری صاحب کی آنکھ کا اپریشن

—— مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کچھ عرصہ سے کراچی تشریف لے گئے ہوئے ہیں، جہاں ۷ر مارچ ۱۹۶۶ء کو پرائیویٹ نرسنگ ہوم میں سرجن ڈاکٹر کرمانی صاحب (ایف آر سی ایس) نے ان کی آنکھ کا اپریشن کیا، جو بفضلہ تعالےٰ کامیاب رہا۔ دس روز بعد آنکھ کی پٹی کھول دی گئی۔ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ان کی بینائی اب ٹھیک ہو گئی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب کی آمد

—— چوہدری محمد سعید بھٹہ صاحب گھانا (مغربی افریقہ) میں ساڑھے تین سال تبلیغ اسلام کرنے کے بعد ۲۳ر مارچ کو بذریعہ خیبر میل لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ لاہور ریلوے اسٹیشن پر جماعت کے اکثر افراد نے پھولوں کے ہاروں کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ چوہدری صاحب دو دن لاہور میں قیام کرنے کے بعد اپنے وطن سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں۔

مولانا احمد یار صاحب کی روانگی

—— مولینا احمد یار صاحب ۲۵ر مارچ کو صبح دس بجے ہوائی جہاز سے تبلیغ اسلام کے لئے فجی روانہ ہو گئے۔ ہوائی اڈہ پر جماعت کے بہت سے افراد ان کی مشایعت کے لئے موجود تھے۔ جنہوں نے پھولوں کے ہار پہنائے اور پرخلوص دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا گیا۔

دعوت عصرانہ

—— ۲۴ر مارچ کو چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ اور مولینا احمد یار صاحب کے اعزاز میں انجمن کی طرف سے دعوت عصرانہ دی گئی۔ جس میں جماعت کے بیشتر افراد شامل تھے۔ اس موقعہ پر بھٹہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے گھانا میں اپنے داخلہ کی خلاف تبلیغی سرگرمیوں کا حال بیان کیا، جو کسی آئندہ اشاعت میں درج ہو گا مولانا احمد یار صاحب نے بھی فیجی کی جماعت احمدیہ کا حال بیان کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں سے مبلغ بھیجنے کا مطالبہ دیر سے آ رہا ہے جس پر انجمن نے مجھے جانے کا حکم دیا ہے، احباب اس نیک مقصد میں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

درخواست دُعا

بہاولپور سے مختار احمد صاحب لکھتے ہیں کہ قبل ازیں بہاولنگر کے احمدی دوست ریاض احمد صدیقی صاحب کے متعلق اطلاع دی گئی تھی کہ وہ دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہیں، خدا کے فضل سے اس عارضہ سے انہیں آرام ہو چکا ہے اور اب ہسپتال میں ان کا اپنڈیسائیٹس کا اپریشن ہوا ہے کمزوری بہت ہے احباب کرام اور بزرگان دین سے ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اور کام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی پانچ علمی خصوصیات

جلسہ سالانہ چک 6/2-L میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کی تقریر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے چک 6/2-L میں جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۰ مارچ ۱۹۶۷ء میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری نے جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اور کام کے متعلق اظہار خیال فرمایا۔ آپ نے آیت استخلاف وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات کی تلاوت کے بعد مزارعین چک کو مخاطب کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔

یہ ضروری ہے کہ آپ بھائی اس انجمن کے حالات و کوائف اور اس کے اعتقادات اور اس کے کام سے بخوبی واقف ہوں تا کہ مالک اور مزارعین میں اتحاد اور یک جہتی پیدا ہو۔ امن شانتی کی فضا ہو۔ ایک دوسرے سے محبت ہو۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ساٹھ سال کے عرصہ میں یہ پہلا اجتماع ہے جو یہاں منعقد کیا جا رہا ہے اتنا لمبا چوڑا وقت ہم نے یونہی ضائع کیا ہے اگر ہم یہ سب کچھ پہلے سوچتے اور کرتے۔ تو انجمن اور مزارعین ہر دو کو فائدہ ہوتا۔ افہام تفہیم کی راہیں صاف ہوتیں۔ ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ بڑھتا۔ امن اور محبت ایسی اور کوئی چیز نہیں ہے۔ تمام انبیاء اور رسولوں کا سلسلہ اسی لئے قائم ہوا تھا کہ بنی نوع انسان میں محبت و اتحاد ترقی کرے۔ بھائی چارا قائم ہو۔ دکھ سکھ کے ساجھی ہوں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں نے ملاقات کا جو یہ سلسلہ اس سال شروع کیا ہے۔ اگر یہ جاری رہا تو اس سے ہم دونوں کو بڑے فائدے ہوں گے۔ انجمن اور آپ کے درمیان اعتماد بحال ہوگا۔ ایک دوسرے کے لئے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات ترقی کریں گے۔ اس طرح آپ انجمن کی خدمت زیادہ خلوص، زیادہ ایثار اور زیادہ محنت و ایمانداری سے سرانجام دیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں انجمن بھی آپ کو مفید کارکن پا کر آپ کی ضرورتوں کی طرف پہلے سے زیادہ متوجہ ہوگی۔ آپ کی معیشت دیہتر سے بہتر بنانے کی سوچے گی۔ اس خطاب کے بعد آپ نے فرمایا:-

اس جماعت کی پانچ علمی و عملی خصوصیات ہیں جو درج ذیل ہیں:-

(۱) تکمیل دین اور ختم نبوت

پر حقیقی ایمان رکھنے والی واحد جماعت! جو تکمیل شریعت کے ساتھ نہ کسی نئے نبی کے آنے کی قائل ہے اور نہ کسی پرانے نبی کے نزول کی۔

(۲) اتحاد بین المسلمین کی واحد نقیب

جو نہ صرف ہر کلمہ گو کو مسلمان کہتی ہے بلکہ تکفیر سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

(۳) اشاعت اسلام اور علوم قرآنیہ کی اولین علمبردار

کہ جس نے نہ صرف مسلمان قوم میں اسلامک آئیڈیالوجی پر ایمان پیدا کر دیا بلکہ مغربی دنیا کو حقیقی اسلام سے روشناس کر کے طلوع الشمس من مغربھا کا معجز نما نظارہ دکھلا دیا ہے۔

۴۔ اصلاح ملت کی داعی

احیاء دین و اصلاح ملت کے عالی مقاصد مجددین کی آسمانی بعثت اور ان سے روحانی تعلق سے وابستہ ہیں۔ اس لئے یہ جماعت ہر مسلمان کو چودھویں صدی کے مامور من اللہ کے فیوض روحانی سے استفادہ کرنے کی پُر زور داعی ہے۔

۵۔ صحیح اسلامی جمہوریت

کو اپنے نظام کو قائم کرنے والی واحد جماعت! کہ جہاں پیر پرستانہ و غلامانہ ذہنیت کا گزر نہیں بلکہ جس کے نظام میں بموجب الوصیت بانی سلسلہ معاملات اسلامی شوریٰ سے طے پاتے ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے ان خصوصیات کو قرآن سنت، تاریخ اسلام، کوائف مجددین اقوال آئمہ دین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی و معتقدات کی روشنی میں بڑی دلیل و تفصیل سے بیان فرمایا۔ اور جماعت کی پچاس سالہ تاریخ سے اس کی دینی خدمات، یورپ میں اشاعت اسلام، تراجم قرآن کریم، مغربی افریقہ میں تبلیغی مراکز کا قیام، تعمیر مساجد، غیر مذاہب پر اسلام کی فوقیت پر مفصل روشنی ڈالی اور کہا کہ یہ کام خدا کے لئے ہو رہا ہے۔ آج یورپ و امریکہ ... قائم کرنے کے سلسلہ میں چنانچہ خدا نے جماعت کے اس الٰہی مشن میں بڑی برکت دی ہے۔ اس جماعت کے ذریعے مغرب میں اسلام کا بول بالا ہوا مغرب کے بڑے ...

سابق خلیفہ ربوہ کے بیان پر تبصرہ

ایک اعتراض کا جواب

ملک الٰہی بخش صاحب راولپنڈی نے گذشتہ سال میاں محمود احمد صاحب کے عدالتی بیان پر پیغام صلح کی کئی اشاعتوں میں جو تبصرہ کیا تھا، اس کو انہوں نے کتابی شکل میں شائع کیا ہے، اس پر ایک صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ ایسی حالت میں کہ میاں محمود احمد صاحب وفات پا چکے ہیں، ان پر کچھ لکھنا مناسب نہیں ان کے اعتراض کے جواب میں ملک صاحب نے ذیل کا خط انہیں لکھا ہے:-

اخویم محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ کا شکریہ۔ رسالہ تبصرہ آپ کو جواب پر بھیجا تھا۔ اگر آپ نے اس رسالہ کا مطالعہ کر لیا ہے تو آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ مضمون خلیفہ صاحب مرحوم کی زندگی میں پہلے کئی ماہ تک اخبار پیغام صلح میں چھپتا رہا۔ پھر کتابی شکل دے دی گئی۔ اگر مجھے

. . . .

. . . .

. . . .

معلوم ہوتا کہ خلیفہ صاحب مرض الموت میں گرفتار ہیں اور جلد فوت ہو جائیں گے اور اس قابل نہ ہو سکیں گے کہ میری درخواست پر عمل میں تبدیلی کرا سکیں گے تو میں شاید کتاب نہ چھپاتا اگرچہ جو کچھ لکھا ہے وہ خلیفہ صاحب کے عقائد کی تائید میں لکھا ہے جو انہوں نے عدالت کے روبرو بیان کئے کیونکہ وہ وہی عقائد ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے اور جماعت لاہور کے ہیں۔ البتہ ان عدالتی بیانات کی بناء پر ان کے سابقہ عام مروجہ عقائد کو غلط ثابت کیا ہے۔ جن کی بناء پر وہ مسلمانوں کو کافر خارج از دائرہ اسلام قرار دینے اور حضرت اقدس کے ماننے والے لاہوری احمدیوں کو فاسق کہتے ہیں اور ان کے یہ فتوے حضرت اقدس کے عمل اور حکم کے سراسر خلاف ہیں۔ عام مسلمانوں کو تو ایسا کافر سمجھتے ہیں جیسا ہندو یا عیسائی۔ اس لئے اس کے لازمی نتیجے کے طور پر ان سے رشتہ ناطہ، ان کے ساتھ نماز، سلام اور نماز جنازہ حرام سمجھتے ہیں۔ اور لاہوری احمدیوں کی اقتداء میں نماز جائز نہیں سمجھتے انہیں منکر خلافت قرار دے کر فاسق کہتے ہیں۔ میری غیرت تو تقاضا کرتی ہے کہ میں کم از کم اپنے بارہ میں تو ان کے عقیدہ کی تردید کروں۔ اس لئے مجھے اس میں آپ کی رائے سے اختلاف ہے۔ کہ ان الزام کو کسی کے پیچھے رہنے دیا جائے۔ پھر اس سے زیادہ ضروری اس لئے بھی ہے کہ خلیفہ صاحب مرحوم نے حضرت امام زمان کی طرف ایسے بے بنیاد عقائد منسوب کئے ہیں جو اوّلاً اور ابتداءً مخالف اور مکفر علماء نے منسوب کر کے کفر کا فتویٰ تیار کیا تھا۔ مگر حضرت اقدس ان اعتراضات کی تردید کر کے اس کو سراسر کذب اور افتراء قرار دے گئے ہیں۔ اب اگر مخالفین کے ان اعتراضات کو متبعین صحیح مان کر حضرت کی طرف منسوب کریں تو کیا ہمارا یعنی ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ فرض نہیں ہو جاتا کہ وہ حضرت اقدس کے وکیل بن کر مخالفت اور مریدین کے ان ناجائز اعتراضات کو خود حضرت اقدس کے حوالوں سے غلط ثابت کریں۔ اور حضرت اقدس کو صادق اور سچا۔

میں نے تبصرہ لکھنے کی وجہ بھی درج کر دی ہے۔ تفصیل رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ خدا تعالےٰ خلیفہ صاحب مرحوم کو جزائے خیر دے کہ وہ عدالت کے روبرو اپنے غیر اسلامی عقائد اور فتاویٰ سے دستبردار ہو گئے اور ہمارے عقیدہ کو صحیح تسلیم کر لیا۔ مگر ان نئے عقائد کے مطابق اپنے عمل میں تبدیلی نہ کی جس کی وجہ سے ربوی حضرات یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحب نے عدالت میں وہی کچھ کہا جو وہ پہلے کہتے اور عقیدہ رکھتے تھے۔ اسی لئے نہ وہ سابقہ عقیدہ سے منحرف ہوئے اور نہ عمل میں تبدیلی کی ضرورت ہے برادر محترم! ربوی حضرات کے اس رویہ کے خلاف میں نے صرف یہ کیا ہے کہ پہلے عدالتی سوال۔ اس کے متعلق خلیفہ صاحب کا جواب پھر ان کا سابقہ اعتقاد اور پھر حضرت اقدس کے ارشادات کو اسی ترتیب سے لکھ کر ثابت کیا ہے کہ خلیفہ صاحب کے پہلے اعتقادات تو حضرت اقدس کے اعتقادات کے بالکل برعکس تھے لیکن عدالت میں دیئے ہوئے بیانات حضرت اقدس اور لاہوری جماعت کے عقیدہ کے عین مطابق ہیں۔ تبصرہ میں خود خلیفہ صاحب کے اپنے پہلے شمار حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ جس طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے بے بنیاد الزامات حضرت اقدس کی طرف منسوب کئے تھے اور

عیسائیت کا بڑھتا ہوا فتنہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے چیلنج ہے

عقیدۂ حیات مسیح عیسائیت کی تقویت اور اسلام کے ضعف کا موجب ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام غلبۂ اسلام کا شاندار کام سرانجام دے رہی ہے

رپورٹ جلسہ چک 6/4-L مرتبہ بی اے سوز

جلسہ سالانہ چک 6/4-L اوکاڑہ کی دوسری نشست میں جو ۲۰ مارچ ۱۹۶۶ء تین بجے بعد دوپہر جناب چوہدری غلام باری چیمہ صاحب ریٹائرڈ انکم ٹیکس کمشنر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ سب سے پہلے جناب چوہدری عبدالحمید صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی جس کے بعد مولوی علی محمد صاحب اجمیری مبلغ جماعت احمدیہ لاہور نے "وفات مسیح ناصری علیہ السلام" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں مولوی صاحب نے قرآن کریم، احادیث نبوی، تعامل صحابہ کرامؓ، اولیائے امت کے معتقدات اور بزرگان دین کے فرمودات سے ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اپنے الٰہی مشن میں کامیاب و کامران ہو کر طبعی طور پر وفات پا چکے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جب از روئے قرآن و حدیث، حضرت مسیحؑ کا اس جسم عنصری کے ساتھ صعود ہی ثابت نہیں تو نزول مسیح کا مروجہ عقیدہ بھی قرآن و سنت اور اجماع صحابہ کرامؓ کے خلاف ہے۔ اس عقیدہ سے اسلام پر ضعف آتا ہے اور عیسائیت کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

مسیح موعود امت محمدیہ سے

اس غلط عقیدہ کو خیرباد کہہ کر ظہور مسیح کے اس عقیدہ کو ماننا چاہیئے اور اس کا پرچار کرنا چاہیئے جو احادیث نبوی کی رو سے ثابت ہے، متبادرات سے ثابت ہے، واقعات سے ثابت ہے اور ان کے اثرات و نتائج سے ثابت ہے۔ اس ضمن میں مولوی صاحب موصوف نے حدیث نبوی امامکم منکم کی روشنی میں آمد مثیل مسیح کے متعلق حضرت امام الزمان علیہ السلام کے دعویٰ مقام کا ذکر کرتے ہوئے تفصیل سے اس کی وضاحت کی کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت کا ہی کوئی فرد ہونا چاہیئے کیونکہ اس امت کی اصلاح کا فریضہ اور معلم حقیقی تو آنحضرت صلعم کی ہی ذات بابرکات ہے۔ مکمل متن آئندہ اشاعت میں ملاحظہ ہو۔

فتنہ عیسائیت ۔ اسلام کیلئے چیلنج ہے

اجمیری صاحب کی تقریر کے بعد حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی محقق اسلام نے "اسلام اور موجودہ عیسائیت کی کشمکش" پر اپنے خیالات گرامی کا اظہار کرتے ہوئے آیت قرآنی بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وھو محسن فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کی تورات، انجیل، قرآن اور تاریخ کی روشنی میں بڑی لطیف تفسیر بیان فرمائی۔ اور آخر میں اس بات پر زور دیا کہ عیسائیت کا روز افزوں فتنہ ان ممالک اسلامی میں اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے چیلنج ہے اگر دنیا میں عزت سے بچنا چاہتے ہو تباہی سے بچنا چاہتے ہو اور اپنی آخرت سنوارنا چاہتے ہو تو ہم مسلمانوں کو پورے ایمان، پورے جوش اور اپنے تمام وسائل بروئے کار لا کر اس فتنے کا استیصال کرنا چاہیئے۔ یہ فتنہ ملک میں پرورش پا رہا ہے اور قوم کو گھن کی طرح کھائے جا رہا ہے۔ مسلمانوں خصوصاً اس جماعت کے لئے ازبس ضروری ہے کہ حقائق و علم اور دلائل و حکمت اور موعظت سے اس فتنہ کا سدباب کریں۔

صدارتی تقریر

حضرت مولانا کی پُرمعارف تقریر کے بعد صدر جلسہ مکرم چوہدری غلام باری چیمہ صاحب ریٹائرڈ انکم ٹیکس کمشنر نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا گزشتہ پچاس سال میں جو قابل فخر کام کیا ہے اور جو اب تک اس ذریعہ میں بڑے جوش و خروش کے ساتھ منہمک ہے۔ وہ اسلام کی تاریخ احیاء میں ایک سنہری باب ہے۔ اس جماعت نے جہاں اخوت اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور فرقہ وارانہ تصور کو باطل ثابت کیا وہاں مسلمانوں میں صحیح اسلامی عقاید کی تجدید و ترویج کی۔ ممالک غیر خصوصاً یورپ میں اعلائے کلمۃ الحق کی آواز بلند کی۔ اور غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کیا۔ توحید و رسالت کا علم بلند کیا اور غلبۂ اسلام پر ایسا دلائل دکھ کر دلائل و براہین سے اسے دوسرے مذاہب پر غالب ثابت کیا یہ اس صدی کا ایسا شاندار کام ہے جو گزشتہ اسلامی تاریخ میں نظر نہیں آتا۔ اور شاید آئندہ کبھی اس کے ہم پلہ کوئی تحریک قائم نہ ہو سکے گی۔ اس جماعت نے ذرائع و وسائل کی قلت کے باوجود اسلام کی اشاعت میں نمایاں حصہ لیا اور اسلام پر مفید اور بے نظیر لٹریچر تیار کیا ہے۔ مغرب کے ظلمت کدوں کو اسلام کی روشنی سے منور کیا ہے۔ اور آج افریقہ کے ظلمت کدوں کو اسلام کے نور سے منور کرنے میں کوشاں ہے خدا تعالیٰ اس کی مساعی میں برکت ڈالے۔ اس جماعت نے وہ کام کیا ہے جو کوئی اسلامی حکومت بھی نہیں کر سکی۔

آپ نے فرمایا میں ایک دفعہ انگلستان گیا تھا۔ وہاں مجالس ہوتی ہیں اور ان کو ریڈیو پر اور ٹیلیویژن پر نشر بھی کیا جاتا ہے۔ ایک مجلس میں نے سنی۔ کسی نے سوال کیا What is Quran قرآن کیا ہے۔ اس میں بڑے بڑے لوگ شامل تھے کسی کو اس کا جواب نہ آیا۔ جب میں نے یہ سنا تو میں بہت شرمندہ ہوا۔ اور ندامت ہوئی کہ اس سے زیادہ افسوس کا اور کیا مقام ہے کہ ہم مسلمانوں کی غفلت سستی اور کوتاہی سے یہ دنیا اسلام سے ناواقف ہے مسلمان کو خدا نے مبلغ اور مجاہد بنایا ہے۔ دین اور دین کی اشاعت اس کا اوڑھنا بچھونا ہے یہ جماعت مغرب اور دنیا کے دوسرے خطوں میں اشاعت اسلام کا کام کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس دنیا میں اجر کمانے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے کہ اس جماعت کے ساتھ شامل ہو کر توحید و رسالت کو دنیا میں پھیلائیں۔ اور دین اور ملت کی خدمت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم اس جماعت کے ساتھ عملاً شریک ہو کر اس کے ممد و معاون بنیں۔

اختتامی دعا

آخر میں صدر جلسہ نے دعائے خیر فرمائی اور بعد ازاں بابا اللہ رکھا صاحب امام مسجد کوٹ باری صاحب نے دعا کی۔ کہ اے مالک کل مختار کل قادر پروردگار۔ اس انجمن نے اس جگہ جلسہ منعقد کر کے ہمیں اسلام کی صداقتیں اور اس کے روح افزا حقائق سنائے ہیں۔ اسے خدا ان کو ان کے کام میں توفیق دے۔ طاقت دے۔ ہمت دے۔ ان کو جزائے خیر دے کہ یہ تیری راہ میں اپنی زندگی۔ اپنا مال صرف کر رہے ہیں۔ ان کے ذرائع وسیع کر۔ ان کے مشن کو اپنے فضل سے اور مسلمانوں کے تعاون سے تقویت دے تاکہ تیرا سچا دین اسلام دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے۔ اور تیرے رسولؐ کا بول بالا ہو۔ یہ لوگ یہاں بار بار آئیں اور ہماری روحانی غذا کا سامان مہیا کریں اے میرے قادر خدا یہ عاجز بوڑھا تیری درگاہ میں درخواست کرتا ہے کہ اس انجمن کو اپنا فضل اور توفیق بخش کہ وہ تیرے فرض کو بہ احسن انجام دیں۔ آمین ثم آمین۔

دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ منتظمین جلسہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بڑی مستعدی، جوش اور فرض شناسی کا ثبوت دیا۔ حاضرین اور مہمانوں کے ہر آرام و اطمینان کا خیال رکھا۔ اور ان کی ہر طرح مدارات کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعویٔ نبوت منسوب کرنا تہمت ہے

جماعت احمدیہ چک 6/4-L کے جلسہ سالانہ میں حضرت مولانا احمد علی صاحب کی ایمان افروز تقریر کے بعد چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل نے ختم نبوت کے موضوع پر مدلل تقریر فرمائی۔ قرآن و سنت اور حضرت امام الزمان کے معتقدات کی روشنی میں اس موضوع پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور فرمایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ حضور صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ قرآن آخری کتاب ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانیت کے لئے آخری پیغمبر ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت مرزا صاحب جن کا دعوےٰ خادم رسول اللہ اور صحابہ کرامؓ کے خاک پا ہونے کا ہے ان کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرنا ایک بہت بڑی جہالت اور تہمت ہی نہیں بلکہ دین کو بچوں کا کھیل بنانا ہے اور حضرت صاحب کے مقام اور ان کے کام کی ناقدری ہے۔ چوہدری صاحب موصوف کی یہ تقریر کسی آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

ملفوظاتِ حضرت مسیحِ موعود

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

تم نے کیسی قربانی ہوئی۔

خونوں سے جنگل بھر گئے۔ گویا خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ باپوں نے اپنے بچوں کو۔ بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا، اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جاویں تو ان کی راحت ہے۔ مگر آج غور کرکے دیکھو کہ بجز ہنسی اور خوشی اور لہو و لعب کے روحانیت کا کونسا حصّہ باقی ہے۔ یہ عید اضحے پہلی عید سے بڑھ کر ہے۔ اور عام لوگ بھی اس کو بڑی عید کہتے ہیں۔ مگر سوچ کر بتلاؤ کہ عید کی وجہ سے کس قدر ہیں جو اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور روحانیت سے حصّہ لیتے ہیں۔ اور اس روشنی اور نور کو لیتے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضحی میں رکھا گیا ہے۔

عید رمضان اصل میں ایک مجاہدہ ہے۔ اور ذاتی مجاہدہ ہے۔ اور اس کا نام بذل الروح ہے۔ مگر یہ عید جس کو بڑی عید کہتے ہیں۔ ایک عظیم الشان حقیقت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور جس پر افسوس کہ توجہ نہیں کی گئی۔ خدا تعالے نے جس کے رحم کا ظہور کئی طرح پر ہوتا ہے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہ بڑا بھاری رحم کیا ہے کہ اور اُمتوں میں جس قدر باتیں پوست اور قشر کے رنگ میں تھیں۔ ان کی حقیقت اس اُمتِ مرحومہ میں دکھلائی ہے۔

(الحکم ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء)

دفاعی فنڈ میں گرانقدر عطیہ

سیّد اسد حسین شاہ صاحب کل دفتر میں تشریف لائے تھے۔ انہوں نے احمدیہ مارکیٹ کو بھی دیکھا۔ دورانِ گفتگو میں مجھے یہ علم ہو کر بے حد مسرت حاصل ہوئی کہ شاہ صاحب موصوف نے دفاعی فنڈ میں اپنی مسلم ٹاؤن والی کوٹھی حکومت کے حوالہ کر دی ہے۔ یہ قربانی و ایثار بے نظیر ہے۔

ڈاکٹر اللہ بخش
آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور

بزرگانِ سلسلہ کی بہترین یادگار

حضرت اقدس مسیح موعود سے تعلق رکھنے والے اکثر اصحاب جو وفات پا گئے ہیں اپنے بعد اپنا علمی ورثہ کتب کی صورت میں چھوڑ گئے ہیں۔

نہ صرف جماعتی نقطۂ نظر سے ان کا محفوظ رکھنا ضروری ہے بلکہ یہ کتب ان بزرگوں کی بہترین یادگار بن سکتی ہیں۔ قبلہ والد صاحب مرحوم حضرت مولینا عزیز بخش صاحب کی وفات پر ان کی اولاد سے ان کی لائبریری مرکزی کتب خانہ کو دے دی تھی چنانچہ کتب خانہ میں ایک حصّہ حضرت مرحوم کے نام پر رکھدیا گیا ہے۔

اب جبکہ احمدیہ ہال کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اس کی گیلری میں کتب سلسلہ کی حفاظت اور زیبائش کا بہترین و اعلےٰ انتظام کیا جا رہا ہے ان دوستوں کی خدمت میں التماس ہے جن کی تحویل میں ان کے بزرگوں کی کتب موجود ہیں کہ اگر وہ اس علمی ورثہ کی بہترین یادگار اور صدقہ جاریہ قائم کرنے کے خواہشمند ہوں تو اس خاکسار کو اطلاع دیں کہ ان کے پاس کتنی کتب موجود ہیں جو وہ بطور عطیہ دے کر یادگار قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ بر وقت مناسب انتظام کیا جا سکے ورنہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ مفید مجموعہ کتب ضائع ہو جاتا ہے۔

(ڈاکٹر اللہ بخش) آنریری جنرل سیکرٹری

درخواستِ دُعا

الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے صحت یاب ہو کر آرام اور تبدیل آب و ہوا کیلئے راولپنڈی تشریف لے گئے ہیں اور احباب کرام سے صحت کاملہ کیلئے دعا کے خواستگار ہیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰۸
تارکا پتہ :- "تبلیغ" لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۱۴ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۶۶ء | نمبر ۱۳ شمارہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
(۳) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۴) سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں
(۵) سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

بحرِ حکمت کے موتی

بندہ کی مختلف انواع کی نیکیوں پر خدا کی طرف سے مختلف انعامات
تلاوت کتاب اللہ کی برکات اور عمل اور نسب میں فرق

مولینا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

عن ابی ھریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلعم من نفّس عن مؤمن کربۃً من کُرَبِ الدُّنیا نفّس اللہُ عنہ کُربۃً من کُرَبِ یوم القیامۃِ ومن یسّر علیٰ مُعْسِرٍ یسّر اللہ علیہ فی الدنیا والآخرۃ ومن ستر مُسلمًا سترہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ واللہ فی عون العبدِ ما کان العبد فی عون اخیہ ومن سلك طریقًا یلتمس فیہ علمًا سهّل اللہُ لہ بہ طریقًا الی الجنۃِ وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون الکتابَ اللہِ ویتدارسونہ بینھم الا نزلت علیھم السکینۃ و غشیتھم الرحمۃُ وحفّتھمُ الملائکۃُ وذکرھمُ اللہ فیمن عندہٗ ومن بطّأ بہ عملہٗ لم یُسرِع بہ نسبہٗ رواہ مسلم (المشکوٰۃ کتاب العلم)

ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا جو شخص مؤمن کی دنیاوی تکالیف اور مصائب میں سے کسی تکلیف اور مصیبت کو دُور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تکالیف دُور کر دے گا اور جو شخص کسی تنگدست کے لئے آسانی اور سہولت کے سامان پیدا کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دُنیا اور آخرت میں آسانی اور سہولت کے سامان پیدا کر دے گا اور جو شخص کسی مومن کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ بندوں کی مدد میں اس وقت تک رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے اور جو شخص ایسے طریق پر گامزن ہوگا جس پر چلنے کی غرض اس کی تلاشِ علم ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کی طرف راستہ ہموار کر دے گا۔ کسی قوم کے افراد اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع نہیں ہوتے اس حالت میں کہ وہ کتاب اللہ کی تلاوت میں مشغول ہوں اور آپس میں ایک دوسرے سے پڑھتے اور پڑھاتے ہوئے مگر ان پر خدا کی سکینت کا نزول ہوتا ہے اور خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور ملائکہ ان کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے

باقی برصفحہ ۱۲ کالم ۳

قرآن کریم ـــــ نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان معجزہ

ارشادات حضرت مجدد زمانؑ بر موقعہ عید الاضحٰے ۱۹۰۰ء

سورۃ الفاتحہ میں جو خدا تعالیٰ کی یہ چار صفات بیان ہوئی ہیں کہ ربّ العالمین الرحمٰن الرحیم مالك یوم الدین۔ اگرچہ عام طور پر یہ صفات الٰہی عام ہیں۔ لیکن ان کے اندر حقیقت میں پیشگوئیاں ہیں جن پر کہ لوگ بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں صفتوں کا نمونہ دکھایا۔ کیونکہ کوئی حقیقت بغیر نمونے کے سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ ربّ العٰلمین کی صفت نے کس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نمونہ دکھایا۔ آپ نے عین ضعف میں پرورش پائی۔ کوئی موقع مدرسہ مکتب کا نہ تھا۔ جہاں آپؐ اپنے روحانی اور دینی قویٰ کو نشوونما دے سکتے۔ کبھی کسی تعلیم یافتہ قوم سے ملنے کا موقعہ ہی نہ ملا۔ نہ کبھی موٹی سوٹی تعلیم کا ہی موقع پایا۔ اور نہ فلسفہ کے باریک اور دقیق علوم کے حاصل کرنے کی فرصت ملی۔ پھر دیکھو کہ باوجود ایسے مواقع کے نہ ملنے کے قرآن شریف ایک ایسی نعمت آپ کو دی گئی۔ جس کے علوم عالیہ اور حقہ کے سامنے کسی اور علم کی ہستی ہی کچھ نہیں۔ جو انسان ذرا سی سمجھ اور فکر کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھیگا اس کو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کے تمام فلسفے اور علوم اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ اور سب حکیم اور فلاسفر اس سے بہت پیچھے رہ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر دو عظیم الشان نبی گذرے ہیں۔ ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ مگر ان دونوں کو تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ ان میں سے کسی کی نسبت نبی اُمّی ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا گیا۔ یہ تحدی اور دعوےٰ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہوا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ما کنت تدری ما الکتٰب ولا الایمان ولٰکن جعلنٰہ نورًا نھدی بہٖ من نشاء من عبادنا الی الآیۃ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو گویا شاہزادوں کی طرح تعلیم پائی تھی۔ اور فرعون کی گود میں شاہانہ نشو و نما پایا ان کے لئے اتالیق مقرر کئے گئے۔ کیونکہ اس زمانہ میں بھی اتالیق مقرر ہوتے تھے۔ اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصرت ملتا تو فرعون کے بعد گدی نشین آپ ہی تھے۔ اور اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو نعوذ باللہ آپ کو فرعون بھی بننا تھا۔

یاد رہے کہ فرعون کا لفظ بُرا نہیں۔ اصل میں شاہانِ مصر کا یہ لقب تھا۔ جس طرح پر قیصر و کسریٰ شاہانِ روم و ایران کا لقب تھا۔ اور جس طرح پر آج زارِ روس اور سلطانِ روم کا لقب ہے۔ میرا مطلب اس بیان سے صرف یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا ارادہ سلسلہ شروع کرنے کا ...

(الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء ۱۰ ۲)

حضرت امیر ایدہ اللہ کی روانگی حج کے مختلف مناظر

حضرت امیر ایدہ اللہ ہوائی اڈہ پر
حلقہ احباب میں

ہوائی جہاز پر چڑھنے سے پہلے
آپ کے پیچھے ہوائی اڈہ کے کٹہرہ کے ساتھ
رخصت کرنے والے احباب کثیر تعداد میں کھڑے ہیں

→

حضرت امیر ہوائی جہاز کی سیڑھیوں پر

↓

حضرت امیر ایدہ اللہ اور حج پر جانیوالے دیگر احباب

شیخ محمد طفیل صاحب سابق امام ووکنگ ۴ اپریل کو مدینہ منورہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ

''الحمد للہ ۔ حضرت مولینا صدرالدین صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ شیخ فاروق احمد صاحب ، ان کی اہلیہ محترمہ، ان کی ہمشیرہ صاحبہ ، مولوی عبدالمجید صاحب ، خواجہ صلاح الدین محمود صاحب، ان کی اہلیہ اور خاکسار نے حج کے تمام ارکان بخیر و خوبی انجام دیئے،،

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۶۶ء

مساوات، اخوت اور امن کا پیغام

حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دنیا کے لئے جن برکات و ہدایات کا موجب ہوئی اُن کے پیشِ نظر بارگاہ الٰہی سے آپ کو بجا طور پر رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا گیا۔ اُس وقت بھی جب آپ نے عرب کی سرزمین میں ظہور فرمایا دنیا طرح طرح کے جھگڑوں، ہر قسم کی بد اعمالیوں اور تفریقات میں پھنسی ہوئی تھی، جس کو قرآن کریم نے ظھر الفساد فی البرّ والبحر کے جامع الفاظ میں بیان کیا ہے، اور آج بھی اسی قسم کے جھگڑے اور تنازعات اسی قسم کی بد اعمالیاں اور تشتت و افتراق دنیا میں پھیلا ہوا ہے، جس کی وجہ سے ہر ملک، ہر قوم اور ہر فرد ایک دوسرے سے برسرِ پرخاش ہے اور دنیا کا امن تباہ و برباد ہو چکا ہے۔

اسی قسم کے حالات میں ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شان رحمۃ للعالمین کے تقاضا سے۔۔۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک ایسا منشور دنیا کو دیا جو ہر قسم کی تفریقات کو مٹانے، تمام بدیوں اور برائیوں کو جڑ سے اکھیڑنے اور۔۔۔ نسلِ انسانی کو ہر قسم کی مشکلات اور بندھنوں سے۔۔۔ آزاد کر کے امن، مساوات، اور اخوت کے بلند مقام پر کھڑا کرنے کا موجب ہے، یہ وہ خطبہ ہے جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر میدانِ عرفات میں دیا۔ فرمایا:۔

ایھا الناس الا ان ربکم واحد وان اباکم واحد۔ اے لوگو! یاد رکھو تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہی ہے، کس قدر مختصر لیکن جامع الفاظ میں انسانیت کو توحید باری تعالےٰ اور وحدت نسل انسانی کا پیغام دیا ہے فی الواقعہ توحید باری تعالےٰ ایک ایسا عقیدہ ہے، جس کو ماننے کے بعد نسلِ انسانی کے مختلف طبقات میں کوئی ایسا امتیاز باقی نہیں رہ جاتا جو انہیں ایک دوسرے سے جُدا کر سکے۔ توحید الٰہی ہی ایک ایسا نظریہ ہے جو انسانیت کو وحدت کے بلند مقام پر کھڑا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے، اور یہ بات سمجھ میں آ جاتی ہے کہ جب کائنات کے اندر کوئی ایسی ہستی موجود نہیں جو خدا تعالےٰ کی شریک و ہمسر ہو، اور جب ہم سب ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں تو پھر کس طرح ایک دوسرے سے جُدا اور باہم متصادم ہو سکتے ہیں۔

لیکن بنی نوع انسان میں ایک چیز بھی پائی جاتی ہے جو اس وحدت و اخوت میں رخنہ اندازی کا موجب سمجھی جاتی ہے۔ وہ ہیں ہمارے وطنی و لونی امتیازات و اختلافات، مشرق و مغرب افریقہ اور امریکہ اور یورپ کے مختلف ملکوں کے لوگ، اپنے اپنے ملک کے پرستار بن کر ایک دوسرے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے اور تباہ و برباد کرنے کے درپے ہیں۔ ایسا ہی رنگ و نسل کے امتیازات بھی باہمی دشمنی پیدا کرنے کا موجب اور ایک دوسرے کی تباہی کا باعث ہیں ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی اس مصیبت کو ختم کرنے کے لئے اسی خطبہ میں مندرجہ بالا فقرہ کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا:

الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود ولا لاسود علی احمر الا بتقوی اللہ۔ یاد رکھو کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور سُرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر سوائے تقویٰ کے کوئی فضیلت نہیں۔

یہ تو تمام نسلِ انسانی کو پیغام دیا اور اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو خاص طور پر یہ ارشاد فرمایا

ان کل مسلم اخو المسلم وان المسلمین اخوۃ۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔

کیا آج مسلمانوں کا اس پر عمل ہے؟ کیا ہم دوسرے مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں؟ کیا ہمارے چھوٹے چھوٹے۔۔۔ فروعی اختلافات ایک دوسرے کو گردن زدنی اور کافر قرار دینے کا موجب نہیں؟ حیف ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیں اور ہم ایک دوسرے کو کافر قرار دے کر فرمان نبوی کی کھلی توہین پر کمربستہ ہوں۔

اسی خطبہ میں حضور صلعم نے اس لعنت کو بھی جو غلامی کی صورت میں دنیا میں پھیلی ہوئی تھی ختم کرنے کے لئے یہ ارشاد فرمایا:۔

ارقاءکم ارقاءکم اطعموھم مما تاکلون واکسوھم مما تلبسون۔ تمہارے غلام! تمہارے غلام!! ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہی لباس پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔

ایک اور بُری رسم جو عرب جاہلیت میں پائی جاتی تھی کہ کسی خاندان کا کوئی فرد اگر کسی کے ہاتھ سے قتل ہو جائے تو اس کا انتقام لینا خاندانی فرض سمجھا جاتا تھا یہاں تک کہ سینکڑوں سال گذرنے پر بھی قاتل کے خاندان اور اس کی نسل سے انتقام لینا فرض خیال کیا جاتا تھا، آج بھی یہ طریق ہمارے ملک میں رائج ہو رہا ہے، اور ایک قتل کے بدلے سینکڑوں اور مقاتلے ہوتے رہتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی خطبہ حجۃ الوداع میں یہ ارشاد فرمایا:۔

ادماء الجاھلیۃ موضوعۃ وان اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربیعۃ ابن الحرث۔ جاہلیت کے تمام خون باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں (اپنے خاندان کا خون یعنی) ربیعہ بن الحارث کا خون باطل کرتا ہوں۔

یہ ارشاد قابل غور ہے ان لوگوں کے لئے جو آج ایک شخص کے قتل کے عدالتی فیصلہ پر قناعت نہ کرتے ہوئے قاتل یا اس کے خاندان کے دوسرے لوگوں کے مقابلے کے درپے ہو جاتے اور پھر دوسرے فریق کے لوگ فریق اول پر قاتلانہ وار کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں، اور یہ سلسلہ کئی خاندانوں اور نسلوں تک جاری رہتا ہے، نبی کریم صلعم سے بڑھ کر کون شخص ہے جو اپنے بھائی کا خون معاف نہیں کر سکتا، بالخصوص جب عدالت میں معاملہ فیصل ہو چکا ہو۔

ایک اور بہت بڑی لعنت سُود خواری کی ہے جس کے متعلق حضور صلعم نے ارشاد فرمایا:

وربا الجاھلیۃ موضوع واول ربا اضع ربانا ربا عباس بن عبد المطلب۔ جاہلیت کے تمام سود بھی باطل کر دیئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا یعنے عباس بن عبد المطلب کا سود باطل کرتا ہوں۔

کہاں ہیں وہ لوگ جو اس کھلے ارشاد نبوی کے خلاف آج مسلمان ہوتے ہوئے نبی کریم صلعم کی اُمت کہلا کر سُود خواری کو اپنا پیشہ بنائے ہوئے ہیں، کاش انہیں اس ارشاد کا اور آپ کے اپنے عمل کا کچھ تھوڑا سا بھی پاس ہو۔

ایک اور نصیحت حضور صلعم نے اسی خطبہ میں عورتوں کے متعلق فرمائی ارشاد ہے:۔

اتقوا اللہ فی النساء ان لکم علی نساءکم حقا ولھن علیکم حقا۔ عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو، تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس زمانہ میں عورتوں کے حقوق کی کچھ پہچان ہو رہی ہے، اگرچہ پورے طور پر نہیں اور بعض حلقوں میں یہ پہچان حد سے بڑھ کر عورت کے اصل حق سے متجاوز بھی ہو گئی ہے جس کے نتیجہ میں طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں، عورت کا حق نہ مرد سے فائق ہے اور نہ یورپ کی طرح جاہلیت کا ترجمہ اس کے حق میں قابل ہے۔

اسی خطبہ میں حضور نے ایک دوسرے کا خون، ایک دوسرے کے اموال اور ایک دوسرے کی عزت کو ایسی تقدیس عطا کی کہ فرمایا:۔

ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا الی یوم تلقون ربکم۔ تمہارا خون، تمہارے اموال، تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے یہ دن (یعنے یوم حج) اس مہینہ میں، اس شہر (مکہ معظمہ) میں حرام ہے۔ یہاں تک کہ تمہیں اپنے رب سے ملاقات نصیب ہو۔

کیا مسلمان آج اس ارشاد نبوی پر عامل ہیں، کیا ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے نہیں؟ ایک دوسرے کے اموال کو طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے ہڑپ نہیں کر جاتے اور بات بات پر ایک دوسرے کی عزت برباد کرنے کے درپے نہیں ہوتے؟ کہاں کے ہم مسلمان ہیں جو نبی کریم صلعم کے ارشاد کو پسِ پشت ڈال کر اپنے بھائیوں کا خون کرتے، مال کھا جاتے اور تذلیل کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

آخر میں حضورؐ نے ہماری ہدایت کے لئے ایک جامع دستور العمل کی طرف رہنمائی کی فرمایا:

انی ترکت فیکم ما ان تضلوا بعدہ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ وسنتی۔ میں تم میں۔۔۔ وہ چیز چھوڑتا ہوں جس پر اگر تم عمل پیرا ہوئے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے وہ چیز اللہ کی کتاب ہے اور میرا طریق عمل۔

یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ ہے جو حضور نے آخری حج پر دیا گویا یہ حضور کی وصیت ہے۔ جس پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان کا فرض ہے اور جس کو دنیا میں پھیلانا اور امن پیغام مساوات

اسلام دُنیا سے تمام عصبیتوں کو مٹانے اور نسلِ انسانی میں اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہے

حالیہ پاک و ہند جنگ میں مُسلمانوں کو محض اسلام کے زندگی کی وجہ سے فتح نصیب ہوئی

ہر کلمہ گو مُسلمان ہے اور کسی کلمہ گو کی تکفیر اسلامی اتحاد کے منافی ہے

بی - اے تنویر کے قلم سے

یہ وہ کلمات ہیں جو ڈاکٹر اللہ بخش صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے انجمن کی دلمی شاخ کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول بددوملہی کے سپاسنامہ کے جواب میں ارشاد فرمائے یہ سپاسنامہ ایک مجلس استقبالیہ میں جو مسلم ہائی سکول بددوملہی کے وسیع ہال میں منعقد ہوئی جناب عبدالحمید بٹ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول بددوملہی نے دیا۔ بٹ صاحب نے سب سے پہلے معزز مہمانوں کا طلباء سے تعارف کرایا اور ان کی آمد پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

یہ معزز مہمان احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے مقامی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ یہ انجمن طلباء سکول کے لئے محتاج تعارف نہیں۔ یہ جہاں سالہا سال سے اکناف عالم میں اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ نہایت تندہی سے سر انجام دے رہی ہے وہاں پاکستان میں بھی مسلمان قوم کی علمی ترقی کے لئے کوشاں ہے۔ یہ ہائی سکول اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ آپ اس انجمن کی خدمات دینیہ و اشاعتِ اسلام کے بارے میں گاہے گاہے مطلع ہوتے رہتے ہیں۔ محترم ہیڈ ماسٹر صاحب اپنی استقبالیہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اسلامی دنیا میں یہ واحد جماعت ہے جو اخوتِ اسلامیہ کی داعی ہے۔ اور کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتی۔ آپ نے بتایا کہ انجمن کوئی فرقہ نہیں ہے۔ وہ فرقہ پرستی کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ انجمن دنیا جہان میں بڑی مقبول ہے۔ بڑے بڑے لوگ اس انجمن کی خدماتِ دینیہ اور اشاعتِ اسلام کی مساعی جمیلہ کے معترف ہیں۔ اور اہل علم و فضل ہر طبقہ کے لوگ جن کے دلوں میں دین اسلام اور مسلمانوں کے لئے درد ہے۔ وہ اس انجمن سے منسلک ہیں۔ امیر و غریب بلا امتیاز ایک دوسرے کے ممد و معاون ہیں اور ایثار و قربانی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنا اس انجمن کا ماٹو ہے۔ اس جماعت سے متعلق احباب بڑے بڑے ذمہ دار اور مقتدر عہدوں پر فائز ہیں۔ ان میں یہ خصوصیت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ وہ دنیا پر نہیں مرتے۔ دین کے عاشق ہیں۔ دین کی خدمت ان کا کام ہے دن رات یہی فکر ان کو دامنگیر رہتی ہے۔ کہ اسلام کا غلبہ تمام دنیا میں ہو۔

جواب سپاسنامہ

محترم ہیڈ ماسٹر صاحب کے اس سپاسنامہ کے جواب میں قائد وفد جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے صدر مدرس، اساتذہ کرام اور طلباء کا انجمن اور اراکین وفد کی طرف سے ان کی پُر وقار عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس شاندار حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ ہمارا محبوب ملک پاکستان دو حصوں مغربی اور مشرقی پاکستان میں بٹا ہوا ہے۔ اور یہ ایک دوسرے سے کالے کوسوں دُور ہیں۔ رنگ کا اختلاف ہے۔ نسل کا اختلاف ہے۔ زبان کا اختلاف ہے۔ سماج و معاشرت کا اختلاف ہے۔ جغرافیائی اختلاف ہے۔ ان سب اختلافات کے باوجود یہ دو مختلف خطے ایک دوسرے کا جزوِ لاینفک ہیں اور ان دونوں حصوں کے رہنے والے لوگ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اس محبت و مودت اور اخوت کی وجہ وہ زبردست رشتہ ہے جو اسلام نے ان میں پیدا کیا ہے۔ اسلام نے دونوں حصوں کے بسنے والوں میں قومی اور علاقائی عصبیتوں اور دوسرے اختلافات کو ختم کرکے رکھ دیا ہے ورنہ ہمارے اتحاد و اتفاق کی کوئی اور صورت نظر نہیں آتی۔ دینِ اسلام کے نام پر بنگالی اور پنجابی ایک ہیں۔ ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اسلام جیسی کوئی اور چیز دنیا کی مختلف اقوام میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کا موجب نہیں۔ نہ حکومت نہ طاقت نہ علم اور نہ سائنس و فلسفہ کی کوئی ترقی اقوام عالم میں اتحاد پیدا کرنے کا موجب ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے اس ضمن میں امریکہ کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ ملک اپنے اقتصادی کمال اور ترقی کے لحاظ سے صفِ اوّل کا درجہ رکھتا ہے اور دنیا بھر کا لیڈر ہونے کا خواب دیکھتا ہے۔ مگر اس ملک میں انسان، انسان سے نفرت کرتا ہے۔ ایک کالا آدمی سفید چمڑی والے کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ اس کو وہ اپنے ہوٹلوں، درسگاہوں، سیرگاہوں، عبادت خانوں میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ سفید کو کالے سے انتہائی نفرت ہے۔ وہ اس کو انسان نہیں سمجھتا۔ نہ انسانی حقوق دینے کیلئے تیار ہے۔ یہ ہے حال اس ترقی یافتہ ملک کا اس بیسویں صدی کے علم و تحقیق کے زمانہ میں۔ اسی طرح جنوبی افریقہ میں گورے کالوں پر حکومت کرتے ہیں۔ ان کو غلام سمجھتے ہیں۔ وہاں دنگوں کا تصادم ہے گورا اپنے اقتدار کو کسی طرح چھوڑنا نہیں چاہتا۔ وہ کالے پر بالادستی اپنا حق سمجھتا ہے محض اس لئے کہ وہ گورا ہے۔ اور یہ کالا ہے۔ نہ کوئی قوت اسے اس استبداد سے باز رکھ سکتی ہے اور نہ کوئی اس دنیوی صدی کا علم ان پر اثر پذیر ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلام کا رشتہ بڑا مؤثر ہے۔ مغرب کا مسلمان مشرقی مسلمان کا بھائی ہے۔ کالا مسلمان گورے مسلمان کا بھائی ہے۔ اسلام میں آکر دنیا جہان کے اختلافات اپنی موت آپ مر جاتے ہیں۔ اسلام میں نہ قومیت کا تصور ہے نہ نسل کا امتیاز نہ جغرافیائی حدبندی نہ زبان کی تمیز نہ رنگ کا اختلاف اور نہ امارت و غربت کا فرق۔ مسلمان، مسلمان سے مل کر اس کا بھائی بن جاتا ہے۔ اس کا دست و بازو بن جاتا ہے۔ اس کا ہمدرد و خیر خواہ بن جاتا ہے اور ایک دوسرے کے لئے سب کچھ کرنے حتیٰ کہ جان تک دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ یہ صرف جذباتی باتیں نہیں ہیں بلکہ اس کا مشاہدہ ہم نے موجودہ ہند و پاک جنگ میں اپنی آنکھوں سے کر لیا ہے۔ اس جنگ میں بھارت کے مقابلہ میں پاکستان نے اپنے سے پانچ گنا زیادہ طاقت رکھنے والے دشمن سے مقابلہ کیا۔ پاکستان ہر لحاظ سے کمزور تھا۔ تعداد میں کمزور تھا۔ اسلحہ میں کمزور تھا۔ مکار و عیار دشمن نے بے خبری میں رات کی تاریکی میں اس پر حملہ کیا۔ بڑے بڑے ملکوں نے اس کی پیٹھ ٹھونکی۔ وہ پوری طاقت سے چڑھ کر آیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کو ہڑپ کر جائے۔ مسلمان کو غلام بنا لے اور اسلام کو ختم کر ڈالے۔ لیکن وہ اپنے ان ناپاک ارادوں میں خائب و خاسر رہا۔ اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ طاقت کی وجہ سے نہیں مادی حسنِ اتفاق کی وجہ سے بھی نہیں بلکہ صرف ایک وجہ صرف اسلام کی وجہ سے اس قوت و طاقت کی وجہ سے جو مذہب، خدا پر ایمان اور اس ایمان کے بدلے جان نثاری کی تعلیم سے پیدا ہوتی ہے، اس قوت سے جس کا باعث وہ اخوت و مساوات ہے جو اسلام کے پیروؤں میں پیدا ہو جاتی ہے۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اسلام بڑی طاقت ہے عظیم الشان قوت ہے۔ اسلامی تاریخ اس دعوے کی دلیل ہے۔ موجودہ جنگ اس دعوے کی شاہد ہے۔ جب بھی دشمن اسلام اور مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہوا تو مسلمان، مسلمان اور اسلام کے لئے سینہ سپر ہو گیا۔ ان کے پاس گولہ بارود سے بڑھ کر ایمان و یقین کا ہتھیار تھا۔ اسلام کا ہتھیار تھا۔ مسلمان ہمیشہ مسلمان کی حفاظت کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ بنگالی مسلمان اپنے پنجابی مسلمان بھائیوں کے لئے پنجاب کی سرحدوں پر آکر لڑا اور شہید ہوا۔ یہ جذبہ یہ ایثار یہ قربانی اور یہ شوقِ شہادت آخر کس بات کا پتہ دیتا ہے؟ یہ صرف اور صرف اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا دین اسلام ہے۔ چنانچہ جب مغربی پاکستان کے مسلمانوں پر آڑا وقت آیا تو مشرقی پاکستان کے مسلمانوں کا خون کھولنے لگا۔ وہ اس کے لئے لڑ مرا۔

قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اسلام مسلمہ طور پر ایک بہت بڑی طاقت ہے اس طاقت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ فرقہ پرستی۔ گروہ بندی، تکفیر بازی اور ہر قسم کی عصبیتوں کو ترک کرکے اسلامی اخوت و برادری کا مظاہرہ کیا جائے۔ ہر مسلمان نہ صرف اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو ہی مسلمان سمجھے بلکہ ہر دوسرے مسلمان اور دوسری جماعتوں اور تنظیموں کو مسلمان یقین کرے۔ اس لئے کہ وہ بھی کلمہ گو ہیں۔ اسلامی برادری کے فرد ہیں وہ بھی توحید و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن و سنت کو رہنما یقین کرتے اور اسلامی عبادات پر عامل ہیں۔ اسلامی عقائد و ارکان کے پابند ہیں۔ یہ انجمن اسی نظریہ پر قائم ہے

اِسلامی تہوار حقیقت، حکمت، رُوحانیت، فلسفہ، اور ایثار و قربانی کے آئینہ دار ہیں۔

ہر بچہ اسمٰعیل بن جائے، ہر عورت ہاجرہ ہو جائے اور ہر مرد ابراہیم بن جائے تو معاشرہ [illegible] جنت [illegible] ہو جائے گا

الحمد للہ رب العالمین - الرحمن الرحیم - مالک یوم الدین - ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم - غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین ——— (سورۃ فاتحہ)

غم و خوشی کے دو متضاد نظریئے

دنیا میں غم اور مسرت کے متعلق دو متضاد نظریئے پائے جاتے ہیں - کچھ لوگوں کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ ہم نے صرف اس دنیا ہی میں زندہ رہنا ہے - اسی دنیا ہی کی زندگی گذار کر مر جانا ہے - اس کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہے - جو کچھ بھی ہمارا اس دنیا میں اُٹھنا بیٹھنا ہے - حرکت و سکون ہے - اس کا تعلق اس دنیا کے ساتھ ہی ہے - اور اس دنیا کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے - اس عالم رنگ و بو کے بعد کوئی اور جہان نہیں ہے نہ کوئی اور دنیا ہے - یہ نقطۂ نگاہ دہریوں کا ہے اور بعض بڑے بڑے فلاسفر بھی اس نظریہ حیات کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں مرنا جینا اسی دنیا میں ہے - نہ اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی ہے اور نہ اس دنیا کے بعد کوئی اور دنیا ہے۔ انسان کا رشتہ اس دنیا ہی کے ساتھ وابستہ ہے - جب وہ مر جاتا ہے تو اس کا ہر طرح کا رشتہ بھی ٹوٹ کر رہ جاتا ہے - جس طرح انسان اس دنیا میں عدم سے آیا تھا مرنے کے بعد عدم میں ہی چلا جاتا ہے۔

تیاگ اور رہبانیت کا تصوّر

اس کے برخلاف ہندو یوگیوں پنڈتوں پروہتوں اور عیسائی راہبوں اور ننوں کا زندگی کے بارے مسلک یہ ہے - کہ اگر رام اور خداوند خدا کو خوش کرنا ہے تو اس دنیا اور اس کے تعلقات کو یکسر تیاگ دو - اس دنیا کی ساری خوشیوں اور تمام تر مسرتوں کو ختم کر دو - خواہشات کا گلا گھونٹ دو یہ دُنیا دکھ درد کی دنیا ہے - یہ زندگی تکلیف کی زندگی ہے - لہٰذا اس دنیا کی زندگی کو اسی طرح ہی گذار دو - اس دُکھ درد اور غم مدام کی زندگی کے بدلے اگلے جہان میں خوشیوں بھری زندگی نصیب ہوگی - وہ خوشیوں بھری دنیا ہوگی وہاں دُکھ درد کی کوئی بات نہیں ہوگی - راحت ہی راحت ہوگی - سرور ہی سرور ملے گا -

- - - - - - - - - - - - - - - -

غمی، خوشی کا اسلامی نظریہ

اسلام نے ان دونوں نظریوں کو یک قلم غلط قرار دیا ہے - اسلام کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے - دل بیار دست بکار کہ دل تو خدا کے ساتھ لگا رہے مگر دنیا کے کاروبار چلتے رہیں - نہ رہبانیت اسلام میں جائز ہے - نہ اس دنیا کو ہی محض مادی خیال کرنا صحیح ہے - بلکہ

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

اسلام نے ہر چیز کو اس کے اپنے مقام پر رکھا ہے - خوشی کے موقعہ پر خوشی کا دامن نہ چھوڑیئے - گر رنج کا موقعہ ہو - تو رنج کا اظہار کیجئے -

اسلامی تقاریب

اسلام میں دو تقریبیں ہیں - ایک عیدالفطر اور ایک عیدالاضحٰے - عید کے معنے لوٹ لوٹ کر آنے کے ہیں - یہ خوشی کے لمحات لوٹ لوٹ کر آیا کریں گے اور بار بار تم اس سے متمتع ہوا کرو گے - ہر سال ہمیں خوشی کے دن گذارنے ہیں خوش ہونا اسلام میں منع نہیں ہے - مسرت تو معیشت، معاشرت، اخلاق بلکہ روحانی زندگی کا ایک حصہ ہے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان خوشی کے دنوں میں خوشیاں مناتے تھے صحابہ کرامؓ خوشیاں مناتے تھے - دوستوں کو دعوتیں ہوتی تھیں ملنا ملانا ہوتا تھا - اس سے اسلام نے منع نہیں کیا - ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق کسی ہندو نے حضرت - - - مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مرزا صاحب بادام روغن بھی استعمال کرتے ہیں - فرمایا ہاں ہمارے مذہب میں جائز ہے۔

ایثار و قربانی سے خوشی حاصل ہوتی ہے

اسلام کی شریعت میں خوشیوں اور مسرّتوں سے لطف اندوز ہونا جائز ہے - فرق یہ ہے کہ دنیا داروں کی خوشی کے پس منظر میں نہ کوئی حقیقت ہوتی ہے - نہ کوئی فلسفہ ہوتا ہے - اور نہ کوئی بہت بڑی روحانی قربانی ہوتی ہے - اسلام میں خوشی و مسرت کی حقیقت، کسی فلسفہ اور قربانی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے چنانچہ اسلام کہتا ہے کہ اگر تم خوش ہونا چاہتے ہو اور اگر خواہش ہو کہ دنیا میں سکون و مسرت کی زندگی ملے - تو قربانی کرنا سیکھو - قربانیوں کے لالہ زار میں اپنی زندگی بسر کرو۔

معاشرہ میں قربانی کی رُوح پیدا کرنے کی ضرورت

ہر معاشرہ میں تین طرح کے افراد ہوتے ہیں -
(۱) کچھ بچے ہوتے ہیں (۲) کچھ عورتیں ہوتی ہیں اور (۳) کچھ مرد ہوتے ہیں - آج عید قربان ہے - قربانیوں کی عید ہے جسے عربی میں عید الاضحیہ کہتے ہیں - اس عید کے پیچھے بہت بڑی قربانی موجود ہے - وہ قربانی صرف مرد کی قربانی نہیں نہ صرف اس کی عورت ہی کی ہے - بلکہ معاشرہ کے تینوں افراد - بچہ - عورت اور مرد کی قربانی ہے - یہ ہمیں اس حقیقت کی دعوت دیتی ہے کہ اگر ہمیں معاشرہ کو خیر و خوبی سکون و سلامتی اور امن و آرام کا گہوارہ بنانا ہے تو ہمیں معاشرے کے ہر بچے - ہر عورت اور ہر مرد میں قربانی کی رُوح پیدا کرنا ہوگی - عیدالاضحیہ کی یہ تقریب دراصل معاشرہ کے تینوں افراد کی عظیم الشان اور بے مثال قربانی کی یادگار ہے اور ہر سال لوٹ لوٹ کر آتی اور مسلمانوں کو قربانی کا سبق یاد دلاتی ہے۔

ایثار و قربانی سے قومیں زندہ رہتی ہیں

قومیں قربانیاں دے دے کر ہی زندہ رہتی ہیں اور زندہ قومیں قربانیوں کو خوشی و مسرت سے ادا کرتی ہیں - قربانی زندگی کی علامت ہے - قربانی میں زندگی کا پیغام ہے - اگر قوم کا ہر بچہ ہر عورت اور ہر مرد قربانی کرنا سیکھ لے تو قوم کی تابناک تاریخ بنے گی - یہ قوم جب تک دنیا کا یہ کاروبار چل رہا ہے کامیاب زندگی گذارے گی -

حضرت ابراہیمؑ کی قربانی

یہ عید جو ہم آج منا رہے ہیں یہ نمونہ ہے اس

عید کا جو تمام اسلامی ممالک کے لوگ منیٰ میں جمع ہو کر منا رہے ہیں۔ منا کے میدان میں آج سب لوگ جمع ہیں۔ وہ اس وقت قربانیاں کر رہے ہیں۔ یہ قربانیاں یاد دلاتی ہیں اس عظیم الشان قربانی کی جو ابوالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ کی اہلیہ اور آپ کے بیٹے نے خدا کی رضا و رغبت کے لئے خدا کی راہ میں ادا کی۔

دعائے ابراہیمؑ

حضرت ابراہیم علیہ السلام وادیٔ غیر ذی زرع میں جہاں آج مکہ کا مبارک شہر آباد ہے۔ اپنے بچے اور بیوی کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اور دعا کی کہ اے خدا تو اس بے آب و گیاہ ویران صحرا میں ایک مرجع خلائق آبادی آباد کر اور وہاں ایک عظیم الشان نبی مبعوث فرما جو دنیا جہان کی رشد و ہدایت کا موجب بنے۔ چنانچہ ابراہیمی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اس ویرانہ میں مکہ آباد ہوا۔ اور یہاں ایک خیرالبشرؐ پیدا ہوا جو کائنات کی زندگی کا سبب بنا۔ حضرت اسمٰعیل، حضرت ہاجرہ اور حضرت ابراہیمؑ وہ وجود ہیں جنہوں نے ایثار و قربانی کا یکتا نمونہ دکھایا۔

حضرت ابراہیمؑ کی تربیت کا اثر

جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بچے اسمٰعیلؑ کو جو ابھی چھوٹے تھے۔ اتنے چھوٹے بھی نہ تھے اور نہ اتنے نوجوان ہی تھے۔ بلکہ قرآنی الفاظ میں ان کی عمر کے بارے میں یوں ذکر آیا ہے فلما بلغ معه السعی۔ جب وہ اتنے ہو گئے تھے کہ اپنے والد کے ساتھ دوڑ بھاگ سکتے تھے۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ خدا نے مجھ سے تمہاری قربانی طلب کی ہے لہذا میں تمہیں خدا کی راہ میں ذبح کرنے لگا ہوں کہئے اس بارے تمہارا کیا خیال ہے۔

عام بچے تو خدا اور رسولؐ کی حقیقت کو بھی نہیں سمجھ سکتے چہ جائیکہ وہ خدا کی رضا کی راہوں سے واقف ہوں اور اس کی رضا حاصل کرنا چاہیں۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کی تربیت اولاد کا نمونہ دیکھئے کہ بچپنے میں خدا کی رضا حاصل کرنے کی تڑپ ہے۔ اس کی رضا کے لئے اپنی جان دینے کے لئے تیار ہے وہ اپنے والد کے کہنے پر چونکتے نہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ ابا جان آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ نہیں بلکہ اسمٰعیل میں عرفان و بصیرت کا مادہ تھا۔ ابراہیمی تربیت کا اثر تھا۔ نبوت کی آغوش میں پرورش پائی تھی۔ موحد و مومن باپ کا بیٹا تھا۔ چنانچہ قال یابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین۔ جو خدا نے آپ کو حکم دیا ہے وہ کر ڈالیں انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ یہ اس تربیت کا نتیجہ ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے بچے کو دی۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنے بچوں کی تربیت سے غافل نہیں ہونا چاہیئے انہیں دینِ اسلام۔ شریعت۔ اسلام کے مسائل، معتقدات اور قرآن و حدیث کی باتیں سکھائی جائیں۔

عید کے دن میل ملاپ

شریعت کا حکم ہے کہ ہر شخص عید کے لئے آئے یہ بالکل اجازت نہیں کہ گھر بیٹھ کر عید کا دن سو سو کر گذار دے۔ اسمٰعیلؑ ... کی قربانی کی یاد تازہ کرنے کے لئے بچے جمع ہوں ہاجرہ کی قربانی کی یاد تازہ کرنے کے لئے عورتیں جمع ہوں اور ابراہیمؑ کی قربانی کی یاد تازہ کرنے کے لئے مرد جمع ہوں۔

حضرت ہاجرہؑ کی یادگار

حضرت ہاجرہؑ نے اپنے شوہر کے اس فیصلہ سے اختلاف نہیں کیا کہ میں ایسے ویرانے اور خرابے میں نہیں رہتی۔ اس وادیٔ غیر ذی زرع میں پانی بھی نہیں تھا۔ بچے کو پیاس لگی۔ ہاجرہؑ نے چاہا کہ بچے کے لئے پانی حاصل کرے۔ اِدھر اُدھر دیکھا مگر دُور دُور تک کہیں پانی نظر نہ آیا۔ صفا کی پہاڑی پر گئیں۔ جلدی جلدی فاصلہ طے کیا۔ وہاں کچھ نہ پایا۔ پھر مروہ کی پہاڑی پر چڑھیں اور درمیان کے نشیبی علاقہ کو بھاگ کر طے کیا۔ کہ بچہ نظر سے اوجھل نہ ہونے پائے۔ اسی طرح سات دفعہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں پر سعی کی۔ حضرت ہاجرہؑ کی اس بھاگ دوڑ کو جو حالتِ پریشانی اور تلاشِ آب میں کی گئی۔ حج کے مناسک کا بڑا رُکن بنا دیا گیا بیٹے کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں اس تگ و دو کو خدا تعالےٰ نے بطور یادگار قائم رکھا۔ حاجی حضرات اس فاصلے کو بھاگ کر طے کرتے ہیں۔ ایک دفعہ صفا پر چڑھتے ہیں۔ دوسری دفعہ مروہ پر۔ اسی طرح سات چکر لگاتے ہیں۔ یہ حضرت ہاجرہؑ کی یادگار ہے۔

اسلامی خوشیاں، حقیقت۔ فلسفہ حکمت اور ایثار کی مظہر ہیں۔

تو حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے جو خوشی کے مواقع پیش کئے ہیں ان میں بڑا سبق ہے۔ ہندو اور عیسائی بھی تہوار مناتے ہیں خوشیاں مناتے ہیں ان کے پیچھے کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ کوئی فلسفہ نہیں ہوتا نہ کوئی رُوحانی اخلاقی قربانی ہوتی ہے لیکن اسلام کی خوشیوں میں حقیقت ہے فلسفہ ہے اور عظیم الشان اخلاقی۔ رُوحانی اور نفسانی قربانی کارفرما ہے۔

عید کا پیغام

اس عید سے ہمیں تین سبق ملتے ہیں :۔

(۱) قربانیوں کی یادگار ہمیشہ منانا چاہیئے۔ قربانی میں قوم کی زندگی کا راز ہے۔

(۲) بچہ۔ عورت اور مرد کو قربانی کرنی چاہیئے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ میری قربانی کی ضرورت نہیں۔ عورت قربانی کرے۔ مرد قربانی کرے۔ بچہ قربانی کرے۔ یہ قربانیاں تباہ نہیں کرتیں بلکہ روحانیت پیدا کرتی ہیں قوم کو زندگی بخشتی ہیں۔

(۳) بچوں کی تربیت میں غفلت سے کام نہیں لینا چاہیئے

دُعا

آپ دعا کریں کہ اس سبق کو اور عید کے پیغام کو عمل میں لانے کی اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ ہم دنیٰ طلب پر جمع نہ ہوں۔ بچوں کی ایسی تربیت ہو کہ اسمٰعیل بن کر خدا کی رضا کو ڈھونڈیں۔ اور جان تک دینے میں تامل نہ کریں۔ عورتوں میں وہی قربانی کی رُوح ہو جو ہاجرہؑ میں جلوہ گر تھی۔ اور مردوں میں قربانی کا وہی جذبہ موجود ہو جو حضرت ابراہیمؑ میں پایا جاتا تھا۔

بحرِ حکمت کے موتی۔ آرمنوانات

ان پر سایہ فگن ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ ان کا ذکر اُمہ شمار ان لوگوں میں کرتا ہے جو اس کے مقرب ہوتے ہیں اور جس شخص کے اعمال اس کو پیچھے رکھنے کا موجب ہوتے ہیں اس کا نسب اس کو آگے نہیں لے جا سکتا۔

اگر خدا کے مندرجہ بالا وعدوں کی حقیقت اور انکے صدق پر یقین اور ایمان لاتے ہوئے حکومت اور عوام مل کر حاجتمندوں کی حاجت کو پورا کرنے اور بیماروں کی بیماریوں کو دُور کرنے میں ایسا سعی کریں جیسی سعی کرنے کا حق ہے تو ملک یقیناً جنت نشان بن جائے اور بجائے غموں کے خوشیوں کی لہر گھر گھر دوڑنے لگ جائے

آج جس زمین پر تلخیوں اور باہمی منافرت کے بادل چھائے ہوئے ہیں مندرجہ بالا ارشادات نبویؐ کی تعمیل میں قوم کی قربانیوں اور حکومت کی مساعی جمیلہ سے مسرتوں اور باہمی محبت و اُلفت کے جذبات کا سُورج طلوع ہو جائے گا قوم کے امیروں اور ذی ثروت لوگوں کے لئے یہ سودا نفع ہی نفع ہے گھاٹے کا اس میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا صرف خدا کے وعدوں پر دلوں میں یقین پیدا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ خدا صرف زیاں سے بچانے کی ہی ذمہ داری نہیں لیتا بلکہ قربانی کرنے والوں کو اُن کی قربانی سے بڑھ کر دینے کا وعدہ بھی کرتا ہے ومن اصدق من اللہ قیلا خدا کرے کہ ملک کے امیر طبقہ کے دلوں میں یہ سچائی پوری قوت کے ساتھ اُتر جائے اور وہ صدق دل اور اخلاص کے ساتھ اس راہ میں مالی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جائیں اور حکومت ان کی اس قربانی سے فائدہ اُٹھا کر خاص انتظام کے ماتحت ملک سے افلاس اور بیماریوں اور دیگر برائیوں کو دُور کرنے کی طرف متوجہ ہو جائے۔ آمین ٭

"منکرِ اسلام محترم پرویز صاحب مسئلہ تقدیر بیان فرمائیں گے" (ایک اشتہار)

امرِ حق کو معنی و الفاظ میں لائیں گے کیا
آشکارا رازِ سربستہ کو فرمائیں گے کیا
انبیاء تک اس میں حامد گفتگو کرتے نہیں
مسئلۂ تقدیر کا پرویز سمجھائیں گے کیا

—— حامد الوارثی

مکتوب برلن

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب۔ امام برلن مسجد

برلن میں نماز عید الاضحی

عید الاضحی

عید الاضحی کا مبارک تہوار اس سال ہم نے مسجد برلن میں ۲ر اپریل بروز ہفتہ منایا۔ مسلمان بھائیوں اور عیسائی دوستوں نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ موسم خوشگوار رہا اور سورج کے چمکنے سے سردی کا زور کم ہوگیا۔ حسب معمول مہمانوں کا دروازہ پر کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ بعد میں حسب پروگرام ساڑھے دس بجے نماز شروع کی۔ اس سے پیشتر تکبیروں کا اعلان کیا۔ نماز کے بعد اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد کے الفاظ کو تین بار دہرایا اور خطبہ کے لئے کھڑا ہوا۔ آدھ گھنٹہ کے قریب حاضرین کو خطاب کیا اور اپنے خطاب میں قربانی کی سپرٹ اور مکہ معظمہ کا حج ان دو امور پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی با خدا فیملی — ان کی اہلیہ اور ان کے جوان سال بیٹے اسماعیل کی خدا پرستی اور خدا پر توکل اور خدا کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جانے کے جذبہ کو واضح کیا۔ حج کے موقعہ پر انسانیت کے ایک ہونے کا اعلان اور اس دن تمام تفریقوں کے مٹ جانے کا عملی نمونہ۔ کو..... واضح کیا۔ بعد میں بتایا کہ کس طرح خدا پر ایمان ہی وہ قوت ہے جس سے نسلِ انسانی کو ایک جگہ جمع کیا جا سکتا ہے۔ طواف کے اندر جو ہمارے لئے سبق ہے یعنی یہ کہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی کو خدا پر ایمان کے بنیادی نقطہ کے اردگرد گھمائیں گے یعنی یہ کہ ہم اس کو اپنا مرکز بناتے ہوئے اپنی روزمرہ کی زندگی گزاریں گے۔ اور نیز صفا و مروہ پر سعی کرنے کے اندر جو ہمارے لئے سبق ہے یعنی یہ کہ مشکلات کے اندر خدا پر کامل بھروسہ اور اس کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو سکے اسباب سے کام لینا اور سعی کرتے رہنا جیسا کہ حضرت ہاجرہؓ نے کرکے دکھایا۔ ان اسباق کو واضح کیا اور بعد میں مسلمانوں میں یکجہتی کے پیدا کرنے کے اصول کو بیان کیا۔ کہ ہر وہ جو خانہ کعبہ کو دنیا کا مرکز سمجھتا ہے مسلمان ہے۔ حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کرکے اپنی نماز میں کھڑا ہو وہ مسلمان ہے لہٰذا ہمیں اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرنا چاہیئے۔ خطبہ کے اختتام پر احباب و حاضرین کو عید مبارک کہی۔ اور لوگ آپس میں عید ملنا شروع ہو گئے۔ چائے ڈبل روٹی مکھن اور پنیر سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ جسے مہمانوں نے خوشی سے قبول کیا۔ ڈبل روٹی کو تیار کرنے یعنی اسے مکھن وغیرہ لگانے کا کام میری اہلیہ نے بڑی محنت سے کیا۔ بعد میں جرمن خواتین نے چائے وغیرہ کو مہمانوں تک پہنچانے میں مدد کی۔ مسجد میں قالین بچھانے اور کرسیوں کے لگانے میں میرے بھائی عبداللہ نے مدد کی۔ بارہ بجے تک تمام دوست مسجد میں رہے اور بعد میں بعض دوست تین بجے تک ہمارے ہاں ٹھہرے رہے۔ انہیں بعد میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا — الحمدللہ عید کا یہ اجتماع بخیر و خوبی سرانجام پایا۔

ٹاؤن ہال شترلٹن برگ میں لیکچر

۱۵ر اپریل ۱۹۶۶ء کو میرا ایک لیکچر ٹاؤن ہال شترلٹن برگ میں ہوا حاضرین کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی۔ اس لیکچر کا اعلان پبلک ہائی سکول کی طرف سے ایک بڑے پوسٹر کے ذریعہ کیا گیا۔ یہ ادارہ اس قسم کے لیکچر عوام کی تربیت کے لئے منعقد کرواتا رہتا ہے۔ میرے لیکچر کا موضوع تھا "اسلام ماضی اور حال میں"۔ ٹاؤن ہال ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے ریزرو تھا۔ اس میں سے ایک گھنٹہ مجھے تقریر کرنا تھا۔ اور باقی وقت سوال و جواب کا تھا۔ چنانچہ ٹھیک آٹھ بجے شام میرا لیکچر شروع ہو کر ۹ بجے ختم ہوا۔ بعد میں سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا — ابھی چند ایک سوالات کا ہی جواب دیا گیا کہ وقت ختم ہوگیا۔ چنانچہ لیکچر کے منتظم نے اعلان کر دیا کہ جو صاحب مزید سوالات کرنا

چاہیں وہ مسجد میں ۱۹ر اپریل بروز ہفتہ تین بجے دوپہر جا سکتے ہیں۔ چنانچہ اس روز دس مرد و زن مسجد میں آ گئے۔ اور تین بجے بعد دوپہر سے چھ بجے شام تک میرے ہاں ٹھہرے اور سوال و جواب کا سلسلہ

● اس کی اشاعت اور ترقی ملک عرب کے اندر۔

● عیسائی اور یہودی مذہب سے متعلق اسلام کا رویہ۔

میں نے یہ بتایا کہ یہ اسلام کے عالمگیر اصول تھے جس کی وجہ سے وہ سپین اور ہندوستان تک آہستہ آہستہ پھیل گیا۔

للی براؤن سکول سپنڈو میں لیکچرز

پبلک ہائی سکول کی طرف سے ایک لیکچر سپنڈو (میونسپل حلقہ) میں ہوا۔ اس لیکچر کے لئے للی براؤن سکول کا ہال ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے ریزرو کرا لیا گیا تھا یہ لیکچر ۲۱ر اپریل کو ۸ بجے شام ہوا — لیکچر کا موضوع تھا:۔

"زندگی مابعدالموت کے متعلق اسلام کا نظریہ"

میرے لیکچر سے پہلے عیسائی پادریوں نے زندگی مابعدالموت کے موضوع پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ عیسائی پادریوں کے لیکچر اسی ہال میں مختلف تاریخوں کو ہوئے۔ آخر پر اسلام کا نظریہ سننے کے لئے مجھے دعوت دی گئی تھی۔ حاضرین کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی۔ میں نے ایک گھنٹہ تقریر کی اور اپنی تقریر میں مختلف آیات قرآنی سے زندگی مابعدالموت کے نظریہ کو اسلامی نقطہ نگاہ سے واضح کیا۔ میں نے اپنی اس تقریر کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ موت کیا ہے۔ دنیوی زندگی اور زندگی مابعدالموت کا تعلق۔ جنت اور جہنم۔ میں نے کہا ہر انسان میں خدا نے اپنی روح پھونکی ہے۔ یہ روح موت کے خاکی جسم سے علیحدہ ہو کر عالم روحانی میں پرواز کر جاتی ہے۔ اسے وہاں ایک نیا جسم ملتا ہے جس کے اجزاء ان اعمال سے تیار ہوتے ہیں جو انسان اس دنیا میں کرتا ہے۔ اعمال کا جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ عالم روحانی میں ایک خاص شکل میں ظاہر ہوگا اور چھپا نہیں رہے گا بلکہ واضح ہوگا۔ جنت کی جو تصویر قرآن کریم نے کھینچی ہے اس میں سب سے بڑا انعام خدا کا قرب ہے۔

پانی۔ دودھ۔ شہد اور خمر وغیرہ جو نام ہیں۔ ان کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں۔ وہ پانی یا دودھ نہیں جو ہم یہاں ... ہیں۔ بلکہ خدا کی معرفت جو انسان کو یہ

ہے۔ یہ سرور جنت میں خمر کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ لیکن یہ وہ شراب نہیں جو یہاں انگور وغیرہ سے بنتی ہے۔ اس سلسلہ میں کہ یہ الفاظ ان معنوں میں استعمال نہیں جو ہم یہاں سمجھتے ہیں۔ میں نے قرآن کریم کی آیات اور سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد بیان کئے۔ جہنم کے متعلق بتایا کہ وہ ابدی نہیں۔

سوال و جواب کے سلسلہ میں ایک صاحب نے کہا کہ جہنم کا ابدی نہ ہونا خدا کی رحمت کو واضح فرماتا ہے۔ اور اسلام کے اس اصول میں انسانیت کے لئے پُر امید پیغام ہے۔ اس نے کہا کیتھولک پادری اسے ابدی مانتے ہیں۔ سوال و جواب کا سلسلہ ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ وقت ختم ہو گیا۔ یہاں پر بھی اعلان کیا گیا کہ جو دوست مزید سوالات کرنا چاہتے ہیں وہ مسجد میں ۱۹ر اپریل کو ۴ بجے بعد دوپہر آ سکتے ہیں۔

عیسائی حلقہ میں لیکچر

گیارہ فروری ۱۹۶۶ء کو آٹھ بجے شام ایک لیکچر عیسائی نوجوانوں کے گروپ میں ہوا اس کی منتظمہ نے ایک ہفتہ پہلے مجھے فون پر اس لیکچر کے لئے دعوت دی۔ جسے میں نے قبول کر لیا۔ بیس کے قریب نوجوان اس حلقہ میں جمع تھے۔ جس میں برلن اور دیگر بیرونی ممالک سے آئے ہوئے طلباء شامل تھے۔ اس حلقہ کا نام ہے:۔

"اقوامِ عالم کا گروپ برلن میں"

دو گروپ مسجد میں

ان لیکچرز کے علاوہ دو بڑے گروپ چالیس چالیس کی تعداد میں مسجد میں آئے ان کے سامنے میں نے مسجد کی تاریخ اور اسلام کے بنیادی اصولوں کو واضح کیا — بعد میں سوال و جواب ہوئے۔ یہ سلسلہ ایک ایک گھنٹہ تک مسجد کے اندر جاری رہا۔

ہفتہ کے دن اجتماعات

ہفتہ کے دن مسجد میں ہونے والے

ت۔ خدا کے فضل سے جاری رہے
ہ حاضرین کی تعداد پچیس تیس تک
رہی۔ حاضرین کے سامنے میں نے
قرآن کریم کا ایک حصہ پڑھ کر
وضاحت کی اور بعد میں سوال و جواب
جاری رہا۔ جس دن ٹاؤن ہال تبرلوٹن
گروپ آیا۔ اس دن کافی رونق رہی۔
لرہپ تین سے چھ بجے تک یہاں
د میں ہفتہ وار میٹنگ کا وقت شروع
بجے ساتھ۔ بجے شام۔ اس دن مقامی
کے ایک جج صاحب بھی ہمارے اجتماع
گئے۔ ان صاحب نے اپنے آنے کی اطلاع
ن پر کر دی تھی۔ اس دن یہ اجتماع
زیادہ بجے تک رہا۔ اور حاضرین نے
چسپی کا اظہار کیا۔ فلسطین سے آئے
ایک میڈیکل ڈاکٹر بھی اجتماع میں شامل
اور وعدہ کیا کہ وہ ہمارے ہفتہ وار
میں پھر آئیں گے۔ اس دن میں نے
کی خوبیوں پر ایک تقریر کی۔ اور جج
نے تقریر کے بہت سے حصہ کے
پسندیدگی کا اظہار کیا۔ حضرت عیسےٰؑ
ہیت کے متعلق میں نے ان سے سوال
ا ان کے پاس ان کی الوہیت کی کیا
ہے۔ میں نے کہا فرض کیجئے کہ آپ
عیسےٰ کے زمانہ میں ہیں۔ ایک ۳۲
کا نوجوان آپ کے سامنے آ کر کہتا
میں خدا یا خدا کا بیٹا ہوں۔ تو کیا اس
کے سنتے ہی آپ اس نوجوان کو خدا
مان لیں گے یا کوئی دلیل بھی اس سے
گے۔ آخر وہ کونسی دلیل ہے یا وہ
صفت ہے جس کے سننے یا دیکھنے
آپ اس کو خدا کا بیٹا مانیں گے۔ نیز
نے انہیں کہا کہ اسلام ایمان کے ساتھ
پر بھی زور دیتا ہے۔ اور آپ نے اس
کو سراہا ہے اور کہا ہے کہ عیسائیت
سلام کے یہ نظریات ایک دوسرے سے
ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ ایسا ہی سمجھتے
کہ ایمان کے ساتھ عمل بجا لانا ضروری
تو پھر "حضرت عیسےٰؑ کا صلیب پر
جانا" اس کی انسانیت کو کیا ضرورت ہے
اس کا ہماری نجات کو حاصل کرنے میں
حصہ ہے۔ نجات تو نظریہ ایمان لا کر
صالحہ کرنے میں۔ جیسا کہ اسلام نے
کیا ہے۔ تو پھر حضرت عیسےٰؑ کے
صلیب پر مر جانے سے نجات کو کیا تعلق؟
صاحب نے یہ سوالات سن کر چند
لمحے خاموشی اختیار کی اور بعد میں کہا

تو اتنا کہا کہ یہ ایک Mystery ہے۔
یہ سوالات میں نے اکثر عیسائی حلقوں میں
کئے ہیں۔ عیسائی نوجوانوں کے حلقہ میں یہ
سوالات کئے تو عیسائی طلباء بس چپ
کے چپ ہو گئے۔

جمعہ کے اجتماعات

ہر جمعہ کے دن نماز جمعہ بھی باقاعدگی
سے ہوتی۔ جمعہ کی نماز کے بعد حاضرین کو چائے
کا پیالہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور سوال و جواب
کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اس ماہ کے آخر پر ایک جمنازیم
میں اسلام پر ایک لیکچر بارھویں اور تیرھویں جماعت
کے طلباء کے سامنے ہوگا۔

ایک گروپ نے ماہ مئی میں مسجد
میں آنے کا پروگرام طے کیا ہے۔

سالِ رواں میں تین مرد و زن نے اپنے
مسلمان ہونے کا اعلان کیا:۔

(۱)۔ مسز دونیا آئی۔

یہ خاتون گزشتہ سال سے ہمارے اجتماعات
میں آ رہی ہیں۔ انہوں نے اپنے مسلمان
ہونے کی وجہ حاضرین کے سامنے
بیان کی۔ اور جیسے بعد میں لکھ کر مجھے
دیا ہے۔ وہ یوں ہے۔ وہ لکھتی ہیں
کہ وہ روسی آرتھوڈاکس چرچ کی ممبر
تھیں۔ ایک لمبے عرصہ تک انہیں چرچ
جانے کا موقعہ نہ ملا۔ جب وہ بالآخر
برلن کے گرجے میں گئی تو پادری صاحب
نے ان کے خیالات سن کر کہا کہ وہ بے
ایمان ہو گئی ہے۔ بعد میں وہ مسجد میں
آئی اور یہاں اسلام کے نظریات سن کر
سمجھ لیا کہ وہ مسلمان ہے۔ ابتداً آٹھ
نو مہینے کے بعد وہ ایک روز ہفتہ کے
اجتماع میں آ گئیں اور اپنے مسلمان ہونے
کا اعلان کر دیا۔ اور ساتھ ہی پادری
صاحب کو بذریعہ خط اطلاع دے دی
کہ وہ اب مسلمان ہو گئی ہے۔ اس
خط کی نقل بھی انہوں نے مجھے دی ہے
ان کی تصویر بھیج رہا ہوں۔ ان کے علاوہ
جو مسلمان ہوئے وہ۔

(۲)۔ مسٹر ہرمان رلچ توسٹ
(۳)۔ ایک خاتون مس یری گیڈ اولیسٹ

باقی انشاءاللہ پھر
والسّلام

درخواستہائے دعا

(۱) خان عبدالعزیز خان صاحب مالک ۔۔۔
ہوٹل ملتان چھاؤنی ایک عرصہ سے بیمار چلے
رہے ہیں۔ وہ سلسلہ کے پرانے اور نہایت
ہی مخلص اور ایثار پیشہ دوست ہیں۔ احباب
جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اس
مخلص بزرگ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے
دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکرٹری

(۲) حبیب الرحمٰن صادق صاحب ایک دقیق
اپریشن کے سلسلہ میں میو ہسپتال کے گوجرانوالہ
وارڈ میں زیر علاج ہیں۔ ان کی اہلیہ محترمہ اور
دختر صاحبہ بھی جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب
ستارۂ خدمت کے زیر علاج ہیں۔ ان سب کی
شفا یابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست

جلسۂ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور)

بدوملہی ضلع سیالکوٹ کی مختصر روئداد

از قلم ـ بی احمد سوز

اجلاس اوّل

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) بدوملہی کا ایک روزہ سالانہ جلسہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء کو بروز اتوار منعقد ہوا اس جلسہ میں مقامی احمدی بھائیوں، خواتین و احباب کے علاوہ قریبی بستیوں کے احباب اور نارووال۔ پسرور۔ سیالکوٹ، وزیرآباد۔ راولپنڈی اور لاہور کے بعض احمدی حضرات نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ خواتین کے لئے پردہ کا خاص انتظام تھا۔

معزز مہمانوں کا استقبال

صبح سویرے لاہور سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں کا جماعت بدوملہی کی طرف سے استقبال کیا گیا طلبائے مسلم ہائی سکول بدوملہی نے بینڈ کے ساتھ اپنے معزز مہمانوں کو گارڈ آف آنر پیش کیا۔ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے سلامی لی۔

بعد ازاں مسلم ہائی سکول بدوملہی کے وسیع ہال میں ایک مجلس استقبالیہ منعقد ہوئی جس میں ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول نے مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے استقبالیہ تقریر کی اور جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اس کا جواب دیا (جس کی تفصیل دوسری جگہ درج ہے)

استقبالیہ مجلس کے بعد انجمن کا باقاعدہ جلسہ جامع احمدیہ بدوملہی میں بوقت دس بجے شروع ہوا۔ پہلے اجلاس کی صدارت جناب [illegible] صاحب نے فرمائی۔ حافظ محمد رود نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ ممتاز احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات پڑھ کر سنائے اور محمود صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا" ترنم سے پڑھا۔

حصولِ علم اور اشاعتِ اسلام کا طریق

اس کے بعد مسٹر محمد طیب ٹھاکر نے جو سلہٹ (مشرقی پاکستان) سے ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن لاہور میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ ایک مختصر تقریر کی۔

انہوں نے آیت قرآنی من کان فی ھٰذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ تلاوت کرتے ہوئے فرمایا:-

" برادرانِ اسلام میں آپ کے سامنے چند باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں میں بہت دور سے آیا ہوں صرف دینِ اسلام کی خاطر تعلیم حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح طور پر حق بکنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بھائیو! آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس دنیا میں انسان کے آنے کا مقصد کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں پیدا کرنے کا مقصد یہی بتایا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اور اس کے حکم کے ماتحت چلیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت سی نعمتیں عطا کی ہیں۔ یعنی آنکھیں دیں۔ کان دیئے۔ سمجھ دی وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب کچھ دینے کے باوجود انسان اپنے معبود حقیقی کی نافرمانی کرے تو آپ خود بتلایئے کہ اس سے زیادہ بدنصیب انسان اور کون ہو سکتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دنیا میں اندھا ہوگا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ اس سے ظاہری اندھاپن مراد نہیں بلکہ باطنی اندھاپن مراد ہے۔ معبود حقیقی نے جو حکم فرمایا ہے انسان اس پر عمل کرے تو دنیا و آخرت کا کامیاب اور کامیاب ہے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میں متحدہ ریاست کی زبان بولنے والا ہوں، مگر فی الحال ضلع سلہٹ مشرقی پاکستان میں رہتا ہوں تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔ یعنی اتنی دور سے آیا ہوں۔ غیر علاقہ۔ غیر قوم اور غیر زبان۔ آخر میں یہاں کوئی اچھی بات سیکھ کر ہی آیا ہوں۔ الحکمۃ ضالۃ المؤمن۔ حکمت مومن کی گمشدہ شئے ہے۔ جہاں کہیں مسلمان کو حکمت و موعظت ملے حاصل کر لے اطلبوا العلم ولو کان بالصین۔ علم کو حاصل کرو خواہ انسان کو چین جیسے دور دراز ملک میں ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ مومن کا کام ہے کہ جو اچھی چیز ہو اور تحقیق سے ثابت ہو جائے، اسے قبول کر لے۔ جو بات سمجھ میں نہ آئے تحقیق طلب ہو اس کا فوراً انکار نہ کریں۔ تحقیق و صداقت سے کام لیا جائے۔ اسلام ہمیں یہ سکھاتا ہے ہمیں وسعتِ نظر کا مالک ہونا چاہیئے۔ معمولی باتوں پر کفر و ارتداد کے فتوے مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہیں۔ مسلمان دنیا کو کافر بنانے کے لئے نہیں آیا بلکہ کافر کو مسلمان بنانے کے لئے آیا ہے۔ میں تو ایک بات اس سے بھی بڑھ کر کہتا ہوں۔ کہ کافر کو بھی کافر نہ کہئے۔ اس پر حسنِ ظن ہی رکھئے۔ اس کے لئے دعائیں کیجئے۔ حکمت، موعظت۔ اور خلقِ محمدیؐ سے اس کو دعوت اسلام دیجئے۔ کوئی بڑی بات نہیں کہ خدا اس کافر کے کفر کو مٹا کر اسے خادمِ اسلام بنا دے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باطنی بصیرت عطا فرمائے۔ اور ہمیں اپنے دین کی خدمت کا موقعہ عنایت کرے آمین۔

وفاتِ مسیحؑ و نزولِ مسیحؑ

عزیز موصوف کی تقریر کے بعد مولوی علی محمد صاحب ماجی مبلغ انجمن نے وفاتِ مسیح و نزولِ مسیح کے موضوع پر ایک محققانہ اور مدلل تقریر فرمائی۔ جس کا مکمل متن کسی آئندہ اشاعت میں درج کیا جائے گا۔

ختم نبوت اور حضرت امام زمان

محترم ماجی صاحب کی تقریر کے بعد چوہدری عبدالحمید صاحب مولوی فاضل نے ختم نبوت کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ نے آیت قرآنی و اذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت و اسمٰعیل الخ کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے تقریباً پانچ ہزار سال قبل ایک ہستی پیدا ہوئی جس نے محض رضائے الٰہی کے حصول کے لئے عظیم الشان قربانی کی طرح ڈالی۔ جس نے وادئ غیر ذی زرع میں خدا کا گھر بناتے وقت دعا کی کہ اے خداوندِ قدوس اس وادی سے تمام دنیا کے لئے ہدایت کے چشمے بہانا۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنے حضور ہر دم جھکانے رکھیو اور میری نسل میں سے امتِ مسلمہ بنائیو۔ اور ان میں وہ جلیل القدر ہستی پیدا کیجیو جو عالمِ انسانیت کے لئے رُشد و ہدایت اور اصلاح و فلاح کا موجب بنے۔

چوہدری صاحب نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوئی۔ اور سرتاجِ دو عالم سرور کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ جنہوں نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بے مثال سیرتیں عالمِ انسانیت کے لئے مینی فیسٹو کے طور پر قائم کیں۔ جنہوں نے فرد اور معاشرہ کو اس کی حقیقی عظمت اور عزت کا احساس دلایا۔ اور انسانی زندگی کی ہر طرح سے رہنمائی فرمائی۔ جو صدیق و امین اور بے نواؤں کا ملجا و ماویٰ کہلایا۔ یہ کامل انسان ۔۔۔ انسانیت کا عروج تھا۔ اسی پر انسانی کمالات اور سیرت و کردار کے تمام مدارج انتہاد کو پہنچے۔

محترم چوہدری صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے سید الرسل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبے اور آپؐ کی شانِ مبارک قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمائی۔ آپ نے کہا کہ حضور صلعم پر نبوت ختم ہے۔ آپ تمام بنی نوع انسان کے لئے مسیحا ہیں۔ تمام زمانوں اور تمام انسانوں کے لئے رسول اور نبی ہیں۔ قیامت تک کے لئے آپؐ ہی کی نبوت کے انوار و برکات جاری و ساری رہیں گے اور اس کے ثمرات ختم نہیں ہوں گے۔

چوہدری صاحب موصوف نے دورانِ تقریر میں امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موقف و ایمان کو ان کے اپنے بیانات کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت صاحب کے دل میں حضرت نبی کریم صلعم کے لئے کیا غیرت تھی، کیا حمیت تھی، کیا پرخلوص تھا۔ اور ان سے کیا عشق تھا۔ افادۂ قارئین کرام کے لئے آپ کی تقریر کا پورا متن ماہنامہ "روحِ اسلام" کی آئندہ اشاعت میں دیا جائے گا۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

اس کے بعد ملک ظفر اللہ خان صاحب راولپنڈی نے واستعینوا بالصبر والصلٰوۃ کے موضوع پر ایک جامع تقریر فرمائی۔

اس موضوع کی وضاحت کے لئے ملک صاحب محترم نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے اقتباس بیان کرتے ہوئے کہا کہ خدا تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ پہلے تو دلوں سے پردہ اٹھتا اور یہ پردہ اٹھایا جانا بجُز مجاہدہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسر نہیں آ سکتا۔ انسان کی اس دنیا میں آنے کی غرض صرف اتنی ہی ہے کہ اس دنیا میں اس مقام کو حاصل کر کے اس کو دیکھنے کی روحانی آنکھ حاصل کر لے اور یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جس وقت معبود حقیقی راضی ہو جائے۔ اس مقام تک پہنچنے کی کوشش کرنے والے سالک کو متقی کہتے ہیں۔ واستعینوا بالصبر والصلٰوۃ میں متقی ہی کو صراطِ مستقیم پر چلنے کا حکم ہے۔ متقی کو راہ تقویٰ میں دقتوں کا مقابلہ ہے۔ تقویٰ کی شرط یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دیئے ہیں ان کو اخیر تک پہنچائے۔ اور سب سے پہلی شرط متقی کی شرطِ اوّل استقامت ہے جو صبر اور صلوٰۃ پر موقوف ہے۔ محترم ملک صاحب موصوف نے صبر اور صلوٰۃ کے الفاظ و معنی پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ صبر سے مراد ثابت

میں استقلال جس میں ثبات اور دوام کو مد نظر رکھا ہے۔ اور صلوٰۃ ایک دعا ہے جو درد و سوزش اور حرکت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے۔ صبر کمال درجہ کی مضبوطی جس کو استقامت کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور صلوٰۃ کمال درجہ کی عاجزی جو اپنے اندر عبودیت کا مفہوم رکھتی ہے۔ مقرر موصوف نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ افسوس مسلمانوں کے پاس ایسا نسخہ موجود ہو اور پھر بھی وہ ناکام رہیں۔ اس ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ استعانت کا یہ طریق چھوڑ دیا گیا ہے۔ ملک صاحب کی تقریر کا پورا متن کسی آئندہ اشاعت میں درج ہوگا۔

تسبیح الطیر

ملک صاحب مکرم کے بعد محترم قاضی عبدالاحد صاحب ہزاروی معلم ادارہ تعلیم القرآن مسلم ٹاؤن لاہور نے "تسبیح الطیر" کو اپنی تقریر کا عنوان بناتے ہوئے خیالات ذیل کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ ھدًی للمتقین یعنی متقیوں کے لئے جو خدا تعالیٰ کی حدود کی نگہداشت کرنا چاہتے ہیں یہ کتاب دستورالعمل ہے۔ پس کوئی ایسی بات یا واقعہ اس میں ایسا نہیں ہو سکتا جس میں انسان کے لئے کوئی ہدایت مد نظر نہ ہو ضروری ہے کہ طیر کے ذکر میں انسان کے لئے کوئی ہدایت ہو۔ قرآن کریم نے آیہ کریمہ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم میں انسان کو پرندوں سے تشبیہ دی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ زمین میں کوئی رینگنے والا کیڑا نہیں اور نہ اڑنے والا پرندہ جو اپنے دونوں پروں پر اڑتا ہے۔ مگر تمہاری طرح کے ہی گروہ ہیں۔ گویا انسانوں میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو وہ ہوتے ہیں جو کیڑوں کی طرح زمین پر گرے ہوئے ہوتے ہیں اور اُن کی نظر اس دنیا سے اوپر اٹھ ہی نہیں سکتی اور شب و روز ان کا مقصدِ حیات سوائے خواہشاتِ سفلی اور عیشِ دنیا کے اور کچھ نہیں ان کی مثال زمین کے کیڑوں کی طرح ہے جو زمین پر رینگتے ہیں اور اوپر اڑ نہیں سکتے۔

اور دوسرے لوگ وہ ہوتے ہیں جن کا مقصود یہ دنیا نہیں بلکہ اصل مقصود خدا ہے وہ اُوپر کی طرف پرواز کرتے ہیں اور جیسے جیسے ان کے پروں میں طاقت آتی جاتی ہے ان کی پرواز بلند ہوتی جاتی ہے۔

اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ مشاہدہ نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ پرندے ابتدائی حالت میں زمین پر رینگنے والے کیڑے تھے۔ جب تک یہ زمین پر رینگتے تھے تو دیگر حشرات الارض کی طرح ان کی شکل نہایت مکروہ تھی لیکن جب ان کو پَر لگے اور انہوں نے آسمان پر پرواز کی تو اُن میں ایسا حسن پیدا ہو گیا کہ انسان پرندوں کی خوبصورتی دیکھ کر حیران ہوتا رہتا ہے اور ان کی آواز میں ... خوش الحانی پیدا ہو گئی اور ان کا چہچہانا دل کے سرور کا موجب ہو گیا پس آیت زیرِ بحث میں زمین کے کیڑوں اور پرندوں کی مثال دے کر یہ بتلایا ہے کہ چاہو تو زمین کے کیڑے بن جاؤ اور کیڑوں کی طرح نہایت مکروہ اور ڈراؤنی شکل ہو جاؤ۔ جس کا اظہار اگلے جہان میں ہوگا جہاں زندگی کی اصل حقیقت نظر آئے گی۔ اور چاہو تو ترقی کرو اور سفلی زندگی سے اپنی نظر کو بلند کرو۔ اور پرندوں کی طرح دو پروں پر آسمان کی طرف پرواز کرو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری زندگی سنور جائے گی اور تم میں ایسا حسن پیدا ہو جائے گا کہ دنیا اور آخرت میں خدا اور ہر ایک اہلِ بصیرت کی نظر میں محبوب بن جاؤ گے۔ اس محبوبیت کی شان اس محبوبِ خدا میں نظر آتی ہے جس کی شان حضرت مجدد زمان نے ان الفاظ میں بیان کی ہے :۔

> شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم
> آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
> زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتحاد
> پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم
> بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک
> ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
> در رہِ عشقِ محمد ایں سر و جانم رود
> ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

اب دیکھنا یہ ہے کہ بجناحیہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ پروں پر اُڑنا چاہیئے یہ کون سے دو پَر ہیں جن کے ذریعہ آسمان کی طرف انسان کی پرواز ممکن ہے۔ سو واضح ہو کہ انسان کی فوقیت جو مخلوق پر ہے وہ بذریعہ اس کے علم کے ہے جیسا کہ جب آدم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو اسے ملائکہ پر فضیلت عطا کی اور فرمایا وعلم آدم الاسماء کلھا۔ پس انسان کی پرواز مبنی ہے علم پر۔ علم سے محروم کو قرآن کریم موتی و اعمیٰ سے تعبیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو ذرائع سے علم عطا فرمایا۔ ایک تو اسے عقل بخشی جو حواس کے ذریعہ علم حاصل کر کے اپنے ادراک اور تمیز کے ماتحت ان سے فائدہ اٹھاتی ہے۔ دوسرے اسے روحانی پر عطا کئے ہیں جسے قرآن کریم نے قلب کے نام سے تعبیر فرمایا ہے جو وحی کی روشنی سے منور ہو کر جہالت کی تاریکیوں سے مخلصی حاصل کر لیتا ہے۔ انسان کی پرواز کے لئے جو علم پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ دو پر عنایت فرمائے ایک عقل کا دوسرا وحی کا۔ جب تک یہ دونوں پر کام نہ کریں انسان کو روحانی پرواز نصیب نہیں ہوتی اور دنیا اور خواہشات سفلی سے بکلی نجات پا کر اسے معراج روحانی حاصل نہیں ہوتا۔

جس طرح دوسری جگہ قرآن کریم نے فرمایا ہے او لم یروا الی الطیر فوقھم صافات ویقبضن ما یمسکھن الا الرحمٰن انہ بکل شیء بصیر۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے پرندوں کی طرف جو ان کے اوپر پروں کو پھیلائے اڑتے ہیں اور کبھی سکیڑ لیتے ہیں اور ان کو تھامے رکھتا مگر رحمٰن بے شک وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ یعنی انسان کو پرندوں کی طرف توجہ دلائی کہ جب تک پر پھیلائے رکھتے ہیں یعنی اُن سے کام لیتے ہیں تو اڑتے رہتے ہیں اور جہاں انہیں سکیڑا یعنی ان سے کام لینا چھوڑا تو وہ نیچے گر جاتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اگر عقل اور وحی کی ہدایتوں سے کام لیتے رہو گے تو دنیا میں عروج حاصل ہوگا اور معراج روحانی کے تم وارث ہو گے اور جس دن ان دونوں پروں سے کام لینا چھوڑا اسی دن گر جاؤ گے چنانچہ مسلمانوں کا عروج اور زوال قرآن مقدس کے اس پیش کردہ اصول قانون کی ایک زندہ شہادت ہے ما یمسکھن الا الرحمٰن۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کا یہ مطلب ہے کہ بغیر معاوضہ اور بدلہ کے اپنی جناب سے پرندوں کو اور انسانوں کو اپنی اپنی نوع کے مطابق یہ پر عنایت فرمائے جن کے ذریعہ وہ نیچے گرنے سے بچ سکتے ہیں۔ انہ بکل شیء بصیر لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ دیکھتا بھی ہے۔ یعنی اس کا قانون ہر وقت بطور نتیجہ کے ساتھ ساتھ موجود ہے کہ ان دونوں پروں سے کام لو گے تو ترقی کے آسمان پر پرواز کرتے رہو گے اور اگر کام لینا چھوڑ دیا تنزل کے گڑھے میں گر جاؤ گے تو نتیجہ اٹل ہے۔ موجودہ تنزل اور انتشار قرآن کریم کے چھوڑنے ہی کا نتیجہ ہے۔

امام زماں نے بھی اس موجودہ صورت حال پر ان الفاظ سے آنسو بہائے ہیں :۔

> دردا کہ حسن صورت فرقاں نہاں نماند
> آں نور دلستاں کہ اثر عارفاں نماند

. . . .

> بینم کہ ہر یکے بہ غمِ نفس مبتلا است
> کس را غمِ اشاعتِ فرقاں بجاں نماند
> جانم کباب شد ز غمِ ایں کتاب پاک
> چنداں بسوختم کہ بجز امید جاں نماند
> اے سیّدالوریٰ مددی وقتِ نصرت است
> کز بوستاں بہ راہ فتد کس باغباں نماند
> صد بار رفتہ ہا کنم ز حسرتی اگر
> بینم کہ حسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند
> اے بے تمیز خدمتِ فرقاں کمر بہ بند
> زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

قاضی صاحب محترم کی تقریر کے بعد نماز ظہر کے لئے اختتام جلسہ کا اعلان ہوا۔ عصر کے بعد اجلاس جناب چوہدری محمد شفیع صاحب رئیس بدوملہی نے فرمائی۔ اس اجلاس کو مکرم شیخ نثار احمد صاحب از سیالکوٹ۔ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور مکرم مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت و ویدانتی محقق اسلام نے خطاب فرمایا۔

اخبارِ احمدیہ

شمولیت جماعت

جیسا کہ اخبار "پیغام صلح" میں قبل ازیں یہ اعلان ہو چکا ہے سانگلہ ہل کے نزدیک چک ۲۲ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت قائم ہو چکی ہے اور یہ لوگ نہ صرف نماز روزہ کے پابند بلکہ فاستبقوا الخیرات کے مطابق بڑھ چڑھ کر چندہ دینے والے ہیں چنانچہ انہوں نے حال ہی میں مسجد برلن کے لئے چندہ میں کافی دلچسپی اور سرگرمی کا عملی اظہار کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ اطلاع بھی احباب جماعت کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگی کہ سانگلہ ہل کے نزدیک ہی ایک چک بھاگے کرٹ کے ایک معزز زمیندار چوہدری نذیر احمد چیمہ اور سانگلہ ہل سے چوہدری نور الٰہی آرائیں نے جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ فالحمدللہ۔ والسلام

عبدالحمید۔ بیت العصمت۔ سانگلہ ہل

تاریخ جلسہ کراچی

کچھ وجوہ کی بنا پر جماعت کراچی کے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی تاریخ ۱۰ اپریل کی بجائے ۱۷ اپریل بروز اتوار مقرر ہوئی ہے لہٰذا تمام احباب اس تبدیلی تاریخ کو نوٹ فرمالیں۔ والسلام۔ خاکسار۔ رحیم بخش کراچی

(بقیہ جواب سپاسنامہ از صفحہ ۲)

خدا کرے ہمارے دوسرے مسلمان بھائی اسی پر عمل پیرا ہوں - اگر یہ تصور جو خالص اسلامی تصور ہے دل و جان سے قبول کر لیا جائے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ تمام دنیا کا دین اسلام ہی ہوگا اور اس عالم کی پادشاہی مسلمان کے ہاتھ میں ہوگی۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کی بنیاد بھی اسی ہمہ گیر اسلامی نظریہ پر رکھی گئی تھی کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے - قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دوربین نگاہ نے اس بات کو اچھی طرح سے بھانپ لیا تھا کہ پاکستان کا قیام اخوت اسلامی کی برکت سے ہی ممکن ہے - کوئی صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ احمدی لوگ تو کافر ہیں۔ ان کو مسلم لیگ کا ممبر نہ بنایا جائے - یہ سُن کر حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ اگر آج میں آپ کے کہنے پر احمدی مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دیکر مسلم لیگ کی ممبری سے خارج کر دوں - تو کل پھر کوئی شیعہ صاحب میرے پاس آ جائیں گے کہ سنیوں کو لیگ کی ممبری سے خارج کر دیں اور اس طرح پر کوئی اور صاحب آئیں گے کہ بریلویوں یا دیوبندیوں کو ممبر نہ بنائیں - اگر ہر ایک کے کہنے پر میں ایسا کرتا رہا - تو لیگ کا ممبر آپ اور میرے سوا اور کون رہے گا - چنانچہ حضرت قائداعظمؒ کے اسی تصور نے اور اس تصور ہی کی قوت نے، کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے، پاکستان قائم کیا - ہمیں چاہیئے کہ ہم اس عظیم الشان روایت کو نہ صرف زندہ رکھیں بلکہ اس کی تبلیغ اور اس کا پرچار بھی کریں جہاں کہیں تکفیر بازی کی بات ہوتی ہو ان کو ٹوک دیں کہ اسلام میں تکفیر بازی غلط ہے - ہم اس کو سننے کے روادار نہیں ہیں - اس تکفیر بازی کے غیر اسلامی فعل میں اسلام کی تباہی ہے - مسلمان کی ہلاکت ہے - دین کی رسوائی ہے -

قبلہ ڈاکٹر صاحب مکرم نے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمام عزیز طلباء ان باتوں کو یعنی یہ کہ دین اسلام مذہب کے طور پر ایک عظیم و ناقابلِ تسخیر قوت ہے اور مسلمانوں کا کلمہ طیبہ پر اتحاد ایک طاقت ہے پلّے باندھ لیں، تو اپنی قوم کے اندر ایک انقلاب برپا کر سکتے ہیں اور اسلام میں وہ قوت پیدا کر سکتے ہیں جو قرونِ اولیٰ کی یاد دلا دے ٭

جلسہ خواتینِ احمدیہ

خواتین احمدیہ کا ماہانہ اجتماع پنجم اپریل کو بعد از نماز جمعہ مسجد کی گیلری میں ہوا - جس میں سیکرٹری کا انتخاب مدِ نظر تھا - سیکرٹری منتخب کے لئے محترمہ رضیہ بیگ نے رخشندہ اختر کا نام تجویز کیا جس کی تائید بیگم ڈاکٹر بشیر احمد نے کی اور دیگر خواتین نے باتفاق رائے سے منظور کیا اور رخشندہ اختر متعلمہ ایم - اے (اسلامیات) بلا مقابلہ منتخب ہو گئیں۔ اس کے بعد جلسے کی باقاعدہ کارروائی شروع ہوئی - ننھی یاسمین نے تلاوتِ کلام پاک سے اس کارروائی کا آغاز کیا اس کے بعد دو ننھی بچیوں نے حمد پیش کی اور آخر میں بیگم ڈاکٹر بشیر احمد نے ایک قومی بیوی کی حیثیت سے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ خواتین کو نرسنگ اور شہری دفاع کی تربیت ضرور لینی چاہیئے - آخر میں جماعت کی ترقی کے لئے دعا کی گئی اور اس طرح کارروائی اختتام کو پہنچی - خواتین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ آئندہ اجتماع ۲۹ اپریل کو ہوگا زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کی کوشش کریں - والسلام - خاکسار رخشندہ اختر (سیکرٹری)

درخواست دُعا

میری بیوی عرصہ سے بیمار ہے - احباب نماز جمعہ میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے مریضہ کو مکمل شفا عطا کرے - آمین - والسلام - تابعدار محمد امین دکھی شہر سیالکوٹ -

شہیدانِ ملت کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت کے چند پھول

(از عبدالصمد برق اکبرابادی - حال مقیم بغداد - عراق)

پاک ملت کے شہیدوں، جاں نثاروں کو سلام ٭ خاک و خوں سے کھیلنے والے سواروں کو سلام
ان محبانِ وطن اور دل فگاروں کو سلام ٭ واقفِ سِرِ شہادت، بیقراروں کو سلام
جاں فدا کر کے وطن کا نام روشن کر دیا
خون سے رنگین تر گلشن کا گلشن کر دیا

دشمنوں نے جس گھڑی یلغار کی لاہور پر ٭ مورچہ بندی تمہاری حملۂ فی الفور پر
مرحبا کہتی ہے دنیا اپنے فکر و غور پر ٭ باندھ کر بیٹنے پہ بم ٹینکوں کے نیچے دوڑ کر
جان تو دیدی مگر ٹینکوں کے ٹکڑے کر دیئے
رُوسیاہ دشمن کے تم نے زرد مکھڑے کر دیئے

پانچ گھنٹوں تک لڑے بازو سے بازو جوڑ کر ٭ زعمِ دشمن رکھ دیا دم بھر میں تم نے توڑ کر
دشمنانِ دیں کی رکھدیں گردنیں تک موڑ کر ٭ یہ سُنا ہے بھاگ نکلے جُوتیاں بھی چھوڑ کر
چھ صد و نناوے تھے غازیانِ نورعین
سربراہ ان کا فقط تھا ایک ہی اختر حسین

دوسرا کھولا سیالکوٹ پر جا کر محاذ ٭ ہو گئے سینہ سپر یک دم میں محمود و ایاز
جاں نثارانِ وطن اور غازیانِ پاک باز ٭ دیکھنے کی چیز تھی ٹینکوں سے ان کی تگ و تاز
خاک میں منصوبے باطل کے ملا کر رکھدیئے
نعرۂ تکبیر سے دل بھی ہلا کر رکھدیئے

ایک حملہ سندھ کی تھا سرزمینِ پاک پر ٭ آ گئی حق کے فرشتوں کو ہنسی افلاک پر
ایک ہی مُکا مجاہد کا پڑا جب ناک پر ٭ فوجِ بھارت لڑکھڑا کر گر پڑی تھی خاک پہ
غازیوں نے ان کے سر کی کاٹ ڈالیں چوٹیاں
چلّو بھر پانی میں گویا آن کر ڈوبی یہاں

مونا بھاؤ ریل کے مرکز پہ راجستھان کے ٭ جھنڈے لہرائے گئے جس وقت پاکستان کے
شور و واویلا مچا ہر سمت ہندوستان کے ٭ دیویاں مندر میں جا پاؤں پڑیں بھگوان کے
لاج رکھ لے آج ایشور تو ہی ہندوستان کی
برقِ طوفاں خیز بڑھ آئی ہے پاکستان کی

مولینا احمد یار صاحب تبلیغ کے لئے فجی جاتے ہوئے لاہور کے ہوائی اڈہ پر احباب کے ساتھ کھڑے ہیں

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ

پیغام صلح
لاہور

فون نمبر ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے ... روپے
بیرونی ممالک سے ... ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد
فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۰ اپریل ۱۹۶۶ء | شمارہ ۱۴

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۴۔ سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۵۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

خیر پر دلالت کرنیوالا اس پر عمل کرنیوالے کا اجر پاتا ہے

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

عن ابی مسعود الانصاری رض قال جاء رجلٌ الی النبی صلعم فقال اِنّہٗ اُبْدِعَ بی فاحملنی فقال ما عندی فقال رجل یا رسول اللہ انا اَدُلُّہٗ علی من یحملہٗ فقال رسول اللہ صلعم من دلَّ علی خیرٍ فلہ مثل اجرِ فاعلہ رواہ مسلمٌ (المشکوٰۃ کتاب العلم)

ابو مسعود انصاری رض روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت نبی کریم صلعم کے پاس آیا اور کہا کہ میری سواری تھکان سے چلنے کے قابل نہیں رہی آپ میرے لئے سواری کا انتظام فرما دیں آنحضور صلعم نے فرمایا میرے پاس تو کوئی سواری نہیں ایک دوسرے شخص نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ (صلعم) میں اس شخص کو ایسے آدمی کا پتہ دیتا ہوں جو اُس کے لئے سواری کا انتظام کر دے گا اس پر حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا جو شخص کسی کو خیر پر مطلع کرتا ہے اُس کو ویسا ہی اجر ملتا ہے جو اس خیر کے کرنے والے کو ملتا ہے بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں کمی کی جائے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس ارشاد نبوی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مفت کا اجر حاصل کرنے کی کوشش کرے یہ کام تو ہر شخص معمولی سی سعی سے کر سکتا ہے کہ بھلائی کی باتوں کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا رہے جو شخص بھی اس کی اس کوشش سے نیکی پر گامزن ہوگا یہ شخص بھی اس کے اجر میں شریک ہو جائے گا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیکی کے کاموں پر لوگوں کو آمادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

"ہم جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر داخل نہیں سمجھے جاتے۔"
(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

اس جماعت میں درحقیقت وہی داخل ہیں جو

دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت اُن لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر گرتے اور روتے ہیں اور خداؔ کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں میں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں میں بہت خوش ہوں گا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقوےٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر اگر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں کہ صرف دنیا ہی ان کے دلوں میں ہوتی ہے، نہ اُن کی .... نظر پاک ہے، نہ اُن کا دل پاک ہے، اور نہ اُن کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے، اور نہ اُن کے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہیں، اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے تو وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں وہ عبث کہتے ہیں کہ

تعلیمی پریس مرکز روڈ لاہور میں باہتمام ملک ... پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور)

بدوملہی ضلع سیالکوٹ کی مختصر روئیداد

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

(از قلم بی اے سوز)

حضرت امام زمانؑ کا انقلاب آفرین کام

محترمی شیخ شاد احمد صاحب از سیالکوٹ ... معہ اہل و عیال جلسہ میں شرکت کے لیئے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے دوسرے اجلاس میں جو جناب چوہدری محمد شفیع صاحب ملہی رئیس بدوملہی کی زیر صدارت تین بجے سہ پہر شروع ہوا، حاضرین سے خطاب فرمایا۔ شیخ صاحب مکرم نے قرآن شریف کی آیت کریمہ یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم فی رسول اللہ الا کانوا بہ یستھزءون کا ترجمہ: (افسوس ہے بندوں پر کہ خدا کی طرف سے ہر فرستادہ پر انہوں نے استہزا ہی کیا) کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

جو بھی اصلاح خلق کے کام پر مامور ہوا اس کے ساتھ یہی سلوک کیا گیا حضرت مسیح موعود بھی یہی مشن لے کر آئے ان کی بھی قدر نہ ہوئی مامورین میں ایک امر مشترک ہے کہ ان کی قدر نہیں کی جاتی یا کم از کم ان کی عین حیات میں نہیں کی جاتی۔ اس کیفیت کا اظہار حضرت مسیح موعود کے اس شعر سے بھی ہوتا ہے ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

یعنی آج میری قوم میرے مقام کو نہیں پہچانتی۔ ایک وقت آئے گا کہ رو رو کر یاد کریں گے اور کفِ افسوس ملیں گے کہ ہم نے وہ زمانہ نہ پایا اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔

شیخ صاحب موصوف نے فرمایا کہ اصلاح خلق کا یہ عظیم الشان کام ہمیشہ عظیم الشان انسانوں کے ہاتھوں سے ہی سرانجام پایا ہے وہ جلیل القدر انسان کسی اجر و ثواب کے خواہاں نہیں ہوتے۔

مکرم شیخ صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ قوم نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا۔ اسی طرح قوم نے مثیل مسیح کے لئے دکھ درد روا رکھا ان کو طعن و دشنام کا تختۂ مشق بنایا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ ان مخالفتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے الٰہی مقصد کی تکمیل کے لئے منزل بہ منزل بڑھتے چلے گئے۔ شیخ صاحب نے دوران تقریر اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ مذہب کی تاریخ حضرت مسیح موعودؑ کے انقلاب آفریں کام کو ہرگز ہرگز نہیں بھلا سکتی۔ مکرم مقرر موصوف نے حضرت مسیح موعود کی خدماتِ دینیہ کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ مامورین میں عموماً چار باتیں وجۂ امتیاز اور معیار شناخت ہوتی ہیں (۱) تقویٰ و پرہیزگاری (۲) مکاشفہ یا تعلق باللہ (۳) علم اور (۴) جہاد یا کام۔

محترم شیخ صاحب نے ان چاروں معیاروں کی روشنی میں حضرت مسیح موعودؑ کی شخصیت کا تجزیہ واقعات اور مشاہدات کے رنگ میں تفصیلاً اور دلیلاً سامعین کے سامنے پیش کیا۔ اور ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں یہ چاروں پہلو نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ حضرت صاحب تقوےٰ و طہارت کے پیکر تھے۔ ان کو خدا تعالےٰ سے مکالمہ مکاشفہ حاصل تھا۔ خدا تعالےٰ نے انہیں علم سے بہرہ ور کیا اور اسلام میں ایک بے نظیر علم الکلام کا اضافہ کیا۔ قرآن کریم کے حقائق و معارف کھولے۔ اسلام کو غالب دین کے طور پر ثابت کیا۔ مذاہب باطلہ پر ان کی غلطیاں اور کمزوریاں واضح کیں۔ اسلامی معتقدات کو نکھار کر پیش کیا۔ خدماتِ دینیہ۔ اشاعت اسلام کا علمی اور قلمی جہاد اسلامی تاریخ کا سنہری باب بنے گا۔

شیخ صاحب محترم نے حقیقت افروز تقریر کرتے ہوئے سامعین سے فرمایا کہ حضرات دُنیا ایک سراب ہے۔ ایک دھوکہ ہے۔ دنیا کی حقیقت کیا ہے۔ اس کی حقیقت ایک بیمار سے پوچھو ایک ضعیف العمر سے پوچھو جو عمر کی منزلیں طے کر کے اب زندگی کی آخری منزل پر کھڑا ہے۔ اور واپس نہیں لوٹ سکتا۔ اگر ہم اس دارِ فانی میں عمر کی منزلیں طے کرتے کرتے ابھی تک اس مقام پر نہیں پہنچے جہاں گناہ سے بیزار ہو کر اس کو ترک کر دیں تو ہم نے دنیا کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ اللہ تعالےٰ ہم کو توفیق دے کہ ہم حق کی شناخت کر سکیں اور حق پر قائم رہ سکیں۔ آمین۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

آپ کی تقریر کا مکمل متن ماہنامہ روح اسلام کے تازہ شمارہ میں ملاحظہ ہو

شیخ صاحب کی تقریر کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کی تقاریر ہوئیں

سابق خلیفہ ربوہ کے بیان پر تبصرہ

ایک اعتراض کا جواب

(از ملک الٰہی بخش صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس کے علاوہ اور بھی کئی ضروری وجوہات ہیں۔ مثلاً ربوی عقائد سے ہمارے امام زمان کی ذلت اور تکذیب ہوتی ہے۔ ربوی حضرات کا ایمان ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے وہ اپنے الہامات کی غلط تاویل کر کے نبی ہونے سے انکار کرتے رہے۔ مگر ان کے مخالف اور مکفر مولوی ان کے الہامات کا صحیح صحیح مفہوم جان کر ان پر کفر کا فتوے لگاتے تھے۔ گویا اس وقت حق تو حق پر تھے خود ملہم غلط تھا مگر آٹھ دس لوگوں کو ڈانٹنے کے مطابق حضرت اقدس کافر اور مکذب بھی بیچارے حق کہنے والے مولویوں کو ٹھہرا دیتے تھے۔ اور اسی لئے ربوی حضرات اب ان مخالف مولویوں کی تعریف کرتے ہیں، کیونکہ سچی بات کہہ کر وہ تعریف کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت اقدس نعوذ باللہ کس بات کے مستحق ٹھہرے۔ کیا ان اعتقادات کی اشاعت کی .... جائے تو حضرت اقدس کی اس میں عزت ہوگی یا نعوذ باللہ ذلت اور تکذیب تو کیا ایسی صورت میں ہر سچے احمدی کا یہ فرض نہیں ہو جاتا کہ وہ ان عقائد کی تردید کر کے حضرت اقدس کے صحیح مقام۔ دعوے اور اعتقاد کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ اس میں کوئی غلط فہمی نہ رہے۔ ورنہ ربوی عقائد کو دوسرے تو ساری جماعت اور ان کے پیشوا کی رسوائی ہوتی ہے۔ خدا را اس قلم پر ذرا غور فرماویں کیا یہ حضرت مسیح موعود یا کسی عقلمند مسلمان کا مذہب ہو سکتا ہے۔ اور کیا ایسے اعتقاد کو شدت سے تردید ضروری نہیں ہو جاتی۔ یہ رواداری یا مصالحت کا طریق نہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ بعض دوستوں کے خیال میں عیسٰے بدین خود اور موسٰے بدین خود اچھا اصول ہے اور اگر اس پر عمل کیا جائے تو پھر آپ غیر مذاہب میں تبلیغ بند کرا دیں۔ قرآن کریم کے تراجم اور دوسری مذہبی کتب کی اشاعت بند کرا دیں کہ ہم کیوں عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کے خلاف وعظ اور نصیحت کرتے پھریں اور ان کے پیچھے پڑتے رہیں۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ربوی حضرات کے غلط عقائد کی بناء پر مخالفین فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے ہیں۔ فسادوں کے وقت لوگ ہم کو بھی انہی عقائد کا حامل سمجھتے ہیں جو ربوی حضرات کے ہیں۔ اور اس لئے ہم پر بھی تشدد ہوا دیکھتے ہیں اس لئے اب جبکہ خود خلیفہ صاحب نے اپنے غیر اسلامی عقائد کو چھوڑ کر حضرت اقدس کے اصل دعوے اور اعتقاد کو عدالت میں تسلیم کر لیا ہے۔ لہٰذا اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے تاکہ عوام پر حضرت اقدس کا صحیح مسیح دعوے اور مقام واضح ہو جائے۔

خود ہماری جماعت کے بیشتر حضرات کی آگاہی کے لئے بھی یہ رسالہ بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے جس میں حوالجات کا ایک قیمتی ذخیرہ مہیا کر دیا گیا ہے اس لئے آپ خود پڑھیں۔ ربوی حضرات اور غیر احمدی احباب کو مطالعہ کے لئے دیں۔ بے شک رقم کچھ نہ دیں۔ ہم نہیں مانگتے۔ آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ اس رسالہ کے متعلق ربوہ سے ایک بڑے عالم کا خط آیا ہے کہ ہمارے کبھی وہی اعتقادات ہیں جو تمہارے ہیں اس کے متعلق مفصل لکھوں گا۔ ایک پشاوری ربوی صاحب نے بھی بحث مباحثہ کی طرح ڈالنے کے لئے لکھا تھا اس کا جو جواب دیا ہے اس کی ایک نقل برادرم غلام محبوب صاحب پشاور یونیورسٹی کے پاس ہے۔ کبھی موقعہ ملے تو وہ بھی پڑھیں۔ میرے لئے اور ان احباب کے لئے جنہوں نے اس کے چھپانے میں امداد اور کوشش کی ہے دعا فرماویں۔

فقط والسلام

خاکسار الٰہی بخش

۱۷ سی سیٹلائٹ ٹاؤن۔ راولپنڈی

درخواست دُعا

دفتر انجمن کے کارکن گلاب علی صاحب ایک مقدمہ کی وجہ سے پریشان ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی مخلصی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

اپنے بچوں اور اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ

گذشتہ جمعہ (مورخہ ۱۵؍اپریل ۱۹۶۶ء) محترم ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے مرکزی جامع احمدیہ میں پڑھایا، آپ نے آیہ کریمہ یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم و اھلیکم ناراً الخ کی تلاوت فرما کر قوم کو اس فرمان الٰہی کی طرف توجہ دلائی جو اس آیت میں مذکور ہے، آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں ہر مسلمان پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے اہل و عیال، اپنے بیوی بچوں اور کنبہ اور خاندان کے دوسرے لوگوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچانے کی سعی کرے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ فرض جماعت احمدیہ پر بالخصوص عائد ہوتا ہے، جس نے مامور حق کے ہاتھ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر رکھا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ خطبہ پیغام صلح کی کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین ہوگا۔ لیکن اس توجہ دہانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے احباب سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس بات پر غور کریں اور اپنے گھروں اور خاندان کا جائزہ لیں کہ کہاں تک وہ ان حقائق پر عامل ہیں جو انسان کو دوزخ کی آگ سے بچانے کا موجب ہو سکتے ہیں کیا دین کی وہ لگن جو آپ کے قلوب میں پائی جاتی ہے، آپ کی اولاد اور ازواج کے قلوب بھی اس سے متاثر ہیں؟ کیا اوامر الٰہی پر جس طرح آپ خود عامل ہیں آپ کے گھر کے لوگ اور اہل و عیال بھی اسی طرح عمل پیرا ہیں؟

جہاں تک عام طور پر دیکھا جاتا ہے، بہت کم ایسے لوگ ہیں، جو اپنی اولاد کو اس نعمت سے متمتع کرنے کی کوشش کرتے ہوں جو دین سے وابستگی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ کئی گھرانے ایسے ہیں جہاں بچوں کو قرآن کریم ناظرہ بھی پڑھایا نہیں جاتا اور صرف مروجہ دنیوی تعلیم ہی کو ان کی زندگیوں کا حقیقی مقصد سمجھتے ہوئے انہیں کم عمری ہی میں انگریزی مدارس میں بھیجدیا جاتا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ جوانی میں قرآن کریم کو سمجھنا تو ایک طرف اس کا پڑھنا بھی انہیں دشوار معلوم ہوتا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہنا خلاف حقیقت نہیں کہ ہمارے نوجوانوں کی عملی زندگی نماز اور دیگر ارکان دین کی بجا آوری سے علی العموم یکسر خالی ہوتی جا رہی ہے۔ اور احمدیت کے ساتھ وابستگی اور خدمت دین میں حصہ لینے کے بجائے دین سے بے رغبتی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کتنے ہی ایسے گھرانے ہیں جہاں گھر کا ایک ہی فرد احمدی ہے، اور اس کی اولاد اور بیوی بچے جماعت اور دین سے بالکل بے تعلق ہیں، یہ حالات نہایت افسوسناک ہیں، جن کی اصلاح کرنا ہمارا سب سے بڑا اور سب سے پہلا فرض ہے، خدائی فرمان ہے قوا انفسکم و اھلیکم ناراً اپنے آپ کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ اور اپنے اہل و عیال کو بھی، اس فرمان الٰہی کو نظرانداز کرنا اور اپنے بال بچوں کو دین کی طرف راغب نہ کرنا، ان کی دینی اور اخلاقی حالت سے لاپرواہی اختیار کرنا ایک گناہ ہے جس کی باز پرس ہم سے سب سے پہلے کر ہوگی۔ ہم خود خواہ کتنے بھی نیک اور پارسا ہوں۔ نماز، روزہ کے پابند، اور خدمت دین میں منہمک ہوں لیکن اگر اپنے اہل و عیال، اپنے بال بچوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں اور دین کی طرف راغب کرنے کی کوشش نہ کریں، تو ہماری پارسائی دینی خدمات میں ایک خلا رہ جاتا ہے جو موجب خسران ہوگا۔ ہم تبلیغ دین کے مامور ہیں۔ ہمارا دوسروں کو تبلیغ کرنا کس کام آ سکتا ہے، اگر ہمارے گھر میں دین نہ ہو، تبلیغ کا کام سب سے پہلے گھر سے شروع ہونا چاہیئے۔ اپنے اہل و عیال کو دین کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ضروری ہے کہ اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم دلانے سے پہلے قرآن کریم ناظرہ پڑھایا جائے اور پھر جوں جوں ان کا شعور ترقی کرے، انہیں دینی مسائل سے واقف کرنا اور نماز کی عادت ڈالنا چاہیئے۔

بتایا کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطبہ میں فرمایا رسول کریم صلعم کا فرمان ہے کہ بارہ سال کی عمر تک بچے کو پیار اور محبت سے نماز کی عادت ڈالنے کی کوشش کی جائے اور بارہ سال کی عمر کے بعد اگر اس سے نماز میں کوتاہی ہو تو اسے جسمانی سزا بھی دی جائے، اس فرمان نبوی پر اگر عمل کیا جائے اور شروع ہی سے بچے کو نماز اور قرآن خوانی کی عادت ڈالی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے گھروں میں دین کی فضا اور ہمارے دلوں کی گہرائیوں میں دین کی محبت پیدا نہ ہو۔

اس لئے ہم اپنے بھائیوں اور دوستوں سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ اگر وہ اس مقصد کو جس کے لئے وہ اس سلسلہ میں شامل ہوئے صحیح سمجھتے ہیں، اگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد صحیح ہے اور اس کو نبھانا وہ اپنا سب سے زیادہ ضروری فرض یقین کرتے ہیں تو اپنے گھروں میں دین کی فضا پیدا کریں۔ اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم سے پہلے قرآن کریم پڑھائیں۔ اور انہیں اس بات کی عادت ڈالیں کہ ہر روز صبح کے وقت قرآن کریم کا کم از کم ایک رکوع ضرور پڑھ لیا کریں، جس کے بعد آپ ان کی سمجھ اور شعور کے مطابق اس رکوع کا مفہوم اور دین کی موٹی موٹی باتیں انہیں بتا دیا کریں تو یہ آپ کی دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی اور آپ کی قوم کی زندگی کا موجب ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اخبار احمدیہ

شیخ محمد طفیل صاحب کی مراجعت وطن

—— محترم شیخ محمد طفیل صاحب سابق امام مسجد ووکنگ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد ۱۸؍اپریل کو بذریعہ ہوائی جہاز لاہور پہنچ گئے۔ ان کے استقبال کے لئے جماعت کے بہت سے احباب ہوائی اڈہ پر موجود تھے، جنہوں نے نہایت مسرت و انبساط کے ساتھ معانقہ کرتے ہوئے پھولوں کے ہاروں سے انہیں لاد دیا۔ شیخ صاحب محدوح ۱۰-۱۱ سال انگلستان میں تبلیغ اسلام کی خدمت سرانجام دینے کے بعد تشریف لائے ہیں۔ اس سے پہلے آپ چند سال ہالینڈ میں جناب الحاج میاں محمد صاحب کے تبلیغی مشن میں کام کر چکے ہیں، آپ کچھ دن وطن میں قیام کرنے کے بعد ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند) میں برائے تبلیغ تشریف لے جائیں گے۔

سانحہ ارتحال

—— یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہماری جماعت کے ایک بزرگ اور حضرت مسیح موعود کے مخلص مرید مستری فضل دین صاحب سیالکوٹی ۱۴؍اپریل کو بروز جمعرات رحلت فرما کر عالم جاودانی ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مستری صاحب نہایت دیندار اور پارسا بزرگ تھے۔ دھرم پورہ لاہور میں اپنے فرزند محمد صدیق (آرہ مشین) کے ہاں قیام پذیر تھے۔ ان کے جنازہ میں اعزہ و اقارب کے علاوہ جماعت کے متعدد احباب نے شمولیت اختیار کی۔ قبرستان خانقاہ میاں میر صاحب میں انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے فرزندان اور دیگر اعزہ کو صبر جمیل عطا فرمائے، احباب کرام سے جنازہ غائبانہ کی استدعا ہے۔

(۲) ۱۸؍اپریل کو مرزا منظور احمد بیگ (برادر مرزا مسعود بیگ صاحب) کا خورد سال بچہ وفات پا گیا، اس کی تدفین انجمن کے قبرستان واقع میانی صاحب میں عمل میں آئی، جنازہ میں متعدد مقامی احباب جماعت شامل تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرزا منظور احمد بیگ صاحب اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرمائے اور مرحوم اپنے والدین کے لئے رحمت اور شفاعت کا موجب ہو۔

جماعت پشاور کا جلسہ

جماعت احمدیہ پشاور کا سالانہ جلسہ مسجد احمدیہ واقع کوچہ گلبادشاہ جہانگیر پورہ پشاور میں ۲۳-۲۴؍اپریل کو منعقد ہوگا۔

اسلام کا غلبہ عددی قوت اور مادی طاقت پر منحصر نہیں

ہمارے عقائد اور ہمارے کام

بی اے سوز کے قلم سے

جماعت احمدیہ بدوملہی کے جلسۂ سالانہ کی دوسری نشست میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے سورۂ ابراہیم کی آیت الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء ـــــــ و یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ

اعلیٰ اصولوں اور باطل معتقدات کی مثال

اس آیت میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ ایک عمدہ اصول کی مثال ایک عمدہ درخت کی طرح ہے جس کی بیخ قائم ہے۔ اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔ وہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل دیتا رہتا ہے۔ فاضل مقرر نے کہا کہ قرآن کریم نے یہ مثال کلمۂ توحید کی بیان کی ہے اور بتایا ہے کہ وہ اس قدر راسخ اور مضبوط چیز ہے کہ اس کو اُکھاڑا نہیں جا سکتا۔ مگر جو باطل ادیان ہیں۔ اُن کے اعتقادات کی مثال ایک خبیث درخت کی طرح ہے جس کو کوئی ثبات اور قرار نہیں یعنی وہ اصول اور اعتقادات آئے دن بدلتے ہیں۔ ان سے کوئی سُودمندی اور منفعت حاصل نہیں ہوتی

اسلام کامل دین ہے

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں نے عیح طلبائے مُسلم ہائی سکول کے اجتماع میں بھی یہ بات کہی تھی کہ اسلام کامل دین ہے۔ یہ ایک عظیم الشان قوت کا حامل ہے۔ اسلام نے نسلِ انسانی کو بہت بڑا فائدہ پہنچایا ہے۔ اس نے دنیا جہاں کے انسانوں کو اخوت و برادری میں منسلک کر دیا ہے۔ ہر قسم کے نسلی۔ لسانی۔ لونی، وطنی اور قومی امتیازات اختلافات کو مٹا دیا۔ کوئی شخص جو اسلامی برادری میں شامل ہو جاتا ہے وہ اس اخوت کا جزو بن جاتا ہے۔

مسلمان کا نشان

مکرم ڈاکٹر صاحب نے اہلِ اسلام کی نشانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ حدیث نبوی میں مذکور ہے۔ من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم جو کوئی ہماری طرح نماز پڑھتا ہے۔ ہمارے قبلہ کو اپنا قبلہ قرار دیتا ہے۔ اور ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے وہ مسلمان ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے لا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلام لست مؤمنا۔ جس کسی میں اسلام کی ایک نشانی بھی نظر آئے تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ تم اس کو اخوتِ اسلامیہ سے الگ کر دو۔ اعمال کا جہاں تک تعلق ہے اس کے بارے میں خدا تعالےٰ کی ذات ہی جانتی ہے۔ اعمال کا محاسبہ انسان نہیں کر سکتا خدا ہی کر سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں محترم ڈاکٹر صاحب نے اسلامی تاریخ کا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت خالدؓ کفار سے برسرپیکار تھے دشمن شکست کھا رہا تھا۔ اس اثناء میں دشمن کی طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ ہم "صابی" ہو گئے ہیں "صابی" ہو گئے ہیں یعنی ہم نے تمہارے دین کو مان لیا ہے مگر حضرت خالدؓ نے جنگ جاری رکھی۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ملی تو حضرت خالدؓ کو بلا کر اس کی حقیقت معلوم کی۔ حضرت خالدؓ کہنے لگے کہ حضورؐ! دشمن شکست کھا رہا تھا۔ وہ ہمیں دھوکہ دینے کے لئے یوں کہہ رہے تھے۔ دل سے وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس پر حضرت صلعم نے فرمایا ھل شققت قلبہ کیا تم نے اس کا دل پھاڑ کر دیکھ لیا تھا کہ وہ تمہیں دھوکا دے رہے ہیں۔ حضرت صلعم نے خالدؓ کے اس فعل سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ آج کل کے نام نہاد علماء دلوں کو پھاڑ کر دیکھ لیتے ہیں کہ کون کافر ہے اور کون مسلمان۔ تکفیر بازی ان کا شغل ہے۔ معمولی معمولی فروعی باتوں پر کافر و مرتد کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔ نہ یہ پوچھا جاتا ہے کہ ان کے اعتقادات کیا ہیں۔ اور کیا عمل کر رہے ہیں۔ ان کا کلمہ کیا ہے۔ نماز کیسی ہے۔ دین کے ارکان کیسے ہیں۔ کوئی بات فروعی مل گئی تو تکفیر بازی شروع کر دی۔

اسلامی اتحاد ایک عظیم الشان طاقت ہے

آپ نے فرمایا کہ اسلام ایک عظیم الشان طاقت ہے۔ یہ صرف کہنے سننے اور پڑھنے پڑھانے کی بات نہیں بلکہ مشاہدہ کی بات ہے۔ موجودہ پاک بھارت جنگ میں اس طاقت کا عظیم الشان مظاہرہ ہوا۔ اس سے پہلے حصول و قیام پاکستان کے وقت بھی اس عظیم الشان قوت کا ظہور ہوا تھا۔ برصغیر کے مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ ہم مسلمان ہیں ہمارا دین الگ ہے۔ ہماری تہذیب الگ ہے۔ ہم ایک الگ قوم ہیں۔ ہمارا نظریۂ حیات جدا گانہ ہے۔ ہماری تہذیب کے تقاضے اور ہیں۔ یہ خواہش وہ مطالبہ تھا جو خدا کے ہاں منظور ہوا۔ یہ تھا اسلامی نظریات پر ایمان و یقین۔ اور اس پر اصرار ۔۔۔ جس کے باعث پاکستان بنا۔ جو شجرِ طیبہ کی مضبوطی کی زبردست دلیل بن گیا۔ ایک مطالبہ پر برصغیر کے تمام مسلمان جمع ہو گئے۔ ہر قسم کی تفریق جاتی رہی مسلم لیگ کا موقف تھا کہ ہر کلمہ گو مسلمان لیگ کا ممبر ہو سکتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق نے انہیں کتنی زبردست کامیابی بخشی۔ مسلمانوں کا رجحان دین کی طرف ہو گیا۔

جماعت احمدیہ کا موقف

اسی سلسلہ میں آپ نے جماعت احمدیہ کے موقف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۱۴ء سے اس جماعت کا یہی موقف ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ جب تک وہ کلمہ پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان قرار دیتا ہے کوئی اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ اسلام آخری دین ہے۔ قرآن آخری اور مکمل کتاب ہے۔ ہمیشہ کے لئے قابلِ عمل ہے۔ اس میں تمام صداقتیں جمع کر دی گئی ہیں۔ یہ نہ صرف باطل کی تردید کرتا ہے بلکہ اپنی صداقت کے دلائل بھی دیتا ہے۔ جو دعوےٰ کرتا ہے۔ اس کی دلیل بھی قائم کرتا ہے۔

جلسۂ اعظم مذاہب میں غلبۂ اسلام

جناب ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ حضرت امام وقت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میں معمولی لکھا پڑھا انسان ہوں مگر مجھے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی سے خدا تعالیٰ کی تائید و حمایت حاصل ہے۔ اور انہوں نے چیلنج کیا کہ اگر کوئی شخص کوئی بہتر سے بہتر اصول اپنی علمیت اور قابلیت کے بل بوتے پر قائم کر لے تو میں قرآن کریم سے اس جیسا یا اس سے بھی بہتر اصول نکال کر دکھلاؤں گا۔ نہ صرف یہ اصول بلکہ اس کی دلیل بھی قرآن کریم سے دوں گا۔ یہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ لیکن آپ نے اس کو بھی سچا کر دکھایا۔ ۱۸۹۶ء کی بات ہے کہ لاہور میں ایک جلسۂ اعظم مذاہب منعقد ہوا۔ اس میں تمام مشہور و معروف ادیان و مذاہب کے نمائندگان نے شرکت کی اور اپنے اپنے مذاہب کے محاسن بیان کئے۔ اس سلسلہ میں حضرت امام وقت کا مضمون بھی پڑھا گیا جو اوّل نمبر قرار دیا گیا۔ یہ اسلام کی خوبیاں عام کرنے اور اسلام کا دیگر ادیان پر غلبہ حاصل کرنے کا وقت تھا۔ علامہ اقبالؒ نے کہا تھا۔ ؎

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹا دیا تھا
سنا ہے قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہشیار ہوگا

میں نے قدسیوں سے سُنا ہے کہ اسلام کا شیر بیدار ہوگا۔ یہ سوئی ہوئی قوم جاگ اُٹھے گی۔ علامہؒ سے پوچھئے کہ قدسی کون تھے؟ کہاں رہتے تھے؟ حضرات یہ قادیان کے قدسی تھے۔ جنہوں نے غلبۂ اسلام کی نہ صرف دنیا کو بشارت دی بلکہ غلبہ کر کے بھی دکھلا دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا اس میں کیا شک و شبہ ہے کہ پاکستان کا مطالبہ جماعت احمدیہ لاہور کی دعوت و تحریک کا مرہونِ منت ہے۔ جس نے ۱۹۱۴ء سے تبلیغ و اشاعت

(باقی برصفحہ)

حجۃ الوداع میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

مسلمان کی جان، مال اور عزت قابلِ احترام ہے

ہمارا موجودہ معاشرہ، نبی کریم صلعم کی پیدا کردہ مثالی سوسائٹی اور امامِ وقتؑ کے زمانہ کا نقشہ

خطبہ جمعہ مورخہ ۸ ؍ اپریل ۱۹۶۶ء - فرمودہ مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ——— المآئدہ -

تکمیلِ دین کی عظیم الشان خوشخبری

یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے - یہ نزولِ وحی کی ترتیب کے لحاظ سے قرآن کریم آخری آیات میں سے ہے جو حجۃ الوداع کے موقعہ پر نازل ہوئی - حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب یہ آیت سُنی - تو آپ رو پڑے - حالانکہ اس میں بہت بڑی بشارت اور خوشخبری دی گئی تھی - لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا - یہ آیت رسول اللہ صلعم کی جدائی کی خبر دیتی ہے - اب حضور صلعم زیادہ دیر ہمارے ساتھ نہیں رہیں گے - حضرت ابوبکر رضؓ کی کیسی اعلیٰ درجہ کی فراست تھی - کیسا علم و عرفان تھا - وہ تو صدیق تھے - رازدان تھے - فوراً سمجھ گئے اور وہی بات ہوئی کہ ایک سال بعد آپ کا وصال ہوگیا - ایک اور روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم نے کہا کہ اگر ہمارے کسی نبی پر یہ آیت نازل ہوتی - وہ ہمارے لئے عید کا دن ہوتا - کیونکہ یہ بہت بڑی بشارت اور خوشخبری ہے کہ آج کے دن ہم نے دین کی تکمیل کر دی ہے - اور خدا تعالےٰ کی جتنی نعمتیں تھیں وہ سب حضور صلعم کے واسطہ سے اُمت مسلمہ پر تمام کر دی گئیں - دین کی تکمیل اور تمام رُوحانی نعمتوں کا پورا ہوجانا بہت بڑی خوشخبری ہے اس لئے یہ دن مسلمانوں کی عید کا مقام رکھتا ہے -

احکامِ حج تمام دُنیا کیلئے واجب العمل ہیں -

ہم نے آج سے ایک ہفتہ پہلے عید منائی - اس سے پہلے عرب میں حج کا مقدس فریضہ سرانجام پایا ہے جو دینی دن کی اہم تقریب ہے ان میں ساری دنیا کے مسلمان شامل ہوتے ہیں - اور یہ اپنے اندر بہت سارے اسباق رکھتی ہیں - اس میں حکمت اور عمل کرنے کی بہت سی باتیں ہیں - حضرت امیرایدہ اللہ نے خدا انہیں صحت دے اور عافیت سے مراجعت فرمائے وطن ہوں - حج کے موضوع پر ایک اہم اور دلنشین خطبہ ارشاد فرمایا تھا - جس میں حج کے احکام و ارکان اور اس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ احکام صرف انہیں لوگوں کے لئے نہیں ہیں جو مکہ معظمہ میں ادائیگی حج کے لئے جاتے ہیں بلکہ کل دُنیا کے مسلمانوں کے لئے یہ احکام اسی طرح قابلِ عمل ہیں جس طرح ان لوگوں کے لئے جو مکہ معظمہ میں پہنچے ہوئے ہوتے ہیں - مثلاً یہ حکم کہ لارفث ولافسوق ------- ولا جدال فی الحج تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے بھی ہر وقت قابلِ عمل ہے، کیونکہ اس میں بدکاری، گالی گلوچ اور جنگ و جدال سے منع کیا گیا ہے،

قربانی، تسلیم و رضا اور صبر و توکل کے اہم اسباق -

پھر آپ نے محترم مولینا عبدالمنان عمر صاحب سے عید کے موقعہ پر قربانی کا فلسفہ بھی سُنا - حضرت ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی اطاعت احکام الٰہی اور تسلیم و رضا کی داستان سنی، اور حضرت ہاجرہؓ کے ایمان باللہ اور صبر و توکل علی اللہ کی باتیں سنیں - یہ بہت سی باتیں ان اہم اسباق میں سے ہیں جو ایک مسلمان کی روحانی منازل کو بلند کرنے کا موجب ہیں -

. . . .

حجۃ الوداع میں رسُولِ کریم صلعم کی اہم وصیت

میں آپ کو حجۃ الوداع کی یاد دلاتا ہوں حجۃ الوداع رسول کریم صلعم کا آخری حج تھا، اس موقعہ پر آپ نے بڑے التزام اور جوش و خروش کے ساتھ لوگوں کو بعض اہم باتوں کی تلقین فرمائی - حضور صلعم نے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا - آپؐ نے پوچھا لوگو! یہ کونسا شہر ہے؟ صحابہ کرامؓ خاموش رہے آپ نے فرمایا کیا یہ بلد حرام (حرمت والا شہر) نہیں، صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ پھر آپ نے پوچھا یہ کونسا مہینہ ہے؟ صحابہؓ پھر خاموش رہے، آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ (حج کا مہینہ) نہیں؟ عرض کیا گیا ہاں رسول اللہ اہلِ عرب اس مہینہ میں کوئی فتنہ و فساد اور جنگ و جدال نہیں کرتے تھے - کعبۃ اللہ کا اس قدر احترام تھا کہ مشرک اور بُت پرست لوگ بھی احترام کرتے تھے - حضور صلعم نے پھر دریافت فرمایا یہ کونسا دن ہے صحابہ کرام رضؓ پھر خاموش رہے - فرمایا کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں - عرض کیا گیا ہاں یا رسول اللہ صلعم - یہ سوالیہ یا استفہامیہ کلام ہوتا ہے یہ زور دینے کے لئے ہوتا ہے - کلام میں یہ عام قاعدہ ہے کہ اس قسم کے سوالات و جوابات سے ایک امر پر زور دینا اور اس کو اچھی طرح یاد دلانا مقصود ہوتا ہے تو جب لوگوں کو یہ احساس ہو گیا کہ یہ حرمت والا شہر ہے حرمت والا مہینہ ہے اور حرمت والا دن ہے تو فرمایا کہ جس طرح یہ شہر اور یہ مہینہ اور یہ دن حرام (حرمت والا) ہے اسی طرح تمہارے خون، اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں بھی حرام ہیں، پس تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ، ۔

عربی زبان میں 'حرام' کے معنی کئی طرح سے آتے ہیں - وہ چیز جو قطعاً ممنوع ہو حرام کہلاتی ہے - جس کا ہو سکنا ناممکن ہو وہ بھی حرام کہلاتی ہے - ایک جگہ قرآن میں یوں آتا ہے وحرام علیٰ قریۃ اھلکنٰھا انھم لایرجعون - جس بستی کے لوگوں کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں - ان کا لوٹ کر آنا ناممکن ہے - اور جو چیز قابلِ احترام ہو جس کو VIOLATE نہ کیا جا سکتا ہو اس کو بھی حرام کہتے ہیں - تو آخری حج کے موقعہ پر حضرت نبی کریم صلعم کو معلوم تھا کہ شاید اس کے بعد اس اجتماع کو آپ خطاب نہ کر سکیں گے - اس لئے آپؐ نے وصیت کے طور پر ارشاد فرمایا کہ لوگو آج کے بعد ایک دوسرے پر تمہاری عزت و آبرو اور خون حرام ہیں پھر فرمایا کہ لوگو! کیا تم سب کو میرا یہ پیغام پہنچ گیا ہے - سب نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ فرمایا - پس گواہ رہنا - پھر فرمایا کہ اے خدا گواہ رہو میں نے تیرا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا ہے - اور فرمایا کہ جو تم میں موجود ہیں، وہ ان کو جو موجود نہیں میرا یہ پیغام پہنچا دیں -

عورتوں کے متعلق وصیت

تو یہ مجمل طور پر ایسی جامع بات فرمائی جس سے دنیا میں امن پیدا ہوتا - اور معاشرہ میں امن اور آسودگی کی زندگی جنم لیتی ہے بعد ازاں حضور صلعم نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنی بیویوں سے حسنِ سلوک سے پیش آؤ ان کے حقوق کا خیال رکھو - ظاہر ہے کہ دنیا میں اچھی زندگی بسر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ گھر میں اچھی طرح زندگی بسر ہو، اور عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت کا برتاؤ کیا جائے -

غلاموں سے حسنِ سلوک کا حکم

پھر فرمایا - اے لوگو! اپنے غلاموں کا خیال رکھو - ان کے تم پر حقوق ہیں ان کو پامال نہ کرو - ان کو وہی روٹی دو جو تم خود کھاتے ہو - وہی کپڑا پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو - ان کی دل آزاری نہ کرو -

مذہب اور دین میں فرق

معلوم ہوا کہ حضور صلعم دنیا میں صرف عقائد کی تلقین کرنے نہیں آئے تھے -

بلکہ ایک اعلیٰ درجہ کے معاشرہ کی تکمیل کے لئے آئے تھے۔ مذہب اور دین میں فرق ہے مذہب صرف خیال، عقائد اور نظریات کو کہہ سکتے ہیں۔ لیکن دین عقائد و نظریات کو عمل میں لانے کا نام ہے محض عقائد کو دین نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ جو باتیں عمل میں لانے کی ہیں اس کو دین کہتے ہیں۔ اسی لئے مالک یوم الدین فرمایا ہے کہ وہ اعمال کی جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ دین کسی چیز کو مان لینے کا نام نہیں۔ بلکہ دین کا تعلق عملی زندگی سے ہے۔ اسی لئے قرآن میں آیا ہے ورضیت لکم الاسلام دینا۔ ہم نے اسلام کو بطور دین کے تمہارے لئے پسند کیا ہے۔ اسلام سوسائٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ معاشرت سے تعلق رکھتا ہے معاملات اور کاروبار سے تعلق رکھتا ہے۔

رسول کریم صلعم کی یہ وصیت پیغام امن ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ایک اعلیٰ درجہ کی سوسائٹی قائم کرکے دکھائی۔ جس میں مکمل امن تھا۔ جس میں ایک بھائی کو دوسرے بھائی سے کوئی خوف نہ تھا۔ مسلمان کی جان کا احترام تھا آبرو کا خیال رکھا جاتا تھا۔ مال کا تحفظ تھا جان۔ مال اور آبرو ہی کی انسان حفاظت چاہتا ہے۔ قانون بھی اسی لئے بنتے ہیں کہ لوگوں کی جان مال اور آبرو کی حفاظت ہو۔ اگر سوسائٹی اور معاشرہ بطور دین اسلام کو اپنا لے اور اپنی زندگیوں میں پیوست کرکے زندگی کے اصول کے طور پر اختیار کر لے۔ تو کسی پولیس کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ حضور صلعم کے زمانہ میں نہ پولیس ہوتی تھی اور نہ کوئی چوکیدار۔ ہاں خلیفۂ وقت خود رات کو گشت لگایا کرتے تھے۔ تاکہ لوگوں کے حالات معلوم کرکے ضرورتمندوں کی امداد کر سکیں۔ اگر ہر ایک شخص یہ سمجھ لے کہ میرے پر میرے بھائی کی جان مال اور آبرو حرام ہے، تو کیا اندیشہ اور فکر رہ جائیگا اور ڈاکہ، نقب زنی اور ظلم یکسر موقوف ہو جائے گا۔

آخری پیغام جو لوگوں کو پہنچانا ضروری ہے

یہ وہ سبق تھا کہ جو حضرت نبی کریم صلعم نے آخری وصیت کے طور پر آخری حج کے موقعہ پر ساری امت کو دیا۔ اور فرمایا کہ اے لوگو تم گواہ رہنا کہ میں نے یہ پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔ اور جو لوگ یہاں موجود نہیں ہیں گویا یہ ساری امت کے لئے احکام ہیں۔ اس وقت چند ہزار آدمی وہاں جمع تھے اور آج وہاں چند لاکھ آدمی جمع ہوتے۔ ان کے علاوہ وہ کروڑوں انسان جو آپ کی امت میں داخل ہیں، حضورؐ کے اس ارشاد کے مخاطب ہیں۔ آپؐ کا یہ آخری حکم بڑا قابل غور ہے آخری پیغام یا وصیت زیادہ قابل احترام ہوتی ہے۔ اس کو زیادہ یاد رکھتے اور اس پر عمل کرنے کی زیادہ کوشش کی جاتی ہے۔ پس ضروری ہے کہ تمام مسلمان حضور صلعم کی اس وصیت کو اپنا لائحہ عمل بنائیں اور اسے تمام دنیا میں پھیلائیں۔

پاکستانی نوجوانوں کا افسوسناک رویہ

افسوس آج ہم میں یہ باتیں مفقود ہیں ہم ایک دوسرے کے مال کے تحفظ کی پروا نہیں کرتے۔ جائز ناجائز طور پر دوسرے کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں۔ اپنے بھائی کی عزت آبرو کی پروا نہیں کرتے۔ قوم کے اندر حیاء کا مادہ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا تھا وہ اب مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود کہ ہم مسلمان ہیں اور ہماری اپنی حکومت ہے جو اسلامی حکومت کہلاتی ہے۔ ہم نے پچھلے دنوں ایک نہایت شرمناک مظاہرہ دیکھا۔ جب چین کے صدر پاکستان کے سرکاری دورہ پر آئے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر بڑی رونق تھی۔ اور بڑے تزک و احتشام سے صدر کا استقبال کیا گیا۔ لیکن اس موقعہ پر پاکستانی مسلمان نوجوانوں نے اپنی پاکستانی مسلمان عورتوں کو بڑا تنگ کیا۔ فٹ پاتھ پر عورتوں کا چلنا دشوار کر دیا۔ ہوائی اڈے پر بھی ہلڑ بازی کا افسوسناک مظاہرہ ہوا۔ اس کے ایک دو دن بعد ایک خاتون کا خط اخبار میں شائع ہوا۔ اس میں اس صورت حال پر رنج و افسوس کا اظہار کیا گیا اور لکھا تھا کہ ہمارے نوجوانوں کو کب حیا آئے گی بھلا نوجوان اپنی مسلمان بہنوں اور ماؤں کی عزت کا پاس نہیں کرتے۔ وہ اس قسم کے افعال کرتے ہیں کہ ہمیں شرم آتی ہے۔ ہماری بچیاں بلا خوف و خطر سکول اور کالج میں نہیں جا سکتیں۔ وہ ہراساں ہوتی ہیں اور والدین الگ پریشان رہتے ہیں۔ لیکن ہمارے نوجوانوں کے دلوں میں ذرا بھی غیرت اور حیا نہیں ہے۔ کل کے چھوکروں نے ہمارا باہر نکلنا دوبھر کر رکھا ہے۔ اس خاتون نے لکھا ہے کہ کیا ان نوجوانوں میں کوئی محمد بن قاسم؟ نہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم اسلامی معاشرہ کی مثال قائم کرتے۔ نوجوانوں کی صلاحیتیں عزت و وقار کی تعمیر پر صرف ہوتیں۔ مگر یہاں اُلٹی گنگا بہتی ہے۔ نوجوانوں کے جذبات پراگندہ ہیں۔ اُن کے دل شیطنت کی طرف مائل ہیں۔ ان کی جوانیاں تخریب کی نذر ہو چکی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

ناپاک معاشرہ

چاہیئے تو یہ تھا کہ ہمارا معاشرہ مغرب کی پیدا کردہ ان لعنتوں سے پاک ہوتا اور اسلام کے مثالی معاشرہ کا مظاہرہ ہوتا۔ عام زندگی میں بھی جان، مال اور عزت و آبرو کا احترام کیا جاتا۔ اور قومی تفریحوں میں بھی اس کا خیال رکھا جاتا۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ہم اپنے بھائی کا مال کھا جاتے اور حق غصب کر لیتے ہیں۔ کاروبار میں شراکت کرکے حصہ دار کا مال ہضم کر لیتے ہیں۔ ایک دوسرے کی عزت و آبرو کا احترام نہیں کرتے۔ موقعہ ملے تو جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ معمولی معمولی باتوں پر قتل مقاتلے ہو جاتے ہیں۔ پرسوں انارکلی میں ایک تھانیدار مارا گیا۔ جھگڑے کا اصل شاخسانہ دو شخصوں میں پانچ روپیہ کے لین دین کا تھا۔ ان میں جھگڑا ہوا ایک دوسرے کو للکارا۔ مارنے کو آئے۔ پولیس والوں نے مداخلت کی اور تھانیدار کو چھرا گھونپ دیا گیا۔

عید کی غرض

جب تک قرآن کریم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو مدنظر نہ رکھا جائے اس وقت تک کسی قسم کے آئین اور قانون کام نہیں دیتے ہم نے عید منائی۔ بڑی شان سے منائی۔ قربانیاں کیں۔ خوب گوشت کھایا۔ عید کی غرض گوشت اور تکے کباب کھانا نہیں ہے۔ بلکہ زندگی میں عمل میں لانے والی باتوں کو اختیار کرنا ہے۔

خدا کی بادشاہت

یہود و نصاریٰ کی کتب میں لکھا ہے، کہ ایک وقت آئے گا کہ خدا کی بادشاہت زمین پر آ جائے گی۔ وہ خدائی بادشاہت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں قائم کرکے دکھلائی، کہ کوئی شخص کھلے بندوں تو کیا اپنے گھر میں بھی گناہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک شخص نے روزہ میں حدود شرعی کو توڑا۔ اور خود حضرت نبی کریم صلعم کے سامنے حاضر ہوا اور خود کردہ گناہ کا ذکر کیا اور ندامت اور شرمندگی محسوس کی۔ حضرت صلعم نے شرعی کفارہ تجویز کیا کہ دو ماہ کے روزے رکھے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ایک ماہ کے روزوں میں تو میں حد شرع کو قائم نہیں رکھ سکا، دو ماہ کے روزے کس طرح رکھ سکوں گا۔ آپ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، وہ کہنے لگا میں تو ایک مسکین کو بھی کھلانے کی استطاعت نہیں رکھتا، اتنے میں ایک شخص کھجوروں کا ٹوکرہ لے کر آ گیا۔ آپ نے اسے کہا، کہ یہ کھجوریں لے جاؤ اور مسکینوں کو بانٹ دو، اس نے کہا یا رسول اللہ مدینہ میں مجھ سے بڑھ کر اور کون مسکین ہو سکتا ہے، اس پر حضورؐ مسکرائے اور فرمایا کہ جاؤ، اپنے گھر لے جا کر اپنے اہل و عیال کو کھلاؤ۔ ایک اور شخص نے ایسا گناہ کیا جس کی سزا سنگساری تھی۔ اس نے خود آکر حضرت رسول کریم صلعم سے عرض کیا کہ مجھ سے یہ گناہ ہو گیا۔ مجھ پر حد شرعی وارد کی جائے۔ آپ نے دو دفعہ منہ پھیرا لیکن اس کے بار بار کہنے پر آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ یہ حال تھا ان لوگوں کا کہ اپنے گناہ کا اعتراف بھری مجلس میں خود کر لیتے۔ اور بڑی سے بڑی سزا بھگتنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ یہ تھی خدا کی بادشاہت، جس نے سارے معاشرے کو پاک کر دیا۔ جب خدا کی بادشاہت زمین پر آ جائے تو گناہ خود بخود زمین سے اٹھ جاتا ہے۔ اگر ہمارے دلوں میں خدا کا خوف ہو، ایک دوسرے کے جان و مال اور عزت و آبرو کا احترام ہو اور نیک بندے بن جائیں تو دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم ہو جائے گی۔

ہماری دوہری ذمہ داری
زمانہ مسیح موعودؑ کا پاکیزہ نقشہ

ہمارے اوپر دوہری ذمہ داری ہے۔ ایک تو ہم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈالے ہوئے ہیں اور حضور صلعم کی امت کا ایک حصہ ہیں اور قرآن کریم اور اسوۂ حسنہ نبویؐ کا

ایک ایک لفظ قابل عمل یقین کرتے ہیں دوسرے اس زمانہ کے امام کے ہاتھ پر عہد کر چکے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے - جن لوگوں نے قادیان کا نقشہ دیکھا ہے تو وہ جانتے ہیں کہ قادیان میں ایک ایسی ہی سوسائٹی نے جنم لیا جس نے دنیا پر لات مار کر دین کو اپنا لائحہ عمل بنایا - لوگ کہتے تھے کہ اس دنیا میں یہ چلتے پھرتے فرشتے نظر آتے ہیں - وہ لوگ قول کے سچے - بات کے پکے اور عمل کے سچے تھے - خلوص اور امن و آشتی اور صلح کے علمبردار تھے دشمن شہادت دیتے تھے کہ یہ فرشتے ہیں - حضرت امام الزمان کے متعلق ہندوؤں اور آریوں کو یقین تھا کہ یہ راستباز انسان ہے - حکام وقت کو بھی یہ یقین تھا کہ آپ نیک اور ولی اللہ ہیں - قادیان میں کوئی تھانہ اور پولیس نہیں تھی - کوئی کنسٹیبل نہیں رہتا تھا - وہاں پولیس کی چوکی میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کے زمانہ میں بنی - جس بستی میں ایسے بھگت اور فرشتے لوگ رہتے ہوں وہاں پولیس اور ڈنڈے کی کیا ضرورت ہے مگر میرا دل مسلمان نہیں تو وہاں لاکھ تھانے بھی ہوں تو کیا کر سکیں گے - یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں جرائم اور اخلاقی گناہ ختم نہیں ہو سکے -

میں ایک دفعہ قادیان گیا وہاں دیکھا کہ ایک معمر شخص بڑے جوش و خروش سے کام کر رہا ہے - دریافت کرنے پر مجھے بتایا گیا کہ وہ کسی زمانہ میں بہت بڑا ڈاکو تھا - پھر کسی نیک آدمی سے ٹکراؤ ہو گیا اس کی پاکیزہ صحبت سے وہ احمدی ہو گیا اور چوری چکاری اور ڈاکہ زنی سے تائب ہو کر اب خدمت دین میں منہمک ہے وہ جو عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق مشہور ہے کہ چوروں کو قطب بنایا، وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی ذات پر بھی صادق آتا ہے کہ آپ نے چوروں کو قطب اور ولی اللہ بنا دیا - اسی طرح ایک پولیس کا افسر بہت بڑی رشوت لیا کرتا تھا - خدا نے اس کی دستگیری کی - احمدی ہو گیا - اس کے بعد نمازی اور تہجد خواں بن گیا اور رشوت وغیرہ تمام گناہوں سے توبہ کرلی -

میں نے احمدی پولیس افسر دیکھے ہیں ان کی شکل و شباہت اور چال چلن سے یقین ہی نہیں آتا تھا کہ پولیس افسر ہیں - میاں غلام رسول صاحب تمیم جسم کے لحاظ سے بڑے بارعب شخصیت کے مالک تھے - اسی طرح خان خواب خان صاحب - سید امیر علی شاہ صاحب سید امجد علی شاہ صاحب، ان سب میں کوئی پولیس والی بات نہ تھی - نیکی اور نماز تہجد اور مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک ان کا شعار تھا - احمدی ڈاکٹر، پولیس افسر، وکیل، تاجر، انجنیئر اور پیشہ ور احمدی، ان سب کی زندگیوں میں نمایاں انقلاب پیدا ہو گیا - یہ حضرت مامور وقتؑ کا اثر تھا -

کسی شخص نے بیعت کی - اس نے کہا مجھے کوئی وظیفہ بتا دیجئے، پوچھا کیا کام کرتے ہو، اس نے عرض کیا کہ درزی کا کام کرتا ہوں - حضرت صاحب نے اسے کوئی وظیفہ اور ٹونا ٹوٹکا نہیں بتلایا - صرف دو باتوں کی تلقین کی - ایک تو یہ کہ جس گاہک کا کپڑا سینے کے لئے لو - اس سے وعدہ پکا کرو کہ مقررہ وعدے پر اسے کپڑا تیار کرکے دے دو - خواہ تمہیں راتوں جاگ کر وعدہ پورا کرنا پڑے - دوسرے یہ کہ کپڑے میں سے جو بھی کترنیں بچیں وہ گاہک کو واپس لوٹا دو -

اس درزی نے اس نصیحت پر پورا عمل کیا - نتیجہ یہ ہوا کہ چند مہینوں کے اندر اس کی روزی میں بڑی برکت خدا نے ڈالی اور وہ خوشحال ہو گیا - لوگ اسی کے پاس کپڑے سلوانے آتے - وہ دو دو ماہ کے وعدے پر کپڑے سلواتے -

اس کا نام دین ہے - اگر وہ درزی نماز روزہ کا پابند ہوتا اور پاؤ بھر کپڑا گاہک کا کھا جاتا تو وہ دیندار نہ ہوتا کیونکہ وہ حرام کھاتا -

نبی کریم صلعم کی سوسائٹی اور اسلامی افواج کا کردار

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی سوسائٹی دنیا میں قائم کی - جس کی مثال کہیں نظر نہیں آتی - مجھے اپنے منصبی فرائض میں اساتذہ کرام سے بھی باتیں کرنے کا موقعہ ملتا ہے - میں نے اس خاتون کے خط کا بھی ان سے ذکر کیا - اور حضرت صلعم کی پیدا کردہ سوسائٹی کا بھی ذکر کیا - جس پر تاریخ نویس بھی حیران ہیں - حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں جب شام فتح ہوا عیسائی مرعوب ہو گئے ایک عیسائی وفد آیا اور خواہش ظاہر کی کہ مسلمان فوج شہر میں مارچ کرتے گذرے چنانچہ ایسا ہی ہوا - شام کے لوگ بڑے خوبصورت مشہور ہیں - وہاں کی عورتوں کو خدا نے بڑا حسن دیا ہے - شام کی پریاں مشہور ہیں - عیسائی عورتیں خوب سنور کر فوج کا تماشہ دیکھنے اور اپنا حسن دکھانے کے لئے کوٹھوں اور چھتوں پر چڑھ بیٹھیں - جس وقت کمانڈر نے یہ نظارہ دیکھا - ابو عبیدہؓ نے بلند آواز سے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم مومنوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اس ارشاد الٰہی کا سننا تھا کہ تمام فوج نیچی نظریں کئے شہر کے ایک دروازہ سے داخل ہو کر دوسرے میں سے گذر گئی اور کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ کون اسے دیکھ رہا ہے - اور دیکھنے والی پریاں ہیں یا چڑیلیں - اس نظارہ کو دیکھ کر سینکڑوں لوگ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے -
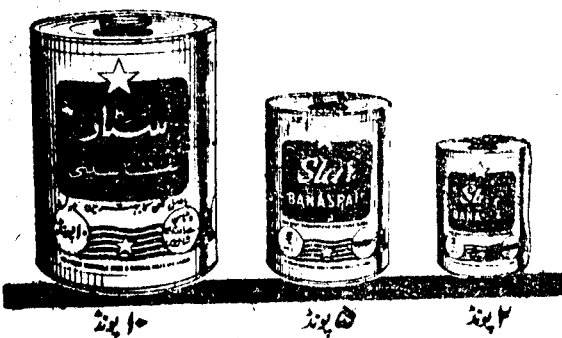
آپ کے خطوط

ملک الٰہی بخش صاحب کا خط

محترم ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ملک الٰہی بخش صاحب راولپنڈی نے پیغام صلح میں "ایک اعتراض کا جواب" کے نام سے اپنا خط شائع کیا ہے۔ جناب ایڈیٹر صاحب میں نے ملک الٰہی بخش صاحب کو لکھا ہے۔ اور ایک خط میں نے حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب کو تحریر کیا ہے۔ ملک صاحب نے مجھ کو لکھا۔ کہ میں میاں محمود احمد صاحب کے عدالتی بیان پر تبصرہ لکھتا ہوں۔ آپ چندہ بھیجدیں۔ اس پر میں نے لکھا۔ کہ تبصرہ آپ لکھ رہے ہیں — چندہ کے لئے راولپنڈی کی جماعت کافی ہے۔ اور میں نے یہ بھی لکھا۔ کہ جناب میاں صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ مرنے کے بعد بھی آپ صاحبان اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے اگر جناب میاں صاحب نے کچھ غلطی کی ہو تو وہ خدا تعالےٰ کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ حضرت امیر صاحب نے بھی ملک الٰہی بخش صاحب کو لکھا۔ کہ اب اس کا پیچھا چھوڑ دو۔ حضرت امیر مولوی صدرالدین صاحب نے مجھے لکھا۔ کہ میں نے ملک الٰہی بخش صاحب کو خود لکھدیا ہے۔ بات صرف اتنی تھی۔ اور بس ۲۶/۲

میاں محمد زمان از قاضی خیل علاقہ ڈاکخانہ چارسدہ

اعلان نکاح

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۲۷ مارچ کو بروز اتوار میری لڑکی حمیدہ ملک ایم اے بی ایڈ کا نکاح برخوردار محمد حنیف پسر الحاج محمد منظور صاحب بعوض پانچ ہزار مہر پڑھا گیا۔ برات پشاور سے بذریعہ ٹرین ۲۸ مارچ کی صبح لاہور پہنچی اور گیارہ بجے کے قریب میرے مکان پر آگئی۔ نکاح حضرت مولانا عبدالمنان عمر صاحب پسر حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم ومغفور نے پڑھا خطبہ نکاح اس قدر موثر اور دلکش تھا۔ کہ تمام سامعین بڑے غور وخوض سے سنتے رہے تھے کئی غیر احمدی دوستوں نے خطبہ کے بعد اور کھانا کھاکر مولوی صاحب کے خطبہ کے متعلق بہت تعریف کی۔

نکاح کے بعد سب دوستوں اور برات کو کھانا کھلایا گیا۔ دوست احباب بعد طعام چلے گئے اور برات شام کے چھ بجے پشاور روانہ ہو گئی۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے اس نیک کام سے فراغت دی۔ احباب جماعت کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تکلیف فرما کر اس کار خیر میں حصہ لیا۔ والسلام

خاکسار ملک خدا بخش لاہوری

نوٹ:۔ مبلغ بیس روپے عطیہ برائے اشاعت اسلام انجمن کو بذریعہ مولوی دوست محمد صاحب بھیجے گئے۔

بقیہ خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صہ)

آج کی لکھی پڑھی قومیں مفتوح قوموں سے کیا سلوک کر رہی ہیں جرمنی اور جاپان میں امریکن افواج نے جس طرح کے ظلم ڈھائے اور عورتوں کی عزتیں برباد کیں، وہ ایسی ناپاک داستانیں ہیں جن کو سن کر لرزہ آ جاتا ہے۔

امن اور پاکیزگی کی راہ

آج ہماری بہنیں ہمارے بھائیوں سے نالاں ہیں کہ یہ چھوکرے نوجوان ہمیں کہیں کھڑا نہیں ہونے دیتے۔ ہماری عزتیں محفوظ نہیں۔ والدین الگ پریشان ہیں۔ کس قدر قابل شرم تصویر ہے۔ آج بہت سے بین الاقوامی ادارے بن گئے ہیں۔ جو امن آزادی اور عزت و وقار کے تحفظ کے گیت گاتے ہیں، مگر دنیا میں امن پیدا نہیں کر سکے۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امن پیدا کرکے دکھلا دیا۔ ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے۔ حضور صلعم کا ارشاد ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے باقی لوگ سلامت رہیں خدا ہمیں توفیق دے کہ ہم اس سوسائٹی کے صحیح نمونہ بنیں۔ حجۃ الوداع کی وصیت پر عمل پیرا ہو کر سچے اسلامی نمونہ کو اپنے اندر پیدا کریں اور حضرت امام الزمانؑ کا پیدا کردہ رنگ ہمارے اخلاق و کردار سے نمایاں ہو۔

غلامانہ ذہنیت کارفرما نہیں بلکہ جس کے نظام میں بموجب الوصیت بانئ سلسلہ معاملات اسلامی شوریٰ سے طے پاتے ہیں۔

بقیہ ہمارے عقائد اور ہمارا کام

(بسلسلہ صفحہ ۲)

اسلام اور اتحاد بین المسلمین کا پرچار کیا جس نے مسلمانوں کے دلوں کو اس یقین سے بھر دیا کہ آج بھی اسلام غالب آ سکتا ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ نے اسلام کے ہر مخالف کو مقابلہ کے لئے بلایا اور اُن پر اسلام کی صداقت اور حقانیت واضح کی اور اُن کے مذہب کا بطلان ثابت کیا۔

اسلام کا غلبہ مادی طاقت پر منحصر نہیں

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ تم کس شمار میں ہو؟ اور یہ نہیں پوچھا جاتا کہ تمہارے کیا اصول صحیح ہیں میں اپنے معترضین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اسلام مادی طاقت کے بل بوتے پر کامیاب ہوا ہے۔ کیا اس کی اشاعت اور اثر پذیری لوگوں کی عددیت پر منحصر تھی کیا اس کی فتح پر جسمانی طاقت کار فرما تھی؟ نہیں نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ جسمانی قوتیں اور کثیر تعداد اسلام کے غلبہ اور اشاعت کے موجب نہیں ہیں بلکہ یہ تو اخلاقی قوتیں تھیں۔ یہ تو صحیح اعتقادات۔ اور صحیح اصول تھے

جماعت احمدیہ کے عقائد اور خدمات اسلام

ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ معترضین کو ہماری تعداد پر نظر نہیں رکھنی چاہیئے ہماری قلت کو محل اعتراض نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ ہمارے اعتقاد کیا ہیں اور ہم کام کیا کر رہے ہیں۔ آپ نے جماعت کے عقائد اور اس کی خدمات دینیہ کی ستر سالہ تاریخ کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے عقائد جمیع اہل سنت والجماعت کے مطابق ہیں۔ قرآن و اسوہ رسولؐ پر عامل ہیں۔ قرآن کو آخری و کامل کتاب اور رسول صلعم کو آخری رسول یقین کرتے ہیں۔ اسلام ہمارا دین ہے۔ ہمارا کام دین متین کی اشاعت و تبلیغ ہے ہم نے اعلائے کلمۃ الحق کی غرض سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کے جھنڈے گاڑ کر اقوام عالم کو اسلام کی ہمہ گیر قوتوں کا قائل کر لیا ہے۔ اور آج مغرب کے مفکر اسلام اور بانئ اسلام کے متعلق اپنا نظریہ بدلنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی پانچ خصوصیات

اس انجمن کی پانچ بنیادی خصوصیات ہیں جو یہ ہیں:۔

(۱) تکمیل دین اور ختم نبوت

پر حقیقی ایمان رکھنے والی واحد جماعت۔ جو تکمیل شریعت کے ساتھ نہ کسی نئے نبی کے آنے کی قائل ہے اور نہ کسی پرانے نبی کے نزول کی۔

(۲) اتحاد بین المسلمین کی داعی نقیب

جو نہ صرف ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتی ہے بلکہ تکفیر سے بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔

(۳) اشاعت اسلام اور علوم فرقانیہ کی اوّلین علمبردار

کہ جس نے نہ صرف مسلمان قوم میں اسلامک آئیڈیالوجی پر ایمان پیدا کر دیا بلکہ مغربی دنیا کو حقیقی اسلام سے روشناس کرکے طلوع الشمس من مغربہا کا نظارہ دکھلا دیا ہے۔

۴۔ اصلاح ملت کی داعی

احیاء دین و اصلاح ملت کے عالی مقاصد مجددین کی آسمانی بعثت اور اُن سے روحانی تعلق سے وابستہ ہیں۔ اس لئے یہ جماعت ہر مسلمان کو چودھویں صدی کے مجدد کے فیوض روحانی سے استفادہ کرنے کی پرزور داعی ہے۔

۵۔ صحیح اسلامی جمہوریت

پر اپنے نظام کو قائم کرنے والی واحد جماعت! کہ جہاں پیر پرستانہ

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۵ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۶۶ء | شمارہ ۱۵

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔

۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔

۳۔ کلمہ گو کافر نہیں ۔۔۔

بحرِ حکمت کے موتی

اسلام میں نیک کام کی بنیاد ڈالنے والے کے اجر کی کیفیت

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

عن جریرؓ قال قال رسول اللہ صلعم من سنّ فی الاسلام سنۃً حسنۃً فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا من بعدہٖ من غیر ان ینقص من اجورھم شیٔ ومن سنّ فی الاسلام سنۃً سیئۃً کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من بعدہٖ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیٔ (رواہ مسلم)

(المشکوٰۃ کتاب العلم)

جریرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جس شخص نے اسلام میں کسی نیک طریق کو جاری کیا پس اس کے لئے اس نیک کام کا اجر ہے اور اس کے جاری کردہ طریق پر اس کے بعد جو عمل کرے گا اس نیک کام کی بنیاد ڈالنے کو اس کا اجر بھی ملے گا بغیر اس کے کہ اس جاری کردہ نیک کام پر عمل کرنے والوں کے اجروں سے کچھ کم کیا جائے اور جس شخص نے اسلام میں کسی بُرے طریق کی بنیاد ڈالی اس کے اس گناہ کا بوجھ اس کی گردن پر ہوگا اور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی اس کی گردن پر ہوگا ....

.... اس کے بعد جو اس بُرے طریق پر گامزن ہوں گے بغیر اس کے کہ اس کے جاری کردہ بُرے طریق پر عمل کرنے والوں کے بوجھ میں سے کچھ کم کیا جائے یعنی بُرے طریق پر چلنے والا اپنے عمل کی سزا بھگتے گا اس کی سزا میں تو کوئی کمی نہیں کی جائے گی لیکن اس کے علاوہ اس شخص کو جس نے اس بُرے کام کی بنیاد ڈالی تھی ایک تو اس کو اس بُرے کام کی بنیاد ڈالنے کی سزا ملے گی اور دوسرے اُن لوگوں کے بُرے اعمال کی سزا میں بھی شریک ہوگا جو اس کی اقتدا میں اس کے جاری کردہ بُرے طریق پر عامل ہوں گے۔

مندرجہ بالا حدیث نبویؐ میں بیان کردہ اصول پر اگر ہم حضرت مرزا صاحب کی زندگی پر نظر غائر ڈالیں تو ہمیں صاف نظر آ جائے گا کہ انہوں نے اسلام میں اشاعت اسلام اور تبلیغ حق و صداقت کی جو نیک بنیاد ڈالی ہے اس کا اجر تو آپ مندرجہ بالا حدیث کی بناء پر ضرور پائیں گے ہی لیکن آپ کی جماعت کے ہزاروں لوگ جو اس راہ پر گامزن چلے آ رہے ہیں ان کا یہ نیک کام بھی حضرت مرزا صاحب کے اعمال نامہ میں محفوظ ہوتا چلا جا رہا ہے اور ہوتا چلا جائے گا اس سے ہر سعید الفطرت انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے اجر کے خزانہ میں روزانہ کتنا اضافہ ہو رہا ہے ایسے شخص کے جنتی اور مقرب الٰہی ہونے میں کیا کسی شک کی گنجائش ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں مندرجہ بالا ارشاد نبویؐ کیا آپ کی صداقت پر بیّن دلیل نہیں ہے اور یقیناً ہے کیونکہ اس سے تو کسی ہوشمند انسان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ اس زمانہ میں اشاعت اسلام جیسے نیک کام کی بنیاد آپ کے ذریعہ سے ہی پڑی ہے اور اس بات سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ آپ کی پیدا کردہ جماعت

(باقی برصفحہ ۷)

تزکیہ نفس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ چلہ کشیوں سے

ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

تزکیہ نفس کے لئے چلہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے چلہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ ارہ اور نفی و اثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے۔ بلکہ اُن کے پاس ایک اور ہی چیز تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نُور آپ میں تھا۔ وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہو کر صحابہؓ کے قلب پر گرتا اور ماسوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔ تاریکی کے بجائے اُن سینوں میں نُور بھرا جاتا تھا۔ اس وقت بھی خوب یاد رکھو وہی حالت ہے۔ جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے۔ تمہارے قلب پر نہیں گرتا۔ تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بُت ہیں وہ توڑے جائیں۔ اور اللہ ہی اللہ رہ جائے حدیث میں آیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ میرے صحابہؓ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے۔ دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ انسان وحدتِ وجود کے مسئلہ پر عمل کرے۔ اور ہر کُتّے اور گدھے کو معاذ اللہ خدا قرار دے بیٹھے۔ نہیں نہیں۔ اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو اس میں مقصود فی الذات اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہو۔ اور نہ کچھ اور۔ اور یہ درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست

انسانی تخلیق میں مشاہدۂ الٰہی

خلاصہ تقریر فرمودہ مکرم مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی محقق اسلام بر موقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ بدوملہی - مؤرخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۶ء۔

(بی اے سوز کے قلم سے)

ایک لطیفہ

قرآن کریم کی آیہ کریمہ اولم یر الانسان انا خلقنٰہ من نطفۃ - فاذا ھو خصیم مبین (سورہ یٰسین) کی تلاوت کرتے ہوئے حضرت مولینا نے فرمایا کہ سورہ یٰسین عام طور پر مسلمان لوگ بوقت موت، قریب المرگ انسان کے سرہانے پڑھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک لطیفہ آپ کو سناتا ہوں۔ حیدر آباد دکن میں ایک خاتون قرآن کریم کی تلاوت دن رات کے اکثر حصہ میں کرتی رہتی تھیں وہ بڑی بزرگ اور زاہدہ خاتون تھیں۔ نواب صاحب کے سسر کے پاس اس عورت کا ذکر ہوا - انہوں نے کہا کہ اس عورت کو ہمارے گھر میں لے آیئے۔ ہم اس کے کھانے پینے کا انتظام کئے دیتے ہیں - وہ ہمارے ہاں رہے اور قرآن کریم کا مطالعہ کرتی رہے - اس سے ہمارے گھر میں برکت اُترے گی - چنانچہ وہ خاتون نواب صاحب کے سسر کے گھر لائی گئی وہ وہاں بھی زیادہ وقت تلاوت قرآن کریم میں گزارتی - ایک دن یہ خاتون سورت یٰسین کی تلاوت کر رہی تھی کہ بڑے نواب صاحب کے سسر کا گذر ہوا - انہوں نے خوشی سے پوچھا بڑی بی کیا پڑھ رہی ہو؟ عورت نے جواب دیا حضور سورۃ یٰسین پڑھ رہی ہوں اس پر نواب صاحب کے سسر بہت جز بز ہوئے اور کہا کیا ہمارے گھر میں کسی کی جان لوگی کہ سورۃ یٰسین پڑھ رہی ہو اور اس عورت کو گھر سے نکال دیا!

خدا کی ہستی کا مشاہدہ انسانی تخلیق میں

محترم مولینا نے یہ پُرلطف لطیفہ سناتے ہوئے فرمایا کہ سورۃ یٰسین زندوں کو مارنے والی نہیں بلکہ یہ مُردوں کو زندہ کرنے والی سورۃ ہے - پہلی چیز جو انسانی زندگی میں مؤثر کردار پیدا کرنے والی ہے وہ خدا کی ہستی پر ایمان ہے - کسی فلاسفر سے ایک شخص نے کہا کہ خدا کی ہستی ثابت کرنا بڑا مشکل کام ہے کیونکہ وہ ہمارے حواس کی گرفت سے باہر ہے اس نے جواب دیا کہ خدا کا ثابت کرنا مشکل نہیں اس کا انکار کرنا مشکل ہے - قرآن کریم خدا کی ہستی کا مشاہدہ انسان کی اپنی تخلیق میں کرواتا ہے - فرمایا اولم یر الانسان کیا انسان دیکھتا نہیں غور نہیں کرتا انا خلقنٰہ من نطفۃ - ہم نے انسان کو ایک بوند پانی سے پیدا کیا - اس بوند میں جرثومہ ہوتا ہے - جو جونک کی طرح کا ہوتا ہے - وہاں سے انسان کی ابتدا ہوئی - خدا کے قانون تخلیق کے مطابق یہ جرثومہ آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے انسان کی مکمل شکل اختیار کر لیتا ہے - فاذا ھو خصیم مبین - پھر وہ جھگڑالو بن جاتا ہے - جھگڑا بُرا بھی ہوتا ہے اور اچھا بھی ہوتا ہے - اگر یہ جھگڑا دلائل کے ساتھ کیا جائے تو یہ اچھا ہوتا ہے اور اگر یہ ویسے ہی جھگڑا برائے جھگڑا کیا جائے تو بُرا ہوتا ہے۔

کائنات سے ایک خدا کا ثبوت

اسی سلسلہ میں مولینا نے فرمایا کہ دلائل دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ اس ساری کائنات کو Universe کہتے ہیں ہر چیز دوسری چیز سے مل کر کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے اور ایک دوسرے پر انحصار کی وجہ سے زندگی کا قیام نظر آتا ہے اس Universe سے ایک خالق - ایک مالک اور ایک ربّ کی ہستی کا پتہ چلتا ہے - اگر یہ ...... Multiuniverse ہوتے تو بہت سے خالق ہوتے - اور اگر بہت سے خالق ہوتے تو کائنات کا سارے کا سارا نظام بگڑ جاتا۔

انسانی وجود میں مشاہدہ الٰہی

یہ دور کے دلائل ہیں - جنہیں عام لوگ نہیں سمجھ سکتے - خدا تعالےٰ نے انسان کے قریب کی مثال دی ہے جو اس کا اپنا وجود ہے اس انسان کے جسم و جثہ اور اس کے اندر کی مشینری سے پتہ چلتا ہے کہ خدا ہے - بڑی قدرتوں اور حکمتوں کا مالک خدا ہے۔ اس آیت کے متعلق لکھا ہے کہ ابی بن خلف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہڈی لایا اور کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہڈی زندہ ہو جائے گی - آنحضرت صلعم نے فرمایا ہاں۔

مکرم مولینا نے فرمایا کہ میرے لئے اس آیت میں بہت بڑا مضمون ہے - انسان جس نطفہ سے معرض وجود میں آتا ہے وہ بوند پانی کی ہوتی ہے - اس سے پھر لوتھڑا بنتا ہے - لوتھڑے میں ہڈیاں بنتی ہیں اگر انسان غور کرے تو دوران تخلیق یہ انسان اس طرح پر نہیں تھا جس طرح پر اب ہے - بلکہ ننھی سی بوند کے اندر درجہ بدرجہ انسان کے اعضاء بنتے چلے گئے - یہ ترتیب دینے والا سوا خدا کون ہے - ایسا نہیں ہوا کہ انسان مکمل صورت میں الگ الگ پرزے اور اعضاء گھڑ کر گھڑی کی مانند جوڑ دیا گیا ہے - بلکہ ارتقائی منازل طے کر کے انسان نے اپنی شکل اختیار کی ہے۔

انسانی جسم میں ہڈی کے اثرات

یہاں ہڈی کا ذکر ہے - ہڈی انسان کا ضروری اور اہم حصہ ہے - اگر ہڈی نہ ہوتی تو انسان گوشت پوست کا ایک لوتھڑا ہوتا - نہ چل سکتا نہ اٹھ بیٹھ سکتا - نہ حرکت کر سکتا - ہڈیاں انسان کا ڈھانچہ بناتی ہیں - پھر اس ڈھانچہ کا جانوروں کے تو برخلاف سیدھا کھڑا ہو جانا جس کی وجہ سے انسان دور دور تک دیکھ سکتا ہے اس قد و قامت نے ہی انسان کے اندر غور و فکر کا مادہ پیدا کیا ہے - جانوروں کی ہڈیاں افقی طور پر ہوتی ہیں وہ دور تک نہیں دیکھ سکتیں - اس لئے ان میں قوت استدلال - قوت تخیل اور قوت ارادی نہیں ہے - جانوروں کی زندگی Nature کے ہاتھ میں ہے - لیکن انسان کا بہت سا حصہ Nature کے ہاتھ میں ہے اور ایک حصہ غور و فکر کا اس کے اپنے اختیار میں ہے -

تو انسان کی اپنی تخلیق اور اس کا بدن جس نے اسے قوت متفکرہ اور متذکرہ کی فراوانی بخشی کسی علیم اور قدیر ہستی کی تخلیق ہے - انسان نے خود تو یہ مشینری بنائی نہیں - کسی نے یہ مشینری بنائی ہے انسان کی زندگی کے لئے جو چیزیں ضروری تھیں اُن کو خدا نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے - باقی چیزیں انسان کے اپنے اختیار میں دے دی ہیں -

روحانی اور قومی زندگی کی ہڈیاں

تیز مولینا نے فرمایا کہ ہڈیاں مجازاً بھی ہیں اور حقیقتاً بھی - روحانی مقام بھی ہڈیوں سے تعبیر پاتا ہے - قوم کی زندگی بھی ہڈیوں سے بنتی ہے - وہ ہڈیاں قوم کے علماء ہوتے ہیں - اگر علماء بالکل بوسیدہ ہو جائیں تو قوم بھی بوسیدہ اور کمزور ہو جاتی ہے - عام طور پر مثال بھی ہڈیوں سے ہی دی جاتی ہے کہ فلاں آدمی کی ہڈی بڑی مضبوط ہے، یہ نہیں کہتے کہ گوشت بڑا اچھا ہے - فاضل موصوف نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہڈیاں نہ صرف جسم کی مضبوطی کا باعث ہوتی ہیں بلکہ ایک کارخانہ ہے جہاں سے آگے جسم کی ضروریات تیار ہو کر نکلتی ہیں - اگر علماء مضبوط ہوں گے تو دین بھی مضبوط ہوگا - قوم بھی مضبوط ہوگی - اگر علماء میں علم کی تازگی نہ رہے گی - اور مضبوطی نہ رہے گی تو قوم بھی مرتی چلی جاتی ہے۔

قوتِ گویائی کا کمال

آپ نے فرمایا کہ یہ آیت بتلاتی ہے کہ انسان کی ابتداء یعنی حالتِ نطفہ کو دیکھو جو نہایت ہی کمزور اور بے حقیقت سی چیز ہے کہ بمشکل نظر آتی ہے مگر پھر اس کے کمال کو دیکھو کہ انسان کس طرح خصیم مبین ہو جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر معاملہ میں اپنی قوت گویائی اور مناظرہ سے ہر شعبۂ زندگی میں کمال حاصل کرتا ہے فوج کا جرنیل ہو یا دکاندار اور کسی محکمہ میں ملازم قوت گویائی میں کمال اسے کامیابی عطا کرتا ہے۔

ایک مناظرہ

مختصر سے وقت میں اسی بدوملہی کے ہی ایک مناظرہ کا حال سناتا ہوں - پادری سلطان محمد پال جو اسلام سے برگشتہ ہو کر عیسائی بھیڑوں میں جا شامل ہوئے تھے انہیں مسیحی لوگوں نے تبلیغ کے لئے یہاں بلایا - مولانا مرتضٰے خانصاحب مرحوم کی تحریک سے مجھے اس کے ساتھ بحث کے لئے بلایا گیا - میں نے پادری صاحب کو موقع دیا کہ وہ جس مضمون پر چاہیں مجھ سے بحث کریں مضمون ان کی پسند کا ہوگا نہ میری پسند کا - پادری صاحب اپنے مایۂ ناز مضمون کہ انسان فطرتاً یا ذاتاً گنہگار ہے اور کوئی انسان گناہ سے پاک نہیں انبیاء بھی استغفار کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہے اسی دلیل کی بناء پر گناہ استمرار تام کی دلیل سے انسانی فطرۃ ثابت ہوا جب انبیاء خود گنہگار تھے تو وہ دوسروں کو کیسے نجات دلا سکتے ہیں - پادری صاحب کی اس دلیل

(باقی بر صفحہ)

ہمارا جماعتی استحکام

سابقہ اشاعت میں ہم نے اس امر کی طرف احباب کی توجہ مبذول کرائی تھی، کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے دین سے واقف کرنے اور نماز کا پابند بنانے کی کوشش کریں، تاکہ ان کی دینداری صرف اُن کی اپنی ذات تک محدود نہ رہے بلکہ اُن کے گھروں میں بھی دین کی فضا پیدا ہو، اور حکمِ الٰہی یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم میں جو ذمہ داری اُن پر عاید کی گئی ہے، اس سے سبکدوش ہو سکیں۔

لیکن یہ ذمہ داری یہیں تک ختم نہیں ہو جاتی جہاں تک سلسلہ احمدیہ کے ساتھ وابستگی اور جماعتی استحکام کا سوال ہے، اس کے متعلق بھی بڑی بھاری ذمہ داری ہمارے کئی ایک نوجوان ہیں، جن کے باپ دادا احمدی اور حضرت مسیح موعودؑ کے مخلص خدام میں سے تھے، لیکن وہ سلسلہ سے بالکل بے تعلق ہو چکے ہیں، یہاں تک کہ وہ احمدیت کا نام لینے سے بھی گھبراتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک سب سے بڑی وجہ وہی لاپرواہی ہے جو عام طور پر ایک دیندار باپ میں اپنی اولاد کے بارہ میں پائی جاتی ہے۔ وہ خود سلسلہ کے رُکن اور فدائی ہونے کے باوجود اپنی اولاد کو اس سے وابستہ کرنے انہیں احمدیت کی خوبیوں اور حقائق سے واقف کرنے اور شروع ہی سے اپنی دیندارانہ سرگرمیوں میں شامل کرنے کی کوشش نہیں کرتے، اور اس بات پر مطمئن ہیں کہ اُن کے بچے اعلےٰ سے اعلےٰ دنیوی تعلیم حاصل کرکے بلند مراتب پر پہنچ گئے ہیں ہماسکا یہ مطلب نہیں کہ سب احباب کی اولادیں ایسی ہی ہیں ہم میں سے بیشتر......

بزرگوں کی اولادیں خدا کے فضل سے سلسلہ کے ساتھ گہری وابستگی رکھتی ہیں، اور اس کی تحریکات میں والہ درجے شمولیت کو اپنے لئے موجب فخر سمجھتی ہیں۔ لیکن بعض احباب..... کی اولادوں کا رجحان سلسلہ سے علیحدگی کی طرف جارہا ہے۔ یا کم از کم وہ عملی شمولیت کو ضروری نہیں سمجھتے، اور انکے والدین اُن کے اس رجحان کو دیکھتے ہوئے لاپرواہ ہیں اور صرف اپنی وابستگی سلسلہ ہی کو کافی سمجھتے ہیں، یہ طریق نہایت خطرناک اور جماعتی استحکام کو متزلزل کرنے کا موجب ہے، جس کا تدارک جس قدر جلد کیا جائے ضروری ہے، یاد رکھئے قوا انفسکم واھلیکم نارا میں نہ نماز روزہ ہی شامل نہیں بلکہ مجددِ وقتؑ کے ساتھ وابستگی اور اس کے قائم کردہ دینی سلسلہ میں شمولیت بھی اسی حکم الٰہی میں داخل ہے۔ حدیث نبویؐ میں امامِ وقت کی عدم شناخت کو جاہلیت کی موت قرار دیا گیا ہے، جس سے اپنی اولادوں کو بچانا ہمارا سب سے بڑا دینی فرض ہے، ورنہ یاد رکھئے جس دولت کو آپ نے جان جوکھوں سے حاصل کیا اور جس نُور سے اپنے دلوں کو منوّر کرکے راہِ ہدایت حاصل کی وہ آپ کے مرنے کے بعد آپ کے گھروں سے مفقود ہو جائے گا، اور اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔

اس میں شک نہیں کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ وابستگی سے کئی مصائب بھی پیدا ہو جاتے ہیں، عزیز و اقارب برگشتہ ہو جاتے ہیں، دوست دشمن بن جاتے ہیں۔ جہلا آوازے کستے اور تمسخر کرتے ہیں اور بعض اوقات کاروبار، ملازمتوں اور رشتہ داریوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے، اور ان باتوں کو ہمارے نوجوان برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن ان کو نرمی اور محبت کے ساتھ بتانا چاہیئے کہ حق کی مخالفت ہمیشہ اسی طرح ہوتی چلی آئی ہے۔ اس مخالفت کی زد میں یہ جانا کسی طرح سود مند نہیں اگر کسی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے استقامت کے ساتھ حق کا ساتھ دیا جائے جیسا کہ ہمارے بزرگوں اور اولیاء اور انبیاء کا رویہ چلا آیا ہے، تو آخر کار حق کی ہی فتح ہوگی۔ جس طرح یہ ضروری ہے کہ بچہ کو شروع ہی سے نماز اور قرآن خوانی کی عادت ڈالی جائے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ سلسلۂ احمدیہ کی اہمیت شروع ہی سے اپنے بچوں پر واضح کی جائے اور جو باتیں غیروں کی طرف سے بطور اعتراض پیش کی جاتی ہیں۔ ان کی حقیقت انہیں سمجھائی جائے۔ اور سلسلہ کی صحیح تعلیمات سے انہیں واقف کیا جائے تاکہ مخالفین

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تشریف آوری

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت خوشی و مسرت سے سُنی جائے گی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ بیت اللہ شریف کے حج کے بعد مدینہ منورہ، بیروت اور دمشق سے ہوتے ہوئے ۲۳ر اپریل کو لاہور واپس تشریف لے آئے۔ آپ کی آمد کی اطلاع ۲۲ر تاریخ کو ہی کراچی سے وصول ہوئی اسی وقت احبابِ جماعت کو ٹیلیفون اور دستی پیغامات کے ذریعہ سے... خبر دی گئی، اور ہوائی اڈہ پر کثیر التعداد مرد و خواتین آپ کے استقبال کے لئے پہنچ گئے۔ ہوائی جہاز ٹھیک تین بجے پہنچا، حضرت امیر کے ہوائی جہاز سے باہر آتے ہی احباب نے بڑھ کر آپ کے گلے میں پھولوں کے اور طلائی ہار ڈالنے شروع کر دیئے اور حضرت ممدوح نہایت خوشی کے ساتھ ہر ایک سے مصافحہ اور معانقہ کرتے ہوئے ہوائی اڈہ سے باہر آئے جہاں آپ کا اور محترم میاں فاروق احمد صاحب کا دوسرے احباب کے ساتھ اور علیحدہ علیحدہ فوٹو لئے گئے، بعد ازاں آپ بذریعہ کار احمدیہ بلڈنگس تشریف فرما ہوئے۔ جہاں ابتک ملنے والے احباب (مرد و خواتین) کا تانتا بندھا ہوا ہے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ ۲۰ر مارچ کو لاہور سے روانہ ہوئے تھے۔ دورانِ سفر میں محترم میاں فاروق احمد صاحب اور اُن کی بیگم صاحبہ، اور ہمشیرہ محترمہ (بیگم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم) بھی آپ سے مل گئے، اور مکہ مکرمہ میں ولایت سے مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو، شیخ محمد طفیل صاحب، خواجہ صلاح الدین محمود اور ان کی بیگم صاحبہ بھی پہنچ گئے۔ شیخ محمد طفیل صاحب حج کے بعد حضرت امیر سے پہلے ہی پاکستان پہنچ گئے تھے جس کی اطلاع سابقہ اشاعت میں دی جا چکی ہے۔ شیخ صاحب ممدوح نے گزشتہ جمعہ (۲۲ر اپریل) جامع احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پڑھایا۔ دوران خطبہ میں انہوں نے حج کے تاثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے کثرت ہجوم، کمزوری صحت اور شدت گرما کے باوجود حج کے تمام ارکان نہایت پابندی اور پورے انہماک کے ساتھ ادا کئے، یہاں تک کہ جبل رحمت کے قریب جہاں حاجیوں کا کھڑے ہو کر دُعا کرنا عام طور پر تکلیف کا موجب ہوتا ہے اور کثرت ہجوم میں قافلہ سے بچھڑنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے، آپ نے بڑے سوز و الحاح کے ساتھ کھڑے ہو کر دعائیں کیں۔ انہوں نے بتایا کہ بعض مواقع پر تعفن اور بدبو کی وجہ سے کھڑے ہونا بھی مشکل تھا اور بعض لوگوں نے یہ اعتراض بھی کیا کہ ان جگہوں پر اگر مقررہ ارکان ادا نہ کئے جائیں تو کیا ہرج ہے۔ لیکن حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تعفن وغیرہ تو عارضی چیزیں ہیں ان کا علاج ہو سکتا ہے لیکن ارکان حج میں سے کسی رُکن کا چھوٹ جانا کسی طرح مناسب نہیں، اسی قسم کے سوالات اور شکوک و شبہات مختلف مواقع پر آپ کے سامنے پیش ہوتے رہے اور آپ تسلی بخش پیرایہ میں ان کا ازالہ کرتے رہے۔ شیخ صاحب نے بتایا کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت حضرت امیر ایدہ اللہ سے کہا گیا کہ یہ قریباً ساڑھے تین میل کا فاصلہ ہے اور ہجوم بھی بہت ہے اس لئے آپ پہیوں والی کرسی پر بیٹھ کر جو ضعیف لوگوں کے لئے بنائی گئی ہے سعی فرمائیں آپ پہلے کچھ آمادہ ہوئے لیکن اُسی وقت کچھ بوڑھی عورتیں آپ کے پاس سے گزریں جو پیدل سعی کر رہی تھیں۔ ان کو دیکھ کر آپ کی رگِ حمیت جوش میں آئی، اور پیدل ہی سعی کرنا پسند کیا۔ اور خدا کے فضل سے نہایت مستعدی کے ساتھ سعی فرمائی۔

غرض اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں آپ نے جس ہمت، جوش و ولولہ اور دلسوزی کا اظہار کیا وہ آپ کی صفائی باطن اور عشقِ الٰہی کا مظہر ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کے دینی انہماک کو جماعت کے لئے باعث تقلید اور موجب رحمت و برکت فرمائے۔

اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ واپسی پر حضرت امیر ایدہ اللہ بیروت سے ہوتے ہوئے دمشق بھی گئے۔ جہاں نزول مسیح کی پیشگوئی سے امامِ وقت کے مقام سے مراد لی جاتی ہے کہ مسیح موعودؑ کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ وہاں جائے گا،

اخبار و افکار

طریقہ ملامتیہ اور اسلام

اس ماہ کی ۹ تاریخ کو لاہور میں شالامار کا مشہور میلہ لگا اور اس کے ساتھ ہی مادھو لال حسین کے مزار پر عقیدت کے چراغ جلائے گئے، اس موقعہ پر اخبارات نے مادھو لال حسین کے حالات پر خاص مضامین شائع کئے، ان میں سے ایک مضمون کا اقتباس سُن لیجئے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مادھو لال حسین کی عبادت و ریاضت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

"کچھ عرصہ بعد آپ پر مجذوبی کیفیت طاری ہو گئی تحقیقات چشتی از مولوی نور احمد چشتی میں مرقوم ہے کہ اس واقعہ کے بعد شاہ حسین نے طریقہ ملامتیہ اختیار کر لیا اور تمام احکام شریعت سے بے نیاز ہو کر مے نوشی اور حسین مخفلوں میں شب و روز بسر کرنے لگے راگ رنگ اُن کی زندگی کا جزوِ لاینفک بن گیا لال رنگ کے کپڑے پہننے شروع کر دیئے جس پر لال حسین مشہور ہوئے آپ کا تعلق قادریہ مسلک سے تھا اس مکتبۂ فکر کے نزدیک تصورِ ربانی اور ذاتِ حقیقی کی یاد میں سرمست ہو کر رقص و سرود کی محفلوں کو منعقد کرنا جائز ہے۔ اس لئے آپ کا زیادہ وقت گویّوں اور رقاصاؤں کے پاس گذرنے لگا۔" (مشرق ۸ راپریل ۱۹۶۶ء)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر مادھو لال حسین یا فرقہ ملامتیہ یا قادریہ مکتبۂ فکر کا مسلک یہی ہے کہ احکامِ شریعت سے بے نیاز ہو کر مے نوشی اور حسین محفلوں میں شب و روز بسر کئے جائیں تو ایسے شخص کو ولی اللہ قرار دینا یا اس مسلک کو قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ کیا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس مسلک کا کوئی نشان ملتا ہے؟ کیا صحابہ کرامؓ یا تابعینؒ یا تبع تابعینؒ کے زمانہ میں کوئی ایسا مسلک ایجاد ہوا جو طریقۂ ملامتیہ سے تعلق رکھتا ہو؟ اور قادریہ مکتبۂ فکر تو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے کیا ان کی زندگی یا اُن کی تعلیم میں اس قسم کے مشرب کا کوئی ذکر پایا جاتا ہے؟ یہ تو وہی بات ہوئی کہ

رند کے رند رہے جنت بھی ہاتھ سے نہ گئی

فرقہ ملامتیہ اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ وہ لوگ ہیں، جن کو پابندی شریعت اور قرب الٰہی کی راہ پر چلنے کی پاداش میں قابلِ ملامت قرار دیا گیا، ان کو اس وجہ سے دُکھ اور ایذائیں پہنچائی گئیں اور کفر کے فتوے دیئے گئے، کہ وہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کی حالت میں خدا تعالےٰ سے ظلّی اور بروزی کا خطاب حاصل کرتے اور لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلاتے ہیں، افسوس کہ ہمارے اخبارات ایسے لوگوں پر تو پھبتیاں اڑاتے ہیں اور انہیں بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے اور مادھو لال حسین جیسے رند منش لوگوں کو اولیائی کے درجہ پر پہنچا کر شریعت اسلامیہ کی توہین سے دریغ نہیں کرتے۔

اسلام کا تبلیغی لٹریچر

محمد داؤد (سابق ڈی ایف جوزف) نامی ایک نومسلم کی داستانِ قبول اسلام روزنامہ "مشرق" میں شائع ہوئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ :۔

۱۹۶۰ء میں انہوں نے خلوص دل سے مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا لیکن انگریزی زبان میں اسلام کے تبلیغی لٹریچر کا فقدان ان کے لئے بڑی رکاوٹ بنا۔ انگریزی میں اسلام کے بارے میں محض علمی مباحث تو دستیاب ہو سکتے تھے مگر دلوں میں گھر کر لینے والی اسلامی تعلیمات کو انگریزی زبان میں منتقل کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ڈی ایف جوزف ۱۴ راگست ۱۹۶۲ء کو حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

" یہ صرف اسلام کی عقلی شہادت کا اثر تھا اگر اس میں اسلام کی رُوحانیت بھی شامل ہوتی تو شاید دنوں میں کایا پلٹ جاتی" جناب داؤد نے یہ بات بڑے افسوس سے کہی"۔

آخری فقرہ خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا تبلیغی لٹریچر جو ہماری انجمن نے شائع کیا ہے، بہت کم متلاشیانِ حق کو اس سے استفادہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس لئے اس کا حلقہ جس قدر وسیع کیا جائے ضروری ہے، اس کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے وہ حصص جو اسلام کے رُوحانی پہلو سے تعلق رکھتے ہیں انگریزی زبان میں منتقل کر کے انہیں کثرت سے پھیلانا ضروری ہے، یقین ہے کہ اس سے بہت سے دلوں کی جو خلوص کے ساتھ حق و صداقت کے متلاشی ہوں کایا پلٹ ہو کر اسلام کے ساتھ دلی لگاؤ پیدا ہوگا۔

ایک افسوسناک خلا

اسی مضمون میں جناب محمد داؤد نے اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے مسلمان ہونے کے بعد اپنی بیوی اور ۴۳ دوسرے مسیحی افراد کو بھی مسلمان کیا، "ان لوگوں کو مسلمان ہونے کے بعد گرجوں کی امداد سے محروم ہونا پڑا، طبی امداد اور بچوں کی تعلیم کی سہولتیں چھن گئیں۔ مگر مسلمانوں کی طرف سے ان کی دلجوئی کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اسلام مسلمانوں کی تالیف قلوب کے لئے جو حصّہ دیتا ہے، مسلمانوں کے ہاں کوئی ایسا ادارہ موجود نہیں جو اس اجتماعی فریضے سے عہدہ برآ ہو سکے اس کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر سات سمندر پار سے آنے والے مسیحی مشن سادہ دل انسانوں کو گمراہ کر رہے ہیں، یہ لوگ دوبارہ اپنے مذہب میں واپس آنا چاہتے ہیں مگر زر کی دیواریں اور مراعات کے جال ان کے راستہ میں کھڑے ہیں"۔ مسٹر محمد داؤد کے یہ الفاظ مسلمانوں کے مذہبی اور تبلیغی اداروں کیلئے بالعموم اور حکومت پاکستان کے لئے بالخصوص قابلِ توجہ ہیں، کیا یہ ضروری نہیں کہ غیر مذاہب سے اسلام میں آنے والے لوگوں کی دلجوئی اور مراعات کا کوئی انتظام ہمارے ہاں ہوتا تا وہ دلجمعی کے ساتھ اسلام پر قائم رہ سکیں؟

بمیر اے حسود........

ہفت روزہ "المنبر" لائل پور جماعت ربوہ کے اناسی لاکھ کے بجٹ اور اس کے علاوہ جماعت احمدیہ لاہور اور دیگر بیرونی احمدی جماعتوں کے سالانہ بجٹوں کا تخمینہ "کم از کم دو کروڑ ساڑھے چالیس لاکھ کے لگ بھگ" بتاتا ہے، اور اس پر سراسیمہ ہو کر یہ سوال کرتا ہے کہ :۔

" اگر مرزا غلام احمد کے اُمتی یہ کچھ کر رہے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

اس کا سیدھا سادہ جواب شیخ سعدی کے اس شعر میں آپ کو ملے گا ؎

بمیر اے حسود تا برہی کیں رنجیست
کہ از مشقت او بجز بمرگ نتواں رست

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اس نیک کام میں دن رات مصروف ہے اور ہزاروں غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کر چکی ہے اور دن رات ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

کاش ہمارے وہ مسلمان بھائی جو ابھی تک حضور کی جماعت کے ساتھ وابستہ نہیں ہوئے جلد وابستہ ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(بقیہ مقالہ از صہ۳)

کے مقابلہ میں ان کے دل مضبوط ہوں اور کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور دوسروں کے سامنے شرمندگی کے احساس سے خالی ہو کر وہ دلی رغبت کے ساتھ.... جماعت کے ساتھ وابستگی اور سلسلہ سے دلی لگاؤ پیدا کریں، یہ ہماری جماعت اور ہمارے احباب کا ضروری فرض ہے، امید ہے کہ احباب کرام ہماری اس استدعا کی طرف خاص طور پر توجہ فرما کر استحکام سلسلہ کی ضرورت اور قوا انفسکم و اھلیکم نارا کے حکم الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس فرض کی ادائیگی کی طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں گے۔

ضروری تصحیح :۔ گذشتہ اشاعت کے مقالہ افتتاحیہ کے اس فقرہ میں کہ "صرف مروجہ دینی تعلیم ہی کو انکی زندگیوں کا مقصد سمجھتے ہوئے" "دینی تعلیم" کی بجائے

جماعت کی ترقی و تنظیم کا کام شروع کر دیا گیا

جزائر فیجی میں مسجد اور احمدیہ ہال تعمیر کرنے کا منصوبہ

(مولانا احمد یار صاحب ایم اے کی ڈائری کا ایک ورق)

مولانا احمد یار صاحب ایم اے۔ مارچ کے آخری ہفتہ میں جزائر فجی میں اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے روانہ ہوئے تھے۔ وہ بخیریت وہاں پہنچ چکے ہیں۔ اور انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام۔ دین حق کی تبلیغ و اشاعت اور مقامی جماعت کی از سر نو تنظیم کا کام شروع کر دیا ہے۔ ان کی پہلی ڈائری کا خلاصہ احباب جماعت کی معلومات میں اضافہ اور اپنے مولینا ممدوح کی کامیابی و کامرانی کے لئے دعا کی تحریک کی غرض سے درپیش ہے۔

—ادارہ—

مولینا موصوف فرماتے ہیں کہ:—

خاکسار ۲۵ مارچ کو بروز جمعہ بوقت دس بجے صبح لاہور کے ہوائی اڈہ پر احباب جماعت سے رخصت ہو کر بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچا۔ وہاں پر محترم میاں رحیم بخش صاحب معہ اپنے فرزند ارجمند موجود تھے۔ ملاقات کے بعد وہ مجھے اپنی کار میں مسجد احمدیہ لے گئے جہاں نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد جملہ احباب جماعت احمدیہ کراچی سے ملاقات ہوئی۔ بعدۂ مغرب کی نماز کے وقت محترم میاں رحیم بخش صاحب اور محترم شیخ عبدالحق صاحب مناظر اسلام مسجد میں جہاں میرا قیام تھا تشریف لے آئے۔ اُن سے جلسہ کراچی کے پروگرام کے بارہ میں تبادلۂ خیالات اور مقامی جماعت کی تنظیم و ترقی کے سلسلہ میں غور و فکر ہوتا رہا۔ پھر وہ مجھے اور میرے لڑکے اقبال یار کو اپنے ہمراہ اپنی کوٹھی پر لے گئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ اپنی کار میں مجھے ہوائی اڈہ پر لے گئے۔ محترم شیخ عبدالحق صاحب بھی ہمراہ تھے ۱۰½ بجے شب تک یہ لوگ اڈہ پر ہی مجھ سے گفت و شنید میں مصروف رہے اور میرے اصرار پر ہی رات گئے واپس ہوئے کیونکہ میرا جہاز رات کے ایک بجے آکر دو بجے روانہ ہونا تھا اور اتنی دیر ان احباب کا وہاں ٹھہرانا مناسب نہ تھا۔

بسم اللہ پڑھ کر دو بجکر بیس منٹ پر ایر فرانس کے جیٹ طیارہ پر سوار ہوا۔ تھکا ماندہ تھا اس لئے جلد نیند آ گئی۔ آنکھ کھلی تو روشنی نمودار ہونے کو تھی۔ نماز تہجد ادا کی گئی۔ اور صبح ہو گئی۔ اس جہاز میں صرف تین پاکستانی تھے دو تین جاپانی اور باقی سب امریکن۔ یوروپین اور آسٹریلین تھے۔ یہ قومیں مادی ترقی کو ہی اپنا مطمح نظر بنائے ہوئے ہیں میں اُن کی عادات کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ یہ لوگ کیونکر اور کس طرح اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں غم و اندوہ کو تو یہ اپنے نزدیک پھٹکنے بھی نہیں دیتے اللہ تعالےٰ کا تصوّر تو ایک بعید از قیاس چیز معلوم ہوتا ہے مگر اخلاق ایسے کہ انسان عش عش کر اُٹھتا ہے۔ ۹ بجے کے قریب بنکاک پہنچے۔ گرم پانی میں بھیگوئے ہوئے تولیہ سے مسافروں کے منہ اور ہاتھ صاف کروائے گئے۔ ناشتہ بھی بنکاک میں ہی کروایا گیا۔ میں چونکہ پاکستانی لباس اچکن اور شلوار پہنے ہوتے تھا اس لئے ایئر ہوسٹس میرا خاص خیال رکھتی تھیں۔ یہاں تک کہ مجھے مسلمان سمجھ کر کوئی حرام اور ناپسندیدہ چیز نہ دیتی تھیں۔

ہمارا جہاز بنکاک سے روانہ ہو کر دوپہر کو جنوبی ویت نام کے دارالخلافہ سیگاؤں پہنچا۔ سیگاؤں سے روانہ ہو کر ۴ بجے شام فلپائن کے دارالحکومت منیلا میں پہنچے۔ یہاں پر ایئر فرانس کا یہ جہاز تبدیل کر کے کنٹاس کمپنی کے جیٹ طیارہ پر سوار ہوئے۔ یہ کمپنی آسٹریلین ہے۔ رات کو چل کر صبح یہ جہاز آسٹریلیا کے دارالخلافہ سڈنی پہنچا۔ یہ ایک الگ دنیا ہے۔ چونکہ یہ وقت کام کاج کا تھا۔ ایک بچہ بھی بازار یا گلی کوچوں میں کھیلتا نظر نہیں آیا۔ جیسے لاہور کی گلیوں میں نظر آتے ہیں۔ یہاں سے ایک اور جہاز میں تین چار گھنٹے کے سفر کے بعد ناندی پہنچے یہ جزائر فیجی کی بین الاقوامی بندرگاہ ہے۔

جب میں جہاز سے اُتر کر کسٹم پورٹ کی طرف آیا تو دروازہ پر مسٹر نبی دین صاحب۔ جناب اے۔ آر ساہو خاں صاحب وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ SUVA سے آئے ہیں۔ جب کسٹم روم سے باہر آیا تو ایک جم غفیر استقبال کے لئے منتظر تھا۔ احباب جماعت اور غیر از جماعت دوستوں نے پھولوں کے ہار پہنائے..... اور نہایت خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

ناندی میں دو دن قیام کیا مگر نبی دین صاحب اور ساہو خاں صاحب بھی ہمراہ تھے۔ دوسرے دن ایک ہال میں مجھے ایڈریس پیش کیا گیا۔ جواباً میں نے اتحاد جماعت پر زور دیا اور انتشار کو بند کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ دوران قیام ناندی جماعت ربوہ اور غیر از جماعت احباب سے بھی گفتگو کا موقعہ ملا اور اپنے عقائد و نظریات کو بیان کیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ جماعت ربوہ اور جماعت لاہور کے مابین چند بنیادی مسائل کا اختلاف ہے اور یہ کہنا غلط ہے کہ ہمارا اہل ربوہ سے اختلاف

ذاتیات پر مبنی ہے۔ بلکہ ہمارا دعوےٰ با دلیل کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام صحیح عقائد و نظریات جو صحیح اسلامی تعلیمات کی اشاعت کے حقیقی جانشین ہم ممبران جماعت لاہور ہی ہیں۔ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہی خدا کے قائم کردہ خلیفہ یعنی حضرت مسیح موعود کی صحیح و حقیقی جانشین ہے۔

یہاں کے حالات و واقعات کا جائزہ لینے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہاں ایک لائبریری قیام اور مسجد کی تعمیر کی ضرورت ناگزیر ہے۔ دو تحریک کر کے مسجد اور لائبریری کے لئے مناسب انتخاب اور تعمیر کے لئے عملی اقدامات کئے جا یہاں پر تبلیغ اسلام اور ایک مضبوط جماعت قائم کے مواقع موجود ہیں۔ اگر مرزا مظفر بیگ ساطع مرحوم کے جانے کے بعد انجمن فوراً یہاں اپنا مبلغ بھیجدیتی اس وقت تک ایک بہت بڑی اور فعال جماعت وجود میں آچکی ہوتی۔ اب بھی احباب جماعت ا بزرگانِ سلسلہ سے استدعا ہے کہ وہ اس ملک مضبوط بنیادوں پر تبلیغ اسلام اور قیام جماعت میری کامیابی اور کامرانی کے لئے دعا فرمائیں کہ مجھ کمزور و ناتواں سے بھی اپنے حسب منشا کام لے

اخبار احمدیہ —— (بقیہ صفحہ

درخواست دُعا

—— برخوردار عبدالرشید نواسہ خواجہ جلال الدین صاحب مرحوم مدت سے بیماری میں مبتلا ہے احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس کی صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

——(۲) بیگم ملک عبدالخالق اعوان صاحب دارالصدر بعض مشکلات میں مبتلا ہیں جس کی وجہ سے صحت پر کافی اثر پڑا ہے بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے

——(۳) حبیب الرحمٰن صادق صاحب کامیاب اپریشن کے بعد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تشریف لے آئے ہیں۔ احباب سے کامل شفا کی درخواست ہے۔

خواتین احمدیہ کا ماہانہ اجتماع ۲۹ اپریل کو بعد از نماز جمعہ مسجد کی گیلری میں ہو رہا ہے خواتین سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس میں ضرور تشریف لائیں۔ والسلام

رخشندہ اختر (سکیرٹری)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)

جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) کی

سالانہ کانفرنس

۲۹ اپریل ۱۹۶۶ء (بروز جمعۃ المبارک)

بمقام پریمئیر فلور ملز / ریاض کاٹن فیکٹری } فیکٹری ایریا لائل پور

مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۵۔ سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا

مکرم محترم! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور گذشتہ نصف صدی سے اندرون ملک اور خصوصاً ممالک غیر میں اسلام کی اشاعت کا کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہی ہے۔ انجمن کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں یورپ اور امریکہ کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی بہت سی سعید رُوحیں شرفِ اسلام سے مشرف ہو چکی ہیں اور یہ کام اَب بھی بتائیدِ ایزدی پُوری محنت اور تندہی سے جاری ہے۔

حضرت امام الزمان مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام مجدد صدی چہاردہم نے خدائی ارشاد کے تحت محض اشاعتِ اسلام کی غرض سے اس جماعت کی داغ بیل ڈالی اور جہاں اپنی جماعت کو روحانی اور اخلاقی اقدار کے قیام کی تعلیم دی وہاں آپ نے اُمتِ مسلمہ کو اس مقصد وحید کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دی۔ کہ وہ مجتمع ہو کر خدمتِ اسلام کا فریضہ سرانجام دیں۔ اور پیغامِ اسلام کو دُنیا کے ہر ایک حصہ میں پہنچا کر پیاسی رُوحوں کی سیرابی کے سامان پیدا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تربیت یافتہ اصحاب نے اپنی زندگیوں کا واحد مقصد اسلام کی اشاعت قرار دیا۔ اور اس انجمن کے پلیٹ فارم سے دنیا کے گوشے گوشے کو نورِ اسلام سے منور کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور بے شمار نیک رُوحوں کو آغوشِ اسلام میں لانے کی سعادت حاصل کی۔ اس مبارک اور عظیم مقصد کے لئے قرآن کریم، احادیث رسولؐ، صحابہ کرامؓ اور آئمہ کرامؒ کی زندگیوں کی روشنی میں تعلیماتِ قرآنی کا نچوڑ پیش کر کے دنیا کے لئے روشنی اور نور کا سامان فراہم کیا۔ اور اکناف و اطرافِ عالم سے تحسین و آفرین کا خراج وصول کیا۔

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ جماعتی تنظیم و تربیت، تعلیم و تعلم اور اصلاح و ارشاد کے لئے مختلف مقامات پر اجتماعات کے انعقاد کے ذریعہ اس نیک مقصد کی طرف احباب کی توجہ کیا جاوے۔ تاکہ ایک نئی رُوح پیدا کی جا سکے۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کے ذریعہ جو ذمہ داری انجمن پر عائد کی ہے۔ اس سے کماحقہ عہدہ برآ ہو جا سکے۔ لہٰذا ۲۹ر اپریل ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک سرگودھا ڈویژن کی ایک سالانہ کانفرنس کا انعقاد لائل پور میں ہو رہا ہے جس میں علماءِ جماعت مختلف موضوعات پر خطاب فرمائیں گے۔ آپ سے استدعا ہے کہ انجمن کے اجتماعات کو شرفِ شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ انجمن آپ کی تہ دل سے ممنون ہوگی۔ والسلام۔

الداعی (ملک) نذر حسین۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ۔ لائلپور

معذرت کے لئے: ٹیلیفون ۲۱۰۲ محمد صالح نور۔

نوٹ:- باہر سے تشریف لانے والے دوستوں کے لئے قیام و طعام کا انتظام انجمن کے ذمہ ہوگا۔ اپنے آنے کی اطلاع قبل از آمد دیجئے۔

پروگرام جلسہ

۲۹ اپریل ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک

(۱) خطبہ جمعہ ۱½ بجے تا ۲½ بجے۔ بمقام مسجد احمدیہ پریمئیر فلور ملز
از مولانا حافظ شیر محمد صاحب فاضل (موضوع:- عقیدہ حیات و وفات مسیح ابن مریم علیہ السلام)

(۲)- جماعتی اجلاس: ۳ تا ۴ بجے
بعض تجاویز:- ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری انجمن مرکزیہ
جائیں، بمقام ریاض کاٹن فیکٹری

(۳) مجلس مذاکرہ:- ۴½ بجے شام۔ ریاض کاٹن فیکٹری۔
زیر صدارت:- جناب میاں غلام حمید صاحب تمیم آف جھنگ۔
تلاوت:- مولوی غلام حسین صاحب۔
نظم:- صادق نور و مبشر احمد۔
تقریر:- مسٹر عبداللہ الیاس آف سوڈان (نصف گھنٹہ۔ انگریزی میں تقریر)

. . . .

تقریر:- مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل (ایک گھنٹہ)
موضوع:- اسلام اور عیسائیت۔

وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و کھانا

---

(۴)

اجلاس شب

زیر صدارت:- میاں محمد انور صاحب بلز اونرز سرگودھا۔ (۸½ بجے تا ۱۱ بجے)
بمقام پریمئیر فلور ملز

تلاوت:- حافظ شیر محمد صاحب فاضل۔
نظم:- چوہدری عبدالرزاق صاحب۔
تقریر:- چوہدری علی محمد صاحب ناقی۔
موضوع:- تعلق باللہ اور اس کی برکات۔ (نصف گھنٹہ)
تقریر:- الحاج مولانا عبدالمنان صاحب عمر۔ ایم اے (ایک گھنٹہ)
موضوع:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ
اور
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام

اظہارِ تشکر:- از ملک نذر حسین صاحب جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لائلپور

مشاہدہ الٰہی

(سلسلہ صفحہ ۲)

کومن کہ میں نے کہا پال صاحب آپ نے انسان کو فطرتاً گنہگار قرار دیا ہے گناہ کلی ہے یہ جب بھی پایا جائے گا اپنی جزئیات میں پایا جائے گا یہ کہنا کہ انسان گنہگار ہے کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان ہر گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ بالبداہت باطل ہے اگر کوئی ڈاکو ہے تو ضروری نہیں کہ وہ زانی شرابی بھی ہو اگر ایک انسان کبھی جھوٹ بولتا ہے تو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ کبھی بھی سچ نہ بولے یا اس کا بھائی بھی ضرور جھوٹ بولے آپ کسی گناہ کی تعیین کیجئے کہ کونسا گناہ ہے جو ہر انسان کرتا ہے اور کبھی بھی س گناہ سے باز نہیں رہتا اور اگر کوئی مذہب ایسا ہے جو یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ ہم کسی ہے نہیں بچ سکتے تو گورنمنٹ کو چاہیئے سب کی ضمانت لے لے اور ان کو یں رکھے کیونکہ وہ جب بھی جیل سے زاد ہوں گے پھر وہی کام کریں گے کیونکہ گناہ سے بچ ہی نہیں سکتے۔ پادری صاحب لاجواب ہو کر بولے اچھا آپ یہ بتا دیجئے کہ آدم نے گناہ کیا یا نہیں کیا اگر نہیں کیا تو جنت بدر کیوں کیئے گئے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ کی کتاب کہتی ہے جب شریعت نہ تھی گناہ نہ تھا شریعت نازل ہوئی موسےٰ علیہ السلام پر تو آدم کیسے گنہگار ہو گیا؟ پادری صاحب گھبرا کر بولے کہ آپ تو مانتے ہیں نہ کہ آدم پر بھی شریعت نازل ہوئی اور حکم ہوا لاتقربا ھٰذہِ الشجرۃ اس درخت کے قریب نہ جانا۔ مگر وہ چلا گیا جس کی سزا اللہ میاں نے یہ دی کہ جنت سے نکال دیا۔ میں نے جواب دیا کہ آپ اپنے عقیدہ اور کتاب کے پابند ہیں کہ شریعت موسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور یہ پہلی شریعت تھی۔ اگر آپ میرا جواب سننا چاہتے ہیں تو سنئے حضرت آدم نے گناہ اور نافرمانی نہیں کی کیونکہ آپ کی کتاب میں یہی لکھا ہے کہ آدم نے گناہ نہیں کیا عورت نے اسے دھوکا دیا کہ پھل کھلا دیا۔ صرف یہ کہا جا سکتا ہے کہ آدم کسی دلیل کی غلطی کا شکار ہو گیا۔ گناہ کے لئے ارادۂ گناہ ہونا شرط ہے اگر بھول کر یا دلیل سے دھوکا کھا کر کوئی کچھ غلطی کر بیٹھے تو وہ گناہ نہیں کہلاتا چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے فنسی آدم ولم نجد لہ عزما آدم بھول گیا اس کا ارادہ گناہ کا نہ تھا۔

اب رہا جنت سے نکلنا یہ سزا نہ تھی کیونکہ اگر بھول چوک کو مان بھی لیا جائے تو آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فتلقّٰی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم۔ آدم کی توبہ قبول ہو گئی۔ یعنی اس کی بھول کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تو اب اخراج از جنت اس بھول کی سزا نہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ اب اسے مخاطبہ الٰہیہ نصیب ہونا یعنی وحی متلو۔ پہلا حکم جو تھا وہ شریعت کا نہ تھا بہرحال یہ ایک دلچسپ مباحثہ تھا قرآن مجید کے الفاظ خصیم مبین نہایت معنی خیز الفاظ ہیں یعنی انسان کی قوت گویائی کا کمال اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اس کے بالمقابل کوئی دشمن ہو دونوں میں سے جو غالب آئے وہ خصیم مبین کے خطاب کا حقدار ہوتا ہے۔

مسیح موعودؑ نے دین کی ہڈیاں مضبوط کیں

مولینا نے فرمایا اس زمانہ کے امام حضرت مسیح موعودؑ نے دین اور قوم کی ہڈیاں مضبوط کر دیں۔ بڑے سے بڑا دشمن اسلام احمدیوں کے سامنے آتا ہوا کتراتا تھا۔ عیسائی احمدیوں کے ساتھ مناظرہ نہیں کرتے تھے۔ یہ حضرت صاحب کے علم اور معرفت کی وجہ سے تھا۔

تو انسان کی تخلیق کا ذکر اور اس کی زندگی کا نصب العین اس آیہ کریمہ میں یوں بیان کیا گیا کہ انسان کی منزل یہ ہے کہ وہ خصیم مبین بنے اسے چاہیئے کہ تعمیری غور و فکر سے معاشرہ میں خیر و خوبی کی راہیں پیدا کرے۔ مذہب و ملّت کی تعمیر میں حصّہ لے۔

دو لذتیں

"یاد رکھو انسان دو قسم کی لذتوں کا مجموعہ ہے ایک رُوح کی لذت ہے دوسری نفس کی لذت، روحانی لذت تو ایک باریک اور عمیق راز ہے جس پر اگر کسی کو اطلاع مل جائے اور ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی جس کو یہ سرور اور ذوق مل جائے وہ اس سے سرشار اور مست ہو جائے نفسانی لذتیں ایسی ہیں کہ ہمیشہ آنی اور فانی ہوتی ہیں۔"

(مسیح موعودؑ)

کلمہ طیبہ ہی مسلمانانِ عالم کے اتحاد کی بُنیاد

جلالۃ الملک شاہ فیصل کا پیغام

جلالۃ الملک شاہ فیصل ابن عبدالعزیز سعود خادم الحرمین الشریفین پاکستان کے چھ روزہ کے دورہ پر ۱۹ اپریل کو کراچی تشریف فرما ہوئے۔ ان کی آمد پر حکومت اور تمام قوم کی طرف سے نہایت پُرجوش اور والہانہ اور عقیدت مندانہ استقبال کیا گیا جس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔

شاہ موصوف نے اس موقعہ پر ریڈیو پاکستان کو یہ پیغام دیا کہ:-

"کلمہ طیبہ کی بدولت ہی ساری دُنیا کے مسلمان متحد ہیں اور عالمِ اسلام کے اتحاد کے لئے کلمہ طیبہ ہی سب سے بڑی بُنیاد ہے۔"

شاہ فیصل نے فرمایا کہ پاکستان کے عوام اسلام کے سچے سپاہی ثابت ہوئے ہیں اور وہ آئندہ بھی اسلامی اتحاد کے لئے کام کرتے رہیں گے، آپ نے فرمایا کہ کراچی میں جس طرح میرا استقبال کیا گیا ہے اس سے میں بے حد متاثر ہوا .... ہوں اور سچی بات تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے مَیں خود کو پاکستان کا شہری سمجھتا ہوں اور یہاں آکر مجھے ایسا معلوم ہوا ہے جیسے میں سعودی عرب میں ہوں۔ شاہ فیصل نے اللہ سے دعا کی کہ وہ پاکستان کے عوام اور عالم اسلام کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شاہ نے صدر ایوب کی قیادت کو شاندار خراجِ تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں صدر ایوب کے اسلامی جذبہ کی وجہ سے انہیں بے حد پسند کرتا ہوں۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا پیغام

جلالۃ الملک شاہ فیصل کی آمد پر سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے حسب ذیل تار شاہ ممدوح کو بھیجا گیا:-

"ازراہِ نوازش ممبرانِ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور ووکنگ مسلم مشن (انگلستان) کی طرف سے یور میجسٹی کے پاکستان آنے پر مبارکباد کا پیغام قبول کیجئے۔ ہم یور میجسٹی کے اس پیغام کی پوری طرح تائید کرتے ہیں کہ کلمہ طیبہ ہی مسلمانوں کے اتحاد کی بُنیاد ہے۔ اسی حقیقت کی بُنیاد پر یہ انجمن پچاس سال سے قائم ہے اور اسکی تبلیغ کر رہی ہے۔"

آنریری جنرل سیکرٹری
۲۰-اپریل ۱۹۶۶ء

اخبارِ احمدیہ

آہ میاں امام الدینؒ

—— بدوملہی سے چوہدری غضنفر علی صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ کے مخلص و معاون بزرگ حضرت میاں امام الدین رحؒ بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء کو صبح تین بجے اس دار فانی کو چھوڑ کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ وقت وفات مرحوم کی عمر ۸۸ سال تھی۔ انہوں نے ۱۹۰۲ء میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ یوں ان کا شمار امام الزمانؑ کے رفقاء میں ہوتا تھا۔ مرحوم ایک واقعہ عموماً بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں بیعت سے مشرف ہونے کے لئے حضرت امام ہمام کی خدمتِ اقدس میں قدم بوسی کے لئے جا رہا تھا کہ سرِ راہ سکھوں کے ایک کھیت میں گنے کا رس پینے کے لئے ٹھہر گیا۔ ایک سکھ نے پوچھا کہ مرزا صاحب قادیانی کیسے ہیں۔ سکھ نے جواب دیا کہ وہ تو بھگت ہیں۔ چاند پر تھوکنے والوں پر ہی تھوک پڑتا ہے۔

مرحوم کو حضرت سیدنا مسیح موعودؑ سے بڑا عشق تھا۔ اپنی اولاد کو بھی سلسلہ کا خادم بنایا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے تین فرزند —— عبدالعزیز ریلوے گارڈ۔ عبدالغنی سیکنڈ ماسٹر۔ عبدالواحد صاحب اور ایک دختر چھوڑی ہے۔ سلسلہ میں داخل ہونے کے بعد حتی المقدور جلسہ سالانہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔ کبھی اس مبارک اور خیر بخش موقعہ کو نہیں چھوڑا۔ جملہ تحریکوں میں بھی حسب استطاعت حصہ لیتے رہے۔ صلح کن اور ہر دلعزیز انسان تھے اور ہر دل عزیز تھے۔ حلقۂ احباب وسیع تھا۔ غیر احمدی بھی آپ کی شخصیت اور آپ کی سیرت کے مداح تھے۔ احمدی اور غیر احمدی احباب نے مرحوم کا جنازہ پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔

آپ مختلف تحریکوں اور جماعتوں کے رکن رہے۔ سر سید احمد کی کتب بھی اکثر مطالعہ میں رہتی تھیں۔ برادر کبیر چوہدری سلطان علی مرحوم و مغفور سے دلی لگاؤ تھا۔ یک جان ... دو قالب کی طرح تھے۔ اور بمادرسہ [illegible] گھروں سے خاص تعلق تھا۔ اس ضعیفی میں بھی جب کبھی اپنے بیٹوں کے ہاں آتے جاتے تو ہمیں ضرور مل کر جاتے —— دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ احباب سے جنازۂ غائبانہ کی درخواست ہے۔

اعلان نکاح

—— راولپنڈی سے مرزا معصوم بیگ صاحب لکھتے ہیں:-

۱۸ جنوری ۱۹۶۶ء کو شیخ محمود احمد صاحب خلف الرشید شیخ ابراہیم صاحب آف جموں کا نکاح مساۃ کنیز فاطمہ بنت الرشید جناب حبیب اللہ صاحب مرحوم آف جموں کے ساتھ بعوض حق مہر پانچ ہزار روپیہ سرانجام پایا خطبہ نکاح اس عاجز نے پڑھا، اس خوشی میں شیخ ابراہیم صاحب نے مبلغ دس روپے بمد اشاعت اسلام عطا فرمائے۔

(باقی بر صفحہ ۵)

پیغام صلح ۲۷ اپریل ۱۹۶۶ء - رجسٹرڈ ایل ۴۳۶ شمارہ نمبر ۱۵

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ : - تبلیغ لاہور

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

فون نمبر ۳۲۷

زر مبادلہ
پاک و ہندوستان ۔ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر : ۔ حمد

مدیر معاون : اللہ

فی پرچہ : ۱۳ پیسے

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۶۶ء | نمبر ۱۶

" دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا "

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام او
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا ۔
۲ - قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔
۳ - کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۴ - سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں ۔
۵ - سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۶ - اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا ۔

بحر حکمت کے موتی

علم کی قدر و منزلت اور اس کی فضیلت مجرد عبادت پر

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

عن ابی الدرداء عن رسول اللہ صلعم قال ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب و ان العلماء ورثۃ الانبیاء و ان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درھماً و انما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد و ابن ماجۃ والدارمی (المشکوٰۃ کتاب العلم)

ابو درداءؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ چودھویں رات کے چاند کو دیگر تمام ستاروں پر حاصل ہے یاد رکھو کہ علماء نبیوں کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام ورثہ میں درہم اور دینار چھوڑ کر نہیں جاتے وہ تو صرف علم کا ورثہ چھوڑ کر جاتے ہیں جو شخص اس ورثہ کو حاصل کرتا ہے وہ بہت خوش قسمت اور بڑے حصہ کو حاصل کرنے والا ہے ۔ علم سے مراد لا محالہ کامل معرفت الٰہی اور شریعت کے متعلق راسخ فی العلم ہونا ہے جن کی تعریف میں قرآن کریم میں اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا وارد ہوا ہے اپنے علم کی عابد پر فضیلت کی وجہ ظاہر ہے عابد کا فعل اس کی ذات تک محدود رہتا ہے اور وہ صرف اپنے اسی فعل یعنی عبادت کے اجر کا ہی مستحق ہوتا ہے کسی دوسرے کے نیک فعل کے اجر میں اس کو شرکت حاصل نہیں ہوتی لیکن عالم چونکہ عابد بھی ہوتا ہے اور اپنے علم کی بدولت دوسروں کی ہدایت کا بھی ذریعہ بنتا ہے اس لئے وہ اپنے ذاتی اجر کے حق دار ہونے کے علاوہ ان لوگوں کے نیک اعمال کے اجروں میں بھی شریک بن جاتا ہے جو اس کے ذریعہ ہدایت پاتے یا اسلام میں داخل ہوتے ہیں ۔ اور اس اجر میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا اور حدیث میں علماء حقیقی کی شان میں فرمایا گیا ہے عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں کتنی بڑی شان ہے جو علماء کی بتلائی گئی ہے جو مسلمان بھی دینی علم حاصل کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں انہیں ضرور اسے حاصل کرنا چاہیئے ۔ صرف خود ہی حاصل نہ کریں بلکہ دوسروں تک پہنچانے کی سعی میں بھی مشغول رہیں اللہ تعالیٰ ہماری جماعت

جو شخص میری مخالفت کرنیوالے ہیں

وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں

ارشادات حضرت امام الزمان علیہ السلام

ہمارے مخالفوں کی حالت ایسی ہے جس سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے ۔ کیونکہ وہ - - - - - - - نیک کو برا اور مامور من اللہ کو کذاب سمجھتے ہیں جس سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک جنگ شروع ہو جاتی ہے ۔ اور یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعود کے نام سے دنیا میں بھیجا ہے ۔ جو شخص میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں ۔ کیونکہ جب تک میں نے دعویٰ نہ کیا تھا بہت سے ان میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لوٹا لے کر وضو کرانے کو فخر جانتے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے جو میری بیعت کرنے کے لئے زور دیتے تھے ۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور الہام سے یہ سلسلہ شروع ہوا تو وہی مخالفت کے لئے اٹھے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی بلکہ عداوت ان کو خدا تعالیٰ سے ہی تھی ۔ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا سچا تعلق تھا تو ان کی دینداری تقویٰ اور خدا ترسی کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے تھا ۔ کہ سب سے اول وہ میرے اس اعلان پر لبیک کہتے اور سجداتِ شکر کرتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کرتے مگر نہیں وہ اپنے ہتھیاروں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے ۔ اور انہوں نے مخالفت کو یہاں تک پہنچایا کہ مجھے کافر کہا ۔ اور بے دین کہا ۔ دجال کہا ۔ افسوس ان احمقوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ کی آوازیں سنتا ہو ۔ وہ ان کی بدگوئی اور گالیوں کی کیا پروا کر سکتا ہے ۔ افسوس تو یہ ہے کہ ان نادانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا ۔ کہ کفر اور ایمان کا تعلق دنیا سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے ۔ اور خدا تعالیٰ میرا مومن اور ناجی ہونے کی تصدیق کرتا ہے ۔ پھر ان کی بیہودگیوں کی مجھے پروا کیا ہو سکتی ہے ۔

(بقیہ بحر حکمت کے موتی از کالم اول) کے افراد کو اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین)

درخواست دُعا

جماعت کے کئی دوست بیمار یا مختلف پریشانیوں اور مصائب میں مبتلا ہیں کئی نوجوان میٹرک۔ ایف اے۔ ایف ایس سی اور یونیورسٹی کے مختلف امتحانات کی تیاری کر رہے ہیں۔ ان سب کے لئے احباب کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔

آپ کے خطوط

میری بچی کی وفات اور میرا عزم

بخدمت جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

میں جب پشاور کے جلسہ میں شمولیت کے لئے روانہ ہوا تو میری سب سے چھوٹی بچی جس کی عمر سات سال قدرے علیل تھی۔ لیکن جب کل مورخہ ۲۵۔ اپریل ۱۹۶۶ء دن کے ڈیڑھ بجے کے قریب گھر پہنچا تو اس بچی کو جو مجھے سب بچوں سے زیادہ پیاری تھی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا پایا۔ سو دن رات کے پونے بارہ بجے اس عاجز سے ناراض ہو کر اپنے مالک حقیقی کے پاس چلی گئی انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ان حالات میں بھی مجھے اپنا اعلان جو میں نے اپنی تقریر کی ابتداء میں کیا تھا یاد ہے کہ میں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے لہٰذا اگر انجمن جب کبھی بھی اس عاجز کے ذمہ کسی قسم کی ڈیوٹی لگائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس قسم کے حادثات اور مجبوریاں اس کے ادا کرنے میں حائل نہ ہوں گی۔

سو موجودہ جلسوں کے پروگراموں یا دیگر کاموں میں شمولیت کے لئے اس عاجز کو ہر وقت مستعد پائیں گے۔ براہ کرم میرے ان جذبات کو اخبار میں طبع کروا کر جنازہ غائبانہ کی تحریک فرما دیں ممنون ہوں گا۔ والسلام

نیاز مند۔ ظفر اللہ خان۔ کالج چوک شہر راولپنڈی

ضروری تصحیح

مکرمی مولوی دوست محمد صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

اپریل کے رسالہ روحِ اسلام میں میرا جو مضمون شائع ہوا ہے اس میں کتابت کی بعض اغلاط قابلِ اصلاح ہیں ان میں ایک غلطی زیادہ خطرناک ہے۔ اگر آپ پیغام صلح میں اس کی تصحیح شائع کرا دیں تو مشکور ہوں گا۔ رسالہ کے صفحہ ۱۹ کی سطر ۵ میں تین کے بعد "دن" لکھا گیا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔ اس لفظ کے متعلق لکھ دیں کہ دوست اسے کٹا ہوا سمجھیں۔ اگر اس کی اصلاح نہ ہوئی تو پیشگوئی کے متعلق خطرناک غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے ممکن ہے اعتراضات کی بوچھاڑ شروع ہو جائے۔ اس لئے اس کی اصلاح کی فوری ضرورت ہے جو پیغام صلح میں ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ خاکسار شیخ عبدالرحمان مصری۔ ۲۹-۴-۶۶ء

بیان القرآن کی مختلف سورتیں مفت

بک ڈپو نے بیان القرآن کے پرانے فرموں کو ترتیب دیا ہے اور ذیل کی سورتیں مکمل صورت میں آگئی ہیں۔ چونکہ ان سے کوئی حصہ مکمل نہیں ہوتا ہے اس لئے انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ جو احباب ذیل کی فہرست میں سے جن سورتوں کو منگوانا پسند کریں وہ پچاس پیسے کے ٹکٹ ڈاک ارسال کر کے ...... مفت حاصل کریں چونکہ یہ بہت ہی کم تعداد میں ہیں اس لئے احباب جلد ان سورتوں کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

خاکسار:۔ ناصر احمد مینیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

فہرست سورتہائے بیان القرآن جلد دوم

(۱)۔ الزمر تا الکٰفرون
(۲)۔ الاحزاب تا الممتحنہ
(۳)۔ الروم تا النباء
(۴)۔ العنکبوت تا الممتحنہ
(۵)۔ الاحزاب تا الذاریات
(۶)۔ حٰم السجدۃ تا الممتحنہ
(۷)۔ الاحزاب تا الزمر
(۸)۔ التغابن تا الطارق
(۹)۔ انشقاق تا الکٰفرون
(۱۰)۔ الاحزاب نصف تا الفرقان
(۱۱)۔ صٓ تا الفرقان
(۱۲)۔ النباء تا الزمر
(۱۳)۔ حٰم السجدۃ تا الفرقان

ہمارا جماعتی استحکام

(۲)

باہمی رشتوں ناطوں کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا حکم

جماعتی استحکام کے سلسلہ میں ایک ضروری چیز باہمی رشتوں ناطوں کا مسئلہ ہے، اس میں شک نہیں کہ ہماری جماعت کے نزدیک تمام کلمہ گو مسلمان ہیں اور اُن سے رشتہ ناطہ کا سلسلہ قائم کرنا مذہباً بالکل جائز ہے، لیکن اپنی جماعت کے استحکام کے لئے اور اس سبب سے بھی کہ غیراز جماعت مسلمان اپنے مولویوں کے زیرِ اثر ہمارے اسلام پر شک کرتے اور علی العموم ہمیں کافر سمجھتے ہیں، اور اس وجہ سے بھی کہ غیروں میں رشتہ کرنے سے احمدی بچوں کے معتقدات نظریات اور اخلاق و اعمال پر ناگوار اثر پڑنے کا احتمال ہوتا ہے، یہ ضروری ہے کہ ہمارے رشتے جماعت کے اندر ہی ہونے چاہئیں، اس سے باہم تودد و محبت پیدا ہوتی اور جماعت کی ترقی اور اتحاد میں مدد ملتی ہے۔ عام اسلامی برادریوں میں بھی یہی دستور ہے، کہ جہاں تک ممکن ہو ایک برادری کا رشتہ دوسری برادری میں نہیں دیا جاتا۔ اور ہماری جماعت تو خدا کے فضل سے ایک دینی برادری ہے اور ہم نے مَامُورٌ مِنَ اللّٰہ کے ہاتھ پر عہد کر رکھا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتے جہاں تک ممکن ہو، جماعت میں ہی کرنے چاہئیں۔

اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک فرمان بھی ذیل میں نقل کیا جاتا ہے، جس میں آپ نے اسی بات پر زور دیا ہے، کہ ہماری جماعت کے رشتے جماعت کے اندر ہی ہونے چاہئیں؛ اور یہاں تک لکھا ہے کہ:-

"جو شخص ایسے (کافر سمجھنے والے یا ان کے متبعین۔ ناقل) کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں"

حضورؑ کا پُورا اعلان حسبِ ذیل ہے:-

"چونکہ خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم اور اس کی بزرگ عنایات سے ہماری جماعت کی تعداد میں بہت ترقی ہو رہی ہے۔ اور اب کئی لاکھ تک اس کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اس لئے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان کے باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز ان کو اہلِ اقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکیوں اور لڑکوں کے نکاحوں کے بارے میں کوئی احسن انتظام کیا جائے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ مخالف مولویوں کے زیرِ سایہ ہو کر تعصب اور عناد اور بخل اور عداوت کے پورے درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اُن سے ہماری جماعت کے نئے رشتے غیر ممکن ہو گئے ہیں۔ جب تک وہ توبہ کر کے اس جماعت میں داخل نہ ہوں۔ اور اب یہ جماعت کسی بات میں ان کی محتاج نہیں۔ مال میں دولت میں۔ علم میں۔ فضیلت میں۔ خاندان میں، پرہیزگاری میں۔ خدا ترسی میں سبقت رکھنے والے اس جماعت میں بکثرت موجود ہیں۔ اور ہر ایک اسلامی قوم کے لوگ اس جماعت میں پائے جاتے ہیں تو پھر اس صورت میں کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے جو ہمیں کافر کہتے اور ہمارا نام دجال رکھتے ہیں، یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خواں اور تابع ہیں۔

یاد رہے کہ جو شخص ایسے لوگوں کو چھوڑ نہیں سکتا وہ ہماری جماعت میں داخل ہونے کے لائق نہیں۔ جب تک پاکی اور سچائی کے لئے ایک بھائی بھائی کو نہیں چھوڑے گا۔ اور ایک باپ بیٹے سے علیحدہ نہیں ہوگا تب تک وہ ہم میں سے نہیں۔ سو تمام جماعت توجہ سے سُن لے کہ راستباز کے لئے ان شرائط پر پابند ہونا ضروری ہے اس لئے میں نے انتظام کیا ہے کہ آئندہ خاص میرے ہاتھ میں مستور اور مخفی طور پر ایک کتاب رہے جس میں اس جماعت کی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام لکھے رہیں اور اگر کسی لڑکی کے والدین اپنے کنبہ میں ایسی شرائط کا لڑکا نہ پاویں جو اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ہو۔ اور نیک چلن اور نیز اُن کے اطمینان کے موافق لائق ہو۔ ایسا ہی اگر ایسی لڑکی نہ پاویں تو اس صورت میں اُن پر لازم ہوگا کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس جماعت میں سے تلاش کریں۔ اور ہر ایک کو تسلی رکھنی چاہئیے کہ ہم والدین کے سچے ہمدرد اور غمخوار کی طرح تلاش کریں گے اور حتی الوسع یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی جو تلاش کئے جائیں اہلِ رشتہ کے ہمقوم ہوں۔ یا اگر نہیں تو ایسی قوم میں سے ہوں جو عرفِ عام کے لحاظ سے باہم رشتہ داریاں کر لیتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ یہ خیال رہے گا کہ وہ لڑکا یا لڑکی نیک چلن اور لائق بھی ہو اور نیک بختی کے آثار ظاہر ہوں۔

یہ کتاب پوشیدہ طور پر رکھی جائے گی اور کسی لڑکے یا لڑکی کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کی جائے گی جب تک اس کی لیاقت اور نیک چلنی ثابت نہ ہو جاوے۔ اس لئے ہمارے مخلصوں پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی ایک فہرستِ اسماء بقید عُمر و قومیت بھیج دیں تاکہ وہ کتاب میں درج ہو جائے۔ مندرجہ نمونہ کا لحاظ رہے۔

نام دختر یا پسر۔ نام والد۔ نام شہر بقید محلّہ و ضلع۔ عمر دختر یا پسر۔"

حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو پڑھ کر کون غیرتمند احمدی ہے جو جماعت کو چھوڑ کر اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتے دیگر مخالف مسلمانوں سے کرنا پسند کرے گا۔ اسی امر کے پیشِ نظر ہماری انجمن نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کے تتبع میں جماعت کے باہمی رشتوں ناطوں کے لئے ایک رجسٹر کھول رکھا ہے، جس میں جماعت کے کئی اصحاب نے اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے نام اور کوائف درج کرا رکھے ہیں تاکہ اُن کے لئے جماعت کے اندر مناسب رشتے تلاش کئے جائیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو بھی تجویز کسی رشتہ کے متعلق کی جاتی ہے اور جن کے لئے کی جاتی ہے اُن کی طرف سے علی العموم اُس پر عمل کرنے سے گریز کیا جاتا ہے یا اس کا جواب ہی نہیں دیا جاتا۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ جماعت میں رشتوں کا معاملہ تعطل میں پڑا ہوا ہے، بالخصوص لڑکیوں کے رشتہ کے بارہ میں بہت ہی اغماض سے کام لیا جاتا ہے۔ اور ان کے والدین کو مجبوراً جماعت سے باہر رشتوں کی تلاش کرنی پڑتی ہے لیکن احمدی ہونے کی وجہ سے اس میں بسا اوقات ناکامی کا بھی منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بعض لڑکیوں کے والدین یا لواحقین احمدی ہونے سے ہی انکار کر دیتے ہیں۔

یہ حالات نہایت تکلیف دہ اور جماعتی نظام کو متزلزل کرنے والے ہیں۔ ہمارے احباب کو چاہیئے کہ اس اہم جماعتی مسئلہ کی طرف خاص طور پر توجہ دیں، اور حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتے جماعت ہی کے اندر کرنے کی کوشش کریں۔ اور مرکز سے جو رشتہ تجویز ہو اس کو قبول کرنے سے حتی الوسع گریز نہ کریں خواہ انہیں اس سلسلہ میں کچھ نقصان ہی اُٹھانا پڑے۔

انجمن میں موصول شدہ رشتوں کی ایک فہرست اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے، اس کو بغور مطالعہ کر کے جو رشتہ کسی دوست کو اپنے لڑکے یا لڑکی کے لئے پسند ہو، اس کے متعلق انجمن کے شعبۂ رشتہ و ناطہ کو اطلاع دیں اور جن اصحاب نے اب تک اپنے قابلِ شادی بچوں اور بچیوں کے نام درج نہیں کرائے وہ ابھی مع کوائف لکھ کر بھیج دیں تاکہ اُن کے لئے مناسب رشتے تجویز کئے جا سکیں، یہ استحکامِ جماعت کا نہایت ضروری حصّہ ہے اور اُمید ہے کہ ہمارے احباب اس طرف خاص طور پر توجہ فرما کر دین کو دُنیا پر مقدّم کرنے کا عملی ثبوت فراہم کریں گے۔

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی)

گھانا

ترجمہ خط:- علی۔ اے۔ کلانی۔ گھانا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، یہ خط لکھ کر بہت خوش ہوا ہوں مجھے اسلامی کتابیں برائے مطالعہ درکار ہیں۔ جن کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہوا ہو۔ اُمید ہے کہ آپ میری اس گذارش کو قبول کریں گے اور اسلامی کتابیں ارسال کریں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ کا نگہبان ہو۔ والسلام

(ان کو لٹریچر ارسال کیا گیا ہے)

نائیجیریا

ترجمہ خط ایس۔ اے۔ اوڈو گنلے صاحب۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

بڑی خوشی اور مسرت سے یہ چند سطور آپ کو تحریر کر رہا ہوں۔ خاکسار نے آپ کے مشن کے متعلق بہت کچھ سُنا ہے میں ایک مسلم سکول کا اُستاد ہوں اسی سال میں نے الحاج عبدالحمید کی وساطت سے اسلام قبول کیا ہے مجھے تفسیر قرآن شریف سے بہت اُلفت ہے اس کے بغیر مجھے لیکچر دیتے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے میرا زیادہ مباحثہ عیسائیوں کے ساتھ ہوتا ہے اگر اپنا اخبار ہمارے طلباء کے لئے بھی جاری کر دیں تو بہت خوشی کا موجب ہوگا اور اپنا لٹریچر اور کتابیں سکول لائبریری کے لئے ارسال کریں تو بہت ممنون ہوں گا۔

ازراہِ کرم مجھے تفسیر انگریزی قرآن شریف ضرور ارسال کریں تاکہ میں عیسائیوں سے گفتگو کر سکوں۔

(ان کو قرآن شریف اور لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا۔)

(۲)

ترجمہ خط الحاج یونس صاحب۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میں بہت ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے مفت لٹریچر ارسال کریں۔

مجھے نماز، عیسائیت اور اسلام کے متعلق کتابیں ارسال کر کے مشکور فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

(ان کو عیسائیت اور اسلام کے متعلق لٹریچر بھیجا گیا اور خط بھی لکھا گیا۔)

(۳)

ترجمہ خط:- بی۔ اے۔ الانامی۔ کادونا۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا مکتوب گرامی اور بیعت فارم موصول ہوا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کو اچھی طرح استعمال کروں گا۔ پارسل دیر سے وصول ہوا ہے۔ ٹیچنگز آف اسلام اور حمامۃ البشریٰ جو آپ نے ارسال کی ہیں اس کے لئے بہت مشکور ہوں، ان کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہوا ہے میرے دوستوں نے خط وصول کر لئے ہیں اور وہ لٹریچر کی انتظار میں ہیں۔ اور میرے دوسرے دوستوں نے مجھے کہا ہے کہ آپ ہمارے لئے بھی لٹریچر منگوائیں۔ اور اگلی دفعہ انشاء اللہ ان کے پتہ جات بھی ارسال کروں گا۔ اُمید ہے کہ آپ مجھے جلدی جواب دیں گے۔ خدا تعالیٰ آپ کے مشن کو کامیاب کرے۔ آمین

(ان کو خط لکھا گیا)

(۴)

ترجمہ خط، عادشی او تجانی۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کے ارسال کردہ لٹریچر کا شکریہ میں بہت مشکور ہوں گا اگر مزید لٹریچر ارسال کریں۔ تاکہ میں اس کے مطالعہ سے اسلام کی تعلیم حاصل کر سکوں جو آپ نے مجھے لٹریچر ارسال کیا ہے اس سے میں نے کافی فائدہ اُٹھایا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ میری اس گذارش پر غور کریں گے اور مزید لٹریچر ارسال کریں گے۔ والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام عربی ارسال کی گئی ہے)

جہلم (پاکستان)

ترجمہ خط:- خالد جہلم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں منگلا ڈیم میں رہتا ہوں اور وہیں کام بھی کرتا ہوں اور یہاں پہ ایک امریکن جو کہ دہریہ ہے اسلامی کُتب کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے براہِ مہربانی اس کو اسلامی لٹریچر مفت ارسال کر کے مشکور فرما دیں۔

(لٹریچر بھیجا گیا)

کراچی میں جماعت لاہور کا پہلا سالانہ جلسہ

حسب مطبوعہ و مشتہرہ پروگرام جماعت کراچی کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۸ اپریل منعقد ہوا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس قسم کی تقریب جماعت کے نئے تعمیر شدہ مرکز بمقام B-240-2 بلاک 2 پی ای سی ایچ۔ سوسائٹی پر منعقد کی گئی۔ جلسہ ایک روز کے لئے مقرر کیا گیا تھا جس میں دو اجلاس تھے۔ پہلا اجلاس صبح ۹ بجے سے ایک بجے دوپہر تک۔ دوسرا اجلاس بصورت مذاکرہ شام کے چار بجے سے چھ بجے تک ہوا۔ اعلان شدہ مقررین میں مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب وقت پر پہنچ گئے۔ مگر مولانا عبدالمنان عمر صاحب نہ آ سکے اُن کی جگہ شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ کی تقریر رکھی گئی۔

پہلا اجلاس شیخ محمد طفیل صاحب امام ووکنگ کی صدارت میں ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید اور دو ثمین کی ایک نعتِ رسول کریمؐ سے ہوا۔ جس کے بعد مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تقریر ہوئی۔ اُن کی تقریر کا عنوان "اسلام اور عیسائیت کی کشمکش" تھا۔ جس کو اُنہوں نے ایک عالمانہ اور دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا۔ ان کی تقریر پُر از معلومات تھی اور ان کے بیان کردہ نکات اور معارفِ قرآن سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اُن کی تقریر کا محور قرآن پاک کی یہ آیت تھی یا بنی آدم۔ لقد انزلنا علیکم لباساً یواری سوآتکم وریشاً۔ ولباس التقویٰ ذالک خیر۔ اس کی تفسیر میں انہوں نے بیان کیا کہ لفظ لباس کے ایک تو ظاہرا معنے عام لباس کے ہیں جو ہر شخص پہنتا ہے اور جس سے سردی گرمی کا بچاؤ ہے۔ اور یہ جسم کے لئے زینت کا موجب بھی ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کے ایک اور معنے بھی نکلتے ہیں۔ جو زیادہ موزوں ہیں اور موجودہ سائنسی اور طبی انکشافات اس کی تائید کرتے ہیں۔ ان معنوں کے لحاظ سے لباس کا انطباق جسم کے چمڑے پر ہوتا ہے جو انسان کے تمام جسم پر پھیلا ہوا ہے اور ہر موسم کی شدت خاصکر گرمی سے بچاتا ہے۔ اسی لئے دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے تقیکم الحر۔ انسانی جلد کی نزاکت کے باوجود اس کی ساخت اور خواص کے بارہ میں طبی سائنس نے ایسے حیرت انگیز انکشافات کئے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ نظر آتا ہے۔ مضمون کی مزید وضاحت میں انہوں نے اس کا تعلق موضوعِ زیر بحث سے جوڑتے ہوئے بتایا کہ کس طرح بالآخر عیسائیت کو اسلام کے مقابل صحیح اُصولوں کی بناء پر شکست ہوگی۔

ودیارتھی صاحب کی تقریر کے بعد شیخ انعام الحق صاحب نے تقریر کی جس کا موضوع تھا "اسلامی تصور میں فکری انقلاب کی ضرورت"۔ ان کا مضمون تمامتر مُسلمانوں کی معاشرتی ترقی سے متعلق تھا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات اور ضروریاتِ زمانہ کے مدِ نظر مسلمانوں کے لئے چار قسم کا ذہنی انقلاب ضروری ہے۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ایک طرف تو ایمان کی قوت اور دوسری طرف صنعتی ترقی کی طرف توجہ دینا لازم ہے۔ علاوہ ازیں اسلامی اقدار کا قائم کرنا بھی ضروری ہے۔ شیخ صاحب کی تقریر کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنے موضوع "ہمارے عقائد اور ہمارا کام" پر ایک بسیط تقریر کی جس میں یہ واضح کیا کہ جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد تمام صحیح اسلامی اصولوں پر مبنی ہیں۔ اور اس جماعت کا کام اشاعت و تبلیغِ اسلام ہے جو اس کی تبلیغی مساعی سے ظاہر ہے۔ مگر یہ امر قابلِ غور ہے کہ جذبہ اس جماعت میں کس طرح پیدا ہوا۔ دراصل صحیح ایمان باللہ صرف مامور من اللہ کی وساطت سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں یہ ایمان بانیٔ سلسلۂ احمدیہ کی بدولت پیدا ہوا۔ یہ اسی ایمان کا نتیجہ ہے کہ حضرت امام الزمان کے پیرؤوں نے دینی خدمت کے لئے اپنی جانیں وقف کر دیں اسی ضمن میں آپ نے فرمایا کہ مغرب میں اسلام کی تبلیغ کا خیال خواجہ کمال الدین صاحبؒ کے دل میں کس نے پیدا کیا۔ اسی طرح قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ مولانا محمد علی صاحبؒ کے قلم سے نکلنا بھی مامور من اللہ سے وابستگی کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے جماعت کی زندگی میں ایک ایسا اسلامی رنگ پیدا کیا جو مُسلمانوں کے لئے ایک نمونہ تھا اس کا اعتراف علامہ اقبالؒ نے ۱۹۱۳ء میں اپنی ایک تقریر میں کیا "اگر کسی نے اسلام کا ٹھیٹھ نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان جا کر دیکھئے"۔ غرض ان وجوہات کی بناء پر کسی مسلمان کو نہ ہمارے عقائد سے اختلاف ہو سکتا ہے اور نہ ہمارے تبلیغی کارناموں پر اعتراض ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے بعد شیخ محمد طفیل صاحب نے مختصر الفاظ میں جماعت احمدیہ کی قابلِ قدر خدماتِ دینی کا ذکر کیا اور اپنے مشاہدات سے مغرب میں اس کے تاثرات کو بیان کیا۔ ان کی تقریر کے خاتمہ پر چونکہ وقت کم رہ گیا تھا اس لئے پہلے اجلاس کا اختتام سیکرٹری صاحب کی رپورٹ

(باقی برصفحہ ۱۴)

لڑکیاں جن کے لئے رشتے مطلوب ہیں

نمبر شمار	قومیت	عمر سال	تعلیم	رہائش	کوائف
۱		۱۸ سال	مڈل پاس	کراچی	
۲		۲۰ سال	میٹرک	"	
۳	کھوکھر	۱۸ سال	میٹرک	منڈی بہاؤالدین	مخلص احمدی۔ قریباً ایک صد روپیہ ماہوار آمدنی مشکل گزارہ ہوتا ہے۔ دینے سے ادنیٰ بھی جہیز نہیں دیا جاسکتا۔
۴	سید	۲۰ سال	میٹرک	راولپنڈی	ذاتی کوئی آمدنی نہیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند امور خانہ داری سے واقف۔ ریڈیو راولپنڈی سے اخلاقی پروگرام میں حصہ لیتی ہے۔
۵	ارائیں	۲۳ سال	بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔	کراچی	امور خانہ داری سے واقف
۶	ارائیں	۱۸ سال	میٹرک	کراچی	لیڈی سلیقہ شعار۔ پابند صوم وصلوٰۃ رشتہ کے ساتھ۔ قوم بہل۔ فرقہ کی کوئی پابندی نہیں
۷	کشمیری پانڈے	۲۷ سال	ایف۔ اے۔	[illegible] لاہور	ڈپلوما نرسنگ، نرسنگ۔ کشمیری کو ترجیح دی جائے گی سرکاری ملازم ہو۔ کم از کم ۔/۳۵۰ یا ۔/۴۰۰ روپے ماہوار لیتا ہو
۸	سید	۱۷ سال	مڈل	ایمپریس پارک لاہور بیبیاں پاکدامن	
۹	سید	۱۹ سال	مڈل	" "	
۱۰	کشمیری	۲۴ سال	میٹرک	واہ کینٹ	لڑکے کی تعلیم کم از کم ایف اے ہو۔ کشمیری صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔
۱۱	راجپوت جٹ	۳۰ سال	M.A	پشاور	مبلغ ۔/۲۴۰ روپیہ تنخواہ پاتی ہے
۱۲	" " "	۲۸ سال	B.A. B.E.D	پشاور	مبلغ ۔/۲۱۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتی ہے
۱۳	" " "		کنڈن گارڈن F.A	پشاور	مبلغ ۔/۱۹۵ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتی ہے
۱۴	سید	۲۲ سال	B.A	.... لاہور چھاؤنی	معلمہ ...... ہائی سکول ......
۱۵	قریشی	۲۳ سال	ادیب	بہاولپور	
۱۶	بٹ کشمیری	۲۶ سال	میٹرک	بدوملہی و لاہور	
۱۷	کشمیری	۱۶ سال	میٹرک	بھدرواہ	امور خانہ داری سے واقف۔ جموں یا سرینگر میں رشتہ مطلوب ہے
۱۸	راجپوت	۲۱ سال	دینی تعلیم	مورو سندھ	گھریلو کام میں ماہر ہے۔
۱۹	راجپوت	۱۶ سال	دینی تعلیم	مورو سندھ	گھریلو کام کاج میں ماہر ہے۔
۲۰	ارائیں	۲۵ سال	بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ۔	....	مبلغ ۔/۲۰۰ روپے ماہوار تنخواہ پاتی ہے
۲۱		۲۴ سال	" " "	ایبٹ آباد	امور خانہ داری سے واقف۔ بہ صفت موصوف۔
۲۲		۲۰ سال	میٹرک	ایبٹ آباد	امور خانہ داری سے واقف۔ بہ صفت موصوف۔
۲۳	پٹھان	۲۷ سال	میٹرک	راولپنڈی	موزوں رشتہ برسر روزگار اور دیندار ہو
۲۴	راجپوت	۲۵ سال	بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ۔	ایبٹ آباد	لڑکا شریف۔ ملٹری آفیسر کم از کم ۔/۶۰۰ یا ۔/۷۵۰ روپے ماہوار تنخواہ ہو۔
۲۵	راجپوت	۲۱ سال	میٹرک	ایبٹ آباد	لڑکا شریف۔ ملٹری آفیسر۔ کم از کم ۔/۶۰۰ یا ۔/۷۵۰ روپے ماہوار تنخواہ لیتا ہو۔
۲۶	ککے زئی	۲۱ سال	بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ۔	.... ضلع گوجرانوالہ	ملازم۔ مبلغ ۔/۲۲۵ روپے ماہوار تنخواہ پاتی ہے۔ ککے زئی رشتہ کو ترجیح دی جائے گی۔
۲۷	ککے زئی	۲۱ سال	ایف۔ ایس سی میڈیکل	.... ضلع گوجرانوالہ	ککے زئی رشتہ کو ترجیح دی جائے گی
۲۸	اعوان	۱۶ سال	پانچ جماعت	....	لڑکا برسر روزگار تعلیم یافتہ ہو۔
۲۹	قریشی	۱۹ سال	مڈل	اسلام آباد۔ اوکاڑہ گجرات شہر	لڑکا برسر روزگار تعلیم یافتہ۔ مبلغ ۔/۵۰۰ روپے ماہوار تنخواہ لیتا ہو۔ قریشی ہو۔
۳۰	ارائیں	۲۲ سال	ایف۔ اے	مسلم آباد گجرات	والٹن سے پی۔ ٹی کا ڈپلومہ لیا ہے۔ [illegible] کا امتحان پاس کیا ہے۔ [illegible] گجرات سکول میں ملازم ہے۔
۳۱	ارائیں	۲۳ سال	بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ۔	مسلم آباد گجرات	کھاریاں کے سکول میں ملازم ہے۔
۳۲	شیخ	۲۶ سال	B.A	لائل پور	پیدائشی احمدی۔ احمدی رشتہ۔ گریجویٹ برسر روزگار ہو۔ ذات پات کا کوئی سوال نہیں۔
۳۳	شیخ	۲۴ سال	B.A	لائل پور	پیدائشی احمدی۔ احمدی رشتہ۔ گریجویٹ برسر روزگار ہو۔ ذات پات کا کوئی سوال نہیں۔
۳۴	شیخ	۲۲ سال	ایف۔ ایس سی	لائل پور	پیدائشی احمدی۔ احمدی رشتہ۔ گریجویٹ برسر روزگار ہو۔ ذات پات کا کوئی سوال نہیں۔
۳۵	شیخ	۲۰ سال	میٹرک	لائل پور	پیدائشی احمدی۔ احمدی رشتہ۔ گریجویٹ برسر روزگار ہو۔ ذات پات کا کوئی سوال نہیں۔
۳۶			ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی	چیچہ وطنی	لیکچرار۔ ۔/۴۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند
۳۷	اعوان	۲۱ سال	جے۔ اے۔ وی۔ مڈل	شیخوپورہ	ملازم مڈل سکول
۳۸	اعوان	۱۹ سال	میٹرک	شیخوپورہ	
۳۹	کنبوہ	۱۸ سال	دینیات کی تعلیم	پنڈی بھٹیاں	سلائی وغیرہ سے واقف
۴۰	راجپوت	۱۷ سال	دینی تعلیم	لاہور	سلائی وغیرہ سے ماہر سلیقہ شعار
۴۱	راجپوت	۱۵ سال	دینی تعلیم	لاہور	سلائی وغیرہ سے ماہر سلیقہ شعار

کراچی میں جماعت احمدیہ لاہور کا سالانہ جلسہ ۔ بسلسلہ صفحہ ۲

ہوا۔ جو الگ ارسال ہے۔

دوسرے اجلاس میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس کا موضوع "موجودہ دور اور اسلام" تھا۔ مذاکرہ شام کو ساڑھے چار بجے شروع ہوا اور اس میں شیخ محمد طفیل صاحب، مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنے تاثرات کو بیان کیا۔ یہ مجلس قریباً ساڑھے چھ بجے تک قائم رہی جو سامعین کے لئے دلچسپی کا باعث تھی۔ اس کے بعد حاضرین کی تواضع چائے سے کی گئی۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ دونوں اجلاس میں خواتین نے شمولیت کی جن کے لئے الگ پردہ کا بندوبست تھا۔

خاکسار رحیم بخش
سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی

احمدی رشتوں کی ضرورت

ذیل میں جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے لڑکوں اور لڑکیوں کی فہرست دی جاتی ہے جن کے لئے جماعت ہی میں مناسب رشتوں کی ضرورت ہے ـــــــ

لڑکے جن کے لئے رشتے مطلوب ہیں

نمبر شمار	قومیت	عمر سال	تعلیم	رہائش	کوائف
۱	قریشی	۵۴ سال	حکیم حاذق، فاضل ادیب۔	تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ	مالک دواخانہ رشیدیہ۔ محکمہ ڈاک سے پوسٹ ماسٹر۔ سائیکلوں کے تاجر۔
۲	بہلیم	۲۸ سال	بی۔ ڈی۔ ایس ڈینٹل سرجن۔	قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ	ڈینٹل سرجن سول ہسپتال ...... مبلغ -/۴۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ سیکنڈ کلاس گزیٹڈ افسر
۳	سید	۲۶ سال	ایف۔ ایس سی	راولپنڈی چھاؤنی	تندرست۔ دراز قد۔ خوش رو۔ لڑکی کم از کم میٹرک
۴	ارائیں	۲۷ سال	بی۔ ایس۔ سی۔ نان میڈیکل پنجاب یونیورسٹی	کراچی	لڑکا راولپنڈی میں مقیم ہے۔
۵		۲۶ سال	بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔	بدوملہی ضلع سیالکوٹ	
۶		۳۰ سال	جماعت پنجم	بمقام چوہان تحصیل پھکوال ضلع جہلم۔	امپرومنٹ ٹرسٹ میں -/۳۵ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا ہے پابند صوم و صلوٰۃ۔ غریب خاندان کو ترجیح دی جائے گی۔
۷	شیخ	۲۶ سال	میٹرک	راولپنڈی	انچارج واٹرلیس شاپ ...... گورنمنٹ ملازم۔ تنخواہ -/۱۲۰ روپیہ
۸	شیخ	۳۲ سال	ایف۔ اے۔ بی کام	سوہن کھچھ کی ضلع گوجرانوالہ	تجارت۔ تیل و صابن کی ایجنسی ہے۔
۹	شیخ	۳۰ سال		″ ″ ″	ملازم تربیلا ڈیم
۱۰	شیخ	۲۳ سال		″ ″ ″	سررشتہ تعلیم راولپنڈی میں ملازم ہے۔
۱۱	شیخ	۲۱ سال		″ ″ ″	ائیر فورس سرگودھا میں ملازم ہے۔
۱۲	سید	۲۵ سال	میٹرک	میڈیکل پریکٹیشنر چوہڑ آباد ضلع سرگودھا	طبابت و ڈاکٹری ماہوار آمدنی -/۵۰۰ روپیہ
۱۳	سید	۲۲ سال	میٹرک	″ ″ ″	ایمپریس پارک بی بیاں پاکدامن لاہور۔
۱۴	کشمیری	۳۰ سال	میٹرک	بی او۔ ایف۔ واہ کینٹ راولپنڈی	مستقل رہائش سیالکوٹ۔ گورنمنٹ سروس ماہانہ تنخواہ معہ الاؤنس -/۱۶۵ روپیہ
۱۵	شیخ	۲۲ سال		لائل پور	ہر قسم کی کاروباری صلاحیت پر قادر اور طبع ذہین ہے۔ آٹل ملز کے کاروبار میں مصروف ہے۔
۱۶	پٹھان	۲۲ سال	ایف۔ اے۔	رحیم یار خاں	مبلغ -/۱۵۰ روپیہ سپرنٹنڈنٹ تنخواہ لیتا ہے۔
۱۷		۲۶ سال	مستری	جہلم	مکان ذاتی ہے۔ بنک میں دس ہزار روپیہ جمع ہے۔
۱۸	قریشی صدیقی	۳۴ سال	بی اے ایل ایل بی	بہاول نگر	وکالت۔ ماہوار -/۴۰۰ روپیہ آمدنی
۱۹	″ ″ ″	۲۱ سال	میٹرک	بہاول نگر	سرکاری ملازم مبلغ -/۱۵۰ روپیہ
۲۰	″ ″ ″	۲۲ سال	میٹرک	بہاول نگر	سرکاری ملازم مبلغ -/۱۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ۔
۲۱	سید	۳۱ سال	ایف۔ ایس سی پبلک۔	گوجرانوالہ	ہیلتھ انسپکٹر تودکوہ مری تنخواہ -/۱۵۵ روپیہ
۲۲	بٹ کشمیری	۲۶ سال	بی اے بی ایس ڈی	بدوملہی و لاہور	۱ سال B.E کرے گا۔
۲۳	مسلمان گنائی	۲۱ سال	ایف اے طالبعلم	قصبہ نگر مجدد واہ	احمدی جماعت کشمیر۔ جموں۔ ریاست چمبہ (انڈیا) میں رشتہ درکار ہے۔
۲۴	کشمیری	۱۹ سال	میٹرک	″ ″ ″	ریاست چمبہ یا سری نگر میں رشتہ درکار ہے۔
۲۵	الجمعت	۲۰ سال	قرآن شریف ناظرہ	موروسندھ	زراعت پیشہ۔ آمدنی -/۱۲۰۰ زمین ۲۰ ایکڑ ہے

نمبر شمار	قومیت	عمر سال	تعلیم	رہائش	کوائف
۲۶	راجپوت	۲۶ سال		نظام پورہ چک نمبر ۲	ڈاکٹری -/۱۵۰ روپیہ ماہوار
۲۷	ککے زئی	۲۹ سال	گریجوایٹ	جیکب آباد	فی الحال آٹھ صد روپیہ ماہوار لے رہا ہے۔ پٹرولیم ٹیکنالوجی کر رہے ہیں۔ بعد میں -/۲۰۰۰ روپے ماہوار تنخواہ ملے گی۔
۲۸	ککے زئی	۳۲ سال	A - S - E (لندن)	جیکب آباد	فی الحال -/۸۰۰ روپے ماہوار لیتا ہے۔ آرکیٹیکچر بلڈنگ ڈیزائن و تعمیرات۔
۲۹	کھوکھر	۲۵ سال	E - S - C	قادر منزل محلہ پرجیوالہ تھنگ میدان	ملازمت۔ ڈرائنگ آفیسر تنخواہ معہ الاؤنس -/۴۰۰ روپے ماہوار
۳۰	بانڈے خواجہ	۲۴ سال	ایف۔ اے۔ فاضل اردو۔	پونچھ شہر۔ حال ملازم مظفر آباد کشمیر۔	مبلغ -/۲۵۰ روپیہ تنخواہ حال گرداور تحصیلداری کا امیدوار۔
۳۱	اعوان	۲۱ سال	مڈل پاس	چک نمبر ۴/ ۱ اسلام آباد ڈاکخانہ اوکاڑہ	ملازم۔ آمدنی -/۸۰ روپیہ ماہوار انجمن کے چک میں پرائمری سکول میں ماسٹر۔
۳۲	سیان اندی	۲۰ سال	میٹرک	کنڈن سیان تحصیل ڈسکہ	ملازمت -/۷۵ روپیہ ماہوار۔ اراضی ذاتی ملکیت ۱۲½ ایکڑ۔ لڑکی دینی تعلیم سے واقف صوم و صلوٰۃ کی پابند ہو۔
۳۳	راجپوت کھوکھر	۵۰ سال	کاروبار	کنجاہ شہر ضلع گجرات ، الوٹمنٹ آفیسر	کاروباری آمدنی -/۱۵۰۰ روپیہ ماہوار مطلقہ یا کنواری ہو۔ عمر تقریباً ۴۰ سال ہو۔ امور خانہ داری سے واقف خوبصورت شریف خاندان سے ہو۔
۳۴	جنجوعہ	۲۲ سال	طبابت۔ ایم بی سی کیمسٹری	پنڈی بھٹیاں	پہلی بیوی غیر احمدی ہے تعلقات خراب ہیں طلاق تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ ۱۹۶۶ء میں کیمسٹری کا امتحان دیکر برسر روزگار ہوگا۔
۳۵	قریشی	۴۱ سال	سبزی کا بیوپار	جہلم شہر	آمدنی -/۱۵۰ روپیہ ماہوار ذات پات جہیز وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں ذاتی مکان دو منزلہ ہے۔
۳۶	بٹ	۳۷ سال	میٹرک مولوی فاضل	مہاجر کشمیری مظفر آباد	ملازم بحیثیت گورنمنٹ انسپکٹر مبلغ -/۲۰۰ روپے ماہوار لیتا ہے والدین فوت ہو چکے ہیں۔ کوئی اولاد نہیں۔
۳۷	وائیں	۲۳ سال	ایف اے	مہاجر کشمیری مظفر آباد	ملازم سرکاری مظفر آباد ماہوار تنخواہ -/۱۲۵ روپیہ کشمیری شاعری میں حصہ لیتا ہے جہاں سے -/۵۰ روپیہ ماہوار آمدنی ہوتی ہے۔
۳۸	خواجہ	۴۰ سال		بھابڑی ... لاہور	ڈائریکٹر کوچنگ سنڈیکیٹ کراچی۔ ماہوار تنخواہ -/۴۰۰ کرایہ مکان -/۵۰ ۔ بنگلہ اپنا کراچی میں ہے ایک بنگلہ سرکاری۔
۳۹	راجپوت کھوکھر	۲۱ سال	میٹرک	گجرات	ملازم گورنمنٹ ٹرانسپورٹ۔ مبلغ -/۲۰۰ روپیہ ماہوار لیتا ہے۔
۴۰	گوجر	۳۴ سال	B・A	پلیا ...... ضلع سرگودھا	ملازم پنسلین فیکٹری داؤد خیل مبلغ -/۲۸۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا ہے۔ ۲۶ ایکڑ اراضی ہے مکان کوٹھی نما رہائش کے لئے ہے۔
۴۱	کشمیری		B・S・C B E D	بدوملہی	ملازم گورنمنٹ ہائی ...... مبلغ -/۳۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کے سفرِ حج کے حالات

خانہ کعبہ اور حرمِ نبوی کی تقدیس و برکات

مسجدِ اقصٰے اور یروشلم میں حضرت عیسٰےؑ کے مقامات کی زیارت

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۹ اپریل ۱۹۶۶ء فرمودہ الحاج حضرت امیر قوم مولٰنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالٰے

بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکًا وھدی للعلمین - فیہ ایت بینت مقام ابراھیم - ومن دخلہ کان امنا - وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا - ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین ——————— (آل عمران رکوع ۱۰)۔

حج کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ کی دعائیں

میں اپنے سلسلہ کی خواتین و رجال کو السلام علیکم کہتا ہوں میں نے ہر ایک احمدی جماعت کے لئے خواہ وہ لاہور کی ہو یا ایبٹ آباد کی - کشمیر کی ہو یا کراچی کی - راولپنڈی کی ہو یا کسی اور جگہ کی - ان سب جماعتوں کے لئے مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور خانہ کعبہ میں بار بار دعائیں کی ہیں - اکثر دوستوں کی شکلیں بھی سامنے رکھ کر اللہ تعالٰے کے حضور دعائیں کی ہیں - اللہ تعالٰے ان دعاؤں کو قبول فرمائے۔

خانہ کعبہ کی اہمیت

جن مقامات مقدسہ - مکہ - مدینہ - کعبۃ اللہ میں مجھے جانے کی خدا تعالٰے نے محض اپنے فضل و کرم سے توفیق بخشی - ان کی برکات کا ذکر خود قرآن کریم نے کیا ہے - فرمایا ان اول بیت وضع للناس - سب سے پہلا گھر جو اللہ تبارک و تعالٰے نے انسانیت کے لئے بنایا ہے (تمام انسانیت کے اجتماع اور عبادت کے لئے وہ گھر بنایا گیا) للذی ببکۃ وہ مکہ معظمہ میں ہے مبارکًا اس کی برکات کبھی ختم نہیں ہونگی وھدی للعلمین۔

اس مقام مقدس میں دنیا جہان کی ساری قوموں کی ہدایت کے لئے موجبات اور اسباب موجود ہیں

حضرت ابراہیمؑ اور ہاجرہؑ کی یادگاریں

فیہ ایت بینت اس کے اندر کھلی کھلی نشانیاں ہیں دلائل ہیں مقام ابراھیم - ان میں سے ایک مقام ابراہیمؑ بھی ہے - دوسرا مقام حضرت ھاجرہؑ سے تعلق رکھتا ہے - یہ توحید کا گھر ہے - دن رات موحدین وہاں خدا تعالٰے کی عبادت میں مشغول ہیں - لیکن اس بیت توحید کے ساتھ حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجرہ علیہما السلام کی رضا اور تسلیم کا بھی تعلق ہے تسلیم و رضائے الٰہی کا حصول نہایت مشکل اعمال میں سے ہے - جن کی خدا تعالٰے نے حضرت ہاجرہؑ اور ابراہیمؑ کو توفیق بخشی - اس لئے خدا تعالٰے نے ان کی قدردانی فرمائی اور ان کی ایسی یادگاریں قائم کیں کہ اُن کے اعمال کو حج کے ارکان بنا دیا - قرآن کریم میں اس قدردانی کا ذکر کیا گیا اور فرمایا ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ -

صفا اور مروہ کی پہاڑیاں شعائراللہ میں سے ہیں یعنی صفا اور مروہ کے درمیان ہاجرہ کا بیقراری سے سعی کرنا حج کا ایک اہم رکن مقرر کر دیا گیا - وہ زمین جو اس خاتون کے قدموں کے نیچے آئی اس پر مرد و زن شوق و ذوق سے سعی کرتے ہیں - یہ اس لئے ہوا کہ ان اللہ شاکر علیم کہ خدا تعالٰے قدر دان ہے - اور مقدار اخلاص کا علم رکھتا ہے

قدردانی کا قانون

یہ اس کا قانون ہے کہ وہ ہر اخلاص بھری نیکی کی قدر کرتا ہے - یہاں قانون بیان فرمایا ہے اگر یہ محض کہانی ہوتی - تو قانون نہ بیان کیا ہوتا - حضرت ہاجرہؑ کی مصیبت و مشکلات کا ذکر کرکے پھر ان پر انعام نازل کرنے کے ذکر میں قانون باندھ دیا ہے - کہ یہ انعام صرف ہاجرہ اور ابراہیم علیہما السلام کے لئے ہی مختص نہیں - بلکہ دنیا جہان کی عورتیں اور مرد جو ان کی طرح تسلیم و رضا کا نمونہ دکھائیں اُن سب کے لئے یہی قانون ہے من تطوع خیراً فان اللہ شاکر علیم جو کوئی عورت جو کوئی مرد اللہ تعالٰے کے احکام کی متابعت میں تسلیم و رضا اور عزم و استقلال سے کام لیتے رہیں گے ان کی بھی قدردانی کی جائے گی - جو کوئی بھی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالٰے کی رضا کی راہوں پر گامزن ہوگا - خدا اس کو جانتا ہے - انعام و اکرام کے یہ تعلقات صرف حضرت ہاجرہ اور ابراہیم علیہما السلام تک ہی محدود نہیں

قدردانی کے واضح نشانات

فیہ ایت بینت وہاں پر واضح نشانات ہیں کہ ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو محض رضاء الٰہی کے حصول کے لئے ذبح کرنے پر .... آمادہ ہو گئے - اسی طرح نمرود کی آگ میں چھلانگ لگانے کے لئے تیار ہو گئے - حضرت ابراہیم نے ان اعمال کو پورا کرکے دکھایا جن کا اللہ تعالٰے نے حکم دیا تھا آپ نے تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا - حضرت ہاجرہ نے بھی ایسا ہی کیا - حضرت ہاجرہؑ کی یادگار صفا و مروہ کے درمیان

(حضرت امیر ایدہ اللہ میاں فاروقی احمد صاحب کے ساتھ حج سے واپس آنے کے بعد ہوائی اڈہ پر)

سعی کرنا ہو۔ اور حضرت ابراہیم کی یادگار واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی کے الفاظ میں موجود ہے۔

کعبۃ اللہ اور مدینہ منورہ کی تقدیس و برکات

کعبۃ اللہ کی تقدیس و تحریم شروع سے ہی قائم ہے سارے عرب میں لڑائی اور لوٹ مار ہوتی تھی۔ کسی کو کچھ پتہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ زندہ بچ آئے گا یا نہیں۔ یہ ملک شر و فساد کا گہوارہ تھا۔ اس کو حرماً آمناً بنا دیا۔ یہ بہت بڑا عظیم الشان معجزہ ہے۔ اب تو وہاں سلطنت ہے۔ مگر خدا تعالٰے نے حکومت اور پولیس کے بغیر حرم کو امن کی جگہ بنا دیا۔ اور فرمایا فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔ وہاں کوئی بری حرکت نہیں ہوتی۔ کوئی جرم نہیں ہوتا۔ کوئی بد اخلاقی نہیں ہوتی۔ دلوں پر اس جگہ کی تحریم و تکریم مسلط ہے۔ خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ دونوں مقامات پر جب انسان جاتا ہے تو حیران ہو جاتا ہے کہ یہاں کس قدر برکات ہیں اور کس قدر نور برستا نظر آتا ہے۔ دونوں جگہوں پر چوبیس گھنٹے عبادت ہوتی ہے۔ لوگ تہجد پڑھنے میں مصروف ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہیں۔ نوافل ادا کرنے میں مصروف ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد مبارک میں چار ہزار سے زیادہ بجلی کے لمپ جلتے ہیں۔ یہ روشنی قلب و نظر کو بھاتی ہے۔ یہ چاند کی سی روشنی ہے۔ نماز درود شریف۔ عشق و ولولہ۔ بارہ لاکھ آدمی موحدانہ کیفیت اور ولولہ سے معمور ہو کر عبادتِ الٰہی میں مصروف ہیں۔

حضرت مولینا نورالدین صاحبؓ کی دعا

چوبیس گھنٹے بیت اللہ کا طواف ہوتا ہے۔ حضرت مولینا نورالدینؓ حرمین شریفین میں قیام پذیر رہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ خانہ کعبہ میں جب طواف کرنے والا کوئی نہ ہو اس وقت کوئی دعا کی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ حضرت مولینا رح ایسے موقع کی تلاش میں رہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آٹھ سال تک کوئی وقت ایسا نہ ملتا تھا جب طواف کرنے والا کوئی نہ ہو۔ لیکن میں تاک میں رہتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا وقت مل گیا۔ اور میں نے اس وقت طواف کرتے ہوئے یہ دعا کی کہ اللہ میاں! نورالدین جب کوئی دعا کرے قبول کر لیا کریں۔ انہوں نے یہ ایک ہی جامع دعا کی

بین الاقوامی اتحاد کا مظاہرہ

وہاں دنیا جہان کی ساری قومیں ایک جگہ جمع ہو کر اتحادِ اسلامی اور توحید الٰہی کا عملی ثبوت بہم پہنچاتی ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم نے قوم کو موحد بنایا اور عبادت کا عاشق بنایا۔ قرآن کریم میں ہے یاتوک رجالاً و علی کل ضامر یہاں لوگ پیدل بھی آئیں گے اور اونٹنیوں پر بھی آئیں گے جو لمبے سفر کی وجہ سے دبلی ہو جائیں گی۔ چنانچہ دور دراز ممالک سے لوگ یہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ بین الاقوامی اتحاد و یگانگت ہے جس کا مظاہرہ ہر سال ہوتا ...... ہے تا کہ دنیا دیکھ لے کہ اگر اقوامِ عالم کو کوئی شخصیت اتحاد کی لڑی میں منسلک کرتی ہے تو وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرمایا یاتین من کل فج عمیق دور دور سے لمبے لمبے فاصلے طے کر کے لوگ آئیں گے۔ مصائب اور مشکلات برداشت کرتے ہوئے بعید سے بعید ...... جگہوں سے آئیں گے۔ چنانچہ وہاں تمام قومیں جمع تھیں۔ عراق۔ طرابلس۔ مصر۔ الجزائر۔ ترکی۔ لبنان۔ لیبیا۔ افریقہ۔ انڈونیشیا۔ ملایا۔ پاکستان و ہندوستان وغیرہ دنیا بھر کی قومیں وہاں جمع تھیں۔ یہ مبارک جگہ ہے جس کے متعلق فرمایا ھدی للعلمین ساری قوموں کے لئے ہدایت کا موجب۔

توحید الٰہی اور وحدتِ انسانی

آج بے شمار لوگوں کے دلوں میں ولولہ ہے۔ کہ دنیا جہان کی قومیں ایک ہو جائیں اس غرض کے پیشِ نظر لوگ کانفرنسیں بلاتے ہیں۔ پیرس میں کئی ایسی کانفرنسیں ہوئیں۔ جاپان اور امریکہ وغیرہ ممالک میں بھی اس قسم کی کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں جن میں مختلف سطحی باتوں کو قوموں کے اتحاد کا ذریعہ بنایا گیا کبھی کہا گیا کہ مختلف قوموں میں کرکٹ کو فروغ دینے سے ان میں اتحاد پیدا ہو سکتا ہے کسی نے کہا کہ مختلف مذاہب کی کتابوں سے اچھی اچھی باتیں نکال کر یکجا کر دی جائیں، اور اس طرح ایک گلدستہ مذاہب بنا دیا جائے۔ یہ سب سطحی باتیں ہیں قوموں کو ایک کرنے والی چیز توحیدِ الٰہی ہے۔ توحید ہی میں وحدتِ انسانی کا سبق دیا گیا ہے۔ اس کا عملی مشاہدہ ہر سال مکہ معظمہ میں ہوتا ہے۔ جہاں ایک خدا کو ماننے والے ایک ہی لباس میں خدائے واحد کی حمد و ثنا کرتے ہوئے جمع ہوتے ہیں جب سب قوموں کا خدا ایک ہے، تو معلوم ہوا کہ سارے انسان خدا کا کنبہ ہیں اور سب وطن اور رنگ و نسل کے اختلافات کے باوجود بحیثیت انسانیت ایک ہیں، سب کی رہائش کے لئے ایک ہی زمین بنائی گئی ہے۔ ایک آسمان کا قبہ بطور چھت بنایا گیا۔ سب قوموں کے لئے ایک ہی سورج اور ایک ہی قمر بنایا گیا سب کے لئے ایک ہی پانی ہے۔ سب کے لئے ہوا بھی ایک ہے۔ ساری قوموں کی فطرت بھی ایک ہے۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ فرمایا کہ ہر قوم میں ہادی و مرسل آئے ان سب کو مانو اور تمام قوموں کے رہنماؤں کی عزت کرو۔ ان کی آسمانی کتابوں کی عزت کرو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن سے قومیں ایک ہو سکتی ہیں۔ اسلئے اس زمانہ کی تمنا کو پورا کرنے والی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔

کثرتِ حجاج اور حرمِ کعبہ کی وسعت

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لاکھ صحابہ رض نے حج ادا کیا۔ اور آج بارہ لاکھ کی تعداد میں دنیا بھر کے مسلمان وہاں جمع تھے۔ اور ہر سال حاجیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ شاہ فیصل کے حکم کے مطابق حاجیوں کے لئے مکانات کی توسیع کی جا رہی ہے۔ مکہ معظمہ میں حرم کو بڑی وسعت دی گئی ہے یہ تعمیرات بڑی وسیع اور عالی شان بنائی گئی ہیں۔ اور مدینہ منورہ میں نہایت خوبصورت دالان اور گیلریاں بنائی گئی ہیں بڑی خوشگوار ہوا چلتی رہتی ہے جس سے دل کو فرحت ہوتی ہے۔ مارچ کے مہینہ میں وہاں ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ دھوپ بھی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ ہوا برف پر سے آ رہی ہے۔

مزدلفہ میں اجتماع

غروب آفتاب کے بعد عرفات سے آہستہ آہستہ لوگ مزدلفہ پہنچنا شروع ہوتے ہیں اس لئے جب تک سب لوگ نہ آ جائیں شام کی نماز نہیں ہوتی اور اسے عشاء کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے۔ بارہ لاکھ آدمی مزدلفہ میں آسمان کے نیچے کھلے میدان میں سوتے ہیں۔ خیمے عرفات میں لگائے جاتے ہیں۔ مزدلفہ میں خیمے نہیں لگائے جا سکتے۔ تمام لوگ امیر و

حضرت امیر ایدہ اللہ حج سے واپس آنے کے بعد احباب جماعت کے ساتھ ہوائی اڈہ پر

غریب ایک ہی سطح زمین پر رات بسر کرتے ہیں اور صبح کی نماز ادا کرکے وہاں سے رخصت ہوتے ہیں۔ آسمان کے قبے کے نیچے یہ لاکھوں آدمی فرکش ہوتے ہیں۔ چاند کی چاندنی ہے ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ تمام کوفت دور ہو جاتی ہے۔ اگر لباس ایک ہے تو بستر بھی ایک ہی ہے۔ یعنے زمین اسکے اوپر آسمان کا ایک ہی قبہ ہے

کوکا کولا اور ٹھنڈے پانی کے مشروب

بسوں کی ایک لمبی قطار نظر آتی ہے۔ عرفات کے میدان میں پیاس لگنا طبعی امر ہے۔ اس کے لئے بے شمار بسوں پر کوکا کولا وغیرہ موجود ہوتا ہے۔ ہر بس پر ایک حوض ہوتا ہے جس میں برف سے بوتلیں ٹھنڈی ہوتی رہتی ہیں۔ اگر ایک آدمی دو تین بوتلیں پیئے تو بارہ لاکھ آدمی کے لئے کئی لاکھ بوتلیں ہونی چاہئیں اور ہوتی ہیں۔ اس انتظام کے علاوہ پاکستان کی بھی ایک سبیل لگی ہوئی تھی۔ یہ بڑی خوبصورت صاف ستھری اور عمدہ سبیل تھی برتن نہایت دلکش تھے۔ بے انداز برف کا پانی تھا۔

آب زمزم کا چشمہ

آب زمزم کا چشمہ حضرت ہاجرہؑ کی دعا سے جاری ہوا تھا۔ مگر ایک مدت کے بعد یہ چشمہ بند ہو گیا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے اسکو دوبارہ کھدوا کر جاری کر دیا تھا۔ اس خوشی میں انہوں نے سو اونٹ کی قربانی دی تھی۔

عبدالمطلب اور حضرت نبی کریمؐ کے خصائل

یہ اس شخص کے قلب کی کیفیت ہے۔ سو اونٹ کی قربانی بہت بڑی وسعت قلبی کا ثبوت ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے بھی حج کے موقعہ پر سو اونٹ کی قربانی دی۔ آپؐ میں اپنے دادا کے خصائل بدرجۂ اتم موجود تھے۔ عبدالمطلب بھی غار حرا میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ محترم دادا کی طرح حضورؐ بھی غار حرا میں عبادت کیا کرتے تھے۔ ان کی مانند نہایت فیاض اور ان کی مانند نہایت شجاع بھی تھے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشجع الناس اجود الناس افصح الناس

مکہ پر ابرہہ کی چڑھائی اور عبدالمطلب کی بہادری

عبدالمطلب بڑے بہادر انسان تھے۔ جب ابرہہ نے مکہ پر چڑھائی کی تو وہاں کے سب لوگ ارد گرد کی پہاڑیوں پر چلے گئے۔ صرف عبدالمطلب وہاں پر ٹھہرے رہے۔ ابرہہ نے ان کے دو سو اونٹ پکڑ لئے۔ عبدالمطلب اپنے اونٹوں کی بازیابی کے لئے ابرہہ کے پاس گئے۔ ابرہہ نے کہا کہ میرے دل میں تمہاری عزت تھی۔ تمہارے اس سوال سے وہ عزت جاتی رہی۔ میں تو تمہارے کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں تمہیں اس کی کوئی فکر نہیں فکر ہے تو اپنے اونٹوں کی ہے۔ اس پر عبدالمطلب نے جواب دیا کہ رَبُّ الْاِبِلِ وَلِلْبَيْتِ رَبًّا۔ میں تو اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے مجھے ان کی فکر ہے۔ خانہ کعبہ کا بھی ایک مالک ہے وہ خود اس کی فکر کریگا۔

ابرہہ نے کہا کہ آج دیکھیں گے تمہارا ربّ کس طرح خانہ کعبہ کی حفاظت کرتا ہے۔ عبدالمطلب نے خانہ کعبہ کے دروازہ کی کنڈی پکڑ کر خدا سے فریاد کی کہ انسان کا بچہ بھی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے۔ اے خدا تو اپنے گھر کی خود حفاظت فرما ان کی طاقت اور ان کی صلیب غالب نہ آنے پائے ہم تیری آل ہیں۔ آج اپنی آل کو ان نصرانیوں پر فتح عطا فرما۔ ان کے الفاظ یہ ہیں :—

لاهمّ ان المرء يمنع رحله فامنع رحالك

لا يغلبن صليبهم ومحالهم ابدا محالك

وانصر على آل الصليب وعابديه اليوم آلك

چنانچہ خدا نے بدبخت ابرہہ کو اور اس کے لشکر کو اور اس کے ہاتھیوں کو جو کعبۃ اللہ کے مسمار کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔ ہلاک کر دیا۔

کعبۃ اللہ کی حفاظت

اسی طرح سے میرے سامنے لارڈ کچنر کو اللہ تعالیٰ نے پہلی جنگ عظیم میں غرق کر دکھایا کہ وہ کعبۃ اللہ کو اصطبل بنانے کا بد ارادہ رکھتا تھا۔ کعبۃ اللہ جو دنیا جہان کی قوموں کو توحید کا سبق دیتا ہے اور توحید کی برکت سے ان کو متحد کرنا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی دائمی حفاظت میں ہے۔ اور کوئی معبد ایسا نہ ہوا جو اس اہم مقصد کو پورا کرے اس لئے دنیا کے اور معبدوں کی ایسی حفاظت نہ کی گئی بلکہ وہ معبد بیکار رہ گئے۔

حضرت نبی کریمؐ اور آپؐ کے خاندان میں فصاحت، شجاعت اور سخاوت کی اعلیٰ صفات

فصاحت۔ شجاعت اور سخاوت۔ یہ تین باتیں ہیں۔ جن کی وجہ سے عرب کے اندر کسی شخص کو صاحب عزت اور قابل وقار سمجھا جاتا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں یہ اوصاف امتیازی رنگ میں پائے جاتے تھے اور خود حضور صلعم بھی اشجع الناس۔ اجود الناس اور افصح الناس تھے۔ حضرتؐ کے چچا بھی فصیح اللسان تھے۔ انہوں نے آپؐ کے نکاح کے موقعہ پر جو اشعار فی البدیہہ پڑھے ان میں سے دو شعر یہ ہیں ؎

وابيض يستسقى الغمام بوجهه

ثمال اليتامى عصمة للارامل

وہ سفید انسان جس کے نورانی چہرہ کو پیش کرکے ہم بارش مانگتے ہیں وہ یتیموں کا والی اور بیواؤں کا محافظ ہے۔

وشق له من اسمه ليجله

فذو العرش محمود وهذا محمد

خدا تعالیٰ نے .... اس کی عظمت کے لئے اپنے نام کا ایک حرف کاٹ کر اسے دے دیا کیونکہ وہ محمود ہے اور آپؐ محمدؐ ہیں۔

اسی طرح جب حضور صلعم کی وفات ہوئی تو حضرت فاطمہؓ نے جو اشعار آپکی مدح میں فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے :۔

ماذا على من شم تربة احمد

ان لا يشم مدى الزمان غواليا

یعنی جس نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی مٹی سونگھ لی۔ اس کو عمر بھر دوسری خوشبو کے سونگھنے کی حاجت نہیں ہوگی۔

اور حضرت علی رضؓ کا تو ایک دیوان ہے۔ جس میں علم عرفان اور حکمت کی باتیں ہیں تو اس سارے خاندان میں فصاحت شجاعت، اور سخاوت کی اعلےٰ صفات تھیں اور حضرت نبی کریم صلعم میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

حج میں عرب جاہلیت کا دستور اور نبی کریم صلعم کی اصلاح۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عید کے دن یہ دستور تھا کہ تمام قبائل جمع ہو کر اپنے اپنے قبیلہ کی مدح میں اشعار پڑھتے تھے اور اپنے آباؤ اجداد کی خوبیاں اور بڑائیاں بیان کرتے تھے اس سے ان میں رقابت پیدا ہوتی جو خطرناک فتنہ و فساد کا موجب بنتی تھی۔ خدا تعالےٰ نے حکم دیا اذكروا الله كذكركم آباءكم او اشد ذكرا۔ جاہلیت کا تکبر دھو کر دیا گیا ہے جس طرح تم اپنے باپ دادا کے گیت گاتے ہو۔ اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے خدا کی حمد و ثنا کیا کرو۔ یہ منیٰ ہے جہاں جنگ و جدل اور نفرت و حقارت اور تکبر و نخوت کے سامان ہوتے تھے وہاں پر اب خدا تعالےٰ کا ذکر ہوتا ہے اس کی ہی تسبیح و تحمید ہوتی ہے۔

مزدلفہ سے آگے عرفات میں مکہ معظمہ کے قریش نہیں جایا کرتے تھے۔ وہ تکبر سے کہتے تھے کہ ہم عام لوگوں کے ساتھ کھڑے نہیں ہو سکتے۔ یہ ہماری شان سے بعید بات ہے۔ حکم ہوا ثم افيضوا من حيث افاض الناس قریشیو تم کو بھی عرفات میں جانا ہوگا اور وہاں عام لوگوں کے ساتھ شریک ہونا ہوگا۔ یہاں کوئی نسلی بڑائی کوئی نہیں۔ سب انسان ایک ہیں۔

مکہ میں غلہ، میوہ اور اشیائے صرف کی افراط اور چوری کا فقدان۔

مکہ میں یہ عجیب بات نظر آتی ہے کہ ریگستان اور وادیٔ غیر ذی زرع ہونے کے باوجود وہاں بازار میں کیلے۔ انگور۔ سیب۔ مالٹے وغیرہ پھلوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور دوکاندار نمازوں کے وقت اور رات کو بھی انہیں وہاں کھلے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور کسی کی جرأت نہیں کہ ہاتھ لگا سکے۔ سارے عربیا میں اب کوئی چوری نہیں کیونکہ چور کے ہاتھ کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ وہاں ایک شخص نے سنایا کہ کسی نے بازار میں ایک بوری پڑی ہوئی دیکھی پولیس کو اطلاع کر دی اور کہا کہ اس بوری میں فلاں چیز بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ پولیس نے پوچھا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا کہ میں نے پاؤں کی ٹھوکر ماری تھی۔ اور معلوم ہوا کہ اس میں یہ چیز ہے۔ پولیس والوں نے کہا کہ تم نے پاؤں کیوں مارا؟ اس پاداش میں اس کا پاؤں کاٹ دیا جائے۔ اسی وجہ سے وہاں دوکانیں کھلی رہتی ہیں۔ کوئی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاتا۔ شریعت کا اتنا پاس ہے اور اس کا یہ فائدہ ہے۔

انتظامِ ملکی میں شاہی خاندان کی ذمہ داری

یہی کیفیت شاہی خاندان میں بھی ہے۔ موجودہ شاہ فیصل جب جدہ میں گورنر تھے وہاں ہمارے عزیز میاں مقبول احمد صاحب کے بیگ وغیرہ گم ہو گئے تھے۔ انہوں نے گورنر فیصل کے پاس شکایت کی انہوں نے زبان سے تو کچھ نہ کہا صرف ایک افسر کی طرف دیکھا تو تھوڑی دیر نہ ہوئی تھی کہ ان کا اسباب ان کو مل گیا۔

ایک اور ... کسی امر کی تحقیق ... صاحب نہیں، ان کا اعلان ہے کہ ہر شخص میرے پاس آ سکتا ہے اور اپنی حاجت یا شکایت کر سکتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ملک کے اندر یہ کتنی بڑی برکات ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کی دُعا کا اثر اور ہر چیز کی افراط

یہ جو حضرت ابراہیمؑ نے دُعا کی کہ اے خدا اس ملک میں جہاں گھاس کا تنکا نظر نہیں آتا۔ اس کو مبارک اور امن والا شہر بنا دے۔

تیرے گھر کا پڑوسی بن گیا ہوں اس کی لاج رکھ لیجئے

یہاں تمام قسم کے غلہ جات اور پھل پھول بکثرت آئیں۔ خدا کی شان کہ وہاں خدا نے تمام قسم کی چیزیں مہیا کر رکھی ہیں۔ سب طرف سے پھل پھول، میوے اور غلہ جات وغیرہ بکثرت آتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لنڈن، پیرس اور جرمنی میں پھل پھر رہے ہیں۔ دنیا جہان کی ہر چیز وہاں میسّر ہے۔

ہوٹلوں، سڑکوں اور گاڑیوں وغیرہ کی کیفیت

دس منزل کے ہوٹل وہاں ہیں۔ چھ سات منزل کے ہوٹل تو عام نظر آتے ہیں فلش سسٹم ہے۔ لفٹ ہے۔ اعلیٰ درجہ کی سڑکیں ہیں کوئی موٹر یا سواری ہارن نہیں بجاتی۔ ہارن بجتا ہے تو عرفات میں کہ وہاں کثرت سے آدمی ہوتے ہیں۔ مکہ سے جدہ تک ہارن بالکل نہیں بجتا بلکہ تمام گاڑیوں والے خود ہی ایک دوسرے کی رعایت ملحوظ رکھتے ہیں اور کوئی آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اعلیٰ درجہ کی چوڑی سڑکیں ہیں یہاں چالیس ہزار روپے کی جو کاریں امراء استعمال کرتے ہیں وہاں یہ ٹیکسیاں ہیں جو ستر میل کی رفتار سے چلتی ہیں۔ ان کے ڈرائیور تجربہ کار، فہمیدہ اور جنٹلمین مؤدب ہیں۔

روحانی برکات

جہاں یہ مادی برکات ہیں وہاں روحانی برکات بھی ہیں۔ ولقد کرمنا بنی آدم ۔ کوئی چھوٹا بڑا نہیں، انسان کا ہر بچہ قابلِ تعظیم ہے۔ یہ مضمون لمبا ہے ...

وقت زیادہ لے لیا ہے۔ اس پر ختم کرتا ہوں۔ پھر کبھی انشاء اللہ ذکر کروں گا۔

بیروت کے حالات

مجھے بیروت جانے کا بھی موقعہ ملا ہے۔ بیروت بڑا خوبصورت اور خوش نما شہر ہے۔ بڑا لمبا چوڑا اور سمندر کے کنارے پر آباد ہے۔ نصف آبادی مسلمانوں کی ہے اور نصف عیسائیوں کی ہے۔ تمام لوگ عربی

مسجدِ اقصیٰ کی زیارت

مجھے دمشق جانے کا بھی اتفاق ہوا اور وہاں مسجد اقصیٰ کو دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوّل اوّل مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کر کے نمازیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ مکہ میں تیرہ برس اس طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور پھر مدینہ میں بھی چند مہینے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ پھر خدا نے فرمایا کہ قوموں کو ایک کرنے کے لئے حضرت ابراہیم کے مقام کو جائے قبلہ بناؤ کیونکہ عیسائی اور یہودی اور اہل مکہ تینوں اقوام حضرت ابراہیمؑ کو اپنا باپ سمجھتی ہیں۔ مسجد اقصیٰ کا بہت بڑا رقبہ ہے۔ بڑی لمبی چوڑی عمارت ہے۔ وہاں انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں۔ جہاں انبیاء کرامؑ نے عبادت کی وہ مقامات بھی دیکھے۔

یروشلم میں

یروشلم میں بیت اللحم جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے اس کو بھی جا کر دیکھا۔ وہ کھرلی بھی دیکھی جہاں انہیں پیدائش کے بعد رکھا گیا۔ وہ جگہ بھی دیکھی جہاں ان کو دریائے یردن کے کنارے پر یوحنا نے بپتسمہ دیا تھا۔ جہاں ان کے برخلاف فیصلہ ہوا تھا اور جہاں مصلوب ہوئے وہ مقام بھی دیکھے۔ جس قبر میں ان کو رکھا گیا اس کو بھی دیکھا۔

حضرت عمرؓ بیت المقدس میں

ایک مجاور نے بتایا کہ حضرت عمرؓ بھی وہاں گئے تھے۔ نماز کا وقت آیا تو گرجا والوں نے کہا کہ آپ یہیں عبادت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ لوگ گرجے کو گرا کر مسجد بنا لیں گے۔ جہاں حضرت عمرؓ نے نماز پڑھی۔ وہاں پر بھی ایک مسجد مسجد عمرؓ کے نام سے بنی ہوئی ہے۔

یروشلم میں حضرت عمرؓ کا طریق

اسی طرح حضرت عمرؓ کو یروشلم کے گرجے میں نماز ادا کرنے کے لئے عرض کی گئی۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور دوسری جگہ جہاں آپ نے نماز ادا کی۔ صحابہؓ کی رواداری

غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک اور انکے اخلاق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ نظر آتا ہے۔

بعض وجد آور کلمات

اس سفر میں بعض مقامات پر ایسے کلمات بھی لکھے ہوئے موجود پائے گئے جن کے دیکھنے سے وجد طاری ہو جاتا ہے۔ مثلاً مسجد نبوی میں یہ حدیث لکھی ہوئی دیکھی ... جو سیرت کی کتابوں میں تو ملتی ہے مگر جس مقام کے متعلق وہ حدیث ہے اس پر ... اور ... منبر کے درمیان ایک باغ ہے جو جنت کے باغات میں سے ہے۔ اس جگہ پر لوگ ذوق و شوق سے نوافل ادا کرتے ہیں۔ اس حدیث کا ایک ترجمہ یہ بھی ہے کہ میری عملی زندگی کا نمونہ اور میرے نظریات و اعتقادات جو میں منبر پر بیان کرتا ہوں جنت پیدا کرنے کا موجب ہیں۔

دوسری حدیث ایک مکان میں لکھی ہوئی دیکھی جو مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں واقعہ ہے وہ حدیث احد کی جنگ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زخمی ہونے اور بے ہوش ہو کر گر جانے کے موقعہ پر سعد بن ابی وقاص کے متعلق فرمائی تھی۔ سعد بن ابی وقاص اپنی ماہرانہ تیر اندازی سے حضورؐ کی حفاظت کے لئے دشمن کے حملہ کی شدت کو توڑنے میں مصروف کار تھے۔ اس وقت حضورؐ نے فرمایا فارم یا سعد فداک ابی وامی اے سعد میرا ماں باپ آپ پر قربان جو تیر چلاتے جاؤ۔ اس حدیث کے پڑھنے سے دل پر ایک کیفیت طاری ہو گئی کہ حضورؐ اپنے ساتھیوں کے اخلاص کے کس قدر قدردان اور مداح ہیں۔ کاش کہ وہ لوگ جو حضور کی گدی پر بیٹھتے ہیں وہ بھی اپنے ساتھیوں کیلئے ایسا محبت بھرا دل رکھتے ... ان میں سے اکثر تو اپنے رفقاء کو گرانے کے لئے موقعہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔

تیسری تحریر دمشق کے ایک قبرستان میں دیکھی۔ بیروت سے جب دمشق جانے کا موقعہ ملا تو دمشق کے قبرستان میں تیسری تحریر لکھی ہوئی دیکھی۔ یہ تحریر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقبرہ پر تھی۔ اس کو پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت سامنے آ گئی۔ وہاں یہ الفاظ تھے سیدنا بلال حبشی مؤذن رسول اللہؐ۔ حضورؐ نے اپنے ساتھیوں کا پایہ بلند کیا۔ عمر فاروقؓ جیسے حق پرست مردِ مومن نے بھی یہ اعتراف کیا تھا اعتق سیدنا ابوبکر سیدنا بلالا یعنی ہمارے سردار ابوبکرؓ نے ہمارے سردار بلالؓ کو غلامی سے چھڑایا تھا۔

تین مساجد کی اہمیت اور ان میں عبادت

سرورِ کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات نے جن تین مساجد کی اہمیت ... تقدیس بیان فرمائی ہے وہ ہیں حرم شریف کعبۃ اللہ، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبویؐ۔ ان میں سے دو کا ذکر قرآن کریم کی اس آیۃ کریمہ میں ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔ اور

پیغام صلح مورخہ ۹ مئی ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ - شمارہ نمبر

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

نمبر ڈی ایل ۸۱۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ: "تبلیغ" لاہور

فون نمبر ۲۷۳۷

پیغام صلح لاہور

ہفت روزہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۶۶ء | نمبر ۱۷

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہے۔
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

عن ابی ھریرۃ قال بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مجلس یحدث القوم جاء اعرابی فقال متی الساعۃ فمضیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث فقال بعض القوم سمع ما قال فکرہ ما قال و قال بعضھم لم یسمع حتی اذا قضے حدیثہ قال این اراہ السائل عن الساعۃ قال ھا انا یا رسول اللہ قال فاذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ فقال کیف اضاعتھا قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ (بخاری کتاب العلم باب من سئل علماً وھو مشتغل فی حدیثہ فاتم الحدیث ثم اجاب السائل)

ترجمہ: ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور کہا قیامت کب ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بات کرتے رہے بعض لوگوں نے کہا جو کچھ اس نے کہا آپ نے سن لیا اور اس کی بات کو ناپسند کیا اور بعض نے کہا نہیں سنا۔ یہاں تک کہ جب آپ اپنی بات پوری کر چکے تو (میں سمجھتا ہوں کہ) فرمایا قیامت کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں ہوں فرمایا جب امانت ضائع ہو جائے تو قیامت کا انتظار کر، اس نے کہا اس کا ضائع ہونا کس طرح ہے، فرمایا جب حکومت نا اہلوں کے سپرد کی جائے تو قیامت کا انتظار کر (بخاری کتاب العلم باب جس شخص سے علم کا سوال کیا جائے اور وہ اپنی بات میں مشغول ہو، پھر بات کو پورا کرے اور سائل کو جواب دے)

نوٹ:

اس حدیث میں نہایت احسن طریق سے ادب سکھایا ہے سائل کو جس نے عین گفتگو میں سوال کیا دخیر نہیں کیا، نہ اس پر اظہار خفگی کیا عبس و تولّی کو مدنظر رکھا، ہاں یہ بھی بتا دیا کہ گفتگو کے ختم ہونے پر سوال کرنا چاہئے تھا۔

جب حکومت کسی قوم میں نا اہلوں کے سپرد ہو تو اس قوم کی تباہی کا وقت آ جاتا ہے۔ اور اگر اس سے قیامت کبریٰ مراد ہے تو اس کا نشان بھی یہی ہے، کہ اس وقت ساری دنیا میں حکومت نا اہلوں کے سپرد ہو جائے گی، جو لوگ اپنے ماتحتوں کو تباہ کرنے کی فکر میں رہتے ہیں وہ اس قوم پر حکومت کے اہل نہیں۔

(فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری از حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

دعوتِ حق کیلئے اعمال کی روشنی ضروری ہے

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سورۃ العصر میں جو اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا ہے اس میں اٰمَنُوْا سے تکمیل علمی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے تکمیل عملی کی طرف رہبری کی۔ حکمت کے بھی دو ہی حصے ہیں۔ ایک علم اکمل اور اتم ہو۔ دوسرے عملِ اتم اور اکمل ہو۔ پس اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ خسارے سے محفوظ رہتے ہیں۔ اوّل وہ تکمیل علمی کرتے ہیں۔ اور پھر عمل بھی گندے نہیں کرتے بلکہ علمی تکمیل عملی تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ اور پھر یہ کہ جب انہیں کامل بصیرت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور ان کے کمال علم کا ثبوت کمال عمل سے ملتا ہے۔ تو پھر وہ بخل نہیں کرتے بلکہ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پر عمل کرتے ہیں۔ لوگوں کو بھی اس حق کی دعوت دیتے ہیں۔ جو انھوں نے پایا ہے۔ اس کے یہ معنی بھی ہیں۔ اعمال کی روشنی سے بھی دکھاتے ہیں واعظ اگر خود عمل نہیں کرتا تو اسکی باتوں کا کچھ بھی اثر نہیں پڑ سکتا۔ یہ بھی قاعدہ کی بات ہے کہ اگر خود آدمی کہے اور کرے نہیں۔ تو اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اگر زنا کار زنا سے منع کرے تو اس کی اس حالت کے ثابت ہو جانے پر سننے والوں کے دہریہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ وہ خیال کریں گے۔ کہ اگر زنا کاری واقعی خطرناک چیز ہوتی۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور اس ناپاکی پر سزا ملتی ہے۔ اور خدا واقعی ہوتا۔ تو پھر یہ جو منع کرتا تھا خود کیوں اس سے پرہیز نہ کرتا۔

مجھے معلوم ہے کہ ایک شخص ایک مولوی کی صحبت کے باعث مسلمان ہونے لگا ایک روز اس نے دیکھا کہ وہی مولوی شراب پی رہا ہی تھا۔ تو اس کا دل سخت ہو گیا۔ اور وہ رک گیا۔ غرض تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ میں یہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی روشنی سے دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں۔ اور پھر ان کا یہ شیوہ ہوتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنے صبر کے ساتھ وعظ و نصیحت کا شیوہ اختیار کرتے ہیں۔ جلدی جھاگ منہ پر نہیں لاتے۔ اگر کوئی مولوی اور پیش رَو ہو کر امام اور رہنما بن کر جلد بھڑک اٹھتا ہے۔ اور بس میں برداشت اور صبر کی طاقت نہیں۔ تو وہ لوگوں کو کیسا نقصان پہنچاتا ہے۔

خواتین کا صفحہ

تاریخِ اسلام کا خونین باب، خلافتِ راشدہ میں تہذیبِ اسلامی کے نادر نمونے

محنت اور خلوص و دیانت کی برکات اور مساجد کی اہمیت

کے بارہ میں خواتینِ احمدیہ کے پاکیزہ خیالات

رخشندہ اختر سیکرٹری انجمن خواتین احمدیہ لاہور

جیسا کہ خواتین کو معلوم ہے سابقہ اعلان کے مطابق جلسہ ۲۹ اپریل کو منعقد نہ ہو سکا تھا کیونکہ انہی دنوں حضرت امیر حج بیت اللہ سے بخیر و عافیت واپس آئے تھے اور اس دن خواتین کی زیادہ تر تعداد سرزمین حجاز کے مقدس مقامات کا ذکر سننے اور حضرت امیر سے ملاقات کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئیں تھیں جلسے کی نئی تاریخ کا اعلان مسجد میں ہی کر دیا گیا۔ چنانچہ ۶ مئی بروز جمعہ کو خواتین حسب وعدہ مسجد میں جمع ہو گئیں۔ ٹھیک پونے تین بجے جلسے کی کارروائی شروع ہوئی۔ جلسہ کی صدارت محترمہ شہزادہ بیگم صاحبہ نے کی۔ کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد روبینہ یعقوب نے اپنا مضمون "محرم الحرام" پڑھ کر سنایا قارئین کو معلوم ہے کہ محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور یہ ہمیں تاریخ کے اس خونین باب کی یاد دلاتا ہے جس کا ذکر کرتے ہی نہ دل میں تاب ہے اور نہ قلم میں طاقت یہ قربانیاں حضرت اسمٰعیل سے شروع ہوئیں اور آخر کار حضرت امام حسین کی شہادت پر منتج ہوئیں۔ شہادت امام مظلوم اسلام کی تاریخ کا وہ خونین باب ہے جو منافقوں اور دشمنوں نے تحریر کیا۔ غالباً اسی قربانی اور حق کی خاطر موت قبول کرنے والے واقعات نے مس رفعت مقبول کو اسلامی زندگی کے چند نمونے پیش کرنے پر آمادہ کیا اور آپ نے ہماری تاریخ کا وہ معطر باب کھولا جس کی مہک سے آج بھی ذہن سکون حاصل کرتا ہے۔ تاریخ خلافت راشدہ اور پھر اس میں خصوصیت سے خلفائے اربعہ کے ذاتی کردار ایسے ہماری تہذیب اسلامی کے وہ نادر نمونے ہیں جن کو پیش کرتے ہوئے ہم فخر محسوس کرتے ہیں اور بے اختیار دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ کاش وہ زمانہ ایک دفعہ پھر لوٹ آئے سب کے ذہن اور سب کے دل اس دور کے منتظر ہیں لیکن بقول ڈاکٹر اقبال کہ ؎

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈھ کر اسلاف کا قلب و جگر

اور اسلاف کے قلب و جگر کی وسعتیں ڈھونڈنے اور خلافت کی بنا استوار کرنے کا طریقہ ہمیں ثمینہ انجم بتا رہی تھیں کہ محنت کی برکات کیا ہوتی ہیں اور خلوص و دیانت سے کی ہوئی محنت کس طرح قوموں کی تقدیریں بدل دیتی ہے اس نظام خلافت کا مرکزی کردار اگر میرا ذہن اور مطالعہ غلطی نہیں کھاتا تو مسلمانوں کی وہ مسجدیں تھیں جن کا تصور اسلام نے ان کو دیا تھا کیونکہ مسلمانوں کا ہر مسئلہ خواہ معاشرتی ہو یا سیاسی، انفرادی ہو یا اجتماعی وہیں پر زیر بحث آتا تھا اور وہیں بیٹھ کر احکام قرآنی کے مطابق فیصلے دیئے جاتے تھے۔ مسلمانوں کی اس زمانے کی عبادت گاہوں کے تصور کے موضوع پر یاسمین مجید نے اپنا مضمون پڑھا ان کا مضمون واقعی معلومات پر مشتمل تھا اور غالباً وہ کہنا بھی یہی چاہتی تھیں کہ مسلمانوں کی عبادت گاہ، مسجد، صرف عبادت گاہ نہیں بلکہ ان کے مسائل کا حل مہیا کرنے کی بھی جگہ ہے۔ کیا ہوا اگر ہم مسجدوں کے استعمال سے ناواقف ہو گئے ہیں اور ان کو محض سجدہ گاہیں بنا لیا ہے اس سے اسلام کا وہ تصور تو باطل نہیں ہو جاتا جو مسجدوں کے بارہ میں دیا گیا۔ مسجدیں آج بھی منتظر ہیں کہ صاحب اوصاف حجازی اس کی خاک پہ بیٹھ کر مسئلوں کا حل نکالنے کی کوشش کریں تو یقیناً پروردگار ان کے لئے آسانی پیدا کر دے گا اور آج بھی اگر ہم اس تصور کو اپنا لیں تو ہمارا لٹا ہوا سکون و اطمینان ہمیں واپس مل سکتا ہے

ہمارا جماعتی استحکام
(۳)
مساجد کی ضرورت

— جماعتی ترقی و استحکام کے سلسلہ میں ایک اور بہت بڑی اور اہم ضرورت یہ ہے کہ ہر شہر اور ہر قریہ میں جہاں جماعت کے کچھ دوست موجود ہیں، اپنی مسجد بنا کر جماعت کے اجتماع اور مل کر عبادت کرنے کا انتظام کریں۔ اس چیز کو حضرت مسیح موعودؑ نے بہت بڑی اہمیت دی ہے، اور مساجد کو جماعت کی ترقی اور استحکام کا بہت بڑا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے، جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی اور اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر، جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لادیگا لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو محض للہ اسے کیا جاوے، نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا۔"

حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:۔

"یہ ضروری نہیں کہ مسجد مرصع اور پکی عمارت کی ہو بلکہ صرف زمین روک لینی چاہیئے اور وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہیئے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو، خدا تعالیٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخوں کی تھی، اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لئے کہ ان کو عمارت بنوانے کا شوق تھا اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔

غرض کہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیئے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے، پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ .... کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیئے، اور ادنےٰ ادنےٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیئے کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔"

(البدر مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۴ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے ان ارشادات پر ہماری تمام جماعتوں کو خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مسجد فی الحقیقت جماعت کی ترقی کا ایک اہم ترین زینہ ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ پاکستان میں ہر جگہ جہاں ہماری جماعت موجود ہے، ایک مسجد بنائی جائے، تاکہ سب دوست پانچ وقت اکٹھے ہو کر نماز ادا کر سکیں، اس ذریعہ سے ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہونے اور بوقت ضرورت ایک دوسرے کے کام آنے کا موقعہ ملتا ہے، اور اگر صبح یا شام قرآن کریم کے درس اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات سنانے کا انتظام ہو تو یہ دینی معلومات و روحانی ترقیات کا ایک اہم ذریعہ ہوگا۔ اور دوسرے نیک دل لوگ بھی جماعت کے اتفاق و اتحاد اور عبادت گذاری کو دیکھ کر کھنچے چلے آئیں گے۔ چنانچہ اس وقت تک جن مقامات پر جماعت کی مساجد بن چکی ہیں وہاں خدا کے فضل سے جماعت کے استحکام اور ترقی میں نمایاں فائدہ حاصل ہو رہا ہے جیسا کہ اس رپورٹ سے ظاہر ہے جو سیکرٹری صاحب جماعت کراچی کی طرف سے کراچی کی تعمیر مسجد احمدیہ کے متعلق اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔ ایسا ہی پشاور اور بعض دوسرے مقامات میں جہاں مساجد بن چکی ہیں جماعت کو اجتماعی طور پر بہت بڑے فوائد حاصل ہیں، ان کے علاوہ دوسرے شہروں اور دیہات میں بھی جہاں جماعتیں موجود ہیں مساجد کا انتظام ضروری ہے۔

جہاں تک تعمیر مساجد کے لئے اخراجات کا سوال ہے، حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد بالا نے اس کو بھی حل کر دیا ہے۔ لیکن جماعتوں کے اندر اگر مل کر کام کرنے کا جذبہ ہو تو تھوڑی تھوڑی مالی قربانیوں اور ایثار سے شہروں کے اندر پکی مساجد بنانے کا انتظام بھی ہو سکتا ہے اس کے علاوہ ہماری جماعت کے اندر خدا کے فضل سے ایسے متمول لوگ بھی موجود ہیں جو مختلف مقامات پر اپنے خرچ سے مساجد بنوا سکتے ہیں، چنانچہ حال ہی میں شیخ میاں فاروق احمد صاحب نے راولپنڈی میں اپنے خرچ پر مسجد بنوانے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اگر جماعت کے دوسرے متمول احباب بھی مختلف شہروں میں مساجد بنوانے کے لئے وہاں کی جماعتوں کو امداد دے سکیں تو یہ بہت بڑی نیکی اور کار ثواب ہوگا، جس سے سلسلہ کی ترقی اور استحکام میں بہت بڑا اضافہ ہوگا۔ امید ہے ہمارے احباب اس طرف خاص طور پر توجہ فرما کر اپنے اپنے شہروں اور دیہات میں قیام مساجد کا انتظام کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔

مغرب میں اسلام کا مستقبل

۸ مئی ۱۹۶۶ء کو بروز جمعہ بی۔ این آر سنٹر لاہور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا، جس میں شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے۔ امام مسجد ووکنگ اور حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ نے مندرجہ بالا موضوع پر تقاریر کیں، جلسہ کی صدارت علامہ علاؤ الدین صدیقی چیئرمین اسلامی مشاورتی کونسل نے فرمائی۔ جلسہ میں ہر مکتبہ فکر کے اصحاب موجود تھے۔

تقاریر شروع ہونے سے پہلے ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے شیخ محمد طفیل صاحب کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے ایم اے پاس کرنے کے بعد اپنی زندگی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے تبلیغی کاموں کے لئے وقف کر دی، اور کچھ عرصہ لاہور میں کام کرنے کے بعد انہیں ووکنگ (انگلستان) میں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی معاونت کے لئے بھیجدیا گیا۔ وہاں سے تھوڑے عرصہ کے بعد جناب الحاج میاں محمد صاحب کے ہالینڈ مشن میں چلے گئے اور وہاں کچھ عرصہ تک نمایاں کامیابی کے ساتھ تبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی وفات کے بعد انہیں پھر ووکنگ میں بطور امام متعین کیا گیا اور انہوں نے کئی سال تک انگلستان میں تبلیغی فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا، اب وہ کچھ عرصہ کے لئے ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند) میں وہاں کے مسلمانوں کی دعوت پر برائے تبلیغ اسلام تشریف لے جا رہے ہیں جہاں سے جنوبی امریکہ کے دوسرے علاقوں ڈچ گیانا اور برٹش گیانا وغیرہ میں بھی تبلیغی دورے کریں گے، دعا ہے اللہ تعالےٰ ان کی مساعی کو بابرکت فرمائے۔

اس تعارف کے بعد شیخ محمد طفیل صاحب نے انگریزی زبان میں قریباً ایک گھنٹہ تقریر کی۔ انہوں نے بتایا کہ آج سے قریباً پچاس سال پہلے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے انگلستان میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا تو بہت سے تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اس کو پاگل پن قرار دیا۔ چاروں طرف سے خواجہ صاحب پر نکتہ چینی ہوئی، کیونکہ اس وقت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ انگلستان کی مادہ پرست سرزمین میں اسلام کی کامیابی غیر ممکن امر ہے۔ لیکن خواجہ صاحب نے لوگوں کے خیالات کی پروا نہ کرتے ہوئے جس عزم راسخ اور دلی جوش و ایمان کے ساتھ تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی، اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ان کا قائم کردہ ووکنگ مسلم مشن اپنی تبلیغی خدمات اور کامیابیوں کی وجہ سے عالمی شہرت رکھتا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۷)

جماعت کراچی میں نئی زندگی اور نئے دور کا آغاز

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کراچی کی سرگرمیوں کا جائزہ

ذیل کی رپورٹ احمدیہ انجمن اشاعت .... اسلام کراچی کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میاں رحیم بخش صاحب سیکرٹری جماعت کراچی کی طرف سے پیش کی گئی۔

جماعت کراچی جس کا تعلق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے ہے خدا کے فضل سے عرصۂ دراز سے قائم ہے۔ .... اس کا قیام تقسیم ہند سے قبل وجود میں آ چکا تھا۔ اس ضمن میں وہ زمانہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جب اس کی قیادت ہمارے محترم میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کے ہاتھ میں تھی۔ فاروقی صاحب کے دوران قیام میں اس جماعت کو کافی تقویت حاصل ہوئی۔ جمعہ اور عیدین کے اجتماعات پر انکی دلکش شخصیت کی بدولت بہت رونق رہتی تھی۔ اس کے علاوہ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ ان کے فہم قرآن اور طرز بیان سے سب حاضرین محظوظ ہوتے تھے۔ نماز جمعہ اور درس کے لئے اُن دنوں گارڈن روڈ پر ایک کمرہ مخصوص تھا۔ لیکن اس کمرہ　　میں اس قدر گنجائش نہ تھی کہ جماعت کے بڑے اجتماع بموقعہ عیدین قائم کئے جا سکیں اور نہ ہی خواتین کی شمولیت کے لئے کوئی بندوبست ہو سکتا تھا۔ لہذا شروع سے اس بات کا احساس تھا کہ کوئی ایسی موزوں جگہ حاصل کی جائے جو جماعت کی تمام ضروریات کو پورا کر سکے۔ بہت تگ و دَو کے بعد جماعت نے طے کیا کہ ایک قطعہ زمین خرید کر اپنے وسائل اور اپنی ضروریات کے مطابق ایک عمارت تعمیر کرے۔ چنانچہ فنڈز کے لئے جماعت کو اپیل کی گئی اور مرکزی انجمن سے بھی امداد کی درخواست کی گئی۔ اس موقعہ پر جس کسی نے محبت اور خلوص کا اظہار کیا وہ قابل قدر ہے اور اس جماعت میں قربانی اور ایثار کی رُوح کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی انجمن نے اس میں نصف اخراجات کو برداشت کرنے کا ذمّہ لے کر ہماری بہت ہمّت افزائی کی۔ جماعت کی ان مساعی کی بدولت اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے موجودہ عمارت جس میں آج یہ جلسہ ہو رہا ہے۔ اسی ہزار روپے کے خرچ سے تعمیر کی گئی ہے۔ اس رقم میں چالیس ہزار روپے جماعت کے عطیہ جات پر مشتمل ہیں اور چالیس ہزار روپے کی رقم مرکزی انجمن سے وصول ہوئی۔ تعمیر کے لئے عطیات کے علاوہ۔ کئی عطیات جنس کے رنگ میں موصول ہوئے۔ مثلاً صفیں۔ دریاں۔ پنکھے۔ موٹر پمپ وغیرہ وغیرہ۔ یہ عمارت موجودہ صورت میں ۱۹۶۳ء کے وسط میں مکمل ہوئی اور اس کی افتتاحی تقریب ۳۰ نومبر ۱۹۶۳ء کو منعقد ہوئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ بھی لاہور سے تشریف فرما ہوئے۔ الغرض اس عمارت نے جماعت کے لئے ایک خاطر خواہ مرکز مہیا کر دیا ہے۔ اور اس سے وہ اشد ضرورت پوری ہو گئی جس کے لئے جماعت ایک عرصہ سے کوشاں تھی۔ جیسا کہ میں نے افتتاحی تقریب کے موقعہ پر بتایا تھا۔ یہ عمارت ایسی طرز سے تعمیر کی گئی ہے کہ جماعت کی سب ضروریات کو پورا کرے اور ایک کثیر المقاصد مرکز کا کام دے چنانچہ اس میں روزانہ نماز با جماعت کا انتظام ہے۔ جمعہ کی نماز اور عیدین کے اجتماعات اس میں باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اور ان تقریبات میں خواتین کی .... شمولیت کا برابر انتظام ہوتا ہے۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں اس نعمت سے سرفراز کیا۔ جس کے لئے ہمیں بہت شکر گزار ہونا چاہیئے۔ شکر نعمت کا بہترین مظاہرہ اس رنگ میں ہوگا کہ ہم اس جگہ کو روزانہ ادائیگی نماز با جماعت، جمعہ میں باقاعدگی سے شمولیت اور عیدین میں جمع ہو کر بارونق رکھیں۔ نماز جمعہ میں خاص طور پر جماعت کے ہر فرد پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس میں شمولیت اختیار کرے۔ اس بارہ میں کوتاہی کفران نعمت کے مترادف ہے۔ نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ اس مرکز میں ایک لائبریری بھی قائم کی گئی ہے۔ جو گو ابھی ابتدائی مراحل میں ہے مگر بڑے پیمانہ پر تیار کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ مزید براں انجمن کی مطبوعات کے لئے یہاں ایک بکڈپو کھولنے کے لئے بھی قدم اُٹھایا جا چُکا ہے۔

ان تمام فوائد کے علاوہ اس مرکز میں آج جو جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ یہ اس سالانہ تقریب کی پہلی کڑی ہی ہے جو جماعت کے استحکام اور تنظیم اور عام مسلمانوں میں دین کی بیداری کے لئے منعقد ہوا کرے گی۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ اس کی رحمت اور اس کا فضل ہمارے شامل حال رہے کہ ہمیں ان مقاصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے .... اس میں کچھ شک نہیں کہ اس مرکز کے قائم ہونے سے جماعت میں ایک نئی زندگی اور نئے دَور کا آغاز ہوا ہے اور جماعت کی آئندہ ترقی اس مرکز سے وابستہ ہے۔

موجود مرکز کے قائم ہونے کے بعد اس کو چلانے کا کام سب سے ضروری تھا۔ جماعت کی قلت کے باوجود یہ کام بھی بخوبی طے ہو گیا۔ اور اس کے لئے ایک لوکل فنڈ قائم کیا گیا جس میں قریباً دوسو روپیہ ماہوار جمع ہوتا ہے۔ یہ رقم روزمرّہ اخراجات کے لئے کافی ہوتی ہے۔ لیکن خاص تقریبات کے لئے الگ چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ یہ لازم ہے کہ جماعت کی تحریکات کی توسیع کے ساتھ ساتھ اخراجات کا بھی اضافہ ہوگا۔

گو موجودہ عمارت نمازوں کی ادائیگی لائبریری اور دیگر اجتماعات کے لئے کافی ہے، مگر ایک عرصہ سے اس کی توسیع کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ گذشتہ دو تین سال سے غیر ممالک سے کئی ایک جماعت کے ممبران لاہور جانے کے لئے یہاں سے گذرے اسی طرح انجمن کے کارکن جو بلاد غیر میں جاتے ہیں ان کا گذر بھی یہاں سے ہوتا ہے۔ ان کے قیام کے لئے ہمیں اکثر دفعہ ہوٹلوں میں بندوبست کرنا پڑا جو علاوہ کثیر اخراجات کے ناموزوں ہوتا ہے۔ ان اصحاب کو ٹھہرانے کا بہترین انتظام اس جگہ ہو سکتا ہے اگر اوپر کی منزل میں ایک دو کمرے بنا لئے جائیں۔ اس کام کے لئے زیادہ اخراجات کی ضرورت نہیں ہے اندازہ ہے کہ پندرہ بیس ہزار روپے میں دو کمرے تیار ہو سکیں گے۔ جن میں حسب ضرورت سامان فرنیچر بھی مہیا کرنا ہوگا۔ اس رقم کو کچھ تو مقامی چندوں سے جمع کیا جائے گا اور مرکزی انجمن سے بھی درخواست کی جائے گی کہ کم از کم دس ہزار روپے کی رقم اس کام کے لئے ہمیں دے۔ دراصل تو اب چونکہ یہ دکان انجمن کی ملکیت ہے۔ اس کے اخراجات کی ذمہ داری انجمن پر ہونی چاہیئے۔ افتتاحیہ تقریب پر حضرت امیر نے بھی اس بات کے مدِّنظر یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ جب وہاں میں احمدیہ ہال اور دکانوں کا کام مکمل ہو کر انجمن کی آمدنی میں کافی اضافہ ہو جائے گا تو یہاں کی برانچ کو ایک مشن کی صورت میں چلایا جائے گا۔ چونکہ ہال اور دوکانوں کا کام قریباً ختم ہو چکا ہے۔ اب وقت ہے کہ مرکزی انجمن یہاں کی برانچ کو مستقل طور پر اپنی تحویل میں لے کر اس کے اخراجات کی کفیل ہو جائے۔

جیسا کہ بیان کیا جا چُکا ہے۔ مقامی جماعت کا یہ پہلا سالانہ جلسہ ہے اور امید ہے کہ آئندہ ہر سال اسی قسم کا جلسہ کے منعقد کرنے کی توفیق ملے گی۔ یہ جلسہ علاوہ اور فوائد کے ہمیں موقعہ مہیا کرتا ہے کہ ہم سال بسال اپنی مساعی کا جائزہ لیں۔ اور جو خامیاں ہمارے سامنے آئیں ان کو آئندہ سال دُور کرنے کی کوشش کریں۔ یہ تو اب سب کو معلوم ہے کہ ہماری جماعت کا نصب العین اور لائحہ عمل صرف دین اسلام کی تبلیغ اور اشاعت پر مرکوز ہے۔ ہمارے اجتماعات ہمارے چندے اور ہماری تمام مساعی انہی مقاصد کے لئے وقف ہیں۔ یوں سمجھ لینا چاہیئے کہ ہماری جماعت جہاد بالقلم اور جہاد باللسان میں برابر منہمک ہے۔

اس مقصد کے پیش نظر اس بات کو اس موقعہ پر بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مقامی جماعت کی تنظیم کا کام بہت نامکمل ہے اور اس میں بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اس کے لئے سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ ہم کو اپنی جماعت کے تمام ممبران کا علم ہونا چاہیئے اور ان کے نام ہمارے پاس مع پتہ کے رجسٹر میں درج ہونے چاہئیں۔ اب تک جو نام ہم درج رجسٹر کر چکے ہیں ان کی تعداد سو کے قریب ہے۔ اور ان اصحاب کے اہل و عیال کو شامل کر کے

(باقی)

جسمانی اور روحانی قوانین میں ہم آہنگی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجودہ امراض کی اصلاح کی اسلئے آپ زمانہ حال کے پیغمبر ہیں

جس خدا نے جسمانیات کے قاعدے قوانین اس کائنات میں جاری کر رکھے ہیں اس نے روحانیات کے لئے بھی قاعدے قوانین جاری کر رکھے ہیں۔ تمام انبیاء کی تعلیمات میں مطابقت پائی جاتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح جسمانیات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۶ مئی ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر مولٰنا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

وللہ ما فی السموات وما فی الارض ولقد وصینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ وان تکفروا فان للہ ما فی السموات وما فی الارض وکان اللہ غنیاً حمیداً۔ وللہ ما فی السموات وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا۔ (سورۃ النساء رکوع ۱۹)

آسمان اور زمین پر خدا تعالےٰ کی حکومت

ان دو آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے کمالات کا ذکر کیا ہے یہ کائنات جو آپ لوگوں کے سامنے ہے۔ یہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے اندر ہے، فرمایا للہ یہ ہمارے تصرف میں ہے، کیونکہ ہم اس کے خالق ہیں اور خالق اپنی پیدا کردہ چیزوں کے ذرہ ذرہ سے واقفیت رکھتا ہے۔ لہ الخلق ولہ الامر چونکہ خدا تعالےٰ خالق اور موجد ہے، اس لئے اس کائنات پر حکومت بھی اسی کی ہے اور وہی اپنی مخلوق کی تربیت کے سامان کر سکتا ہے۔

کائنات کی وسعت

آسمان اور زمین پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ کائنات کی بہت بڑی وسعت ہے۔ یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں، سمندر کے مقابلہ میں اس کا رقبہ قریباً ایک تہائی ہے۔ تاہم اس کی وسعت کا ہمیں پورا علم نہیں، اب تک اس کی چوٹیوں پر ہم نہیں پہنچ سکے، اس کی غاروں اور گہرائیوں کو ہم معلوم نہیں کر سکے، اور جو مخلوق اس میں پیدا کی گئی ہے، وہ اس قدر زیادہ اور اتنی مختلف النوع ہے کہ اُن پر احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس مخلوق میں سے ایک چڑیا بھی ہے جس کی کتنی ہی قسمیں ہیں، اور ہر قسم کی چڑیوں کی تعداد کا شمار ممکن نہیں۔ ایک معمولی چڑیا سے لے کر مور تک بے شمار قسمیں اور لاتعداد جانور پائے جاتے ہیں۔ پھر جنگل کے حیوانات اور مختلف قسم کے جانور ہیں، جن پر انسان احاطہ نہیں کر سکتا۔

مخلوق کی پرورش کے انتظامات

ان سب کی پرورش اور رزق کے سامان اللہ تعالےٰ نے ایسے کر رکھے ہیں کہ کوئی جانور کوئی حیوان بھوکا نہیں ہوتا۔ کوئی چڑیا جو خالی پیٹ اپنے گھونسلے سے دن کو باہر آتی ہے، شام کو پیٹ بھرے ہوئے گھر جاتی ہے۔ پھر نباتات جو پیدا کی گئی ہے اس کی انتہا نہیں، اور درخت اور کھیل پھول اس کے علاوہ ہیں اور انسان بھی جو اس سطح زمین پر سائش پذیر ہیں ان سب کی پرورش کا سامان بافراط موجود ہے۔ اور اس زمینی مخلوق کے علاوہ سمندروں کے اندر لاتعداد مخلوق ہے۔ جن کے رزق کا سامان خدا تعالےٰ نے کر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا وجعلنا لکم فیھا معایش ومن لستم لہ برازقین۔ ہم نے تمہارے لئے اس زمین میں معیشت کا سامان کر رکھا ہے اور ان سب کے لئے بھی جن کو تم رزق نہیں پہنچا سکتے۔ وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس موجود ہیں اور ہم ضرورت اور اندازہ کے مطابق اتارتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کی مخلوق کس قدر وسیع ہے اور اس کا علم کس قدر محیط ہے۔

قوانین فطرت مشرق سے مغرب تک یکساں ہیں

یہ کائنات جب سے بنی سرچشمہ برکات ہے اور اس کے اندر خدا تعالےٰ کا ایک ہی قانون چل رہا ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ خدا تعالےٰ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ تحویلا کے معنے ہیں ان میں کوئی تغیر نہیں آتا، اور تبدیلا کے معنے ہیں وہ بدلتے نہیں۔ انہی غیر مبدل قوانین کی وجہ سے یہ کائنات برکات کا سرچشمہ ہے۔ مشرق سے لے کر مغرب تک ایک ہی قانون اور ایک ہی فطرت پیدا کی گئی ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا۔ خدا نے اپنی فطرت پر انسان کو پیدا کیا اور وہی مشرق سے مغرب تک جاری ہے۔ دنیا بھر میں ہر ماں کالی ہو یا گوری، اپنے بچوں کے لئے شدید محبت رکھتی ہے۔ ایک ملکہ کو بھی اپنے بچے سے وہی محبت ہوتی ہے جو ایک چوہڑی کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے، قوانین سب کے لئے ایک ہیں، فطرت سب کی ایک ہے۔ اسکی وجہ سے برکات میں زیادتی ہوتی ہے، یہ سب کچھ خدا تعالےٰ کا پیدا کردہ ہے۔ للہ ما فی السموات وما فی الارض خدا ہی کی حکومت اس کائنات پر ہے اور کائنات میں اس کے افضال اور برکات کو دیکھ کر انسان کا سر اُس کے آگے جھکتا ہے۔

روح کی تربیت کا سامان

لیکن یہ تو سب کچھ جسمانیات سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ جس نے ہمارے جسم کی پرورش کے لئے اس قدر سامان کئے اس نے ہماری روح کی تربیت کا سامان نہ کیا ہو، اسی جگہ فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ ہم نے تمہاری روح کی تربیت کے لئے ایسا سامان [?] فراہم کیا ہے، جو شروع ہی سے ایک ہی زنجیر رکھتا [?]۔ آدم سے لے کر اب تک روح کی پرورش کے لئے ایک ہی تعلیم دی گئی، ان اتقوا اللہ خدا کی خوشنودی کے لئے اس سے ڈر کر زندگی بسر کرو۔ اس کی رضا کی راہوں پر چلو، غور کیجئے کیا ہماری زندگی خدا کے لئے ہے؟ کیا اس سے ڈر کر زندگی بسر کرتے ہیں؟ کیا ہم اس کی خوشنودی کے لئے اعمال بجا لاتے ہیں؟

اسلام نیا دین نہیں سب انبیاء کی تعلیم ایک ہے

اسلام کوئی نیا دین نہیں، اس نے وہی تعلیم دی ہے جو سب نبی اپنے اپنے وقتوں میں دیتے رہے

وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون جس قدر رسول پہلے ہو گذرے ہیں اُن سب نے توحید الٰہی اور ایک خدا کی عبادت کی تعلیم دی، جس قدر انبیاء گذرے ان سب کا وہی مذہب ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کیا ہے، جس طرح جسمانیات کے اندر خدا کے قانون میں کوئی تغیر و تبدل نہیں۔ اسی طرح اس کا روحانی قانون بھی ایک ہی ہے لا اله الا انا فاعبدون اور اس کے اندر کوئی تغیر و تبدل نہیں۔ فرمایا ولقد وصينا الذين اوتوا الكتب من قبلكم واياكم ان اتقوا الله پہلے لوگوں کو بھی ہم نے یہی تعلیم دی، خدا ترسی اختیار کرو، اور یہی تعلیم ہم نے محمد رسول اللہ کے ذریعہ سے دی ہے۔ تمام انبیاء کی تعلیم ایک ہے۔ اسی لحاظ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الانبياء اخوة امهاتهم شتى ودينهم واحد، انبیاء ایک دوسرے کے بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین واحد ہے، یہ قرآن کے اس ارشاد کے مطابق ہے، جس میں فرمایا ہے یا ایها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا انی بما تعملون عليم وان هذه امتكم امة واحدة وانا ربكم فاتقون۔ اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل بجا لاؤ میں جانتا ہوں جو کچھ تم کرتے ہو اور تم ایک ہی اُمت ہو، اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو یہی ایک تعلیم ہے جو سب انبیاء کو دی گئی کہ خدا کا تقویٰ اختیار کرو، اس کی خوشنودی کی راہوں پر چلو، ابتدائے آفرینش سے ایک ہی رب ہے، سرچشمہ ایک ہے تو دین کس طرح مختلف ہو سکتے ہیں، وہی تقویٰ کی تعلیم جو دوسرے انبیاء کو دی گئی یہاں بھی دی کہ ان اتقوا الله خدا خوفی سے زندگی بسر کرو، یہ ایک جامع تعلیم ہے۔ باقی سب اس کی تفصیلات ہیں۔

سب قوموں میں نبی آئے

تو بتایا کہ اگر یہ آسمان اور یہ زمین تمام مخلوقات کے لئے ایک ہی ہے، ایک ہی چاند اور ایک ہی سورج سب کے لئے بنایا جو مغرب اور مشرق اور مغرب سب پر طلوع ہوتا ہے، سب کے لئے یکساں بارش نازل ہوتی ہے جس سے سب کی جسمانی پرورش کا سامان غلہ وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ تو دین بھی جو ہم نے تم سب کے لئے مقرر کیا ہے ایک ہی ہے۔ یہ دین تمام قوموں کی روحانی تربیت کے لئے ہم نے بھیجا، ان من امة الا خلا فيها نذير سب قوموں کے اندر ہم نے انبیاء بھیجے، کوئی بھی خطہ ایسا نہیں جہاں کسی قوم کو اس روحانی بارش سے محروم رکھا ہو۔

نعمائے الٰہی کے انکار سے خدا کا کچھ نہیں بگڑتا

یہ انعامات ہیں جو ہم نے تمہیں دیئے ہیں اور تمہاری جسمانی اور روحانی تربیت کا سامان فراہم کیا ہے و

ان تكفروا اگر تم اس کا انکار کرو اور ناشکری کرو فان لله ما في السموات وما في الارض تو یہ حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے کہ زمین آسمان کے اندر جو کچھ ہے، سب پر ہماری حکومت ہے اور سب ہماری ملکیت ہیں چاہیئے تھا کہ زمین و آسمان کی برکات کو دیکھکر تمہارا سر جھک جاتا، لیکن اگر تم قدر نہ کرو تو وكان الله غنيا حميدا تم ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہو ہمیں تمہاری شکر گذاری اور اطاعت کی کوئی حاجت نہیں ہم غنی ہیں اور ہماری ذات محمود ہے۔ کسی کی حمد و ثنا کی ہمیں حاجت نہیں ہے۔

شرک سے کیوں منع کیا

یہ جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ شرک نہ کرو تو یہ اس لئے نہیں کہ اسے ڈر ہے کہ کوئی اس کی ملکیت میں حصہ دار نہ بن جائے كان الله غنيا حميدا تمہاری عبادات کی اسے کوئی حاجت نہیں۔ تمہارے روزہ سے اسے کوئی فائدہ نہیں وہ غنی ہے اسے ان باتوں سے بے نیازی ہے اس کا نقصان تمہیں اٹھانا پڑتا ہے کہ اشرف المخلوقات ہو کر مخلوق کو معبود بناتے ہو۔

ایک حدیث قدسی

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث بیان کی ہے، حدیث کے راوی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے، اس کو حدیث قدسی کہا جاتا ہے، فرماتا ہے يا عبادی لو ان اولكم واخركم كانوا على اتقى قلب رجل منكم ما زاد ذلك في ملكي شيئا اے میرے بندو! تم سارے کے سارے اوّل سے آخر تک نہایت متقیانہ قلب کے انسان بن جاؤ تو بھی ہماری سلطنت میں ذرہ بھر زیادتی نہیں ہو سکتی، اور اسی طرح سے اگر تم سارے کے سارے اوّل سے لے کر آخر تک نہایت فاجر و فاسق دل کے بن جاؤ تو ہمیں ذرہ بھر نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے بعد ایک اور بات فرمائی جو غور کے قابل ہے۔ فرمایا انما هو اعمالكم احصيها لكم ثم اوفيكم اياها فمن يجد خيرا فليحمد الله ومن يجد شرا فلا يلومن الا نفسه۔ یعنے زندگی کی کامیابیاں اور ناکامیاں تمہارے اعمال کی وجہ سے ہیں۔ تمہارے اعمال ہی ہیں جنہیں ہم محفوظ کر لیتے ہیں۔ پھر ان کا پورا پورا بدلہ دیتے ہیں۔ جس کو اچھا بدلہ ملتا ہے اس کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور جس کو نقصان پہنچتا ہے اس کو چاہیئے کہ اپنے ہی نفس کو ملامت کرے

اعمال کا ریکارڈ

قرآن کریم نے بھی فرمایا و كل انسان الزمنه طئره في عنقه ہر انسان کا اعمال نامہ ہم نے اس کی گردن کے ساتھ لٹکا رکھا ہے، تم خود اپنے اعمال کو ہر روز لکھتے رہتے ہو۔ یہ ریکارڈ ضائع نہیں جا سکتا۔

انما هى اعمالكم احصيها لكم سارا قصہ تو تمہارے اعمال کا ہے، تمہارا نروس سسٹم، تمہارا دل اور دماغ، تمہارے ہاتھ پاؤں سب کے سب تمہارے عملوں کو ریکارڈ کر رہے ہیں اور ان عملوں ہی کی وجہ سے تم فائدہ یا نقصان اٹھاؤ گے۔ اس حدیث قدسی میں کیا فلسفہ بیان کیا ہے کس قدر ڈر کا مقام ہے کہ کوئی شخص اندھیری کوٹھڑی کے اندر جہاں کوئی بھی دیکھنے والا نہ ہو کوئی بری حرکت کرے تو وہ بھی ریکارڈ ہو جاتی ہے۔ تمہاری بیوی تمہارے نوکر، تمہارے ماتحت جو کلرک وغیرہ ہیں سب جانتے ہیں کہ تم کیا عمل کرتے ہو اور تم کس کیریکٹر کے مالک ہو، فرمایا تمہارے دلوں کی گہرائیوں میں جو چیزیں چھپی ہوئی ہیں نخرج له يوم القيامة كتابا يلقه منشورا۔ ان کو گہرائیوں سے نکال کر تمہارے سامنے ایک کھلی کتاب کی شکل میں رکھ دیں گے۔

عرب کے بدو نبی کریمؐ کی اطاعت سے باخدا اور با اخلاق ہو گئے

پھر فرمایا ولله ما في السموات وما في الارض زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب خدا ہی کا ہے اگر تم اس کی تلقین کو نہ مانو تو خدا کا کچھ نہیں بگڑتا۔ تمہارا سب کچھ بگڑ جاتا ہے۔ اور اگر تم اس کو مانو گے تو تمہیں ہی فائدہ حاصل ہوگا۔ جن لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ان کو بڑے بڑے فوائد حاصل ہوئے وہ وحشی بدو جن کو کوئی نیکی اور بدی کی تمیز نہ تھی، وہ قرآن پر عمل کرنے سے باخدا ہو گئے اور دنیا کے بادشاہ بن گئے وہ مثالی بادشاہ ہوئے، وہ مثالی کمانڈر ہوئے۔ یہ سب اچھے اعمال کا نتیجہ۔

پاکستان کی سرزمین اچھے اعمال سے پاک ہوگی

اچھے اعمال چھوڑ دینے سے انسان تباہی کی طرف چلا جاتا ہے۔ پاکستان جب بنا تو مسلمانوں نے شکر کیا کہ غیروں کے تسلط سے آزادی حاصل ہوئی۔ اب ان کا اختیار ہے کہ کہ پاک زندگی بسر کریں یا ناپاک عملوں سے اس سرزمین کو ناپاک کر دیں۔

تمام اسلامی دنیا میں اتحاد اور اخلاق فاضلہ کی طرف رجحان

نظر تو یوں آرہا ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان ترقی کریں گے، اُن کے حکام کی توجہ باہمی اتحاد اور اخلاق فاضلہ کی طرف ہے۔ اس حج میں الجزائر، مصر، طرابلس، لیبیا ترکی، انڈونیشیا اور سب ملکوں کے مسلمانوں کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ سفید کپڑے۔ قد سفید رنگ، اور سب کے دلوں میں جذبہ ہے کہ سب مسلمان ایک ہو جائیں۔

یورپ طاقتور کے سامنے جھکتا اور کمزور کو دباتا ہے۔

یورپی قوموں کا قاعدہ ہے کہ قوی کے آگے جھکتے ہیں

(باقی بر صفحہ)

مغرب میں اسلام کا مستقبل

(بسلسلہ صفحہ ۳)

آپ نے فرمایا کہ آج کی مجلس کے صدر جناب علامہ علاؤالدین صدیقی بھی اس مشن کے کام سے براہ راست واقفیت رکھتے ہیں انہوں نے ۱۹۵۳ء میں جب وہ انگلستان تشریف لے گئے اس مشن کے لندن ہاؤس میں ایک لیکچر بھی دیا تھا اور ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی مساعی کو بچشم خود دیکھا تھا۔ معزز لیکچرار نے اسلام کے متعلق یورپ کے سابقہ نقطہ نگاہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ صلیبی جنگوں اور عیسائی پادریوں اور مستشرقین کے معاندانہ لٹریچر کی وجہ سے عام طور پر یورپ کی رائے اسلام کے بالکل خلاف تھی۔ اور اس کی ایسی بری تصویر کھینچی گئی، جو دیکھنے والوں کے دلوں میں نفرت پیدا کر دیتی تھی۔ لیکن آج ووکنگ مشن کی مساعی کا نتیجہ ہے کہ اسلام کے متعلق یورپ کی رائے بالکل بدل چکی ہے، اور وہاں عام طور پر اسلام کو ایک معقول مذہب سمجھا جا رہا ہے اور عیسائیت اپنی غیر معقول تعلیم و معتقدات کی وجہ سے ناکام ہو چکی ہے۔ آپ نے اس ضمن میں بہت سی مخالف موافق یورپین تصنیفات کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ میرے ہاتھ پر اس وقت تک ۱۲۰۰ انگریز مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکی ہیں (اس سے پیشتر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور مولانا صدرالدین صاحب اور دیگر مبلغین کرام کے ذریعہ جو لوگ مسلمان ہوئے ان کی تعداد اس پر مستزاد ہے۔ دیو برمن) شیخ صاحب نے افسوس کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا کہ یورپ میں اسلام کی جو تعلیم پیش کی جاتی ہے۔ عام طور پر مسلمانوں کی عملی حالت اس کے مطابق نہیں، اور یہ تبلیغ اسلام کی راہ میں ایک بڑی روک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن کو یہ تاریخی حقیقت حاصل ہے کہ بلا کسی لفظ یا حرف کی تبدیلی کے آج بھی اسی طرح موجود ہے۔ جس طرح تیرہ سو سال پہلے نازل ہوا تھا۔

آپ نے اپنے دورہ امریکہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں ایجا محمد کی قیادت میں اسلام کا جو تصور پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ صحیح نہیں اور اس سے اسلام کے متعلق امریکی لوگوں کا تاثر خراب ہوتا جا رہا ہے آپ نے اس بات پر زور دیا کہ مغربی دنیا میں صحیح اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کی بڑی ضرورت ہے، کیونکہ اسی سے دنیا کی موجودہ مصائب دور ہو کر امن قائم ہو سکتا ہے۔

شیخ صاحب کے بعد حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ نے نہایت مختصر تقریر میں آیہ کریمہ خلقکم من نفس واحدۃ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد لافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم کو پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کے نزدیک ساری مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور ساری انسانیت ایک برادری کا حکم رکھتی ہے، آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو بھی پیش کیا۔ ان ربکم واحد وان اباکم واحد اور فرمایا کہ آج بیسویں صدی میں دنیا کو اس تعلیم کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا میں نسلی اور لونی تفاوت نے انسانیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے

آپ نے اس ضمن میں حبشیوں پر امریکہ کے مظالم اور جنوبی افریقہ میں وہاں کے اصلی باشندوں پر انگریز حکمرانوں کے ناجائز تسلط کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام اس قسم کی نسلی منافرت کو پسند نہیں کرتا اس کا ارشاد ہے ولقد کرمنا بنی آدم، جو بھی بنی آدم ہے وہ لائق تکریم ہے خواہ وہ کسی وطن اور کسی نسل سے ہو۔

آپ نے اسی سلسلہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے اس عمل کو پیش کیا کہ طعمہ انصاری اور ایک یہودی کے مابین ایک چوری کے مقدمہ میں آپ نے انصاری قوم کی اس سفارش کے باوجود کہ طعمہ کو اس مقدمہ میں بری کر دیا جائے اور اس حقیقت کے باوجود کہ حضرت نبی کریم صلعم انصار کی امداد کے مرہون منت تھے .... طعمہ کو مجرم گردانتے ہوئے اسے سزا دی اور یہودی کو بری قرار دیا، حضرت مولانا نے فرمایا کہ یہ نبی کریم صلعم کا امتحان تھا، کہ آپ کا عمل آپ کی تعلیمات کے کہاں تک مطابق ہے، اور آپ اس میں پورے اترے۔

حضرت امیر نے حضرت نبی کریم صلعم کی اس ہدایت کا بھی ذکر کیا جو حضور نے ابو موسیٰ اشعری کو حاکم یمن مقرر کرتے ہوئے دی کہ رعایا کے اموال کو ہڑپ نہیں کرنا اور مظلوم کی آہ سے بچنا کیونکہ مظلوم کی آہ خواہ وہ غیر مسلم ہو سیدھی خدا تک پہنچتی ہے۔ ایسا ہی آپ نے فرمایا کہ مصر کو جب فتح کرو تو وہاں کے باشندوں کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری تم پر عائد ہوگی۔ اور ہماری دادی اماں حضرت ہاجرہ بھی اسی وطن کی تھیں اس لئے اس تعلق کی وجہ سے بھی ان کی رعایت ملحوظ رکھنا۔ چنانچہ مصر کے فتح ہونے کے بعد وہاں ہر قسم کی مراعات ان لوگوں کو دی گئیں تاہم ایک موقعہ پر سعد بن ابی وقاص حاکم مصر کے صاحبزادہ نے ایک قبطی کو مارا تو حضرت عمرؓ نے دونوں باپ بیٹے کو بلا کر سرزنش کی اور فرمایا کہ تم نے کب سے ان لوگوں کو غلام بنانا شروع کیا ہے جن کی ماؤں نے ان کو آزاد پیدا کیا تھا۔

آپ نے فرمایا کہ یہ واقعات اور اسلام کی تعلیمات ثابت کرتی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم زمانہ حال کے پیغمبر ہیں کیونکہ انہوں نے زمانۂ حال کی بیماریوں کا علاج ان تعلیمات کے ذریعہ کیا ہے۔

آخر میں صاحب صدر علامہ علاؤالدین صدیقی نے شیخ محمد طفیل صاحب کی تبلیغی مساعی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے تبلیغی کارناموں کی داد دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ آج غیر مسلم دنیا کو اسلام کی ضرورت ہے اور دنیائے اسلام کو اس سے بھی زیادہ اسلام کی ضرورت ہے۔ اس وقت دنیا کی مختلف قوموں کی زندگی، آزادی اور عزت کو اقتصادی امداد کے نام پر .... غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جا رہا ہے ..... صرف اسلام ہی انسانیت کو غلامی سے نجات دلا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اسلام کے اصولوں پر پوری طرح عمل کریں اور دنیا کو بھی اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ صاحب صدر تقریر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جماعت کراچی میں نئے دور کا آغاز

(بسلسلہ صفحہ ۲)

چار پانچ سو سے زائد ہوگی مجھے یقین ہے کہ ہمارے بہت سے ممبران کے نام اور پتے ہمارے پاس نہیں۔ اس رجسٹریشن کو مکمل کرنا بہت ضروری ہے۔ دوسرا ضروری قدم چندہ ماہوار کی ادائیگی کا ہے۔ اس وقت ہماری ماہانہ رقم اس فنڈ میں تین چار سو کے قریب ہے لیکن اگر تمام ممبران اس میں شامل ہوں تو یقیناً یہ رقم دوگنی بلکہ تگنی ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ عیدین کے موقعہ پر عید فنڈ اور فطرانہ کی شکل میں بھی تین سو کی رقم جمع ہو جاتی ہے مگر یہ بھی کم ہے اگر سب احباب اپنی استطاعت کے مطابق اس میں حصہ لیں تو یہ بہت بڑھ سکتی ہے یہ سب رقوم مرکزی انجمن کو روانہ کر دی جاتی ہیں۔ اور اس کی آمد میں شامل ہوتی ہیں۔ اگر یہ دو کام پایۂ تکمیل کو بخوبی پہنچ جائیں تو امید ہے کہ اس سے جماعت کے استحکام اور تنظیم کو بہت قوت ملے گی اور ہم اپنے مقصد میں مرکزی انجمن کے لئے صحیح طور پر ممد و معاون ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم یہ کام سرانجام دے سکیں۔ اس میں مشکلات ضرور ہیں لیکن جو اعلیٰ مقصد ہمارے سامنے ہے اس سے کوئی ذاتی اغراض و فوائد وابستہ نہیں۔ محض للّٰہی کام ہے۔ موجودہ زمانے میں جب زندگی کی کشمکش نے ایک شدید صورت اختیار کر لی ہے۔ اللہ کے دین کے لئے وقت اور مال کا ایثار بڑی قربانی چاہتا ہے اور مخلصانہ کوشش چاہتا ہے ہمارا عہد امام زمان علیہ الرحمۃ کے ساتھ اس بناء پر یہ ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اس مقام کو حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین

رحیم بخش۔ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ برانچ کراچی۔

کیا تنگ ہے مانتے ہیں تمہیں مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہم نے مجدّد کا زمانہ پایا ہے

بھدّرواہ (ریاست کشمیر) میں ۱۶ افراد کا قبول احمدیت

بحضور امیر قوم حضرت مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

"ہم افراد ذیل نے خدا کے فضل سے احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کیا اور کر رہے ہیں الحمد للہ ہم کو یہ توفیق مل گئی کہ حضرت امام وقت کو شناخت کیا۔ ہم نہایت خوش اور مسرور ہیں، کہ خدا تعالےٰ نے آقائے دو جہاں محمد رسول اللہ صلعم کی وہ پیشگوئی پوری فرمائی جس میں حضور صلعم نے امت کو خوشخبری دی ہے کہ اس اُمت میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد مبعوث ہوگا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہم نے مجدّد کا زمانہ پایا اور حضور کی پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ لہذا ہم نہایت فخر اور مسرت کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور آنجناب سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری "بیعت احمدیت" منظور فرماویں اور ہمیں سلسلہ کا باقاعدہ ممبر تصور فرماویں۔ ہم نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ :— ہم ہر حال عسر یسر رنج راحت میں دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ انشاءاللہ۔ ہم سلسلہ اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں حتی الوسع جان۔ مال۔ علم سے قربانی پیش کرنے میں دریغ نہیں کریں گے۔ ہم دنیاوی تمام رشتوں ناطوں اور خادمانہ حالتوں پر اس رشتہ احمدیت کو ترجیح دیں گے۔ ہم حسب استعداد اس سلسلہ میں ماہانہ چندوں کا بھی پورا پورا التزام کریں گے۔ ہم مرکز احمدیت اور حضور کی طرف سے اُٹھی ہوئی ہر تحریک کو لبیک کہیں گے انشاء اللہ پس درخواست ہے کہ ہماری بیعت بھی منظور فرماویں۔ اور ہماری ترقی ایمان و ایقان کی خاطر خدا تعالےٰ سے دعا فرمائیں اور اپنی نیک اور قیمتی نصائح سے بھی نوازیں۔

نمبر شمار	نام بیعت کنندہ	ولدیت	عمر	پیشہ
۱	مسٹر عبدالحفیظ	عبدالکریم	۱۶ سال	طالب علم سیکنڈری سیکنڈ ایر کلاس
۲	ماسٹر عبدالحی	" "	۱۹ "	مدرس
۳	مسٹر عبدالجبار	عبدالرحمان	۲۰ " "	طالب علم سیکنڈری سیکنڈ ایر کلاس
۴	مسٹر عبدالرشید	عبدالغنی	۱۹ " "	" " " " " "
۵	ماسٹر عبدالجبار	غلام قادر	۲۰ " "	ملازمت۔ مدرس
۶	مسٹر عبدالرؤف	عبدالرزاق	۲۱ " "	سیکنڈ ایر طالب علم گورنمنٹ کالج بھدرواہ
۷	مسٹر عبدالحمید	عبدالغنی	۱۸ " "	طالب علم سیکنڈ ایر ہائی سیکنڈری
۸	مسٹر عبداللطیف	غلام قادر	۱۸ " "	تجارت۔ دوکانداری
۹	مسٹر عبدالقیوم	عبدالغنی	۲۵ " "	کلرک۔ ملازمت
۱۰	مسٹر غلام محمد	عبدالصمد	۱۳ " "	طالب علم
۱۱	مسٹر عبدالشکور	غلام رسول	۱۷ " "	تھرڈ ایر سیکنڈری ایجوکیشن
۱۲	مسٹر عبدالمجید	عبدالغنی	۲۱ " "	ملازمت E.L.F.P.
۱۳	مسٹر عبدالحی گنائی	عبد	۲۳ " "	تجارت دوکانداری
۱۴	عبدالحمید	محمد عبداللہ	۱۴ " "	طالب علم
۱۵	عبدالمجید	غلام قادر	۱۵ " "	طالب علم
۱۶	علی محمد	عبدالغفار	۲۵ " "	تجارت

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمدؐ صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

خطبہ جمعہ —— بسلسلہ صفحہ

اور کمزور کو دباتے ہیں تستحذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکون امۃ ہی اربی من امۃ، قوی کو ساتھ دیتے ہیں معاہدات کی بھی کوئی پروا نہیں کرتے یہ بیسویں صدی کے یورپ کا حال ہے، وہ طاقتور کا ساتھ دیتے ہیں اور ضعیف کو دباتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم ماڈرن پرافٹ ہیں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم جو کمزور کا ساتھ نہ دے خدا اس کو بار آور نہیں کرتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس وقت تک دم نہ لوں گا جب تک طاقتور سے ضعیف کا حق چھین کر اسے نہ دلا دوں، اور جب حضرت ابوموسیٰ اشعری کو یمن کا حاکم بنا کر آپؐ نے بھیجا تو اسے تلقین کی کہ ان کا مال ہڑپ نہیں کرنا ظلم نہیں کرنا اتق دعوۃ المظلوم۔ مظلوم کی آہ سے بچنا، کیونکہ مظلوم کی آہ سیدھی خدا تک پہنچتی ہے۔ یہ وہ پیغمبر ہے جو آج سے پندرہ سو سال پہلے آج کی امراض کی اصلاح کرتا ہے۔ اسی لئے یہ ماڈرن پرافٹ (زمانہ حال کا پیغمبر) ہے۔ اگر مسلمان اس کی ہدایات پر عمل کریں گے تو فلاح پائیں گے۔ ورنہ قرآن کا ارشاد ہے۔ لیستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ کوئی اور قوم ان کی جگہ کھڑی ہو جائے گی اس قانون کی زد میں اگر مسلمان آتا ہے تو آیا کرے، خدا کو اس کی کیا پروا ہے۔

قرآن و حدیث کو لائحہ عمل بنائیں

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ بھی ترقی کریں تو قرآن اور حدیث کو اپنا لائحہ عمل بنائیں جیسا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا انی قد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدی ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ و سنتی میں دو چیزیں تم میں چھوڑتا ہوں اگر تم میرے بعد ان کو مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ یہ دونوں چیزیں اللہ کی کتاب اور میرا طریق عمل ہے ضرورت ہے کہ مسلمان ان دونوں چیزوں کو اپنا لائحہ عمل بنائیں کہ اسی میں ان کی فلاح مضمر ہے۔

رپورٹ جلسہ خواتین —— (بسلسلہ صفحہ)

...کو مسجد میں جو فیصلہ ہوگا وہ اس ذات باری کے احکام کے مطابق ہوگا اور مسجد کی حرمت اور پھر ایک زندہ اور طاقت ور خدا کا تصور ذہنوں کو مادیت کی دنیا میں بھٹکنے نہ دے گا۔ مسلمانوں کی عبادت گاہ۔ جلسہ کا آخری مضمون تھا اس کے بعد جماعت کے لئے اور بیماروں کی صحت کے لئے دعا کی گئی اور جلسے کی کارروائی ختم کر دی گئی تمام خواتین سے درخواست کی جاتی ہے کہ اگلا ماہانہ جلسہ ۱۳ جون کو بعد از نماز جمعہ مسجد میں ہوگا۔ گرمی کی شدت کو نظر انداز کر کے ضرور تشریف لائیں مہربانی ہوگی۔ والسلام۔

رشیدہ اختر (سیکرٹری)

اعلان

۲۵ مئی ۱۹۶۶ء کا پیغام صلح عید سو تو نمبر ہوگا جس کی ضخامت معمول سے کم از کم دوگنی ہوگی۔ اس لئے ۱۸ مئی ... قارئین کرام مطلع رہیں۔

...۸۳۸ - شمارہ نمبر ۱۷

ادارہ

حضرت امام الزمان کا بیان

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنے قرآن مجید کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر حسبنا کتابُ اللہ ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیّدنا محمّد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے رسُول اور خاتم الانبیا ہیں .... غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالح کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہلِ سنّت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی الزام ہم پر لگاتا ہے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افترا کرتا ہے۔ قیامت میں ہمارا اس پر یہ دعوےٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔ الا ان لعنۃ اللہ علی الکاذبین والمفترین۔"

ایّام الصُلح صفحہ ۹۵-۹۶

مغربی افریقہ میں نائیجیریا مسلم مشن کی شاندار تبلیغی سرگرمیاں

جماعت نائیجیریا کے چھاپہ خانہ کا قیام ریلیجن آف اسلام کے ایک حصّہ کا نائیجیرین زبان میں ترجمہ!

(از قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ انچارج نائیجیریا مسلم مشن لیگاس)

۱۔ جماعت احمدیہ لاہور کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت خوشی و مسرت سے سُنی جائے گی کہ نائیجیریا مسلم مشن کے زیر اہتمام دس بارہ ایسے آنریری مبلغین کی ایک جماعت قائم کی گئی ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں میں خالصتاً للّٰہی جذبہ و جنون سے تبلیغ اسلام کا کام کرنے کے علاوہ زیر تبلیغ احباب و دیگر سامعین کے مختلف سوالات و استفسارات کا جواب دیتی ہے اور اس کے نہایت مفید نتائج منظر عام پر آ رہے ہیں۔

ان آنریری مبلغین کے نام یہ ہیں :-

۱۔ عبدالرحمان ڈونوٹیے بنک کلرک
۲۔ مرتضےٰ اوڈیناکو بنک کلرک
۳۔ جبرل اولانسایہ بنک کلرک۔
۴۔ محمد فصیح اڈے بامی (آرکیٹیکٹ)
۵۔ حسین محمد عربی ٹیچر سیکنڈری سکول
۶۔ عبدالرزاق اونے لیلا سٹینو گرافر فیڈرل سیکرٹریٹ
۷۔ ذکریا جگیڈے بنک کلرک۔
۸۔ ذکریا انوٹی ٹھیکیدار
۹۔ مسز صحابیہ اڈے بامی۔
۱۰۔ محمد مفتاح۔ کلرک پٹرول کمپنی۔
۱۱۔ عیسٰے زبیر (یہ شخص اب نائیجیریا مسلم مشن کے سیکرٹریٹ کا انچارج بھی ہے)
۱۲۔ محمد احمد ساکن علاقہ اڈکے پوکو۔ لیگاس۔

۲۔ جماعت نائیجیریا بڑے اہتمام کے ساتھ بذریعہ اشتہارات پبلسٹی کر کے یہاں کے ایک مشہور سرکاری ہال موسومہ "اگزیبشن سنٹر ہال" میں اسلام کی مختلف جزئیات پر بڑی تقاریر کراتی رہتی ہے۔ جن میں شہر کا اعلیٰ تعلیم یافتہ اور چیدہ طبقہ شامل ہوتا ہے۔ ایسے کامیاب جلسوں کی کچھ تصویریں بھی بغرض اشاعت شامل ہیں۔

۳۔ اس جماعت نے حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور انگریزی تصنیف "ریلیجن آف اسلام" میں سے ایک حصّہ بعنوان "عبادات" مشتمل بر یکصد صفحات ایک پمفلٹ کی صورت میں پانچ ہزار کی تعداد میں چھاپنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس پر ۳۵۰ پونڈ اخراجات کا اندازہ ہے اس میں سے ڈیڑھ صد پونڈ جمع کئے جا چکے ہیں اور بقیہ رقم کو بھی جلد از جلد پورا کر کے اس مفید کام کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ انشاء اللہ

نائیجیریا مسلم مشن کے زیر اہتمام قاضی عبدالرشید صاحب جلسۂ عام سے خطاب کر رہے ہیں۔

نائیجیریا مسلم مشن کی آنریری مبلّغہ پبلک جلسہ زیر اہتمام نائیجیریا مسلم مشن میں تقریر کر رہی ہیں یہ فوٹو اس جلسہ گاہ کے صرف ایک حصّہ کا ہے جس میں قاضی عبدالرشید صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۶۶ء

ختمِ نبوّت اور مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلی اور حقیقی معنوں میں خاتم النبیّین ثابت کیا اور کھلے طور پر اعلان کیا کہ آپ کے بعد نہ کوئی قدیم نبی آ سکتا ہے اور نہ جدید۔ مسلمانوں کے اس عقیدہ نے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام دو ہزار سال سے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے نازل ہوں گے، ایک بہت بڑا فتنہ دنیا میں پیدا کر دیا تھا۔ ایک طرف عیسائی اس عقیدہ کو الوہیت مسیح کے ثبوت میں پیش کر کے مسلمانوں کو قبول عیسائیت کی دعوت دیتے اور سینکڑوں اور ہزاروں مسلمانوں کو دھڑا دھڑ عیسائی بنا رہے تھے اور دوسری طرف اسی عقیدہ کی وجہ سے مسلمانوں کو یہ مشکل پیش آ رہی تھی کہ ختم نبوّت کے ہوتے ہوئے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو جو نبی اللہ ہیں دوبارہ نازل ہونے پر کس منصب پر بٹھایا جائے گا۔ اس کی مختلف توجیہات کی گئیں کسی نے کہا کہ وہ منصب نبوّت سے معزول کر دیئے جائیں گے اور اُمتی ہو کر اصلاح خلق کریں گے کسی نے کہا کہ یہ صحیح نہیں۔ نبی اپنی نبوّت سے معزول نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسٰے غیر صاحب شریعت نبی ہیں، اور ختم نبوت غیر صاحبِ شریعت نبیوں کے آنے سے مانع نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان دونوں توجیہات کو غلط قرار دیا اور کھلے لفظوں میں اعلان کیا :۔

> "جس حالت میں ابنِ مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمتی ہوگا تو پھر وہ باوجود اُمتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متباین ہے اور خاتم النبیّین ہونا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوّت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے"

اور فرمایا :۔

> "اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرئیل ان پر نازل نہ ہوں گے، بلکہ وہ بکلی مسلوب النبوّت ہو کر اُمتیوں کی طرح بن جائیں گے۔ تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں تو یہ امر بھی ختم نبوّت کے منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونا شروع ہو گئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے، ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالےٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیّین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوّت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا" (ازالہ اوہام ص۵۷۷)

اس کے ساتھ ہی حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آج سے دو ہزار سال پہلے اسی دنیا میں اپنی طبعی عمر پا کر وفات پا چکے ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتے۔ اور حدیثوں میں جو نزول مسیح کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس اُمت کا کوئی فرد مسیح علیہ السلام کی خو بو میں ان کا مثیل ہو کر عیسائیت کی اصلاح کے لئے آئے گا اور وہ میں ہوں۔ چنانچہ فرمایا ؎

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند

حضرت مرزا صاحب کے ان اعلانات سے وہ تمام فتن دُور ہو گئے، جو حیات مسیح اور نزول مسیح کے غلط عقائد کی وجہ سے عیسائیت اور اسلام میں پیدا ہو چکے تھے۔ اور جہاں ایک طرف عیسائیت کے بنیادی عقائد کی عمارت گر کر پاش پاش ہو گئی اور مسلمان اس کے حملہ سے محفوظ ہو گئے وہیں ختم نبوّت بھی اپنے صحیح معنوں میں قائم ہو گئی۔ لیکن واحسرتا! برحال ما کہ آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد انہی کے نام لیواؤں میں سے ایک ایسی قوم اٹھ کھڑی ہوئی جس نے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ حضرت عیسٰے وفات پا چکے ہیں اور کوئی قدیم نبی خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا، یہ عقیدہ تراش لیا کہ حضرت مرزا صاحب خود منصب نبوّت پر فائز تھے۔ اور اُمت میں ہی غیر تشریعی نبوّت جاری ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے جہاں کسی قدیم نبی کا آنا ختم نبوّت کے منافی قرار دیا وہیں یہ بھی اعلان کیا کہ

> "قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوّت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے اور نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے، حدیث میں نہ قرآن میں یہ تصریح موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے پس کس قدر دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے، اور بعد اس کے جو وحی منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوّت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوّت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوّت کی وحی ہوگی" (ایام الصلح ص۱۴۶)

غور کیجئے اس قدر واضح بیان کے ہوتے ہوئے ہمارے قادیانی دوست حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نئی نبوّت کا اجراء مان کر بقول حضرت مسیح موعودؑ کس قدر دلیری اور گستاخی کا ارتکاب کر رہے ہیں اور آپ کو مدعی نبوّت قرار دے کر نہ صرف نصوصِ صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ رہے ہیں بلکہ دنیا میں آپ کی بدنامی کا موجب ہو رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود نے صرف مندرجہ بالا تحریروں میں ہی نہیں بلکہ اپنے بیسیوں رسائل اور کتب اور اشتہارات میں کھلے طور پر یہ اعلان کیا کہ آپ کا نبوّت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت اور مجددیت کا دعوےٰ ہے اور یہ بھی اعلان کیا کہ

> "میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا"

لیکن قادیانی حضرات کے نزدیک یہ آپ کے ابتدائی زمانہ کی تحریرات ہیں اور کچھ عرصہ بعد انہوں نے دعویٰ نبوّت کر دیا تھا، حالانکہ اس قسم کی کوئی بھی تحریر وہ پیش نہیں کر سکتے جس میں حضرت مسیح موعود نے یہ اعلان کیا ہو کہ پہلے میں دعوےٰ نبوّت سے انکاری تھا اور اب مجھ پر روشن ہو گیا ہے کہ میں نبی ہوں اور میرے تمام نہ ماننے والے کافر ہیں، اس کے برخلاف آپ کی آخری تحریرات میں بھی جہاں نبوّت کا نام پانے کا ذکر ہے، اصلی اور حقیقی نبوّت کا انکار ہی پایا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا سمیت نبیًا من اللہ علےٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقت (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۶۴) اور فرمایا :۔

> "یہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اعزازی نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہوا" (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۸۳ حاشیہ)

کون کہہ سکتا ہے کہ اعزازی نام حقیقت پر مبنی ہوتا ہے کیا اگر کسی کو اعزازی طور پر نواب کا خطاب دیا جائے تو وہ حقیقتاً

حریمِ قدس میں لاریب تم شمعِ صداقت ہو

از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب مرحوم

مسیحِ وقت بیشک لائقِ وصف و ثنا تم ہو ؎ حبیبِ کبریا تم ہو بروزِ مصطفےٰ تم ہو

حریمِ قدس میں لاریب تم شمعِ صداقت ہو ؎ شبستانِ جہاں میں مشعلِ علم و ہدیٰ تم ہو

سراپا نور کا پتلا تمہاری ذاتِ اقدس ہے ؎ مجسّم رحمتِ حق پیکرِ فضلِ خدا تم ہو

تمہیں اللہ نے دی تاجداری کشورِ دیں کی ؎ بحکمِ خالقِ اکبر شہِ مُلکِ ہدیٰ تم ہو

شمائل میں تمہارے حسنِ احمد جلوہ فرما ہے ؎ شبیہِ مصطفےٰ ہو مظہرِ خیرالوریٰ تم ہو

تمہاری شان کی رفعت کوئی نادان کیا جانے ؎ زمیں پر حجۃ اللہ مہبطِ وحیِ خدا تم ہو

تمہاری ذاتِ والا گوہرِ یکتائے عالم ہے ؎ نگینِ خاتمِ دینِ محمد مصطفےٰ تم ہو

عطا تم کو کئے خالق نے ہیں دو منصبِ عالی ؎ مسیحِ ابنِ مریم مہدیِ فرخ لقا تم ہو

ہوا شاداب آنے سے تمہارے گلشنِ ملت ؎ ریاضِ دینِ احمد کی بہارِ جانفزا تم ہو

محمد گلشنِ خوبی تم اس کے اک گلِ رنگیں ؎ محمد بحرِ حکمت اس کے درِّ بے بہا تم ہو

تمہارے آنے سے غالب ہوا اسلام دنیا میں ؎ کیا کسرِ صلیب جس نے وہ مردِ خدا تم ہو

خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تم کو ؎ ولایت تم پہ نازاں افتخارِ اولیاء تم ہو

ہوئی کافور آنے سے تمہارے کفر کی ظلمت ؎ شبِ تاریک و تیرہ میں مہِ صدق و صفا تم ہو

عدوانِ محمد کے لئے تم برقِ خاطف ہو ؎ محبانِ محمد کے لئے ابرِ سخا تم ہو

وہی تم ہو جسے دیکھا رسول اللہ نے کعبہ میں ؎ وہی خوش رنگ گندم گوں مسیحِ باصفا تم ہو

نوشتوں میں بصد عظمت بشارت آئی ہے جس کی ؎ خدا شاہد وہی مردِ مبشر میرزا تم ہو

تمہارا عشق ہیں روزِ ازل سے لیکے آیا ہوں ؎ مجھے محبوب تر از جان و دل بعد از خدا تم ہو

مسیحا میرا دامن گوہرِ مقصود سے بھر دے
گدائے بے نوا مضطر ہوا تشنہ ہوں دستا تم ہو

انبیائے سابق کے مشکل حالات کے بیان میں آنحضرت صلعم کی تسکین قلب کا سامان

حق و صداقت پر صبر و استقامت کا حکم اور ادائگی فرض کیلئے آنحضرت صلعم کی شدت احساس

حضرت مرزا صاحب کی نیک شہرت اور حق پرستی

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۶۶ء فرمودہ الحاج حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ولقد اتینا موسی الکتاب فاختلف فیہ ـــــ فاستقم کما امرت ومن تاب معک ولا تطغوا ۔ انہ بما تعملون بصیر ۔ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۔ وما لکم من دون اللہ من اولیآء ثم لا تنصرون ـــــ وجاءک فی ھذہ الحق وموعظۃ وذکری للمؤمنین ـــــ (سورۃ ھود رکوع ۱۰)

آنحضرت صلعم کی تسکین قلب کے لئے انبیائے سابق کے حالات کا بیان

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف کا ذکر کیا گیا ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضور کو تاریخی واقعات کی بناء پر تسلی بھی دی ہے ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مستقل مزاج ۔ بڑے اولوالعزم اور بڑے شجاع تھے ۔ ان کے خصائص میں غیر معمولی استقلال بھی تھا ۔ اس کے باوجود خدا تعالےٰ نے آپ کو تسلی دینا ضروری خیال کیا ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکلات بہت سخت تھیں ۔ بڑا مشکل کام تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد کیا گیا ۔ پہلے انبیاءؑ کے واقعات کو بیان کر کے حضور کو تسلی دی جا رہی ہے ۔

حضرت موسٰےؑ کی مخالفت

فرمایا ولقد اتینا موسی الکتاب آپ کو معلوم ہے کہ آپ سے پیشتر ایک اولوالعزم پیغمبر حضرت موسٰےؑ ہو گذرے ہیں ۔ انہیں قوم کی رہنمائی کے لئے کتاب دی گئی تھی ۔ حضرت موسٰے نے قوم کو ہدایت کی طرف بلایا ۔ فاختلف فیہ لیکن قوم نے اس تعلیم کو نہ مانا ۔ مقابلہ کیا ۔ اختلاف کیا ۔ اور اس قدر مخالفت میں بڑھ گئے کہ وہ عذاب الٰہی کے مستوجب ہو گئے ۔

مخالفین کے لئے سزا میں مہلت

فرمایا ولولا کلمۃ سبقت من ربک ہم لوگوں پر فوری گرفت نہیں کرتے اور نہ ان کو سزا دینے میں جلدی کرتے ہیں بلکہ انہیں ڈھیل دیتے ہیں ۔ انہیں اصلاح کا موقع دیتے ہیں ۔ یہ قانون الٰہی ہے ۔ اگر لوگ اس ڈھیل اور موقعہ سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو سزا الٰہی کے مورد ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ حضرت موسٰے کی قوم جس نے اختلاف کیا اور مخالفت پر اڑی رہی ۔ وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئی وانھم لفی شک منہ مریب ان کو حضرت موسٰے کی صداقت پر شبہ تھا ۔ وان کلا لما لیوفینھم ربک اعمالھم ۔ وقت آنے پر ان کو اپنی بد اعمالیوں کے نتائج بھگتنا پڑیں گے بدلہ ضرور ملے گا انہ بما تعملون بصیر ۔ ان کی سرگرمیاں جو موسٰے کی مخالفت میں ہوئیں خدا ان سے واقف ہے پھر انہیں سزا کیوں نہیں دی گئی ۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ کا قانون ہے کہ افراد ہوں یا قوم ہو ۔ ہم ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے فوراً سزا نہیں دیتے بلکہ ان کو مہلت اور ڈھیل دیتے ہیں تاکہ وہ اصلاح کی طرف رخ کریں جیسا کہ فرمایا وما کان ربک لیھلک القری بظلم واھلھا مصلحون ۔

سزا ظلم و تعدی پر ملتی ہے معتقدات کی غلطی پر نہیں

خدا تعالےٰ کسی قوم کو اس کے غلط اعتقاد کی بناء پر تباہ نہیں کرتا ۔ خصوصاً جب اس قوم میں اصلاح کا رنگ پایا جائے ۔ کفر اور دہریت سے خدا کا کچھ نہیں بگڑتا کہ یہ اس کی ذات کے متعلق ہے ۔ لیکن اگر خدا کی مخلوق پر ظلم کیا جائے تو انسانوں کا سب کچھ بگڑتا ہے اس لئے کہ خدا ظلم کو پسند نہیں کرتا ۔ جس سلطنت میں گمراہی اور بے اعتقادی ہو ۔ خدا اس کو بے اعتقادی کی وجہ سے تباہ نہیں کرتا ۔ لیکن اگر کسی سلطنت میں ظلم ہوتا ہو ۔ تو خدا اس کو نہیں چھوڑتا ۔

صحیح اصولوں پر ثابت رہنے کا حکم

اس تاریخی واقعہ کو بیان کرنے اور اپنا قانون بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ فاستقم کما امرت آپ مضبوطی سے ان اصولوں پر جن کی تلقین ہم نے کی ہے پابند رہیں یہ ہمارا حکم ہے ۔ یہاں فاستقم کہدینا بھی کافی تھا ۔ لیکن کما امرت کا اضافہ کر کے مزید اس حکم پر زور دیا گیا ہے اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو یہ حکم نہیں دیا فرمایا ومن تاب معک وہ لوگ جنہوں نے مشرکانہ عقائد سے توبہ کر کے آپ کا ساتھ دیا ہے ۔ ان کو بھی یہی حکم ہے کہ وہ ثابت قدمی سے قائم رہیں ۔

آنحضرت صلعم کے ساتھیوں کی تائید و نصرت کا اعتراف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا قرآن کریم میں اکثر ذکر آیا ہے ۔ اٰمن الرسول بما انزل الیہ حضور صلعم اس پر ایمان لائے جو آپ پر نازل ہوا والمؤمنون اور آپ کے ساتھی بھی ایمان لائے ــــ ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت سے آپ کی تائید کی اور مومنوں کے ذریعہ بازو اور مضبوطی قلب کی وجہ سے بھی آپ کی نصرت ہوئی ۔ کسی فرد واحد کا استقلال کافی نہیں ہے جب تک ساتھی بھی استقلال نہ دکھائیں ۔

حق پر ثبات قدمی کے ساتھ اعتدال کی ضرورت

ولا تطغوا اور حد سے نہ بڑھو یعنی اصول دین پر مضبوطی سے قائم رہنے کے ساتھ ساتھ دشمنوں سے بے جا سلوک کرنا روا نہ رکھو اور ولا ترکنوا الی الذین کفروا دشمن قوم کی طرف جھک بھی نہ جاؤ یعنی تمہارے معاملات میں استقلال کے ساتھ اعتدال نظر آئے انہ بما تعملون بصیر ہم دیکھیں گے کہ تم حکم کے کاربند ہو یا نہیں ۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ دشمنوں کے مقابل پر تمہیں کس قدر استقلال حاصل ہے لوگ کبھی دشمنوں کی وجہ سے . . . . کبھی رشتہ داروں کی وجہ سے ۔ اور کبھی بڑے بڑے آدمیوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے جماعت کے ساتھ تعلق ختم کر دیتے ہیں یا کمزوری دکھاتے ہیں فرمایا ہم تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں ۔

فاستقم کما امرت کے حکم کا آنحضرت صلعم پر اثر

اس حکم کے ملنے پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا شیبتنی ھود۔ سورۃ ھود نے تو مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ حضورؐ میں فرائض منصبی کا بہت بڑا احساس ہے باوجود اس کے کہ حضور جوانمرد۔ شجاع اور قوی القلب انسان ہیں کہ ...... ان ایسا کوئی دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔ لیکن فرائض کا احساس اس قدر ہے کہ کہ فرماتے ہیں ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

حضرت عباس رضؓ کہتے ہیں ما نزلت اٰیۃ اشد واشق علیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من ھذہ الاٰیۃ۔ اس آیت سے بڑھ کر اور کوئی آیت اشد اور اشق نازل نہیں ہوئی۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ ایک رات حضور کی زیارت ہوئی۔ فقلت لہٗ یا رسول اللہ روی عنک انک قلت شیبتنی ھود۔ فقال نعم قلت باتی اٰیۃ فقال بقولہ فاستقم کما امرت میں نے آپ سے عرض کی کہ حدیثوں میں ایسی روایت ہے ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا فرمایا ہاں میں نے عرض کی کہ وہ کونسی آیت ہے جس کی وجہ سے آپ پر مشکل پڑی۔ حضور نے فرمایا کہ فاستقم کما امرت کی آیت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ جس نے انا اول المسلمین کہنے والے پیغمبر کے دل میں اتنا زبردست اثر کیا۔ بادشاہوں۔ لیڈروں۔ گورنروں۔ سیکرٹروں۔ کو اکثر گمان ہوتا ہے کہ ہمیں پوچھنے والا کوئی نہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہوں کے بادشاہ ہیں، خدا کے محبوب ہیں باوجود اس کے فرماتے ہیں شیبتنی ھود میں اس فرض کی گرانباری سے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

فاستقم کما امرت کے حکم میں ساری قوم مخاطب ہے۔

یہ وہ سبق ہے جو ساری قوم کو سیکھنا چاہیئے۔ افسر کی پابندی اوقات۔ اخلاص سے کام کرنا ماتحتوں پر مفید اور معقول اثر ڈالتا ہے۔ ساری قوم کی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ فاستقم کما امرت کی تاکید نہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے بلکہ ان کے لئے بھی ہے جو حضور کے ساتھ ہو لئے ہیں چنانچہ فرمایا ومن تاب معک وہ لوگ بھی فاستقم کما امرت کے حکم پر عملدرآمد کریں جو سابقہ خیالات سے تائب ہو کر آپ کے ساتھ ہو لئے ہیں۔ غرض فرائض منصبی کا احساس ساری کی ساری قوم میں ہونا چاہیئے۔ بڑے سے بڑے آدمی سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے آدمی تک ایسا کرنے سے برکات کا نزول ہوتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعودؓ سے فرمایا اقرا علی القراٰن مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے عرض کی علیک نزل علیک اقرا۔ حضور! قرآن آپ پر نازل ہوا ہے میں آپ کو کیسے پڑھ کر سناؤں۔ فرمایا انی احب ان اسمعہ من غیری کسی دوسرے سے سن کر مجھے لذت آتی ہے۔

فرائض منصبی کی ادائگی آنحضرت صلعم کی شدت احساس

ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ جب میں اس آیت پر آیا فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید و جئنا بک علیٰ ھؤلاء شھیدًا اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت کے لئے ان کے پیغمبروں سے گواہی لیں گے اور ان مسلمانوں کے لئے آپ کو بطور گواہ طلب کریں گے۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ کی طرف توجہ کی تو دیکھا عینٰہ تذرفان آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

ہر فرد قوم کو اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کا احساس ہونا چاہیئے

یہ احساس ہے فرائض منصبی کا۔ صرف نماز روزہ ہی کافی نہیں۔ قرآن کریم میں بے شمار ایسے اصول و احکام ہیں۔ جو قوم کو قوم بناتے ہیں۔ ہر شخص اپنے متعلق خود جانتا ہے کہ وہ کس حد تک اپنے فرائض کو پورا کرتا ہے یا بیباکی سے وقت ضائع کرتا ہے اور کس حد تک بے پروائی سے کام کرتا ہے۔ ان اللہ بما تعملون بصیر لوگو! ہم دیکھتے ہیں کہ تم کیا عمل کرتے ہو ہم کو تم دھوکہ نہیں دے سکتے۔ لوگوں کو دھوکہ دے سکتے ہو۔ خدا پرست بن جاؤ اور اپنے فرائض منصبی کو دیانتداری سے ادا کرو جن لوگوں پر تم کو حاکم بنایا گیا ہے ان کا خیال رکھو اور ان کے حقوق کو ادا کرو۔ بادشاہ کے سپرد رعایا کی خیر خواہی اور ہمدردی کرنا ہے۔ افسروں کے سپرد اپنے ماتحتوں کی خیر خواہی کرنا ہے۔ عورت کے سپرد مکان کو بہتر بنانے کی ذمہ داری ہے۔ عورت سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم نے کس طرح پر گھر کو چلایا۔ کس طرح پر رشتہ داروں کو پالا۔ تمہاری وجہ سے کتنے رشتہ دار تباہ ہوئے۔ ایک نوکر اور ملازم کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس نے مالک کے مفادات کی کس حد تک حفاظت کی۔ مالک سے کس حد تک وفا کی اور کس حد تک حق خدمت ادا کیا۔ یہ نہ سمجھو کہ ذمہ داری صرف ایک شخص کی ہے۔ ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ حضور نے اس بارے میں فرمایا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ۔ ان تعلیمات نے کس قدر قوم کو چوکس کیا۔ کس قدر اعلیٰ درجہ کا سبق ہے

انبیاء کی مشکلات کے ذکر سے آنحضرت صلعم کی تسکین قلب

اس تلقین کے بعد فرمایا کہ وکلًا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک۔ جو کچھ ہم نے پیغمبروں کی مشکلات کا ذکر کیا ہے وہ آپؐ کے دل کو تسلی دینے اور مضبوط کرنے کے لئے ہے۔

دشمنوں کی ایذا رسانی کا علاج دعا اور صبر و استقامت ہیں

دشمنوں کی ایذا رسانی کا علاج یہ بھی ہے کہ واقم الصلوٰۃ طرفی النھار و زلفا من الیل خدا کے حضور نمازوں میں دعائیں کرتے رہو۔ صبح و شام جناب الٰہی میں دعائیں کرنا سیکھو۔ خدا تمہاری مدد کریگا تم نے استقلال دکھانا ہے ان الحسنٰت یذھبن السیئٰت۔ نیکیوں سے بدی دور ہوتی رہتی ہے۔ انسان کا قلب ترقی کرتا ہے۔ خدا سے تعلق بڑھتا ہے استقلال کی وجہ سے مخالفتیں کمزور پڑ جاتی ہیں ذٰلک ذکریٰ للذاکرین۔ یہ اللہ کا ذکر کرنے والوں کے لئے یاد دہانی ہے۔ یہ بڑی قیمتی نصیحت ہے۔ فاستقم کے بعد کہا واصبر مشکل حالات میں صبر اور استقامت سے کام لو اور دعائیں کرتے رہو۔

نیکی ضائع نہیں جاتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکیوں کا اجر

فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین خدا نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ جیسا کہ حضرت خدیجہ رضؓ سے مصیبت و مشکل کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ذمہ عرب جیسے ملک کی اصلاح کا کام لگایا گیا ہے یہ اتنا مشکل کام ہے کہ میں تو مر جاؤں گا۔ اس پر حضرت خدیجہ رضؓ نے آپ کو تسلی دی اور واقعات کی بناء پر تسلی دی۔ کہا کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدًا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علیٰ نوائب الحق۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم آپ جیسے آدمی کو خدا ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور جن کے پاس کچھ نہیں انہیں کما کر دیتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور کوئی وبا پڑ جائے تو لوگوں کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ کیسی اعلیٰ درجہ کی خاتون ہے کتنا ایمان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعات کی بناء پر تسلی دی ہے

تو معلوم ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے مشکل مواقع آتے ہیں۔ جن کی وجہ سے آپ کو بڑے بڑے دکھ اٹھانے پڑے لیکن آپ کی صفات حسنہ اور اخلاق فاضلہ نے آہستہ آہستہ لوگوں کو آپ کی طرف مائل کر دیا۔ نیکی اور اخلاق حسنہ نرہ چیز ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی نیک شہرت اور حق پرستی

ہمارے سامنے حضرت مرزا صاحب سے مخالفت کے باوجود لوگ آپ کے نیک اور باخدا ہونے کے قائل تھے۔ قادیان کے آریہ آپ سے دعائیں کراتے تھے اور قیمتی دوائیں لے جاتے تھے۔ کوئی شخص بیمار سے فلاں

مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

سیّدنا حضرت مرزا صاحب المصلح الموعود کے اصولوں کی فتح مبین

سیّدنا حضرت مرزا صاحب کی عظمت کا سکہ دلوں میں بیٹھ جانا اور عوام و خواص میں آپ کی مقبولیت اور مخالفین اسلام کے دلوں میں آپ کا رعب

سیّدنا حضرت مرزا صاحب کے ساتھ رؤیا صالحہ، کشوف صادقہ اور الہامات کا سلسلہ قریباً ۱۸۶۰ء سے شروع ہو گیا تھا دعویٰ مسیحیت تو اس کے قریباً ۳۱ سال بعد کیا گیا آپ کے رؤیا صالحہ فلق الصبح کی طرح پورے ہوتے تھے جن کے پورا ہونے کے گواہ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی سب ہی تھے ۱۸۸۲ء میں آپ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ خاص الہام کے ماموریت کے مقام پر فائز کیا گیا اور حدیث نبوی ان اللہ یبعث لھٰذہ الأمۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا کے ماتحت چودھویں صدی کے سر پر مجدّد بنا کر تجدید دین کا کام آپ کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ زمانہ کی ضروریات کے تقاضا کے مطابق اسلام کی حمایت میں جب آپ کی کتاب براہین احمدیہ شائع ہوئی تو مخالفین اسلام کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی اور جو امیدیں وہ اسلام کے خاتمہ کے متعلق لگائے بیٹھے تھے ان سب پر یکلخت پانی پھر گیا اور جو منصوبے وہ اسلام کو زیر کرنے کے لئے بنائے بیٹھے تھے وہ سب اس کتاب کی اشاعت سے خاک میں مل گئے کیونکہ اس کتاب میں نہ صرف مخالفین اسلام کے ان تمام اعتراضات کو ایک ایک کرکے توڑا گیا تھا بلکہ ان کے ایسے تسلی بخش جواب دیئے گئے تھے کہ جن کی تردید مخالفین کے لئے ناممکن ہو گئی علاوہ ازیں اسلام کی برتری بھی دیگر تمام ادیان پر ایسے روشن دلائل سے ثابت کی گئی کہ جن سے ان کی آنکھیں نہ صرف چکا چوند ہو گئیں بلکہ ان کے مقابلہ میں ان کو اپنے مذاہب مردہ نظر آنے لگ پڑے۔ کہاں تو وہ اسلام کے مٹ جانے کے منتظر تھے اور کہاں اب ان کو اپنے مذاہب کے مٹ جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ اسلام کی تائید میں سیّدنا حضرت مرزا صاحب کی پیش کردہ صداقتوں کو نہ جھٹلایا جا سکتا ہے اور نہ ان کے مقابلہ میں انکے مذاہب کا ٹھہرنا ممکن ہے ادھر مخالفین اسلام کے اضطراب اور گھبراہٹ کا یہ عالم تھا اور دوسری طرف اس کتاب کو پڑھکر مسلمان جو مخالفین اسلام کے حملوں کی تاب نہ لاکر اپنے مذہب کے زندہ رہنے کے متعلق مایوسی کا شکار ہو رہے تھے ان کی مایوسی یک لخت یقین بھری امید میں تبدیل ہو گئی اور اسلام کا مستقبل انہیں درخشاں نظر آنے لگ پڑا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اسلام تمام دیگر ادیان پر غالب آنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر ان کے گھروں میں گھی کے چراغ جلنے لگے اور وہ خوشی کے مارے بلیوں اچھلنے لگے ان کے دل اس یقین سے لبریز ہو گئے کہ مجدّد دوران اور حامی اسلام پیدا ہو گیا آپ کی کتاب براہین احمدیہ کے متعلق یہاں تک کہا گیا کہ ۱۳۰۰ برس میں اسلام کی تائید میں اس شان کی کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔ کہنے والوں نے یہاں تک کہا کہ یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے ۱۳۰۰ برس کی تصنیفات میں سے کوئی شخص ایک کتاب بھی ایسی پیش نہیں کر سکتا جو کتاب براہین احمدیہ کی ہم پلہ ہو الغرض اس کتاب کی اشاعت کے بعد مسلمانوں کے دلوں میں سیّدنا حضرت مرزا صاحب کی عظمت بیٹھ گئی اور آپ ساری اسلامی دنیا میں عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جانے لگے کثیر التعداد مسلمان حضور کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے لیکن حضور نے یہ کہکر بیعت لینے سے انکار کر دیا کہ مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے بیعت لینے کا ابھی حکم نہیں ہوا۔

ایک زبردست پیشگوئی اور اس کے تجزیہ میں حضور کے مخالفین کے لئے لمحہ فکریہ

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے ۱۸۸۲ء میں آپ نے مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا اور اسلام کی تائید اور مخالفین اسلام کے مقابلہ میں قلمی جہاد میں ہمہ تن مصروف ہو گئے ایسے وقت میں جبکہ آپ کی اسلامی خدمات کو سراہا جا رہا تھا اور مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت گھر کر چکی تھی اور آپ انتہائی عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جا رہے تھے کہ یکایک ۱۸۸۳ء میں آپ کے قلب صافی پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ میں الہام نازل ہوتا ہے:—

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

آپ کے مخالفین خدارا انصاف اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے مندرجہ بالا الہام کے ایک ایک لفظ پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیسا پُرہیبت اور پُرشوکت یہ کلام ہے اور پھر ان حالات پر غور کریں جن حالات میں یہ نازل ہوا حالات یہ ہیں کہ آپ ساری قوم میں مقبول ہیں آپ کو قبول نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا بلکہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن الہام کے الفاظ کہہ رہے ہیں کہ وقت آنے والا ہے کہ آپ کو قبول کرنے سے چند لوگ ہی نہیں بلکہ دنیا انکار کر دے گی اور آج جو آپ کو سچا اور راستباز یقین کیا جا رہا ہے اور علی الاعلان آپ کی سچائی کا اعتراف ہو رہا ہے وقت آنے والا ہے کہ آپ کو نعوذ باللہ کاذب قرار دیا جائے گا۔ اور آپ کی سچائی کے اعتراف کرنے کے راستہ میں ایسی روکیں کھڑی کی جائیں گی کہ لوگوں کے لئے آپ کو سچا یقین کرنا مشکل ہو جائے گا اس حد تک مشکل ہو جائے گا کہ ذہنی وسائل اس مشکل کو دور کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ بلکہ اس مشکل کو دُور کرنے کا کام خود خدا تعالےٰ کو اپنے ہاتھ میں لینا پڑے گا اور اسی کے زور آور حملے ہی ہوں گے جو آپکی سچائی اور آپ کے صدق کو نمایاں کر کے دکھلانے میں کامیاب ہو سکیں گے یہ زور آور حملے یوں ہی شروع نہیں ہو جائیں گے بلکہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے "نذیر" ہونے کی حیثیت حاصل ہوگی۔ الہام میں "نذیر" کا لفظ بتلا رہا ہے کہ آپ پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ آپ کو قوم کی طرف سے سخت اذیت پہنچائی جائے گی جس کے نتیجہ میں خدا سے علم پا کر آپ کو قوم کے مورد عذاب الٰہی ہونے کی پیشگوئیاں کرنی پڑیں گی یہ پیشگوئیاں انہی زور آور حملوں کے متعلق ہونگی جن کا ذکر مندرجہ بالا الہام میں کیا گیا ہے چنانچہ ان زور آور حملوں میں سے ایک حملہ حسب پیشگوئی طاعون کا زور دار حملہ تھا جس نے دلوں کو ہلا دیا اور لوگوں کو مجبور کر دیا کہ آپ کی سچائی کو قبول کریں۔ چنانچہ قبل از وقت یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ طاعون کی شدت اور اس کے زور دار حملہ کو دیکھ کر لوگوں کے دل بول اٹھیں گے "یا مسیح الخلق عدوانا" یعنے اے خلق کے مسیح ہمیں اس متعدی بیماری سے بچا لو تریٰ من بعد سوادنا و فسادنا" اس کے بعد تو ہماری مخالفت کے گندے مادے کو نہیں دیکھے گا پھر زمین آپ کو مخاطب کرکے کہتی ہے (زمین سے مراد اہل زمین ہی ہوتے ہیں) "یا ولی اللہ کنت لا اعرفك" یعنے اے اللہ کے ولی میں تجھے پہچانتی نہ تھی اب یہ حقیقت ہے کہ اس ایک ہی زور دار حملے نے ہزاروں کو حضور کی بیعت میں داخل کروا دیا۔ اور الہام کہ "الفاظ" اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا" بڑی صفائی سے پورے ہو گئے جن سے ظاہر ہو گیا کہ حضور فی الحقیقت خدا کے مقبول بندوں میں سے تھے دنیا آپ کو پہچانے یا نہ پہچانے مگر خدا تعالےٰ نے آپ کو اچھی طرح شناخت کر لیا اور یوضع لہ القبول

فی الارض کی مسلمہ سنت الٰہی کے ماتحت آپ کو دنیا میں بھی مقبول بنا دیا جس کو اب مخالفین بھی مشاہدہ کر رہے ہیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ باوجود ان کی تمام مخالفانہ کوششوں کے دن بدن حضور کی قبولیت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے نہ صرف پاکستان اور بھارت میں ہی نہیں بلکہ اکناف عالم میں آپ کی مقبولیت پھیلتی جا رہی ہے۔

خدا کے حملوں نے کیا کیا صورتیں اختیار کیں

الہام مندرجہ بالا میں جن واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے ان میں سے ہر ایک کا وقوع میں آنا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار شدید سے شدید دشمن بھی نہیں کر سکتا بحیثیت "نذیر" ہونے کے حضور نے متعدد پُر شوکت انذاری پیشگوئیاں کیں جو افراد کے متعلق بھی تھیں اور مختلف قوموں اور مختلف ملکوں کے متعلق بھی تھیں اور ان میں سے ہر ایک نے وقوع میں آکر لوگوں کے دلوں کو آپ کی طرف مائل کر دیا اور ان کی گردنوں کو حضور کے آگے جھکا دیا اور ان کے قلوب میں نفرت کی جگہ محبت کو پیدا کر دیا اور دوبارہ از سر نو انکے سینوں کو اخلاص سے بھرپور کر دیا یہی وہ پیشگوئیاں تھیں جنہوں نے خدا تعالےٰ کے زور آور حملوں کی شکل اختیار کی کبھی انہوں نے طاعون کی صورت میں اپنا زور دکھایا اور کبھی ہیضہ کی شکل اختیار کر کے ہزاروں جانوں کو لقمہ اجل بنایا کبھی سیلابوں - طوفانوں - زلزلوں - جنگوں وغیرہ کے ذریعہ ملکوں کو تباہ و برباد کر دیا اور کبھی دشمنوں کے مخالفانہ منصوبوں کو خاک میں ملانے کے لئے ان کی ناکامیوں کی پیشگوئیاں کیں جن میں سے ایک بھی خطا نہیں گئی اور کبھی انکے بالمقابل اپنی کامیابیوں کی پیشگی از وقت خبریں دیں اور وہ پوری ہوتی رہیں اور کبھی دعاؤں کی قبولیت کے ذریعہ آپ کی ۔ ۔ ۔ صداقت کو ثابت کیا گیا اور کبھی مباہلہ میں دشمنوں کو ذلت کے گڑھے میں گرا کر اور آپ کو اوج ترقی پر پہنچا کر اللہ تعالےٰ نے اپنی تائید اور نصرت کا ثبوت بہم پہنچایا اور کبھی علمی میدان میں آپ کو فتح عطا کر کے آپ کی صداقت کو ثابت کیا اور کبھی قرآنی حقائق اور معارف کے بیان کرنے میں مخالف علماء کو عاجز ثابت کر کے ارشاد الٰہی لا یمسہ الا المطھرون کے ماتحت آپ کے مطہر ہونے کا سکہ دلوں میں بٹھایا غرضیکہ الہام مندرجہ بالا میں زور دار حملوں کے مختلف پہلوؤں سے مسیح موعود آپ کی سچائی کو واضح کیا اور اس پودا کو جو شروع میں نہایت ہی کمزور نظر آتا تھا اور جس کے متعلق مخالف علماء کو یقین تھا کہ وہ ایک ہی ضرب سے اس کو اکھاڑ کر پھینک دیں گے سورۃ الفتح میں بیان کردہ اپنی سنت کے مطابق ایسا تن آور درخت بنا دیا کہ اب دشمنوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا کہ وہ اس کو اکھاڑنے میں کامیاب ہو سکیں گے بلکہ اب ان پر امید کی بجائے مایوسی طاری ہو رہی ہے چنانچہ سورۃ الفتح میں اس کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا گیا ہے کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات منھم مغفرۃ واجراً عظیما۔ یعنی ماموروں کا دعوےٰ اس کھیتی کی مانند ہوتا ہے جو ابتداء میں صرف اپنی سوئی نکالتی ہے پھر اللہ تعالےٰ اس کو قوت عطا کرتا ہے پھر وہ اس عطا کردہ قوت سے آہستہ آہستہ موٹی ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے تنے پر مضبوطی سے کھڑی ہو جاتی ہے جو اس کھیتی کے زارعین کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑا دیتی ہے اور اس کے بالمقابل مامور الٰہی کا انکار کرنے والے اس کی اس کی ترقی کو دیکھ کر اپنے غیظ و غضب کی آگ میں جل رہے ہوتے ہیں خدا تعالےٰ نے مومنوں میں سے عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ وہ انہیں ان کے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہوئے اپنی حفاظت میں رکھے گا اور علاوہ ازیں انہیں اپنے اجر عظیم کا وارث کرے گا۔ اب دیکھ لو کہ کیا سیدنا حضرت مرزا صاحب کی پیدا کردہ جماعت قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت کے ایک ایک لفظ کی مصداق ثابت نہیں ہو رہی کیا یہ قرآنی آیت ثابت نہیں کر رہی کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب خدا کے نزدیک انہی مومنوں میں سے تھے جن کے ایمان کو اعمال صالحہ نے صیقل کیا ہوا تھا اور اسی وجہ سے خدا تعالےٰ نے انہیں اس کے دشمنوں کے حملوں سے بچاتے ہوئے اپنی حفاظت میں لیا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں اجر عظیم کی نعمت عظمیٰ سے بھی نوازتا رہا اور اپنے خاص فضلوں اور رحمتوں کے وارث بناتے ہوئے ہمیشہ انہیں کامیابیوں سے ہی ہمکنار کرتا رہا اگر آپ کے مخالفین قرآن کی اسی ایک آیت پر ہی غور کی نظر ڈالیں تو فوراً مخالفت کو ترک کر کے آپ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے کی سعی میں لگ جائیں۔

مخالفت کا آغاز کب اور کیوں ہوا

اب ہر شخص کے دل میں طبعاً یہ سوال پیدا ہوگا کہ آخر کونسے اسباب تھے جنہوں نے قلوب میں یہ انقلاب پیدا کر دیا کہ عزت و احترام حقارت اور استہزاء میں تبدیل ہو گیا دوست دشمن بن گئے خیر خواہ بدخواہ بن گئے قرب نے بعد کی شکل اختیار کر لی ترقی چاہنے والے حضور کو ناکامی کے گڑھے میں دھکیلنے کی کوشش میں لگ گئے یہاں تک کہ اپنی دشمنی کے جذبات کی تشنگی کو بجھانے کے لئے آپ کے مقابلہ پر دشمنان اسلام کی پیٹھ ٹھونکنے لگ گئے اور آپ کے مقابلہ میں عیسائیوں اور ہندوؤں کی حمایت میں کمربستہ ہو گئے آخر وہ کیا بات تھی جس نے اپنوں کی دشمنی کو اس انتہاء تک پہنچا دیا کہ اسلام کے لئے جو غیرت ایک مسلمان کے دل میں ہوتی ہے وہ بھی مفقود نظر آنے لگ پڑی کیا اس انقلاب کا باعث یہ ہوا کہ حضور کی ذات میں کوئی ایسا نقص لوگوں کو نظر آیا جس سے حضور پر حسن ظنی کافور ہو گئی نہیں ہرگز نہیں ایسا قطعاً نہیں ہوا آپ کی ذات اس قسم کے تمام نقائص سے پاک تھی اور مرتے دم تک پاک رہی خدمت اسلام کا جذبہ آپ کے دل مطہر میں جوں جوں تیز تر ہوتا چلا گیا آپ کا صدق و صفا دن بدن نمایاں ہی نمایاں ہوتا چلا گیا آپ کا دامن عیوب سے اس قدر پاک تھا کہ شدید سے شدید دشمن بھی باوجود چیلنج پر چیلنج کے آپ کے کسی عیب کی نشاندہی نہ کر سکا اگر یہ بات نہ تھی تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کونسا امر اس انقلاب عظیم کا باعث بنا۔

انقلاب کا باعث

اس مخالفانہ انقلاب کا باعث سمجھنے کے لئے پہلے اس بات کا ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ مسلمان علماء اور عوام کے دلوں میں دو اعتقاد راسخ ہوئے ہوئے تھے اول یہ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ دوسرے آسمان پر زندہ بیٹھے ہوئے ہیں اور اور وہی دوبارہ دنیا میں تشریف لا کر اسلام کا دیگر ادیان پر دلائل سے نہیں بلکہ تلوار کے زور سے غلبہ ثابت کریں گے اور دوسرا یہ کہ مہدی کے ساتھ مل کر تمام ان مخالفین اسلام کو جو اسلام میں داخل ہونے سے انکار کریں گے تہ تیغ کر دیں گے اور مسلمانوں کی جھولیاں سیم و زر سے بھر دیں گے۔ یہ اعتقاد ایسا راسخ تھا کہ مسلمان اس کو چھوڑنے کے لئے کسی قیمت پر بھی تیار نہ تھے چنانچہ مندرجہ بالا الہام کے قریباً آٹھ سال بعد لوگوں کے مخالف ہو جانے کا ذکر ہے سیدنا حضرت مرزا صاحب کو خدا تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ الہام یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت مسیح ناصری نبی اللہ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور آنے والا مسیح اسی امت کا فرد ہوگا جس کو حضرت مسیح ناصری سے شدید مشابہت رکھنے کی وجہ سے احادیث میں مسیح کے نام سے پکارا گیا ہے اور وہ فرد آپ ہی ہیں اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک مہدی کوئی الگ شخصیت نہیں بلکہ امت کے ایک ہی کامل شخص کو دو مختلف حیثیتوں سے یہ دو نام دیئے گئے ہیں غیر مذاہب کو بالعموم شکست دینے اور صلیبی مذہب کے طلسم کو بالخصوص پاش پاش کرنے اور ان تمام مذاہب پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کی وجہ سے احادیث میں اس کو مسیح کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے اور مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اصلاح کا کام سرانجام دینے کی وجہ سے اس کو مہدی کے نام سے پکارا گیا ہے الہام الٰہی نے آپ پر یہ انکشاف بھی کیا کہ آپ ہی مسیح ہیں اور آپ ہی مہدی ہیں اور مندرجہ دونوں کام آپ کے ہی سپرد کئے گئے ہیں اس بات کا انکشاف بھی آپ پر بذریعہ الہام الٰہی کیا گیا کہ مسلمانوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح اور مہدی کا لقب پانے والا ظاہری تلوار سے کام لے گا ہرگز نہیں لے گا بلکہ دلائل اور الٰہی نشانوں کی تلوار چلائے گا جو دلوں کو فتح کرتی چلی جائے گی اس کی کاٹ کفر و شرک کے بنیادوں پر پڑے گی جن کو پاش پاش کر کے ان کو دلوں سے نکال کر باہر پھینک دے گی اور انکی جگہ دلوں کو ایمان اور توحید کے نور سے منور کر دے گی جس کے نتیجہ میں وہ اسلام کو بصد خوشی قبول کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور وہ مادی اموال سے نہیں بلکہ حکمت کے موتیوں سے مسلمانوں کی جھولیاں بھر دے گا ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً اسی پر دال ہے۔

مخالفت کی ابتداء

ان حقائق کا اعلان ہونا تھا کہ مسلمانوں میں جو

اپنے پرانے خیالات پر جمے رہنے کی وجہ سے ان کو چھوڑنے کے لئے قطعاً تیار نہ تھے مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوا علماء متفق ہو کر آپ کو گرانے کے درپے ہو گئے۔ عام مسلمانوں کو آپ سے دُور رکھنے کے لئے کفر کا فتوےٰ تیار کیا گیا جس پر تقریباً قریباً ہندوستان کے تمام مشاہیر علماء نے دستخط کئے اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس فتوےٰ کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے مکہ اور مدینہ کے علماء سے بھی حضور کے متعلق نعوذ باللہ کفر کا فتوےٰ منگوایا کہ اس کو عوام میں شائع کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی عوام کے دلوں میں حضور کے خلاف نفرت کی آگ کو مزید بھڑکانے کے لئے یہ جھوٹا پراپیگنڈا بھی شروع کر دیا کہ حضور نعوذ باللہ حقیقی معنی میں نبی اور رسول ہونے کے مدعی ہیں۔ اس پر حضور نے اسے اُوپر افتراء قرار دیا اور غلیظ قسمیں کھائی گئی کہ اس جھوٹے اور بے بنیاد الزام کی تردید کی یہاں تک کہ ایسا فتوے کرنے والے پر لعنتیں بھیجیں خدا ترس اور حقیقی علماء کے شایان شان تو یہی تھا کہ حسن ظن سے کام لیتے ہوئے ان قسموں پر اعتبار کرتے اور اپنے اس غلط الزام کو واپس لے لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ ان کا مقصد تو دلوں میں حضور کے خلاف محض نفرت پیدا کرنا تھا اور یہ مقصد اس قسم کے جھوٹے پراپیگنڈا کے نتیجے میں ہی بخوبی حاصل ہو سکتا تھا اس لئے اس کو واپس کس طرح لیا جا سکتا ہے۔

اس قسم کے فتووں اور اسی قسم کے جھوٹے پراپیگنڈا کا عوام پر اثر پڑنا لازمی تھا۔ کیونکہ عوام علماء کو ہی دین کا پاسبان یقین کرتے تھے اور اُن کے قول کو شریعت کی صحیح ترجمانی کرنے والا تسلیم کرتے تھے اس لئے لازماً عوام نے حضور سے متنفر ہونا تھا اور وہ ملّا ہو گئے اور خدا کی وہ بات جو آٹھ سال قبل کہی گئی تھی کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا بڑی صفائی سے پوری ہو گئی اگر علماء اور عوام قبول نہ کرنے پر ہی اکتفا کرتے تو کوئی بڑی بات نہ تھی انہوں نے اس سے بڑھ کر یہ قدم اُٹھایا کہ آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو جن کی تعداد اس وقت انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے سخت سے سخت اذیتیں دینی شروع کر دیں اور یہ سنت الٰہی ہے کہ اس کے ماموروں کو اذیت پہنچانے والے ہمیشہ قہر الٰہی کا نشانہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کچھ عرصہ کے لئے مخالفین کو ڈھیل دیتا ہے تا اُن پر حجت پوری ہو جائے اور جب حجت پوری ہو جاتی ہے تو اپنے مامور کو جو نذیر بھی ہوتا ہے حکم دیتا ہے کہ لوگوں کو آگاہ کر دے کہ اگر وہ اپنی ان نازیبا حرکات سے باز نہیں آئیں گے تو عذاب الٰہی اُن پر نازل ہونے والا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالےٰ سے حکم پا کر بطور تنبیہہ یہ اعلان بھی کر دیا کہ ایسا ہی ہی ہوا جب لوگ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو الہام الٰہی میں جو یہ وعدہ تھا کہ خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا اس کے پورا ہونے کا وقت بھی آ گیا۔ چنانچہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ حضور فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی مقرر کردہ نذیر تھے اور ان کا دعوےٰ مسیحیت و مہدویت فی الحقیقت خدا کے حکم سے ہی کیا گیا تھا آپ سے وہ زبردست پیشگوئیاں کروائیں جنہوں نے پورا ہو کر باوجود علماء کی شدید مخالفت کے اور ان کے کفر وغیرہ کے فتووں کے لوگوں پر حضور کی سچائی واضح کرنی شروع کر دی اور ان کے دلوں کو حضور کی طرف مائل کرنے میں بڑی مدد دی اور یہ وہ ثابت شدہ حقیقت ہے جس کو دنیا آج اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہی ہے

پس الہام الٰہی میں دونوں وعدے یعنی لوگوں کا حضور سے پہلے متنفر ہو جانا اور حضور کے دعوے کو قبول کرنے سے پہلے انکار کر دینا اور پھر خدا کے زور آور حملوں سے مجبور ہو کر حضور کے دعاوی کو درست تسلیم کر لینا بتلا رہے ہیں کہ مندرجہ بالا الہام فی الحقیقت خدا کی طرف سے ہی تھا کیونکہ اس میں ایسے امور بیان کئے گئے ہیں جن کو وقوع میں لانا انسانی طاقت سے بالکل باہر تھا خدا جو تمام طاقتوں کا مالک ہے اور جس کو ہر قلب انسانی پر کامل تصرف حاصل ہے وہی ان کو وقوع میں لا سکتا تھا یہ اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ آج ہم سب ان وعدوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے مشاہدہ کر رہے ہیں۔

دیکھ لو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو زندہ تسلیم کرنے والوں نے کس طرح حضور کے اس بیان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور ان کی موت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے کہ اُن کے علماء اس مسئلہ پر گفتگو کرنے سے راہِ فرار اختیار کر رہے ہیں بڑے بڑے علماء نے تو علی الاعلان ان کے فوت ہو جانے کا صاف لفظوں میں اقرار بھی کر لیا ہے۔ ہندوستان کے علماء کے علاوہ مصر کے علماء بھی موت کے ہی قائل نظر آتے ہیں چنانچہ شیخ محمد عبدہ اور شیخ رشید رضا جیسے جید علماء نے صاف لفظوں میں ان کی موت کا اعلان کیا ہے اور حال ہی میں ازہر یونیورسٹی کے ہیڈ مولانا شلتوت صاحب مرحوم نے باقاعدہ فتوےٰ شائع کیا اور قرآنی آیات سے ان کی موت ثابت کی بلکہ ثبوت میں وہی قرآنی آیات پیش کیں جو سیدنا حضرت مرزا صاحب نے پیش کیں۔

اسی طرح اب ساری اسلامی دنیا نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے ہرگز نہیں پھیلا اسلام میں کسی کو داخل کرنے . . . . کے لئے جبر قطعاً جائز نہیں اسلام تشدد کو ہرگز جائز قرار نہیں دیتا بلکہ یہ تو امن صلح اور آشتی کا مذہب ہے یہی وہ نظریہ تھا جسے سیدنا حضرت مرزا صاحب نے ہی شروع میں پیش کیا جس پر چیں بہ جبیں ہو کر حضور پر کفر کا فتوےٰ لگایا گیا اسی طرح اب حضور کے اس نظریہ کو بھی قبولیت کا شرف حاصل ہوتا جاتا ہے کہ قرآن میں ناسخ و منسوخ کا جھگڑا فضول ہے۔ قرآن کریم کی ہر آیت واجب العمل ہے۔ اسی طرح حضور کی پیش کردہ اس حقیقت کو بھی مان لیا گیا کہ قرآن حقائق و معارف کے نہ ختم ہونے والے . . . خزانے ہے . . .

ہیں۔ اسی طرح دجّال یاجوج ماجوج کی جو حقیقت حضور نے بیان کی اسی کو اب صحیح قرار دیا جا رہا ہے۔ مگر شروع میں اس کا بھی انکار کیا گیا۔ غرضیکہ وہ تمام نظریئے جو حضور نے مسلمانوں میں رائج غلط خیالات کو دُور کرنے کے لئے پیش کئے گو شروع میں ان کی مخالفت کی گئی مگر آج ان سب کو درست تسلیم کر لیا گیا ہے اور ماموران الٰہی کی یہی فتح مبین ہوتی ہے کہ اُن کے لائے ہوئے نظریات کے سامنے مخالفین کو آخر گردنیں جھکانی پڑتی ہیں جیسا کہ آدم کے سامنے فرشتوں کو جھکانی پڑیں اور ان کے لائے ہوئے علم کی صحت اور برتری کو آخر میں گو قولاً نہیں تو عملاً تو ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے جیسا کہ فرشتوں کو بالآخر آدم کے علم کی برتری کو تسلیم کرنا ہی پڑا گو وہ بھی شروع میں معترض ہوئے۔ اگر علماء اس حقیقت پر غور کریں گے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ سیدنا حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کرنا خدا کی ناراضگی کو مول لینا ہے جیسا کہ حدیث من عادلی ولیًا فقد اٰذنتہ الحروب اس پر صریح دال ہے۔

خاکسار کا نہایت ہی مخلصانہ اور دردمندانہ مشورہ ہے کہ علماء کو چاہیئے کہ اب مخالفت کو ترک کر کے حضور کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو جائیں کیونکہ اس کی صداقت کو خدا تعالےٰ نے اظہر من الشمس کر دیا ہے اب کوئی خیالی مسیح نہیں آئے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظہور کرے گا جس نے آنا تھا وہ اپنے وقت پر آ چکا اور اپنا مفوضہ کام ختم کر کے اپنے مولیٰ سے بھی جا ملا اب کسی اور کی انتظار عبث ہے بلکہ اسلام کی خدمت اسی کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر سر انجام دی جا سکتی ہے اور اسی کا پیدا کردہ علم کلام ہی اس مقصد عظیم کو حاصل کرنے میں مد ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اس کامیابی سے ظاہر ہے جو احمدی مبلغین کو تبلیغی میدانوں میں حاصل ہو رہی ہے کیونکہ دلوں کو مسخر کرنے میں اس کے اندر جادو کی تاثیر ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام سعید روحوں کو اس پر غور کرنے اور اس حقیقت کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

دوسرے الزام کی حقیقت

دوسرا الزام حضور پر علماء کی طرف سے یہ لگایا گیا تھا کہ حضور نعوذ باللہ حقیقی معنی میں نبی اور رسول ہونے کے مدعی ہیں حضور نے بار بار اس حقیقت کو واضح کیا کہ جو امتی حضرت نبی کریم صلعم کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاتا ہے وہ حضور کے کمالات اور حضور کی نبوت اور نام کو ظلی طور پر اسی طرح حاصل کر لیتا ہے جس طرح لوہا آگ میں پڑ کر آگ کے خواص کو حاصل کر لیتا ہے لیکن ایسا امتی رہتا ولی ہی ہے جیسا کہ فرمایا قد اتفق اهل القلوب علىٰ ان الولاية ظل النبوة یعنی نبوت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا عکس جس امتی پر پڑتا ہے وہ حقیقت کے لحاظ سے ولی ہی ہوتا ہے اور پھر فرمایا النبی کالاصل والولی کالظل اور پھر فرمایا ؎

انبیا در اولیاء جلوہ دہند

جیسا کہ حضور نے فرمایا:-

" آنے والے مسیح موعودؑ کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبویؐ سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رُو سے ہے جو صوفیوں کی کتابوں میں مسلّم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔"

(حاشیہ انجام آتھم۔ صفحہ ۲۸)

اور پھر فرمایا:-

" جو شخص ہمارے رسول مقبول صلعم اور ہمارے آقا کے بعد یہ کہتا ہے کہ وہ حقیقت کے لحاظ سے نبی اور رسول ہے وہ کافر اور کذاب ہے۔"

خلاصہ کلام یہ کہ اس حقیقت کا تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حدیث نبوی اور حضور کے الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ موجود تھے لیکن حضور نے ان الفاظ کی جو حقیقت بیان فرمائی اور جس مفہوم میں یہ الفاظ مستعمل ہوئے تھے اس پر جو روشنی ڈالی اس وقت تو تعصب اور ضد کی بناء پر اُسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ مگر آج اس حقیقت اور اس مفہوم کو بالعموم صحیح تسلیم کر لیا گیا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ میں آج کے مفکرین کے اقوال نقل کروں سیدنا حضرت مرزا صاحب کی تشریحات کو پیش کر دینا ضروری ہے تا قارئین کرام دونوں کو بالمقابل رکھ کر اندازہ کر سکیں کہ کس طرح حضرت مرزا صاحب کا علم بالآخر غالب آ کر رہا ہے اور کس طرح اس کے سامنے سمجھ دار طبقہ کو جھکنا پڑا ہے۔

حضرت اقدس مرزا صاحب کے چند اقوال

میں سیدنا حضرت مرزا صاحب کی پیش کردہ اس تشریح کو جو حضور نے لفظ نبی اور رسول کی فرمائی ہے حضور کے اسی اشتہار یعنی " اشتہار ایک غلطی کا ازالہ" سے ہی پیش کرتا ہوں جس اشتہار کو بعض لوگوں نے دعویٰ نبوت کی بناء قرار دیا ہے اور پھر اپنے مسلمان بھائیوں کے اقوال پیش کروں گا تا قارئین کرام دیکھ لیں کہ کیا ان دونوں اقوال میں سر مو بھی فرق ہے حضور فرماتے ہیں:-

" نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے

یعنی فنافی الرسول کی جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلّی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے"

" فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلعم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب صلعم اور ایسی فنا

کا لقب عطا کیا جائے ومن ادّعی فقد کفر اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مُہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلّی طور پر پس باوجود اس شخص کے دعوئے نبوت کے جس کا نام ظلّی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد صلعم خاتم النبیین ہی رہے کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلعم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔"

" وہاں یہ بات بھی ضرور یاد رکھنا چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ سے پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلعم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔"

" ظلّ اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلّی طور پر محمد ہوں صلعم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹی

کیونکہ محمدؐ صلعم کی نبوت محمد صلعم تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد صلعم ہی نبی رہے نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلعم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔"

" بروزی تصدیق ... دور نہیں ہو سکتی جب تک

کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں اس طرح پر تو محمد کے نام کی نبوت محمد صلعم تک ہی محدود رہی تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری"

" غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلعم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں"

" اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں ایک پیشگوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مُہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت کا وجود ہے کسی میں یہ طاقت نہیں جو کھلے کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مُہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں رہی"

ایڈیٹر صاحب اخبار جنگ کی تحریر

مندرجہ بالا قسم کے حوالوں سے سیدنا حضرت صاحب کی کتب بھری ہوئی ہیں۔ لیکن اختصار کو

حوالے ہی پیش کئے گئے ہیں اب ذیل میں ایڈیٹر صاحب اخبار جنگ کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں یہ اخبار کراچی سے روزانہ نکلتا ہے۔ اس کے تین مئی کے اداریہ میں "خاندان اہلِ بیت" کی سُرخی کے ماتحت ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون سے ذیل کا اقتباس قارئین کرام دلچسپی سے پڑھیں گے اور دیکھیں گے کہ کس طرح یہ اقتباس سیدنا حضرت مرزا صاحب کے مندرجہ بالا بیان سے کامل مطابقت رکھتا ہے یعنی اصولاً دونوں بیانوں میں قارئین کرام کو ہرگز فرق نہیں آئے گا۔

ایڈیٹر صاحب جنگ علامہ سر محمد اقبال صاحب کا مندرجہ ذیل شعر جو انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں فرمایا ہے ؎

"آں امامِ عاشقاں پسرِ بتولؓ
سروِ آزادِ بستانِ رسولؐ"

درج کر کے لکھتے ہیں :-

"اقبال نے کہا ہے کہ آپ عاشقوں کے امام ہیں فرزندِ بتولؓ ہیں اور باغِ رسالت کے سروِ آزاد ہیں بظاہر آپ کو امام عاشقاں کہنا محلِ نظر معلوم ہوتا ہے (کیوں محلِ نظر معلوم ہوتا ہے اس کی وجہ جو ایڈیٹر صاحب نے بتلائی ہے اُسے قارئین کرام خود غور سے مطالعہ فرمائیں۔۔۔ اور پھر جو جواب دیا ہے اُسے بھی غور سے پڑھیں ایسا کرنے سے سیدنا حضرت مرزا صاحب کے مسلک کی صحت آپ پر واضح ہو جائے گی۔ ناقل) کیونکہ عاشقانِ خدا کی فہرست میں سب سے پہلے نبیوں کا نام آتا ہے (خدا کا ان پر سلام ہو) پھر صدیقین پھر شہیدیں پھر صالحین کے نام ترتیبِ مراتب کے ساتھ آتے ہیں (ان سب پر خدا کی رحمتیں ہوں) سیدنا امام حسینؓ کو امام عاشقاں کہنے کی صورت میں تمام عاشقانِ خدا کا ماموم ہونا لازم آتا ہے حالانکہ آپ نبی نہیں ہیں بلکہ نبیٔ آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی آلِ پاک میں سے ہیں اور آپؐ کی اُمت میں شامل ہیں اور سب جانتے ہیں کہ کسی اُمتی کو نبی پر فضیلت نہیں دی جا سکتی (علماء ربوہ بھی اس پر غور کریں۔ ناقل) اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کا امام عاشقاں ہونا اس امر کو مستلزم ہے کہ آپ کو ان نبیوں پر فضیلت حاصل ہو جو عاشقانِ خدا ہیں (اشکالِ مندرجہ بالا کو پیش کر کے ایڈیٹر صاحب جس طریق سے اس کو دُور کرتے ہیں وہ ہر منصف مزاج کے لئے قابلِ غور ہے۔ ناقل) یہ اشکال دو صورتوں میں رفع ہو سکتا ہے

پہلی صورت تو یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو مسلمہ طور پر امام الانبیاء ہیں اور بجا طور پر وہی امام عاشقاں ہیں ان سے سیدنا امام حسین رضؓ کو جو یگانگت کی نسبت حاصل ہے اسے پیش نظر رکھتے ہوئے بحکم النائب کالمنیب بحیثیت نائب رسولؐ وارثِ رسولؐ سیدنا امام حسین رضؓ کو امام عاشقاں ماننا چاہیئے یہ دوسری صورت ہی علامہ اقبال کے شعر میں سیدنا امام حسین رضؓ کو امام عاشقاں کہنے کے جواز میں صحیح ہوگی (کیا اس تحریر سے واضح نہیں ہوتا کہ ایک اُمتی حضرت نبی کریم صلعم سے یگانگت پیدا کر کے اور آنحضور صلعم کا نائب بن کر حضرت نبی کریم صلعم کی طرح امام الانبیاء کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے حالانکہ وہ خود نبی نہیں ہوتا بلکہ اُمتی کا اُمتی رہتا ہے اس صورت کو صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں سیدنا حضرت مرزا صاحب پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کیا حضرت امام حسین رضؓ کے بعد کسی اور اُمتی کے لئے ایسی یگانگت پیدا کرنا ممنوع قرار دیا ہے سیدنا حضرت مرزا صاحب کے حوالے جو اُوپر درج کئے گئے ہیں کیا اسی حقیقت کو آشکارا نہیں کر رہے جس حقیقت کا ذکر ایڈیٹر صاحب جنگ نے اپنی مندرجہ بالا تحریر میں کیا ہے اس کے بعد کا بیان میں جو اصل مذکور ہے وہ بھی قابلِ غور ہے۔ ناقل) ہماری اس تجویز کی تائید میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات ہیں جن میں آپ نے سیدنا امام حسین رضؓ سے یگانگت اور کمالِ محبت کا اظہار فرمایا ہے جیسے یہ فرمایا کہ "میں حسین رضؓ سے ہوں اور حسین رضؓ مجھ سے" اور اس مسئلہ میں تمام اولیاء اللہ متفق ہیں کہ ناقی میں منفی کے صفات آ جاتے ہیں (کیا یہی بات سیدنا حضرت مرزا صاحب نے نہیں فرمائی) کہ حضرت نبی کریم صلعم کی محبت اور اطاعت میں ہی فنا ہو کر میں حضرت نبی کریم صلعم کے کمالات کا وارث بنا ہوں فرماتے ہیں۔

"بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم"

کیا یہ حضور کی کھلی کھلی فتح نہیں کہ حضور کی پیش کردہ حقیقت کو شروع میں رد کیا گیا مگر اسے ہی اپنایا جا رہا ہے۔ ناقل) اسی اصول پر شاہ نیاز احمد بریلوی نے سیدنا امام حسین کی شان میں فرمایا۔

چوں صاحب مقام نبی ولی است او
ہم فخر انبیاء شدہ ہم شانِ اولیاء

حضرت امام حسین رضؓ کا فخر انبیاء ہونا۔۔۔۔ اسی صورت میں درست ہوگا کہ فخر انبیاء سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں آپ کو فنائے تام حاصل ہوتی مابین کوئی غیریت نہ ہو بہمہ وجوہ یگانگت ہو اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ سیدنا امام حسین رضؓ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں جو نسبت ہے اس کو فنائیت اور فنائیت کی نسبت کہنا بالکل بجا ہوگا بلکہ اس نسبت کو وحدت عینیت اور یگانگت کے ناموں سے آشکارا کیا جائے تو حق بجانب ہوگا۔"

انصاف سے کام لیتے ہوئے مخالفین سیدنا حضرت مرزا صاحب بتلائیں کہ گو الفاظ جناب ایڈیٹر صاحب جنگ کے اپنے ہیں لیکن کیا حقیقت سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ معنی کے لحاظ سے ان کی اس تحریر سیدنا حضرت مرزا صاحب کی ان تحریروں کا ہی پورا چربہ اتارا گیا ہے جو اُوپر درج ہوئی ہیں۔

ایک اور عالم کی تحریر

اگرچہ ایسی تحریریں تو بہت ہیں لیکن اتمامِ حجت کے لئے مزید صرف ایک تحریر کا درج کر دینا ہی کافی ہے اور یہ تحریر عصر حاضر کے ایک عالم مولنا محمد حنیف صاحب ندوی کی ہے وہ اپنی کتاب "مرزائیت نئے زاویوں سے" کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں۔

"باقی رہے وہ صوفیہ اور بزرگ جو صحو اور استحضار سے بہرہ مند ہیں تو وہ البتہ ہماری توجہ کے مستحق ہیں"

ان بزرگوں کے متعلق وہ لکھتے ہیں :-

"ہاں وہ ولایت کو البتہ جاری سمجھتے ہیں اور پھر وہ ولایت کے ہی ایک پہلو کو نبوت سے تعبیر کرتے ہیں علمی اصطلاح میں آپ یوں سمجھئے کہ نبوت کا ایک اطلاق ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ ولایت کی ہی ایک قسم ہے رسالت کی قسم نہیں مذاہب وہ یہ کہتے ہیں کہ نبوت کے فیوض جاری ہیں تو اُن کی مراد اس سے یہ ہوتی ہے کہ ولایت جاری ہے پھر اس نبوت کو نبوتِ ولایت کہنا چاہیئے اس نبوت سے جس کا ماننا ہر مسلمان پر ضروری ہے لفظِ تشریع سے جُدا کرتے ہیں"۔

کیا اس تحریر میں بھی حضرت مرزا صاحب کے مذہب کا ہی مکمل چربہ نہیں اتارا گیا۔

اسے کہتے ہیں جادو جو سر پر چڑھ کر بولے کس صفائی سے اب حضرت اقدس کے اصولوں کو اپنایا جا رہا ہے۔ تعصب سے خالی احباب غور فرمائیں۔

قرآن کریم کی دو آیتیں

سیدنا حضرت مرزا صاحب کے پیش کردہ اصولوں کی تائید میں قرآن کریم کی کثیر التعداد آیتیں ہیں لیکن اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے سر دست صرف دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی آیت

سورۃ آل عمران ع کی مندرجہ ذیل آیت ہے

یا ایہا الذین امنوا ان تطیعوا فریقاً من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کافرین وکیف تکفرون وانتم تتلی علیکم ایات اللہ وفیکم رسولہ ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی صراط مستقیم۔ یعنی اے مومنو اگر تم اہل کتاب کے ایک گروہ کی اطاعت کروگے تو وہ تم کو تمہارے ایمان کے بعد کافر بنا دیں گے اور حالت یہ ہے کہ تم کس طرح کفر کو اختیار کر سکتے ہو جبکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جا رہی ہوں اور تم میں خدا کا رسول موجود ہو جو اس رسول کے ذریعہ اللہ کو مضبوط پکڑ لے گا وہی صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیا جائے گا۔ یہ مسلم حقیقت ہے کہ قرآن کریم قیامت تک کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم قیامت تک کے لئے رسول ہیں جن کا کام قیامت تک آنے والی نسلوں پر آیات اللہ کا پڑھنا اور ان کا تزکیہ کرنا اور ان کو کتاب اور حکمت سکھلانا ہے۔ قرآن کریم کسی خاص قوم یا کسی خاص زمانہ کے لئے ہے اور نہ ہی ہمارے رسول پاک صلعم کسی خاص قوم یا کسی خاص زمانہ کے لئے ہیں آیت مندرجہ بالا کا مضمون اس زمانہ کے مسلمانوں پر حرف بحرف پورا ہو رہا ہے مسلمانوں نے اہل کتاب کے ایک گروہ یعنی عیسائیوں کی اطاعت اختیار کی اور ان میں سے ہزاروں نے کھلے طور پر عیسائیت کا لبادہ پہن کر کفر کو علانیہ اختیار کر لیا اور کئی دل سے اسلام کے منکر ہو گئے گو بظاہر اسلامی سوسائٹی میں شامل رہے لیکن خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تمہارا کفر اختیار کرنا قابل تعجب ہے کیونکہ خدا کا رسول تو ہر وقت تم میں موجود رہے گا اور وہ تمہارے سامنے صحیح رنگ میں آیات اللہ کو پیش کرتا رہے گا جو تمہارا تعلق خدا سے پیدا کرانے کا موجب بنتی رہیں گی جس کے نتیجہ میں تم صراط مستقیم پر قائم رہو گے اب یہ ظاہر ہے کہ رسول کریم صلعم نے قیامت تک تو اپنے جسم عنصری کے ساتھ دنیا میں نہیں رہنا تھا اور نہ آپ نے اس جسم کے ساتھ آیات سنا کر لوگوں کو ارتداد سے روکنے کی کوشش کرنی تھی اس لئے ماننا پڑے گا کہ النائب کالمنیب کے اصول کے ماتحت آنحضور صلعم کے نائبین ہی اس کام کو سرانجام دیتے رہیں گے۔ یہی وہ نائبین ہیں جن کو رسول سے کامل یگانگت کامل فنائیت اور فنائیت کامل وحدت اور کامل عینیت کی وجہ سے رسول کے لفظ سے ہی قرآن کریم میں پکارا گیا ہے یہ آیت بتلاتی ہے کہ ایسے پاک انسان اسلام میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے جو علم لدنی پا کر رسول مقبول صلعم کے حقیقی وارث ہوں گے ایسے ہی خلفاء رسول کو سیدنا حضرت مرزا صاحب نے ظلی بروزی نبی کے نام سے پکارا ہے قرآن کریم خود ان کو رسول کے لفظ سے ہی پکارتا ہے جیسا کہ آیت پیش کردہ سے واضح ہے حالانکہ وہ رسول حقیقی نہیں ہوتے بلکہ حقیقت کے لحاظ سے وہ ولی ہی ہوتے ہیں جو کامل فنائیت کی وجہ سے رسول کے لقب سے پکارے جا سکتے ہیں اور یہی پاک لوگ ہیں جنہوں نے امت کے افراد کو صراط مستقیم پر قائم رکھا ہے جیسا کہ تاریخ اسلامی اس پر شاہد ہے۔

دوسری آیت

سورۃ جمعہ کی مندرجہ ذیل آیت ہے ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم

اس آیت نے پہلی آیت کے الفاظ "وفیکم رسولہ" کی تشریح کر دی ہے اس میں صاف فرما دیا ہے کہ رسول کریم صلعم ہی آنے والی نسلوں کی تربیت فرماتے رہیں گے اسی میں مسیح موعود کے ظہور کی پیشگوئی بھی مضمر ہے اب یہ مسلم ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے آنے والی نسلوں کی تربیت جو قیامت تک پیدا ہوتی رہیں گی اپنے جسم عنصری کے ساتھ تو نہیں کرنی بلکہ آنحضور صلعم کے نائب ہی اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہیں گے اور انہی کے وجود کو آیت میں حضرت نبی کریم صلعم کا وجود قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایسے تمام بزرگ حضرت نبی کریم صلعم کی روحانیت سے تربیت یافتہ ہوں گے اسی کی طرف آیت وکذالک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً یعنے امت کے خاص افراد حضرت نبی کریم صلعم کے ... فیض سے مستفیض ہو کر دوسرے لوگوں کو فیض پہنچانے کے قابل ہو جائیں گے اور واقعات کی شہادت بھی یہی ہے کہ امت میں ایسے افراد شروع سے ہی پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کے نائب کی حیثیت سے امت کو راہ راست پر گامزن رکھا اور اس زمانہ میں سیدنا حضرت مرزا صاحب اسی کام کے لئے خدا کی طرف سے مبعوث کئے گئے اور جن کے ظہور سے گمراہی کے بادل چھٹ گئے اور امت کے بے شمار انسان نور ہدایت سے منور ہو گئے اللہ تعالیٰ اس نور سے مستفیض ہونے کی ہمارے

"ہاں روحِ محمدؐ کے منظورِ نظر تم ہو"

(جنید اطہر احمدی بلال پور د بھارت)

ایماں کو ثریا سے تو نے ہی اتارا ہے
لاریب شیاطیں سے بہتوں کو سنوارا ہے

اس قلبِ مسلماں میں تو نے ہی ضیا ڈالی
تحریکِ عمل کی اِک دنیا میں بنا ڈالی

غوغائے فتن سے جب زیر و زبر ہم تھے
یزداں سے حفاظت کی مضبوط سپر تم تھے

لیکھو نے ستایا تھا جب روحِ پیمبرؐ کو
تب اُس کی ہلاکت کو اک طرفہ قہر تم تھے

اُمت پہ جہاں پر بھی دجال جھپٹتا تھا
بس اسکے تعاقب میں مصروفِ نظر تم تھے

افرائے اٹھا تھا جب اس دیں کی ہلاکت کو
اس پادری کی خاطر بس تیغ و تبر تم تھے

الحاد کی راتوں میں تابندہ قمر تم ہو
ظلمت میں مفاسد کی رخشندہ سحر تم ہو

ہر سمت جہاں میں ہے اِک دورِ خزاں برپا
پر گلشنِ احمدؐ میں اِک تازہ ثمر تم ہو

گم گشتہ منزل کو اس بحرِ تلاطم میں
لاریب خضر تم ہو لاریب خضر تم ہو

مسموم ہوائیں ہیں ہر سمت جہاں بھر میں
پر باغِ محمدؐ میں اِک بادِ سحر تم ہو

دیکھا تھا شبِ اسریٰ جس کو پیمبرؐ نے
ہاں روحِ محمدؐ کے منظورِ نظر تم ہو

چوہدری محمد حسین صاحب چیمہ ایڈووکیٹ گجرات

حضرت مسیح موعود کا مشن

مشن مختصر الفاظ میں

حضرت مرزا صاحبؒ کا مشن بہت مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ انہوں نے بحیثیت مہدی اُمتِ مسلمہ کی اصلاح کرنی ہے اور اسی لحاظ سے وہ اس صدی کے مجدد ہو کر مبعوث ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے فتنۂ مسیحیت کا بھی استیصال کرنا تھا اور اسی لئے آپ کو مسیح موعود بنا کر بھیجا گیا ہے اور یہ دوگونہ فرائض وہ اپنی زندگی میں سرانجام دیتے رہے اور ان کے بعد ان کی جماعت ان کی ہدایت کے بموجب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی شکل میں انجام دے رہی ہے اور دیتی رہے گی۔

انبیاءؑ کا مشکل ترین کام

مشن الفاظ میں تو نہایت مختصر ہے مگر اس کو عمل میں لانا مشکل ترین امر ہے۔ اسی لئے اصلاح خلق کے لئے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت سے قبل انبیاءؑ کو مبعوث فرماتا رہا اور انہیں مشکل ترین مراحل میں سے گذارا۔ ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے رہے وہ مخالفتوں کی آندھیوں اور طوفانوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ ان پر اور ان کے پیروؤں پر قاتلانہ حملے ہوئے۔ خون کی ندیاں بہیں۔ بعض اُن میں سے آگ میں ڈالے گئے۔ بعض کو دار پر کھینچا گیا ان گوناگوں مشکلات کا مقابلہ کر کے وہ عزم اور استقامت کی بلند ترین چوٹیوں پر پہنچے اور بالآخر ان کے ہاتھوں سے کامیابیوں کے پرچم بلند کئے گئے۔

مجددین کا عزم و ہمت

ختم نبوت اور تکمیل شریعت کے بعد انبیاءؑ کا آنا تو بند ہو گیا مگر ان کے قائم مقام اس امت میں مجدد بن کر آتے ان کے عزم میں وہی بلندی ارادوں میں وہی پختگی استقامت میں وہی پامردی اور جد و جہد میں وہی والہانہ شوق ترقی اور اصلاح خلق کا وہی شدید جذبہ اور کامیابی کے لئے خدائے واحد پر وہی اعتماد اور دعاؤں پر وہی یقین اور التجاؤں میں وہی درد انہیں عطا ہوا جو انبیاءؑ سابقہ کو ارزاں فرمایا گیا تھا۔

مسلمانوں کا غیر اسلامی طریق عمل

مسلمان جاہل ملاؤں، پیشواؤں، پیروں، فقیروں کے زیر اثر قرآنی تعلیمات سے یکسر منقطع ہو کر گنڈے اور تعویذ چلہ کشیوں، گوشہ نشینیوں، قبر پرستیوں اور طرح طرح کی بدعتوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ ان کی نمازیں رسمی ان کے روزے رسمی اور روح کی حقیقت سے خالی ان کی قربانیاں لحومها و دماؤها تک رہ گئی تھیں۔ اور تقوےٰ سے بالکل معرا تھیں۔ قرآن شریف غلافوں میں بند کر کے طاقوں پر رکھ دیا گیا تھا اور اس کی اگر تلاوت ہوتی تھی تو اس کے معانی سے اُستاد و شاگرد دونوں نا آشنا تھے۔ مولوی صاحبان فروعی اور فقہی اختلافات میں اُلجھے ہوئے تھے۔ رفع یدین اور آمین بالجہر کے مسائل پر ان کی آپس میں سر پھٹول ہوتی تھی اور غیر مسلم عدالتوں میں ان کے مقدمات چالان ہو کر موجب تضحیک و استہزا بنے ہوئے تھے یہ ماحول سراسر غیر اسلامی اور غیر قرآنی اور مسلمانوں کی اصلاح بظاہر ناممکن نظر آتی تھی۔ توحید پرست طرح طرح کے شرکوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ اب کسی بہت بڑے انسان کے بغیر اصلاح حال ناممکن نظر آتی تھی۔

مجددِ اعظم کا تجدیدی کام

اس بڑے انسان کی آمد کی خبریں آثار و احادیث میں حضور نبی کریم صلعم کی زبان سے بڑے شد و مد سے بیان ہو چکی ہیں زمانہ کے حالات کا تقاضا بھی یہ تھا کہ یہ انسان بڑا ہو اور بہت بڑا ہو۔ اس لئے اس صدی کے مجدد کو اگر مجدد اعظم کے نام سے پکارا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس نے فی الواقعہ تجدید دین کا کام اس خوبی، محنت اور اخلاص سے کیا کہ اس کی مثال گذشتہ تیرہ صدیوں میں نہیں ملتی اس کے متبعین گنڈے تعویذ نہیں کرتے۔ چلہ کشیاں نہیں کرتے قبر پرستیوں میں مبتلا نہیں پیروں اور فقیروں کے سامنے سجدے نہیں کرتے محرموں اور میلوں کی بدعتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ فقہی اور فروعی مسائل میں نہیں اُلجھتے۔ ان کا سب سے بڑا ورد اور وظیفہ قرآن کریم کی بامعنی تلاوت ہے۔ اب قرآن طاق نسیاں سے اُٹھا لیا گیا ہے اور لوگوں کے باقاعدہ مطالعہ میں آ رہا ہے۔ اس کی کثرت سے تلاوت ہو رہی ہے۔ اس کے معانی پر غور کیا جا رہا ہے . . . . وہ وعظوں میں بیان ہو رہا ہے۔ خطبوں میں اس کے حوالے دیئے جا رہے ہیں۔ تقریروں کا وہ موضوع بن رہا ہے اس پر مضامین لکھے جاتے ہیں الغرض اب تو وہ اہل علم کا اوڑھنا اور بچھونا بن چکا ہے۔ مختلف زبانوں میں کی تفسیریں لکھی جا رہی ہیں۔ قبیح رسوم سے کنارہ کشی ہو چکی ہے ترک بدعات ایک حقیقت بن چکی ہے شاعر مشرق نے تجدید کے اس کام کو دیکھ کر یہ رائے دی تھی کہ "اگر ٹھیٹھ اسلامی نمونہ دیکھنا ہو تو سرزمین قادیان میں جا کر دیکھ لو"۔ یہ وہ کام ہے جو ہمارے علماء کرام سے نہ ہو سکا فضلائے عظام سے نہ ہو سکا، فقیہان شریعت اور مرشدانِ طریقت سے نہ ہو سکا قائدین قوم اور رہنمایانِ ملت سے نہ ہو سکا اور یہ ایک ایسے شخص سے ہوا جو نہ تو مغرب زدہ تھا نہ اہلِ مسجد تھا بلکہ ایک قصبہ کا دہقان تھا ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث تھا اور اس کی محبت میں سرشار تھا جس کی شان میں خدا نے رحمۃ للعالمین کے الفاظ انک علیٰ خلق عظیم ارشاد فرما کر اس کی شانِ کیفیت بیان فرمائی ہے۔ ہاں وہی جیسے ظفر علی خان نے عشق کی مستی کے عالم میں یوں بے ساختہ تحسین پیش کیا تھا ؎

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز جھلکنے والی تھی کل دنیا کے درباروں میں
گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں
جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

کلمہ کا احترام

یہ تو تھا تجدید دین کا کام جس کام کو جاری رکھنے کے لئے ایک جماعت مصروف کار ہے وہ حتی الوسع خود شعائر اسلام پر چلتی ہے اور دوسروں کو ان پر چلنے کی تلقین کرتی ہے۔ ان میں باہمی یگانگت ہے۔ اخوت ہے اتحاد ہے، اتفاق ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس زمانے میں مسلمانوں کی سب سے بڑی بیماری یعنی تکفیر کی یہ جماعت اپنے بانی کے تتبع میں سب سے بڑی مخالف ہے۔ ان کے ہاں یہ عقیدہ بڑے زور شور سے عمل میں آ رہا ہے اور ہر جگہ بیان بھی کیا جا رہا ہے کہ ہر کلمہ گو کی تکفیر اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے۔ اگر مرزا صاحب نے اور کوئی کام نہ کیا ہوتا صرف کلمہ کا احترام قائم کر دیا ہوتا تو بھی وہ مجدد اعظم کے لقب کے مستحق تھے۔

فتنۂ دجال یا یاجوج ماجوج

حضرت صاحب کا دوسرا منصب مسیح موعود تھا اور اس منصب سے فتنۂ عیسائیت کا قلع قمع کرنا مقصود تھا احادیث میں اسی کو فتنۂ دجال کہا گیا ہے۔ اور اسی سے مراد یاجوج ماجوج کا خروج ہے۔ یہ وہ فتنہ ہے جس سے گذشتہ انبیاءؑ اپنی اپنی امتوں کو بھی ڈراتے رہے۔ اس سے پہلے نہ کبھی ایسا فتنہ پیدا ہوا نہ کبھی ہوگا۔ یہ اسی زمانے میں مقدر تھا کہ دجال دنیا پر چھا جائے۔ وہ مینہ بن کر اُترے اور بجلی بن کر گرے۔ اس کی لپیٹ میں مشرق

بھی آئے اور مغرب بھی - وہ دنیا کا رازق بننے کا مدعی ہو - دنیا کے کسی کونے میں قحط پڑے تو اس کے جہاز اجناس لے کر وہاں پہنچیں کسی کو سزا دینی مقصود ہو تو وہ اس کی اقتصادی ناکہ بندی کر سکے - بالفاظ دیگر دوزخ اور بہشت کے خزانے اس کے ہاتھ میں ہوں پانی اور آگ پر اس کا تسلط ہو - ہواؤں اور فضاؤں میں وہ اڑتا پھرے - یہاں تک کہ چاند تک اس کی رسائی ہونے لگے - اس سے لڑنے کی کسی کو ہمت نہ ہو - اس کے ہلاکت آفرین بم علاقوں کو تہس نہس کر ڈالیں - اس میں اخلاق معدوم ہوں اور روحانیت مفقود ہو - اس کی مادہ پرستی کی آنکھ بڑی روشن ہو - اور روحانیت کی بالکل بند - یعنی وہ ایک آنکھ سے کانا ہو - یہ وہ نقشہ ہے جو ہمیں احادیث میں اس عجیب الخلقت مخلوق کا کھنچا ہوا نظر آتا ہے -

کسرِ صلیب و قتلِ خنزیر

اس دجال کو قتل کرنے والے اور اس فتنہ کو دبانے والے ایک عظیم الشان انسان کی نشان دہی کی گئی ہے جسے رسول اللہ نے اپنا سب سے قریبی رفیق قرار دیا ہے وہ لحد میں بھی آپ کا ہم آغوش ہے - اسے فنا فی الرسول کا مقام حاصل ہے - وہ محمدؐ کی تعلیم میں سرتا پا رنگین ہے .... ہے انہیں کا روز ہے - - - - - - - - - اور چونکہ اس منصب کے لحاظ سے حضور نے عیسائیت کا مقابلہ کرنا تھا - جو صرف روحانی ہتھیاروں سے کیا جا سکتا ہے تو حضور کو اللہ تعالے نے وہ ہتھیار عطا کر دیئے اور دلائل کی وہ دولت بخشی جو کسی اور کو نہ دی گئی - اس کے سامنے عیسائی مبلغین عاجز ہو کر رہ گئے اور اس کا سب سے بڑا ہتھیار عقیدۂ وفات مسیح تھا جسے جماعت احمدیہ نے ایسی بے دردی سے استعمال کیا کہ عیسائیت سربریدہ ہو کر رہ گئی - اسی حقیقت کو حدیث میں کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اور خود حضرت مسیح موعود نے اپنے اس منصب کو ان دلآویز الفاظ میں بیان فرمایا ہے :-

> من کہ کار از دستم بر دستِ مسیح را
> غیورئ خدا پرستش کرد ہمسرم

جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی مساعی

اب کیفیت یہ ہے کہ تمام عالم اسلامی میں احمدیہ جماعت ہی مبلغین کا ایک گروہ ہے جو عیسائی دنیا پر یلغار کرتا ہوا دور دراز کونوں تک پہنچ گیا ہے اور عیسائی دنیا کے زبردست مراکز میں وہ عظیم الشان مساجد تعمیر کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے اور اللہ اکبر کی اذانیں تمام فرنگستان میں گونج رہی ہیں اور عیسائی دنیا کے بڑے بڑے جید علما تک دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور ان کے پادری گرجوں میں کھڑے ہو کر ایک تحریک کے طور پر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ اُن کا خدا فوت ہو چکا ہے - احمدی مبلغین

کی کوششوں سے یورپ کا نقطہ نگاہ بدل گیا ہے - وہاں تہذیب کے علمبرداروں کے تقریبے بدل گئے ہیں - ان کا فلسفہ بدل گیا ہے - ان کے اخلاق کے اقدار بدل رہے ہیں - ان کی معیشت میں انقلاب آنے والا ہے ان کی معاشرت دگرگوں ہونے کو ہے - اسلام ان پر مسلط ہوا چاہتا ہے - قرآن کا جُوا ان کی گردنوں میں پڑنے والا ہے

یورپ اور امریکہ مسلمان ہو جائیگا -

یورپ اور امریکہ جو اس وقت دیگر قوموں کی تباہیوں اور بربادیوں میں لگے ہوئے ہیں اپنے ان افعال سے باز آ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو جائیں گے - عنقریب وہی امن کے داعی بنیں گے اور سلامتی کے مبلغ محمد رسول اللہؐ کی قوتِ قدسی سے یورپ کے یہ بھیڑیئے پھر سے کی بھیڑیں بن کر محبت اور شانتی کی تعلیم کے علمبردار ہو جائیں گے اور انجیل کی پیشگوئی کے مطابق اور احادیث اخبار کے موافق آسمان کی بادشاہت پھر زمین پر آ جائے گی - انسانیت ایک کنبہ بن کر ایک دوسرے کی ہمدردی اور اخلاص میں ڈوب کر اپنے لئے نیا آسمان اور نئی زمین پیدا کرے گی اور وضع حرب کا نظارہ دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی یعنی جنگ و جدال کا خاتمہ ہو جائے گا اور دنیا بھڑکتے دوزخ سے نکل کر لہکتے باغوں اور چہکتے گلزاروں میں داخل ہو کر اسی دنیا میں جنت دیکھ لے گی -

کلمہ گو داعی اسلام کی تکفیر کا جگر دوز سانحہ

ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے یہ التجا کرتے ہیں کہ جب وہ کلمہ گو کی تکفیر کرتے ہیں تو ہمارے دل چھلنی ہو جاتے ہیں اور جگر پھٹے جاتے ہیں - ہمیں اعتراف ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں ابھی تک رسُول کی محبت موجود ہے - اسلام کے وہ فریفتہ ہیں - قرآن کے بھی شیدائی ہیں - صرف یہ ہوا ہے کہ صراطِ مستقیم سے وہ بھٹک گئے ہیں - اور ان کے رہبروں نے انہیں غلط راستہ پر ڈال دیا ہے - وہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بالکل اسی طرح نماز ادا کر رہا ہے جس طرح حضور نبی کریمؐ ادا کیا کرتے تھے - وہ ماہ رمضان میں روزہ دار ہوتا ہے - مسلمانوں کا ذبیحہ کھاتا ہے - قرآن شریف پڑھتا ہے - شریعت محمدی کا تابع ہے سُود اور جُوا کو حرام سمجھتا ہے - شراب سے اسے پرہیز ہے - زکوٰۃ باقاعدہ دیتا ہے - خدا کی مسجدیں آباد کرتا ہے - بلکہ کفرستانوں میں نئی مساجد تعمیر کرتا ہے - لوگوں کو دعوتِ اسلام دیتا ہے بڑی تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھا کر دنیا نے کُفر کو اسلام کی طرف بلاتا ہے - قرآن کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع کرتا ہے - ہاں ہاں اسی قرآن کے تراجم جسے مسلمان تلاوت تو کرتے ہیں مگر سمجھتے نہیں - جب ایسے کلمہ گو لوگوں کو ایک نیم پڑھا ملاں نہایت آسانی سے بغیر ضمیر کی ملامت کے کافر کہہ دیتا ہے تو ہمارا قلب پارہ پارہ ہو جاتا ہے - ہم درد سے تڑپ اُٹھتے ہیں - اور ہمیں وہ واقع یاد آ جاتا ہے - جب کسی لڑائی میں کسی کافر کو عین

میدانِ جنگ میں اس کے زبان سے اسلام قبول کرنے کے باوجود قتل کر دیا گیا تھا تو حضورؐ کس قدر مغموم ہوئے تھے اور کس قدر یاس اور حسرت سے حضورؐ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے :-

> "اے خالد! کیا تو نے اس کا سینہ چیر کر
> دیکھ لیا تھا کہ وہ شخص زبان سے اسلام
> کا دعویدار ہے یا واقعی ہی اسلام اس
> کے قلب میں داخل ہو گیا تھا"

اور پھر اسی حسرت سے آسمان کی طرف منہ کر کے حضورؐ نے خدا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :-

> "اے خدا! میں خالد کے اس فعل سے
> برأت کا اظہار کرتا ہوں"

مسلمان کی غیرت ملی

ہم مانتے ہیں کہ مسلمان جسور ہے غیور ہے - وقت آنے پر وہ اسلام کے لئے جان کا ہدیہ بھی پیش کر سکتا ہے - راہِ خدا میں شہید ہونا اب بھی اس کے لئے گراں نہیں - چنانچہ گذشتہ بھارت اور پاکستان کی جنگ میں مسلمانوں نے وہ کر دکھایا جو قرن اولی کے مسلمانوں کا خاصہ تھا -

ایک افسوسناک واقعہ

ہمارے سامنے اس وقت دیوبند کا ماہنامہ "تجلی" پڑا ہے مدیر تجلی کی غیرت کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمایئے کاش کہ یہی غیرت اس کے قلب میں اس وقت بھی پیدا ہو جب کہ اس کے ہم عصر علماء کے احترام کو پاؤں تلے روند دیتے ہیں - مدیر تجلی کی غیرت چونکہ سچی اور خالص ہے ہم خود اس سے متاثر ہیں - اس لئے ہم قارئین کرام کو بھی اس سے روشناس کرانا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور تجلی ہی کے ایک اقتباس پیش کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور صرف یہ دعا کرتے ہیں کہ جس غیرت کا اظہار عامر عثمانی نے اپنے مضمون میں کیا ہے وہی غیرت اس کی اس وقت بھی بیدار ہو جائے جب کلمہ گو مسلمان کی تذلیل کی جاتی ہے اور اسے کفر کا نشانہ بنایا جاتا ہے -

"مولانا عبدالماجد دریا بادی نے بھی اپنے صدق جدید میں ایک انگریزی اخبار کے تراشے سے خبر دی تھی اور کراچی کے فاران نے بھی اپریل ۱۹۶۶ء کی اشاعت میں اسی خبر کو کسی مصری اخبار سے نقل کیا ہے - ملاحظہ ہو -

(جمہوریہ متحدہ عرب) جمعرات - کل یہاں ابو سمبل کے عظیم مندر تیل کی تعمیر شروع ہوئی - مصر کے وزیر نے صدر ناصر کی طرف سے دو پتھر مندر کی بنیاد میں رکھے - ان دو چٹانوں پر مصر کے چار قدیم دیوتاؤں کی مورتیاں بنی ہوئی تھیں ان دونوں مورتیوں کے نیچے وزیر نے دو نسخے قرآن کے رکھے اور دو نسخے مصر کے قومی دستور کے"........

ہے کوئی ایسا مسلمان جو سچ مچ محمد رسول اللہ کی شریعت پر ایمان رکھتا ہو اور اس خبر کو پڑھ کر اس کے سینے میں بھالا نہ اتر جائے - ہے کوئی حساس مومن جو مورتیوں کے

(باقی بر صفحہ ۲۲)

فخرالدین احمد راولپنڈی

تاریخ احمدیت میں خلافتِ راشدہ کا نقشہ

احمدیت ایک مجاہد ہے جس کے لئے دین کو دنیا پر مقدم کرنا ضروری ہے

اسلام زندہ مذہب ہے۔ قادیان سے ایک آواز

امام الزمان حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اس سنت اللہ کی تجدید ہے جو ابتدائے آفرینش سے چلی آتی ہے اور جس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ دین اسلام جو بڑی شان و شوکت سے جزیرۃ العرب سے نکلا ایک زمانہ میں بیکس اور بے یار و مددگار ہو گیا۔ اس مظلوم پر ہر طرف سے تند و تیز حملے کئے جاتے تھے۔ اس کے نام لیواؤں میں سے کسی اہل ثروت کو خیال نہ آتا تھا کہ اس کی خدمت اور دفاع کا بیڑا اٹھاتے۔ اہلِ علم و فضل اس کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے ابھی اتنا میں ایک گمنام گاؤں سے ایک آواز اٹھتی ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور اس کی فتح اور نصرت قریب آ گئی ہے اور وہ سارے ادیان باطلہ پر غالب آئے گا۔ اور پائے محمدیاں بر منار بلند محکم تر افتاد۔

بظاہر اس وقت یہ اعلان بلند بانگ دعاوی معلوم ہوتے ہوں گے مگر تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اس جری اللہ کا یہ اعلان سچا تھا۔ ان پیشگوئیوں کی سچائی اس مردِ خدا کے مامورِ حق ہونے کی بھی ایک واضح دلیل اور روشن نشان ہے۔ اور جویائے حق پر اس مامور کا ساتھ دینا فرض ہو جاتا ہے۔ کیونکہ خداوند کریم کا حکم ہے کہ کونوا مع الصادقین۔ اس لئے جب اس مرد خدا کی صداقت پر زمانے نے گواہی دے دی تو اس کی جماعت میں شامل ہونا ضروری اور حکم خداوندی کے عین مطابق ٹھہرا۔

دین کی عزت و ہمدردی کا عہد نامہ

کتنے خوش قسمت تھے وہ لوگ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اسلام کو اس زوال کی حالت سے ابھرتے دیکھا۔ ان لوگوں کا ایمان قابلِ رشک ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب ہر ایک آدمی جاہ طلبی اور دنیا پرستی میں مصروف تھا۔ امام الوقت ان سے یہ عہد لیتے ہیں:-

"یہ کہ دین اور دین کی عزت
اور ہمدردی اسلام کو اپنی
جان اور اپنے مال اور اپنی
اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز
سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا"

تاریخ احمدیت میں خلافتِ راشدہ کا نقشہ

یہ محض لفاظی نہ تھی بلکہ اس عہد نامے میں ایک حقیقت تھی۔ اگر تاریخ اسلام کا طالب علم خلافتِ راشدہ کے زمانے کو پھر تلاش کرنا چاہے تو اس کے لئے تحریک احمدیت کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ یہ ایک صداقت ہے کوئی مبالغہ آمیزی نہیں۔ یقین نہ آئے تو مفکر پاکستان کے خطبۂ علی گڑھ کو پڑھ لیجئے وہ بھی یہی مشورہ دیتے ہیں کہ:-

اگر کوئی ٹھیٹھ اسلامی سیرت کو
دیکھنا چاہتا ہے تو قادیان جا کر دیکھے

اگرچہ ان الفاظ کا کہنے والا ایک شاعر تھا مگر اس کا یہ بیان شاعرانہ خیال آرائی پر مبنی نہیں بلکہ ایک واضح حقیقت ہے۔ اپنے بزرگوں کے سوانح پڑھنے کے بعد ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ برگزیدہ ہستیاں اور ان کا امام و ہمام صحیح معنوں میں اٰخرین منھم تھے اگر زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام اور ہادئ اسلام کی آواز پر لبیک کہنے والوں نے اپنے عزیزو اقربا کو چھوڑا۔ اپنا مال راہ خدا میں صرف کیا۔ تکلیفیں اور اذیتیں برداشت کیں تو مسیح موعودؑ کے ساتھیوں نے بھی اصحاب رسولؐ کے نقش قدم پر چل کر اسی طرح رضائے الٰہی کی نعمت کو پایا اور دین اسلام کو ادیانِ باطلہ پر غالب کر کے دکھایا۔ آج بھی ہم ان لوگوں کے کارنامے پڑھ کر بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں۔ کہ لٰلہ پاکبازو تم نے اپنے امام سے جو عہد باندھا تھا واقعی اس کو پورا کر کے دکھایا۔

حضرت مولینا نورالدینؒ صاحب کا نورِ اخلاص

ازدیاد ایمان کی خاطر ایک دو واقعات کا یہاں بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولینا نورالدینؒ ریاست کشمیر میں شاہی معالج تھے۔ دربار میں بڑا اثر و رسوخ تھا امام الزمانؑ کی دعوت حق سنی تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان میں گوشہ نشین ہو گئے۔ اور ایسے بیٹھے کہ مرتے دم تک وہاں سے اٹھنے کا نام نہ لیا۔ بھیرہ ان کا آبائی وطن تھا۔ اسے خیرآباد کہا۔ اور قادیان میں رہتے ہوئے جو کمایا امام ہمام کی آواز پر فی سبیل اللہ خرچ کر دیا۔ اپنے مال سے اپنے علم و فضل سے دین کی خدمت کو اپنا نصب العین قرار دیا۔ اس پیکرِ صدق و صفا کے بارے میں حضرت امام و ہمام نے بارہا اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں :-

"میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام ان کے نورِ اخلاص کی طرح نورالدین ہے۔ میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہوا ہے اس کے تصور سے قدرتِ الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو ان کو میسر ہیں ہر وقت اللہ۔ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں"۔ (فتح اسلام)

حضرت مولینا محمدعلی صاحبؒ کی قربانی

حکیم الامت کے بعد جماعت احمدیہ کے ... حضرت مولینا محمدؐ علی مرحوم و مغفور کی قربانیاں ... سے مخفی نہیں۔ حضرت مولینا سول سروس میں لئے گئے تھے۔ ان دنوں ملک کے لئے یہ سب سے بڑا اعزاز ... اس کے علاوہ ممدوح وکیل تھے۔ اگر دنیا داری ... دنیوی ترقی اور عروج کے زینے سے ... حضرت امام الزمان نے اپنے احباب کو کبھی کسب ... سے منع نہیں کیا۔ مگر انہیں تو ہمیشہ دین اور دین ... عزت کا فکر رہا کرتا تھا۔ جب حضرت مولینا ... بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے ایک انگریزی دا... ضرورت ہے جو مجھے تبلیغ و اشاعت اسلام ... میں مدد دے تو حضرت مولینا نے اسی وقت ... جو سنتِ ابراہیمی ہے کہ آپ مجھے فرمانبردار ... پائیں گے"۔ چنانچہ آپ دنیاوی مشاغل کو ترک کر کے امام کے قدموں میں بیٹھ گئے اور عمر بھر خدمت ... کے لئے وقف کر دیا۔ اور اللہ کو ایسی خدمت ... حضرت امام زمانؑ نے اُن کے حق میں ... "مولینا محمد علیؒ کو دیکھا ... تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ!"

تعالیٰ انہیں یہ معیت اور مصاحبت اس دنیا تک محدود نہ رہی بلکہ دارالبقا میں بھی آپ صالحین کے گروہ میں داخل ہوئے اور حضرت امامؑ کے ساتھ رہے۔ اور شہرت عام اور بقائے دوام کے دربار میں خدمت قرآن اور اشاعت اسلام کے باعث زندہ جاوید نام پایا۔ حضرت مولانا محمد علیؒ کے بعد قوم کو جو رہنما میسر آیا وہ بھی ایثار و انفاق فی سبیل اللہ میں ایک نایاب نمونہ ہے۔

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی بلند پایہ خدمات

حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب میں علم و فضل کے لحاظ سے حضرت مولانا صدرالدین صاحب کو ہمیشہ سے ایک بلند مقام حاصل رہا۔ آپ محکمۂ تعلیم میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور تھے کہ صدر انجمن کا ایک وفد صوبائی حکام سے ملا۔ اور یہ استدعا کی کہ مولینا کو سرکاری ملازمت سے مستعفی ہونے کی اجازت دی جائے۔ حکام حیران تھے کہ مولینا جیسا قابل۔ فرض شناس اور باوقار آفیسر کیوں اس عز و جاہ میں کوئی رغبت نہیں پاتا۔ لوگ تو اس کے لئے بڑی دوڑ دھوپ کرتے ہیں کہ معمولی سی سرکاری ملازمت بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ اور مولینا ایک اعلیٰ سرکاری ملازمت کو چھوڑ کر فقر کی زندگی بسر کرنے کے لئے بے تاب ہیں۔ ان دنوں جماعت احمدیہ کا بڑا اثر تھا۔ حکومت کو ان کی استدعا ماننے کے سوا چارہ کار نہ تھا۔ اس طرح حضرت مولانا قادیان کے ہائی سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر کام کرنے لگے۔ آپ جیسے باستعداد خوش پوش انسان نے قادیان کے گاؤں میں کوئی اجنبیت محسوس نہ کی۔ ان کے اخلاص۔ ایثار اور اتقاء نے صدر انجمن کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جب حضرت مولینا محمد علیؒ سیکریٹری صدر انجمن تفسیر قرآن کریم کے لئے انتظامی امور سے فارغ کئے جائیں، تو حضرت مولینا صدرالدین صاحب کو ان کی جگہ سیکریٹری صدر انجمن مقرر کیا جائے۔ اُن کا یہ انتخاب صحیح ثابت ہوا۔ حضرت مولینا نے جس محنت۔ کوشش اور جانفشانی سے یہ خدمت جلیلہ سرانجام دی ہے وہ تاریخ میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔ تعلیم الاسلام سکول۔ بورڈنگ ہاؤس۔ لڑکیوں کا مدرسہ اور کالج کی عمارت مولینا کی کوششوں سے بنیں۔ تعلیمی لحاظ سے اس اسکول نے بڑا بلند معیار حاصل کیا۔ احباب جماعت کے علاوہ غیراز جماعت اکابرین نے اپنے بچوں کو دور دور شہروں سے قادیان میں بھجوایا کہ حضرت مولینا کی زیر نگرانی رہیں۔ سلسلہ میں اختلافات رونما ہوا تو حضرت مولینا بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ لاہور آ گئے۔ یہاں بھی آپ نے قوم کی تعلیمی خدمت میں بڑی جوش سے کام کیا۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو مالی لحاظ سے مضبوط بنانے میں آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اوکاڑہ کے مربعے جن سے آج اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کے لئے قوم کو روپیہ میسر آتا ہے حضرت ممدوح کی کوششوں سے ہی ہمیں ملے تھے۔ وسط یورپ میں پہلے اسلامی مشن اور مسجد بنانے اور بلادِ غیر میں تبلیغ اسلام کی خدمت سرانجام دینے اور اولین جرمن ترجمہ و تفسیر قرآن شائع کرنے کی وجہ سے غیر ممالک میں آپ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی اس اثر و رسوخ سے مولینا نے کبھی اپنی ذات کے لئے یا اپنے کسی عزیز کے لئے فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ جہاں کہیں اور جب بھی آپ کو موقعہ ملا آپ نے قوم کے لئے ہی ہر کام سے کوئی استدعا کی ہے۔ بہت کم لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ مولینا نے اپنا آبائی رہائشی مکان جو سیالکوٹ میں تھا کب فروخت کر دیا ہے اور اس کے عوض اپنی ذات کے لئے اپنے اہل و عیال کے لئے ایک جھونپڑی بھی نہیں بنائی۔ البتہ اپنی قوم کو لاکھوں روپے کی جائداد دلوا دی۔ اگر اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ہمیں ایسے برگزیدہ اصحاب کے حالات ملتے ہیں۔ جنہوں نے دین کی خاطر اپنے گھر بار چھوڑے تھے۔ تو سلسلہ کی تاریخ ہمیں ایسے اصحاب سے روشناس کرتی ہے جن میں وہی جذبہ پایا جاتا ہے۔

حضرت امامؑ کا نصب العین

حضرت امام الزمان نے قوم کے سامنے جو نصب العین رکھا وہ خدمت دین۔ اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام تھا کیونکہ اسلام کا عروج انہیں چیزوں سے وابستہ تھا۔ حضرت خود فرماتے ہیں:۔

از رہِ دیں پروری آمد عروج اندر نخست
باز چوں آید ہمیں باید ازہمیں رہ بالیقیں

آج کے مصلحین قوم اقتدار اور حکومت کے لئے اپنی جماعتیں بناتے ہیں۔ مگر مامور من اللہ نے جو قوم بنائی وہ اسمبلیوں اور وزارتوں پر قبضہ جمانے کے لئے نہیں تھی بلکہ اس کی غرض و غایت یہ تھی کہ دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو۔ ہادیٔ اسلام کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچے۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کے سردار کی اُمت میں لوگ فوج در فوج داخل ہوں۔ چنانچہ آپ ہمیشہ اپنے احباب کو خدمت دین کا وعدہ یاد دلاتے جو جماعت میں داخل کرتے وقت ان سے لیتے تھے۔

امام الزّمان کا قوم کو خطاب

ایک موقعہ پر قوم کو یوں خطاب کرتے ہیں:۔

"میں رسالہ فتح اسلام میں کسی قدر لکھ آیا ہوں کہ اسلام کے ضعف اور غربت اور تنہائی کے وقت میں خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے تا میں ایسے وقت میں جو اکثر لوگ عقل کی بد استعمالی سے ضلالت کی راہیں پھیلا رہے ہیں اور روحانی امور سے رشتہ مناسبت بالکل گم بیٹھے ہیں اسلامی تعلیم کی روشنی ظاہر کروں میں یقین جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ آ گیا ہے کہ اسلام اپنا اصلی رنگ نکالیگا اور اپنا وہ کمال ظاہر کرے گا جس کی طرف آیت لیظہرہ علی الدین کلہ میں اشارہ ہے۔ سنت اللہ اسی طرح واقع ہے کہ خزائن معارف و دقائق اسی قدر ظاہر کئے جاتے ہیں جس قدر ان کی ضرورت پیش آتی ہے سو یہ زمانہ ایک ایسا زمانہ ہے جو اس نے ہزارہا عقلی مفاسد کو ترقی دے کر اور بے شمار معقولی شبہات کو منصۂ ظہور لا کر بالطبع اس بات کا تقاضا کیا ہے کہ ان اوہام و اعتراضات کے رفع دفع کے لئے فرقانی حقائق و معارف کا خزانہ کھولا جائے .... سو میری صلاح یہ ہے کہ بجائے ان وعظوں کے عمدہ عمدہ تالیفیں ان ملکوں میں بھیجی جائیں۔ اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر اُن کے پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسے مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"
("ازالۂ اوہام")

احمدیت ایک مجاہدہ ہے

بے شک ہم نے جس امام کی آواز پر لبیک کہا ہے وہ برحق تھا۔ اس نے جس راستے پر قوم کو ڈالا وہی کامیابی اور فلاح کا راستہ ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہم بھی اس عہد کو نگاہ میں رکھیں کہ "دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے" دین ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اسے اسکی عزت اور ہمدردی کو اپنی جان۔ مال۔ اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیں اور یہ نہ بھولیں کہ ہم نے اس برگزیدہ امام سے دین کی تائید اور عظمت کے لئے بیعت کی ہے۔ احمدیت محض چند عقائد کا نام نہیں بلکہ یہ تو ایک مجاہدہ ہے۔ جو ہم سے عمل کا تقاضا کرتا ہے حضرت امام کو ایسے اصحاب کا بھی علم دیا گیا تھا جو احمدی کہلا کر بھی احمدیت کی روح سے خالی ہوں گے۔

بیعت کی خلاف ورزی کرنے والوں کو تنبیہہ

ایک مقام پر آپ نے ایسے لوگوں کو تنبیہہ کی ہے جن کا عمل ان کے عہد کے مخالف ہے۔ اور جو اپنے قول، فعل اور رویہ سے سلسلہ حقہ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اور میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

طاہر عرفانی

عصرِ حاضر میں مجدّدِ زمان کی منفرد شخصیت

۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات پر ہند و پاک برصغیر میں مسلمانوں کا سیاسی اقتدار روبہ زوال ہوا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ مسلمان دینی اور اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ جہاں مغربی اقوام بالخصوص انگریز نے ملک پر سیاسی تسلّط جما لیا، وہاں حکمرانوں کے ساتھ پادریوں کا لشکر بھی حملہ آور ہوا جس نے عوام کی جہالت اور کجروی سے فائدہ اُٹھا کر اسلام کی مصفیٰ تعلیمات کو گدلا کر کے پیش کرنے کی مہم شروع کر دی اور سیدھے سادے اور اسلام سے بے خبر مسلمان باطل کی آغوش میں جانے لگے۔

ان حالات میں چند مسلم علماء تڑپ اُٹھے۔ ان میں سے ایک گروہ نے مسلمانوں کی نجات سیاسی اقتدار کی بحالی میں سمجھی اس مکتبِ فکر میں حضرت شاہ ولی اللہؒ آپ کے صاحبزادگان نیز سید احمد بریلویؒ سید اسماعیل شہیدؒ، سید امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ وغیرہ تھے۔ ان بزرگانِ دین نے ایک طرف مناظروں اور دینی تصانیف سے پادریوں کا ابطال کیا تو دوسری طرف جہاد بالسیف سے اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کی، اور اس ضمن میں غیر ملکی حکمرانوں سے نفرت اور عدم تعاون پر زور دیا اور ناکامی کے باوجود مسلمانوں میں دینی علوم کی ترویج، انگریز کے خلاف جہاد اور ملک میں انگریزی تہذیب و فکر کے پھیلنے کی مخالفت جاری رکھی۔

دوسرا گروہ جس میں سرفہرست سرسید احمد خاں اور آپ کے رفقائے کار ہیں ان دردمند مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ جو سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کا سیاسی زوال اُن کے دینی اور اخلاقی انحطاط کی وجہ سے ہے، اس لئے سیاسی اقتدار کی بحالی کے لئے ضروری ہے کہ قوم میں دینی علوم اور اخلاقی اقدار کو زندہ کیا جائے، اور اُن علوم و فنون کی تحصیل کی جائے جو ترقی یافتہ اقوام کا طرّۂ امتیاز ہیں۔ اس کے علاوہ انہیں اپنی سیاسی کشمکش کی ناکامی کا اس لئے بھی احساس تھا کہ برصغیر میں غیر مسلموں کی اکثریت ہے۔ جو حکومت کے ساتھ ہیں۔ وہ ملک کے نظم و نسق پر چھا کر مسلمانوں کو ختم کرنے میں کوشاں ہیں۔ اس لئے حکومت کی مخالفت عبث ہے۔

انیسویں صدی کے وسط میں جب مجدّدِ زمان زندگی کے ابتدائی دور سے گذر رہے تھے۔ ان دنوں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا آلِ حسن، مولینا رحمت اللہ کیرانوی، ڈاکٹر وزیر آغا، سرسیّد وغیرہم زبان اور قلم سے پادریوں کے دجل کا تار و پود بکھیر رہے تھے۔ اور ملک کے گوشے گوشے میں مذہبی مناظرے اور تحریری مجادلے جاری تھے۔ ۱۸۶۹ء میں سرسید نے ولیم میور کے اعتراضات کا جواب لنڈن پہنچکر "خطباتِ احمدیہ" کی صورت میں دیا۔ اور اپنے بیٹے محمود کو محض اس لئے انگریزی علوم اور زبان کی تعلیم دلائی کہ وہ اس زبان میں اسلام کی خوبیاں بیان کر سکے۔

حضرت مجدّدِ زمان جوانی کے دور سے گذر رہے تھے اور گو آپ کا زیادہ وقت تہجد، وظائف، درود صلوٰۃ اور تلاوتِ قرآن میں گذرتا تھا تاہم آپ دینی تحریکوں سے بیگانہ نہ رہ سکے۔ ۱۸۶۰ء کے لگ بھگ آپ سیالکوٹ میں مقیم تھے۔ اور گو اس وقت آپ کی عمر بائیس تئیس سال تھی تاہم آپ اس وقت بھی عیسائیوں سے مناظرے کرتے تھے۔

اصلاحِ اُمت اور خدمتِ دین کے سلسلے میں آپ کم و بیش سرسید کے گروہ کے ہم خیال تھے۔

از رہِ دیں پدرکا آں شروج اندر نخست
بازچوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں

تاہم آپ اس میدان میں منفرد شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا تمام طرزِ عمل حقیقت پسندانہ تھا۔ اس سے قبل کہ آپ قرآنی تعلیمات کی طرف دوسروں کو دعوت دیتے آپ نے قرآنی تعلیمات پر حرف بحرف عمل اختیار کیا۔ اس سلسلہ میں عبادات اور اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشعلِ راہ بنایا اور اتباعِ نبیؐ میں جب آپ معرفتِ الٰہی سے بہرہ ور اور تعلق باللہ کی دولت سے مالا مال ہوئے اور خدا کی ذات کے متعلق "ہونا چاہیئے" کی منزل سے گذر کر "ہے" کے مقام پر پہنچ گئے تو پھر دنیا کو اسلام کی صداقت آزمانے کا چیلنج دیا۔ اور اپنے زمانے میں اسلام کی صداقت پر شاہدِ ناطق بن گئے اور یہ یقیناً منفرد مقام ہے۔

اسی زمانے میں آپ نے قرآن پاک کی تلاوت دس ہزار سے زیادہ بار کی اور ایک تو عقل و شاہد کی روشنی میں اسلام کے محاسن بیان کرنا شروع کئے دوم اسلام کے متعلق پادریوں اور غیر مسلم دشمنوں کے تین ہزار سے زیادہ اعتراضات جمع کر کے اُن کے مسکت جوابات تیار کئے اور سوم دشمنوں پر اتمامِ حجت کے لئے اُن کے معتقدات کا تجزیہ کر کے اُن کے بودے پن کو عریاں کیا۔

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
تیغ کا کام قلم ہی سے چلایا ہم نے

۱۔ اسلام کے محاسن

گو آپ سے قبل بعض علماء نے اسلام کی بنیادی تعلیم کو پیش کرنے میں کاوش اور کوشش سے کام لیا ہم جس وضاحت، معرفت اور قوت کے ساتھ آپ نے ہستی الٰہی، وحدانیت، وحی الٰہی، صداقتِ قرآن، حقیقت نبوتِ محمدیہ (علی صاحبہا السلام) وغیرہ اساسی عقائد پر قلم اُٹھایا۔ اس کی نظیر آپ سے قبل نہیں ملتی، چنانچہ آپ کی بے نظیر تصنیف "براہینِ احمدیہ" کے متعلق مولوی محمد حسین بٹالوی نے درست کہا تھا کہ "اس کی نظیر گذشتہ تیرہ صدیوں میں نہیں ملتی"۔

آپ نے یہ کتاب مخالفینِ اسلام کے سامنے چیلنج کے طور پر پیش کی۔ اور اس کے دلائل کی تردید کرنے والے کے لئے دس ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا لیکن کسی کو اس کے دلائل رد کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ اسی کتاب میں آپ نے اسلام کی صداقت کے طور پر یہ دعوے کیا کہ اسلام کی کامل اتباع سے آج بھی انسان کو شرفِ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کی دولت نصیب ہوتی ہے، اور دلیل کے طور پر اپنی ذات کو پیش کیا اسلام کی صداقت پر یہ دلیل مسلمانوں ہی مخصوص چلی آئی ہے اور آج تک کسی ایسے غیر مسلم کو پیش نہیں کیا جا سکتا جس نے اپنے مذہب پر عمل کر خدا سے ہمکلامی کا مرتبہ حاصل کیا ہو۔

"براہینِ احمدیہ" کے علاوہ آپ نے دیگر کتب میں بھی اسلام کے کمالات پر روشنی ڈالی، ان میں سے "اسلامی تعلیم کی فلاسفی" کو جو قبولیت حاصل ہوئی اسے ۱۸۹۶ء کے جلسۂ مذاہبِ عالم کے تمام شرکاء نے صدقِ دل سے تسلیم کیا، اور آج تک علماء عالم اس کی عظمت کے قائل ہو رہے ہیں۔

"براہینِ احمدیہ" میں جہاں اصول اسلام کی صداقت بیان کی گئی ہے وہاں مخالفوں کے باطل اعتراضات اور تعلیم کی قلعی بھی کھولی گئی ہے۔ چنانچہ اسلامی تعلیم کے مقابل عیسائیت، ہندوئیت، برہمو مت وغیرہ کے عقائد کا کھوکھلا پن عیاں کیا گیا، ان میں سے برہمو مت الہام و وحی کا منکر ہے۔ اور عقل و دانش ہی کو کافی رہنما خیال کرتا ہے۔ اس باطل خیال کی تردید کرتے ہوئے اور پنجاب میں برہمو سماج کے لیڈر اگنی ہوتری کا جواب دیتے ہوئے آپ نے لکھا کہ جو لوگ الہام کے منکر ہیں خدا کی ہستی پر بھی دیر تک ایمان نہیں رکھ سکتے۔ چنانچہ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اگنی ہوتری نے خدا کی ہستی کا بھی انکار کر دیا اور دیو سماج کی بنیاد رکھی، اور اس طرح مجدّدِ زمان کے ایمان اور فراست پر جبر تصدیق ثبت کر دی، براہینِ احمدیہ کے علاوہ آپ نے "سرمہ چشم آریہ" "انجام آتھم" "چشمۂ مسیحی" وغیرہ کتابیں لکھ کر مخالفین کے منہ بند کر دیئے۔

تجدیدِ اُمت

گو آپ اہل سنت والجماعت گروہ سے تعلق رکھتے

ہیں۔ لیکن آپ کی حق پسندی نے اُن غلط معتقدات کو برداشت نہ کیا جو مسلمانوں کے دلوں میں رچ بس چکے ہیں چنانچہ آپ نے مسلمانوں کی اخلاقی اصلاح کے ساتھ ساتھ اعتقادی اصلاح پر بھی زور دیا اور دلائل کی تلوار سے صدیوں سے غلط عقائد کے بتوں کو توڑ ڈالا۔

وفاتِ مسیح

مسلمانوں میں یہ بات مشہور تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت سے قبل نازل ہو کر اُمتِ محمدیہ کی اصلاح و قیادت کریں گے عیسائی پادری اس غلط عقیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسیح کی عظمت ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے تھے۔ آپ نے اس باطل عقیدہ کی قرآن حکیم کی ۳۰ آیات سے تکذیب کی، اس کے علاوہ خود اناجیل اور تاریخی شواہد سے وفات مسیح ثابت کر کے عیسائیت کے تابوت میں آخری کیل گاڑ دی۔ چنانچہ آج مسلم علما وفاتِ مسیح کو ایک حقیقت تسلیم کرتے ہیں، اور مجددِ زمان کا یہ عشقِ رسول میں ڈوبا ہوا شعر خدا کے ہاں قبولیت حاصل کر گیا۔

مسیحِ ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفونِ یثرب را ندادند ایں فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقالِ خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آید پرستارانِ میت را

نیچر پرستی

غیر مسلموں کے اعتراضات سے متاثر ہو کر بعض مسلمان علماء نے اسلام کو دینِ فطرت ثابت کرنے کے لئے قرآن کی تشریح قانونِ فطرت کے مطابق کرنا شروع کر دی۔ لیکن یہ عقل پرستی کی خوفناک صورت تھی، اوّل تو اس لئے کہ کون کہہ سکتا ہے کہ میں نے قانونِ فطرت کو کماحقہٗ سمجھ لیا ہے۔ اور جس عقل نے آج ایک کلیہ وضع کیا ہے کل ہی مزید مشاہدہ کے بعد اس کی تردید نہیں کر دے گی، یہ بھی ممکن ہے کہ اسلام کی جس تعلیم کو اندھی اور لُولی فکر کے چکّے میں ڈھالا جا رہا ہے اس کی تفہیم ہی غلط ہوئی ہو۔ علاوہ ازیں کلام الٰہی قوانینِ فطرت کے مقابل زیادہ واضح، نمایاں اور ناطق ہے جبکہ قوانینِ فطرت کی ہر نئی دریافت پہلے علماء کی علمی بے بسی پر مہرِ ثبت کرتی رہتی ہے مجددِ زماں کی دُور رس نگاہ نے عقل کے اس عجز اور فریب کو بھانپ لیا اور جہاں مجرد عقل کو ایک لغو شئے قرار دیا وہاں قرآنی وحی کو انسانی علوم کی صحت کے لئے کسوٹی قرار دیا، اور اس ضمن میں قرآن کی تعلیمات سے مسکت جوابات پیش کئے۔

برکات الدُعاء

نیچر پرستی کا نتیجہ دُعا کا انکار تھا: نیچر پرست کا خیال ہے کہ خدا نے ہر شئے ایک قانون میں جکڑ رکھی ہے۔ جس میں اب تغیر و تبدل ممکن نہیں اور چونکہ دُعا کا مقصد نظامِ اصولِ فطرت کے خلاف خدا سے استمداد ہے، جو ناممکن ہے۔ اس لئے انہوں نے دعا کی افادیت سے انکار کر دیا اور فطرت پرستی میں، خدا کی بے بسی پر ایمان لے آئے جو شرک فی الصفات کی ایک خوفناک مثال ہے۔ یہ تعلیم قرآن کے واضح احکام کے منافی تھی۔ قرآن میں بیسیوں دعائیں موجود ہیں، دعاؤں کی تلقین بھی پائی جاتی ہے۔ پھر آنحضرت اصحابِ رسول اور اولیائے اُمّت کی ایسی دعائیں تواتر سے ملتی ہیں، جو قبول ہوئیں، آپ نے خود قبولیت دُعا کے نمونے پیش کر کے اتمامِ حجت کی، اور بندے اور خدا کے درمیان تعلق کے قیام کے اس واحد ذریعہ کی اہمیت جتا کر اُمّت کو دعاؤں پر لگایا۔ اس ضمن میں آپ کی کتاب ــــ برکات الدعا ایک نادر تصنیف ہے۔

خلافت فی الاسلام

گو آپ فرقہ وارانہ جذبات سے بہت بلند تھے تاہم علمی سطح پر حق گوئی سے کبھی نہ چُوکے مسلمانوں کا ایک گروہ آنحضرت صلعم کی جانشینی کے معاملہ میں جمہور سے کٹتے چلا آیا۔ آپ نے یہ دیکھا کہ اُن کی یہ روش قرآن سنت، تاریخی شواہد اور اُمّت کی مصلحتوں کے خلاف ہے چنانچہ آپ نے "سر الخلافہ" کے نام سے ایک کتاب میں خلافت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور آیہ استخلاف سے استدلال کر کے خلفائے راشدین کے مقام کی تصدیق و تائید فرمائی۔

ختم نبوت

اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور آپ خاتم النبیین ہیں۔ لیکن یہ غلط خیال کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ دوبارہ تشریف لائیں گے ختم نبوت کی تعلیم کے سخت مخالف تھا۔ چنانچہ آپ نے نزولِ مسیح کے غلط عقیدے کے مضرات سے اُمّت کو آگاہ کر دیا اور اعلان کیا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا خواہ نیا ہو یا پرانا" چنانچہ وفات مسیح ثابت کر کے جہاں عیسائیت کے ایک رُکن پر ضرب کاری لگائی اور مسلمانوں کے خلاف پادریوں کی ایک گمراہ کُن دلیل کو ختم کر دیا وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو مصفا ترین صورت میں دلوں میں جاگزین کیا، اس سلسلے میں آپ نے یہ اعلان کر کے کہ اب دنیا کے لئے آنحضرت کے سوا کوئی نبی نہیں" اس حقیقت پر زور دیا کہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے بعد معرفت الٰہی اور اللہ تعالےٰ سے ہمکلامی کا شرف محض اس عظیم الشان نبی اقدس کی کامل اتباع سے حاصل ہوتا ہے ختم نبوت کے متعلق یہ باریک نقطہ قابلِ غور ہے۔

مکالمہ و مخاطبہ

عام مسلمانوں نے ختم نبوت کا مفہوم یہ سمجھ رکھا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو شرف ہم کلامی سے محروم کر دیا ہے، اس کے برعکس آپ نے خدا سے ہمکلامی کو اسلام کی صداقت کے طور پر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی ایک صفت کلام کرنا ہے اور خدا کی کوئی صفت کسی زمانے کے ساتھ ختم یا معطل نہیں ہو سکتی۔ پھر آپ نے بتلایا کہ اسلام سے قبل اللہ تعالےٰ غیر نبی افراد (اُمِّ موسیٰ، حضرت مریمؑ، حواریوں وغیرہ) سے ہم کلام ہوتا رہا تو اُمتِ محمدیہ اس شرف سے کیسے محروم ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ اُمّت میں ہر دَور میں ایسے اولیاء اللہ ہوتے آئے ہیں جو خدا سے بشارت پاتے رہے ہیں اور اللہ تعالےٰ اُن سے ہمکلام ہوتا رہا ہے۔ لیکن یہ شرف اب قیامت تک محض اُمتِ محمدیہ کے اُن افراد کو نصیب ہو سکتا ہے، جو آنحضرت کے کامل متبع ہوں اور ساتھ ہی اعلان کیا کہ اس زمانے میں اس کا جیتا جاگتا ثبوت آپ خود ہیں۔ اور اس ضمن میں آپ نے ہزارہا شواہد بہم پہنچائے۔

اتحاد المسلمین

کفر کا سر کچلنے اور اسلام کے عروج کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کے نام لیواؤں میں اتحاد ہو، وہ ایک دوسرے کی تکفیر سے بچتے ہوئے اپنی تمام قوتیں اسلام کی سربلندی کے لئے صرف کر دیں، چنانچہ فرمایا:۔

گر کنی تکفیرِ اہلِ دیں چہ کارے کردۂ
رو اگر مردی بجوئے را با سلام اندر آ

اس ضمن میں آپ نے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی کسی شخص کے اسلام کیلئے کافی قرار دیا۔ ”کلمہ گویاں را چہرا کافر نہی نام اے احمق“ کے مصداق علمائے اسلام سے بتکرار بار اپیل کی کہ وہ اہلِ قبلہ کی تکفیر سے باز رہیں۔ ازالہ اوہام ہی میں ایک مقام پر فرمایا:۔

”اے مولویو! خدا سے ڈراؤ اور یہ نمونہ اپنے تعصب کا نہ دکھاؤ۔ مسلمان تو آگے ہی تھوڑے ہیں تم انہیں اور گھٹا کر اسلام کی رونق کم نہ کرو“ (اوکما قال)

ذیل کے الفاظ میں مسلمانوں کو متحد کرنے والے معتقدات کا ذکر کس خوبی سے کیا ہے۔

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر او شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

ان الفاظ میں ایمان باللہ، ایمان بالرسالت، اور ایمان بالقرآن کو قدرِ مشترک قرار دے کر مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دی ہے۔ اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگہدار
کاخر کنند دعویٔ حُبِّ پیمبرم

جہادِ اسلام

جہاد اسلام کا ایک زبردست رکن ہے، لیکن اپنوں کی نا سمجھی اور اغیار کی خباثت کی وجہ سے اس کے معنوں کو محدود کر کے "قتال" بنا دیا گیا اور ... بھی جو صرف ملک گیری کے لئے، لیکن جہاں آپ نے "اسلام کی جبری تبلیغ کے لئے جنگ" کو غیر اسلامی اور مسلمانوں پر اتہام قرار دیا۔ وہاں جہاد کے صحیح مفہوم کو سامنے رکھ کر قوم کو جہاد کی تعلیم دی مسلمانوں کو اسلام کی راہ میں ہر گونہ قربانیوں پر آمادہ کیا اور جانی، مالی، قلمی اور لسانی قربانی دے کر دنیا میں اسلام کو پھیلانے کی ترغیب دی۔

جانم فدا شود برہ دین مصطفےٰ

اینست کام دل اگر آید میسرم

چنانچہ آپ نے اور آپ کے رفقائے کار نے اپنی تصانیف، تبلیغ اور مالی قربانیوں سے اسلام کی بے شمار خدمات سرانجام دی ہیں، اور ضرورت کے وقت جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا مغربی ممالک میں مساجد اور تبلیغی مراکز کا قیام اسلام کے متعلق بلند پایہ تصانیف اور تعلیمی و اصلاحی اداروں کا اجرا اس کا ایک ادنیٰ ثبوت ہے اور مزید براں یہ کہ آپ کے وابستگان دامن میں سے ہر شخص اشاعتِ حق میں سرگرم رہتا ہے۔ بعض اوقات جان و مال، آبرو یا دین کی خاطر جنگ ناگزیر ہو جاتی ہے لیکن یہ مجبوری ہے۔ آپ کے زمانے میں چونکہ ایسی کوئی مجبوری نہ تھی اس لئے آپ نے قتال کی مخالفت کی۔

جماعت کی تشکیل

۔ آپ کو محسوس ہو گیا کہ غیر مسلموں کے فتنوں کے انسداد کے لئے ایسے افراد پر مشتمل ایک جماعت کی تشکیل لازم ہے، جو شریعت کے پابند، اہل اللہ، اور عالمانِ دین پر مشتمل ہو، جو اسلام کی مدافعت اور اشاعت کے لئے اپنا مال اور زندگیاں وقف کر دیں اور "دین کو ...... دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کریں" چنانچہ آپ کے گرد علامۂ دہر حکیم نورالدین بھیروی، مولانا محمد احسن امروہوی، مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اور دیگر علماء اکٹھے ہو گئے۔ جدید تعلیمیافتوں میں مولانا محمد علی مرحوم اور امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ، خواجہ کمال الدین مرحوم، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم، ڈاکٹر سید محمد حسین مرحوم اسلام کی خاطر آپ کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو گئے۔ ان کی تحریروں نے کفر کے گھروندے توڑ ڈالے۔ باطل کے ایوانوں میں زلزلہ ڈال دیا اور مخالفوں کے مونہوں کو بند کر دیا اور آپکا لگایا ہوا یہ تبلیغی پودا اقصائے عالم میں سایہ فگن ہے اور ہر لمحہ یہ نعرہ لگا رہا ہے کہ

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و

پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

اس سلسلہ میں آپ نے فتح اسلام اور کشتیٔ نوح میں اس جماعت کو جو پیغام دیا ہے، وہ کسی غیر معمولی، صاحب حکمت اور فدائی اسلام ہستی کی نشاندہی کرتا ہے،

آپ کو هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے اعلانِ الٰہی پر کامل یقین تھا۔ اسی پیشگوئی کے پیش نظر آپ نے تمام مخالفوں کو للکارا، یہی یقین اپنے ماننے والوں میں پھونکا، اور اسی تڑپ کے ساتھ آج آپ کی آواز پر لبیک کہنے والے دیوانے دنیا کے کونے کونے میں اسلام کا پیغام کامیابی سے پہنچا رہے ہیں۔

تحقیقِ حق

مجدّد زمان کے سامنے تحقیق حق تھی۔ آپ نے اسی لئے مخالفوں کو اسلام پر غور کرنے کی دعوت دی اسلام کے متعلق شکوک آپ کے پاس ٹھہر کر دور کرنے کی دعوت دی۔ آپ ہی نے مخالفین کے سامنے یہ اصول رکھا کہ اپنے عقائد اپنی آسمانی کتابوں سے پیش کرو، پھر ان کی تائید میں دلائل بھی اپنی آسمانی کتاب سے دو، یہ نہ ہو کہ کتاب اپنی تائید کے لئے بیرونی دلائل کی محتاج ہو، چنانچہ آپ نے براہین احمدیہ میں دعوےٰ اور دلیل کی اساس قرآن پاک پر رکھی۔

چولا صاحب

"سکھوں میں مشہور تھا کہ جب بابا نانک بغداد تشریف لے گئے تو انہیں فرشتے نے ایک چولا (کوٹ) دیا جس پر سارا قرآن لکھا ہوا ہے اور وہ چولا آج کل ڈیرہ بابا نانک میں ہے" تین سو سال سے یہ دعوےٰ بلا دلیل تھا اور ابتدائی چولے پر سال بسال نئے چولوں کی تہیں جمتی گئیں۔ مجدّد زمان کو اس امر کی تحقیق کا خیال آیا، آپ ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے اور وہاں کے سیوادار کو کچھ رقم دے کر چولا نکلوایا۔ جس پر کلمہ طیبہ۔ آیۃ الکرسی، سورۃ الحمد و اخلاص وغیرہ عربی حروف میں مرقوم تھے۔ آپ نے ساتھیوں کی مدد سے تمام عبارت نقل کر لی اور اپنا نتیجہ دنیا کے سامنے پیش کر کے دینی معلومات میں قابل قدر اضافہ کیا اور اسے دیکھ کر کئی سکھ مسلمان ہو گئے۔

قبرِ مسیح

آپ نے قرآن کی آیات سے وفاتِ مسیح کو ثابت کر دیا تھا۔ لیکن آپ کی تحقیق پسند طبیعت نے اسے کافی نہ سمجھا اور اس کرید میں لگ گیا کہ صلیب سے اترنے کے بعد جناب مسیح کہاں تشریف لے گئے۔ اس ضمن میں آپ نے ثابت کیا کہ بخت نصر نے یہود کے بارہ میں سے دس قبائل کو مشرق کی طرف پھیلا دیا تھا۔ چنانچہ فلسطین میں بے بس ہو کر آپ ان قبائل کی طرف چلے گئے، جو ...

عمر انہی میں گزاری اور بالآخر سری نگر کے محلہ خانیار میں دفن ہوئے اور آپ کا مزار وہیں ہے۔

آپ کے اس انکشافات نے اہل تحقیق کے دلوں میں ایک نئی دلچسپی پیدا کر دی، اس سلسلے میں اگر کشمیری اور افغان اقوام کی قبل از اسلام رسوم اور ناموں کا پتہ لگایا جائے اور ان کا اس دور کے یہودیوں سے موازنہ کیا جائے تو مزید حقائق سامنے آ سکتے ہیں۔ اور اگر جرأت کر کے سرینگر میں شہزادہ یوز آسف کی لاش نکال کر دیکھی جائے تو کم از کم اس قبر کے مکین کا پتہ چل سکتا ہے کیونکہ جناب مسیح کی ہتھیلیوں اور پاؤں پر میخوں کے نشان ہوں گے۔

۲۔ ذاتی زندگی

علم دین۔ آپ علم کا ایک بحر بے کراں تھے، قرآن و حدیث کے اسرار و رموز پر عبور کے علاوہ آپ نے دیگر مذاہب کی کتب کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ جس کی جھلک آپ کی مختلف کتب میں ملتی ہے اور جو اس نابغۂ روزگار کی نصانیف وسعت نظر، حق پسندی، صدق بیانی اور للہیت کی غماض ہیں۔ پھر آپ نے اسلام کی تائید میں جو موتی بکھیرے ان کی تابانی سے اپنے اور بیگانے سبھی متاثر ہوئے اور زمانہ کے ساتھ ساتھ ان کی چمک کا دائرہ وسیع تر ہوتا ہے۔

ریاضت

آپ کو عنفوان شباب ہی سے دنیا سے نفرت تھی، اور شب و روز کا زیادہ حصہ یاد الٰہی میں بسر ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ یبیتون لربہم سجدًا و قیامًا کا پیکر تھے، اس شب زندہ دار عظیم انسان کے متعلق ایک عزیز نے کہا تھا کہ اسے تلاش کرنا ہے تو مسجد میں جاؤ کسی صف میں لپٹا ہوگا، آپ کی اسی کیفیت کا اثر تھا کہ آپ کے صحبت گزین احباب بھی یاد الٰہی میں منہمک ہو گئے اور آج بھی آپ کی قائم کردہ جماعت دینی اشتغال میں دوسروں سے ممتاز ہے۔

عشقِ قرآن

آپ کو قرآن پاک سے عشق تھا۔ سجدہ و قیام کے علاوہ آپ تلاوت قرآن میں مصروف رہتے، حضرت مولینا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک قرآن پاک تھا اور غالباً اب بھی آپ کی لائبریری میں ہوگا جسے مجدّد زمان نے کوئی دس ہزار بار پڑھا تھا اور جس کے حاشیہ پر قیمتی نوٹ لکھے تھے۔

اس ملک میں یہ شرف اور فضیلت آپکو حاصل ہے کہ آپ نے درس قرآن کی طرح ڈالی، آپ کے متبعین نے جابجا درس قرآن شروع کیا، اور بعد ازاں دوسرے مسلمانوں نے درس قرآن میں دلچسپی لینا شروع کر دی۔

سے بہرہ ور کرنا تھا۔ چنانچہ آپ کے اشارے سے قرآن شریف کا انگریزی میں ترجمہ شروع کیا گیا، جسے آپ کی پیشگوئی کے مطابق مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے مکمل کیا۔ پھر اُردو، جرمن، ڈچ، ہندی اور پنجابی میں بھی قرآن پاک کے تراجم کر کے دنیا بھر میں پھیلائے اور یہ سلسلہ ترقی پذیر ہے۔

اس ضمن میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے قرآن کی تعریف میں نظمیں لکھیں اور قرآن کو اپنے محبوب کی حیثیت سے پیش کیا۔

جمال و حسن قرآں نورِ جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

عشق نبیؐ

آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ آپ حضورؐ پر کثرت سے درود شریف بھیجتے ہیں، اور جماعت کو بھی درود و صلوٰۃ اور عشق نبیؐ کی تلقین کی، آپ کی تمام تصانیف میں یہ جذبہ چھلکتا نظر آتا ہے۔ ذیل کے اشعار دیکھئے:

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است
دیدم بہ عین قلب شنیدم بہ گوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جلال محمدؐ است

حسن رویش بہ ز نورِ آفتاب
خاک کویش بہ ز مشک و عنبرے

اگر خواہی دلیلش عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ
من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسیم
کہ دارد جا بہ بستانِ محمدؐ

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں
محمدؐ است فروزندہ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا
خدا نماست وجودش برائے عالمیاں

آپ نے آنحضرتؐ کی شان میں جس قدر اشعار لکھے ہیں۔ وہ بھی اپنی نظیر آپ ہیں۔ اور اس میں جس قدر سوز و گداز، عشق و محبت، تڑپ و جذب کا اظہار ہے وہ عشق رسولؐ کا ادنےٰ پرتو ہے۔

آپ کو جب کبھی معلوم ہوتا کہ کسی بدبخت نے ستی مرتبت کی شان اقدس میں گستاخی کی ہے۔ تو جب تک اس کی خرافات کا دندان شکن جواب نہ دے لیتے چین حاصل نہ ہوتا۔ ایک بار مشہور دشمن رسولؐ لیکھرام نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے منہ پھیر لیا کہ جو بدبخت ہمارے آقا و مولاؐ کو بُرے الفاظ سے یاد کرتا ہے ہم اُسے کیونکر منہ لگا .... سکتے ہیں۔

درخت کا پھل

جناب مسیحؑ کا قول ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے آپ کے کارناموں کی ہلکی سی جھلک تو مذکورہ سطور میں آچکی ہے۔ اور انہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے خادموں میں آپ کا کیا مقام ہے۔ تاہم یہ دیکھئے کہ آپ نے اپنے گرد کس قسم کے آدمی جمع کئے، کیونکہ ہر شخص کے احباب اس کے ہم مشرب ہی ہوتے ہیں۔ آپ کے پیروکاروں میں ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو دین کے عالم تھے اور تقوے میں بلند مقام رکھتے تھے۔ جنہوں نے اپنی تصانیف سے اسلام کی ترجمانی کی، جنہوں نے اپنا مال راہ خدا میں قربان کیا، اور اپنے جسم پر ہر قسم کی دنیوی آسائش حرام کر رکھی تھیں۔ جنہوں نے دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ ہزارہا انسانوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ اور آج تک اسی جذبہ کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔

یہ امور اس امر کی دعوت ہیں کہ جو لوگ دنیا میں اسلام کا نور پھیلانا چاہتے ہیں، جو کفر زاروں میں توحید کی آواز بلند کرنا چاہتے ہیں تا جو دنیا میں للّٰہیت، محبت رسول اور نیکی کو عام کرنے کے داعی ہیں، وہ اس جماعت کے ساتھ مل کر اس یمن و سعادت سے بہرہ ور ہوں جو اشاعت اسلام سے وابستہ ہے، اور ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چل کر انہی کے گروہ میں شامل ہونے کے لئے کوشاں ہیں۔

بہ مفت ایں ابر نصرت را دہندت لے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر صورت شود پیدا

بقیہ خطبہ جمعہ ——— بسلسلہ صفحہ ۲

جا رہا تھا۔ رستہ میں ایک سکھ مل گیا، اس سے پوچھا تم مرزا صاحب کو جانتے تھے؟ اس نے کہا وہ تو بھگت ہیں، ایک دفعہ ان کے والد کے ساتھ ہمارا زمین کا مقدمہ تھا، ہم نے مرزا جی کو بطور گواہ طلب کیا۔ سمن آیا تو دوسرے لوگوں کی طرح یہ نہیں کہا کہ لکھدو مرزا صاحب نہیں ملے، عدالت میں حاضر ہوئے تو گواہی دی کہ زمین کی سرحد پر جو کیکر کے درخت ہیں وہ سکھوں کے ہیں وکیل نے کہا کہ تم کیسے جانتے ہو تم تو میلتری آدمی ہو، آپ نے کہا ایک دفعہ والد صاحب کے ساتھ میں اس جگہ گیا تھا، تو انہوں نے کہا تھا کہ یہ کیکر کے درخت سکھوں کے ہیں کس قدر راستبازی اور حق گوئی کی جرأت ہے کہ والد کے خلاف گواہی دینے سے دریغ نہیں کیا۔ اس نیکی کو اپنے اندر پیدا کرو۔ چاہیئے کہ ساری اُمت با خدا ہو جائے معاملات میں خدا خوفی اختیار کی جائے۔ مشکلات میں صبر و استقلال سے کام لیں۔ خدا کے حضور رونا سیکھیں مخلص اور نیکو کار لوگوں کے اعمال کبھی ضائع نہیں ہونگے

احمدیت میں خلافت راشدہ کا نقشہ ۱۹

بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب اس بات کے لائق نہیں کہ میں ان کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کر سکوں بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اوّل ان میں دل سوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے۔ اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی بلکہ صرف بلعم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں .... اور نابکار دنیا نے اپنے دام تزویر کے نیچے انہیں دبا لیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائیں گے بجز اس شخص کے کہ خدا تعالےٰ کا فضل نئے سرے سے اس کا ہاتھ پکڑ لیوے“..... (فتح اسلام)

اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو

آئیے آج ہم اپنے مقدس امام کی برسی پر اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں کہ ہم نے کہاں تک شرائط بیعت کو پورا کیا ہے۔ اگر ہم نے اپنے عمل سے اس عہد کو سچ کر دکھایا ہے تو ہم واقعی ان برکات سے حصہ پائیں گے جن کا وعدہ خدائے بزرگ و توانا نے حضرت اقدس سے کیا ہے۔ اور اگر ہمارا عمل ہی کے مخالف ہے تو ہمیں اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے ورنہ ہم اپنے آپ کو دھوکہ دینے والے ہیں اور آخرت میں نقصان اُٹھانے والے۔ محض زبانی دعوے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ ہماری زبان اور ہمارا فعل ہی بتا سکتا ہے کہ ہم کس راستہ پر جا رہے ہیں۔

علم و عمل بڑوں کا گر ہم میں ہے تو سچ ہے
گر یہ نہیں تو یارو سب لن ترانیاں ہیں

انتخاب معتمدین جماعت لاہور شہر

لاہور شہر سے مجلس معتمدین کے سلئے دس نمائندوں کا انتخاب ہونا ہے اس لئے جملہ احباب جماعت لاہور کی خدمت میں درخواست ہے کہ مؤرخہ ۲۷ مئی بعد از نماز جمعہ کچھ وقت کے لئے ٹھہر جائیں تاکہ انتخاب مکمل کیا جاسکے

جنرل سیکرٹری

کلام امام

جائیکہ از مسیح و نزولش سخن رود ❊ گویم سخن اگرچہ ندارند باورم
جس جگہ مسیح اور اس کے نزول کا ذکر ہو۔ وہاں میں یہی کہتا ہوں۔ اگرچہ لوگ یقین نہ کریں۔

کاندر دلم دمید خداوندِ کردگار ❊ کاں برگزیدہ را از رہِ صدق مظہرم
کہ خداوند کردگار نے مجھے الہام کیا ہے کہ میں اس برگزیدہ کا سچا مظہر ہوں۔

موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم! ❊ حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم
میں موعود ہوں اور میرا حلیہ حدیثوں کے مطابق ہے افسوس ہے اگر آنکھیں کھول کر مجھے نہ دیکھیں۔

رنگم چو گندم است و بمو فرق بیّن است ❊ زانساں کہ آمدست در اخبارِ سرورم
میرا رنگ گندمی ہے اور بالوں میں نمایاں فرق ہے جیسا کہ میرے سردار کی حدیث میں موجود ہے۔

ایں مقدمم نہ جائے شکوک است والتباس ❊ سیّد جدا کند ز مسیحائے احمرم
میرے اس آنے میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ میرا آقا مجھے سرخ رنگ والے مسیح سے علیحدہ کر رہا ہے

از کلمۂ منارۂ شرقی عجب مدار ❊ چوں خود ز مشرق است تجلّی نیّرم
مشرقی منارہ والی بات سے تعجب نہ کر۔ جبکہ میرے سورج کا طلوع مشرق سے ہی ہے۔

اینک منم کہ حسبِ بشارات آمدم ❊ عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بہ منبرم
میں ہی ہوں جو بشارات کے مطابق آیا ہوں۔ عیسیٰ کہاں ہے جو میرے منبر پر قدم رکھے۔

آں را کہ حق بہ جنّتِ خلدش مقام داد ❊ چوں برخلافِ وعدہ بروں آرد از ارم
وہ جسے خدا نے جنت الخلد میں جگہ دی۔ وہ اسے اپنے وعدہ کے برخلاف فردوس میں سے کیوں نکالے

چوں کافراز ستم پرستند مسیح را ❊ غیوریٔ خدا بسرش کرد ہمسرم
چونکہ کافر ظلم کی وجہ سے مسیح کی پرستش کرتے ہیں۔ اسلئے خدا کی غیرت نے مجھے اس کا ہمسر بنا دیا۔

رو یک نظر بجانبِ فرقاں ز غور کن ❊ تا بر تو منکشف شود ایں رازِ مضمرم
جا۔ اور قرآن کی طرف نظر غور کر تاکہ میرا پوشیدہ راز تجھ پر کھل جائے۔

یارب کجاست محرمِ رازِ مکاشفات ❊ تا نور باطنش خبر آرد ز مخبرم
اے میرے رب! مکاشفات کا راز جاننے والا کہاں ہے۔ تاکہ اس کا نور باطن آنحضرت سے خبر لائے۔

اے معترض بخوفِ الٰہی صبور باش ❊ تا خود خدا عیاں کند آں نورِ اخترم
اے معترض خدا کے خوف سے ذرا صبر کر۔ تاکہ خدا خود میرے ستارے کی روشنی کو ظاہر کر دے

آخر نخواندۂ کہ گماں نکو کنید! ❊ چوں مے روی بروں ز حدودش برادرم
کیا تو نے نہیں پڑھا؟ کہ نیک نیتی سے کام لو۔ پس اے بھائی تو اس کی حدود سے باہر کیوں جاتا ہے۔

بر من چرا کشی تو چنیں خنجرِ زباں ❊ از خود نیم ز قادرِ ذوالمجد واکبرم
مجھ پر تو اس طرح زبان کی چھری کیوں چلاتا ہے۔ میں خود نہیں آیا بلکہ خدا تعالےٰ نے مجھے بھیجا ہے۔

ماموزم و مرا چہ دریں کار اختیار ❊ رو ایں سخن بگو بخداوند آمرم!
میں تو مامور ہوں مجھے اس کام میں کیا اختیار ہے جا! یہ بات میرے بھیجنے والے خدا سے پوچھ۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر ❊ از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم
اے وہ جو میری طرف سینکڑوں کلہاڑے لے کر دوڑا ہے۔ باغباں سے ڈر کیونکہ میں ایک پھلدار شاخ ہوں۔

حق است زآسماں بزمیں میرسانمش ❊ گر بشنوم نگویمش آں را کجا برم
آسمان کا حکم میں زمین تک پہنچاتا ہوں۔ اگر میں اسے سنوں اور لوگوں کو نہ سناؤں تو اسے کہاں لے جاؤں۔

اے قومِ من بگفتۂ من سنگدل مباش ❊ ز اوّل چنیں مجوش ببیں تا با خرم
اے میری قوم میری باتوں سے آزردہ نہ ہو۔ شروع میں ایسا جوش نہ دکھا آخر تک میرا حال دیکھ

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
تاہم اے دل تو ان لوگوں کا لحاظ رکھ۔ کیونکہ آخر

کاخر کنند دعوئے حبِّ پیمبرم
میرے پیغمبر کی محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں۔

"میرا دعویٰ جھوٹا نہیں ہے"

از حضرت مسیح موعودؑ

مَیں سچ کہتا ہوں کہ میرا دعوےٰ جھوٹا نہیں ہے خدا تعالےٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اس کی تائید میرے ساتھ ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے مامور نہ ہوا ہوتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا اور میری ہلاکت ہی میرے کذب کی دلیل ٹھہر جاتی۔ لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ میری تھوڑی مخالفت نہیں ہوئی۔ ہر طرف سے ہر مذہب والے نے میری مخالفت میں حصّہ لیا اور بہت بڑا حصّہ لیا ہر قسم کی مشکلات اور روکیں میری راہ میں ڈالی جاتی ہیں اور ڈالی گئی ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ نے مجھے ان مشکلات سے صاف نکالا ہے اور ان روکوں کو دُور کر کے وہ ایک جہان کو میری طرف لا رہا ہے۔ اسی وعدہ کے موافق جو براہین احمدیہ میں کیا گیا تھا۔ اس پر بھی میں کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ اگر ان مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی میں کامیاب ہو گیا تو میری سچائی میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مشکلات اور روکیں صرف میری ہی راہ میں نہیں ڈالی گئیں بلکہ شروع سے سنّت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جب کوئی راستباز اور خدا تعالےٰ کا مامور و مرسل دنیا میں آتا ہے تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اس کی ہنسی کی جاتی ہے اسے قسم قسم کے دُکھ دیئے جاتے ہیں۔ مگر آخر وہ غالب آتا ہے اور اللہ تعالےٰ تمام روکوں کو خود اُٹھا دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس قسم کے مشکلات پیش آئے۔ ابن جریر نے ایک نہایت ہی دردناک واقعہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوّت کا دعوےٰ کیا تو ابوجہل اور چند اور لوگ بھڑکے اور مخالفت کے واسطے اُٹھے انہوں نے یہ تجویز کی کہ ابو طالب کے پاس جا کر شکایت کریں چنانچہ ابو طالب کے پاس یہ لوگ گئے کہ تیرا بھتیجا ہمارے بتوں اور معبودوں کو بُرا کہتا ہے اس کو روکنا چاہیئے۔ چونکہ ایک بڑی جماعت یہ شکایت لے کر گئی تھی اس لئے ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تاکہ اُن کے سامنے آپ سے دریافت کریں۔ جہاں یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ ایک چھوٹا دالان تھا اور ابوطالب کے پاس صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ باقی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ چچا کے پاس بیٹھ جائیں مگر ابوجہل نے یہ دیکھ کر کہ آپؐ یہاں آ کر بیٹھیں گے شرارت کی اور اپنی جگہ سے کُود کر وہاں جا بیٹھا تاکہ جگہ نہ رہے اور سب نے مل کر ایسی شرارت کی کہ آپؐ کے بیٹھنے کو کوئی جگہ نہ رکھی۔ آخر آپ دروازہ ہی میں بیٹھ گئے۔

اس دردناک واقعہ سے اُن کی کیسی شرارت اور کم ظرفی ثابت ہوتی ہے غرض جب آپ بیٹھ گئے تو ابو طالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تو جانتا ہے کہ مَیں نے تجھ کو کس واسطے بلایا ہے۔ یہ بکثرت شکایتیں کرتے ہیں کہ تو ان کے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے چچا میں تو ان کو ایک بات کہتا ہوں کہ اگر تم یہ ایک بات مان لو تو عرب اور عجم سب تمہارا ہو جائے گا۔ تب آپؐ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ جب انہوں نے یہ کلمہ سُنا تو سب کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور بھڑک اُٹھے اور مکان سے نکل گئے اور پھر آپؐ کی راہ میں بڑی روکیں اور مشکلات ڈالی گئیں۔

تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ کے راستبازوں اور ماموروں کے مقابلہ میں ہر قسم کی کوششیں ان کو کمزور کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔ لیکن خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے وہ ساری کوششیں خاک میں مل جاتی ہیں۔ ایسے موقعہ پر بعض شریف الطبع اور سعید لوگ بھی ہوتے ہیں جو کہہ دیتے ہیں ان یک کاذباً فعلیہ کذبہ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم۔

صادق کا صدق خود اس کے لئے زبردست ثبوت اور دلیل ہوتا ہے۔ اور کاذب کا کذب ہی اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پس ان لوگوں کو میری مخالفت سے پہلے کم از کم اتنا ہی سوچ لینا چاہیئے تھا کہ خدا تعالےٰ کی کتاب میں یہ ایک راستباز کی شناخت رکھی ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا۔ (ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۸۹-۲۹۰)

دِل پھر اُس دَورِ مسیحا کا تمنائی ہے

(محمد اعظم علوی)

دِل پھر اُس دَورِ مسیحا کا تمنائی ہے ٭ جس میں اُلفت ہے، اخوت ہے، شناسائی ہے
ہاں وہی دَور کہ جس دَور میں عنوانِ حیات ٭ نصرتِ دینِ مبیں کی علَم آرائی ہے
ہیں مئے شوق سے سرمست سبھی پیر و جواں ٭ ہاں یہی مہدیٔ دَوراں کی مسیحائی ہے
درد ہے دل میں، اگر نامِ خدا وِردِ زباں ٭ نکہت و نور کی پُرکیف فضا چھائی ہے
ایک ہی رنگ میں رنگین ہیں یارانِ چمن ٭ سبزہ و گُل ہے کہ وہ لالۂ صحرائی ہے
اللہ اللہ وہ غمِ دین سے بے چین قلوب ٭ آنکھ جو دیکھنے آئی ہے وہ بھر آئی ہے
ہم بلاکش وہ ہیں عرصۂ دین میں جن کو ٭ یہ سمجھتے تھے کہ دشمن کی قضا آئی ہے
صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال ٭ سر اُٹھایا ہے جہاں اُس نے سزا پائی ہے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ٭ ہم نے دعوت یہ ہر اک دَور میں دُہرائی ہے
ہم نے اسلام کی عظمت کے علَم گاڑے ہیں ٭ جس جگہ کفر کے اُٹھنے کی خبر آئی ہے

تم سے رُودادِ چمن کیا میں کہوں اہلِ چمن
انجمن ہوتے ہوئے عالمِ تنہائی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کا مشن (از صفحہ ۱۴)

زیرِ قدم قرآن رکھے جانے کی اطلاع سن کر یہ کہنے میں تکلف محسوس کرے کہ جس حکومت کے ایماء پر یہ ہوا ہے وہ حکومت کسی بولہب کسی نمرود کسی فرعون کی تو ہو سکتی ہے کسی مومن و مسلم کی ہرگز نہیں!

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسی حکومت اگر شاہ فیصل جیسے لوگوں کی دعوتِ اتحاد اور اخوتِ اسلامی کی آواز کو سامراجیوں کی صدائے بازگشت نہ کہے گی۔ تو پھر کیا کہے گی۔ پھر اور کہ سب سے زیادہ اسی اسلام ہی سے تو ہے جس کے نام کی آڑ میں "مصر کے نجات دہندہ" کا قصرِ اقتدار کھڑا ہوا ہے خوب ہے ترقی کا یہ زمانہ علم و سائنس کا یہ دَورِ عقل کا یہ عہد زریں۔ فرعون کے مجسمے بنا کر مندروں کی تعمیر کر کے اور دیوی دیوتاؤں کے قدموں میں قرآن رکھ کر بھی لوگ ٹھاٹ سے خود کو مسلمان کہہ رہے ہیں۔ اور کوئی نہیں جو ان کی اس ——— جسارت کو للکار سکے۔ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر محاسبہ کر سکے۔ تم یہ کیا کھیل کھیل رہے ہو۔ حد ہے کہ دنیا بھر کے اکثر علماء اور اربابِ اقتدار بھی اس لرزہ خیز کھیل کو یوں بے تعلقی سے دیکھ رہے ہیں جیسے اسلام سے قرآن سے اصولِ دین سے ان کا کوئی جذباتی رشتہ ہی نہ ہو جیسے قرآن کی عظمت اسلام کی عفت نبوت کا تقدس اور دین متین کی حرمت کوئی معنی ہی نہ رکھتی ہو ہم ... [illegible] ... ایسے ہوتے ہے لوگ ایک جانتے ہیں۔ جن کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان اور جن کی زبانوں پر وظائف کی گونج ہے۔ جن کی دستار آدھ تھان سے کم نہیں ہوتی اور جن کے جبوں کے دامن ان کے ارادت مند اس دعوے کے ساتھ چھوڑتے ہیں کہ بغیر اس کے فرشتوں کو وضو کا پانی میسّا نہیں ہو سکتا۔

اخبارِ احمدیہ

مسٹر عزیز احمد (ٹرینیڈاڈ) کی علالت

——— ٹرینیڈاڈ سے مسٹر عزیز احمد کی علالت کی خبر آئی ہے ... شاید اپریشن کی نوبت آئے۔ احباب سے درخواست دعا ہے وہ ٹرینیڈاڈ میں ہماری جماعت کے صدر اور روح رواں ہیں۔

شادی اور عطیہ

——— اسلام آباد سے پیرزادہ مصباح الدین احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ان کے صاحبزادہ نور الہدیٰ صدیقی اوورسیئر سی ڈی۔ اے کی شادی خانہ آبادی آنسہ قمر بانو بنت قاری سید مظفر شاہ صاحب سابق پروفیسر دینیات علی گڑھ کالج کے ساتھ بخیر و خوبی انجام پائی۔ مبلغ پانچ روپیہ کا نذرانہ اشاعت قرآن کے لئے پیش ہیں اور برادران سلسلہ سے استدعا ہے کہ دُعا فرمائیں کہ یہ شادی دینی و دنیوی فوائد کی حامل ہو۔

جماعتہائے ضلع ہزارہ کی کانفرنس

جماعت ایبٹ آباد نے فیصلہ کیا ہے کہ ایبٹ آباد میں ایک کانفرنس کا انعقاد ۱۰ رجون ۱۹۶۶ء بروز جمعہ دار السعید میں کیا جائے ضلع ہزارہ کی تمام جماعتوں کو خصوصیت سے مدعو کیا جائے گا مرکز اور دیگر مقامات سے احباب شمولیت کر سکیں تو موجب برکت ہوگا۔ باہر سے آنے والے احباب جمعرات کی شام کو تشریف لائیں۔ طعام و قیام کا انتظام ہوگا لیکن آنے والے احباب کی طرف سے قبل از وقت اطلاع آنا ضروری ہے (خاکسار) ڈاکٹر سعید احمد خان
نشانہ خدمت دار السعید جیل روڈ ایبٹ آباد۔

(بقیہ مقالہ از صفحہ ۳) صاحب ملک ذاب ہو جاتا ہے؟ اور پھر اپنی آخری تحریرات میں آپ فرماتے ہیں کہ پچیس سال سے میرا مجددیت کا دعوے ہے (حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۴)

ان واضح حقائق کی بناء پر ہم اپنے قادیانی دوستوں سے التجا کرتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر کے آپکی بدنامی اور رسوائی کا موجب نہ ہوں۔ حضرت نے خود اپنے الہامات میں لفظ نبی کو استعارہ اور مجاز قرار دیا ہوا ہے کہ ایسے لفظوں کے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔

(بقیہ از صـ۲)

۴۔ جماعت نے اپنے سیکرٹریٹ قائم کر کے مکرم عیسٰی زبیر کو اس کا انچارج مقرر کر دیا ہے تاکہ جماعتی کام کو ایک تنظیم اور منصوبہ بندی کے تحت باقاعدگی سے ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکے۔ علاوہ ازیں جماعت نے لیگاس میں اپنا چھاپہ خانہ قائم کرنے کی بھی ابتداء کر دی ہے۔ چنانچہ نائیجیریا مسلم مشن کا دستور اسی چھاپہ خانہ کی چھپائی کی پہلی کوشش ہے احباب جماعت اور بزرگانِ سلسلۂ عالیہ احمدیہ سے استدعا ہے کہ وہ اس کی ترقی و استحکام کے لئے باقاعدگی سے دعا فرمائیں۔

۵۔ احباب جماعت اور عامۃ الناس کے بعض ذاتی اور سرکاری کاموں کی انجام دہی میں ممد و معاون ہونے کے علاوہ بسا اوقات انہیں مفت قانونی مشورہ دینے کی توفیقِ حسنہ بھی ملتی رہتی ہے۔

۶۔ ہمارے تبلیغی کام اور خدمتِ دین کے جذبے

نائیجیریا مسلم مشن کے زیر اہتمام قاضی عبدالرشید صاحب جلسہ سے خطاب کر رہے ہیں۔ یہ فوٹو جلسہ گاہ کے صرف ایک حصّہ کا ہے مشن کا ایک ممبر اس تقریر کو مقامی زبان میں ترجمہ کر رہا ہے۔

نائیجیریا مسلم مشن کی آنریری مبلغہ مسز محابیبہ اڈے یالی جلسہ سے خطاب کر رہی ہیں مقررہ کے نمائندہ مسٹر محمد قصیح اڈے یالی جو نائیجیریا مسلم مشن کے آنریری جنرل سیکرٹری اور آنریری مبلغ بھی پاس ہی کھڑے ہیں۔

نائیجیریا مسلم مشن کے آنریری مبلغ مسٹر عبدالرحمان دو موسے جلسۂ عام سے خطاب کر رہے ہیں

متاثر ہو کر بعض اسلامی ممالک کے قابلِ ذکر احباب اور نامور ہستیوں نے مشن کو مالی امداد دینے کا بھی وعدہ کیا ہے۔ الحمدللہ۔ اللّٰھم زد فزد

۷۔ نائیجیریا مسلم مشن کی سرگرمیوں سے نہ صرف عامۃ الناس بلکہ بعض نہایت ہی اہم فعّال اور مشہور و معروف دینی جماعتیں بھی ہماری طرف دستِ تعاون بڑھا رہی ہیں۔

۸۔ نو مسلم افراد (جو عیسائیوں سے مسلمان ہوئے ہیں) کے نام اور کوائف معہ تصاویر جماعت کے اپنے آرگن "دینا ٹسنز" میں شائع کرنے کے بعد مرکز کو ارسال کئے جائیں گے۔

۹۔ جماعت کی علمی و عملی تربیت و ترقی پر پورا زور دیا جا رہا ہے اور اس کے خاطر خواہ نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں۔ ہماری تبلیغی سرگرمیوں کا حلقہ اثر دن بدن وسیع ہو رہا ہے اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب کی آمد۔ ملاقاتوں اور باہمی افہام و تفہیم اور استفسارات کا سلسلہ جاری ہے۔

۱۰۔ خدمتِ خلق اور کسی کی غمی و شادی میں شمولیت اور عوام و خواص سے اور سرکاری اہلکاروں سے رابطہ وغیرہ کا طریق ہمارے مشن میں سب سے زیادہ مفید و مؤثر ثابت ہو رہا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ۔ بزرگانِ سلسلہ اور تمام احبابِ جماعت سے نائیجیریا میں جماعت کی ترقی و استحکام کے لئے دردِ دل سے دعا کرنے کی درخواست ہے۔

اے خدا اے چشمۂ نورِ ہدیٰ
از کرم ہا چشمِ ایں اُمّت کُشا!
اے خدا اے ہدایت کی روشنی کے چشمے مہربانی فرما کر اس امّت کی آنکھیں کھول دے۔

یک نظر کُن سوئے ایں رازِ نہاں
تا رہی اے طالب از وہم و گماں
اس پوشیدہ راز کی طرف ایک نظر کر تاکہ اے طالب تو وہم اور شبہات سے نجات پائے۔

صدق را ہر دم مدد آید ز ربّ العالمیں
صادقاں را دستِ حق باشد نہاں در آستیں
سچائی کو ہر دم ربّ العالمین سے مدد پہنچتی ہے صادقوں کی آستین میں خدا کا ہاتھ پوشیدہ ہوتا ہے
ہر بلا کز آسماں بر صادقے آید فرود
آخرش گردد نشانے از برائے طالبیں
ہر وہ مصیبت جو آسمان سے کسی صادق پر آتی ہے وہ آخر طالبانِ حق کے لئے ایک نشان ہو جاتی ہے
(از مسیح موعود)

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۰ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ مطابق یکم جون ۱۹۶۶ء | نمبر ۱۹

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۵۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا

مسیح موعودؑ کی بعثت کی علّت غائی

حقیقتِ دین اور مذہب کی اصل رُوح پیدا کرنیکی ضرورت

رسم و رواج کے مقابل خدائی سلسلہ سے تعلّق کی حاجت

حضرت مسیح موعودؑ کی درج ذیل تقریر جو ۲۶ دسمبر ۱۹۰۳ء کو بعد نماز ظہر آپ نے قادیان کی مسجد اقصےٰ میں کھڑے ہو کر فرمائی، ۲۶ مئی ۱۹۶۶ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور کے جلسہ یومِ وصال میں پڑھ کر سنائی گئی:

باعثِ تقریر

میں نے اس واسطے چند کلمات کے بیان کرنے کی ضرورت سمجھی ہے کہ چونکہ موت کا اعتبار نہیں ہے اور کوئی شخص اپنی نسبت یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی کس قدر ہے اور کتنے دن باقی ہیں۔ اس لئے مجھے یہ اندیشہ بار بار پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہماری جماعت میں سے کوئی ناواقف ہو تو واقف ہو جائے کہ اس سلسلہ کے قائم کرنے سے اللہ تعالےٰ کی کیا غرض ہے اور ہماری جماعت کو کیا کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی غلطی ہے کہ کوئی اتنا ہی سمجھ لے کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا ہی نجات ہے۔ اس لئے ضرورت پڑی ہے کہ میں اصل غرض بتاؤں کہ خدا تعالےٰ کیا چاہتا ہے۔

سلسلہ میں داخل ہونے کی اصل غرض کیا ہے

سب لوگ یاد رکھو کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا یا مجھ کو امام سمجھ لینا اتنی ہی بات نجات کے واسطے ہرگز کافی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ دلوں کو دیکھتا ہے وہ زبانی باتوں کو نہیں دیکھتا۔

نجات کے واسطے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے بار بار فرمایا ہے وہی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل سچے دل سے اللہ تعالےٰ کو وحدہٗ لاشریک سمجھے اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سچا نبی یقین کرے اور قرآن شریف کو کتاب اللہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قیامت تک اب اور کوئی کتاب یا شریعت نہ آئے گی۔ یعنی قرآن شریف کے بعد اب کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھو خوب یاد رکھو کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم الانبیاءؐ ہیں۔ یعنے ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب نہ آئے گی نئے احکام نہ آئیں گے۔ یہی کتاب اور یہی احکام رہیں گے۔ جو الفاظ میری کتابوں میں نبی یا رسول کے میری نسبت پائے جاتے ہیں۔ اس میں ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ کوئی نئی شریعت یا نئے احکام سکھائے جاویں۔ بلکہ منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جب کسی ضرورتِ حقّہ کے وقت کسی کو مامور کرتا ہے تو ان معنوں سے کہ مکالماتِ الٰہیہ کا شرف اس کو دیتا ہے اور غیب کی خبریں اس کو دیتا ہے۔ اس پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے اور وہ مامور نبی کا خطاب پاتا ہے۔ یہ معنے نہیں ہیں کہ نئی شریعت دیتا ہے یا وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شریعت کو نعوذ باللہ منسوخ کرتا ہے بلکہ یہ جو کچھ اسے ملتا ہے وہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی کی سچی اور کامل اتباع سے ملتا ہے اور بغیر اس کے مل سکتا ہی نہیں۔

مامور کی بعثت کا وقت

ہاں یہ ضروری ہے کہ جب زمانہ میں گناہ کثرت سے ہوتے ہیں اور اہلِ دنیا ایمان کی حقیقت نہیں سمجھتے اور اُن کے پاس پوست یا ہڈی رہ جاتی ہے اور مغز اور لُب نہیں رہتا۔ ایمانی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور شیطانی تسلّط اور غلبہ بڑھ جاتا ہے ایمانی ذوق اور حلاوت نہیں رہتی۔ ایسے وقتوں میں عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے ایک کامل بندہ کو جو خدا تعالےٰ کی سچی اطاعت میں فنا شدہ اور محو ہوتا ہے اپنے مکالمہ کا شرف بخش کر بھیجتا ہے۔ اور اب اس وقت اس نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ کیونکہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں الٰہی محبت بالکل ٹھنڈی ہو گئی ہے۔

اگرچہ عام نظر میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ لاالٰہ الا اللہ کے بھی قائل ہیں پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بھی زبان سے تصدیق کرتے ہیں۔ بظاہر نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ روحانیت بالکل نہیں رہی۔ اور دوسری طرف اُن کا اعمالِ صالحہ کے مخالف کام کرنا ہی شہادت دیتا ہے کہ وہ اعمال اعمالِ صالحہ کے رنگ میں نہیں [illegible] رسم اور عادت کے طور پر کئے جاتے ہیں کیونکہ [illegible] اخلاص اور روحانیت کا شمہ بھی نہیں [illegible]

(باقی بر صفحہ ۱۲)

مغرب میں اسلام کا مستقبل

مسلمانوں اور مسلمان ملکوں کے رویہ پر منحصر ہے

تعارف — شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے کا یہ لیکچر بی این آر سنٹر میں [illegible] مئی ۱۹۶۶ء کو علامہ علاؤالدین صدیقی صدر اسلامی مشاورتی کونسل کی زیر صدارت ۔۔۔۔ ہوا تھا جس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی تقریر فرمائی اس جلسہ کی مفصل رپورٹ پیغام صلح ۱۱ مئی ۱۹۶۶ء میں درج ہو چکی ہے۔

شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ کے لیکچر پر روزنامہ کوہستان مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۶۶ء میں احسان بی اے نامہ نگار خصوصی کا تبصرہ :—

مغربی اقوام کے ذہن میں اسلام کا جو نقشہ قائم ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ عورتوں کا احترام نہیں کرتے۔ ظالم اور بدخو ہوتے ہیں اگر کوئی ان کا مذہب ایک دفعہ اختیار کرنے کے بعد چھوڑ دے تو یہ اسے قتل کرنے سے گریز نہیں کرتے یہ باتیں مسجد شاہجہان (انگلستان) کے امام شیخ محمد طفیل ایم۔اے بی این آر ہال لاہور میں اپنی تقریر میں بتا رہے تھے۔ فرمایا کہ مسجد شاہجہان میں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے یا اسلام لانے کے لئے آنے والے انگریزوں میں سے اکثر نے مجھے بتایا کہ بچپن ہی سے اُن کے دلوں میں اسلام کے متعلق اسی قسم کا تاثر راسخ کیا گیا۔ چند سال ہوئے مشن کی ایک پارٹی سپین میں سفر کر رہی تھی کہ راستہ بھول گئی۔ کچھ بچے جمع تھے پارٹی کے ارکان نے ان بچوں سے راستہ پوچھنا چاہا لیکن یہ بچے اپنی گردنوں کی طرف کٹ جانے کا اشارہ کرکے بھاگ گئے۔ ان کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق یہ خوف بٹھایا گیا تھا کہ یہ لوگ گردنیں کاٹ دیتے ہیں۔ یورپ میں آج سے چند سال قبل تک ایسی کتابیں لکھی جاتی تھیں جن میں بتایا جاتا کہ اسلام دنیا کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے اور یورپ کا فرض ہے کہ اسے کچل دے۔ شیخ صاحب نے بتایا کہ اب حالات پہلے سے بہتر ہو گئے ہیں اور کچھ مصنفین اسلام کو اس انداز میں پیش کرنے لگے ہیں جس انداز میں مسلمان چاہتے ہیں کہ یہ پیش ہو۔ شیخ صاحب علامہ علاؤالدین صدیقی کی صدارت میں ہونے والے ایک جلسے میں "مغرب میں اسلام کا مستقبل میری نظر میں" کے موضوع پر تقریر کر رہے تھے

شیخ صاحب نے اس قسم کے متعدد واقعات سنا کر بتایا کہ یہ وہ پہلی دیوار آہن ہے جو مغرب میں اسلام کی توسیع و اشاعت کے راستے میں حائل ہے۔ یہ ذہنی دیوار بعض دوسری وجوہ سے بڑی قوی ہو جاتی ہے۔ مغربی اقوام کے وہ افراد جو حق کے متلاشی ہوتے ہیں۔ اسلام کے نظریات اور اخلاقی معیار سے متاثر ہونے کے بعد یہ سوال پوچھتے ہیں کہ اسلام کی ان تمام تر خوبیوں کا اثر خود مسلمانوں کی روز مرہ کی زندگی میں کیوں ظاہر نہیں ہوتا۔ اور ان کی عملی زندگی ان اخلاقی اور نظری بلندیوں کی آئینہ دار کیوں نہیں بنتی۔؟ فرمایا کہ ہم لوگ اس کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن یہ جواب آخری تجزیئے میں سوال سے بچنے کی کوشش کے مترادف ہوتا ہے۔ اس لئے مغرب میں اسلام کا مستقبل خود مسلمان ملکوں اور مسلمانوں کے رویے پر مبنی ہے۔ اگر مسلمان ممالک میں سے کوئی ایک ملک اسلام کے نظریات کی حقانیت کو عملی طور پر ثابت کر دے اور عمل میں اسلام کی سچائیوں کا

۱۵

(باقی بر صـ ۱۲)

شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) بی۔ این۔ آر سنٹر لاہور میں "مغرب میں اسلام کا مستقبل" کے موضوع پر لیکچر دے رہے ہیں۔ زیر صدارت علامہ علاؤالدین صدیقی چیئرمین اسلامی مشاورتی کونسل۔

حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بی این آر سنٹر لاہور میں اسلام کے عالمگیر اصولوں پر تقریر فرما رہے ہیں۔ زیر صدارت علامہ علاؤالدین صدیقی چیئرمین اسلامی مشاورتی کونسل

جلسۂ یوم وصال

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء وہ دن ہے جب حضرت مسیح موعودؑ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ایک اہم دینی خدمت سر انجام دیتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اس دن کی یاد میں احمدیہ بلڈنگس میں ہر سال جلسۂ یوم وصال منعقد ہوتا ہے، امسال بھی یہ جلسہ احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوا، اور خدا تعالے کے فضل و کرم سے نہایت کامیاب اور بارونق جلسہ ہوا، جس میں گرمی کی شدت کے باوجود جماعت کے کثیر افراد اور بعض غیر از جماعت اصحاب بھی دُور و نزدیک سے آکر شامل ہوئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے علمی و رُوحانی کارنامے

جلسہ میں پہلی تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے نے فرمائی، جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے علمی کارناموں اور بعض کرامات کا ذکر کرتے ہوئے ذیل کی دو تین باتوں کی طرف آپ نے توجہ دلائی :-

(۱):- لیکھرام کی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی اور اسلام کی تائید میں طلب نشان، اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے خدائی علم کے ماتحت لیکھرام کی ہلاکت کی پیشگوئی جو مقررہ میعاد کے اندر پوری ہوئی۔

(۲)- لارڈ بشپ لیفرائے کے لیکچر درباره "زندہ نبی" کا جواب جو لیکچر سے پہلے ہی حضرت مسیح موعودؑ نے لکھ کر بھجوا دیا اور اسے لیکچر کے بعد پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس کا کامل و مکمل جواب ہے اور تمام مسلمانوں نے اس کی تائید کی کہ اس کے بعد جب لیفرائے کو مباحثہ کا چیلنج حضرت مسیح موعودؑ نے دیا تو وہ بھاگ گیا، اور مسلمانوں کے زور دینے کے باوجود میدان میں نہ آیا۔ یہاں تک کہ مسیحی مشنوں کو یہ ہدایت کر دی گئی کہ مرزا صاحب یا ان کے مریدین سے مذہبی مباحثات نہ کئے جائیں۔

(۳)- جلسۂ اعظم مذاہب میں جہاں تمام مذاہب کے بڑے بڑے علماء و فضلاء اپنے اپنے مذہب کی وکالت کے لئے موجود تھے، حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے جو مضمون پڑھا گیا، اس کے متعلق آپ نے خدائی علم سے یہ اعلان کر دیا تھا کہ یہ مضمون سب سے بالا رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کے مضمون کو سب پر بالا تسلیم کیا گیا، یہ کسی چھوٹے آدمی کا کام نہیں ہو سکتا کہ پہلے سے اس قسم کی پیشگوئی کر دے، جو بعد میں ہو بہو پوری بھی ہو جائے۔

جماعت احمدیہ کی خدمات کا اثر دنیائے اسلام پر

حضرت امیر ایدہ اللہ نے یورپ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مسیح الملک حکیم اجمل خان مرحوم نے ہماری تبلیغی کامیابیوں کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ یورپ میں اشاعت اسلام کی وجہ سے ایک بہت بڑی کامیابی یہ ہوئی ہے کہ تمام عالم اسلام میں اسلام کی عظمت و صداقت پر ازسرنو ایمان پیدا ہو گیا ہے

حضرت مولانا نے غیر از جماعت اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ لوگ اس جماعت کا ساتھ دیتے تو آج تمام یورپ میں اسلام کی فتح کا نقارہ بج جاتا اب بھی ضرورت ہے کہ اس جماعت میں شامل ہو کر اس خدمت اسلام میں حصہ لیں جو یہ جماعت سر انجام دے رہی ہے۔

حضرت مولانا کی یہ تقریر نہایت مؤثر اور جامع تقریر تھی، جو بہت ہی پسند کی گئی۔

مامور من اللہ کی غیر پیرانہ زندگی

آپ کے بعد مرزا مسعود بیگ صاحب سے تقریر کیلئے عرض کیا گیا۔ آپ نے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ الخ کی آیہ کریمہ تلاوت کرنے کے بعد اس امر کی وضاحت کی کہ مامورین و مرسلین اللہ تعالے کی طرف سے غیب کی خبریں پانے کے باوجود اپنے آپ کو بشریت سے اُوپر قرار نہیں دیتے، نہ عام پیروں کی طرح مجالس میں یا دوسرے مواقع پر اپنے لئے کوئی امتیازی مقام مقرر کرتے ہیں۔ خود حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احباب کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو کوئی باہر سے آنے والا پہچان نہ سکتا تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ اور اسے پوچھنا پڑتا تھا کہ اَیُّکُمْ مُحَمَّدٌ۔ تم میں سے محمد صلعم کون ہیں؟ اسی سلسلہ میں مرزا صاحب نے بتایا کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیمؑ فوت ہوئے تو اسی دن سورج گرہن ہوا، بعض صحابہ نے خیال کیا کہ ابراہیم کی وفات پر سورج بھی ماتم زدہ ہو گیا، حضرت نبی کریم صلعم نے جب سُنا تو فرمایا چاند اور سورج اللہ تعالے کی آیات میں سے ہیں۔ ان کے کسوف و خسوف کو کسی کی موت و حیات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

مرزا صاحب نے اسی ضمن میں حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ بھی مامور الہٰی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو پیروں کی طرح الگ نہ رکھتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے باہر سے آنے والا کوئی شخص آپ کو پہچان نہ سکتا تھا اور مولوی عبدالکریم صاحب کو جو جبہ و قبہ کے ساتھ محراب مسجد میں بیٹھے ہوتے تھے، مسیح موعودؑ سمجھ لیتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ مولانا عبدالکریم صاحب گھر کے اندر آپ کی چارپائی پر لیٹ گئے (کیونکہ گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے) اور وہیں سو گئے تھوڑی دیر بعد آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ اسی چارپائی سے نیچے فرش پر لیٹے ہوئے ہیں، مولوی صاحب فوراً اُٹھ بیٹھے۔ حضرت نے ازراہ شفقت فرمایا آپ لیٹے رہیں میں تو آپ کا پہرہ دے رہا ہوں کہ لڑکوں کے شور سے آنکھ نہ کھل جائے۔

مرزا صاحب نے اسی قسم کے دو تین اور واقعات سُنائے اور کہا کہ یہ لوگ عالم الغیب تو نہیں ہوتے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض باتیں وقت پر اللہ تعالےٰ ان کے دل میں ڈال دیتا ہے، چنانچہ ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین صاحب کو کسی نے دو قیمتی ڈبیاں بطور تحفہ دیں۔ انہوں نے حضرت کی ایک خادمہ کے (جس کو دادی کے نام سے پکارا جاتا تھا)... سپرد کیا کہ حضرت کی خدمت میں پیش کر دے، لیکن اس کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ سیدھی سادی عورت ہے خدا جانے اس نے وہ بھی ہیں یا کہیں پھینک دیں یا کسی اور کو دے دیں۔ اسی اُلجھن میں تیسرے پہر مسجد میں حضرت کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت نے اپنا صندوقچہ منگوایا اور اس میں سے وہی دونوں ڈبیاں نکال کر لیلو پنکھا اپنے آپ کو جھلنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد پھر انہیں صندوقچہ میں بند کر کے واپس اندر بھجوا دیا۔ حضرت مولانا یہ دیکھ بڑے شرمندہ ہوئے کہ خدا جانے اللہ تعالے نے میری اُلجھن کا انہیں علم دے دیا اور مجھے دکھانے کے لئے آپ نے ایسا کیا ہے۔

مرزا صاحب نے ایک اور واقعہ سنایا کہ قادیان سے تھوڑے فاصلے پر نہر کے اُوپر ایک سکھ دال سیویاں وغیرہ لگا کر بیٹھا کرتا تھا۔ اور آنے جانے والے وہاں تھوڑی دیر بیٹھ کر دم لیتے تھے۔ ایک دفعہ کسی آنے والے نے اس سکھ سے پُوچھا کہ مرزا صاحب کے متعلق تم کیا جانتے ہو، اس نے کہا اور تو کچھ نہیں معلوم، اتنا جانتا ہوں کہ کئی لوگ آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں مرزا صاحب کو ختم کرنے جا رہا ہوں۔ لیکن وہاں سے خود ختم ہو کر لوٹتے ہیں۔ یعنی انہیں قتل کرنے کے لئے جاتے ہیں اور مرید ہو کر واپس آتے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ سلسلہ کے مشہور مبلغ مولوی عمرالدین صاحب مرحوم کے متعلق ہے کہ وہ آپ کو قتل کرنے کے لئے گئے لیکن وہاں جا کر ایسے رام ہوئے کہ آپ کے حلقہ مریدین میں شامل ہوئے بغیر چارہ نہ رہا۔ مرزا صاحب کا یہ لیکچر نہایت دلچسپ تھا۔ جس سے زمانۂ مسیح موعود کا پاکیزہ نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کی غلّت غائی

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تقریر میں سے جو ۲۶ دسمبر ۱۹۰۳ء کو آپ

نے قادیان کی مسجد اقصےٰ میں فرمائی۔ کچھ حصّہ پڑھ کر سنایا گیا۔ یہ تقریر جس میں آپ نے اپنی بعثت کی غلیت غائی اور اسنے منشو کا مقصد حقیقی بیان کیا ہے۔ امور اشاعت توجہ کے ساتھ پڑھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق غیراز جماعت اخبارات کی رائے

بعد ازاں محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں بعض غیراز جماعت اخبارات کی آراء پڑھ کر سنائیں۔ جن میں سے مولانا عبداللہ عمادی کا وہ مقالہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے جو انہوں نے آپ کی وفات پر اخبار وکیل امرتسر میں لکھا:-

" وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسّمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا جو شورِ قیامت ہو کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا۔ یہ تلخ موت، یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنے والے کی ہستی تہ خاک پنہاں کر دی ہزاروں لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کر رہے گی .... ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پائمال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔"

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات اسلامی کا بڑے شاندار الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے آپ کے کیریکٹر کے متعلق لکھا ہے :-

" کیرکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹا سا دھبّہ بھی نظر نہیں آتا وہ ایک پاکباز جیتا تھا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی، غرضیکہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق عادات اور پسندیدہ اطوار اور کیا بلحاظ خدماتِ دین مسلمانانِ ہند میں ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابلِ رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔

ایسا ہی ڈاکٹر صاحب نے "تہذیب النسواں" سے سید ممتاز علی صاحب کی رائے پڑھکر سنائی جو یہ ہے :-

" مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوّت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی، وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے۔ ہم انہیں منصباً مسیح موعود نہیں مانتے تھے لیکن ان کی ہدایت و رہنمائی مُردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

انبیائے بنی اسرائیل سے مماثلت

ایک حوالہ الہ آباد کے مشہور انگریزی اخبار پائنیر کا بھی پڑھا گیا جس میں اُس نے لکھا تھا:-

" اگر پچھلے زمانہ کے اسرائیلی نبیوں میں کوئی نبی عالم بالا سے واپس آکر دنیا میں اس وقت تبلیغ کرے تو وہ بیسویں صدی کے حالات میں اس سے زیادہ غیر موزوں نہ ہوگا جیسے مرزا غلام احمد قادیانی معلوم ہوتے تھے ......

وہ مسیح سے سات آٹھ صدیاں پہلے پیدا ہونے کے بجائے اُنیسویں صدی میں پیدا ہوئے اور اپنے گرد و پیش کے حالات کے مطابق ہی انہوں نے اپنا کام بھی شروع کیا یعنے بجائے اس کے کہ وہ جنگلوں میں چلے جاتے جیسا کہ گذشتہ انبیاء کے قصوں میں موجود ہے اور کسی شجرۂ یقطین کے نیچے یا کسی غار میں اپنا مقام بناتے انہوں نے اخباروں کے ذریعہ اپنا کام شروع کیا اور مروجہ مباحثات میں حصہ لیا ... مذہب نے رنگ میں دنیا میں ایک حرکت پیدا کی ہے وہ اپنی طبیعت میں آج کل کے کنٹربری وانعہ انگلستان کے لاٹ پادری کی نسبت مرزا غلام احمد سے زیادہ مشابہ ہوا کئے ہیں۔ اگر ارنسٹ رینن مشہور فرانسیسی مؤرخ گذشتہ بیس سال کے اندر ہندوستان میں ہوتا تو وہ یقیناً مرزا صاحب کے پاس جاتا اور ان کے حالات کا مطالعہ کرتا اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ انبیائے بنی اسرائیل کے عجیب حالات پر ایک نئی روشنی پڑتی"

حامئ اسلام کی مخالفت پر یورپین انسپکٹر پولیس کا تعجب

اسی ضمن میں ڈاکٹر صاحب نے لیکچر سیالکوٹ کے موقعہ پر مخالفین کے معاندانہ رویہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک یورپین انسپکٹر پولیس نے جو جلسہ میں موجود اور لیکچر سنتا رہا تھا، اُن مخالفین واعظین سے کہا کہ :-

" ہم کو تعجب ہے تم لوگ اس شخص کی مخالفت کیوں کرتے ہو، مخالفت تو ہم کو (عیسائیوں) یا ہندوؤں کو کرنی چاہیئے جن کے مذہب کی وہ تردید کر رہا ہے اسلام کو تو وہ سچا اور حقیقی مذہب ثابت کر رہا ہے۔ نقصان تو ہمارے مذہب کا کر رہا ہے اور تم یونہی مخالفت کر رہے ہو۔"

تمام قوموں کے موعود ہونے میں بین الاقوامی اتحاد اور غلبۂ اسلام

ڈاکٹر صاحب نے اسی سلسلہ میں بھیرہ کے ایک ہندو وکیل لالہ مرلیدال کی رائے کا ذکر کیا جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم سے مروی ہے۔ لالہ صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب صحیح معنوں میں ہندوستان کے نجات دہندہ تھے کیونکہ وہ ہندو، مسلمان اور عیسائی تینوں قوموں کے موعود پیشواؤں کرشن، مہدی اور مسیح کے مصداق اپنے آپ کو قرار دیتے اور اس طرح تینوں قوموں کو ایک نقطہ پر جمع کرنا چاہتے تھے۔ اور اس طرح تینوں کا باہمی عناد جو اختلاف مذہب کی وجہ سے ہے ختم ہو کر برصغیر کی آزادی کا موجب ہوتا۔ لالہ مرلیدال نے یہ بھی کہا کہ :-

" مرزا صاحب تینوں قوموں کے موعود بن کر اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلعم کا غلام قرار دیتے ہیں اس کے تو یہ معنے ہیں کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کے اعلےٰ سے اعلےٰ پیشوایانِ مذہب بھی محمد صاحب (صلعم) سے نسبت غلامی ہی رکھتے ہیں پس اس میں جیت تو مسلمانوں کی تھی اور دراصل غلبہ اسلام کا تھا تو پھر مسلمانوں کا اتنی بڑی کامیابی کو ٹھکرانا کیا معنے؟"

ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں

ڈاکٹر صاحب نے احمدیہ بلڈنگس میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کا الہام تھا "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں"۔ قادیان آپ کا مولد ہونے کے لحاظ سے مکہ سے نسبت رکھتا ہے اور احمدیہ بلڈنگس لاہور جہاں آپ فوت ہوئے آپ کے مشن کی ترقی اور اسلامی کامیابیوں کے لحاظ سے مدینہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ یہاں جس کمرہ میں آپ فوت ہوئے اس کو حضرت امیر مولانا صدرالدین صاحب نے از سرِ نو تعمیر کر کے آپ کی اور آپ کے متعدد رفقاء کی تصاویر وغیرہ سے مزیّن کر دیا ہے ۱۴ حال ہی میں ربوہ کے ایک صاحب اس کمرہ کو دیکھنے آئے تو وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور ...... کہا کہ حضرت صاحب نے آخری وقت میں یہاں بہت ہی دعائیں کی ہوں گی جو یقیناً پوری ہوں گی۔

ڈاکٹر صاحب کے لیکچر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعا فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا جس کے بعد حاضرین کی تواضع مشروبات سے کی گئی۔

ہے کہ حضور! طعمہ بے قصور ہے۔ اس کو سزا نہ دی جائے۔ قوم بدنام ہو جائے گی۔ لیکن جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیقات کی تو یہودی بری الذمہ ثابت ہوا اس لئے وہ آزاد ہو گیا اور طعمہ سزا پا گیا۔ آپ نے انصاف کے معاملہ میں اپنی قوم کی سفارش کی بھی پروا نہ کی اور یہ بھی پروا نہ کی کہ مجھے ایک ایک شخص کی معاونت کی احتیاج ہے چنانچہ طعمہ نے منافقت اختیار کر لی اور مکہ معظمہ میں جا کر دشمنوں کی صف میں جا کھڑا ہوا۔ حضور نے عدل و انصاف سے فیصلہ جات کر کے ہیں نہایت مشکل نمونہ قائم کر دکھایا

ناپاک خفیہ منصوبے خدا سے پوشیدہ نہیں

فرمایا ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم۔ وہ لوگ جو بد دیانتیاں کرتے ہیں اُن کی حمایت نہ کی جائے ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما۔ ہم خائن اور گنہگار آدمی کو پسند نہیں کرتے۔ فرمایا یستخفون من الناس لوگوں سے بے شک جرم و گناہ چھپایا جا سکتا ہے ولا یستخفون من اللہ مگر خدا سے نہیں چھپایا جا سکتا۔ اس لئے خفیہ گناہ کرنے کے منصوبے نہ باندھو۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم قوموں کے دلوں کی طہارت چاہتے ہیں۔ وھو معھم اذ یبیتون ما لا یرضی من القول۔ جو کچھ تم پوشیدہ طور پر منصوبہ بازی کرتے ہو، وہ خدا جانتا ہے۔ راتوں کو چھپ کر بھی منصوبہ بازی کرو تو وہ تمہارے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ پس چاہیئے کہ جو کچھ تم مشورے کرو ہماری قدرت و علم کو سامنے رکھ کر کرو۔ اور اسی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرو۔

غیروں کے معاملات میں بین الاقوامی قانون

یہ ایک بین الاقوامی قانون ہے جس کو مزید تفصیل سے بیان فرمایا یا ایھا الذین کونوا قوامین بالقسط۔ قوامین مبالغہ کا صیغہ ہے یعنے پوری طاقت اور پوری مضبوطی سے انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ دشمنوں کی اس حد تک دشمنی بھی کہ وہ آپ کو قابل احترام مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے ہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اُن کے معاملہ میں انصاف کرنا ترک کر دیں اعدلوا بلکہ عدل و انصاف سے کام لو ھو اقرب للتقوی یہ تقوے سے قریب تر ہے

گورنروں کو حضور صلعم کی وصیّت کہ رعایا کے اموال کی حفاظت کرنا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان احکام الٰہی کی پابندی کر کے انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے

ابو عبیدہ بن جراح بڑے قابل، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ معاذ بن جبل بڑے لائق فائق بزرگ تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو یمن کا گورنر بنا دیا اور دوسرے کو قاضی۔ اور انہیں رخصت کرتے ہوئے حکومت کی پالیسی انہیں بتائی فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم کس پر حکومت کرنے جا رہے ہو الایمان یمان۔ یمن کے یہودی ایماندار ہیں والحکمۃ یمانیۃ اور حکمت یمن سے تعلق رکھتی ہے یعنے یمن کے یہودی صاحب حکمت ہیں وہاں تمہیں حاکم بنا کر بھیجا جا رہا ہے یسرا ولا تعسرا۔ دیکھو نرمی سے کام لینا سختی نہیں کرنا۔ ایاکم وکرائم اموالھم دیکھو بچنا اُن کے اعلیٰ درجہ کے اموال ہڑپ نہیں کرنا۔

مظلوم کی آہ خدا تک پہنچتی ہے

اور سُن کر اتق ..... دعوۃ المظلوم مظلوم کی بد دُعا سے بچنا ان پر ظلم نہیں کرنا۔ خدا سب کا خالق و مالک اور رب ہے۔ اگر تم نے کافر سمجھ کر ظلم کیا تو اس کی آہ آسمان تک پہنچے گی۔ لیس بینہ و بین اللہ حجاب۔ اس کافر مظلوم کی آہ اور اللہ تعالےٰ کے درمیان کوئی روک نہیں ہو گی مظلوم کی آہ سیدھی خدا تک پہنچے گی۔ یہودی مظلوم کی فریاد کے باعث مسلمان حاکم پر عذاب نازل ہو گا۔

غیر مسلم رعایا کے متعلق انٹرنیشنل لا

یہ انٹرنیشنل قانون ہے جس کو آج سے چودہ سو سال قبل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کر دکھایا تھا جبکہ انسان کی عقل نے اتنی ترقی نہیں کی تھی۔ قوم غیر کے غیر مسلم جو مسلمان کی مملکت میں رہتے تھے ان کی جان کو محفوظ کرنا ایسا ہی ضروری قرار دیا تھا جس طرح مسلمان کی جان محفوظ ہو چنانچہ فرمایا۔ من قتل معاھدا فلم یرح رائحۃ الجنۃ جو شخص کسی معاہد یا ذمی کو قتل کرے وہ جنّت کی خوشبو تک نہیں پائے گا یہ ذمی لوگ جو مسلمان سلطنت میں رہتے ہیں ان کے ساتھ اللہ اور رسول کا عہد ہے کہ ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے گی۔ اس کے دین و عقائد میں مداخلت نہیں کی جائے گی جس کسی مسلمان حاکم نے کسی سکھ، عیسائی، یہودی یا دیگر کسی غیر مذہب والے کو کافر سمجھ کر قتل کر دیا یہ مسلمان حاکم جنت میں نہیں جائے گا۔

موجودہ حکومتوں کا ماتحت اقوام سے سلوک

افسوس ہے کہ موجودہ حکومتیں اپنی روشن خیالی کے باوجود اس انٹرنیشنل قانون کو نظر انداز کر کے اپنی ماتحت غیر اقوام کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتی ہیں۔ یہ نہ سمجھو کہ صرف ہمارا ہمسایہ ہندو ہی تنگ نظر ہے کہ اُس نے مسلمان رعایا کی زندگی دوبھر کر رکھی ہے۔ آج ترقی یافتہ امریکہ کا طرف بھی تنگ نظر آتا ہے۔ وہ اپنے گرجوں میں ریسٹورانوں میں، اسکولوں اور کالجوں میں کالے آدمی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ ایک حبشی سفید رنگ کے آدمی کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتا۔ انگلستان میں پاکستانیوں کے خلاف نفرت کا اظہار ہے کہ ان لوگوں نے کیوں یہاں ڈیرہ لگا رکھا ہے۔ انگریز جنوبی افریقہ میں وہاں کی اصل آبادی پر ظلم ڈھا رہا ہے۔ اگر یہاں کا ہندو مسلمان پر ظلم کر رہا ہے تو وہاں امریکہ اور برطانیہ بھی اسے تنگ کر رہے ہیں۔

وکلا اسلامی انٹرنیشنل قانون پر کتاب لکھیں

ضرورت ہے کہ چند وکلاء اسلامی انٹرنیشنل قانون پر کتاب رقم فرمائیں۔ اور یورپ کی ترقی یافتہ اقوام راہِ راست پر لائیں اور بتلائیں کہ اسلام ہی ہے جو دنیا میں عالمگیر قوانین تلقین کرتا ہے۔

ایک انگریز جج سے میری گفتگو

میں ایک واقعہ سناتا ہوں۔ مجھے Sir Frank Harris سے ان کے مکان پر گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ وہ لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس تھے۔ میں نے ان کے سامنے اسلام کے بین الاقوامی قوانین بیان کئے تو وہ بڑے متاثر ہوئے۔ میں نے کہا کہ میں یقین کرتا ہوں تاہم بھی انگریز اس وقت ہمیشہ فیل ہو جاتا ہے جب اسکو انگریز اور ہندوستانی کے درمیان فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایک میم صاحبہ نے خفا ہو کر اپنے مالی کو گولی کا نشانہ بنا دیا۔ جب یہ مقدمہ انگریز جج کے سامنے پیش ہوا تو انگریز جج صاحب نے کہا کہ میم صاحبہ ہرگز ہرگز نہیں مار سکتیں۔ وہ کمبخت خود ہی ریوالور کے سامنے آ گیا یہ اس کا جرم ہے۔ ایسا ہی ایک قلی کو صاحب نے ٹھڈا مارا اور وہ مر گیا۔ تو انگریز جج نے فیصلہ دیا کہ قلی کی تلی بڑھی ہوئی تھی۔ اس میں صاحب کا کیا قصور ہے۔ اس نے تلی کیوں آگے کی۔ جب میں نے سر ہیرس کے سامنے یہ واقعات بیان کئے تو اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ دوسرے دن اس نے ہائیکورٹ کے بعض وکلا کے سامنے میری اس گفتگو کا ذکر کیا اور پشیمانی کا اظہار کیا۔

غیر مسلم رعایا کے حقوق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انٹرنیشنل قانون دیا ہے اس کی رُو سے پاکستان کے اندر جو غیر مسلم اقوام رہتی ہیں ان کے وہی حقوق قرار دیئے ہیں جو مسلمانوں کے حقوق ہیں آپ نے مصر

(باقی بر ص ۱۳)

عیادت اور تعزیت

(از ممتاز احمد فاروقی۔ لاہور)

قال اللہ تعالےٰ:۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ
(مومن بھائی بھائی ہی ہیں)

(۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو اس کے ساتھ ہیں کافروں کے مقابلہ میں قوی۔ آپس میں رحم کرنے والے)

جناب الٰہی نے مومن مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ اور ساتھ ہی اُن کی یہ خصوصیت جتلائی ہے کہ آپس میں رحم کرنے والے ہوتے ہیں یعنی ایک دوسرے کی خوشیوں میں جہاں شریک ہوتے ہیں وہاں اپنے مومن بھائی کے غم اور دُکھ درد میں اُن کے ہمدرد اور غمگسار اور مدد دینے والے ہوتے ہیں۔ یہ سب باتیں تو مسلمانوں کے لئے خصوصیت سے بیان فرمائیں۔ مگر فرقۂ احمدیہ کے مومن مسلمان بھائیوں کا تو یہ طرۂ امتیاز ہونا چاہیئے کہ وہ امام وقت کے پیرو ہیں اور دوسرے مسلمانوں کے لئے نمونہ ہیں۔

اس آپس کی ہمدردی اور غمگساری میں میں صرف دو ضروری پہلوؤں کو لیتا ہوں اور وہ ہیں عیادت اور تعزیت فی زمانہ میں نے رنج اور افسوس کے ساتھ محسوس کیا ہے کہ ہم لوگ ان دونوں باتوں میں بہت سست اور لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ معمولی اور چھوٹی بیماریوں کو تو جانے دو۔ مگر لمبی اور خطرناک بیماریوں اور اپریشنوں میں جب ہمارا کوئی مومن بھائی مبتلا ہو جاتا ہے۔ تو باوجود اس امر کا علم ہونے کے اور اس کے گھر یا ہسپتال معلوم ہونے کے۔ ہم لوگ وہاں جا کر اپنے بھائی کی مزاج پُرسی کرنے اور اظہار ہمدردی کرنے سے کتراتے ہیں۔ کون اتنی دُور جانے کی تکلیف کرے۔ کون چند پیسے موٹر بس کے کرائے یا تانگے کے لئے خرچے۔ مسجد میں پندرہ سیکنڈ کے لئے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا کر سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ادا ہو گیا۔ اور ہم نے اپنے بھائی پر بڑا احسان کیا۔ کاشکہ وہ یہ محسوس کرتے (سوائے اس کے کہ خود بیمار پڑیں اور اپنے پر اُن کے مصیبت پڑے) کہ ایک بیمار بھائی کو کسی بھائی نے اس کے پاس آ کر اظہار ہمدردی اور دعائیہ الفاظ کہنے سے کس قدر ڈھارس اور تسلّی ہوتی ہے۔ اگر وہ پھولوں کا معمولی سا گلدستہ بھی ساتھ لے جائے تو گویا سونے پر سہاگہ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ ایک بیمار آدمی کو ڈھارس بندھانے اور تسلّی دینے اور دعائیہ الفاظ کہنے سے اس کی بیماری سے شفا پانے میں (اگر اللہ نے زندگی باقی رکھی ہے) بہت مدد ملتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ خود عیادت کرنا بڑا ثواب کا کام ہے۔ اور احادیث نبوی میں اس کی بہت تاکید اور تعریف آئی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رض کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا:۔

(۱) جب تو کسی مسلمان سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کر۔

(۲) جب تجھ کو کوئی دعوت دے (یعنی اپنی مدد کو بلائے یا کھانے پر بلائے) تو اس کی دعوت قبول کر۔

(۳) جب کوئی چھینکے اور پھر الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دے یعنی یرحمک اللہ کہہ۔

(۴) جب تجھ سے کوئی نصیحت یا خیر خواہی چاہے تو اس کو نصیحت کر۔

(۵) جب کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کر (مزاج پرسی کو جا)

(۶) جب کوئی مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا (مسلم)

(۲)۔ ابو ہریرہ رض کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے پکار کر کہتا ہے۔ تجھ کو دنیا و آخرت میں خوشی میسر ہو۔ اور دنیا و آخرت میں تیرا چلنا مبارک ہو اور تجھ کو جنت میں ایک بڑا مرتبہ حاصل ہو۔ (ابن ماجہ)

(۳) انس رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم تین دن بعد مریض کی عیادت کرتے تھے۔ یعنی بیمار ہونے کے تین دن بعد مریض کی عیادت کرتے تھے یا ایک مرتبہ عیادت کے بعد دوسری بار کی عیادت تین دن بعد ہوتی تھی (ابن ماجہ)

(۴)۔ اُمّ سلمہ رض کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس۔ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو اس لئے کہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں (مسلم)

(۴) مندرجہ بالا میں نے چند ایک احادیث لکھی ہیں مگر ایسی اور بہت سی احادیث ہوتی ہیں جن سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضور نبی کریم صلعم بیمار کی عیادت اور بیمار پرسی کو کتنا ضروری اور نیک کام تصوّر فرماتے تھے۔

یہ تو ذکر عیادت اور بیمار کی مزاج پرسی کا بیان تھا۔ مگر اس کے بعد اگلا مرحلہ اور بھی سخت ہے اور وہ ہے تعزیت۔ ہم لوگ نماز جمعہ کے بعد اپنے بھائی یا بہن کی نماز جنازہ تو خیر پڑھ لیتے ہیں۔ مگر اس کے علاوہ بہت کم بھائی ہیں جو کہ جنازے کے ہمراہ قبرستان تک جانے کی تکلیف گوارا کریں۔ حالانکہ ان میں سے بہت سوں کو جنازے کی روانگی اور دفن کرنے کی جگہ کا علم ہوتا ہے۔ کئی ایک اپنی موٹر کاروں میں وہاں جا سکتے ہیں۔ مگر اس کو جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مرنے والے بھائی یا بہن کا یہ آخری فرض ہم لوگوں پر ہوتا ہے۔ مرنے والے کے عزیز و اقربا کے دلوں میں غم و رنج اور بے قراری ہوتی ہے وہ دوستوں کے جنازے میں شامل ہونے اور اظہار ہمدردی سے بہت کچھ کم ہو جاتی ہے۔ اور ایسے موقعہ پر انسانی ہمدردی بہت کام آتی ہے۔ اگر تھوڑی سی تکلیف اُٹھا کر ہم لوگ اپنے بھائیوں کے غم میں شریک ہو سکیں تو یہ عین ثواب ہے۔ آخر ہم نے بھی ایک دن مرنا ہے یا ہمارے قریبی عزیز بھی موت سے ہمکنار ہوں گے۔ اُس وقت ان باتوں کا پورا احساس ہوتا ہے۔ اس کے متعلق احادیث نبوی بھی بہت موجود ہیں ملاحظہ ہوں:۔

(۱) ابن عمر رض کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ یاد کرو نیکیاں اپنے مُردوں کی اور نہ ذکر کرو ان کی برائیوں کا (ابو داؤد۔ ترمذی)

(۲) ابو ہریرہ رض کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جو شخص جنازہ کے ساتھ گیا اور تین بار اس کو کندھا دیا اُس نے اپنا حق ادا کر دیا۔ (ترمذی)

(۳) عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ جب جعفر رض کے مرنے کی خبر آئی تو نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جعفر کے گھر کے لوگوں کے لئے کھانا تیار کرو اس لئے کہ ان کو وہ مصیبت پہنچی ہے جو ان کو کھانا پکانے سے باز رکھے گی۔
(ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

(۴) ابو ہریرہ رض کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ مومن ہونے کی حیثیت سے اور طلب ثواب کی غرض سے جائے۔ اس کے ساتھ رہے۔ اس پر نماز پڑھے اور اس کے دفن سے فارغ ہو تو وہ دو قیراط ثواب کو لوٹتا ہے۔ جس میں سے ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر لوٹ آئے اور دفن میں شریک نہ ہو اس کو ایک قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(۵) انس رض کہتے ہیں کہ صحابہ رضی کی ایک جماعت ایک جنازہ کے پاس سے گذری اور اس کی بھلائی کی تعریف کی۔ نبی کریم صلعم نے ان کی تعریف کو سن کر فرمایا "واجب ہوئی"۔ پھر یہ جماعت ایک اور جنازہ کے پاس سے گذری اور اس کی برائی کی۔ آپ نے فرمایا "واجب ہوئی"۔ حضرت عمر رض نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ جب میّت

(باقی بر صفحہ ۱۹)

جلسۂ پشاور کی اجمالی رپورٹ

شمعِ احمدیت کے پروانوں نے تبلیغ و اشاعت کے ذریعہ یورپ کا نقطۂ نظر بدل ڈالا ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام مختلف جماعتوں میں جلسوں کے انعقاد کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس کے تحت اوکاڑہ۔ بدوملہی اور کراچی میں جلسے منعقد ہو چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ پشاور کا جلسہ جو مؤرخہ ۲۲، ۲۳ اپریل بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہوا تھا اس سلسلہ کا چوتھا جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں مرکز کی طرف سے مکرم و محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری۔ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ شیخ محمد طفیل صاحب امام مسجد ووکنگ اور لاہور سے مکرم شیخ میاں ظہور احمد صاحب۔ علی محمد ماحی۔ راولپنڈی سے مکرم ملک محمد ظفر اللہ خاں صاحب۔ کوہاٹ سے مکرم مولانا عبدالباقی صاحب نے شرکت فرمائی۔ یہ دو روزہ جلسہ مسجد احمدیہ کوچہ گل بادشاہ پشاور میں منعقد ہوا۔ مہمانوں کی رہائش طعام کا نہایت عمدہ انتظام بھی مسجد سے ملحق مہمانخانہ میں ہی کیا گیا تھا۔ مستورات کے لئے پردہ کا علیحدہ انتظام تھا۔ شمعِ محمدی کے پروانوں کا یہ اجتماع ہر لحاظ سے ایمان افروز اور روح پرور تھا۔

جلسہ سے قبل ۲۲ اپریل کو پروگرام کے مطابق خطبہ جمعہ راقم الحروف نے دیا جس میں احباب جماعت کو ان کی ذمہ داری کی طرف جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے سے ان پر عائد ہوتی ہے توجہ دلائی گئی۔ ۲۳ اپریل بروز ہفتہ پہلا اجلاس ½ ۲ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ صدارت کے فرائض مکرم و محترم پروفیسر محمد فاضل نے انجام دیئے۔ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مقامی امام مکرم صاحبزادہ فضل غالی صاحب نے کی۔ درثمین سے مختلف بچوں نے خوش الحانی سے نظمیں پڑھ کر سنائیں۔ اس کے بعد مکرم شیخ شریف احمد صاحب نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھ کر سنائے۔

بعد ازاں مکرم محمد الرحمان صاحب سکرٹری جماعت پشاور نے باہر سے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے بعد ایک مختصر تقریر میں تحریک احمدیت کی غرض و غایت بیان کی۔

بعد ازاں راقم الحروف نے صداقت حضرت مسیح موعود پر تقریر کی جس کے بعد ملک ظفر اللہ خاں صاحب آف راولپنڈی نے "الاستقامت فوق الکرامت" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

ملک صاحب مکرم کی تقریر کے بعد پہلی نشست کے اختتام پر صاحب صدر جناب پروفیسر محمد فاضل صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ:-

جماعتوں میں جلسوں کے انعقاد سے احباب جماعت سے مل کر ایک گونہ مسرت ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ روح کے لئے روحانی غذا کا بھی سامان میسر آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری جماعت کے علمائے کرام کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ وہ دوسرے علماء یا عام مولویوں کی طرح کسی ذاتی منفعت اور لالچ کی خاطر دور دراز کا سفر اختیار نہیں کرتے بلکہ محض للہ اور خالصتاً اشاعتِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نہایت محنت و جانفشانی سے اپنی تقاریر تیار کرتے ہیں اور اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔ جناب صدر نے کہا کہ دین کے لئے زندگی وقف کرنا بڑا مشکل کام ہے لیکن اس کے بغیر اشاعت دین کے تقاضے پورے نہیں کئے جا سکتے۔ انہوں نے اس امر پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا کہ ہمارے مبلغین کے قلوب میں ایمان کی حقیقی چنگاری موجود ہے۔ انہوں نے صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کے جانکاہ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو تلقین کی کہ وہ اس نمونہ کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دست بدعا رہیں کہ اگر آزمائش کی ایسی گھڑی ہمیں بھی پیش آ جائے تو اللہ تعالیٰ ایسی ہی استقامت دکھانے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہ بہت مشکل مقام ہے اور اپنی طاقت اور ہمت سے اسے حاصل نہیں کیا

(باقی بر صفحہ ۱۳)

کارروائی جلسۂ لائل پور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام مؤرخہ ۲۹ اپریل کو جماعت احمدیہ لائل پور کا جلسہ مسجد احمدیہ پریمیئر فلور ملز فیکٹری ایریا لائل پور میں بوقت ٹھیک ½ ۱ بجے دوپہر خطبہ جمعہ سے شروع ہوا جو مکرم حافظ شیر محمد خوشابی صاحب پروفیسر ادارہ تعلیم القرآن لاہور نے دیا۔

خطبہ جمعہ بر وفات و حیاتِ مسیح

خطبہ "عقیدۂ حیات و وفات مسیح ابن مریم علیہ السلام" کے موضوع پر دیا گیا۔ حافظ صاحب نے ثابت کیا کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام دیگر تمام انبیاء کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔

جماعت کا تنظیمی اجلاس۔ نماز جمعہ کے بعد مسجد میں ہی جماعت کا تنظیمی اجلاس منعقد ہوا جس میں مکرم کرنل سعید احمد صاحب مکرم میاں فضل احمد صاحب۔ چوہدری عبدالرزاق صاحب اور . . . . (علی محمد ماحی) نے جماعت کی تنظیم و ترقی کے سلسلہ میں بعض مفید تجاویز پیش کیں جو علیحدہ طور پر انجمن کے زیر غور لائی جا رہی ہیں:

مذاکرۂ علمیہ۔ ½ ۴ بجے شام ریاض کاٹن فیکٹری میں میاں غلام حیدر صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر پولیس جھنگ صدر کی زیر صدارت مذاکرۂ علمیہ ہوا جس میں کرنل سعید احمد صاحب کے علاوہ مکرم استاد الاساتذہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی نے حصہ لیا۔ اس موقعہ پر محترم میاں فضل احمد صاحب نے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور اس امر پر خوشی و مسرت کا اظہار کیا کہ کئی سالوں کے سکوت کے بعد مرکز نے بیرونی جماعتوں میں جلسوں کے انعقاد کی خوش کن روایت کو از سر نو بحال کیا ہے۔

اس اجلاس کے اختتام پر صاحب صدر میاں غلام حیدر صاحب تمیم نے منتظمین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ کے انعقاد پر دلی خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

رات کا اجلاس۔ رات کا اجلاس بعد از نماز مغرب و عشاء و کھانا ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوا۔ صدارت کے فرائض مکرم کرنل سعید احمد صاحب نے انجام دیئے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد چوہدری عبدالرزاق صاحب نے درثمین سے نظم سنائی۔

علی محمد ماحی کی تقریر۔ پہلی تقریر علی محمد ماحی (مرکزی مبلغ) کی تھی۔ تقریر کا موضوع "تعلق باللہ اور اس کی برکات" تھا۔

مولانا عبدالمنان عمر صاحب کی تقریر۔ اس کے بعد صاحبزادہ میاں عبدالمنان عمر صاحب ایم اے نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ اور حضرت مسیح موعودؑ کا مقام" کے موضوع پر بڑی فاضلانہ تقریر فرمائی۔

چوہدری عبدالحمید صاحب کی تقریر۔ آپ کے بعد مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب فاضل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن اور ان کے صحابہؓ کے عظیم کارناموں اور قربانیوں کا نقشہ بیان فرمایا۔

آخر میں صاحب صدر مکرم کرنل سعید احمد صاحب نے اختتامی دعا کی اور اس طرح رات کے گیارہ بجے جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

منتظمین جلسہ کا شکریہ۔ جلسہ کے انتظام و انصرام میں مکرم و محترم میاں فضل احمد صاحب مکرم میاں مسعود احمد صاحب۔ مکرم میاں شریف احمد صاحب۔ مکرم ملک نذر حسین صاحب۔ مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب اور مکرم محمد صالح نور صاحب نے بڑھ

باقی بر صفحہ ۱۶

"ایک غلطی کا ازالہ" کے متعلق حضرت حکم و عدل (مسیح موعودؑ) کا فیصلہ

اور آپ کے حکم سے مولینا سیّد محمّد احسن صاحب کے قلم سے "ایک غلطی کا ازالہ" کی تشریح

حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے متعلق اخبار الحکم جلد ۹ نمبر ۴۴ مؤرخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۰۱ء سے حضرت حکم و عدل مسیح موعود کا ایک فیصلہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور اسی اخبار کے ۴۳ مؤرخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۰۱ء سے مولینا سید محمد احسن صاحب امروہی کا ایک مضمون جو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے حکم سے حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کے خط کے جواب میں لکھا تھا ہدیۂ قارئین کرام ہے۔ اس مضمون اور حضرت حکم و عدل کے فیصلہ سے صاف ظاہر ہے کہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں حضرت مسیح موعودؑ نے نبی ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا نہ اپنی سابقہ تحریرات دربارہ انکار دعویٰ نبوت کو منسوخ قرار دیا صرف آنحضرت صلعم کا بروز اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔

حضرت حکم وعدل کا فیصلہ

۱۹ر نومبر ۱۹۰۱ء۔ حضرت اقدس حسب معمول سیر کو نکلے احباب ساتھ تھے۔ مولنا مولوی جناب سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے عرض کیا کہ حافظ محمد یوسف صاحب کا ایک خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں نے سُنا ہے اس میں نبوّت کا دعوےٰ مرزا صاحب نے کیا ہے اور تم اب معتقد ہو گئے اس لئے مَیں تم سے ملاقات کرنی نہیں چاہتا یہ گویا اُس کارڈ کا مفہوم تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اس خط کا جواب مفصّل ان کو لکھدیا جاوے تا کہ تبلیغ ہو جاوے۔ فرمایا کہ تعجب کی بات ہے یہ لوگ اسے دعویٰ جدید کہتے ہیں براہین میں ایسے الہامات موجود ہیں جن میں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے چنانچہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ اور جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء، وغیرہ ان پر غور نہیں کرتے اور پھر افسوس یہ نہیں سمجھتے کہ ختم نبوّت کی مہر مسیح اسرائیلی کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا خود محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آنے سے ....

ختم نبوّت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پُرانا نبی بلکہ خود محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔ کیا اگر ایک شیشہ میں حافظ صاحب اپنی تصویر دیکھیں تو کیا عورتوں کو پردہ کرلینا چاہیئے۔ کہ یہ کون غیر محرم گھس آیا آپ ان کو خوب مفصل اور واضح خط لکھیں۔ (الحکم جلد ۹ ۴۴ مؤرخہ ۳۰ر نومبر ۱۹۰۱ء)

مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی کا مضمون

رقیمۃ الوداد

مَا اُرِیدُ اِلَّا الاِصلاحَ وما توفیقی اِلّا باللّٰہِ العلیّ العظیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

محبّ قدیم حضرت حافظ صاحب

وعلیکم السلام۔ آپ کا کارڈ پہنچا ....

...... چونکہ مجھ کو آپ کی خدمت میں قدیم سے محبت دوستانہ ہے اور ہم دونوں قریب قریب اللہ تعالےٰ کے روبکار میں بہت جلد پہنچنے والے ہیں لہذا میں آپ کو ایسے ضعیف بہانوں سے جو مندرج کارڈ ہیں ترک نہ کروں گا جب تک کہ اتمام حجت پُورا نہ کرلوں ....

...... جس اشتہار کے حوالہ سے آپ فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے دعوےٰ نبوت کا کیا ہے۔ اسی اشتہار میں حسب ذیل عبارتیں موجود ہیں جن میں صاف صریح اس دعوےٰ سے انکار بھی کیا ہے افسوس ہے کہ آپ نے نہ دعوےٰ کو سمجھا اور نہ انکار دعوے کو تفصیل عبارات یہ ہے:-

(۱)

بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا دیکھو ص۲ سطر ۱

(۲)

بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے۔ اور آیت ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیّین اور حدیث شریف لانبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔

(۳)

ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں دیکھو کس شدّت سے انکار ہے۔

(۴)

ہم اس آیت پر سچّا اور کامل ایمان رکھتے ہیں یعنی آیت خاتم النبیّین پر۔

(۵)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بندکر دیئے گئے الیٰ قولہ مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے۔ یعنی فنا فی الرسول کی۔ یعنے اتحاد کامل جس کو دوسرے لفظوں میں بروز کہتے ہیں۔

. . . .

(۶)

ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے یعنی بغیر حصول مرتبہ فنافی الرسول کے۔

(۷)

نبوّت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں - یعنے بغیر فنافی الرسول ہونے کے۔

(۸)

ولا سبیل الی فیوض اللّٰہ من غیر توسطہ۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے فیوض کے حاصل کرنے کا ایک کوئی طریقہ نہیں ہے بغیر توسط آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے۔

(۹)

ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو۔ دیکھو اس عبارت میں نبی شارع کی نفی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے قیامت تک موجود ہے۔

(۱۰)

وَمَنْ ادّعیٰ فَقَدْ کَفَرَ۔ یعنے جو شخص نبوّت تشریعی کا دعوےٰ کرے وہ کافر ہو گیا۔

(۱۱)

میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اے حافظ صاحب ذرا آنکھیں کھولو

(۱۲)

اور نہ مَیں مستقل طور پر نبی ہوں۔ حافظ صاحب اللہ کے واسطے اس فقرہ کو پڑھو۔

(۱۳)

میں صاحب شریعت نہیں ہوں۔ خدا سے خوف کرکے اس کو پڑھو۔

(۱۴)

یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(باقی بر صفحہ ۱۰ کالم اوّل)

حکم عدل کا فیصلہ

(بسلسلہ صفحہ ۹)

(۱۵)

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جاوے ۔ دیکھو کس قدر انکار شدید ہے۔

(۱۶)

اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے دیکھو سہ ورقہ اشتہار میں کس قدر بار بار انکار ہے ۔

(۱۷)

جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں ۔ حافظ صاحب باوجود ایسے انکاروں کے پھر بھی یہ الزام لگانا کس قدر جہالت ہے۔

(۱۸)

اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں ۔

(۱۹)

پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے کہ دعوےٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔

اے حافظ صاحب اگر آپ میں کچھ خوف خدا اور تقوی اللہ ہے تو آپ ایسے شخص کو جس کی عبارات اس قدر کثرت سے سہ ورقہ اشتہار میں انکار دعوےٰ نبوت مستقل کے لئے موجود ہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ مدعی نبوت مستقل کا ہے یا کوئی عاقل بالغ کہہ سکتا ہے کہ اس فنا فی الرسول نے اس نبوت اور رسالت کا دعوےٰ کیا ہے ۔ جس کا انکار اجماع امت کر رہا ہے ۔ آپ اور میں دونوں لب گور بیٹھے ہوئے ہیں ۔ پھر کیونکر آپ کو ایسے الزام بے جا لگانے کی جرأت ہوتی ہے ۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا ۔

اخبار احمدیہ

صدقہ جاریہ

—— چک $\frac{6}{4-L}$ اوکاڑہ سے قاضی طارق محمود صاحب لکھتے ہیں :-

چک $\frac{6}{4-L}$ میں کیتھولک مشن کی ۹ مربع اراضی ہے جو کہ دو سال ہوئے چوہدری مشتاق احمد صاحب چک $\frac{6}{4-L}$ نے پادری صاحب سے ٹھیکے پر لی تھی ۔ مگر اس زمین پر مزارع قابض تھے ۔ مزارعین کو بیدخل کرانے میں انہوں نے اپنی سر توڑ کوشش کی ۔ اور خدا کے فضل سے مزارعین کو بے دخل کرا دیا ۔ ایک ہفتہ ہوا انہوں نے زمین کا قبضہ بھی مزارعین سے لے لیا ہے ۔ اس خوشی میں چوہدری مشتاق احمد صاحب آٹھ ایکڑ زمین صدقہ جاریہ کے طور پر غیر از جماعت کے نام جاری کروا رہے ہیں ۔ احباب اور خاصکر حضرت امیر ایدہ اللہ سے دعا کی درخواست ہے

ولادت کی خوشی میں عطیہ

—— یعقوب احمد صاحب کارکن انجمن کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام ایوب احمد رکھا گیا ہے اس خوشی کے موقعہ پر انہوں نے مبلغ ۵/- روپے آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دارالشفاء کو عطیہ دیئے ہیں ۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو صاحب اقبال اور لمبی عمر والا خادم دین بنائے ۔ آمین

نیوی میں تقرر اور دو سو روپیہ عطیہ

—— سجاد الٰہی ملک صاحب پاکستان نیوی میں حال ہی میں جس عہدہ پر متعین ہوئے ہیں اس خوشی میں انہوں نے مبلغ ۲۰۰/- برائے مفت تقسیم لٹریچر معرفت حضرت مولنا عبدالحق صاحب ودیارتھی مرحمت فرمائے ہیں

امتحانات میں کامیابی کے لئے دعا

—— کراچی سے شیخ عبدالحق صاحب لکھتے ہیں :——

ہماری جماعت کے بزرگ مولوی عبدالرشید صاحب کے صاحبزادہ عزیزم عبدالقادر صاحب لندن میں چارٹرڈ اکاؤنٹنسی اور ان کی صاحبزادی عزیزہ فریدہ سلطانہ بی اے کا امتحان دے رہی ہیں ۔ احباب جماعت کی خدمت میں استدعا ہے کہ ہر دو کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

انتقال پُر ملال

—— مسلم ٹاؤن سے مولوی احمد گل صاحب اطلاع دیتے ہیں خانصاحب عطاء اللہ خاں صاحب فرزند ماسٹر فقیر اللہ صاحب مرحوم مورخہ ۱۲ مئی بروز جمعہ مسلم ٹاؤن میں وفات پا گئے ہیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے بھائیوں اور دیگر لواحقین سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالےٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے مرحوم کے پانچ بھائی ہیں ۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں :- ولی اللہ خاں ۔ ہدایت اللہ خاں ۔ عبداللہ خاں ۔ نعمت اللہ خاں ۔ رضاء اللہ خاں ۔ احباب کرام سے جنازہ غائب کی درخواست ہے

درخواست دعائے صحت

—— شیخ اللہ بخش صاحب (بدوملہی) کے صاحبزادہ عبدالخالق صاحب کچھ عرصہ سے پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہیں ۔ اپریشن ہو چکا ہے لیکن پھر کوئی اور خرابی پیدا ہو گئی ہے ۔ شیخ صاحب اس کی صحت کاملہ کے لئے احباب سے دعا درخواست کرتے ہیں۔

—— (۲) خان بہادر جناب میاں محمد صادق صاحب ریٹائرڈ ڈی ۔ ایس ۔ پی ۔ بیمار ہیں ۔ ان کی صحت کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے ۔

—— (۳) حبیب الرحمٰن صادق صاحب کا گذشتہ دنوں اپریشن ہوا تھا جو کامیاب رہا ۔ اب خدا کے فضل سے اس میں افاقہ ہے ۔ لیکن بلڈ پریشر کا حملہ بار بار ہوتا ہے ۔ علاج ہو رہا ہے بزرگان سلسلہ سے دعاؤں کی درخواست ہے

تصحیح نامہ

اخبار پیغام صلح کے شمارہ ۱۸ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۶۶ء میں مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے مضمون کی کتابت میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں جن کی صلاح درج ذیل ہے :-

صفحہ	سطر	کالم	غلط	صحیح
۷	عنوان	×	المصلح الموعود ۔	المسیح الموعود
۷	۲۲	۲	بھی	ابھی
۷	۹	۳	کیا جا سکتا	کیا جا سکتا تھا
۸	۱۷	۱	اخلاق	اخلاص
۸	۴۳	۲	بدن	دن
۸	۳۲	۳	مندرجہ ۔	مندرجہ بالا
۸	۴۲	۳	حلمت	حکمت
۹	۹	۱	لیا	کیا
۹	۳۳	۱	گئی جا سکتی ہے ۔	گئی جا سکتی تھی
۹	۲۳	۲	نیک	ٹھیک
۹	۱۵	۳	عاد	عادی
۱۱	۹	۱	نہیں آئیگا	نظر نہیں آئیگا
۱۱	۲۲	۱	دہ	ذرہ
۱۱	۳۳	۱	ماہور	مامور
۱۱	۲	۲	بر	جو
۱۱	۲۲	۲	قرار دیا ہے ۔	قرار دیا گیا ہے
۱۱	۲۷	۲	بعد کا	بعد کے
۱۱	۴۴	۲	کیا نا نقل	( )
۱۱	۲۶	۳	زاویوں سے	نئے زاویوں سے
۱۱	۴۳	۳	تشریح	تشریح
۱۲	۳	۱	ایتایا	اپنایا
۱۲	۸	۱	آیتیں	دو آیتیں
۱۲	۳۴	۲	لتکونھا	لتکونوا شھداء
۱۲	۴۳	۱	ینا	دینا
۱۲	۱	۲	نا بین	نامجین
۱۲	۳	۲	فنائیت	کامل فنائیت
۱۲	۲۹	۲	بائیں	ناظرین
۱۲	۳۷	۲	پہنچا	پہنچانے

ایڈیٹر پیغام صلح کے بھتیجا کے لئے دعائے صحت کی درخواست

—— میرے مرحوم بھائی ملک کرم الٰہی صاحب کا جوان سال لڑکا منظور الٰہی کراچی میں دل کی بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں نہایت نازک حالت میں صاحب فراش ہے احباب کرام سے استدعا ہے کہ اس کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائی جائے ۔

خاکسار دوست محمد ایڈیٹر پیغام صلح

ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی رُوحِ پُرنور پر عقیدت کے پھول

خاکسار اللہ تعالیٰ مالک ارض و سماء ذات اعلیٰ کا شکریہ ادا کرنے کے قابل ہے۔ جس مالکِ حقیقی نے اس عاجز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی اُمت کے چودھویں صدی کے مجدّد مسیح موعود کی شناخت اور بیعت کی توفیق سن ۱۹۰۱ء میں عطا فرمائی۔ میری یہ بیعت ایک خط کے ذریعہ سے ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام معہ اپنے رفقاء کے مولوی کرم دین بھیں والے ضلع جہلم کی نالش کے جواب دعوے کے لئے ۱۹۰۳ء میں قادیان سے پہلے لاہور اور پھر جہلم تشریف لے گئے۔ یہ ہتک عزت کا دعوےٰ تھا۔ جو ایک مخالف مولوی نے جہلم کے ایک ہندو مجسٹریٹ کی عدالت میں کیا تھا۔ مگر قدرت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت افزائی منظور تھی اور آپ کو عزت کے ساتھ بری کر دیا گیا۔ جب آپ لاہور سے روانہ ہوئے تو جہلم اسٹیشن تک تمام راستے میں ہر سٹیشن پر ہندو، سکھ مسلمان۔ موافق اور غیر موافق لوگ آپ کی زیارت کے لئے آتے رہے۔ جس گاڑی میں حضرت لاہور سے جہلم کے لئے سوار ہوئے اس میں راقم کو بھی گوجرانوالہ سے حضور کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔ تمام ریلوے اسٹیشنوں پر خلقت اس قدر جمع دیکھی گئی تھی جس کا بیان کرنا ایک طویل داستان ہے۔ خود ریلوے اسٹیشن جہلم پر گاڑی سے اُترتے وقت کم از کم دس ہزار نفوس موجود تھے۔ بعض یورپین آفیسر اور ان کی میمیں موجود تھیں۔ محترم ملک غلام حیدر صاحب تحصیلدار جہلم اس روز جمعہ کے دن حضرت صاحب کی پیشوائی کے لئے منتظم تھے۔ انہوں نے نہایت محبت اور ادب سے حضرت علیہ السلام کو بند گاڑی میں سوار کرا کر پراغیب کوٹھی پر جو وہاں ضلع جہلم کے مشہور سرداروں کی کوٹھی تھی لے گئے۔ حضرت صاحب کے ساتھیوں اور تمام بیرونجات سے آمدہ احباب کی رہائش کے لئے یہ جگہ پہلے ہی سے تیار کی گئی تھی۔ اسی رات مغرب اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت مسیح موعود نے بیرونجات سے آمدہ احباب کی بیعت قبول فرمائی۔ راقم کی بڑی خوش قسمتی تھی کہ اب جہلم کے مقام پر دستی بیعت کرنے کا موقعہ نصیب ہوا تھا۔ ہفتہ کے روز عدالت کی حاضری کے لئے حضرت مسیح موعودؑ معہ احباب تشریف لے گئے۔ حاضری عدالت سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احباب کو مخاطب فرمایا۔ اس موقعہ پر کابل سے آمدہ معزز سید عبداللطیف صاحب شہید بھی تشریف لائے ہوئے تھے وہ کابل سے رخصت ہو کر قادیان جا رہے تھے کہ وہ سردار عجب خان تحصیلدار صوبہ سرحد کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں عدالت کی حاضری سے قبل پہنچ گئے اور آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

اس روز راقم نے حضرت سید عبداللطیف صاحبؓ کے چہرۂ مبارک کو خوب دیکھا تھا۔ وہ افغانی لباس پہنے ہوئے تھے۔ داڑھی بالکل سیاہ تھی۔ کسی سفید بال کا نام و نشان نہ تھا۔ افسوس اس پیاری صورت کو پھر دوبارہ دیکھنے کا موقعہ اس راقم کو صاحبزادہ صاحب کے قیام قادیان میں نہ ہو سکا۔

اے پیارے شہید تیری پاک روح پر ہر وقت انوار الٰہی کی بارش ہوتی رہے جس نے صداقت کی خاطر اپنے مرشد مسیح موعود کی بیعت قبول کرنے کے بعد شہادت کے لئے اپنی عزیز جان پیش کر دی۔

حاضری عدالت کے بعد حضرت صاحب خدام کے ہمراہ ایتوار کے روز جہلم سے واپس روانہ ہوئے گوجرانوالہ کے ریلوے اسٹیشن پر راقم کے برادر گرامی نواب خاں صاحب مرحوم جو اس زمانے میں داروغہ چونگی تھے۔ اور اپنی دیانتداری۔ وجاہت خاندانی کی وجہ سے مسٹر ایس کورٹ ڈپٹی کمشنر ضلع گوجرانوالہ کی جانب سے بہت تعریف حاصل کی تھی۔

گوجرانوالہ اسٹیشن پر کوئی دس منٹ کے قریب گاڑی ٹھہری تھی اس وقت لیکنوں کا تحفہ برادرم مکرم نواب خان صاحب نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے معہ احباب نوش فرما کر دعا فرمائی۔ برادرم بعد ازاں قائم مقام انسپکٹر پولیس کے درجہ پر پہنچے اور ان کے صاحبزادہ بشارت احمد خاں نے بھی پولیس میں بھرتی ہو کر اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس مغربی پاکستان کے عہدہ پر پہنچ کر وفات پائی۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کے مخصوص احاطہ قبرستان میں دفن ہوئے تھے۔

خاکسار نے ۱۹۰۳ء میں میڈیکل سکول لاہور سپیشل اسسٹنٹ کلاس میں داخل ہو کر چار سالہ کورس ۱۹۰۷ء میں پاس کیا۔ ۱۹۰۳ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک خاکسار جب کبھی موقعہ ملتا رہا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔

حضرت مولانا نورالدین۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبان اس راقم کے لئے حضرت کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتے رہتے تھے۔

۱۹۰۷ء کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر قادیان میں حضرت علیہ السلام بڑی مسجد میں داخل ہونے والے دروازہ کے قریب سیڑھیوں کے پاس ہی نمازِ ظہر کے لئے تشریف رکھتے تھے۔ اور سب سے آخری صف میں بیٹھتے تھے۔ راقم بھی حضرت کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ نماز کے خاتمہ پر حضرت صاحب مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور تقریر فرمائی۔ ۱۹۰۷ء میں راقم اپنا آخری امتحان ڈاکٹری پاس کرنے کے بعد قادیان گیا۔ جہاں حضرت مولانا نورالدین صاحب نے مجھے دیکھتے ہی پوچھا کہ تمہارے امتحان کا کیا نتیجہ نکلا۔ عاجز نے عرض کیا کہ میں پاس ہو گیا ہوں۔ انہوں نے مجھے فوراً حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضری اور دعا کی درخواست کا حکم دیا۔ چنانچہ میں فوراً اس حکم کی تعمیل کے لئے حضرت صاحب کے در دولت پر حاضر ہوا تھا۔ میرا بخت بیدار تھا۔ میری آمد کی خبر پا کر حضرت مسیح موعودؑ فوراً گھر کے اندر سے باہر تشریف لے آئے اور سیڑھیوں پر حضور سے ملاقات حاصل ہو گئی۔ میری امتحان آخری میں کامیابی کی خبر سُن کر حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور دُعا کی۔ اس احقر نے حضرت صاحب کی خدمت میں اس وقت ایک روپیہ نذرانہ پیش کیا جس کو حضرت نے خوشی سے قبول فرمایا اور دُعا کی۔ اس ایک روپیہ کی برکت سے مجھے زندگی بھر کبھی روپیہ کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ ۱۹۰۷ء کے بعد راقم کو پھر حضرت مسیح موعودؑ کا مبارک چہرہ دیکھنے کا موقع نصیب نہ ہوا۔ حضور کی وفات سے قبل میں خود گوجرانوالہ کے سول ہسپتال میں بیمار تھا حضرت علیہ الرحمۃ نے بمقام لاہور احمدیہ بلڈنگس اس عاجز کی صحت اور زندگی کے لئے حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی استدعا پر خاص طور پر دعا فرمائی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمایا اور یہ عاجز اب تک بفضل خداوند کریم زندہ ہے۔ شفا ہونے کے بعد میں ڈیوٹی پر حاضر تھا۔ کہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی خبر آئی۔ برادرم نواب خاں اور راقم بمعہ دیگر احباب گوجرانوالہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیان روانہ ہو گئے۔ حضرت صاحب کا جنازہ بٹالہ سے رات کے ۲ ½ بجے قریب ہم ۱۲-۱ احمدیوں نے اپنے کندھوں پر اُٹھایا تھا۔ اور ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کی صبح کو قادیان پہنچ گئے۔

ایک رؤیا صالحہ میں حضرت مسیح موعود نے خاکسار کو بمقام عرفات دعا کرنے کے لئے کہا اور فرمایا اُٹھو۔ اپنے دوستوں کو کہو کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کفر و ضلالت کا قلع قمع کرے۔ آمین

کی فتح کی خبر سناتے ہوئے فرمایا:۔

ستفتحون مصراً فان لکم رحماً و ذمماً

تم مصر کو عنقریب فتح کرو گے تم پر واجب ہے کہ اس سے حسنِ سلوک کرو اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ اسلامی سلطنت کی رعایا ہونے کے بعد معاہد قوم ہو جائے گی۔ اُن کے دین میں تم نے مداخلت نہیں کرنا۔ دوسرے یہ کہ ہماری دادی امّاں حضرت ہاجرہؓ اسی وطن سے تھیں۔ اس رشتہ داری کا بھی لحاظ رکھنا

گورنر مصر کو حضرت عمرؓ کی سرزنش

حضرت عمرو بن عاص نے مصر فتح کر لیا۔ اور ان کو ہی مصر کا گورنر بنایا گیا خدا کی شان ان کے صاحبزادہ نے ایک قبطی عیسائی کو مارا۔ اس واقعہ کی رپورٹ حضرت عمر فاروق رضؓ کو پہنچی تو آپ نے باپ بیٹے دونوں کو مصر سے مرکز آنے کے احکام جاری کر دیئے کیا کوئی اور حکومت اس روشن... آزادی کے زمانہ میں اس قسم کے احکام اپنے گورنر کے متعلق جاری کر سکتی ہے؟ ان کا پریسٹیج (وقار) اس کی اجازت نہیں دیتا۔ لیکن حضرت عمر رضؓ نے گورنر کو طلب کر کے بھرے دربار میں ان الفاظ میں سرزنش کی منذ کم عبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم أحراراً کب سے تم نے لوگوں کو غلام بنانا شروع کر دیا ہے جبکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔ پبلک میں گورنر کو یہ [illegible] اور [illegible] بیٹے کو سزا دی۔

اہلِ مصر پر اس واقعہ کا اثر

یہ خبر مصر میں پہنچی تو دنیا حیران ہو گئی۔ ان کے نزدیک زمین و آسمان بدل گئے کہ ایک معمولی رعایا کے عیسائی کی وجہ سے حاکم کو ملامت کی جا رہی ہے وہاں صدہا سال سے فرعون کے غلام چلے آتے تھے۔ اب انہیں محسوس ہوا کہ اسلام یہ ہے اس کے نزدیک غلام اور آقا کے لئے ایک ہی قانون ہے اسی وجہ سے وہاں کے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ وعظ سے وہ مسلمان نہیں ہوئے، بلکہ بلند کردار کو ملاحظہ کر کے مسلمان ہوئے تھے اور نہ صرف مسلمان ہوئے بلکہ تمدّن، معاشرت بدل گیا۔ انکی زبان بدل گئی۔ اب مادری زبان عربی ہے۔ مصر سے مراکو تک مسلمان پھیلے ہوئے ہیں۔ بڑے شاندار دراز قد سفید رنگ گوشت سے بھرے ہوئے چہرے۔ یہ اسلام کے حُسنِ سلوک کا اثر تھا کہ وہ سب مسلمان ہو گئے وہ اسلام پر جان دیتے ہیں۔ ذوق شوق سے مکّہ مدینہ آتے ہیں۔ آج اسلام کی اس انٹرنیشنل تعلیم کو یورپ میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے بہتر اور کوئی قانون نہیں ہو سکتا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے پیش کیا اور اس پر آپؐ نے خود عمل کیا اور آپؐ کی قوم نے ...... اس پر عمل کر کے دکھایا۔

پناہ گزین دشمن سے سلوک

یہ انٹرنیشنل قانون یہاں تک چلتا ہے کہ فرمایا وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللّٰہ ثم ابلغہ مامنہ۔ اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو۔ غداری اور عیاری سے پناہ نہ دو۔ کہ پناہ دے کر اس کی جان لے لو۔ نہیں بلکہ یہ تمہارا فرض ہے کہ حسنِ نیت کے ساتھ اس کو پناہ دو اور اسے موقعہ دو کہ تعلیماتِ اسلامیہ سے واقف ہو سکے۔ پھر اس کو اس جگہ پہنچا دو جس کو وہ جائے امن سمجھتا ہو۔

غیر مسلموں سے موالات

اور فرمایا جنگ کے دوران دشمن سے موالات نہیں کر سکتے ہاں جو لوگ تم سے لڑتے نہیں ان کے ساتھ اعلےٰ درجہ کی نیکی کا حکم ہے فرمایا لا ینھٰکم اللّٰہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبرّوھم وتقسطوا الیھم ان اللّٰہ یحبّ المقسطین۔ جو لوگ برسرِ پیکار نہیں ان غیر مسلموں سے نیکی کا برتاؤ کرو اور ان کے معاملات میں عدل و انصاف سے کام لو۔ اس قسم کا انٹرنیشنل قانون تجویز کرنا اور اس پر کاربند ہونا یہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے مختص ہے۔

خُطبۂ ثانی

لیڈر اگر بدکار اور بددیانت ہو تو اس کو علیحدہ کر دیا جائے

حضرت یوسفؑ اور حضرت عائشہؓ دونوں پر اتہام لگائے گئے۔ دونوں تحقیقات کی بناء پر معصوم ثابت ہوئے۔ جن لوگوں نے حضرت عائشہ پر بہتان باندھا تھا اُن کو بدنی سزا دی گئی۔ سزا اس حد تک شدید تھی کہ ایک مجرم کی آنکھ جاتی رہی۔ قوم کا فرض ہے کہ اگر وہ لیڈر کو بدکار یا بددیانت پائے تو اس کو علیحدہ کر دے۔ اور اسی طرح سے ان لوگوں کو جو لیڈر پر بہتان باندھ کر قوم کو تباہ کرنے کی سازش کرتے ہیں سزا دے ورنہ شرارت کا سدِباب نہ ہو سکے گا اور نہ ہی قوم تباہی سے بچ سکے گی۔

جلسۂ پشاور کی اجمالی رپورٹ

(بسلسلہ صفحہ ۔۔)

جا سکتا۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

پروفیسر فاضل صاحب نے فرمایا کہ ملک کے مختلف گوشوں سے ایک ہی آواز پر پروانوں کا یہ ہجوم جماعتی [illegible] اخوت و محبت کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی بھی ایک بین دلیل ہے۔ آپ نے کہا کہ موعود مسیح محمدی کے حواریوں نے جو تبلیغی کام اور مفید اسلامی لٹریچر پیدا کیا ہے وہ نہ صرف قابلِ قدر ہی نہیں بلکہ اس نے ایسا انقلاب پیدا کیا ہے جس سے اہلِ یورپ کا اسلام کے متعلق نقطۂ نظر ہی بدل گیا ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہی اصل کام ہے جو یہ جماعت عملی طور پر کر رہی ہے۔ اس کے بعد پہلا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس ۲۴ [illegible] کو بروز اتوار صبح ۹ بجے شروع ہوا۔ صدارت کے فرائض مکرم ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب ریٹائرڈ سول سرجن نے انجام دیئے۔ جزوی طور پر اس اجلاس کی صدارت جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے امام [illegible] مسجد ووکنگ نے بھی کی۔ اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا جو صاحبزادہ [illegible] نے کی۔ نعتیہ کلام جناب بابو محمد صادق [illegible] نے پڑھ کر سنایا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم و محترم مولانا عبدالباقی صاحب آف کوہاٹ نے کی۔

ان کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد اور کاموں کو پیش کرتے ہوئے ثابت کیا کہ یہ جماعت صحیح اسلامی اصولوں پر خدمتِ اسلام میں مصروف ہے۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ جماعت کے خلاف پیدا ہونے والی غلط فہمیوں اور خیالات کے تضاد کو دُور کرنا اور احمدیت کا عملی نمونہ اپنی زندگیوں میں پیدا کرنا ضروری ہے۔ تاکہ دوسرے مسلمانوں کے دلوں میں جماعت میں شمولیت کی رغبت پیدا ہو سکے۔

- - - - - - - - - - -

ان کے بعد شیخ میاں ظہور احمد صاحب نے جماعتی نظام اور اشاعت اسلام کے موضوع پر ایک بصیرت افروز تقریر کی اور جماعتی نظام کو بہتر بنانے کے متعلق چند مشورے [illegible] پیش کیں۔

محترم میاں صاحب کے بعد مولانا [illegible] صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی نے "اسلام اور [illegible]" کے عنوان سے نہایت فاضلانہ اور عالمانہ تقریر [illegible]

. . . .

آخر میں شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے امام [illegible] مسجد ووکنگ نے تقریر کی . . . . اس کے بعد محترم صدر صاحب کے اختتامی ریمارکس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

سٹار بناسپتی
اصلی گھی کا بہترین بدل
صحت اور توانائی کیلئے
۱۰ پونڈ
۵ پونڈ
۲ پونڈ
دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹیڈ، دی مال لاہور
CRESCENT
ہفت روزہ پیغام صلح لاہور
میں اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو فروغ دیں
سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ
کے نفیس پارچات
POPLINS, LATHA
MULS, VOILS
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
LATHA
CHAR CHABI
CHAR SIKKA
CHAR CHIRAGH
POPLINS
SARHADI
CHAR TAPE
26 THE POPLIN
MULS
26-THE MULMUL
VOILS
DACCA QUEEN
Sarhad
TEXTILE MILLS LTD.
NOWSHERA
ٹیلیگرام:- فائن ٹیکس
فون نمبر
۲۰۱۴
۲۸۵۹
فائن ٹیکس
دیدہ زیب
خوشنما نمونے
پختہ رنگ
شرٹنگ
بستر کے سیٹ
صوفہ
پردہ کلاتھ
آج ہی فائن ٹیکس کی مصنوعات سے اپنے گھر کو سجائیے
یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ فضل آباد ملتان
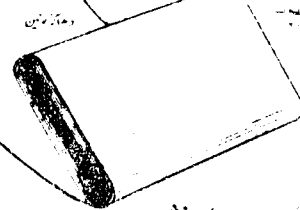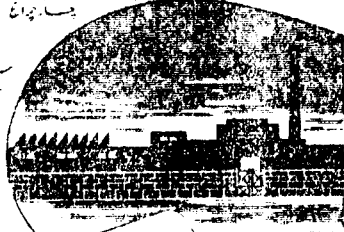
نمونہ بن سکے تو یورپ اور امریکہ میں اسلام کا مستقبل انتہائی تابناک ہے۔

اپنے اس خیال کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ صاحب نے بتایا کہ یورپ اور امریکہ کی عقل پرستی اور اس کی سائنسی تحقیقات نے ان ملکوں کو ایک طرح کے روحانی اور اعتقادی خلا میں معلق کر دیا ہے۔ وہ اپنے دور کے اس المیئے کو محسوس کرنے لگے ہیں کہ ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں رہی جس پر وہ اعتقاد رکھ سکیں اور جس کے ذریعہ اپنی جبلت کی اس طلب کو پورا کر سکیں۔ مسیحیت اس سلسلے میں ناکام ہو چکی ہے۔ اس ناکامی کی ایک دلچسپ مثال دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مغرب میں بدکاری روز کا معمول بن چکی ہے۔ ایک پادری نے اس کا یہ علاج ڈھونڈا ہے کہ کتاب مقدس میں سے اس آیت کو حذف کر دیا جائے جو بدکاری سے اجتناب کا حکم دیتی ہے۔ اس روحانی اور اعتقادی خلا کی وجہ بیان کرتے ہوئے شیخ صاحب نے کہا کہ یورپ کی عقل پرستی اور انسان دوستی اسے اس منزل پر لے آئی ہے۔ جہاں مذہب بھی دوسری انسانی مصنوعات کی طرح ایک صنعت بن کر رہ گیا ہے۔ یورپ سمجھتا ہے کہ اسے انسان نے بنایا اور انسانوں کے سر پر تھوپ دیا۔ اس خیال کی وجہ سے مذہب بھی حسب ضرورت کتر بیونت روز کا شغل بن گیا ہے۔ فرمایا کہ قرآن کی یہ تاریخی حیثیت کہ یہ جس طرح نازل ہوا تھا۔ کسی ایک نقطے یا حرکت کی تبدیلی کے بغیر موجود ہے اور آج بھی ہر اس آدمی کے ہر سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ جو اس سے اپنی مشکلات کا حل طلب کرے تاریخی اور کھلی حقیقت ہے جس کا تجربہ ہر آدمی کر سکتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت زندگی دوسرے انبیاء کی طرح روایات تک محدود نہیں بلکہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کو ہر آدمی پڑھ سکتا ہے۔ یہ دو حقائق ایسے ہیں جن سے یورپ انکار نہیں کر سکتا اور جو اس کی سب سے بڑی ذہنی اور روحانی ضرورت ہیں۔ یہ حقائق یورپ کے اس خلاء کو پورا کر سکتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے خود مسلمانوں میں سے بعض لوگ اسی قسم کی عقل پسندی کا شکار ہو رہے ہیں۔ جس کی آخری انتہا روحانی خلا ہے۔ اگر مسلمان اس کا شکار ہو گئے تو یہ صرف مغرب ہی کے لئے نہیں پوری دنیا کے لئے نقصان دہ اور خطرناک ہے۔

فرمایا کہ اس روحانی خلاء نے یورپ اور امریکہ کو اصل سے نقل اور حقیقت سے صنعت میں جھونک دیا ہے۔ میرے ایک دوست کی ملاقات ایک امریکی خاتون سے ہوئی۔ میرے دوست نے اس خاتون کی بڑی ہی پیاری بچی کی تعریف کی تو بچی کی ماں نے فوراً کہا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ اس کی تصویر دیکھیں کتنی پیاری ہے۔"

اصل کی بجائے تصویر کو بہتر سمجھنے والا یہ ذہن ہمارے لئے بحوالہ عمل کے وسیع میدان مہیا کرتا ہے۔ علامہ علاؤالدین صدیقی نے شیخ صاحب ہی کی بات کو اس پیرائے میں ادا کیا کہ ہمیں پہلے خود یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں ...

علامہ علاؤالدین صدیقی چیئرمین اسلامی مشاورتی کونسل پی-این-آر-سنٹر لاہور میں شیخ محمد طفیل صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے لیکچروں کے بعد صدارتی تقریر فرما رہے ہیں۔
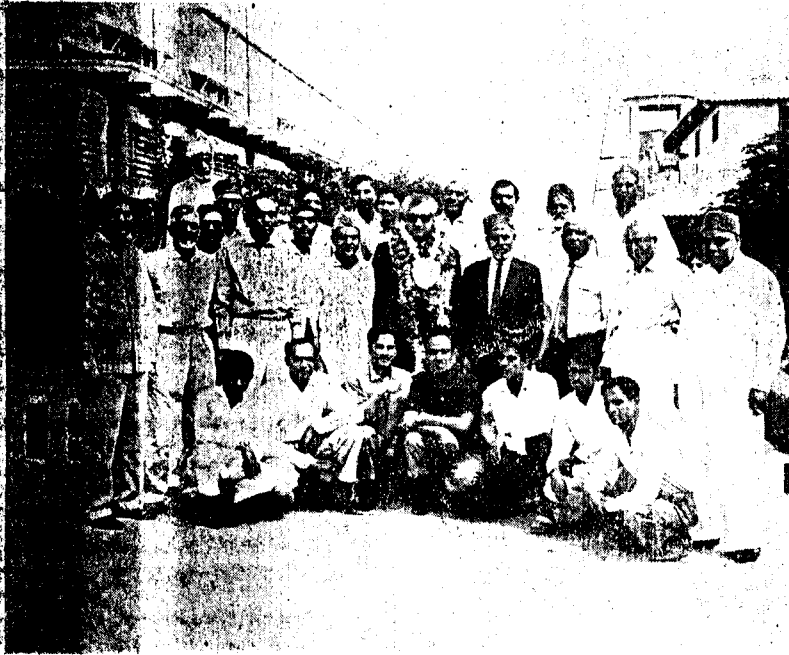
شیخ محمد طفیل صاحب امام شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) لاہور کے ہوائی اڈہ پر ٹرینیڈاڈ کے لئے روانہ ہوتے وقت احباب کے ساتھ۔

اسلام نہیں ہے۔ اس طرح تبلیغ اسلام کے کئی راستے کھلتے ہیں۔ جن میں اہم ترین راستہ خود مسلمانوں کو اسلام سے روشناس کرانا ہے۔

درخواست دعا

— جماعت کے کئی نوجوان امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں۔ بعض دوست بیمار ہیں اور بعض دیگر مصائب میں مبتلا ہیں۔ ان سب کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

جزائر فجی میں تبلیغِ اسلام

فجی ریڈیو اور اسکولوں میں مولینا احمد یار صاحب ایم اے کی تقاریر

احباب سے ملاقاتیں اور جماعت بندی

مولانا احمد یار صاحب ایم اے مبلغ فجی

عرصہ زیر رپورٹ میں خاکسار نے سووا سے یک صد میل دور مارو کے ایک دیہاتی علاقہ سے کا دورہ کیا۔ وہاں ہمارے دو مخلص دوست مکرم عبدالجبار خاں صاحب اور محمد حفیظ خاں صاحب رہائش پذیر ہیں۔ مورخہ ۲۲ ۴/۶۶ کو بعد از نماز جمعہ مکرم ڈاکٹر محمد یوسف خاں صاحب کی کار میں میرے ہمراہ مسٹر جی۔ این ڈین صاحب۔ اور مسٹر اے آر ساہو خاں صاحب بھی سوار ہو کر شام کے قریب مارو پہنچے۔ رات کو بہت سے احباب سے مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ زیادہ تر گفتگو اختلافی مسائل نبوت اور تکفیر اہل قبلہ وغیرہ پر ہوئی ۲۳ر اپریل کی صبح کو ایک سکول میں میری تقریر تھی۔ صدر جلسہ نے میرا تعارف کرایا جلسہ میں چونکہ ہندو، سکھ، عیسائی اور مسلمانوں کی مشترک نمایندگی و حاضری تھی لہٰذا تقریر عام اسلامی تعلیمات و مسائل کے دائرہ تک محدود رہی۔ ایک گھنٹہ تک سامعین نے نہایت صبر و سکون کے ساتھ میرے خیالات کو سُنا جماعت ربوہ کے بھی بعض احباب شامل تھے ....

- - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - -

- - - - . تقریر کے بعد سامعین کو سوال و جواب کا بھی موقع دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک اور مقام ساتہ ہے وہاں پر ایک دوست ولایت خاں صاحب کے ہاں یہ عاجز مدعو تھا۔ وہ اپنی کار پر مجھے وہاں لے گئے۔ یہاں پر تقریباً ہر گھر کے پاس ایک کار ہے۔ کیونکہ یہاں پر پٹرول اور کاریں کافی سستی ہیں۔ وہاں ایک شخص مولوی عبدالکریم ہرتال جو جماعت ربوہ میں بھی رہ چکے ہیں اور خود محدّد ہونے کے مدعی ہیں سے تبادلۂ خیالات ہوا لیکن ان کی کوئی علمی بنیاد صرف اس بات پر ہے کہ ان کی ماں کا نام مریم ہے۔ یونہی بے پر کی اڑاتا رہتا ہے۔ قریب ہی ... ایک اور جگہ نندولہ میں بھی میری تقریر ہوئی اور صداقت اسلام کے علاوہ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر کافی دیر تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا اور یہاں ... پر خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی بنیاد پڑ گئی ہے۔ دوسرے روز ولایت خاں صاحب کے مکان پر اجتماع تھا۔ اس میں جماعت ربوہ کے احباب خاص طور پر شامل ..... ہوئے۔ ان سے خوب گفتگو ہوئی اور بعض دوستوں کے شکوک و شبہات کا احسن طور پر ازالہ کیا گیا۔ اور بالآخر انہوں نے یہ اعتراف کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے انکار سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اسی روز شام کو ایک شخص چوہدری خوشی محمد صاحب جو جالندھر کے رہنے والے ہیں اور ۱۹۲۶ء سے آباد ہیں کے ہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش اور وفات کے موضوع پر تقریر ہوئی جس میں میں نے سورۃ آل عمران اور سورۃ مریم سے اپنے مقررہ موضوع پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور بعد میں سوال و جواب کا بھی موقع دیا گیا۔ یہ اجلاس بھی نہایت کامیاب رہا اور اسی موضوع کے بعض دیگر اور تشنہ پہلوؤں پر کسی اور تقریب میں روشنی ڈالنے کا موقع پیدا ہونے کی توقع ہے۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد مکرم عبدالجبار خاں صاحب۔ محمد حفیظ خاں صاحب اور چوہدری خوشی محمد صاحب جالندھری اور خاکسار سنگاٹوکا جو خاصی بڑی اور اہم جگہ ہے پہنچے اور پھر بس پر سوار ہو کر واپس سووا (SUVA) آگئے دوران سفر انفلوئنزا کی شکایت ہو گئی جس سے طبیعت کافی نڈھال تھی لیکن واپسی پر مسٹر ڈین صاحب نے بتایا کہ فجی ریڈیو پر اسلام کے موضوع پر میری تقریر ہے۔ چنانچہ خرابی طبیعت کے باوجود بندہ نے تقریر لکھ کر دے دی جو ۱۲ ۵/۶۶ کو ریکارڈ ہو کر ۱۵ ۵/۶۶ کو نشر ہو گی انشاء اللہ (نشر ہو چکی ہے) ۷ ۵/۶۶ ٹاؤن ہال BA میں مستورات کا جلسہ ہوا۔ اس کے بعد دوسری جگہوں پر بھی اجتماع اور تقریریں ہوئی ہیں۔ جن سے مستورات میں بھی اسلام اور احمدیت کے مسائل سمجھنے کے لئے ایک گونہ دلچسپی پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے کام کا مستقبل حوصلہ افزا ہے۔ بزرگانِ سلسلہ اور مخلصین جماعت کی ہم نشینی اور مسلسل ...... دعاؤں کے علاوہ پیہم جد و جہد کی ضرورت ہے۔ اللہ ہماری ناچیز مساعی میں برکت پیدا فرمائے۔ آمین!

عبادت اور تعزیت

(سلسلہ صفحہ [illegible])

کی بھلائی کی تم نے تعریف کی اس کیلئے جنت واجب ہوئی۔ اور جس کی تم نے برائی کی اس کے لئے دوزخ واجب ہوئی۔ اور تم لوگ زمین پر خدا کے گواہ ہو (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ مومن بندے زمین پر خدا کے گواہ ہیں۔

— اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم قال اللہ و قال الرسول پر صحیح معنوں میں عمل پیرا ہو سکیں۔ اور دوسرے مسلمانوں کے لئے نمونہ بنیں حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی جماعت میں مودت اور بھائی چارہ اور حقیقی ہمدردی کا جذبہ پیدا کرنے کا از حد خیال تھا۔ جماعت میں آپس میں ناطے اور رشتے داریاں اسی بناء پر کرواتے تھے۔ پھر جلسہ سالانہ کے انعقاد کی ایک غرض یہ بھی رکھی تھی کہ سال کے دوران میں جن بھائیوں کا انتقال ہو گیا ہو ان کے لئے آپس میں مل کر دعائے مغفرت کریں۔ اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی تو ضرور تھا ہی۔ ان کی مدد کرنے کی اگر ضرورت ہو تو اس کا بھی بندوبست کیا جائے۔ خدا کرے ہم لوگ اس پر پورے طور پر عامل ہو سکیں اور ثواب دارین حاصل کر سکیں۔

کارروائی جلسہ [illegible]

(سلسلہ صفحہ [illegible])

چڑھ کر حصہ لیا اور اپنی ذاتی دلچسپی اور خصوصی توجہ لاہور۔ سرگودھا چک ۸۱ جنوبی اور [illegible] سے آنے والے مہمانوں کو ہر طرح کا آرام و سکون بہم پہنچایا جلسہ میں جماعت ربوہ اور غیر از جماعت احباب نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی [illegible] ریاض کاٹن فیکٹری۔ پریمیر کلاتھ ملز اور [illegible] شریف احمد صاحب صدر جماعت [illegible] کے احاطہ میں مہمانوں کی خاصی چہل پہل رہی۔ محترم حضرت شیخ میاں محمد صاحب نے [illegible] ذوق و شوق کے ساتھ ہر سہ اجلاس میں [illegible] دیا اور جملہ انتظامات کی نگرانی فرمائی [illegible] ان جملہ اکابرین سلسلہ اور مخلصین جماعت [illegible] عظیم عطا فرمائے۔ آمین!

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغامِ صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

چھپ [illegible]

ھدیہ محقرہ

بہ حضور سرورِ کائنات خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور اخلاقِ عالیہ اور آپ کی بلند پایہ تعلیمات نے ایک ایسا انقلابِ عظیم دنیا میں پیدا کیا جس نے نہ صرف جزیرۃ العرب بلکہ ایران و روم اور یورپ کی انتہائی وادیوں تک گناہوں، بدکاریوں اور جہالت میں لتھڑی ہوئی دنیا کو نہ صرف نیکی و پاکیزگی عطا کی بلکہ علم و حکمت کی دولت سے مالا مال کر دیا گویا ایک مردہ دنیا دوبارہ زندہ ہو گئی، اندھے بینا ہو گئے اور لولے، لنگڑے تندرست ہو کر چلنے پھرنے لگ گئے یہ وہ انقلابِ عظیم ہے جس کی نظیر تاریخِ عالم میں نہ پہلے نظر آئی اور نہ آئندہ کبھی مل سکے گی۔

اس انقلابِ عظیم کی داستان

بڑی طویل ہے اور اس رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد کا شمار کرنا مشکل تاہم ان چند صفحات میں اس بحرِ بے پایاں کے چند آبدار موتی

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں بطور

ہدیۂ محقر

پیش کرنے کی جرأت کی گئی ہے

...... گر قبول افتد زہے عز و شرف ......

محمد آبروئے دو جہاں ہے

(مولینا مرتضیٰ خان حسن مرحوم)

محمد فخرِ بزمِ کُن فکاں ہے ۔ محمد نازشِ ہر دو جہاں ہے
محمد تاجدارِ ہفت کشور ۔ محمد بادشاہِ انس و جاں ہے
محمد باعثِ تخلیقِ عالم ۔ محمد خلق کی رُوحِ رواں ہے
محمد داروئے دردِ نہانی ۔ محمد مرہمِ آزارِ جاں ہے
محمد رہبرِ راہِ ہدایت ۔ محمد رہنمائے گمرہاں ہے
محمد شافعِ روزِ قیامت ۔ محمد پردہ پوشِ عاصیاں ہے
محمد صاحبِ تسنیم و کوثر ۔ محمد مالکِ باغِ جناں ہے
محمد روشنئِ قلبِ مومن ۔ محمد نورِ چشمِ قدسیاں ہے
اُسی سے ہیں منور دونو عالم ۔ محمد آبروئے دو جہاں ہے
اُسی کا نور ہے شمس و قمر میں ۔ اُسی سے آب و تابِ فرقداں ہے
تعالیٰ اللہ شبِ اسریٰ کا منظر ۔ خدا کے ہاں محمد میہماں ہے
شبِ معراج کا عالم نہ پوچھو ۔ خدا کے عشق کی یہ داستاں ہے
پیمبر بے شمار آئے جہاں میں ۔ محمد کا کوئی ثانی کہاں ہے
خدا نے اُس کو جو عظمت عطا کی ۔ بیاں ہو مجھ سے یہ طاقت کہاں ہے
غریبوں سے محبت کرنے والا ۔ محمد غمگسارِ عاجزاں ہے
یتیموں کا وہی ملجا و ماویٰ ۔ وہی تو تکیہ گاہِ بیکساں ہے
محافظ اور معاون بیوگاں کا ۔ وہی تو حامیِ ہر خستہ جاں ہے
بیاں میں کیا کروں جود و عطا کا ۔ سخاوت میں وہ بحرِ بیکراں ہے
دل و جاں سے ہوں مداحِ محمد ۔ قلم میں اس لئے زورِ بیاں ہے

حسن میں نے پروئے ہیں جو موتی
خجل ان کے مقابل کہکشاں ہے

میلاد النبیؐ کی تقریب کس طرح منائی جائے

یوں تو میلاد النبی صلعم کی تقریب ایک ایسی بدعت ہے، جس کا نام و نشان عہد صحابہ، تابعین یا تبع تابعین میں نظر نہیں آتا۔ لیکن اس لحاظ سے کہ یہ ایک ایسی بدعتِ حسنہ ہے، جو کئی رنگوں میں مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کا منانا چنداں معیوب نہیں سمجھا گیا۔ اس تقریب پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ، فضائلِ عالیہ، پاک تعلیمات اور اس انقلابِ عظیم کو جو دنیا میں آپؐ کے انفاسِ قدسیہ کی وجہ سے پیدا ہوا جلسوں، لیکچروں اور لٹریچر کے ذریعہ عوام کے ذہن نشین کیا جا سکتا اور انہیں آپکی اتباع اور فیوضِ حسنہ سے مستفیض ہو کر اپنے کردار کو سنوارنے کی ترغیب دی جا سکتی ہے۔ یہ وہ طریق ہے جس سے میلاد النبیؐ کی تقریب تبلیغ اسلام کا ایک ذریعہ بن سکتی ہے۔ اور یہی وہ طریق ہے جس کو سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے اختیار کیا تھا ورنہ اس سے پیشتر ۱۲ ربیع الاول کو بارہ وفات کے نام سے مجالسِ میلاد نعت خوانیوں، اور وظائف یا صدقہ و خیرات تک محدود تھیں، اس وقت تک بلکہ اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک اس دن کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وفات ہی سمجھا جاتا رہا اور اگرچہ جماعت احمدیہ کی تقلید میں جلسوں اور مواعظ کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ تاہم عید میلاد النبیؐ کا نام اسے بہت دیر بعد دیا گیا۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ آپؐ کی پیدائش بھی ۱۲ ربیع الاول ہی کو ہوئی تھی، حالانکہ محققین کے نزدیک تاریخ پیدائش ۹ ربیع الاول ہے۔

بہرحال جب سے ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبیؐ مقرر کیا گیا ہے اس وقت سے اس تقریب کو منانے کا ایسا ڈھنگ اختیار کر لیا گیا ہے جو کسی صورت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے شایانِ شان نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اسلامی تعلیم کے مطابق قرار دیا جا سکتا ہے، بلکہ ایک رنگ میں اسے بدعتِ سیئہ بنا دیا گیا ہے جو میلاد النبیؐ کی غرض و غایت کے منافی اور اسلام کی بدنامی کا موجب ہے۔ اس موقعہ پر جو جلوس مرتب کئے جاتے ہیں، ان میں نعتوں اور قوالیوں کے علاوہ فحش فلمی گانوں کے ریکارڈ لگائے جاتے، چمٹے اور ڈھول تاشے بجا کر اس تقریب کی تقدیس کو ناپاک کر دیا جاتا اور آوارہ منش بازاری لونڈوں کی رنگ رلیوں، اور تماشائی عورتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ سے اس پاک نبی کے مقدس نام کو بدنام کر دیا جاتا ہے۔ اس افسوسناک طریق عمل کو شورش کاشمیری نے ان چند اشعار میں واضح کیا ہے ؎

دینِ قیمؐ سرنگوں، نالہ بلب روحِ حجاز ؎ مفتیانِ دینِ بازاری کے ذوقِ خام پر
بج رہے ہیں ڈھول تاشے، تالیاں پیٹے رباب ؎ کس مزے سے عید میلاد النبیؐ کے نام پر
کٹ کھنوں کے ہاتھ میں میرِ اُمم کا تذکرہ ؎ عرش اعظم کانپتا ہے اس مذاقِ عام پر
اینٹھتے پھرتے ہیں شورش والطانِ بے لگام ؎ کھینچ کر تیغ کا خط شرع کے احکام پر

انہی افسوسناک حالات کے پیش نظر لاہور کارپوریشن کے چیئرمین چوہدری محمد حسین صاحب نے یہ اپیل کی ہے کہ میلاد النبیؐ کے جلوس میں شریک ہونے والی نعت خواں پارٹیوں کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ نہایت سنجیدگی اور متانت سے اپنے نبیؐ اور ہادی کی شان میں ہدیہ عقیدت پیش کریں اور چمٹے بجانے سے پرہیز کریں۔ اور ایسے لوگوں کو اپنی محفلوں میں جگہ نہ دیں، جو مختلف قسم کے سوانگ رچا کر جلوس کی حرمت کو مجروح کرنے کے درپے ہوں۔

چودھری صاحب کی اپیل برحق، لیکن سوال یہ ہے کہ جلوس نکالنا کونسا اصلاحی کام ہے جس کی تقدیس کو مجروح کرنے سے پرہیز کی تلقین کی جاتی ہے اور ایسے جلوس مسلمانوں اور غیر مسلموں کے علم و عمل کو متاثر کرنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دلوں میں بٹھانے کے لئے کہاں تک مفید ہو سکتے ہیں، کیوں نہ اس کے بجائے جلسوں اور مواعظ حسنہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی اور سیرت طیبہ اور اخلاق فاضلہ بیان کئے جائیں، کیوں نہ حضورؐ کی للہیت اور خدا ترسی، تبلیغ اسلام کے لئے جدوجہد اور اس راہ میں حضورؐ اور حضورؐ کے ساتھیوں پر ہر قسم کے شدید ترین دکھوں اور ایذاؤں کا ذکر کر کے بتایا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس مشن کو لے کر آئے تھے، اس کو فروغ دینا ہی اصل اسلام ہے، اور اسی میں حضورؐ کی عظمت اور شان مضمر ہے، اگر اس موضوع پر ایسا لٹریچر شائع کیا جائے اور کثرت سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ہاتھوں میں پہنچایا جائے جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی اور سیرت طیبہ اور آپؐ کی پاک تعلیمات کو اردو اور انگریزی میں مؤثر انداز میں بیان کیا گیا ہو تو یہ میلاد النبیؐ منانے کا سب سے زیادہ مفید اور موزوں ترین طریق ہے، بلکہ ضرورت ہے ایسا لٹریچر مختلف زبانوں میں غیر ممالک میں پہنچایا جائے، تاکہ انہیں اسلام کی اصل حقیقت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح تصویر معلوم ہو سکے، اور وہ فرسودہ خیالات جو ان کے دلوں میں جاگزیں ہیں دور ہوں۔ یہ تبلیغ اسلام کا ایک مؤثر ذریعہ ہے، جس کو اگر میلاد النبیؐ کی تقریب پر اختیار کیا جائے تو یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو خوش کرنے اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہو گا۔ ضرورت ہے کہ مسلم اخبارات جلوسوں کی خبریں شائع کرنے کے بجائے اس موضوع پر مضامین لکھ کر اسلامی دنیا کو میلاد النبیؐ کی تقریب کو صحیح طریق پر منانے کی تلقین کریں تاکہ موجودہ ناپسندیدہ طریق سے ہٹ کر اس مبارک تقریب سے حقیقی فائدہ اٹھایا جا سکے۔

اخبارِ احمدیہ

اساتذہ سکول سے خطاب

—— ۲۵ جون ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ پونے بارہ بجے دوپہر مسلم ہائی سکول ۲ لاہور کے ہال میں سکول ہذا اور مسلم ہائی سکول ۱ لاہور کے اساتذہ کرام سے مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے خطاب فرمایا۔ چوہدری عبدالحق صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ۲ نے صدارت فرمائی اور تلاوت قرآن مجید سے کارروائی کا آغاز ہوا۔ جناب چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول ۱ نے جہان خصوصی محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کا تعارف کروایا اور مکرم ڈاکٹر صاحب قبلہ نے "کونسا علم مفید ہے" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس تقریر کا متن کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہوگا۔ آخر میں مکرم صاحب صدر مجلس کی صدارتی تقریر کے بعد مختلف امور پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ مسلم ہائی سکول ۲ کی طرف سے حاضرین کرام کی تواضع دعوتِ طعام سے کی گئی۔

درخواستِ دعا

—— مولانا احمد علی صاحب برادر خورد حضرت امیر مرحوم (مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کچھ دنوں سے بیمار ہو کر احمدیہ بلڈنگس لاہور میں اپنے فرزند گرامی چوہدری عبدالحق صاحب کے مکان پر فروکش ہیں۔ کچھ دن بیماری کی شدت بہت بڑھ گئی تھی۔ اب قدرے افاقہ ہے۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے احباب کرام سے مسلسل دعاؤں کی استدعا ہے۔

ولادت

—— پشاور سے محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت رقمطراز ہیں کہ پروفیسر عزیز احمد صاحب (ایگریکلچر کالج پشاور یونیورسٹی) کو اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ بچہ کی صحت اچھی نہیں، احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

فروگذاشت

—— پیغام صلح مؤرخہ یکم جون میں پشاور اور لائل پور کے جلسوں کی جو رپورٹیں درج ہوئی ہیں۔ وہ مولوی علی محمد ماہی صاحب کی مرتب کردہ ہیں۔ مولوی صاحب کا نام غلطی سے حذف ہو گیا، جس کے لئے ادارہ پیغام صلح معذرت خواہ ہے۔

از حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نسلِ انسانی کا سب سے بڑا محسن

انسان کی اس عزت یا محبت کا جو دوسرے انسانوں کے دلوں میں وہ حاصل کر سکتا ہے انحصار اس فائدہ پر ہے جو اس کی ذات سے نسلِ انسانی کو پہنچتا ہے۔ جبلت القلوب علےٰ حب من احسن الیھا۔ فطرت انسانی کے گہرے مطالعہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں۔ انسانوں کے دل ایسے بنائے گئے ہیں کہ جو شخص بھی ان پر احسان کرے۔ اس کی محبت ان میں جاگزین ہو جاتی ہے۔ جس طرح نیچر یا قدرت کے بعض اٹل قانون ہیں اسی طرح فطرت انسانی کے بھی بعض اٹل قانون ہیں۔ بسا اوقات ہوتا ہے کہ لوگ ایک وقت آنکھیں بند کر کے ایک شخص سے عداوت کرنے لگتے ہیں۔ یا آنکھیں بند کر کے ایک شخص سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں مگر فطرت انسانی آخر غالب آتی ہے۔ اور بے جا محبت یا بے جا عداوت قائم نہیں رہتی۔ وہ ایک ایسے درخت کی طرح ہوتی ہے جس کی مثال قرآن کریم نے دی ہے۔ اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار۔ اور وہ محبت جو نسلِ انسانی کے فائدے کے کاموں پر مبنی ہو وہ ہمیشہ ترقی کرتی چلی جاتی ہے اور اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء کی مصداق ہوتی ہے۔ اس اٹل قانون کو خدا کے پاک کلام قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے۔ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمٰن ودا۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں خدائے رحمان ان کے لئے (قلوب انسانی میں) محبت پیدا کر دیتا ہے۔ ان الفاظ کی صداقت ہر قوم کی تاریخ میں جلی حروف میں لکھی ہوئی نظر آئے گی۔ جس قوم کی تاریخ کو اٹھا کر ..... دیکھو آخر محبت اسی کی انسانوں کے دلوں میں رہ گئی ہے جس نے انسانوں کو کوئی فائدہ پہنچایا ہے۔

اب اگر غور کیا جائے تو اس بات کے ماننے سے کسی کو چارہ نہیں کہ نسلِ انسانی پر سب سے بڑھ کر احسان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ یہ عقیدہ کی بات نہیں واقعات کی بات ہے جس سے مسلمان تو کیا ایک ہندو یا عیسائی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ نسلِ انسانی کے سب سے بڑے محسن وہ بزرگ ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیوں کو انسانوں کی بہتری کے لئے لگا دیا۔ اور انسانوں کی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ ایسے محسن ہر قوم کے اندر پائے جاتے ہیں۔ اور ہر قوم کا فرض ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی انسان نے نسلِ انسانی کے کسی حصہ کی خدمت کا کوئی نمایاں کام کیا ہو۔ اس انسان کی محبت اور عزت کو دل میں جگہ دے۔ حضرت موسیٰ ہوں، یا حضرت عیسیٰ۔ رامچندر جی ہو یا کرشن جی۔ زرتشت ہوں یا کانفیوشس یا گوتم بدھ یہ سب بزرگ سب قوموں کے یکساں قابلِ عزت و احترام ہیں۔ اس بناء پر اگر دیکھا جائے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نسل انسانی کے سب سے بڑے محسن نظر آتے ہیں اور اسی لحاظ سے سب سے بڑھ کر آپ کے لئے قلب انسانی میں محبت اور احترام کا جذبہ ہونا چاہیئے۔ آپ نے جو کچھ عرب کے لئے کیا کوئی دوسرا مصلح کسی قوم یا ملک کے لئے نہیں کر سکا۔ آپ نے بیس سال کے عرصہ میں اس قوم کے اندر سے ہر ایک قسم کے خیالات اور غلط عقائد ہی کو دور نہیں کیا بلکہ ہر قسم کی بدعملیوں اور بدکاریوں سے بھی انہیں نجات دی۔ جو قوم کی تباہی کا موجب ہو رہی ہیں۔ آپ نے ان لوگوں کے اندر جو تمدن، معاشرت وغیرہ کے اصولوں سے قطعاً ناواقف تھی ایسا انقلاب عظیم پیدا کیا جس کی دوسری نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ اور اسی لئے یورپ کے عیسائی مورخین کو اس بات کا اعتراف ہے کہ دنیا کے تمام مصلحین اور مذہبی شخصیتوں میں آپؐ سب سے زیادہ کامیاب انسان ہیں۔ آپ نے ایک توہم پرست اور جاہل قوم کو علم اور روشنی سائنس اور تہذیب کا علمبردار بنا دیا۔ یہاں تک کہ کل دنیا نے اپنے چراغوں کو اسی مشعل سے روشن کیا۔

آپ نے ایک متفرق اور پراگندہ قوم کو جو اقوام عالم میں سب سے زیادہ گمنام قوم تھی ایک متحد اور فاتح قوم بنا دیا جس نے دنیا میں عظیم الشان سلطنتیں قائم کیں اور اعلےٰ درجہ کا نظام حکومت قائم کیا جو مشرق سے مغرب تک پھیل گیا۔

ہر ایک قوم ہر ایک ملک اپنے حالات پر غور کر کے دیکھے۔ کیا کسی ہادی یا کسی مصلح نے اس قدر تھوڑے ... عرصہ میں ایسی گری ہوئی قوم کو ایسے بلند مقام پر پہنچایا۔ اگر یہ صحیح ہے کہ اس قدر عظیم الشان کام اپنی قوم یا اپنے ملک میں اور کسی نے نہیں کیا۔ تو یہ بھی یقینی ہے کہ نسلِ انسانی پر جس قدر احسان محمد رسول اللہ صلعم کا ہے اور کسی انسان کا نہیں۔

لیکن آپ کی ہمت بلند دوسرے مصلحین کی طرح صرف اپنی قوم اور اپنے ملک تک محدود نہ تھی بلکہ آپ نے دوسری اقوام پر بھی وہی احسانات کئے جو اپنی قوم پر کئے اور جس قوم نے آپ کا دامن پکڑا وہی قوم دنیا میں بلند ترین مقام پر پہنچ گئی۔ خواہ وہ عرب تھے یا ایرانی یا ترک یا افغان یا کوئی اور قوم۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ نے اخوت کا ایک ایسا عالمگیر سلسلہ قائم کیا جس میں عرب اور عجم سیاہ اور سفید رنگ کی اقوام یکساں درجہ دار تھیں سب کے یکساں حقوق تھے۔ اور جس طرح ایک رنگ کا انسان بلند سے بلند مقام تک پہنچنے کا حق رکھتا تھا سیاہ رنگ کے انسانوں کو بھی یہی حق حاصل تھا۔ اور بہت سے حبشی اور غلام اور آئمہ مجتہدین اور بادشاہت کے مقام تک پہنچے۔ یہ خیال بھی بجائے خود ایک ایسا خیال ہے کہ آپ سے پیشتر کسی انسان کے دماغ میں نہیں آیا۔ آپ نے صرف اخوت عالمگیر کا خیال پیدا کیا بلکہ اس کو عملی رنگ میں ... سے بہتر لباس پہنایا۔ اور قوموں اور رنگوں اور زبانوں کی وجہ سے جو انسان اور انسان میں امتیاز کیا جاتا تھا۔ اسے قطعاً مٹا دیا۔ یقیناً جس شخص کے اتنے احسانات نسلِ انسانی پر ہوں اس کا نسلِ انسانی پر یہ حق بھی ہے کہ وہ اسے سب سے بڑا محسن پا کر سب سے زیادہ اپنے دلوں میں محبت اور احترام کا مقام دے۔ اس سے بھی بڑھ کر نسلِ انسانی پر آپ کا ایک اور احسان عظیم ہے۔ آپ اس وقت آئے جب دنیا پر تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ایک ملک میں نہیں بلکہ دنیا کے تمام ممالک میں جہالت کا دور دورہ تھا وہ مشعل جو مصلحین نے اپنے اپنے ملکوں میں روشن کی تھی اس وقت تک مدھم پڑ چکی تھی۔ بلکہ بجھ ہی چکی تھی۔ یہودی مذہب ہندو مذہب، بدھ مذہب، کانفیوشس کے مذہب، زرتشت کے مذہب کی صورت تو بظاہر قائم تھی۔ مگر ان کے اندر سے وہ روح نکل چکی تھی جو اپنے پیروؤں پر نیک اثر ڈالتی ہے اپنے بزرگوں کا نیک اثر قبول کرنا تو ایک طرف رہا اب ان بزرگوں کے پیرو ان بزرگوں کی طرف بدترین افعال کو منسوب کر کے بتا رہے تھے کہ ان کی ذہنیت روح مذہب سے کس قدر دور جا پڑی تھی۔ سب سے آخری مذہب عیسائی تھا۔ جس کے عقائد کو تو ایک طرف رکھو لیکن اس کی عملی حالت کا نقشہ خود میور جیسے متعصب عیسائی کے الفاظ میں یہ تھا کہ ساتویں صدی کی عیسائیت نہایت گری ہوئی اور ذلیل حالت میں تھی۔ اگر ملک عرب میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت مشعل نہ جلائی ہوتی تو دنیا میں تاریکی کا ہی دور دورہ رہتا اور تہذیب اور علم دنیا سے مفقود ہو جاتے یہ وہ خیال ہے جسے قرآن کریم نے تیرہ سو سال قبل ظہر الفساد فی البر والبحر میں ظاہر کیا۔ آج اس وقت کی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہوئے ایک محقق بھی اسی نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ چنانچہ ڈینی سن اپنی کتاب ایموشن ایز دی بیسس آف سولیزیشن میں اسلام کے تذکرہ میں لکھتا ہے:۔

"پانچویں اور چھٹی صدی عیسائیت میں مہذب دنیا ابتری کے گڑھے کے کنارے پر کھڑی تھی۔ قدیم عملی خیالات جن کی بنیاد جذبات پر تھی۔ اور جنہوں نے تہذیب انسانی کو ممکن بنایا تھا اس لئے کہ انہوں نے لوگوں میں اتحاد کا خیال اور حکام کے لئے عزت و احترام کا خیال پیدا کیا تھا بالکل زائل ہو چکے تھے۔ اور کوئی چیز ان کی جگہ بیٹھنے کے لئے پیدا نہ ہوئی تھی۔"

"ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ عظیم الشان تہذیب جو چار ہزار سال کے عرصہ میں بنی تھی ابتری کے کنارے پر پہنچ چکی ہے۔ اور کہ نسلِ انسانی اسی قدیم وحشیانہ پن میں قدم رکھنے کو تیار ہے ...... تہذیب اس عظیم الشان درخت کی طرح

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مراتبِ عالیہ

گذشتہ نبیوں نے آپؐ کے مقامِ عالی کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیا

یہ وہ عالی مقام ہے کہ مَیں اور مسیح دونوں اِس مقام تک نہیں پہنچ سکتے

حضرت مجدّدِ زمان مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا بیان آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے درجۂ عالیہ کی شناخت کے لئے اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبّت باعتبار اپنے رُوحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں۔ سب سے ادنےٰ درجہ جو درحقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتشِ محبّتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسانی کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اس سے ہو سکیں لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اُس متاثر میں آگ کی چمک پیدا نہ ہو۔ اس درجہ کی محبّت پر جب خدا تعالےٰ کی محبّت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر رُوح میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ محبّت کا وہ ہے .... جس میں دونوں محبّتوں کے ملنے سے آتشِ محبّتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے۔ کہ اس میں آگ کی صُورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہیں ہوتی فقط ایک چمک ہوتی ہے۔ جس کو رُوح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبّت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبّت الٰہی کا انسانی محبّت کے مستعد فتیلہ پر پڑکر اس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے **وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے**۔ اور اس حالت میں آتشِ محبّتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معًا اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اُٹھتا ہے۔ اور اُس کی لَوئیں اور شعلے اردگرد کو روزِ روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں۔ اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی ہو جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت جو ایک آتشِ افروختہ کی صورت پر دونوں محبّتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو **رُوح الامین** کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر ایک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام **شدید القوےٰ** بھی ہے کیونکہ یہ اعلےٰ درجہ کی طاقتِ وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصوّر نہیں اور اس کا نام **ذو الافق الاعلےٰ** بھی ہے۔ کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی ہے اور اس کو **رای ماری** کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیّت صرف دنیا میں **صرف ایک ہی انسان** کو ملی ہے جو انسانِ کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعداداتِ بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ درحقیقت **پیدائش** الٰہی کے خطِ ممتد کی اعلےٰ طرف کا آخری نقطہ ہے **جو ارتفاع کے تمام مراتب** کا انتہا ہے حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنےٰ سے ادنےٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں **محمد ہے صلّی اللہ** علیہ وسلّم جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنے کمالاتِ تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کی رُو سے اس نبی کا اعلےٰ مقام **تھا ایسا ہی** خارجی طور پر بھی اعلےٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبّت کا ملا۔ **یہ وہ مقامِ عالی ہے کہ مَیں اور مسیح دونوں اُس مقام تک نہیں پہنچ سکتے** اس کا نام مقامِ جمع اور مقامِ وحدتِ تامہ ہے۔ پہلے نبیوں نے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے اور جیسا مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر

کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی یہ وہ ...... عالی شان مقام ہے کہ گذشتہ
نبیوں نے استعارہ کے طور پر **صاحب مقام ہذا کے**
ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دے دیا ہے اور اس
کا آنا خدا تعالےٰ کا آنا ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح نے بھی
ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا ہے کہ انگورستان کا پھل لینے
کے لئے اوّل باغ کے مالک نے (جو خدائے تعالےٰ ہے) اپنے
نوکروں کو بھیجا یعنے ابتداء کے قریب والوں کو جس سے مراد وہ تمام
صلحاء ہیں جو حضرت مسیح کے زمانہ میں .... اور اسی صدی میں
مگر کسی قدر اُن سے پہلے آئے۔ پھر جب باغبانوں نے باغ کا پھل
دینے سے انکار کیا تو باغ کے مالک نے تاکید کے طور پر اپنے
بیٹے کو اُن کی طرف روانہ کیا تا اس کو بیٹا سمجھ کر باغ کا پھل اس
کے حوالہ کریں بیٹے سے مراد اس جگہ مسیح ہے جن کو دوسرا درجہ قرب
اور محبّت کا حاصل ہے۔ مگر باغبانوں نے اُس بیٹے کو بھی باغ کا
پھل نہ دیا بلکہ اپنے زعم میں اسے قتل کر دیا۔ بعد اس کے حضرت
مسیح فرماتے ہیں کہ اب باغ کا مالک خود آئے گا یعنے خدا تعالیٰ خود
ظہور فرمائے گا تا باغبانوں کو قتل کر کے باغ کو ایسے لوگوں کو دیدے
کہ جو اپنے وقت پر پھل دے دیا کریں۔ اس جگہ خدا تعالےٰ کے
آنے سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا آنا ہے جو
قرب اور محبت کا تیسرا درجہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہیں✣ اور یہ
سب رُوحانی مراتب ہیں کہ جو استعارہ کے طور پر مناسب حال
الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نہیں کہ حقیقی ابنیت اس جگہ
مراد ہے یا حقیقی اُلوہیت مراد لی گئی ہے۔

✣ ہمارے سیّد و مولیٰ جناب مقدس خاتم الانبیاء کی نسبت صرف حضرت مسیح نے
ہی بیان نہیں کیا کہ آنجناب کا دنیا میں تشریف لانا درحقیقت خدا تعالےٰ کا ظہور
فرمانا ہے۔ بلکہ اس طرز کا کلام دوسرے نبیوں نے بھی آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم کے حق میں اپنی اپنی پیشگوئیوں میں بیان کیا ہے اور استعارہ کے طور
پر آنجناب کے ظہور کو خدا تعالےٰ کا ظہور قرار دیا ہے بلکہ بوجہ خدائی مظہر اتم
ہونے کے آن جناب کو خدا کر کے پکارا ہے چنانچہ حضرت داؤدؑ کی زبور میں لکھا ہے
کہ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے تیرے لبوں میں نعمت بٹائی گئی۔ اس لئے
خدا نے تجھ کو ابدتک مبارک کیا (یعنے تو خاتم الانبیاء ٹھہرا) اے پہلوان! تو
جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا امانت اور حلم اور عدالت پر
اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کر تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبتناک کام
دکھائے گا۔ بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں۔ لوگ
تیرے سامنے گر جاتے ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت
کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے
اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ
تجھے معطر کیا ہے۔ دیکھو زبور ۴۵۔
اب جاننا چاہیئے کہ زبور کا یہ فقرہ کہ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔
تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے یہ محض بطور استعارہ ہے۔ جس سے
غرض یہ ہے کہ جو رُوحانی طور پر شانِ محمدی ہے اس کو ظاہر کر دیا جائے۔ پھر
یسعیاہ نبی کی کتاب میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے۔
"دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالوں گا۔ میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے۔ میں نے
اپنی روح اس پر رکھی وہ قوموں پر راستی ظاہر کرے گا۔ وہ نہ چلائے گا اور اپنی
صدا بلند نہ کرے گا اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائے گا۔ وہ مسلی ہوئی سینٹھی
کو نہ توڑے گا۔ اور سن کو جس سے دھواں اُٹھتا ہے نہ بجھائے گا جب تک کہ
راستی کو امن کے ساتھ ظاہر نہ کرے نہ وہ گھٹے گا نہ وہ تھکے گا جب تک راستی کو
زمین پر قائم نہ کرے۔ اور جزیرے اس کی شریعت کے منتظر ہوویں ......
خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اُکسائے گا
الخ۔ اب جاننا چاہیئے کہ یہ فقرہ کہ خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلے گا۔ یہ
بھی بطور استعارہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے پرہیبت ظہور کا اظہار
کر رہا ہے۔ دیکھو یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۴۲۔ ایسا ہی اور کئی نبیوں نے بھی
اسی استعارہ کو اپنی پیشگوئیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں استعمال
کیا ہے۔ مگر چونکہ اُن سب مقامات کے لکھنے سے طول ہو جاتا ہے۔ اس
لئے بالفعل اسی قدر پر کفایت کرتا ہوں اور میں نے جو اس جگہ تین مراتب قرب
اور محبت کے لکھ کر تیسرا مرتبہ جو بزرگترین مراتب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلّم کے لئے ثابت کیا ہے۔ یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہیں بلکہ الہامی طور
خدا تعالیٰ نے پر مجھ پر کھول دیا ہے۔ منہ ✣

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم
آں چناں از خود جدا شد کز میاں اُفتاد میم
زاں نمط شد محو دلبر کز کمالِ اتّحاد
پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِّ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک
ذاتِ حقّانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ منسوبم کند کس سُوئے الحاد و ضلال
چُوں دلِ احمد نے بینم دگر عرشے عظیم
منّتِ ایزد را کہ من بر رغمِ اہلِ روزگار
صد بلا را میخرم از ذوقِ آں عین النعیم
از عنایاتِ خدا و از فضلِ آں دادارِ پاک
دشمنِ فرعونیانم بہرِ عشقِ آں کلیم
آں مقام و رتبتِ خاصش کہ بر من شد عیاں
گفتمے گر دیدمے طبعے دریں راہے سلیم
در رہِ عشقِ محمد ایں سر و جانم رود
ایں تمنا ایں دُعا ایں [illegible]م عزمِ صمیم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقوامِ عالم کو ایک کرنے والا عالمگیر مذہب دیا

آیت قرآنی اسمہٗ احمد کے مصداق آنحضرت صلعم ہیں نہ کہ حضرت مرزا صاحب

ربوائی خلافت نے عقائدِ اسلامی میں تغیّر کر کے حضرت بانیٔ سلسلہ کی ذلّت و رسوائی کا سامان پیدا کیا ہے

ضرورت ہے کہ حضرت امام زمان کے عقائد اور خدماتِ دینیہ اور آپ کے مقام و مرتبہ کو دنیا پر واضح کیا جائے

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ جون ۱۹۶۶ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ - بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم (البقرہ رکوع ۱۵)

واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد (سورۃ الصف رکوع ۱)

حضرت مرزا صاحب اور اسلامی عقائد

میں نے لبنان میں ایک بڑے جید عالم کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اسلامی عقائد میں تغیّر پیدا کر دیا ہے۔ یہ دو آیتیں پڑھ کر میں دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت صاحب سے بڑھ کر اس صدی میں باریک سے باریک رنگ میں دین اسلام پر چلنے والا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور دین کی غیرت رکھنے والا اور اس بات پر محکم یقین و ایمان رکھنے والا کہ قرآن کریم کا کوئی شوشہ کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا اور کوئی شخص پیدا نہیں ہوا۔ ربوائی خلافت نے ضرور اسلامی عقائد کو تبدیل کر کے رکھدیا ہے۔

دنیا کو ایک کرنے والا عالمگیر مذہب

حضرت اکرم صلعم کے سامنے عرب کے بُت پرست تھے عیسائی تھے۔ یہودی تھے۔ یہ تینوں قومیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعظیم کرتی تھیں۔ ان کو اپنا جدِ امجد سمجھتی تھیں۔ اور ان کو فخر تھا کہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف زمانہ شناسی کے پیش نظر لوگوں کو خوش کرنے کے لئے باتیں نہیں کرتے بلکہ دیانتداری اور اخلاص سے فرماتے ہیں کہ اے لوگو! جو حضرت ابراہیمؑ کو قابلِ اتباع یقین کرتے ہو سُن لو۔ حضرت ابراہیمؑ جو تمہارا باپ ہے میرا بھی باپ ہے۔ چنانچہ فرمایا انا دعوۃ ابی ابراھیم میں اپنے باپ ابراہیم کی دُعا کا نتیجہ ہوں۔ ملۃ ابی ابراھیم میں تو اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کی ملّت کا پیرو ہوں۔ قولوا اٰمنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم۔ میں تو تمام نبیوں حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت موسٰےؑ اور عیسٰےؑ تک اور ان پر نازل شدہ کُتب و تعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایک طرف حضور کا یہ اعلان جس میں حضرت ابراہیمؑ کی دُعا کا نتیجہ اپنے آپ کو قرار دیا اور دوسری طرف حضرت عیسٰی کی وہ بشارت ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ جس طرح سے حضور نے آیہ کریمہ وابعث فیھم رسولاً الخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا انا دعوۃ ابی ابراھیم کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم کی دُعا کا نتیجہ ہوں۔ اسی طرح ... ومبشراً برسول الخ کی آیات کے پیش نظر فرمایا انا بشارۃ اخی عیسیٰؑ۔ میں اپنے بھائی حضرت عیسٰیؑ کی بشارت ہوں۔ سارے کے سارے انبیاء علیہم السلام کو میں مانتا ہوں۔ یہ اعلان دنیا کو ایک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور اس میں آپ نے وہ مذہب بیان کیا ہے، جو عالمگیر اور تمام دنیا کا مذہب ہے۔

تمام ادیان کا سرچشمہ ایک ہی ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الانبیاء اخوۃ۔ سارے پیغمبر آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اُمّھاتھم شتّٰی پیدا تو علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ ان کی مائیں تو الگ الگ ہیں ودینھم واحد مگر دین ان کا ایک ہی رہا ہے۔ انکی تعلیمات ایک ہی تھیں کیونکہ ان کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ اسی عقیدہ پر ایمان لانے سے ... دنیا بھر کے لوگ ایک ہو سکتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلعم کے دو نام ـــــ محمدؐ اور احمدؐ

یہ آیتیں جو میں نے پڑھی ہیں ان میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہے۔ قرآن کریم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دو اسم مبارک محمدؐ اور احمدؐ مذکور ہوئے ہیں اسم محمدؐ دو جگہ اور احمدؐ ایک جگہ بیان ہوا ہے۔ حضور اکرم صلعم خود فرماتے ہیں انا محمد وانا احمد۔ میں ہی محمد ہوں اور میں ہی احمد ہوں۔

حضرت امام زمان کا عقیدہ کہ احمدؐ آنحضرت صلعم ہی کا نام ہے

اس زمانہ کے امام نے بھی اسی عقیدہ کا اظہار کیا ہے وہ یہ ہے:۔

"اور اس کے رسول امی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ ہے۔ یہ دونو نام اس کے ۔ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تو سب سے اوّل یہی نام پیش ہوئے تھے کیونکہ اس دنیا کی پیدائش میں وہی دو نام علت غائی ہیں اور خدا تعالےٰ کے علم میں وہی اشرف اور اقدم ہیں۔"

پھر فرمایا:۔

"اس محسن کی تعریف کے لئے جس کے دل نے جوش مارا اور خدا تعالیٰ کی تعریف اس کی دلی مراد ہو گئی۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز اس کے کسی کو پیغمبروں اور نبیوں اور ایمانوں اور ولیوں میں سے عطا نہیں ہوا کیونکہ ان لوگوں نے اپنے بعض معارف اور علوم اور نعمتیں بتوسط عالموں اور بابوں اور احسان کرنے والوں کے پائی تھیں۔ مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ پایا جناب الٰہی سے پایا اور جو کچھ ان کو ملا اسی چشمۂ فضل و عطا سے ملا۔ پس دوسروں کے دل حمد الٰہی کے لئے ایسے جوش میں نہ آ سکے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل جوش میں آیا کیونکہ ان کے ہر ایک کام کا خدا ہی متولی تھا، پس اسی وجہ سے کوئی نبی یا رسول پہلے نبیوں اور رسولوں میں سے احمد کے نام سے موسوم نہیں ہوا کیونکہ ان میں

کسی نے خدا کی توحید اور ثناء ایسی نہیں کی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اور ان کی نعمتوں میں انسان کے ہاتھ کی ملونی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان کو تمام علوم بلا واسطہ نہیں دیئے گئے اور ان کے تمام امور کا بلا واسطہ خدا متولی نہیں پس کامل طور پر بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مہدی نہیں اور نہ کامل طور پر بجز آنجناب کے کوئی احمد ہے۔" (نجم الہدیٰ)

حضرت امام زمان کی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک احمد نام کے مستحق صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آج اگر کوئی خدا تعالےٰ کی صفات بیان کرے تو وہ نقل کے طور پر بیان کرتا ہے۔ اس نے قرآن کریم اور حدیث میں پڑھا ہے۔ علماء سے سُنا ہے۔ لیکن حمد و ثناء کے جو گیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے وہ کسی پیغمبر یا ولی نے نہیں گائے۔

اگر کوئی شخص غالب یا کسی دوسرے شاعر کے شعر کسی مجلس میں اُٹھ کر سناوے تو وہ خود غالب یا دوسرا بڑا شاعر نہیں بن جاتا۔ اسی جگہ حضرت امام زمان فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی نبی یا ولی نے خدا تعالےٰ کی عظمت کبریائی کے گیت نہیں گائے۔ اس لئے حقیقی طور پر احمد کا لفظ حضور نبی کریم صلعم پر اطلاق پاتا ہے جیسا کہ حضورؐ نے خود فرمایا ہے

حضرت امام زمان کے منظوم کلام میں اسمِ احمد کا استعمال۔

حضرت امام زمان کے منظوم کلام سے میں چند اشعار پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے حضرت رسول کریمؐ کو بار بار احمد کے لفظ سے یاد کیا ہے ...... فرماتے ہیں:۔

احمدِ آخر زماں کز نورِ او
شد دلِ مردم ز خور تاباں ترے

آفتابِ ہر زمین و ہر زماں
رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے

اوّل آدم آخر شاں احمد است
اے خنک آنکس کہ بیند آخرے

انبیاء روشن گہر ہستند لیک
ہست احمد زاں ہمہ روشن ترے

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

شانِ احمد را کہ داند جُز خداوندِ کریم
آنچناں از خود جُدا شد کز میاں افتاد میم

گرچہ منسوبم کند کس سوئے الحاد و ضلال
چوں دلِ احمدؐ نمے بینم دگر عرشِ عظیم

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم لے مرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے۔

آنکہ او را ظلمتے گیرد براہ
نیستش چوں روئے احمد مہر و ماہ

چوں مرا نورِ پئے قومِ مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابنِ مریم نامِ من بنہادہ اند

یہ اس قدر اعلیٰ درجہ کے اشعار ہیں جو حضرت امام زمان نے حضرت احمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان فرمائے ہیں اور حضور کو احمد آخر زمان بیان کیا ہے فرمایا کہ پہلے نبی حضرت آدمؑ تھے اور آخری پیغمبر حضرت احمد ہیں۔

ربوائی خلافت کی وجہ سے حضرت امامِ زمان پر دین میں تغیر پیدا کرنے کا الزام

مجھے لبنان کے ایک شخص نے کہا کہ مرزا صاحب نے دین کو متغیر کر دیا ہے۔ یہ سُن کر دل کو بہت صدمہ پہنچا۔ ربوائی خلافت نے عرب ممالک میں حضرت امام زمان کو بطور نبی کے پیش کیا ہے اور احمد نبی اللہ کر کے یاد کیا ہے اور اُمتِ محمدیہ کے پچاس ساٹھ کروڑ مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی کافر گردانا ہے۔ یہ عقیدہ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے خلاف ہے اور امتِ محمدیہ کو ختم کر دینے والا ہے کہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اقوام عالم کو اسلام کے اندر لانا چاہتے ہیں اور کہاں یہ خلافت جو حضور کی اُمت کو کافر گردانتی ہے۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو ہمیں نظر آتا ہے اس زمانہ میں جس شخص نے شدت کے ساتھ قرآن کریم اور حدیث شریف پر عمل کر کے دکھایا وہ حضرت مرزا صاحب ہی تھے۔ ان کو خدا کی غیرت تھی۔ رسولؐ کی غیرت تھی۔ اسلام کی غیرت تھی۔ قرآن کی غیرت تھی اور اقوال رسول صلعم کا پاس تھا لیکن ربوائی خلافت نے یہ کہکر کہ اسمہٗ احمد کی پیشگوئی جو قرآن میں مذکور ہے وہ حضرت مرزا صاحب کے لئے ہے۔ لوگوں کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو بُرا بھلا کہیں ربوائی خلافت ان کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوئی ہے۔ ....

....

احمد نام کا حقیقی مستحق آنحضرت صلعم کے سوائے اور کوئی نہیں

احمد کا لفظ سوائے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی شخصیت پر نہیں بولا جاسکتا۔ اس واسطے اگر کسی کا نام احمد رکھ دیا جائے تو وہ احمد نہیں ہو جاتا۔ آئمہ دین میں سے حضرت امام احمد حنبل تھے۔ سرہند میں شیخ احمد مجدد ہوئے ہیں۔ یہ نام کس کے نام پر ہے۔ یہ نام تفاؤل کے طور پر آنحضرت صلعم کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی آپ کو احمد نام سے پکارا جاتا رہا۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد جب آپؐ کو سپرد خاک کیا گیا تو حضرت فاطمۃ الزہرہؓ غم کی تصویر بنی ہوئی کھڑی تھیں۔ اسی کیفیت حزن و غم میں انہوں نے یہ شعر کہے۔

ماذا على من شمّ تربة احمد
ان لا يشمّ مدى الزمان غواليا

جس کسی نے حضرت احمدؐ کی تربت کی مٹی سونگھ لی تو اس کو ساری عمر کسی عطر یا دوسری خوشبوؤں کے سونگھنے کی قطعی حاجت نہیں۔

اس زمانہ کے ایک شاعر نے حضورؐ کو احمد کرکے یاد کیا ہے:۔

صلى الاله ومن يحف بعرشه
على المبارك احمد

اس زمانہ میں اگر حضرت فاطمۃ الزہرہؓ نے لفظ احمد حضور کے لئے استعمال کیا تو دوسرے شعراء نے بھی اسی لفظ احمد کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کیا۔ اس زمانہ کے امام نے بھی احمد کا لفظ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی استعمال فرمایا دیکھئے تو تفاؤل کے طور پر کئی لوگوں کے نام مسلمانوں میں احمد رکھے جاتے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ کے ایک قصبہ میں ایک شخص نبی احمد کے نام سے موسوم تھا جو افسر مال تھا اس سے نہ وہ نبی بن گیا نہ احمد ایسا ہی گاؤں گاؤں میں کئی لوگ احمدو یا احمدُو کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اس سے وہ حقیقی احمد نہیں بن گئے

اسمہٗ احمد کے مصداق حضرت نبی کریم صلعم ہیں

باوجود اس کے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کو دو ناموں سے یاد کیا باوجود اس کے کہ خود حضورؐ نے اپنے دو نام بیان فرمائے اور باوجود حکم عدل کے نظم و نثر کے بیانات کے کہ احمد اور محمد کے الفاظ صرف اور صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال ہوتے ہیں یہ کہنا کس قدر غلط ہے کہ مبشراً برسولٍ یأتی من بعدی اسمہٗ احمد کے مصداق حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ (باقی برصفحہ)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نظر کا کمال
مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت اور انکی اصلاح کے سامان

آنحضرت صلعم کے کشوف کیا ثابت کرتے ہیں

ہمارے موجودہ زمانے کے متعلق جسے احادیث میں مسیح موعود و مہدی معہود کے زمانہ کے نام سے نامزد کیا گیا ہے حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نظر نے ۱۳۰۰ برس قبل جو کچھ دیکھا اسے ہم آج اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ جس سے ایک تو آنحضور صلعم کی کشفی نظر کا کمال ثابت ہوتا ہے دوسرے اللہ تعالےٰ کی ہستی کا بیّن ثبوت ملتا ہے۔ تیسرے حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مسیحیت و مہدویت کی صداقت ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ تو ناممکن ہے کہ علامات تو ظاہر ہو جائیں لیکن صاحب علامات کا ظہور نہ ہو۔

کشوف کے متعلق ایک اصل

پیشتر اس کے کہ میں آنحضور صلعم کے ان کشوف کا ذکر کروں جن کا تعلق ہمارے اس زمانہ کے ساتھ ہے کشوف کے متعلق بطور اصل کے اس حقیقت کا اظہار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کشوف یا خوابوں میں جو نظارے صاحب کشف کو دکھلائے جاتے ہیں اور اُن میں سے بعض تو بعینہٖ اسی طرح پورے ہو جاتے ہیں جس طرح وہ دکھلائے جاتے ہیں اور بعض اُن میں سے تعبیر طلب ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنی تعبیر کے لحاظ سے پورے ہوتے ہیں اور کچھ حصہ ان کا اصل شکل میں پورا ہو جاتا ہے اس لئے کشوف کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کے لئے مندرجہ بالا اصل کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

مسلمانوں کی حالت کے متعلق آنحضرت صلعم کے کشوف

یہ امر کسی مسلمان سے مخفی نہیں کہ قرآن کریم ہی مسلمانوں کے لئے مکمل ہدایت نامہ ہے اسی پر عمل کرنے سے مسلمان مادی و روحانی ترقی کے منازل طے کر سکتے ہیں اس سے دُوری مسلمانوں کو ہلاکت و تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے کا لامحالہ موجب بنتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نظر نے مسلمانوں کی قرآن کریم سے بے تعلقی کا جو مشاہدہ کیا وہ آنحضور کے مندرجہ ذیل کشوف سے واضح ہوتا ہے:-

اوّل ما یرفع السکون والقرآن والرؤیا التی

فی المنام کنز العمال جلد سابع صفحہ ۱۴۲ یعنی پہلی چیز جو اس زمانہ میں اُٹھالی جائے گی وہ ارکانِ اسلام اور قرآن اور رؤیاء صالحہ ہوں گے یعنی ارکان اسلام کو مسلمان نظر انداز کر دیں گے اور قرآن کریم پر عمل بھی ترک کر دیا جائے گا اور چونکہ صدق کی بناء پر ہی سچے رؤیاء آتے ہیں اور صدق اس زمانہ میں کم ہوگا اس لئے سچے رؤیا بھی مسلمانوں کو نہیں آئیں گے۔

یدرس الاسلام کما یدرس وشی الثوب حتی لا یدری ما صیام ولا صلوٰۃ ولا نسك ولا صدقۃ ویسری علی کتاب اللہ فی لیلۃ فلا یبقی فی الارض منہ اٰیۃ وتبقی طوائف من الناس الشیخ الکبیر والعجوز یقولون ادرکنا اٰباءنا علی ھٰذہ الکلمۃ لا الٰہ الا اللہ فنقولھا صفحہ ۱۴۲ یعنی اسلام اس طرح بوسیدہ ہو جائے گا جس طرح کپڑے کے نقش و نگار بوسیدہ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ روزہ نماز قربانی صدقہ وغیرہ کی حقیقت سے بھی لوگ عموماً ناواقف ہوں گے خلاصہ یہ کہ اس تاریکی کے زمانہ میں کتاب اللہ کی یہ حالت ہو جائے گی کہ زمین میں اس کی کسی آیت پر بھی پوری طرح عمل نہیں ہو رہا ہوگا۔ کچھ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں ہوں گی جو کہیں گے کہ ہم اپنے بڑوں سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ سُنا کرتے تھے سو ہم بھی اسی طرح کہہ لیتے ہیں صفحہ ۱۴۹ پر اسی مضمون کی حدیث ان الفاظ میں درج ہے یسری علی کتاب اللہ تعالیٰ لیلاً فیصبح الناس لیس منہ اٰیۃ ولا حرف فی جوف مسلم الا نسخت یعنی ایسا وقت آجائے گا کہ لوگ اس حالت میں صبح کریں گے کہ قرآن شریف کی نہ کوئی آیت ہوگی اور نہ کوئی حرف ہوگا مگر مسلمان کے پیٹ میں وہ مٹ چکا ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب کے ظہور سے قبل کے زمانے پر اگر نظر ڈالی جائے تو مندرجہ بالا حدیث میں مسلمانوں کی جو حالت بیان کی گئی ہے وہ عریاں ہو کر سامنے آجائے گی۔ پھر صفحہ ۱۸۱ پر اسی مضمون کی حدیث ان الفاظ میں مذکور ہے لا تذھب الایام واللیالی حتی یخلق القراٰن فی صدور اقوام من ھٰذہ الامۃ کما تخلق الثیاب ویکون ما سواہ اعجب الیھم ویکون امرھم طمعاً کلہ لا یخالطہ خوف ان قصر عن حق اللہ تعالیٰ منتھی نفسہ

الامانی وان تجاوز الی ما نھی اللہ عنہ یعنی رات اور دن نہیں ختم ہوں گے یہاں تک کہ اس امت کے لوگوں کے .... سینوں میں قرآن بوسیدہ ہو جائیگا یعنے قابل عمل نہیں رہے گا جس طرح کپڑے بوسیدہ ہو جاتے ہیں اور قرآن کے علاوہ جو چیزیں ہوں گی وہ انہیں زیادہ پسندیدہ ہوں گی۔ ان کی ساری توجہ دنیا کمانے کی طمع میں لگی ہوئی ہوگی انہیں اس بات کا قطعاً خوف نہیں ہوگا کہ حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی ہو رہی ہے اور کے نفوس کی انتہائی خواہش خلاف شرع آرزوئیں ہوں گی اور یہ کہ جن امور سے خدا نے منع کیا ہے اُن کی رغبت انہی امور کی طرف ہوگی۔ دیکھ لو کیسا صحیح نقشہ پیش کیا گیا ہے کیا اس کے صحیح ہونے میں کسی کو کلام ہو سکتا ہے۔

پھر اسی صفحہ پر حدیث کے یہ الفاظ ہیں من اقتراب الساعۃ اکل الربا ویقرء فی القوم المثناۃ لیس فیہ احد ینکرھا قیل وما المثناۃ قال ما کتب سوی کتاب اللہ یعنے مسلمانوں کے زوال کی ساعت کی ایک علامت یہ ہے کہ سُود خوری کا رواج ہوگا اور قوم میں مثناۃ پڑھی جائے گی کوئی شخص اس کو برا نہیں مانے گا۔ عرض کی گیا مثناۃ کیا چیز ہے۔ فرمایا خدا تعالےٰ کی کتاب کے سوا جو کچھ لکھا جائے گا وہ مثناۃ میں داخل ہے [illegible] لو کہ ناول یورپ کے فلاسفروں کی کتابیں [illegible] کس قدر لوگوں کو پسند ہے اور اللہ تعالےٰ کی کتاب سے کس قدر بے رغبتی ہے کشفی نظر کی تیزی کس قدر صاف ہے کہ جو امور ہم آج مشاہدہ کر رہے ہیں حضرت نبی کریم صلعم کی کشفی نظر نے ۱۳۰۰ برس قبل دیکھ لیا تھا۔

پھر صفحہ ۱۷۵ پر حدیث کے یہ الفاظ ہیں سیاتی علی امتی زمان یکثر فیہ القراء ویقل فیہ الفقھاء ویقبض العلم ویکثر الھرج ثم یاتی من بعد ذالک زمان یقرء القراٰن رجال من امتی لا یجاوز تراقیھم ثم یاتی من بعد ذالک زمان یجادل المشرک باللہ المؤمن فی مثل ما یقول۔ یعنے میری امت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ قرآن شریف کے پڑھنے والے زیادہ ہوں گے لیکن اس کی سمجھ رکھنے والے بہت تھوڑے ہوں گے علم حقیقی اُٹھ چکا ہوگا اور آپس میں ذاتی جھگڑے بہت ہوگا پھر ایسا زمانہ آجائے گا کہ میری امت کے لوگ قرآن تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترے گا یعنے ان کے قلوب اس سے اثر پذیر نہیں ہوں گے اس لاعلمی اور قلت تفقہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مشرکین کو مومنوں کے ساتھ اپنے عقائد پر مجادلہ کرنے کی جرأت پیدا ہو جائے گی (جیسا کہ عیسائیوں آریوں وغیرہ کو ہو گئی ہے کیسا واضح اور حقیقی نقشہ اس زمانہ کا اس حدیث میں کھینچا ہے)

پھر صفحہ ۱۶۹ پر حدیث ان الفاظ میں وارد ہوئی ہے اُتلی فلا یعمل بی فعند ذالک یرفع القراٰن یعنی قرآن بزبان حال کہہ رہا ہوگا کہ میری تلاوت تو کی جاتی ہے لیکن مجھ پر عمل نہیں کیا جاتا میرے دنیا سے اُٹھائے جانے [illegible]

جانے کا ہی نتیجہ ہے۔ کیا اس حقیقت کا انکار کیا جا سکتا ہے۔ قرآن تو صرف مُردوں پر پڑھنے کے لئے رہ گیا تھا یا مقدمات میں حلف اٹھانے کے لئے۔

پھر صـ۱۶۸ پر آنحضور صلعم کا یہ قول درج ہے
ان بین یدی الساعۃ فتنا یموت فیھا قلب الرجل کما یموت بدنہ ساعتی ...... سے قبل (ساعتہ سے مراد مسیح موعود کے ظہور کا ہی زمانہ ہے) اُمت میں ایسے فتنے نمودار ہوں گے کہ انسان کا دل ان فتنوں کی وجہ سے موت کا شکار ہو جائے گی جیسا کہ بدن ہوتا ہے دیکھو عیسائیوں کے فتنہ کی وجہ سے ہزاروں مسلمان کھلم کھلا عیسائیت کی آغوش میں جا پڑے اور ہزاروں کے دل اسلام کے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا ہو گئے۔ اس کے بعد حدیث کے الفاظ یہ ہیں یمسی الرجل مؤمنا .... ویصبح کافراً و یصبح مؤمنا و یمسی کافراً یعنے ایک شخص شام کو مؤمن ہوگا مگر لوگوں کی وسوسہ اندازی کے نتیجہ میں صبح کو کافر ہوگا صبح مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا۔ اسی لئے دوسری حدیث میں آیا ہے تخرب القلوب یعنے دل خراب ہو جائیں گے یعنے دلوں سے ایمان نکل جائے گا۔ کیا یہ نظارہ ہمارے مشاہدہ میں نہیں آیا۔

پھر صـ۱۶۳ میں آنحضور صلعم کا یہ قول درج ہے:۔
لا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد الاوثان یعنے ساعت سے قبل میری امت کے قبائل مشرکوں سے مل جائیں گے یہاں تک کہ بتوں کی پرستش ہوگی۔ کیا ہزاروں مسلمان عیسائی نہیں ہو گئے اور کیا بعض آریوں میں نہیں جا ملے۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کی پرستش نہیں کی گئی کیا قبروں کی پرستش نہیں ہوتی۔

پھر صـ۱۶۴ پر آنحضور صلعم کا یہ قول مذکور ہے ان من اقتراب الساعۃ ان یصلی خمسون نفسا لا تقبل لاحد ھم صلوۃ یعنے پچاس آدمی نماز پڑھیں گے لیکن قبول ایک کی بھی نہیں ہوگی کیوں قبول نہ ہوگی اس لئے وہ اخلاص سے خالی ہوگی محض رسم کے طور پر پڑھی جا رہی ہوگی۔

چنانچہ ۱۸۵۹ نمبر والی حدیث میں ہے مسجدوں میں سجدہ اللہ کے لئے نہیں ہوگا اسی طرح ۱۸۸۵ نمبر والی حدیث میں ہے کہ لوگ مساجد تعمیر کرنے میں تو ایک دوسرے پر فخر کریں گے لیکن انہیں آباد کرنے کی طرف بہت کم توجہ ہوگی آنحضور صلعم کی بتلائی ہوئی باتیں کس طرح ایک ایک کر کے پوری ہوئی ہیں۔

صـ۱۸۱ پر ایک حدیث ان الفاظ میں مذکور ہے
لا تزال الامۃ علی شریعۃ حسنۃ مالم یظھر فیھم ثلاث مالم یقبض منھم العلم ویکثر فیھم ولد الخبث ویظھر فیھا السقارون قیل وما السقارون قال نشو یکونون فی اخر الزمان تکون تحیتھم بینھم التلاعن یعنے اُمت شریعت حسنہ پر قائم رہے گی جب تک تین چیزیں ان میں ظاہر نہ ہوں علم ان سے قبض کر لیا جائے اولاد خبیث پیدا ہو اور سقارون کا ان میں ظہور ہو عرض کیا گیا کہ سقارون کون ہیں فرمایا آخری زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جن کا سلام آپس میں گالی ہوگا۔ اس حدیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم گویا آج کل ہمارے ملک پنجاب میں پھر رہے ہیں اور اپنی آنکھوں سے ہمارے قومی کردار کی پستی کو مشاہدہ کر رہے ہیں کیا یہ عجیب بات نہیں کہ ۱۳۰۰ برس قبل آنحضور صلعم آج کے لوگوں کو اپنے کشفی نظر سے دیکھ رہے ہیں یہ کیا حالت یہ ہے کہ بچے بچے کی زبان فحش ترین گالیوں کی عادی ہوتی ہے۔ بچے چھوڑ بڑے بھی گالیوں سے ایک دوسرے کا استقبال کرتے ہیں کیا اس قسم کے کشفی نظارے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر بیّن ثبوت کا کام نہیں دیتے۔ ۱۴۰۰ برس قبل ان لوگوں کو دکھلا دینا جنہوں نے ۱۴۰۰ برس بعد پیدا ہونا تھا اور پھر ان کی حالتوں کا نقشہ سامنے لے آنا جن حالتوں میں سے انہوں نے گذرنا ہے کیا خدا کے سوا کوئی اور بھی ایسا کر سکتا ہے کاش خدا کے منکر اس پر غور کریں۔

ابوداؤد کتاب الفتن صـ۱۲۷ میں حضرت نبی کریم صلعم کا یہ قول منقول ہے انما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین اسی طرح ابن ماجہ کتاب الفتن صـ۳۰۱ میں ان الفاظ میں یہ حدیث وارد ہوئی ہے:۔
اخوف ما اخاف علی امتی الائمۃ المضلون یہاں تک فرمایا غیر الدجال اخوفنی علیکم یعنے دجال سے بھی بڑھ کر جن لوگوں کے متعلق مجھے زیادہ ڈر ہے کہ وہ میری اُمت کو نقصان پہنچائیں گے وہ ایسے لوگوں کے امام ہوں گے لیکن وہ انہیں ہدایت پر چلانے کی بجائے گمراہی کی راہ پر انہیں گامزن کر دیں گے حالانکہ آنحضور صلعم نے دجال کے فتنہ کو سب سے بڑا فتنہ قرار دیا ہے پھر باوجود اس کے اُمت کے حق میں ائمہ مضلون کو کیوں زیادہ خطرناک قرار دیا ہے اس کی وجہ آنحضور صلعم نے یہی بتلائی ہے کہ اس زمانہ میں دین کا حقیقی علم اُٹھ چکا ہوگا۔ دین سے ناواقفیت عام ہوگی خود علماء جہالت کا شکار ہوں گے انہوں نے ایسے غلط عقائد ایجاد کر لئے ہوں گے جن کا اسلام میں نام و نشان بھی نہیں ہوگا دجال کا اعتراض اسلام پر چونکہ انہی غلط عقائد کی وجہ سے ہوگا۔ اس لئے علماء ان اعتراضات کا جواب دینے سے عاجز ہوں گے اس لئے وہی مسلمانوں کو گمراہ کر کے دجال کے کیمپ میں دھکیلنے کا موجب ہوں گے اگر ان علماء کے پاس دین کا صحیح علم ہوتا تو دجال کو کبھی بھی مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں کامیابی نہیں ہو سکتی تھی۔ پس یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلعم نے آئمہ مضلین کو زیادہ خطرناک قرار دیا ہے۔ ان کے متعلق یہاں تک فرمایا شرّون تحت ادیم السماء یعنی آسمان کی دھوڑی کے نیچے بدترین مخلوق۔ پھر فرمایا فتنے انہی سے اٹھیں گے اور انہی کی طرف لوٹیں گے ان سے بھی زیادہ سخت الفاظ ایسے علماء کے حق میں آئے ہیں۔ علماء میں قلت علم ان غیر مسلموں کو اسلام پر حملہ آور ہونے کی جرأت دلانے کی چنانچہ ابو داؤد کتاب المہدی صـ۱۳۱ کے باب تداعی الامم علی الاسلام میں مندرجہ ذیل حدیث اس کا واضح ثبوت ہے عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلعم یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلۃ الی قصعتھا فقال قائل ومن قلۃ نحن یومئذ قال بل انتم یومئذ کثیر ولکنکم غثاء کغثاء السیل ولینزعن اللہ من صدور عدوکم المھابۃ منکم ولیقذفن اللہ فی قلوبکم الوھن فقال قائل یا رسول اللہ وما الوھن قال حب الدنیا وکراھیۃ الموت یعنی وہ وقت آ رہا ہے کہ تمام قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے کھانے کے ٹب پر ٹوٹ پڑتے ہیں (دیکھو عیسائی۔ آریہ۔ برہمو سماج والے۔ فلاسفر وغیرہ سب کے سب کیا بیک وقت حضرت مرزا صاحب کے ظہور سے قبل اسلام پر حملہ آور نہیں ہو رہے تھے ان کے حملوں کو اگر روکا تو سیدنا حضرت مرزا صاحب نے ہی آکر روکا) ایک شخص نے کہا کیا ہم اس وقت قلیل التعداد ہوں گے۔ فرمایا نہیں تعداد کے لحاظ سے تو تم کثیر ہو گے لیکن تم اس کوڑا کرکٹ کی مانند ہو گے جو سیلاب کے وقت پانی کی سطح پر بہہ رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا رعب نکال دیگا اور تمہارے دلوں میں وھن ڈال دے گا۔ عرض کیا گیا کہ وھن کیا چیز ہے فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے کراہت۔ یہی وجہ ہے کہ امام الزمان نے اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے بوقت بیعت یہ عہد لیا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ اسلامی حکومتوں کے زوال کی بھی یہی وجہ تھی حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے بعد ہی مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوئی سلطنتیں بھی آہستہ آہستہ واپس آنے لگیں اور دین بھی مضبوط ہو گیا۔ کنز العمال جلد سابع صـ۱۷۰ پر یہ حدیث مذکور ہے ان من اشراط الساعۃ ان یتدافع اھل المسجد لا یجدون اماما یصلی بھم یعنے ساعت کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اہل مسجد امام الصلوۃ کے متعلق مقدمہ بازی سے کام لیں گے اب کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسیح موعود کے ظہور سے قبل مسلمان ایسے ہی جھگڑوں میں مبتلا تھے کہیں آمین بالجہر پر سر پھٹول ہو رہے تھے کہیں ضالین کے تلفظ پر جھگڑا ہو رہا تھا کہیں امامت نے تنازع کی شکل اختیار کی ہوئی تھی یہ تنازعات اس قدر شدت اختیار کر جاتے تھے کہ عدالت کے دروازے کھٹکھٹانے کی نوبت آ جاتی تھی دیکھیں حضرت نبی کریم صلعم کے قول نے کس طرح واقعات

کی شکل اختیار کی۔

ابن ماجہ باب ذہاب القرآن والعلم میں حضرت نبی کریم صلعم کی یہ حدیث مذکور ہے عن زیاد بن لبید قال ذکر النبی صلعم شیئاً فقال ذالک عند اوان ذہاب العلم قلت یا رسول اللہ وکیف یذھب العلم ونحن نقرء القرآن ونقرءہ ابناءنا ویقرءہ ابناءنا ابناءھم الی یوم القیامۃ قال ثکلتک امک زیاد ان کنت لاراک من افقہ رجل بالمدینۃ اولیس ھذہ الیھود والنصاریٰ یقرؤن التورات والانجیل لا یعلمون بشئ مما فیھما زیاد بن لبید کہتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے کسی بات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ امر اس وقت وقوع میں آئے گا جب علم اٹھ جائے گا راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علم کس طرح اٹھ سکتا ہے ہم قرآن پڑھتے ہیں اور ہم پھر اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور ہماری اولاد اپنی اولاد کو پڑھائے گی اور اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ آنحضور صلعم نے فرمایا زیاد تیری ماں تجھے روئے میں تو تجھے مدینہ میں سب سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا سمجھتا تھا کیا تو دیکھتا نہیں کہ یہ یہود اور نصاریٰ توراۃ اور انجیل کو پڑھتے ہیں لیکن ان کو کچھ بھی اس بات کا علم نہیں کہ ان دونوں کتابوں کے اندر ہے کیا۔

اس حدیث سے پتہ لگا کہ مسلمان قرآن کی تلاوت تو کریں گے مگر اس کی تعلیم کی روح اور اس کے مغز سے بالکل ناواقف ہوں گے۔ حضرت مرزا صاحب کے ظہور سے قبل مسلمانوں کی بالکل یہی حالت تھی قرآن کریم کے حقیقی علوم سے واقفیت سیدنا حضرت مرزا صاحب نے ہی مسلمانوں کو کروائی اور اس کی طرف توجہ بھی انہوں نے ہی دلوائی۔ کچھ مسلمان حدیث کو قرآن پر مقدم کر رہے تھے کچھ فقہ کو مقدم کر رہے تھے۔ عام حالت یہ تھی کہ اجتہاد کا دروازہ بالکل بند سمجھا جاتا تھا جو کچھ پہلے مفسر لکھ گئے اس پر زیادتی تو کجا اس کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالنا انسان کو کافر بنا دینے کے لئے کافی تھا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں جمود طاری ہو گیا نئے نئے اعتراضات کا جواب دینا مشکل ہو گیا نئے تعلیم یافتہ اگر علماء سے کسی مشکل کا حل دریافت کرتے تو ان پر کفر کا فتویٰ لگ جاتا حل بتلانے کی بجائے ان پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی۔ علماء کے اس رویہ کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں اسلام کی سچائی کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے جس کے نتیجہ میں بعض کھلم کھلا عیسائی ہو گئے اور بعض عیسائی نما ہو گئے لیکن دلوں میں ایمان کی جگہ کفر نے لے لی یہ حالت تھی کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کو یاد کر کے حضرت مرزا صاحب کو بطور مجدد اعظم یعنے مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا قرآنی علوم کا آپ پر انکشاف کیا جس سے دشمنوں کے تمام اعتراضات ھباءً منثوراً ہو گئے اور قرآن کی عظمت دلوں میں بیٹھ گئی اور ہزاروں نوجوان از سر نو ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔ حضرت مرزا صاحب نے ہی قرآن کو اس کا صحیح مقام دیا اور اجتہاد کا دروازہ کھول دیا آج جو قرآن کریم کی طرف مسلمانوں کی توجہ نظر آتی ہے وہ درحقیقت حضرت مرزا صاحب کی کوششوں کی ہی مرہون منت ہے زبان سے اقرار کریں یا نہ کریں لیکن انہی کے علم کلام کو ہی ان لوگوں نے مشعل راہ بنایا ہوا ہے اور اسی سے استفادہ کر رہے ہیں۔ ابوداؤد کتاب الفتن میں آنحضور صلعم کے کشف کو بیان کرنے والی مندرجہ ذیل حدیث اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ بعض کشوف جیسا کہ میں نے شروع میں بیان کیا ہے تعبیر کے لحاظ سے پورے ہوتے دیکھے ہیں یہ کشف بھی انہی میں سے ہے فرماتے ہیں مسلمان بیت المقدس میں ہوں گے یحصرھم الدجال اذا خرج فینزل عیسیٰ علیہ السلام الیھم فیقتل الدجال ویظھر الدین فی زمن عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اب ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا مقدس گھر درحقیقت اسلام ہی ہے جیسا کہ آیت تبوؤا الدار والایمان سے ظاہر ہے جو ان کا روحانی مسکن کہلا سکتا ہے اب یہ حقیقت ہے کہ دجال یعنے پادریوں کے حملہ کے وقت مسلمان بظاہر بے شک اسلام کے دامن کو تھامے ہوئے تھے لیکن پادریوں کے حملہ کو پسپا کرنے کے قابل نہ تھے انہوں نے ان کو محصور کیا ہوا تھا کیونکہ ان کے اعتراضات کا جواب دینے سے عاجز تھے سیدنا حضرت مرزا صاحب نے مامور ہوتے ہی پادریوں پر ایسا زبردست اور کامیاب حملہ کیا کہ انہوں نے اپنا محاصرہ فوراً اٹھا لیا۔ الٹا ان کو اپنی فکر پڑ گئی اور انہوں نے اپنے آپ کو محصور پایا۔ یہی قتل دجال کی حقیقت تھی صرف مسلمانوں کو ان کے شر سے ہی نجات نہ ملی بلکہ حضور کے ذریعہ اسلام کا غلبہ دیگر تمام ادیان پر نمایاں نظر آنے لگ پڑا جس سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے تھلک الملل کلھا فی زمنہ الا الاسلام یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں سوائے اسلام کے دیگر تمام ادیان ہلاک ہوں گے سو ایسا ہی ظہور میں آیا دلائل کی رو سے دیگر ادیان دن بدن مغلوب ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ مذاہب کی ہلاکت دلائل سے ہی ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحییٰ من حیّ عن بینۃ اور اسلام ان پر غالب آتا جاتا ہے اس غلبہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود کے ہاتھوں رکھی گئی اور اب اس کی عمارت حضور کی جماعت کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچتی جاتی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے ظہور کے وقت مسلمانوں کی مذہبی، اخلاقی حالت کی گراوٹ پر دلالت کرنے والی احادیث تو اور بھی بہت ہیں یہاں تک کہ فرمایا لتنقضن عری الاسلام عروۃ عروۃ یعنے اسلام کے تمام ارکان کو ایک ایک کر کے توڑا جائے گا یہاں تک کہ اسلام اور ایمان محض نام ... یا چند رسوم سے عبارت ہوگا لیکن اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے انہی چند احادیث کے بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد چند وہ احادیث بیان کی جاتی ہیں جو دنیا کی عام فاسقانہ حالت کا نقشہ پیش کرتی ہیں۔

فسق وفجور کا طوفان

فسق وفجور کا جو طوفان دنیا پر آنے والا تھا اس کا نظارہ بھی آنحضور صلعم کو کشف میں دکھلایا گیا چنانچہ آنحضور صلعم نے بتلایا کہ شراب کثرت سے پی جائے گی زنا کی کثرت ہوگی یہاں تک کہ سر بازار اس کا ارتکاب کیا جائے گا۔ لواطت کا بھی دور دورہ ہوگا۔ یہاں تک کہ لڑکوں کے بارے میں بھی اسی قدر غیرت دکھلائی جائے گی۔ جس قدر کہ عورتوں کے بارے میں دکھلائی جاتی ہے یکتفی الرجال بالرجال والنساء بالنساء اولاد الزنا کثرت سے ہوگی امانت اٹھ جائے گی بددیانتی کا زور ہوگا۔ جھوٹ اس کثرت سے بولا جائے گا کہ لوگ اسے سچ سمجھنے پر مجبور ہوں گے اس سے کذوب کو صادق سمجھا جائے گا اس قسم کی تمام احادیث کنز العمال جلد سابع میں موجود ہیں۔ ان سوف کی صداقت جاننے کے لئے یورپ کی سیر کی جائے تو وہاں ان میں سے بیشتر علامات نمایاں نظر آئیں گی۔

مندرجہ بالا حالات کا تقاضا

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ارشاد خداوندی ہے وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً یعنے یہ امت اپنے رسول سے فیض لے کر دوسروں کو فیض پہنچانے کی ذمہ دار ہے لیکن جب حالت یہ ہو کہ امت خود بگڑ جائے جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ امت میں بگاڑ اپنے انتہا کو پہنچ جائے گا تو اس کی اصلاح کی صورت پیدا کرنا خدا نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے جیسا کہ خدا کا وعدہ ہے کہ حضرت نبی کریم کی قوت قدسیہ سے قیامت تک اصلاح کا کام لیا جائے گا اور آنحضور صلعم کا فیض قیامت تک جاری رہے گا اور آنحضور صلعم کے فیض سے ہی قیامت تک خدا رسیدہ انسان امت میں پیدا ہوتے رہیں گے جیسا کہ سورۃ الجمعہ سے واضح ہوتا ہے اس کے لئے کیا طریق خدا اختیار کرے گا اس کی وضاحت بھی سورۃ نور کی آیت استخلاف میں موجود ہے فرمایا کہ بگاڑ اور کمزوری اور اسلام کے مٹ جانے کے خطرہ کے وقت حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء پیدا ہوتے رہیں گے جن کا کام ہی یہ ہوگا کہ مسلمانوں کے دین کو مضبوط کر دیں اور اسلام کے مٹنے کے خوف کو امن سے بدل دیں اور توحید خالص پر مسلمانوں کو دوبارہ قائم کر دیں حدیث میں اسی کی تشریح میں وارد ہے کہ تمام مسلمان تو اصلاح پذیر نہیں ہوا کریں گے لیکن مسلمانوں کا ایک گروہ ضرور حق پر قائم رہے گا اور

(باقی بر صفحہ کالم ...)

از رقم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم ومغفور

حضرت نبی کریم صلعم کے آداب ملاقات

مسلمانوں میں آج کس قدر کم لوگ ہیں جو اس بات کا علم رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ کیا تھے دوستوں سے ملنے جلنے بات چیت کرنے کا طریق کیا تھا۔ لہذا آداب ملاقات کے متعلق چند کلمات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تا ہمارے احباب اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

آنحضرت صلعم کا معمول تھا کہ کسی سے ملنے کے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ کرتے (ہمارے وہ متمول مسلمان غور کریں جو ہمیشہ دوسروں سے سلام کے متوقع رہتے ہیں) کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑ دے آپ اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ کوئی شخص اگر جھک کر کوئی بات کان میں کہتا تو آپ اس وقت تک اس کی طرف سے رخ نہ پھیرتے جب تک وہ خود اپنا منہ نہ ہٹا لے۔ آپ کسی کے گھر پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے عین سامنے نہ کھڑے ہوتے اور السلام علیکم کہکر اذن طلب کرتے۔ اگر صاحب خانہ اذن نہ دیتا تو پلٹ آتے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضور سعد بن عبادہ کے گھر تشریف لے گئے اور باہر کھڑے ہو کر اذن طلبی کے لئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ سعد نے اس طرح آہستہ سلام کا جواب دیا کہ آنحضرت صلعم نے .... نہیں سنا۔ حضرت سعد کے فرزند قیس بن سعد نے کہا کہ آپ رسول اللہ کو اندر آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے۔ حضرت سعد نے کہا چپ رہو۔ رسول اللہ بار بار سلام کریں گے تو ہمارے لئے برکت کا باعث ہوگا۔ آنحضرت صلعم نے دوبارہ السلام علیکم کہا۔ اور سعد نے پھر اسی طرح جواب دیا......

آنحضرت صلعم نے تیسری دفعہ پھر اسی طریقہ سے اذن طلب کیا۔ اور جب کوئی جواب نہ ملا تو آپ واپس چلے۔ حضرت سعد نے جب آپ کو جاتے دیکھا تو دوڑ کر گئے اور عرض کی کہ میں آپ کا سلام سن رہا تھا لیکن آہستہ جواب دیتا تھا کہ آپ بار بار سلام فرمادیں۔ آپ واپس تشریف لے آئے اور ان کے لئے بہت خیر و برکت کی دعا کی۔

کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ممتاز مقام پر بیٹھنے سے پرہیز فرماتے ایک بار آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے مکان پر تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ کے بیٹھنے کے لئے چمڑے کا ایک گدا ڈال دیا۔ لیکن آپ زمین پر بیٹھ گئے اور گدا آنحضرت صلعم اور حضرت عبداللہ ابن عمر کے درمیان (آج کل کے پیر اور سجادہ نشین اس پر غور کریں) مجلس میں بیٹھتے تو آپ کے زانو کبھی ہم نشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔

جس طرح آپ خود کسی سے ملنے جاتے تو اجازت مانگتے۔ اسی طرح آپ سے جو شخص ملنے آتا اسے بھی یہی تعلیم تھی۔ کہ سلام کرکے اور اجازت لے کر آوے۔ ایک دفعہ بنو عامر کا ایک شخص آیا اور دروازہ پر کھڑا ہو کر پکارا کہ اندر آسکتا ہوں۔ آپ نے صحابہ کو فرمایا کہ جاکر ان کو اجازت طلبی کا طریق سکھا دو۔ یعنی پہلے سلام علیک کرے۔ پھر اجازت مانگے۔

آپ مجلس میں کسی کی بات کاٹ کر گفتگو نہ فرماتے جو بات ناپسند ہوتی اس سے تغافل فرماتے اور ٹال جاتے کوئی شخص شکریہ ادا کرتا تو آپ نے اگر اس کا.... کوئی کام انجام دیا ہوتا تو شکریہ قبول فرماتے۔ مجلس میں جس قسم کا ذکر چھڑ جاتا آپ اس میں بھی شامل ہو جاتے ہنسی اور مہذب ظرافت میں بھی شریک ہوتے۔ خود بھی کبھی مذاقیہ باتیں فرماتے۔ کسی قبیلہ کا کوئی معزز شخص آجاتا تو حسب مرتبہ اس کی تعظیم کرتے۔ اور فرماتے اکرموا کریم کل قوم۔ یعنے ہر ایک معزز قوم کے لوگوں کی عزت کیا کرو۔ لیکن اس بات کو ناپسند فرماتے کہ ایک شخص تو بیٹھا رہے اور دوسرے سب تعظیماً اس کے لئے کھڑے رہیں۔ کوئی شخص ملنے آتا تو آپ ضرور پوچھ لیتے کہ اسے کوئی ضرورت اور احتیاج تو نہیں ہے یعنی اگر ہو تو اس کی امداد کی جائے۔ صحابہؓ سے یہ بھی فرمایا کرتے کہ جو لوگ اپنے مطالب مجھ تک نہیں پہنچا سکتے مجھ کو ان کے حالات اور ضروریات کی خبر دو۔

لیکن آپؐ بلا وجہ سوال کرنے کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔ یہاں تک فرمایا کہ سوال نہ کرو۔ اگرچہ اپنے باپ ہی سے کیوں نہ ہو۔ ایک دفعہ حکیم بن حزام ایک صحابی نے آپ سے کچھ مانگا۔ آپ نے خلوت میں انہیں جو مانگا تھا۔ سو دیا لیکن ساتھ ہی ایک نصیحت کی جو ہاتھ اوپر ہوتا ہے (یعنے دینے والا) وہ اس ہاتھ سے بہتر ہے جو نیچے ہے (یعنے لینے والا ہاتھ) اس نصیحت کا ایسا اثر حضرت حکیم بن حزام پر ہوا کہ اس کے بعد تمام عمر کسی سے سوال نہیں کیا۔

جب کوئی شخص ملنے آتا تو آپ اس کے ساتھ نہایت حسن سلوک سے پیش آتے۔ مجلس نبوی میں جگہ بہت کم ہوتی تھی جو لوگ پہلے سے آکر بیٹھ جاتے تھے۔ ان کے بعد جگہ باقی نہ رہتی تھی۔ ایسے موقعہ پر اگر کوئی آجاتا تو اس کے لئے آپ اپنی ردائے مبارک بچھا دیتے تھے۔ ایک دفعہ مقام جعرانہ میں آنحضرت صلعم تشریف فرما تھے اور اپنے ہاتھ سے لوگوں کو گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آئی۔ اور آپ کے پاس چلی گئی۔ آنحضرت نے دیکھا تو اس کی نہایت تعظیم کی۔ اپنی چادر مبارک اس کے لئے بچھا دی۔ راوی کہتا ہے میں نے دریافت کیا کہ یہ کون عورت تھی تو لوگوں نے کہا کہ یہ حضور کی رضاعی ماں تھیں۔ اسی طرح ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلعم تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے۔ آپ نے اُن کے لئے چادر کا ایک گوشہ بچھا دیا۔ پھر رضاعی ماں آئیں آپ نے دوسرا گوشہ بچھا دیا۔ آخر میں رضاعی بھائی آئے تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ کسی کی کوئی بات بری معلوم ہوتی تو مجلس میں نام لے کر اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ صیغہ تمہیم کے ساتھ فرماتے تھے۔ مثلاً یوں فرماتے کہ لوگ ایسا کرتے ہیں" "لوگ ایسا کہتے ہیں" "بعض لوگوں کی یہ عادت ہے"۔ یہ طریقہ ابہام اس لئے اختیار فرماتے تھے کہ شخص مذکور کی ذلت نہ ہو۔ اور اس کے احساس غیرت میں کمی نہ آئے۔ آپ نے اس بات کو منع فرما دیا تھا کہ آپؐ کے سامنے کسی کے عیب یا کمزوری کا ذکر کیا جائے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس دنیا سے سب کی طرف سے دل صاف لے کر جاؤں۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے۔ بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کرکے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو ماہانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط سے بھی جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تا کہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے۔ بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست دیکھ لیں کہ آیا اُن میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۲ر جولائی ۱۹۶۶ء تک اپنے نمبر پر ممنون فرمائیں۔

۳۴۹	6.00	۹۲۲	12.00
۴۱۹	30.00	۹۲۶	12.00
۴۲۶	18.00	۶۴۹	6.00
۴۴۰	6.00	۶۸۸	18.00
۴۴۲	24.00	۷۰۲	12.00
۴۴۶	6.00	۷۰۶	12.00
۴۵۶	6.00	۷۴۳	6.00
۴۷۷	6.00	۷۹۹	6.00
۴۹۱	6.00	۹۳۰	6.00
۶۰۵	12.00	۹۳۲	12.00
۵۵۵	24.00	۹۵۷/۳۲۲	12.00
۵۴۸	12.00	۹۶۶/۳۵۷	6.00
۵۹۹	18.00	۹۹۰/۴۳۰	6.00
۶۱۵	6.00	۹۵۵/۳۲۲	6.00
۶۱۹	30.00	۱۰۰۷	6.00
۶۲۲	18.00	۹۳۰	18.00

حضرت امیر مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنوں کی بڑی قدر دانی کرتے تھے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاتعداد دلربا خصوصیات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ حضور اپنوں کی بڑی قدر دانی کرتے تھے۔ آنحضرت نے خدا تعالےٰ کی صفت شاکر سے اپنے تئیں رنگین کر رکھا تھا جس طرح خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی سعی کی قدر دانی کرتا ہے اسی طرح وہ ستودہ صفات ذات جو صفت الشاکر کی مظہر اتم تھی بندگانِ الٰہی کی سعی کی قدر دانی کرکے ان کو اپنے جذبۂ عشق و محبت میں محو کر دیتی تھی۔ حضورؐ کا اعتقاد تھا کہ وہ شخص جو بندگانِ الٰہی کی سعی یا احسان کی قدر دانی نہیں کرتا گویا وہ خود خدا تعالےٰ کے انعامات کی قدر دانی نہیں کرتا فرمایا لا یشکر اللّٰہ من لا یشکر الناس۔ حضورؐ نے خود اس پر عمل کرکے دکھایا۔ جیسا کہ حضورؐ ہر اس بات پر عمل کرکے دکھاتے تھے جو اُن کی زبانِ مبارک سے نکلتی تھی۔ یا جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ اُن کے عمل کا ذکر شروع کیا جاتا ہے جو خود ہی اس مضمون کو واضح کرتا ہے اور ہزار دلچسپی کا موجب ہے۔

ذیل میں چند واقعات درج کئے جاتے ہیں، جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے صرف بڑے بڑے آدمیوں ہی کی قدر دانی نہیں کی بلکہ حضور نے چھوٹے آدمیوں کی بھی قدر دانی کی ہے۔ صہیب، بلال، سلمان غیر وطنوں میں سے تھے۔ مسافر بیکس تھے۔ زید اور عمار اگرچہ عرب تھے لیکن بہت کم حیثیت تھے۔ زید تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے دام دے کر خریدا ہوا تھا۔ جن کو انہوں نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے ان کو آزاد کر دیا زید پر حضورؐ کے کرموں کا بڑا اثر تھا۔ اور عشق و محبت میں یہاں تک ترقی کر گئے تھے کہ جب اُن کے دادا اور دوسرے رشتہ دار حضرت کے حضور میں پہنچے اور درخواست کی کہ زید کو اجازت مرحمت فرمایئے کہ ہمارے ساتھ اپنے وطن میں چلا جائے تو حضورؐ نے فرمایا میں اس کو پورا اختیار دیتا ہوں کہ اگر وہ چاہے تو اپنے بزرگوں کے ساتھ وطن چلا جائے اس پر زید نے کہا کہ حضرت نبی کریمؐ جو محبت میرے ساتھ رکھتے ہیں اور جو احسانات میرے اُوپر کرتے ہیں وہ ماں باپ کی محبت اور کرم سے بدرجہا بڑھ کر ہیں۔ اس لئے میں حضور کی خدمت میں رہنے کو ماں باپ کے ساتھ چلا جانے پر ترجیح دیتا ہوں۔ حضور نے اس کے صلہ میں زید کے متعلق فرمایا کہ زید میرے اہل بیت میں سے شمار ہوگا۔ حضور جو فرماتے تھے وہ صرف دل خوش کن الفاظ نہ ہوتے بلکہ ہر ایک شخص یقین کرتا تھا کہ یہ حقیقت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے اپنے شاہی خاندان کی لڑکی اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کی شادی زید سے کر دی۔ پھر زید کے کمالات کی قدر دانی یہاں تک کہ اُن کو فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اور ان کے بیٹے اسامہ کو بھی فوج کا کمانڈر مقرر فرمایا فتح مکہ کے دن اسامہ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ حضورؐ کے ساتھ ایک ہی اونٹنی پر سوار تھے۔ بلالؓ کی شکل و شباہت کا نقشہ لفظ حبشی سے سامنے آجاتا ہے۔ وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سفید رنگ عربوں کی نظروں میں جچتا نہ تھا۔ لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے ان کو مؤذن مقرر کرنے کے علاوہ اپنے گھر کے تمام امور کا اختیار دے رکھا تھا اور بلالؓ کی نسبت فرمایا انی اسمع دق نعلیک بین یدی فی الجنۃ۔ کہ تو جنت میں میرے آگے آگے چلے گا۔ اور یہ امر ایسا یقینی ہے کہ میں تیرے پاؤں کی آہٹ سن رہا ہوں۔

سلمان فارسی سے اس قدر محبت فرماتے تھے کہ ایک دن اُن کے کاندھوں پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ آخری زمانہ میں سلمان کی نسل سے ایک انسان پیدا ہوگا۔ اگر ایمان ثریا پر بھی اُٹھ گیا ہوگا تو لنالہ رجل من ابناء فارس۔

تمام غریب الوطنوں اور غریب مزاج انسانوں سے بڑی محبت کرتے تھے اور اسی کرم کی تائید میں ایک آیہ شریفہ اُتری۔ ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ۔ ان غربا کو اس آیت کے نزول نے اور بھی معزز کر دیا۔ اور وہ فخر سے اس بات کا ذکر کرتے تھے کہ ہمارے حق میں یہ آیت اُتری اور فخر کے ساتھ حضور علیہ السلام کے تعلقات کا یوں ذکر کرتے تھے وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقعد معنا و یدنو منا حتی تمس رکبتنا رکبتہ وکان یقول معکم المحیا ومعکم الممات۔ یعنی حضور ہم میں مل کر بیٹھا کرتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ لگ جاتے تھے حتیٰ کہ ہمارے گھٹنے حضور کے گھٹنوں کو مس کرتے تھے۔ اور حضور فرماتے میرا جینا اور مرنا تمہارے ہی ساتھ ہوگا۔ حضرت انسؓ نے دس سال حضور کی خدمت کی، وہ کہتے ہیں حضور نے اس دس سال کے عرصہ میں مجھے کسی امر پر ملامت نہیں کی اور یہ کبھی نہیں فرمایا کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔ اور میری خدمت کی وجہ سے میری والدہ کا احترام کرتے تھے۔ اور میرے چھوٹے بھائی سے محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ میرا بھائی آیا تو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس سے پوچھا مافعل النغیر تیری چڑیا النغیر کا کیا حال ہے؟ اس سے اس کا دل باغ باغ ہو گیا۔ اور خود ہمارے دلوں پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بھی حضور نے ان کو بھلایا نہیں۔ ان کی سہیلیوں کی بھی قدر کرتے تھے۔ ان کو گوشت وغیرہ بطور تحفہ بھیجتے رہتے تھے۔ اس پر حضرت عائشہؓ رشک کھاتی تھی اور ایک دفعہ کہنے لگیں کہ میں ابوبکرؓ کی لڑکی باکرہ نوجوان، سیرت و صورت میں ہر طرح ترجیح کے قابل ہوں۔ لیکن آپ ایک مری ہوئی بڑھیا کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ خدیجہ نے مجھے اس وقت مانا جبکہ میرا ماننے والا کوئی نہ تھا۔ اور مال سے اس وقت میری مدد کی جبکہ میرا مدد کرنے والا کوئی نہ تھا۔ یہ وفا اور قدر دانی جو ایک وفات یافتہ خاتون کے متعلق تھی حضورؐ کے اعمال سے ظاہر ہوتی تھی زندوں کے اعتماد کو بڑھاتی اور ان کی گرویدگی کو دوچند کر دیتی تھی۔ خود حضرت عائشہؓ کی حضورؐ نے جو قدر دانی کی ہے وہ تمام مسلمانوں پر عیاں ہے۔ حضرت عائشہ کی ہمشیرہ اسماء بنت ابوبکرؓ کا بھی بڑا احترام کرتے تھے امہات المومنین میں سے ہر ایک کی گواہی ہے کہ حضور اس قسم کا شوہر تھے کہ اس سے بہتر ہو نہیں سکتا۔ اگر قریشی بیویاں خوش ہیں تو مصر کی مریم جو پہلے عیسائی تھیں وہ بھی خوش ہیں اور خیبر کی صفیہ جو پہلے یہودن تھیں وہ بھی انتہا درجہ خوش ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حلیمہ سعدیہ کے ہاں بچپن میں پرورش پائی تھی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے اپنی دایہ کو اماں کرکے پکارتے تھے۔ ایک دفعہ اس کی قوم کے مرد اور عورتیں کثیر تعداد میں جنگ میں بطور قیدیوں کے مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ حلیمہ سعدیہ اُن کو چھڑانے کے لئے آئیں بدوعورت تھیں حالت خراب تھیں۔ سفر کی وجہ سے اُن پر گرد پڑی ہوئی تھیں۔ لشکر کے فرودگاہ میں چلی آئیں۔ حضورؐ نے تعظیم کے لئے سفید چادر بچھائی اور ان کو اکرام و محبت کے ساتھ بٹھایا۔ تمام لشکر حیران ہو کر پوچھتا تھا۔ کہ یہ کون عورت ہے۔ حضورؐ فرماتے کہ میری اماں حلیمہ سعدیہ ہیں حلیمہ نے حضرت سے یوں خطاب کیا۔ اے محمدؐ تو نے اپنی خالاؤں کو اور پھوپھیوں کو قید کر لیا ہے۔ یہ کیا کیا۔ حضرت نے فوراً ان قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ جو قریش کے حصہ میں آئے تھے۔ اور ظہر کی نماز کے وقت باقی تمام مسلمانوں سفارش کی کہ حلیمہ سعدیہ میری اماں ان قیدیوں کی رہائی کے لئے آئی ہیں۔ ہم نے قریش کا حصہ تو آزاد کر دیا ہے میں سفارش کرتا ہوں کہ تم لوگ بھی اپنے حصہ کے قیدیوں کو آزاد کر دو۔ تو لوگوں نے خوشی سے باقیماندہ قیدیوں کو رہا کر دیا۔

ایک دفعہ حلیمہ سعدیہ کی لڑکی شیماء آئیں اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں شیماء ہوں۔ آپؐ میرے ساتھ

کھیلا کرتے تھے - اور کھیلنے میں ایک دفعہ آپؐ نے خفا ہو کر میری پیٹھ پر آپ نے دانت چلائے تھے جن کا نشان اس وقت تک موجود ہے - اس نے وہ نشان دکھایا - تو حضورؐ نے فرمایا اقم عندنا مکرمۃ محببۃ - آپ میرے ہاں قیام کیجئے گا - میں آپ کی اکرام اور محبت کے ساتھ تواضع کروں گا -

حبشہ کے لوگ آنحضرتؐ کے پاس آئے - حضورؐ نے خود اٹھ کر ان کی خدمت تواضع شروع کر دی اور بار بار فرماتے تھے کہ ان لوگوں نے ہمارے دوستوں کے ساتھ جب وہ حبشہ میں ہجرت کر کے گئے تھے بڑی نیکی و احسان کا سلوک کیا تھا - اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس احسان کے بدلے میں جہاں تک ہو سکے ان سے حسن سلوک کریں اور اپنے ہاتھ سے خدمت کریں -

حضرت خالد کی شجاعت کی بہت تعریف کرتے اور ان کا اکرام کرتے - ان کو سیف اللہ کہکر پکارتے تھے - حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے تدبر امانت و دیانت کی وجہ سے بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے - ان کو امین الامۃ کہہ کے پکارتے تھے - کسی نے تیراندازی کے جوہر دکھائے تو اس کی قدردانی ہوئی - کسی نے قرآن کریم حفظ کیا تو اس کی قدردانی ہوئی - کسی نے اچھے لحن سے قرآن کریم پڑھ کر سنایا تو اس پر ہی فریفتہ ہیں اور اس کو کہتے ہیں لقد اوتیت مزمار من مزامیر آل داؤد - یعنی تجھے خدا نے لحن داؤدی عطا کیا ہے - حضرت حسان نے اچھے شعر کہے تو ان کے متعلق فرماتے تھے کہ حسان غیبی تائید سے شعر کہتا ہے -

الغرض سب کی قدردانی فرماتے تھے - اور جو قدردانی حضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خصوصیت سے کی ہے - وہ تو امت پر عیاں ہے - ان حضرات نے بڑی بڑی قربانیاں دکھائیں اس لئے ان کی بہت بڑی قدردانی کی گئی - حضرت ابوبکرؓ کی نسبت فرماتے تھے ان امن الناس علی - حضرت ابوبکرؓ نے سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کیا ہے - حق دوستی بھی ادا کیا ہے اور اپنا مال بھی مجھ پر صرف کیا ہے - حضرت عمرؓ نے جب اسلام قبول کیا تو حضورؐ نے بڑی خوشی کی اور اس زور سے اللہ اکبر کے نعرے لگائے کہ مکہ معظمہ گونج اٹھا - اور فرمایا کہ خدا نے آسمان پر عمر کے اسلام قبول کرنے کی خوشی کی ہے - اور ان کو فاروق کا خطاب دیا - پھر ساری عمر حضرت عمر کی ناز برداری کی - حضرت عمر نے حضورؐ سے اختلاف رائے کا اظہار کیا - اور بعض دفعہ بڑی سختی سے اختلاف کیا - لیکن حضرت کی وفا و محبت اور اکرام میں فرق نہیں آیا - اسی طرح حضرت عثمان کے ساتھ بڑی محبت کی - اور حضرت علیؓ کے ساتھ بڑی محبت کی - جہاں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی لڑکیوں کو فخر ازدواج بخشا وہاں حضرت عثمان اور حضرت علیؓ کے گھروں میں اپنے کلیجے کے ٹکڑے بھیجکر ان گھروں کو منور فرمایا - ایک دفعہ ایک جنگ میں فرمایا - میں ایسے شخص کے ہاتھ میں علم دینے والا ہوں جس کو اللہ اور اس کا رسولؐ محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - سب لوگ اشتیاق سے منتظر تھے کہ کس حصہ میں یہ سعادت آتی ہے - یہ حضرت علی کی قدردانی تھی -

حضرت عباسؓ جو حضورؐ کے چچا تھے ایک جنگ میں قیدی ہو کر مدینہ میں پہنچے تو حضورؐ ان کو دیکھ بیزار ہو گئے - رات کے وقت نیند نہ آئی اور تکرار سے فرمایا کہ میرے چچا عباس کی مشکیں نرم کر دو - کیونکہ مجھے اذیت ہوتی ہے - اس وقت عبداللہ بن ابی نے حضرت عباس کو اپنی قمیص پہنائی تو حضورؐ نے اس کو یاد رکھا - عبداللہ بن ابی کی وفات پر اس کی میت کو اپنا کرتہ پہنانے کا شرف بخشا اور اپنے چچا پر جو احسان تھا اس کو اتارا -

حضرت حمزہ کی شہادت پر حضورؐ بڑے بے چین ہوئے ان کے جنازہ پر ستر تکبیریں پڑھیں سعد بن معاذ انصاری جو قبیلہ اوس کے سردار تھے - ان کی موت کے موقعہ پر فرمایا "اھتز عرش الرحمٰن لموت سعد بن معاذ" - یعنے سعد کی موت سے عرش الٰہی بھی رنج و الم سے تھرا اٹھا - اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

وما اھتز عرش اللہ من موت ھالک
سمعنا بہ الا لسعد ابی عمرو

ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں عورتوں تمام کی قدردانی کی ان کے ساتھ محبت کی - ان کے ساتھ وفا کی - اور اس قدردانی سے چھوٹے بڑے ، امیر غریب سب نے حصہ لیا - قوم تو چھوٹے بڑوں سب سے مل کر بنتی ہے - اس لئے وہ ہستی جس نے ایک قوم تیار کرنی تھی اس نے ساری کی ساری قوم کو اکرام و محبت کی نگاہ سے دیکھا - اور ہر فرد واحد کے ساتھ وفا کی - حضورؐ کی قدر شناسی نے تمام کی تمام قوم کو گرویدہ بنا لیا - اور جو چاہا ان سے کام لیا - یہ سب کچھ ذاتی تعلقات کی بناء پر ظہور میں آیا اور ذاتی کریمیت و کرمیت کا کرشمہ تھا - ورنہ اگر وہ جہد کا ڈر دکھاتے اور بادشاہت و ثروت دلاتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک - کوئی شخص ان کے نزدیک نہ پھٹکتا -

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ
محمد وآلہ واصحابہ
اجمعین

نسلِ انسانی کا سب سے بڑا محسن (بسلسلہ صک)

جس کی شاخیں دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہوں ... اب جڑ سے اکھڑی ہوئی معلوم ہوتی تھی - اور اندر سے کھائی جا چکی تھی ... کیا کوئی ایسی جذباتی تحریک تھی جو ایک دفعہ پھر انسانوں کو متحد کر سکے ، اور تہذیب کو فنا ہونے سے بچا سکے -

اس سوال کے جواب میں مصنف عرب کا ذکر کرتا ہے اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان عظیم کا -

" یہ وہ لوگ تھے جن میں وہ انسان پیدا ہوتا ہے جس نے مشرق اور جنوب کی تمام معلوم دنیا کو وحدت کی زنجیر میں منسلک کیا "

پس یہ بالکل درست ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تہذیب کو باقی رکھا - ورنہ نسل انسانی ہمیشہ کے لئے جہالت کے گڑھے میں گر گئی ہوتی - یہ آپ کا وہ احسان عظیم ہے جس سے نسل انسانی کبھی عہدہ برآ نہیں ہو سکتی - افسوس ان لوگوں پر جو اپنے اس سب سے بڑے محسن - ہاں اس کی عظمت و احسان کے لحاظ سے واحد محسن سے محبت و احترام کے بجائے نفرت اور عداوت کو پھیلا رہے ہیں - مگر وہ یاد رکھیں کہ خدا کا قانون اٹل ہے - آخر دنیا اپنے اس محسن کی قدر کو پہچانے گی - اور اپنے ان بڑوں کے حق میں جو اس وقت آنکھیں بند کر کے ہی ترقی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض رکھنے میں سمجھتے ہیں کوئی کلمۂ خیر نہ کہے گی - خوش قسمت وہ ہیں ، جن کی آنکھیں آج کھل جائیں - اور بہتیروں کی کھل رہی ہیں -

---

مرزا مسعود بیگ صاحب

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور عملی زندگی کی تمام تفصیلات اور جزئیات محفوظ ہیں۔ اور ایک مسلمان کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ وہ ہر قدم پر اسوۂ حسنہ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اپنے تمام اعمال میں نمونہ رسولؐ کی پیروی کر سکتا ہے۔ یہ نعمت ہمیں اس طرح حاصل ہوئی کہ حضرت محمد مصطفٰے صلعم اپنی تعلیم کا آپ نمونہ تھے اور اوّل المسلمین ہونے کے مدعی تھے۔ قرآنی تعلیم پر آپ نے اس حد تک عمل کیا کہ آپ کی زندگی قرآن کی عملی تفسیر بن گئی اور بقول حضرت عائشہ صدیقہ کان خلقہ القرآن۔ آپ کے تمام اخلاق و شمائل قرآن کی عملی تصویر تھے۔

امتیازی شان

یہ امتیاز کسی اور پیغمبر یا مصلح کو حاصل نہیں ہوا دنیا کے مصلحین اخلاق میں سے حضرت مسیح اور مہاتما بدھ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور ان کے نام لیوا کثرت سے دنیا میں نظر آتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کی زندگی اور سیرت کے جو واقعات منقول ہیں وہ ان کی تعلیم کے مطابق نہیں ہیں۔ بعض مصلحین کی تو تاریخی ہستی کو ثابت کرنا بھی مشکل ہے چہ جائیکہ ان کے مقولوں کی صحت پر اعتبار کیا جا سکے۔ لیکن یہ کمال محمد رسول اللہ صلعم کی ذات والا صفات میں نظر آتا ہے کہ آپ کی زندگی کی تفاصیل اور ہر عمل کی کیفیت محفوظ و موجود ہے اور بلندیٔ کردار اور حسنِ خلق کا یہ عالم ہے کہ خود ذاتِ خداوندی نے شہادت دی ہے کہ انک لعلیٰ خلق عظیم۔

حضور پُر نور کے اخلاق و شمائل کے بہت سے پہلو ہیں اور ان کی جزئی تفصیل بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں اور ان کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ زندگی کے معمولات، عبادات، دینی امور، تکمیل شریعت صلح و جنگ، جلوت و خلوت، اور دوست دشمن، عزیز و بیگانہ، صغیر و کبیر، تونگر و مفلس، کافر و مشرک، اور مومن و مسلم غرض ہر جگہ اور ہر ایک تک دائرہ اخلاق کی وسعت ہے اس مختصر سے مضمون میں دو تین روایتیں ایسی ہستیوں کی بیان کی جائیں گی جنہوں نے حضورؐ کی زندگی کا بہت قریب سے مطالعہ کیا اور آپ کی معیت میں عرصہ دراز تک رہے ان روایات میں مجمل طور پر اور بہت سے اختصار سے حضورؐ کے اخلاق کے بعض ضروری اور نمایاں پہلوؤں کا ذکر ہے اور ہر مسلمان اگر ان باتوں کو ہی سامنے رکھے تو اس کی زندگی سنور سکتی ہے اور وہ خدا کا محبوب بن سکتا ہے۔

حضرت خدیجہؓ کی شہادت

انسان کے حالات کا سب سے زیادہ واقف اور اس کے اخلاق کا گواہ اس کی رفیقۂ حیات سے زیادہ اور کون ہو گا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ نے پچیس سال حضور کے ساتھ زندگی گذاری، زمانہ نبوت کے پہلے بھی اور بعثت کے بعد بھی۔ اور زمانہ آغاز وحی میں انہوں نے ان الفاظ میں حضور کو تسلی دی تھی:۔

"ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، مقروضوں کا بار اٹھاتے ہیں، غریبوں کی اعانت کرتے ہیں، مہمانوں کی تواضع فرماتے ہیں، حق کی حمایت کرتے ہیں اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔"

ان الفاظ میں آپ کی قبل از بعثت زندگی کا خلاصہ نہایت خوبصورت الفاظ میں پیش کیا گیا ہے اور اخلاق کے چند نمایاں پہلوؤں کا اُن میں ذکر ہے۔

حضرت عائشہؓ کی روایت

دوسری روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہے جن سے بڑھ کر کسی اور نے حضورؐ کے اوصاف کی تفصیل بیان نہیں کی۔ آپ فرماتی ہیں:۔

"نبی کریم صلعم کی عادت کسی کو بُرا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلہ میں برائی نہیں کرتے تھے بلکہ درگذر کرتے اور معاف فرما دیتے تھے۔ آپ کو جب دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تو اُن میں سے جو آسان ہوتی اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو ورنہ آپ اس سے بہت دور ہوتے۔ آپؐ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ لیکن جو احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرتا خدا اس سے انتقام لیتا تھا۔ یعنی آپ بموجب احکام خداوندی کے اس پر حد لگاتے تھے۔ آپ نے نام لے کر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی آپ نے کبھی کسی غلام کو یا لونڈی کو یا جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ نے کسی کی کوئی درخواست ردّ نہیں فرمائی سوائے اس کے کہ وہ ناجائز ہو۔ آپؐ گھر کے اندر تشریف لاتے تو خندہ زن اور ہنستے مسکراتے ہوئے تشریف لاتے دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے باتیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرماتے تھے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو رکھ سکے۔"

حضرت علیؓ کی روایت

حضرت علی کرم اللہ وجہ حضرت نبی کریم صلعم کے تربیت یافتہ تھے اور آغاز عمر سے آخر تک حضور صلعم کے ساتھ رہے۔ ایک دفعہ حضرت امام حسنؓ نے آپ سے حضور کے ...... اخلاق کے بارہ میں سوال کیا تو حضرت علی نے فرمایا:۔

"آپ خندہ جبین نرم مزاج اور مہربان طبیعت کے مالک تھے اور سخت مزاج یا تنگ دل نہ تھے۔ بات بات پر شور نہیں کرتے تھے، کوئی بُرا کلمہ کبھی منہ سے نہیں نکالتے تھے۔ عیب جو نہ تھے۔ کوئی بات جو آپ کو ناپسند ہو اس سے اغماض فرماتے۔ کوئی شخص اگر آپؐ سے کوئی اُمید رکھتا تو نہ اس کو مایوس بناتے اور نہ فوراً منظوری ظاہر فرماتے۔ یعنی صراحتاً انکار و تردید نہیں کرتے تھے۔ بلکہ خاموش رہتے تھے تاکہ مزاج شناس اُن کا مقصد سمجھ جائے۔ تین چیزیں آپؐ نے اپنے نفس سے بالکل دُور کر دی تھیں (۱) بحث و مباحثہ (۲) ضرورت سے زیادہ بات کرنا (۳) اور جو بات مطلب کی نہ ہو اس میں پڑنا۔ اسی طرح دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز کرتے تھے (۱) کسی کو بُرا نہیں کہتے تھے (۲) کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے (۳) کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ نہیں لگاتے تھے۔ وہی باتیں کرتے تھے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکلتا ہو۔ جب آپؐ کلام فرماتے تو صحابہ رضؓ اس طرح خاموش ہو کر اور سر جھکا کر سنتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں جب آپؐ بات ختم کر لیتے تو پھر وہ آپس میں بات چیت کرتے۔ جب کوئی دوسرا بات کرتا تو حضورؐ خاموشی سے سُنا کرتے جب تک وہ بات ختم نہ کر

ہیے۔ لیکن جن باتوں پر ہنستے آپ بھی مسکرا دیتے۔ جن پر لوگ تعجب کرتے آپ بھی کرتے۔ کوئی باہر کا آدمی اگر بیبا کی سے گفتگو کرتا تو آپؐ تحمل سے کام لیتے۔ دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سُننا پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن اگر کوئی آپ کے احسان و انعام کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تو قبول فرما لیتے۔ جب تک بولنے والا خود چپ نہ ہو جاتا آپؐ اس کی بات کو درمیان میں سے نہیں کاٹتے تھے۔ نہایت فیاض، نہایت راست گو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہایت نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے۔ اگر کوئی دفعتہً آپؐ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا۔ لیکن جیسے جیسے آشنا ہوتا جاتا آپ سے محبت کرنے لگتا۔"

ایک متفقہ روایت

حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ، حضرت انسؓ اور حضرت ہند بن ابی ہالہؓ جو مدتوں آپؐ کی خدمت میں رہے تھے ان سب کا متفقہ بیان ہے کہ :-

"حضور نہایت نرم مزاج خوش اخلاق اور نکو سیرت تھے۔ آپؐ کا چہرہ ہنستا تھا وقار و متانت سے گفتگو فرماتے اور کسی کی دل شکنی نہیں کرتے تھے۔ معمول یہ تھا کہ کسی سے ملتے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام کرتے اور مصافحہ فرماتے اور جب تک وہ خود نہ چھوڑ دے اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ اگر کوئی شخص جھک کر آپ کے کان میں کچھ بات کہتا تو اس وقت اس کی طرف سے رُخ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منہ نہ ہٹا لے۔ مجلس میں بیٹھتے تو آپؐ کے زانو کبھی باقی ہم نشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔"

سُنّت کا مفہوم

اخلاق و اعمال کا سب سے ضروری اور مقدم پہلو یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہے تا آنکہ وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے۔ اسی لئے حضور نے ارشاد فرمایا احب العمل الی اللّٰہ ادومہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ کام ہے جس پر انسان سب سے زیادہ مداومت کرے۔ اور خود حضور کا اپنا طریق بھی یہ تھا کہ جس کام کو جس رنگ میں اور جس وقت آپ نے شروع فرمایا اس پر برابر شدّت کے ساتھ قائم رہتے تھے۔ جیسا کہ احادیث میں منقول

خُطبہ جُمعہ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

حضرت امام الزمان نے دین کے اندر تبدیلی نہیں کی

حضرت امام زمان نے ہرگز ہرگز دین کے اندر کوئی تبدیلی نہیں کی۔ دین کے اندر تغیر تو لائی خلافت نے کیا ہے حضرت مرزا صاحب دین کو تازہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ سوئی ہوئی قوم کو بیدار کرنے آئے تھے۔ دشمنوں نے آپ پر الزام عائد کیا کہ آپ پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ربوائی خلافت نے یہ عقائد مسخ کر کے عرب کے ممالک میں اشاعت کی۔ جس سے عرب ممالک نے یقین کر لیا کہ حضرت مرزا صاحب نے دین کو متغیر کر دیا ہے۔

حضرت امامِ زمان کا صحیح مقام و مرتبہ دُنیا پر روشن کیا جائے

اب یہ ہمارا فرض ہے کہ کوشش کریں کہ اس غلط پروپیگنڈا کا تدارک کیا جائے۔ اور امام الزمان کا صحیح مقام و مرتبہ دنیا پر روشن کیا جائے۔ جو خدا اور رسول کی غیرت اور عزت کے لئے زندہ رہا۔ جس نے اسلام کا نام روشن کیا۔ جس کو خدا تعالےٰ کی طرف سے الہامات ہوتے جس نے اللہ تعالےٰ سے علم پا کر ایسی انہونی پیشگوئیاں کیں جو بعد کے واقعات نے سچی ثابت کر دیں۔ اس نے آریوں اور پادریوں کو ختم کر کے رکھ دیا۔ انگریزی سلطنت کے سایہ تلے پادری چڑھ چڑھ کر حملہ آور ہوتے تھے۔ لیکن حضرت امام زمان نے ان کے منہ بند کر دیئے۔ اور پادریوں نے سرکلر جاری کر دیئے کہ کوئی شخص کسی احمدی کے مقابلہ میں نہ آئے۔ ایسا کرنا ذلت کو خریدنا ہے۔ پھر حضرت صاحب نے اُن پر ایسی یورش کی کہ اُن کے وطن میں جا کر حملہ کیا اور اسلام

ہے وکان اذا عمل عملاً اثبتہ یعنے جب آنحضرت صلعم کوئی کام کرتے تو اس پر مداومت فرماتے تھے۔ سنّت کا لفظ ہماری شریعت میں اسی اصُول سے پیدا ہوا ہے۔ یعنی سنّت وہ فعل ہے جس پر حضور صلعم نے ہمیشہ مداومت فرمائی ہے اور بغیر کسی قوی مانع کے اس کو کبھی ترک نہیں کیا۔ اس لئے جس قدر بھی سنن ہیں وہ درحقیقت آپ کی استقامت حال اور مداومت عمل کی زندہ مثالیں ہیں۔

ہمارے نبیؐ زندہ نبی ہیں کیونکہ آپ کا دین زندہ ہے۔ آپ کا اسوۂ حسنہ واضح اور مفصل ہے.... اور زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اسے اختیار کریں۔ اور ہمیں اس پر استقلال اور مداومت نصیب ہو۔

آمین

کا منوّر چہرہ دکھا کر اس پاک مذہب میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ انگلستان میں کافی تعداد میں انگریز مسلمان ہو گئے۔ اپنے وطن کے مسلمان حیران تھے کہ محکوم قوم حاکم قوم کو کس طرح مسلمان بنانے میں کامیاب ہو جائے گی اب مسلمان اس کامیابی پر خوش ہیں۔ اس کا کریڈٹ کس کو ہے .... یہ کریڈٹ حضرت امام زمان کو ہے اس نے عیسائیت کی چمک دمک کو ماند کر دیا۔ قرآن کی روشن تعلیم سے ان کے ظلمتکدوں کو منوّر کیا۔ بہت سے انگریز مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ اگر انگلستان میں لارڈ مسلمان ہوئے تو جرمنی میں بیرن مسلمان ہوئے۔

حضرت امامِ زمان کا کرشمہ

علامہ اقبال جو میرے ہم وطن اور ہم جلیس تھے ان کے ماں باپ اور رشتہ دار اس سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ کے مسلمان کردہ ڈاکٹر مارڈس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو کچھ لکھا ہے وہ مسلمانوں کو بھی نصیب نہیں ہوا یہ سب کامیابیاں حضرت امام زمان کا کرشمہ ہیں۔

تحریک دُعا

چوہدری احمد علی صاحب بیمار ہیں۔ اپنے فرزند ارجمند چوہدری عبدالغنی صاحب کے ہاں مقیم ہیں۔ ان کو بڑی تکلیف ہے دوران بیماری میں... کبھی کبھی بے ہوش بھی ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے اور ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کی صاحبزادی کے لئے جو ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ اور شیخ اللہ بخش صاحب کے فرزند ارجمند کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت عطا فرماوے۔

قرآن پاک کے نسخے افریقہ بھیجنے کی اپیل

لاگوس۔ نائیجیریا میں پاکستان کے ہائی کمشنر مسٹر حکیم ایم احسن نے ایک بیان میں پاکستان کے اہل ثروت افراد سے کہا ہے کہ وہ قرآن پاک کے نسخے اور انگریزی میں اسلامی لٹریچر انہیں بھیجیں تاکہ اسے مغربی افریقہ میں تقسیم کیا جا سکے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ ان ملکوں کی اکثر مسلم تنظیموں نے اس ضمن میں پاکستان کے سفارت خانہ سے رابطہ قائم کیا ہے۔

پیغامِ صلح :- پاکستان ہائی کمشنر کی یہ اپیل جماعت احمدیہ کے اہل ثروت اصحاب کی خصوصی توجہ کے قابل ہے، اسلامی انگریزی لٹریچر اور انگریزی ترجمۃ القرآن جو جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے شائع شدہ ہے بیرونی ممالک میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نائیجیریا سے براہ راست بھی انجمن میں درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہماری جماعت کے ذی استطاعت اصحاب کثرت سے قرآن کریم

طاہر عرفانی صاحب

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام متعین... کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں کیونکہ آپؐ کے مقام کا صحیح علم اس ہستی کو ہو سکتا ہے، جو آپؐ سے مرتبے سے برتر ہو۔ اسی لئے غالب نے درست لکھا تھا۔

غالب ثنائے خواجہؐ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

گزشتہ چودہ سو سال میں آپؐ کی شانِ عالی مرتبت میں عظیم فلاسفر، علماء اور اولیاء اللہ نے شاندار خیالات کا اظہار فرمایا لیکن سب کچھ بیان کرنے کے بعد عجزِ بیان کا اظہار کیا۔ کسی نے لکھا:–

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو کسی نے ذیل کے الفاظ میں اپنے تاثرات پیش کئے ہے

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کسی نے بالفاظ ذیل آپؐ کی عظمت کا اقرار کیا ہے

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم بر پیغمبرے

اور یہ تمام احساسات کوتاہ بیانی اور بے بسی کا اقرار کر رہے ہیں اس لئے مجھ ایسے ایک بے بضاعت انسان کے لئے آپؐ کے مقام پر کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ پس سطورِ ذیل میں جن تاثرات کو پیش کیا جا رہا ہے، وہ دراصل آپؐ کے حقیقی مقام کے عکاس نہیں

رکھتے جہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

تاریخ میں منفرد مقام

دنیا کے مؤرخین اس بات کے معترف ہیں کہ تاریخِ عالم میں آقائے یثربؐ کو بے مثال مقام حاصل ہے۔ چنانچہ آپ واحد انسان ہیں جو ایک عظیم مذہب کے بانی، ایک بے نظیر فاتح، بلند پایہ منتظم، عظیم مفکر، مقنن اور بے مثل سوشل ریفارمر تھے۔ پھر ہمہ اوقات آپؐ کی ذاتِ بابرکات پاکیزگی، شرافت، عدالت، صداقت، شجاعت، امانت، دیانت، سخاوت، رحمت، عفت، غریب پروری، مسکین نوازی اور انسان ہمدردی وغیرہ اوصافِ حمیدہ کا کامل نمونہ تھی۔

عملی زندگی کی جزئیات

آپؐ کی ذاتِ اقدس کے سوا ماضی اور حال میں کسی ایسی ہستی کا سراغ نہیں ملتا جس کی عملی زندگی کا ذکر تاریخ کے اوراق میں اس قدر تفصیل سے محفوظ ہو، نماز، روزہ، حج، قربانی، معاملات، ماکولات، مشروبات، گھریلو تعلقات، اُٹھنا، بیٹھنا، لیٹنا، سونا، چلنا، لباس، جوتا، مسواک، کنگھی، تیل کا استعمال، طہارت وغیرہ غرضیکہ زندگی کے تمام شعبوں کی جزئیات کی تفصیل کتبِ احادیث میں منضبط ہیں۔ پھر اس قدر کثیر معلومات کے بعد لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ۔ افلا تعقلون کے الفاظ میں دنیا کے سامنے اپنی چالیس سال پر پھیلی ہوئی زندگی کی جزئیات کو اپنی صداقت کے طور پر پیش کیا۔ دنیا میں آپؐ کے سوا کونسا انسان ہے، جس نے اپنی روزمرہ کی چالیس سالہ زندگی کو اپنی صداقت پر گواہ کے طور پر پیش کیا ہو، پھر وہ کونسا قائد، مذہبی رہنما، مصلح یا مدبر ہے، جس کی زندگی کی اس قدر جزئیات محفوظ ہوں۔ یا جس نے تھوڑی بہت جزئیات کو بھی اپنی صداقت کے طور پر دنیا کے سامنے رکھا ہو کیا آپ اس حیثیت سے تاریخِ عالم میں منفرد مقام نہیں رکھتے؟

اُسوہ حسنہ

اس اعلان سے عیاں ہے کہ آپ انسانِ کامل تھے آپ کی ذات انسانیت کے میدان میں تمام بشری کمزوریوں سے پاک تھی۔ اور آپؐ ایک ایسے مقام پر تھے جہاں آپؐ کی زندگی کو نسلِ انسانی کے لئے بطور نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ کے الفاظ میں اعلان ہوا کہ آنحضرت صلعم کی حیاتِ طیبہ اُسوۂ کامل ہے، جس کی اتباع میں نہ صرف دنیوی زندگی میں کامیابی یقینی ہے، بلکہ اگر کوئی شخص معرفتِ الٰہی کی منازل طے کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے آپؐ اور محض آپؐ ہی اُسوۂ کامل ہیں۔ دوسرا کوئی نہیں۔ چنانچہ آج تک جہاں آپؐ کے پیرو رضا و معرفتِ الٰہی کے حصول میں کامیاب ہوتے چلے آئے ہیں۔ وہاں نہ تو کسی اور بڑے سے بڑے انسان نے اپنی زندگی کو بطور نمونہ پیش کیا ہو اور نہ ہی دوسروں کی اتباع سے کسی نے رضائے الٰہی کا مقام حاصل کیا ہے۔ اور آج بھی آپؐ کے سوا روحانیت کے تمام سرچشمے خشک ہو چکے ہیں،

ایک نمایاں پہلو

آپؐ اس لحاظ سے بھی کامل نمونہ ہیں کہ آپ نے ایک عام اور کامل انسان کی طرح زندگی بسر کی اور ان تمام مراحل میں سے کامیابی کے ساتھ گذرے۔ جن میں سے ایک انسان کو گذرنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح آپ باپ، خاوند، دوست، تاجر، حکمران، فاتح، سیاستدان، مدبر، جج وغیرہ کی منزلوں سے گذرے اور یہ صفات کسی دوسرے شخص میں جمع نہیں ہوئیں ان منازل میں سے گذرتے وقت آپ کو ہر گونہ انتہائی مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ نے انتہائی کامیابی سے ان کا سامنا کیا۔ تاکہ دوسرے انسان بھی آپؐ کی مثال سے روشنی اور سبق حاصل کر سکیں۔ اور اس پہلو سے بھی آپ ہی کی ذاتِ واحد دوسروں کے لئے نمونہ ہے۔

دوسرے مذہبی رہنماؤں کی کامیابیوں کی اساس معجزوں اور خرق العادت واقعات پر رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگیاں ہمارے لئے نمونہ قرار نہیں دی جا سکتیں۔ گو آپؐ نے دوسروں سے بڑھ کر معجزات دکھائے اور خود آپؐ کی حیاتِ کامل و کامیاب ایک زندہ جاوید معجزہ ہے۔ تاہم آپؐ نے اپنی فراست، استقامت، صبر، اور اخلاق فاضلہ سے کامیابی حاصل کر کے ہر انسان کی رہنمائی فرمائی۔ اور حقیر ترین انسان کو بھی بتا دیا کہ آپؐ کی اتباع میں انسان دین و دنیا کی سعادتیں سمیٹ سکتا ہے۔

وحدتِ نسلِ انسانی

آنحضرت صلعم کا نسلِ انسانی پر یہ ایک احسانِ عظیم ہے، کہ آپؐ نے اپنے پیشروؤں کے برعکس بنی نوعِ انسان کی وحدت و یکجہتی کا اعلان کیا۔ آپ سے قبل نسلِ انسانی رنگ نسل، اور ذات پات کے شدید ترین اختلافات کا شکار تھی۔ حتیٰ کہ آج بھی جو اقوام اور انسانی گروہ آپؐ کی غلامی کے حلقہ سے خارج ہیں۔ وہ نسل و رنگ کے امتیازات کا شکار ہیں، اور عالمِ اسلام اپنی دوسری کوتاہیوں کے باوجود اخوت و محبت کا عالمگیر نظام پیش کرتا ہے۔

آپؐ نے دنیا کو بتایا کہ کان الناس امۃ واحدۃ۔ کہ انسان ایک ہی جماعت ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا"۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے

آب و نان و ماست از یک مائدہ
دودۂ آدم کنفسٍ واحدۃ

آپ نے آخری حج کے موقعہ پر فرمایا کہ عرب کو عجمی اور عجمی کو عرب پر، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنا تھا۔

آپؐ نے اپنے دائرہ عمل کی وضاحت کرتے

ہوئے فرمایا یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا "اے لوگو! میں تم سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ آپؐ سے پہلے ہمیں کسی ایسی ہستی کا ثبوت نہیں ملتا جس نے تمام انسانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا اپنا مشن قرار دیا ہو اور نہ صرف نظریاتی طور پر وحدت کی تعلیم دی ہو بلکہ عملاً بھی اسے قائم کر دیا ہو۔ آپؐ کی زندگی میں ہی مختلف نسلوں، رنگوں اور مراتب کے لوگ باہمی اخوت اور مساوات کے رشتوں میں منسلک ہو گئے، آقا اور غلام کی تمیز اڑ گئی۔ نماز اور حج کی صورت میں بین الاقوامی اخوت اور مساوات استوار ہو گئی۔ شادی، بیاہ کا دائرہ وسیع اسلامی ملت تک ممتد ہو گیا۔ بلال حبشی کا مرتبہ رؤساء قریش سے بڑھ گیا، غلام زادہ اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور علی مرتضیٰؓ جیسے جلیل القدر صحابی ایک سپاہی کی حیثیت میں رومیوں کے مقابلے کے لئے تیار کئے گئے۔ یہ مسلمان قوم ہی ہے جس کی تاریخ میں ہند و مصر میں خاندانِ غلاماں کی حکومتیں نظر آتی ہیں اور اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔

آپ نے پہلے انبیاء اور کتب سماوی کی تصدیق کرکے عالمی اتحاد کی راہ ہموار کی۔ آپؐ پر ایمان لانے کا مقصد انبیائے سابق کا انکار نہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلعم کی رسالت کا اقرار ہے اس طرح انسان اپنے ماضی سے کبھی نہیں کٹتا۔ پہلی حکمتوں سے بھی استفادہ کرتا ہے اور اس کے پہلو بہ پہلو ایک کامل عالمگیر نظام اور برادری سے بھی منسلک ہو جاتا ہے۔

ہر گونہ غلامی کا خاتمہ

آپ سے قبل غلامی کی لعنت تمام دنیا پر مسلط تھی اور اس کا دائرۂ عمل جسم اور روح ہر دو کی غلامی پر حاوی تھا لیکن آپؐ نے فَكُّ رَقَبَةٍ "گردنوں کا غلامی کے جوئے سے آزاد کرنا" بلند ترین مقام قرار دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف جرائم کی سزا غلاموں کا آزاد کرانا مقرر کی۔ اور چونکہ اس کے فوری خاتمے سے کئی مجلسی اور معاشی خرابیوں کے ابھرنے کا مقام تھا۔ اس لئے حکم دیا کہ غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ اور انہیں وہی کھلاؤ پہناؤ جو خود کھاتے اور پہنتے ہو

جسمانی غلامی کے علاوہ آپ نے ذہنی غلامی کا بھی خاتمہ کیا، چنانچہ دین کے معاملے میں آپ نے جبر کو بایں الفاظ رد کیا "لا اکراہ فی الدین، مذہب کے معاملے میں کسی قسم کا جبر روا نہیں"۔ پس من شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر۔ جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کرے اور اسکو ذہنی آزادی کا بنیادی پتھر ٹھہرایا۔ قرآن حکیم میں آپؐ کے متعلق ارشاد ہے "ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم" آپ انکے بوجھوں کو اتارتے ہیں اور ان زنجیروں کو بھی توڑتے جو ان پر پڑی ہوئی ہیں۔ اور دنیا نے دیکھا کہ آپ نے ایک مختصر مدت میں جیدوں اور مقہوروں کو ہر قسم کے مادی اور ذہنی بندھنوں سے آزاد کیا اور سیاسی غلامی سے نجات دلا کر صاحب تخت و تاج بنا دیا۔

خاتم النبیین اور تکمیل انسانیت

وحدت انسانی اس بات کی متقاضی تھی کہ دنیا کو ایک عالمگیر اور ابدی شریعت اور اسوۂ کامل کی دولت سے نوازا جائے۔ چنانچہ قرآن کی صورت میں ایک کامل لائحہ عمل دیا گیا جس کی تائید اس آیت سے کی "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" اس زمانے میں ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا۔ اور اسلام کو تمہارے لئے بطور لائحہ حیات کے پسند فرمایا"۔ خود ذاتِ نبویؐ کو اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا اور اس طرح کتاب اللہ سنت رسول اللہ کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھکر ختم نبوت کا اعلان کر دیا۔ ان دونوں کی تکمیل کو انسانیت کا منبع ٹھہرایا اور معرفت الٰہی کا حصول ممکن اور آسان بنا دیا۔ چنانچہ اس امت میں ہمیشہ ایسے لوگ ہوتے چلے آئے ہیں جو ولایت کے مقام پر پہنچے اور قرآن و سنت کی عظمت پر گواہی دی۔

ختم نبوت کے ذریعہ وحدتِ انسان کا بھی انتظام فرمایا۔ لوگوں کو ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول پر ایمان کے ذریعے سلک اخوت اور مودت میں پرونے کی راہ ہموار کی اور جدید نبوت کا سدباب کرکے انسانوں کو مزید گروہوں میں بٹ جانے سے روک دیا۔

بشریت کی اڑان

آنحضرت بنی آدم میں سے تھے، بشر تھے۔ جن کی زد میں کون و مکان کی وسعتیں تھیں۔ اس بشریت کے سر پر یُوحیٰ الیَّ کا نورانی تاج رکھا گیا جس نے آپکو رسالت، نبوت رحمت عالم، اسوۂ حسنہ کے محلات میں متمکن کر دیا تھا۔ آپ کا وحی الٰہی کی گرانمایہ نعمت اور فضیلت سے متمتع ہونا ختم المرسلین کی خصوصیت سے نوازا جانا اور آپ کی اتباع سے اللہ کا محبوب بن جانا آپ کے مقام کو وہ عظمت بخشتا ہے جس میں آپ لاشریک ہیں۔

قرب الٰہی

آپ قرب الٰہی کے جس مقام پر تھے، اس کا احاطہ ادراک سے کرنا ممکن نہیں، سبحان اللہ! اسریٰ بعبدہ کے اسرار و رموز آپؐ کے سوا اور کون سمجھ سکتا ہے اور ثم دنیٰ فتدلیٰ کے مقام پر اَوْ ادنیٰ کے قرب کا احاطہ کون کر سکتا ہے۔ جہاں دوسروں کو لن ترانی کہہ کر ٹال دیا گیا۔ وہاں آپ کے سلسلے میں تمام قیود اٹھا دی گئیں۔

رفعنا لک ذکرک

آپؐ کے سوا اور کونسی ذات ہے جس کی اتباع خدا کا محبوب بناتی ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرنے لگ جائیگا۔ اور جسے خدا کی ذات اپنا محبوب بنا لے اس کی خوش بختی کا کیا ٹھکانا۔ اور یہ سب کچھ حضور کی اتباع سے ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلعم کی اتباع کو وظیفۂ حیات قرار دے لیا۔ اپنی ژولیدہ خیالیوں کو آپکی سنت پر قربان کر دیا۔ اور خدا کے محبوب بن گئے۔ آپکو اللہ برتر و تعالےٰ نے رفعنا لک ذکرک (ہم نے تیرا ذکر بلند کیا) کے تخت پر بٹھایا آپؐ کے سوا آج وہ کون ہستی ہے جس کا ذکر ہر گھڑی اذانوں میں نمازوں میں، مناروں پر، زبانوں پر، خطبوں میں دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں لیا جا رہا ہے اور کونسی فضا ہے جو اشہد ان محمد رسول اللہ کے حسین ترین الفاظ سے نہیں گونج رہی۔ اگر آپ کا متبع محبوب خدا بن سکتا ہے تو خود حضورؐ محبوبیت کے کس مقام پر ہوں گے؟ چنانچہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی سے عیاں ہے کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتے آنحضرت صلعم پر درود و صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے ارشاد خداوندی کے ماتحت ہر لمحہ کو ہر کہیں آپ پر درود شریف پڑھنے میں مصروف ہے۔ اور یہ درجہ کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں۔ دیدم بعین قلب شنیدم بگوشِ ہوش

در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است

غلبۂ دوام

آپ کو اپنے مخالفوں پر کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے جو غلبہ حاصل ہوا اسکی نظیر بھی تاریخ عالم میں نایاب ہے۔ بالخصوص آپکی ابتدائی دَور کی کس مپرسی اور بے بسی کو سامنے رکھا جائے تو آپکی کامیابی اور بھی زیادہ اجاگر ہو جاتی ہے۔ آپؐ اپنے مادی وسائل کی بے بضاعتی کیساتھ تبلیغ حق کے لئے اٹھے۔ مخالفت کا طوفان امڈ آیا۔ دشمن آپؐ کے مشن اور آپؐ کے وجود کو ختم کرنیکے درپے تھے کہ آسمان سے ارشاد ہوا واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ تعالےٰ آپکو دشمنوں سے بچائے گا ساتھ ہی آپکے مشن کی کامیابی کا بایں الفاظ اعلان کر دیا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اللہ پاک نے آپکو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے۔ یہ غلبہ نہ صرف سیاسی میدان میں ہوا بلکہ علمی اور روحانی میدان میں بھی آپ کا دین غالب آیا۔ اور آج بھی اس کی صداقت کے سامنے کوئی دین ٹھہر نہیں سکتا۔ اس ارشاد کی صداقت موجودہ دَور میں عیاں ہو رہی ہے۔ جبکہ ادیانِ باطل پروپیگنڈے اور اثر اندازی کے تمام مادی وسائل کے باوجود اپنے نام لیواؤں کو ذہنی ترقی کے اس دَور میں اطمینان نہیں بخش سکتے اور دنیا اسلام کے نور کی طرف بھاگ رہی ہے۔

مخالفت کے ابتدائی دَور میں دشمنوں نے آپکو ابتر یا مقطوع النسل قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپکو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ان شانئک ھو الابتر۔ کہ مشرکین مکہ کی نسل ہی منقطع ہوگی، اور یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوئی چنانچہ آپکو ابتر کہنے والوں کی صلبی نسل کو آج کتنے لوگ جانتے ہیں۔ اور ان کی روحانی ذریت تو اسی وقت منقطع ہو گئی تھی جبکہ آپؐ کی روحانی اولاد آج بھی کروڑوں کی تعداد میں آپ کے نام پر فدا ہونے کے لئے موجود ہے۔ غرضکہ ظاہری آنکھوں سے دیکھئے، الا اس عظیم ہستی کی بلندیوں کو کس طرح جان سکتا ہے جس کی چشم بصیرت مکان ولامکان ہر دو سکے

اخلاقِ نبوی

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

علامہ شبلی نعمانی کی سیرت النبی صلعم سے ایک اقتباس

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس کا یہ وہ حصہ ہے جہاں آکر آپ کی زندگی تمام انبیائے کرام اور مصلحین عالم سے علانیہ ممتاز نظر آتی ہے۔ تاریخی ہستی کا ثبوت ایک طرف اگر یہ سوال کیا جائے کہ ان اخلاقی دعوؤں کا خود عملی نمونہ کیا تھا تو دنیا اس کے جواب سے عاجز رہ جائے گی۔ دنیا کے تمام مصلحین اخلاق میں گوتم بدھ اور مسیح کا درجہ سب سے بڑا ہے۔ لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ہندوستان کا یہ مصلح اعظم (بودھ) عملاً کیا تھا۔ کوہ زیتون کے رحیمانہ اخلاق کا واعظ (مسیح) دنیا کو اخلاق کا بہترین درس دیتا تھا۔ لیکن اس کی زندگی کا ایک واقعہ بھی اس کے زرین مقولوں کی تائید میں تم کو معلوم ہے؟ لیکن مکہ کا معلم امی پکار کر کہتا تھا

لم تقولون مالا تفعلون (بقرہ) — جو نہیں کرتے وہ کہتے کیوں ہو۔

وہ خود اپنی تعلیم کا آپ نمونہ تھا۔ انسانوں کے مجمع عام میں وہ جو کچھ کہتا تھا، گھر کے خلوت کدہ میں وہ اسی طرح نظر آتا تھا۔ اخلاق و عمل کا جو نکتہ وہ دوسروں کو سکھاتا تھا وہ خود اس کا عملی پیکر بن جاتا تھا، بیوی سے بڑھ کر انسان کے اخلاق کا اور کون رازداں ہو سکتا ہے، چند صاحبوں نے آکر حضرت عائشہ سے درخواست کی کہ حضرت کے اخلاق بیان کیجئے۔ انہوں نے پوچھا کیا تم قرآن نہیں پڑھتے۔ ان خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان القرآن۔ آپ کا اخلاق ہمہ تن قرآن تھا۔

موجودہ صحائف آسمانی اپنے داعیوں کے بہترین اقوال کا مجموعہ ہیں۔ لیکن کیا انکا ایک حرف بھی اپنے مبلغین کے عمل کا مدعی ہے۔ قرآن مجید لاکھوں مخالفین و اہل عناد کی بھیڑ میں اپنے داعی حق کی نسبت گویا تھا۔

انک لعلیٰ خلق عظیم — اے محمد تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو۔

بیدرد نکتہ چین آج تیرہ سو برس کے بعد آپ کو سنگدل کہتے ہیں۔ لیکن اس وقت جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا قرآن خود دشمنوں کے مجمع میں آپ کی نسبت کیا شہادت دے رہا تھا۔

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک (آل عمران) — خدا کی عنایت سے اُن سے نرمی پیش آتے ہو، اگر تم کہیں کج خلق اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے ہٹ جاتے۔

دوسری جگہ کہتا ہے:

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔ (توبہ) — تمہارے پاس تم میں سے خود ایک پیغمبر آیا اس پر تمہاری تکلیف بہت شاق گذرتی ہے تمہاری بھلائی کا وہ بھوکا ہے اہل ایمان پر نہایت نرم اور مہربان ہے

مسئلہ اخلاق کی نسبت ایک بڑی غلطی یہ کی گئی ہے کہ صرف رحم و رافت اور تواضع و خاکساری کو پیغمبرانہ اخلاق کا مظہر قرار دے دیا گیا۔ حالانکہ اخلاق وہ چیز ہے جو زندگی کی ہر شے میں اور واقعات کے ہر پہلو میں نمایاں ہوتی ہے۔ دوست و دشمن، عزیز و بیگانہ، صغیر و کبیر، مفلس و تونگر، صلح و جنگ، خلوت و جلوت غرض ہر جگہ اور ہر ایک تک دائرہ اخلاق کی وسعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خزیان اخلاق پر اسی حیثیت سے نظر ڈالنی چاہیئے۔

اخلاقِ نبویؐ کا جامع بیان

اس سے پہلے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارکہ کے جزئی اور تفصیلی واقعات لکھے جائیں ان صاحبوں کے بیانات زیر تحریر آتے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سالہا سال اور مدتہائے دراز بسر کی ہیں اور جو آپ کے اخلاق و عادات کے دفتر کے ایک ایک حرف سے واقف تھے۔ انسان کے حالات کا واقفکار بیوی سے بڑھ کر دنیا میں کون ہو سکتا ہے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ جو نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ۲۵ برس تک آپ کی خدمت میں زوجیت میں رہی تھیں، زمانہ آغاز وحی میں آپ کو ان الفاظ میں تسلی دیتی تھیں:۔

"ہرگز نہیں، خدا کی قسم، خدا آپ کو کبھی غمگین نہ کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ مقروضوں کا بار اُٹھاتے ہیں، غریبوں کی اعانت کرتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ حق کی حمایت کرتے ہیں، مصیبتوں میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔"

اُمہات المومنین میں حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی نے آپؐ کے اوصاف تفصیل سے نہیں بیان کئے ہیں۔ فرماتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کسی کو بُرا بھلا کہنے کی نہ تھی۔ برائی کے بدلہ میں برائی نہیں کرتے تھے۔ بلکہ درگذر کرتے تھے۔ اور معاف فرما دیتے تھے آپؐ کو جب دو باتوں میں ... اختیار کیا جاتا تو اُن میں جو آسان ہوتی اس کو اختیار فرماتے۔ بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، ورنہ آپ اس سے بہت دور ہوتے۔ آپؐ نے کبھی کسی سے اپنے ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ لیکن جو احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا خدا اس سے انتقام لیتا تھا۔ یعنی خدا کی طرف سے بموجب احکام ربانی آپ اس پر حد جاری فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے نام لے کر کبھی کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی آپؐ نے کبھی کسی غلام کو، لونڈی کو، کسی عورت کو، خادم کو، جانور کو، اپنے ہاتھ سے نہیں مارا آپ نے کسی کی کوئی درخواست رد نہیں فرمائی۔ لیکن یہ کہ وہ ناجائز ہو۔ آپ جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خنداں، ہنستے اور مسکراتے ہوئے، دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ باتیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرماتے تھے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو رکھ لے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے اور آغاز نبوت سے آخر عمر تک کم از کم ۲۳ برس آپؐ کی خدمت اقدس میں رہے تھے۔ ایک دفعہ حضرت امام حسینؓ نے ان سے آپؐ کے اخلاق و عادات کی نسبت سوال کیا۔ فرمایا آپ خندہ جبین نرم خو، مہربان طبع تھے۔ سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔ بات بات پر شور نہ کرتے تھے۔ کوئی بُرا کلمہ منہ سے کبھی نہیں نکالتے تھے۔ عیب جو اور تنگ گیر نہ تھے۔ کوئی ایسی بات ہوتی جو آپ کو ناپسند ہوتی تو اس سے اغماض فرماتے تھے۔ کوئی آپ سے اس کی امید رکھتا تو نہ اس کو مایوس بناتے اور نہ منظوری ظاہر فرماتے تھے۔ صراحتاً انکار و تردید نہیں کرتے تھے، بلکہ خاموش رہتے تھے۔ اور مزاج شناس آپ کے تیور سے آپ کا مقصد سمجھ جایا کرتے تھے۔ اپنے نفس سے تین چیزیں آپ نے بالکل دور کر دی تھیں، بحث و مباحثہ، ضرورت سے زیادہ کرنا اور جو بات مطلب کی نہ ہو اس میں پڑنا، دوسروں کے متعلق بھی تین باتوں سے پرہیز کرتے تھے، کسی کو بُرا نہیں کہتے تھے، کسی کی عیب گیری نہیں کرتے تھے۔ کسی کے اندرونی حالات کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ وہی باتیں کرتے تھے جن سے کوئی مفید نتیجہ نکل سکتا تھا۔ جب آپ کلام کرتے صحابہ اس طرح خاموش ہو کر اور سر جھکا کر سنتے گویا انکے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ جب آپ چپ ہو جاتے تو پھر وہ آپس میں بات چیت کرتے۔ کوئی دوسرا بات کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا، چپ سنا کرتے۔ لوگ جن باتوں پر ہنستے آپ بھی مسکرا دیتے جن پر لوگ تعجب کرتے، آپ بھی کرتے۔ کوئی باہر کا آدمی اگر بے باکی سے گفتگو کرتا تو آپ تحمل فرماتے دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن اگر کوئی آپ کے احسان و انعام کا شکریہ ادا کرتا تو قبول فرماتے جب تک بولنے والا خود چپ نہ ہو جاتا آپ اس کی بات درمیان سے نہیں کاٹتے تھے

نہایت فیاض نہایت راست گو نرم طبع اور نہایت خوش صحبت تھے ۔ اگر کوئی دفعۃً آپ کو دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا ۔ لیکن جیسے جیسے آشنا ہوجاتا آپ سے محبت کرنے لگتا ۔

ہند بن ابی ہالہ جو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آغوش پروردہ تھے ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نرم خو تھے ۔ سخت مزاج نہ تھے ۔ کسی کی توہین روا نہیں رکھتے تھے چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہار تشکر فرماتے تھے ۔ کسی چیز کو بُرا نہیں کہتے تھے ۔ کھانا جس قسم کا سامنے آتا تناول فرماتے اور اس کو بُرا بھلا نہ کہتے ، کوئی اگر کوئی امر حق کی مخالفت کرتا تو آپ کو غصہ آجاتا ، اور اس کی پوری حمایت کرتے لیکن خود اپنے ذاتی معاملہ پر کبھی آپ کو غصہ نہیں آیا اور نہ کسی سے انتقام لیا ۔

مداومتِ عمل

اخلاق کا سب سے مقدم اور ضروری پہلو یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر اس قدر استقلال کے ساتھ قائم رہے کہ گویا وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے انسان کے سوا تمام دُنیا کی مخلوقات صرف ایک ہی قسم کا کام کر سکتی ہے اور وہ فطرۃً اسی پر مجبول ہے ۔ آفتاب صرف روشنی بخشتا ہے ۔ اس سے تاریکی کا صدور نہیں ہوسکتا ۔ رات تاریکی ہی پھیلاتی ہے ، وہ روشنی کی علت نہیں ۔ درخت اپنے موسم ہی میں پھلتے ہیں اور پھول ایام بہار ہی میں پھولتے ہیں ۔ حیوانات کا ایک ایک فرد اپنے نوعی افعال و اخلاق سے ایک سرمو تجاوز نہیں کر سکتا ۔ لیکن انسان خدا کی طرف سے مختار پیدا ہوا ہے وہ آفتاب بھی ہے اور رات کی تاریکی بھی ۔ اس کے جوہر کا درخت ہر موسم میں پھلتا ہے اور اس کے اخلاق کے پھول ایام بہار کے پابند نہیں ، وہ حیوانات کی طرح کسی ایک ہی خاص قسم کے اعمال و اخلاق پر مجبور نہیں اس کو اختیار دیا گیا ہے اور یہی اختیار اس کے مکلف اور ذمہ دار ہونے کا راز ہے ۔

لیکن اخلاق کا ایک دقیق نکتہ یہ ہے کہ انسان اپنے لئے اخلاقِ حسنہ کا جو پہلو پسند کرے اسکی شدت سے پابندی کرے اور اس طرح دائمی اور غیر متبدل طریقے سے اس پر عمل کرے کہ گویا وہ اپنے اختیار کے باوجود اس کام کے کرنے پر مجبور ہے اور لوگ دیکھتے دیکھتے یہ یقین کرلیں کہ اس شخص سے اس کے علاوہ اور کوئی بات سرزد ہو ہی نہیں سکتی ۔ گویا اس سے یہ افعال اسی طرح صادر ہوتے ہیں جیسے آفتاب سے روشنی درخت سے پھل اور پھول سے خوشبو کہ یہ خصوصیات اُن سے کسی حالت میں الگ نہیں ہو سکتیں ۔ اسی کا نام استقامت حال اور مداومت عمل ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کاموں میں اسی اصول کی پابندی فرماتے تھے جس کام کو جس طریقہ سے جس وقت آپ نے شروع فرمایا اس پر برابر شدت کے ساتھ قائم رہتے تھے ۔ سنت کا لفظ ہماری شریعت میں اسی اصول سے پیدا ہوا ہے ۔ سنت وہ فعل ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ مداومت فرمائی ہے اور بغیر کسی قوی موانع کے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا اس بناء پر جس قدر سنن ہیں وہ درحقیقت آپ کی استقامت حال اور مداومت عمل کی ناقابلِ انکار مثالیں ہیں آپ کے معمولات کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے جس سے یہ معلوم ہوا ہوگا کہ آپ کے تمام اخلاق و اعمال کس قدر پختہ اور مستحکم تھے کہ کبھی تمام عمر ان میں ایک ذرا فرق نہیں پیدا ہوا ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادات و اعمال کے متعلق حضرت عائشہ رضی سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کسی خاص دن یہ کرتے تھے ۔ انہوں نے جواب دیا لا (کان) عمله ديمة آپ کا عمل جھڑی ہوتا تھا یعنی جس طرح بادل کی جھڑی برسنے پر آتی ہے تو نہیں رکتی ۔ اسی طرح آپ کا حال تھا کہ جو بات ایک دفعہ آپ نے اختیار کرلی ہمیشہ اس کی پابندی کی ، پھر فرمایا وایکم یستطیع ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستطیع ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کر سکتے تھے وہ تم میں سے کون کر سکتا ہے ۔ دوسری طرف روایت میں ہے ۔ وکان اذا عمل عملاً اثبته ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام کرتے تھے تو اس پر مداومت فرماتے تھے ۔

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ارشاد ہے :- ان احب العمل الی اللہ ادومہٗ ۔ خدا کے نزدیک سب سے محبوب وہ کام ہے جس پر سب سے زیادہ انسان مداومت کرے ۔

آپ راتوں کو اُٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رات کی یہ عبادت ترک نہیں کی اگر کبھی مزاج اقدس ناساز یا سُست ہوا تو بیٹھ کر ادا کرتے تھے ۔ جریر بن عبداللہ ایک صحابی ہیں ، جن کو دیکھکر آپ محبت سے مسکرا دیا کرتے تھے اُن کا بیان ہے کہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں اور آپ نے مسکرا نہ دیا ہو ۔

جس کام کے کرنے کا وقت آپ نے مقرر کر لیا تھا اس میں کبھی تخلف نہ ہوا ۔ نماز اور تسبیح و تہلیل کے اوقات ، نوافل کی تعداد ، خواب اور بیداری کے مقررہ ساعات ، ہر شخص سے ملنے جُلنے کے لئے طرز و انداز میں کبھی فرق نہ آیا ، اب وہی مسلمانوں کی زندگی کا دستور العمل ہے ۔

نبی کریم صلعم کی کشفی نظر کا کمال

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

اس کے ذریعہ حق کے غلبہ کا وعدہ پورا ہوتا رہے گا اس گروہ کی مخالفت بھی ہوگی لیکن لا یضرھم من خالفھم یعنی ان کی مخالفت کرنے والے اس گروہ کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے وہ گروہ اپنا کام کامیابی کے ساتھ کرتا چلا جائے گا ۔ وہ گروہ حسب ارشادِ خداوندی ویکون الرسول علیکم شھیدا حضرت نبی کریم صلعم سے ہی فیض یافتہ ہوگا اور اسی فیض کی بدولت ہی دنیا میں اصلاح کا کام کرے گا گو ایسے لوگ عام طور پر موجود رہیں گے لیکن صدی گذرنے پر مسلمانوں میں ایسی غلطیاں پیدا ہو جائیں گی جن کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے خاص انتظام ہوتا رہے گا ایسے خلفاء الرسول کو احادیث میں مجدد کے نام سے پکارا گیا ہے مندرجہ ذیل احادیث اس مضمون کو وضاحت سے بیان فرما رہی ہیں :-

کنز العمال جلد سابع ص۱۲۳ کی حدیثوں پر غور کی نظر ڈالی جائے تو میرے مندرجہ بالا بیان کی تصدیق ان میں مل جائے گی ۔ فرمایا ان لکل امۃ اجلا وان لامتی مائۃ سنۃ فاذا مرت علی امتی مائۃ سنۃ اتاھا ما وعدھا اللہ یعنی ہر اُمت کے لئے دیگرگونی کا وقت مقرر ہے میری اُمت کے لئے سو سال ہیں جب میری امت پر سو سال گذرا کریں گے تو اس پر بگاڑ کی بھی اور اُس کی اصلاح کی بھی وہی صورت پیدا ہو جائے گی جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے اس امت کے ساتھ کیا ہوا ہے یعنی حضرت نبی کریم صلعم کا کوئی خلیفہ پیدا ہوجائے گا جس کو حدیث میں مجدد کا نام دیا گیا ہے ۔ چنانچہ سو سال کے بعد امت میں بگاڑ نمودار ہونے کا ثبوت مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ملتا ہے ۔ فرمایا ان للہ تعالیٰ ریحا یبعثھا علی رأس مائۃ سنۃ تقبض روح کل مؤمن یعنی اللہ تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایسی ہوا چلاتا ہے جو ہر مومن کی رُوح قبض کرلیتی ہے یعنی صدی کے بعد حقیقتاً مؤمن دنیا میں نہیں رہتے سوائے شاذ و نادر کے نام کے مومنوں کو حقیقی مومن بنانے کے لئے مجدد مبعوث کیا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ۔

ایک خاص مجدد کی پیشگوئی

عام چھوٹے چھوٹے بگاڑوں کے علاوہ مکمل بگاڑ کی پیشگوئی بھی موجود ہے جس کا نقشہ اُوپر بیان کردہ احادیث میں پیش کیا گیا ہے اور جس کے متعلق حدیث میں الآیات بعد المائتین کے الفاظ میں پیشگوئی کی گئی ہے یعنی تیرھویں صدی میں خاص اہم علامات ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گی جو اس عظیم الشان مجدد کی آمد کی خبر دے رہی ہوں گی جس کا چودھویں صدی میں مسیح اور مہدی کے لقب سے ظہور کرنا اللہ تعالےٰ کے ہاں مقدر ہے چنانچہ وہ مجدد اعظم حضرت مرزا صاحب کے وجود میں ظاہر ہوگیا اور اس نے اپنا مفوضہ کام

یعنی بخیر و خوبی سرانجام دیدیا اگر انہیں مجدد تسلیم نہ کیا جائے تو اس صدی کے مجدد کی نشاندہی کرنی چاہیئے جس نے خدا کی طرف سے بطور مجدد مبعوث ہونے کا دعوےٰ کیا ہو ، بگاڑ انتہائی صورت میں موجود مصلح ندارد ۔ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے ۔ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ اللہ تعالےٰ کے تمام وعدے غلط نکلے ۔ آئندہ قسط میں انشاء اللہ تعالےٰ اس مجدد اعظم کے زمانہ کی علامات پر روشنی ڈالی جاسکے گی ۔

احمدیہ کانفرنس ایبٹ آباد

(۲)

ختم نبوت پر تقریر

مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت کی تقریر کے بعد محترم مولانا چوہدری عبدالحمید صاحب فاضل عربی نے ختم نبوت پر ایمان افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کی رُو سے حضور صلعم کو دیگر انبیاءؑ سے چھ امور میں فضیلت حاصل ہے ۱۔ حضورؐ کو جامع کلمات عطا ہوئے۔ ۲۔ کمال رعب عطا ہوا۔ ۳۔ آپؐ کے لئے غنائم حلال کئے گئے۔ ۴۔ تمام روئے زمین سجدہ گاہ بنائی گئی۔ ۵۔ آپؐ تمام انسانوں کی طرف مبعوث کئے گئے۔ ۶۔ اور حضورؐ پر سلسلہ نبوت ختم ہوا۔

مذکورہ بالا چھ فضیلتوں پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے محترم چوہدری صاحب نے فرمایا کہ جامع کلمات — قرآن کریم کا بے مثل ہونا ثابت ہے۔ قرآن کریم نے جو جو پیشگوئیاں اپنے اثبات کے متعلق، اپنے منجانب اللہ ہونے کے متعلق، اپنے بے مثل و بے نظیر ہونے کے متعلق اور اپنی ابدی اور ازلی عالمگیر تعلیمات اور عالم انسانیت کے لئے آخر ہدایت نامہ ہونے کے متعلق دی ہیں وہ بکمال پوری ہو رہی ہیں۔ اور قیامت تک پوری ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ ان چھ فضیلتوں کو قرآن و حدیث اور تاریخی واقعات کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے مقرر موصوف نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ قرآن کریم کی صورت میں ہے اس کے علاوہ ایک ایسی قوم آپؐ نے پیدا کی جو سیرت و کردار کی پیکر تھی جس نے آنے والے انسانوں کے لئے عشق، جذب، ایثار و قربانی، اخوت و مودت، مساوات و انصاف اور فضیلت و روحانیت کی راہیں استوار کر دیں۔ یہ قوم اور اس کی زندگی قیامت تک عالم انسانیت کے لئے رشد و رہبری کا کام دیتی رہے گی۔ چوہدری صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ انبیاءؑ کی عمارت کے آخری پتھر ہیں۔ حضورؐ کے بعد نبوت ختم ہو گئی ہے۔ قیامت تک کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا اور ارشادِ خداوندی انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون — کے مطابق انبیاء کرامؑ کے بعد خدا تعالیٰ نے روحانی سلسلہ کو قائم و دائم رکھنے کے لئے کمانڈروں جرنیلوں کرنیلوں کا سلسلہ جاری کیا ہے جو ہر صدی پر مبعوث ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے۔ یہ لوگ دین متین کی حفاظت تجدید کا کام کرتے ہیں۔ محترم چوہدری صاحب نے فرمایا چودھویں صدی کے سر پر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود مجدد زمان، صدی معہود ہو کر آئے اور انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا بے نظیر کام کیا۔ اسلام کو غالب دین ثابت کیا۔ اور دیگر مذاہب کا بطلان دلائل و براہین سے کر دکھایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے توحید و رسالت اور اسلام پر بے نظیر لٹریچر پیش کیا۔ اس مقصد کی سرانجام دہی کے لئے توحید و رسالت کی اشاعت اور خدمت دین متین کے لئے ایک جماعت تیار کی جس نے اپنے آقا کے نقش قدم پر چل کر اسلام کی وہ روشن خدمات کی ہیں۔ جن کی آج دنیا معترف ہے۔ چوہدری صاحب نے اکابرین سلسلہ — حضرت مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؒ۔ حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہیؒ۔ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحبؒ۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب کا بالخصوص ذکر فرمایا۔ اور ان کے فضائل اور ان کی دینی خدمات کی اجمالی تصویر پیش کی۔

محترم چوہدری صاحب نے اپنی تقریر کے آخر میں حضرت مسیح موعود کی اپنی کتب کے متعدد حوالہ جات سے ثابت کیا کہ حضرت صاحب نے نبوت کا نہیں مجددیت اور محدثیت اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ حضرت مسیح موعود کے ورثہ — اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی تحریک کو زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ جاری رکھیں۔

تصویر کے دو پہلو

چوہدری عبدالحمید صاحب کے بعد محترم پروفیسر خلیل الرحمٰن خان صاحب ایم۔ ایس۔ سی نے "تصویر کے دو پہلو" کے عنوان سے تقریر فرمائی آپ نے فرمایا:—

قومیں ہمیشہ اپنے ماضی سے سبق حاصل کرتی ہیں، اور اس کی روشنی میں اپنے حال کو سنوارتی اور مستقبل کو بہتر بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے اپنے ضلع کی جماعت کی ماضی کے چند روح پرور نظارے پیش کروں اور اس کے بعد اس کے حال کا جائزہ لوں۔ میں آپ کو آج سے چالیس سال پیچھے لے جاؤں گا۔ اور صرف وہ منظر آپ کے سامنے رکھوں گا جس کا نظارہ میری اور میرے ہم عمر عزیزوں اور دوستوں کی آنکھوں نے دیکھا۔

ہم چند لڑکے اپنے گاؤں سے مانسہرہ ہائی سکول میں پڑھنے جایا کرتے تھے۔ جب سکول سے واپس آتے۔ تو ایک خاص مقام پر مویشیوں کے چرواہے ہمارے منتظر ہوتے اردگرد سے مرزائی — مرزائی کا شور بلند ہوتا۔ ہم پر پتھر برسائے جاتے۔ ہمیں گالیاں دی جاتیں۔ ہمارے بستے ہم سے چھین لیے جاتے اور کبھی کبھار کوئی سودا سلف اور کھانے پینے کی چیزیں ہمارے پاس ہوتیں تو وہ لوٹ لی جاتیں۔ ہمیں خشک گوبر اور لکڑیاں اکٹھا کرنے پر مجبور کیا جاتا۔ کبھی مال مویشی چھڑوائے جاتے اور دھان کے پودے لگواتے۔ یہ تقریباً ہر روز کا معمول تھا۔

ہم اس زمانے میں لفظ "مرزائی" کی حقیقت سے ناآشنا تھے۔ اس لئے ہم یہ سوچتے کہ آخر ہمیں کس گناہ کی پاداش میں یہ سزا دی جاتی ہے۔ اور اگر ہم اس کی شکایت اپنے بزرگوں سے کرتے ہیں تو وہ بڑے اطمینان اور سکون سے ہمیں صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ میرا دل تو کبھی کبھی اس سرد رویئے کے خلاف بغاوت بھی کرتا لیکن اس وقت ہم کیا جانتے تھے کہ اس تلقین نے ہمارے اندر استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کی تعمیر کے مطابق ایسی قوت اور طاقت پیدا کرنا چاہتے تھے جو مشکل سے مشکل گھڑی میں بھی ہمیں اپنے اعتقادات پر ثابت قدمی سے کھڑا ہونے میں مدد دے اور کسی مقام پر متزلزل نہ ہو سکے۔ پروفیسر صاحب نے کہا۔ لفظ مرزائی ہمارے لئے طعن و تشنیع اور حقارت کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور اب بھی ہوتا ہے۔ ہمیں اس لفظ کی حقیقت معلوم کرنے کی قدرتی طور پر جستجو تھی۔

ایک محفل میں جس میں حسب معمول ہم چھوٹے بڑے شریک تھے وفات مسیح۔ حضرت صاحب کے دعاوی ان کے الہامات۔ پیشگوئیوں۔ آپ کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ اپنوں پرائیوں کی ناانصافیوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ہم اس وقت ان دقیق باتوں کو سمجھ تو نہیں سکتے تھے لیکن ہمارے بزرگ ہمیں ایسی محفلوں میں ہماری تربیت کی خاطر شریک ضرور کرتے تھے اور اگر ہم از خود شریک ہوتے تو وہ بہت خوش ہوتے تھے۔ اثنائے گفتگو میں ایک موقعہ پر حضرت مولانا محمد یعقوب خان صاحب مرحوم و مغفور (محترم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کے چچا) نے بڑی رقت والی اور جذبہ بھری آواز میں فرمایا "مازا مرزا" (یہ ہندکو زبان کے الفاظ ہیں) یعنی میرا مرزا" اور میں نے دیکھا انکی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب اُمڈا چلا آ رہا تھا اور جذبات محبت کے اس طوفان کا اندازہ لگانا تو ناممکن ہے جو اس سیلاب کے پیچھے موجزن تھا۔ شاید حضرت صاحب کی تحریک کی ساری تاریخ اُن کی آنکھوں کے سامنے سے ایک فلم کی طرح گذر گئی۔

آج بھی اُن کے یہ الفاظ مجھے یاد دلاتے ہیں کہ وہ ساری دنیا کو قربان کر کے "مرزا" کو اپنے دل میں سمو لینا چاہتے تھے۔ میں نے مرزا کی محبت میں صرف اُن کی آنکھوں کو اشکبار نہیں دیکھا بلکہ اُن کی پیشانی کو بھی خون آلود دیکھا ہے اور اس حالت میں ان کے لبوں پر مسکراہٹ بھی دیکھی ہے۔ کوئی آنکھ اس محفل میں ایسی نہ تھی جس کی پلکوں پر سے آنسو نہ ڈھلک رہے ہوں۔

اس رنگ سے متاثر ہو کر ہم میں سے کسی نے آخر پوچھ ہی لیا کہ لوگ ہمیں مرزائی کیوں کہتے ہیں اور کیوں اذیت کس لئے ستاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ لوگ ہمیں مرزائی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ مجدد صدی چہاردہم کی نسبت سے کہتے ہیں۔ وہ رسول کریم صلعم کے فرمودہ کے مطابق اس صدی کے مجدد ہیں۔ وہ اسلام کی خدمت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ لوگ اگرچہ ہمیں حقارت اور نفرت سے ایسا کہتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ ہمیں احمدی کہیں جو ہمارا صحیح نام ہے۔ ہمیں تو "مرزائی" کہلاتے میں بھی ایک لطف آتا ہے

لوگ نادان ہیں - انہیں اُن کے مولوی ایسا کہنے اور کرنے پر مجبور کرتے اور بھڑکاتے ہیں - اور انہیں صحیح بات نہیں بتاتے - ہم انہیں اُن کی حرکات کا جواب اس لئے نہیں دیتے کہ ہمارے مرزا نے ہمیں بتایا ہے ع

گالیاں سن کر دعا دو - پا کے دُکھ آرام دو

ایک دن آئے گا لوگ اس مرزا کو رو رو

کے یاد کریں گے لیکن افسوس اُس وقت

ہم نہ ہوں گے۔" محترم پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ:۔

ہمارے شب و روز ایسی ہی پاک مجلسوں میں گذرتے رہے - اور ہماری رہنمائی اور تربیت انہی خطوط پر ہوتی رہی - ایک بار حضرت الحاج مولنا محمد یحییٰ صاحب مرحوم مغفور نے جنہوں نے قادیان میں اترے ہوئے خدائی نور کی ایک چنگاری سے دیب گراں میں شمع احمدیت روشن کی اور اس کی لو سے دانہ - مانسہرہ - پھلڑہ - دربند - تھاکھی - تہال - سراور گچھی کے مقامات روشن ہوئے - ایسی ہی ایک مجلس میں فرمایا :۔

"یہ لوگ اس مرزا کو بُرا کہتے ہیں جو عیسائیت کے خدا کو مار کر اسلام کے خدا کو زندہ کرنا چاہتا ہے جو اپنے وجود کو شہادت کے طور پر پیش کرتا ہے کہ اسلام کا خدا ہے اور وہ باتیں کرتا ہے جو خدا نما ہے اور خدا سے ٹوٹا ہوا تعلق جوڑنے کا راستہ لوگوں کو بتاتا ہے - جو محمد صلعم کے عشق میں خود مخمور ہے اور اوروں کو اسی نشہ میں مخمور دیکھنا چاہتا ہے - جو غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی ایک ناقابل شکست ڈھال ہے - جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے آیا ہے خدا ان لوگوں کو اس کی شناخت کی توفیق دے - یہ لوگ اس کی وجہ سے ہمیں کافر کہتے ہیں اور دکھ دیتے ہیں - ہمیں فخر ہے - ایک دن آئے گا یہ روئیں گے - جیسا کہ حضرت صاحب خود فرماتے ہیں ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من

روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

وہ اس دُکھ میں بھی ایک لذت محسوس کرتے تھے اور اپنے حزن و ملال کی شکایت صرف اپنے خدا سے کرتے تھے -

اس ضلع کے مختلف مقامات پر "مرزا" کے چند دیوانوں کا یہ ایک گروہ تھا - دیوانے نہیں فرزانے - دنیا سے الگ تھلگ - خدا کے عشق - محمدؐ کے عشق - قرآن کے عشق اور مرزا کے عشق میں مخمور اس میں گرد آلود کپڑوں میں ملبوس کسان بھی تھے - سرکاری حکام بھی - ڈاکٹر - وکیل - طبیب استاد اور دکاندار بھی تھے - عالم فاضل بھی تھے، اور ایسے بھی تھے باس اور دو اوپر بیس میں فرق بھی معلوم نہ تھا - وہ بھی جنہوں نے مرزا کی خاطر بادشاہی قربان کر دی اور وہ بھی تھے جنہوں نے سلاسل کو اپنے پاؤں کی زینت بنایا - اور ایسے بھی تھے جنہوں نے ان کی خاطر سر پر زخم کھائے - لیکن جب انہیں ایک جگہ مل بیٹھنے کا موقعہ ملتا تو وہ ایسے شیر و شکر ہوتے کہ کوئی اندازہ نہ کر سکتا تھا کہ یہ ایک شخص کے مریدوں کا گروہ ہے یا ماں جائے بھائی ہیں - بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ان کی حق گوئی ان کی گفتگو میں شائستگی - ایک دوسرے کے لئے احترام - اخوت - مروت - ہمدردی - ایک دوسرے کی تکلیف پر تڑپ اٹھنا - اپنے ضرورت مند بھائی کی اس طرح مدد کرنا کہ اس کی خود داری کو ٹھیس بھی نہ لگے - وفاداری اور مرنے کے بعد وفاداری - یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری - ان کی دیانت اور امانت اور ان کی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی عبادت - جب وہ سر اٹھاتے تو سجدہ گاہیں آنسوؤں سے تر ہوتیں - یہ ایسی باتیں تھیں جن کے مخالفین بھی معترف تھے - اور ان کی وجہ سے احمدیت میں ایک کشش اور جاذبیت تھی - مولوی عبداللہ خاں صاحب مرحوم جو ایبٹ آباد کے قریب ایک گاؤں باندہ پیر علی خاں کے رہنے والے تھے کہتے تھے کہ میں نے احمدیت ان لوگوں کو دیکھ کر قبول کی - اور میں کہتا تھا کہ جس شخص کے یہ مرید ہیں وہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

ان پاک انسانوں کا ایمان چٹان کی طرح مضبوط - انہیں اپنے امام ہمام سے والہانہ عشق بھی تھا اور ان کے لئے بے انتہا غیرت بھی۔

ان بزرگوں کو دیکھ دیکھ کر - ان کی باتیں سن سن کر ہم پر یہ بات واضح ہو گئی کہ احمدیت تو صرف ایک خوبصورت اسلام ہے - لیکن اسے قبول وہی کر سکتا ہے جسے خدا اور صرف خدا چاہیئے - اور جو حضرت صاحب کے الفاظ میں :۔

دین کو دنیا پر مقدم کر سکتا ہے

احمدیت کا رنگ آہستہ آہستہ اتنا گہرا اور پختہ ہوتا گیا کہ ہم نے باوجود اپنی تمام کمزوریوں کے نہ اسے کبھی چھپایا ہے اور ہماری اپنی ترقی کے راستے میں ایک رکاوٹ اور مشکل تصور کیا ہے -

یہ ہے تصویر کا ایک پہلو - اس میں میں نے بزرگوں کی حضرت صاحب کے ساتھ محبت - عقیدت اور اخلاص کا ذکر کیا ہے - ان کی مشکلات کا ذکر کیا ہے - ان کے خلوص و محبت کا ذکر کیا ہے ان کی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی عبادت کا ذکر کیا ہے اور ایک خاص رنگ میں اپنی اولاد اور اپنے زیر اثر لوگوں کی تربیت کا ذکر کیا ہے۔

دوسرا پہلو

تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم - ولا تسئلون عما كانوا يعملون -

آیئے اس آئینے میں آج ہم تصویر کا دوسرا پہلو بھی دیکھ لیں - اور یہ پہلو ہر کوئی اپنے دل میں جھانک کر دیکھ سکتا ہے - اب بھی ہم پر دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں خدا کا بڑا فضل ہے - لیکن ہم اس مقام سے بہت نیچے گر گئے ہیں جس پر ہمیں حضرت صاحب مغفور کے ساتھ کھڑا کرنے کے لئے تشریف لائے تھے آخر ایسا کیوں ہے؟

کیا ہم کہیں انہی آلودگیوں میں تو پھنس کر نہیں رہ گئے جن سے حضرت صاحب ہمیں پاک کرنے کے لئے ...... آئے تھے - کہیں ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد حضرت صاحب سے کیا تھا اُسے توڑ کر ان سے بے وفائی تو نہیں کی - اور کیا ہم نے اپنی اولاد کی تربیت اس نہج پر کی ہے کہ وہ ہمارے جانے کے بعد شمع احمدیت کو فروزاں رکھ سکیں گے - اور کیا ہم نے کبھی کوئی ایسا مناسب انتظام کیا ہے کہ جماعت کی مضبوطی کی خاطر ہم رشتے ناطوں کے سلسلہ میں دنیا کو نہیں دین کو مدنظر رکھیں گے:

کیا ہم نے اپنے یتیموں اور بے کسوں کا سہارا بننے کی کوشش کی ہے - اور ان کے سر پر ہاتھ رکھا ہے۔ کیا ہمارا دل اپنے احمدی بھائی کی تکلیف پر اس طرح تڑپ اٹھتا ہے جس طرح اپنے کسی قریبی عزیز کی تکلیف پر - ان سوالات کا جواب ہم میں سے ہر ایک اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچ سکتا ہے۔

میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ ہم نے دنیا کو دین پر ترجیح دینا شروع کر دیا ہے - اپنے یتیموں، غریبوں اور بے کسوں سے غافل ہو گئے ہیں - اور میرے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ماں باپ مخلص احمدی تھے لیکن ان کے مر جانے کے بعد ان کے بچوں کا کوئی پُرسان حال نہ رہا اور وہ غیروں کی گود میں چلے گئے ہم نے غیر احمدیوں کے ساتھ رشتے ناطے شروع کر دیئے باوجود اس کے کہ اپنی جماعت میں ایسا ہو سکتا تھا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آئندہ آنے والی نسل کی پرورش ایسی گود میں ہونے لگی جسے احمدیت سے کوئی سروکار نہیں۔ ان تمام کمزوریوں کی تہ میں وہی ایک نکتہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بجائے ہم نے دنیا کو دین پر مقدم کرنا شروع کر دیا ہے - اگر ہم یہ بھولا ہوا سبق پھر یاد کر لیں تو ہم پھر اپنے مقام پر لوٹ سکتے ہیں۔

تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جلسۂ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے زیر اہتمام

بروز ہفتہ مؤرخہ ۲ر جولائی ۱۹۶۶ء بوقت ۵½ بجے شام

بمقام احمدیہ بلڈنگس، برانڈرتھ روڈ لاہور

رسالتمآب سید الرسل ختم المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم کا خراج عقیدت

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ☆ نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بڑھکر ☆ لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں ☆ وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

زندگی بخش جام احمد ہے ☆ کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا ☆ سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے

جان و دلم فدائے جمال محمد است ☆ خاکم نثار کوچۂ آل محمد است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش ☆ در ہر مکاں ندائے جمال محمد است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم ☆ یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی است ☆ ویں آب من ز آب زلال محمد است

سب سے افضل نبی

"سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربی اعظم ہے یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فساد اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا۔ جس نے توحید گم گشتہ ... کو پھر زمین پر قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہر یک گمراہ کے شبہات مٹائے۔ جس نے ہر ایک ملحد کے وساوس دور کیے۔ اور سچا سامان نجات کا ..... اصول حقہ کی تعلیم سے از سر نو عطا فرمایا۔

اب تواریخ بتلاتی ہے، کتاب آسمانی شاہد ہے اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اس قاعدے کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۶ حاشیہ)

بعد خاتم النبیین رسول کا آنا جائز نہیں

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا ہو۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا ہو۔" (نشان آسمانی صفحہ ۳۰)

جبرئیل وحی نبوت لے کر نہیں آسکتا

"رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

آئندہ پرچہ

میلاد النبیؐ کے اس پرچہ کے بعد آئندہ پرچہ ۱۳ر جولائی ۱۹۶۶ء کو شائع ہوگا۔ ۶ر جولائی کا پرچہ شائع نہیں ہوگا قارئین کرام مطلع رہیں۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

پیغام صلح مورخہ ۲۹ر جون ۱۹۶۶ء۔ رجسٹرڈ ایل ۴۳۶ شمارہ ۲۳

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۶۶ء | ۲۴

جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰ جولائی ۱۹۶۶ء کو بوقت ساڑھے پانچ بجے شام جامع احمدیہ لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے زیر صدارت میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد ہوا۔ سب سے پہلے حضرت امیر ایدہ اللہ نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود کی کتاب نجم الہدیٰ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد پڑھ کر سنائے گئے، اور پھر مرزا مسعود بیگ صاحب نے حضرت رسول کریم صلعم کی شان رحمۃ للعالمین پر ایک بسیط تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے کمالات اور نعماء کو نہیں گنا جا سکتا۔ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ اور صفات جمیلہ کا بھی احاطہ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات ابتداء سے لے کر آخر تک تفصیل سے بیان کئے، جن میں پیدائش کے بعد آپ کا دائی حلیمہ کے سپرد ہونا اور ان کے گھر میں برکات کا ظہور، تعمیر کعبہ کے موقعہ پر حجر اسود کے نصب کرنے میں قبائل کو خانہ جنگی سے بچانا، کفار کی طرف سے طرح طرح کی ایذاؤں پر آپ کا صبر و تحمل، جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل کی ممانعت وغیرہ مختلف واقعات کو نہایت دلآویز پیرایہ میں بیان کیا۔ اور اس حقیقت کا ذکر کیا کہ آج دنیا جن مصائب میں مبتلا ہے، ان کا حل صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل درآمد کرنے سے ہو سکتا ہے، ضرورت ہے کہ مسلمان وہ نمونہ اختیار کریں جو انکے ہادی و مقتدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔

آپ نے جمہوریت اور آزادی رائے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ سب سے پہلے... ... حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جمہوریت قائم کی۔ لیکن اس جمہوریت میں آزادی رائے کے ساتھ آداب کو بھی مدنظر رکھا جاتا تھا۔ آپ کی مجلس میں ہر شخص آزادی کے ساتھ اپنے خیالات ظاہر کر سکتا تھا لیکن کوئی خلاف ادب اور ناگفتنی بات نہیں ہوتی تھی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم امن کے شہزادے تھے۔ اور آج اس شہزادۂ امن ہی کی متابعت سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

مرزا صاحب کے بعد ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ نے سورۃ نون کی ابتدائی آیات پڑھ کر بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار نے مجنون ہونے کا الزام لگایا جس کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ آپ کی تعلیمات اور علوم زمانہ اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ مجنون نہیں، یہاں تک کہ جوں جوں علم ترقی کرے گا اور علمی کتابیں لکھی جائیں گی۔ ان سے آپ کی مقبولیت اور تحسین اخلاق کی دنیا قائل ہوتی جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس ضمن میں انسائکلو پیڈیا برٹانیکا کے وہ الفاظ پڑھ کر سنائے جن میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھا ہے کہ دنیا کی تمام مذہبی شخصیتوں میں سے محمد رسول اللہ صلعم کامیاب ترین انسان ہیں، اور بتایا کہ آپ کے واقعات زندگی یتیمی، کس مپرسی، تیرہ سال کی مسلسل ایذائیں اور صعوبتیں، اور مدینہ میں آنے کے بعد کفار کے حملے اور جنگیں، اور آخر کار دس سال کے قلیل ترین عرصہ میں دین اسلام کا تمام عرب میں پھیل جانا، اور کفار کا بتوں کی پرستش سے دستکش ہو کر توحید الٰہی پر ایمان لے آنا یہ وہ حالات ہیں، جن سے آپ کی بے نظیر کامیابی کا پتہ لگتا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے "اسلام اور یورپ" نامی کتاب میں سے مغرب کے بعض نامی گرامی مصنفین اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی آراء پڑھ کر سنائیں جو انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق اور اعلیٰ اصولوں اور تعلیمات کے متعلق لکھی ہیں۔

آخر میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک مختصر تقریر فرماتے ہوئے بتایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین فرمایا گیا ہے اور یہ ارشاد الٰہی ہے کہ آپ کی دعوت کافۃ للناس دنیا جہان کے لوگوں کے لئے ہے۔ خود آپ کا بھی دعویٰ ہے کہ انی بعثت الیٰ کل اسود و احمر۔ یہ بہت بڑے دعاوی اور مشکل ترین کام ہے جو آپ کے سپرد کیا گیا، ایک شخص کے لئے ایک ملک اور ایک برّ اعظم کی رہنمائی کرنا اور انہیں راہ ہدایت دکھانا مشکل ہے۔ چہ جائیکہ تمام دنیا اور تمام زمانوں کی اصلاح کا کام اس کے سپرد ہو کیا معلوم کہ قیامت تک کون کون سے علوم پیدا ہوں گے، کیا کیا ضروریات دنیا کو پیش آویں گی، اور کس سطح دماغی تک دنیا پہنچ جائے گی۔

لیکن غور کیجئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات آج اس روشنی کے زمانہ میں بھی ویسی ہی راہ ہدایت کی طرف لے جانے والی اور دنیا کے مصائب کو حل کرنے اور امن کا رستہ دکھانے والی ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ دو باتیں آج کی دنیا کے لئے ضروری ہیں جن کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے۔

(۱)۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر یہ اعلان فرمایا کہ لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بتقوی اللہ۔ کسی عرب کو کسی غیر قوم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ کسی دوسری قوم کو کسی عربی نژاد پر کوئی فضیلت ہو سکتی ہے، نہ ہی کسی کالے آدمی کو گورے پر یا گورے کو کالے پر فضیلت ہے، ہاں جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اسی کو سب سے بڑھ کر فضیلت حاصل ہے۔

(۲)۔ دوسری بات جس کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں زور دیا گیا ہے، وہ اس آیہ کریمہ میں ہے ولقد کرمنا بنی آدم، آدم کی جو بھی اولاد ہے، وہ چوہڑا ہو، چمار ہو، اچھوت ہو، زنگی ہو، انگریز ہو، حبشی ہو، بنی آدم کا لفظ جس پر عائد ہو وہ قابل تعظیم ہے، اور اس کی پیدائش اور قومیت کی وجہ سے اسے قابل نفرت نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اس کے برخلاف آج اس روشنی کے زمانہ میں امریکہ کے اندر جو گاڈز لینڈ (خدا کی زمین) کہلاتا ہے حبشیوں کے ساتھ جو بہیمانہ سلوک ہو رہا ہے اور ایسا ہی انگلستان، جنوبی افریقہ اور ہندوستان میں ماتحت اقوام کے ساتھ جو ظلم و ستم کیا جا رہا ہے، اس کا آپ نے تفصیل سے ذکر کیا اور فرمایا کہ اس کے مقابلہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اخوت محمدیہ کے عمل کو اگر سامنے رکھا جائے تو یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ آپ زمانۂ حال کے نبی ہیں اور آپ کی تعلیمات فطرت انسانی کے عین مطابق اور قیامت تک قابل ..... تقلید ہیں، اور صرف انہی تعلیمات پر عمل کرنے سے دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تقریر کے بعد جلسہ دعا پر ختم ہوا، جس کے بعد حاضرین کی تواضع کوکا کولا وغیرہ سے کی گئی۔

تاج محمد کا مقدمہ

ایک شخص تاج محمد نے راولپنڈی کی ایک عدالت میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے خلاف فوجداری مقدمہ دائر کیا تھا چونکہ وہ جھوٹا اور بے بنیاد تھا اس لئے عدالت نے اسکو خارج کر دیا۔

دوران مقدمہ میں اس شخص نے یہ محسوس کر کے کہ میرے پاس مقدمہ کے بارے میں ثبوت کوئی نہیں ہائی کورٹ میں انتقال مقدمہ کی درخواست دائر کر دی۔ ہائیکورٹ نے نہ صرف اس درخواست کو مسترد کر دیا بلکہ تاج محمد پر توہین عدالت کا جرم عائد کر دیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنوں اور غیروں سے عدل و انصاف کی نادر ترین مثالیں

آج کی روشن صدی کی تہذیب یافتہ اقوام کا دوسری اقوام سے غیر انسانی سلوک

حضرت مسیح موعود نے ایک پاکباز اور بلند کردار قوم پیدا کی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۸ جولائی ۱۹۶۶ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ۔ ولا تکن للخائنین خصیما ۔ واستغفر اللہ ۔ ان اللہ کان غفورا رحیما ۔ ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم ۔ ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما ۔ (سورۃ النساء ۱۰۵ تا ۱۰۷)

آنحضرت صلعم کے لئے احکام الٰہی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی قرآن کریم کے اندر احکام ہیں ۔ بعض احکام نہایت مشکل ہیں ان مشکل احکام میں سے چند ایک آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں یہ احکام عدل و انصاف قائم کرنے کے متعلق ہیں ۔

برصغیر ہند و پاک میں انگریز کا عدل و انصاف

عدل و انصاف قائم کرتے ہیں بے شمار لوگ ذلیل ہو گئے ہیں ۔ یہاں پر ڈیڑھ سو سال تک انگریزوں نے حکومت کی ، ان کی حکومت کے بہت سے پہلو مفید تھے ۔ ہندو مسلمانوں کے درمیان انہوں نے عدل و انصاف کو قائم رکھا اور خوب قائم کیا ۔ لیکن جب بھی کسی انگریز اور ہندوستانی کا معاملہ ہوتا تو انگریز اس میں ہر بار فیصل ہو جاتا ۔ ہر بار انگریز ہی مقدمہ جیتتا ۔ اور رعیت کے مظلوم کی داد رسی نہ ہوتی ۔

یورپ میں ماتحت اقوام سے سلوک

آج بھی یورپ کے لوگ جنہیں دعوےٰ ہے بیسویں صدی کی روشنی کا اور علم و سائنس کی ترقی کا ، وہ رنگ و نسل کے اختلاف کو اہمیت دیتے ہیں اور غیر اقوام کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے ۔ آج بھی اس روشنی کے زمانہ میں انگریز کوشش کرتا ہے کہ انگلستان میں رہنے والے مسلمانوں کے برخلاف قوانین بنائے جائیں ۔ جنوبی افریقہ میں آج بھی انگریز اپنی رعایا پر ظلم ڈھا رہا ہے ۔ وہ لوگ پیٹتے ہیں ۔ لیکن ان کے دل نہیں پسیجتے ۔ یہی حال اہل امریکہ کا ہے ۔ امریکہ میں حبشی لوگ امریکنوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں جو کثیر تعداد میں عیسائی ہو چکے ہیں ۔ ان میں بعض اہل علم ہیں ، افواج کے افسر ہیں ۔ تاہم وہ سفید آدمی کے گرجے میں داخل نہیں ہو سکتے ۔ اور وہاں وہ عبادت نہیں کر سکتے ان کے ہوٹلوں اور ریستورانوں میں جا کر کھانا نہیں کھا سکتے ان کے بچے سفید چمڑی والوں کے مدرسوں اور کالجوں میں داخل نہیں ہو سکتے ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل و انصاف

آج جبکہ بیسویں صدی کی روشنی اور علم و سائنس کی ترقیات کے دور میں یہ حالت ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر لطف دیتا ہے کہ چودہ سو سال پیشتر جب لوگ عدل و انصاف سے ناآشنا تھے ۔ انسانی اقدار اور اس کی عزت و توقیر سے بے بہرہ تھے اس وقت فرمایا انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ۔ زمین و آسمان کے بادشاہ نے یہ کتاب حق و حکمت کے ساتھ آپ پر نازل فرمائی ہے تاکہ آپ حق و انصاف کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں ۔ بما اراک اللہ ۔ وہ علم جو ہم نے آپ کو دیا ہے اس کے حق ہونے کو گویا آپ نے آنکھوں سے دیکھ لیا ہے ۔ اس تعلیم کی روشنی میں لوگوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنا ہے ۔ اس میں دنیا کے بادشاہوں کے لئے سبق ہے ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے آج سے چودہ سو سال پہلے اس سبق پر عمل کر کے دکھایا ، انھوں نے عدل و انصاف کی ایسی شاندار مثالیں قائم کیں جن کی نظیر ملنی مشکل ہے ۔ ہر موقع پر ہر میدان میں خدا تعالےٰ ان کے سامنے تھا ۔ دنیا میں نہ کوئی کمانڈر ایسا ہوا اور نہ کوئی سپاہی کہ میدان جنگ میں بھی انہیں خدا یاد ہے ۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے ۔ غیر عورت کی طرف نہیں دیکھتے ۔ غیر کا مال نہیں کھاتے ۔

انصار کیساتھ آنحضرت صلعم کے محسنانہ تعلقات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مدینہ کے انصار نہایت قابل قدر لوگ تھے ۔ حضرت کے دل میں ان کی بہت عزت تھی ۔ حضور صلعم فرماتے تھے کہ جس راستہ پر انصار چلیں گے میں بھی اسی راستہ پر چلوں گا ۔ انصاری قوم نے بڑا ایثار دکھلایا ۔ انہوں نے مکہ والوں کو زمینیں دے دیں ۔ اپنے مال و اسباب تقسیم کر دیئے ۔ غنیمت کا مال آیا تو کہتے تھے کہ ہم اس میں سے کچھ نہیں لیتے ، مہاجرین کو دے دیا جائے ۔

محسن قوم کی سفارش ایک مسلمان انصاری کے حق میں

اس محسن قوم کا ایک آدمی چوری کر بیٹھا ۔ اس کا نام طعمہ تھا ۔ اس نے کسی کی زرہ بکتر چرائی ۔ اور جب اندیشہ ہوا کہ پکڑا جاؤں گا تو بچنے کے لئے اسے ایک یہودی کے گھر میں پھینک دیا ۔ زرہ بکتر یہودی کے گھر سے پکڑی گئی ۔ یہودی نے الزام لگایا کہ چوری میں نے نہیں کی ہے طعمہ نے کی ہے اور ڈر کے مارے میرے گھر میں پھینک دی ہے میں بے قصور ہوں ۔ مقدمہ حضور کی عدالت میں پیش ہوتا ہے ۔ انصاری قوم جمع ہو جاتی ہے ۔ اور طعمہ کو بری الذمہ ثابت کرنے کے لئے کوشش کرتی ہے ۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ یہودی بے ایمان کافر خواہ مخواہ طعمہ پر تہمت لگاتا ہے طعمہ مسلمان ہے ہماری قوم کا فرد ہے اس کو اگر ملزم ٹھہرایا گیا تو ساری قوم بدنام ہو جائیگی ۔

یہودی کے مقابلہ میں انصاری مسلمان مجرم پایا گیا اور اس کو سزا دی گئی ۔

اب ایک طرف محسن قوم کی یہ سفارش ہے دوسری طرف حکم الٰہی ہے لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ۔ کسی قوم اور کسی مذہب کا آدمی ہو آپ نے اس کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنا ہے اور اس علم کی روشنی میں انصاف کرنا ہے جو علم کہ ہم نے آپ کو دیا ہے ۔ چنانچہ مقدمہ کی تحقیقات پر معلوم ہوا کہ یہودی مجرم نہیں ۔ اس لئے اسکو بری کر دیا گیا ۔ طعمہ کو سزا ہو گئی ۔ انصار جیسی محسن قوم کی سفارش کی آپ نے کوئی پروا نہ کی ۔ اور خدا تعالےٰ کے حکم کی پابندی ضروری سمجھی ۔

اس واقعہ میں آج کے بادشاہوں کے لئے سبق

ہے کہ چودہ سو سال پیشتر حضرت صلعم نے مشکل ترین حالات میں اپنوں کے برخلاف مقدمات فیصلہ کر کے دکھائے۔

ایک قریشی عورت کی چوری کا واقعہ اور قریش کی طرف سے اسامہؓ کے ذریعہ سفارش

اسی طرح سے ایک قریشی عورت نے چوری کی۔ قریشی قوم کو فکر ہوئی کہ ہم بدنام ہو جائیں گے۔ اس عورت کو بچایا جائے ورنہ قوم کی اس میں ذلت ہے۔ مشورہ ہوا کہ اسامہ رضؓ کے ذریعہ حضور صلعم کے ہاں سفارش پہنچائی جائے۔ اسامہ رضؓ آپؐ کا لاڈلا ہے۔ حضور اُن کی بات مانتے ہیں۔ یہ قریشی قوم کی عزت کا سوال ہے تو آپؐ بھی قریشی ہیں۔ اسامہؓ سے کہا گیا کہ وہ حضور صلعم کی خدمت میں سفارش کریں کہ اس قریشی عورت کو بری کر دیا جائے ورنہ قریش کی بدنامی ہوگی۔

اسامہؓ سے آنحضرت صلعم کا پیار و محبت

اسامہؓ سے آپؐ کو پیار ہے۔ اس کے خدوخال حبشی ہیں۔ ام ایمن حبشی عورت ہے جس کے بطن سے وہ پیدا ہوا۔ آپؐ اس عورت کی بھی بہت عزت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں انت امی بعد امی۔ میری ماں کے بعد آپ میری ماں ہیں۔ اسامہؓ سے اس قدر پیار تھا کہ حضرت حسنؓ کے ساتھ اسے اپنی گود میں بٹھا لیتے تھے۔ حسن کے معنی خوبرو اور خوبصورت کے ہیں۔ ایک طرف وہ حبشی نژاد اسامہؓ اور دوسری طرف حسن جیسا خوبصورت بچہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو گود میں لیکر خدا کے حضور دعا کرتے ہیں اللھم انی احبھما فاحبھما۔ اے میرے مولا! میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں۔ تو بھی ان سے پیار کر۔ حج کے موقعہ پر عرفات سے واپس آنے لگے تو اسامہؓ نظر نہیں آتا سارا جہان حیران ہے کہ حضور ٹھہرے ہوئے ہیں چلتے نہیں۔ لیکن حضور صلعم اسامہ رضؓ کی انتظار کر رہے ہیں۔ جب اسامہ رضؓ آیا تو اس کو اپنے ساتھ اونٹنی پر سوار کیا اور روانہ ہوئے۔ اور فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوتے ہیں تو اسامہ رضؓ کو اپنے ساتھ اونٹنی پر سوار کیا ہوا ہے ایسے موقعہ پر تو کوئی بادشاہ اپنے بیٹے کو بھی اپنے ساتھ نہیں بٹھاتا کہ اس کی عزت و وقار میں فرق آتا ہے۔

اسامہؓ کی سفارش پر آنحضرت صلعم کا جواب

اس اسامہ رضؓ نے حضور صلعم سے حضور قریشی عورت کی سفارش کی۔ حضورؐ غضبناک ہو گئے اور فرمایا تم خدا تعالےٰ کے احکامات کے ہوتے ہوئے سفارش کرتے ہو اتشفع فی حد من حدود اللہ۔ فرمایا هلك من كان قبلكم اذا سرق منهم الشريف تركوه واذا سرق منهم الضعيف اقاموا عليه الحد۔ رونگٹے دے دیا کہ پہلی قومیں اسی لئے تباہ ہو گئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا۔ اس کی بڑی حرکت کو نظر انداز کر دیا جاتا۔ اور کو چھوٹا آدمی کوئی جرم کرتا تو اس پر حد قائم کی جاتی اور اسے سزا دی جاتی لو كان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها۔ اگر فاطمہؓ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ یہ تھا عدل و انصاف۔ نہ اپنی قوم کی پروا کی اور نہ اپنی محبوب ترین کی سفارش قبول کی۔

عورت کے قتل کی ممانعت

یہی حالت آپؐ کے ساتھیوں کی تھی۔ ابو دجانہؓ دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا آخر تک پہنچ گیا۔ وہاں ہندہ کھڑی تھی۔ وہ مسلمانوں کی سخت ترین دشمن اور خطرناک عورت تھی۔ اس نے حضورؐ کو سخت اذیتیں دی تھیں۔ حضرتؐ کے چچا حمزہ جب شہید ہوئے تو ان کا کلیجہ نکال کر چبایا اور اُن کے کان ناک کاٹ کر ہار بنا کر پہنا۔ اس عورت کے پاس ابو دجانہؓ جب پہنچے تو تلوار اس کے سر پر رکھ کر کہنے لگے عورت کے خون سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار آلودہ نہیں کی جا سکتی اسلام میں عورت کو مارنے کا حکم نہیں۔ اس لئے میں تمہیں چھوڑتا ہوں۔

کلمہ گو کے قتل پر رسول اللہ صلعم کی ناراضگی

اسامہ رضؓ نے جنگ کے اندر ایک شخص کو جس نے کلمہ پڑھا تھا قتل کر دیا۔ حضور صلعم تک بات پہنچی تو اسامہؓ کو بلایا اور سخت ناراض ہوئے۔ اسامہ نے کہا حضورؐ اس نے صرف اپنی جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ حضورؐ نے ملامت کرتے ہوئے فرمایا هلا شققت قلبه۔ تمہیں یہ کیسے پتہ چل گیا۔ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا۔ اسی طرح خالدؓ سے بھی ایسا واقعہ ہو گیا۔ ان کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اے خالدؓ! تم اس وقت جب تمہارے خلاف کلمہ لا الہ الا اللہ گواہی دے گا۔ اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا یا اللہ میں خالد کے اس فعل سے بیزار ہوں۔ حضرت صلعم نے قوم کے اندر تقوےٰ پیدا کیا اور بارعب عدل قائم کر دیا۔

کعب بن مالک کی جنگ تبوک میں عدم شمولیت

کعب بن مالک تبوک کی جنگ میں نہ جا سکے۔ وہ جوان آدمی تھے۔ بڑے قابل تھے۔ ذی وجاہت تھے تاجر بھی تھے۔ تبوک کے لئے جب روانگی ہوئی تو کعب نے خیال کیا کہ میوے وغیرہ پکے ہوئے ہیں اور بہت سا سامان اور کام کاج بکھرا ہوا ہے۔ آج کا دن میں کاروبار کو سمیٹ لوں اور کل قافلہ کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔ اگلا دن آیا کام میں اسی طرح مصروف رہا اور خیال کیا کہ کوئی بات نہیں میرے پاس تیز رفتار سواری ہے۔ میں تیسری منزل پر قافلہ کو جا لوں گا۔ لیکن ایسا کرتے کرتے وہ رہ گیا۔ تبوک سے واپس آکر حضور صلعم نے جواب طلبی فرمائی۔ دوسرے لوگ عذر معذرت کر کے چھوٹ گئے۔ کعب بن مالک نے عرض کی کہ حضور میرا عذر تو کوئی نہیں۔ اگر جھوٹا عذر کر کے آپؐ کو خوش کر لوں تو اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا اور اگر سچ کہوں تو حضور ناراض تو ہوں لیکن خدا تو ناراض نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں توانا بھی تھا۔ سواری بھی مہیا ہو گئی تھی سستی ہو گئی تین دن کے بعد قافلہ سے ملنا مشکل ہو گیا۔ اس لئے ارادہ ترک کر دیا۔

کعب بن مالک کا مقاطعہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کا یہ اعتراف جرم سن کر فرمایا کہ اس کا فیصلہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جب تک خدا کی طرف سے ہدایت نہ آئے کعب کے ساتھ کوئی کلام نہ کرے۔ پچاس دن کے لئے قوم نے مقاطعہ کئے رکھا کعب بن مالک کے لئے زمین آسمان میں اندھیر ہو گیا کوئی بولتا نہ تھا ایک دن ایک عزیز رشتہ دار قتادہ کے باغ میں گیا اور السلام علیکم کہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر السلام علیکم کہا پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ اس نے کہا کہ اے قتادہ تمہیں معلوم ہے کہ میں خدا اور اس کے رسول کا فدائی ہوں اس نے منہ دوسری طرف کر کے کہہ دیا اللہ و رسولہ اعلم خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ ایمانداری کی انتہا ہے وہاں کوئی دیکھنے والا نہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا اتنا پاس ہے کہ عزیز ترین رشتہ دار بھی بولنے کے لئے تیار نہیں۔ کعب مایوس ہو کر واپس لوٹا تو غسان کے بادشاہ کا ایک رقعہ ملا اس میں لکھا تھا کہ تمہارے پیغمبر نے تم سے بدسلوکی کی ہے آپ میرے پاس آجایئے آپ کی خاطر تواضع کی جائے گی۔ کعب نے کہا یہ ایک اور ابتلا ہے اس رقعہ کو پھاڑ کر تنور میں ڈال دیا اور کہا کہ ہم حضور صلعم کے پروانے ہیں ہمیں بادشاہوں سے کیا کام۔ پچاس دنوں کے بعد اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہدایت نازل ہوئی اور انہیں معافی مل گئی۔

عدلِ فاروقیؓ کی ایک مثال

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن العاص کو جو فاتح مصر تھے وہاں کا گورنر بنایا۔ ان کے بیٹے نے ایک قبطی عیسائی کو مارا۔ حضرت عمر رضؓ تک خبر پہنچی تو انہوں نے باپ بیٹے کو مصر سے مدینہ طلب فرمایا۔ اور ایک محکوم رعیت کے عیسائی کے مقابلہ میں کھڑا کر کے فرمایا کہ منذ کم تعبدتم الناس وقد ولدتهم امهاتهم احرارا۔ ان کی ماؤں نے تو انکو احرار جنا تھا تم نے کب سے انہیں غلام بنانا شروع کیا ہے۔ باپ کو پبلک میں ملامت کی اور بیٹے کو سزا دی اور ایک قبطی عیسائی کی حمایت کی اور مشکل ترین رنگ کا عدل و انصاف قائم کر دکھایا۔

حضرت امام زمان کا اپنے بیٹے سے مقاطعہ

حضرت امام زمان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں سے تھے۔ آپ کے اندر حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق کی جھلک نظر آتی ہے۔ آپ نے بھی دین کے معاملہ میں عزیز ترین رشتہ داروں کی پرواہ نہ کی۔ آپ اپنے بیٹے سلطان احمد سے جو ڈپٹی کمشنر کے عہدہ تک پہنچ گیا تھا انکی بے دینی اور خراب حرکات کی وجہ سے ناراض تھے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا نورالدین نے ان کی سفارش کی۔ مگر حضرت صاحب نے قبول نہیں فرمائی۔

حضرت ابوبکرؓ اور حقوق العباد کا تحفظ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے حضور سے سُنا ہوا تھا لا یقدس اللہ قوما لا یاخذ ضعیف حقہ من القوی فرمایا کہ وہ قوم برباد ہو گئی جس میں کمزور کے حقوق قوی لوگ کھا جائیں اور اعلان فرمایا کہ میں چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک میں ضعیفوں کے حقوق بڑوں سے واپس نہ کروا لوں۔

غیر قوم سے عدل و انصاف کی تلقین

اللہ تعالے کی طرف سے حکم نازل ہوا لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔ غیر قوم کی دشمنی تمہیں عدل و انصاف سے اعراض کرنے پر آمادہ نہ کرے۔ دشمن سے بھی عدل کرو یہی تقوے سے قریب ترین بات ہے پھر فرمایا یایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین۔ مومنو! عدل و انصاف پر مضبوطی سے قائم ہو جاؤ خواہ اپنے خلاف ہی گواہی دینی پڑے یا اپنے والدین اور قریبیوں کے خلاف کہنا پڑے اور فرمایا وان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما اگر تم امیر کی امارت اور اس کی دولت کی طمع کی وجہ سے انصاف چھوڑ دو یا غریب کی غربت اور مسکنت پر رحم کھا کر عدل سے ہاتھ کھینچ لو تو یہ تمہارے لئے مناسب نہیں۔ اللہ تعالے ان سے بڑھ کر ہے۔ ہم جانتے ہیں ان کے حالات کو، ہم تم سے ان کے ہمدرد زیادہ ہیں۔ تم نے بہر حال عدل و انصاف قائم رکھنا ہے۔ اگر سچائی سے کام لو۔ ہوشیاری سے عدالت کا کام نہ لو۔ اور حق بات سے اعراض کرو تو یہ ٹھیک نہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی اپنے باپ کے خلاف گواہی

حضرت مرزا صاحب کے پاس ان کے اپنے باپ کے خلاف گواہی دینے کے لئے سمن آ گیا حضرت مرزا صاحب نے اسے وصول کر لیا۔ سکھوں نے اپنے مقدمہ میں ان کو بطور گواہ لکھوایا تھا انہوں نے مقدمہ کیا تھا کہ بڑے مرزا نے ہماری زمین اپنی زمین میں شامل کر لی ہے۔ حضرت مرزا صاحب اپنے والد صاحب کے خلاف بطور گواہ پیش ہوئے۔ اور جب ان سے اس متنازعہ زمین کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے بلا جھجک کہہ دیا کہ وہ زمین جس پر کیکر کھڑے ہیں سکھوں کی ملکیت ہے۔ باپ کے وکیل نے جرح کی کہ تم تو مسیح ہو۔ تمہیں زمینوں سے کیا واسطہ تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ ابا جان مجھے ساتھ لے گئے تھے اور کہا تھا کہ یہ زمین جس پر کیکر کھڑے ہیں سکھوں کی ہے۔ دیکھا آپ نے حق گوئی اس کو کہتے ہیں۔

ذمی قوموں سے خدا اور رسولؐ کا عہد

غیر قوموں کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوصیکم بذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ ہم وصیت کرتے ہیں کہ غیر قوم کی جان مال آبرو کی حفاظت کی جائیگی یہ خدا اور اس کے رسول کا عہد ہے کہ ذمیوں کے مال و جان آبرو کی حفاظت ہوگی۔ یہ وہ عدل ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کر کے دکھایا۔ حضور نبی کریم صلعم زمانہ حال کے پیغمبر ہیں۔ حضور صلعم زمانہ حال کے بدبخت بادشاہوں کے لئے نمونہ ہیں۔ انہوں نے ابو موسیٰ اشعری کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو انہیں نصیحت کی کہ تم یمن میں جا رہے ہو۔ تم نے اُن کے مالوں کو ہڑپ نہیں کرنا۔ ایاکم وکرائم اموالھم۔ ایاکم والمعصیۃ گناہ سے بچنا۔ اُن کے اموال کی حفاظت کرنا۔ ورنہ تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔

بیسویں صدی کی حاکم قوموں کا حال

یہ ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے چودہ سو سال پہلے یہ احکام دیئے۔ اپنوں کے لئے بھی اور غیر مسلموں کے لئے بھی۔ اس کے برخلاف آج بیسویں صدی میں ہندوستان، افریقہ اور امریکہ میں ظلم ڈھائے جا رہے ہیں اور عدل و انصاف کا نام و نشان تک نہیں۔

فرعون کی تباہی بنی اسرائیل کے سامنے

خدا تعالے نے اس کائنات میں عدل کا قانون قائم کیا ہوا ہے۔ فرعون خیال کرتا تھا کہ اسرائیلی قوم ہماری غلام ہے۔ اس پر اس نے رہ رہ کر ظلم کئے۔ ان کی زندگی اُن پر بھاری کر دی۔ اس کا یہ انجام ہوا کہ خدا نے فرعون کو غرق کر دیا۔ اور غلام قوم کو یہ عبرتناک انجام دکھایا کہ اُن کے ایمان تازہ ہو گئے۔ فرمایا واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون۔ جب ہم نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کیا تو تم ان کو غرق ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اس وقت انہیں کس قدر لذت آئی ہوگی کہ یہ وہ شخص ہے جس نے ہم کو غلام بنا رکھا تھا۔ اگر اس وقت کوئی انسان ہمارا مددگار نہیں ہو سکتا تو خدا نے ہماری فریاد سنی اور دشمن و ظالم آقا ہمارے سامنے تباہ و برباد ہو گیا۔

بلالؓ کے سامنے امیہ بن خلف کا قتل

بدر کی لڑائی میں امیہ بن خلف قتل ہوا ۔۔۔۔ حضرت بلال رضؓ دیکھ رہے تھے کہ یہ وہ خطرناک دشمن ہے جس نے مجھے غلام بنا رکھا تھا اور مجھے گرم ریت پر لٹا کر اور گرم پتھر سینے پر رکھ کر کہتا تھا کہ چھوڑ دو محمدؐ کو۔ آج خدا نے ان کو ہلاک کر دیا۔ بلال رضؓ کو یہ دیکھ کر ایک گونہ لذت نصیب ہوئی۔ ان کا ایمان بڑھ گیا۔

معصیت الٰہی کا نتیجہ ہمیشہ بُرا ہوتا ہے

میں مالیر کوٹلہ گیا تو ریلوے اسٹیشن پر ایک شخص نے مجھے سلام کیا میں نے جواب میں وعلیکم السلام کہا۔ لیکن توجہ نہ کی، اس نے کہا شاید آپ مجھے پہچان نہیں رہے ہیں۔ میں احسان اللہ ہوں۔ اب میں نے داڑھی بڑھا رکھی ہے۔ میں راجہ پٹیالہ کا دوست تھا۔ اُن کے ساتھ خوب عیش کئے۔ کوٹھیاں بیچ ڈالیں۔ دن رات بدکاری کی۔ راجہ کا یہ حشر ہوا کہ وہ بیمار پڑ گیا۔ دن رات کی بدکاری نے اس کا چمڑہ گوشت سے الگ کر دیا۔ پیرس سے طبیب آئے علاج معالجے ہوئے یاقوتیاں دی گئیں۔ لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔ میں ڈر اور بیت اللہ کی طرف بھاگا اور بیت اللہ کے دروازے پر جا کر غش کھا کر گرا اور اپنی کرتوتوں کی معافی اللہ تعالے سے مانگی، وہاں میری داڑھی بڑھ گئی۔ معصیت الٰہی کا نتیجہ ہمیشہ بُرا ہوتا ہے۔ مبارک ہے وہ انسان جو اس خطرناک رستہ کو چھوڑ کر اللہ تعالے کا فرمانبردار بندہ بن جائے۔

خائن کی حمایت کرنے کی ممانعت

ان آیات میں خدا تعالے نے فرمایا ہے ولا تکن للخائنین خصیما۔ خائن کی حمایت نہیں کرنا۔ خائن کو اس کی خیانت کی سزا ملنی چاہیئے۔ اور فرمایا واستغفر اللہ مقدمے آپ فیصل کرتے ہیں۔ آخر تم انسان ہو کوئی تقصیر ہو جائے۔ تو مغفرت مانگو۔ ان اللہ کان غفورا رحیما۔ اللہ تعالے بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ولا تجادل عن الذین یختانون انفسھم۔ ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما۔ وہ خائن جو قومی بربادی کرتے ہیں ان کی حمایت نہیں کرنا۔ جو احکام اس آیت میں دیئے گئے ہیں اور جو عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوںؓ نے ان پر کر کے دکھایا وہ دنیا کے لئے نمونہ ہے۔

گاندھی جی کا اعتراف حق

گاندھی جی نے ایک دفعہ کہا کہ ہمارے وزراء جو یہ کہتے ہیں کہ ہم پانچ پانچ سو روپے ماہوار لیا کریں گے۔ پھر بھی وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ہم پلہ تو نہ ہوئے ان کی مثال دنیا کی کسی قوم کسی سلطنت میں نہیں ملتی۔

پاکستانی قوم کو بلند کرداری کی نصیحت

اگر میں دوسری قوموں کے طور و اطوار کا ذکر کرتا ہوں تو اپنی قوم سے بھی کہتا ہوں کہ خدا نے آپ کو عظیم الشان نعمت سلطنت کی شکل میں دی ہے۔ اور ایک عظیم الشان نعمت آزادی کی دی ہے۔ خدا تعالے نے گزشتہ جنگ میں

(باقی بر صفحہ)

موجودہ علمی و مذہبی کشمکش میں جماعت احمدیہ کا موقف

احمدیہ کانفرنس ایبٹ آباد میں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب کا لیکچر

احمدیہ کانفرنس ایبٹ آباد کی تیسری نشست میں جو جناب غلام محبوب خاں صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے "ہمارا موقف" کے عنوان سے تقریر فرمائی۔ آپ نے آیت قرآنی ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللّٰہ کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا:۔

دینی ولولہ کی پرانی یادیں

مجھے آج آپ کے اجلاس میں شرکت سے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ اور مجھے وہ یادیں تازہ ہو گئی ہیں جب ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب اور میں میڈیکل کالج میں پڑھتے تھے ہوسٹل میں قیام تھا۔ اس وقت احباب جماعت کی حالت یہ تھی کہ مجھ ایسے کمزور انسان بھی دین کے لئے بڑی تڑپ رکھتے تھے۔ اس تڑپ اور جذب کا جو نتیجہ اور کیفیت تھی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ ہوسٹل میں ہم دو اور تیسرے ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب احمدی تھے۔ ہم نے وہاں باجماعت نماز پڑھنا شروع کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے دیکھا دیکھی غیر احمدی طلباء نے کمرہ میں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اس کیفیت کو سکھوں اور ہندوؤں نے دیکھا تو اُن کی مذہبی غیرت بھی جوش میں آ گئی۔ چنانچہ وہ ٹل لے آئے۔ ہم نماز پڑھ رہے ہوتے اور وہ ٹل بجا رہے ہوتے۔ ادھر اذانیں ہو رہی ہوتیں۔ ہمیں عجیب لطف آیا کہ احمدی بھی کیا تھے کہ اگر وہ خود دین پر قائم ہوا تو اس اثر سے غیر احمدیوں بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی اپنے اپنے دین پر قائم کر دیا۔

دین اور دنیا

محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ یادیں اس لئے تازہ ہو گئیں کہ کل دوران ملاقات ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ جو دین کا کام ہے وہ زندگی کے دوسرے مشاغل کے ساتھ جاری و ساری رہنا چاہئے نہ کہ دنیا کو تیاگ کر دین میں منہمک ہونا درست ہے اور نہ دنیا کے مشغلوں میں گھر کر دین سے بے پرواہی برتنا جائز ہے۔ آج دین کو دنیا کے مقابلہ میں ہیچ خیال کیا جا رہا ہے۔ دنیا کے مشاغل۔ روپیہ پیسہ کا حصول۔ عیش و عشرت میں مسابقت قائم رکھنے ہی کو فلاح تصور کر رہے ہیں یہ غلط نظریہ ہے۔

الوصیت میں حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح

محترم ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب الوصیت کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے جو ۹۷ صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ ہم اس کے مصنف کو امام وقت اور مجدد و مسیح موعود مانتے ہیں۔ یہ حضرت صاحب کی آخری کتاب ہے۔ اس میں مندرج باتیں بڑی قیمتی ہیں۔ میں نے اس کو کئی بار پڑھا ہے۔ پڑھ کر ہر بار لطف لیتا ہوں۔ اس کتاب میں حضرت صاحب نے اپنے پیروؤں کو نصیحت فرمائی کہ دنیا سے چمٹ نہیں جانا۔ دنیا کے کام کریں سارے کام نبھائیں۔ دنیا کے سارے فرائض ادا کریں۔ لیکن ان میں اٹک نہیں جانا۔ چنانچہ وہ لوگ جو حضرت امام وقتؑ سے براہ راست فیض یاب ہوئے۔ انہوں نے دین کی برکتیں بھی حاصل کیں اور دنیا کو بھی نبھایا۔ لیکن پھر بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔

پرانی یادوں کو پھر دہرانے کا وقت

مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس کالج کے زمانہ میں جو مطالقت ہوئی شاید وہ دہرانے کا پھر وقت آ گیا ہے۔ پتہ نہیں کون کس وقت تک زندہ رہے۔ کالج کی دوستی نبھانے کا عظیم الشان موقعہ خدا نے ہمیں پھر عطا فرمایا ہے۔ ہم یہاں جو آج جمع ہیں۔ وہ ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی برکت سے ہے اور ان کے دینی جذب و ذوق کی وجہ سے ہے۔ ڈاکٹر صاحب دین میں ذوق بھی رکھتے ہیں۔ اس میں ذاتی دلچسپی بھی لیتے ہیں۔ دین کی راہ میں آپ کے اموال بھی وقف ہیں۔ ورنہ دنیا کے دوسرے لوگ اگر انہیں چار پیسے ہاتھ آ جائیں تو انہیں دین کی بہت کم فکر رہتی ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کا بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے احباب کو مل بیٹھنے کا موقعہ بہم پہنچایا ہے۔ میرا مضمون انہوں نے خود تجویز کیا ہے۔ یہ موضوع اتنا مختصر ہے کہ یہ دو فقروں میں بھی ادا ہو سکتا ہے اور اتنا لمبا بھی ہے کہ اس کے بیان کو دو گھنٹے بھی کافی نہیں۔

مامور من اللہ کی قائم کردہ جماعت

مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ جو کام کر رہی ہے۔ وہ طریق کار دوسری انجمنوں مثلاً انجمن حمایت اسلام وغیرہ کی طرح نہیں ہے کہ چند اکابرین نے لائحہ عمل سامنے رکھا اور اس پر عمل درآمد کیا۔ بلکہ جماعت احمدیہ کی بنیاد اس سے الگ ہے۔ اس زمانہ میں ایک شخص آیا اس نے ندا بلند کی۔ کہ خدا تعالےٰ نے احیاءِ اسلام کے لئے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ آؤ اور میرے پیچھے لگ جاؤ اس پر چل کر تمہاری ساری کامیابی ہو گی۔ اور اسلام کا غلبہ ہو گا۔

چنانچہ یہ جماعت خدا کے مامور کی قائم کردہ ہے۔ اور ہم اس کے موقف پر چل کر اس کے ترتیب کردہ لائحہ عمل پر پابندی سے سرگرم عمل ہیں۔

جماعت کے ساتھ شرکت میں کامیابی

اس لئے پہلی گذارش یہ ہے کہ جہاں کہیں آپ کو جانے کا موقعہ ملے۔ تو پہلی یہ غرض ہے کہ ان غلط فہمیوں کو دور کریں جو ہمارے متعلق لوگوں میں پیدا ہو چکی ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے جماعتی ترقی کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے کام میں تیزی اس لئے نہیں ہوئی کہ ہم نے غیر از جماعت لوگوں کے اس خیال کی تردید نہیں کی۔ ان کو بتلایا جاتا کہ یہ تو خدا کے ہاتھ سے سلسلہ قائم ہوا ہے اگر آپ اس میں شرکت کریں تو خدا کی منشاء کو پورا کرو گے اگر نہیں تو تم منشاءِ الٰہی سے محروم رہو گے۔

علم و سائنس پر تکبر و غرور اور خدا کی ہستی سے انکار

بے دینوں کے مقابلہ میں اپنا موقف بیان کرتے ہوئے قبلہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دنیا میں بے دینی عام ہے۔ خدا سے عام انکار ہے آج تو لفظاً بھی انکار ہو گیا ہے مسلمان نوجوانوں کے قلوب ماننے کے لئے تیار نہیں کہ کوئی خدا ہے اور اس کی کوئی مشیت بھی کارفرما ہے میں نے عید میلاد النبیؐ کے موقعہ پر ایک صاحب کا لیکچر سُنا۔ "انسان کا مقام" ان کی تقریر کا موضوع تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ خدا نے تاریکی اور ظلمت پیدا کی اور انسان نے اس کو نور اور روشنی بخشی۔ خدا نے صحرا پیدا کیا اور انسان نے اپنی محنت و کاوش سے اس کو گلزار بنا دیا۔ میں نے جب پوچھا کہ انسان کا یہ مقام تو ہوا مگر ذرا خدا کے مقام پر بھی تو روشنی ڈالئے۔ وہ کھسیانے ہو کر رہ گئے۔

ہلاکت خیز علم و سائنس

اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے مکرم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ انسان کے علم نے اس کو مغرور و متکبر بنا دیا ہے۔ اپنے علم و تجربہ کو بُت بنا کر اس کی پوجا کر رہا ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ اس بُت کو توڑا جائے دوسرا بُت جو بے دین لوگوں کا ہے وہ یہ ہے کہ سائنس نے انسان کے آرام و سہولت کے لئے کیا کچھ نہیں پیدا کر دیا۔ اس کے مقابلہ میں دین اور دین کی باتیں محض قصے اور کہانیاں ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ یورپ میں جا کر مغرب کی ترقی اور تجربے کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لو۔ ان ترقیوں نے انہیں نجات کے کنارے پر نہیں بلکہ ہلاکت کے دھانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ وہی سائنس جس نے آرام و اطمینان ..... کے بے انتہا سامان پیدا کئے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہی انسان کی ہلاکت و موت کے بڑے بھیانک سامان تیار کر چکے ہیں۔

دل کا چین تعلق باللہ میں

اگر دولت ہی دولت انسان کے دُکھ درد کا داوا

ہوتی تو آج مغرب کی دولت مند دنیا میں کوئی خودکشی نہ ہوتی۔ مگر وہاں حالات دگرگوں ہیں۔ دل کا چین مفقود ہے۔ اس ضمن میں ہمارا موقف یہ ہے کہ دل کا چین اور روح کا قرار دولت کی فراوانی میں نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے سچے تعلق میں ہے تا ایک انسان دوسرے انسان کو انسان سمجھے اور اخوت و مساوات قائم ہو۔

موجودہ اشتراکیت

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ آج کی اشتراکیت نے مساوات اور اخوت قائم کرنے کی اور امارت کی بلاؤں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا موجودہ اشتراکیت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک ایسی ریاست ہو جس میں حکومت جو سوچتی ہے وہی ہر فرد کا خیال ہو۔ اگر ایسا نہیں تو اسکی سزا حکومت میں مقدر ہے یہ اشتراکیت فی الحقیقت جبر کی منظم تحریک ہے جو نہایت خطرناک ہے۔ جو آزادی خیال اور آزادی عمل پر قدغن ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ اس میں انسانی نجات نہیں ہے صحیح نجات اسلام کی متوازن تعلیم پر ہی عمل کرنے سے ہو سکتی ہے۔

دیگر ادیان کے مقابلہ میں اسلام زندہ مذہب ہے

دوسرے ادیان کے بارے میں اپنا موقف پیش کرتے ہوئے جناب ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ تمام ادیان اور ان کے بزرگ اگرچہ خدا کی طرف سے ہیں مگر وہ کامل نہ تھے کامل نمونہ بجز حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نے نہیں دکھایا۔ دوسرے ادیان کی تعلیمات بے اثر ہو چکی ہیں وہ دین مر چکے ہیں۔ زندہ دین صرف اسلام ہی ہے اس کی زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ اس امت میں کاملین پیدا ہوتے رہے جنہیں خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے۔ وہ ایسے خارق عادت امور دکھلانے پر قادر ہوتے ہیں جن کو دیکھ کر عقل تسلیم کرتی ہے کہ یہ خدا کا کام ہے۔

صرف دینِ اسلام ہی زندہ اور کامل مذہب ہے

عیسائیت کے بارہ میں اپنا موقف پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت سے خدا کو پیارے ہو چکے ہیں۔ چنانچہ یہ موقف آج پورے زور شور سے عام ہو رہا ہے نہ صرف مسلمان ہی اب انتظار مسیح سے عاجز آ چکے ہیں بلکہ خود عیسائی بھی اپنے خدا کو مار رہے ہیں۔ مصر کے علماء نے وفات مسیح پر فتاویٰ دیئے۔ حال ہی میں ..... محمد اسد صاحب نے قرآن کریم کی تفسیر کی ہے جس میں وفاتِ مسیح کا صراحتاً ذکر کیا ہے دیکھا آپ نے کہ اس جماعت کے موقف کو کس طرح دنیا مانتی چلی جا رہی ہے۔

پاکستان کی بنیاد ہر کلمہ گو کے مسلمان ہونے کے احمدی موقف پر رکھی گئی۔

جماعتِ احمدیہ لاہور نے تکفیر سے عملاً بیزاری کا اظہار کیا اور کہا کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔ ان دو نظریوں کے تحت ہی پاکستان معرض وجود میں آیا۔ یہ دو نظریئے کس کے تلقین کردہ ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ حکومت تو ہمیں مل گئی۔ لیکن جس نظریہ کے تحت یہ پاکستان معرض وجود میں آیا وہ نظر نہیں آتا۔ قوم کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

اسلام کی زندگی کا عملی ثبوت

نبوت ختم۔ وحی ولایت جاری۔

ختم نبوت اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس جماعت کا یہی موقف ہے کہ نبوت اور وحی نبوت تاقیامت بند ہے وحی ولایت جاری ہے۔ یہ اسلام کے زندہ ہونے اور اسلام کے خدا کے زندہ ہونے کا عملی ثبوت ہے۔ اس زمانہ میں مجدد آیا اس کے تسلیم نہ کرنے میں مسلمانوں کا خسارہ ہے۔

جماعت ربوہ اور ہم

جناب فاضل مقرر نے جانبہا در ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت کے اس خدشہ پر کہ ربوہ والے جماعت لاہور کو گمراہ کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم کا موقف یہ ہے کہ بدی کا مقابلہ نیکی سے کیا جائے۔ اور احباب لاہور کو چاہیئے کہ حضرت صاحب اور احباب جماعت کی کتب کا مطالعہ کر کے ان باطل عقائد کا قلع قمع کریں جو جماعت ربوہ پیدا کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے زبردست حملہ سے قادیان اُن سے چھین لیا اس طرح ان کا فخر و غرور خاک میں مل گیا ہم پر وہاں سے نکلنے کا عام اعتراض کیا جاتا تھا۔ اب خود ہی وہ لوگ وہاں سے نکال دیئے گئے۔ دوسری آفت اُن پر یہ آئی کہ اُن کے غلط عقائد کی ہانڈی بیچ چوراہے میں اس وقت پھوٹی جب منیر کمیٹی کے سامنے خلیفہ صاحب کو جواب دہ ہونا پڑا۔ میں نے اشتہار کی صورت میں ان عقائد کو شائع کیا ہے جو حضرت امام زمان اور خلیفہ محمود احمد صاحب کے ہیں۔ یہ دونوں بالکل متضاد عقائد ہیں۔ دوسرا اشتہار یہ شائع کیا ہے کہ کونسے معتقدات صحیح ہیں؟ اس میں خلیفہ قادیان سے متضاد عقائد لکھے ہیں۔

خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کا قائم کردہ جمہوری نظام

محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اب آخری سہارا خلافت کا رہ گیا ہے۔ وہ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مولینا نورالدین رح کے وقت میں خلافت مانی تو اب کیوں انکار ہے۔ یہ وہی دلیل ہے جو وہ نبوت کے بارے میں اختیار کرتے ہیں۔ مولینا نورالدین رح کی خلافت کے وقت مولینا غلام حسن صاحب پشاوری نے بیعت نہیں کی تھی۔ تو مولینا نے فرمایا کہ اگر انہوں نے بیعت نہیں کی تو کیا حرج ہے وہ ہمارے پیر بھائی ہیں۔ لیکن آج جو خلافت کو نہ مانے وہ منافق ہے۔ آپ بتائیے کہ اس خلافت اور اس خلافت میں کتنا فرق ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میرے بعد میری جانشین انجمن ہے۔ خدا کے مقرر کردہ مامور حضرت مسیح موعود ہیں اور ان کی خلیفہ انجمن ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ "میرے بعد ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔"

مگر میاں محمود احمد صاحب نے خلیفہ بننے پر پہلا کام یہ کیا کہ اپریل ۱۹۱۴ء میں صدر انجمن احمدیہ کے قاعدہ نمبر ۱۸ کو تبدیل کیا اور حضرت اقدسؑ کے نام کی بجائے اپنا نام اس میں درج کرا دیا، یعنی جہاں یہ قاعدہ تھا کہ انجمن کے فیصلے ناطق ہیں سوائے اس کے کہ حضرت اقدسؑ کو ان میں تبدیلی کا اختیار ہے وہاں ایسی ترمیم و تبدیلی کے مجاز خلیفہ ثانی قرار دیئے گئے۔ کیا حضرت مولینا نورالدین نے بھی انجمن کے قواعد میں ایسی تبدیلی کی؟ اگر نہیں تو یہ دونوں خلافتیں کیونکر ایک ہی کہلانے کی مستحق ہیں؟

دوسرا مرحلہ صدر انجمن احمدیہ کو بکلی کالعدم کرنے کا ۱۹۲۷ء میں آیا جب میاں صاحب کے بعض مریدوں نے اُن کے کردار پر الزام لگائے۔ چنانچہ صاف لفظوں میں خلیفہ کو انجمن پر حاکم قرار دیدیا گیا۔ چنانچہ میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

صدر انجمن کالعدم قرار دیدی گئی

"جیسا کہ میں نے بارہا سنا ہے۔ صدر انجمن کا نام اور اس کے کام کا طریق کار اوروں کا تجویز کردہ تھا نہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا .... آئندہ مجلس شوریٰ کا نام صدر انجمن احمدیہ قرار پایا ہے اور جیسا کہ جماعت کا حق ہونا چاہیئے کہ جماعت چند معتمدین سے زیادہ با اختیار ہو اور مجلس معتمدین کیلئے جماعت کا فیصلہ یا جو فیصلہ خلیفہ نے کیا ہو منظور کرنا ضروری ہو"

(الفضل ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

صدر انجمن کا نام اور اس کے کام کا طریق کار حضرت مسیح موعود کا تجویز کردہ نہ تھا بلکہ اوروں کا تھا۔ یہ ایک فقرہ میاں صاحب کی صداقت کی غمازی کر رہا ہے "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے" حضرت کی الوصیت کے الفاظ ہیں پھر اس کا طریق کار کہ کثرت رائے کے فیصلے صحیح سمجھے چاہئیں یہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے قلم کے لکھے ہوئے الفاظ ہیں۔ نیز یہ کہ "میرے بعد ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" یہ بھی حضرت اقدسؑ کے قلم سے ہیں۔ اس صراحت کے بعد یہ کہنا کہ انجمن کا نام اور کام کا طریق کار اوروں کا تجویز کردہ ہے کس قدر بے باکانہ جسارت ہے۔ انجمن تو حضرت اقدس کی زندگی کے آخری دو سال کام کرتی رہی اسی نام اور اسی طریق کار کے مطابق تو پھر اگر حضرت اقدسؑ کے نزدیک یہ صحیح نہ تھا تو آپ نے انہیں تبدیل کیوں نہ کر دیا؟ پھر حضرت مولانا نورالدین رح کی زندگی کے چھ سال کیوں انجمن کا نام اور کام وہی رہا؟ اب اس فرمان سے کہ "مجلس معتمدین کے لئے

جماعت کا فیصلہ یا وہ فیصلہ جو خلیفہ نے کیا ہو منظور کرنا ضروری ہو۔"

کہاں حضرت اقدسؑ کے یہ فرمان کہ "میرے بعد ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" "میری تو یہی رائے ہے کہ جس امر میں انجمن کا فیصلہ ہو جائے اور کثرت رائے ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے" اور کہاں یہ فرمان خلیفہ ثانی کہ معتمدین یعنی انجمن کو ہر وہ فیصلہ جو خلیفہ کرے منظور کرنا ہوگا۔ کیونکہ انجمن اب با اختیار حیثیت نہیں رکھتی بلکہ محض مجلس مشاورت بنا دی گئی ہے۔ اب جائے غور ہے کہ حضرت مولنا نورالدین رح کی خلافت اور میاں محمود احمد کی خلافت کیا دونوں ایک قسم کی ہیں؟ خلافت کے بارہ میں اس سے زیادہ اہم و انقلابی قدم میاں محمود احمد نے تب اٹھایا جب یہ اعلان جاری فرمایا:۔

"**مجلس معتمدین کے بنیادی اصول** میں جو دراصل ہے اسلام کا بنیادی مسئلہ **خلیفہ وقت کا وجود شامل نہ تھا** ایک ریزولیوشن خلافت ثانیہ میں پاس کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو خلیفہ کہے گا مجلس مانے گی۔ مگر یہ اصول بات نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ممبروں کی جماعت کہتی ہے میں ایسا کرونگی لیکن جو جماعت یہ کہہ سکتی ہے وہ یہ بھی کہہ سکتی ہے کہ میں ایسا نہ کروں گی کیونکہ جو انجمن یہ پاس کر سکتی ہے کہ ہم خلیفہ کی ہر بات مانیں گے وہی اگر آج سے دس سال بعد کہے کہ نہیں مانیں گے تو انجمن کے قانون کے لحاظ سے وہ ایسا کہہ سکتی ہے ــــــ اگر اتنی قربانی کے بعد بھی سلسلہ کی حالت غیر محفوظ ہو یعنی چند لوگوں کے رحم پر ہو جو اگر چاہیں کہ خلافت کا انتظام قائم رہے تو قائم رہے اور اگر وہ نہ چاہیں تو نہ رہے۔ تو یہ کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ **مسئلہ خلافت کے جماعت کے بنیادی اصول میں شامل نہ ہونے سے جماعت ایسے** خطرہ میں رہ سکتی ہے جو مبائعین کو غیر مبائعین میں بدل دے **اور دس گیارہ آدمیوں کی جنبش قلم سے قادیان معاً لاہور** بن جائے۔ اس لئے جماعت کے وہ کام جو تبلیغ و تربیت سے تعلق رکھتے تھے وہ خواہ مبائعین کی انجمن ہی ہو اور خواہ بہترین مخلص ہی اس کے ممبر کیوں نہ ہوں اس کے لئے ضرورت تھی کہ ایک ایسا نقطہ قرار دیا جائے۔ جس پر جماعت قائم کر دی جائے تا ایسے اس بارہ میں ٹھوکر نہ لگ سکے۔" (الفضل ۲۰ رمارچ ۱۹۲۵ء)

اس طرح میاں صاحب نے تسلیم کر لیا کہ مسئلہ خلافت جماعت کے بنیادی اصولوں میں کہیں شامل نہیں مگر یہ خلافت اس قدر اہم و مرکزی نکتہ ہے کہ اس کے بغیر اگر انجمن ہی با اختیار مجلس قائم رہے تو کسی وقت بھی خلافت کالعدم ہو سکتی اور "**قادیان لاہور بن سکتا ہے**" یہی تو وہ اصول وہ ہیں جو جماعت احمدیہ لاہور مانتی ہے کہ خلافت کا ذکر نہ الوصیت میں ہے نہ جماعت کے بنیادی اصولوں میں۔ اور یہی تو جماعت لاہور کا موقف ہے کہ اگر شخص واحد کو انجمن کی کثرت رائے پر حاکم مان لیا جائے تو انجمن جو حضرت اقدسؑ نے قائم کی وہ ختم ہو گئی حقیقتاً یہی امر جماعت میں باعث اختلاف ہے کہ نظام شخصی ہو یا جمہوری؟ میاں صاحب نے اوپر کی تحریر میں مان لیا کہ آمرانہ نظام پر ہی قادیان کی بقاء قائم ہے جمہوری یا نظام انجمن اگر قائم ہو تو اس سے لاہوری جماعت بن جاتی ہے۔ کہتے ہیں جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے اب جب خلافت اور انجمن کے بارہ میں جماعت لاہور کا موقف خود میاں صاحب نے تسلیم کر لیا تو پھر باقی مابہ النزاع امر کیا رہا؟ میاں صاحب فرماتے ہیں کہ اگر نظام انجمن قائم رہے تو خلافت قائم نہیں رہتی اور اگر خلافت کو قائم کرنا ہے تو انجمن قائم نہ رہنی چاہیئے اس لئے وہ انجمن کی بجائے خلافت کے نظام یعنی جمہوری نظام کی بجائے آمرانہ نظام منظور کر کے انجمن کو کالعدم قرار دیتے ہیں تا کہ خلافت مستحکم ہو۔ یہی تو جماعت لاہور کے پاک ممبر کہتے رہے کہ میاں صاحب نے حضرت اقدسؑ کے قائم کردہ جمہوری نظام انجمن کی بجائے خلافت کا آمرانہ نظام قائم کر دیا جو نہ صرف صریحاً خلاف الوصیت ہے بلکہ اسلامی خلافت کے بھی نقیض ہے اور انہی امور کو میاں محمود احمد صاحب نے خود تسلیم کر کے انجمن کو توڑ کر دکھلایا ہے۔

غیر مسئول مطلق العنانیت اور مطاع الکل حیثیت

لیکن انجمن کو توڑ کر چاہے وہ مخلص ممبران مبائعین کی بھی کیوں نہ ہو میاں صاحب نے دم نہیں لیا بلکہ اپنی پوزیشن کو مامور کی پوزیشن بنا کر رکھ دیا جب یہ ارشاد فرمایا:۔

"اگر تم پیچھے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے"

(الفضل ۲۹ مئی ۱۹۲۸ء)

. . . .

. . . .

. . . .

اس اقتباس سے عیاں ہو گیا کہ جماعت لاہور کا جو الزام ابتداء میں تھا کہ میاں محمود احمد نظام انجمن کو توڑ کر آمر مطلق بننا چاہتے ہیں وہ صحیح تھا اور میاں صاحب نے عملاً اسے صحیح ثابت کر دکھلایا۔

اب دیکھنا ہے کہ کیا حضرت مولنا نورالدین رح. کبھی آمر مطلق بنے اور نظام انجمن کو انہوں نے کبھی توڑا؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر یہ کہنا کہ پہلی خلافت کو مان کر دوسری کو کیوں نہ مانا کس قدر غلط الزام ہے۔ کیونکہ پہلی خلافت کچھ اور تھی اور میاں صاحب کی خلافت بالکل ہی دگر ہے۔ کیا حضرت مولنا نورالدین صاحب نے اپنی بیعت نہ کرنے والوں کو جماعت سے کبھی خارج کیا؟ آپ نے اپنے غیر مبائعین مثلاً مولنا غلام حسن صاحب پشاوری کے برخلاف کبھی منافقت، یا فسق کے فتاوے دیئے؟ کیا یہ درست نہیں کہ آپ کے عین حیات حضرت اقدسؑ کا قائم کردہ نظام انجمن اسی طرح کام کرتا رہا؟ نہ آپ نے انجمن کو کالعدم قرار دیا، نہ ہی یہ کہا کہ انجمن کے فیصلہ پر میرا فیصلہ ناطق ہوگا اور نہ ہی انجمن کے قواعد میں تبدیلی کی۔ پھر کیا یہ ظلم نہیں کہ کہا جائے کہ پہلی خلافت اور بعد کا آمرانہ نظام ایک ہیں، پہلے کو مان کر دوسرے کو کیوں تسلیم نہیں کرتے۔

کھلم کھلا ماموریت کی پوزیشن

حد تو یہ ہے کہ جب انجمن کو کالعدم کر کے بھی یہ نظر آیا کہ غیر معروف اطاعت قائم نہیں رہ سکتی، تو میاں محمود احمد صاحب نے ۱۹۴۴ء میں علی الاعلان مصلح موعود ہونے کا دعوے کر دیا تا کہ آپ کی ذات ہر قسم کے اعتراضات سے اصولی طور پر بالاتر تسلیم ہو جائے۔ کیونکہ جسے "مصلح موعود" تسلیم کر لیا جائے پھر اس پر کسی قسم کے اعتراضات کا مطلب ہی کیا ہوا۔ "مصلح موعود" تسلیم کرنا اور اعتراض کا ہدف بھی ماننا دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں پس آپ "مصلح موعود" بن کر مریدوں میں ہر قسم کی تنقید سے آزاد ہو گئے۔ یہ وہ پوزیشن ہے جو بجز رسول یا مامور من اللہ کے اور کسی کے لئے جائز نہیں۔ کیونکہ خلفاء راشدین نے بھی اصولاً و عملاً تسلیم کیا کہ اُن کی پوزیشن قوم کے سامنے جواب دہ ہونے کی ہے۔ نہ کہ غیر مسئول کی۔ اب آئیں اہل ربوہ اور بتلائیں کہ کیا حضرت مولنا نورالدین رح نے بھی کبھی ماموریت کی پوزیشن حاصل کی تھی؟ اگر یقیناً نہیں تو پھر کیونکر یہ بات درست ہوئی کہ پہلی خلافت اور بعد کی خلافت ایک ہی قسم کی ہیں؟

پوپ کی گدی بنالی گئی ہے

جہاں جماعت احمدیہ لاہور کا یہ الزام کہ میاں محمود احمد کا مقصد اپنے مقدس والد کی الوصیت کے برخلاف آمرانہ اور مطلق العنانی کا نظام جماعت پر مسلط کرنا ہے واقعات حقہ میں عین درست ثابت ہوا ہے وہاں جماعت لاہور کا یہ الزام کہ میاں محمود احمد خلافت کو ایک گدی بنالینے کا ارادہ رکھتے ہیں بھی واقعات میں صحیح نکلا۔ چنانچہ اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے میاں محمود احمد نے مجلس شوریٰ کو بھی منسوخ کر دیا، پہلے تو صدر انجمن احمدیہ کو کالعدم کر کے آمریت اختیار کی مگر اپنے بعد اپنے خاندان میں خلافت کو منتقل کرنے کے لئے اور اسے گدی کی شکل دینے کے لئے آخر کار مجلس شوریٰ کی بجائے پاپائیت کے طرز انتخاب کو ترجیح دی چنانچہ خلافت جقم آپ کے ارشادات ملاحظہ ہوں:۔

"لیکن جو تیسرا امر خلافت کا ہے وہ اہم حیثیت کہ خدا تعالےٰ بندوں سے کام لیتا ہے جیسا کہ اللہ

میں ہے چنانچہ عیسائی اس کے لئے انتخاب کرتے ہیں اور اپنے میں سے ایک شخص کو بڑا مذہبی لیڈر بنا لیتے ہیں۔ جس کا نام وہ پوپ رکھتے ہیں۔ گو **پوپ اور پوپ کے متبعین اب خراب ہو گئے ہیں** مگر اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ **پھر اُن سے مشابہت کیوں دی؟** اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں صاف طور پر فرماتا ہے کہ

کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ

جس طرح پہلے لوگوں کو میں نے خلیفہ بنایا تھا اسی طرح میں تمہیں خلیفہ بناؤں گا۔" (خلافت حقہ اسلامیہ ص)

"اگر جماعت احمدیہ خلافت کے ایمان پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو اس میں بھی **قیامت تک خلافت قائم رہے گی جس طرح عیسائیوں میں پوپ کی شکل میں اب تک قائم ہے** ۔ گو وہ بگڑ گئی ہے۔" (خلافت حقہ اسلامیہ ص)

"پس میں نے یہ رستہ بتا دیا ہے لیکن میں نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے جو عیسائی طریقِ انتخاب پر غور کرے گی کیونکہ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ

"وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحٰت **لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم**" (النور ع)

جس طرح اُس نے پہلوں کو خلیفہ بنایا تھا اسی طرح تم کو بنائے گا سو میں نے کہا عیسائی جس طرح انتخاب کرتے ہیں۔ اس کو بھی معلوم کرو۔ ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ گو ابھی پوری طرح تحقیق نہیں ہوئی۔ وہ بہت سادہ طریق ہے۔ اس میں جو بڑے بڑے علماء ہیں اُن کی **ایک چھوٹی سی تعداد پوپ کا انتخاب کرتی ہے اور باقی عیسائی دنیا سے قبول کر لیتی ہے۔**" (خلافت حقہ اسلامیہ ص ۲۱-۲۲)

خلافت ثانیہ کے انہی ارشادات کے ماتحت

خلافت ثانیہ قائم ہوئی اور اشاعت و احیاء اسلام کی بے نظیر جمہوری تحریک قائم کردہ حضرت مسیح موعودؑ کی بجائے نہ صرف شخصیت آمرانہ نظام قائم کیا گیا بلکہ گدی بنا کر اسلامی جمہوریت کی رُوح کو کچل کر جماعت کو غلامی کی زنجیروں اور اندھی عقیدت میں تبدیل کر کے رکھ دیا گیا۔

پس آج واقعات حقہ یعنے خدا تعالیٰ کی شہادت موجود ہے کہ نہ صرف عقائد میں میاں محمود احمد نے تبدیلی کی جنہیں پھر وہ تحقیقاتی عدالت میں بدلنے پر مجبور ہوئے بلکہ خلافت کو بھی آمریتِ مطلق میں تبدیل کر کے گدی بنا دیا۔ اب منصف و اہل حق اصحاب غور کریں کہ عقائد اور خلافت میں تبدیلیاں کس گروہ نے کیں جماعتِ لاہور نے یا اہل ربوہ نے؟

موجودہ ربوی خلافت بقول میاں محمود احمد پاپائیت کے مشابہ اور ہمشکل ہے تو کیا اکابرینِ جماعتِ احمدیہ نے ۱۹۰۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر حضرت مولانا نورالدین رح کو پوپ اوّل مانا تھا؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر کس منہ سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ جب خلیفۂ اوّل کو مانا تو باقی خلفاء کو کیوں نہیں مانتے؟

بقیہ خطبہ جمعہ از ص۲

قوم کا کیسا اعلیٰ کیریکٹر قائم کیا ہے۔ اس نے ایمان بڑھایا ہے اور قوت کو ترقی دی ہے۔ ان انعامات کے عوض میں دن رات خدا کی شکر گزاری کرو۔ برائی سے پرہیز کرو۔ بددیانتی اور غیبت چھوڑ دو۔ کسی کی عزت پامال کرنے کے درپے نہ ہو جاؤ۔ توبہ کرو۔ تا خدا تم پر رحم کرے۔ اپنا کردار ایسا بناؤ کہ خدا تم سے خوش ہو جائے۔ قوم کا کردار سلطنت کی مضبوطی کا باعث ہوتا ہے۔ حضرتؑ کی قوم نے بلند کرداری کا عظیم الشان نمونہ پیدا کیا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی پیدا کردہ جماعت کا بلند کردار

حضرت مرزا صاحب نے جو قوم پیدا کی۔ اس میں تقوےٰ وطہارت کی بلندیاں پیدا ہو گئیں۔ وہ اعمال کی پاکیزگی کی وجہ سے فرشتے نظر آتے تھے۔ سیالکوٹ میں میر حامد شاہ صاحب کے بیٹے سید نے ایک شخص کو مکہ مارا وہ مر گیا۔ اس کے وارثوں نے مقدمہ کر دیا۔ سید کے باپ میر حامد شاہ صاحب کو گواہ دکھایا گیا۔ ڈپٹی کمشنر نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ کا بیٹا ہے۔ فرمایا ہاں یہ میرا بیٹا ہے۔ کیا اس نے مکہ مارا؟ جی ہاں اس نے مکہ مارا۔ کیا وہ شخص مکہ لگنے سے مر گیا؟ کہا ہاں وہ مر گیا۔ یہ وہ گواہی ہے جو باپ نے اپنے بیٹے کے خلاف دی۔

حضرت مرزا صاحب کی اپنے خلاف سچی گواہی

حضرت مرزا صاحب نے ایک مضمون کا مسودہ ڈاک میں ایک عیسائی کے مطبع میں بھیجا، اور اسی پیکٹ میں ایک خط بھی، مکتوب الیہ کو لکھ کر ڈال دیا۔ اس عیسائی نے ڈاکخانہ کو رپورٹ کر دی کیونکہ ڈاک خانہ کے قواعد کی رو سے یہ جرم ہے آپ پر مقدمہ قائم ہو گیا۔ حضرت صاحب کی طرف سے موچی دروازہ کے مولوی فضل دین صاحب نے بطور وکیل مقدمہ کی پیروی کی انہوں نے حضرت صاحب سے کہا کہ مقدمہ ہی کچھ نہیں۔ معمولی بات ہے آپ کہہ دیں کہ یہ چٹھی میری نہیں ہے۔ حضرت صاحب کہنے لگے۔ مگر چٹھی تو میری ہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ادھر ادھر کی باتیں کر کے وکیل صاحب کہنے لگے کہ مرزا صاحب آپ کہہ دیں کہ یہ چٹھی میری نہیں ہے۔ مقدمہ ختم ہو جائے گا۔ فرمایا چٹھی تو میری ہے یہ کیسے کہہ دوں۔ ایک قصور تو انسان کا کیا ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ دوسرا قصور خدا کا بھی کر دوں؟ اس نے کہا پھر تو سزا ہونی ضروری ہے۔ کچہری میں جب گئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ چٹھی آپ کی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ چٹھی میری ہے۔ مگر میں نے کوئی پیسہ بچانے کے لئے ایسا نہیں کیا۔ میں نہ تاجر اور کاروباری آدمی ہوں۔ آپ چٹھی کو پڑھیں۔ اس میں اس مضمون کے متعلق ہی کچھ لکھا ہوگا۔ چٹھی پڑھی گئی۔ واقعی مضمون کے متعلق ہی لکھا تھا۔ عدالت نے کہا۔ یہ شخص جھوٹ بول سکتا ہی نہیں لہٰذا آپ کو بری کر دیا۔

نااہل کو حکومت نہ دی جائے

تو اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے اور پاکستان کو مضبوط کرنے کے لئے خدا تعالےٰ اور حضرت نبی کریم صلعم کے احکام پر عملدرآمد کریں۔ حاکم دو طرح ہوتے ہیں ایک بدمزاج اور دوسرے بزدل۔ یہ دونوں قسم کے حاکم حکومت اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ حضور نبی کریم صلعم سے بڑھ کر کون رحیم و کریم ہوگا۔ مگر موقعہ پر دکھلایا کہ وہ مضبوط انسان ہیں۔ اسی لئے فرمایا اذا وسد الامر الیٰ غیر اھلھا فانتظروا الساعۃ کہ جب تم کوئی کام نااہل کے سپرد کرو گے تو برباد ہو جاؤ گے۔ اس لئے ہمیشہ عدل و انصاف کو مدنظر رکھو اور کام کی اہلیت جس کو نہ ہو اس کو کام نہ دو۔

درخواستہائے دعا

مولنا محمد یعقوب خاں صاحب بیمار ہو گئے ہیں کل تیسرا دن یہیں وہاں عیادت کے لئے گیا۔ وہ نہایت خصوصی قابلیت کے مالک ہیں۔ ایسے آدمی کم پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی قلم میں زور اور اثر ہے۔ ان کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ یہ ہمارا قومی نقصان ہے۔ ایسا نقصان جس کا تدارک مشکل ہے۔ میجر عنایت اختر صاحب کے خسر صاحب کا گل اپریشن ہونا ہے۔ شیخ اللہ بخش صاحب کے فرزند صاحب فراش ہیں ان سب کے لئے بھی دعا کریں اور چوہدری احمد علی صاحب کے لئے بھی دعا کریں۔ میں ان کی بھی احوال پرسی کے لئے گیا تھا وہ کہنے لگے کہ قوم نے میرے لئے دعا کی اور میں اچھا ہو گیا۔ یقین کرو کہ خدا قادر و مالک ہے۔ اور بیماریوں کو دُور کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب کی صاحبزادی کا اپریشن ہوا ہے۔ میں البرٹ وکٹر ہسپتال اسے دیکھنے کے لئے گیا۔ وہ بڑی کمزور ہے۔ ان کے لئے اور ان لوگوں کیلئے جو بیمار ہیں اور مشکل حالات میں مبتلا ہیں اور ہمیں ان کا علم نہیں۔ ان سب کے لئے دعا کریں۔ (دعا کی گئی)

پوسٹ کارڈ کی قیمت سات پیسے ہو گئی ہے احباب خطوط لکھتے وقت اس کو ملحوظ رکھیں تاکہ کارڈ بیرنگ نہ ہو جائیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ: [illegible] لاہور

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

فون نمبر ۳۷۴۳۷

مدیر: دوست محمد

مدیر معاون: بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ - ۲۰ جولائی ۱۹۶۶ء | ۲۵

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر او شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲۔ قرآن کریم کی کوئی منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۴۔ سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں
۵۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کی نصائح

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر نیک بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔ تم یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے۔ اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں۔ ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں ڈال دیوے۔ سو ایسا ہی تم کو بھی یاد رکھو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو گے اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو۔ پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو کتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہیئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ۔ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ لوگ تمہاری مخالفت کریں گے۔ اور انجمن[1] کے ممبر تم پر ناراض ہوں گے۔ پر تم ان کو نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو

(باقی صفحہ نمبر ۱۳)

[1] احمد شاہ شایق نام عیسائی نے ایک دل آزار کتاب بنام امہات المومنین چھپوا کر ایک ہزار جلد ۱۸۹۸ء میں ہندوستان کے نامور مسلمانوں کو بلا طلب مفت بھیجی تھی۔ اس کے خلاف انجمن حمایت اسلام لاہور نے ایک میموریل گورنمنٹ کی خدمت میں بھیجا تھا جو کہ بے سود ثابت ہوا۔ اس میں اس میموریل کی طرف اشارہ ہے۔

بحر حکمت کے موتی

جذبۂ تشکر

از [illegible] عبدالرحمٰن [illegible]

حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس۔ یعنی جو شخص انسانوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔ اس ارشاد میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ کسی کے احسان اور کرم فرمائی کی قدر دانی اور اس پر اظہار تشکر کے جذبہ سے ہی پیدا ہوتا ہے یہ جذبہ ہی اصل منبع اور سرچشمہ ہے جس سے تشکر کا چشمہ دل میں جوش مارتا اور ابل کر باہر آتا ہے اور پھر اس کا اثر دل پر ہی نہیں رہتا بلکہ اس کی زبان اور ہر ایک عضو سے اس کا ظہور ہونے لگتا ہے احسان کرنے والے کی محبت کے آثار ظاہر ہونے لگ پڑتے ہیں اور اس کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے محسن کی ایذا رسانی سے ... کرے صرف یہی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جہاں تک اس کی استطاعت میں ہو اور اسے موقعہ ملے اپنے محسن کو فائدہ پہنچانے کی سعی کرے اور اس کے غم و خوشی میں شریک ہو کر اس کے غم کو ہلکا اور اس کی خوشی کو دوبالا کرے اگر کسی کے دل میں یہ جذبۂ تشکر ہی مفقود ہو یا ہو تو اس کو نشوونما دینے میں کوتاہی سے کام لیا جا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ کی نعماء پر بھی اس ... کے دل میں شکر گزاری کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا۔ احسان فراموش انسان خدا کے احسانوں پر سے بھی اس طرح گزر جائے گا جیسا کہ گویا یہ کوئی احسان ہوا ہی نہیں حالانکہ زمین و آسمان اس کے احسانوں اور اس کی کرم فرمائیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور دن رات میں ایک لمحہ بھی ایسا نہیں جس میں خدا تعالیٰ کے احسانوں کی ناشکری اور ان کی قدر دانی کا فقدان حیرت انگیز ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لئن شکرتم لازیدنکم یعنی اگر تم میری نعماء پر شکر گزار ہو

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۶ء

لاہوری جماعت کا عقیدہ

ہفت روزہ "شہاب" مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۶۶ء میں ریاض جاوید نامی کسی صاحب نے عنوان بالا سے ایک مضمون زیب رقم فرمایا ہے جس میں مولوی ظفر علی خاں کی اصابت رائے کی داد دیتے ہوئے اُن کی یہ رائے نقل کی ہے :-

" قادیانی جس عقیدہ کی تشہیر کر رہے ہیں، لاہوری اس پر خفیہ عمل پیرا ہیں اصولی طور پر دونوں کا عقیدہ ایک ہی ہے۔" (زمیندار ۷ ستمبر ۱۹۴۴ء)

یہ ۱۹۴۴ء کی تحریر ہے جبکہ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے ہزاروں ٹریکٹ، اشتہارات اور کتب قادیانی جماعت کے عقائد کی تردید اور ختم نبوت کی تائید میں شائع ہو چکی تھیں، ان سب تحریرات کی موجودگی میں اس بات کو کہ لاہوری خفیہ طور پر قادیانی عقیدہ پر عمل پیرا ہیں، اصابت رائے قرار دینا ناسمجھی اور کوتاہ فہمی کے سوائے اور کیا کہا جا سکتا ہے "خفیہ طور پر" کا پتہ مولوی ظفر علی خاں کو کہاں سے لگا کیا اس نے لاہوری جماعت کے دلوں کو چیر کر دیکھ لیا تھا؟ یہ بعینہٖ ایسا ہی ہے جیسے حضرت خالدؓ نے کسی جنگ میں ایک شخص کے کلمہ پڑھنے پر بھی اسے قتل کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بیزاری ظاہر کی اور خالدؓ سے جواب طلب کیا، تو انہوں نے کہا کہ اس نے جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا، ورنہ خفیہ طور پر وہ کافر ہی تھا، اس پر حضرت نبی کریم صلی اللہ نے فرمایا ھلا شققت قلبہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا؟ ہم بھی نامہ نگار شہاب سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا مولوی ظفر علی خاں نے لاہوری جماعت کے دلوں کو چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ خفیہ طور پر قادیانی عقیدہ ہی پر عمل پیرا ہیں؟

غور کرنے کی بات ہے وہ کونسی چیز ہے، جس نے لاہوری جماعت کو خفیہ طور پر قادیانی عقیدہ رکھتے ہوئے اُن سے علیحدگی پر مائل کیا، کیوں انہوں نے اپنے عزیز دوستوں اور پیر بھائیوں سے علیحدگی اختیار کر کے یہ دوہری مصیبت اپنے اُوپر لے لی کہ ایک طرف تمام غیر از جماعت مسلمانوں کی دشمنی بدستور قائم ہے، اور دوسری طرف اپنے ان دوستوں کو بھی دشمن بنا لیا، آخر خفیہ طور پر عقیدہ رکھنے کی وجہ بھی تو ہونی چاہیئے، سوائے اس کے کہ اجرائے نبوت اور تکفیر المسلمین کے قادیانی عقیدہ سے لاہوری جماعت کو اختلاف ہے اور دل سے شدید اختلاف ہے اور کوئی وجہ ایسی نہیں ہو سکتی جس کی بناء پر اس نے یہ دوہری مصیبت اپنے اوپر لی ہے، مولوی ظفر علی خاں اور اُن کے ہم نواؤں کے دل میں اگر خدا کا خوف ہوتا، اگر اصابت رائے کا ایک شمہ بھی انہیں میسر آتا تو وہ لاہوری جماعت کے اس اقدام کو ان کے بے غرضانہ اخلاص پر مبنی قرار دیتے، مگر ان کو تو حضرت مرزا صاحب سے دشمنی اور عناد تھا۔ جن کی پوزیشن لاہوری جماعت کے اس اقدام سے واضح ہوتی ہے اور پتہ لگتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے قائل نہ تھے اور اپنے آپ کو منصب نبوت پر نہیں صرف مجددیت کے منصب پر فائز سمجھتے تھے۔

مقالہ نگار شہاب نے مولوی ظفر علی کی اصابت رائے کی تائید میں حضرت مولینا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بعض ایسی تحریرات نقل کی ہیں جو انہوں نے ریویو آف ریلیجنز کے زمانہ ادارت میں لکھیں، ان تحریرات کے متعلق جو قبل ازیں قادیانی جماعت کی طرف سے پیش کی جاتی رہی ہیں (اور جہاں تک ہمارا خیال ہے مقالہ نگار شہاب بھی اسی جماعت کا ایک فرد ہے جو مولوی ظفر علی خاں کی حمایت کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آیا ہے) خود حضرت مولینا محمد علی صاحب کی وضاحت موجود ہے کہ :-

" میرا عقیدہ دربارہ نبوت مسیح موعود کیا تھا۔ میں نے اس کو ابتدائے اختلاف میں ہی کھول کر بیان کر دیا تھا۔ میں پہلے بھی اسی پر قائم تھا اور اب بھی اسی پر قائم ہوں۔ اور انہی الفاظ میں پھر اپنے عقیدہ کو نقل کرتا ہوں :-

" میں یہ مانتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول نہ تھے بلکہ ان الفاظ کے لغوی معنوں کی رُو سے نبی اور رسول تھے۔ یعنے نبی اس لئے کہ آپ اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ آپ پر غیب کے اخبار ظاہر کرتا تھا۔ اور رسول اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے مامور کر کے اصلاح کے لئے بھیجا تھا یعنے آپ اُن معنوں میں نبی اور رسُول تھے جن معنوں میں اس اُمّت کے دوسرے مجدد بھی نبی اور رسُول کہلا سکتے ہیں"۔

" اس امت کے دوسرے مجددوں پر آپ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ آپ کی آمد کے متعلق صریح پیشگوئیاں موجود ہیں ...... پھر جس عظیم الشان فتنہ کی اصلاح کے لئے آپ کو بھیجا گیا دوسرے کسی مجدد کو اتنا عظیم الشان کام سپرد نہیں ہوا ...... ایسا ہی آپ کو جو علم کلام دیا گیا ہے۔ وہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس کو لے کر مسلمان کل مذاہب پر غالب آسکتے ہیں دوسرے کسی مجدد کو ایسا علم کلام نہیں دیا گیا۔"

" میں حقیقی نبوت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم یقین کرتا ہوں۔ آپ کے بعد نہ کوئی پرانا نبی واپس آئے گا نہ کوئی نیا نبی مبعوث ہوگا" (منقول از میرے عقائد مطبوعہ ۱۳ اگست ۱۹۱۴ء)

" اس کے بعد مجھ پر یہ اعتراض کیا گیا۔ کہ ریویو آف ریلیجنز میں میں نے حضرت صاحب کو نبی لکھا ہے جس کا جواب میں نے ۱۷ ستمبر ۱۹۱۵ء کو ایک ٹریکٹ میں دیا۔ جس کا عنوان تھا۔ تبدیلی عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے۔ جس میں یہ صاف لکھا ہے کہ " میں نے جب لفظ نبی اور رسول کا استعمال کیا یا جب آئندہ کروں گا صرف لغوی معنے کے لحاظ سے مجاز اور استعارے کے رنگ میں آپ کو جزوی نبی مانتے ہوئے کیا اور کروں گا" اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر میرا عقیدہ فی الواقع حضرت مسیح موعود کی نبوت کا ہوتا تو میں کل مسلمانوں کو کافر سمجھنے والا ہوتا۔ جس طرح میاں صاحب سمجھتے ہیں"۔

اس وضاحت کے بعد یہ کہنا کہ مولینا محمد علی صاحب نے کسی زمانہ میں چونکہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق اپنی تحریرات میں نبی اور رسول کے لفظ استعمال کئے تھے۔ اس لئے تمام لاہوری جماعت "خفیہ طور" پر قادیانی عقیدہ کی قائل ہے۔ کس قدر حق ناشناسی اور کور باطنی کا نتیجہ ہے، اسکو "اصابت رائے" قرار دینا اپنی کوتاہ فہمی کا ثبوت دینا ہے، جو شخص خود بیانگ دہل یہ اعلان کرتا ہے کہ میں نے شرعی اصطلاح میں یہ لفظ استعمال نہیں کئے نہ حضرت مسیح موعود شرعی اصطلاح میں نبی اور رسُول تھے، اور نہ میں نے قادیانیوں کی طرح کبھی حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والے کلمہ گوؤں کو کافر قرار دیا ہے۔ اور یہیں تک نہیں وہ پورے چالیس سال تک ختم نبوت کی تائید اور اجرائے نبوت کے متعلق قادیانی عقیدہ کی تردید میں پے در پے کئی کتابیں، کئی ٹریکٹ اور اشتہارات شائع کر چکا ہو، اس کو قادیانی عقیدہ کا مؤید اور تمام لاہوری جماعت کو "خفیہ طور" پر قادیانی عقیدہ پر عمل پیرا قرار دینا کونسی عقلمندی اور اصابت رائے کا نتیجہ ہے۔

(رپورٹ نجی متن - بسلسلہ صفحہ ۱۲)

مشن ہاؤس کے لئے جو جگہ ملی ہے اس میں کافی گنجائش ہے۔ دو کمرے مہمانوں کے لئے ہوں گے۔ دو کمرے مبلغ کے لئے رکھے جائیں گے۔ انہی میں سے ایک کمرہ بطور دفتر اور ڈرائنگ روم استعمال ہوگا۔ ہال کمرہ جس میں پانصد افراد کی گنجائش ہے۔ نماز کے لئے اور بطور لیکچر ہال استعمال میں لایا جائے گا۔ انشاء اللہ کل یا پرسوں قبضہ مل جائے گا۔ یہ فضل ایزدی ہے کہ وہ ہم گنہگاروں کی حقیر مساعی کو قبول فرما کر ہمارے وہم و گمان سے بڑھ کر اسکے نتائج و ثمرات پیدا فرما رہا ہے۔

آخری قسط

احمدیہ کانفرنس ایبٹ آباد

— بشیر احمد منور

الوداعی خطاب

صدر جماعت احمدیہ ایبٹ آباد مکرم جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت نے اجتماع سے الوداعی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس وقت کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کرونگا کیونکہ احباب نے رخصت ہونا ہے۔ لہٰذا مختصر سی معروضات کے ساتھ ساتھ دعا کریں گے تاکہ جانے والے احباب اس دعا میں شامل ہو سکیں۔ میں نے پہلے اجلاس میں اس جلسہ کی اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے عرض کی تھی کہ اس اجتماع کا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ خدا کرے وہ مقصد حاصل ہو جائے۔ جلسہ کی فوری غرض تو الحمدللہ پوری ہو گئی ہے۔ اور دیرپا نتیجہ ان تاثرات پر مبنی ہوگا جو آپ یہاں سے لے کر جائیں گے۔ اس قسم کے اجتماعات اور مجالس کی افادیت دُور رس نتائج کی حامل ہوا کرتی ہے۔ ان سے یہ مقصود نہیں ہوا کرتا کہ یہاں جمع ہو کر ہمیں کیا کیا آرام پہنچا۔ کیسے کیسے خاطر تواضع ہوئی۔ بلکہ حقیقی مقصد یہ ہے کہ یہاں آکر ہم وہ کچھ سیکھ لیں جو نہیں جانتے۔ اور وہ کچھ یاد کرائیں جو ہم نے بھلا دیا ہے۔ نہ صرف سیکھ لیں اور یاد کرلیں بلکہ ان پر عمل ہو اور اس عمل کے اثرات نظر آئیں۔ آپ نے

مجھے چوہدری عبدالحمید صاحب کی تقریر سن کر بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں قیمتی معلومات مہیا فرمائی ہیں۔ حضرت مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی عارفانہ محققانہ تقاریر پر اپنے کو تشکر خیالات کا اظہار کر سکتا ہوں۔ ان کی ایمان افروز تقاریر ہماری ایمانی تقویت کی موجب ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بیش از بیش خدماتِ دینیہ کی توفیق بخشے اور عمر میں اضافہ کرے۔ بعض دوستوں نے میری تقریر کی تعریف فرمائی ہے۔ میں ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری معروضات کو غور سے سُنا اور اپنے دل و دماغ میں جگہ دی۔ خدا کرے میری معروضات عمل کا رنگ اختیار کرلیں۔ بعض دوستوں کی تعریف اور تحسین سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں رضا الٰہی سے محروم نہ ہو جاؤں۔ محترم پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب نے ہمارے سامنے ماضی اور حال کی تصویر رکھی ہے۔ اپنی آنکھوں دیکھی کیفیات بیان فرمائی ہیں۔ اس سے گذرے ہوئے بزرگوں کی یاد اور اُن کے کام تازہ ہوگئے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اس اثر و جذب کو اپنے قلب و نظر میں جگہ دیں جو پروفیسر صاحب موصوف پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کرے وہ درد اور وہ تپش جماعت کے دلوں میں پھر پیدا ہو جائے جو حقیقی ارتقاء و سرور سے آشنا کرتی اور حضور الٰہی کی راہیں دکھاتی ہے۔ محترم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب جماعتی موقف پر معلوماتی تقریر

اس کے بعد عرض کروں گا کہ جلسہ کے علاوہ بھی احباب جو کسی کام اور تعلق کی بنا پر ایبٹ آباد آئیں وہ ضرور مجھے ملاقات کا موقعہ دیا کریں۔ مجھے باہر سے آنے والے احباب سے مل کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ میں احباب سے ملاقات کے لئے اپنی مصروفیات میں سے ضرور وقت نکال لیا کرتا ہوں۔

جب میں سکول میں پڑھتا تھا۔ تو قبلہ شیخ نور احمد صاحب مرحوم کا گھر ہماری جماعت کا مرکز ہوا کرتا تھا۔ مرحوم نہایت بلند پایہ بزرگ تھے۔ اُن کی نصائح بڑی مفید ہوتیں۔ وہ بہت قیمتی بزرگ تھے۔ اُن کی مجلس میں بیٹھ کر آگاہی میسر آتی۔ وہ فرمایا کرتے کہ دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اولادوں کی تربیت دینی رنگ میں کریں۔ آج اس بات کا فقدان ہے۔ ہم اولاد کی تربیت جماعتی رنگ میں خاطر خواہ نہیں کر رہے۔ نوجوان ہم سے دُور تر ہوتے جا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ مومن کہیں اکیلا نہیں رہتا۔ وہ جہاں جائے گا خدا اس کو جماعت دے دیگا۔ اب میں اس گفتگو کے بعد احباب و حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم نے جلسہ کے اخراجات کے لئے مرکز پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا۔ اس فنڈ میں جن جن حضرات نے حصہ لیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آخر میں حضرت امام زمان کے فرمودات پڑھ کر احباب کو سناتا ہوں۔ تاکہ آخر میں اللہ ذو جو بار سے کان سنیں اور جنہیں ہمارے دل قبول کریں۔ وہ پاک امام کے پاک الفاظ ہوں۔ جس کے احسان سے ہم نے اس زمانہ میں خدا کو پایا۔ دنیا کہتی تھی کہ خدا نہیں مگر ہم نے خدا کو دیکھ لیا۔ حضرت امام زمان نے خدا اور اس کی قدرتیں دنیا پر واضح کیں اور زندہ خدا سے دنیا کو روشناس کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے حضرت امام زمان کی ایک تقریر پڑھ کر سنائی جو اسی اشاعت میں صفحہ اوّل پر درج ہے۔

انگلستان میں تبلیغِ اسلام

ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیاں از یکم اپریل تا ۳۱ مئی ۱۹۶۶ء

الحافظ بشیر احمد صاحب مصری اپنے ایک تازہ مکتوب میں لکھتے ہیں کہ مصروفیات کی وجہ سے بالتفصیل رپورٹ بھیجنا تو ذرا مشکل ہے۔ بہرکیف مختصراً عرض ہے کہ :-

(۱)- مذکورہ بالا عرصہ میں مندرجہ ذیل مقامات پر لیکچرز دیئے :-

(ا) کنٹری سیکنڈری سکول- ہاورڈز ہیتھ
(ب) پاکستان ایسوسی ایشن - نیوکیسل
(ج) مسلم وومنز ایسوسی ایشن- لندن (لیکچر اور سوال و جواب وغیرہ ۲ گھنٹے تک)
(د) ۵۹ سوسائٹی اف کینسنگٹن
(ہ) ٹاؤن وومنز گلڈ - سٹانمور
(س) گرامر سکول ووکنگ (چھ مختلف کلاسز کو لیکچرز دیئے۔
(ص) رائنڈز سکول والٹن بر ٹیمز
(ط) جیوئش سوسائٹی لنڈن -
(ع) آل فیتھس سروس لندن -

(۲)- تین جنازے پڑھائے اور ایک بیمار مسلمان کے لئے نارتھ لندن ہسپتال میں بیمار پرسی کے لئے گیا۔

(۳)- ذیل کے اجلاسوں میں شرکت کی :-
(ا) ریڈنگ یونی (دو اجلاس)
(ب) ورلڈ کانگریس آف فیتھس (دو اجلاس)
(ج) اے- ٹی- وی- ٹیم جس میں انٹرویو کے ساتھ ساتھ اسلام پر فلم بھی دکھلائی گئی- خاص پیغامات کے ذریعہ مسلمانوں کو فلم دیکھنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ تقریباً پچاس یا ساٹھ احباب نے حصہ لیا۔
(د) ورلڈ سپریچوئل کونسل

(۴) یکم اپریل ۱۹۶۶ء کو عیدالاضحیٰ منائی گئی۔ تقریباً ۲۰۰۰ مسلمانوں نے نماز و دعوت الطعام میں شرکت کی۔

(۵) مندرجہ بالا عرصہ میں نوجوان مسلمانوں کے تقریباً چار یا پانچ اجلاس ہوئے اور ان مسلمان نوجوانوں کو خاص طور پر مدعو کیا گیا جنہیں ہماری تنظیم و جمعیت و مشن سے دلی لگاؤ ہے۔ محبانِ مسجد سوسائٹی کی بنیاد رکھی گئی۔

(۶) باقاعدہ نماز جمعہ اور اتوار کے لیکچروں کا سلسلہ جاری رہا۔ جمعہ کے روز بعض نئے احباب مسجد دیکھنے آتے ہیں۔ لیکن ہر نماز میں عموماً اور ہر روز باقاعدہ نماز ادا کرنے والے آتے رہتے ہیں۔ اتوار کو پچاس یا ساٹھ احباب آجاتے ہیں اور اتوار کے لیکچر میں عموماً پچیس ۲۵ یا تیس ۳۰ احباب کا مجمع ہو جاتا ہے۔

تاج محمد کا مقدمہ

ضروری تصحیح پیغام صلح کے ۱۳ر جولائی ۱۹۶۶ء کے شمارہ میں مندرجہ بالا عنوان کے تحت جو خبر شائع ہوئی تھی اس میں یہ لکھا گیا تھا کہ تاج محمد کی درخواست انتقال مقدمہ کو عدالتِ عالیہ نے مسترد کر دیا ہے۔ دراصل ایسا نہیں ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ عدالت عالیہ نے درخواست انتقال مقدمہ پر تا حال کوئی حکم نافذ نہیں کیا بلکہ تاج محمد درخواست دہندہ اور اس کے وکیل کو توہین عدالت کا نوٹس اس بناء پر جاری کیا گیا ہے کہ تاج محمد نے اپنی درخواست میں عدالت ماتحت کے خلاف ناجائز ریمارکس دیئے تھے جن کو عدالتِ عالیہ نے توہینِ عدالت کے مترادف قرار دیا۔

یاد رہے کہ اسی اثنا میں راولپنڈی کی ابتدائی عدالت نے حضرت امیر کے خلاف مقدمہ جھوٹا اور بے بنیاد قرار دے کر خارج کر دیا۔

حصولِ عزّت کے لئے احکامِ الٰہی کی متابعت اور خدا کے رنگ میں رنگین ہونا ضروری ہے

حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی کامل متابعت قوم کی عزّت و توقیر کا موجب ہو سکتی ہے

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۶ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

من کان یرید العزۃ فللّٰہ العزۃ جمیعًا - الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ - والذین یمکرون السیّئات لھم عذاب شدید - ومکر اولٰئک ھو یبور ——— (فاطر ۹-۱۰)

حصولِ عزّت کا طریق

جو شخص عزّت کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے وہ یاد رکھے کہ فللّٰہ العزۃ جمیعًا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق لگائے۔ اس کے احکام کی فرمانبرداری کرے اس سے عزّت حاصل ہو گی۔ عزّت غلبہ کو کہتے ہیں العزیز خدا تعالیٰ کا نام ہے۔ وہ ہر چیز پر غالب ہے کوئی چیز اس پر غالب نہیں۔ جو کوئی شخص العزیز کے ساتھ تعلق لگائے گا وہ بھی معزز ہو جائے گا۔ العزیز سے تعلق لگانے سے یہ مراد ہے کہ اس کے رنگ میں رنگین ہو جائے اور اس کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کرے۔

النّاس علےٰ دین ملوکھم

کبھی کسی نے پٹیالہ کے مسلمانوں کو دیکھا ہو تو وہ جانتے ہیں کہ وہاں کے مسلمان امراء اور درباری وہی لباس پہنتے تھے، جو وہاں کے راجہ کا لباس تھا۔ داڑھی کو درمیان سے ادھر ادھر کر کے رکھتے تھے۔ کشمیر کے درباری بھی کشمیر کے راجہ کی طرح لباس پہنتے تھے۔ ہماری جماعت کے ایک شخص کشمیر میں ایک معزز عہدہ پر فائز تھے۔ وہ ایک دن میری ملاقات کے لئے آئے وہ رنگین پگڑی پہنے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں دربار سے آ رہا ہوں۔ اس لئے رنگین پگڑی پہنے ہوئے ہوں۔

عزّت کی زندگی کے لئے احکامِ الٰہی کی پیروی کی جائے

تو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی عزّت کی زندگی بسر کرنے کا خواہش مند ہو، تو خدا عزّت والا ہے اس کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔ اس کے احکام کی پیروی کرو۔ تو تم عزّت پا جاؤ گے۔

صحیح نظریات اور عمل صالح رفعت الی اللہ کا موجب ہوتے ہیں۔

فرمایا الیہ یصعد الکلم الطیب۔ نظریات درست ہوں۔ تو وہ خدا سے شرف قبولیت حاصل کرتے ہیں وہ جناب الٰہی کی طرف شرف قبولیت حاصل کرنے کے لئے صعود کرتے ہیں۔ لیکن صرف نظریات کافی نہیں۔ ان کے اثرات بھی زبان پر نظر آئیں۔ ہاتھ پاؤں پر دکھائی دیں۔ معاملات اور لوگوں کے ساتھ لین دین میں ظاہر ہوں۔ جس سے پتہ لگتا ہو کہ وہ صحیح اعتقادات پر قائم ہے۔ والعمل الصالح یرفعہ۔ اگر نظریات صحیح ہوں اور اعمال میں صالحیت ہو تو اس انسان کو اللہ تعالیٰ رفعت عطا کرتا ہے۔

تین باتیں

یہاں تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انسان عزّت کی زندگی بسر کرنے کے لئے کوشش کرے۔ کون ہے جو عزّت کی زندگی بسر کرنا نہیں چاہتا چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر کوئی عزّت کا خواہاں ہے۔ فرمایا اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکام کی پابندی کی جائے۔ اور اس رنگ میں رنگین ہو جائے۔ اس سے عزّت کی زندگی ملے گی۔ دوسرے یہ کہ اس کے اعتقادات صحیح ہوں۔ اور تیسرے یہ کہ اس کے اعمال درست ہوں۔

غریب امیر کے لئے یکساں قاعدہ

یہ وہ قاعدہ ہے جس پر ایک غریب انسان بھی عمل پیرا ہو سکتا ہے اور ایک متوسط درجہ کا شخص بھی اس پر چل کر فائدہ اٹھا سکتا ہے اور ایک امیر آدمی بھی اسی سے عزّت حاصل کر سکتا ہے۔ عزّت نفس ہر چھوٹے بڑے کی غیرت کی چیز ہے اس لئے ہر چھوٹے بڑے کی عزّت نفس کا پاس کرنا اور پیش نظر رہنا بہت ضروری ہے۔ اسی سے سوسائٹی پُر لطف ہوتی ہے۔ غریب سے غریب ...... شخص اگر خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری پوری متابعت کرے تو وہ معزز ہو جاتا ہے اور اگر امیر سے امیر آدمی خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل پیرا نہ ہو تو وہ مستوجب عذاب ٹھہرتا ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کا جو ربّ العالمین ہے۔ غریب اور امیر سب کے سب اس ربّ العالمین کے بتلائے ہوئے قاعدہ پر چل سکتے ہیں اور عزّت کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ ایک دس پندرہ روپے کمانے والا شخص جب دیانت داری کی زندگی بسر کرتا ہے، تو اس کو سب عزّت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور اس کی توقیر کرتے ہیں، اور ایک بہت بڑا مالدار آدمی جب ناپاک زندگی اختیار کرتا ہے تو لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

ناپاک منصوبے تباہی کا موجب ہوتے ہیں

والذین یمکرون السیّئات۔ اس کے مقابل پر کچھ اور لوگ ہیں، وہ نقصان دہ تدابیر کرتے ہیں اور ہمجنسوں کی تباہی اور ذلت کے لئے منصوبے باندھتے ہیں۔ لھم عذاب شدید۔ یہ لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ ومکر اولٰئک ھو یبور۔ ان کے منصوبے بجائے کارگر ہونے کے تباہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ایک جگہ قرآن کریم میں ایک بڑے آدمی کا واقعہ درج ہے۔ اس شخص کا نام مذکور نہیں۔ احادیث اور تفاسیر اور تاریخ کی کتب میں اس کا نام لکھا ہوا ہے۔ اسے عبداللہ بن ابی کہتے ہیں۔ اس نے اُحد کی لڑائی میں اعلان کیا کہ یہ لڑائی نہیں موت ہے۔ یہ بڑا شخص سمجھا جاتا تھا۔ اس نے کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بڑی بے عزّتی کی ہے کہ میرے مشورے پر عمل نہیں کیا۔ انہ عصانی واتبع الولدان انہوں نے میری بات نہیں مانی اور نوجوانوں کی بات مان لی ہے اور لڑائی کے لئے نکل پڑے ہیں، یہ جہاد اور جنگ نہیں بلکہ موت کے منہ میں جانا ہے۔ وہ تین سو آدمی کو لے کر اُحد کے میدان سے میدانِ جنگ چھوڑ کر چلا گیا۔ اور کہا کہ دیکھیں گے یہ کس طرح کامیاب ہوتے ہیں۔ اس نے اپنے گروہ کو کہا کہ لاتنفقوا علےٰ رسول اللّٰہ حتّٰی ینفضوا۔ ان مسلمانوں کو مالی امداد

مت دو۔ تاکہ یہ حضورؐ کو چھوڑ جائیں۔ پھر ان کی طاقت اور جمعیت ختم ہو جائے گی اور یہ تتر بتر ہو جائیں گے۔ ہم مالدار ہیں۔ ان لوگوں نے ہماری بات نہیں مانی۔ انہوں نے بچوں کے مشورے پر عمل کر کے لوگوں کو ہلاکت کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ انکو جب مال نہیں ملے گا تو دیکھیں گے یہ کیسے جنگ کر سکتے اور کس طرح مدینہ میں رہ سکتے ہیں۔ یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل۔ یعنی انہوں نے کہا کہ مدینہ پہنچکر ہم معزز لوگ ان ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ یہ لوگ ہمارے مقابلہ میں بے بس ہیں۔ ان کے پاس نہ روپیہ ہے نہ جتھہ۔ یہ کیسے ہمارے بغیر رہ سکتے ہیں۔

عزت اور خزانے اللہ کی ملکیت ہیں وہ جس کو چاہے دے

دو باتیں انہوں نے کہیں۔ روپیہ مت دو، تاکہ یہ تتر بتر ہو جائیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وللہ خزائن السموات والارض ولٰکن المنافقین لا یفقھون۔ ان کا روپیہ کیا چیز ہے، زمین و آسمان کے خزانے تو خدا کی ملکیت ہیں، وہ جس کو چاہے دے۔ دوسری بات جو انہوں نے کہی یہ کہ مسلمانوں کی طاقت کو ختم کر دیا جائے اور کمزور اور ذلیل آدمیوں کو مدینہ سے نکال دیا جائے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔ ان کو غلطی لگی ہے۔ ان کو پتہ نہیں کہ عزت کس طرح پیدا ہوتی ہے۔ عزت تو خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی مشیت میں آجائے تو غریب کو امیر کر دیتا ہے۔ اور اس کی مشیت نہ ہو تو مقتدر آدمی ذلیل و خوار ہو کر رہ جاتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء، ملک تو اللہ تعالےٰ کا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے اس سے چھین لیتا ہے۔ اور جس کو وہ چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا۔ یہاں بھی فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔

خدا کے رسولؐ اور مؤمنین کو کامیابی اور عزت حاصل ہوئی

خدا اپنی ذات میں العزیز ہے۔ اس کا رسولؐ بھی عزیز ہے اس کو بھی عزت حاصل ہوگی اور وہ بھی معزز ہوں گے۔ جنہوں نے خدا اور اس کے رسولؐ کا ساتھ دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ لوگ جو اُن کو تباہ کرنا چاہتے تھے وہ خود تباہ ہو گئے۔ اُحد کی لڑائی میں دشمن کے بے شمار آدمی مارے گئے۔ اس سے پہلے بدر میں ستر آدمی مارے گئے اور ستر قیدی ہاتھ آئے۔ جنگ احزاب میں بیس پچیس ہزار لشکر کا مقابلہ تین ہزار مسلمانوں نے کامیابی سے کیا۔ پھر مکہ فتح ہوا۔ اس کو کہتے ہیں غلبہ۔ اس کو عزت اور کامیابی کہا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں مخالفین کے تمام منصوبے ناکام ہو گئے۔

رؤسائے مکہ کے مقابلہ میں بلالؓ حبشی کی عزت

دین قائم ہو گیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت قائم ہو گئی، اور مسلمانوں کو عزت مل گئی جب کالے کلوٹے حبشی حضرت بلال رضؓ نے کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ تو قریش کے بڑے بڑے سردار جو نیچے بیٹھے تھے شرمندہ ہو کر رہ گئے۔ وہ حیران تھے۔ کہ آج ہمارے سامنے اپنی ذلت کا یہ نظارہ ہے کہ ایک حبشی جو کل تک ہماری غلامی میں تھا، کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیتا ہے اور ہم اس کے سامنے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ہے وہ عزت جو حق کے پرستاروں کو ملی۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ عزت تو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے ماننے والوں کے لئے ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ روپیہ مت خرچ کرو۔ یہ سمجھتے ہیں کہ روپیہ پیسہ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ روپیہ پیسہ کوئی چیز نہیں۔ باخدا ہونے سے سب کچھ بن جاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باخدا ہونے سے انسان معزز ہو جاتا ہے۔ دمشق میں حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مقبرے پر لکھا ہے سیدنا حضرت بلال حبشی مؤذن رسول اللہ۔ کون کہہ سکتا تھا کہ وہ غلام جس کو امیہ بن خلف ریت پر رسیوں سے جکڑ کر گھسیٹا کرتا تھا۔ وہ بعد میں سیدنا بلال کہکر پکارا جائے گا۔

نبی کریم صلعم کی متابعت میں قوم کی عزت و توقیر

اسی طرح مسلمان معزز ہو گئے۔ بادشاہ بنے کمانڈر ہوئے۔ اور دُنیا کے معلّم بن گئے اور آج تک تمام اسلامی ممالک میں اولیاء کرام پیدا ہوتے رہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی وجہ سے قوم کس قدر معزز ہو گئی۔ یہ خوشخبری امیروں اور غریبوں کے لئے یکساں ہے۔ ہر شخص احکام الٰہی پر عمل درآمد کر سکتا ہے۔ خدا سے تعلق رکھ سکتا ہے جو شخص خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے احکام کی پابندی کرتا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے وہ ضرور کامیاب اور معزز ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مصائب اور مشکلات نہایت سخت اور صبر آزما تھے۔ ان تکلیف دہ حالات میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپ کے دشمن جن کو اپنے مال اور جتھے کا گھمنڈ ہے تباہ ہو کر رہ جائیں گے اور آپؐ اور آپؐ کے ساتھ دینے والے ضرور کامیاب رہیں گے اور عزت و مکرمت حاصل کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور یہ سب کچھ اپنوں اور غیروں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

سبحان الذی اخزی الاعادی

اخبارِ احمدیہ

مولینا محمد یعقوب خانصاحب کی علالت

—— مولینا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ چند دنوں سے بہت سخت بیمار ہو کر کمبائنڈ ملٹری ہسپتال لاہور میں داخل ہوئے تھے۔ اب کچھ رُو بصحت ہونے کی وجہ سے وہاں سے ڈسچارج ہو کر گھر آ گئے ہیں۔ احباب سے درخواست ہے، کہ اُن کی صحت، کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائی جائے۔ مولنا کی علالت کی وجہ سے اخبار لائٹ کسی قدر تاخیر سے شائع ہوگا۔ قارئین مطلع رہیں۔

کراچی میں جلسہ میلاد النبی صلعم

—— کراچی سے میاں رحیم بخش صاحب لکھتے ہیں کہ عید میلاد النبی صلعم کے موقعہ پر اپنے مقامی مرکز میں جلسہ منعقد کیا گیا جس میں مَیں نے تقریر کی، موضوع تھا "آنحضرت صلعم کی ازدواجی زندگی آپؐ کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت ہے"۔ یہ مضمون اخبار میں شائع کرنے کے لئے ارسال کیا جائے گا۔

میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کا پتہ

—— میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی آج کل کراچی گئے ہوئے ہیں اور احباب سے دُعا کے ملتجی ہیں۔ ان کا پتہ یہ ہے:—

Taj-Villa
300-Garden East
Karachi-3

امتحان میں کامیابی اور عطیہ

—— "میرے لڑکے طاہر جاوید نے مڈل کے امتحان میں امتیازی نمبر لے کر وظیفہ حاصل کیا ہے۔ لہذا اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ عطیہ انجمن کو دے رہی ہوں۔" رشیدہ اختر بنت مولوی احمد علی صاحب حضرت کرمانوالہ۔

پوسٹ کارڈ کی قیمت

احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ پوسٹ کارڈ کی قیمت سات پیسے ہو گئی ہے احباب خطوط لکھتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کیونکہ بہت سے سابقہ قیمت کے پوسٹ کارڈ بیرنگ ہو کر آ رہے ہیں۔

ہالینڈ میں تبلیغ اسلام

از غلام احمد بشیر مولوی فاضل مبلغ شیخ میاں محمد ٹرسٹ جماعت احمدیہ لاہور

نزولِ قرآن کی یاد میں جلسہ

الحمد للہ کہ اس سال کے شروع ہونے پر ہمیں اللہ تعالےٰ نے تبلیغ اسلام کے مختلف مواقع میسر فرمائے جن کا سلسلہ جون تک جاری رہا ہے۔ سب سے پہلے قابلِ ذکر رمضان شریف کا مہینہ ہے جس میں ہم ہر ہفتے قرآن مجید کا درس دیتے رہے۔ بعض دوست قرآن مجید پڑھنے کے لئے باقاعدہ آتے رہے۔ چونکہ قرآن مجید کا نزول اسی مبارک مہینہ میں شروع ہوا تھا اس لئے ہم نے آخری عشرہ کے شروع میں ایک جلسہ عام کرنے کا اعلان کیا جو کہ مقامی اخباروں میں خبر کے طور پر بھی شائع ہوا۔ موضوع تھا قرآن کی یاد۔ مسٹر ہوبک۔ مسٹر محمود۔ مسٹر فان اونک۔ ڈاکٹر قراقی ناج اور خاکسار نے مختلف پہلوؤں سے قرآن مجید کے مضامین پر روشنی ڈالی۔ احباب نے ان تقاریر میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔

عید الفطر اور عید الاضحےٰ کی تقریبات

عید الفطر کے موقعہ پر بڑی تعداد میں احباب تشریف لائے۔ جن میں ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے دوست عید کے موقعہ پر ہمارے ساتھ نماز میں شریک ہو کر خدا ئے واحد کی تمجید کرتے ہیں۔ عید کے موقعہ پر ہم نے نماز کے بعد دوستوں سے تعارف وغیرہ کرنے کے لئے ٹی پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ احباب ایک بجے تک تشریف فرما رہے۔ شام کو بہت سے دوستوں کو کھانے پر بھی مدعو کیا گیا۔ جس سے دوسروں پر اسلامی مہمان نوازی کا اچھا اثر رہا۔

عید الاضحےٰ کے موقعہ پر بھی اسی کثرت سے دوست تشریف لائے۔

تربیتی کلاس

ہم ہر ہفتہ ایک تربیتی کلاس لگاتے ہیں جس میں مسلمان ہونے والے احباب شریک ہو کر اکٹھے نماز ادا کرنے کے بعد درس قرآن سنتے ہیں اور مختلف مسائل پر باہم گفتگو میں حصہ لیتے ہیں۔

دوسرے اداروں میں تقاریر

چونکہ باہر سے بہت سی انجمنوں اور سکولوں کی طرف سے ہمیں تقاریر وغیرہ کی دعوتیں ملتی رہیں اس سے ہم ہیگ میں عام جلسہ نہیں کر سکے۔

اسی سلسلہ میں خاکسار کو زیک اور ڈم کے ٹیچر ٹریننگ کالج میں دو تقاریر کا موقعہ ملا۔ ایک عیسائی نوجوان کی انجمن نے ایک تقریر کروائی۔ جس کے بعد وہ پھر بھی ملنے اور بات چیت کے لئے تشریف لائے۔ ان کی اپنی خواہش پر مسجد بھی دکھلائی گئی۔ اسی طرح ایک کیتھولک اساتذہ کی انجمن نے بھی اپنے ہاں لاٹرڈم میں تقریر کروائی۔ جس میں کیتھولک پریسٹ اور کچھ راہبہ بھی موجود تھیں۔ انہوں نے اسلام کے متعلق میری باتیں سن کر بہت تعجب کا اظہار کیا کہ اسلام اس قسم کا مذہب ہے جو انسان کو عقل و فراست کے استعمال کی تلقین کرتا ہے۔ ان کے ساتھ کافی دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ پھر ایک ٹیچر ٹریننگ آئنڈ ہوون سے تقریر کی دعوت ملی۔ انہوں نے مختلف مذاہب کے پیرو کاروں سے تقاریر کروانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ بڑی تعداد میں سننے والے اساتذہ موجود تھے۔ خاکسار نے مختصر سی تقریر میں اسلامی تعلیم کا لب لباب پیش کیا۔ جب سوالات کا موقعہ آیا تو ایک پڑھے تعلیم یافتہ استاد نے کہا کہ انہیں کوئی سوال تو نہیں کرنا وہ صرف اس بات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اتنے مختصر سے وقت میں اتنا زیادہ علم پہلے کبھی بھی حاصل نہیں کیا۔ اس کے بعد قریباً پون گھنٹہ تک طلباء کے ساتھ تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ خاؤدا کے ایک ہائی سکول میں ہمارے ایک زیر تبلیغ ڈاکٹر لانت معلم ہیں انہوں نے اس سکول میں میری تقادیر کا انتظام کروایا۔ چنانچہ اس جگہ تین لیکچرز دیئے گئے۔ ہیگ کے مضافات میں ایک جگہ خورہ برخ ہے وہاں کے ایک ہائی سکول میں دو لیکچرز دیئے گئے۔ طلباء نے دل کھول کر بحث میں حصہ لیا اور بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔

ایک ٹیکنیکل سکول ہارلم اور ایمسٹرڈم میں دو تقریریں کرنے کا موقعہ ملا۔ ہر تقریر کے بعد سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ طلباء کافی دیر تک تبادلۂ خیالات کرتے رہے۔ پھر ایک ٹریننگ کالج ہرن فین میں چار لیکچرز دینے کی دعوت ملی۔ چنانچہ ان کے ہاں صبح دس بجے سے چار بجے تک لیکچرز دیئے۔ ہر لیکچر کے بعد سوالات کا موقعہ دیا تھا۔

دو چرچوں میں انٹرویو

عید الاضحےٰ کی شام کو کیتھولک چرچ کی طرف سے دو چرچوں میں انٹرویو کے رنگ میں اظہار خیالات کے لئے بلایا گیا۔ یہ جگہ ہیگ سے قریباً تین گھنٹہ کے قریب ہے۔ اس لئے ہم نے عید کا پروگرام جلد ختم کر کے اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس اجتماع میں حصہ لیا۔ ایک چرچ میں کوئی ڈیڑھ ہزار کا اجتماع ہوگا اور دوسرے میں دو ہزار کا۔ ایک پریسٹ صاحب جو منتظم تھے وہ ہمارے مشن اور اسلامی تعلیم کے متعلق سوالات کرتے رہے۔ جن کے وقت کے مطابق اور موزوں جوابات دیئے گئے۔ حاضرین دیر تک تالیاں بجا کر اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔ یہ عجیب خدائی تصرف ہے کہ وہ لوگ جنہیں پہلے دوسرے مذاہب والوں سے بات کرنا بھی منع تھا اب خود دعوت دے کر ان کی باتیں سنتے اور ان کی صحیح باتوں کی داد دیتے ہیں۔ دوسرے چرچ میں انٹرویو کے بعد مجھے گاڑی کے لئے روانہ ہونا تھا۔ کیونکہ آخری گاڑی وہاں سے دس بجے چل کر ایک بجے کے قریب ہیگ پہنچتی تھی۔ اس لئے پروگرام ابھی جاری تھا کہ میں روانہ ہوا۔ حاضرین کی تالیوں کی آواز دیر تک گونجتی رہی۔

قدیم مذاہب کی انجمن میں دُعا

ایمسٹرڈم میں ایک تجدید مذاہب انجمن کی طرف سے ان کے اجتماع پر اسلامی دُعا پڑھنے کی دعوت ملی۔ یہ لوگ کانفرنس کے آخر میں ان تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنے اپنے مذہب کی دُعا کرنے کے لئے دعوت دیتے ہیں۔ چنانچہ اس موقعہ پر خاکسار نے پہلے مختصر الفاظ میں اسلامی نماز اور دُعا کی اہمیت بتلائی اور پھر سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کے آخری رکوع کی تلاوت کی۔

کانفرنس مذاہب میں لیکچر

مئی میں ایک صوفی انجمن کی طرف سے آمرس فورٹ میں کانفرنس کا انعقاد کیا۔ آخری دن چار مذاہب کے نمائندگان کو تقاریر کی دعوت دی گئی تھی۔ کیا انسان خدا تعالےٰ کا عرفان حاصل کر سکتا ہے۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود بانیٔ سلسلہ کی بتلائی ہوئی تعلیم کے مطابق قرآنی آیات سے اس موضوع پر مختصر مگر واضح الفاظ میں بحث کی۔ تقاریر کے بعد حاضرین کو سوال کرنے کا موقعہ دیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک گھنٹہ تک سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔ سامعین میں سے کئی ایک نے خاکسار کی تقریر کو سراہا اور اسلامی تعلیم کی برتری کا اظہار کیا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جلسہ ہر لحاظ سے ہمارے حق میں مفید ثابت ہوا۔

بحرِ حکمت کے موتی ۔ از صفحہ اوّل

ہوگے اور ان کی قدر کرو گے یعنی ان کو صحیح طور پر عمل میں لاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایتوں کے مطابق اُن سے کام لوگے تو یاد رکھو میں ضرور بالضرور ان نعمتوں میں اضافہ کرتا رہوں گا۔ میرے پاس نعمتوں کے لامتناہی خزانے ہیں اگر ناقدری کرو گے یعنی قول اور فعل سے ناشکری کو عمل میں لاؤ گے تو پھر تکالیف میں مبتلا ہو کر دکھوں کا نشانہ بنو گے خلاصہ کلام یہ کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے محسن کے احسانوں کی قدر کرنے کی عادت ڈالے تا یہ عادت اس کے اندر خدا تعالےٰ جو حقیقی محسن اور سب سے بڑا کرم فرما ہے اس کے احسانوں اور نعمتوں کی قدر کرنے کا جذبہ بھی پیدا کر دے۔ گو مومن کی شان تو اللہ تعالےٰ نے یہی بیان کی ہے کہ احسان کرتے وقت

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

علماء ربوہ کی خدمت میں ایک دردمندانہ اور مخلصانہ اپیل

علماء کرام ربوہ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'
میں نے متعدد مرتبہ آپ صاحبان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کے متعلق آپس میں تبادلۂ خیالات کر لیں کہ آیا حضور کا مقام مقامِ نبوت ہے یا مقامِ ولایت ہے اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ احادیث میں بھی اور حضور کے الہاموں اور حضور کی تحریروں میں بھی نبی اور ولی دونوں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آپ صاحبان کا خیال یہ ہے کہ چونکہ ہر نبی ولی ہوتا ہے اس لئے حضرت اقدس کی شان میں لفظ ولی بحیثیت نبی ہونے کے استعمال ہوا ہے جیسا کہ مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری نے تحریر فرمایا ہے اور ہمارا موقف یہ ہے کہ حضور کی شان میں لفظ نبی بحیثیت ولی ہونے کے استعمال ہوا ہے۔ اس بات کا ثبوت کہ نبی کے لئے لغت کی رُو سے ولی کے لفظ کا استعمال جائز ہے اور ولی کے لئے لغت کی رُو سے لفظ نبی کا استعمال جائز ہے۔ حضور کی مندرجہ ذیل تحریروں سے ثابت ہوتا ہے۔

حضور اپنی کتاب توضیح مرام کے صفحہ ۱۹ پر فرماتے ہیں:
"فاعلم ارشدک اللہ تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ"
پس جان لے اللہ تعالیٰ تجھے رشد عطا کرے کہ نبی محدث ہوتا ہے (ظاہر ہے کہ نبی کا محدث ہونا محض لغوی معنے یعنے مکلم من اللہ کے معنے میں ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اصطلاحی معنوں میں تو محدث وہ ہوتا ہے جو کسی نبی کی پیروی سے خدا تعالیٰ کے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف حاصل کرے۔ لیکن نبی تو براہ راست خدا تعالیٰ سے اس نعمت کو پاتا ہے۔ ناقل) اور محدث اس اعتبار سے نبی کہلاتا ہے کہ اسکو نبوت کی انواع میں سے ایک نوع حاصل ہوتی ہے۔ یہ نوع حضور نے صرف مبشرات والی نوع بتلائی ہے اور اسے محض لغوی معنے میں ہی نبوت قرار دیا ہے حضور کی اس تحریر نے اس امر کو واضح کر دیا ہے کہ محدث پر بھی نبی کے لفظ کا اطلاق جائز ہے۔ گو محض لغوی معنی میں ہی ہو۔ پس آپ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ محدث کا لفظ حضور پر بحیثیت نبی ہونے کے بولا گیا ہے اور ہمارا اصرار اس بات پر ہے کہ نبی کا لفظ حضور پر بحیثیت محدث ہونے کے بولا گیا ہے۔
پس اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ فریقین میں سے کس فریق کا موقف حق اور صداقت پر مبنی ہے اور حضور کی تحریریں کس فریق کے موقف کی تائید کرتی ہیں میں آپ صاحبان کو تبادلۂ خیالات کی دعوت دیتا ہوں۔

حضور نے جو یہ فرمایا ہے کہ محدث پر نبی کا اطلاق نبوت کی انواع میں سے ایک نوع کے حاصل ہونے کے اعتبار سے جائز ہے تو اس کے بعد ہی حضور نے اس نوع کی وضاحت بھی فرما دی ہے جیسا کہ فرمایا:
" وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء والنور الذی یتجلی علی قلوب قوم موجع "
اسی طرح انجام آتھم کے صفحہ ۲۸ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:
"لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ (نبی اور رسول۔ ناقل) استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں۔ آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رُو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا "
اس تحریر سے بھی واضح ہے کہ اولیاء کی شان میں بھی لفظ نبی اور رسول کا استعمال جائز ہے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی آیت والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا سے استدلال فرماتے ہوئے لکھا ہے:-
"جیسا کہ اگر آفتاب نہ ہو تو مہتاب کا وجود بھی ناممکن ہے اسی طرح اگر انبیاء علیہ السلام نہ ہوں جو نفوس کاملہ ہیں تو اولیاء کا وجود بھی حیز امکان سے خارج ہے .... سو انبیاء جو افراد کاملہ ہیں وہ اولیاء اور صلحاء کے روحانی باپ ٹھہرے جیسا کہ دوسرے لوگ اُن کے جسمانی باپ ہوتے ہیں .... انبیاء کا آپ ہدایت دینے کا اپنی معرفت کا آپ موجب ہوا "
(ست بچن صفحہ ۶۶)

حضور کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ خدا سے براہ راست تعلق رکھنے والے انبیاء کہلاتے ہیں اور انبیاء کی وساطت سے خدا سے تعلق رکھنے والے اولیاء کہلاتے ہیں پس حضور نے خدا سے تعلق رکھنے والوں کو دو گروہوں میں منقسم کیا ہے ایک گروہ کا نام انبیاء رکھا ہے اور دوسرے گروہ کا نام اولیاء رکھا ہے اور ان دونوں گروہوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لئے جو امتیازی نشان بتلایا ہے وہ براہ راست ہونے اور بالواسطہ ہونے کا ہی بتلایا ہے اور یہ امتیازی نشان حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کو متعین کرنے کے لئے فیصلہ کن ہے۔ بہرحال فریقین کے درمیان تفصیلی تبادلۂ خیال ہی آخری صحیح نتیجہ پر پہنچانے میں ممد ہوگا۔ اس تبادلۂ خیال کے لئے مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری خاکسار کو پہلے ہی دعوت دے چکے ہیں جسے میں نے قبول کیا ہوا ہے۔ اس بارے میں فریقین کی تحریروں کو دونوں جماعتوں کے افراد تک پہنچانے کا اہتمام بھی ضروری ہے تا وہ بھی اپنی جگہ فیصلہ کر سکیں کہ فریقین میں سے کس فریق کا موقف حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کے مطابق ہے۔
یہ تبادلہ خیال محض احقاق حق کی نیت سے ہونا چاہیئے اس میں ہار جیت کے خیال کو قطعاً دل میں جگہ نہیں دینی چاہیئے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی اس میں مدِنظر ہو ولیس۔

بقیہ ملفوظات از صفحہ اوّل

ہرگز کام میں نہ لاؤ۔ یہ میری وصیت ہے۔ اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو۔ کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا۔ بلکہ نرمی اور آہستگی اور خلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ۔ اور انجمن کے ممبروں کے ذہن نشین کراؤ کہ ایسا میمو ریل فی الحقیقت دین کو ایک نقصان دینے والا امر ہے۔ اسی واسطے ہم نے اس کی مخالفت کی کہ دین کو صدمہ پہنچتا ہے۔"
(الحکم جلد ۲ صفحہ ۱۲-۱۳ پرچہ ۲۰-۲۷ مئی ۱۸۹۸ء)

پیغام صلح مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل ۴۳۸ شمارہ ۲۵

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ

فون نمبر ۔ ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر ۔ دوست محمد
مدیر معاون ۔ بشیر احمد سوز
فی پرچہ ۔ ۱۲ پیسے

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خُدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مُسلمانیم از فضلِ خُدا
مُصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۵۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۶ھ ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۶۶ء | نمبر ۲۶

بحرِ حکمت کے موتی

ایفاءِ عہد کے متعلق مؤمن کا کردار

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلعم کا فرمان ہے عِدَۃُ المُؤمنِ کَأَخْذِ الکَفِّ یعنی مؤمن کا وعدہ ہاتھ میں موعودہ چیز کو لے لینے کے برابر ہے یعنے مؤمن جب کسی شخص سے وعدہ کرتا ہے کہ میں تمہیں فلاں چیز دوں گا تو وہ شخص اس کے اس قول سے یہ سمجھ لے کہ وہ چیز اس کے ہاتھ میں ہی آگئی ہے یا اگر مؤمن نے کسی سے کوئی رقم قرض لی ہے اور لیتے وقت وعدہ کیا ہے کہ فلاں دن یہ رقم واپس کر دے گا تو قرض دینے والے شخص کو یقین ہونا چاہیئے کہ مقررہ دن پر اسے ضرور وہ رقم مل جائے گی۔ اس میں تخلف ہرگز نہ ہوگا سوائے اس کے کہ کوئی غیر متوقع ناگہانی موانع پیدا ہو جائیں۔ اسی طرح کوئی پیشہ ور مثلاً درزی اپنے گاہک سے وعدہ کرتا ہے کہ فلاں دن اس کا کپڑا تیار شدہ مل جائے گا تو اسے یقین ہونا چاہیئے کہ یہ مؤمن کا وعدہ ہے جو ضرور پورا ہوگا۔ لین دین اور کاروباری معاملات میں یہ کتنا بلند کردار ہے جو مؤمن کا حضرت نبی کریم صلعم نے بیان فرمایا ہے اگر معاشرے اور سوسائٹی میں ہر شخص اسی کردار کو اپنا لے اور اس کے مطابق عمل کرنا شروع کر دے تو ایک دوسرے پر کس قدر زبردست اعتماد پیدا ہو سکتا ہے نہ صرف یہ بلکہ باہمی محبت اور الفت اور سوسائٹی میں پاکیزگی اور طہارت کی لہر دوڑ جائے لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارا معاشرہ جو اسلامی معاشرہ کہلاتا ہے ابھی تک وعدہ خلافی جیسی بدی کا شکار چلا جا رہا ہے جس کے نتیجہ میں آئے دن فساد رُونما ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات قتل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ کاش مسلمان اپنے نبی کریم صلعم کے مذکورہ [illegible]

جماعت میں نیکی اور پاکیزگی کی رُوح دیکھنے کے لئے

حضرت مسیح موعود کی دِلی آرزو

"میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ دن بھی ہو کہ اپنی جماعت میں وہ لوگ بھی دیکھوں، جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے، اور تکبّر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دُور جا پڑیں گے اور اپنے ربّ سے ڈرتے رہیں گے، مگر ابھی تک بجز چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں"۔

حضرت مسیح موعودؑ کے کلماتِ طیّبات

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:—

"پس اے نادانو۔ خوب سمجھو۔ اے غافلو! خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمان اور اخلاق و اعمال کے کسی طرح رہائی نہیں۔ اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہ کر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کو نہیں بلکہ اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے۔ اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اُٹھا لیتے۔ اور رسول کریمؐ کے پاک جوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے۔ اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے۔ اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے۔ بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبّر سے کرسیوں پر بیٹھتے اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بڑا نہیں۔ مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا سمجھتے ہیں۔ اور شرم سے بات کرتے ہیں۔ اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے۔ اور کبھی شرارت اور تکبّر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے ربّ کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی سے چلتے ہیں سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں۔ جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اس جہان میں باہر نہیں وہ اُس جہان میں کبھی باہر نہ ہوگا۔ میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں۔ جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔ خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما۔ اور ایسی تقریریں الہام کر۔ جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دُور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے۔ کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں۔ جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا۔ اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا۔ کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبّر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے۔ بالکل دُور جا پڑیں گے اور اپنے ربّ سے [illegible]

ہالینڈ میں تبلیغِ اسلام

از غلام احمد بشیر صاحب مولوی فاضل مبلغ شیخ میاں محمد ٹرسٹ جماعت احمدیہ لاہور

(۲)

پادریوں کے نام کھلی چٹھی

خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریری طور پر بھی پیغام پہنچانے کا کافی موقعہ ملا۔ اور یہ کام ہمارے ماہانہ رسالہ الفارق کے ذریعہ اور وہ سے ہوتا رہا۔ اس میں مختلف مضامین پر اظہار خیالات کیا جاتا رہا۔ سب سے پہلے تو ہم نے سب پادریوں کے نام ایک کھلی چٹھی شائع کی جس میں انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہر جگہ قرآن۔ بائبل کلاس شروع کی جائیں تاکہ سامعین دونوں مذاہب کی روحانی کتب سے بیک وقت مستفید ہو سکیں کیونکہ یہی راہ باہمی تعلقات کو استوار کرنے کی ہے۔ ہمارا رسالہ ۱۲ صد کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ اس لئے ہم محض اسی قدر لوگوں تک پہنچ سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہماری حقیر کوششوں کو اتنا نوازا کہ ایک کیتھولک ماہانہ پرچہ نے میرا پورا مضمون شائع کرکے دس بارہ ہزار افراد تک پہنچا دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مسئلہ جہاد پر مکالمہ

اسی طرح اس رسالہ میں جہاد کے متعلق بھی ہمارا مکالمہ شائع ہوا ہے۔ اس مکالمہ کے موقعہ پر ہمارے ایک بھائی محمود خان بھی موجود تھے جو کہ اس گفتگو میں برابر کا حصہ لیتے رہے۔ آپ تاریخ سے بہت اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ اس طرح پھر ہزاروں لوگوں تک اسلام کی آواز پہنچی۔

کیتھولک رسالہ کے مضمون کا جواب

ایک کیتھولک رسالہ میں اسلام کے متعلق ایک مضمون چھپا تھا جو کہ اچھا نہ تھا . . . .

- - - - - - - - - اس لئے ہم نے اس کے جواب میں الفارق میں مضمون شائع کر دیا جس کی وجہ سے کیتھولک رسالہ کے ایڈیٹر نے معذرت کے طور پر پھر ایک چھوٹا سا مقالہ لکھا۔ اس رسالہ میں ایک مکالمہ ہمارے ساتھ پہلے شائع ہوا تھا۔

ایک کیتھولک پروفیسر سے خط و کتابت

نائےمیگن یونیورسٹی کے ایک مستشرق پروفیسر نے اسلام کے متعلق عجیب و غریب خیالات کا اظہار کیا تھا جس کا جواب خود ایک کیتھولک دوست نے اپنے رسالہ میں دیا۔ خاکسار نے پروفیسر صاحب کو دعوت دی کہ کیا ہی اچھا ہو اگر وہ ایک دفعہ اسلام کے متعلق ہمارے ساتھ تبادلۂ خیالات کریں۔ اس سے آئندہ انہیں غلط باتیں بتلانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کیونکہ جب تک انسان کسی مسلمان عالم کے ساتھ تبادلۂ خیالات نہ کرے محض یورپین کی لکھی ہوئی کتابوں سے اصل حقیقت کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہم نے انہیں لکھا کہ وہ اگر چاہیں تو دو تین دن ہمارے ہاں مہمان کے طور پر رہ سکتے ہیں۔ اس عرصہ میں ہم خود جلسہ وغیرہ کرنے کا انتظام کریں گے اس میں وہ جو چاہیں اسلام کے متعلق بیان کر سکتے ہیں ہم ان باتوں کی ان کی موجودگی میں وضاحت کر دیں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ ان لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ حقیقت کو پانا نہیں چاہتے اور اپنے خود ساختہ علم کی بناء پر اسلام کو زیر کرنے کی سعی میں مشغول ہیں۔ لہٰذا انہوں نے تبادلۂ خیالات کرنے سے صاف انکار کر دیا انہیں پھر لکھا گیا مگر ان کی طرف سے کوئی بہتر جواب نہ ملا۔

گمراہ کن لٹریچر

ان پروفیسر صاحب کے رویہ سے ہمیں اس طرف توجہ ہوئی کہ ہم ان لوگوں کی لکھی ہوئی کتب پر تنقید کریں اور جو باتیں اسلام کی طرف ناحق منسوب کرتے ہیں ان کا تفصیل سے جواب دیں تاکہ ان کتب کو پڑھنے والے انہیں کی راہ پر نہ چلتے رہیں۔ تجربہ سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ ان ممالک کی یونیورسٹیوں میں جو لوگ اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ عام طور پر پرانے اساتذہ کی لکھی ہوئی کتب ہی زیر مطالعہ رکھتے ہیں اور انہی کے مطابق وہ نیا لٹریچر تیار کرتے ہیں جو کہ پہلوں کی طرح گمراہ کن ہوتا ہے۔ جو بات آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے کسی استاد نے لکھی ہوئی ہے اسی کے مطابق آج بھی اسلام کے خلاف حملہ کیا جاتا ہے۔

یورپین پروفیسروں کے غلط بیانات پر تبصرہ

چنانچہ ہم نے سب سے پہلے انہیں پروفیسر صاحب کی ایک ۱۹۱۹ء کی پرانی تقریر لے کر اس پر تبصرہ کیا اور اسے الفارق میں شائع کر دیا ہے۔ اس کتاب میں پروفیسر موصوف نے قرآن مجید کے اعجاز اور منجانب اللہ ہونے کے خلاف دلائل دیئے ہیں۔

اب ایک لائڈن کے عربی دان استاد پرخمن کی کتاب پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن مجید دراصل عربوں کے لئے ہی تھا اور اس میں عالمگیری کا دعوےٰ موجود نہیں۔ خاکسار نے قرآن مجید کی مختلف آیات سے ان کے خیالات کی تردید کی ہے۔ انشاء اللہ آہستہ آہستہ ہم ان لوگوں کے دلائل کا جواب دے کر اسلام کا چہرہ درخشندہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔

غیر از جماعت علماء کے خیالات کا اثر

کچھ عرصہ ہوا کراچی سے کسی دوست کے مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے الفضل ربوہ نے لکھا تھا کہ وہ دوست احمدی جماعت کی تبلیغ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ کی تبلیغ کا وہ اثر نہیں جو غیر از جماعت احمدیہ احباب کے علماء کی تبلیغ کا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یورپ کے مصنفین کی کتب میں اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا چشمہ انہی علماء کی کتب ہیں پھر ان علماء کے دلائل کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم ہر جگہ بے دھڑک ہو کر اسلام کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ خواہ سامعین دہریہ ہوں خواہ مذہبی وہ کبھی بھی ہمارے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

بقیہ ملفوظات از صفحہ اوّل

ڈرتے رہیں گے مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔ ہاں نماز پڑھتے ہیں۔ مگر نہیں جانتے کہ نماز کیا شئے ہے۔ جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر امید رکھنا طمع خام ہے۔ جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچتا۔ صرف تقوےٰ پہنچتا ہے ایسا ہی جسمانی رکوع و سجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔ دل کا قیام یہ ہے۔ کہ اس کے حکموں پر قائم ہو۔ اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ کہ اس کے لئے اپنے وجود سے دستبردار ہو جائے۔ سو افسوس صد افسوس کہ ان باتوں کا کچھ بھی اثر میں ان میں نہیں دیکھتا مگر دعا کرتا ہوں۔ اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا۔ اور دعا یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے، اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے۔ اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہو گی۔ اور خدا تعالیٰ میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔ ہاں میں یہ بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں بد بخت ازلی ہے۔ جس کے لئے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو۔ تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے منحرف کر دے۔ جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے۔ اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو۔ اب میری یہ حالت ہے۔ کہ بیعت کرنے والے سے ایسا ڈرتا ہوں جیسا کہ کوئی شیر سے اسی وجہ سے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی دنیا کا کیڑا ہو کر میرے ساتھ پیوند کرے۔

جو ہو خلافِ سنتِ محبوبِ کبریا
وہ زندگی وہ طرزِ معیشت نہ کر قبول
پیغام دے گئے ہیں تجھے حضرتِ امامؑ
مسلم ہے گر تو نفس کی طاعت نہ کر قبول

(حامل الوارثی)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۷ر جولائی ۱۹۶۶ء

سلسلۂ احمدیہ کی غرض و غایت

سلسلۂ احمدیہ کو قائم ہوئے کم و بیش ستر پچھتر سال کا عرصہ ہو چکا ہے، اس طویل عرصہ میں اس سلسلہ نے اسلام کی جو بیش قیمت خدمات انجام دی ہیں اور دے رہا ہے اس سے کون واقف نہیں، کون نہیں جانتا کہ اسلام کے منوّر چہرہ کو دنیا میں روشن کرتے اور ان ناپاک داغوں کو دُور کرتے ہیں جو پادریوں وغیرہ کی طرف سے لگائے گئے اس سلسلہ نے جو کام کیا ہے اس کی نظیر موجودہ اسلامی دنیا میں نہیں ملتی، وہ بیش بہا لٹریچر جو مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور اعلیٰ درجہ کی اسلامی کتب کی صورت میں اس سلسلہ نے پیدا کیا ہے، یورپ اور دیگر ممالک میں باقاعدہ اسلامی مشن قائم کر کے اور مساجد بنا کر اسلامی تعلیمات کی اشاعت میں جس خلوص، محنت اور مالی و جانی قربانیوں کا نمونہ دکھایا ہے کیا اس کی نظیر اسلامی دنیا میں کہیں نظر آتی ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اسلام کے متعلق موجودہ علمی دنیا کی رائے میں جو انقلاب پیدا ہوا ہے؟ اور نہ صرف یورپ اور دیگر ممالک کے غیر مسلموں کو اس کی صداقت و معقولیت کا قائل ہونا پڑا ہے، بلکہ خود مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو دہریت و الحاد کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے، ان کے دل بھی ایمان و ایقان کے نور سے منوّر ہو چکے ہیں۔ یہ سب اسی سلسلہ عالیہ کی تبلیغی مساعی اور نور معرفت کو پھیلانے کا نتیجہ ہے۔ وہ جو احادیث میں ہے کہ اگر ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو ابناء فارس میں سے ایک شخص دوبارہ لاکر دلوں میں قائم کر دے گا۔ اس کا نظارہ اس زمانہ میں ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کئی لوگوں نے اپنی زبان اور عمل سے اس کی شہادت دی۔

یہی اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض و غایت ہے جس کو بعض ظالم مخالفین نے غلط رنگ دے کر بانی سلسلہ کی ذاتی اغراض اور نئے مذہب پر مبنی قرار دے دیا حالانکہ آپ اپنی بے شمار تحریرات اور تقاریر میں اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ اس جماعت کے بنانے اور اس سلسلہ کے قیام سے اُن کی غرض اس کے سوا کچھ نہیں کہ اسلام کو دنیا میں پھیلایا جائے اور ادیانِ باطلہ پر اس کا غلبہ ثابت کیا جائے۔ آپ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

> "ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے"۔

اپنی ایک تقریر میں اسلام کے خلاف عیسائیوں کی دست درازیوں اور گندہ دہانیوں اور مسلمانوں کے ناپاک تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

> "یہ حالت بیرونی طور پر اسلام کی ہو رہی ہے اور ہر طرف سے اس پر تیر اندازی ہو رہی ہے تو کیا یہ وقت خدا تعالےٰ کی غیرت کو جو وہ اپنے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھتا ہے جوش میں لانے کا نہ تھا اس کی غیرت نے جوش مارا اور مجھے مامور کیا اس وعدہ کے موافق جو اس نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون میں کیا تھا"۔

قیام سلسلہ کی اس غرض و غایت اور ان خدماتِ اسلام کے ہوتے ہوئے جو اس سلسلہ نے سرانجام دیں اور دے رہا ہے، ایک ہفت روزہ کا یہ کہنا کہ اس سلسلہ کی غرض مسلمانوں کو مرزا غلام احمد کا اُمتی بنانا اور جسدِ ملّی کے اعضاء کو یکے بعد دیگرے کاٹنا ہے، کتنی بڑی غلط بیانی اور بغض و تعصب کا اظہار ہے۔ مرزا غلام احمد تو اپنے آپ کو خادمِ دینِ اسلام فرما رہے ہیں، وہ تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے مامور اور مجدّد ہو کر آئے ہیں، اور اسی غرض سے انہوں نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے، اور اسی غرض کے پیش نظر ہم مسلمانوں کو اس سلسلہ سے وابستگی اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں تاکہ دین اسلام کی اشاعت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قائم کرنے کے لئے جو فوج مرزا صاحب نے تیار کی ہے وہ بڑھتی چلی جائے اور اس میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہو، اس کو مسلمانوں کے جسد سے ان کے اعضاء کو کاٹ کر مرزا صاحب کا امتی بنانے پر محمول کرنا غلط بیانی اور ناخداترسی سے کام لینا نہیں تو اور کیا ہے۔

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو ؛ کچھ تو لوگو حق سے شرماؤ

شیخ محمد طفیل صاحب ٹرینیڈاڈ پہنچ گئے

جلسوں، تقاریر اور دینی کلاسوں کے اجراء کا پروگرام

۱۷ر جون ۱۹۶۶ء نیویارک سے جمعہ کے روز ٹرینیڈاڈ کے لئے روانہ ہوا۔ جمعہ کی نماز نیویارک میں پڑھائی۔ کوئی ستّر کے قریب لوگ موجود تھے۔ یہیں ایک صاحب نے کچھ عرصہ کے لئے جمیکا جانے کی بھی دعوت دی۔

اس رات برج ٹاؤن (باربیڈوس) قیام کیا۔ دوسرے دن پونے پانچ بجے جہاز ٹرینیڈاڈ کے ہوائی اڈے پر پہنچ گیا۔ کوئی پانچسو کے قریب احباب لینے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ وہاں سے قریباً سو کاروں کے جلوس میں احمدیہ انجمن کے مرکز "گاس پاری لو" (GAS PARILO کی طرف روانہ ہوئے جہاں ایک جلسہ کا اہتمام تھا......

وہاں عزیز احمد صاحب۔ ڈاکٹر عزیز اور دیگر دوستوں نے میری آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور مجھے جواباً تقریر کے لئے کہا گیا بعد میں حاضرین کی تواضع کیک وغیرہ سے کی گئی۔

دوسرے دن انجمن کے اراکین کا ایک مختصر سا اجتماع ہوا جس میں میرے لئے آئندہ پروگرام مرتب کیا گیا۔ جس میں مختلف مقامات پر کلاسوں کا اجراء اور پبلک لیکچروں کے انتظامات شامل ہیں اسی طرح اپنی جماعت کی جہاں جہاں تنظیم ہو چکی ہے وہاں لائبریریوں کے قیام کی بھی تجویز ہے۔

غیر احمدیوں کی طرف سے حسب توقع غلط پروپاگنڈا کی ابتداء ہو چکی ہے۔ لوگوں کو ہمارے جلسوں میں آنے سے منع کیا جا رہا ہے۔

گذشتہ بار جب میں یہاں آیا تھا اس وقت بھی اس قسم کی حرکات یہ لوگ کرتے رہے تھے۔ جس کی وجہ سے بہت سے لوگ میرے لیکچروں میں آنے سے رُکے رہے بہرحال ان موافق و مخالف حالات ہی میں ہمیں ہر جگہ کام کرنا ہے۔

جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

شیخ محمد طفیل

محصل صاحبان کی خدمت میں

جملہ احباب جو انجمن کی طرف سے وصولی چندہ پر مامور ہیں۔ جب بھی رقم وصول کردہ معہ رسیدات ارسال فرماویں تو اس کے ہمراہ ایک فہرست مندرجہ ذیل کوائف پر مشتمل تیار کر کے بھیجا کریں

(۱) رسید نمبر (۲) اسماء معطی صاحبان (۳) رقم وصول شدہ (۴) کس ملایں دیگھی (۵) مہینہ جس کے لئے وصولی کی گئی۔

مغربی جرمنی میں تبلیغ اسلام

مولانا محمد یحییٰ بٹ صاحب امام برلن مسجد کا مکتوب

یوم ولادت سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہم نے برلن میں ۲ جولائی بروز ہفتہ منایا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ساڑھے سات بجے شام اجتماع کی کارروائی شروع ہوئی تھی ۔ میں نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور اس اجتماع کی خصوصیت کو بیان کیا بعد میں ترکی سے آئے ہوئے ایک نوجوان نے قرآن کریم کی تلاوت سے اس مبارک تقریب کا افتتاح کیا ۔ اس کے بعد یوگو سلاویہ سے آئے ہوئے ایک نوجوان نے اور اس کے ساتھ اس ترک نوجوان نے خوش الحانی سے پانچ منٹ تک درود شریف پڑھا ۔ اور اسے بار بار دوہرایا ۔ ازاں بعد میرے بیٹے منصور نے حضرت امام زمان کی لکھی ہوئی نعت

" وہ پیشوا ہمارا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ "

اُردو زبان میں ترنم سے پڑھی ۔ اور اس کا ترجمہ میری بیٹی منصورہ نے جرمن زبان میں حاضرین کو سنایا ۔ اس کے بعد شام سے آئے ہوئے ایک نوجوان نے عربی زبان میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں نعت ترنم سے پڑھ کر سنائی بعد ازاں پہلی تقریر ڈاکٹر محمود مفتی صاحب ایم ۔ ڈی ۔ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک اور آپؐ کی مدح میں کی ۔ بعد میں میں نے حاضرین کو آدھ گھنٹہ خطاب کیا ۔ اور بتایا کہ آج دنیا کو ایک ایسے عظیم المرتبت انسان کی ضرورت ہے جو قوموں کے اندر سے نسلی و لونی اختلافات کو مٹا سکے جو قوموں میں وحدت پیدا کر سکے ۔ جو قوموں کے اندر سے شراب خوری اور جنسیات کی بے راہ روی کو روک سکے ۔ جو جنگ کی ہولناکیوں کو کم کر سکے ۔ جو امراء و غرباء میں نفرت کے جذبہ کو مٹا کر غرباء کی بہتری کے لئے قوم کے خزانوں کو استعمال کرے ۔ میں نے کہا تاریخ انسانی میں سیدنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ واحد عظیم المرتبت شخصیت ہیں جنہوں نے ان تمام مسائل کو بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی حین حیات میں حل کرکے دکھایا ۔ اور ایسا ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جو بے مثال ہے ۔ بعد میں میں نے حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی سے مختلف واقعات سنائے ، اور ساتھ ہی بتایا کہ آپؐ کے ظہور کی تمام قوموں کے انبیاء کرام نے پیشگوئی کی ہے ۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی چائے اور پاکستانی کھانا پلاؤ زردہ سے تواضع کی گئی ۔ گیارہ بجے تک بعض احباب ہمارے ہاں ٹھہرے رہے ۔ الحمدللہ یہ اجتماع بخیر و خوبی سرانجام پایا ۔

مذاہب کی فلاسفی کا ہفتہ ۔ ایک سکول میں لیکچر

برلن کے دو پادریوں نے مل کر " مذاہب کی فلاسفی کا ہفتہ " کے عنوان کے تحت ایک ہفتہ ایک سکول میں منایا اور اس میں مسلمان ، یہودی اور عیسائی پادریوں کو اپنے اپنے مذہب پر تقاریر کرنے کی دعوت دی ۔ اس کا پروگرام یوں تھا ۔ سوموار کے دن یہودی عالم ۔ منگل کے دن کیتھولک پادری ، جمعرات کے دن اسلام پر لیکچر ، جمعہ کے دن پروٹسٹنٹ پادری ۔ جس سکول میں یہ اجتماعات ہوئے اس کا نام ہے زن یگ سکول ۔ جمعرات کے دن ان منتظمین پادریوں میں سے ایک پادری صاحب مجھے اپنی کار میں بٹھا کر اس سکول میں لے گئے ۔ وہاں سکول کے ڈائرکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ اور میں لیکچر ہال میں پہنچا جہاں بارھویں تیرھویں کلاس کے طلباء چند ایک اساتذہ اور پادری صاحب موجود تھے ۔ ڈائرکٹر صاحب نے میرا تعارف حاضرین سے کرایا لیکچر کے منتظم پادری صاحب نے چند باتیں پروگرام کے متعلق بتائیں اور مجھے لیکچر شروع کرنے کے لئے کہا گیا ۔ میں نے حاضرین کے سامنے ایک گھنٹہ لیکچر دیا ۔ اور اپنی اس تقریر میں مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی مثلاً مذہب کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے ۔ حضرت نبی کریم صلعم کی شخصیت آپ کی تبلیغی مساعی اور مشکلات اور مدینہ میں دفاعی جنگ کا لڑنا ۔ اسلام کا عرب میں پھیل جانا اسلام کے بنیادی اصول وغیرہ ۔ تقریر کے بعد چند منٹ وقفہ ہوا ۔ اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا ۔ بعض سوالات اساتذہ نے بھی کئے ۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے میں نے بتایا کہ حضرت عیسےٰ کی مخالفت اس وجہ سے ہوئی کہ یہودی علماء نے مسیح موعود کی جو تصویر اپنے ذہن میں کھینچ رکھی تھی اس رنگ میں حضرت عیسےٰ کا ظہور نہ ہوا ۔ یہودی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ مسیح آئے گا اور وہ انہیں رومی حکومت سے آزادی دلوائے گا ۔ اور ایک آزاد حکومت کی بنیاد رکھے گا ۔ دوسرے یہ کہ حضرت الیاس جو ان کے خیال میں آسمان پر زندہ موجود تھے اور مسیح کے ظہور سے پہلے آسمان سے نازل ہونے والے تھے وہ بجسد عنصری واپس نہ آسکے ۔ ان ہر دو پیشگوئیوں کو مانتے ہوئے حضرت عیسےٰ نے وہ تاویل کی جو یہودی علماء کی تاویل کے بالکل مخالف تھی ۔ انہوں نے کہا آنے والا یحییٰ حضرت الیاس واپس آچکا ۔ وہ حضرت یحییٰ ہیں اور دوسرے یہ کہ اُن کی حکومت سے مراد زمینی حکومت نہیں بلکہ آسمانی حکومت مراد ہے ۔ یہ تاویلات اور آزادی نہ ملنے کی مایوس کن خبر نے یہودیوں کو حضرت عیسےٰ کے خلاف کر دیا ۔ اگر حضرت عیسےٰ یہودیوں کی خواہش کو پورا کر دیتے تو انہیں حضرت مسیح کو بطور مسیح ماننے میں کوئی عذر نہ ہوتا ۔ اسی ضمن میں میں نے کہا کہ حضرت عیسےٰ صلیب پر نہیں مرے بلکہ وہ صلیبی کی موت سے بچا لئے گئے اور وہ بعد میں کشمیر چلے گئے اور وہاں ۱۲۰ سال کی عمر پاکر فوت ہو گئے ۔

ایک اور سکول میں اسلام پر لیکچر

اسی عنوان " مذاہب کی فلاسفی کا ہفتہ " کے تحت ۱۳ جولائی کو ایک اور سکول " البرشٹ ڈرے سکول " میں بارھویں اور تیرھویں کلاس کے طلباء کے سامنے تقریر ہوئی ۔ اس دفعہ پروگرام یوں تھا ۔ سوموار اسلام پر لیکچر منگل کے دن یہودی عالم کا لیکچر ، بدھ کے دن بدھ مذہب پر لیکچر ۔ حسب سابق پادری صاحب مجھے اپنی کار میں بٹھا کر اس سکول میں لے گئے ۔ حاضرین میں دو پادری کیتھولک اور پروٹسٹنٹ اور ایک استاد بھی شامل تھے ۔ میرا لیکچر ایک گھنٹہ پندرہ منٹ تک جاری رہا ۔ اس موقعہ پر میں نے واضح کیا کہ اسلام اس عقیدہ سے قطعاً متفق نہیں کہ خدا انسانی شکل میں ظاہر ہوتا ہے ۔ بلکہ وہ اس امر کا قائل ہے کہ خدا ہمیشہ اپنے آپ کو اس وحی کے ذریعہ سے نسل انسانی پر منکشف کرتا ہے جو وہ انبیاء علیہم السلام کی طرف بھیجتا ہے ۔ یہ وحی الفاظ میں ہوتی ہے ۔ اور یہی خدا کے منہ بولے الفاظ ایک مذہب کا بنیادی تصور ہیں ۔

اسی سلسلہ میں میں نے " روح القدس " کے مفہوم پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ روح القدس ایک فرشتہ ہے جو خدا اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان واسطہ ہے ۔ یہ فرشتہ قرآن کریم میں جبرئیل اور روح امین کے نام سے بھی پکارا گیا ہے ۔ جبرئیل کے معنی ہیں " خدا کا ذکر " ۔ اس کا کام ہے خدا کے الفاظ کو من و عن انبیاء کو پہنچا دینا ۔ اس وجہ سے کہ وہ من و عن بغیر کسی رد و بدل کے خدا کے الفاظ انبیاء تک پہنچا دیتا ہے اس لئے اس کا نام روح امین ہے ۔ اور اس کلام کے اثر کے لحاظ سے یعنی یہ کہ وہ کلام مومنین کے قلوب میں پاکیزگی پیدا کرتا ہے اس کا نام ہے روح القدس یعنی ان تین ناموں میں خدا کے حضور اس کے مقام اور اس کے کام کی طرف اشارہ ہے ۔ میں نے مزید کہا یہ سچ ہے کہ خدا اپنے محدود علم سے خدا کو نہیں سمجھ سکتا ۔ یہ الفاظ چونکہ علیم خدا کی طرف سے ہوتے ہیں اس لئے پُرحکمت ہوتے ہیں ۔ ان الفاظ کی حکمت وہی معلوم کر سکتا ہے جو زیادہ غور و فکر اور زیادہ علم رکھنے والا ہو ۔ ایسے الفاظ جو خدا کی طرف منسوب کئے ہوں لیکن حکمت سے خالی ہوں تو یہ ایک بدیہی دلیل اس امر کی ہے کہ وہ الفاظ خدا کے الفاظ نہیں بلکہ کسی ایسی شخصیت کے الفاظ ہیں جس کا علم ناقص ہے ۔ اسی ضمن میں قرآن کریم کی وحی کا ذکر کیا ۔ اور مزید بتایا کہ اسلام مذہب میں جبر کو جائز نہیں رکھتا ۔ میں نے کہا جبر دو قسم کا ہے ۔ ایک تو یہ کہ دوسرے مذہب والے کو مادی طاقت کے زور سے مجبور کیا جائے کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب قبول کرلے ۔ ایسا جبر اسلام کی رو سے منع ہے ۔ دوسرا جبر وہ ہے کہ کسی مذہب کا عالم اپنے مذہب کو بغیر کسی دلیل کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دوسرے کو ماننے پہ مجبور کرے ۔ یہ ذہنی جبر ہے ۔ ایسا جبر بھی اسلام میں جائز نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنی ہر بات کو منوانے

کائنات کی پیدائش اور اسکے قیام میں

اللہ تعالےٰ کے علم و حکمت کے کرشمے

جسمانیات کی تربیت کے ساتھ رُوحانی تربیت کے سامان

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ولہ الحمد فی الاخرۃ ۔ وھوالحکیم الخبیر یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السمآء وما یعرج فیھا ۔ وھوالرحیم الغفور ۔ (سورۃ السبا ۱-۲)

کائنات میں قدرت وحکمتِ الٰہی کے کرشمے

خدا تعالےٰ نے ان آیات میں انسان کی توجہ اس کائنات کی طرف دلائی ہے۔ اس کائنات میں نہ صرف خدا تعالےٰ کی قدرت اور حکمت کے کرشمے نظر آتے ہیں۔ بلکہ ان برکات کا بھی ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ جو اس کائنات کے بنانے کا نتیجہ ہیں۔ اس کائنات کے اندر بے انداز برکات ہیں ۔ افضال ہیں اور انعامات ہیں جن کو ہم گن نہیں سکتے۔

مخلوقات کی لاتعداد اقسام

اسی طرح سے اس کائنات کی مخلوقات کی اقسام لاتعداد ہیں۔ اس میں پرندے ہیں۔ اُن کی قسموں کو ہم گن نہیں سکتے۔ مور جب سامنے آتا ہے تو انسان کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے کہ کیا رنگ اس کے پَروں میں ہیں۔ کس قدر وہ خوبصورت ہے۔ کالے سیاہ افریقہ میں ایک خوبصورت سنہری لمبی دُم والا پرندہ ہے وہ اس قدر خوبصورت ہے کہ اس کو Bird of Paradise (بہشت کا پرندہ) کہتے ہیں۔ کبوتروں کی قسموں کو شمار نہیں کیا جاسکتا کبوتر کی فطرت میں خدا تعالےٰ نے الہام کیا ہے۔ وہ ایک جگہ سے پیغام لے کر کوسوں میل دُور چلا جاتا ہے اور پھر واپس آجاتا ہے۔ فرانس اور مصر وغیرہ مختلف ممالک میں پیدا ہونے والے پرندے انگلستان میں نہیں پائے جاتے۔ طرح طرح کے پرندے مختلف ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ پھر نباتات کا ایک عالم ہے۔ ہمارے ہاں پیپل اور بوہڑ کے بہت بڑے بڑے درخت ہیں۔ تو سری نگر میں دیودار کے اونچے اونچے درخت پائے جاتے ہیں۔ انگلستان میں Royal Oak پایا جاتا ہے۔ نباتات کی اس قدر قسمیں ہیں کہ اُن کی گنتی نہیں کی جاسکتی۔ پھر پھلوں کی کئی قسمیں ہیں۔ یہ سب مٹی سے نکلتے ہیں۔ اس مٹی کے اندر نہ رنگ ہے نہ بُو ہے۔ نہ خوبصورتی ہے اور نہ کوئی تاثیر پائی جاتی ہے۔ لیکن اس سے پیدا ہونے والے پھلوں اور پھولوں اور سبزیوں وغیرہ کی خوبصورتی، ان کی خوشبو اور ان کی تاثیرات حیران کن ہیں۔ غرض نباتات اور حیوانات کی فہرستیں ہم نہیں بنا سکتے۔

کائنات کی قسمیں

کتابیں لکھنے والوں نے مختصر کرکے اس کائنات کو تین قسموں ـــ حیوانات۔ نباتات اور جمادات میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک اور بھی تقسیم ہے جو اللہ تعالےٰ کی صفات ایجاد اور البقا کے لحاظ سے ہے۔ اس تقسیم کو قرآن کریم نے الفاظ حیّ اور قیّوم سے تعبیر کیا ہے۔ یعنے مخلوقات کو ایجاد کرنا یا تخلیق کرنا اور اس کے بعد اس مخلوقات کے سامان بہم پہنچانا۔ موجد کے بغیر یہ چیزیں خود بخود پیدا نہیں ہو سکتیں، نہ کوئی انسان ان چیزوں کو پیدا کر سکتا ہے۔ دنیا جہان کا سارا علم۔ سارے سائنسدان اور سارے خزانے مل کر گلاب کی ایک پتی یا کیڑے کا ایک پاؤں تک نہیں بنا سکتے۔ ایک تو یہ بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے، کہ خدا جس چیز کو پیدا کرتا ہے اس کے قیام کے اسباب بھی مہیا فرماتا ہے۔

سائنسی ایجادات کے ہولناک نتائج اور الٰہی ایجادات کی برکات۔

اللہ تعالےٰ کی ایجاد کے اندر علم اور حکمت ہے۔ اس ایجاد کے جس قدر نتائج ہیں وہ ان کو جانتا ہے۔ لیکن کوئی بھی سائنسدان اپنی ایجاد کے نتائج سے واقف نہیں نہ اُن نتائج پر کنٹرول کر سکتا ہے۔ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ سائنسدانوں نے بم بنائے۔ اُن کی وجہ سے مخلوق خدا کی تباہیاں ہوئیں۔ عورتیں، بچے، جوان، بوڑھے ایک ہی بم سے ہلاک ہو گئے یا اپاہج اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ لیکن اس خالق حقیقی نے اپنی یہ صفت بیان فرمائی ہے لہ الحمد فی الاولیٰ ولہ الحمد فی الاخرۃ (القصص آیت ۷۹) ابتداء میں بھی وہ خدا قابلِ ستائش ہے جس نے ایسی رنگا رنگ کی مخلوق پیدا کی اور نتائج کے اعتبار سے بھی وہی حمد و ثناء کے لائق ہے۔ جس کی مخلوق میں برکات کے چشمے جاری ہیں۔ ہم اپنی ایجادات کے نتائج سے باخبر نہیں لیکن خدا اپنی تخلیق کے نتائج سے باخبر ہے۔ یہاں اس اجتماع میں ڈاکٹر بیٹھے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جو گولیاں وہ اپنے مریضوں کو دیتے ہیں ان کے نتائج کا ان کو علم نہیں۔ وہ اچھے ارادے سے گولی دیتے ہیں تاکہ مرض دُور ہو، مگر اثر کے مالک نہیں ہوتے۔ لیکن خدا نے فرمایا ہے کہ ابتداء میں بھی ہماری ہی حمد ہے اور نتائج میں بھی ہم ہی قابلِ تعریف ہیں۔ اسی لئے فرمایا کہ زمین و آسمان ہماری حمد کرتے ہیں۔ ہم ہی حمد کے مستحق ہیں۔ اس آیت کو قرآن کریم میں کئی رنگوں میں بیان کیا گیا ہے۔ یہاں فرمایا الحمد للہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض۔ دوسری جگہ فرمایا تبارک الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض۔ ایک اور جگہ فرمایا یسبح للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئ قدیر۔ وہ برکات کا سرچشمہ ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ زمین و آسمان کی مخلوق اسی کی تسبیح اور حمد و ثناء کرتی ہے۔

انسانی پیدائش کے کرشمے

برکات کے ان چشموں کا ذکر کرتے ہوئے انسانی تخلیق کے متعلق فرمایا خلق الانسان من طین انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ اس مٹی کے اندر قوتِ ارادی نہیں ہے۔ قوتِ متخیلہ نہیں ہے، فلسفہ اور منطق نہیں ہے۔ پھر انسان کے اندر یہ تمام صفات کیسے آگئیں۔ اور کہاں سے آگئیں پھر اس کی پیدائش میں کیا توازن ہے، قد و قامت میں کتنی مناسبت ہے اعضاء میں کس قدر تناسب ہے، اور اس کے اندر کیسی اعلیٰ درجہ کی اور کتنی نازک مشین رکھی گئی ہے۔ دماغ کے گودا میں ایک ذرہ سا پرزہ ڈھیلا ہو جائے۔ تو انسان ختم ہو جاتا ہے . . . . ۔ کیا مٹی کے اندر یہ سب چیزیں موجود ہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالےٰ ہی کی حکمت اور قوتِ تخلیق کا نتیجہ ہے، ورنہ مٹی کے اندر کچھ بھی نہیں یہ سب انسان کی جسمانی اور مادی پیدائش کا ذکر ہے۔

تربیت رُوحانی کے سامان کتاب اللہ کی صورت میں

اگر جسمانیات کے لئے یہ سب کچھ ہے تو اللہ تعالےٰ نے ہماری رُوح کی تربیت کے لئے بھی سامان پیدا کئے ہیں، فرمایا الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب۔ جسمانیات کی تربیت کے بعد وہ چیز جس کی وجہ سے انسان کو انسان کہا جاتا ہے یعنے اس کی رُوح کی تربیت اور نشو ونما کے لئے آسمانی بارش کتاب کی صورت میں نازل کی۔ اگر مادیات میں سورج اور قمر کی رہنمائی حاصل کی جاتی ہے وبالنجم ھم یھتدون،

صحراؤں اور سمندروں میں سفر کے دوران رات کی تاریکیوں میں اگر آسمانی ستاروں سے ہدایت ملتی ہے۔ تو علم و عقل کی مزید تربیت کے لئے بھی خدا تعالےٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا ہے یعنے شریعت عطا کی ہے۔

شریعت کو لعنت قرار دینے والے قوانین کی جکڑ بندیوں میں

بغیر قوانین کے کوئی انتظام نہیں چل سکتا۔ یورپ کی قومیں کہتی ہیں کہ شریعت لعنت ہے۔ جبکہ ان کے ہاں چپے چپے پر قانون موجود ہے۔ کسی کھانے پر جانے کے لئے خاص لباس کی ضرورت ہوتی ہے، سڑک پر چلنے کے لئے خاص قوانین کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ پارلیمنٹ کے خاص قوانین ہوتے ہیں کارپوریشن کے قوانین ہوتے ہیں ٹریفک کا سپاہی ہاتھ اٹھاتا ہے۔ تو بڑے سے بڑا آدمی اس کی ہدایت کے برخلاف قدم نہیں بڑھ سکتا۔ بلکہ الزبتھ کی کار بھی آگے نہیں بڑھ سکتی، تو شریعت کے بغیر انسان ایک قدم نہیں چل سکتا۔ جب جسمانیات کے لئے انسان کے بنائے ہوئے قوانین ہیں جن پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے تو انسانی روح کے لئے بھی شریعت کی ضرورت ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

کائنات میں علم و حکمت کے دریا بہہ رہے ہیں

وھو الحکیم الخبیر۔ اس طرز بیان کو حصر کہتے ہیں۔ فرمایا اگر کوئی حکمت کا سرچشمہ ہے، کوئی غیب در غیب باتوں سے باخبر ہے تو وہ خدا ہی کی ذات ہے۔ اس کا علم بڑا باریک ہے۔ وہ اپنی تخلیق کے نتائج سے باخبر ہے۔ یہ مخلوق کتنی وسیع ہے۔ وہ اس کے اول و آخر کا علم رکھتا ہے۔ اس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ اس کی حکمت کی کوئی انتہاء نہیں۔ اس کائنات میں اس کے علم و حکمت کے دریا بہتے نظر آتے ہیں۔ کسی نے کیڑوں مکوڑوں پر غور کیا تو اس میں بھی اس کو ایک دریا بہتا ہوا نظر آیا۔

ایک شخص نے ایک لکڑی کسی کو دکھائی۔ اس نے کہا کہ اس لکڑی پر اس کی عمر اس کے گول دائروں میں لکھی ہوئی ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ فلاں بھینس کی عمر اتنی ہے۔ اس کی عمر اس کے سینگوں پر لکھی ہوئی ہے۔ گھوڑے کے دانتوں پر اس کی عمر لکھی ہوئی ہوتی ہے۔

انسانی دماغ کی ریسرچ

غرض خدا تعالےٰ نے جس قدر مخلوق پیدا کی ہے اس کے اندر سائنس اور حکمت رکھی ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحبان جانتے ہیں کہ انسان کی کھوپڑی پر دفتر کے دفتر لکھے جا چکے ہیں۔ علم نفسیات (سائیکالوجی) پر بے بہا کتب لکھی گئی ہیں۔ اگر ایک طرف ڈاکٹروں نے علم طب کے رو سے کتابیں لکھی ہیں تو دوسری طرف ماہرین نفسیات نے سائیکالوجی پر کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اس کھوپڑی پر اتنی ریسرچ ہوئی ہے کہ جس کی انتہاء نہیں۔

نباتات کا علم

ایسا ہی نباتات پر بڑی تحقیقاتیں کی گئی ہیں، فرمایا

یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا

ہمیں پتہ ہے کہ زمین میں تم کیا بوتے ہو اور اس میں سے کیا نکلتا ہے۔ تم اسکو اگانے پر قدرت نہیں رکھتے جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے وہ تمہاری حکمت و دانش کی وجہ سے نہیں۔ ایک ملک کی زمین جو چیزیں اگاتی ہے دوسرے ملک کی زمین اسکو اگانے کی خاصیت نہیں رکھتی۔ کابل کا قندھاری انار ہم یہاں پیدا نہیں کر سکتے اس کے لئے ویسی ہی فضا چاہیئے جو کابل میں پائی جاتی ہے۔ کشمیر کے ایک حصہ میں زعفران پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور جگہ پیدا نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ ہم اس کی چند کونپلیں لے آئے اور اسے گملوں میں لگا دیا۔ لیکن وہ پنپ نہ سکے۔ اس کے لئے ہم وہ فضا کہاں سے لائیں، فرمایا ہم جانتے ہیں کہ کسی چیز کے بیج کے اندر کیا کچھ رکھا ہے تم اسکو نہیں جانتے

انسانی پیدائش خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں

یہ بھی تم نہیں جانتے کہ ماں کے پیٹ میں سے کیا پیدا ہوگا۔ انسان چاہتا ہے کہ اس کے ہاں یوسف پیدا ہو لیکن کالی چڑیل پیدا ہوتی ہے۔ ارسطو جیسے عقل .... رکھنے والے بچے کے خواب دیکھتے ہیں لیکن کودن مزاج بچہ پیدا ہوتا ہے، فرزند کی جستجو رکھتے ہیں تو لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ محمد علی ایک طبیب تھے۔ ان کا بڑا شہرہ تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میری دوا سے لڑکا پیدا ہوگا۔ ان کے اپنے گھر میں سات لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

نزول باراں کا قانون

وما ینزل من السماء وما یعرج فیھا

ہم جانتے ہیں کہ آسمان سے کیا نازل ہوتا ہے اور کیا کچھ چڑھتا ہے۔ چاہیں تو ہم برف کے تودے گرا دیں چاہیں تو اولے برسا دیں۔ اور چاہیں تو نرم نرم بارش برسا دیں جو زمین کو تروتازہ اور سرسبز و شاداب کر دے۔ اور اس بیج کی جو اس میں بویا جائے خوب اچھی طرح تربیت کریں۔ فرمایا ومن یرسل الریح۔ یہ ہوائیں کون چلاتا ہے۔ ان ہواؤں کی وجہ سے بارش ہوتی ہے۔

پاکیزہ خیالات و نظریات کی قبولیت

وما یعرج فیھا۔ آسمان کی طرف جو چیزیں چڑھ کر جاتی ہیں ان کا علم بھی ہم ہی کو ہے الیہ یصعد الکلم الطیب۔ پاکیزہ خیالات و نظریات خدا تعالےٰ کی طرف صعود کرتے ہیں۔ وہ جناب الٰہی میں قبولیت کا شرف پاتے ہیں غلط اور خلاف عقل نظریات کو انسانی فطرت

عقیدہ تثلیث کی نامعقولیت اور توحید کی قبولیت

تثلیث کا عقیدہ انسانی دل و دماغ میں سما نہیں سکتا۔ یہاں بڑے بڑے پادری امریکہ سے آتے ہیں بعض مجھے بھی ملنے کے لئے آجاتے ہیں۔ ایک ۵۵ سال کا خوبصورت دراز قد پادری میرے پاس آیا میں نے اسے خوشی سے بغلگیر کیا۔ چائے پلائی۔ پھر میں نے پوچھا کیا میں آپ کو انجیل سناؤں؟ وہ خوش ہوا کہ یہ تو پہلے ہی عیسائی ہے میں نے انجیل سے اسے پڑھ کر سنایا کہ حضرت عیسیٰؑ کہتے ہیں خدائے واحد پر ایمان لاؤ اور مجھے اس کا رسول سمجھو میں نے کہا یہی ہمارا کلمہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں بھائی بھائی ہیں۔ وہ رسول ہیں۔ تین خدا کہاں سے ثابت ہوئے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا۔

If There are Three Commanders There are no Commanders. If There are Three Gods There are no Gods.

اگر کسی پلٹن کے تین کمانڈر ہوں تو کوئی بھی کمانڈر نہیں ہو سکتا، ایسا ہی اگر تین خدا ہوں تو اس کے معنے ہیں کہ کوئی بھی خدا نہیں۔ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرا یہ تو تثلیث کا حال ہے کہ کوئی عقلمند انسان اسے ماننے کے لئے تیار نہیں اس کے مقابلہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ توحید کو ساری دنیا مانتی ہے حضرت نبی کریم صلعم کے قائم کردہ نظریات کی دنیا معترف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قوموں کے پیغمبروں کی تعظیم و تکریم کی تعلیم دی جس سے اخوت بنی نوع انسان کا بیج بویا گیا۔

صحیح اعتقاد کے ساتھ عمل صالح کی ضرورت

معلوم ہوا اوپر جانے والی چیز جو جناب الٰہی میں قبولیت کا درجہ رکھتی ہے اچھے اعتقادات و نظریات ہیں پھر ان پر اچھا عمل ہو تو سبحان اللہ۔ یہ سونے پر سہاگہ ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے صحیح اعتقادات کی تعلیم دی اور نمونہ بھی بہترین پیش فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھے اعمال خدا کی طرف جاتے ہیں۔ ان کی وجہ سے انسان کی عزت کی جاتی ہے۔ خدا تعالےٰ اس کو مرفوع کرتا ہے۔ اس کی عزت قائم کرتا ہے کیونکہ وہ الرحیم الغفور ہے۔ بادشاہ ہے بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اگر انسان سے کوئی سستی غفلت اور کوتاہی ہو جائے۔ تو وہ ستار ہے اور غفار ہے۔

اعمال کی جزا و سزا

وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ قیامت نہیں آئے گی خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ جان لیں کہ ہم تمام کے تمام حالات سے واقف ہیں اس دنیا میں بھی اس کا قانون سزا جاری و ساری ہے۔ اگر بڑی ہوشیاری اور چالاکی

(باقی صفحہ ۵ کالم ۳)

سٹار بناسپتی
اصلی گھی کا بہترین بدل
صحت اور توانائی کیلئے
Star
BANASPATI
۱۰ پونڈ
۵ پونڈ
۲ پونڈ
دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ، دی مال لاہور
CRESCENT

سرحد ٹیکسٹائل ملز نوشہرہ کے نفیس پارچات
لٹھا
پاپلین
ململ
وائل
POPLINS, LATHA
MULS, VOILS
LATHA
CHAR CHASI
CHAR SIKKA
CHAR CHIRAGH
چار چراغ
POPLINS
SARHADDI
MORNI
مورنی
CHAR TOPE
چار توپ
28-THE POPLIN
MULS
28-THE MULMUL
VOILS
DACCA QUEEN
ڈھاکہ کوئین
Sarhad
TEXTILE MILLS LTD.

جرمنی میں تبلیغ اسلام (از صفحہ ۲)

کے لئے دلائل دیتے ہیں۔ وہ بغیر دلیل کے کوئی بات منوانا نہیں چاہتا۔ لیکن آج بعض مذاہب ایسے ہیں کہ وہ بغیر دلیل کے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔ اور یہ جبر ہے جسے آج بیسویں صدی میں جائز رکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے ایسے مذہب سے دل بیزار ہو جاتے ہیں اور اُن کے عمل میں سستی آجاتی ہے۔ بعد ازاں اسلام کے پیدا کردہ انقلاب کا ذکر کیا۔ اور اسلام کے اصول کی فلاسفی بیان کی۔ توحید اور حج کے رکن کو بیان کرتے ہوئے میں نے کہا کہ یہ توحید کی تعلیم ہی کا معجزہ ہے کہ وہ انسانوں کو باہم ایک کر سکتی ہے۔ اور ان کے اندر سے نسلی اور لونی امتیازات کو مٹا سکتی ہے تثلیث کا عقیدہ نسلی اور لونی امتیازات کو آج دنیا سے نہیں مٹا سکا۔ آج امریکہ میں دو قومیں اور اشخاص ہیں ہر دو تثلیث کے قائل ہر دو ایک ملک میں رہنے والے۔ لیکن اسے بدقسمتی کہئے ایک کا رنگ کالا ہے اور دوسرے کا رنگ سفید۔ سفید رنگ والا آدمی کالے رنگ والے آدمی کو مساوی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس کے برعکس توحید کے ماننے کا معجزہ یہ ہے کہ جونہی کسی نے اسلام قبول کیا۔ تمام امتیازات ختم ہو گئے۔ اس کے تمام حقوق انسانیت محفوظ ہو گئے۔ ایک اسلامی برادری میں یا اسلامی ملک میں ایسی کوئی تفریق باقی نہیں رہتی۔

میں نے حضرت آدم کے متعلق قرآن کریم کے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں تمام نسل انسانی کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ آج امریکہ اور یورپ نے نیچر کو مسخر کر لیا ہے۔ امریکہ چاند میں جانا چاہتا ہے۔ یہ سب کچھ ممکن ہے لیکن یہ ترقی یافتہ ممالک اپنے حیوانی جذبات کو مسخر نہیں کر سکے۔ یہ تسخیر تبھی ممکن ہے جب انسان خدا کے منہ بولے الفاظ کو اپنی Civilisation کی بنیاد قرار دے۔ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے میں نے مسٹر گراہم، امریکہ کے ایک مشہور پادری کے الفاظ دہرائے جو انہوں نے اپنے حالیہ دورہ پر لنڈن پہنچکر کہے ہیں یہ الفاظ یہاں ایک ہفتہ وار میگزین میں چھپے ہیں۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:-

"میں سدوم امریکہ سے یہاں عمورہ انگلستان میں آیا ہوں تا خدا تعالےٰ کے الفاظ کا پرچار کروں"

سدوم اور عمورہ وہ بستیاں ہیں جہاں حضرت لوط خدا کے پیغام کو سناتے رہے اور جن پر بطور عذاب الٰہی گندھک اور آگ برسائی گئی۔ اور وہ تباہ کی گئیں۔

انسان کی تکریم پر بھی میں نے اسلام کا نقطہ نظر بیان کیا۔ اور بتایا کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق ہر انسانی بچہ بے گناہ پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا اور چند منٹ جاری رہ کر یہ سلسلہ ختم ہوا۔ (باقی ——— باقی)

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو اُن سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اُٹھانا پڑے۔ بہرصورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۴ راگست ۱۹۶۶ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ راگست ۱۹۶۶ء آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۵ راگست ۱۹۶۶ء کو آپ کے نام وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اُٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ — مینیجر

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۱۱۳	6.00	۴۴۶	6.00
۱۴۸	6.00	۴۵۶	6.00
۱۸۱	18.00	۴۷۷	6.00
۱۸۴	6.00	۴۹۱	6.00
۱۸۵	6.00	۶۰۵	12.00
۲۴۳	6.00	۵۵۵	24.00
۲۴۳	6.00	۵۷۸	12.00
۲۶۳	6.00	۵۹۹	18.00
۲۷۸	6.00	۶۱۵	6.00
۲۸۳	6.00	۶۱۹	30.00
۳۳۷	6.00	۶۲۴	18.00
۳۵۲	6.00	۶۳۳	12.00
۳۷۵	6.00	۶۳۶	12.00
۳۹۸	6.00	۶۴۹	6.00
۴۹۲	12.00	۶۸۸	18.00
۵۵۹	6.00	۷۰۴	12.00
۶۸۸	18.00	۷۰۶	12.00
۷۱۸	6.00	۷۴۳	6.00
۳۷۹	6.00	۷۶۶	6.00
۴/۹	30.00	۹۴۰	6.00
۴۲۹	18.00	۹۴۲	12.00
۴۴۰	6.00	۹۵۷/۳۲۲	12.00
۴۴۲	24.00	۹۶۶/۳۵۷	6.00

(بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۶)

سے کوئی کام کرو گے تو خدا تعالیٰ اس کو ظاہر کر دے گا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ اعمال ضرور نتائج پیدا کرتے ہیں۔ فرمایا وقال الذین کفروا لا تاتینا الساعۃ قل بلیٰ وربی لتاتینکم عالم الغیب لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض ولا اصغر من ذالک ولا اکبر الا فی کتاب مبین وہ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو باطل قرار دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ خدا کچھ نہیں کر سکتا۔ نحن اکثر اموالاً و اولاداً۔ ہمارے پاس دولت بھی ہے اور جتھہ بھی ہے۔ آخر یہ سب کچھ خدا نے اس لئے ہمیں دیا ہے کہ اس کی نظر عنایت ہم پر ہے۔ پھر وہ خدا جو ہم پر مہربان ہے ہم کو سزا کیونکر دے گا۔ تو فرمایا کہ یہ خیال کہ تم یونہی خدا کی گرفت سے بچ جاؤ گے۔ یہ غلط بات ہے۔ ہم عالم الغیب ہیں، زمین و آسمان کا کوئی چھوٹا بڑا ذرہ ہمارے علم سے باہر نہیں۔ لیجزی الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک لھم مغفرۃ ورزق کریم۔ وہ جو ہمارے فرمودات پر ایمان لاتے اور ان پر عمل کرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور رزق ہوگا والذین سعوا فی آیاتنا معٰجزین اولئک لھم عذاب من رجز الیم اور جو ہمارے احکام کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

کتاب اللہ کے حق ہونے پر اہل علم کے لئے لمحہ فکریہ

فرمایا یہ باتیں جو ہم نے بیان کی ہیں یہ اہل علم کے لئے ہیں ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق۔ اس کو پھر حصر کے طور پر بیان کیا ہے کہ اہل علم دیکھ لیں کہ جو کچھ آپ کی طرف اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہی حق ہے ویھدی الیٰ صراط العزیز الحمید اور اسی سے غالب اور حمید خدا کے رستہ کی طرف راہنمائی حاصل ہو سکتی ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ ان پر چلنے سے انسان معزز بن جاتا ہے۔ اور جو ہماری بات کو مان لیں تو ہم ان کے دوست بن جاتے ہیں۔

پیغام صلح ۔ ۲۷ رجولائی ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل ۱۳۳۸ شمارہ ۲۶

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور
فون نمبر ۶۳۷۲۷
زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے :- ایک پونڈ
مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز
فی پرچہ :- ۱۳ پیسے
جلد ۵۱ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ ۳ اگست ۱۹۶۶ء | نمبر ۲۷

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مُسلمانیم از فضلِ خُدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوّت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی۔
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۵- سب مجدّدوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

نماز کی اصلی غرض اور مغز دُعا ہی ہے

راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دُعائیں مانگو اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو طلب کرو

ارشادات امام زمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر دُعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دُعا کے لئے کئی مواقع ہیں رکوع۔ قیام۔ قعدہ۔ سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشاء ان پر ترقی کرکے اشراق اور تہجّد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دُعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔ نماز کی اصلی غرض اور مغز دُعا ہی ہے اور دُعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مطابق ہے۔ مثلاً عام طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب بچّہ روتا دھوتا ہے اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اسکو دُودھ دیتی ہے۔ الوہیت اور عبودیّت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو اُلوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کا دُودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہیئے۔" ٭

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اوّل صفحہ ۲۵۱-۲۵۲)

بحرِ حکمت کے موتی

اللہ تعالےٰ کے ہاں نیک کاموں کی قدردانی

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی اُمت پر اس امر کو واضح کرنے کے لئے کہ اللہ تعالےٰ بندوں کے نیک کاموں کی کس حد تک قدردانی کرتا ہے ذیل کے ایک واقعہ کو جو تین اشخاص کو پیش آیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے سامنے بیان فرمایا:-

عن ابی عبد الرحمان عبد اللہ بن الخطابؓ رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول انطلق ثلاثة نفر ممن کان قبلکم حتی اواهم المبیت الی غار فدخلوه فانحدرت صخرة من الجبل فسدت علیهم الغار فقالوا انه لا ینجیکم من هذه الصخرة الا ان تدعوا اللہ تعالیٰ بصالح اعمالکم قال رجل منهم اللهم کان لی ابوان شیخان کبیران وکنت لا اغبق قبلهما اهلا ولا مالا فنای بی طلب الشجر یوما فلم ارح علیهما حتی ناما فحلبت لهما غبوقهما فوجدتهما نائمین فکرهت ان اوقظهما وان اغبق قبلهما اهلا او مالا فلبثت والقدح علی یدی انتظر استیقاظهما حتی برق الفجر والصبیة یتضاغون عند قدمی فاستیقظا فشربا

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

انڈونیشیا کے ایک سرگرم احمدی عالم کا انتقال

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی، کہ انڈونیشیا کے ایک سرگرم احمدی عالم دین جناب منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو جنہوں نے ۱۹۲۹ء میں انڈونیشیا میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بناء رکھی تھی، اور اس وقت سے لے کر ۱۹۵۹ء تک اس انجمن کے صدر رہے۔ ۲۱ر جون ۱۹۶۶ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جناب منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو کے انتقال کی یہ خبر صدر صاحب ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن آف انڈونیشیا کی طرف سے موصول ہوئی ہے اور انہوں نے قوم سے یہ درخواست کی ہے کہ تمام احمدیہ مساجد میں مرحوم کا جنازۂ غائبانہ پڑھ کر ان کی رُوح کو ثواب پہنچایا جائے (لاہور میں ۲۹ر جولائی کو بعد نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے جنازۂ غائبانہ پڑھایا) اس کے ساتھ ہی مرحوم کے مختصر حالاتِ زندگی بھی موصول ہوئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:۔

مسٹر جوجو سوگیتو ۱۶۔ اپریل ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے، ایک عالم دین کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اُن کی ابتدائی تعلیم ایک دینی مدرسہ میں ہوئی، تاکہ وہ اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے تیار کر سکیں۔ حصول تعلیم کے بعد وہ ہائی سکول میں اور معلّمین کے کالج میں جاوی اور انڈونیشی زبانوں کی تعلیم و تدریس کا کام کرتے رہے۔ نوجوانی ہی میں وہ انجمن محمدیہ (ایک قومی اسلامی مجلسی تحریک) کے بانی کے۔ ایچ۔ اے دہلان کے دست راست کی حیثیت سے مذہبی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

مسٹر منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو کو احمدیت کا علم ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ لیکن اس سے پوری واقفیت ۱۹۲۴ء میں مرزا ولی احمد بیگ کے ذریعہ حاصل ہوئی جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے بغرض تبلیغ انڈونیشیا تشریف لے گئے تھے، چونکہ اس وقت انڈونیشی علماء کی طرف سے احمدیت کی تعلیمات کو انتہا پسندانہ اور انقلاب انگیز سمجھا جاتا تھا، اس لئے انجمن محمدیہ سمیت تمام اسلامی اداروں کے دروازے اس پر بند کر دیئے گئے اور تمام احمدیوں کو کافر قرار دے دیا گیا۔ ان حالات میں مسٹر جوجو سوگیتو نے ۱۹۲۸ء میں انجمن محمدیہ سے علیحدگی اختیار کر لی اور بہت سی مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے انڈونیشیا میں لاہور احمدیہ موومنٹ کی بنیاد رکھی اور اس وقت سے لے کر ۱۹۵۹ء تک اس کے صدر رہے۔

مسٹر منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو احمدیت کے اس جرأت مندانہ اقدام سے بہت متأثر تھے کہ اس نے مغربی ممالک میں عیسائیوں کو جو اسلام اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن اور خوبیوں سے بے بہرہ ہونے کی وجہ سے مخالفت کرتے رہے ہیں حق کی تبلیغ کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے۔

تحریک احمدیت کو انڈونیشیا میں سالہا سال تک شدید مخالفتوں کا سامنا رہا ہے، جو ایک طرف مسلمان علماء کی طرف سے پیش آتی رہی ہیں، جن کا یہ کام ہے کہ ہر مخالف رائے رکھنے والے کو کافر قرار دے دیا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف سابق ڈچ حکومت اور اس کے مسیحی مشنریوں کے مخالفانہ طریق عمل کا اسے نشانہ بننا پڑا، اور جاپانی قبضہ کے ایام میں تو اس پر انگریز کا جاسوس ہونے کا شبہ کیا جاتا تھا۔

ان سب مشکلات کے باوجود مسٹر منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو کی قیادت میں تحریک احمدیت کامیابی کے ساتھ کوشاں رہی، اور ڈچ انڈونیشی اور جاوی زبانوں میں بہت سی کتابیں اور میگزین ان کے زیر قیادت شائع ہوئے۔

میگزین جو جاری کئے گئے ان کے نام حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مسلم۔ جاوی زبان میں

۲۔ السلام۔ انڈونیشی زبان میں

۳۔ کارسپونڈنٹ بلاڈ۔ ڈچ زبان میں۔

(جناب منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو مرحوم)

کتابیں جو شائع ہوئیں اُن کے نام یہ ہیں:۔

۱۔ انگریزی ترجمۃ القرآن از مولٰینا محمد علی صاحب ڈچ زبان میں۔

۲۔ انگریزی ترجمۃ القرآن از مولٰینا محمد علی صاحب ڈچ زبان میں

یہ دونو تراجم جناب سونیڑو نے کئے۔

۳۔ ترجمہ ٹیچنگز آف اسلام ڈچ۔ انڈونیشی اور جاوی زبانوں میں۔

۴۔ اس کے علاوہ ڈچ۔ انڈونیشی اور جاوی زبانوں میں مختلف کتابوں کے تراجم مسٹر منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو نے خود کئے اور قرآن کریم کا جاوی ترجمہ مفتی شریف مرحوم کے ساتھ مل کر کیا گیا جو اب انڈونیشیا میں شائع ہو چکا ہے۔

مسٹر منہاج الرحمٰن جوجو سوگیتو نے اپنے پیچھے ۱۸ لڑکے لڑکیاں چھوڑے ہیں، جن میں سے پانچ ڈاکٹر ہیں ایک ایم اے جو آج کل کوپن ہیگن (ڈنمارک) میں انڈونیشیا کے سفیر ہیں اور ٹیکنیکل انجنیئر ہیں۔ مرحوم کے ۶۲ نواسے نواسیاں اور ایک پڑپوتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالٰے ان سب کو مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

گردن چھڑانا

ایک صاحب کی گردن میں زنجیریں پڑی ہوئی ہیں میری خواہش ہے کہ اُن کی گردن آزاد کی جائے۔ ایسا کرنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے اس کام کے انجام دینے کیلئے صرف ایک ہزار روپے کی ضرورت ہے۔

میں اپنی طرف سے ۱۰۰ روپے دیتا ہوں۔ دوستوں سے التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی رقم شیخ محمد حسین صاحب خزانچی انجمن کے نام بھیجیں کُل رقم انہی کی معرفت اور انہی کے ہاتھ سے صرف کی جائے گی۔ رقوم بھیجنے والے اصحاب مجھے بھی مطلع رکھیں۔

صدرالدین۔ یکم اگست ۱۹۶۶ء

غیر تشریعی نبوّت اور حضرت مسیح موعودؑ

"پیغام صلح" کی ایک سابقہ اشاعت میں حضرت مسیح موعودؑ کے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے مفہوم کے بارہ میں آپ کا اپنا فیصلہ نقل کیا گیا تھا جس میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ :-

" ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں، نہ نیا نبی نہ پرانا نبی بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں کیا اگر ایک شیشہ میں حافظ صاحب اپنی تصویر دیکھیں تو کیا عورتوں کو پردہ کر لینا چاہیئے کہ یہ کون غیر محرم گھس آیا"

حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے ایک غلطی کا ازالہ میں صرف بروزی اور عکسی نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ بروز اور عکس اصل نہیں ہوتے اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ آپ کا دعوےٰ اصلی اور حقیقی نبوّت کا تھا۔

ایسا ہی حضرت مولٰنا محمد احسن صاحب نے حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری کو جواب دیتے ہوئے اسی "ایک غلطی کا ازالہ" میں سے جو عبارات نقل کی ہیں، ان میں سے یہ عبارات بھی قابل غور ہیں :-

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے الی قولہ مگر ایک سیرتِ صدیقی کی کھڑکی کھلی ہے یعنے فنا فی الرسول کی یعنے استخلاف کامل جس کو دوسرے لفظوں میں بروز کہتے ہیں"

" نبوّت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں یعنے بغیر فنا فی الرّسول کے"

ان واضح عبارات کے باوجود ایک صاحب نے یہ اعتراض لکھ بھیجا ہے کہ مولٰنا محمد احسن صاحب کی نقل کردہ عبارات میں جو یہ لکھا ہے کہ

" ہمارے نبی صلیّ اللہ علیہ وسلّم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو دیکھو اس عبارت نبی شارع کی نفی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک موجود ہے"

" من ادعی فھو کفر یعنے جو شخص نبوّت تشریعی کا دعوےٰ کرے وہ کافر ہوگا"

"کیا ان ارشادات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے، صرف ایسا نبی نہیں آسکتا جو شریعتِ محمدیہ کو منسوخ کردے اور حضرت مرزا صاحب مرحوم غیر مستقل اور غیر تشریعی نبی تھے؟"

غالباً معترض صاحب کو غیر تشریعی نبی کا صحیح مفہوم معلوم نہیں۔ غیر تشریعی نبوّت سے وہ . . . . . نبوّت مراد ہے، جو اولیاء اللہ میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب مواہب الرّحمٰن میں صاف طور پر لکھا ہے :-

" وللہ مکالمات و مخاطبات است باولیائے خود دریں امت و ایشاں درحقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ"
(مواہب الرّحمٰن صـ ۶۶)

یعنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس اُمّت میں اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمات و مخاطبات ہوتے ہیں، لیکن وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے، کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔

ان عبارات سے صاف طور پر یہ ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب غیر تشریعی نبوّت سے صرف مکالمات و مخاطبات والی نبوّت مراد لیتے ہیں، جو اولیاء اللہ میں پائی جاتی ہے یہی وہ نبوّت ہے جس کا حدیث نبوی میں لم یبق من النبوّۃ الا المبشرات کے الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے، اسی کو آپ نے بروز اور ظلّ اور مجاز اور عکس وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا ہے، اور اپنی آخری تحریر حقیقۃ الوحی میں صاف طور پر لکھا ہے سمّیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجاز کے طور پر نبی رکھا گیا حقیقت کے طور پر نہیں، اور یہ بھی فرمایا کہ وان رسولنا خاتم النبیّین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوّۃ بعد رسولنا المصطفٰی علی الطریقۃ المستقلہ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ

ان عبارات سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک غیر تشریعی نبوّت سے صرف کثرت مکالمہ مراد ہے اور یہ حقیقی یا مستقل نبوّت نہیں، یہی غیر تشریعی نبوّت ہے جس کا انہیں دعوےٰ ہے اور جو کثرت مکالمہ تک محدود ہے اور اولیاء اللہ کے اندر پائی جاتی ہے۔

یہی سابق بزرگانِ امت، کا مذہب ہے، کہ غیر تشریعی نبوت سے ولایت مراد ہے۔ چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی فتوحاتِ مکیہ میں لکھتے ہیں :-

فالولایۃ نبوّۃ عامۃ والنبوۃ التی بہا التشریع نبوۃ خاصۃ (فتوحات مکیہ الباب الثالث والسبعون صـ ۲۴ مطبوعہ مصر)

یعنے ولایت نبوّت عامہ ہے اور وہ نبوّت جس کے ساتھ شریعت ہوتی ہے وہ نبوّت خاصہ ہے۔

اور امام شعرانی الیواقیت والجواہر میں رقمطراز ہیں :-

وھذا باب اغلق بعد موت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلا یفتح لاحد الی یوم القیامۃ ولکن بقی للاولیاء وحی الالہام الذی لا تشریع فیہ (الیواقیت والجواہر المبحث الخامس والثلاثون صـ ۳۷ مطبوعہ ازہریہ مصر)

یعنے یہ دروازہ (نبوّت تشریعی) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی موت کے بعد بند کر دیا گیا اور قیامت کے دن تک کسی کے لئے نہیں کھولا جائے گا لیکن اولیاء کے لئے وحی الہام باقی ہے جس میں شریعت نہیں۔

سُن لیا آپ نے ؟ یہ ہے غیر تشریعی نبوّت جو وحی الہام تک محدود ہے، اور اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کو مقام ولایت کہا جا سکتا ہے نہ کہ مقام نبوّت۔ قادیانی جماعت کے ساتھ اسی بات میں ہمارا اختلاف ہے کہ جس چیز (غیر تشریعی نبوت) کو وہ نبوّت سمجھتے ہیں ہم اسے ولایت کا مرتبہ دیتے ہیں یہی حضرت مرزا صاحب کا مذہب ہے اور یہی اُن کا دعوےٰ تھا، جیسا کہ لکھا ہے :-

" اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آئے تو ہمارے نبی صلعم کیونکر خاتم الانبیاء ہیں . . . . ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں" (ایام الصلح صـ ۷۴)

وحی نبوّت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوّتِ محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقوےٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے"

حضرت مرزا صاحب کی یہ واضح عبارات بتاتی ہیں کہ آپ غیر تشریعی نبوّت کو مکالمہ الٰہیہ اور وحی ولایت سے بڑھ کر نہیں سمجھتے تھے اور "ایک غلطی کا ازالہ" میں غیر تشریعی نبوّت کا مفہوم وہی ہے جس کو مذکورہ بالا عبارات میں بیان کیا گیا ہے۔

درخواست ہائے دُعا

(۱) ـ مولٰنا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ تاحال صاحب فراش ہیں ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

(۲) ـ شیخ اللہ بخش صاحب (بودھی) کے فرزند ہسپتال میں زیر علاج ہیں، اس کے علاوہ شیخ صاحب بعض مشکلات میں مبتلا ہیں ان کے لئے دُعا کی ضرورت ہے۔

(۳) شیخ رحمت الٰہی صاحب سابق ایڈیشنل چیف انجنیئر ابکزسٹی بہت دیر سے فالج میں مبتلا ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ کی طرف سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

مغربی جرمنی میں تبلیغ اسلام

۲

زائرین کے بارہ گروپ مسجد میں

بارہ مختلف گروپ جرمن کے مختلف سکولوں سے مئی اور جون کے مہینوں میں مسجد میں آئے۔ ہر ایک نے مسجد میں آنے کا پروگرام پہلے ہی سے متعین کر لیا تھا۔ ایک گروپ پبلک ہائی سکول کا تھا۔ اس میں تین مختلف میونسپل حلقوں کے سکولوں کے افراد شامل تھے۔ یہ گروپ ڈیڑھ گھنٹہ تک مسجد میں رہا۔ اس کے علاوہ ہائی سکول جمنازیم کے طلباء مع اپنے اساتذہ اور اکثر اوقات مع اپنے پادریوں کے مسجد میں آئے ہر گروپ کے سامنے اسلام کی خصوصیات کو بیان کیا گیا اور بعد میں سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ گروپ ۱½ گھنٹہ سے دو گھنٹے تک مسجد میں گفتگو کرتے رہے۔

عقیدۂ تثلیث پر گفتگو

سوالات عموماً تعدد ازدواج، جہاد فی الاسلام کے موضوعات پر رہے۔ اور گفتگو میں تثلیث کا عقیدہ بھی زیر بحث آیا تثلیث کے حق میں ایک پادری صاحب نے مثال دی اور کہا کہ فرض کیجئے ایک شخص شیشے کے سامنے کھڑا ہے۔ اور شیشے کے تین کونے ہیں۔ ان ہر سہ کونوں میں اس شخص کی شکل ظاہر ہوگی۔ لیکن یہ نہیں کہیں گے کہ وہ تین ہیں۔ میں نے کہا اس مثال سے عقیدۂ تثلیث ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کی نفی ہوتی ہے۔ دو یوں کہ اس شیشہ میں سے بے شک ایک انسان کی تین ہی شکلیں ظاہر ہوں گی۔ لیکن کوئی عقلمند انسان ایک شکل کو باپ دوسری کو بیٹا اور تیسری کو کبوتر (روح القدس) قرار نہیں دے گا۔ صرف اتنا ہی ظاہر ہوگا کہ زید کی تین شکلیں ہیں مگر ہر شکل میں وہ زید ہی رہیگا اس کی شکلوں کے مختلف نام نہیں رکھے جائیں گے۔ یہی وہ غلطی ہے جو عیسائی کرتا ہے۔

ایک اور گروپ میں ایک پادری صاحب نے تثلیث کو ثابت کرنے کے لئے ایک مثلث شکل بنائی اور ایک خط پر خدا باپ دوسرے خط پر خدا بیٹا اور تیسرے خط پر خدا روح القدس لکھا۔ یوں

اور کہا خدا باپ۔ خدا بیٹا نہیں اور خدا بیٹا خدا روح القدس نہیں۔ اور خدا روح القدس خدا باپ نہیں لیکن تینوں کونوں کے ملنے سے ایک مثلث ضرور بنتی ہے میں نے ان ناموں کی بجائے یہ الفاظ لکھ دیئے۔ دھات سونا۔ دھات چاندی۔ دھات لوہا۔ اور پھر وہی الفاظ دوہرائے۔ دھات سونا۔ دھات چاندی نہیں۔ دھات چاندی دھات لوہا نہیں۔ دھات لوہا دھات سونا نہیں۔ میں نے مزید کہا آخر سونا۔ چاندی۔ لوہا نام رکھنے کی کوئی وجہ ہے۔ سونے میں وہ چیز ہے جو چاندی میں نہیں اس کی کمی و بیشی کی وجہ سے دھات کے دو مختلف نام ہوئے آخر بتایئے خدا باپ میں وہ کونسی چیز نہیں جو خدا بیٹے میں یا خدا روح القدس میں ہے آخر دو نام جو رکھے گئے کوئی تو فرق ہوگا۔ جو بھی فرق کیا جائے گا۔ وہ اس میں نقص کو ظاہر کرے گا۔ جب نقص رہا تو خدا نہ رہا۔ تثلیث وحدت کے برابر نہیں بلکہ تثلیث کا عقیدہ تو خدا کو خدائی ہی سے جواب دیتا ہے۔

جمعہ اور ہفتہ کے اجتماعات

ان اجتماعات کے علاوہ ہر جمعہ اور ہفتہ کے دن اجتماعات ہوتے رہے۔

جمعہ کے دن خطبہ ہوتا ہے۔ اور ہفتہ کے دن شام کو سات بجے اجتماعات باقاعدہ ہوتے ہیں۔ ان اجتماعات میں خدا کے فضل سے اوسطاً بیس افراد شامل ہوتے رہے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنایا گیا۔ بعد میں سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر دو اجتماعات میں حاضرین کی تواضع چائے اور بسکٹ سے کی گئی۔

برلن کلچرل ایسوسی ایشن اور لیکچر

اس ایسوسی ایشن کی بنیاد یہاں برلن میں ۱۸۸۸ء میں رکھی گئی تھی۔ اس ایسوسی ایشن کے پروگرام کے ڈائرکٹر کی طرف سے مجھے خط ملا۔ جس میں انہوں نے اسلام پر لیکچر کے لئے مجھے دعوت دی تھی۔ میں نے دعوت کو قبول کر لیا ہے اور اس پر ڈاکٹر موصوف نے شکریہ کا خط بھی لکھا ہے۔ لیکچر کا دن ابھی مقرر نہیں ہوا۔

گذشتہ مہینوں میں جو برلن کے دو مختلف میونسپل حلقوں میں لیکچرز ہوئے اس کی بناء پر ان لیکچروں کے ناظم نے دیگر پبلک سکولز کے ڈائرکٹروں کو لکھا ہے کہ وہ اسلام پر میرے لیکچر اپنے حلقہ میں کرائیں۔

قرآن سوسائٹی کیوں نہیں؟

دروازے پر دو لمحے ٹھٹک کر وہ انگریز خاتون اندر آگئیں۔ گرمی کی شدت سے چہرہ لال بھبوکا ہو رہا تھا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کا وزن بھی کسی صورت بیس پونڈ سے کم نہ رہا ہوگا پنکھے کے نیچے چند لمحے بیٹھنے کے بعد وہ بات کرنے کے قابل ہو سکیں۔

"میں بائیبل سوسائٹی کی طرف سے آئی ہوں"۔ اپنا تعارف کرواتے ہوئے انہوں نے چند رسالے میری طرف بڑھا دیئے وہ رسالے دیکھ کر اور "بائیبل سوسائٹی" کا نام سن کر یہ جوان اور گرمی سے تمتمایا ہوا چہرہ تھوڑی دیر کے لئے میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس کی جگہ میری چشم تصور نے ایک ضعیف العمر انگریز خاتون کو دیکھا جو اپنی ضعیفی کے ساتھ ساتھ ایک بڑے تھیلے کا بوجھ کاندھے پر لٹکائے، شدت کی سردی میں سائیکل پر گھر گھر گھوم رہی تھیں۔

یہ بوڑھی خاتون راولپنڈی میں بائیبل سوسائٹی کی نمائندہ تھیں۔ بارش ہو یا آندھی، گرمی ہو یا سردی، یہ خاتون ہر پندرھویں روز پہنچ جایا کرتیں۔ ہر دروازے پر دستک دینے کو اس امید میں رہتی کہ مکین اگر مستقل خریدار نہیں تو ایک آدھ رسالہ تو خرید ہی لیں گے۔ اکثر و بیشتر وہ پرچہ مفت ہی دینے پر تیار ہو جاتیں۔ لیکن اس سارے وقفے میں رسالے کی خوبیاں مضامین کی افادیت اور اس مذہبی کام کی مقصدیت پر لیکچر دیئے جاتیں۔ ہم ان کی باتوں سے کم اور ان کی شخصیت، عمر اور جد و جہد سے زیادہ متاثر ہوتے اور اکثر دو ایک رسالے خرید ہی لیتے۔

"آپ کیوں روز پیسے ضائع کرتے ہیں؟" امی کو ان رسالوں سے قطعی دلچسپی نہ تھی۔

"ہمیں ہمت اور لگن کی ہر جگہ قدر کرنی چاہیئے"۔ ابو کا یہ نظریہ مجھے بہت پسند آیا، اور ان بوڑھی بڑی بی کی ہمت اور ولولہ بھی مجھے بہت متاثر کرتا۔

اب ان نوجوان خاتون کو اس گرمی کے عالم میں پیدل ہی گھر گھر جاتے دیکھ کر مجھے وہ بزرگ خاتون یاد آئیں تو میں نے سوچا واقعی ہمت اور لگن ہر جگہ قابل ستائش ہے اور پھر ایک مقصد کے لئے اپنے وطن سے دوری بھی بہت بڑی قربانی ہے۔ کیا اس قربانی کے لئے کبھی ہمارے ہاں کی عورتیں بھی تیار ہو سکیں گی؟

لیکن اس سے بڑا سوال میرے ذہن میں یہ آتا ہے کہ آخر ہمارے ہاں مذہب کی تبلیغ کا اس طرح کا انتظام کیوں نہیں۔ یوں تو ہم اسلامی تعلیمات پر بہت زور دیتے ہیں لیکن موجودہ نسل کی بے راہ روی کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کی رہبری کے لئے سوائے قرآن مجید کے اور کوئی چیز نہیں اور یہ مقدس کتاب پڑھنے کی انہیں عادت نہیں ڈالی گئی اور نہ وہ اپنے ذہن کو اس پر آمادہ کر سکتے ہیں۔

اگر روز مرہ کی زندگی میں ان کے چاروں طرف ایسی پڑھنے والی چیزیں بکھری پڑی ہوں تو کوئی تعجب نہیں کہ وہ

(باقی کالم ۲ کے نیچے)

قرآن سوسائٹی کیوں نہیں؟

(بقیہ کالم ۳)

انہیں پڑھنے پر آمادہ ہو جائیں۔ جس طرح یہ رسالہ میرے سامنے پڑا تھا اور اس عقیدے سے دلچسپی نہ ہونے پر بھی میں نے محض جستجو کی خاطر اور دلچسپ انداز بیان سے مجبور ہو کر اسے پورا پڑھ ڈالا۔ اسی طرح اگر ہم لوگ بھی اسلامی تعلیمات کو اس طرح عام کر سکیں تو نہ صرف ہم قوم و ملت کی خدمت کریں گے بلکہ آخرت میں اپنی بخشش کا سامان بھی کر لیں گے۔

(خواتین کا اخبار)
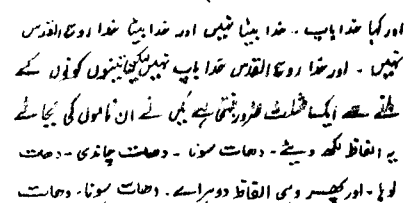
"قرآن خدا کی کتاب ہے اور محمد (صلعم) خدا کے رسول ہیں"

حکومتِ نائیجیریا کے ایک عیسائی عہدہ دار کا اعتراف حق

افریقی عیسائیوں میں اسلام کی کامیابی کے روشن امکانات ـ قاضی عبدالرشید صاحب ڈائرکٹر نائیجیریا مشن کا تجزیہ

قاضی عبدالرشید صاحب بی اے۔ ایل ایل بی۔ ایڈووکیٹ ہزارہ (نائیجیریا۔ افریقہ) میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے تبلیغی فرائض سرانجام دینے کے بعد حال ہی میں واپس تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے اپنے تین سالہ تجربہ کے بعد ذیل کی رپورٹ میں یہ بتایا ہے کہ افریقی عیسائیوں میں اسلام کی کامیابی کے امکانات کس قدر روشن ہیں اور وہاں کی غیر مسلم آبادی بالخصوص عیسائیوں کو کس طریق سے اسلام کا ہمنوا بنایا جاسکتا ہے۔

نائیجیریا کے عیسائیوں کو کس طرح مسلمان بنایا جائے

احباب جماعت اور پاکستان کے دیگر مسلمانوں کے نوٹس میں یہ امر میں اپنے ذاتی تجربہ کی بناء پر لانا چاہتا ہوں۔ کہ نائیجیریا میں (اور شاید افریقہ بھر میں) اب اسلام کے لئے یہ مسئلہ قابلِ حل نہیں رہا۔ کہ عیسائیوں کو کس طرح مسلمان کیا جاوے۔ کیونکہ سوائے اُن عیسائیوں کے جن کا گذر اوقات عیسائیت کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہے۔ دیگر عیسائیوں میں قطعاً ہٹ دھرمی نہیں ہے۔ انہیں صرف ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اُن کے ساتھ مذہب پر گفتگو طعن زنی کی شکل میں نہ ہو۔ اور نہ طرزِ بحث ہمہ تن تخریبی ہو۔ کیونکہ وہ اس حصہ بائبل کو جس سے حضرت عیسٰی کی ذات و صفات محلِ اعتراض ہوں قطعاً درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے اور نہ وہ اُن دلائل سے متاثر ہوتے ہیں جن سے بائبل کی بعض آیات اور تعلیمات کی دوسری آیات و تعلیمات سے تردید ثابت ہوتی ہو۔ گویا یہاں کے عیسائی ان سب تضادات کے باوجود عیسائی ہیں۔ اور باوجود اِن تضادات کو جاننے کے عیسائیت پر قائم ہیں۔

مثبت دلائل کا اثر

لہٰذا ان منفی دلائل سے گذر کر انہیں مثبت دلائل کی ضرورت ہے۔ اس لئے جب بھی ہم نے اپنی تقاریر میں مثبت اور تعمیری پہلو اختیار کیا ہے۔ اور موجودہ دَور کے انسان کی ذاتی یعنی نفسیاتی۔ خانگی اور قومی مشکلات کا ذکر کرکے اس کا حل اسلام کی تعلیم اور اس کی سابقہ اور موجودہ تاریخ سے پیش کیا ہے۔ تو اکثر ہم نے دیکھا ہے۔ کہ عیسائی سامعین نے ہمارے ساتھ عملی امداد کی کوشش کی ہے۔ اور جس علاقہ میں ہم نے تبلیغی جلسے شروع کئے ہیں۔ وہاں کے عیسائیوں نے ہمیں خوشی خوشی اپنے لاؤڈ سپیکر کے لئے بجلی دینے کی پیشکش کی ہے۔ ساتھ ہی یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ انہیں اسلام پر لیکچر دیا جاوے۔ چنانچہ عیسائی سامعین میں سے اکثر ہمارا پتہ نوٹ کر لیتے ہیں اور پھر ہمارے فارغ اوقات میں آکر اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مرکزی حکومت کے ایک عیسائی عہدہ دار سے گفتگو

ابھی حال ہی میں مرکزی حکومت نائیجیریا کے ایک اہم عہدہ دار جو (غالباً) اسسٹنٹ سیکرٹری ہیں۔ نے میرے ساتھ مذہبی تبادلۂ خیالات کی خواہش ظاہر کی۔ یہ شخص نہایت ہی مخلص عیسائی ہے۔ اور اپنے مذہبی جوش کے تقاضا سے لیگوس کے مرکزی علاقہ موسومہ تنوبو سکوئر میں شام طور پر عصر کے اوقات میں عیسائیت کا وعظ کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ وقت مقررہ پر وہ ہمارے پاس آیا۔ میرے ساتھ نائیجیریا مُسلم مشن کے بعض ممبر بھی موجود تھے۔ میں نے اسے پہلے موقعہ دیا۔ کہ وہ حضرت عیسٰی کو نجات دہندہ ثابت کرے۔ مگر اس کی صورت یہ ہوگی۔ کہ یا تو وہ محض عقلی دلائل سے ثابت کرے ورنہ اگر اُس نے صرف بائبل کی تعلیم پر انحصار کیا۔ تو پھر اسے پہلے یہ ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ بائبل خدا تعالےٰ کی وحی ہے تاکہ اس کی تعلیم بغیر ردّ و کدّ کے بطور ثبوت پیش کی جا سکے۔ چنانچہ اولاً اُس نے عقلی رنگ میں ثابت کرنے کی کوشش کی۔

کیا گناہ موروثی ہے؟

مگر جب میں نے یہ عقلی تجزیہ کیا۔ کہ نجات دہندہ کی بے شک اُس صورت میں ہمیں ضرورت ہے۔ جب کہ یہ ثابت پہلے ہو جائے کہ واقعی ہم سب لوگ خدا تعالےٰ کے آگے اپنے جدِ اوّل حضرت آدمؑ کے کسی گناہ میں گروی شدہ یا رہن شدہ ہیں۔ جس سے خلاصی کے لئے ہمارا اپنا کوئی نیک عمل ہمارے کام نہیں آسکتا کیونکہ ہماری یہ گرفتاری یا مکفولیت خود ہمارے اپنے کسی ذاتی عمل کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ موروثی ہونے کے باعث ایک گونہ لاعلاج ہو چکی ہے۔ جس سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہمیں کسی خارجی نجات دہندہ کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اب یہ ثابت کرنے کی سب سے پہلے ضرورت ہے۔ کہ واقعی آدمؑ نے گناہ کیا تھا۔ اس کے بعد یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہوگی کہ واقعی آدمؑ کا گناہ وراثتاً ہم میں گھر کر چکا ہے۔ جس کے لئے نجات دہندہ کی ضرورت لاحق ہوگی۔ اس پر عیسائی موصوف نے (جن کا نام مسٹر جی اے او کے ہے۔ اور جیسا کہ میں نے اُوپر کہا ہے۔ مرکزی وزارت لیبر (حرفت) میں ملازم ہیں۔ انسان کے اندر گناہ کرنے کے ترغیبی مادہ کو اُس کے موروثی ہونے کی تائید میں پیش کیا۔ جس پر میں نے عرض کی۔ کہ اگر یہ مادہ موروثی ہوتا تو پھر ہر انسان کو درجہ بدرجہ گناہ سے نفرت یا کم از کم گناہ کا احساس کیوں پیدا ہوتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ مادہ موروثی نہیں ہے۔ بلکہ انسان کی ضمیر کا عارضہ.... (functional) ہے۔ جو کہ بیرونی اسباب سے پیدا ہوتا ہے۔ ورنہ موروثی اور organic نقص سے انسان کو کسی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔ مثلاً پیدائشی اندھے یا لنگڑے کو اُس کے اندھاپن یا لنگڑاپن کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ برعکس اس کے جب انسان کی صحیح و سالم آنکھ یا ٹانگ کو اندھا یا لنگڑا کیا جاوے تو اسے اس کا احساس اور درد ہوتا ہے۔ اور اگر بالفرض یہ مادہ حضرت آدم کے گناہ سے ہی پیدا ہوا ہے۔ تو پھر حضرت آدم نے بغیر گناہ کے ترغیبی مادہ کے گناہ کیسے کیا؟ اور اگر گناہ کرنے سے انسان کے پیدائشی گنہگار ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ تو پھر آدمؑ بھی پیدائشی گنہگار ثابت ہوتے ہیں۔ لہٰذا قصور ثابت ہوتا ہے۔ (وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا) پس یہ عجیب انصاف ہے۔ کہ گناہ تو (نعوذ باللہ) اللہ میاں کا اپنا ہو۔ اور نزلہ بر عضوِ ضعیف۔

بائبل کے غیر مبدل وحی الٰہی ہونے کا سوال

اس پر مسٹر او کے صاحب نے بائبل کو اپنے نظریہ میں پیش کرنا شروع کیا۔ جس پر میں نے انہیں توجہ دلائی کہ ایسی صورت میں انہیں بائبل کا وحی اور غیر مبدل ہونا پہلے ثابت کرنے پڑے گا۔ جب وہ اس سے پہلوتہی کرنے لگے۔ تو میں نے کہا۔ کہ اگر بلا دلیل کسی کتاب کو کلام الٰہی اور غیر مبدل مانا جا سکتا ہے۔ تو پھر وہ قرآن کو ایسا کیوں نہیں مانتے۔ اس پر نائیجیریا مسلم مشن کے ایک ممبر نے مداخلت کرکے بائبل کی ایسی چند آیات کو پیش کیا جن میں تضاد تھا۔ اس پر مسٹر او کے صاحب نے مجھ سے ہٹ کر ممبر موصوف کو تُو تُو۔ میں میں کی شکل میں جواب دینا شروع کر دیا۔ اگرچہ مجھے ممبر موصوف کی مداخلت پسند نہ تھی۔ تاہم میں انہیں مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور نہ اُن کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن کچھ وقت انتظار کرنے کے بعد

جب مَیں نے دیکھا کہ اس براہِ راست طعنہ زنی کا نتیجہ کچھ بھی برآمد نہ ہو رہا تھا۔ اور ان کی بحث "لم ولا نسلّم" کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ تو پھر میں نے ممبر موصوف کو کہا کہ ہماری جس بات کو یا ہماری جس تحریر کو مسٹر اوکے تسلیم نہیں کرتے ہمیں اس پر اڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس پر مسٹر اوکے اور میرے درمیان دوبارہ سلسلۂ گفتگو کا آغاز ہوا۔ اور میں نے مسٹر اوکے صاحب کو امریکہ کی بائبل مطبوعہ ۱۹۵۰-۲ء کے مقدمہ کے وہ الفاظ پڑھ کر سنائے جن میں مترجم کمیٹی نے واضح کیا ہے۔ کہ جیمز (شاہ انگلستان) کی زیر نگرانی جو بائبل زبانِ انگریزی میں ۱۶۱۱ء میں ترجمہ ہوئی ہے (اور جو آج تک مقبول ہے) اس ترجمہ میں جس یونانی متن پر انحصار کیا گیا ہے "وہ صدیوں کی مجموعی غلطیوں سے پُر ہے"۔ لہٰذا مَیں نے مسٹر اوکے سے پوچھا کہ وہ مترجم کمیٹی کی اس عینی شہادت کی موجودگی میں شاہ جیمز کے نسخہ کو (جو ان کے پاس تھا) اپنی تائید میں کیسے پیش کر سکتے ہیں۔ اس پر مسٹر اوکے نے امریکی بائبل کے مقدمہ مذکور کو بغور پڑھا اور پھر کہا۔ کہ ان کے نزدیک امریکی نسخہ غلط اور اس کا مقدمہ ناقابلِ اعتبار ہے۔ اور کہ شاہ جیمز کا نسخہ ہی صحیح ہے۔ مَیں نے کہا بہت اچھا۔ تو پھر یہ کیسے ثابت ہو گیا۔ کہ بائبل (خواہ وہ شاہ جیمز کا ہی نسخہ ہو) خدا تعالیٰ کی وحی و کلام ہے۔ تاکہ اسے ہم مستند تسلیم کر کے حضرت عیسیٰ کے نجات دہندہ ہونے کی تائید میں پیش کر سکیں۔ اس پر مسٹر اوکے صاحب نے پولوس کا وہ حوالہ پیش کیا۔ جو ان کے مکتوب دوم بنام تموتھی کی آیت ۳/۱۶ میں درج ہے۔ کہ "تمام مذہبی کتب (Scriptures) خدا کی وحی کا نتیجہ ہیں"۔ تو مَیں نے کہا کہ پولوس نے پھر یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ ان کی یہ رائے (کہ تمام کتب مذہبی خدا کی وحی کا نتیجہ ہیں) ان کی ذاتی رائے نہیں بلکہ یہ بھی خدا کی وحی کا نتیجہ ہے لہٰذا جب حضرت پولوس کا اپنی رائے مذکور کی نسبت یہ دعوےٰ نہیں کہ وہ خدا کی وحی کا نتیجہ ہے۔ تو پھر یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی یہ ذاتی رائے صحیح نہ ہو۔ ایسی صورت میں پولوس کی رائے مذکور بطور حجت پیش نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا بائبل کی کسی آیت کو اس کے کسی دعوےٰ کی تائید میں مثلاً اس بات کی تائید میں کہ حضرت عیسیٰ نجات دہندہ ہیں اس وقت تک پیش نہیں کیا جا سکتا جب تک بائبل کا منجانب اللہ اور وحی الٰہی ہونا ثابت نہ ہو جائے۔ اس پر مسٹر اوکے صاحب دم بخود ہو گئے۔ چنانچہ کچھ وقت کے بعد مَیں نے ان کی خاموشی کو اس طرح توڑا۔ کہ انجیل (عہد نامہ جدید) میں سے مکتوب جوڈے (Jude) کی آخری آیت ۲۵ ان ہی کی شاہ جیمز کے نسخہ بائبل سے نکال کر انہیں دی کہ وہ پڑھیں۔ جس کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ "صرف واحد اور حکیم خدا کے لئے ہی جو ہمارا نجات دہندہ ہے۔ سبحانیت، شان و شوکت اور طاقت اب بھی اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ آمین"۔ مسٹر اوکے صاحب اس آیت کو بار بار پڑھتے اور حیرت زدہ ہوتے تھے۔ کہ اس میں نجات دہندہ تو خدا تعالیٰ درج ہے نہ کہ حضرت مسیحؑ۔ اس پر مَیں نے ان کی حیرت میں مزید اضافہ یوں کیا۔ کہ امریکی نسخہ مذکور میں سے آیت مذکور نکال کر ان کے سامنے رکھی تاکہ وہ اسے پڑھیں۔ کیونکہ اس نسخہ میں تحریف کی گئی ہے۔ یعنی الفاظ "واحد اور حکیم خدا کے لئے ہی جو ہمارا نجات دہندہ ہے" کے آگے الفاظ "بذریعہ مسیحؑ" ایزاد کئے گئے ہیں۔ جب مسٹر اوکے صاحب نے امریکی نسخہ کی آیت مذکور پڑھی۔ تو ان پر حضرت مسیحؑ کے نجات دہندہ ہونے کی اناجیلی قلعی کھل گئی۔ کیونکہ جس شاہ جیمز کے نسخہ کو وہ صحیح تسلیم کرتے تھے۔ اس میں تو نجات دہندہ خود خدائے واحد کی ذات درج ہے اس میں "بذریعہ مسیحؑ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ اور جس امریکی نسخہ کو وہ مردود قرار دے چکے تھے۔ اسی میں الفاظ "بذریعہ مسیحؑ" کو آیت مذکور کے اندر بذریعہ تحریف درج کیا گیا ہے۔ حالانکہ اسی امریکی نسخہ کا مقدمہ شاہ جیمز کے نسخہ کو اغلاط سے پُر قرار دیتا ہے۔ مگر جہاں ضرورت محسوس ہوئی خود تحریف کرنے سے نہیں چوکتا۔ "ضعف الطالب والمطلوب"۔

"قرآن خدا کی کتاب ہے اور محمدؐ خدا کے رسول" عیسائی عہدہ دار کا اعتراف حق۔

اس پر قرآنی تعلیم کو زیر بحث لانے کی ضرورت پیدا ہو گئی۔ اور اس کے مختلف اعجازات جنہوں نے مسلمانانِ عالم پر اس وقت بھی ممیز طور پر اپنے نقوش چھوڑے ہوئے ہیں۔ اور جن سے قرآنی تعلیم کا بطور معالج روحانی منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے.... روشنی ڈالی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسٹر اوکے نے کچھ خاموشی کے بعد اسی مجمع میں یہ اعلان کیا کہ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور محمد خدا کے رسول ہیں۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

افریقی عیسائیوں کے قبولِ اسلام کے روشن امکانات۔

یہ واقعہ بطور نمونہ میں اس لئے پیش کرتا ہوں۔ کہ ناظرین کرام پر واضح ہو جائے۔ کہ نائیجیریا میں (اور پھر اسی طرح (غالباً) افریقہ بھر میں) عیسائیوں کو مسلمان کرنا قطعاً کوئی مشکل امر نہیں رہا خدا تعالےٰ نے افریقی عیسائیوں کو عجیب فطرت بخشی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ہم عیسائیوں کی آبادیوں میں تبلیغ اسلام کرتے چلے جائیں۔ اور عیسائی سامعین کی طرف سے ایک تنکا بھی مخالفت میں نہ ہلے۔ لہٰذا مَیں نے بھانپ لیا ہے۔ کہ اس ملک میں "یدخلون فی دین اللہ افواجاً" کے لئے تیاری کی اب ضرورت ہے۔

- - - - - - - - - - - - - - - - -

. . . .

یورپین اور امریکی اقوام کی توجہ اور سر احمدو بیلو کی تبلیغی خدمات

نہ معلوم شاید ان کی اسی قسم کی سلیم فطرت کے خدو خال یورپین اور امریکی اقوام نے سیاسی اور دنیاوی زندگی میں بھی بھانپ لئے ہیں۔ کہ ان سب اقوام کی بیشتر توجہ افریقی ممالک پر جمی ہوئی ہے۔ چنانچہ جب مرحوم و مغفور سر احمدو بیلو زندہ تھے۔ تو ایک ایک ہلّے میں دو دو ہزار سے دس ہزار مشرکین نائیجیریا..... (Pagans) کو مسلمان کرتے جاتے تھے۔

عیسائیوں میں تبلیغ کا قرعہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام۔

مگر افسوس ہے۔ کہ عیسائیوں کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے۔ اور شاید قدرت کو یہی منظور ہے۔ کہ ان کا قرعۂ فال احمدیہ جماعت (انجمن) اشاعت اسلام لاہور کے نام پڑ چکا ہے۔ چنانچہ ماہ مئی ۱۹۶۵ء میں لیگاس میں آنے کے بعد جو عیسائی لیگاس اور مشرقی نائیجیریا میں ہمارے ذریعہ مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کی کئی فہرستیں ہمارے پاس جمع ہو چکی ہیں۔

مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ

ماسٹر سعید احمد نے اس قدر عیسائی اس عرصہ میں مسلمان کر لئے ہیں کہ اب وہ مسجد کی تعمیر کی فکر میں ہیں چنانچہ ماسٹر سعید احمد کی اطلاع کے مطابق انہوں نے مسجد کے لئے جگہ بھی لے لی ہے۔ سیمنٹ کی اینٹیں تیار کرنے کا بھی سامان کر لیا ہوا ہے۔ مَیں انہیں یہاں سے نقشہ بنوا کر بھیجنے والا ہوں۔ کیونکہ ماہ اگست میں انہوں نے مجھے سنگِ بنیاد رکھنے کی دعوت دی ہوئی ہے وما توفیقی الا باللہ۔ (نومسلمین کی فہرستیں ہم پہلے اپنے رسالہ ریناسنس کی مقامی اشاعت میں شائع کریں گے تاکہ نائیجیریا میں پہلے اس کی اشاعت ہو)

نومسلم عیسائیوں کی تعلیم و تربیت کی ضرورت

نظر بحالات بالا مجھے اس وقت کے لئے جس کی طرف واقعات اشارہ کر رہے ہیں۔ تیار رہنے کی فکر لگی ہوئی ہے کہ اگر عیسائی کثرت سے مسلمان ہونا شروع ہو جائیں تو ان کی تعلیم و تربیت کا ذمہ دار کون ہو گا۔ یہاں کے مسلمان (بلا استثنےٰ) یا تو سکول و کالج چلا رہے ہیں۔ کیونکہ ان سکولوں اور کالجوں کے تمام اخراجات بشمول اخراجاتِ عمارات خود حکومت دیتی ہے۔ اور مجبوراً دیتی ہے۔ ورنہ عیسائی مشنریوں کے کئی سو بلکہ ہزار گنا سکول اور کالج نہیں چل سکتے۔ اور یا مسجدوں میں فرض نماز پر بہت ہی مختصر وقت صرف کر کے بعد میں مختلف اذکار و درود کے بے معنی راگ الاپتے رہتے ہیں۔ اور .... اسی میں مست ہیں۔

(باقی پر صفحہ ۳)

قرآن خدا کی کتاب ہے

(بسلسلہ صفحہ ب)

اسلامی ملکوں کے تعلیمی وظائف عیسائی طلباء کو ملتے ہیں۔

مسلمان ممالک کے سفیروں اور ان کے عملہ کو خود میں نے یہ رونا روتے سنا ہے۔ کہ اُن کے ممالک کے اولاً تمام کے تمام ورنہ بیشتر وظائف بجائے مسلمان طلباء کے عیسائی طلباء کو حکومت دیتی جاتی ہے اور باوجود توجہ دلانے کے مقامی مسلمانوں کی یہ مختلف جماعتیں ٹس سے مس نہیں ہوتیں۔ اور نہ اپنے حقوق کے لئے حکومت سے کوئی واویلا کرتی ہیں۔ ان جماعتوں سے تبلیغ اسلام کی توقع رکھنا غلط ہے۔

نائیجیریا مسلم مشن کا تبلیغی لٹریچر

اس جماعت نے (جس کا نام نائیجیریا مسلم مشن ہے) حضرت امیر مرحوم مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ کی کتاب انگریزی ریلیجن آف اسلام کے حصہ متعلق عبادت کو ۵ ہزار کی تعداد میں چھاپنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس کے لئے قریباً ایک صد پونڈ کی مالیت کی انگریزی ٹائپ خرید کر ایک تنخواہ دار کمپوزیٹر مقرر کر کے کتاب مذکور کی طباعت کا کام شروع کر دیا ہے۔ مطبوعہ صفحات میں سے چند صفحات بطور نمونہ میں اس رپورٹ کے ہمراہ انجمن کو بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ ہمارے جو پبلک جلسے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے ہینڈبل بھی اب جماعت مسلم مشن خود اپنے پریس موسومہ مسلم مشن پریس کے ذریعہ چھاپتی ہے۔ ابھی ہمارے مشن کے تحت ۱۱ ر ماہ حال کو ایک پبلک جلسہ ہونے والا ہے جس کا موضوع ہے "کیا اسلام افریقہ کے لئے ایک اجنبی مذہب ہے"۔ اس جلسہ کے لئے ہمارے پریس نے جو ہینڈبل چھاپے ہیں۔ ان کے دو تین نسخے بھی میں اب بھیج رہا ہوں ؛

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

خبوقهما اللهم ان كنت فعلت ذالك ابتغاء وجهك ففرّج عنا ما نحن فيه من هذه الصخرة فانفرجت شيئا لا يستطيعون الخروج منه الخ

حضرت عمر رضؓ کے فرزند عبداللہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ وہ امتیں جو آپ سے پہلے گذر گئی ہیں ان کے تین افراد ایک سفر پہ نکلے راستہ میں ان کو رات نے آ گھیرا رات گذارنے کے لئے انہوں نے ایک غار میں پناہ لی اتفاق سے پہاڑ پر سے ایک چٹان گری اور اس نے غار کے منہ کو بند کر دیا اور وہ تینوں اس غار میں محبوس ہو گئے اس میں سے نکلنے کے لئے انہیں کوئی راہ نظر نہ آتی تھی آپس میں مشورہ کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہر ایک ہم میں سے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا کوئی نیک عمل پیش کرے اور اس کا واسطہ دے کر اس سے اس مصیبت سے نجات کے لئے دعا کرے چنانچہ ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی کہ اے اللہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں روزانہ جنگل میں جاتا تھا اور اپنے کام سے فارغ ہو کر رات کو گھر پہنچتا اور دودھ دوہتا اور اپنے اہل و عیال اور مویشیوں کو پلانے سے قبل اپنے والدین کو پلاتا جب تک وہ پی نہ لیتے میں گھر میں سے کسی فرد کو نہ پلاتا ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ جنگل میں درخت کی تلاش میں دور جانا پڑ گیا پس میں گھر رات کو دیر سے پہنچا اور والدین کو سوئے ہوئے پایا میں نے حسب معمول دودھ دوہا اور پیالہ میں ڈال کر والدین کی چارپائی کے پاس اس انتظار میں کھڑا رہا کہ وہ بیدار ہوں تو اُن کو دودھ پلاؤں کیونکہ میں نے نہ تو ان کو بیدار کرنا پسند کیا اور نہ ہی اس بات کو پسند کیا کہ اُن کو پلانے سے قبل میں گھر کے کسی اور فرد کو یا گھر کے کسی مویشی کو پلاؤں۔ بہرحال میں دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لئے ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی اس سارے عرصہ میں بچے میرے قدموں کے پاس بھوک کی وجہ سے بلبلاتے اور روتے اور چلاتے رہے پس صبح نکلنے کے بعد میرے والدین بیدار ہوئے اور انہوں نے وہ دودھ نوش فرمایا اے اللہ اگر میں نے یہ فعل محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو تُو ہماری اس مصیبت کو دُور فرما جو اس چٹان کے گرنے سے ہمیں پیش آ گئی ہے پس اس چٹان کا ایک حصہ غار کے منہ سے ہٹ گیا لیکن اس سے غار کا منہ اس حد تک نہ کھلا تھا کہ وہ تینوں باہر نکل سکتے۔

باقی دو شخصوں نے جو اپنے اپنے نیک عملوں کا واسطہ دے کر خدا تعالیٰ سے اپنی مصیبت سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے دعا کی اس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ قسط میں کیا جائے گا یہاں صرف اتنا بتا دینا ہوں کہ اُن کی دُعا کے نتیجہ میں چٹان مکمل طور پر غار کے منہ سے ہٹ گئی اور وہ غار سے باہر نکل آئے

حدیث کا مندرجہ بالا حصہ والدین کی خلوص بھری خدمت کی اہمیت پر جس قدر روشنی ڈالتا ہے اس پر مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہر شخص خود ہی اس کو بآسانی سمجھ سکتا ہے ؛

تصحیح۔ پیغام صلح مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۶۶ء میں صفحہ ۴ کالم ۳ پر نیچے سے سترھویں سطر میں یہ فقرہ لکھا ہے :۔
"یہ سچ ہے کہ خدا اپنے محدود علم سے خدا کو نہیں سمجھ سکتا"۔ اصل فقرہ یوں ہے :۔
"یہ سچ ہے کہ انسان اپنے محدود علم سے خدا کو نہیں سمجھ سکتا"
مینیجر

پیغام صلح مورخہ ۳ اگست ۱۹۶۶ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۳ ۔ شمارہ ۲۹

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۷ سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۱۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ "تبلیغ" لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر:- ۳۷۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے:- چھ روپے
بیرونی ممالک سے:-
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ:- ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | بدھ | شنبہ مورخہ ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء | نمبر ۲۸

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا
لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور
حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰےؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲)۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۳)۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۴)۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
(۵)۔ سب مجدّدوں کا ماننا ضروری ہے۔
(۶)۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

اللہ تعالیٰ کے ہاں نیک کام کی قدردانی

مولینا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

(۲)

جیسا کہ گذشتہ قسط میں تین شخصوں میں سے ایک کے نیک کام کی تاثیر کا ذکر کرکے بتلایا گیا تھا کہ دوسرے دو شخصوں کی نیکی کی جو قدر اللہ تعالیٰ نے کی اس کا ذکر آئندہ قسط میں کیا جائے گا سو ذیل میں دوسرے شخص کی نیکی اور اس کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت سے مخلصی حاصل کرنے کی التجا کا ذکر کیا جاتا ہے۔

قال الآخر اللّٰهم انه كانت لي ابنة عم كانت احب الناس اليّ وفي رواية كنت احبها كاشد ما يحب الرجال النساء فردتها على نفسها فامتنعت مني حتى المت بها سنة من السنين فجاءتني فاعطيتها عشرين و مائة دينار على ان تخلي بيني و بين نفسها ففعلت حتى اذا قدرت عليها وفي رواية فلما قعدت بين رجليها قالت اتق الله ولا تفض الخاتم الا بحقه فانصرفت عنها وهي احب الناس اليّ وتركت الذهب الذي اعطيتها اللّٰهم ان كنت فعلت ذالك ابتغاء وجهك فافرج عنا ما نحن فيه فانفرجت الصخرة غير انهم لا يستطيعون الخروج منها

دوسرے شخص نے کہا اے اللہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی جس سے مجھے سخت محبت تھی اور ایک روایت میں ہے کہ جس قدر زیادہ سے زیادہ محبت کوئی مرد کسی عورت سے کر سکتا ہے اس سے بھی زیادہ محبت مجھے

(باقی برصفحہ کالم ۱)

نماز میں دُعا مانگو، نماز کو دُعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو

ارشادات حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام

"انسان کی زاہدانہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خُدا کے حضور گریاں رہتا ہے امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ خُدا کے حضُور میں گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اُٹھایا جس نے نماز میں لذّت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکڑوں کا نام نہیں ہے۔ بعض لوگ نماز کو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مُرغی ٹھونگیں مارتی ہے ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دُعا شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گذار دیتے ہیں اور حضُور الہٰی سے نکل کر دُعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دُعا مانگو۔ نماز کو دُعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

فاتحہ۔ فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ یہ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے۔ یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے اور دل کو کھولنے سے سینے میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے اس لئے سورۂ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہیئے اور اس دُعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ سائل کامل اور محتاج مطلق کی صورت بناوے اور جیسے ایک فقیر سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے اور کبھی اپنی آواز سے دوسروں کو رحم دلاتا ہے۔ اسی طرح سے چاہیئے کہ پُوری تضرع اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عرضِ حال کرے۔ پس جب تک نماز میں تضرع سے کام نہ لے اور دُعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے نماز میں لذّت کہاں۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد دوم صفحہ ۱۴۵)

ڈاکٹر شیخ عبدالسلام خبیری صاحب سہارنپوری

ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب

سہارنپور (بھارت) کے ڈاکٹر عبدالسلام خبیری ان اہلِ علم لوگوں میں سے ہیں جو حقائق کا مطالعہ غیر متعصب آنکھوں سے کرنے کے عادی ہیں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں اور جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا بغور مطالعہ کیا ہے اور اپنا حاصل مطالعہ ذیل کے مقالہ کی صورت میں رقم فرمایا ہے جو امید ہے غیر از جماعت اصحاب اور قادیانی حضرات کے لئے افادہ کا موجب ہوگا۔

(۱)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الرحمۃ کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلی اور حقیقی معنوں میں خاتم النبیین ثابت کیا اور زور دار طریق سے اعلان کیا کہ آپ کے بعد نہ کوئی قدیم نبی آ سکتا ہے اور نہ جدید۔ عام مسلمانوں کے اس باطل عقیدہ نے کہ حضرت مسیحؑ دو ہزار سال سے زندہ ہو کے آسمان پر ہیں اور قیامت کے قریب امتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے نازل ہوں گے۔ ایک عظیم فتنہ دنیا میں پیدا کر دیا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں کے اس عقیدہ کی بنا پر عیسائیوں نے جناب مسیحؑ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیا اور مسلمانوں کو قبول عیسائیت کی دعوت دی اور ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی بنایا۔ اس عقیدہ کی وجہ سے مسلمانوں کو یہ مشکل پیش آ رہی تھی کہ ختم نبوت کے ہوتے ہوئے حضرت مسیح کو جو نبی اللہ ہیں دوبارہ نازل ہونے پر کس منصب پر بٹھایا جائیگا اس کی مختلف توجیہات کی گئیں۔ کسی نے کہا کہ وہ منصب نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے اور امتی ہو کر اصلاح خلق کریں گے۔ کسی نے کہا یہ غلط ہے۔ نبی کو اپنی نبوت سے معزول نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت مسیحؑ غیر صاحبِ شریعت ہیں، اور ختم نبوت غیر صاحب شریعت نبیوں کے آنے سے مانع نہیں۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

میں سب سے پہلے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میرے اس مضمون لکھنے کی اصل غرض کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ قادیانی پارٹی ۱۹۱۴ء سے مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار دیتی ہے۔ میں سوچتا ہوں کس قدر عجیب بات ہے کہ جناب مرزا صاحب مرحوم کی کتابوں میں دعوے نبوت کا ذکر تو ایک دفعہ نہیں البتہ دعوے نبوت کا انکار بکثرت اور بار بار موجود ہے۔ مگر مقام افسوس ہے پہلے مرزا صاحب کے مخالفین نے اور بعد میں بہاء اللہ کی نقل کرنے والے میاں محمود احمد کے مریدین نے آپ کو مدعی نبوت قرار دیا۔ جہاں تک میں نے قادیانی لٹریچر اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے لٹریچر کا مطالعہ کیا اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور میں ہی کیا سب طالب حق اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مرزا صاحب کا دعوئے نبوت قطعاً نہ تھا۔ یاد رہے مرزا صاحب مبہم الفاظ میں نہیں صریح الفاظ میں بھی نبوت کے دعوے کا انکار کر رہے ہیں مگر تفریط افراط کرنے والے .... دونوں - - - - گروہ اس امر پر مصر ہیں کہ آپ نے نبوت کا دعوے کیا۔ مخالفین نے تو مرزا صاحب کی طرف دعوئے نبوت اس لئے منسوب کیا تھا کہ مرزا صاحب کے خلاف عوام الناس کو بھڑکایا جائے اور مرزا صاحب کے مشن کو نقصان پہنچے۔ اس کے بعد آپ کے پیرؤوں میں سے ایک گروہ نے آپ کی وفات کے چھ برس بعد ہی دعوی نبوت منسوب کیا کہ خلافت چل سکے۔ میں صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ قادیانی گروہ کی طرف سے نبوت کا دعوی منسوب کرنے کی کیا وجہ ہے۔ یاد رہے کہ اس کے پیچھے مرزا محمود احمد آف قادیان کی خلافت جاری کرنے کا چکر گھوم رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جب تک مرزا صاحب کو نبی نہیں ثابت کریں گے تب تک یہ خلافت نہیں چلے گی۔

چونکہ عام لوگوں کو صحیح پتہ نہیں ہے کہ آیا مرزا صاحب نے نبوت کا دعوے کیا یا نہیں کیا؟ اس لئے میں اس سوال کا جواب تفصیل سے دوں گا۔ اہلِ علم حضرات غور فرمائیں صرف ایک لفظ کو اپنے لئے استعمال کرنے سے اور وہ بھی برنگِ مجاز، وہ شخص اس عہدہ کا مدعی نہیں کہلا سکتا۔ میرے خیال میں جو شخص محض ایک لفظ کے مجازی استعمال سے کسی کی طرف وہ دعوے منسوب کرتا ہے۔ یہ اس کی حماقت ہے۔ میں یہاں پر تشبیہ اور استعارہ کی تشریح کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ ناظرین کو سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہ آوے۔

تشبیہ اور استعارہ

یہ تو ہر ایک اہلِ علم پر واضح ہے کہ مجاز اور استعارہ تشبیہ اور مماثلت کی شدت کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوا کرتا ہے۔ مثلاً ہم کسی شخص کی بہادری کی تعریف کرنا چاہتے ہیں تو اسے شیر سے تشبیہ دے دیتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ فلاں آدمی شیر کی طرح بہادر ہے لیکن جب اسی تشبیہ میں ہم شدت ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ "فلاں آدمی تو شیر ہے" اس کو استعارہ یا مجاز کہتے ہیں۔ اہل علم انصاف کریں اگر کوئی شخص "فلاں شخص تو شیر ہے" کو حقیقت سمجھنے لگے تو کیا یہ اس شخص کی حماقت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ استعارہ تشبیہ کی ہی ایک قسم ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ استعارہ میں مشابہت اور مماثلت کے کمال کو ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ جب ہم یوں کہیں کہ "فلاں بچہ کا چہرہ چاند کی طرح ہے" تو یہ فقط تشبیہ ہوگی۔ لیکن جب ہم تشبیہ میں زیادہ شدت ظاہر کرنا چاہیں گے تو یوں کہیں گے کہ "فلاں بچہ کا چہرہ تو چاند ہے" معنے وہی ہیں کہ چاند کی طرح ہے لیکن تشبیہ کے الفاظ کو استعمال کرنے سے مشابہت میں شدت اور زور پیدا ہو گیا۔

دعوئ نبوت سے مرزا صاحب کا انکار

جناب مرزا صاحب نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود یا مثیل مسیح ہونے کا دعوے کیا تو اس دور کے علماء نے پہلے خود ہی یہ اعتراض پیش کیا کہ مسیح تو نبی اللہ تھا اس لئے اس کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیئے چونکہ آپ نبی نہیں اس لئے مسیحؑ کے مثیل بھی نہیں۔ میں علماءِ ربوہ سے اپیل کرتا ہوں جو مات دن مرزا صاحب کو مدعی نبوت ثابت کرنا چاہتے ہیں ذرا غور کریں کہ مرزا صاحب نے اس اعتراض کا جواب کس طرح دیا۔ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جاوے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولےٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں ایک مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔ ماسوائے اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوتِ تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف بھی رکھتا ہے۔ امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء

استحکام جماعت کے لئے ایک قابلِ قدر تحریک

"گردن چھڑانا" کے عنوان سے حضرت امیر ایدہ اللہ کی ایک تحریک گزشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے زیر نظر اشاعت میں بھی اس کو پھر دوہرایا گیا ہے۔ اور خطبہ جمعہ میں بھی آپ نے اس تحریک پر زور دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ اگرچہ ابتداءً ایک خاص شخص کی گردن چھڑانے کے لئے یہ تحریک کی گئی ہے لیکن اگر اسے ایک قومی فنڈ کی صورت میں جاری رکھا جائے تو اس سے قوم کے بہت سے لوگوں کو جن کی گردنیں قرضوں کی مصیبت میں پھنسی ہوئی ہیں ان سے آزاد کرایا جا سکتا ہے۔ اس تحریک کی افادیت میں تو شاید قوم کے کسی بھی فرد کو انکار نہ ہوگا، اور ہر شخص اس بات کا اعتراف کرے گا کہ قومی بہبود اور استحکام جماعت کے لئے یہ ایک نہایت قابل قدر اور بہترین تحریک ہے اسی لئے گزشتہ جمعہ کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے جب یہ تحریک قوم کے سامنے رکھی تو حاضرین نے اسی وقت نقد اور وعدوں کی صورت میں اس تحریک کو لبیک کہا اور حضرت امیر نے خود تمام رقوم نوٹ کیں، جن کی فہرست دوسری جگہ خطبہ جمعہ کے ذیل میں درج ہے۔

یاد رہے کہ یہ تحریک فی الحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کی اس خواہش کے مطابق ہے جس میں آپ نے ایک شخص کی استدعا پر کہ وہ سودی قرضوں کے بوجھ میں پھنسا ہوا ہے اس کے لئے دُعا کی جائے۔ سُودی قرضوں کو بہت بڑا گناہ اور عذاب الٰہی قرار دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ:۔

"اس سے بہتر یہ تھا کہ مسلمان اتفاق کرتے اور کوئی فنڈ جمع کرکے تجارتی طور سے اسے فروغ دیتے، تاکہ کسی بھائی کو سُودی قرضہ لینے کی حاجت نہ ہوتی اسی مجلس سے ہر صاحب ضرورت اپنی حاجت روائی کر لیتا، اور میعاد مقررہ پر واپس دیدیتا"

حضرت مسیح موعودؑ کی یہ خواہش اب عملی شکل میں قوم کے سامنے آ گئی ہے اور اسکی ابتداء بھی جماعت لاہور نے کر دی ہے، ضرورت ہے کہ اس کی طرف خاص توجہ کی جائے اور ہر فرد جماعت اس میں حسب استطاعت حصّہ لے، بالخصوص وہ متموّل اصحاب جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مال کثیر عطا فرمایا ہے، اس فنڈ میں دل کھول کر حصّہ لیں، اور اسے فروغ دے کر قومی استحکام اور جماعتی بہبود کا موجب ہوں۔

یاد رکھئے آپ کی عزّت و آبرو جہاں آپ کی دولت، اور مال و منال سے وابستہ ہے وہاں قوم کی مضبوطی اور استحکام بھی آپ کی عزّت کو بڑھانے کا موجب ہوگا اگر آپ کی قوم کمزور ہے، تو ایک کمزور قوم کے فرد ہونے کے لحاظ سے آپ کی وہ عزت نہیں ہو سکتی جو ایک مضبوط اور مرفع الحال قوم کا فرد ہونے سے ہو سکتی ہے، اس لئے تمام افراد قوم کا یہ فرض ہے کہ وہ اس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اپنے غریب اور مصیبت زدہ بھائیوں کی گردنیں چھڑائیں اور قوم کو خوشحال اور مرفع الحال بنائیں۔

اُمید ہے، تمام جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اس تحریک کو کامیاب بنانے اور سب دوستوں سے رقوم وصول کرکے حسب ارشاد حضرت امیر ایدہ اللہ شیخ محمد حسین صاحب خزانچی انجمن کے نام بھجوانے کا خاص اہتمام کریں گے، تاکہ جس غرض کے لئے یہ فنڈ قائم کیا گیا ہے، اس کو پُورا کیا جا سکے

اخبارِ خواتین

خواتینِ راولپنڈی کی مجلسِ میلاد

جماعت احمدیہ راولپنڈی کی خواتین نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک خصوصی اجلاس ۱۷ جولائی ۱۹۶۶ء بروز یکشنبہ کو منعقد کیا۔ قریباً پچاس خواتین اور بیس بچوں اور بچیوں نے جلسہ میں شرکت کی جلسہ کی کارروائی ٹھیک چار بجے بعد دوپہر زیر صدارت محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالعزیز شروع ہوئی۔ والدہ صاحبہ فخرالدین احمد نے تلاوت قرآن پاک کی۔ اور محترمہ نادرہ بنت شیخ عبدالعزیز صاحب نے نعت پڑھی۔ عزیزان ثاقب اکرام اور نبیلا اکرام نے بھی سرکار دوعالم کی شان میں نعت خوانی کی۔ ازاں بعد محترمہ بیگم سعیدہ سجاد صاحبہ نے سیرت نبوی پر مختصر مگر پُر مغز تقریر کی۔ اس کے بعد محترمہ زمرد رمضان صاحبہ نے "رسول عربی صلعم کے عورتوں پر احسانات" کے عنوان سے ایک فاضلانہ تقریر کی آپ نے بعثت نبوی سے قبل عورت کی مظلومیت۔ بے کسی اور بنیادی حقوق سے محرومی۔ ہندوؤں اور عیسائیوں میں عورت کی حیثیت اور حالت زار بیان کرنے کے بعد حضرت نبی کریمؐ کے عورتوں کے متعلق ارشادات اور احکامات پڑھ کر سُنائے اور ان حقوق کو تفصیل سے بیان کیا جو ہادئ اسلام نے عورت کو دلائے ہیں۔ اس طرح آپ نے ثابت کرکے دکھلایا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقع رحمت العالمین تھے۔ کیونکہ آپ عورتوں کے لئے بھی رحمت اور محسن اعظم ہیں۔ ان کے بعد عزیزہ عابدہ احسان الحق نے چند احادیث سنائیں پھر مسرت جبین نے نعت پڑھی۔ بیگم صاحبہ خواجہ محمد اسلام نے بھی سیرت نبوی پر تقریر کی۔ جلسہ ختم ہونے سے پہلے محترمہ بیگم صاحبہ شیخ ظہور الحسن صاحب نے درود اور سلام پڑھا۔ اور آپ کے ساتھ ساتھ حاضرات بھی ان جملوں کو دوہراتی رہیں پھر والدہ صاحبہ فخرالدین احمد نے مسدس حالی سے مشہور نظم "وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا" سنائی۔

آخر میں بیگم صاحبہ شیخ اکرام الحق (بنت حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مصری) نے آنحضرت صلعم کے اُسوہ حسنہ سے چیدہ چیدہ واقعات سُنائے۔ اور حاضرات کو تلقین کی کہ اس دور میں بھی ہم حضور نبی کریم صلعم کے فرمودات پر عمل کرکے دینی اور دنیوی فلاح پا سکتی ہیں۔ میلاد النبی صلعم کی محافل کا صحیح مقصد ہادئ اسلام کے ارشادات کو سُن کر اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ روزمرہ کی زندگی کے بارے میں آپ نے احادیث نبوی بھی سنائیں جن پر عمل کرنے سے ہمیں پُر امن زندگی میسر آ سکتی ہے۔ دعا اور درود کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی اور حاضرات کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔

اس کامیاب تقریب کے ہماری مخلص اور پُر جوش بہن محترمہ زمرد رمضان [illegible] ہیں۔ جن کی ذاتی کوششوں سے خواتین جماعت راولپنڈی کا یہ پہلا اجتماع اتنی کامیابی سے ہوا۔ ہمیں اُمید ہے کہ وہ آئندہ بھی ایسے اجتماع منعقد کیا کریں گی۔ (نامہ نگار)

خواتینِ احمدیہ کے نام اپیل!

تمام بہنوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ ملک کے جس جس حصے میں بھی خواتین احمدیہ کی تنظیمیں قائم ہیں وہ مرکز سے رابطہ قائم کریں تاکہ تمام تنظیموں کو یکجا کرکے جماعت کو ایک منظم صورت دی جا سکے اور کسی ٹھوس اور تعمیری کام کی طرف قدم اُٹھایا جا سکے۔ مہربانی فرما کر رابطہ اس پتے پر قائم کریں۔

پتہ:۔ رخشندہ اختر (سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ لاہور)
۴۶- احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ۔ لاہور ۷

والسلام۔ رخشندہ اختر (سیکرٹری)

حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی مقام (نبوّت یا ولایت) کی تعیین کے متعلق حضور کی فیصلہ کُن تحریریں

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا

کوئی اس پاک سے جو دل لگاوے ÷ کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

یہ تو ہر ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ بہتیرے ہم میں ایسے ہیں کہ خدا تعالےٰ سے محبت رکھتے ہیں مگر ثبوت طلب یہ بات ہے کہ خدا تعالےٰ بھی اُن سے محبت رکھتا ہے یا نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی محبت یہ ... ہے کہ پہلے تو اُن کے دلوں پر سے پردہ اُٹھاوے جس پردہ کی وجہ سے اچھی طرح انسان خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتا اور ایک دھندلی سی اور تاریک معرفت کے ساتھ اُس کے وجود کا قائل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات امتحان کے وقت اس کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتا ہے اور یہ پردہ اُٹھایا جانا بجز مکالمہ الٰہیہ کے اور کسی صورت سے میسّر نہیں آ سکتا پس انسان حقیقی معرفت کے چشمہ میں اُس دن غوطہ مارتا ہے جس دن خدا تعالیٰ اس کو مخاطب کر کے انا الموجود کی اس کو آپ بشارت دیتا ہے تب انسان کی معرفت صرف اپنے قیاسی ڈھکوسلے یا محض منقولی خیالات تک محدود نہیں رہتی بلکہ خدا تعالےٰ سے ایسا قریب ہو جاتا ہے کہ گویا اس کو دیکھتا ہے اور یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ خدا تعالےٰ پر کامل ایمان اسی دن انسان کو نصیب ہوتا ہے کہ جب اللہ جلّشانہٗ اپنے وجود سے آپ خبر دیتا ہے اور پھر دوسری علامت خدا تعالیٰ کی محبت کی یہ ہے کہ اپنے پیارے بندوں کو صرف اپنے وجود کی خبر ہی نہیں دیتا بلکہ اپنی رحمت اور فضل کے آثار بھی خاص طور پر اُن پر ظاہر کرتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ اُن کی دعائیں جو ظاہری اُمیدوں سے زیادہ ہوں قبول فرما کر اپنے الہام اور کلام کے ذریعے سے اُن کو اطلاع دے دیتا ہے تب اُن کے دل تسلّی پکڑ جاتے ہیں کہ یہ ہمارا قادر خدا ہے جو ہماری دعائیں سنتا اور ہم کو اطلاع دیتا اور مشکلات سے ہمیں نجات بخشتا ہے اسی روز سے نجات کا مسئلہ بھی سمجھ آتا ہے اور خدا تعالےٰ کے وجود کا بھی پتہ لگتا ہے اگرچہ جگانے اور متنبّہ کرنے کے لئے کبھی کبھی غیروں کو بھی سچی خواب آ سکتی ہے مگر اس طرز کا مرتبہ اور شان اور رنگ اور ہے یہ خدا تعالےٰ کا مکالمہ ہے جو خاص مقرّبوں سے ہی ہوتا ہے اور جب مقرّب انسان دُعا کرتا ہے تو خدا تعالےٰ اپنی خدائی کے جلال کے ساتھ اُس پر تجلّی فرماتا ہے اور اپنی رُوح اس پر نازل کرتا ہے اور اپنی محبت سے بھرے ہوئے لفظوں کے ساتھ اس کو قبولِ دُعا کی بشارت دیتا ہے اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اس کو **نبی یا محدّث کہتے ہیں** اور سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے رہیں جو **محدّث کے مرتبہ تک پہنچ جائیں** جن سے خدا تعالےٰ آمنے سامنے کلام کرے اور اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اصل نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالےٰ ہم کلام ہو پیدا ہوتے رہیں تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے عیسائی مذہب اس روشنی سے بے نصیب ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد سوم ص۳۴ تا ص۳۶ ، ۵ رمئی ۱۸۹۳ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا مندرجہ بالا اشتہار نقل کرنے کے بعد علماء ربوہ کی توجہ حضورؑ کے مندرجہ ذیل جملہ کی طرف مبذول کراتا ہوں :۔

"اور جس کسی سے یہ مکالمہ کثرت سے وقوع میں آتا ہے اسکو نبی یا محدّث کہتے ہیں"

حضور کا یہ اشتہار ۵ رمئی ۱۸۹۳ء کا ہے یعنی بالکل ابتدائی زمانہ کا اس اشتہار میں حضورؑ نے اس شخص کے متعلق جس کا تعلق باللہ اس حد تک پہنچا ہوا ہو کہ کثرت سے اس کی دعائیں قبول ہوں اور بذریعہ الہام دعاوں کی قبولیت کے متعلق اطلاع بھی دی جاتی ہو اور علاوہ ازیں کثرت مکالماتِ الٰہیہ سے بھی اسے مشرف کیا جاتا ہو ایسے شخص کے بارے میں فرمایا کہ **اس کو نبی یا محدّث کہتے ہیں** آپ صاحبان کا عقیدہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود اپنے دعویٰ کے ابتدائی سالوں میں نبی کی تعریف غلط کیا کرتے تھے اس میں شریعت کا لانا یا براہ راست ہونا ضروری سمجھتے تھے اس لئے خود کو نبی کہنے سے اجتناب کرتے تھے اور بجائے نبی کہنے کے اپنے آپ کو مُحدّث کہا کرتے تھے لیکن اس اشتہار میں تو نہ شریعت لانے کا ذکر ہے اور نہ ہی براہ راست ہونے کا ذکر ہے پھر بھی صرف مکالمات الٰہیہ کی کثرت کو پانے والا کا نام **نبی** رکھا ہے کیا آپ صاحبان اپنے عقیدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے **بتا سکتے** ہیں کہ کثرت سے مکالمات پانے والے کو حضورؑ نے بالکل ابتداء میں نبی یا مُحدّث کیوں کہا ہے آپ صاحبان اگر اس کی صحیح وجہ بتلانے سے قاصر رہے تو انشاءاللہ یہ خاکسار اس کی معقول وجہ پر روشنی ڈالیگا۔

اسی طرح لیکچر سیالکوٹ کے صفحہ ۳۰ پر بھی انہی امور کا ذکر کرنے کے بعد جو اشتہار "قد افلح من زکّٰھا" میں مذکور ہیں فرماتے ہیں :۔

"ایسے لوگوں کو اصطلاح اسلام میں نبی اور رسول اور محدّث کہتے ہیں اور وہ خدا کے پاک مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اور خوارق اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اور اکثر دعائیں اُن کی قبول ہوتی ہیں اور اپنی دعاوں میں خدا تعالےٰ سے بکثرت جواب پاتے ہیں"

اس تحریر میں حضورؑ نے اصطلاح اسلام کا لفظ بھی زائد کر دیا ہے باقی باتیں اشتہار مذکورہ والی ہی ہیں۔ اسی طرح اپنی ابتدائی کتاب توضیح مرام صفحہ ۱۸-۱۷ میں بھی اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے فرماتے ہیں :۔

"اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی تھا کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سیّد و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس اُمت کے لئے **محدّث ہو کر آیا ہے اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے** گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو دخلِ شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا

(باقی ص۵ کالم ۱)

موسیٰ اور فرعون کے حالات میں

خدائی قدرت و تصرف کے ایمان افروز کرشمے

اس قصہ میں رسولِ کریم صلعم کے مقابلہ میں

فرعونیانِ مکہ کی تباہی کی پیشگوئی

خطبہ جمعہ - مورخہ ۵ اگست ۱۹۶۶ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ

بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذا خفت علیہ فالقیہ فی الیم ولا تخافی ولا تحزنی انا رادوہ الیک و جاعلوہ من المرسلین (سورۃ القصص رکوع اوّل)

قرآن کریم کی بلاغت

اصمعی ایک بڑے شاعر تھے، وہ ایک جگہ بیٹھے تھے کہ ایک نابالغ لڑکی یہ شعر پڑھ رہی تھی ؎

قتلت انساناً بغیر حلہ
کمثل غزال ناعم فی دلہ
وانتصف اللیل ولم اصلیہ

ایک شخص کو میں نے قتل کر ڈالا، وہ ہرن کی طرح بانکی چال اختیار کئے ہوئے جا رہا تھا ادھر آدھی رات گذر گئی اور عشاء کی نماز میں نے نہیں پڑھی۔

اصمعی یہ اشعار سن کر تڑپ اُٹھا اور کہا قاتلکِ اللہ ما افصحک۔ اے لڑکی تیرا ستیاناس ہو۔ تو کس قدر فصیح وبلیغ ہے۔ وہ کہنے لگی اتعد ھذا فصاحۃ بعد ما قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ اذ اوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیہ الخ۔ کیا تم میرے اس کلام کو فصاحت کہتے ہو بعد اس کے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے اور اس نے مندرجہ ذیل آیت پڑھی اور کہا اس آیت میں دو امر ہیں اور دو نہی ہیں اور دو ہی مستقبل کی خبریں ہیں، اس قدر فصیح وبلیغ آیت کے مقابلہ میں تم میرے کلام کو فصاحت کہتے ہو؟

بنی اسرائیل کے بچوں کے متعلق فرعون کا حکم

اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرعون کی طرف سے یہ اعلان تھا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکے پیدا ہوں انہیں قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیا جائے کہتے ہیں فرعون نے یہ حکم اس لئے دیا تھا کہ نجومی نے اسے یہ بتا دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیری سلطنت کو تہ و بالا کر دے گا۔

اُمِ موسیٰ کو وحی

فرعون کے اس حکم کی وجہ سے حضرت موسٰے کی والدہ حضرت موسٰے کی پیدائش پر بہت خوفزدہ ہوئیں اس وقت اللہ تعالےٰ نے انہیں وحی کی کہ ان ارضعیہ بچے کو دودھ پلاتی جاؤ اور جب یہ خطرہ ہو کہ فرعون کے آدمی آکر مار ڈالیں گے فالقیہ فی الیم تو اس کو دریا میں ڈال دے ولا تخافی اور کوئی خوف نہ کر کہ یہ دریا میں غرق ہو جائے گا یا اس کو مچھلیاں کھا جائیں گی۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا سمندر کا کیا کام ہے کہ اس کو غرق کرے اور مچھلیوں کا کیا اختیار ہے کہ اس کو کھا جائیں۔ ولا تحزنی غم بھی نہ کر کہ بچہ ہاتھ سے گیا، انا رادوہ الیک، ہم اسے تمہارے پاس واپس بھیج دیں گے۔

موسٰے کی حفاظت کی وجہ سے ملکۂ فرعون جنت میں۔

اس آیت میں فرعون کے اس حکم کی تاریخ بیان کر دی ہے، جو اس نے بنی اسرائیل کے بچوں کے متعلق دے رکھا تھا۔ اور ملکۂ فرعون نے موسٰے کو گود میں لے کر اس تاریخ کو دوہرایا ہے یہ کہکر کہ لا تقتلوہ اس بچے کو قتل مت کرو، یہی اس کی باعث اس کو جنت میں لے گئی، جیسا کہ دوسری جگہ مومنوں سے اس کی مثال دی ہے اور فرمایا ہے وضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرأت فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین۔ فرعون جیسے بادشاہ کے اعلان کردہ حکم کے مقابل پر ملکہ کا یہ حکم صادر کرنا کہ اس کو قتل نہ کیا جائے اس کی جرأت پر دلالت کرتا ہے ملکۂ فرعون کا یہ حکم کہ لا تقتلوہ فرعون کے حکم کے خلاف تھا۔

ملکۂ فرعون کا جرأتمندانہ حکم

اس لئے وہ اس کے ساتھ ہی فرعون کو یہ بھی کہتی ہے قرت عین لی ولک۔ عسیٰ ان ینفعنا او نتخذہ ولداً یہ بچہ تو میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، ہو سکتا ہے اس کا وجود ہمارے لئے نفع رساں ہو، یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں، کہاں فرعون کا یہ حکم۔۔۔ کہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالا جائے اور کہاں یہ حالت کہ حضرت موسٰے ملکۂ فرعون کی گود میں ہے اور وہ اس کی وکالت کر رہی ہے یہ کس انسان کے اختیار کی بات ہے۔ سوائے خدا کے اور کون ایسی صورتِ حال پیدا کر سکتا ہے۔

موسٰی کی حفاظت و پرورش میں فرعون کی تباہی کی خدائی تدبیر

فرمایا فالتقطہ آل فرعون، فرعون کے آدمیوں نے موسٰے کو دریا میں سے اٹھا لیا لیکون لھم عدواً وحزناً اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ان کا دشمن ثابت ہوگا اور ان کے لئے غم و حزن کا موجب ہوگا۔ گویا خدا نے کہا کہ اسے پالو۔ تاکہ یہ تمہیں برباد کر کے رکھ دے، یہ کس کا کلام ہو سکتا ہے، سوائے خدا کے کون ایسی صورت حال پیدا کر سکتا ہے، فرمایا عدواً وحزناً اس کے ذریعہ ایسی بربادی آئے گی کہ حزن ہی حزن رہ جائے گا۔ ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین فرعون اور ہامان اور ان کی افواج بہت ہی ظالم اور خطاکار تھیں۔

ملکۂ فرعون کا بلند کردار اور جرأتمندی

یہاں جو ملکۂ فرعون نے لا تقتلوہ کا حکم دیا ہے وہ بہت بڑی جرأت اور ہمت پر دلالت کرتا ہے کہتے ہیں راجے اور نواب جب کوئی حکم دیں تو ان کے بیٹے بھی خلاف ورزی نہیں کر سکتے، تاریخ میں لکھا ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے یہ حکم دیا کہ فلاں گھوڑے پر میرے سوائے کوئی دوسرا شخص سواری نہیں کر سکتا۔ اس حکم کے ہوتے ہوئے اس کا بیٹا اصطبل میں گیا اور اسی گھوڑے کو سواری کے لئے لے گیا۔ کسی نے مہاراجہ سے جا کر کہہ دیا کہ آپ کے بیٹے نے اسی گھوڑے پر سواری کی ہے، جس سے آپ نے منع کیا تھا۔ مہاراجہ نے اس کو عاق کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ شاہزادہ مہاراجہ کے وزیر فقیر عزیز الدین

کے پاس گیا، نفیر عزیزالدین کی بڑی قدر و منزلت تھی محلات میں رانیاں بھی ان کی عزت کرتی تھیں۔ جس طرح مہاراجہ جموں کے ہاں حضرت مولینا نورالدین کی قدر و منزلت تھی، فقیر عزیزالدین فقیر اس لئے کہلاتے تھے کہ مہاراجہ اور وہ صیغہ غائب میں بات کیا کرتے تھے مہاراجہ کہتے تھے سرکار کی یہ مرضی ہے اور وہ جواب دیتے فقیر کا یہ مشورہ ہے۔ غرض مہاراجہ کے بیٹے نے جب فقیر عزیزالدین کے پاس شکایت کی تو انہوں نے کہا خاموش رہو دیکھا جائے گا وہ راجہ خود ہی مجھ سے ذکر کرے گا پھر میں سنبھال لوں گا چنانچہ ایک دن مہاراجہ نے کہا فقیر صاحب دیکھئے اس نے میرے حکم کے خلاف میرے گھوڑے کی سواری کی ہے۔ فقیر صاحب کہنے لگے جی سرکار اس نے ایسا کیا ہے کہ گویا اس کے باپ کا گھوڑا ہے، یہ سننا تھا کہ مہاراجہ کو سمجھ آگئی اور اس نے اپنا حکم واپس لے لیا غور کیجئے یہاں ملکۂ فرعون عورت ہو کر فرعون کے حکم کے خلاف حکم دیتی ہے لاتقتلوہ اسے قتل مت کرو، اس میں اس کا بڑا بلند کردار نظر آتا ہے اور خدا نے اس کے اس بلند کردار کی وجہ سے اسے جنت میں جگہ دے دی۔

خدا کے بندوں سے دشمنی خدا سے دشمنی ہوتی ہے

قرآن کریم میں دوسری جگہ پر بھی اسی واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے اذ اوحینا الی امك ما یوحی وہ کیا عظیم الشان وحی تھی جو ہم نے تمہاری ماں کی طرف کی ان اقذفیه فی التابوت کہ اس بچہ کو صندوق میں بند کرو، فاقذفیه فی الیم پھر اس کو دریا میں ڈال دو۔ فلیلقه الیم بالساحل۔ پھر پانی کو حکم دیا کہ اس کو کنارے پر ڈال دے یاخذہ عدولی وعدولہ اس کو میرا دشمن اور تیرا دشمن لے لے گا۔ موسٰے اور اس کی قوم کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے فرعون کو خدا نے اپنا دشمن قرار دیا۔ تذ جاؤ خدا کے بندوں کے ساتھ دشمنی اچھی نہیں ہوتی۔ خدا کے بندوں سے دشمنی کرنا خدا سے دشمنی ہوتی ہے جو تباہی اور بربادی کا موجب ہو جاتی ہے۔ فرمایا القیت علیك محبة منی ہم نے اپنی طرف سے آپ کے چہرے کو دلکش بنا رکھا تھا یہ خدا کا کام ہے کہ دشمن کے دل میں موسٰے کے لئے محبت پیدا کر دی ولتصنع علی عینی تاکہ میرے سامنے تیری تربیت ہو۔

قدرتِ الٰہی کا کرشمہ

ادھر ماں ڈر رہی ہے واصبح فواد ام موسٰے فارغًا اور اس نے موسٰے کی بہن سے کہا وقالت لاختہ قصیہ اس کے پیچھے پیچھے جا۔ یہاں اختہ کیوں کہا اس لئے کہ بہن کے دل میں بھائی کی محبت بہت گہری ہوتی ہے فبصرت بہ عن جنب وهم لایشعرون) وہ اسے دور سے دیکھتی رہی اور فرعونیوں کو معلوم نہ ہوا۔ فرمایا وحرمنا علیه المراضع من قبل۔ ہم نے پہلے ہی سے دوسری دودھ پلانے والی کا دودھ حرام کر رکھا تھا۔ فرعون کے محل میں کہرام مچ گیا کہ بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا ملکہ بیقرار ہو گئی کہ ایسا پیارا بچہ مرتا ہے ایک طرف موسٰے کی ماں رنجیدہ ہے کہ میرا بچہ مارا گیا۔ ادھر فرعون کی ملکہ مر رہی ہے فقالت هل ادلکم علیٰ اهل بیت یکفلونه لکم موسٰے کی بہن نے اندر آکر کہا کہ کیا میں ایک ایسی عورت کو لادوں جس کا یہ دودھ پی لے یہ اسکو اجازت دی گئی فرددنه الی امه کی تقر عینها ولا تحزن اس طرح موسٰے کو اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا گیا تاکہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب ہو ولا تحزن اور وہ غم نہ کرے ولتعلم ان وعد اللہ حق اور وہ جان لے کہ اللہ تعالےٰ نے جو وعدہ کیا تھا وہ سچا تھا۔ اس طرح حضرت موسٰے نے ماں کی کفالت میں پرورش پائی اور بڑے ہو کر فرعون کی تباہی اور بنی اسرائیل کی آزادی کا موجب ہوئے لیکن سالہا سال کی غلامی کے بعد اس آزادی کا پھل انہیں بہت دیر سے جا کر ملا۔

ہماری آزادی اور ناشکرگذاری

ہم لوگ بھی ڈیڑھ سو سال کی غلامی کے بعد آزاد ہوئے ہیں۔ ابھی ہم میں غلامی کے اثرات باقی ہیں۔ یہ بہت بڑا انعام ہے جو خدا تعالےٰ نے آزادی کی صورت میں ہمیں دیا ہے۔ اس سے ہمیں بہت سے فوائد حاصل ہوئے۔ ہماری تجارتیں کھل گئیں، گلی گلی میں فیکٹریاں قائم ہو گئیں۔ لیکن اپنے اخلاق و اعمال اور کردار کے لحاظ سے ہم ابھی بہت پیچھے ہیں۔ خدا کے شکر گذار نہیں۔

موسٰی اور فرعون کے قصہ میں آنحضرت صلعم کے لئے تسلی

قرآن کے بیان کردہ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں یہ انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ تنہا موسٰے جس کو فرعون قتل کرنا چاہتا تھا خدا تعالےٰ نے فرعون کو اس کا خادم بنا دیا۔ پھر اس کے مقابل پر خود ہلاک ہوا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ وہاں تو موسٰے کے مقابلہ میں ایک فرعون تھا یہاں مکہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کئی فرعون اکٹھے ہو گئے۔ اور خدا نے ان سب کو نیست و نابود کر دیا۔ اس طرح خدا نے مسلمانوں کی ترقی ایمان کے لئے بڑے بڑے سامان کئے ہیں۔ ان سامانوں میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے جو موسے اور فرعون کے حالات میں بیان کیا ہے۔ اور .... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کا شاندار نقشہ دکھایا ہے۔

خُطبۂ ثانی

گردن چھڑانے کی تحریک

آپ نے پیغام صلح میں ایک تحریک پڑھی ہوگی جس کا عنوان ہے "گردن چھڑانا" یہ تحریک نہایت اہم ہے، قرآن میں بھی اس کا ذکر ہے اور اس کو بہت مشکل کام کہا ہے، فرمایا فلا اقتحم العقبة وما ادراك ما العقبة فك رقبة وہ (انسان) اونچی گھاٹی پر چڑھنے کی ہمت نہیں کرتا اور تجھے کیا خبر کہ وہ اونچی گھاٹی کیا ہے۔ وہ ہے گردن چھڑانا۔ بعینہٖ انگریزی میں بھی محاورہ ہے — uphill work حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے ہزاروں انسانوں کی گردنیں چھڑائیں۔ مگر کسی پر احسان نہیں جتایا۔ حضرت کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضہ نے بلال رضی اللہ عنہ سے اذان دینے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں شک نہیں آپ نے مجھے آزاد کرایا تھا اگر یہ کام آپ نے مجھ پر احسان رکھنے کے لئے کیا تھا تو میں آپ کے حکم کی تعمیل میں اذان دوں گا لیکن اگر آپ نے خدا کی رضا کے لئے یہ کام کیا تھا تو میں اس حکم کو نہیں مان سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اذان دوں۔ یہ خلیفۂ وقت کو انہوں نے جواب دیا، اور کوئی سرزنش انہیں نہیں کی گئی نہ احسان جتایا گیا۔ ان لوگوں نے دوسروں کے ساتھ بڑی بڑی ہمدردیاں کیں اور گردنیں چھڑائیں۔ جس قوم کے اندر ایک دوسرے کی ہمدردی کا مادہ نہ ہو وہ قوم نہیں کہلا سکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت میں ہمدردی اور خیر خواہی کا مادہ تھا، جب آپ غار حرا میں جا کر عبادت کرتے تھے۔ اس وقت بھی بنی نوع کی خیر خواہی کے کام آپ سے سرزد ہوتے تھے۔ جب آپ کو نبوت کے منصب پر کھڑا کیا گیا اور اس کام کی اہمیت کے پیش نظر آپ کو گھبراہٹ ہوئی تو حضرت خدیجہ رضہ نے یہ کہہ کر آپ کو تسلی دی لا واللہ لا یخزیك اللہ ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتعین علی نوائب الحق۔ خدا کی قسم اللہ تعالےٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا آپ تو رشتوں کو جوڑتے ہیں، بیکس کا بوجھ اٹھاتے ہیں جو نہ کما سکے اس کے لئے روزی کماتے ہیں اور حق کی امداد کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ایک صحابی رضہ کا قول ہے بایعنا رسول اللہ صلعم علی النصح ہم نے ایک دوسرے کی خیرخواہی کرنے کی بیعت کی تھی۔ حضور نے فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویدہ مسلمان

وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس طرح آپؐ نے ایک دوسرے کی ہمدردی پر بہت زور دیا ہے۔ اور ایک ہمدردی یہ بھی ہے کہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی گردن چھڑانا۔

میں اس تحریک میں سو روپیہ دے چکا ہوں، اور دوست بھی اس میں حصہ لیں، یہ ایک قومی فنڈ ہوگا۔ جس کی ابتدا تو ایک شخص کی گردن چھڑانے سے کی گئی ہے۔ لیکن یہ فنڈ جاری رہے گا۔ اور اُن لوگوں کے کام آئے گا جن کی گردنیں قرضوں وغیرہ میں پھنسی ہوئی ہیں۔ یا جن کو آئندہ ایسی ضروریات پیش آئیں گی۔

سب ہیڈ:۔۔۔ اس تقریر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے حاضرین کو اس فنڈ میں رقوم لکھوانے کی دعوت دی۔ اور جن احباب نے جو رقوم لکھوائیں یا نقد دیں وہ آپ نے خود نوٹ کیں۔ فہرست درج ذیل ہے۔ حضور کا ارشاد ہے کہ یہ فہرست کھلی رہے اور مقامی اور بیرونی احباب اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ہمیشہ لیتے رہیں تاکہ قوم کے مصیبت زدہ لوگوں کی امداد ہو سکے۔

"گردن چھڑانا" کی تحریک میں حصہ لینے والوں کی فہرست

۱۔ حضرت امیر قوم مولانا صدرالدین صاحب ۔۔ 100-00
۲۔ اے۔ آر۔ یوسف صاحب ۔۔ 10-00
۳۔ حکیم عبدالعزیز صاحب ۔۔ 5-00
۴۔ معلوم الاسم صاحب ۔۔ 20-00
۵۔ ڈاکٹر ملک منظور احمد صاحب ۔۔ 10-00
۶۔ ڈاکٹر نذیرالاسلام صاحب ۔۔ 10-00
۷۔ محمد قاسم خان صاحب ۔۔ 10-00
۸۔ پروفیسر غلام رسول صاحب ۔۔ 10-00
۹۔ ملک امیر بخش صاحب ۔۔ 10-00
۱۰۔ راجہ بشیر احمد صاحب رازی ۔۔ 50-00
۱۱۔ احمد حسن خاں صاحب ۔۔ 10-00
۱۲۔ محمد مسعود صدیقی صاحب ۔۔ 10-00
۱۳۔ مظہر مسعود صاحب گوجرانوالہ ۔۔ 5-00
۱۴۔ ملک بشیر احمد صاحب ۔۔ 2-00
۱۵۔ غلام حسین بھٹی صاحب ۔۔ 5-00
۱۶۔ صوفی نذر محمد صاحب ۔۔ 10-00
۱۷۔ ڈاکٹر اصغر حمید صاحب ۔۔ 10-00
۱۸۔ عبدالغنی بٹ صاحب ۔۔ 5-00
۱۹۔ خانصاحب عبدالعزیز خانصاحب آف ڈیرہ ۔۔ 10-00
۲۰۔ محمد بشیر بٹ صاحب ۔۔ 20-00
۲۱۔ معلوم الاسم صاحب ۔۔ 5-00
۲۲۔ چوہدری عبدالمجید صاحب اوکاڑہ ۔۔ 10-00
۲۳۔ چوہدری عبدالحمید صاحب ۔۔ 10-00
۲۴۔ زبیدہ ملک صاحبہ ۔۔ 3-00
۲۵۔ غلام محمد گوپال صاحب ۔۔ 3-00
۲۶۔ مرزا مسعود بیگ صاحب ۔۔ 25-00
۲۷۔ ملک غلام قادر صاحب جھنگ ۔۔ 10-00
۲۸۔ مرزا منظور بیگ صاحب ۔۔ 25-00
۲۹۔ قاضی سمیع اللہ خان صاحب ۔۔ 10-00
۳۰۔ شیخ عبدالرحمان صاحب مصری ۔۔ 10-00
۳۱۔ ڈاکٹر مبارک احمد صاحب ۔۔ 10-00
۳۲۔ افتخار احمد وائیں صاحب ۔۔ 10-00
۳۳۔ مولنا عبدالمنان عمر صاحب ۔۔ 50-00
۳۴۔ شیخ عبدالرحمان جموی صاحب ۔۔ 25-00
۳۵۔ محمد حسین صاحب ۔۔ 5-00
۳۶۔ مرزا حمید الرحمٰن صاحب ۔۔ 10-00
۳۷۔ چوہدری عبدالحق صاحب ۔۔ 10-00
۳۸۔ ڈاکٹر رفیق بیگ صاحب ۔۔ 25-00
۳۹۔ مولوی دوست محمد صاحب ۔۔ 5-00
۴۰۔ شیخ غلام رسول صاحب ۔۔ 2-00

میزان:۔ 585-00

۴۱۔ ڈاکٹر محمد خیرالدین سگو صاحب کوئٹہ 50-00

کل میزان 635-00

جزائر فیجی میں تبلیغ اسلام

نئی خرید کردہ بلڈنگ میں جلسہ میلاد النبی صلعم

مولانا احمد یار صاحب اپنے تازہ مکتوب میں رقمطراز ہیں:

گزشتہ ہفتہ نئی خرید کردہ بلڈنگ کی صفائی میں لگا۔ نیز احباب کو شمولیت کی دعوت دینے میں مصروف رہا۔ کل شام کو حسب اعلان کچھ پہلے ہی احباب آنے شروع ہو گئے۔ جن جن احباب کے پاس موٹریں تھیں انہیں دوسرے موٹروں والے ہمراہ لیتے آئے۔ سووا کی آبادی بہت کھلی ہے۔ تقریباً ہر مکان کوٹھی نما ہے۔ علاوہ ازیں یہ علاقہ پہاڑی ہے۔ اس کی آبادی کوہ مری کی طرح ہے۔ عموماً مکانوں کے فرش لکڑی کے ہوتے ہیں۔ یہاں صفائی کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔

احباب پروگرام کے مطابق سات بجے شام نئے خرید کردہ مکان پر پہنچ گئے۔ ٹھیک سات بجے جلسہ عید میلادالنبی صلعم کی کارروائی زیر صدارت عبدالواحد خاں صاحب شروع ہوئی۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے سووا اور نسوری جو سوا سے پندرہ میل دور ہے کے احباب مدعو تھے۔ لٹوکہ۔ ناندی۔ اور با، وغیرہ مقامات کے احباب کو دوری اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے دعوت نہ دی گئی۔ حاضرین کی تعداد مستورات کے ساتھ اڑھائی صد کے اوپر تھی۔ آلہ جہیرالصوت کا انتظام بھی تھا۔ ماسٹر حنیف اشرف خاں صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اور اس خاکسار نے قریباً ایک گھنٹہ سیرۃ النبی صلعم کے موضوع پر تقریر کی۔ احباب کو بتایا کہ آنحضرت صلعم اور آپؐ کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کے لئے کتنی بڑی قربانیاں دیں اور کس طرح اپنے اموال اور خون سے اس پودے کی آبیاری کی۔ بغیر قربانی اور ایثار کے کوئی قوم یا جماعت ترقی نہیں کر سکتی۔ آنحضرت صلعم نے مکہ مکرمہ میں جو کفار کے ظلم سہے اور جو جو تکالیف ان کے ہاتھوں اٹھائیں ان کا مختصراً ذکر کرتے ہوئے اس خاکسار نے احباب کی توجہ ایثار اور قربانی کی طرف مبذول کرائی۔ کہ اس زمانہ میں امام زمانؑ نے جس جہاد کی طرف بلایا ہے وہ مالی جہاد ہے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام کا کام بغیر مالی قربانیوں کے سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ لہذا احباب کو ماہوار چندوں کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ اور باقاعدگی سے ادائیگی کرنی چاہیئے تاکہ جماعت کا کام رُک نہ جائے۔ میرے بعد غلام نبی دین صاحب نے تقریباً پندرہ منٹ حضور صلعم کی سیرت پر تقریر کرتے ہوئے بتلایا کہ آپ زندہ نبی ہیں۔ آپؐ کی پیروی سے اب بھی ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے اور پہلے لوگوں کو جو انعامات ملے اب بھی ایک مسلمان کو حضورؐ کی پیروی سے مل سکتے ہیں۔ اذان کے الفاظ کو دوہراتے ہوئے آپ نے بتایا کہ جس طرح ہر مسجد میں پانچ وقت اللہ تعالیٰ کی توحید کا بلند آواز کے ساتھ اعلان کیا جاتا ہے اسی طرح آپ کی رسالت کا اعلان بھی پانچ۔۔۔۔ وقت کیا جاتا ہے۔ ان کے بعد محترم عبدالرزاق خانصاحب محترم عبدالواحد خانصاحب اور محترم حنیف اشرف خانصاحب نے اکٹھے ایک نعت سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ اس کے بعد دعا کے ساتھ جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی اور جملہ حاضرین کو کھانا کھلایا گیا۔ ۹½ بجے شب یہ مقدس تقریب ختم ہو گئی۔ مؤرخہ ۲۶/۶/۹۹ کو سیرۃ النبی صلعم پر میری ایک تقریر جو مؤرخہ ۱۲/۶/۹۹ کو ریکارڈ کی گئی فجی ریڈیو سے نشر کی گئی۔ سامعین مسلم اور غیر مسلم دونوں نے اسے بہت پسند کیا۔ (الحمدللہ علیٰ ذالک) اب خرید کردہ بلڈنگ کی مرمت پیچھے ہال بنانے اور ایک حصہ کو مسجد کی شکل میں تبدیل کرنے کے لئے اندازاً ہزار بارہ صد پونڈ کی ضرورت پڑے گی اس رقم کو اکٹھا کرنے کے لئے اس ماہ میں مہم شروع کی جا رہی ہے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین؁

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اس لڑکی سے تھی میں نے کوشش کی کہ اپنی ہوس پوری کرنے کے لئے اسے راضی کر لوں مگر اس نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا اس کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ملک میں قحط پڑا اور وہ روپیہ حاصل کرنے کے لئے محتاج ہو گئی اور اس غرض کے لئے میرے پاس آئی میں نے اسے ۱۲۰ دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ مجھے اپنی خواہش پوری کر لینے دے اس نے اس شرط کو قبول کر لیا جب میں اپنی مذموم خواہش کو پورا کرنے پر قادر ہو گیا تو اس نے کہا اللہ سے ڈر اور اس خاتم (مُہر) کو توڑنے کے لئے جائز طریق کو اختیار کر تو میں اس کے اوپر سے الگ ہو کر چلا گیا حالانکہ وہ مجھے انتہاء درجہ کی محبوب تھی اور میں نے وہ تمام مال بھی اس کے پاس ہی رہنے دیا جو میں نے اس کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے دیا تھا اے اللہ اگر یہ کام میں نے محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تو تُو ہماری اس مصیبت سے مخلصی حاصل کرنے کے لئے راہ نکال دے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ پس اس دعا کے نتیجہ میں چٹان کا مزید حصہ غار کے منہ سے ہٹ گیا لیکن ابھی اس قدر نہ ہٹا تھا کہ وہ اس غار میں سے نکل سکتے۔ تیسرے شخص کی دعا سے پوری کی پوری چٹان ہٹ گئی اور وہ سلامتی سے باہر نکل آئے۔ اس واقعہ میں نوجوانوں کے لئے درسِ عبرت ہے۔ تیسرے شخص کے نیک عمل کا ذکر انشاءاللہ اگلی قسط میں کیا جائیگا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی مقام

(بسلسلہ صفحہ ۲)

جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاءؑ کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوّت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امورِ متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔"

اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر فرمایا "ان النبی محدّث والمحدّث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ"

حضورؑ کی مندرجہ بالا چاروں تحریروں پر اگر آپ صاحبان صدق دل سے غور کریں گے تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ حضورؑ زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے ہی فرد تھے اور نبی کے لفظ کا اطلاق حضورؑ پر محدّث ہونے کی وجہ سے ہوا ہے نہ کہ محدّث کے لفظ کا اطلاق حضورؑ پر نبی ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔

آپ کے جواب کا منتظر

خاکسار۔ شیخ عبدالرحمان مصری

ختمِ نبوّت اور حضرت مرزا صاحب

(بسلسلہ صفحہ ۲)

بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوّت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امورِ متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوّت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے تو میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوّت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوّت کا اس اُمّتِ مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کو بحضورِ دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوّت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا۔ نبوّت تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں" صرف ایک جزئی نبوّت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدّثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کی اقتداء سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوّتِ تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(توضیح مرام صفحہ ۱۷، ۱۸، ۱۹)

× اسلام بھدرواہ لکھتے ہیں کہ (۱) چوہدری غلام محمد صاحب گنائی احمدی بھدرواہی مہاجر حال سیالکوٹ (۲) عبدالغنی ولد محمد رمضان بھلا داہی مہاجر حال سیالکوٹ کے مفصل پتے درکار ہیں، اگر کوئی صاحب یا وہ خود مفصل پتے لکھ بھیجیں تو جماعت بھدرواہ ...

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تین چار ہفتوں کے لئے بغرض تبدیل آب و ہوا کوہ مری تشریف لے گئے ہیں۔

ولادت اور عطیہ

—— کراچی سے محمد حسن خانصاحب لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالرحمن ناظر صاحب کو اللہ تعالےٰ نے پوتا عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں شیخ صاحب نے انجمن کو بیس روپے عطا فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ خیراً۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مولود مسعود کو عمر طویل عطا فرمائے اور دینی و دنیوی حسنات سے متمتع فرمائے۔

سالگرہ پر عطیہ

—— کراچی سے ملک سلیم اللہ عاجز سوشل ورکر میمز پی۔ ایس۔ اے نے اپنے بھانجے فائق محمود کی تیسری سالگرہ پر مبلغ پانچ روپے بمد مرمت برلن مسجد انجمن کو بھیجا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

درخواستہائے دُعا

—— (۱) مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ اور علی بہادر خان صاحب آف زیدہ فالج کے حملہ کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔

(۲) صوبیدار عبدالحکیم صاحب پشاور سے لکھتے ہیں میرا بھائی اکرم خان صاحب تقریباً ایک ماہ دل کے عارضہ کی وجہ سے لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں اب کافی افاقہ ہے۔

(۳) شیخ اللہ بخش صاحب (دیدہ لکھی) کا بیٹا میو ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج ہے۔

(۴) چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر اور مولوی احمد گل صاحب اشبرین نے ہرنیا کا اپریشن کرایا ہے۔

ان سب دوستوں کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

تلاشِ احباب: عبدالکریم صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت

تعلیمی پریس بیرون سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر ہفت روزہ پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

فون نمبر ۳۲۴۲۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے پندرہ روپے
بیرونی ممالک سے ہے
ایک پونڈ

مدیر:- دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ - ۱۷ اگست ۱۹۶۶ء | نمبر ۲۹

" دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا. لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا "

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۳) کوئی کلمہ گو کافر نہیں
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہ رحمہم قابلِ احترام ہیں
(۵) سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

اللہ تعالیٰ کے ہاں نیک کاموں کی قدر دانی

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

(۲)

تین مسافروں کا ایک چٹان کے گر جانے سے ایک غار میں محبوس ہو جانا اور پھر اپنے بعض نیک کاموں کو اللہ تعالےٰ کے حضور پیش کرکے اور ان کا واسطہ دے کر اس مصیبت سے مخلصی کے سامان پیدا کر دینے کی التجا کرنا اور اللہ تعالےٰ کا ان کی دعا کو قبول کرکے چٹان کو غار کے منہ سے ہٹا دینا اس سارے واقعہ کے متعلق دو قسطوں میں دو مسافروں کے نیک کاموں کا ذکر آچکا ہے۔ ذیل میں اب تیسرے مسافر کے نیک کام کا ذکر بھی سن لیں تیسرا شخص اپنے نیک کام کو اس طرح بیان کرتا ہے :-

وقال الثالث اللھم استاجرت اجراء واعطیتھم اجرھم غیر رجل واحد ترک الذی لہ وذھب فثمرت اجرہ حتی کثرت منہ الاموال فجاءنی بعد حین فقال یاعبد اللہ ادالی اجری فقلت کل ما تری من اجرک من الابل والبقر والغنم والرقیق فقال یاعبد اللہ لا تستھزئ بی فقلت لا استھزئ بک فاخذہ کلہ فاستاقہ فلم یترک منہ شیئًا اللھم ان کنت فعلت ذالک ابتغاء وجھک فافرج عنا ما نحن فیہ فانفرجت الصخرۃ فخرجوا یمشون متفق علیہ۔

تیسرے شخص نے کہا اے اللہ میں نے چند

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرو

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپ (پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل و صورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا۔ اور جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ہوئے تھی۔ اس میں ہی ایک کشش اور قوت تھی کہ وہ بے اختیار دلوں کو کھینچے لیتے تھے۔ اور پھر آپ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور ان کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ہوئی کہ جو ان کو دیکھتا تھا وہ بے اختیار ہو کر اُن کی طرف چلا آتا تھا۔ غرض صحابہ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ہاتھ سے تیار ہو رہی ہے اسی جماعت کے ساتھ شامل کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی۔ اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ہی لوگوں کے نمونوں سے ہوتی ہے۔ اس لئے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو، اطاعت ہو تو ویسی ہو، باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو، غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی، جو لوگ ہمارے مخالف ہو کر ہم کو گالیاں دیتے ہیں اور دجّال اور کافر کہتے ہیں، ہم اس کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک آدمی کو نور فطرت اور قوت فیصلہ عطا کی ہے۔ پاخانہ جو آدمی کے اندر سے نکلتا ہے اس کی بدبو خود بھی وہ محسوس کرتا ہے۔ پس جبکہ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے اور پکا قاعدہ ہے۔ پھر جھوٹ جو اس پاخانہ سے بھی بڑھ کر بدبو رکھتا ہے کیا اس کی بدبو جھوٹ بولنے والے کو نہیں آتی؟ ضرور آتی ہے۔ پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ ایک مفتری علی اللہ اس قدر قوت اور استقلال کے ساتھ اپنے دعوے کو پیش کرے جو ہمیشہ صادق کا خاصہ ہے پھر اس کی پیش رفت کیونکر کی جا سکتی ہے اور وہ میلا کیا بگاڑ سکتے ہیں؟ اگر میں خدا کی طرف سے نہ آیا ہوتا۔ اور اس نے ہی مجھے مامور نہ کیا ہوتا تو تم ہی بتاؤ کہ اس قدر گالیاں اور اس قدر شور و شر اور مخالفت یہاں تک کہ قتل کے فتوے اور قتل عمد کے مقدمے جو میرے خلاف بنا لے گئے۔ ان مصیبتوں اور بلاؤں کو اپنے اوپر لینے کی کس کو ضرورت ہو سکتی ہے؟ کبھی کوئی برداشت نہیں کرتا کہ اس قسم کے گندے بھرے ہوئے اشتہار اور گالیوں کے خطوط جو بھیجے جاتے ہیں، سنا کرے۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ یہ میرے اختیار کی بات نہیں ہے۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے، چونکہ اس نے خود ہی اس سلسلہ کی بنیاد رکھی ہے۔ اس نے ہی وہ قوت قلب کو عطا کی ہے کہ یہ ساری مصیبتیں اور مشکلات میرے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں اور مجھے تو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ مصیبت کس کو کہتے ہیں۔ پس تم خود ہی سوچ کر دیکھو کہ یہ شوکت، یہ قوت یہ استقلال مفتری کو مل سکتا ہے؟ میں تو کبھی یقین نہیں کرتا کہ مفتری ہو اور ایسی قوت پاوے۔

(ملفوظاتِ احمدیہ جلد اوّل)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی (لاہور))

نائیجیریا

ترجمہ خط محمود شابا لادے کا دونا۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خط کا جواب دفتری کام کی وجہ سے نہ دے سکا۔ آپ کے قرآن اور دیگر کتب ارسال کرنے کا شکریہ۔ مبلغ -/5 شلنگ بذریعہ پوسٹل آرڈر ارسال ہیں۔ یہ اُن کتابوں کی قیمت ہے جو آپ نے ارسال کی ہیں۔

نیز میں اپنی کارکردگی کی رپورٹ عنقریب ارسال کروں گا جو غالباً اگلے دو ماہ کے اندر ارسال کی جائے گی۔

تمام مشن کے عملہ کو سلام علیکم۔ والسلام

(قرآن شریف اور دیگر کتب انکو ارسال کی گئیں اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

—— (۲) ——

ترجمہ خط غلام عباس یوسف۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں یہ خط لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں۔ اور نیز میں اسلام میں شامل ہونے کی بڑی خوشی محسوس کر رہا ہوں اور اب میں آپکی جماعت کا مارچ ۱۹۶۶ء سے ممبر ہوں میرے ایک دوست ساوو دین نے جو آپ کی جماعت کا ممبر ہے مجھے اسلام کے متعلق تعلیم دی اور میں نے تسلیم کر لیا کہ اسلام ہی دنیا میں ایک اصل مذہب ہے ...... اور ہمارے ملک نائیجیریا میں زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے

مجھے نماز کے متعلق کوئی کتاب اور دیگر مذہبی کتب ضرور ارسال کریں۔ میرا پہلا نام جوزف اور اب یوسف عباس ہے۔ جیسا کہ میں نے خط میں لکھا ہے اگر مناسب ہو تو قرآن شریف انگریزی اور دیگر کتب اسلام کے متعلق ضرور ارسال کریں تاکہ میں اسلام سے پوری واقفیت حاصل کر سکوں۔ والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور دیگر کتب ارسال کی گئیں اور بیعت فارم ارسال کیا گیا)

—— (۳) ——

ترجمہ خط غلام اوکو نان آدے لدول۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا خط موصول ہوا اور بغور مطالعہ کیا۔ اسلام کی تعلیم کے متعلق جو آپ نے لٹریچر ارسال کیا ہے ابھی تک موصول نہیں ہوا امید ہے کہ جلدی مل جائے گا میں جاننا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص آپ کے مشن کے متعلق تعلیم حاصل کرنا چاہے تو کیا ادا کرنا پڑتا ہے اور مجھے اسلام سے نہایت الفت ہے اور بہت سے لوگ اس سے اُلفت رکھتے ہیں اور میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کتنے آدمیوں کو داخلہ دے سکتے ہیں۔ مجھے اس کا جلدی جواب ارسال کریں۔ والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

گھانا

ترجمہ خط کامیانو نصیرو اوجانے۔ گھانا۔

مؤدبانہ التماس ہے کہ آپ مجھے اسلام کے متعلق چند کتب ارسال کریں تاکہ میں اُن کا مطالعہ کر سکوں اور میں آپ کی جماعت کا ممبر بھی بننا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ اس پر غور فرما کر کتب ارسال کریں گے۔

مجھے آپ کا ایڈریس ایک کتاب میں سے جو کہ میرے ایک دوست کے پاس تھی۔ ملا۔ چونکہ مجھے مذہب اسلام سے بہت دلچسپی ہے اس لئے میں نے آپ کو لکھنے کی جرأت کی ہے۔ اور میں آپ کی اخبار کا باقاعدہ خریدار ہوں گا۔ امید ہے کہ آپ میری اس درخواست پر غور فرمائیں گے اور کتب ارسال کریں گے۔

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام مسلم پریئر بک۔ اسلام آڈ کرسچینٹی اور بیعت فارم ارسال کیا گیا۔ اور خط کا جواب بھی دیا گیا۔)

(۲)

ترجمہ خط بوچی۔ امارتے۔ اے اکرہ۔ گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ کافی عرصہ ہوا ہے کہ میری آپ سے خط وکتابت ہوئی تھی۔ اور یہ محض ملکی حالات کی وجہ سے رکی رہی۔ اب ہم گھانا میں بفضل خدا ٹھیک ہیں۔ میں اپنی فوٹوگراف آپ کو ارسال کروں گا اور اپنا چندہ مسٹر بیلڈ صاحب کو بھیجدوں گا اور آپ کو مطلع کر دوں گا اور اب میں خط کو بند کرتا ہوں۔

والسلام

(ان کو خط لکھا گیا)

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تا حال کوہ مری میں قیام فرما ہیں۔ آپ کا پتہ ہے:-

"معرفت پوسٹ ماسٹر کوہ مری" ——

اعلانِ نکاح

—— رحمان منزل مسلم ٹاؤن لاہور سے میاں ایم اے قدوس صاحب لکھتے ہیں:-

"میں دلی مسرت کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں کہ ہمشیرہ عزیزی انتزالعظمت سلمہا کا نکاح مؤرخہ یکم جولائی ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز مغرب رفیع الدین صاحب چغتائی کے فرزند ارجمند عزیزم غلام معین الدین چغتائی ساکنان آبادی کرم آباد علاقہ اچھرہ لاہور کے ساتھ بعوض مبلغ پانچہزار روپیہ (۵۰۰۰) بطور حق مہر ہوا ہے۔ نکاح خوانی کے فرائض مولوی محمد اعظم صاحب نے انجام دیئے۔ دولہا کی جانب سے اور معزز احباب مسلم ٹاؤن نے اس تقریب سعید میں شرکت کی۔ بعد خاطر تواضع، مشروبات و طعام ماحضر یہ تقریب بخیر و خوبی انجام پائی۔ احباب جماعت سے دعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے اس رشتہ کو بابرکت اور پائیدار ثابت کرے۔

میاں عبدالقدوس انجینئر مسلم ٹاؤن۔ لاہور

ایک اور شادی

—— کراچی سے سمندر خاں صاحب لکھتے ہیں:-

"میرے لڑکے عبدالحکیم کی شادی ۶ راگست ۱۹۶۶ء کو برادرم مکرم ڈپٹی جیلر محمد الرحمن صاحب پشاور کی صاحبزادی کے ساتھ انجام پائی۔ نکاح خوانی و خطبہ ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب نے پڑھا جو بڑا دلچسپ تھا۔ ۲۰ روپے اس مبارک تقریب میں مبارک عبداللہ صاحب کو دیئے ہیں وہ دربند سے انجمن کو منی آرڈر کر دیں گے۔ دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس شادی کو بابرکت بنائے۔ (آمین) والسلام

سمندر خاں احمدی بقلم خود

نتیجہ امتحان مڈل

—— ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول بدوملہی لکھتے ہیں کہ:- "سکول ہذا کا مڈل کا نتیجہ حسب سابق خدا کے فضل سے سو فیصد رہا ہے۔ الحمد للہ"

ایک ہندو نوجوان کا قبول اسلام

—— جزائر فیجی سے مولینا احمد یار صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ:-

"ایک ہندو نوجوان نے بمقام ناندی اسلام قبول کیا ہے اس کا سابقہ نام "میسرا" تھا اسلامی نام شیخ عبدالحق رکھا گیا ہے"

جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت

—— سانگلہ ہل سے مولوی عبدالحمید صاحب لکھتے ہیں:-

" سانگلہ ہل میں میاں عبدالقادر وادران کا لڑکا

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۱۷ راگست ۱۹۶۶ء

یوم آزادی اور پاکستان

۱۴ راگست کو پاکستان کا اُنیس سالہ یوم آزادی ملک کے طول و عرض میں نہایت تزک و احتشام سے منایا گیا۔ یہ دن فی الواقعہ پاکستان کی قومی تاریخ میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس دن حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی شبانہ روز محنت و کوشش، اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انگریز اور ہندو دونوں کی غلامی سے اس قوم کو چھٹکارا حاصل ہوا۔ انگریزی حکومت تو مسلمانوں اور دیگر اقوام کے لئے اتنی تکلیف دہ نہ تھی، کیونکہ مذہبی آزادی کا جو رنگ انگریز کے عہد میں دیکھا گیا وہ شاید ہی کسی دوسری سلطنت میں میسر آ سکے تاہم اس خیال سے کہ غیر کی حکومت سے آزاد ہو کر مسلمان اپنی ثقافت اور مذہبی روایات پر پورے طور پر کاربند ہو سکیں گے، اور عہد صحابہ کی طرح اسلام کا اصل نقشہ اپنی سیرت و کردار سے پیش کر سکیں گے، پاکستان کا قیام نہایت مسرت و تبریک کا موجب سمجھا گیا اور اس سے بھی بڑھ کر اس دن کو بابرکت اور قابل احترام بنانے والی یہ چیز ہے کہ ہندوؤں کے پنجے سے اس ملک اور قوم کو آزادی نصیب ہوئی۔ وہ ہندو جنہوں نے حصول آزادی کے بعد نام نہاد سیکولر حکومت قائم کرنے کے باوجود عملاً ہندو دھرم کی پاسداری ہی کو اپنا مقصد وحید سمجھ رکھا ہے، اور دوسرے مذاہب بالخصوص اسلام اور مسلمانوں کو کچلنے اور تہ تیغ کرنے میں انہوں نے کوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ آئے دن مسلمانوں پر وہ وہ ظلم و ستم برپا کئے جاتے ہیں جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف ہندوستانی مسلمانوں پر ہی نہیں وہ تو پاکستان کو ہڑپ کرنے اور یہاں کے مسلمانوں کو اپنے دست تسلط کے نیچے لانے کے لئے بھی ہر طرح کے ناجائز طریق اختیار کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ چنانچہ اسی غرض سے بھارتی حکومت نے گزشتہ سال ۶ ر ستمبر کو بلا اطلاع پاکستان پر حملہ کر کے اپنے ناپاک عزائم اور خبث باطن کو عملی جامہ پہنانے سے دریغ نہ کیا، خدا کا شکر ہے کہ اُس نے اپنے فضل و کرم سے پاکستانی قوم اور اسکے جیالے نوجوانوں کو وہ ہمت و جرأت اور طاقت عطا فرمائی کہ انہوں نے اپنے سے پانچ گنا بڑی فوج کو جو ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھی، ایسی شکست فاش دی کہ تمام دنیا میں اس کی دھاک بیٹھ گئی، اور پاکستان کی عزت و عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ اس لحاظ سے اس سال کا یوم پاکستان ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو دوبارہ ہندو تسلط سے محفوظ رکھ کر اس کی آزادی کو بحال رکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس کے ساتھ ہی یہ کہنا بے جا نہیں کہ فیلڈ مارشل صدر ایوب خان کی قیادت میں اس ملک کو جو ترقی اور خوشحالی نصیب ہوئی ہے، وہ پاکستان کی اُنیس سالہ تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے، ہر قسم کی اقتصادی اور زرعی ترقیات اس عہد سعادت میں اس ملک کو نصیب ہوئی ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں، مختصراً امرا اور جاگیرداروں سے زائد اراضیات حاصل کر کے غریب مزارعوں میں تقسیم کرنا، محکمۂ اوقاف کا قیام (جس سے اوقاف کی لاکھوں روپے کی آمدنی کے ناجائز اسراف کو روک کر مفید قومی مصارف کے لئے وقف کر دیا گیا) زرعی پیداوار کو بڑھانے کے منصوبے، خاندانی منصوبہ بندی وغیرہ امور قومی ترقی کے وہ اہم ترین ذرائع ہیں جن پر صدر ایوب کی حکومت بجا طور پر فخر کر سکتی ہے، اور اس سے بھی بڑھ کر پاکستان کی خارجہ پالیسی ملک کے لئے جن فوائد کا موجب ہوئی ہے بالخصوص چین اور دوسرے ممالک کے ساتھ دوستی، معاہدہ تاشقند، کشمیر کے متعلق روس کے نقطۂ نظر کی تبدیلی وہ امور ہیں جو ملک کے استحکام اور اس کے منصوبوں کی کامیابی کی بہت بڑی ضمانت ہیں۔

یہ تمام وہ امور ہیں ... جن کے لئے قائد اعظم کے بعد صدر ممدوح کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن پاکستان کا وہ نظریہ جو اس کے وجود میں آنے کی اصل غرض سمجھا جاتا تھا یعنے ہماری زندگیوں میں اسلام کا حقیقی رنگ پیدا ہونا، اس کا نام و نشان نظر نہیں آتا بلکہ اس کے اُلٹ پاکستانی زندگی ہر قسم کے فواحش اور سماجی برائیوں سے اس قدر لبریز ہو چکی ہے کہ اسے دیکھتے ہوئے اس سرزمین کو پاکستان کہنا اس پاک لفظ کی ہتک کرنا ہے۔ رشوت ستانی، سمگلنگ۔ اشیائے صرف میں ملاوٹ وغیرہ تو ان عام جرائم میں سے ہیں جو قوم کے رگ و ریشہ میں اس قدر سرایت کر چکے ہیں کہ ان کو اب جرائم ہی نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن اس سے بڑھ کر قابل افسوس یہ امر ہے کہ اس پاک سرزمین میں انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہی، بات بات پر قتل و غارت اور لوٹ مار، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی بے راہ روی، شرفا کی عزت و آبرو پر حملے ایسی چیزیں ہیں، جو کسی شریف اور پاکیزہ قوم کی عادات و اطوار سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے۔ حیرت ہے کہ ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے ہم کس طرح اپنے آپ کو پاکستانی کہہ سکتے ہیں۔

ان حالات میں اگر پاکستان کی اس جماعت کی طرف توجہ دلائی جائے جو حضرت امام وقت مجدد زمان سے فیض یاب ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے ان ناپاک آلائشوں سے اپنا دامن بچائے ہوئے ہے، تو بے جا نہ ہوگا، لاکھ اعتراضات اس پاک وجود اور اس کے دعاوی پر کئے جائیں یہی ایک ہی بات ان اعتراضات کا کافی جواب اور اس کے مجدد زمان ہونے کا کھلا ثبوت ہے کہ اس نے جو جماعت قائم کی وہ آج اس پُر آشوب زمانہ میں بھی ان آلائشوں سے پاک ہے جن کا تذکرہ اُوپر ہو چکا ہے، نہ صرف یہی بلکہ یہ جماعت اسلام کا جھنڈا بلند کرنے میں جس ہمت و مردانگی، جس مالی و جانی قربانی سے کام لے رہی ہے اس کی نظیر ساری اسلامی دنیا میں ملنی مشکل ہے، اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں کہ احمدی جماعت فی الحقیقت پاکستان کی ناک اور اس کی عزت و آبرو کو دنیا میں قائم کرنے کا موجب ہے۔

ایک اور امر جو قابل غور ہے، وہ حضرت مجدد وقت کا وہ الہام ہے جس میں مسلمانوں کی دنیوی ترقی اور اسلامی حکومتوں کی سربلندی کی پیشگوئی پائی جاتی ہے:-

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے
محمدیاں بر منار بلند تر محکم اُفتاد"

اس الہام میں پائے محمدیاں کے منار بلند پر محکم پڑنے کی خبر قابل غور ہے، کیا گذشتہ اُنیس سالوں میں نہ صرف پاکستان بلکہ دوسرے کئی ممالک کا غیروں کے جُوئے سے نکل کر آزاد اسلامی سلطنتوں کی صورت اختیار کرنا اس الہام کی صداقت کا کھلا ثبوت نہیں؟ اور یقین رکھیئے کہ اس کا پہلا جملہ "وقت تو نزدیک رسید" بھی انشاء اللہ جلد رنگ لائے گا اور امام وقت کی عام قبولیت آپ کی صداقت کا ایک روشن نشان ثابت ہوگی جس کی تائید ایک دوسرے الہام سے بھی ہوتی ہے:-

"وہ ہے سر راہ پہ تمہارے وہ جو ہے مولا کریم"

دعا ہے اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے اور حضرت امام وقت کی برکت سے پاکستان حقیقی معنوں میں پاکستان اور مسلمان عملی رنگ میں مسلمان بن جائیں۔

اخبار و افکار

حقیقت محمدی و حقیقت احمدی

جماعت احمدیہ کا احمدی نام رکھے جانے پر بعض لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ یہ نام تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین کا لقب تھا، جو مرزا صاحب نے اپنے پیروؤں کے لئے غصب کر لیا۔

اس کے جواب میں حضرت مجدد الف ثانی کا حسب ذیل ارشاد نقل کر دینا کافی ہوگا جو انہوں نے اپنی کتاب مبدء و معاد میں لکھا ہے، فرماتے ہیں:۔

"واقول قولا عجبا لم یسمعه احد وما اخبر به مخبر باعلام اللہ تعالیٰ ایای وبفضله وکرمه۔ آنچه بعد از ہزار وچند سال از زمانِ رحلت آں سرور علیه و آله الصلوٰۃ والتحیات زمانے مے آید که حقیقت محمدی از مقام خود عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبه متحد گردد دریں زماں حقیقت محمدی حقیقت احمدی نام یابد و مظہر ذات احد جل سبحانهٗ گردد (مبدء و معاد ص۵)

"یعنے میں ایک عجیب بات بتاتا ہوں، جسے اس سے پہلے کسی نے نہیں سنا اور صرف مجھے ہی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس کا علم دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات علیہ و آلہ الصلوٰۃ والتحیات کی رحلت کے زمانہ سے ہزار اور چند سال بعد ایک زمانہ آئے گا کہ حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج کرکے حقیقت کعبہ کے مقام سے... مل جائے گی اس زمانہ میں حقیقت محمدی حقیقت احمدی کا نام پائیگی اور حضرت احد جل سبحانہٗ کی ذات کی مظہر ہوگی۔" (مبدء و معاد ص۵)

ظاہر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے ہزار اور چند سال بعد چودھویں صدی میں حضرت مجدد زمان کے عہد میں حقیقت محمدی حقیقت احمدی کا نام پاکر ذاتِ الٰہی کی مظہر ہو گئی، چنانچہ حضرت مجدد زمانؑ نے یہی بات ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے :۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شان محبوبیت تھی جس کا اسم محمدؐ مقتضی ہے کیونکہ محمد ہونا یعنے جامع جمیع محامد ہونا شانِ محبوبیت پیدا کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ محبیّت بھی تھی جس کا اسم احمد مقتضی ہے کیونکہ حامد کے لئے محب ہونا ضروری ہے، ہر ایک شخص دوسرے کی سچی اور کامل تعریف تبھی کرتا ہے جبکہ اس کا محب بلکہ عاشق ہو اور عاشق اور محب ہونے کے لئے فروتنی لازم ہے (اور یہی جمالی حالت ہے جو حقیقت احمدیہ کو لازم پڑی ہوئی ہے .... سو تم شانِ احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو لہذا ہر ایک بے جا جوش پر موت وارد کرو اور عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ خدا تمہارے ساتھ ہو آمین۔"

(اربعین نمبر۴ ص۲۰)

قرآن کریم کے تراجم

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حیدر آبادی نے جو ایک عرصہ سے فرانس میں علوم اسلامی کی تحقیق و تفتیش میں مصروف ہیں، اور اس ضمن میں مختلف اسلامی موضوعات پہ کئی کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔ ایک عربی کتاب "القرآن فی کل لسان" مرتب کی ہے جو نزول قرآن کی ۱۴۰۰ ویں سالگرہ پر ۲۷ رمضان ۱۳۸۸ھ کو حکومت فرانس یا یونیسکو کی طرف سے شائع ہوگی اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب ممدوح کی تحقیق کے مطابق اس وقت :۔

قرآن مجید کے ترجمے دنیا کی سو زبانوں میں موجود ہیں اکیلی ترکی زبان میں سو کے قریب ترجمے موجود ہیں اور اتنے ہی فارسی زبان میں اور تقریباً چالیس لاطینی زبان میں اور پچاس سے اوپر انگریزی زبان میں ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی یہ تحقیق عالم اسلام کے لئے نہایت دلچسپ اور دلی خوشی کا موجب ہے، گو یہ امر قابل غور ہے کہ ان تراجم کو ان زبانوں کے جاننے والوں میں کہاں تک پھیلایا گیا اور ان سے کیا فائدہ انہوں نے اٹھایا۔

مسیحی رہبانیت کا خاتمہ

مشہور امریکی جریدہ "نیوز ویک" مؤرخہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۸ء نے ایک رپورٹ شائع کی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ ہزاروں پادری تجرد کی زندگی سے تنگ آکر خفیہ یا علانیہ شادیاں کرکے مسیحی قانونِ تجرد سے روگردانی کر رہے ہیں چنانچہ گزشتہ ایک دہائی میں ۱۰ ہزار پادریوں نے پوپ سے پادری کے عہدہ سے نجات حاصل کرنے کی درخواست کی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان میں سے کتنے شادی کی غرض سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں تاہم یہ بات یقینی ہے کہ بے شمار پادری خفیہ طور سے شادی کر لیتے ہیں اور پوپ کو اپنے اس اقدام سے مطلع نہیں کرتے۔ تاہم کلیسا کے ذمہ دار حلقوں نے اندازہ لگایا ہے کہ امریکہ کے ۵۸ ہزار چھ سو پادریوں میں سے ۵ ہزار پادری، فرانس کے ۴۸ ہزار پادریوں میں سے ۴ ہزار پادری، اور اٹلی کے ۷۶ ہزار پادریوں میں سے ۱۵ ہزار پادری اپنے دین سے خارج ہو چکے ہیں۔

اسی رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ برازیل کے ۳۳ پادریوں نے تجرد سے دست برداری کی درخواست دی، اور دعوےٰ کیا کہ انہیں سینکڑوں ساتھیوں کی حمایت حاصل ہے۔ اس کے بعد اٹلی کے ۳۰ پادریوں نے بھی ایسی ہی درخواست دی ہے ایسا ہی امریکہ کے ایک اور جریدہ میں پادری کینیڈی کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے "میں مرد ہوں اور مجھے اپنی تکمیل کے لئے عورت کی ضرورت ہے"۔

کیا ہی سچ فرمایا تھا قرآن کریم نے :۔

ورهبانية ن ابتدعوها ماكتبنها عليهم الا ابتغاء رضوان الله نما رعوها حق رعايتها*

اور رہبانیت انہوں نے خود نکالی ہم نے اسے ان پر لازم نہیں کیا تھا اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے (نکالی) پر اس کی نگہداشت

تحریک گردن چھڑانا میں

حصہ لینے والے احباب

نام	رقم
سابقہ میزان	635.00
شیخ عبد المجید خان پور	10.00
چوہدری محمد سعید	5.00
ظہیر الدین نوشہرہ	5.00
عبد الباسط کراچی	50.00
عبد اللہ خان ترین پشاور	100.00
بیگم " " "	100.00
وزیر گل ملوک خان گلگت	30.00
احباب لگہ ولہ پشاور	40.00
محمد سعید چغتائی جہانگیر روڈ	2.00
میزان	972.00

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

کیا جماعت ربوہ اور جماعت لاہور کے درمیان محض لفظی اختلاف ہے؟

کی شکل میں تبصرہ شائع کیا ہے اس کتاب کا نام انہوں نے شانِ مسیح موعودؑ رکھا ہے۔ میں جناب قاضی صاحب کا اس اخلاقی فرض کی ادائیگی پر ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنی یہ کتاب مجھے ہدیۃً بھجوا دی ہے میں چونکہ ان دنوں کراچی میں تھا اس لئے یہ کتاب دفتر میں ہی پڑی رہی اور مجھے واپسی پر جون میں ملی آنکھوں میں تکلیف کے باعث میں اس کتاب کو اب دیکھ سکا ہوں، بعض مسائل میں دونوں جماعتوں میں اختلاف تو قریباً ۵۳ سال سے چلا آ رہا ہے لیکن سب سے اہم اختلافی مسئلہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقام کے متعلق ہے کہ آیا حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں یا زمرۂ اولیاء کے، علماء ربوہ حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیتے ہیں اور علماء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حضور کو زمرۂ اولیاء کا فرد قرار دیتے ہیں۔

دونوں جماعتوں کا منبع استدلال اور حضور پر متضاد کلامی کا الزام

دونوں جماعتیں حضور کی تحریروں سے ہی استدلال کرتے ہیں ظاہر ہے کہ دونوں کا استدلال تو درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو حضور پر نعوذ باللہ یہ اعتراض وارد ہوگا اور فی الواقعہ لوگ وارد کر بھی رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے کلام میں تضاد ہے جس کا مرتکب ایک معمولی عالم بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ایک ایسے شخص سے اس کا ارتکاب ہو جو وحی الٰہی کے ماتحت اپنے آپ کو "سلطان القلم" کہتا ہو اور جس کا دعویٰ ہو کہ قرآن کریم کے معارف اور حقائق اس پر کثرت سے کھولے گئے ہیں اور شریعت حقہ کے اسرار سے آپ کو اس کثرت سے آگاہ کیا گیا ہے کہ عصر حاضر کے علماء میں سے کوئی بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور فی الحقیقت کوئی کر بھی نہیں سکا۔

دعویٰ علم حقائق قرآنی پر زد

دیگر حقائق قرآنی تو کجا وہ قریباً ۲۳ برس تک قرآن اور احادیث صحیحہ سے اتنا بھی نہیں سمجھ سکا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد اس امت میں نبی آ سکتے ہیں یا نہیں قریباً ۲۳ برس تک تو وہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے متواتر دلائل پر دلائل دیتا چلا گیا کہ حضرت نبی کریم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور

صلعم کے بعض سے جو لوگ تیار ہوں گے وہ آنحضرت صلعم کے ظل اور بروز ہوں گے اور ایسے ظل حضور کے ارشاد النبی کالاصل والولی کالظل کے ماتحت جماعت اولیاء کے ہی فرد ہوں گے اور ان کی وحی وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہو گی اور اسی بناء پر اپنی وحی کو وحی ولایت ہی لکھتے رہے اور پھر یہ معترضین یہ کہتے ہیں کہ ایسے دلائل دیتے دیتے اور یہ لکھتے لکھتے کہ خاتم النبیین کے بعد نبی کیسا بالکل غیر متوقع طور پر ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو بقول علماء ربوہ اپنے آپ کو محدث کی بجائے بطور نبی کے اور زمرہ اولیاء کے فرد کی بجائے زمرۂ انبیاء کے فرد کے ظاہر کر دیا اور پھر اپنی عمر کے آخری قریباً ۷ سال تک بطور نبی ہی پیش کرتے رہے۔

علماءِ ربوہ کا اعتراف

علماء ربوہ اس تضاد کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ علماءِ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور اسے تسلیم نہیں کرتے علماءِ ربوہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک حضور ۵ نومبر ۱۹۰۱ء تک اپنے آپ کو بطور محدث اور بطور جماعت اولیاء کے فرد کے ہی پیش کرتے رہے ہیں اور زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے سے انکار کرتے رہے ہیں۔ لیکن ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو جو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" حضور نے شائع کیا اس میں حضور نے محدث ہونے سے انکار اور نبی ہونے کا اقرار شائع کیا اور تعریف نبوت جو پہلے لکھا کرتے تھے اس کو بھی تبدیل کر دیا۔

علماء جماعت لاہور کا نظریہ

علماءِ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور ان کے اس خیال کو درست تسلیم نہیں کرتے۔ اشتہار مذکورہ کی یا اس کے بعد کی جن تحریروں سے وہ ایسا سمجھتے ہیں ان کے بارے میں علماء انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کے نزدیک انکا یہ اجتہاد درست نہیں ان کے نزدیک ان تحریروں میں بھی حضور نے نہ تو جماعت انبیاء کا فرد ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نہ ہی نبوت کی تعریف بدلی ہے بلکہ اس کے برعکس ان تحریروں میں بھی حضور نے اپنے آپ کو حسب سابق محدث اور جماعت اولیاء کا فرد ہی ظاہر کیا ہے گویا جہاں تک حضور

کے مقام کا تعلق ہے ۱۹۰۱ء سے قبل اور بعد دونوں زمانوں کی تحریریں حضور کا ایک ہی مقام یعنی مقام ولایت ہی بتلاتی ہیں اس بارے میں ان میں قطعاً کوئی تضاد نہیں۔

جماعت لاہور کا فرض اور دعویٰ افضلیت برمسیح ناصری کی وجہ

اب جبکہ یہ حقیقت ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی ہے ایک تضاد کا قائل ہے اور دوسرا قائل نہیں تو حضور کی جماعت استدلال کرتا ہے اور حضور کی سابقہ تحریروں میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں بلکہ برعکس اس کے دونوں ایک ہی مفہوم کی حامل ہیں۔ انہی تحریروں میں سے ایک تحریر حضور کی کتاب حقیقۃ الوحی کی ہے جو اس کتاب کے ص۱۴۸ تا ص۱۵۵ پر پھیلی ہوئی ہے اس تحریر میں حضور نے ایک سائل کے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ پہلے آپ اپنے کو حضرت مسیح ناصریؑ سے افضل یا بڑھ کر نہیں کہتے تھے مگر اب آپ نے اپنے آپ کو ان سے بڑھ کر لکھا ہے علماء ربوہ اس کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ حضور بعض وجوہ کی بناء پر اپنے آپ کو نبی سمجھنے لگ پڑے تھے اور میں نے رسالہ "روح اسلام" کے فضیلت نمبر میں بالوضاحت یہ بتلایا تھا کہ حضور نے اپنے آپ کو بڑھ کر لکھنے کی بناء اپنے کسی اجتہاد یا اپنی سمجھ پر نہیں رکھی بلکہ الہام الٰہی پر رکھی ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

> "یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالےٰ
> خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے
> نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں
> مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے
> اپنے تئیں بہتر ٹھہراؤں (جناب کے
> لفظ بہتر ٹھہراؤں کو احباب ملاحظہ
> رکھیں۔ ناقل) خدا نے میرے ضمیر کی اس
> اپنی پاک وحی میں خبر دی ہے جیسا کہ وہ
> فرماتا ہے قل اُجَرِّدُ نفسی من
> ضروب الخطاب یعنی ان کو کہدے
> کہ میرا تو یہ حال ہے کہ میں کسی خطاب
> کو اپنے لئے نہیں چاہتا میرا مقصد
> اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے
> اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل
> ہے میرا اس میں دخل نہیں۔"
> (حقیقۃ الوحی ص۱۴۸)

حضور کی اس تحریر سے واضح ہے کہ حضور نے اپنے آپ کو جو حضرت مسیح ناصری سے بڑھ کر یا افضل لکھا ہے وہ خدا کے کسی الہام کی بناء پر لکھا ہے چنانچہ میں نے حضور کا وہ الہام بھی پیش کر دیا تھا جو ذیل میں دوبارہ لکھتا ہوں۔ اپنی کتاب کشتی نوح کے ص۱۵ پر حضور فرماتے ہیں:—

"میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تاہم میں ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں۔"

جناب قاضی صاحب کا اضطراب

جناب قاضی صاحب محترم نے اپنی کتاب "شان مسیح موعودؑ" میں میرے اس استدلال کو غلط ثابت کرنے کے لئے جس اضطراب کا اظہار کیا ہے وہ اس کتاب کے پڑھنے والوں سے مخفی نہیں رہ سکتا کہیں لکھتے ہیں "حضور جان گئے" کہیں لکھتے ہیں "آپ پر انکشاف ہو گیا" کہیں "سمجھ لینے" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ادھر ان کی تحریر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ میرا پیش کردہ حضور کا مندرجہ بالا الہام بھی اور حضور کا صرف اسی کو افضلیت کے دعوے کی بناء بنانا بھی انہیں پریشان کر دیا تھا اس لئے مجبوراً ان کو اس الہام کا ذکر کرنا پڑا جیسا کہ صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں :-

"چونکہ آپ پر یہ الہام بھی صاف لفظوں میں ہو گیا تھا کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے"

اسی طرح صفحہ ۲۹ پر لکھتے ہیں :-

"کیونکہ اس کے بعد آپ پر کشتی نوح میں مندرجہ الہام "مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے" بھی نازل ہو چکا تھا"

باوجود اس کے کہ حضور نے صرف اس الہام کو ہی افضل کہنے کی وجہ قرار دیا ہے نہ کہ اپنے کسی اجتہاد یا کسی اور الہام یا الہامات سے ایسا سمجھنے کو لیکن قاضی صاحب محترم اپنی کتاب میں باوجود اس کے اس الہام کو تو ثانوی حیثیت دے رہے ہیں اور حضور کے سمجھنے کو اولیت کا جامہ پہنا رہے ہیں بہر حال ان کے اس خیال کی غلطی پر تو مکمل روشنی اس وقت ڈالی جائے گی جب میں ان کی اس کتاب کا مفصل جواب لکھوں گا۔

نزاع لفظی نہیں بلکہ حقیقی ہے اور لفظی نزاع سے جناب قاضی صاحب کی ناواقفیت

سر دست تو میں صرف ان پر اور ان کے ہم خیال دوستوں پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے اور ہمارے درمیان جو نزاع یا اختلاف ہے وہ محض لفظی نہیں جیسا کہ انہوں نے بار بار اپنی کتاب میں ظاہر کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں :-

"پس ہم میں اور شیخ صاحب (مراد خاکسار) میں حضرت اقدس کے مقام نبوت میں کوئی حقیقی نزاع موجود نہیں صرف لفظی نزاع ہی پائی جاتی ہے"

پھر اسی صفحہ پر دوبارہ لکھتے ہیں :-

"پس ہم میں اور شیخ صاحب میں حضرت اقدس کی نبوت میں اختلاف محض لفظی نزاع کی حیثیت کا رہ جاتا ہے ہمارے نزدیک شیخ مصری صاحب اور ان کے ہم خیال حضرت اقدس کو کامل ظلی نبی ماننے کی وجہ سے در حقیقت تو حضور کو مقام نبوت پر ہی فائز مانتے ہیں گو وہ آپ کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد قرار دیں"

میں حیران ہوں کہ محترم قاضی صاحب ایک طرف تو یہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ظلی نبی جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے نہ کہ جماعت انبیاء کا تو پھر کس طرح ساتھ ہی یہ لکھ رہے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف محض لفظی حیثیت رکھتا ہے کیا نبی اور ولی جناب قاضی صاحب کے نزدیک مترادف الفاظ ہیں ایک شخص حضور کو نبی مانتا ہے اور دوسرا حضور کو ولی مانتا ہے تو کیا جناب قاضی صاحب کے نزدیک دونوں میں محض لفظی نزاع ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب قاضی صاحب اور اُن کے ہم خیال دوست لفظی نزاع کی حقیقت سے کلی ناواقف ہیں سو اُن کی آگاہی کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک لفظی نزاع کی جو حقیقت ہے اسے ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

حضور کے نزدیک لفظی نزاع کی حقیقت

حضرت اقدس مسیح موعودؑ جب اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف فرما رہے تھے تو حضور کو ایک رسالہ ملا جس کو مولوی عبداللہ صاحب قصوری نے شائع کیا تھا اس رسالہ کے آخر میں مولوی صاحب موصوف نے الہام اور وحی کے بارے میں بھی اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ اولیاء اللہ کو جو الہامات ہوتے ہیں ان کو وحی کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے لیکن الہام کے نام سے انہیں موسوم نہیں کیا جا سکتا اس خیال کی مفصل تردید فرماتے ہوئے حضور اپنی کتاب براہین احمدیہ میں از صفحہ ۲۱۶ تا ۲۴۲ پر لکھتے ہیں :-

"لیکن اگر مولوی صاحب عرف عام کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو انہیں اختیار ہے کہ جو اولیاء اللہ کو خدا کی طرف سے کوئی غیبی خبر دی جاتی ہے اس کا نام وحی الاطلاع اور وحی الالہام رکھیں مگر مناسب ہے کہ اس قدر ضرور ظاہر کر دیں کہ ہم میں اور دوسری جماعت مسلمانوں میں نزاع لفظی ہے یعنے جن اطلاعات الٰہیہ کا نام ہم وحی رکھتے ہیں انہی کو علمائے اسلام اپنے عرف میں الہام بھی کہدیا کرتے ہیں لیکن اصل مطلب میں ہمارا اور ان کا بکلی اتفاق ہے تا لوگ ان کی نسبت شبہ اور شک میں نہ رہیں اور ان کا مشتبہ کلام موجب فتنہ نہ ٹھہرے"

کیا حضور کی مندرجہ بالا تحریر سے واضح نہیں ہوتا کہ دو کلاموں میں لفظی نزاع کا اطلاق اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ یہ دونوں کلام ایک ہی مفہوم کے حامل ہوں اگر مفہوم میں فرق پیدا ہو جائے تو پھر ان میں اختلاف لفظی نزاع کی حیثیت نہیں رکھ سکتا۔

کامل ظلی نبی کے مفہوم میں اختلاف

گو آپ اور ہم دونوں حضرت اقدس کو کامل ظلی نبی ہی تسلیم کرتے ہیں لیکن آپ کے نزدیک کامل ظلی نبی کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اس وجہ سے زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں اور بدیں وجہ حضور کا انکار کرنے والا مسلمان بھی اُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا کا مصداق ہے یہاں تک کہ اگر اس کے ہاں بچہ پیدا ہو کر آواز نکالنے کے بعد مر جائے تو آپ کے نزدیک اس کا جنازہ بھی اسی طرح جائز نہیں جس طرح ایک عیسائی یا ہندو بچے کا جائز نہیں اور ہمارے نزدیک اس لفظ کا مفہوم یہ ہے کہ حضور جماعت اولیاء کے سر فہرست ہیں جس طرح کہ حضرت نبی کریم صلعم جماعت انبیاء میں سر فہرست ہیں پس اولیاء میں سر فہرست ہونے کی وجہ سے آپ زمرۂ اولیاء سے نکل کر زمرۂ انبیاء میں داخل نہیں ہو سکتے رہیں گے بہر حال جماعت اولیاء کے ہی فرد بدیں وجہ آپ کا منکر گو ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا لیکن کافر کسی صورت میں نہیں ہو سکتا۔ پس دونوں فریق کامل ظلی نبی کا جو مفہوم لے رہے ہیں ان میں اس قدر بین فرق کے ہوتے ہوئے جو زمین اور آسمان کا فرق کہلا سکتا ہے کس طرح یہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ دونوں جماعتوں میں اختلاف یا نزاع محض لفظی نزاع کی حیثیت رکھتا ہے امید ہے جناب قاضی صاحب محترم اور ان کے دیگر ہم خیال لوگ دونوں جماعتوں میں جو نزاع ہے اس کو محض لفظی نزاع کہہ کر جماعت کے حقیقت حال سے ناواقف دوستوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش سے آئندہ اجتناب فرمائیں گے کیونکہ تقوی اللہ کا تقاضا یہی ہے۔

مسلم ہائی سکول کی تاریخ میں

شاندار نتیجہ میٹرک

امسال سکول ہذا سے ۹۴ طلباء نے امتحان میٹریکولیشن میں شرکت کی۔ اور ۹۳ طلباء نے کامیابی حاصل کی۔ ۳۶ طلباء فسٹ ڈویژن۔ ۴۱ سیکنڈ ڈویژن اور صرف ۱۶ طلباء ... تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ بحیثیت مجموعی نتیجہ ۹۹ فیصد رہا۔ جبکہ بورڈ کا نتیجہ ۷۰ فیصد ہے۔ سکول ہذا کی تاریخ میں ایسے اعلیٰ نتیجہ کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک طالب علم نے وظیفہ حاصل کیا۔ مزید چند طلباء کے وظائف آنے کی امید واثق ہے۔

سکول اس شاندار کامیابی پر ان تمام اساتذہ کا تہ دل سے ممنون احسان ہے جن کی پرخلوص مساعی جمیلہ سے یہ شاندار کامیابی حاصل ہوئی۔ خاص طور

مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

حیات و وفات مسیح

اور پیدائش مسیح پر ایک مختصر سا تبصرہ

ہماری جماعت کے ایک معزز رکن میاں عبدالرحمٰن صاحب ایس ڈی او انجنیئر احمدیت کا ایک عملی نمونہ ہیں وہ نہ صرف اپنے گھر میں احمدیت کے پر جوش مبلغ ہیں جس کے اثر سے اس کی ساری اولاد ماشاءاللہ ٹھیٹھ احمدی ہے بلکہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں صدہا روپیہ کا لٹریچر خرید کر مفت بھجواتے رہتے ہیں اور اپنے خطوط میں نہ صرف رسمی خیر و عافیت پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ ایک ہمہ وقت پُر جوش مبلغ کی طرح تبلیغ کا حق بھی ادا کرتے ہیں۔ گذشتہ دنوں انہوں نے جو خطوط لکھے ان میں سے ایک کا مفصل جواب انہیں موصول ہے جس پر مختصر تبصرہ کا مجھے موقعہ ملا ہے۔ جو حسب ذیل ہے:۔

عبدالحق ودیارتھی

مکتوب گرامی موصول ہوا جسے پڑھ کر ایک گونہ خوشی ہوئی۔

(۱) آپ بہت حد تک وسیع القلب ہونے کی وجہ سے ہمارے ساتھ متفق ہیں مثلاً مجددین کی بعثت کے آپ منکر نہیں صرف چودہویں صدی کے مجدد کے تعین میں اختلاف ہے یہ اختلاف ایسا نہیں کہ مٹایا نہ جا سکے امید ہے باہمی تبادلۂ خیالات سے انشاءاللہ تعالےٰ بہت فائدہ ہوگا۔

(۲) وفات مسیح کے متعلق آپ کا خیال یہ ہے کہ احادیث میں چونکہ نزول مسیح کا ذکر ہے لہذا ان کی وفات نہیں ہوئی۔ قرآن مجید سے حیات مسیح کی دلیل پیش نہ کرنا اور محض احادیث پر اس کی بناء سمجھنا گویا حدیث کو قرآن مجید پر قاضی بنانا ہے جسے آپ بھی صحیح نہ سمجھتے ہوں گے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مرزا نے وفات مسیح پر بحث قرآن مجید کی آیات کی بناء پر کی ہے۔ اگر کوئی حدیث قرآن مجید کی صراحت کے خلاف ہو تو حدیث کو ترک اور قرآن کو اختیار کرنا پڑیگا یا حدیث کی تاویل کرنا پڑے گی۔

(۳) مگر آپ کا یہ خیال ہے کہ قرآن مجید نے فرمایا نبوۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی آپ فرماتے ہیں بالکل درست مگر حدیث میں ہے کہ مسیح (جو مستقل صاحب شریعت نبی ہے) آنے والا ہے یہ بھی صحیح ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا جناب مسیح اپنی نبوت آسمان پر ہی رکھ آئیں گے اور آتے ہی سب سے پہلے یہ اعلان کریں گے لوگو مجھے اب نبی نہ کہنا، میں اب امتی بن گیا ہوں انجیل کو چھوڑ کر ...... کسی مولوی سے قرآن مجید پڑھوں گا اور علماء کی اقتداء میں نماز ادا کروں گا وغیرہ وغیرہ تو ان باتوں کا جواب تبیاناً لکل شئی کتاب نے ضرور دیا ہوگا یا احادیث میں اس کی مزید وضاحت ہوگی اگر نہیں تو وفات مسیح ان ساری مشکلات کا شافی جواب ہے قرآن مجید کی نص صریح یہ ہے کہ نبی معطل ہوتا ہے معطل نہیں ہوتا اور اللہ تعالےٰ نبوت دے کر پھر کسی سے واپس نہیں لیتا۔

پیدائش انسانی کا قاعدہ کلیہ اس میں مسیح کی استثنےٰ؟

(۴) قرآن مجید نے فرمایا آدم کو ہم نے مٹی سے پیدا کیا، اس کے بعد اس کی نسل کی عورت اور مرد کے ملے جلے نطفہ سے تخلیق کی۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے آپ نے تسلیم کر لیا مگر صرف مسیح کو مستثنےٰ قرار دیا۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا جب قاعدہ کلیہ ایک کی استثنےٰ سے ٹوٹ گیا تو دس بیس سو ہزار کی استثنےٰ میں روک کہاں سے پیدا ہوئی۔ استثنےٰ کو ایک پر محدود کرنا کس دلیل کی بناء پر ہے؟

(۵) جناب مسیح کی کم و بیش ۲۱ خصوصیات یا مستثنیات عام علماء بیان کرتے ہیں غور کیجئے اس قدر مستثنیات کیا اس کے خدا ہونے کا رستہ تو صاف نہیں کرتیں تاکہ دیو بندی حضرات کا عقیدہ کہ خدا اپنے جیسا خدا بنا سکتا ہے، کا عملی ثبوت بہم پہنچایا جا سکے؟

احمدی احادیث کے منکر نہیں

(۵) ایک دلیل آپ نے دو تین مرتبہ لکھی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دلیل آپ کو بہت مضبوط معلوم ہوئی ہے دلیل یہ ہے:۔

"اگر احادیث کا اہل اسلام سے کوئی واسطہ نہیں تو وہ احادیث جن میں ایسے عقائد پائے جاتے ہیں غلط اور ناقابل قبول رہیں گے کیونکہ ان احادیث کے مطابق اگر کوئی شخص اپنی مسیحیت کا دعوےٰ کرتا ہے تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ ذرا غور فرمائیں"

اگر آپ کچھ سال احمدی رہ چکے ہیں تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ احمدی احادیث رسول اللہ صلعم کے ہرگز منکر نہیں۔ البتہ وہ احادیث جو قرآن مجید کے موافق مگر ایک حصہ مخالف ہو تو بھی ہم صحیح حصہ حدیث کی قدر کرتے اور اسے واجب العمل سمجھتے ہیں اور یہ ایک مضبوط اصول ہے جو محدثین کو مسلم ہے۔

مسیح کو ہزارہا سال تک آسمان پر زندہ رکھنے میں حکمت؟

(۶) مکرم میاں صاحب کے اس سوال کے جواب میں کہ خدا تعالےٰ کو کیا ضرورت تھی کہ ایک نبی ناصری کو اپنے پاس محفوظ رکھے اور مسلمانوں کی مدد (نہ کہ ہدایت) کے لئے بھیجے۔ آپ فرماتے ہیں:۔ یہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے تو ہمیں بلا حیل و حجت مان لینا چاہئے، آپ اپنی اس عبارت کو بار بار پڑھیں کہ آپ کیا لکھ گئے ہیں؟ مسیح ناصری کو اللہ تعالےٰ نے اپنے عام قانون کے خلاف اپنے پاس محفوظ رکھا ہے۔ مگر اس کی دلیل کو بھی کہ کیوں محفوظ رکھا ہے؟ اپنے پاس محفوظ کر لیا ہے اور ہم سے تقاضا یہ ہے کہ بلا حیل و حجت (یعنی اس دعوےٰ کو بلا دلیل سمجھ کر) مان لو حالانکہ یہ امر قرآن مجید کے اپنے دعوےٰ کے خلاف ہے جہاں وہ ہم سے کوئی بات منواتا ہے تو اس کی دلیل بھی بیان فرماتا ہے اور یہی معنی ہیں تبیاناً لکل شئی کے۔ کہ اس میں کوئی دعوٰی بلا دلیل نہیں۔

اگر ہم کسی بات کو بے دلیل سمجھ کر نہ مانیں تو قیامت میں ہم سے ہرگز بازپرس نہ ہوگی کہ اس نے بلا دلیل کیوں نہ مانا اور اگر آپ سے اللہ تعالےٰ نے پوچھ لیا کہ تم نے مولانا اشرف علی تھانوی اور جمال الدین افغانی کو بلا دعوےٰ و دلیل مجدد مان لیا مگر حضرت مرزا صاحب کو دلائل اور دعاوی سن کر بھی نہ مانا تو کیا جواب؟

حیات مسیح کے عقیدہ میں کیا دین اسلام کی ہتک نہیں؟

(۷) آپ کی یہ دلیل بھی خوب رہی کہ:۔ "اگر اس عقیدہ (حیات مسیح) سے نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک اور مسلمانوں کی ہتک کا پہلو نکلتا ہے تو یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) سوچنی چاہیئے تھی مجھے اور آپ کو فکر کی ضرورت نہیں۔"

میرے عزیز دوست ہماری زندگی کا واحد مقصد یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم اور دین اسلام کی ہتک نہ ہو اور اس فکر میں ہم اپنی جان اور مال قربان کر دیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز ہرگز کوئی بات ایسی نہیں فرمائی جس میں خود حضور کی اور دین اسلام کی ہتک ہو۔ مگر بعض علماء نے "خدا اپنے جیسا خدا بنا سکتا ہے یا نہیں؟ خدا جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟" ایسی بے کار بحثیں کرکے رسول اکرم صلعم اور دین اسلام کی ہتک کی ہے جی نہیں چاہتا کہ جو علماء فوت ہو چکے ہیں ان کے ترجمہ قرآن اور رسائل کے حواشی نقل کرکے ان کی تنقیص کی جائے، اللہ تعالےٰ ان کی کمزوریوں کو معاف فرمائے۔

فرشتہ نے حضرت مریم کو ہرگز نہیں کہا کہ تیرا بیٹا بغیر باپ کے ہوگا

اس کے بعد آپ نے مرزا معصوم بیگ صاحب کے ٹریکٹ کا ایک طویل فقرہ نقل کرکے لکھا ہے:۔

"اگر آپ قرآنی آیات کو دوبارہ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بشارت دیتے وقت فرشتہ نے بتایا تھا کہ پیدا ہونے والا بیٹا کسی مرد سے نہیں ہوگا بلکہ وہ صرف ابن مریم ہوگا اور اس بناء پر مریم نے تعجب کا اظہار کیا تھا"

ہم نے فرشتہ کی بشارت کے الفاظ کو بار بار پڑھا ہے جو الفاظ آپ نے لکھے ہیں یہ قرآن مجید میں نہیں ہیں

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

ڈاکٹر شیخ عبد السلام صاحب خیری سہارنپوری

ختمِ نبوّت اور حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمۃ

(۲)

اس عبارت میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ نے فی الحقیقۃ اس اعتراض کا جواب دیا تھا جو آپ کے مسیح موعود ہونے پر کیا گیا تھا کہ آپ نبی نہیں اور حضرت عیسےٰؑ نبی تھے اس لئے آپ مثیلِ مسیح نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک غیر نبی نبی کی مثل کس طرح ہو سکتا ہے۔ علماء نے یہ اعتراض اس لئے کیا تھا تا کہ مرزا صاحب کا دعوئے مسیح موعود باطل ہو جائے۔ علماء کا یہ اعتراض درحقیقت جہالت پر مبنی تھا۔ حدیث میں ہے کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مثل ہیں۔ علماء کے اس اعتراض کا جواب مرزا صاحب نے مندرجہ بالا عبارت میں دو طرح پر دیا ہے اوّل تو یہ کہ آنے والے مسیح کے لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوّت شرط نہیں ٹھہرائی۔ دوسرے یہ کہ جہاں تک کہ مماثلت کا سوال ہے اس میں کچھ نقص واقع نہیں ہوتا اس لئے کہ آپ محدّث ہیں اور محدّث کو نبی سے ایک مشابہت حاصل ہے۔ مرزا صاحب نے اس مشابہت کی وجوہ بھی بیان کر دی ہیں کہ دونوں سے خدا تعالےٰ ہم کلام ہوتا ہے۔ دونوں کی وحی دخلِ شیطان سے منزہ ہوتی ہے۔ دونوں خدا کی طرف سے مامور ہوتے ہیں۔ اپنی اپنی جگہ علیٰ قدر مراتب دونوں کا انکار مستوجب سزا ٹھیرتا ہے۔ اب کسی کو ان امور سے انکار نہ ہو سکتا تھا۔ اور پھر نہ کسی کو یہ جرأت ہوتی۔ کہ حدیث میں ان باتوں کے ہونے کا انکار کرے۔ لیکن اس کے بعد مرزا صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے کہ جزئی طور پر اس اُمت کے لئے نبوّت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ ان الفاظ کو علماء نے دعوئے نبوت قرار دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ان علماء کی حالت کو دیکھو، پہلے کہا کہ تم نبی نہیں اس لئے مثیلِ مسیح کیسے ہو سکتے ہو۔ جب بتایا گیا کہ محدّث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے کیونکہ اس میں نبوّت جزئی طور پر موجود ہوتی ہے تو فوراً ہی مولوی لے اُڑے کہ میرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس لئے کافر ہے۔ مَیں اہلِ علم حضرات سے عرض کرونگا کہ کسی شخص کی عبارت کے ایک فقرہ سے کوئی نتیجہ نکالنا اور سیاق و سباق کو چھوڑ دینا اصولِ تاویل کے بالکل خلاف ہے۔ جب جواب اعتراض کے پہلے ہی فقرہ میں مرزا صاحب نے صاف طور پر کہہ دیا کہ آنے والے مسیح کے لئے نبوّت شرط نہیں ہے بلکہ وہ عام مسلمانوں کی طرح ایک مسلمان ہوگا اور مسلمانوں کا امام ہوگا تو .... دوسرے فقرہ کا مفہوم اس کے خلاف کیونکر لیا جا سکتا ہے۔ ما سوا اس کے اگر اس دوسرے فقرے پر ہی غور کریں تو وہاں بھی کوئی امر قابلِ اعتراض نظر نہیں آتا۔ جزئی طور پر وحی اور نبوّت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہونا کیا ایک حقیقت نہیں اور کیا خود حدیثوں میں صاف طور پر نہیں آیا ہے کہ رؤیائے صالحہ نبوّت کا چھیالیسواں (۴۶) حصّہ ہے؟ چنانچہ مرزا صاحب اسی کتاب توضیح مرام میں آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:—

"اور تم نے حدیث کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ رؤیائے صالحہ نبوّت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے یعنے نبوت تامہ کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جزو ہے۔ پس جب رؤیائے صالحہ کے لئے یہ مرتبہ ہے تو اس کلام کا کیا مقام ہوگا جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بندوں کے دلوں کی طرف وحی کیا جاتا ہے سو جان لو اللہ تمہیں مدد دے کہ ہماری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ نبوّت جزئی کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں۔ اور اس نوع میں اور کچھ نہیں سوائے بشارتوں کے اور انذار کے اور غیب کے امور کے اور قرآنی لطائف کے اور علم لدنی کے اور نبوّت جو تامہ کاملہ ہے اور سب کمالات وحی کو اپنے اندر جمع رکھتی ہے تو ہم اس کے اس دن سے منقطع ہونے پر ایمان لاتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی وما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللّٰہ و خاتم النّبیّین کہ محمد (صلعم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے"

مَیں کہتا ہوں کون شخص ہے جو اس حقیقت کا انکار کر سکتا ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ اُمتِ محمدیہ میں ہزارہا اولیاء اللہ رؤیائے صالحہ سے اُوپر الہام اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے رہے ہیں تو جب رُؤیا ایک جزو نبوّت ہے تو یہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ الہام بھی جزوِ نبوّت ہے اور اس لئے صاحب الہام جزئی نبی کہلا سکتا ہے یاد رہے کہ یہاں لفظ نبی کا استعمال صرف لغوی معنوں میں لیا جائے گا۔ یعنے خدا سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف پانے والا۔ اسی کو محدّث کہتے ہیں۔ یہ وہ عبارت تھی جس پر علماء نے مرزا صاحب پر کفر کا فتوےٰ لگایا اور تمام صراحتوں کو پس پشت پھینکتے ہوئے ایک لفظ کا منشاء صراحتِ عبارت کے خلاف لیکر مرزا صاحب جیسے بزرگ شخص کو کافر قرار دے دیا۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ ان الفاظ میں کچھ ابہام تھا تو جو جواب مرزا غلام احمد صاحبؒ کی طرف سے اس کفر کے فتوے کا دیا گیا تھا وہ اس قدر کھلا اور صاف تھا کہ مکفرین میں اگر کوئی خدا کا خوف اور انصاف کا مادہ ہوتا تو فوراً اپنے فتوے سے رجوع کر لیتے۔ وہ جواب کیا تھا؟ شہر دھلی میں اس کا جواب اعلان مؤرخہ ۲- اکتوبر ۱۸۹۱ء میں شائع کیا۔ فرماتے ہیں:—

"اس عاجز نے سُنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوّت کا مدعی۔ ملائک کا منکر، بہشت دوزخ کا انکاری۔ اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ میں نہ نبوّت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں اُن تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رُو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوّت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی .... اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم و سمیع اول الشاہدین ہے کہ مَیں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔"

باقی آئندہ

عیسائیت — اور — اسلام

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ اعلان آج سے قریباً ستر سال پہلے کیا تھا جس کا عملی ثبوت آج کئی ایک مسیحی حضرات اور پادری صاحبان کے بیانات سے مل چکا ہے۔ اس سلسلہ میں مشہور امریکی جریدہ "نیوز ویک" مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء کے ایک مضمون سے ذیل اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:—

یونانی فلسفیانہ نظریات کا چربہ ہے

"بہت سے عیسائیوں کے نزدیک مسیح کے متعلق پرانے نظریات فی زمانہ بالکل بے معنی نظر آتے ہیں۔ پہلی صدی عیسوی کے عیسائی مسیح کو مختلف ناموں سے یاد کرتے تھے۔ اوّل تو وہ اسے مسیح کہتے تھے یعنی مسح کیا ہوا۔ پھر وہ اسے آقا، نجات دہندہ ابن آدم اور رسول کہکر پکارتے تھے۔ ان ناموں کے ذریعہ ظاہر کرتے تھے کہ عملاً مسیح انسانوں کے لئے کیا کچھ کر دکھاتا ہے۔ چرچ کے بڑے بڑے پادریوں نے بعد ازاں یونان کے فلسفیانہ نظریات کی مدد سے یہ بتانا شروع کیا کہ مسیح اپنی ذات میں کیا تھا انہوں نے کہا تثلیث مقدس کے اقانیم ثلاثہ باپؔ۔ بیٹاؔ۔ رُوح القدسؔ ہیں۔ مسیح دوسرا اقنوم ہے جو بیک وقت انسانیت اور الوہیت دونوں کا حامل ہے۔ مراد اس سے یہ تھی کہ وہ مکمل خدا اور مکمل انسان ہے۔"

الوہیت مسیح کا مسئلہ شاعرانہ تخیل کی حیثیت رکھتا ہے

مسیحی یونیورسٹیوں کے اساتذۂ دینیات کی رائے

"فی زمانہ بعض ہم عصر عیسائی مسیحی دینیات کے اُستاد رینہولڈ نیبہر (REIN HOLD NEBOUHR) کی طرح مسیح کے روایتی قصّہ کو خدا اور بندہ کے باہمی ملاپ کی ایک بامعنی علامت سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک یہ کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جس کی تاریخ سے تصدیق ہو سکے۔ کیلیفورنیا کے ایپسکوپل بشپ جیمز اے پائیک (JAMES A PIRE) نے تثلیث اور مرکز حیات کے واقعہ کو سرے سے مسترد کر دیا ہے اور بعض تنقید و تجزیہ کے عادی اساتذۂ دینیات کے نزدیک جن میں سے ایک ٹمپل یونیورسٹی میں مذہبیات کے پروفیسر ڈاکٹر پال وان بیورن (DA DAUL VAN BUREN) بھی ہیں الوہیت مسیح کا سارا تذکرہ خواہ اس کی بنیاد فلسفۂ مابعد الطبیعات پر یا انجیل پر ہو شاعرانہ تخیّل سے زیادہ اور کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔"

مسیحؑ کو خود علم نہ تھا کہ وہ خُدا ہے

بروکلین کے سینٹ فرانسس کالج میں شعبۂ دینیات کے صدر فرانسسکس برادر، عیسیٰ ادر میک کیرن (ISADOR MC CARRON) کا کہنا ہے کہ مسیح کی الوہیت کو چرچ کی طرف سے کبھی بھی دو اور دو چار کی طرح واضح طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا ہے مجھے یقین ہے کہ مسیح کو خود اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہ خدا ہے۔

ایک فلم میں الوہیت مسیحؑ کے عقیدے سے بیزاری

الوہیت مسیح کے عقیدہ سے خود مسیحیوں کی بیزاری کا ذکر کرتے ہوئے مضمون میں ایک عجیب و غریب انکشاف بھی کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ کہ اٹلی کے ایک فلمساز ادارے نے مسیح علیہ السلام کی زندگی پر مشتمل ایک فلم تیار کی ہے۔ اس فلم کو مسیح علیہ السلام

(باقی برصفحہ کالم ۳)

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج

یہ خوشخبری حضرت مسیح موعودؑ نے آج سے پون صدی پہلے دنیا کو دی تھی جس کا عملی نظارہ ہم نے ووکنگ مسلم مشن، جرمن مسلم مشن کے ذریعہ مسلمان ہونے والے کئی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ یورپین حضرات کے اعلانات کی شکل میں دیکھا جس میں انہوں نے اسلام کی عظمت و صداقت کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے۔ ذیل میں انگلستان کے مشہور عالم مؤرخ و محقق پروفیسر ٹائن بی کی ایک تازہ تصنیف جس سے جو "تہذیب دوراہے پر" کے نام سے شائع ہو کر ہزاروں کی تعداد میں دنیا کی چیدہ لائبریریوں میں پہنچ چکی ہے، چند اقتباسات نقل کرتے ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام کے عالمگیر اور دل نشین نظریات آہستہ آہستہ یورپین دل و دماغ میں سرایت کرتے چلے جا رہے ہیں اور وہ دن دُور نہیں جب اسلام کا نور مغرب کی وادیوں میں جلوہ گر ہو کر رہے گا انشاء اللہ تعالےٰ۔

اسلام نسلِ انسانی کی عظیم خدمت انجام دے سکتا ہے

"اگر ہم اسلامی اصُولوں کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ان میں کچھ اصُول ایسے ہیں کہ اگر مغربی سوسائٹی پر اُن کا اطلاق ہوا تو اس کے انتہائی اہم اور دُور رس نتائج حاصل ہوں گے اور یہ یقینی امر ہے کہ مستقبل قریب میں ہی ایسا ہو جائے گا۔ موجودہ مغربی ماحول میں دو عظیم خطرات موجود ہیں۔ ایک نفسیاتی ہے اور دوسرا مادی! اور یہ عظیم خطرات موجودہ دَور کی سوسائٹی میں نہایت غالب ہیں۔ پہلا خطرہ (جس سے سوسائٹی کے نابود ہونے کا خطرہ ہے) وہ نسلی منافرت کا احساس ہے (یعنے گورے رنگ کی اقوام اپنے آپ کو برتر خیال کرتی ہیں) اور دوسرا عظیم خطرہ "شراب" کی صورت میں موجود ہے اسلام ایک ایسی جدوجہد کو عمل میں لا رہا ہے کہ وہ ان دونوں بدیوں کو مٹا کر انسانیت کی ایک عظیم خدمت انجام دے سکتا ہے اور یہ خدمت ہماری اخلاقی اور مجلسی قدروں کے اعتبار سے انتہائی اہم ہوگی!"—

اسلام کا عظیم کارنامہ

نسلی برتری اور منافرت کا احساس نہ صرف اسلام میں موجود نہیں بلکہ انسانی قلب میں سے اس کو یکسر مٹا دینا اسلام کا ایک عظیم کارنامہ ہے اور آج کی دنیا چلا چلا کر اسلام کی اس خصوصیت کو اپنانے کی دعوت دے رہی ہے۔ بدقسمتی سے مغربی طاقتوں کا وہ گروہ جو گزشتہ چارسو سال سے دنیا کے اکثر حصّے پر غالب ہو چکا ہے اس لعنت میں گرفتار ہو گیا ہے اور اب فطرتوں میں یہ احساس رفتہ رفتہ غلبہ پکڑ رہا ہے کہ اس لعنت کو ختم ہونا چاہیئے۔" (تہذیب دوراہے پر صفحہ ۲۰۵)

اسلام کا تاریخی کردار

"دو عظیم الشان تاریخی مواقع پر اسلام کی قوت مشرق وسطیٰ سے ابھر کر مغربی قوتوں سے ٹکرائی۔ پہلا موقعہ تو اس وقت آیا جب حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جانشین خلفاء کے زمانے میں اسلام نے شام اور مصر کے علاقوں کو آزاد کرایا۔ اور ایسی قوت سے آزاد کرایا جو ایک ہزار سال سے اُن پر مسلّط تھی۔ پھر دوسرے موقع پر اسلام نے نورالدین زنگی۔ صلاح الدین اور مملوکوں کے زمانے میں صلیب پرستوں اور منگولوں کے خلاف زبردست مورچے قائم کئے اور اسلامی دبدبہ اور شوکت کا اثر دلوں پر قائم کیا۔ اب آج اگر انسانیت نسلی منافرت کے گڑھے میں گر کر ایک اور نسلی جنگ کو دعوت دے

معاصرین کے افکار

یورپ میں تبلیغ اسلام

معاصر "شہاب" کے کالم نویس جناب رمزی لکھتے ہیں :-

" رمزی نے اس خبر کو بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھا کہ صوبائی وزیر اوقاف ملک محمد حیات ٹمن نے صوبائی اسمبلی کو بتایا کہ حکومت تبلیغ اسلام کے کام میں بڑی دلچسپی لے رہی ہے اور اس پر بڑا مال خرچ کر رہی ہے - اس سے زیادہ یہ کہ منصوبے بڑے حسین اور خوبصورت ہیں مثلاً امریکہ، برطانیہ، افریقہ اور لاطینی ملکوں میں تبلیغی مراکز کھولے جائیں گے تمام معروف زبانوں میں تبلیغی لٹریچر شائع کیا جائے گا - فرمایا کہ جامع اسلامیہ بہاول پور میں مبلغین کی تربیت کے لئے کلاسیں کھولی گئی ہیں - جہاں ——— نامعلوم التعداد طالب علم تربیت حاصل کر رہے ہیں "

ظاہر ہے - یہ خبر رمزی کے لئے نہایت خوشی کی خبر ثابت ہوتی .... لیکن خوشی کا پہلا جوش جب آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونے لگا تو رمزی کے ذہن میں مختلف سوالات اُبھرے جنہوں نے اسے آہستہ آہستہ نارمل کر دیا......... "

" رمزی نے نہ جانے کیوں اس سوال کو جیومیٹری کے اصول پر حل کرنے کی کوشش کی اور فرض کیا کہ انگلستان میں جو مبلغین اسلام کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے ہیں ان میں سے ایک اہلحدیث تھا - دوسرا دیوبندی تیسرا بریلوی اور چوتھا اثنا عشری مسلک فکر کا نمائندہ - یہ چاروں محبان دین جب انگلستان میں پہنچے اور انہوں نے حقیقت کے متلاشی انگریزوں کے سامنے اپنے اپنے انداز میں اسلام رکھا - ان علماء کے تبحرّ علم کی شہرت انگلستان میں ہوئی اور حق کے متلاشی ایک انگریز نے باری باری اسلام کے بارے میں ان سے معلومات حاصل کرنا چاہیں - یہ حضرات اپنی اپنی جگہ جو جواب ارشاد فرمائیں گے ان کا مجموعی تاثر کیا ہوگا -

مثلاً ایک صاحب کہیں گے فلاں فلاں کام یا اعمال بدعتیں ہیں اور ہم ان کو جائز نہیں سمجھتے - دوسرے صاحب کہیں گے یہ ان اعمال کو بدعت کا نام دیتے اور ناجائز قرار دیتے ہیں ہم ان کو پورا مسلمان ہی نہیں سمجھتے - تیسرے صاحب کہیں گے پورا مسلمان کیا دائرہ اسلام ہی سے خارج ہیں ؟ اور جو ان کو پورا مسلمان ہی نہیں سمجھتا اور سمجھتا ہے کہ وہ کم ازکم آدھے مسلمان ہیں ہم ان کے سلسلے میں کبھی اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں اور کسی مناسب موقع پر جب کوئی مسجد ہمارے ہتھے چڑھی تو اپنی رائے کا اظہار کریں گے - چوتھے بزرگ، بالکل ہی صاف گو ثابت ہوں گے اور فرمائیں گے کہ پہلے تینوں صاحبان اپنے قانون کے لئے جن مآخذ کو مستند سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک وہ تمام غیر مستند ہیں - اس لئے ان کے یہاں رائج الوقت قانون کو ہم اسلام کا قانون نہیں مانتے لہٰذا ان کے ماتحت رہنے اور ماتحت ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

سوال یہ ہے کہ حق کا متلاشی انگریز ان چاروں احباب کی گفتگو سننے کے بعد کیا کرے گا - اور اپنی پیاس بجھانے کے لئے کہاں جائے گا ؟ رمزی کے ایک دوست کا خیال ہے کہ اس کے بعد اسے سیدھا دوبارہ انگلستان کا رُخ کرنا چاہئے - اور جلد از جلد اپنے سارے ذہنی انتشار سے نجات حاصل کر لینی چاہئے " (شہاب لاہور ۳ ۷/۶۶)

حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصیدہ کا سرقہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مشہور کتاب آئینہ کمالات اسلام کے عربی حصے کے آخر میں ایک قصیدہ بزبان عربی تحریر فرمایا ہے جس کا آغاز

یا عین فیض اللہ والعرفان سے ہوتا ہے - اس قصیدہ کے متعلق حضور خود تحریر فرماتے ہیں :-

هٰذه القصيدة انيقة رشيقة ممارة من لطائف الادبية والفرائد العربية فى مدح سيدى و سيد الثقلين خاتم النبيين محمد الذى وصفه الله فى الكتاب المبين .... "بل كلما قلت فهو من ربى الذى هو قرينى و مؤيدى الذى هو معى فى كل حينى "

یعنی یہ ایک عمدہ اور لطیف قصیدہ ہے جو ادبی لطائف اور عربی زبان کے نفیس جواہر ریزوں سے پُر ہے اور میرے آقا اور سردارِ دو جہاں حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھا گیا ہے جن کی تعریف اللہ تعالےٰ نے کتاب مبین میں فرمائی ہے .... جو کچھ میں نے کہا ہے وہ میرے رب کی طرف سے ہے جو میرا رفیق ہے اور ایسا مؤید ہے جو ہر وقت میرے ساتھ ہے -

حال ہی میں ایک کتاب نظر پڑی جو مولوی جان محمد صاحب ایم اے - ایم - او - ایل - منشی فاضل و مولوی فاضل سابق عربی و فارسی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول فیروز پور نے اصلی عربی بول چال مکمل کلاں مع گرامر اینڈ ٹرانسلیشن کے نام سے تصنیف کی ہے - یہ کتاب منشی عزیز الدین پبلشرز و تاجران کتب کشمیری بازار لاہور نے شائع کی ہے - اس کتاب کے اختتام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قصیدہ - یا عین فیض اللہ والعرفان نقل کیا گیا ہے مگر افسوس قطعاً یہ تحریر نہیں کیا گیا کہ یہ قصیدہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کا ہے بلکہ اس قصیدہ کے وہ اشعار جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر آتا ہے ان کو عمداً چھوڑ دیا گیا ہے - چنانچہ شعر

قد مات عیسیٰ مطرقا و نبینا
حیّ ربی انہ و رٰانی

سے

فاعلم بان العیش لیس بثابت
بل مات عیسیٰ مثل عبد فان

حذف کر دیئے گئے ہیں -

وہ لوگ جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوذ باللہ ہتک کی ہے انہیں ضرور یہ قصیدہ پڑھنا چاہئے - اس قصیدہ کا سرقہ اس امر کا عملی اعتراف ہے کہ بانی احمدیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے نیز یہ کہ عربی زبان میں آپ کی لیاقت نہایت اعلےٰ درجہ کی تھی - والفضل ما شهدت به الاعداء - (الفضل)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے والے عیسائی

اسرائیل کی ہیبرو یونیورسٹی ایک قدیم عربی مخطوطہ کی طباعت کا انتظام کر رہی ہے جس سے یروشلم میں پہلی صدی عیسوی میں ایک موحد عیسائی فرقہ کے حالات کا پتہ چلتا ہے دیگر میں اسے یہودی فرقہ کہا گیا ہے حالانکہ اگر وہ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت پر ایمان لائے تو یہودی کب رہے ؟ یہ لوگ حضرت عیسےٰ کو خدا کا بیٹا ماننے کے بجائے نبی مانتے تھے - دوسرے عبرانی فرقوں کے دباؤ کے باعث انہیں ۶۲ء میں وہاں سے نکلنا پڑا اور اس کے بعد یہ لوگ شام اور عراق میں منتشر ہو گئے -

مخطوطہ سینٹ پال کو حضرت عیسیٰ کی اصل تعلیمات میں تحریف اور اسے رومن رسم و رواج (جس میں یک زوجگی کا اصول بھی شامل ہے) سے بدلنے کا ذمہ دار قرار دیتا ہے - یہ نسطوری (NESTORIAN) جیکو بائٹ اور کٹر مسیحی کلیسا کے لوگ تھے - جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی ربوبیت کا عقیدہ ایجاد اور شریعت موسوی کو ترک کیا - عبرانی میں انجیل ناپید ہو چکی تو پھر حضرت عیسیٰؑ کے اقوال، تاریخ اور تعلیمات کو از سر نو مرتب کرنے کی کوشش کی گئی اور تقریباً ۸۰ اناجیل لکھی گئیں - کتاب میں پیش کئے گئے پادریوں کے فتوے اور غیر معروف انجیلوں کے حوالوں سے عیسیٰؑ کے بچپن اور واقعہ صلیب کے بارے میں متضاد بیانی کا اندازہ ہوتا ہے -

چھ سو صفحات کے اس مسودہ میں سے سو صفحات اس فرقہ کی تاریخ اور چالیس صفحے اس پر تبصرہ

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

تبلیغی رپورٹ

قاضی عبدالرشید صاحب آنریری مبلغ اسلام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۱۰/۶/۶۶ کو چوہدری محمد علی غلام نبی صاحبان کالی صوبہ ضلع گوجرانوالہ کو دفتر مشن احمدیہ سے یہ تبلیغی ٹریکٹ ارسال کئے گئے اشتہار ضروری اعلان - ٹریکٹ ختم نبوت ، ہمارے عقائد بہ تیاس انجیل - خداوند یسوع - پیدائش مسیح عوام کی تبلیغ کے لئے ارسال کئے -

۱۵/۶/۶۶ کو راجہ امانت اللہ صاحب سب انسپکٹر پولیس کوٹڈ موضع بھوکتھ رائے بہادر تحصیل کھاریاں کو دفتر مشن احمدیہ سے تبلیغی ٹریکٹ ارسال کئے ۔

خطبہ جمعہ - حقیقت نماز - ادراک کے سرچشمے ہمارے عقائد ختم نبوت و تکفیر مسلمین ارسال کئے -

۱۶/۶/۶۶ - سندھ اوالہ تحصیل ڈسکہ - ڈیرہ مولوی محمد دین چوہدری و حاجی کو یہ ٹریکٹ تبلیغی دورہ کرتے ہوئے دیئے گئے :-

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب — سرکار دوعالم - چند سابقہ قطعات اخبار پیغام صلح رسالہ روح اسلام - یہاں ان کے ڈیرہ پر لائبریری کا اجراء مسجد میں کیا - اور مسجد میں مختصر ڈسپنسری اپنی خود تیار کردہ ادویات سے کی گئی - مثلاً سیال - آنکھوں کے لئے ... وغیرہ -

مولوی صاحب متمول زمیندار ہیں اور اہل حدیث فرقہ کے داعی ہیں - اور اپنے کنوئیں پر رہائشی ڈیرہ پر مسجد وغیرہ تعمیر کر رکھی ہے - تمام عمر خانہ مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں تبلیغی دورہ کرتے ہوئے ڈیرہ پر پہنچا - احمدیت پر مختصر تبصرہ ہوا - مولوی صاحب اور ان کے لڑکے خاصے محظوظ ہوئے - اور کچھ ارد گرد سے چند احباب اکٹھے ہو گئے - چند ایک مریضوں کا معائنہ کیا تشخیص کے بعد علاج کے لئے مفت ادویات دی گئیں اور علاج کے متعلق مشورہ اور نسخہ جات دیئے گئے - اس سے یہ اثر ہوا کہ مسجد میں ڈسپنسری اور لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا - نماز عصر تک یہاں رہا عصر کو چند احباب کی موجودگی میں نماز کی تفصیلات پر میرا لیکچر ہوا - آئندہ تبلیغی ٹریکٹ ارسال کرنے کے وعدہ سے عازم سفر ہوا -

۱۹/۶/۶۶ - کو مولوی کرم دین صاحب موضع سندھ اوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ . . . . - چوہدری محمد دین سے حالات سن کر بڑے محظوظ ہوئے مورخہ ۱۹/۶/۶۶ کو دفتر مشن میں تشریف لائے - تبادلہ خیالات سے خاصے محظوظ ہوئے اور یہ ٹریکٹ ان کو پڑھنے کے لئے دیئے گئے :- ہمارے عقائد - ختم نبوت شاستری کی پیشگوئی - چند اخبارات پیغام صلح اور روح اسلام کے سابقہ پرچے -

۲۶/۶/۶۶ - چیئرمین یونین کونسل سندھ اوالہ دفتر مشن میں تشریف لائے - یہ ٹریکٹ ان کی خدمت میں پیش کئے :- نماز کی حقیقت - پیدائش مسیح - روح اسلام کے سابقہ پرچہ جات -

۲۹/۶/۶۶ - مولوی چوہدری جلال الدین صاحب موضع چھلکی - ڈاک خانہ کورسے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ اچانک دفتر مشن میں تشریف لائے - مختصر گفتگو سے محظوظ ہوئے ان کے مطالبہ پر انہیں ضرورت مجدد - حقیقت نماز - ختم نبوت اور اشتہار انہیں دیئے گئے - وہ اس بات کے داعی تھے کہ مجدد خود دعویٰ مجددیت نہیں کرتا لوگ اسے مجدد بناتے ہیں - اس شاندار موضوع پر گفتگو کرنے سے انہیں خاصہ فائدہ حاصل ہوا -

مورخہ ۳/۶/۶۶ کو دفتر انجمن سے مولوی علی محمد صاحب ماچی اور قاضی طارق محمود صاحب مبلغ مرکز عید میلاد کے مقرر کردہ جلسہ کو با رونق کرنے کے لئے تشریف لائے جلسہ تلاوت قرآن کریم سے مسجد میں شروع ہوا - ماچی صاحب کی تقریر نے عالمانہ سماں باندھ دیا - وہ لوگ جو صرف جسم اور نور کی بحث ہی کو عید میلاد کی غرض جانتے ہیں - حضور کے کردار پر لیکچر سن کر بہت محظوظ ہوئے - جوش بھی سے لگ رہے تھے اور خائف بھی تھے کہ احمدی مبلغ ہم کو دے رہا ہے قاضی طارق محمود صاحب نے اس تاثر کا جائزہ لیتے ہوئے سیرت پر محققانہ بحث کی اور بتایا کہ آنحضرت صلعم کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کی متابعت آدمی کو فنا فی اللہ یا ولی اللہ بنا دیتی ہے - حضرت مرزا صاحب بھی اولیاء اللہ میں ایک عظیم درجہ رکھتے ہیں - اس بیان سے حاضرین کا خوف خوشی میں تبدیل ہو گیا ہر دو لیکچر بڑے کامیاب رہے - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مبلغین کو زیادہ سے زیادہ کامیابی عطا کرے -

(وفات و حیات مسیح ——— بسلسلہ ص ۵)

درحقیقت یہ الفاظ آپ نے ابن مریم، کی ترکیب سے پیدا کئے ہیں۔ مگر دنیا میں کتنے لوگ اور اقوام ہیں جو باپ کی بجائے ماں کی طرف منسوب ہوتے ہیں مگر کوئی نہیں مانتا کہ ان کا باپ کوئی نہ تھا۔ دور کیوں جائیں بنی فاطمہ کو ہی دیکھ لو کیا وہ اس لئے بنی فاطمہ کہلاتے ہیں کہ ان کا باپ کوئی نہ تھا؟ جس کی ماں باپ کی نسبت زیادہ معروف اور مشہور ہو وہ صرف ماں کی طرف منسوب ہو جاتا ہے۔

مسیح کو ابن مریم کہنے میں راز

(۹) اوّل تو اس میں عیسائیت کے عقیدہ کی تردید ہے جو عورت کو دنیا میں گناہ لانے کی ذمّہ دار سمجھتے ہیں چنانچہ یہ کہا گیا:-

" انسان کون ہے جو پاک ہو سکے اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ٹھہرے (کتاب ایوب ۱۵: ۱۴)

" کون ہے جو ناپاک سے پاک نکالے کوئی نہیں" (ایوب ۱۴: ۴)

" اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک ٹھہرے" (ایوب ۲۵: ۴)

اسلام کا احسان عیسائیت پر یہ ہے کہ ان کے عقیدہ کی تردید مسیح ابن مریم کہکر کرتا ہے۔ یا تو مریم کو پاک ٹھہرا کر ابن مریم کو پاک سمجھو یا مریم کو ایک گنہگار عورت سمجھ کر اس کے بیٹے کو بھی معاذاللہ ناپاک سمجھو اور اپنے عقیدہ سے توبہ کرو۔

دوم۔ مسیح ابن مریم یعنی مریم کا بیٹا مسیح۔ مریم ایک نیک پاک عابدہ زاہدہ اور بے گناہ عورت تھی۔ اس لئے عیسائیت کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ عورت بے گناہ نہیں ہو سکتی۔

سوم۔ اناجیل نے مریم پر الزام لگایا کہ وہ اپنے بیٹے کے دعوے پر ایمان نہیں لائی تھی اور مسیح نے اپنی ماں کی بے عزتی کی تھی قرآن مجید نے سورہ تحریم کے آخر پر کامل مؤمن کی مثال مریم سے دی ہے، جو آنے والے مسیح ابن مریم کے راز کو کھولتی ہے۔

باقی ——— آئندہ

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

مزدور اپنے کام کے لئے اُجرت پر لگائے اور کام ختم ہونے پر ہر ایک کو اس کی اُجرت ادا کر دی لیکن اُن میں سے ایک اجیر بغیر اپنی اُجرت لئے چلا گیا میں نے اس کی اُجرت کی رقم نفع پر لگا دی جس کے نتیجہ میں اس کی اس رقم سے اس کے اموال میں کثرت ہوگئی ایک زمانہ کے بعد وہ شخص میرے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے بندے میری اُجرت کی رقم مجھے ادا کردے پس میں نے اسے کہا کہ جس قدر یہ اونٹ اور گائیں اور بکریاں اور غلام تو دیکھتا ہے یہ سب تیری اُجرت کی رقم ہے۔ پس اس نے کہا اے اللہ کے بندے میرے ساتھ ہنسی مت کر میں نے اسے کہا میں تیرے ساتھ ہنسی نہیں کر رہا ہوں اس نے وہ سب کچھ لے لیا اور ان کو ہانک کر لے گیا ان اشیاء میں سے کوئی چیز بھی اس نے نہ چھوڑی۔

اے اللہ اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا ہے تو ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دے جس میں ہم پھنسے ہوئے ہیں اس کی اس دعا کے نتیجہ میں چٹان کا بقیہ حصّہ بھی غار کے منہ سے ہٹ گیا اور غار سے نکلنے کا راستہ انہیں مل گیا چنانچہ ان تینوں نے غار سے نکل کر اپنی راہ لی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے اپنی اپنی صحیح میں بیان کیا ہے یہ حدیث والدین کی پُر خلوص خدمت کرنے اور شہواتی قوت پر قابو پانے اور اجیروں کو انکی اُجرت دینے میں دیانت داری سے کام لینے کے متعلق نہایت مفید سبق دے رہی ہے کاش مسلمان حدیث میں مذکور واقعہ سے سبق حاصل کر کے اپنے کردار کو اس کے مطابق بنانے کی سعی کریں تا اللہ تعالیٰ ان کے مصائب کو دُور فرما کر ان کے لئے امن اور سلامتی کی راہ پیدا کر دے۔

معاصرین کے افکار

(بسلسلہ صفحہ ۸)

پر مشتمل ہیں سب سے اہم باب پانچویں یا چھٹی صدی میں لکھا گیا، جو بعد میں عربی میں منتقل ہوا۔ دسویں صدی میں مسلمان عالم عبدالجبار نے اسے مرتب کیا اور اب یہودی فلسفہ کے پروفیسر شلوم پائنز (SHALOM PINES) نے اسے استنبول میں دریافت کیا ہے اور عنقریب اس کا عربی متن یروشلم سے اور فرانسیسی ترجمہ پیرس سے شائع ہونے والا ہے

خدا جانے ابھی ہمارا کتنا بیش بہا علمی سرمایہ اس طرح ناقدری کے سفینوں میں دبا پڑا ہے۔ برِّعظیم پاک و ہند میں آج بھی کتنے خاندان ہیں جن کے یہاں اہم تاریخی دستاویزات قلمی نسخے اور نادر کتابیں موجود ہیں۔ اب بھی سنجیدگی سے کوشش کی جائے تو اس گراں مایہ سے اپنی تہذیبی اور علمی زندگی کو آراستہ کیا جا سکتا ہے۔ (ایشیا)

عیسائیت اور اسلام۔ بسلسلہ ص ۹

کو کلیتہً ایک انسان کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ فلم تیار کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو خدا نہیں بلکہ ایک انسان ثابت کیا جائے لطف کی بات یہ ہے کہ اس فلم کو پوپ جان آنجہانی (POPE JOHN XXIII) کے نام سے معنون کیا گیا ہے۔

پیغام صلح ۱۷ اگست ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۱۹۷

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
پیغام صلح لاہور
فون نمبر ۳۰۲۳۷
زرمبادلہ
پاک و ہندوستان: ۔ چھ روپے
ممالک غیر سے
ایک پونڈ
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز
فی پرچہ ۱۲ پیسے

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں اور نہ آئندہ ہوگی ۔
۳ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۴ ۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں
۵ ۔ سب مجددین کا ماننا ضروری ہے
۶ ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا ۔

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۵ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۸۶ھ ۲۴ راگست سنہ ۱۹۶۶ء | نمبر ۳۰

قبولیت دُعا کے چار شرائط

(۱) تقویٰ (۲) درد و اضطراب (۳) وقت اصفیٰ (۴) صبر و استقلال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ

قبولیت دُعا کے واسطے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے ۔ تب کسی کے واسطے دُعا قبول ہوتی ہے شرط اوّل یہ ہے کہ اتقاء ہو یعنی جس سے دُعا کرائی جاوے وہ دُعا کرنے والا متقی ہو ۔ تقویٰ احسن و اکمل طور پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا جاتا تھا ۔ آپ میں کمال تقویٰ تھا ۔ اصُول تقویٰ کا یہ ہے کہ انسان عبودیت کو چھوڑ کر الوہیت کے ساتھ ایسا مل جاوے جیسا کہ لکڑی کے تختے دیوار کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں ۔ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی شئے حائل نہ رہے .... تقوےٰ کے مضمون پر ہم کچھ شعر لکھ رہے تھے اس میں ایک مصرعہ الہامی درج ہوا وہ شعر یہ ہے ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے ۔ اگر جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس میں دوسرا مصرعہ الہامی ہے جہاں تقوےٰ نہیں وہاں حسنہ حسنہ نہیں اور کوئی نیکی نیکی نہیں ۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے ھدیً للمتقین قرآن بھی ان لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقوےٰ اختیار کریں ابتداء میں قرآن کریم کے دیکھنے والوں کا یہ فرض ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نور قلب کا تقوےٰ ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں

دوسری شرط قبولیت دُعا کے واسطے یہ ہے کہ جس کے واسطے انسان دعا کرتا ہو اس کے لئے دل میں درد ہو امّن یجیب المضطر اذ دعاہ ۔

تیسری شرط یہ ہے کہ وقت اصفیٰ میسر آوے ۔ ایسا وقت کہ بندہ اور اس کے ربّ میں کچھ حائل نہ ہو ۔ قرآن شریف میں جو لیلۃ القدر کا ذکر آیا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے ۔ یہاں لیلۃ القدر کے تین معنے ہیں .... لیلۃ القدر انسان کے لئے اس کا وقت اصفےٰ ہے ۔ تمام وقت یکساں نہیں ہوتے

چوتھی شرط یہ ہے کہ پوری مدت دُعا کی حاصل ہو یہاں تک کہ خواب یا وحی سے اللہ تعالیٰ خبر دے ۔ محبت و اخلاص والے کو جلدی نہیں چاہیئے بلکہ صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہیئے ۔"

(الحکم ۳۱ راگست سنہ ۱۹۰۱ء)

بحر حکمت کے موتی

زبان اور قوائے شہوانی پر قابو رکھنے والوں کے لئے عظیم الشان بشارت

مولٰینا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں :۔

من یضمن لی بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ ۔ رواہ البخاری

یعنی جو شخص مرد ہو یا عورت مجھے اپنی زبان اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں یہ کتنی بڑی بشارت ہے جو مومن اور مومنہ کو دی گئی ہے کتنا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان ہے جس کو جنت دلانے کی ضمانت کا یقین خاتم النبیّین جیسا رسول دلا رہا ہو ۔

مومن مرد اور مومن عورت کے لئے زبان کو قابو میں رکھنا کوئی مشکل بات نہیں کوشش ..... کہ اس کی زبان پر کوئی کلمہ کفر جاری نہ ہونے پائے خدا اور اس کے رسول اور اس کے اولیاء کی شان میں کوئی گستاخانہ کلمہ زبان پر نہ لائے اپنے مسلمان بھائیوں میں سے کسی کو کافر یا فاسق کے لقب سے یاد نہ کرے ۔ گالیوں ۔ غیبت بُرے بُرے نام رکھنے اور دوسروں کو دُکھ دینے والی باتوں سے پرہیز کرے کسی پر جھوٹے بہتان باندھنے سے اجتناب کرے غرضیکہ ہر ایسی بات سے کنارہ کش رہے جو دوسروں کے لئے باعث تکلیف ہو ۔

برخلاف اس کے ہر وقت خدا کی حمد و ثنا میں رطب اللّسان رہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے اک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور)

نائیجیریا

ترجمہ خط: - ملام سلیمو یوسف نائیجیریا۔

آپ کی بابت مجھے اطلاع ملی کہ آپ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کرتے ہیں تو مجھے بھی شوق پیدا ہوا کہ آپ کو چند حروف لکھوں اور درخواست کروں کہ مجھے چند کتب مطالعہ کے لئے ارسال کریں میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہے گی اگر آپ مجھے انگریزی ترجمۃ القرآن از حضرت مولانا محمد علی صاحب ارسال کریں اور دوسری کتب بھی مطالعہ کے لئے ارسال کریں امید ہے کہ آپ مجھے زیادہ دیر تک انتظار میں نہ رکھیں گے اور جلد کتب بھیجیں گے۔

(ان کو قرآن شریف انگریزی اور اسلام آنہ کرسچینٹی ارسال کی گئی اور خط کا جواب بھی دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط: مسٹر ایس ساتی - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل کرے پیشتر اس کے کہ میں کچھ تحریر کروں پہلے مسٹر ایس - اے - ایڈنی کانی کو مبارکباد دیتا ہوں جو احمدیہ جماعت کا ممبر ہے اور جو پوسٹ بکس ۱۲۴ ایوکوتے میں رہتا ہے اور اسلام کا پرچار خوب کرتا ہے میں حیران ہوں کہ وہ اپنا غیروں کو مسلمان کر سکتا ہے اور مذہب اسلام کو بہت پسند کرتا ہے اور تبلیغ کر سکتا ہے اور بہت عمدہ مبلغ ہے۔

اس کے لئے ایک ایسا تحفہ ہونا چاہئیے جو وہ کبھی نہ بھولے اور میں نے اسلام قبول کیا ہے اور اسلام کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں اس لئے مجھے چند اسلامی کتب . . . . اور . . . قرآن . . . بھیجیں۔ اسلام کی تعلیم حاصل کرنے میں بہت فائدہ ہے جہاں تک عیسائیت کا تعلق ہے اس میں کچھ بھی نہیں۔ اس لئے مسٹر ایڈنی کانی کو اس کا صلہ ملنا چاہئیے جو کہ اسلام کی ایسی خدمت کر رہا ہے اب میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے کام کروں گا اور اسی مذہب میں اپنی جان دیدوں گا۔

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور جواب بھی دیا گیا)

(۳)

ترجمہ خط: - توجیم دین یوسف - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کی ارسال کردہ کتب مل گئی ہیں جن کا بہت بہت شکریہ۔ میں آپ کے [illegible]

لئے دعا کرتا ہوں، خدا تعالیٰ آپ کا ساتھ دے۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس انگریزی ترجمۃ القرآن ہے جس کی مجھے ضرورت ہے۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ ایک کاپی اس کی ارسال کریں اور میں اس کی قیمت ادا کر دوں گا آپ کے ملک کے حالات امید ہے بہتر ہوں گے ہمارے دل آپ کی طرف رہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو

(ان کو خط لکھا گیا اور قرآن کی قیمت بھی لکھدی گئی)

(۴)

ترجمہ خط: محمد یایو - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں یہ خط آپکی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ میں نے آپ کی جماعت کی چند کتب مطالعہ کی ہیں اور ان کو بہت مفید پایا ہے مہربانی فرما کر مجھے مندرجہ ذیل کتب ضرور ارسال فرمائیں۔

پرافٹ آف اسلام - دی ٹیچنگ آف ہولی پرافٹ - آر مجدد - ٹیچنگز آف اسلام - لائف آف محمد وغیرہ وغیرہ

مجھے امید ہے کہ آپ مجھے یہ کتابیں ضرور ارسال فرمائیں گے۔

(ان کو لٹریچر ارسال کیا گیا)

(۵)

ترجمہ خط: ملام ایم یالم سانا سی کاپودے - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرے خط لکھنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں آپ سے امداد چاہتا ہوں کہ آپ مجھے وظیفہ عنایت کریں اگر ایسا نہیں کر سکتے تو مجھے چند کتب مطالعہ کے لئے ارسال کریں پہلے پہل میں خدا کے واسطے سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ میری آئندہ بھی مدد کریں گے۔ والسلام

(ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

ایگیگے

ترجمہ خط: یوسف آرسے ایولا - ایگیگے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے مسلم یوتھ سوسائٹی کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپکی سوسائٹی کو خط لکھوں ... کہ ہدیہ قرآن شریف انگریزی کیا ہے اور دیگر کتب جو سٹاک میں موجود ہیں ان کی کیا قیمت ہے

والسلام

(ان کو کتابوں کی فہرست بھیجدی گئی اور جواب بھی لکھ دیا گیا اور لٹریچر بھی ارسال کیا گیا۔)

الورن

ترجمہ خط: - ملام اوکنلا اریمو - الورن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میری خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی جب میں نے قرآن شریف وصول کیا آپ کی مہربانی کا بہت بہت شکریہ۔ اور قرآن کے مطابق ہر مسلمان کا ماں باپ ایک ہے۔ اس سے پہلے میں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی تصویر کے متعلق لکھا تھا کہ ان کی تصویر بہت جلد ارسال کریں۔ نیز میرے تمام دوست آپ کی اس مہربانی پر بہت ممنون ہیں۔ امید ہے کہ تصویر جلدی ارسال کریں گے۔ جواب کا منتظر ہوں۔

(خط کا جواب دیا گیا اور تصویر پہلے ہی بھیجی جا چکی ہے)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

اس کا شغل بنا رہے اس کی زبان سے ہر وقت پیار اور محبت کے کلمات ہی نکلتے رہیں۔ مسلمانوں میں اخوت کے جذبات کو ترقی دینا ہی اس کی زبان کا ہر وقت کام ہو۔ نیکی اور تقوے پر گامزن رہنے کی تلقین کرتے رہنا ہی اس کی زبان کا شغل ہو۔

حق اور صداقت کو بیان کرنے کا کام ہی اپنی زبان سے لیتا رہے۔

زبان کی ضمانت دینے کا مطلب یہی ہے کہ مندرجہ بالا امور میں زبان کو استعمال کرے اور ان کی پوری طرح پابندی کرے۔

شرمگاہوں کی حفاظت یہی ہے کہ نہ صرف زناکاری سے پرہیز کرے بلکہ بدنظر سے بھی اپنے آپ کو بچائے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دل کو بھی گندے خیالات سے پاک رکھے قرآن کریم میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کی جو صفات بیان کی ہیں ان میں والحافظین فروجھم والحافظات کا بھی ذکر کیا ہے صرف یہی نہیں بلکہ ان کو زناکاری سے محفوظ رکھنے کے لئے بہت سی احتیاطیں بھی بتلائی ہیں اسلام چونکہ پاکدامنی پر خاص زور دیتا ہے اور قرب الٰہی کے آسمان تک پہنچنے کے لئے اسے ایک ضروری زینہ قرار دیتا ہے اس لیئے اس پر قائم رہنے کے لئے ایسے طریق بتلائے ہیں جن کو اختیار کرنے سے مرد اور عورتیں سب کے سب ہی پاکدامنی کے زیور سے آراستہ رہ سکتے ہیں حضرت مریم صدیقہ کی صفات میں خصوصیت کے ساتھ اس صفت کا ذکر کیا ہے فرمایا ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا وکانت من القانتین (التحریم) اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مریم کو اپنی عصمت کو بچائے رکھنے کے نتیجہ میں کتنا بڑا انعام ملا روح القدس کا نزول ان میں ہوا اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی کتب کی تصدیق کی توفیق ملی احکام خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ گئیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قانت بندوں میں شمار کر لیا۔ حدیث میں مذکورہ دو عضوؤں کو محفوظ رکھنے کی اہمیت اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی حفاظت پر جنت جیسی

ہفت روزہ پیغام صلح ـــــ لاہور ـــــ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۶ء

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر

کچھ دنوں سے دنیا کے مختلف حصص سے ہولناک زلزلوں کی ہیبت ناک خبریں آ رہی ہیں ابھی بہت دن نہیں گذرے کہ تاشقند میں اس قدر ہولناک زلزلہ آیا اور کئی دن تک آتا رہا کہ تمام شہر کھنڈرات کا میدان بن گیا اور بے شمار جانیں ہلاک اور املاک تباہ ہو گئیں۔ اب ترکی سے اس سے بھی زیادہ ہولناک اور قیامت خیز زلزلہ کی خبر موصول ہوئی ہے، گذشتہ جمعہ کو یہ زلزلہ ترکی کے مشرقی صوبہ ارض روم میں آیا۔ جس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد اب تک پانچ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ کم از کم ۱۵۰ دیہات صفحۂ ہستی سے مٹ گئے ہیں اور چار ہزار سے زیادہ عمارات زمین بوس ہو گئی ہیں اور اس علاقہ میں جہاں چشمے اور نہریں تھیں وہاں سے خشکی پیدا ہو گئی ہے۔ جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا وہاں پانی اُبل رہا ہے۔ چھوٹی بڑی پہاڑیاں اپنی جگہوں سے ہٹ گئی ہیں اور جہاں پہاڑ تھے وہاں ہزاروں فٹ گہرے غار پیدا ہو گئے ہیں دُور دُور تک زندگی کے آثار معدوم ہیں۔ انسانوں کے علاوہ ہزاروں مویشی اور پرندے بھی اس تباہی کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور ان لوگوں کو سر چھپانے تک کی جگہ نہیں مل رہی۔

الامان والحفیظ۔ یہ حالات جہاں سائنسدانوں کی تحقیق کے مطابق زمین کے اندرونی بخارات وغیرہ کے اُبلنے کا نتیجہ ہیں اور میکسیکو کے ایک سائنسدان مسٹر ادنیٹ کو شبہ ہے کہ ترکی کا یہ زلزلہ زیر زمین ایٹمی تجربات کا نتیجہ ہے، وہاں اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس قسم کے تباہی خیز واقعات اور زیر زمین مادہ کا حرکت میں آنا خدا جبار و قہار کی مرضی اور حکم کے بغیر ظہور میں نہیں آ سکتا، زمین یا آسمان کی کوئی طاقت ایسی نہیں جو اللہ تعالےٰ کی نظر سے پوشیدہ ہو اور اس کے حکم کے بغیر اپنی جگہ سے ہل سکے قرآن کریم نے صاف اور کھلے لفظوں میں یہ ارشاد فرمایا ہے:۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو و یعلم ما فی البر والبحر و ما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ترجمہ: اللہ تعالےٰ کے پاس غیب کے خزانے ہیں سوائے اس کے ان کو کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں نہیں اور نہ تر اور خشک مگر وہ ایک کھلی کتاب ہے۔

پس ترکی کا زلزلہ ہو یا تاشقند یا کسی اور مقام کا تباہی خیز اور ہلاکت آفرین واقعہ وہ خدائے علیم و خبیر کے علم اور اس کی مرضی کے بغیر ظہور میں نہیں آ سکتا، زمین اور آسمان کی تمام طاقتیں اسی کے قبضہ میں ہیں اور اس کے حکم کے بغیر زمین کا ایک ذرہ بھی نہیں ہل سکتا، اب دیکھنا یہ ہے کہ اس قدر مخلوق کی تباہی کا حکم اس کی طرف سے کیوں اور کب صادر ہوتا ہے، اس کا جواب بھی قرآن کریم نے دیا ہے:۔ و اذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فدمرناھا تدمیرا جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے آسودہ حال لوگوں کو (نیک چلنی) کا حکم بھیجتے ہیں۔ وہ اس کی نافرمانی کرتے اور فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں تب سزا کا حکم اس پر وارد ہو جاتا ہے اور ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ترکی کا یہ زلزلہ کن گناہوں کی پاداش...... ہے۔ نہ ایسے دلدوز واقعات اس وجہ سے مسرت کا موجب ہو سکتے ہیں کہ کسی بستی نے گناہوں کی سزا انہیں مل گئی، اس قسم کے واقعات بہرحال نہایت درجہ رنج و الم کا موجب ہیں، اور ہم اپنے ان بھائیوں سے جو اس ہولناک حادثہ کا شکار ہوئے ہیں دلی ہمدردی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے، اور دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کا حامی و ناصر ہو، اور پیش آمدہ مصائب کو اپنے فضل و کرم سے دُور فرمائے۔

اس کے ساتھ ہی یہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ اس قسم کے واقعات سے ان تمام لوگوں کو جو عشرت کدوں میں محوِ خواب ہو کر خدائے واحد کو بھلا چکے ہیں، عبرت حاصل کرنا چاہیئے، اور اس دنیائے فانی سے توجہ ہٹا کر احکامِ الٰہی کو اپنا لائحہ عمل بنانا چاہیئے۔ اور اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگنی چاہیئے تاکہ وہ اپنا فضل و کرم دنیا پر نازل کرے۔ اس وقت دُنیا کی عام حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ فسق و فجور اور احکامِ الٰہی سے رُوگردانی عام شیوہ بن چکی ہے، انہی حالات کے باعث حضرت مامور من اللہ مجدّد زمان کو آج سے پون صدی پیشتر ایسے ہولناک زلزلوں کی خبر دی گئی ... اور آپ نے بار بار دنیا کو جگانے کی کوشش کی، اور بڑے بڑے اضطراب انگیز لہجہ میں فرمایا ؎

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

اور فرمایا "خدا تعالےٰ کی وحی میں زلزلہ کا بار بار لفظ ہے اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہوگا جو نمونہ قیامت ہوگا بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہیئے جس کی طرف سورہ اذا زلزلت الارض زلزالھا اشارہ کرتی ہے لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقین کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے جس کی نظیر اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو اور جانوں اور عمارتوں پر سخت تباہی آوے ہاں اگر ایسا فوق العادت نشان ظاہر نہ ہو اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں میں کاذب ٹھہروں گا مگر میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ شدید آفت جس کو خدا تعالےٰ نے زلزلہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے صرف اختلاف مذہب پر کوئی اثر نہیں رکھتی، اور نہ ہندو اور عیسائی ہونے کی وجہ سے کسی پر عذاب آ سکتا ہے اور نہ اس وجہ سے آ سکتا ہے کہ کوئی میری بیعت میں داخل نہیں، یہ سب لوگ اس تشویش سے محفوظ ہیں ہاں جو شخص خواہ کسی مذہب کا پابند ہو، جرائم پیشہ ہونا اپنی عادت رکھے اور فسق و فجور میں غرق ہو اور زانی، خونی، چور، ظالم اور ناحق کے طور بد اندیش، بد زبان اور بد چلن ہو، اس کو اس سے ڈرنا چاہیئے اور اگر توبہ کرے تو اس کو بھی کچھ غم نہیں اور مخلوق کے نیک کردار اور نیک چلن ہونے سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے، قطعی نہیں"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

حضرت مامورِ زمانہ کی یہ پیش از وقت بتائی ہوئی بات ہر صاحب بصیرت کے غور ...... کے قابل ہے۔ اس سے جہاں حالیہ ہلاکت خیز واقعات اور زلزلے وغیرہ دنیا کی بد چلنی اور فسق و فجور پر شاہد ہیں، جن سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے، وہاں حضرت مجددِ زمان کی صداقت کا یہ ایک کھلا ثبوت ہے کہ جن واقعات کی خبر آپ نے آج سے پون صدی پہلے دی تھی، آج ہم اپنی آنکھوں سے انہیں مشاہدہ کر رہے ہیں، کاش وہ لوگ جو مامور کی تکذیب پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ان واقعات پر غور کریں۔

تحریک گردن چھڑانا ہیں

حصہ لینے والے احباب

نام			
سابقہ میزان	972	0	0
راجہ عبدالحمید صاحب جہلمی	20	0	0
سیٹھ سعادت دین صاحب جہلم	20	0	0
چوہدری عبدالحق صاحب برنالوی	10	0	0
مس امۃ الرحمٰن صاحبہ لاہور	5	0	0
مسٹر اے آر ترین پشاور	10	0	0
بیگم اے آر ترین پشاور	10	0	0
بیگم شاہدین صاحب کراچی	100	0	0
محمد اصغر علی صاحب ایبٹ آباد	10	0	0
میاں غلام بشیر صاحب شمیم لائل پور	100	0	0
حاجی محمد ابراہیم صاحب لاہور	10	0	0
میزان ۔ 27 $\frac{8}{66}$	1267	0	0

اخبار و افکار

ہندوستانی تہذیب پر اسلام کا اثر

معاصر "صدق جدید" نے ہندوستان کے صوبہ مدھیا پردیش کے وزیر اعلیٰ شری ڈی پی مسرا کی تقریر میں سے جو انہوں نے بھوپال کے ایک جلسہ سیرت میں کی۔ حسب ذیل اقتباس نقل کیا ہے۔

"بعض نادان ہم وطن۔ ہندوستانی تہذیب کو بیرونی اثرات سے پاک کر دینے کی بات کرتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہندوستانی تہذیب کی صورت گری میں کتنا بڑا حصہ اسلام اور مسلمانوں کا ہے۔ اگر ہم نے ان اثرات کو ختم کر دیا، تو تہذیب کے میدان میں ہم اتنے ہی مفلس ہو جائیں گے جتنا کہ پہلے تھے۔ ...... میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ پیغمبر اسلام نے تین باتوں کو بڑی قوت کے ساتھ پیش کیا۔ پہلی بات توحید کی تعلیم تھی۔ دوسری بات مساوات کی تعلیم تھی اس کا اندازہ آج اگر کسی کو کرنا ہو تو افریقہ جا کر دیکھئے۔ جہاں یورپ کی ساری مشنری طاقتیں جمع ہیں۔ لیکن اسلام محض اس وجہ سے روز افزوں پھیل رہا ہے کہ اس کی مساوات دلوں کو مسخر کر لیتی ہے۔ ایک افسر بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ عیسائی ہو جانے پر بھی کالے گورے کا فرق باقی رہے گا۔ لیکن مسلمان ہو جانے پر یہ بھید بھاؤ مٹ جائے گا۔

تیسری خاص بات یہ تھی۔ کہ پیغمبر صاحب نے عرب جیسی سیاسی لحاظ سے منتشر اور پسماندہ قوم کو اس قدر متحد کر دیا کہ اس نے بہت مختصر سی مدت میں اپنی قوت اور بے مثال اتحاد کے ذریعہ سمرقند سندھ اور سپین تک اپنی حکومت کو پھیلا دیا۔ تاریخ عالم ایسے نادر نمونے پیش کرنے سے قاصر ہے کہ ہر لحاظ سے ایک بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح و تربیت کر کے بہت تھوڑی مدت میں اس کی کایا پلٹ کر دی گئی ہو...... اور پھر اس قوم نے قلیل مدت میں دُنیا کے بڑے حصہ کو فتح کر لیا ہو......

"یہ کہنا بھی درست نہیں کہ بعض مسلم بادشاہوں کے دَور میں جو مصائب آئے۔ ان کی ذمہ داری اسلام پر عائد ہوتی ہے۔ ان کے وجوہ خالص سیاسی تھے اور اُن کا اسلام کی تعلیمات سے دُور کا بھی واسطہ نہیں"

مسرا جی کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ ہندوؤں میں ابھی ایسے غیر متعصب حقیقت پسند موجود ہیں جو اسلام پر گہری نظر رکھتے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کارناموں کے معترف ہیں۔ اس پر "صدق جدید" کا یہ کہنا درست ہے کہ جو نورِ بصیرت مسرا جی کو عطا ہوا ہے اگر وہی ان کے ہم پیشوں خصوصاً "نندا جی - کامراج جی - سمپورنا نند - جی - ڈیسائی جی، اور سب سے بڑھ کر چھاگلا جی کو نصیب ہوتا تو آج ایک بدنصیب اقلیت کی قسمت ہندوستان میں بالکل مختلف ہوتی" بلکہ ہم کہتے ہیں کہ غریب کشمیریوں کی مظلومیت اور پاکستان اور ہندوستان کے تنازعات کی نوبت ہی نہ آتی۔

رسولِ کریمؐ کی مدح وثنا سے وہابی معاصر کا عناد

دہلی معاصر "تنظیم اہلحدیث" پیغام صلح کی اس خبر سے نہایت برافروختہ ہوا ہے جس میں بتایا گیا تھا کہ:-

"جماعت احمدیہ راولپنڈی کی خواتین نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک خصوصی اجلاس ۱۷ر جولائی ۱۹۶۶ء بروز یکشنبہ منعقد کیا قریباً پچاس خواتین اور بیس بچوں اور بچیوں نے جلسہ میں شرکت کی"

اس خبر میں خدا جانے کونسی ایسی بات تھی، کہ معاصر نے اس کو بدعتِ ملی بدعتہ قرار دے کر جماعت احمدیہ کو کوسنا شروع کر دیا۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

"خدا کی شان دیکھئے کہ اب وہ جماعتیں بھی محفلِ میلاد منعقد کرنے کی رسم کا احیا کرنے لگی ہیں جنہوں نے اسی رسولِ پاک کی بعثت سے ناتا توڑ کر ایک خانہ ساز نبی سے اپنا دامن جوڑ لیا ہے۔"

ہم اس پر سوائے لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین کے اور کیا کہیں، جماعت احمدیہ نے تو کسی خانہ ساز نبی سے اپنا دامن نہیں جوڑا، نہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ناتا توڑنے کا ارتکاب کیا۔ یہ تو وہابی جماعت ہی کا طریق عمل ہے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے ناتا توڑ کر ایک سابق نبی کی متوقع آمد سے اپنا دامن جوڑ رکھا ہے ——— جماعت احمدیہ تو خدا کے فضل سے نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اپنا مقتدا سمجھتی ہے، اور اسی کی پیروی اور مدح وثنا کو اپنا توشۂ آخرت یقین کرتی ہے ؎

گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ مری میں بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ "گردن چھڑانا" تحریک میں آپ کی ایک اور اپیل موصول ہوئی ہے جو آئندہ اشاعت میں درج ہوگی انشاء اللہ۔

عطیہ

——— شیخ محمود حسین صاحب ایم۔ اے۔ ایم۔ پی۔ اے کے موٹر کار خریدنے پر سوشل ورکر ملک سلیم اللہ خان عاجز نے آفتاب الدین احمد دارالشفاء کے لئے -/5 روپے مرحمت فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

انتقال پُرملال

——— ملتان سے مولوی محمد علی صاحب مبلغ اطلاع دیتے ہیں:-

"نہایت افسوس سے لکھ رہا ہوں۔ کہ مورخہ ۱۷ر اگست ۱۹۶۶ء کو شیخ محمد صدیق صاحب بجلی کے حادثہ کے باعث فوت ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک اور پابند نماز تھے جمعہ کے لئے سب سے پہلے مسجد میں آنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ انجمن کو مبلغ پچیس روپیہ ماہوار بھی دینا شروع کیا تھا۔ اخبار پیغام صلح باقاعدہ پڑھتے تھے۔ وفات سے چند دن قبل مجھے پچیس روپے ماہوار، اور -/6 روپے پیغام صلح کا چندہ دیتے وقت ...... کہا کہ مولوی صاحب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے انجمن کی اور زیادہ خدمت کرنے کا موقعہ دے ...... ان کی وفات سے احباب جماعت کو از حد صدمہ ہوا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا کرے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین۔ والسلام

پیغام صلح:- ہمیں مرحوم کے پسماندگان سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبرِ جمیل عطا کرے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ احباب کرام سے جنازہ غائبانہ پڑھنے کی درخواست ہے۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

کیا میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو ناقص ظلی نبی قرار دیا ہے

مسئلہ فضیلت کو سمجھنے کے لئے مرکزی نقطہ

میری طرف غلط منسوب کردہ بات کی تردید اور ظلی نبوّت کی حقیقت

جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری محترم نے اپنی کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" میں میری طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ میں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو زمرۂ محدثین میں داخل کرنے کے لئے حضور کو ناقص ظلی نبی لکھا ہے۔ میں قاضی صاحب اور ان کے ہم خیال دیگر دوستوں پر یہ بات اچھی طرح واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے نزدیک ظلی نبی خواہ وہ کامل ظلی نبی ہو یا ناقص ظلی نبی ہو گا اولیاء یا جماعت محدثین کا ہی فرد ہوتا ہے کیونکہ بقول حضرت مسیح موعودؑ محض فیض محمدی سے وحی پانے کا نام ہی ظلی نبوّت ہے اس لئے مجھے حضور کو جماعت اولیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے حضور کی کامل ظلی نبوّت کو ناقص ظلی نبوّت قرار دینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آ سکتی تھی یہ ضرورت تو تب پیش آتی اگر ہماری جماعت کا یا میرا یہ عقیدہ ہوتا کہ کامل ظلی نبی تو جماعت انبیاء کا فرد ہوتا ہے اور ناقص ظلی نبی جماعت اولیاء یا جماعت محدثین کا فرد ہوتا ہے جب ہمارے نزدیک ہر ظلی نبی خواہ اس کے ساتھ کامل کا لفظ لگا ہوا ہو یا ناقص کا لفظ لگا ہوا ہو حقیقی نبوّت کے مقابلہ میں اس کی ظلی نبوّت نبوّۃ ناقصہ ہی ہوتی ہے جو دوسرے لفظوں میں ولایت کے نام سے موسوم کی جاتی ہے تو مجھے حضور کو جماعت اولیا کا فرد ثابت کرنے کے لئے کیوں حضور کی ظلی نبوّت کے ساتھ ناقصہ کا لفظ لگانے کی ضرورت تھی۔ قاضی صاحب مکرم اور ان کے ہم خیال دوسرے دوست پھر کان کھول کر سُن لیں کہ حضرت مسیح موعودؑ بے شک کامل ظلی نبی تھے لیکن باوجود اس کے حضور نبوّت ناقصہ کے ہی حامل تھے کیونکہ ہر محدث خواہ وہ کاملہ یا ناقصہ ظلی نبوّت کا ... حامل ہو نبوّت ناقصہ کا ہی حامل ہوتا ہے۔

نبوّت تامہ اور وحی نبوّت سے انکار

یہی وجہ ہے کہ حضور نے کبھی بھی اپنی نبوّت کو نبوّت تامہ نہیں لکھا مستقل نبیوں کی نبوّت کو ہی حضور نے نبوّت تامہ قرار دیا ہے اور چونکہ حضور اور تمام سلف صالحین کے نزدیک نبوّت ناقصہ رکھنے والا ولی ہوتا ہے اس لئے حضورؑ نے ہمیشہ اپنی وحی کو وحی ولایت ہی لکھا ہے کبھی بھی اپنی وحی کو وحی نبوّت نہیں لکھا بلکہ وحی نبوّت کے متعلق صاف فرمایا کہ وہ حضرت آدم سے شروع ہوئی اور حضرت نبی کریم صلعم پر ختم ہو گئی اس لئے وحی نبوّت کا دروازہ اب قیامت تک مسدود ہے۔

ایک حوالہ بھی ہم پر حجّت ہوگا

اگر جناب قاضی صاحب محترم اور دیگر علماء ربوہ حضورؑ کی کتب یا دیگر تحریروں سے ایک حوالہ بھی ایسا دکھلا دیں جس میں حضور نے اپنے آپ کو نبوۃ تامہ کا حامل قرار دیا ہو یا اپنی وحی کو وحی نبوت بتلایا ہو تو ہم ہتھیار ڈال دیں گے اور حضور کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے اور اگر اسے علماء ربوہ آپ نہ دکھلا سکیں تو آپ کو ضد چھوڑ کر اور تقوے اللہ پر قدم مارتے ہوئے جماعت لاہور کے عقیدہ کے ساتھ متفق ہو جانا چاہئے کہ حضور جماعت انبیاء کے نہیں بلکہ جماعت اولیاء کے ہی فرد ہیں۔

لفظ نبی کے متعلق حضور کی وضاحت

یہ امر بھی آپ سے مخفی نہیں ہو سکتا کہ حضورؑ شروع سے ہی اپنے متعلق باوجود لفظ نبی استعمال کرنے کے اس بات کی وضاحت کرتے چلے آتے ہیں کہ یہ محض لغوی معنی میں نبوّت ہے اور یہ ظلی نبوّت ہے جو نبوّت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ظلّ اور عکس اور بروز ہے گو کامل ظلّ ہے لیکن یہ درحقیقت مبشرات پر مشتمل ہے جو نبوّت کی انواع میں سے صرف ایک نوع ہے اور بدیں وجہ یہ جزئی نبوّت یا نبوت ناقصہ کہلا سکتی ہے نبوّت تامہ اس کا نام نہیں رکھا جا سکتا اور ایسے شخص کو جماعت اولیاء کا ہی فرد شمار کیا جاتا ہے نہ کہ جماعت انبیاء کا فرد چونکہ حضورؑ نے حضرت نبی کریم صلعم کی نبوّت کا کامل عکس لیا تھا اس لئے حضورؑ نے اپنی ولایت کا نام .... ولایت عظمیٰ رکھا اور کبھی حضرت نبی کریم صلعم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو خاتم الاولیاء قرار دیا فرمایا جس طرح میرا آقا خاتم الانبیاء ہے اسی طرح میں خاتم الاولیاء ہوں اور ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ اسی تقابل کو ملحوظ رکھا اور اسی پر زور دیا اور یہ تقابل ۱۹۰۱ء سے بعد کی کتب میں بڑے شد و مد کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

میرے نظریہ کے متعلق قاضی صاحب کا اعتراف

تعجب ہے کہ قاضی صاحب محترم نے اپنی کتاب میں ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ اس امر کا اعتراف کیا ہوا ہے کہ خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کو کامل ظلی نبی لکھا ہے لیکن باوجود اس کے میری طرف وہ قول منسوب کر دیا ہے جس کا ذکر میں نے اُوپر کیا ہے ذیل میں اُن کے اعتراف کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:-

> "انہوں نے (یعنی خاکسار نے) اپنے اس مضمون میں یہ بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی کا نام ظلی نبوّت کو انتہائی کمال کے ساتھ پانے کی وجہ سے ملا ہے"

صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں:-

> "پس شیخ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کامل ظلّی نبی ہیں"

پھر صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں:-

> "بدیں وجہ کہ اُمتِ محمدیہ میں سے آپ ہی وہ شخص ہیں جس نے ظلّی نبوّت کو انتہائی کمال کے ساتھ حاصل کیا ہے"

پھر صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں:-

> "ہمارے نزدیک شیخ مصری صاحب اور ان کے ہم خیال حضرت اقدسؑ کو کامل ظلّی نبی ماننے کی وجہ سے درحقیقت تو حضور کو مقام نبوّت پر ہی فائز مانتے ہیں (یہ خیال آپ کا درست نہیں۔ ناقل) گو وہ آپ کو زمرہ اولیاء کا ہی فرد قرار دیں"

جماعت اولیاء کا فرد قرار دیتے ہوئے ہم حضور کو مقام نبوّت پر کس طرح فائز مان سکتے ہیں۔ ایسی متضاد باتیں ہماری طرف منسوب کرنا آپ کے شایان شان نہیں صفحہ ۸ پر بھی میری طرف یہی منسوب کیا گیا ہے کہ خاکسار حضرت اقدس کو کامل ظلّی نبی مانتا ہے۔

پھر صفحہ ۹۲ پر لکھتے ہیں:-

> "اس بیان سے ظاہر ہے کہ شیخ صاحب حضرت اقدس اور دوسرے محدثین اُمت میں کامل اور ناقص کا فرق قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے محدثین کے مقابلہ میں صرف آپ کو ہی کامل محدث قرار دیتے ہیں"

میں نے یہ وضاحت بھی کی ہوئی ہے کہ پہلے مجددین اور محدثین اپنے اپنے زمانہ کے لحاظ سے کامل ہی تھے لیکن مسیح موعود کے مقابلہ میں ناقص تھے ٹھیک اسی طرح جس طرح حضرت نبی کریم صلعم سے قبل کے تمام انبیاء اپنی اپنی اُمتوں کے لئے کامل ہی تھے لیکن حضرت نبی کریم صلعم کے مقابلہ میں وہ ناقص ہی تھے اس وضاحت کو جو میرے مضمون میں موجود ہے اس لئے یہاں دہرایا ہے تا ناقص کے لفظ سے کوئی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے

صلہ پر بھی آپ نے میرا یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے کہ حضرت اقدسؑ کامل محدّث تھے

باوجود اتنی بار تسلیم کرنے کے کہ خاکسار حضورؑ کی ظلّی نبوّت کو کامل ظلّی نبوّت قرار دیتا ہے پھر میری طرف یہ منسوب کرنا کہ میں نے حضور کی نبوّت کو ناقص ظلّی نبوّت لکھا ہے تعجب انگیز ہے۔ قاضی صاحب نے میری ایک عبارت کا مفہوم غلط سمجھا ہے۔ میں نے اپنے مضمون میں ایک جگہ ان تمام صفاتی الفاظ کو اکٹھا کر دیا تھا جو حضور نے لفظ نبوّت کے ساتھ لگائے ہیں۔ مثلاً ظلّی۔ نبوّت ناقصہ۔ جزئی نبوّت محض لغوی معنے والی نبوّت مجاز اور استعارہ والی نبوّت۔ جناب قاضی صاحب نے ظلّی اور نبوّت ناقصہ جو الگ الگ لفظ تھے ان کو ملا کر پڑھا ہے یعنی ظلّی کے ساتھ نبوّت ناقصہ کو ملا لیا ہے حالانکہ ظلّی الگ لفظ تھا اور نبوّت ناقصہ الگ لفظ تھا جیسا کہ میں وضاحت سے پہلے بھی لکھتا رہا ہوں اور اب بھی لکھ رہا ہوں کہ ظلّی نبوّت گو وہ ظلّی لحاظ سے کامل ہو مگر وہ حقیقی نبوّت کے مقابلہ میں نبوت ناقصہ ہی کہلاتی ہے کیونکہ ہر چیز ناقص حالت ہی سے شروع ہوتی ہے لیکن آہستہ آہستہ اپنے کمال کو پہنچ کر کامل کہلاتی ہے حقیقی نبوّت بھی ناقص حالت میں ہی شروع ہوئی اور بالآخر حضرت نبی کریم صلعم کی ذات مبارک میں آکر کمال کو پہنچکر کامل کہلائی اسی طرح ظلّی نبوّت جو دوسرے لفظوں میں ولایت کہلاتی ہے ناقص حالت میں ہی شروع ہوئی اور آخر اس نے کسی امتی پر تو کمال تک پہنچنا ہی تھا سو وہ امتی جس پر اس نے اپنے انتہائی کمال پر پہنچنا تھا قرآن اور حدیث کی پیشگوئیوں کی رُو سے مسیح موعود اور مہدی معہود تھا اس لئے مسیح موعود اور مہدی معہود کا لقب پانیوالے امتی نے ہی کامل ظلّی نبی کہلانا تھا یا بالفاظ دیگر کامل مجدّد ولایت عظمیٰ کا مالک خاتم الاولیاء۔

اجتہاد میں غلطی اور سائل کا سوال

جماعت ربوہ کے خلیفہ ثانی جناب میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک عبارت سے جو کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۴۸ سے ۱۵۵ تک پھیلی ہوئی ہے اپنے غلط اجتہاد کی بناء پر یہ نتیجہ نکالا کہ حضور نے اس عبارت میں اپنے آپ کو جماعت اولیاء کی بجائے جماعت انبیاء کا فرد قرار دیا ہے علماء ربوہ اسی غلط اجتہاد کی اندھی تقلید کرتے ہوئے انہی کے پیش کردہ نظریہ کی تائید کرتے جا رہے ہیں ان کے اس اجتہاد کو غلط ثابت کرنے کے لئے میں نے رُوح اسلام کا فضیلت نمبر شائع کیا اور خدا کے فضل و کرم سے اور اسی کی عنایت و توفیق سے دلائل قویہ سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ حضور کی اس تحریر میں نبوّت کا مسئلہ زیر بحث ہی نہیں لایا گیا اور نہ ہی اس کی ضرورت تھی حضور کی یہ تحریر ایک سائل کے سوال کے جواب میں لکھی گئی اور اس نے نبوّت کے متعلق کوئی سوال ہی نہیں کیا بلکہ اس کا سوال یہ تھا کہ پہلے آپ اپنے آپکو حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے افضل نہیں لکھا کرتے تھے اب آپ نے اپنے آپ کو اُن سے افضل لکھا ہے۔

جناب میاں صاحب کا اعتراف اور غلط اجتہاد کے سنگین نتائج

جناب میاں صاحب موصوف نے بھی اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ سائل کا سوال بے شک افضلیت بر مسیح ناصری کے متعلق ہی تھا نبوّت کے متعلق بے شک سوال نہیں تھا۔ لیکن باوجود اس کے نتیجہ غلط نکالا جس غلطی کے آپ مرتکب ہوئے ہیں وہ معمولی غلطی نہیں بلکہ ایسی سنگین غلطی ہے جس نے حضرت اقدسؑ کے مذہب کو ہی بدل کر رکھ دیا ہے امت مسلمہ میں تفرقہ کا ایسا بیج بویا ہے جس کو بغیر اس عقیدہ کو ترک کئے دُور کیا ہی نہیں جا سکتا حضرت اقدسؑ کی علمی پوزیشن پر بھی اس سے جو دھبہ لگا ہے وہ بھی اس عقیدہ کو ترک کئے بغیر نہیں مٹ سکتا۔

جناب قاضی صاحب کی ناکام کوشش

میرے اس مضمون پر جو رسالہ "رُوح اسلام" میں فضیلت نمبر کے عنوان سے شائع ہوا ہے ربوہ کے عالم جناب قاضی محمد نذیر صاحب نے اپنی کتاب "شان مسیح موعود" میں تبصرہ کیا ہے یہ کتاب ۲۳۰ صفحات پر مشتمل ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے قاضی صاحب موصوف میرے دلائل میں سے ایک دلیل کو بھی توڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکے محض فرضی باتوں سے ہی کتاب کو پُر کر دیا ہے

قاضی صاحب کا غلط نظریہ

جناب قاضی صاحب موصوف نے کتاب کے کئی صفحے اس ذکر سے سیاہ کر دیئے ہیں کہ جزوی فضیلت کا مدعی درحقیقت فضیلت کا ہی مدعی ہوتا ہے۔

حضور کا مذہب

حالانکہ حضرت اقدسؑ نے سائل کا سوال نقل کرتے ہوئے اپنا جو پہلا مذہب بیان کیا ہے وہ یہی ہے کہ جزوی فضیلت رکھنے کا مدعی فضیلت کا مدعی نہیں ہوتا فرماتے ہیں:۔

"(سوال) تریاق القلوب کے صلـ۱۵۷ میں
(جو میری کتاب ہے) لکھا ہے کہ:۔
اسجگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس
تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح
پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک
جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی
پر ہو سکتی ہے۔"

کیا یہ عبارت اس حقیقت کو صاف الفاظ میں واضح نہیں کرتی کہ عام مسلمانوں کی طرح شروع میں حضور کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ جزئی فضیلت اور افضلیت ایک وجود میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ میں نے حضور کا مذہب یہ بھی بتلایا تھا کہ حضور مسلمانوں میں کسی رائج عقیدہ کو خدا کے الہام کے بغیر ترک کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت مسیح ناصریؑ کی حیات کے عقیدہ کو بھی تب ترک کیا جب اللہ تعالےٰ نے صاف الفاظ میں وحی کی کہ مسیح ناصری فوت ہو گئے ہیں اور آنے والا مسیح تو ہی ہے گو اس کے اشارات آپکے پہلے الہامات میں بھی پائے جاتے تھے لیکن صراحت نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے قطعاً اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں قرار دیا اور نہ ہی حضرت مسیح ناصری کو وفات یافتہ لکھا میں نے علماء ربوہ سے نبوّت کے متعلق بھی ایسا ہی واضح الہام دریافت کیا۔ الہام تو قاضی صاحب محترم پیش نہیں کر سکے صرف یہ لکھا کہ حضور کو سمجھ آگئی یہ جواب حضور کے بیان کردہ قاعدہ کے صریح خلاف ہے لیکن اس کے برعکس میں نے افضلیت بر مسیح ناصریؑ کے متعلق حضور کا مندرجہ ذیل الہام پیش کیا:۔

"میں حضرت مسیح علیہ السلام کی شان کا منکر
نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ
مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن
تاہم میں ابن مریم کی بہت عزّت کرتا ہوں"
(کشتی نوح صلـ۱۶)

"خدا تعالیٰ کی صریح وحی سے مجھے معلوم کرایا
گیا ہے کہ محمدی سلسلہ کا خاتم الخلفاء
موسوی سلسلہ کے خاتم الخلفاء سے بڑھ
کر ہے" (الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء صلـ۱۱)

اس بحث میں یہی مرکزی نقطہ ہے جو ہمارے اور علماء ربوہ کے درمیان فیصلہ کن دلیل رکھتا ہے قاضی صاحب محترم نے اپنی اس ضخیم کتاب میں اس نقطہ کی طرف آنے سے گریز کیا ہے۔ قاضی صاحب نے اپنی تمام شان اور تعلّی کو ہم معنی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے حالانکہ میں نے ثابت کر دیا تھا کہ اپنی تمام شان کے الفاظ لکھنے کے باوجود حضور نے اپنی فضیلت کو جزوی ہی لکھا جماعت نے بھی جزوی ہی سمجھا ثبوت میں میں نے مفتی محمد صادق صاحب کے ایک ٹریکٹ کا حوالہ پیش کیا تھا جو مولانا المکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب اعظم کے عہد خلافت میں لکھا گیا اس میں صریح الفاظ میں حضور کی فضیلت کو جزوی فضیلت ہی قرار دیا نہ ہی خلیفہ وقت نے اور نہ ہی جماعت کے کسی فرد نے اور نہ ہی جناب میاں محمود احمد صاحب نے اسے حضرت اقدس کے مذہب کے خلاف قرار دیا ساری کتاب میں قاضی صاحب محترم نے اس کا بھی کوئی جواب نہیں دیا اپنی تمام شان کے متعلق میں نے حقیقۃ الوحی سے ہی ۵ شقیں بتلائی تھیں جن میں نبوّت کا قطعاً کوئی ذکر نہیں اور یہی شقیں حضور نے اپنی ابتدائی کتاب ازالہ اوہام میں بھی بیان فرمائی ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے فضیلت کو جزوی ہی قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو غیر نبی ہی لکھا ہے یہی مذہب حقیقۃ الوحی میں بھی بیان ہوا ہے میں نے جناب میاں محمود احمد صاحب کا مذہب بھی بیان کیا ہے کہ اکثر باتوں میں فضیلت رکھنے والا بھی افضل کہلا سکتا ہے اور اسی بناء پر حضور نے اپنے آپ کو افضل لکھا ہے اس کا بھی کوئی

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

ٹرینیڈاڈ (جزائر غرب الہند) میں تبلیغ اسلام

مختلف مقامات پر مذہبی کلاسوں کا انتظام

تین افراد کی احمدیت میں شمولیت

برٹش گائنا میں خواتین احمدیہ کی مضبوط تنظیم

ٹرینیڈاڈ - ۱۰ر جولائی ۱۹۶۶ء

کرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہاں آتے ہوئے بمشکل بیس دن ہوئے ہیں لیکن اس عرصہ میں بارہ لیکچر دے چکا ہوں ان میں سے اکثر ٹیپ ریکارڈ پر درج کئے گئے ہیں۔ میلاد النبیؐ کے سلسلہ میں چار پبلک تقریبات منائی گئی جس میں مجھے تقریر کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ اخبارات میں بھی میری آمد کا بہت چرچا ہوا ہے۔ خدا کے فضل سے تین مزید افراد سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں آئندہ تین ماہ کے لئے مختلف مقامات پر اسلام - قرآن - تقابلی مطالعہ مذہب کے سلسلہ میں کلاسیں شروع ہو گئی ہیں۔ ذیل کے خاکہ سے پروگرام کا اندازہ ہو جائیگا۔

سوموار :- گاسپاری لو - ۷ بجے شام

منگلوار :- پرنسس ٹاؤن 〃 〃 〃

بدھ :- سان فرنانڈو 〃 〃 〃

جمعرات :- کیورپ 〃 〃 〃

جمعہ :- کیلیفورنیا 〃 〃 〃

ہفتہ :- سپاریا ۵ 〃 〃

تین ماہ کے بعد دوسرے مقامات کی باری آئے گی پبلک لیکچروں کا سلسلہ اس کے علاوہ ہوگا جس کا پروگرام بعد میں مرتب ہوگا۔

برٹش گائنا میں خواتین احمدی جماعت کی ایک مضبوط تنظیم قائم ہے اور ایک اپنا ماہوار رسالہ بھی نکالتی ہیں۔ ان کی صدر کو اس جماعت کے نمایندہ کی حیثیت سے پانامہ میں ایک کانفرنس میں بلایا تھا۔ یہ خواتین ہر ہفتہ دو دفعہ ریڈیو پر اسلام کے متعلق تقریریں کرتی ہیں گو ممبروں کی تعداد صرف ڈیڑھ سو ہے لیکن کام کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان خواتین کی صدر کوئی ہفتہ بھر کے لئے ٹرینیڈاڈ آئی تھیں اور مجھے وہاں آنے کی دعوت دے گئی ہیں۔ تین چار ماہ یہاں کام کرکے وہاں ڈیڑھ دو ہفتہ کے لئے جاؤں گا۔ اس طرح جمیکا سے بھی دعوت نامہ ملا ہے۔ لیکن میں نے یہاں جو کام شروع کیا ہے اسے ادھورا نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ جب ایک مضبوط تنظیم ادھر قائم ہو جائے گی تو پھر دوسرے ممالک کا رُخ کروں گا۔ والسلام۔ مخلص محمد طفیل

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع

حضرت مسیح موعودؑ کے اس اعلان کی تائید میں بعض مسیحی پادریوں کے بیانات گذشتہ اشاعت میں نقل کئے جا چکے ہیں، حضرت کو تثلیث کے عقیدہ کے فروغ کا کس قدر قلق و اضطراب تھا اور ... کے خاتمہ کا کس قدر یقین تھا، آپ کا حسب ذیل بیان اس کی وضاحت کے لئے کافی ہے۔

"میری بڑی دعا اور آرزو یہی ہے کہ میں باطل کا استیصال دیکھ لو ...... اس وقت جو میں اس اضطراب اور کرب و قلق کو دل میں پاتا ہوں مجھے کامل یقین ہوتا ہے کہ مصنوعی خدا کے خاتمہ کا وقت آ گیا ہے"

اسی سلسلہ میں امریکہ کے مشہور رسالہ ٹائم مؤرخہ ۸ اپریل ۱۹۶۶ء کا ایک مضمون قابل ذکر ہے جو IS GOD DEAD (کیا خدا مر چکا ہے) کے عنوان سے شائع ہوا ہے مضمون نگار نے موجودہ مسیحی عقائد کا جائزہ لیتے ہوئے متعدد مسیحی مفکروں، فلاسفروں، سائنسدانوں اور خود پادریوں کے بیانات سے یہ ثابت کیا ہے، کہ ان عقائد کی وجہ سے جو علم و عقل کے خلاف واقعہ ہوئے ہیں، مسیحی دنیا میں یہ رجحان پیدا ہو رہا ہے، کہ ایسا خدا جو مسیحیت نے پیش کیا ہے، اگر کوئی تھا بھی، تو وہ اب مر چکا ہے، مضمون نگار کا یہ بیان قابل غور ہے۔

"عیسائیت میں جو کہ اب اپنے ظاہر و باطن میں نیا ڈھنگ پیدا کر رہی ہے ایک ایسے آزاد خیال مذہبی لوگوں کا چھوٹا طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو بڑی سنجیدگی سے اس امر کو پیش کرتے ہیں کہ اب تثلیث کدوں کو خدا کی موت کو تسلیم کر لینا چاہیئے اور اس کے بغیر ہی اپنے کام کو چلانا چاہیئے اور جو ذرا کم آزاد خیال عیسائی مفکرین ہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کم از کم وہ خدا جو انسانی روپ دھار کر دنیا میں آیا اور آسمان پر بیٹھا ہے وہ یقیناً مر چکا ہے اور مذہب کا اصل کام یہ ہے کہ وہ ایسے خدا کا تصور اور تعین کرنے کی کوشش کرے جو انسانی جذبات کو چھو سکے اور انسانی قلوب میں اپنی جگہ پیدا کر سکے۔ اس امر کی طرف کوئی اور نہیں بلکہ ایسے عیسائی توجہ دلا رہے جو خدا تعالےٰ کی ہستی کے منکر ہیں اور تثلیث کدوں کو اس خطرناک حقیقت کے لئے جھنجھوڑ رہے ہیں کہ مذہب کی اصلی بنیاد یعنی ایک ایسے ذاتی خدا کا وجود جس نے اس دنیا کو پیدا کیا اور اسے اپنی محبت کے ساتھ ربوبیت کر رہا ہے اب ایک ایسا موضوع ہے جو سخت حملوں کا نشانہ بن چکا ہے"

آگے چل کر مضمون نویس رقمطراز ہے :-

"لوتھرن چرچ کے مؤرخ مارٹن مارٹی کا نظریہ یہ ہے کہ اتوار کے دن تثلیث کدے کی کرسیاں ایسے اشخاص سے پُر ہوتی ہیں جو عملی طور پر دہریہ ہیں۔ وہ درحقیقت خدا تعالےٰ کی ہستی پر یقین نہیں رکھتے اور باقی تمام ہفتہ ایسے ہی گذارتے ہیں گویا کہ خدا کا کوئی وجود نہیں ہے .... ہزاروں ایسے افراد ہیں کہ جنہوں نے چرچوں کے ساتھ اپنی عقیدت کو بالکل ترک کر دیا ہے اور وہ ایک ایسی گمنام عیسائیت کو اختیار کئے ہوئے ہیں جو انسانی حقوق اور امن کو رکے لئے وقف ہے سٹینفورڈ یونیورسٹی کے فلاسفر مائیکل نووک رومن کیتھولک سے تعلق رکھنے والی نئی پود (جو کہ لئے چرچ کے عقائد اب کوئی کشش نہیں رکھتے) کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں "میں نہ تو خدا کو سمجھتا ہوں اور نہ ہی ان ذرائع کو سمجھتا ہوں جن کے ذریعہ وہ کام کر رہا ہے اگر کبھی میں اپنے دل میں دعا کے لئے جوش پاتا ہوں تو یہ کسی ایسے خدا کے سامنے نہیں ہے جسے میں دیکھ سکوں یا محسوس کر سکتا ہوں بلکہ یہ ایک ایسے خدا کے سامنے ہے جو تخاطب کے لئے بستہ اور ایک بات میں ہے جیسا کہ ایک منکر خدا اسے جان سکتا ہے حتیٰ کہ بڑے بڑے پادری خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق کوئی یقینی رائے نہیں رکھتے۔ چنانچہ نیشنل کیتھیڈرل واشنگٹن کے ڈین مسٹر فرانسس بی سائر جو کوئی معمولی انسان نہیں ہیں وہ کہتے ہیں" کہ میں خدا کے متعلق کوئی حتمی اور یقینی رائے نہیں رکھتا۔ اور یہی حال باقی تمام امریکہ کا ہے" (ٹائم ۸ اپریل ۶۶ء ۱۱۰ کالم ۱۱۱ کے صفحہ)

"ٹائم" کے ان بیانات سے ظاہر ہے کہ مغرب کے اہلِ دانش اب عیسائیت سے اس درجہ منحرف ہو چکے ہیں کہ عقیدہ تثلیث تو ایک طرف خدا ہی سے منکر ہوتے جا رہے ہیں، ایسی حالت میں جب خدا کا وہ روشن چہرہ ان کے سامنے آئے گا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ کے مشنوں کے ذریعہ جوں جوں اس پاک چہرہ کی شعاعیں مغرب کی وادیوں میں پھیلتی چلی جا رہی ہیں بقول مسیح موعودؑ ؎

پھر ہوئے چشمۂ توحید پُر از جاں نثار

کا نظارہ بھی آہستہ آہستہ دیکھنے میں آ رہا ہے اور آتا چلا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔

ڈاکٹر شیخ عبدالسلام صاحب خیری سہارنپوری

ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ

(۱۴)

مسیح موعودؑ کے آنے کی پیشگوئی کا بہترین حل

اس سے پہلی قسطوں میں ہم یہ ثابت کرتے چلے آ رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا نبوت کا دعوے قطعًا نہ تھا۔ آپ کا اصل دعوے مجددیت کا تھا۔ ابن مریم کا نام استعارہ کے رنگ میں فقط اس کام کی وجہ سے تھا جو آپ کے سپرد تھا لیکن مسلمانوں میں ابن مریم کے آسمان پر زندہ موجود ہونے اور آخر زمانے میں ان کے نزول کا عقیدہ اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ عالم سے لے کر جاہل تک سب کو اپنے اس غلط عقیدہ کے خلاف آواز اٹھانا سخت شاق گزرا۔ حالانکہ مسیح موعود کی آمد کا بہترین حل یہی تھا جو جناب مرزا صاحب نے پیش کیا تھا۔ چونکہ ایک طرف ختم نبوت کسی نبی کے آنے سے مانع تھی۔ دوسری طرف ابن مریم کے آنے کی اس قدر تواتر سے پیشگوئیاں مختلف احادیث میں موجود تھیں کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا تھا۔ اور یہ بھی صاف طور پر ظاہر ہے کہ اگر عیسیٰ نبی اللہ آتے تو ختم نبوت ٹوٹ جاتی۔ اس مشکل ترین مسئلہ کا اگر حل کیا تو حضرت مرزا صاحب نے کیا جنہوں نے بتایا کہ نبی کریم صلعم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا ہو۔ میاں محمود احمد اور ان کے غالی مریدین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد غیر تشریعی نبی آ سکتا ہے۔ اس لئے مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہیں کوئی ان سے پوچھے کہ کس جگہ مرزا صاحب نے تحریر کیا ہے کہ میں غیر تشریعی نبی ہوں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سرورِ عالم نے فرمایا:۔ امنت بکتابک الذی انزلت و نبیک الذی ارسلت۔ اے اللہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی اور اس رسول پر ایمان لایا ہوں جس کو تو نے بھیجا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو اپنی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کا اظہار و اعلان کرنا بھی ضروری ہے۔ ہم علمائے ربوہ سے دریافت کرتے ہیں کیا حضرت مرزا صاحب نے کبھی فرمایا کہ میں نبی ہوں اور اپنی نبوت پر ایمان لاتا ہوں اور تم میری نبوت کو تسلیم کرو۔ کیا وہ اس بات کا جواب دے سکتے ہیں۔ ایک اور بات میں یہاں پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ قادیانی گروہ نے یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ سرورِ عالم کا اتنا مرتبہ اونچا ہے کہ آپ کی کامل اطاعت کرنے سے نبوت تک ملتی ہے۔ اور دوسرے نبیوں کے بعد تو نبی آتے رہے مگر آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہ آئے تو آپ کی (نعوذ باللہ) ہتک ہے۔ یاد رہے کہ اطاعت رسولؐ سے نبوت نہیں ملتی بلکہ ولایت ملتی ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اگر میں خادم دین اسلام نہیں تو ہمارا سارا کاروبار عبث ہے۔ بار بار کہتے ہیں کہ میں نے جو کچھ پایا ہے حضرت نبی کریم صلعم سے پایا ہے۔ سرور عالم کسی کو نبی نہیں بنا سکتے۔ رسالت کا عطا کرنا خدا کا کام ہے۔ اور نبوت خدا نے سرور عالم پر ختم کر دی ہے اور اب خدا اور اس کے رسول کی اطاعت سے ولی اللہ بنتے ہیں نبی نہیں بن سکتے۔

ختم نبوت پر حضرت مرزا صاحب کا ایک فیصلہ کن خط۔

کسی شخص نے آپ کے دعوے کے متعلق سوال کیا کہ علماء جو آپ کی طرف دعوٰی نبوت منسوب کرتے ہیں کیا یہ صحیح ہے یا ان کی افترا پردازی ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے اگست ۱۸۹۹ء کو اپنی قلم سے یہ خط تحریر فرمایا وہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کے اخبار "الحکم" ۲۹ جلد ۳ میں شائع ہوا۔ میں اس خط کو یہاں نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا اصل حقیقت پر روشنی پڑ سکے۔ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجی عزیزی اخویم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے۔ اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہوا هو الذی ارسل رسوله بالهدٰی و دین الحق اور جیسا کہ الہام ہوا جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ اس آیت کا انکار کرنا یا اسے استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گزرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ شیعوں کی طرح عقائد میں حد سے گزر جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے۔ اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں۔ ہمیشہ شیطان کی رہزنی سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے۔ اور اسلام سے محبت سچی رکھنی چاہیئے۔ ہم خادم دینِ اسلام ہیں۔ اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے۔ اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعتِ سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے۔ اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

ظاہر عرفانی، سمن آباد، لاہور

من اندازِ قدت را می شناسم

تیرھویں صدی کے اختتام پر دینِ اسلام کی حمایت کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت مجدد زماںؑ کو مامور فرمایا امت کے صلحاء آپ کی تائید میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آپ کی دینی خدمات اور قوتِ قدسی نے ہزاروں دلوں کو موہ لیا۔ لیکن حضرت مولانا نورالدینؓ کی وفات کے موقع پر میاں محمود احمد صاحب نے احمدیت کے جسم پر ضرب کاری لگائی، انہوں نے مجدد زمان کے مخلص ترین اور برگزیدہ احباب کو قادیان سے نکلنے پر مجبور کردیا حضور کی صدہا تحریروں کے خلاف

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کا انکار کیا۔ آپ سے بہتر انسان پیدا ہونے کے امکان کا دجالی اعلان۔ مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کے خشک ہونے کا ڈھنڈورا پیٹا۔ قرآن کے واضح اعلان کے برعکس اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق مجدد زمان کو قرار دیا۔

(۲) دنیا بھر کے مسلمانوں کی تکفیر کی اور جنازہ پڑھنے کے سلسلے میں مسلمانوں کے بچوں کو سکھوں اور ہندوؤں کے بچوں ایسا قرار دیا۔

(۳) جماعت احمدیہ لاہور کے اکابر کو دوزخ کی جلتی بھرتی آگ قرار دیا۔ کبھی انہیں کوڑے کے ڈھیر پر گرے پڑے گوبھی کے چھلکے کہا۔ مجدد زمان کے شاتم ظفر علی خاں کی وفات پر تو اس کی مدح سرائی کی۔ لیکن حضرت مسیح زمان کے سچے جانثار اور اسلام کے مخلص مجاہد حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر زبان گنگ ہو گئی۔ اور جو بزرگ غلطی یا کمزوری سے قادیان میں رہ گئے اُن میں سے ایک ایک کو ذلیل کیا اور اُن کی اولاد آج مقہور ہو کر زبانِ حال سے کہہ رہی ہے۔

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں

(۴) حضرت مسیح زمان کے مقرر کردہ جماعتی نظام کو توڑ کر خلافت کی آڑ میں ایک گھٹیا قسم کی آمریت کی بنیاد رکھی۔ جو آہستہ آہستہ ہم نشینوں کی تعزروں سے حاشیہ برداروں کی ٹولی بن کر رہ گئی۔

(۵) حضرت مجدد زمان نے اعلےٰ لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ دین کا جو سلسلہ قائم کیا تھا۔ اسے یکسر ختم کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب کے پچاس سالہ دورِ خلافت میں کسی ایک بھی قابلِ قدر کتاب کا وجود نہیں ملتا حالانکہ اس کے برعکس جماعتِ احمدیہ لاہور نے انگریزی جرمن۔ ڈچ۔ انڈونیشیائی وغیرہ وغیرہ زبانوں میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ٹیچنگز آف اسلام، خلافتِ راشدہ۔ مینوئل آف حدیث فضل الباری اور دیگر بیسیوں کتابیں شائع کرکے حضرت مجدد زمان کے مشن کو دنیا میں پھیلایا۔

میاں محمود احمد کو معلوم تھا کہ اُن کے مخصوص مقاصد کی تکمیل کی راہ میں سب سے بڑی روک جماعت احمدیہ لاہور اور بالخصوص اس کے امیر حضرت مولانا محمد علی مرحوم ہیں۔ لہذا انہوں نے اپنی جماعت کے دلوں میں جس قدر نفرت مولانا کی ذات سے پیدا کی کسی اور کے متعلق اس کا دسواں حصہ بھی نہیں کی۔ احمدیوں کو پیغامی کہا گیا اور محمودیوں کی لغت میں پیغامی کا لفظ ایک گالی قرار پایا۔ چنانچہ جب کبھی کوئی شخص آپ کے اعمال سے متنفر ہو کر الگ ہوتا۔ تو اسے پیغامی قرار دیا جاتا۔ اور جماعت قادیان کے لوگ اسے احمدیت کا دشمن سمجھنے لگ جاتے۔ جس کی ایک مثال حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیں۔ یا آپ سے پہلے اور بعد محمودی اعمال سے متنفر ہونے والے احمدی۔ لیکن محمودیت کا کمال یہ تھا کہ متواتر پروپیگنڈے سے وہ بعض ایسے احمدیوں کے دلوں میں ان بزرگوں اور مخلص انسانوں کے متعلق وساوس پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے تھے، جو میاں صاحب کے کردار کے متعلق حسنِ ظن نہ رکھتے تھے اور اُن سے علیٰحدہ ہونے والوں کو سچا بھی سمجھتے تھے۔ جنہوں نے محمودیت سے بیزاری کے باوجود احمدیت سے کبھی انکار نہیں کیا تھا۔

رجعتِ قہقری

سنہ ۱۹۵۳ء میں منیر ٹربیونل کے سامنے میاں صاحب نے اُن تمام عقائد سے انحراف کیا۔ جن کا ڈھنڈورا وہ چالیس سال سے پیٹتے چلے آ رہے تھے۔ لیکن اس انحراف کی تہ میں محض حکومت اور عوام کے عتاب سے بچنا مدِ نظر تھا۔ گو انہوں نے ٹربیونل کے سامنے کہدیا کہ:۔

(۱) ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم المرسلین مانتے ہیں۔

(۲) حضرت مرزا صاحب کے منکر کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیتے اور غیر احمدی مسلمانوں کو کافر قرار نہیں دیتے۔

(۳) ان کے جنازے پڑھنے کے اصولاً منکر نہیں۔ مگر عملاً ان کی روش میں تبدیلی نہ آئی اور یہ صورت حال کسی بلند پایہ دینی رہنما کے شایانِ شان نہ تھی۔

لیکن یہ دن جماعت احمدیہ لاہور کی تاریخ میں فتح مبین کا دن تھا۔ اور اگر کوئی دوسری جماعت ہوتی تو اس دن کو بطور عید مناتی۔ کیونکہ اس دن حضرت مسیح زمان کے حقیقی مقام کو تسلیم کرا لیا گیا تھا اور اس دن محمودیت کے فتنے پر ضرب کلیمی پڑی تھی۔ تاہم محمودیت کے زوال کی ابتداء ہو چکی تھی۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ نے اس عظیم تبدیلی کو بھانپ لیا اور محمودیت کے قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی۔ ۱۹۵۶ء میں قدرت کی لاٹھی بھی حرکت میں آئی اور ان بطشَ ربک لشدید بن کر فرقِ باطل پر پڑی، اللہ تعالےٰ کی ڈھیل ختم ہوئی۔ اور اس کی حکمت نے لسانی۔ فکری اور ذہنی نوٹے کو مفلوج کرکے عجلاً جسداً لہ خوار بنا دیا۔ پھر قدرت نے انہی ایام میں شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کی طرح، چند مخلص، غیرت مند اور باہمت نوجوانوں کو جرأت دلائی کہ وہ خلیفہ ربوہ کی زندگی کے بعض ناپسندیدہ گوشوں کو بے نقاب کریں۔ اپنی آواز کو موثر بنانے کے لئے انہوں نے احمدیہ حقیقت پسند پارٹی کی تشکیل کی جس کے متواتر انکشافات نے "تزلزل در ایوان کسریٰ افتاد" کا نقشہ کھینچ دیا۔ جس سے محمودی عزائم کے قلعہ میں شگاف پڑ گئے۔ ان نوجوانوں پر احمدیت دشمنی کے اتہامات لگائے گئے لیکن انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو کر واضح کر دیا کہ وہ حضرت مجدد زمان کے شیدائی ہیں۔ اور ان کی علیحدگی کی غرض محمودیت کے طلسم کو پاش پاش کرکے حقیقی احمدیت کو بحال کرنا ہے۔ ان کے پیہم عمل نے انکے دعوے کی تائید کی، اور محمودی حربہ ہر دفعہ بری طرح ناکام رہا۔ پھر ان نوجوانوں نے عقائد کی بحث میں اُلجھنے کی بجائے محمودیت کے ڈھونگ کی پردہ دری کو اپنا شعار بنایا اور یہی وہ حقیقت تھی۔ جس نے جماعت ربوہ کے اربابِ بست و کشاد کو بے بس کر دیا۔

تازہ چال

میاں صاحب آنجہانی کی آہنی گرفت سے نکلنے کے بعد جماعت ربوہ کو عجیب بے بسی کا سامنا کرنا پڑا، "میر سپاہ ناسزا اور لشکریاں شکستہ صف" کی کیفیت نے یاس و نامرادی کی گھٹاؤں کو جنم دیا۔ ادھر جماعت احمدیہ لاہور کو ایک مدت کے بعد صحیح ہدف کا علم ہوا ہے۔ حقیقت پسند پارٹی کے اولوالعزم جوانوں نے محمودیت پر ضرب کاری لگائی ہے۔ ربوہ کی بیرونی جماعتوں اور خود اہل ربوہ میں تفکر و تعقل کے جذبے نے کروٹ لی ہے۔ اب دبی محفلوں میں نظامِ خلافت، اس کے طریقِ کار اور اربابِ کار کی مصلحت کوشیوں پر کھلے بندوں نکتہ چینی ہونے لگی۔ موجودہ خلیفہ کی ذہنی اور علمی صلاحیتوں اور ایامِ شاہزادگی کی روش کے متعلق دو آراء نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بعض دعووں کے باوجود عوام بالخصوص نوجوانوں کے یقین کی دیواروں پر تشکیک کی کائی جم رہی ہے اور اب عقائد باطلہ کا یوم الحساب دُور نہیں۔

ان نوجوانوں کے علاوہ امیر جماعت حضرت مولانا صدرالدین صاحب دام فیوضہٗ نے ارادہ کر رکھا ہے کہ وہ احمدیت کے منوّر چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ اور محمودیت کے عقائد باطلہ کے اس غبار کو دھو ڈالیں گے جس نے اس پاک چہرے کے حسن کو دنیا کی نگاہوں سے چھپا رکھا ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے خطبات کے

علاوہ خوبصورت پمفلٹوں کے ذریعے حقیقت سے نقاب کشائی شروع کر رکھی ہے۔ جس سے متاثر ہو کر جماعت ربوہ کے نوجوان جماعت احمدیہ لاہور کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

اس سلسلے میں محترم جناب ممتاز احمد صاحب فاروقی کی تازہ تصنیف "فتح حق" نے اہلِ ربوہ کی صفوں میں کھلبلی ڈال دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کو روکنے کے لئے دھمکی اور طاقت دونوں قسم کے حربے استعمال کئے اور کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے لیکن آخر جماعت احمدیہ لاہور میں حقیقت غالب آئی اور اب یہ کتاب نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونِ پاکستان دشمن کو حجت پامال کر رہی ہے۔ اور جس باطل کے سروں کو زخم در کی چیرہ دستی نے دبا رکھا تھا، اب اُن کا واویلا اہلِ باطل کے کانوں میں حقیقت کی آواز بن کر اُتر رہا ہے۔

البتہ اس دفعہ باطل کا حربہ مختلف ہے۔ اب جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف نفرت کی مہم نہیں چلائی جا رہی کیونکہ نئے خلیفہ نے اپنے ابتدائی خطبات میں جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف زہر اُگل کر اپنی ہی زبان پر چھالے محسوس کئے۔ اب سیواجی مرہٹہ کا صلح کا ہاتھ بڑھایا جا رہا ہے۔ اب یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ دونوں جماعتوں کو ایک دوسرے کے خلاف کام نہ کرنیکا سمجھوتہ کر لینا چاہیئے۔ "فتح حق" کی اشاعت نہیں ہونی چاہیئے محمودیت کے خلاف زبان رُک جانا چاہیئے۔ حقیقت پسند پارٹی کے افراد کو جماعت احمدیہ لاہور سے نکال دینا چاہیئے۔ تاکہ میاں محمود آنجہانی کے خلاف کوئی بات نہ ہو اور صلح میسر ہو سکے۔

اربابِ ربوہ کو شاید معلوم نہیں کہ ۱۹۶۶ء کا افضل خان اب دشمن سیواجی کے داؤ میں نہیں آ سکتا محمودیت ایک فرد کے ہاتھ پاؤں کا نام نہیں یہ اسلام کے خلاف ایک خطرناک تحریک ہے۔ جس کی غرض و غایت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا (نعوذ باللہ) خاتمہ ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ کمائی ساٹھ کروڑ انسانوں کی تکفیر ہے۔ اسلامی عقائد کی قطع و برید ہے۔ اور ایک خاندان کی دجل و تلبیس پر مبنی گدی کی تشکیل و حفاظت ہے۔ کیا جماعت احمدیہ لاہور اس بات پر جماعت ربوہ سے سمجھوتہ کر لے کہ تم آزادی کے ساتھ حضرت مجدد زمان کے نام پر اجرائے نبوت کا فتنہ پھیلاؤ اور کروڑوں مسلمانوں کو کلمہ طیبہ پڑھنے کے باوجود کافر کہو، خلافت کی آڑ میں راجہ اندر کی آمریت قائم کرو۔ حضرت مجدد زماں کے مخلص احباب پر تبرا کرو۔ دنیا میں حضرت مسیح زمان کی طرف غلط عقائد منسوب کر کے انہیں گالیاں دلواؤ۔ اور جماعت احمدیہ خاموش بیٹھی رہے اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ المسیح کے ارشاد خداوندی کے مطابق تمہارے باطل اور ابلیسانہ عقائد کی تکذیب نہ کرے۔

حقیقت پسند پارٹی کا کوئی وجود نہیں، اصحاب کہف کی طرح یہ چند نوجوان محمودی دجل سے بچ نکلے اور انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کے کہف میں پناہ لی۔ تم اُن کی تبلیغی سرگرمیوں اور جماعتوں میں تفرقوں سے کیوں بوکھلائے گئے ہو۔ جماعت احمدیہ لاہور کا ہر بچہ محمودیت سے نفرت کرتا ہے اور تمہاری طرف صلح کا ہاتھ بڑھا سکتا ہے۔

ایک ہی راستہ

جماعت احمدیہ لاہور سے تمہاری صلح ہو سکتی ہے اور میاں محمود صاحب کے متعلق خاموشی بھی برتی جا سکتی ہے اس کا ایک ہی طریق ہے:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کا اعلان کرو۔ دنیا بھر کے کلمہ گوؤں کو مسلمان سمجھو۔ حضرت مجدد زمان کے نہ ماننے والوں کو کافر مت کہو، غیر احمدیوں کے جنازوں کو حرام قرار نہ دو۔ خلافت کے موجودہ باطل نظام کی بجائے الوصیت کے مطابق کام کرو، اس کے بعد چاہو تو الگ ورنہ جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو کر دین اسلام کی اشاعت کرو۔ پس اس طرح صلح بھی ہو جائیگی اور آپ کے اراکین کی اُخروی نجات کی صورت بھی پیدا ہو جائے گی ورنہ

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

والحمد للہ رب العٰلمین۔

گردن چھڑانے کی تحریک

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

آپ نے پیغام صلح میں ایک تحریک پڑھی ہوگی جس کا عنوان ہے "گردن چھڑانا" یہ تحریک نہایت اہم ہے، قرآن میں بھی اس کا ذکر ہے اور اسکو بہت مشکل کام کہا ہے، فرمایا فلا اقتحم العقبة وما ادراك ما العقبة فك رقبة ۔ (انسان اونچی گھاٹی پر چڑھنے کی ہمت نہیں کرتا اور تجھے کیا خبر کہ وہ اونچی گھاٹی کیا ہے۔ وہ ہے گردن چھڑانا)

بعینہٖ انگریزی میں بھی محاورہ ہے ٹو سیو سمبڈیز نیک ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہزاروں انسانوں کی گردنیں چھڑائیں۔ لیکن کسی پر احسان نہیں جتایا۔ حضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے بلال رضی اللہ عنہ سے اذان دینے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں شک نہیں آپ نے مجھے آزاد کرایا تھا اگر یہ کام آپ نے مجھ پر احسان رکھنے کے لئے کیا تھا تو میں آپ کے حکم کی تعمیل میں اذان دوں گا لیکن اگر آپ نے خدا کی رضا کے لئے یہ کام کیا تھا تو میں اس حکم کو نہیں مان سکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اذان دوں۔ یہ خلیفۂ وقت کو انہوں نے جواب دیا۔ اور کوئی سرزنش انہیں نہیں کی گئی نہ احسان جتایا گیا۔

ان لوگوں نے دوسروں کے ساتھ بڑی بڑی ہمدردیاں کیں اور گردنیں چھڑائیں۔ جس قوم کے اندر ایک دوسرے کی ہمدردی کا مادہ نہ ہو وہ قوم نہیں کہلا سکتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت میں ہمدردی اور خیر خواہی کا مادہ تھا۔ جب آپ غارِ حرا میں جا کر عبادت کرتے تھے اُس وقت بھی بنی نوع کی خیر خواہی کے کام آپ سے سرزد ہوتے تھے۔

جب آپ کو نبوت کے منصب پر کھڑا کیا گیا اور کام کی اہمیت کے پیشِ نظر آپؐ کو گھبراہٹ ہوئی تو حضرت خدیجہؓ نے یہ کہکر آپؐ کو تسلی دی لا واللہ لا یخزیك اللہ ابدا انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتعين على نوائب الحق۔ خدا کی قسم اللہ تعالےٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کریگا آپؐ تو رشتوں کو جوڑتے ہیں، بیکسوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں جو نہ کما سکے، اس کے لئے روزی کماتے ہیں اور حق کی امداد کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ایک صحابیؓ کا قول ہے بایعنا رسول اللہ صلعم على النصح ہم نے ایک دوسرے کی خیرخواہی کرنیکی بیعت کی تھی۔ اس طرح آپ نے ایکدوسرے کی ہمدردی پر بہت زور دیا ہے۔ اور ایک ہمدردی یہ بھی ہے کہ اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی گردن چھڑانا۔

میں اس تحریک میں سو روپیہ دے چکا ہوں اور دوست بھی اس میں حصہ لیں۔ یہ ایک قومی فنڈ ہوگا جسکی ابتداء تو ایک کی گردن چھڑانے سے کی گئی ہے لیکن یہ فنڈ جاری رہے گا۔ اور اُن لوگوں کے کام آئیگا جن کی گردنیں قرضوں وغیرہ میں پھنسی ہوئی ہیں یا جن کو آئندہ ایسی ضروریات پیش آئیں گی۔

از ماسٹر عبد الکریم صاحب احمدی بھدرواہ کشمیر

بھدرواہ میں احمدیت اور ربوائیت

ہمارے قادیانی اور ربوائی دوستوں کا طرز عمل بھی عجیب ہے خاص کر یہ کہ ان کے ہر فرد کا عقیدہ بلحاظ تعبیر و تشریح اپنا اپنا الگ ہے۔ کہنے کو تو حضرت مسیح موعود کو حکم اور عدل مانتے ہیں۔ مگر فیصلہ ان کا اپنا ہے۔ یہی تو سالہا سال سے برابر نصف صدی تک ان لوگوں نے ہماری جماعت کے عقائد جو حضرت مسیح موعود کے مسلک کے عین مطابق ہیں کو بگاڑنے کی کوشش کی اور چاہا کہ حکم اور عدل کا مقام ایک غیر مامور خلیفہ کو دیا جائے۔ الحمد للہ ۱۹۵۳ء کے بعد تحقیقاتی عدالت میں زعمائے قادیان یا ربوہ کے بیانات نے بہت حد تک ہماری انجمن اور جماعت کے عقائد و مسلک کی تائید کی۔ اور اکثر قادیانی یا ربوائی ہماری جماعت میں شامل ہو گئے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ اہل علم اور محقق طبقہ کے لوگ ہمارے ساتھ متفق ہیں۔ نہ تو اب کوئی تکفیر اہل قبلہ کو پسند کرتا ہے نہ ہی اجرائے نبوت اور اندھی تقلید۔ گدی نشینی یا پیر پرستی کی طرف کوئی مانوس ہے۔ البتہ کچھ لوگوں کو طرح طرح کی توہم پرستی نے گھیر رکھا ہے وہ اس قسم کے الجھاؤ میں آکر اپنی فطرت اور فہم کو معطل کر رہے ہیں۔

بھدرواہ ریاست کشمیر کا ایک قصبہ ہے یہاں پر ۱۹۰۴ء سے احمدیت قائم ہے۔ گذشتہ ۲۴ یا ۲۵ برس سے یہاں قادیانی جماعت بھی قائم ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ لاہور سے مبلغین کی آمد و رفت بوجہ دشوار گذار پہاڑی راستہ اور سینکڑوں میل پیدل سفر ہونے کی بنا پر کم رہی۔ ۱۹۴۱ء میں یہاں قادیان سے ایک مبلغ تشریف لائے انہوں نے دیکھا کہ یہاں کے لوگ لاہور والے مبلغین اور افراد کی تبلیغ سے ۱۰۰/- فیصدی حضرت اقدس کے شیدائی ہیں، بلکہ ان ہی غیر از جماعت لوگوں نے یہاں کی شخصی حکومت (مہاراجہ ہری سنگھ آنجہانی) سے بھدرواہ میں احمدیہ انجمن کو رجسٹرڈ اور منظور بھی کرایا۔ اور یہی لوگ احمدی کہلانے میں فخر محسوس کرنے لگے۔ جوں ہی مولانا صاحب قادیان کے قدم سرزمین بھدرواہ پر پڑے انہوں نے حضرت اقدس کو نبی جتلایا۔ تکفیر اہل قبلہ کا فلسفہ سمجھایا۔ غیر احمدیوں کے جنازوں سے احباب کو روکا بلکہ جب کبھی کسی دوست نے غیر احمدی نیک خواہش اور صلح کُن کی میت کا جنازہ پڑھا تو اس کو سرزنش کی۔ حتیٰ کہ چند افراد کو یہ وظیفہ پڑھایا کہ جب تک مسلمان نماز ساز مصلح موعود اور خلیفہ وقت کی بیعت نہ کرے مسلمان نہیں فاسق ہے۔ کافر ہے۔ حتیٰ کہ اکثر بار محض انجمن اشاعت اسلام لاہور سے وابستہ بزرگوں کے جنازہ پڑھنے پر بھی اپنی جماعت کے افراد سے بازپرس اور جواب طلبیاں کر کے اس کو شدید فرقہ پرستی اور اندھی تقلید پر مجبور کیا۔ اس قسم کی حرکات کا یہ اثر ہوا کہ وہی لوگ جو احمدی کہلانا فخر محسوس کرتے اور انجمن کو رجسٹرڈ کرایا تھا۔ باقاعدہ تبلیغ کر رہے تھے اور سب لوگوں کو مسیح موعود علیہ السلام کا مصدق بنا رہے تھے انکو ایسا متنفر کیا کہ یہاں مناظروں، مباحثوں بائیکاٹوں و مقاطعہ کا بازار گرم ہوا۔ ادھر پیشہ ور مُلاں بھی جوق در جوق آکر احمدیت اور بانی احمدیت پر اعتراضات کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو کل دوست تھے آج وہ دشمن ہو گئے تو تو میں میں ہوتی رہی۔ اور یہ جو کل بھائی بھائی تھے ایک مسلک پر قائم تھے۔ اب ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے۔

خدا کے فضل سے ہماری جماعت نے خدا کا نام لے کر قلم سے زبان سے عمل سے اخبارات اور لٹریچر سے حضرت اقدس (مرزا صاحبؒ) کا مسلک اور عقائد لوگوں کے سامنے پیش کئے اور ان کو از سر نو متاثر کر کے اُن پر واضح کیا کہ اس قادیانی یا ربوائی جماعت نے غلو کیا ہے۔ اور یہ سب من گھڑت قصے اور فتاوے پیش کئے ہیں۔ حضرت اقدس کی کتب

میں اس قسم کے دعاوی اور فتاویٰ کا کوئی ثبوت نہیں ہے - چنانچہ اب قادیانیوں اور ہمارے درمیان اکثر مباحثے اور مناظرے ہوتے ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں نے قادیانی جماعت کا بائیکاٹ کر دیا اور اعلانیہ کہا کہ حضرت مرزا صاحب کو ہم مجدد مان سکتے ہیں - انہوں نے تجدید دین کا کام کیا ہے - مگر نبی اور رسول نہیں مان سکتے - اس تگ و دو میں بعض نوجوانوں کو خواب میں بشارتیں بھی ملیں - بلکہ حضرت اقدس (مرزا صاحب) کو انہوں نے خود خواب میں دیکھا اور انہوں نے فرمایا کہ ان کا دعوےٰ ہے مجدد اور مہدی یا محدث ہونے کا نبی ہونے کا ہرگز نہیں - اس کا بھی عام چرچا ہو گیا - ادھر ہمارے دلائل کے مقابلہ میں بھی قادیانی جماعت عاجز آ گئی - الحمد للہ -

اب یہاں کی ۷۰ فیصدی مسلم آبادی حضرت اقدس کو مجدد تسلیم کر رہی ہے - ور دوسروں کو برا کہنے - تکفیر کرنے اور بدظنی سے روک رہے ہیں - افسوس کہ ہمارے یہ قادیانی یا ربوائی تخریب کار لے دے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منگھڑت اور شاطرانہ طریقہ سے دعوےٰ نبوت کا الزام منسوب کر رہے ہیں - نیز یہ لوگ برملا غیر از جماعت لوگوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج بتلانے کا منگھڑت جواز حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے پیش کرنے میں طرح طرح کی چالبازی سے کام لے رہے ہیں ہم ان دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ان کا یہ عمل اور وطیرہ تبلیغ دین ہے یا تخریب دین -

یہاں سے کچھ مخلص مسلمانوں نے آئندہ سال حج بیت اللہ پر جانے کا ارادہ کیا ہے - ایک مجلس میں یہ بات چلی - وہاں قادیانی جماعت کے پریذیڈنٹ بھی تھے وہ کہہ اٹھے کہ یہ لوگ حج کریں، صدقات دیں عبادات کریں جب تک مامور زمانہ کو نہ مانیں گے ان کا ہر عمل رائیگاں جائے گا - گویا بنائے اسلام کی اہم اور ضروری شرط مرزا صاحب کو ماننا ہے - باقی اصول ثانوی حیثیت رکھتے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون - میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے کوئی اس قسم کا فتوےٰ دیا ہے ؟ کہ ان کو مانے بغیر نماز روزہ اور حج اور زکوٰۃ سب بے کار ہے ؟

ان لوگوں کی جہالت کا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ ہماری جماعت کے ایک نوجوان قادیانی جماعت کے ایک تعلیم یافتہ عہدیدار سے اختلافی مسائل پر بات کر رہے تھے - قادیانی دوست نے **آئینہ صداقت** کتاب کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ یہ حضرت اقدس کی کتاب ہے - ان بچاروں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کتاب تو خلیفہ میاں محمود احمد کی ہے - ہمارے اس نوجوان نے قادیانی زعیم سے پوچھا کہ بزرگ کیا آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں پڑھی ہیں - جواب ملا ہاں سب کتابیں پڑھی ہیں - ہمارے نوجوان نے کہا اچھا ذرا حضرت اقدس کی چند کتابوں کے نام بتلاؤ - اس نے حقیقۃ الوحی - حقیقۃ النبوۃ - آئینہ صداقت - تذکرہ - کتب کے نام لئے جس پر ساری مجلس ہنس پڑی اور اس قادیانی بزرگ کی جہالت پر افسوس کیا - اس دن سے احمدی اور غیر از جماعت دوست ان قادیانیوں سے پہلا سوال یہی کرتے ہیں کہ تم پہلے حضرت مرزا صاحب کی چند کتابوں کے نام بتلاؤ -

یہ ہے اندھی تقلید پیر پرستی اور غلط عقائد رکھنے کا ردِ عمل - برعکس اس کے ہمارے نوجوان خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا باقاعدہ مطالعہ کر کے امتحان دیتے ہیں - اور یوم وصال - یوم تبلیغ - وغیرہ تقاریب کو باقاعدہ طور پر سرانجام دیتے آئے ہیں اور دے رہے ہیں - امسال باوجود اس کے کہ یہاں قادیانیوں کا مبلغ بھی تھا - سب قادیانی جماعت یہاں موجود تھی - پھر بھی یہ لوگ ۲۶ رمئی کو یوم وصال منانے سے محروم رہے - خدا کا فضل ہے کہ ہمارے نوجوانوں نے برسر عام اس جلسہ کو انجام دے کر حضرت اقدس کی پوزیشن از روئے قرآن احادیث - اقوال بزرگانِ دین اور حالات حاضرہ کی رو سے چودھویں کے چاند کی طرح سے مکمل اور روشن ثابت کرنے کا فرض ادا کیا -

میں نہایت عاجزی اور انکسار سے قادیان و ربوہ کے زعماء سے التماس کرتا ہوں کہ وہ ان سادہ لوح افراد اور جماعتوں کی غلط فہمیاں خود اختراع باتوں کی اصلاح کرنے کی طرف متوجہ ہوں اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرف غلط دعاوی منسوب کر کے ان کی بدنامی کا موجب نہ ہوں - والسلام

خاکسار (ماسٹر) عبدالکریم احمدی

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھدرواہ کشمیر

کیا میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو ناقص ظلّی نبی قرار دیا ہے

(بسلسلہ صفحہ ۶)

جواب نہیں دیا گیا - حضور نے عدم تسلیت کو اہل سنت والجماعت کے مذہب کے مطابق لکھا اس کو قاضی صاحب نے تسلیم کر لیا ہے صریح طور پر نبی کا خطاب دیئے جانے کی جو تشریح میں نے کی تھی اس کو بھی نہیں توڑا گیا غرضیکہ اس بحث میں جس قدر مرکزی نقطے تھے ان سب سے گریز کی راہ اختیار کی گئی گویا یہ کتاب جواب برائے جواب کے اصول کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے سچائی کو قبول کرنا یا اس کو لوگوں تک پہنچانا اس کے مدنظر نہیں -

(باقی آئندہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - منیجر

ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ

(بسلسلہ صفحہ ۸)

قرآن کریم کے نہیں ہے - اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے - اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے - سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افتراء کرتا ہے - ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے - سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا - اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے - زیادہ تحریر - والسلام - مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء"

(باقی آئندہ)

پیغام صلح مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۶ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۳ - شمارہ ۳۰

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — تار کا پتہ:- تبلیغ - لاہور

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

حضرت مسیح موعود اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴- سب صحابہؓ اور ائمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ - ۳۱ اگست ۱۹۶۶ء | ۳۱

بحرِ حکمت کے موتی

تربیت اولاد کے متعلق دو سُنہری اصول

مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے — مُروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع (مشکوٰۃ)

آنحضور صلعم فرماتے ہیں اپنی اولاد کو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں نماز پڑھنے کا حکم دو جب اُن کی عمر سات برس کی ہو یعنی ۷ برس کی عمر سے اُنہیں نماز ادا کرنے کی عادت ڈالو یہاں تک کہ اگر دس برس کی عمر کو پہنچ جائیں اور پھر بھی وہ ادائیگی صلوٰۃ میں سُستی یا کوتاہی سے کام لیں تو ان کی اس سستی وغیرہ کو دُور کرنے کے لئے سزا دینے کی بھی اگر ضرورت پیش آئے تو اس سے بھی گریز نہ کرو بہرحال اولاد کو نماز کا پابند بنانے کے لئے ہر حیلہ کو کام میں لاؤ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جس امر کا عادی انسان بچپن میں ہو جائے بڑے ہو کر بھی وہ نہیں چھوٹتی بچپن کی عادتیں کم ہی انسان سے جُدا ہوتی ہیں بلکہ وہ عمر بھر کی رفیق بن جاتی ہیں۔

حدیث میں نماز تو درحقیقت بطور مثال بیان کی گئی ہے اس سے غرض تو مسلمانوں کو ایک اصل کی طرف توجہ دلانا ہے اور وہ یہ ہے کہ بچوں کے دلوں میں بچپن سے ہی دین کی محبت پیدا کرنے کے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں دینی امور اور دینی اغراض میں حصہ لینے کا شوق ان کے دلوں میں بچپن سے ہی پیدا کرنا چاہیئے دین کے علم سے اُنہیں آہستہ آہستہ ص۴

اگر تم لوگوں میں دوسروں پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں تو تم قابلِ گرفت ہو

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے اُسی قدر مواخذہ کے قابل ہے اہل بیت زیادہ مواخذہ کے لائق تھے - وہ لوگ جو دُور ہیں وہ قابلِ مواخذہ نہیں - لیکن تم ضرور ہو - اگر تم لوگوں میں دوسروں پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں تو پھر تم میں اور اُن میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں نظروں کے نیچے ہو - وہ لوگ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات و سکنات کو دیکھ رہے ہیں - وہ سچے ہیں جب مسیح موعود کے ساتھی صحابہ رضہ کے ہمدوش ہونے لگے ہیں - تو کیا آپ ویسے ہیں - جب آپ لوگ ویسے نہیں - تو قابلِ گرفت ہیں - گو یہ ابتدائی حالت ہے - لیکن موت کا کیا اعتبار ہے - موت ایک ایسا ناگزیر امر ہے جو ہر شخص کو پیش آتا ہے - جب یہ حالت ہے تو پھر آپ کیوں غافل ہیں - جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا تو یہ امر دوسرا ہے - لیکن جب آپ میرے پاس آئے میرا دعوےٰ قبول کیا - اور مجھے مسیح مانا - تو گویا من وجہ آپ نے صحابہ کرام رضہ کے ہمدوش ہونے کا دعوےٰ کر دیا - تو کیا صحابہ رضہ نے کبھی صدق و وفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا - ان میں کوئی کسل تھا - کیا وہ دل آزار تھے - کیا ان کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا - کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے - بلکہ اُن میں پرلے درجہ کا انکسار تھا - پس دُعا کرو کہ اللہ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے - کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالےٰ اس کی مدد نہ کرے - اپنے آپ کو ٹٹولو - اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا صحابہؓ کی طرح جاری رکھو - راتوں کو اُٹھو اور دعا کرو - اللہ تعالےٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے -

(ملفوظات احمدیہ جلد اوّل)

ص۲ واقف کرتے رہنا چاہیئے - خدامِ دین اور دین کے لئے قربانیاں کرنے والوں کے کارناموں سے انہیں آگاہ کرتے رہنا چاہیئے جوں جوں بچے بڑے ہوتے جائیں اور اُن کے فہم میں پختگی پیدا ہوتی جائے تو دیگر ادیان پر اسلام کی برتری کے دلائل سے بھی انہیں واقف کرتے رہنا چاہیئے - قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھانا چاہیئے (باقی بر صفحہ ۳)

نصیر احمد لیکچرار مسلم کالج سول لائنز لاہور

اسلام انیسویں صدی ـــــ ہندوستان میں

سید احمد بریلوی ۱۸۳۱ء میں سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ سید احمد بریلوی رح کا جہاد بالسیف ہندوستانی مسلمانوں کی مذہبی۔ قومی اور سیاسی بقا کی کشمکش کی تاریخ میں آخری کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ جہاد بالسیف مسلمانوں کی مٹتی ہوئی تہذیبی و سیاسی عظمت کو زندہ رکھنے کی آخری اور منظم ناکام کوشش تھی۔ لیکن مخصوص حالات کے پیش نظر انیسویں صدی کے نصف آخر میں سیف کی جگہ قلم نے لے لی تھی۔ اور یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ طاقت کی منطق یعنی (Logic of force) کا نظریہ بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں بیکار ہو چکا ہے اور ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ طاقت کی منطق کی بجائے منطق اور دلیل کی طاقت یعنی (Force of logic) کے بل بوتے پر اسلام کا دفاع کیا جائے۔

انیسویں صدی کے آخری نصف میں انگریز حکمرانوں نے سیاسی طاقت کے بل بوتے پر ہندوستان میں مشنریوں کے ذریعہ عیسائی عقائد کی اشاعت کی منظم کوشش شروع کر دی تھی۔ اور اسلام اور بانئ اسلام پر جدید علم الکلام کے ہتھیاروں سے حملے شروع کر دیئے تھے۔ دوسری طرف نئے حکمرانوں کی آمد کے ساتھ ہی مغربی خیالات و افکار مختلف وسیلوں سے ہندوستانی اور اسلامی ادب و ثقافت پر بالواسطہ طور پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ چنانچہ ہندوستانی مسلمانوں کی عمومی زندگی اور خصوصاً مذہبی زندگی پر ان خارجی عوامل و اثرات نے انہیں مجبور کر دیا تھا کہ وہ اسلام کو عیسائی معتقدات اور دلائل کے جدید ہتھیاروں سے بچانے کے لئے خود عیسائی اور دوسرے مذاہب کی تعلیمات کا ٹھنڈے دل سے غیر جانبدارانہ طور پر اس طرح مطالعہ کریں کہ ان مذاہب کی اصل رُوح سمجھ میں آ جائے تاکہ اسلام کا دفاع مؤثر طور پر کیا جا سکے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب ہندوستان میں مختلف مذاہب کے تقابلی مطالعہ کا آغاز ہوا۔ اور مسلمانوں نے عیسائی اور یہودی مذاہب کے عقائد کا پہلو بہ پہلو جائزہ لے کر دنیا کے تمام الہامی مذاہب کے درمیان اختلاف اور اشتراک تلاش کرنے کی کوشش کی۔ یہ وہ دور ہے جب ہندوستان میں مغربی خیالات کا شیوع ہوا اور بین المذاہب نقطہ نظر کی ابتداء ہوئی۔

دراصل انیسویں صدی کا نصف آخر اور بیسویں صدی کا ابتدائی حصہ مذہبی بحث و تمحیص، مناظرہ و مجادلہ اور عقائد کے تنقیدی اور تجزیاتی مطالعہ کا دور تھا۔ اور مذہبی جوش و خروش اس دور کی نمایاں خصوصیت ہے۔ مذہب پر ہر طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی کی نیوٹن اور ڈارون کی سائنس نے مادہ کی ازلیت اور قدامت کو تسلیم کر کے مذہب کا تار و پود بکھیر دیا تھا۔ اور تشکیک اور ارتیابیت نے انسانی زندگی میں مذہب کی ضرورت اور اس کی اہمیت کے تصور کو بالکل پاش پاش کر دیا تھا اور ہر مذہبی گروہ نے اپنے مذہبی عقائد کے حسن و قبح کی تلاش شروع کر دی تھی۔ ہندو و عیسائی مناظرے۔ شیعہ و سُنی مجادلے اسی دور کی یادگار ہیں۔ اور ہندو مسلم ہندو عیسائی اور مسلم عیسائی مذہبی نزاعات بھی اسی دور کی پیداوار ہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ میں برہمو سماج اور تھیوسافیکل سوسائٹی جیسے نئے مذہبی فرقے ظہور میں آئے۔ اور ہر مذہبی جماعت نے درجہ بدرجہ طور پر اپنے اپنے مذاہب کی عقلی نقلی اور وجدانی توجیہات پیش کیں۔ تھیوسافیکل سوسائٹی نے اپنی تعلیمات میں تمام مروجہ مذاہب کی تعلیمات کو یکجا کرنے کا تصور پیش کیا اور اپنے زمانے کے دیگر مذہبی افکار و تصورات کو بھی اپنے مذہبی فکر میں سمونے کی کوشش کی مختصر یہ کہ پرانی ڈگر سے ہٹ کر مذہب پر بھی نئے زاویوں سے روشنی ڈالی گئی۔

سیاسی انحطاط کے باعث ہندوستانی مسلمانوں کی رُوحانی اخلاقی اور سیاسی حالت بالکل ناگفتہ بہ ہو چکی تھی اسلام غیر اسلامی رسوم کا مرقع بن چکا تھا۔ اور مسلمان ایک شدید قسم کے ذہنی اور فکری بحران میں مبتلا ہو چکے تھے۔ دوسری طرف اسلام پر جدید ہتھیاروں سے حملے کئے جا رہے تھے۔ اور انیسویں صدی انگلستان کا وکٹورین ادب و ثقافت ہندوستانی اور اسلامی ادب و ثقافت پر پوری طرح اثر انداز ہو رہے تھے۔ چنانچہ ان بدلے ہوئے حالات کی روشنی میں اسلام اور مسلمان فکری اور ذہنی زندگی کے بالکل ایک نئے موڑ پر کھڑے تھے۔ یونان میں علم و فنون اور فلسفہ اور سائنس کی ترویج و اشاعت کا آغاز۔ مختلف فلسفیانہ جماعتوں کے خیالات اور افکار کے باہمی تصادم اور تقابلی مطالعہ سے ہوا۔ امام غزالی کی عظیم شخصیت بھی اپنے زمانے کے مختلف مذہبی فرقوں کے خیالات کا باہمی تقابلی مطالعہ کے بعد ظہور میں آئی۔ اور مغربی نشاۃ ثانیہ کا آغاز بھی اس وقت ہوا جب یورپ صلیبی جنگوں کے دوران براہِ راست عربی زبان، ادب اور ثقافت سے متاثر ہوا۔ یورپ میں تحریک احیاء العلوم اور الزبتھ کا سنہری زمانہ اسی تقابلی مطالعہ کا مرہون منت ہے الزبتھ کے عہد میں ڈریک نے ساری دنیا کا سفر کیا کولمبس نے امریکہ دریافت ...... کیا۔ واسکوڈے گاما ہندوستان پہنچا۔ اور شیکسپیئر انگریزی ادب کی اوج پر قرار پایا۔ حتیٰ کہ بقول ایک فرانسیسی نقاد انسان نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ بالکل اسی قسم کے وہ حالات تھے جن کے تحت انیسویں صدی کے آخری حصہ میں ہندوستان میں بھی مذہب اور علم و فنون کے میدان میں ایک عظیم فکری انقلاب رونما ہوا۔ اور اسلام کو مغربی سائنس اور علوم و فنون سے محفوظ رکھنے کے لئے جدید علم الکلام کی بنیاد رکھی گئی۔ سرسید اس تحریک کے بانی تھے۔ اور مولوی چراغ الملک، وقار الملک، محسن الملک، شبلی اور نذیر احمد وغیرہ ان کے رفقاء کار تھے۔ ان مصنفوں کی تمام تحریروں کا صرف ایک مقصد تھا۔ اور وہ یہ کہ اسلام کو جدید فلسفہ اور سائنس اور مغربی مادیت سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ وہ دور ہے جب مغربی علوم و فنون کی اشاعت شروع ہوئی اور اس کے زیر اثر اسلام میں عقلیت اور مادیت کے عناصر داخل ہو گئے۔ اور ایک جدید علم الکلام کا آغاز ہوا۔ جس کی اساس عقل۔ منطق اور تجزیاتی اور تنقیدی اندازِ فکر پر رکھی گئی۔ اور عقل اور منطق کو مذہبی سچائی کی کسوٹی تسلیم کیا گیا۔ لیکن سرسید کو اس مشن میں کماحقہ کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے اسلام کو مغربی علوم و فنون اور سائنس اور فلسفہ سے قریب لانے کی کوشش کی۔ بعد میں انیسویں صدی کی سائنس وہ نہ رہی جو بیسویں صدی میں تھی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ بیسویں صدی کی سائنس اٹھارویں صدی کی سائنس سے اساسی طور پر مختلف ہو گئی۔ اور وہ خود بخود مذہب کے قریب آ گئی۔ نیوٹن نے اٹھارویں صدی میں مادہ کے قدیم ہونے کا جو نظریہ پیش کیا تھا بیسویں صدی میں پروفیسر آئن سٹائن کے نظریہ اضافیت نے اسے بالکل پاش پاش کر دیا اور بیسویں صدی کی سائنس نے مادہ کی قدامت کے نظریئے کی تکذیب کر کے یہ ثابت کر دیا کہ مادہ قدیم نہیں بلکہ زمان و مکان کی اضافی منظومیت اور ان کے اثرات کی پیداوار ہے۔ چنانچہ اٹھارویں صدی کی سائنس جو اپنے آپ کو مذہب سے متعارض سمجھتی تھی۔ زمانہ مابعد میں خود بخود مذہب سے قریب آ گئی۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں یورپ میں ڈارون کا نظریۂ ارتقاء اور نیوٹن کی سائنس کا اس قدر غلبہ تھا۔ کہ یورپ میں بھی مذہب کو سائنس کے قریب لانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ چنانچہ انگلستان میں ہنری ڈرمنڈ (Henry Drummond) نے ۱۸۸۳ء میں (Natural Laws in the Physical World) لکھ کر مذہب کو سائنس کے مطابق ثابت کیا۔ اور میتھیو آرنلڈ نے بائبل کی کم و بیش اس سائنٹیفک طرز پر تفسیر کی لیکن بیسویں صدی میں سائنس خود بخود مذہب سے اس قدر قریب آ گئی۔ کہ سر آرتھر ایڈنگٹن (Sir Arthur Addington) اور سر جیمز جینز (Sir James Jeans) جیسے مشہور سائنسدان اپنے نقطۂ نظر میں بالکل روحانی ہو گئے۔ برگسان نے عقل و قیاس اور منطقی و سائنسی قطعیت سے انکار کر دیا۔ اور اقبال نے بھی "تجدید الٰہیات کی تشکیل" میں مذہبی عقیدہ کا انحصار رُوحانی تجربہ و مشاہدہ پر قرار دیا۔ انیسویں صدی کی سائنس کی بنیاد ٹھوس مادہ اور اس کی قدامت پر

(باقی بر صفحہ ۳۲ کالم ۲)

فتنۂ دجّال اور مسلمان

گذشتہ اشاعت میں ہم مولینا محی الدین احمد کی اس تجویز کا ذکر کر چکے ہیں جو انہوں نے عیسائی مشنریوں کی یلغار اور اُن کے تبلیغی اداروں کا ذکر کرتے ہوئے کی تھی اور اس بات پر زور دیا تھا کہ تمام مسلمان جماعتیں اور دینی ادارے متحد ہو کر اسی قسم کے مختلف طریقوں سے اس یلغار کا مقابلہ کریں۔

ہمیں حیرت ہوتی ہے، جب ایک طرف ان یورپین اور امریکن مسیحی پادریوں کے بیانات کو پڑھتے ہیں، جو آئے دن موجودہ مسیحی معتقدات۔ تثلیث، الوہیت مسیح اور کفارہ وغیرہ کو غلط قرار دے کر مسیح علیہ السلام کو محض ایک انسان کی حیثیت دے رہے ہیں اور دوسری طرف پاکستان میں مسیحی مشنری انہی غلط عقائد کو طرح طرح کے حیلوں بہانوں، وسوسہ اندازیوں اور وسیسہ کاریوں سے سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں بٹھا کر انہیں مرتد کرنے میں کوشاں ہیں، یہ وہ دجّالی فتنہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدًا ما لھم بہ من علم ولا لاٰباءھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ان لوگوں کو ڈرائیے جو کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنا لیا انہیں اس کے متعلق کچھ علم نہیں اور نہ اُن کے بڑوں کو تھا، بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے یہ جھوٹ کے سوائے اور کچھ نہیں،

یہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات میں سے ہے، جن کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ دجّال کے فتنہ سے بچنے کے لئے سورہ کہف کی پہلی دس آیات پڑھنی چاہئیں مطلب اس کا یہی ہے کہ ان پہلی دس آیات میں جن عقائد کا ذکر ہے، ان سے دجّال کی پہچان ہو سکتی ہے۔ اور یہ عقائد وہ ہیں جن کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدًا۔ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کہ وہ رحمٰن کے لئے بیٹے کا دعوے کرتے ہیں۔ اس آیۃ کریمہ میں مسیحی عقیدہ الوہیت کے متعلق کھلے لفظوں میں واضح کر دیا گیا ہے کہ ...... اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ کس قدر خطرناک ...... ہے، ایسے خطرناک عقیدہ کو پاکستان کے طول و عرض میں جس طرح پھیلایا جا رہا ہے اس کی تفصیل مولانا قصوری نے بیان کر دی ہے، اس کے علاوہ ایک اور طریق یہ اختیار کیا جا رہا ہے کہ پڑھے لکھے لیکن دین سے بے بہرہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں ایک پمفلٹ دیا جاتا ہے، جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں کے عقائد کو پیش کر کے ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا ان عقائد سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ مسیح علیہ السلام میں دوسرے انسانوں اور مرسلین سے بڑھ کر ایسی صفات اور خصوصیات پائی جاتی ہیں جو ان کی الوہیت پر دال ہیں، مثلاً مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی پنگوڑا میں باتیں کیں، جوان ہو کر انہوں نے اندھوں کو بینائی دی، کوڑھیوں کو اچھا کیا، مُردوں کو جلایا اور غیب کی باتیں بتائیں، یہی نہیں بلکہ ایسے پرندے بنائے جو پھونک مارتے ہی اُڑ جاتے تھے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر جب یہودیوں نے انہیں صلیب دینے کے لئے پکڑنا چاہا تو وہ کسی اور شخص کو اپنی شکل دے کر چھت پھاڑ کر آسمان پر چلے گئے اور وہاں دو ہزار سال سے بجسدِ عنصری زندہ موجود ہیں اور کوئی تغیّر ان جسم پر وارد نہیں ہوا۔ نہ انہیں اس طویل عرصہ میں کھانے پینے کی حاجت ہوئی ...... حالانکہ رسولوں کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے وما جعلناھم جسدًا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین۔ ہم نے اُن کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور اُن پر تغیّر وارد نہ ہو، پس اگر وہ رسول ہوتے تو اتنے طویل عرصہ تک ان کا آسمان پر بغیر کھائے پیئے زندہ رہنا محال تھا، یہ وہ باتیں ہیں جو مسیحیوں کی طرف سے ایک پمفلٹ کی صورت میں مسلمانوں کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور ان عقائد کے ہوتے ہوئے جو مسلمانوں میں حضرت مسیحؑ کے متعلق رائج ہیں، ان کے پاس کوئی جواب نہیں یہاں تک کہ حال ہی میں مولینا عبدالماجد دریا بادی سے جب اس پمفلٹ کے پیش کردہ سوالات کا جواب پوچھا گیا تو انہوں نے منفی رنگ میں ایسے جوابات دیئے جو ایک محقق کے لئے تسلی بخش نہیں ہو سکتے۔ ہم مولینا قصوری اور دیگر سمجھدار علماء کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ ایسے عقائد کی موجودگی میں جو کثیر التعداد لوگوں کے ارتداد کا موجب ہو رہے ہیں مسیحی خیالات کو کس طرح رد کر سکتے ہیں اور الوہیت مسیح کی تردید کا کیا جواز ان کے پاس ہے سوائے اس کے کہ جماعت احمدیہ کے اعتقاد کے مطابق جو قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے، مسیح علیہ السلام کو وفات یافتہ سمجھا جائے اور ان کے معجزات کو جسمانیات کے بجائے روحانی سمجھا جائے اور کوئی ذریعہ مسیحی عقائد کو رد کرنے کا نہیں کیا مولانا قصوری اس پر غور کریں گے؟

گردن چھڑانا

از حضرت امیر ایدہ اللہ

احباب کرام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

"گردن چھڑانا" کا عنوان آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ جماعت کے افراد پر اس کا متوقع اثر ہوا ہے انہوں نے اس عنوان کی غرض و غایت کے پیش نظر رقوم بھیجی ہیں۔ ان کے اس اقدام کا اثر مجھ پر بھی ہوا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کی ہے کہ ان اصحاب کے اموال میں برکت نازل فرما۔ ان کی اولاد پر تیرے افضال کی بارش ہو انکی مرادیں اور مقاصد بار آور ہوں اور وہ خوشحال ہوں۔ تمام احباب کرام سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس کار ثواب کی اہمیت پر غور کریں اور مزید اس میں حصہ لیں ہر ایک جماعت کے سیکرٹری اور صدر اس طرف توجہ دیں اور اپنی جماعت کے ارکان سے اس مفید مقصد کے لئے چندہ وصول کر کے شیخ محمد حسین صاحب خزانچی لاہور کے نام ارسال کریں اور اپنی اس سعی سے مجھے اطلاع کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور مصیبت زدہ افراد قوم کی دعائیں آپ کے حق میں قبول فرماوے۔ صدرالدین۔ ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء

خواتین احمدیہ کے نام

بزم خواتین احمدیہ کا ماہانہ اجلاس ۲ ستمبر بعد از نماز جمعہ مسجد کی گیلری میں ہو رہا ہے۔ تمام خواتین سے استدعا ہے کہ اس میں ضرور شرکت کریں۔ والسلام

درخشندہ اختر (سیکرٹری بزم خواتین احمدیہ۔ لاہور)

اخبار و افکار

نسلی امتیاز اور تیسری عالمگیر جنگ

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر اوتھان نے اتحادی ملکوں کی کونسل آف یورپ کی مشاورتی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے :-

"نسلی امتیاز اور امیر و غریب کا فرق تیسری جنگ عظیم کا موجب بن سکتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ اس وقت اگرچہ ساری دنیا میں جمہوریت کے نعرے لگائے جا رہے ہیں تاہم دنیا کے کروڑوں افراد بنیادی انسانی حقوق سے بھی محروم ہیں افریقہ میں نسلی امتیاز کا فرق روز افزوں شہرت اختیار کرتا جا رہا ہے دنیا میں ترقی یافتہ ملکوں اور پسماندہ ملکوں کے رہن سہن کا فرق بھی روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، یہ ایسے خطرناک مسائل ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ انسانیت کو زندہ رہنے کے لئے ایک دفعہ پھر عالمی جنگ لڑنے پر مجبور کر دیں آپ نے یورپی عوام سے خاص طور پر اپیل کی کہ وہ عقل سے کام لیں اور ایسی جنگ کو روکیں جو ہو سکتا ہے کہ تہذیب و تمدن کا خاتمہ ہی کر دے۔"

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کا یہ بیان اس قابل ہے کہ مغربی دنیا صدق دل سے غور کرے اور کالے اور گورے کے امتیاز کو ختم کر کے دنیا کو آنے والی جنگ سے محفوظ کرنے کی کوشش کرے، غور کرنے کی بات ہے، کہ یہ نسلی امتیاز جو آج کی مہذب دنیا کا ایک المناک مسئلہ بن چکا ہے، اور جو بقول مسٹر اوتھان ایک تیسری عالمگیر جنگ کو دعوت دے رہا ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر ختم کر دیا کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر یا کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ فضیلت اسی کو حاصل ہے، جو خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرے، اسی عالمگیر نظریہ کے مطابق اسلام نے ایک عالمگیر برادری دنیا میں قائم کی جس کو اخوت اسلامی اور مساوات نسل انسانی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلام کے اس عالمگیر نظریہ اور اس کے عملی نمونہ کو اگر آج کی جاہلیت دنیا اختیار کر لے، تو تمام جنگوں اور ہر قسم کی منافرت کا دنیا سے خاتمہ ہو سکتا ہے۔

امریکی حبشیوں کو صدر جانسن کی تلقین

اسی سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ امریکہ کی حبشی اقوام جو صدیوں سے سفید لوگوں کے مظالم کا تختہ مشق بنی ہوئی ہیں۔ اور عیسائی ہونے کے باوجود اب تک انہیں بنیادی حقوق اور شخصی آزادی بھی حاصل نہیں، نہ سفید فام لوگوں کے گرجوں میں جا کر عبادت کر سکتے ہیں نہ ان کے ہوٹلوں میں کھانا کھا سکتے ہیں نہ انکے مدرسوں میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں، آج کل وہ ان مظالم سے تنگ آ کر ۔۔۔ بنیادی حقوق کا مطالبہ کر رہے ہیں اور جلوس نکالتے اور جلسے کرتے ہیں، جن سے سفید فام لوگ مشتعل ہوتے ہیں اور نسلی فسادات کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

ان حالات میں صدر جانسن نے انہیں صبر سے کام لینے کی تلقین کی ہے اور خبردار کیا ہے کہ نسلی فسادات اور تشدد سے باز آ جائیں کیونکہ اس سے امریکہ کی آزادی اور خوشحالی کو خطرہ پیدا ہو جائے گا، انہوں نے بتایا کہ حکومت نے نیگرو عوام کی فلاح بہبود کے لئے ایک بہت طویل المیعاد منصوبہ بنایا ہے جس پر کئی مرحلوں میں عمل درآمد ہو گا اور حکومت اس منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لائے گی، صدر جانسن نے یہ بات شہر کینگسٹن میں تقریر کرتے ہوئے کہی۔

صدیوں کے مظالم پر بھی نیگرو عوام کو صبر کی تلقین اور طویل المیعاد منصوبہ کے وعدے (بشرطیکہ کوئی حقیقت ان کے اندر ہو) ایسے ہی ہیں جیسے ایک شاعر نے کہا ہے۔

کی میرے مرنے کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

لیکن پشیمانی کیسی؟ وہ تو بقول نیگرو رہنما انتخابات جیتنے کے جتن ہیں جو کبھی شرمندۂ ایفا نہیں ہو سکتے ضرورت ہے کہ ان کو اسلام کی روشنی پہنچائی جائے کہ ان کی رستگاری کا یہی ایک رستہ ہے۔

نکاح ثانی یا داشتائیں

عیسائیت کی طرف سے نکاح ثانی کی ممانعت کا جو حشر دنیا میں ہو رہا ہے اس کی ایک جھلک فرانس کے ۔۔۔ پادری انگنیس لیپ کے رسالہ "میرج" سے حسب ذیل بیان میں نظر آتی ہے :-

"بہت سے پادری ازراہ ہمدردی مگر منافقانہ طور پر اس مرد کو پاک تصور کرتے ہیں جس نے طلاق حاصل کر لی ہو اور داشتہ یا دوست کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہا ہو، لیکن جب وہی شخص چرچ سے باہر شادی کر کے اسی عورت کے ساتھ اپنے تعلقات کو باقاعدہ بنانے کی کوشش کرتا ہے تو اسے مذہب کے دائرے سے خارج کر دیا جاتا ہے۔" (کوہستان ۲ اگست ۶۶ء)

پادری انگنیس لیپ کا یہ بیان کسی تبصرہ کا محتاج نہیں، انہی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے اسلام نے بحالت ضروری نکاح ثانی کی اجازت دے رکھی ہے، جس کو افسوس ہے کہ غلط پیرایہ میں پیش کر کے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ کاش عیسائی دنیا اس پر غور کر کے معاشرہ کو ایسے ناپاک اثرات سے پاک کرنے کی کوشش کرے جن کا ذکر پادری انگنیس لیپ نے مندرجہ بالا بیان میں کیا ہے۔

تثلیث کو الوداع

کیلیفورنیا کے ایک مشہور بشپ جیمس پائک نے "WHAT IS THIS TREASURE" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں عقیدہ الوہیت مسیح اور کفارہ وغیرہ کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

"چرچ کو نسبتاً بہتر عقائد اختیار کرنے چاہئیں اور عقیدۂ تثلیث کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ اس ذریعہ سے ایک خدا کی بجائے حقیقتاً تین خداؤں کی ہی تبلیغ کی جاتی ہے اقانیم ثلاثہ کی طرف تین علیحدہ علیحدہ امور منسوب کرنا یعنی تخلیق باپ کے ذریعہ، کفارہ بیٹے کے ذریعہ اور نفوذ روحانیت روح القدس کے ذریعہ یکسر ختم کر دینا چاہیئے کہ یہ تمام صرف خدا کے نام ہیں"

اس قسم کے بیسیوں بیانات خود اہلِ کلیسا کی طرف سے آئے دن شائع ہوتے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں عیسیٰ پرستی اور تثلیث کا عقیدہ اب کوئی دن کا مہمان ہے، اس کے بجائے توحید الٰہی کا عقیدہ خود بخود اہلِ علم کے دلوں میں پیدا ہو رہا ہے، سچ فرمایا حضرت مسیح موعودؑ نے ؎

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

جماعت احمدیہ لاہور کا موقف علم الیقین پر قائم ہے

مشیتِ الٰہی میں مقدّر ہو چکا ہے کہ تکمیل و غلبۂ دین اور اتحاد المسلمین پر یقین رکھنے والی جماعت ہی بالآخر غالب آئے گی۔

غیر مامورانہ شخصیتوں پر ایمان کی بجائے اُصولِ حقّہ پر یقین

خطبۂ جمعہ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۶۶ء - فرمودہ مکرم جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب - بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

الھٰکم التکاثر - حتّٰی زرتم المقابر - کلا سوف تعلمون - ثمّ کلا سوف تعلمون
کلا لو تعلمون علم الیقین - لترون الجحیم - ثم لترونھا عین الیقین
ثمّ لتسئلن یومئذٍ عن النعیم ———— (سورۃ التکاثر) —

خدا تعالےٰ نے اس سورۃ شریفہ میں فرمایا ہے "کہ کثرت مال کی خواہش نے تمہیں غافل کر رکھا ہے، یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پڑتے ہو۔ نہیں تم جان لو گے۔ نہیں نہیں! تم جان لو گے۔ نہیں! اگر تم علم الیقین کے ساتھ جانتے۔ تو تم ضرور یہاں پر ہی دوزخ کو دیکھ لیتے۔ پھر تم اسے ضرور یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے پھر تم سے ضرور اس دن نعمتوں کے متعلق پوچھا جائیگا"

آج مادی علوم و سائنس کی ترقی کا زمانہ ہے اس سورۃ شریفہ میں پہلی آیت اسی کا نقشہ آج ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ ہم کو مال اور اولاد کی کثرت نے غافل کر رکھا ہے۔ اعلیٰ استعدادوں اور صلاحیتوں کی نشوونما کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ یونہی زندگی بے مقصد گذر جاتی ہے اور ہم قبروں تک جا پہنچتے ہیں۔ قطعًا یہ خیال نہیں آتا کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ ہم کس لئے یہاں آئے ہیں۔ اور ہماری منزل مقصود کیا ہے؟ یہ اندازِ فکر و عمل قابلِ افسوس ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ اگر تمہیں علم یقین حاصل ہو جائے تو تم ان باتوں کی حقیقت سے واقف ہو جاؤ ورنہ موت کے بعد تو آخر کار یہ حقائق تم پر واضح ہو ہی جائیں گے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ کی جماعت کے قلبی یقین کے نتائج

یقین ایسی چیز ہے کہ اگر یہ انسان کے اندر پیدا ہو جائے تو وہ ایسے اعلےٰ معجزات دکھلا سکتا ہے کہ ان کی مثال ہی نہیں۔ دین و مذہب کا سارا سلسلہ بھی یقین پر ہی قائم ہے۔ یہ خیال کہ اسلام مادی اور بیرونی طاقت کے بل بوتے پر قائم ہوا بالکل غلط اور ایک افتراء ہے۔ مذہب تو دل کی کیفیت کا نام ہے یہ تو قلب کی آواز ہے جو اندر سے پھوٹ کر نکلتی ہے جب یہ مذہب انسان کے دل کو اس قدر استوار اور منوّر کر دیتا ہے کہ خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہونے لگے تو اس وقت یہ اپنا اثر دکھلاتا ہے۔

آپ دیکھئے! حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے سامنے ہے آپؐ کے قلب مبارک میں یہ یقین کس قدر جاگزین ہو چکا تھا کہ اسلام برحق ہے اور اس کے اُصولوں کو دنیا قبول کرکے ہی رہے گی۔ یہ اسی یقین کا کرشمہ تھا جو پہلے حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قلب مبارک سے اُبھرا اور پھر صحابہ رضؓ کی قوم پر اس نے اپنا عظیم اثر ڈالا اور ایک ساری قوم اس یقین سے معمور ہو گئی۔ اس یقین کا ایک نظارا اُحد اور حنین کی جنگوں میں نظر آتا ہے۔ یہاں بظاہر حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پوزیشن بہت مخدوش ہو گئی تھی۔ جنگِ اُحد میں آنحضور صلعم بے ہوش ہو گئے دانت شہید ہو گئے۔ جنگ حُنین میں تن تنہا رہ گئے۔ مگر دونوں مواقع ایسے ہیں جہاں حضور نبی کریمؐ صلعم کے اندر اگر یقین تام نہ ہوتا۔ خوارقِ عادت اور معجزنما یقین، تو آپؐ کے قلب سے یہ آواز کیسے نکلتی فرمایا انا النبی لاکذب - انا ابن عبد المطلب اور الیّ عباد اللہ - انا رسول اللہ - لوگو! اس میں ذرّہ بھر جھوٹ نہیں۔ میں خدا کی طرف سے نبی ہوں اور میں اس قول میں ہرگز جھوٹا نہیں ہوں۔ جنگ کے میدان میں جب اکیلے رہ گئے کوئی آپؐ کے پاس نہ تھا ایسی حالت مجبوری میں ایسی ندا بلند کرنا دشمن کو اپنے اوپر حملہ کرنے کی دعوت دینا ہے۔ لیکن یقین تام کے اس اعلےٰ مقام پر آنحضرت صلعم قائم تھے اور قرآن کریم مسلمانوں کے دلوں میں اس قسم کا یقین پیدا کرنا چاہتا ہے!

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں بھی ایسی یقین کی بڑی بڑی بلندیاں نظر آتی ہیں۔ ان کو اپنے موقف پر بڑا محکم یقین حاصل تھا۔ حیرت ہوتی ہے مسلمانوں میں سے ایک سپاہی جنگ میں نکلتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں شہادت کا رتبہ حاصل کرنے چلا ہوں۔ اگر کسی نے حضور صلعم کی خدمت میں کوئی پیغام دینا ہو تو مجھے دے دے اس قدر یقین ہے۔ اُدھر دنیاوی اسباب ہیں اور اِدھر یہ یقین ہے جو دل کے اندر سے اُبل اُبل کر اپنے اثرات پیدا کر رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں غلبہ و فتح اسلام کا حتمی یقین

اس زمانہ میں بھی ایک شخص ہوا ہے۔ جس کے دل میں یہ یقین تام جاگزین تھا کہ اسلام ابدی صداقتوں کا مرقع ہے اب فتح اسی دین کی ہوگی۔ اور آئندہ اس دین کے بغیر نجات نہیں ہے۔ کیا محکم یقین ہے! میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ اس میں جب مصنف جماعت احمدیہ لاہور کا ذکر کرتا ہے تو اس جماعت کے اعتقادات کی صحت یا غلطی پر بحث کی بجائے اپنا اعتراض صرف اس پر ختم کر دیتا ہے کہ حضرت مولینا محمد علی صاحب رحؒ نے جو قرآن کریم کی تفسیر لکھی ہے وہ سر سیّد احمد کی پیروی میں کی ہے اور معجزات کی تاویلات کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت مولینا موصوف رحؒ سائنس سے مرعوب ہو گئے ہیں۔ کاش! اس کتاب کے مصنّف کو یہ علم ہوتا کہ جس شخص کی پیروی میں حضرت مولینا رحؒ نے قرآن کی تفسیر لکھی وہ دین اور مادی دنیا کے متعلق کیا موقف رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام میں فرمایا ہے کہ

سائنس پر فتح و غلبۂ اسلام کی پیشگوئی

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کرکے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقینًا سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلّت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آئیں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ مَیں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رُو سے مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت

کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہی ہیں اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال رُوحانی ہے اور فتح بھی رُوحانی تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔ میں متعجب ہوں کہ آپ نے کس سے اور کہاں سے سُن لیا اور کیونکر سمجھ لیا کہ جو باتیں اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس نے پیدا کی ہیں وہ اسلام پر غالب ہیں۔ حضرت خوب یاد رکھو کہ اس فلسفہ کے پاس تو صرف عقلی استدلال کا ایک ادھورا سا ہتھیار ہے اور اسلام کے پاس یہ بھی کامل طور پر اور دوسرے کئی آسمانی ہتھیار ہیں پھر اسلام کو اس کے حملے سے کیا خوف۔“

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

کیا یقین ہے! دیکھئے۔ جب ساری دنیا مادی ایجادات اور علوم سائنس کی ترقیوں سے مرعوب ہے، اس شخص کے دل کی کیا کیفیت ہے اور اس کے یقین کی کیا حالت ہے۔ فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں تعلیم فرقان اور موجودہ سائنس میں تضاد ہے وہاں مُقدم الذکر کو فوقیت اور غلبہ حاصل ہونے والا ہے اور مؤخر الذکر کے لئے ہزیمت مُقدّر ہے۔ آپ کا دل کسقدر لبریز ہے اس بات سے کہ فرقان کی تعلیم کے مخالف سائنس اور علوم غلط ثابت ہوں گے۔ یہ اسی یقین کا اثر تھا کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے، یہی اثر آپ نے اپنے مُتّبعین میں پیدا کیا۔ ایک وقت تھا کہ تبلیغ اسلام کی طرف سے مسلمان مایوس ہو چکے تھے۔ ان کی اُمیدیں منقطع ہو گئی تھیں کہ اسلام کا دوسرے ادیان پر غلبہ تو کیا یہ خود قائم نہیں رہ سکتا۔ لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے علم یقین نے حالات کا دھارا بدل کر رکھ دیا اور آج ساری اسلامی دنیا میں اسلامک آئیڈیالوجی کے غلبہ پر یقین پیدا ہو چکا ہے۔ یہ تاریخی واقعہ ہے کہ یہ معجزہ یقینِ محکم حضرت مولانا محمد علیؒ کی فرقانی تفسیر کی برکت سے رونما ہوا ہے۔

حضرت مولانا محمد علی رح کے دل میں اپنے موقف پر ایمان اور یقینِ محکم۔

سنہ ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ لاہور کا قیام ہوا۔ اس کا قیام انہی دو ستونوں پر تھا۔ ایک تو یہ کہ اسلام کامل دین ہے۔ اس کے بعد کوئی نبوّت یا شریعت نہیں، اس کا غلبہ، دنیا جہان کے ادیان پر مقدر ہے، دوسرا یہ کہ اسلام کی طاقت مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں مضمر ہے نیز یہ کہ جماعتی نظام کا محور و مرکز غیر ماموانہ شخصیتوں پر ایمان کی بجائے اصُولِ حقہ پر بصیرت افروز یقین پر قائم ہے، جس کی پہلی منزل یہ ہے کہ کسی کلمہ گو کی تکفیر نہ کی جائے اگر کوئی نقص نظر آئے تو اس کو احسن طریق سے دُور کیا جانا چاہیئے، مگر تکفیر بازی غلط ہے اور اسلام کو کمزور کرنے کا باعث ہے۔ یہ جماعت لاہور میں کیسے قائم ہوئی؟ اسی مُحکم یقین کی وجہ سے، جو حضرت مولنا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں جاگزیں تھا کہ ہمارا موقف بالکل صحیح ہے اور غالب آنے والا ہے حالانکہ اس وقت نہ کوئی کارکن یہاں تھے نہ پریس تھا نہ مال و دولت پاس تھے اور نہ ہی کوئی جماعت ساتھ تھی۔ سراسر بے سرو سامانی کی حالت تھی مگر دل میں یہ علم الیقین موجود تھا۔ اللہ! اللہ!! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اختلافات میں جو مقابل پر جماعت کھڑی ہوئی۔ اس کو کس طرح آخر کار جھکنا پڑا؟ کیا عدالت میں اسے یہ بات تسلیم کرنا نہیں پڑی۔ کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو ماننا جزوِ ایمان نہیں۔ اور ہم اُمّت مُسلمہ سے الگ نہیں ہیں۔ ہم کو کیوں الگ کرتے ہو؟ حالانکہ چالیس برس تک وہ ان معتقدات کے برخلاف برملا کہتے اور لکھتے رہے۔ حضرت مولنا محمد علی صاحب رح نے ایک کتاب میں اس بارہ میں پیشگوئی کی تھی۔ یہ پیشگوئی کسی الہام کی بناء پر نہیں بلکہ علمِ یقین کی بناء پر کی تھی۔

اہلِ ربوہ کی عیسائیوں سے مکمل مماثلت غالیانہ معتقدات اور نظام خلافت میں۔

حضرت مولنیا نے فرمایا کہ اے جماعت قادیان تمہارے پاؤں دو بیڑیوں میں ہیں۔ یہ صورت بہت دیر تک قائم نہیں رہے گی۔ تمہیں ایک ہی بیڑی میں سوار ہونا ہوگا۔ یا تو تم اپنا علیحدہ کلمہ اور اپنی علیحدہ اُمت بناؤ گے یا تمہیں ان باطل عقائد سے رُجوع کرنا پڑیگا۔ خدا تعالےٰ نے کیسے سامان پیدا کئے۔ کہ ہم وہ پیشگوئی پُوری ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ یہ حضرت مولنیا رحمۃ اللہ کے اعلےٰ درجہ کے علم الیقین کی وجہ سے ہوا۔ کہ جس نے یہ بات کہلوائی تھی۔ حضرت مولنا رح نے ایک اور پیشگوئی کی تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی الوصیّت میں جماعت کے انتظام کے لئے انجمن مقرر کی ہے۔ اور اموالِ سلسلہ اس کے سپرد کئے ہیں کسی شخص واحد کو مالک و مختار نہیں بنایا۔ مگر بالمقابل یہ آواز نکلی کہ نہیں انجمن کوئی شئے نہیں ایک شخص ہی مالک و مختار ہے۔ خلیفہ انجمن پر بھی حاکم اور مطاع الکل ہے۔ اس وقت مولنیا رح نے فرمایا تھا کہ یہ گدی اور پیر پرستی کا راستہ تم کیوں اختیار کر رہے ہو؟ کیوں ہوش میں نہیں آتے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے آج دیکھ لیا ہے کہ پہلے ٹھیٹھ پیر پرستی یعنی اندھی تقلید کی گئی جس میں خلیفہ پر پیچھے اعتراض کرنے والا جہنمی ٹھہرایا گیا اور اب گدی بھی مستحکم ہو چکی ہے۔ مرزا محمود احمد صاحب نے ایک دفعہ کہا تھا کہ وہ لوگ غلط کہتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو خلیفہ بناؤں گا لیکن انہوں نے انتخاب خلیفہ کا انتظام اپنے بعد ایسا قائم کیا جس سے بجز ان کے بیٹے کے دوسرا کوئی خلیفہ منتخب نہ ہو سکے۔ چنانچہ باپ کی گدّی پر بیٹا ہی بیٹھا۔ حضرت مولینا رح نے فرمایا۔ گروہ قادیان اپنے غالیانہ عقائد کے باعث عیسائیوں سے مماثلت رکھتے ہیں۔ آئینہ صداقت میں میاں محمود احمد صاحب نے اس کی پُر زور تردید کی کہ یہ بات غلط ہے۔ اس پر بہت ورق سیاہ کئے لیکن سنہ ۱۹۵۶ء میں ایک رسالہ لکھا کہ آئندہ خلیفہ کا انتخاب اسلامی شوریٰ کی بجائے عیسائی طریقہ انتخاب پوپ کے مطابق ہونا چاہیئے چنانچہ ہوا بھی ایسے ہی۔ دیکھا حضرت مولانا کی یہ پیشگوئی بھی کس صفائی سے پُوری ہوئی۔ اور عیسائیوں سے مماثلت نہ صرف غالیانہ معتقدات کے باعث بلکہ پاپائیت کے باطل نظام عیسائیت اختیار کرنے میں بھی خود قائم کی۔

کہا جاتا ہے کہ وہاں مبلغ مشن اور انتظام بڑا ہے اور یہی کامیابی کے ذرائع ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اسلام کے شروع میں مادی ذرائع و وسائل کس کے پاس ...... تھے۔ آنحضور صلعم کے پاس یا کفار کے پاس؟

جب حضرت مسیح موعودؑ نے ندا بلند کی، کہ میں اسلام کو غالب کر کے دکھلاؤں گا۔ اس وقت مادی طاقت، کس کے پاس تھی؟ ظاہر ہے عیسائیوں کے پاس تھی۔ لیکن حضرت مسیح موعود نے اپنے یقین تام کی بناء پر غلبۂ اسلام کر کے دکھلا دیا۔ پھر اسی طرح جب احمدیہ بلڈنگس لاہور میں سنہ ۱۹۱۴ء میں جماعت از سر نو قائم ہوئی تو مادی ذرائع کس جماعت کے پاس تھے؟ مگر اس کے بالمقابل جماعت لاہور کیونکر قیام و دوام پا گئی؟

مَیں اس سلسلہ میں آپ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ یقین اب جماعت کے ہر فرد کے اندر موجود ہے کہ جس موقف پر ہم قائم ہیں یہی صحیح و راست اور غالب و فاتح ہے، چاہے یہ موقف غیر ادیان کے خلاف ہو اور چاہے غیر از جماعت کے مقابل پر ہو یا چاہے جماعت ربوہ کے برخلاف ہو؟ ان باتوں میں اگر ہم میں اپنے یقین پر وثوق موجود ہے تو یقین رکھئے کہ تمہارے غلبہ اور نصرت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ ذرائع تو تمہارے قدموں میں ہیں۔ تم دیکھو تو یہ کہ تمہارے دلوں میں یہ یقین کس قدر ہے۔ علامہ اقبالؒ نے بھی ایک شعر میں کہا ہے ؎

جب اس جسدِ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ رُوح الامیں پیدا

یہ سب یقین پر منحصر ہے، اگر کسی مخالفت کے مقابل پر ہمارا موقف علم اور یقین پر ثابت قدم ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم ہی حق پر ہیں اور علم اور

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم اوّل)

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی

حیات و وفات مسیحؑ

اور پیدائش مسیحؑ پر ایک مختصر سا تبصرہ

بسلسلہ اشاعت مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۶ء

(۳)

عوام بغیر باپ بیٹا ہونے کے قائل نہ تھے

(۱۸) عوام بالخصوص دشمن کبھی اس بات کو نہ مان سکتے تھے کہ مسیحؑ بغیر باپ معجزانہ پیدا ہوا ہے اس لئے مریمؑ کو یہ بڑی خبر دینے کی بجائے فرشتہ عوام یہود پر اترنا چاہیئے تھا کہ مریم صدیقہ کو بالکل مطعون نہ کرنا اس کے ہاں بیٹا بغیر باپ پیدا کرنا ہمارا معجزہ ہے یا بیٹے کی پیدائش کے وقت حسب دستور آسمان سے ایک فرشتہ للکار کر کہتا کہ یہ لڑکا بغیر باپ پیدا ہوا ہے لوگو، تم شک میں نہ پڑنا اگر ایسا ہوتا تو مریمؑ کو بھی گھر سے نہ بھاگنا پڑتا۔ مگر مریم کے بطن میں چپکے سے ایک ایسا معجزہ ہے جس کا مشاہدہ عوام تو کہاں کر سکتے ہیں خاوند پر بھی اللہ تعالےٰ کو فرشتہ اتارنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ پس بقول آپ کے اللہ تعالےٰ کی قدرت میں اگر شک ہوا تو مریم کا ہوا جو بیٹا پیدا ہونے سے دور ہو گیا مگر عوام کے دلوں میں شک پیدا ہو گیا۔ سبحان اللہ کیا حکمت خداوندی ہے کہ جو پہلے ہی مومن تھی اس کا شک دور کر دیا اور ہزارہا عوام کے دلوں میں اس معجزہ سے شک پیدا کر دیا اور یہ شک نہ صرف

معجزہ کے وقوع کے بارہ میں ہے بلکہ ایک زاہدہ عابدہ صدیقہ اور کامل مومنہ کی عزت عصمت اور عفت کے خلاف ہے اور یہ اقرار آپ نے تو کیا ہے کہ لوگوں نے مریم صدیقہ پر شک کیا۔ اس شک کا ازالہ صرف یوں ہو سکتا تھا کہ چند ایک یہودی معترضین کے گھروں میں بغیر باپ بیٹے پیدا ہو جاتے یعنے وہ چار علماء کی کنواری لڑکیاں بغیر مسِ بشر سے پیدا کر دیتیں تا عوام ان علماء کی عینی شہادت سے مطمئن ہو جاتے اور مریم کی بریت ہو جاتی کذٰلک اللہ یخلق ما یشاء اسی طرح اللہ بغیر باپ بیٹے پیدا کرتا ہے۔ جہاں چاہتا ہے تو جو شخص مریم پر طعن کرتا ہے اسی کے گھر میں اللہ تعالےٰ ایسا معجزہ دکھا دیتا۔ ذاتی مشاہدہ کے بغیر جن لوگوں کے دلوں میں شک پیدا ہوا وہ ہرگز گنہگار نہ ہوتے کیونکہ گناہگار بینات کے انکار سے ہوتا ہے یہ ایک مخفیہ معجزہ یا مخفی کرامت تھی جو کسی کے مشاہدہ میں نہ آئی۔

قرآن مجید میں ہرگز نہیں لکھا کہ مسیحؑ بغیر باپ پیدا ہوئے

(۱۹)

قرآن مجید کی آیات کا مطالعہ کرنے کے بعد جو شبہات پیدا ہوئے اب ہم ان کا تجزیہ کرتے ہیں آپ نے ان کو خود ہی بینات نہیں بلکہ قرائن کا درجہ دیا ہے۔ میرے محترم دوست ایمانیات کے لئے قرائن کی نہیں بلکہ نص صریح اور دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس قدر زیادہ کوئی امر اللہ تعالےٰ کی عام سنت اور مشاہدہ کے خلاف ہو اسی قدر زیادہ وزنی دلائل اور نصوص صریحہ کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً آپ یہ کہیں کہ فلاں عورت کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اس میں شک اور دلیل کی چنداں ضرورت نہیں لیکن اگر آپ کہیں کہ فلاں مولوی کے پیٹ سے بیٹا پیدا ہوا تو اسے ثابت کرنے کے لئے قرائن کی نہیں کہ ہم نے خود دیکھا اس کا پیٹ بڑھا ہوا تھا بعض اوقات اس میں حرکت محسوس ہوتی تھی اور لوگوں نے اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر خود مشاہدہ کیا تھا کہ واقعی پیٹ میں کوئی چیز متحرک معلوم ہوتی تھی اور راولپنڈی میں گلی گلی کوچہ کوچہ اعلان کرتا پھرتا تھا:۔ دیکھو یہتو کرو دیا۔ بیٹا آئے کونسی راہ۔ پھر آپ کی سب سے وزنی دلیل کہ اللہ تعالیٰ جس نے اتنی بڑی کائنات پیدا کی اور اس کی قدرتوں کی حد بندی نہیں، کیا وہ جو بغیر خاوند صرف عورت سے بیٹا پیدا کر سکتا ہے کیا مرد کے پیٹ سے بیٹا پیدا نہیں کر سکتا یہ سارے قرائن۔ مشاہدہ اور پھر اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ کے قائل ہونے کے باوجود بات اسی جگہ قائم رہے گی کہ کسی مرد کے پیٹ سے بیٹا پیدا نہیں ہوا۔

فرشتہ نے مریمؑ کو ابنِ مریم کی بشارت کیوں دی؟

(۲۰) دوسرا قرینہ آپ کا یہ ہے کہ جب مریمؑ کے ہاں بیٹا خاوند سے پیدا ہونا تھا تو فرشتہ نے یہ کیوں کہا کہ وہ ابنِ مریم ہوگا مسیح کے ابنِ مریم کہلانے کے وجوہات میں اس مضمون ...... میں بتا چکا ہوں کہ اس میں عیسائیت کے عقیدہ کی تردید ہے

تیسرا قرینہ

(۲۱) حضرت مریمؑ کا تعجب اس بات پر کہ بیٹا بغیر باپ پیدا ہوگا کیونکہ فرشتہ نے یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ بیٹا بغیر باپ پیدا ہوگا تو مریم کو یہ شبہ کیوں گذرا کہ بیٹا بغیر باپ ہوگا۔ میرے دوست یہ صرف تعجب کرنے اور نہ کرنے کی بات نہیں تعجب کی بجائے اسے تو رونا پیٹنا اور واویلا کرنا چاہیئے تھا کہ بغیر باپ بیٹا ہوگا تو دنیا کے لوگ کیا کہیں گے؟ لوگوں کا منہ کون بند کرے گا؟ میری ساری زندگی کا ریکارڈ خراب ہو جائے گا؟ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گی؟ اے اللہ مجھے دنیا میں رسوا اور نکو نہ بنانا۔ ایسا بیٹا پیدا ہونے سے پہلے ہی مجھے موت دیدے تو بہتر ہے۔ پھر آپ کے خیال میں مریم کا گھر سے بھاگ جانا اسی وجہ سے تھا اور لوگوں کا مریم کو مطعون کرنا مریم کے خدشات کو سچ ثابت کرتا ہے مگر اللہ تعالےٰ نے مریمؑ کی اس دعا کا کچھ خیال نہ کرتے ہوئے فرمایا تو فرمایا کذٰلک اللہ یخلق ما یشاء کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں، یعنی بغیر خاوند کے بعض عورتوں کے ہاں بیٹے دے کر ان کو رسوا اور بدنام کرتا ہوں (معاذ اللہ)

قرینہ ۴ لوگوں کا مریمؑ کو مطعون کرنا

(۲۲) آپ فرماتے ہیں، جب مریمؑ بچے کی پیدائش کے بعد اسے لے کر قوم کے پاس آئی تو قوم نے برائی کا الزام لگایا۔ حالانکہ قوم مریم کے بھائی۔ باپ اور ماں کو اور ان کے کردار کو جانتی تھی اگر مریم کی شادی ہو چکی تھی تو کیا قوم کو معلوم نہیں تھا۔ (آیت ۲۵-۲۸)

جواب:۔ اگر یہ صحیح ہے تو پہلی بات غلط ہو گئی کہ وہ لوگوں کی انگشت نمائی سے ڈر کر بھاگی تھی کیونکہ اس نے وہی کام کیا جس سے بچنے کی پہلے کوشش کی تھی۔ اگر لوگوں نے مریم پر معاذ اللہ ناجائز حمل کا الزام لگایا تھا تو لوگوں کا کیا قصور اور گناہ؟ کیونکہ بغیر نکاح اور خاوند کے بیٹا کافی ثبوت ہے الزام کے درست ہونے کا اور اس الزام سے بھائی یا ماں باپ کا نیک ہونا بری نہیں کر سکتا جب آپ کے خیال کے مطابق قوم کو خوب معلوم تھا کہ مریم کی شادی نہیں ہوئی تو لوگوں کا الزام محض الزام نہ رہا بلکہ بیٹے کی پیدائش سے انہیں پختہ ثبوت مل گیا بہر حال اس خیالی معجزہ سے اور تو کچھ حاصل نہ ہوا سوائے اس کے کہ مریم اور مسیح دونوں از روئے کتاب مقدس مطعون ہو گئے اور اللہ تعالےٰ کی قدرت کا کہ وہ بغیر باپ بھی کسی عورت کے ہاں بیٹا پیدا کر سکتا ہے نہ مریم نہ مسیح نہ یہود نہ عیسائی کوئی بھی قائل نہ ہوا اس کی مزید تشریح اگلے نمبر میں دیکھو۔

مریم نے اپنی بریت خود کیوں نہ کی؟

(۲۳) مریم نے یہ جواب دینے کی بجائے کہ بچہ فلاں کا ہے محض بچے کی طرف اشارہ کر دیا کہ میری طرف سے یہ خود بتائے گا (آیت ۲۹)

جواب:۔ یہ قرینہ بھی آپ کے خلاف گواہی دے رہا ہے کہ مریم جس پر یہ مکروہ الزام لگایا گیا

وہ الزام سُن کر اپنی بریت خود نہیں کرتی اور یہ نہیں کہتی کہ یہ جھوٹ تہمت ہے اور فرشتہ نے مجھے پہلے ہی بتایا تھا کہ تمہارا بیٹا بغیر باپ اور بغیر مس بشر پیدا ہوگا۔ کیا تم خدا کی قدرت کا انکار کرتے ہو؟

(ب) اگر میرا یقین نہیں کرتے تو اس ننھے سے ننھی سی گواہی سُن لو۔

(ج) ننھے میاں نے جو ننھی سی گواہی دی اس میں بھی نہ ماں کی بریت کی اور نہ اصلی الزام کے متعلق اپنی بریت کی کہ میری ماں نے اللہ میاں کی قدرت سے بغیر باپ مجھے جنم دیا ہے اے یہودیو کیا تم خدا کی قدرت کے منکر ہو؟

شاید کسی کے دل میں یہ گدگدی ہو رہی ہو کہ مریمؑ نے تو چُپ کا روزہ رکھا ہوا تھا اس لئے اس نے خود جواب نہ دیا اور سوال کو ننھے پر ٹال دیا مگر یہ روزہ رکھوانے والا اللہ تعالےٰ ہی تو تھا ایک تو معجزہ ایسا دکھایا کہ ایک محصنہ کی عصمت اور عفت برباد ہو گئی اب روزہ رکھوا کر اسے اپنی بریت سے بھی روک دیا مگر مریمؑ کو روزہ اور تہمت دونوں میں سے کسے ترجیح دینی چاہیئے؟ اس روزہ کا فائدہ ہی کہ جس سے عمر بھر کا کلنک لگتا ہو۔ نہیں ہمیں اتنی دور نہ جانا چاہیئے مریمؑ کے لئے ننھے کی طرف اشارہ کرنے کی بجائے چاہیئے یہ تھا کہ وہ بیماز گویا سے لوگوں کو یہ بتاتیں کہ میں آج روزہ سے ہوں رات کو یا کل جواب شافی دے دوں گی میرا روزہ ساری عمر کا روزہ نہیں۔

کیا مسیح کی گواہی سے ماں پر سے الزام ٹل گیا؟

(۲۴) چلو ماں نے اپنی بریت خود نہ کی اور خون کا گھونٹ پی کر چپ رہی تو کیا بیٹے نے ماں کی عفت عصمت کی گواہی دی؟ کہ میں اللہ میاں کی قدرت سے بغیر باپ پیدا ہو گیا ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے مجھے نبی بنایا ہے (یہ دیکھ لو کتاب میرے گھٹنوں پر دھری ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی مجھ پر اُتری اور شکم مادر میں ہی میں نبی بنایا گیا کیونکہ یہ اسی دن کی بات ہے جب حضرت کی عمر صرف ایک دن کی تھی) مریم بیٹا پیدا ہوتے ہی قوم کی طرف بھاگی کہ لوگوں نے جو کچھ کہنا ہو آج ہی کہہ لیں) اور پھر ماں کے پیٹ میں ہی کھڑے ہو کر اور گھٹنے ٹیک کر میں نے نماز پڑھ لی ہے کیونکہ نبی پر جب کوئی حکم نازل ہوتا ہے تو اسی وقت اس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے البتہ ادائے زکوٰۃ کا حکم اللہ میاں نے قبل از وقت دے دیا ہے جوان ہو کر کما کر ضرور اس پر عمل کروں گا۔ ماں کا دُودھ پینے کی بجائے آج ہی سے اس کی خدمت پر کمر بستہ ہو جاؤں گا اور اپنے ننھے منھے ہاتھوں سے جو کر سکوں گا کروں گا۔

اصل الزام مریم پر نہ تھا بلکہ مسیح پر تھا

(۲۵) میرے محترم دوست یہ سب مشکلات اس لئے پیدا ہوئیں کہ غلطی سے یہ سمجھ لیا گیا کہ الزام مریم پر لگا تھا حالانکہ اُن کے رشتہ دار خوب جانتے تھے کہ یہ یوسف نجّار کا بیٹا ہے اور اس کے بھائی اور بہنیں ہمارے اندر موجود ہیں جیسا کہ اناجیل میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے مگر یہ ہمارے علماء کی بھول ہے کہ مریم کو متہم کرا دیا۔

اصل اعتراض یہود کا مسیح پر ہے کہ اس کا دعوےٰ نبوّت افتریٰ ہے یہ نبی نہیں ہے اور مریم کا جواب صحیح ہے کہ اسی سے پوچھو کیونکہ دعوےٰ اسی کا ہے۔

مگر ہمارے اس خیال پر دو شکوک پیدا ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ مریم جب مسیح کو قوم کے پاس لائیں تو وہ بچہ تھا دوسرے یہود نے یہ کہا کہ جھولے کا لڑکا کیا جواب دے گا؟ حالانکہ مسیح جب اپنے وطن گئے ہیں تو وہ ایک دن کا بچہ نہیں بلکہ جوان انسان تھے۔ نبوّت کا دعوے کر چکے تھے جو ان کے اس اقرار سے ثابت ہے۔

انی عبد اللّٰہ اتانی الکتاب وجعلنی نبیاً مبارکًا این ما کنت واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا

نبوّت کا دعوےٰ کر چکے تھے کتاب مل چکی تھی نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے تھے۔ پس یہود کا یہ اعتراض ماں پر نہیں بلکہ یہ کہ تیرے جیسی نیک عورت کا بیٹا ہو کر نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے۔ رہا یہود کا یہ کہنا کہ جھولے کا لڑکا کیا بتائیگا بطور تنقیص کے ہے کہ ہمارے مقابل یہ کل کا بچہ ہے۔ علماء یہود کے جواب میں مسیح کا قول زیادہ واضح اور بیّن ہے کہ وہ بچہ نہیں ہے بلکہ نبوّت کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور کتاب اسے دی جا چکی ہے اور احکامات شریعت کا وہ مکلّف ہے۔

قرینہ نمبر ۵

(۲۶) ماں کے ساتھ اسے نیکی کرنے کا حکم دیا گیا اگر اس کا باپ تھا تو اس کے ساتھ نیکی کا حکم کیوں نہیں دیا گیا۔ جب آپ اس امر کو تسلیم کرلیں گے کہ مسیح کا یہ کلام نبوّت پر فائز ہو جانے کے بعد کا ہے تو یہ شک خود بخود دُور ہو جائیگا کہ باپ اس وقت فوت ہو چکا تھا۔

قرینہ نمبر ۶

(۲۷) حضرت عیسیٰؑ کو عیسائیوں نے ابن اللہ سمجھنا اس لئے شروع کیا کہ اُن کا باپ نہیں تھا ان کے اس عقیدہ کی تردید بآسانی یہ کہہ کر کی جا سکتی تھی کہ عیسیٰ کا فلاں باپ تھا وہ خدا کا بیٹا کیسے ہوا

اسلام اُنیسویں صدی ہندوستان میں

(بسلسلہ صفحہ ۲)

لیکن بیسویں صدی میں سائنس کی اصل مادہ نہیں بلکہ برقی لہریں قرار پائیں۔ چنانچہ سرسید اور ان کے رفقاء نے مذہب کو سائنس کے اصولوں کے مطابق ثابت *کرنے کی جو کوشش کی اس میں ان کو خاطر خواہ کامیابی

حاصل نہ ہو سکی کیونکہ سرسید کا نقطۂ نظر سر تا پا مادی اور ارتقائی تھا جس میں حقائق کی روحانی اساس کے لئے کوئی جگہ نہ تھی انفرادیں اور انیسویں صدی کی سائنس کی بنیاد مذہبی مادیت اور فطرت پر تھی اور سرسید نے مذہب کو اسی سائنس کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن بیسویں صدی میں سائنس نے جب انسانی زندگی کی روحانی اساس کی اہمیت کو تسلیم کر لیا تو اس دور میں سرسید کے نظریات بری طرح مجروح ہو گئے

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحۂ اوّل)

خواہ ایک دو آیتوں کا ہی سبق روزانہ دیا جائے۔ اس کے علاوہ ہم احمدیوں کو خصوصیت سے اپنی اولاد کو ان افضال اور برکات اور انعامات سے بھی آگاہ کرنا چاہیئے جن کے مورد حضرت مسیح موعودؑ قرآن کریم پر عمل کرنے اور اُسوۂ رسولؐ کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں بنے ہیں تا اُن کے دل اسلام کی سچائی پر یقین سے بھر جائیں اور اُن کے دلوں میں شریعت اسلامیہ پر عمل کرانے کی طرف رغبت پیدا ہوتی رہے اور وہ اسے محض رسم کے طور پر نہیں بلکہ اس کو مفید اور یقینی طور پر دلی ترقی کا ذریعہ سمجھ کر اپنے عمل میں لائیں۔

دوسرا امر جس کی طرف اس حدیث میں مسلمانوں کو توجہ دلائی گئی ہے وہ بھی بڑا اہم امر اور ایک خطرناک بدی سے بچنے کا نہایت ہی مفید ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضور صلعم نے فرمایا کہ اولاد کو اکٹھے ایک بستر میں نہ سلاؤ بلکہ ہر ایک بچے کا الگ الگ بستر ہونا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہدایت پر عمل کرنے کے فوائد کسی عقلمند سے مخفی نہیں رہ سکتے۔

تحریک گردن چھڑانا

میں حصہ لینے والے احباب

سابقہ میزان	1267.00
ڈاکٹر محمد زبیر صاحب پارہ چنار	20.00
علی بہادر صاحب زیدہ	8.00
شیخ مختار احمد صاحب وزیر آباد	5.00
میاں فیاض احمد صاحب جہانگیرہ روڈ	100.00
مرغوب عالم صاحب چٹاگانگ	100.00
شیخ عبدالعزیز صاحب جہلم	50.00
ڈاکٹر قاضی مختار احمد صاحب سرگودھا	50.00
میاں محمد صادق صاحب لاہور	5.00
27/8/66 تک میزان	1605.00

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" پر تبصرہ

قاضی صاحب سے چند سوال

قاضی صاحب نے اپنی کتاب کے ص۱۱ پر دو باتیں لکھی ہیں :-

(۱) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک
بنی اسرائیل میں صدہا نبی ایسے آئے
جو کوئی جدید شریعت نہیں لائے تھے
بلکہ وہ شریعت موسوی کے ہی خلفاء
تھے۔" (ملاحظہ ہو شہادۃ القرآن ص۴۴، ۴۶)

اس پر میرا سوال یہ ہے کہ قاضی صاحب اور انکے ہمخیال دوست یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" (جو ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا) سے قبل نبوت کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں فرمایا کرتے تھے :-

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول
کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل
شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام
شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں
یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور
براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے
خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔"

اور یہ بھی ان دوستوں کو مسلّم ہے کہ حضورؑ نے مندرجہ بالا تعریف نبوت کو پہلی مرتبہ اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں ہی تبدیل کیا .... اور تبدیل شدہ تعریف میں شریعت لانے اور اُمتی نہ ہونے کو ضروری قرار نہ دیا بلکہ صرف کثرت سے غیب کی خبریں پانا ہی نبوت کی حقیقی اور صحیح تعریف قرار پائی انکے نزدیک حضور نے نبوت کی جو پہلے تعریف کی تھی وہ علماء عصرِ حاضر کی تقلید میں کی تھی اس لئے ان کے نزدیک حضور نے اسے ترک کر دیا (حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے حضور نے تو اپنی بیان کردہ تعریف کی بنیاد علماء کے نظریہ پر نہیں بلکہ قرآن شریف کی آیت وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ اور بعض دیگر آیات قرآنیہ پر رکھی تھی - ناقل) اب سوال یہ ہے کہ قاضی صاحب اور اُن کے ہمخیال دوست بتلائیں کہ حضور کی کتاب "شہادت القرآن" تو ۱۸۹۳ء میں تصنیف ہوئی تھی کیا آپ دوستوں کے نزدیک حضورؑ نے ۱۸۹۳ء میں اپنا نظریہ ترک کر دیا تھا کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا اور اُمتی نہ ہونا ضروری ہے یا کتاب "شہادۃ القرآن" کی تصنیف کے وقت حضور کو نعوذ باللہ ذھول ہو گیا تھا کہ حضور اس سے قبل نبی کے لئے شریعت کا لانا اور اُمتی نہ ہونا ضروری قرار دے چکے ہیں یا حضورؑ بنی اسرائیل کے ان صدہا نبیوں کو اپنی طرح کا ہی محدّث یعنی جزوی نبی نبوتِ ناقصہ محض لغوی نبوت - مجازی نبوت - بروزی نبوت سے حامل یقین کرتے تھے۔

دوسری بات قاضی صاحب نے اسی ص۱۱ پر یہ لکھی ہے :-

"حضرت عیسٰے علیہ السلام کو بھی حضورؑ
نے صاحب شریعت نبی قرار نہیں دیا"

اس پر میرا سوال یہ ہے کہ قاضی صاحب اور ان کے ہم خیال دوست بتلائیں کہ کیا وہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں یا نہیں اگر دیتے ہیں تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریر کے ساتھ اپنے اس عقیدہ کی کہ حضرت عیسٰے کے منکر کافر ہیں مطابقت کر کے دکھلائیں حضور اپنی کتاب تریاق القلوب کے ص۱۳۰ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں :-

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے
دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر
کہنا یہ صرف اُن نبیوں کی شان
ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے
شریعت اور احکام جدیدہ لاتے
ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا
جس قدر ملہم اور محدّث ہیں گو وہ
کیسی ہی جنابِ الٰہی میں اعلیٰ شان
رکھتے ہوں اور خلعتِ مکالمہ
مخاطبہ سے سرفراز ہوں ان کے
انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"

قاضی صاحب! اگر آپ کے نزدیک اور آپ کے ہمخیال دوستوں کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کی اُس تحریر کا بھی مفہوم درست ہے جس سے آپ نے استدلال کر کے لکھا ہے کہ حضرت عیسٰے صاحب شریعت نبی نہ تھے تو پھر تریاق القلوب میں حضورؑ کے بیان کردہ نظریہ کی رُو سے حضرت عیسٰےؑ کے منکر کو آپ کافر بھی قرار نہیں دے سکتے کیونکہ حضور کے اس نظریہ کی رُو سے صرف اسی نبی کا منکر کافر ہو سکتا ہے جو نبی صاحب شریعت ہو۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ حضور نے "تریاق القلوب" کی عبارت میں صاحب شریعت نبی کے مقابل "غیر شرعی نبی" کے الفاظ نہیں لکھے بلکہ اس کے مقابل "ملہم اور محدّث" کو رکھا ہے پس اگر آپ کا اخذ کردہ مفہوم کہ حضرت عیسٰے صاحب شریعت نبی نہ تھے درست تسلیم کر لیا جائے تو حضرت عیسٰےؑ کو حضرت اقدس کی تحریر کے مطابق لامحالہ محض مُلہم اور محدّث کی حیثیت دینی پڑے گی جس کا منکر آپ کے نزدیک بھی کافر نہیں قرار دیا جا سکتا۔

قاضی صاحب! آپ غور فرمائیں کہ آپ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کی علمی پوزیشن کو کس قدر مضحکہ خیز بنا رہے ہیں کہ حضور کی تحریریں آپ کے پیش کردہ مفہوموں کی رُو سے مخالفین کی نظر میں نعوذ باللہ تضاد سے بھری ہوئی ٹھہرتی ہیں جس کے نتیجہ میں مخالفین کو حضور پر ہنسی اڑانے کا موقعہ ملتا ہے اور یہ موقعہ ان کے لئے اپنی اس قسم کی تحریروں کے ذریعہ آپ خود ہی مہیا کرتے ہیں۔ کاش آپ غور کر کے اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کریں۔

قاضی صاحب کی دوسری عبارت

قاضی صاحب! دوسری حسب ذیل عبارت آپ نے حضور کی کتاب الوصیت سے نقل کی ہے :-

"جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور
کمیت کی رُو سے کمال درجہ تک
پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور
کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امورِ
غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں
میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے
جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔"

صحیح مفہوم تک نہ پہنچنے کی وجہ

قاضی صاحب! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حضور کی مندرجہ بالا عبارت کے صحیح مفہوم تک آپ کے ذہن کو رسائی حاصل نہیں ہوئی وجہ یہ کہ آپ نے تقلیدی ذہن لے کر حضور کی اس عبارت کو پڑھا ہے اگر محققانہ ذہن کے ساتھ اس عبارت پر غور کرتے تو اس کے صحیح مفہوم تک پہنچنا آپ کے لئے ضرور آسان ہو جاتا دیکھیں اس عبارت سے بھی آپ کے اخذ کردہ مفہوم نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے کلام میں تضاد پیدا کر دیا ہے۔

قاضی صاحب کا اخذ کردہ مفہوم

آپ کا اخذ کردہ مفہوم تو یہ ہے کہ نبوت نام ہے اس مکالمہ مخاطبہ کا جو کھلے طور پر امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو اور ہر لحاظ سے کمال تک پہنچا ہوا اور کثافت وغیرہ سے پاک ہو آپ کے اخذ کردہ مفہوم کے لحاظ سے حضور کے نزدیک نبوت کی یہی تعریف ہے صرف یہی نہیں بلکہ آپ کے نزدیک حضور اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ نبوت کی یہ تعریف ایسی ہے جس پر تمام انبیاء علیہم السلام متفق چلے

آتے ہیں۔

قاضی صاحب کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کے صحیفوں میں نبوت کی تعریف

ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا اتفاق ان کے صحیفوں سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ اگر ان کے صحیفوں میں نبوت کی یہی تعریف لکھی ہوئی ہے تو آپ کا مفہوم جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے اخذ کیا ہے درست ہے لیکن اگر حضور خود ہی آپ کے اخذ کردہ مفہوم کی تردید فرما دیں تو بتلائیں کہ کیا آپ کا اخذ کردہ مفہوم ھبأً منثوراً ہو جاتا ہے یا نہیں۔

اعادہ قول

قبل اس کے کہ میں حضور کی تردید آپ کے سامنے رکھوں اس بات کو پھر دوہراتا ہوں کہ آپ دوستوں کے نزدیک نبوت کی تعریف میں صرف مکالمہ مخاطبہ ہی داخل ہے جو بکثرت ہو اور بکثرت امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو اور جو خدا کے نزدیک کمال تک پہنچا ہوا ہو خواہ یہ مکالمہ براہِ راست ملے یا کسی نبی کی اتباع سے ملے خواہ اس میں شریعت ہو یا نہ ہو کیونکہ شریعت کا لانا مستقل ہونا آپ دوستوں کے نزدیک نبوت کی تعریف میں داخل ہی نہیں اس سے ظاہر ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام کے صحیفوں میں بھی نبوت کی تعریف میں شریعت لانے مستقل ہونے کو نظر انداز ہی کیا گیا ہوگا وہاں بھی مندرجہ بالا قیود کے ساتھ صرف مکالمہ مخاطبہ کو ہی نبوت کی تعریف میں شامل کیا گیا ہوگا تمام انبیاء سابقین اپنے آپ کو نبی صرف مندرجہ بالا قیود کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ پانے کی وجہ سے ہی نبی کہتے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا قول اس کی تردید میں

قاضی صاحب! آیئے دیکھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کیا فرماتے ہیں کیا حضور آپ کے اخذ کردہ مفہوم کی تصدیق کرتے ہیں یا تکذیب حضور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ضمیمہ استفتاء نامی کے صفحہ ۱۶ پر فرماتے ہیں (یہ کتاب آپ کو معلوم ہی ہے ۱۹۰۷ء کی تصنیف ہے یعنی الوصیت کے دو سال بعد کی۔ ناقل)

"ان اللہ سمانی نبیًا بوحیہ و
کذالک سمیت من قبل علی ....
لسان رسولنا المصطفٰی ولیس
مرادہ من النبوۃ الا کثرۃ المکالمۃ
وکثرۃ انباء من اللہ وکثرۃ مایوحی"

اللہ تعالیٰ نے یقیناً اپنی وحی میں میرا نام "نبی" رکھا ہے اور اسی طرح ہمارے رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بھی میرا نام "نبی" رکھا گیا ہے لیکن مراد نبوت سے کثرت مکالمہ اللہ کی طرف سے کثرت سے امور غیبیہ اور کثرت وحی کے سوا اور کچھ نہیں لی گئی۔

....

رسالہ الوصیت کی تحریر اور حقیقۃ الوحی کی تحریر میں اتفاق کلی۔

رسالہ الوصیت میں نبوت سے سرفراز ہونے کے لئے جن امور کے حصول کا ذکر کیا گیا ہے بعینہٖ وہی امور حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا تحریر میں بیان کئے گئے ہیں اس تحریر کے حاشیہ میں بھی حضور فرماتے ہیں :-

"ذکرت غیر مرۃ ان اللہ ما اراد
من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ
والمخاطبۃ وھو مسلّمٌ
عند اکابر اھل السنۃ
فالنزاع لیس الا نزاعًا
لفظیًا فلا تستعجلوا یا اھل
العقل والفطنۃ ولعنۃ اللہ
علی من ادعی خلاف ذالک
مثقال ذرۃ ومعھا لعنۃ الناس
والملائکۃ" - میں نے کئی دفعہ ذکر
کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری نبوۃ
سے صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی
مراد لیا ہے اور مکالمہ مخاطبہ کو حاصل
کر لینا اہل سنت کے اکابر کے نزدیک
مسلّم ہے پس نزاع صرف لفظی نزاع
ہی رہ جاتا ہے (لفظی نزاع کی حقیقت
گزشتہ قسط میں بیان ہو چکی ہے۔ ناقل)
پس اے عقلمندو! میرے متعلق رائے
قائم کرنے میں جلدی نہ کرو اللہ تعالیٰ
کی لعنت ہو اس شخص پر جو ذرہ بھر
بھی اس کے خلاف دعوے کرے
اور اس کے ساتھ ہی لوگوں اور فرشتوں
کی بھی لعنت ہو۔"

قاضی صاحب کے بیان کردہ تمام اجزاء کا تحقق حضور کے وجود میں

حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہے کہ حضورؑ نے اس میں نبوت کے ان تمام اجزاء کو اپنے وجود میں متحقق تسلیم کر لیا ہے جن سے الوصیت کی عبارت سے اخذ کردہ مفہوم کی رُو سے قاضی صاحب کے نزدیک نبوت ترکیب پاتی ہے اور جن پر آپ نبیوں کا اتفاق بتلا رہے ہیں گویا بالفاظ دیگر حقیقۃ الوحی کی تحریر میں بھی قاضی صاحب کے نزدیک حضور تمام انبیاء کی متفقہ تعریف نبوت کی رُو سے زمرہ انبیاء کے فرد ہی قرار پاتے ہیں کیونکہ قاضی صاحب اور ان کے ہمخیال دوستوں کے نظریہ کے مطابق حضور حقیقۃ الوحی میں بھی اپنے آپ کو اسی معنی میں "نبی" بتلا رہے ہیں جو ان دوستوں کے نزدیک صحف انبیاء میں بیان کئے گئے ہیں۔

صحفِ انبیاء والی نبوت پانے سے انکار

رسالہ الوصیت سے جو مفہوم قاضی صاحب نے اخذ کیا ہے اس کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس امر کو تسلیم کئے بغیر اور کوئی چارہ ہی نہیں کہ حضور صحف انبیاء کی رُو سے زمرۂ انبیاء کے ہی فرد قرار پاتے ہیں لیکن آیئے ہم دیکھیں کہ حضور خود اس بارے میں کیا فرماتے ہیں چنانچہ حقیقۃ الوحی کی مندرجہ بالا عبارت کے معاً بعد حضور فرماتے ہیں :-

"ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی
الصحف الاولٰی بل ھی درجۃ
لا تعطی الا من اتباع نبینا
خیر الورٰی وکل من حصلت
لہ ھٰذہ الدرجۃ یکلمہ اللہ
ذالک الرجل بکلام اکثر واجلی
والشریعۃ تبقی بحالھا لا ینقص
منھا حکم ولا تزید ھدی"
ہم نبوت سے وہ مراد نہیں لیتے
جو پہلے صحیفوں میں لی گئی ہے۔

کیوں قاضی صاحب! کیا اب بھی حضور کے مندرجہ بالا الفاظ پر اطلاع پانے کے بعد آپ اپنے اسی نظریہ کی صحت پر مصر رہیں گے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام صرف کثرت سے مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر امور غیبیہ پانے کی بناء پر ہی کسی شخص کو زمرۂ انبیاء کا فرد قرار دیا کرتے تھے کیا حضور کے مندرجہ بالا الفاظ نے آپ کے نظریہ کو پاش پاش کر کے نہیں رکھ دیا کیا حضور نے ان الفاظ میں اس حقیقت کو نہایت صفائی کے ساتھ واضح نہیں کر دیا کہ صحف اولیٰ میں بیان کردہ نبوت کے آپ حامل نہیں اور نہ آپ کے وجود میں صحف اولیٰ والی نبوت پائی جاتی ہے حالانکہ حضور اپنے وجود میں ان تمام اجزا کا موجود ہونا تسلیم کرتے ہیں جو قاضی صاحب! آپ کے اور آپ کے ہمخیال دوستوں کے نزدیک زمرہ انبیاء میں کسی شخص کو داخل کرنے کے لئے اصلی اور حقیقی اجزاء ہیں اور جن پر آپ کے نزدیک نبیوں کا اتفاق ہے اس امر کا انکار کرنے کے معاً بعد کہ حضور اس نبوت کے حامل نہیں جس کا ذکر صحفِ اولیٰ میں آتا ہے پھر اپنے وجود میں پائی جانے والی حقیقت کا اندازہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

"میری نبوت صحفِ اولیٰ والی نبوت تو
نہیں بلکہ یہ ایک درجہ ہے (قاضی
صاحب! لفظ درجہ نبوت سے اپنے
استدلال پر بھی غور کریں۔ ناقل) اور
یہ درجہ صرف اسی شخص کو ملتا ہے
جو حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع میں
عمر گذارتا ہے اور جس کو یہ درجہ حاصل
ہو جاتا ہے (درجہ کے لفظ پر پھر
غور کریں۔ ناقل) اس کے ساتھ
اللہ تعالےٰ کثرت سے اور زیادہ
صاف طور پر کلام کرتا ہے۔"

اب دیکھ لیں کہ اعادہ کے ذریعہ یہی واضح کر دیا گیا کہ
"گو مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہے اور میں حضرت
نبی کریم صلعم کی اتباع کے نتیجہ میں اس درجہ تک پہنچا
ہوں کہ کیفیت اور کمیت دونوں لحاظ سے خدا تعالے
کے کامل مکالمہ مخاطبہ کا شرف مجھے حاصل ہوا ہوا ہے
لیکن باوجود اس کے میں اس تعریف کے لحاظ سے
زمرہ انبیاء میں داخل نہیں ہوں اور نہ ہو سکتا ہوں اس
کی وجہ بھی اس کے معاً بعد بتلادی کہ چونکہ شریعت میں
کمی بیشی نہیں ہو سکتی وہ تو اپنے حال پر اسی طرح ہی
رہے گی اس لئے صحف اوّل والی نبوت مجھ میں کس طرح
پائی جا سکتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ صحف اولیٰ والی نبوۃ
پانے والا ہی شریعت میں کمی بیشی کرنے کا مجاز ہوتا ہے
لیکن حضور اس کے مجاز نہیں اس لئے زمرۂ انبیاء کے
فرد بھی نہیں بن سکتے اور یہی بات حضور نے شروع
میں فرمائی اور یہی بات مواہب الرحمان میں فرمائی
جو ۱۹۰۳ء کے بعد کی کتاب ہے اور یہی اس مکتوب
میں فرمائی جو وفات سے دو دن قبل اخبار عام کے ایڈیٹر
کو لکھا جو حضورؑ کی آخری تحریر ہے۔

قاضی صاحب کے اخذ کردہ مفہوم کی غلطی کا ثبوت دوسرے طریق سے

حضورؑ اپنی کتاب ازالہ اوہام کے ص۵۶۹ پر
فرماتے ہیں:۔

"صاحب نبوت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہو
سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ
کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے
نبی کا مطیع اور اُمتی ہو جانا نصوص قرآنیہ
اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے
اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے وما ارسلنا
من رسول الّا لیطاع باذن اللہ
یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے
کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے
نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع
اور تابع ہو"

نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے جب یہ ثابت ہے کہ انبیاء
کے لئے مستقل ہونا لازمی ہے اس کے بغیر کوئی نبی نبی
ہو سکتا ہی نہیں تو انبیاء علیہم السلام کس طرح اس کے
خلاف پر متفق ہو سکتے تھے اور کس طرح حضور قرآن
کریم کی صریح آیت کے خلاف نبیوں کی طرف اس قسم
کے اتفاق کو منسوب کر سکتے ہیں پس اس سے بھی ثابت ہوا
کہ قاضی صاحب نے ...... حضور کی عبارت سے جو
مفہوم اخذ کیا ہے وہ نہ صرف یہ کہ درست نہیں بلکہ
حضرت اقدس کے صریح منشاء کے بھی خلاف ہے۔

الوصیت والی عبارت کا صحیح مفہوم

الوصیت والی عبارت کا صحیح مفہوم مفصل تو انشاء اللہ
آئندہ قسط میں بیان کیا جائے گا سر دست مختصر طور پر
اتنا بتلا دیتا ہوں کہ حضور نے اپنی اس عبارت میں ایک
تو نبی کے لئے کسی دوسرے نبی کا تابع نہ ہونا ضروری قرار دیا ہے
اور دوسرے یہ کہ ہر نبی کی پیروی سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ
کا انعام ملتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔
"لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی
سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ
اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا
تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے
اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت
اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ
کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا"

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء کی پیروی سے بھی
اللہ تعالےٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا انعام
ان کے متبعین کو ملا کرتا تھا اسی مکالمہ مخاطبہ کے
متعلق فرماتے ہیں "جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ" قاضی صاحب
نے عبارت کو "جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ" سے شروع کیا
ہے وہ کی ضمیر کے مرجع کا ذکر نہیں کیا حالانکہ اس کا
مرجع صراحت کے ساتھ حضور کی تحریر میں مذکور
تھا یعنی نبی کی پیروی سے جس مکالمہ مخاطبہ کا شرف نبی
کے اس اُمتی کو ملتا ہے جو کامل اتباع سے اپنا کامل
اُمتی ہونا ثابت کر دیتا ہے ایسے ہی اُمتی کے متعلق
آگے فرمایا کہ یہ صرف نبی نہیں کہلا سکتا اور ایسے
ہی اُمتی پر لفظ نبی کے اطلاق پر نبیوں کے اتفاق
کا ذکر فرمایا ہے اور یہ بالکل سچی حقیقت ہے کہ جب
نبی آتے ہی اس لئے ہیں کہ لوگوں کو اپنے ہم رنگ
بنا کر انہیں مورد وحی بناویں جیسا کہ حضور کی مختلف
تحریروں سے اس کی تصدیق ہوتی ہے تو وہ لامحالہ
مجازی اور ظلی رنگ میں ہی نبی کہلائیں گے چنانچہ یوشع
بن نون کی مثال سے میں اس حقیقت کو اپنے ایک مضمون میں
واضح بھی کر چکا ہوں بابا نانک صاحب کو حضور نے اوتار
لکھا ہے اور اوتار کو حضور نے نبی کے مترادف یعنی
ہم معنی قرار دیا ہے اور آیت اذا الرسل اُقتت
...... کی تفسیر میں حضور نے تمام مجددین اُمت کو
رسول قرار دیا ہے گو اس لفظ نبی اور رسول کے ساتھ
کوئی قید نہیں لگائی لیکن مراد اُمتی ظلی۔ مجازی نبوت

خطبہ جمعہ ــــ بسلسلہ صفحہ ۶

بصیرت کے ذریعہ اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے تیار ہیں تو یقین جانیئے کہ تمہیں غلبہ ہی غلبہ حاصل ہوگا اور تمہیں کوئی نہیں گرا سکتا۔

جماعت میں فتنہ کے مقابل حضرت مولینا محمد علی رح کے علم و یقین کے بارہ میں خدائی خبر

یہ جو علم و یقین حضرت مولینا محمد علی صاحب کے دل میں پیدا ہوا اس کا نظارہ حضرت مسیح موعود کو کشفاً دکھلایا گیا تھا۔ نومبر ۱۹۰۶ء میں حضرت نے ایک رؤیا دیکھا:۔

"رؤیا دیکھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف جا رہا ہوں۔ جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی ہوگئی تو میں واپس آ گیا اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں۔ واپس آتے ہوئے بھی راستہ میں گرد و غبار کے سبب تاریکی ہو گئی۔ اور گھوڑے کی باگ کو میں نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہے۔ چند قدم چل کر روشنی ہو گئی۔ آگے دیکھا کہ ایک بڑا چبوترہ ہے اس پر اُتر پڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں۔ انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبدالکریم آ گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آ رہے ہیں۔ اُن کے ساتھ میں نے مصافحہ کیا اور السلام علیکم کہا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی اور کہا کہ بشپ جو پادریوں کا افسر ہے وہ بھی اسی سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اس طرح سے ہے، جیسا کہ خرگوش ہوتا ہے۔ بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے۔ اور نالی کے آگے قلم لگا ہوا ہے۔ اس نالی کے اندر ہوا بھر جاتی ہے جس سے وہ قلم بغیر محنت کے بآسانی چلنے لگتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا۔ میں نے کہا۔ اچھا میں مولوی صاحب کو دے دوں گا۔ اس کے بعد بیداری ہو گئی۔"

فرمایا۔ عورتوں سے مراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں۔ اور خدا نے قرآن شریف میں اُمت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم سے تشبیہ دی ہے اور قلم سے مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں ایسی طاقت پیدا کر دے کہ وہ مخالفوں کے رد میں اعلیٰ مضامین لکھیں، واللہ اعلم بالصواب۔"

(بدر جلد ۱ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۰۶ء والحکم جلد ۱۰ نمبر ۳۹ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۶ء)

اب آپ اس رؤیا کو دیکھیں کہ واقعات میں کس طرح سچا ثابت ہوا! جس منزل کی جانب اس رؤیا میں حضرت مسیح موعودؑ کا گھوڑے پر جانا دکھلایا گیا ہے یہ وہ منزل تھی جب آپ مسلمانوں کو یقین دلا رہے تھے کہ میرا دعوےٰ نبوت کا ہرگز نہیں۔ میں امی امت کا ایک فرد ہوں۔ پھر میری اپنی کوئی غرض نہیں میرا مقصد تو دین اسلام کا غلبہ و فتح ہی ہے نہ ہی میں تمہیں کافر کہنے یا بنانے آیا ہوں۔ میں تو مجدد دین کے مقام پر فائز ہوں آپ کی اس جد و جہد سے مسلمانوں کو یقین آ ہی چلا تھا، مگر یکایک پھر تاریکی چھا گئی اور اندھیرا ہوگیا۔ یہ اندھیرا ہی ثبات ربوہ (قادیان) کی پیدا کردہ غلط فہمیاں ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نبوت کے درجہ پر فائز ہیں اور آپ کا انکار مستوجب کفر و خروج از اسلام ہے۔ نیز یہ کہ جماعت کا محوری نظام غیر مامور خلیفہ کی غیر مشروط اطاعت ہے۔ اس اندھیرے میں جس چیز نے روشنی پیدا کی وہ حضرت مولینا رح کے قلم نے کی۔ ایک طرف رؤیا کو دیکھئے اور دوسری طرف واقعات کو دیکھئے۔

میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آؤ ہم اپنے دلوں کو ٹٹولیں۔ اپنے اندر علم اور یقین تام پیدا کرنے کی کوشش کریں کہ کیا ہمارے کسی موقف پر کسی اعتراض کے مقابل ہمیں علم کامل اور یقین تام موجود ہے کہ ہم ہی یقیناً صحیح ہیں اور جو ہمارا موقف ہے وہی درست ہے؟ اگر نہیں ہے تو ہمیں اپنے اندر علم و بصیرت پیدا کرنے کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔

بھائیو! دلوں کو مضبوط کرو۔ یقین پیدا کرو۔ یقین جانیئے کہ ہمارا موقف، توہم پرستی پر قائم نہیں ہے ہماری جماعت کے اصول ایسے ہیں جو از راہ علم صحیح ہیں یہ مادی تہذیب فنا ہو کر رہیگی دیگر ادیان مردہ ہیں۔ غلبہ صرف دین اسلام کو ہی مقدر ہے۔ یہ ثابت ہے کہ زندگی کی بارش آسمان سے ہی آتی ہے۔ یہ ایک صداقت ہے کہ اسلام کی آئیڈیالوجی غالب آنے والی ہے۔ کبھی کبھی ہمارے دلوں میں کمزوری اور چور آ جاتا ہے۔ آپ دعا کریں میرے لئے کہ میرے اندر ایسا یقین جاگزین ہو جائے میں آپ سے ایسی دُعا کا ملتجی ہوں۔

ایک غلطی کا ازالہ

۲۲ جون ۱۹۶۶ء کے "پیغام صلح" میں صفحہ ۲ پر کالم ۲ کے شروع میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطبہ میں سہو کتابت سے غلطی ہوگئی، اصل الفاظ یہ ہیں:۔

" حضرت صاحب کی نسلی اولاد کو خدا تعالےٰ نے دنیوی رنگ میں نوازا انہیں دولت دی، مکانات دیئے۔ کوٹھیاں دیں سواریاں دیں، ملبوسات دیئے، مشروبات دیئے، زیورات دیئے اور ہزاروں مربعہ اراضی دی، سب کچھ دیا لیکن۔ روحانیات کا معاملہ لاہور کے پاک ممبروں کے حصہ میں آیا"

اخبار مذکور میں غلطی سے "حصہ میں نہ آیا" چھپ گیا۔ قارئین کرام درست فرمالیں۔

اخبار احمدیہ

اعلان نکاح

ـــــ عزیزہ سعیدہ بیگم بنت شیخ عبدالعزیز صاحب کے نکاح کی رسم عزیز سجاد احمد صدیقی ایڈووکیٹ بہاول نگر بعوض حق مہر مبلغ پانچہزار روپے (5000.00) بتاریخ ۱۲ جولائی ۱۹۶۶ء کو ہوئی۔ نکاح خوانی کے فرائض مولوی علی محمد اجمیری صاحب نے انجام دیئے۔ اس خوشی میں وکیل صاحب نے مبلغ دس روپے اشاعت اسلام کی مد میں عطا فرمائے۔ احباب جماعت سے دُعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جانبین کے لئے اس رشتہ کو بابرکت اور پائدار ثابت کرے۔ خواجہ محمد نصیراللہ جوائنٹ سیکرٹری احمدیہ جماعت راولپنڈی۔

ولادت اور عطیہ

ـــــ ہماری جماعت کے ایک نہایت مخلص ممبر جناب عبیداللہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ سے نوازا ہے اور انہوں نے اس خوشی میں مبلغ 5.00 روپیہ اشاعت اسلام فنڈ میں دیئے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و تندرستی اور لمبی عمر عطا فرما دے۔ اور دین کا خادم اور والدین کے لئے باعث فخر بنائے۔ والسلام

محمد داؤد علوی سیکرٹری جماعت احمدیہ اسمٰعیل آباد

جماعت اسمٰعیل آباد کی نماز جمعہ

ـــــ اسمٰعیل آباد میں نماز جمعہ کا انتظام کوارٹر نمبر ۲۳ Q.S.C. بلاک میں کیا گیا ہے۔ لہٰذا تمام احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ باقاعدگی سے نماز میں شرکت فرماویں۔ محمد داؤد علوی۔ سیکرٹری جماعت اسمٰعیل آباد۔

پیغام صلح ۳۱ اگست ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۸ شمارہ ۳۱

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ، ۷ ستمبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۳۲

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں — لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
مَیں تیرے خاص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے اموال اور
نفوس میں برکت دوں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بود شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دُوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
۵۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

علمِ طب میں ترقی جاری رکھنے کی ہدایت

مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
ما انزل اللہ داءً الا انزل لہ شفاءً (البخاری)
یعنی اللہ تعالےٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی۔ مگر اس کے لئے شفا بھی نازل کی ہے۔ اسی طرح فرمایا لکلّ داءٍ دواءٌ الا الموت یعنے سوائے موت کے ہر بیماری کے لئے دوا ہے۔ اس ارشادِ نبویؐ میں علم طب میں ترقی کرنے کے لئے انسان کو جس قدر ترغیب دلائی گئی ہے وہ کسی عقلمند سے مخفی نہیں رہ سکتی۔ کس خوبصورتی سے اس امر کا یقین دلایا گیا ہے۔ کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس کا علاج کارخانۂ قدرت میں موجود نہ ہو۔ انسان کا کام صرف یہ ہے کہ اس کے دریافت کرنے میں جدّو جہد سے کام لیتا رہے۔ اور اس کی تلاش میں ہمت نہ ہارے۔ یاد رکھے اس راہ میں اس کی کوشش رائیگاں نہیں جائے گی۔ بالآخر اس کا صحیح علاج دریافت کرنے میں وہ کامیاب ہو کر ہی رہے گا انسانی تجربہ اور مشاہدہ اس ارشادِ نبویؐ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے اس سلسلہ میں انسانی کوششیں ہر زمانہ میں کامیابی سے ہمکنار ہوتی رہی ہیں۔ مسلمانوں نے اپنے زمانۂ عروج میں اس حدیث نبوی پر عمل کرتے ہوئے کئی بیماریوں کے کامیاب علاج دریافت کئے۔ اور جب مسلمان سستی اور

(باقی برصفحہ ۱۲ کالم ۳)

"چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دُکھ دینا ٹھیک نہیں"

"یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دیدیا جاوے"

جماعت کی اندرونی اصلاح کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم تنازعیں بھی ہو جاتی ہیں اور معمولی تنازع سے پھر ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔ یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کر لے تو کیا حرج ہے۔

بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلّت کا اقرار کئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ خدا تعالےٰ کا نام ستّار ہے۔ پھر کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔ چاہیئے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت آبرو پر حملہ نہ کرے۔

ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا۔ ایک مُلّا نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے۔ بادشاہ نے اُس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا۔ کہ اس کو کاٹ دیا جائیگا جب وہ چلا گیا تو اُس دائرہ کو کاٹ دیا۔ جب بادشاہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو اُس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر مَیں نے اس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے۔

یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے۔ ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقوےٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی۔ تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ خدا اُن کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ فائدہ ہو بھی تو کس طرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا۔ اگر وہی جوش، رعونت، تکبّر، عجب، ریاکاری، سوءِ الغضب بنا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟ سعید اگر ایک ہی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے نیک انسان جو اللہ تعالےٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا

(باقی برصفحہ ۱۲ کالم ۲)

تنظیمِ خواتینِ احمدیہ راولپنڈی کا دوسرا ماہانہ اجلاس

تنظیم خواتین احمدیہ راولپنڈی کا دوسرا ماہانہ اجلاس ۲۸ کو چار بجے بعد دوپہر محترم شیخ عبدالعزیز صاحب کے مکان واقعہ گوالمنڈی راولپنڈی چھاؤنی میں بڑی کامیابی سے منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت محترمہ شہزادہ بیگم صاحبہ بنت حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور نے کی۔ بیگم زمرد رمضان صاحبہ نے تلاوت قرآن پاک سے کارروائی کا آغاز کیا آپ کے بعد خاور عزیز صاحبہ نے نعت پڑھی۔ پھر عزیزہ عابدہ نصیر نے حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اور خورشید بیگم صاحبہ نے نہایت خوش الحانی سے نعت نبی کریم صلعم پیش کی۔ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ جماعت احمدیہ رسول عربی صلعم سے رشتہ توڑنے والی نہیں بلکہ اس تعلق کو زیادہ مضبوط بنانے والی ہے اور آنحضرت صلعم کی غلامی کو سب سے بڑا اعزاز یقین کرتی ہے۔ پھر شاہدہ احسان صاحبہ نے حضور سرور کائنات کی حیاتِ طیبہ سے حضور کے حسن و احسان۔ عفو و درگذر کے کچھ واقعات سنائے جن کی بناء پر آپ صلعم نے نبیوں میں رحمت لقب پایا اس کے بعد والدہ صاحبہ فخرالدین احمد نے اپنے قبول احمدیت کے حالات سنائے اور ان مشکلات و مصائب کا ذکر کیا جو اس دولت کے پانے والوں کو پیش آتے رہتے ہیں۔ ان کی برادری نے ان کو طرح طرح سے دکھ دیئے کہ کسی طرح وہ حضرت امام الزمانؑ کی جماعت میں شمولیت سے باز آجائیں مگر اپنے بزرگوں کی دیکھا دیکھی انہوں نے ثابت قدمی سے اس مخالفت کا مقابلہ کیا۔ ان کے بعد خاور عزیز صاحبہ نے "حضرت مسیح موعود اور ختم نبوت" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور حضرت اقدسؑ کی تحریرات اور اقوال سے ثابت کیا کہ اس زمانہ میں صحیح معنوں میں حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو خاتم النبیین ماننے والے حضرت امام اور جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ اور حضرت کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنا شرارت اور افتراء ہے۔ آج عام مسلمانوں کا گروہ کثیر مسیح ناصریؑ کی آمد ثانی کا قائل ہے جس سے صریحاً ختم نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے کیونکہ خاتم الانبیاء کے بعد پھر ایک نبی کی آمد ماننی پڑتی ہے۔ دوسری طرف جماعت ربوہ نے غلو کر کے ایک امتی کو نبی کے مقام پر پہنچا دیا۔ اس افراط و تفریط کے بین بین امت وسطٰی جماعت احمدیہ لاہور ہی ہے جو ایک طرف حضرت محمد مصطفےٰ کی غلامی پر نازاں ہے اور دوسری طرف آپ کے ایک غلام کے صحیح مقام اور دعوے کو تسلیم کرتی ہے۔ پھر بیگم زمرد رمضان صاحبہ نے نماز جمعہ کی فرضیت اور اس میں شمولیت کی اہمیت کے بارے میں چند احادیث سنائیں اور حاضرات سے اپیل کی کہ وہ نماز جمعہ میں باقاعدگی سے شریک ہوا کریں انہوں نے بتلایا کہ یہ درست ہے کہ ہماری جماعت کے اکثر گھروں میں بھی نماز پنجگانہ باقاعدگی سے پڑھی جاتی ہے مگر نماز جمعہ کے متعلق سرور کائنات نے بڑی سختی سے باجماعت نماز ادا کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کے ارشاد کی اتباع کریں۔

سب سے بعد صاحبہ صدر نے حاضرات کو مخاطب کیا۔ اور انہیں بتایا کہ ہمارے بزرگوں نے بڑی محنت اور کوشش سے شجرِ احمدیت کی آبیاری اور دیکھ بھال کی۔ انہیں وہ زمانہ یاد ہے جب احمدیہ بلڈنگس کی بنیاد پڑی۔ اس وقت وہاں تین چار احمدی بزرگوں کے مکان تھے یعنی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگؒ۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؒ اور والد مرحوم (خواجہ کمال الدینؒ صاحب) آج خدا کے فضل سے وہ پودا ایک تناور درخت بن چکا ہے اور اس کی شاخیں اطراف و اکنافِ عالم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کامیابی پر ہمیں جہاں اپنے پروردگار کا شکر بجا لانا چاہیئے وہاں اپنی ذمہ داریوں کو بھی ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ آپ نے بتایا کہ جماعت لاہور کی خواتین نے ہمیشہ اپنے بھائیوں کے دوش بدوش اشاعت اسلام۔ تحفظ اسلام اور خدمتِ اسلام کے جہاد میں حصہ لیا ہے۔ برلن مسجد کے مینار آج بھی اس کے

خط وکتابت کرتے وقت چِٹ کا حوالہ ضرور دیں

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مؤرخہ ۷ ستمبر ۱۹۶۶ء

یوم دفاع

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کا دن پاکستان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائیگا جبکہ ایک چار گنا زیادہ طاقت اور ساز و سامان رکھنے والے عفریت نما دشمن نے بلا اطلاع اِس خداداد مملکت پر حملہ آور ہو کر اسے مٹا دینا چاہا، لیکن پاکستانی افواج کی جرأت و حوصلہ مندی اور شوق شہادت کے نتیجہ میں اسکو اس قدر ذلت و ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا کہ جس کی نظیر تاریخ عالم میں ملنی مشکل ہے۔ دنیا حیران ہے کہ وہ ملک جو پاکستان کے مقابلہ میں ایک مہیب دیو کی حیثیت رکھتا تھا اور جس کے سربراہ مسٹر شاستری آنجہانی نے حملہ آور ہونے سے پہلے یہ پیشگوئی کی تھی کہ آج شام ہم لاہور کے جم خانہ میں بھارتی حکمرانوں کے ساتھ مل کر شراب پیئیں گے۔ اور جس کی فوجوں نے ۶ ستمبر کی صبح کو پاکستانی سرحدوں میں چوروں کی طرح گھس کر اور لاہور کو تین طرف سے گھیر کر اس کی ایک مسافر بس پر قبضہ کر لیا اور اسے امرتسر لے جا کر اپنی فتح و کامرانی کے ثبوت میں جلوس کی شکل میں پھرایا، اور تمام دنیا میں مشتہر کر دیا کہ لاہور پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے، وہ کس طرح ۶ ستمبر کی شام سے پہلے ہی پاکستانی سرحدوں سے نہ صرف نکال دیا گیا بلکہ خود اپنے ملک کی سرحدوں کو بھی چھوڑ کر پسپا ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ صرف ۱۷ دن کی جنگ میں اس کے کئی مقبوضات پر پاکستانی افواج کے جھنڈے لہرانے لگے۔

نہ صرف لاہور بلکہ سیالکوٹ اور راجپوتانہ کے علاقہ میں بھی بھارتی افواج نے جس شدت کیساتھ حملہ آور ہو کر پاکستان کو ہر طرف سے گھیرے میں لینے کی کوشش کی اور پاکستانی جوانوں نے شدید ترین حملوں کے دفاع میں جس جرأت و شجاعت اور حوصلہ مندی کا مظاہرہ کیا اور انہیں پسپا کر کے رکھ دیا وہ تاریخ عالم کا ایسا یادگار کارنامہ ہے جس کی داد غیر ملکی مبصر اور اخبارات کے نمایندے بھی دیئے بغیر نہیں رہ سکے چنانچہ ممتاز امریکی براڈکاسٹر مسٹر فلٹن لوئیس نے اپنی ایک نشری تقریر میں جو امریکہ کے متعدد ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر کی گئی پاکستانی افواج کو پرجوش خراج عقیدت پیش کیا، انہوں نے کہا کہ:-

> "اب بھارت کے وزیر اعظم مسٹر شاستری کی سب سے بڑی پریشانی یہ ہے کہ ان کا مقابلہ ایک ایسی فوج سے ہے جو بہترین اسلحہ سے لیس ہے جسے بہترین قیادت حاصل ہے جو انتہائی منظم، حوصلہ مند، جری اور مخلص ہے اس کے مقابلہ میں مسٹر شاستری کی اپنی فوج (جو پاکستانی فوج سے چار گنا زیادہ ہے) چوں چوں کا مربہ، انتہائی غیر منظم اور بے حوصلہ ہے، جو کسی شعبے میں پاکستانی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتی"

یہ تو پاکستان کی بری فوج کے کارنامے ہیں، فضائی فوج نے بھی کچھ کم ہمت و حوصلہ اور دلیرانہ اقدام سے کام نہیں لیا، ہر روز پاکستانی ہوائی جہاز اڑ کر جاتے اور دشمن کے ہوائی اڈوں پر بمباری کر کے صحیح و سلامت واپس آ جاتے۔ ان بھارتی حملوں کی وجہ سے کئی بھارتی ہوائی اڈے تباہ ہو گئے اور اس کے بالمقابل بھارتی فضائیہ نے جب بھی پاکستان پر حملہ آور ہونے کی جرأت کی تو یا تو اس کے ہوائی جہازوں کو پاکستانی فضائیہ نے مار گرایا یا انہیں کہیں سول آبادی ان کی بمباری کا نشانہ بنی (جو پرلے درجہ کی دنائت اور کمینگی کا نتیجہ ہے) اور پاکستانی ہوائی اڈے بال بال بچ گئے۔

ایسا ہی پاکستانی بحریہ نے بھی اس جنگ میں اعلیٰ درجہ کی جنگی مہارت سے کام لیتے ہوئے بھارتی بحریہ کو شکست فاش دی۔

یہ سب کچھ دنیا نے دیکھا اور حیرت زدہ ہو کر سوال کیا کہ بھارت کے آزمودہ کار نوجوانوں اور اعلیٰ درجہ کی جنگی مہارت رکھنے والے جرنیلوں اور ان کے مہیب ٹینکوں بکتر بند گاڑیوں اور دیگر کثیر اسلحہ اور ہوائی جہازوں کے مقابلہ میں پاکستان کی قلیل افواج کو جو فتح و کامرانی حاصل ہوئی، اس کا سبب کیا ہے، اس کا ایک جواب تو وہ ہے جو اوپر امریکی براڈکاسٹر مسٹر فلٹن لوئیس کی تقریر سے نقل کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس کا حقیقی جواب وہ نصرت الٰہی ہے جو اس موقعہ پر پاکستانی افواج کے شامل حال تھی صدر پاکستان محمد ایوب خان نے اپنی سب سے پہلی نشری تقریر میں جو بھارتی حملہ کے موقعہ پر کی، بجا طور پر فرمایا کہ:-

> "پاکستان کے دس کروڑ عوام جن کے دلوں میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مقدس کلمات بسے ہوئے ہیں اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک بھارتی توپوں کے دہانے ہمیشہ کے لئے سرد نہیں ہو جاتے بھارتی حکمران نہیں جانتے کہ انہوں نے کس جری قوم کو چھیڑنے کی جسارت کی ہے پاکستانی عوام جو اپنے عقائد کی سربلندی اور اپنے مقصد کی صداقت پر ایمان کامل رکھتے ہیں اللہ کے نام پر فرد واحد کی طرح متحد ہو کر دشمن کے خلاف جنگ آزما ہوں گے، نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت ہے کہ حق کا ہمیشہ بول بالا ہوگا۔"

یقیناً یہ حق ہی تھا، جس کا اس قدر شاندار بول بالا ہوا، یہ اللہ کا نام ہی تھا جس نے پاکستانی جیالوں کو اس حق کے لئے اپنی جانیں فدا کرنے کی جرأت دلائی۔ یہ حق کی طاقت ہی تھی، جس نے بھارت جیسے مہیب دشمن کو پاکستان کی کم طاقت افواج کے ہاتھوں شکست فاش دی اور آئندہ بھی اگر بھارت نے پھر حملہ آور ہونے کی جرأت کی، جس کی تیاریاں وہ بڑے زور و شور سے کر رہا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی مدد سے پاکستانی افواج کے ہاتھوں پہلے سے بڑھ کر شکست اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

پاکستان کی طرف سے بار بار بھارت کو یہ انتباہ کیا جا رہا ہے کہ وہ اعلان تاشقند کے مطابق پاکستان کے ساتھ کشمیر سمیت تمام نزاعی معاملات کو طے کر لے، لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں اور کشمیر پر اس کے مظالم کی تلوار پہلے سے زیادہ تیز ہو رہی ہے تاکہ حریت پسندوں کی آواز دب جائے اور رائے شماری کا مطالبہ ختم ہو جائے، یہ وہ ہتھکنڈے ہیں جو ہمیشہ ظلم و استبداد کی ناکامی کا موجب ہوتے ہیں، اور یقیناً اب بھی ناکام ہو کر رہیں گے اور بھارت کو اپنا نام نہاد اٹوٹ انگ توڑ کر پاکستان کے حوالہ کرنا پڑے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس مقالہ کو ختم کرنے سے پہلے اس خدائی نشان کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جو وزیر اعظم بھارت شاستری آنجہانی کی اس پیشگوئی کے بارہ میں دیکھنے میں آیا جو ۶ ستمبر کی صبح کو بھارتی حملہ کے وقت انہوں نے کی تھی کہ آج شام کو ہم لاہور کے جم خانہ میں شراب پیئیں گے، شاستری جی کی اس پیشگوئی کے بارہ میں آج سے ساٹھ سال پہلے مامور الٰہی کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ خبر دے دی تھی کہ:-

"شاستری کی پیشگوئی غلط نکلی"

اور ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کی شام نے یہ ثابت کر دیا کہ مسٹر شاستری کی یہ پیشگوئی فی الواقعہ غلط نکلی، اور خدا کے فضل سے پاکستانی جم خانہ تو ایک طرف پاکستانی سرحد تک بھی شاستری جی کو آنے بلکہ دہلی روانہ ہونے کی بھی ہمت نہ ہوئی۔

یہ وہ خدائی نشان ہے، جو نہ صرف جماعت احمدیہ کیلئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے، بلکہ ہر صاحب بصیرت انسان اس سے خدائی نصرت کا پتہ لگا سکتا ہے جو اس حملہ کے وقت پاکستان کے شامل حال تھی، اور اس لحاظ سے بھی ۶ ستمبر کا دن پاکستانی تاریخ کا ایک قابل یادگار دن ہے، جس پر جس قدر مسرت و ابتہاج کا اظہار کیا جائے اور جس قدر سجدات شکر بجا لائے جائیں، کم ہیں۔

ہم یوم دفاع کی اس تقریب پر پاکستانی افواج اور صدر پاکستان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان شہدا کے لئے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں جنہوں نے اپنی جانیں اپنے وطن عزیز کے دفاع اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے فدا کیں۔ پاکستان پائندہ باد۔

آپ کے خطوط

گردن چھڑانا تحریک کے متعلق ایک خط

حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں

چٹاگانگ - مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۶۶ء

سیدی و مولائی حضرت امیر قوم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۱۰ اگست میں آپ کی اپیل پڑھ کر مبلغ یک صد روپیہ شیخ محمد حسین صاحب کے پاس بھجوا رہا ہوں - میری دلی آرزو ہے کہ آپ کے دست مبارک سے یہ رقم ہمارے مصیبت زدہ بھائی کے کام آوے - اللہ تعالےٰ آپ کو بلندیٔ درجات عطا فرماوے میں اس موقعہ پر آپ کی اس تحریک پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ جذبہ کہ قوم کے بزرگ اور رہنما اپنے نادار اور مصیبت زدہ افراد کی تکلیف کا درد محسوس کریں اور ان کی امداد پر تل جائیں روز بروز ہماری جماعت میں ترقی کرے - اس سے وہ اخوت اور بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے جو کہ اسلامی بھائی چارہ کی صحیح مثال قائم کر سکتا ہے - ساتھ ہی میری عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ ہمارے ضرورت مند بھائی کی مشکلات کو دور فرماوے اور ان کو اپنے فضل و کرم سے غنی کر دے آمین

میں حضور سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی دعاؤں میں اس عاجز کو یاد رکھیں اور خصوصاً وساوس شیطانی سے محفوظ رہنے کے لئے جناب الٰہی سے توفیق اور ہمت عطا کئے جانے کی دعا میرے لئے فرمادیں - والسلام

آپ کا خادم : مرغوب عالم

زکوٰۃ اور سود کی نسبت اختلاف رائے

کچھ عرصہ ہوا اسلامی تحقیقاتی ادارہ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے شاید غیر رسمی طور پر زکوٰۃ اور سود کی نسبت اپنی ایک ایسی رائے کا اظہار کیا جس سے ایک حلقۂ خیال نے ان سے اختلاف کر کے ایک بحث چھیڑ دی ہے - زکوٰۃ کی نسبت ان کی تجویز تھی کہ اس کی شرح کو بتقاضائے ضروریات بڑھا دیا جائے اور سود کی نسبت انہوں نے کہا کہ قرآن مجید اس سود کو حرام قرار دیتا ہے جس میں اصل زر دو گنا چار گنا کر کے وصول کیا جائے - یہاں ان ہی دو باتوں پر اظہار خیال کیا جائے گا -

قرآن مجید میں رسول کریمؐ کو مخاطب کر کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں ہم (راہ خدا میں) کیا خرچ کریں - ان سے کہو العفو یعنے اپنی واجبی ضروریات پورا کرنے کے بعد جو کچھ بھی بچ رہے زکوٰۃ کے مصارف قرآن کی سورۃ ۹ - آیت ۶۰ میں بیان کئے گئے ہیں - لیکن یہ کہیں نہیں بتایا گیا کہ زکوٰۃ کی شرح کیا ہونی چاہیئے - ان حالات میں رسول کریمؐ نے مشاورت کے حکم کی تعمیل میں صحابہؓ سے مشورہ کر کے اڑھائی فی صد شرح مقرر کر دی - ڈاکٹر فضل الرحمان نے اسی شرح کو بڑھانے کا خیال ظاہر کیا ہے - ڈاکٹر صاحب کے مخالفین کہتے ہیں کہ زکوٰۃ شریعت اسلام کی عبادت اور اس کا ایک رکن ہے اسے ایک ٹیکس سمجھ کر اس کی شرح کو کیسے بڑھایا جا سکتا ہے - راقم الحروف کی رائے میں مخالفین کا اعتراض درست نہیں - زکوٰۃ جو کچھ ہے سو ہے - اسے زکوٰۃ شریف کہکر یا اسے اسلام کی ایک عبادت کہکر یا اس کا ایک رکن قرار دے کر اس کی خوبی میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے اگر ایک ٹیکس سمجھا جائے تو یہ خوبی خرابی میں بدل جاتی ہے - حکومت اپنا کام چلانے کے لئے ملک کے افراد سے جو روپیہ وصول کرتی ہے اسے ٹیکس کیوں نہ کہا جائے - نزول قرآن کے زمانہ میں ایسی اصطلاحات کا رواج نہ تھا - اس لئے قرآن میں ٹیکس یا اس کے عربی بدل کی اصطلاح استعمال نہ کی گئی - زکوٰۃ کی اڑھائی فیصد شرح اللہ تعالےٰ نے مقرر نہیں کی اس لئے اسے دائمی نہیں سمجھا جا سکتا ایک وقتی حکم کو بعد کے وقتی تقاضوں کے پیش نظر بدلا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے ؟

سود کا ذکر قرآن مجید میں چار دفعہ آیا ہے لیکن صرف ایک جگہ یعنے سورت ۳ - آیت ۱۲۹ میں کہا گیا ہے کہ اصل زر کو دو گنا چار گنا کر کے وصول نہ کیا کرو - باقی آیات میں صرف سود لینے کی برائی بیان کی گئی ہے یہ نہیں بتایا گیا کہ سود سے ٹھیک ٹھیک کیا مراد ہے - اب اگر کوئی یہ نتیجہ نکالے کہ سود کی یہی صورت حرام ہے تو اسے کیوں ہدف تنقید بنایا جائے - عرب جاہلیہ میں بھی صرف اسی طرح کے سود کا رواج تھا جس سے یہ نتیجہ نکالنا خلاف عقل نہیں معلوم ہوتا کہ سود لینے کے اسی طریقہ کی ممانعت کی گئی ہے - کہتے ہیں اسلامی ملکوں میں بینک کے سود کا رواج ہے - جس کی شرح معمولی ہوتی ہے -

ایم - ایچ - حکیم - گجرات - ۲۱ اگست ۱۹۶۶ء

پیغام صلح:- جماعت کے فہمیدہ اور اہل علم اصحاب کو مراسلہ نگار کے خیالات پر تبصرہ کرنے اور اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی دعوت دی جاتی ہے -

---

تحریک گردن چھڑانا کے متعلق

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

"گردن چھڑانا" کا عنوان آپ کی نظر سے گذرا ہوگا - جماعت کے افراد پر اس کا متوقع اثر ہوا ہے انہوں نے اس عنوان کی غرض و غایت کے پیش نظر رقوم بھیجی ہیں - ان کے اس اقدام کا اثر مجھ پر بھی ہوا ہے - میں نے اللہ تعالےٰ کی جناب میں دعا کی ہے کہ ان اصحاب کے اموال میں برکت نازل فرما - ان کی اولاد پر تیرے افضال کی بارش ہو ان کی مرادیں اور مقاصد بار آور ہوں اور وہ خوشحال ہوں - تمام احباب کرام سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس کار ثواب کی اہمیت پر غور کریں اور ضرور اس میں حصہ لیں - ہر ایک جماعت کے سیکریٹری اور صدر اس طرف توجہ دیں! اور اپنی جماعت کے ارکان سے اس مفید مقصد کے لئے چندہ وصول کر کے شیخ محمد حسین صاحب خزانچی لاہور کے نام ارسال کریں اور اپنی اس سعی سے مجھے مطلع کریں -

اللہ تعالےٰ آپ کا حامی و ناصر ہو - اور مصیبت زدہ افراد قوم کی دعائیں آپ کے حق میں قبول فرمادے -

صدرالدین - ۱۹ اگست ۱۹۶۶ء

تحریک گردن چھڑائی

میں وصول شدہ رقوم

سابقہ میزان	1610.00
غلام محمد گوپال صاحب - لاہور	2.00
قاضی محمد رمضان صاحب اکال گڑھ	10.00
عزیز عمر صاحب لاہور	15.00
شیخ عبدالرحمٰن ناظر صاحب کراچی	99.00
رحمت اللہ سلیم صاحب ملتان	20.00
چوہدری سید احمد صاحب بدوملہی	5.00
۹/۳/۶۶ تک میزان	1756.00

کائنات میں خدا تعالےٰ کی قدرت و حکمت کے کمالات

کائناتِ عالم میں مادی نشو و نما اور روحانی تربیت کا انتظام

قرآن کریم کی برکات کے زیرِ اثر اولیاء اللہ کا ظہور

حضرت امامِ زمان نے نبوت کا نہیں محدثیت کا دعوےٰ کیا ہے

خطبہ جمعہ ـ مؤرخہ ۲ ستمبر ۱۹۶۶ء ـ فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون (سورۃ الانعام آیت ۱)

انسانی فطرت کی تقدیس

فطرت انسانی میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ انسان ہر کمال کی تعریف کرتا ہے ـ اور ہر احسان کے سامنے گردن جھکاتا ہے ـ اللہ تبارک و تعالےٰ نے یہ فطرت انسان کو خود عطا فرمائی ہے ـ اس فطرت کی تقدیس اور عظمت یوں بیان فرمائی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ـ یہ خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت جو انسان کو عطا ہوئی ہے وہ تبدیل نہیں ہو سکتی ـ یہ فطرت سب انسانوں کو عطا ہوئی ہے ـ مشرق و مغرب میں، سفید اور کالے سب قسم کے آدمیوں کی فطرت ایک ہی جیسی ہے

کائنات میں حکمت الٰہی کے کمالات

اس فطرت کو اپیل کرتے ہوئے فرمایا ہے :ـ الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض

یہ زمین و آسمان، یہ پہاڑ اور دریا، یہ سمندر اور خشکی یہ سب ہماری ہی تخلیق کے کمالات ہیں اس مخلوق کی کوئی چیز نہیں جس کو انسان بنا سکے۔ ایک تیتری کو ہم نہیں بنا سکتے ـ ایک درخت یا ایک جاندار کا بنانا تو دُور کی بات ہے ہم ایک پتا بھی نہیں بنا سکتے، ایک پتا، خدا تعالےٰ کی قدرت و حکمت اور کمالات کا آئینہ دار ہے ـ پھر ان سیاروں کو دیکھو جو فضا میں معلق ہیں ـ ہم تو ایک پیسہ بھی ہوا میں معلق نہیں کر سکتے لیکن یہ اتنے بھاری بھرکم کرّے خدا تعالےٰ کی قدرت اور حکمت سے آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہیں ـ خدا نے ایک قانون بنایا ـ اس کے مطابق ستاروں کا حجم اور اُن کا آپس کا فاصلہ توازن قائم کرتا ہے ـ اس توازن کی بناء پر یہ اجرام فلکی فضاء میں معلق ہیں فرمایا والسماء رفعھا ووضع المیزان ہم نے آسمان کے سیاروں کو بغیر ستونوں کے کھڑا کیا ہے ـ اور اُن میں ایک توازن قائم کیا ہے ـ جس کی وجہ سے وہ نیچے نہیں گرتے ـ اور فرمایا کل فی فلک یسبحون یالکہ یہ تیزی کے ساتھ تیرتے چلے جاتے ہیں ـ گرتے نہیں، نہ ٹکراتے ہیں نہ اپنی مقررہ رفتار میں لیٹ ہوتے ہیں، نہ وقت سے پہلے نمودار ہوتے ہیں ـ سُورج اور قمر ستارے اور سیّارے سب مقررہ قانون کے مطابق کام کر رہے ہیں ـ یہ خدا تعالےٰ کی حکمت و قدرت اور علم کا کمال ہے ـ آپ نے یہ درخت دیکھے ہیں یہ چالیس پچاس فٹ اونچے چلے جاتے ہیں، اور بعض تو سو سو فٹ کی بلندی پر پہنچ جاتے ہیں کوئی ایسی طاقت اُن کے اندر رکھی گئی ہے جو زمین سے خوراک حاصل کر کے ان کی چوٹی تک پہنچاتی ہے یہ ایک قوت ہے جس کو کیپلری Capallery کہتے ہیں فزکس والوں نے مشاہدہ کی بناء پر اس قوت کا یہ نام رکھ دیا ہے ـ لیکن اس قوت کی وجہ سے خوراک کیونکر اُوپر کو جاتی ہے اس کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

زمین و آسمان کا باہمی تعلق

پھر غلّہ جات، میوہ جات اور دوسری کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھئے یہ زمین اور آسمان کے باہمی ربط سے پیدا ہوتے ہیں یہ کیمسٹری کا مسئلہ ہے کہ زمین کے اندرونی اجزاء پر سورج اور چاند کے اثرات طرح طرح کے پھول پھل اور روئیدگیاں پیدا کرتے ہیں ـ والشمس والقمر بحسبان والنجم یسجدان سُورج و قمر میں فہم نہیں ہے اور نہ ہی زمین میں کوئی ادراک ہے ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ان کے اندر دونوں میں ربط کس نے پیدا کر رکھا ہے ـ ان میں کوئی شعور نہیں ہے ـ لیکن ان دونوں کا تعلق زمین سے ہے ـ جب تک آسمان سے فضل نازل نہ ہو اُس وقت تک زمین کی صلاحیتیں بھی بروئے کار نہیں ہو سکتیں

حکومتِ الٰہیہ کی برکات

ان چیزوں پر غور کیا جائے تو خدا تعالیٰ کے کمالات نظر آتے ہیں اور کمالات کی تعریف کرنا انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے چنانچہ فرمایا الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ـ کائنات کے مطالعہ سے ضرور ہے کہ یہ جملہ انسان کی زبان پر آئے لہ ملک السمٰوٰت والارض فرمایا صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ اس پر ہمارا پورا پورا تصرف ہے اور فرمایا لہ الملک ولہ الحمد ملک گیری ہماری ہے جس کی وجہ سے ہر چیز ہماری ثنا کرتی ہے ـ یہ ملک گیری دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں بلکہ اس میں برکات ہی برکات ہیں چنانچہ فرمایا تبارک الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض ـ زمین و آسمان میں تمام برکات الٰہی حکومت کی وجہ سے ہیں ـ

عالم رُوحانیات کی نشو و نما کا انتظام

پھر فرمایا کہ یہ برکات جو ہمارے علم و حکمت اور قدرت کی وجہ سے ہیں یہ عالم جسمانیات کے لئے ہیں ـ لیکن انسان کا اعلیٰ سے اعلیٰ حصہ اس کا قلب یا روح ہے ـ اس کے پیش نظر فرمایا الحمد للہ الذی انزل الکتاب ـ الکتاب یعنی قرآن کریم نازل فرما کر خدا تعالےٰ نے قلب اور رُوح کی نشو و نما اور تربیت کا انتظام فرما دیا ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق فرمایا تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا جس طرح زمین و آسمان کی مادی اشیاء کی برکات کبھی ختم نہیں ہوں گی ...

علی اللہ قصد السبیل

یہ بات خدا تعالےٰ کے ذمہ ہے کہ وہ انسانوں کی رہنمائی کرے ـ مادی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی ایک جگہ فرمایا والقیٰ فی الارض رواسی ان تمید بکم وانھارا وسبلا لعلکم تھتدون و علامت وبالنجم ھم یھتدون کہ ہم نے زمین پر پہاڑ بنائے ہیں ـ یہ میخیں ہیں ـ اور ستون ہیں ـ اس

کی وجہ سے زمین کسی ایک طرف جھکتی نہیں ہے۔ اور دریاؤں کے ذریعہ سے تم تجارت کرتے ہو۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہو۔ اور پہاڑوں کی وادیوں میں راہیں بناتے ہو۔ اگر زمین کے اندر علامات ہیں پہاڑ اور دریا اور راستے ہیں تو آسمان پر نجوم ہیں جو رہنمائی کے سامان ہیں جو لوگ صحرا، سمندر یا فضا میں رات کی تاریکیوں میں سفر کرتے ہیں۔ وہ ہماری ہدایت کے بغیر سفر نہیں کر سکتے۔ آسمان کے ستارے ان کو راستہ بتاتے ہیں۔

قرآن کریم کی برکات

فرمایا جس طرح ہمارے پیدا کردہ مادی اسباب موجب برکات ہیں اسی طرح سے... اس کتاب کی روحانی برکات ہیں ھٰذا کتاب انزلنٰہ مبارک اس کی برکات اسلامی ممالک میں مشاہدہ میں آتی ہیں تمام کے تمام اسلامی ملکوں میں اولیاء کرام پیدا ہوئے جن کا خدا تعالےٰ سے خاص تعلق تھا۔ تواریخ میں ان کا تذکرہ موجود ہے۔ اسلامی تاریخ اولیائے کرام کے تذکروں سے بھری پڑی ہے۔

تذکرۂ اولیاءؒ — حضرت مولٰنا نورالدینؒ

اس زمانہ میں ہم نے حضرت مولٰنا نورالدین رحؒ کو اولیاء اللہ میں پایا۔ ان کی بڑی لمبی چوڑی تاریخ ہے ایک دن میں، شیخ رحمت اللہ صاحب کی کوٹھی میں تھا وہ بیمار تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب کو اپنی بیماری کا حال لکھ بھیجا۔ حضرت صاحب نے حضرت مولٰنا نورالدین صاحب کو شیخ صاحب کے علاج کے لئے لاہور آنے کی تکلیف دی۔ حضرت مولٰنا ہمیشہ بے سرو سامانی کی حالت میں سفر کرتے تھے۔ اسی حالت میں اسٹیشن پر پہنچتے ہیں۔ ٹکٹ خریدنے کے لئے پیسے نہیں۔ لیکن انہیں یقین ہے کہ میں اسی گاڑی پر ضرور سوار ہونگا۔ اتنے میں ایک صاحب آتے ہیں اور کہتے ہیں حضرت میں نے آپ کے لئے سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ خرید لیا ہے۔ آپ ٹکٹ نہ خریدیں از راہ کرم مجھے نسخہ تحریر فرما دیں۔ آپ نے نسخہ لکھ دیا۔ ایک دفعہ لاہور سے وزیر آباد اور جموں جانا تھا، سٹیشن پر پہنچے، گاڑی آ گئی لیکن ٹکٹ کے لئے پیسے نہ تھے اور آپ کو یقین تھا، کہ اسی گاڑی سے ضرور جانا ہے۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور انہوں نے عرض کی کہ میں نے اپنا اور آپ کا ٹکٹ خرید لیا ہے، آئیے سوار ہو جائیں اور پھر مجھے نسخہ لکھ دیں۔ وزیر آباد پہنچے۔ وہاں سے آپ نے جموں کے لئے یکہ پر سوار ہونا تھا۔ ان دنوں ریل نہیں جاتی تھی۔ اڈہ خانہ کی طرف جاتے ہوئے ایک شخص ملا اس نے کہا کہ میری ماں بیمار ہے۔ آپ اسے دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا یہ تو علاج کا کوئی موقعہ نہیں۔ مجھ کو جلدی جموں پہنچنا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ میری ماں کو دیکھ کر اڈے پر پہنچیں گے تو آپ کو یکہ تیار ملے گا۔ چنانچہ آپ نے اس کی ماں کو دیکھا۔ نسخہ لکھا۔ جب چلنے لگے تو اس نے آپ کی جیب میں کچھ روپے ڈال دیئے۔ آپ نے ان کو گنا تو دس روپے تھے۔ جب اڈے پہ پہنچے تو دیکھا اس کا بھائی اور یکہ والا اس بات پہ جھگڑ رہے ہیں۔ مگر یکہ والا کہتا ہے کہ دس روپے لوں گا اور وہ کہتا ہے کہ یہ کرایہ زیادہ ہے کم لو آپ نے فرمایا جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں دس روپے کرایہ ٹھیک ہے۔

حضرت مولٰنا نورالدین رحؒ کی زندگی کا ایک اور واقعہ

ایک دفعہ راجہ جموں نے اپنے مصاحبوں سے کہا کہ حکیم نورالدین جو یہ کہتے ہیں کہ خدا مجھے رزق دیتا ہے۔ اس کی آزمائش کریں۔ ایک دن ہم اچانک دورہ کا پروگرام بنائیں۔ چنانچہ دورہ طے ہوا۔ آپ کو بھی ساتھ چلنے کا حکم ہوا۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو ساتھ لیا اور مہاراجہ کے ساتھ چل دیئے راجہ نے جس جگہ جا کر ڈیرہ لگایا وہ ہندوؤں کا علاقہ تھا۔ راجہ نے وہیں جنگل میں ہی ڈیرہ لگانے کا حکم دے دیا۔ ڈیرہ لگا دیا گیا۔ حکم ہوا کہ آج کوئی آگ نہ جلائے گا۔ قریب کی کسی آبادی میں ایک ہندو کو پتہ چلا کہ مولوی نورالدین صاحب آئے ہوئے ہیں وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ شانتی اُٹھو کیڈی کے گھر نرائن آ گیا ہے۔ اٹھو آگ جلاؤ اور حلوہ پوری تیار کرو۔ چنانچہ حلوہ پوری تیار ہو کر حضرت مولٰنا کی خدمت میں پہنچ گئی۔ اور آپ نے شاگردوں کے ساتھ سیر ہو کر کھائی اور پھر لوگوں سے کہا کہ راجہ کو جا کر کہدو کہ تم اس ملک کے حاکم ہو۔ لیکن تم اس ویرانے میں بھوکے پڑے ہو۔ تمہیں پوچھنے والا کوئی نہیں لیکن نورالدین کے خدا نے اس ویرانے میں اس کو کھانا پہنچا دیا۔

حضرت شہزادہ عبداللطیف شہید

ایک اور ولی اللہ کو ہم نے دیکھا۔ وہ حضرت شہزادہ عبداللطیف شہید رحؒ ہیں۔ وہ بڑے باخدا انسان تھے۔ بڑے رتبہ کے مالک تھے۔ کابل میں بادشاہ کے استاد تھے۔ بادشاہ کی دستار بندی کا اعزاز انہیں حاصل تھا۔ شاہی قاضی تھے۔ ان کا فتوےٰ چلتا تھا۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر سن کر قادیان پہنچے۔ آپ سے ملنے کے لئے حضرت صاحب اپنے مکان کی سیڑھیاں اُتر رہے تھے کہ انہیں دیکھتے ہی اُنہوں نے کہدیا خدا کی قسم حدیثوں میں مسیح موعود کا جو حلیہ لکھا ہے وہ اسی شخص میں پایا جاتا ہے۔ یہ وہ اولیاء ہیں جو ہم نے خود دیکھے۔ تیسرا حضرت مسیح موعودؑ نے بابا فرید چاچڑاں والے کو قرار دیا ہے۔

یہ کس کی برکات ہیں کتاب انزلنٰہ مبارکا یہ قرآن کریم کی برکات کا نتیجہ ہے۔

. . . .

قرب الٰہی کا ذریعہ

یہ نسخہ عام ہے۔ سچ بولنا سیکھو۔ پیٹ میں حلال طیب روٹی جائے۔ پاکیزگی اور طہارت یہاں سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ینور القلب یہ چیزیں قلب کو نورانی بناتی ہیں اور اسی سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔

مضمون بالا رہا

اسی ولایت کے اعلےٰ درجہ پر ہم نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا۔ ان کے بہت بڑے بڑے کارنامے ہیں۔ ایک دفعہ لاہور میں تمام مذاہب کے علماء فضلاء اکٹھے ہوئے۔ اور ایک جلسۂ مذاہب کے انعقاد کی تجویز ہوئی اور طے ہوا کہ ہر مذہب کا نمائندہ فلاں فلاں مضمون پر اپنی اپنی کتب کی روشنی میں لیکچر دے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس جلسہ کے لئے لیکچر تیار کیا۔ ۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے قبل از جلسہ یہ بشارت ملی کہ مضمون بالا رہا حضرت صاحب نے اسی وقت لاہور کے گلی کوچوں میں اشتہار لگوا دیئے کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میرا مضمون بالا رہے گا۔ یہ کس قدر اظہار جرأت ہے اور کس قدر اللہ تعالےٰ پر ایمان ہے اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے اور خدا کی طرف سے انہیں اطلاع نہ دی جاتی تو ایسی جرأت کبھی نہ کر سکتے تھے، کہ پہلے ہی سے اپنے مضمون کی فوقیت کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ جلسہ ہوا اور حضرت صاحب کا مضمون سب پر فوقیت لے گیا، جس کا اعتراف منتظمین جلسہ نے بھی کیا۔ پبلک بھی معترف تھی اور لاہور کے مؤقر اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے بھی اس مضمون کے بالا ہونیکا اعلان کیا۔

بشپ لیفرائے کا فرار

ایک پادری تھا۔ نہایت خوبصورت، نہایت فصیح اللسان، اس کا نام تھا بشپ لیفرائے۔ میری بھی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے انارکلی میں اردو میں ایک لیکچر زندہ نبی کے عنوان سے دیا جس میں حضرت عیسےٰ کو زندہ نبی قرار دیا گیا، حضرت مسیح موعودؑ نے اس لیکچر سے پہلے ہی اس موضوع پہ مضمون لکھا جس میں حضرت نبی کریم صلعم کو زندہ نبی ثابت کیا گیا، بشپ لیفرائے کے بعد حضرت صاحب کا یہ مضمون پڑھا گیا، لاہور کی پبلک حیران رہ گئی۔ بشپ لیفرائے نے یہ کہکر اس مضمون کو سننے سے انکار کر دیا کہ مرزا صاحب پر مسلمانوں نے کفر کا فتوےٰ دے رکھا ہے، کسی مسلمان کو لاؤ، مسلمانوں نے بالاتفاق کہا کہ نہیں مرزا صاحب کا لیکچر سنا جائے وہ مسلمانوں کے نمائندہ ہیں پھر بشپ کو مناظرہ کا چیلنج دیا گیا لیکن وہ یہ کہہ کر بھاگ گیا کہ مجھے شملہ جانا ہے۔ وہاں بھی اس کا پیچھا کیا گیا تو وہ شملہ سے فارس چلا گیا۔ یہ حضرت صاحب کی ولایت کا زبردست نشان ہے۔

حضرت امامِ زمان کی بے تکلف زندگی

ہم نے ان کے پاس بیٹھنے والوں کا مشاہدہ کیا ہے - وہ پیر نہیں تھے - آن میں پیری مریدی کے کوئی تکلفات نہیں تھے - مجلس میں کوئی نہیں پہچان سکتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کون ہیں - مہمانوں میں سے کسی نے کہا کہ لسی چاہیئے - خود اُٹھ کر گھر سے لسی لینے چلے گئے - کسی نے کہا اچار چاہیئے - خود جا کر اچار لے آئے ، پیری کا کوئی طرز آپ میں نہیں تھا - ایک دفعہ انارکلی میں جا رہے ہیں - کیسری کی سوڈا واٹر کی ایک دوکان پر کھڑے ہو جاتے ہیں - اور کہتے ہیں کہ بیوی صاحبہ نے پانی پینا ہے - کوئی تکلف نہیں تھا - جیسے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں کوئی تکلف نہیں تھا اسی طرح حضرت مسیح موعود کی ذات میں کوئی رکھ رکھاؤ نہیں تھا - تصنع اور رکھ رکھاؤ کی طرف خصوصی توجہ دینا پیروں کا طریق ہے -

اتمامِ حجت

آپ لوگوں پر بڑی حجت ہے - ایک تو خدا تعالےٰ کا کلام قرآن کریم آپ سنتے ہیں دوسرے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ آپ کے سامنے ہے اور تیسرے حضرت مسیح موعود کی ذات مبارک کو آپ نے دیکھا

حضرت امامِ زمان کا حقیقی مقام

حضرت صاحب مقام ولایت پر فائز تھے - اولیاء اللہ میں سے بعض مامور ہوتے ہیں جنہیں مجددیت کے منصب پر فائز کیا جاتا ہے - مامور ہونے کی وجہ سے ان کا رتبہ اونچا ہو جاتا ہے اس کو مجدد کہتے ہیں - بخاری میں لکھا مجدد محدث ہوتا ہے - محدث دال کی زیر سے اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ خدا کلام کرتا ہے محدثیت کو مجازاً نبوت لکھ سکتے ہیں - لیکن لوگوں نے مرزا صاحب پر افتراء کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے - حضرت صاحب نے بارہا اس غلط الزام کی تردید فرمائی - اور فرمایا کہ میں خانۂ خدا میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ، جو آپ کے بعد دعویٰ نبوت کرتا ہے وہ بے دین ہے - خارج از اسلام ہے - میرا نبوت کا دعوےٰ نہیں - محدثیت کا دعوےٰ ہے - جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے - میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجتا ہوں

اصلاحِ حال کی ضرورت

آپ نے قرآن سُنا - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سُنے اور حضرت مجدد وقت مسیح موعود کے حالات سُنے - ہم زیرِ عتاب ہیں ہمارے دل کے اندر اور ہماری زبان کے اندر طہارت نہیں ، خدا جانے ہم اور آپ مرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں کیا جواب دیں گے - کہ اتنی حجتیں قائم کی گئیں مگر تم نے اصلاح کی .... کوئی صورت پیدا نہ کی -

درخواست ہائے دُعا

قاضی عبدالرشید صاحب جو وزیر آباد کے قریب ایک گاؤں میں قیام رکھتے ہیں ان دنوں بیمار ہیں ۔ ایبٹ آباد کے قاضی عبدالرشید صاحب کیلئے بھی جو کہ قابل انسان ہیں - وہ افریقہ میں تبلیغ اسلام کا دو سال کام کر کے پچھلے دنوں آئے ہیں - وہ افریقہ کی شدت کی گرمی کی وجہ سے بیمار ہو گئے ہیں وہ آج کل زیر علاج ہیں - وہ دو ہزار روپیہ ماہوار آمدنی کو چھوڑ کر فی سبیل اللہ تبلیغ اسلام کے لئے گھر بار چھوڑ کر افریقہ گئے تھے - مالی قربانی کے ساتھ ساتھ جسمانی قربانی بھی کی - وہاں انہوں نے بڑی کامیابی سے اشاعت اسلام کا کام کیا کافی کمزور ہو گئے ہیں ان کے لئے دعا فرمائیں - میاں غلام حیدر صاحب کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں - اور ہر وہ شخص جو کسی بیماری - تکلیف یا دوسری پریشانی میں مبتلا ہو اس کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر فضل کرے -

---

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ گذشتہ بتاریخ ۳۱ اگست ۱۹۶۶ء کو کوہ مری سے واپس لاہور ..... تشریف لے آئے ہیں اور ۲ ستمبر کا جمعہ آپ نے لاہور ہی میں پڑھایا خطبہ جمعہ دوسری جگہ درج ہے -

ولادت اور عطیہ

—— ڈاکٹر شیخ مبارک احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۲۳ اگست ۱۹۶۶ء کو فرزند عطا فرمایا ہے اس خوشی میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے پانچ روپیہ انجمن کو عطیہ دیا ہے - دعا ہے اللہ تعالیٰ زچہ و بچہ کو صحت دے - بچہ کو نیکی و طہارت کی زندگی عطا فرمائے اور خادم قوم بنائے - آمین -

امتحان میں کامیابی پر عطیہ

—— مرزا منظور احمد بیگ صاحب نے اپنے لڑکے خالد منصور احمد بیگ کی امتحان میٹرک میں کامیابی پر -/5 روپے برلن مسجد - اور -/5 روپے دارالاشاعت کے لئے عطیہ بطور شکرانہ دیئے ہیں - فجزاہ اللہ احسن الجزاء -

دعائے صحت کے لئے درخواست

—— (۱) سیالکوٹ سے شیخ غلام حسین صاحب لکھتے ہیں :-

"مستری فضل احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ عرصہ ۷ - ۸ ماہ سے پیٹ کی بیماری سے بے چین ہیں - جماعت کے بزرگوں سے استدعا ہے کہ اپنی نیم شب کی بیداری میں اللہ میاں سے دُعا کریں - کہ اللہ میاں ان کو کامل صحت عطا فرمائے "

—— (۲) مولانا یعقوب خان صاحب فالج کے حملہ کی وجہ سے صاحب فراش ہیں

—— (۳) شیخ رحمت الٰہی صاحب اور (۴) علی بہادر صاحب آف زیدہ بھی فالج کی وجہ سے بیمار ہیں (۵) قاضی عبدالرشید صاحب وکیل مانسہرہ اور (۶) قاضی عبدالرشید صاحب موضع کنڈن سیان ضلع سیالکوٹ بھی بیمار ہیں - ان سب دوستوں کی صحت کے لئے درد دل سے دُعا فرمائی جائے -

---

برلن مسجد کی مرمت

برلن (مغربی جرمنی) میں ہماری انجمن نے ایک شاندار مسجد تعمیر کر رکھی ہے ، جو وسط یورپ میں توحید الٰہی کی تبلیغ کا واحد ذریعہ ہے - یہ مسجد کچھ عرصہ سے قابل مرمت چلی آ رہی ہے - ضرورت ہے کہ اس کی طرف جلد از جلد توجہ کی جائے اور اس خانۂ خدا کی مضبوطی کے لئے حسب استطاعت سب دوست حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں -

خاکسار :- افسر تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

از الحاج ممتاز احمد صاحب فاروقی - لاہور

رسالہ الفرقان (ربوہ) کا کتاب "فتح حق" کے متعلق اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنا

رسالہ الفرقان، ربوہ کے ماہ اگست ۱۹۶۶ء کے شمارہ کے صفحہ ۲۵ پر ایک خصوصی مقالہ "غیر مبائعین کی کتاب "فتح حق" پر طائرانہ نظر" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک فقرہ نقل کیا ہے "وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بد زبانی میں ہی فتح ہے" اور ایڈیٹر صاحب پہلے خود ہی بسم اللہ کرتے ہیں اور سب ٹائیٹل دیتے ہیں" فاروقی صاحب کی نمک حرامی"— اور بعد میں نفس مضمون میں جابجا مجھے بُرا بھلا کہا اور کوسنے دیتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔

کتاب "فتح حق" لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اس لئے کہ بیرونی ممالک سے نومسلمین اکثر لکھتے رہتے تھے کہ جماعت ربوہ کے مبلغین ان کو یہ کہکر دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حقیقت میں جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں (قادیانی اور لاہوری) کے عقائد ایک جیسے ہی ہیں۔ صرف جھگڑا خلافت پر ہوا تھا۔ مولوی محمد علی صاحب بھی خلیفہ بننا چاہتے تھے۔ مگر جماعت کے کثیر حصہ نے مرزا محمود احمد صاحب کو خلیفہ چن لیا۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب ناراض اور دل برداشتہ ہو کر قادیان چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔ اور ساتھ ہی انگریزی ترجمۃ القرآن کے مسودات بھی چوری کرکے لے گئے ------ اس لئے وہ ربوی مبلغین بہت سے نومسلمین کو دھوکا دے کر حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے کی خلافت منوا لیتے تھے۔ اصل حالات تو ہماری کتاب "مجاہد کبیر" میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اور اس کتاب نے بہت سے ربوی دوستوں کی آنکھیں کھول دی ہیں اور کئی ایک نے تو توبہ بھی کی کہ وہ حضرت مسیح موعود کے ایک برگزیدہ صحابی کو غلط فہمی کی بناء پر بُرا بھلا کہتے رہے۔ مگر یہ کتاب اُردو میں لکھی گئی بیرونی ممالک کے نومسلمین یا مشرقی پاکستان کے بہت سے احمدی احباب اس سے استفادہ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ وہ انگریزی زبان میں ایک کتاب مانگتے تھے جو اصل حالات سے انہیں مطلع کرے۔ مگر یہ بھی ضروری تھا کہ اُردو میں لکھے گئے حوالہ جات بھی تصدیق کے لئے ساتھ ساتھ شامل کئے جائیں۔ چنانچہ اس پر کتاب "فتح حق" کو انگریزی - اُردو دونوں زبانوں میں شائع کرنا پڑا۔ "مجاہد کبیر" کی طرح اس کتاب نے بھی بڑا کام کیا۔

(۱) مشرقی پاکستان سے ایک معزز احمدی نے لکھا کہ انہوں نے اس کتاب کو پڑھا تو ان کے سب شبہات دور ہو گئے اور حق ظاہر ہو گیا۔ پچاس کاپیاں انہوں نے اپنے خرچ سے اپنے دوستوں میں وہاں تقسیم کروائیں۔ اور بنگالی زبان میں ترجمہ کرکے دوسروں کو تبلایا۔

(۲) بروک لین نیویارک امریکہ سے ایک پڑھے لکھے مسلمان شخص نے جو کہ لاہوری جماعت اور ربوی جماعت کے فرق کو اچھی طرح سمجھ نہ سکا تھا اور حالت تذبذب میں تھا۔ اس نے اس کتاب "فتح حق" کو پڑھ کر خط لکھا :-

"کتاب "فتح حق" نے ان کو ہمارے شکوک و شبہات کو دور کر دیا۔ اور جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ ہمیں منسلک ہو جانے پر آمادہ کر دیا۔ یہاں کی ربوی جماعت میں بے اطمینانی پھیلی ہوئی ہے خصوصاً نوجوان طبقہ میں۔ وہ مقامی مبلغ کے مسلک کے بھی شاکی ہیں۔ اس نوجوان طبقہ کو اب "فتح حق" سے اصل حالات معلوم ہوں گے۔ اور وہ صحیح راستہ پا سکیں گے۔ یہاں کے ربوی ممبروں نے الزامی طور پر مولینا محمد علی صاحب مرحوم کے متعلق ناپاک الزامات لگانے شروع کئے ہیں۔ اس لئے مولانا کی انگریزی میں سوانحعمری ضرور لکھ کر ہمیں بھیجیں۔"

(یہ انگریزی کی سوانح عمری بھی میں نے بفضلہ مرتب کرلی ہے اور وہ عنقریب شائع ہو جائے گی۔ فاروقی) سو بقول مقولہ

"آواز سگاں کم نہ کند رزق گدا را"

باوجود ہمارے ربوی دوستوں کی ناراضگی کے یہ کتابیں اپنا تبلیغی حق ادا کر رہی ہیں۔

ایڈیٹر صاحب الفرقان، نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے اُن کے خلیفۂ ثانی کے متعلق گندے اور دلآزار الفاظ جا بجا استعمال کئے ہیں اور اس طرح ان کے دلوں کو دُکھ پہنچایا ہے۔ اور ان الفاظ کی چند ایک مثالیں بھی دی ہیں جو کتاب "فتح حق" کے صفحات سے لی گئی ہیں۔ مگر ایک لفظ کو اس کے سیاق و سباق سے نکال کر پیش کرنا کوئی صحیح طریق نہیں۔ اپنی جگہ عبارت میں وہ الفاظ صحیح مطلب اور مفہوم کو ادا کرتے ہیں۔ ربوی حضرات نے مرزا محمود احمد صاحب کو آسمان پر چڑھا دیا تھا۔ اور مصلح موعود کا مفتریانہ دعوے انکی طرف منسوب کر کے ان کو معصوم عن الخطا بنا دیا تھا اور یہ کہ خلیفہ صاحب پر کوئی صحیح اعتراض بھی نہیں کر سکتا۔

ایک ربوی صاحب تو اس قدر تعلّی میں بہہ گئے کہ فرمانے لگے کہ مصلح موعود صاحب تو ایک بہتا دریائے (روحانی) آب ہے۔ اس میں کوئی اگر مردہ لاش یا فضلہ کا لوٹا بھرا ہوا بھی پھینک دے تو وہ پانی ناپاک نہ ہو گا۔ اس سے وضو بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے بہت ضروری تھا کہ خلیفہ صاحب موصوف کو ایک زمینی انسان ثابت کیا جائے جو کہ غیر مامور ہونے کی وجہ سے معصوم عن الخطا نہیں ہے۔ اس لئے ربڑ کے بیلون میں سے ہوا نکالنے کے لئے سوئی کی نوک بھی چبھونی پڑجاتی ہے۔ پیپ بھرے پھوڑے کو صاف کرنے کے لئے نشتر کا چرکا لگانا ہی پڑتا ہے۔ کسی کی دلآزاری منظور نہیں۔

پھر ایڈیٹر صاحب الفرقان نے مجھے نمک حرام ثابت کرنے کیلئے حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی تحریروں کے چند اقتباسات نقل کئے ہیں :-

(۱) ایک ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیجنز سے لیا گیا معلوم دیتا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ زندہ تھے۔ اور مرزا محمود احمد صاحب نے بھی ہوش سنبھال لیا ہوا تھا۔ اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان کی کتابیں پڑھنے سے ان کے خیالات صحیح عقائد احمدیہ پر مبنی تھے۔ سو اگر ان کے مضمون کی مولانا صاحب نے تعریف کی تو بجا کی۔ یہ تو ۱۹۱۱ء میں آن کر مرزا میاں محمود احمد صاحب نے اپنے عقیدے میں تبدیلی کی جیسا کہ کتاب "مجاہد کبیر" میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) ایڈیٹر صاحب نے ایک تحریر مولوی صاحب مرحوم کی اخبار پیغام صلح مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء سے نقل کی ہے۔ اور ایک ۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء کے مقالے میں ہے۔ اس میں مرزا محمود احمد صاحب کے متعلق تعریفی کلمات درج ہیں۔ مگر ان تحریروں کا اگر پس منظر معلوم کرنا ہو تو کتاب مجاہد کبیر کے صفحہ ۱۱۶ پر "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا قیام"

کے بیچھے پڑھیں۔ اس وقت تک لاہوری فریق۔ میاں محمود احمد صاحب سے ان مندرجہ ذیل شرائط پر صلح صفائی کرنے کو تیار تھا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان تھا کہ "میرے بعد سب مل کر کام کرو"۔

(۱)۔ حسب وصیت حضرت مسیح موعود۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلے قطعی سمجھے جائیں اور کسی ایک شخص کو ان کے مسترد کرنے کا حق حاصل نہ ہو۔

(۲)۔ جس بزرگ کو احمدیہ قوم کا امیر سمجھا جائے۔ اس کے ہاتھ پر ان لوگوں کی بیعت لازمی نہ ہو جو پہلے سے احمدی ہیں۔

(۳)۔ چونکہ میاں محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر چالیس آدمیوں (سے زائد) نے بیعت کر لی ہے۔ اس لئے ان کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کرنے کے لئے غیر از جماعت سے بیعت لینے کا اختیار ہوگا۔

(۴)۔ اگر میاں محمود احمد صاحب انجمن کے فیصلوں کو قطعی قرار دیں اور پرانے احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینا لازم تصور نہ کریں۔ تو ان کو صدر انجمن احمدیہ کا پریذیڈنٹ اور کل جماعت کا امیر تسلیم کر لیا جائے تاکہ اتحاد جماعت نہ ٹوٹنے پائے۔

یہ قرار دادیں ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو ایک مجلس شوریٰ میں لاہور میں پاس کی گئیں اور خیال تھا کہ ایک وفد ۲۸ مارچ تک میاں محمود احمد سے جا کر ملاقات کرے اور ان شرائط کو زیر بحث لائے سو مولوی محمد علی صاحب نے جو کہ بڑے حلیم الطبع صلح جو اور بے نفس انسان تھے اگر ۲۴ مارچ کے اخبار میں میاں محمود احمد صاحب کے متعلق اچھے الفاظ استعمال کئے تو یہ اس موقعہ محل یعنی اتحاد سلسلہ کے پیش نظر نہایت موزوں تھے نیز اس وقت تک میاں صاحب کے کردار و اخلاق کی بے اعتدالیوں نے وہ نمایاں رنگ اختیار نہ کیا تھا جو بعد میں ظہور پذیر ہو کر ان کی بدنامی کا موجب ہوا۔ اسی طرح ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے صلح کا ہاتھ بڑھایا تھا مگر افسوس ہے کہ میاں محمود احمد نے اس صلح کی تحریک کو ٹھکرا دیا اس طرح جماعت احمدیہ کی سالمیت کو برباد کر کے جماعت اور اس کے موقف کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب دو جماعتیں بن گئی تھیں۔ تو اس کے بعد پھر میاں محمود احمد صاحب نے البادی اظلم کا مصداق بن کر جماعت احمدیہ لاہور کو گالیاں دینا شروع کیا۔ ان کو "فاسقین" "جہنم کی چلتی پھرتی آگ" گویں کے دوزی پر پڑے ہوئے سڑے ہوئے پتے" کے خطابات عنایت فرمائے۔ اور اپنی جماعت کو ان سے موانست۔ مخاطبت، مکالمت اور مجالست وغیرہ کرنے سے منع کر دیا۔ حتیٰ کہ "پیغامیوں" کی کتابیں پڑھنا بھی ممنوع قرار دی گئیں۔ تاکہ مریدوں کی آنکھیں بند کی بند ہی رہیں۔ اور باہمی افہام و تفہیم کی بجائے منافرت و تباغض کے جذبات ترقی کریں اندریں حالات اگر ہم لوگ بھی آپ لوگوں کو اپنے اصل ڈھنگ میں ظاہر کریں۔ تو آپ کو شکایت نہیں ہونی چاہیئے۔

ایڈیٹر صاحب الفرقان نے اشارةً مجھ پر یہ بھی الزام لگایا ہے۔ کہ میں نے میاں محمود احمد صاحب کی ذات پر ان کی وفات کے بعد نکتہ چینی کی ہے۔ اس بارہ میں میں کہوں گا۔ کہ میاں محمود احمد صاحب کی وفات کے بعد ربوی جماعت نے ان کے مصلح موعود کے دعویٰ کو اس تجدی سے پیش کرتے رہنے سے احتراز نہیں کیا۔ اور "مصلح موعود" ڈے مناتے چلے آرہے ہیں۔ اس لئے بھی یہ کتاب ضروری تھی۔ کیونکہ جب کسی شخص کے دعوے کو خدا تعالے کی طرف سے منوایا جائے تو اس صورت میں کیا دوسروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے کردار اور سیرت کے معیار کو دیکھیں کہ اس کی زندگی کہاں تک خدا کی طرف سے مبعوث شدہ لوگوں کی آئینہ دار ہے؟ کیا ایک شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مصلح موعود ہونے کا غلط دعوے کرنے کے متعلق آیت لو تقول علینا الخ کے ماتحت اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "اربعین" ۳ کے حوالے کے ماتحت اس خدائی گرفت کے نشان کو پیش کرے جو میاں محمود احمد صاحب پر وارد ہوا، میاں محمود احمد صاحب نے جنوری ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعوے کیا، اس کے دس بارہ سال بعد کسی شخص نے ان کی گردن پر چھری کا وار کیا جس سے گہرا زخم آیا اسی دوران ان پر فالج کا خطرناک حملہ ہوا اور دس سال تک ایسی اذیت ناک حالت ان پر طاری رہی جو لا یموت فیہا ولا یحییٰ کی مصداق تھی۔ اسی حالت میں زمانہ ماموریت کی میعاد تئیس سال پورے کئے بغیر بائیس سال کے اندر ہی نومبر ۱۹۶۵ء میں وفات پائی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ایڈیٹر صاحب "الفرقان" کا یہ کہنا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر نعوذ باللہ یہ حملہ کیا ہے کہ وہ مستجاب الدعوات نہ تھے اور یہ کہ ان کی دعائیں دربارہ اولاد اس روحانی رنگ میں پوری نہ ہوئیں جیسا کہ ایک باپ کو قدرتاً تمنا اور خواہش ہوتی ہے۔ اس ضمن میں یہ واقعہ قابل غور ہے کہ حضرت اقدسؑ کی زندگی میں جب میاں محمود احمد پر زنا کا الزام لگا تو حضرت اقدس نے نہ تو یہ کہا کہ مجھے خدا نے بتلا دیا ہے کہ یہ مصلح موعود ہونے والا ہے نہ ہی یہ کہ یہ ذریت طیبہ کے وعدہ کے مطابق پیدا ہوا ہے۔ بلکہ آپ نے یہ موقف اختیار فرمایا کہ تحقیق کی جاوے اگر الزام ثابت ہو تو میں اسے عاق کر دوں گا آپ نے کیوں یہ نہ کہا کہ یہ تو میرے اہل بیت میں سے ہے اور میری دعاؤں کو خدا نے سن لیا ہے اس لئے یہ تو بہرحال معصوم عن الخطاء ہے آپ لوگوں نے جو پوزیشن میاں محمود احمد کو دی ہے کیا حضرت اقدس نے انہیں اپنی زندگی میں دی تھی؟ اگر یہی دی تھی تو زناء کے الزام پر تحقیق اور ثبوت کی صورت میں عاق کر دینے کا کیا مطلب ہے۔؟

آج چال چلن کے متعلق اعتراضات و الزامات کے مقابل جو جواب آپ دیتے ہیں وہی جواب حضرت اقدس نے اپنی زندگی میں کیوں نہیں دیئے۔؟

سو اللہ تعالے کی ذات صمد ہے اسے کوئی مجبور نہیں کر سکتا وہ اکثر دعائیں بھی قبول کرتا ہے اور بعض کو نہیں بھی قبول کرتا اپنی مصلحت کو وہ خود ہی بہتر سمجھتا ہے۔ سورہ ہود کی آیت ۴۵ و ۴۶ پڑھیں وہاں حضرت نوح علیہ السلام بھی خدا کے آگے اپنے بیٹے کے لئے گڑگڑاتے ہیں اور خدا کو اس کا وعدہ یاد دلایا ہے مگر جواب کیا ملا کہ تیرا بیٹا تیرے اہل میں سے نہیں شمار ہوتا کیونکہ اس کے اعمال بُرے ہیں اس لئے اس کی موت مقدر تھی۔ اسی طرح کا الہام حضرت مسیح موعودؑ کو بھی ہوا تھا وہاں صاف بیٹے کی طرف اشارہ موجود ہے دعائیں اس کے کام نہ آسکیں یہ مشیت ایزدی ہے انسان کا کیا بس ہے۔

جس طرح حضرت نوح نے دعا کی:۔

رب ان ابنی من اھلی وان وعدك الحق

اسی طرح حضرت اقدس نے بھی مثیل نوح بن کر اپنی اولاد کی خاطر دعائیں فرمائیں مگر جس طرح حضرت نوح کو ارشاد الٰہی ہوا کہ انہ لیس من اھلك انہ عمل غیر صالح اسی طرح حضرت اقدس کو الہامات ہوئے انہ عمل غیر صالح اور انہ عمل غیر صالح پھر جس طرح حضرت نوح کو یہ فیصلہ سنایا گیا ولا تکلمنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ عین اسی طرح حضرت اقدس کو متعدد دفعہ یہی الہام ہوا بلکہ اس کے ساتھ الفاظ وعلینا حق بھی بڑھائے گئے اور ان کی تشریح میں خود حضرت اقدس نے لکھا کہ یہ الہام اپنی جماعت کے بعض لوگوں کی نسبت ہے مخالفوں کے بارہ میں نہیں ہے اور یہ ایسے لوگ ہیں جن کی حالت دنیا پرستی کی حد سے بڑھ گئی ہے اس لئے خدا فرماتا ہے کہ جس طرح ان کا دین مر گیا ان کی دنیا بھی مر جائے گی مماثلت نوحؑ کے بارہ میں تو حضرت اقدس کا یہ الہام ہے:۔

ینوح اسر رؤیاك۔ اے نوح! تو اپنے رؤیا کو مخفی رکھو۔

باقی رہا کتاب "فتح حق" میں جو لکھا گیا ہے اس کا جواب دینا۔ سو یہ ایڈیٹر صاحب الفرقان کے بس کا روگ نہیں، وہاں تو واقعات کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے حوالہ جات میاں محمود احمد صاحب کی تحریرات کے حوالہ جات اور عدالتی کارروائیوں کے حوالہ جات سب لکھے ہوئے موجود ہیں۔ ایک متلاشی حق کو تمام و کمال قصہ بتا دیا ہے وہ پڑھتے ہیں اور ان کی آنکھیں بفضلہ تعالیٰ کھل جاتی ہیں۔

مولانا محمد عبدالرحمن صاحب مصری

کتاب "شانِ مسیحِ موعود" پر تبصرہ

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "الوصیت" کے حوالہ کا صحیح مفہوم

(۲)

ایفاءِ وعدہ

گذشتہ قسط میں مَیں نے وعدہ کیا تھا کہ قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے حضورؑ کی کتاب "الوصیت" کی ایک عبارت سے حضرت اقدس کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے جو استدلال کیا ہے آئندہ قسط میں ان کے اس استدلال کی غلطی کو ثابت کرنے کے علاوہ اس عبارت کا صحیح مفہوم بھی پیش کیا جاوے گا سو اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے محض اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے ذیل میں عبارت متنازعہ فیہ کا صحیح مفہوم پیش کیا جاتا ہے۔

قاضی صاحب کا سیاق و سباق کو حذف کرکے صرف ایک ٹکڑے سے خلاف سیاق و سباق غلط استدلال کرنا۔

جیسا کہ میں گذشتہ قسط میں بتلا چکا ہوں کہ قاضی صاحب نے "الوصیت" سے ساری عبارت نقل نہیں کی بلکہ اس کا بہت سا حصہ ترک کرکے درمیان میں سے کچھ عبارت پیش کرکے اپنے من گھڑت عقیدہ کی تائید اس سے حاصل کرنے کی ناکام کوشش کی ہے حالانکہ ان کی پیش کردہ عبارت کا سیاق و سباق اس مفہوم کو غلط ثابت کر رہا ہے جس کا لباس حضور کی اس عبارت کو پہنانے کی قاضی صاحب نے ناکام کوشش کی ہے صرف قاضی صاحب ہی نہیں بلکہ تمام علماء ربوہ اس استدلال میں قاضی صاحب کے ہم نوا ہیں جیسا کہ میں گذشتہ قسط میں واضح کرچکا ہوں کہ قاضی صاحب نے حوالہ پیش کردہ کو "جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ" کے الفاظ سے شروع کیا ہے لیکن قاضی صاحب نے ضمیر وہ کا مرجع بتلانے کی تکلیف گوارا نہیں کی تا قارئین کرام کو علم ہو جاتا کہ حضور اپنی تحریر میں کونسا مکالمہ مخاطبہ مراد لے رہے ہیں اس مکالمہ مخاطبہ کی نوعیت اور اس کی تعیین ہی تو عبارت پیش کردہ کے صحیح مفہوم تک رسائی حاصل کرانے میں ممد و معاون ہو سکتی تھی اور حضورؑ کے اصل منشاء سے آگاہی دے سکتی تھی۔

مکمل عبارت کو پیش کرنے کی وجہ اور اس کی ابتداء

اس لئے اب میں عبارت پیش کردہ کے اصل مفہوم سے پردہ کو اٹھانے کے لئے جو قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا دیگر علماء ربوہ نے اس پر ڈالا ہوا ہے حضور کی مکمل عبارت کو جس کا ایک حصہ قاضی صاحب کی پیش کردہ عبارت ہے پیش کرکے اس کی تشریح کرتا ہوں تا قارئین کرام کو قاضی صاحب کی پیش کردہ عبارت کا صحیح مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو مکمل عبارت یہاں سے شروع ہوتی ہے حضور فرماتے ہیں:۔

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گذر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے"

معلوم ہوا کہ نبوۃ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے قبل جو انبیاء علیہم السلام ارشاد خداوندی وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کی رُو سے تمام مختلف اقوام میں آتے رہے اور جو کتب ان پر نازل ہوتی رہیں ان کے متبعین پر ان کی پیروی واجب تھی ہر قوم پر فرض تھا کہ نبی کریم صلعم کے ظہور سے قبل وہ اپنے اپنے نبی اور اس کی لائی ہوئی کتاب کی پیروی کرکے اس سے فیض حاصل کرے لیکن حضرت نبی کریم صلعم کے ظہور کے بعد ان پر یہ فرض کیا گیا کہ اپنے انبیاء اور انکی کتابوں کو چھوڑ کر صرف حضرت نبی کریم صلعم اور آنحضور صلعم کی لائی ہوئی کتاب یعنی قرآن کریم کی ہی پیروی کریں اور اسی کے فیض سے مستفیض ہوں اس کی وجہ بھی حضورؑ نے خود ہی بتلا دی کہ جو کچھ متفرق طور پر پہلی نبوتوں اور کتابوں میں پایا جاتا تھا وہ سب کا سب نبوت محمدیہ اور قرآن کریم میں جمع کر دیا گیا ہے اب جو پہلے انبیاء اور پہلی کتابوں کی پیروی کرتا ہے وہ گویا کامل کو چھوڑ کر ناقص کی پیروی کرتا ہے کیونکہ پہلے انبیاء اور ان کی کتابیں خاص خاص قوم اور خاص خاص زمانہ کے لئے آتی تھیں بدیں وجہ ان کو تعلیم بھی ان کی قوموں کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر ہی دی گئی تھی ہو سکتا ہے کہ ایک قوم کو جس خاص تعلیم کی ضرورت ہو دوسری قوموں کو اس کی ضرورت نہ ہو ان کو کسی اور قسم کی ضرورتیں درپیش ہوں اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم سے قبل کسی نبی کو کامل تعلیم نہیں دی جا سکتی تھی جو ساری قوموں اور سارے زمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنیوالی ہو ایسی تعلیم صرف حضرت نبی کریم صلعم کو ہی دی جا سکتی تھی کیونکہ آنحضور صلعم ہی ایسے رسول ہیں جو دنیا کی تمام قوموں اور قیامت تک آنے والے تمام زمانوں اور تمام نسلوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے قبل تو بیشک ہر قوم اپنے ہی نبی اور اس کی لائی ہوئی کتاب کی پیروی کی پابند تھی اور اس سے فیض حاصل کرنے کی حقدار تھی لیکن حضرت نبی کریم صلعم کی آمد کے بعد اب ہر قوم آنحضور صلعم اور قرآن پاک کی پیروی کی ہی پابند بنا دی گئی اور خاتم النبیین کا لقب جو آنحضور صلعم کو عطا کیا گیا وہ بھی اسی امر کا متقاضی ہے کہ صرف آنحضور صلعم کی ہی اب پیروی کی جائے۔ اس کے بعد حضورؑ نے جو کچھ فرمایا وہ بھی مفہوم مذکورہ بالا کی ہی مزید تائید کرتا ہے۔

قاضی صاحب کے مفروضہ کا قلع قمع

"اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں (یعنی اب پہلے انبیاء اور ان کی لائی ہوئی کتب کی پیروی کسی قوم کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی اب قرب الٰہی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ حضرت نبی کریم صلعم اور قرآن کریم ہی ہیں۔ ناقل) تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے"

قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا دوست اگر حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا تحریر پر غور کی نظر ڈالیں گے تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ حضور نے اپنی اس تحریر میں ان کے اس مفروضہ کو پاش پاش کرکے رکھدیا ہے جو انہوں نے تعریف نبوت میں تبدیلی کے متعلق کھڑا کیا ہوا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو زمرۂ انبیاء کا فرد تسلیم کرنے والے عقیدہ کی جو عمارت انہوں نے اپنے اس مفروضہ کی بناء پر استوار کی ہوئی ہے حضور کی اس تحریر نے اس کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔

حضور کی تحریر کا اصلی مقصد

اپنی اس تحریر میں حضور نے اس امر کو وضاحت سے بیان کر دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے آنے کی ایک ہی غرض ہی ہے کہ وہ دنیا کو ان صداقتوں اور سچائیوں سے روشناس کرائیں جن کو اختیار کرنے اور جن کی پیروی کرنے سے

لوگ خدا رسیدہ بن جائیں - قرآن کریم نے سورۃ آل عمران ع۸ میں نبیوں کی غرض ربانی بنانا ہی بتلائی ہے اور سورۃ حدید ع۲ میں بھی صدیق اور شہید بنانا ہی بتلائی ہے - یہ سچائیاں جو یہ پاک ہستیاں دنیا کے سامنے پیش کرتی رہی ہیں انہیں وہ اپنے نفس کی طرف سے پیش نہیں کیا کرتے تھے بلکہ خدا کی طرف سے ہی اُن پر یہ صداقتیں اور سچائیاں نازل کی جاتی تھیں - اور اسی لئے وہ خدا نما اور خدا تک پہنچانے کا ذریعہ بنا کرتی تھیں - حضور کی اس تحریر سے یہ بھی واضح ہے کہ صرف حضرت نبی کریم صلعم پر ہی ایسی سچائیوں کا نزول نہیں ہوا بلکہ خدا تک پہنچانے والی سچائیوں کا نزول ہمیشہ سے تمام قوموں کے انبیاء سابقین پر بھی ہوتا رہا ہے جس پر حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ صراحت سے دلالت کر رہے ہیں" اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں" "ایسی" کا لفظ خدا تک پہنچانے والی سچائی کی طرف ہی اشارہ کر رہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء پر بھی خدا تک پہنچانے والی سچائیاں ہی نازل ہوتی رہی ہیں جس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو انعام قرآن کریم پر عمل کرنے سے مل سکتا ہے بعینہٖ وہی انعام پہلی کتب پر عمل کرنے سے بھی ملا کرتا تھا اب حضرت نبی کریم صلعم کے مبعوث ہونے پر جو کتاب آنحضور صلعم پر نازل کی گئی اس میں انسان کو خدا رسیدہ بنانے والی تمام سچائیاں جمع کر دی گئیں اس میں صرف پہلی سچائیوں کو ہی جمع نہیں کیا گیا بلکہ قیامت تک آنے والی نسلوں کو بھی جن ایسی سچائیوں کی ضرورت پیش آنی تھی وہ بھی قرآن کریم میں نازل کر دی گئیں تا یہ کتاب ہر پہلو سے مکمل ہو جائے اور انسانوں کو نہ پہلی کتابوں کی حاجت رہے اور نہ آئندہ کسی کتاب کی ضرورت پیش آئے -

حضور کی یہ تحریر کیا اس حقیقت پر مکمل روشنی نہیں ڈالتی کہ انبیاء علیہم السلام کی آمد کی غرض دنیا میں خدا تک پہنچانے والی سچائیوں کا لانا ہے نہ کہ محض پیشگوئیاں کرنا - پیشگوئیوں کی غرض تو صرف اتنی ہوتی ہے کہ نبی کے دعوے یا تعلق باللہ کی صداقت کو ثابت کر دیں تا لوگ ان کی پیش کردہ سچائیوں کو فی الحقیقت خدا کی طرف سے نازل کردہ سچائیاں یقین کر کے ان کو عملی جامہ پہنا سکیں یہ نہیں کہ وہ آتے ہی پیشگوئیاں کرنے کے لئے ہیں اور یہی اُن کی بعثت کی غرض و غایت ہوتی ہے جیسا کہ قاضی صاحب اور ان کے دیگر ہم نوا علماء ربوہ خیال کرتے ہیں - اسی لئے حضور نے یہ لکھنے کے بعد کہ

"تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی
کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی
آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی
سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں" فرمایا:-

"اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا
خاتمہ ہے - اور ہونا چاہیئے تھا -
کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز
ہے اس کے لئے ایک انجام
بھی ہے"

اس تحریر سے بالکل واضح ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض صرف سچائیاں لانا ہوتی تھیں جن کو دوسرے الفاظ میں شریعت کتاب اور ہدایت بھی کہہ سکتے ہیں اور چونکہ قرآن کریم کے نزول سے سچائیاں اپنی تکمیل کو پہنچ گئیں اس لئے حضور کی اس تحریر کے مطابق نبوتوں کا بھی خاتمہ ہو گیا - کیونکہ قرآن کریم کے بعد اب کسی نئی سچائی کا نزول ممکن نہ تھا اس لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کر دی گئی -

قاضی صاحب! اگر آپ کے اور آپ کے ہمنوا دیگر علماء ربوہ کا خیال ہے کہ نبوت کثرت مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر کثرت امور غیبیہ کا ہی نام ہے درست تسلیم کر لیا جائے تو حضور کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ گو سچائیاں تو تکمیل کو پہنچ گئی ہیں - پھر بھی نبوت جاری رہے گی کیونکہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا سلسلہ بند نہیں ہوا لیکن حضور اس کے بالکل اُلٹ فرماتے ہیں کہ سچائیوں کی تکمیل ہو جانے کی وجہ سے نبوت ختم کر دی گئی ہے - یہی بات حضور نے اپنی کتاب "مواہب الرحمٰن" میں فرمائی ہے - کہ اولیاءؒ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں اور ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن اس سے وہ فی الحقیقت نبی نہیں بن جاتے کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی ضرورت کو پورا کر دیا ہے - کتاب "مواہب الرحمٰن" بھی ۱۹۰۱ء کے بعد کی ہی کتاب ہے اور یہی مضمون حضور کی ان تمام کتابوں میں پایا جاتا ہے جو ۱۹۰۱ء سے قبل تصنیف ہوئیں اس لئے نسخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

اس بات کا ذکر کرنے کے بعد کہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض سچائیوں کو لانا ہی ہوتی ہے حضور ان نتائج کا ذکر فرماتے ہیں جو ان سچائیوں پر عمل کرنے کے نتیجہ میں مترتب ہوتے ہیں - یعنی ان سچائیوں پر پوری طرح عمل کرنے والا امتی خدا تعالیٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ کا انعام پا لیتا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ہی انعام نہیں ملتا - بلکہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی پیروی سے بھی یہی انعام ملا کرتا تھا - جس پر حضور کے الفاظ "اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کی اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا" الفاظ "جو پہلے ملتا تھا" اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ پہلے انبیاء کے کامل متبعین بھی اللہ تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ اور اس کی محبت کے انعام سے نوازے جاتے تھے -

یہ کامل متبعین کیونکہ نبیوں کے امتی ہوتے تھے اس لئے انہی کی پیروی سے یہ اس انعام کے مستحق بنتے تھے - اور چونکہ ان پر نبیوں کا رنگ چڑھا ہوا ہوتا تھا - اور یہ ان کے کامل بروز ہوتے تھے - جیسا کہ مواہب الرحمٰن اور دیگر کتب کے حوالوں سے ظاہر ہے - اس لئے یہ مجازی اور ظلی طور پر نبی کہلاتے تھے - پس حضور کی تحریر میں نبیوں کے جس اتفاق کا ذکر کیا گیا ہے - وہ اس امر کا ہے کہ امتی پر نبی کے لفظ کا اطلاق کس صورت میں ہوا کرتا تھا - اور "جب کہ وہ" میں وہ کے لفظ سے اشارہ اسی حقیقت کی طرف کیا گیا ہے یعنے کسی نبی کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اُس پر صادق آ سکتے ہیں اگر نبیوں کے اتفاق کو اسی امر پر تسلیم نہ کیا جائے تو حضور کے کلام میں جو تضاد پیدا ہوتا ہے اسے کسی صورت میں دور نہیں کیا جا سکتا

یاد رہے کہ حقیقی طور پر امتی نبی نہ بن سکتا ہے نہ کہلا سکتا ہے ایک تو اس وجہ سے کہ حضور فرماتے ہیں امتی اور نبی میں نسبت تباین کی ہے اور یہ بات حضور نے جس طرح ۱۹۰۱ء سے قبل فرمائی اسی طرح بعد میں بھی فرمائی دوسرے اس لئے بھی کہ حضور فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو زمرۂ انبیاء کا فرد ہوتا ہے اس میں صرف ایک ہی شان نبوۃ پائی جاتی ہے امتی ہونے کی شان اس میں نہیں پائی جاتی جیسا کہ حضور ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳ پر آنے والے مسیح کے متعلق فرماتے ہیں :-

"اب ان تمام اشارات سے ظاہر ہے
کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ
کی صفت سے متصف نہیں ہوگا -
ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائیگی
جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی
ہے - اور نبوت تامہ کی شانوں میں
سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے
سو یہ بات کہ اسکو امتی بھی کہا اور
نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے
کہ دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت
کی اس میں پائی جائیں گی - جیسا کہ
محدث میں ان دونوں شانوں کا
پایا جانا ضروری ہے - لیکن صاحب
نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوۃ
ہی رکھتا ہے - غرض محدثیت دونوں
رنگوں سے رنگین ہوتی ہے - اسی لئے
خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس
عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

کتاب شانِ مسیح موعودؑ پر تبصرہ

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

آپ غور کر لیں کہ الوصیت والی عبارت اور ازالہ اوہام والی عبارت کیا دونوں ایک ہی مفہوم کی حامل نہیں ــ چشمہ معرفت کے ص۱۸۱ پر حضور فرماتے ہیں :ــ

"ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہو گئی ہے صرف مبشرات یعنی پیشگوئیاں باقی ہیں ــ"

جس کے معنی صاف ہیں کہ شریعت کی پیروی سے پیشگوئیاں کرنے کا انعام ملتا ہے چونکہ پیشگوئیاں شریعت کی حقیقت پر بطور دلیل کے ہوتی ہیں اس لئے نبیوں کی امتوں میں ان کا اسی وقت تک جاری رہنا ضروری ہے جب تک انبیاء کی نبوت جاری رہے حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت نے کیونکہ قیامت تک جاری رہنا ہے اس لئے آنحضور صلعم کی اُمت میں قیامت تک ایسے کاملین پیدا ہوتے رہیں گے جو اس انعام الٰہی کو پاتے رہیں گے ۔ حضور نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸-۱۳۹ میں صاف لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی اور کوئی دین اپنے امتی کو ایسا نبی نہیں بنا سکتا جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے شرف سے مشرف ہو سکے تو وہ نبی نہ نبی ہے اور نہ اس کا دین رحمانی دین ہے بلکہ وہ شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے اسی طرح چشمہ مسیحی ص۴۵ میں بھی اسی مضمون کو دوہرایا ہے ۔ اسی طرح اسی مضمون کو ایام الصلح ص۱۴۵ میں بھی بیان کیا ہے ۔

ان سب تحریروں سے واضح ہو گیا کہ الوصیت میں مذکورہ اتفاق انبیاء اسی امر کے متعلق ہے کہ اُمتی پر لفظ نبی کا اطلاق مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرنے کی وجہ سے محض مجازی اور ظلی طور پر ہوتا ہے و بس ورنہ وہ امتی زمرہ انبیاء میں حقیقتاً داخل نہیں ہو سکتا ۔ .... انشاءاللہ آئندہ قسط میں ان کتب کی اصل عبارت بھی نقل کر دی جائے گی ۔

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ ۔ از صفحہ اوّل

ہے اس میں ایک ربّانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے ۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے خدا تعالےٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے اور یہی طریق نیک بختی کا ہے ۔

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دُکھ دینا ٹھیک نہیں ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اخلاق کے متمم ہیں اور اس وقت خدا تعالےٰ نے آخری نمونہ آپ کے اخلاق کا قائم کیا ہے ۔ اس وقت بھی اگر وہی زندگی رہی تو پھر سخت افسوس اور کم نصیبی ہے پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسرے پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالےٰ سے ہے ۔

بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں ۔ ان باتوں سے پرہیز کرو ۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی ۔ ہمسایوں سے نیک سلوک کرو ۔ اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو ۔ اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے ۔

(الحکم جلد ۸ نمبرہ ۔ صفحہ ۷ ۔ ۸ ۔ مؤرخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۰۴ء)

تنظیم خواتین احمدیہ راولپنڈی ۔ از ص۳

کی گواہی دے رہے ہیں ۔ آج ضرورت ہے کہ ہم اس شجرِ احمدیت کی حفاظت اور ابقاء کے لئے زیادہ مستعدی اور سرگرمی سے اپنے بھائیوں کے ساتھ میدانِ عمل میں آئیں ۔ اور ثابت کر دیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے جو ورثہ پایا تھا اس کو ہم نے ضائع نہیں کیا آخر میں آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے اور اس کے بعد جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی ۔

حاضرات کی چائے اور بسکٹوں سے تواضع کی گئی ۔ تنظیم کا آئندہ جلسہ انشاءاللہ ۲۵/۹/۶۶ کو ہو گا ۔ (ناظمہ)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

کاہلی کا شکار ہو گئے ۔ تو اہلِ یورپ نے جو درحقیقت انہی کے شاگرد تھے ۔ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ۔ اور آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ اس حدیث پر عمل کرنے کے نتیجہ میں علم طب میں کس قدر ترقی ہوئی ہے ۔ اور کس طرح نئے سے نئے اور مؤثر سے مؤثر علاج ان بیماریوں کے نکلتے آ رہے ہیں ۔ جنہیں آج سے قبل لا علاج یقین کیا جاتا تھا ۔ اور ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا ابھی بہت سی بیماریاں ایسی ہیں ۔ جن کا خاطر خواہ علاج ابھی تک دریافت نہیں ہو سکا لیکن اطباء دن رات اس کوشش میں مصروف ہیں ۔ کہ ان کا علاج بھی دریافت کر لیں جس طرح پہلے بہت سی ان بیماریوں کا علاج دریافت کرتے رہے ہیں جن کا علاج ابھی تک دریافت نہیں ہوا ۔ ان کی مساعی ناکام نہیں رہیں گی ۔ ایک نہ ایک دن وہ ان کا علاج دریافت کرنے میں بھی ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوں گے ۔ اللہ تعالےٰ نے جڑی بوٹیوں میں بے انتہاء خواص رکھے ہیں ۔ دن بدن ان کے مخفی خواص پر سے پردہ اُٹھتا جاتا ہے ۔ جو انسانی علم میں اضافہ کا موجب بنتا ہے ۔ ان کے اندر اللہ تعالےٰ نے فی الحقیقت انسانی بیماریوں کے شفاء کے لیے انتہاء اجزاء رکھے ہیں صرف ان تک رسائی حاصل کرنے کی ضرورت ہے ۔ جو اطباء کی کوششوں سے پوری ہوتی جاتی ہے ۔ خلاصہ کلام یہ کہ آج علم طب میں جس قدر ترقی ہم مشاہدہ کر رہے ہیں ۔ وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ما انزل اللہ داءً الا انزل لہٗ شفاءً کی تصدیق کر رہی ہے اور بتلا رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضور صلعم کے علم میں کس قدر وسعت اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کس قدر گہرائی اور دُور رسی عطا فرمائی ہوئی تھی ۔ ہمارے ملک کے ڈاکٹر صاحبان کو چاہیئے کہ اپنی کھوئی ہوئی عظمت اور شہرت کو واپس لانے کی سعی میں مصروف ہو جائیں اور اپنی خدا داد قابلیتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ارشاد خداوندی فاستبقوا الخیرات پر عمل کرتے ہوئے اسقدر کمال اپنے فن میں پیدا کریں ۔ کہ یورپ اور امریکہ کے موجدوں پر بھی سبقت لے جائیں ۔ یہاں تک کہ بجائے اس کے کہ یہ انکے پاس سیکھنے کے لئے جائیں وہ ان کے پاس سیکھنے کے لیئے آئیں ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ترجمان خصوصی
ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور
فون نمبر ۷۸۳۷۰
زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے ۔ چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ
مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوز
فی پرچہ ۱۳ پیسے

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۸ جمادی الاوّل ۱۳۸۶ھ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۳۳

لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خاص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے اموال
اور نفوس میں برکت ڈالوں گا ۔ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰےؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیت

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۵۔ سب مجدّدوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحر حکمت کے موتی

مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نوعیت

مولینا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حمید میں فرمایا ہے المؤمنون اخوۃ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں دوسری جگہ فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اے مسلمانو! اللہ تعالےٰ کی نعمت کو یاد کرو اور ہمیشہ یاد رکھو جب کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے پس اللہ تعالےٰ نے اپنی خاص نعمت سے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور ان کو بعد اس کے کہ وہ پھٹے ہوئے تھے آپس میں جوڑ دیا پس اس کے نتیجہ میں تم اے مسلمانو! آپس میں بھائی بھائی بن گئے اس وحدت اور یگانگت اور اخوت کے درخت کے شیریں پھل تم نے کھائے ہیں اور دلوں کی ہم آہنگی سے جو فوائد دینی اور دنیاوی تم نے حاصل کئے ہیں اسکے نتیجہ میں اس نعمت الٰہی کی قدر و منزلت تمہارے دلوں سے کبھی محو نہیں ہوتی چاہیئے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے اس قرآنی درس کو مسلمانوں کے دلوں میں راسخ کرنے کے لئے فرمایا المؤمن للمؤمن کالبنیان یشدّ بعضہ بعضا (البخاری کتاب المظالم) پھر فرمایا تری المؤمنین فی تراحمھم وتوادھم وتعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکی عضو تداعی لہ سائر الجسد

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو تہجّد میں اُٹھو، دُعا کرو

دل کو درست کرو، کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالےٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ وہ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبپاشی کی۔ آپ نے اُن کے لئے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ۔ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا۔ جس طرح حضور علیہ السلام چلتے۔ اسی طرح وہ چلتے۔ وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کیا کرتے تھے۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو، تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو، کمزوریوں کو چھوڑ دو، اور خدا تعالےٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ، یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا، اور عملی طور سے دعا کریگا اور عملی طور پر التجا خدا کے سامنے لائے گا۔ اللہ تعالےٰ اُس پر فضل کرے گا، اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی، خدا تعالےٰ سے نا اُمید مت ہو ؎ با کریماں کارہا دشوار نیست۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو کیا ولی بننا ہے؟ افسوس انہوں نے کچھ قدر نہ کی۔ بے شک انسان نے خدا کا ولی بننا ہے۔ اگر وہ صراط مستقیم پر چلے گا، تو خدا بھی اس کی طرف چلے گا۔ اور پھر ایک جگہ پر اس کی ملاقات ہوگی۔ اس کی اس طرف سے حرکت خواہ آہستہ ہوگی لیکن اس کے مقابل خدا تعالےٰ کی حرکت بہت جلد ہوگی۔ چنانچہ یہ آیت اسی طرف اشارہ کرتی ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم (پ ۲۱) اس لئے جو جو باتیں میں نے آج وصیت کی ہیں ان کو یاد رکھو کہ انہیں پر مدار نجات ہے۔ تمہارے معاملات خدا اور خلق کے ساتھ ایسے ہونے چاہئیں جن میں مطلق رضاء الٰہی ہو۔ اسی سے تم نے واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم (پ ۲۸) کا مصداق بننا ہے۔

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۴۸، ۴۹)

ایک مسلمان کے لئے یہی شر کافی ہے
کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کو حقیر جانے
(حدیث رسول مقبولؐ)

"جہاد" اور چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کا تعلق، تاریخ اور دین کا امتزاج

رپورٹ جلسہ خواتین احمدیہ (لاہور)

خواتین کا ماہانہ جلسہ ۲ ستمبر ۱۹۶۶ء کو زیر صدارت محترمہ خورشید بیگم صاحبہ منعقد ہوا۔ اس سے پچھلا جلسہ ۳ جون کو ہوا تھا اس کے بعد دو ماہ تک جلسہ منعقد نہ ہو سکا۔ کیونکہ گرمیوں کی چھٹیاں اپنے ساتھ چند ایسی سرگرمیاں لاتی ہیں کہ خواتین کو اپنے بارے میں سوچنے کی مہلت ہی نہیں ملتی۔ چنانچہ گذشتہ روایات کے مطابق اس سال بھی دو ماہ کی تقاریب ملتوی کر دی گئیں تھیں۔ ۲ ستمبر کو بفضلہ تعالےٰ خواتین احمدیہ کا جذبۂ ایمان ان کو پھر مرکز کی طرف کھینچ لایا۔ جلسے کی کارروائی نماز جمعہ کے بعد تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی جو مس یاسمین حمید نے کی۔ اس کے بعد مس فرحت بانو دختر شیخ محمد حسین صاحب نے اپنا مقالہ "جہاد" کے موضوع پر پڑھا۔ ستمبر کا مہینہ، شہدائے وطن کی یادگار منانے کی تیاریاں اور جہاد کا موضوع ان تمام باتوں کا آپس میں کچھ اس طرح سنگم ہوا کہ خواتین نے یہ مقالہ سنتے سنتے کتنے ہی آنسو بہا ڈالے۔

جہاد کا موضوع دراصل اتنا پیچیدہ اور مختلف فیہ مسئلہ نہیں تھا جتنا کہ اس کو بنا دیا گیا اور خواہ مخواہ اختلافات رائے کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا، جہاد قرآن پاک کے مطابق نام ہے دین اسلام کے واسطے زندہ رہنا اور دین فطرت کے واسطے مرنا اور یہی مفہوم جماعت احمدیہ نے پیش کیا کہ جہاد ہر اس کوشش کا نام ہے جو دین کی سربلندی کے لئے کی جاتی ہے دوسرے معنوں میں فرمان خداوندی کے مطابق ہم یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان کا تو ہر سانس جہاد ہے، کبھی تبلیغ ہے تو کبھی قتال، کبھی ہجرت ہے تو کبھی مقابلہ یہ کبھی کاغذوں پر لکھا جاتا ہے تو کبھی زبان سے کہا جاتا ہے۔ اور یہی جہاد کا اصل مفہوم ہے۔ "جہاد" کا مقالہ ختم ہوا تو تین بچیاں یاسمین مسرت اور رفعت، ہاتھوں میں ذرتمین لئے نمودار ہوئیں اور انہوں نے مجدد زمان حضرت مرزا صاحبؒ کا منظوم کلام:-

"خدا کے پاک بندوں کو خدا سے نصرت آتی ہے"

سنایا۔ اس کے بعد مس رخشندہ اختر دختر چوہدری عبدالحق صاحب نے اپنا مضمون بعنوان "اسلام میں مساوات کا تصور" پڑھا۔ انہوں نے بتایا کہ اسلام میں مساوات کا تصور یہ نہیں کہ کسی کو اپنے برابر بٹھا لیا، کھانا کھلا دیا، کپڑے پہنا دیئے......

.........بلکہ اسلام میں مساوات کا تصور یہ ہے کہ کسی دوسرے انسان کو حقیر نہ جانا جائے اس کی مزید وضاحت کے لئے انہوں نے درج ذیل حدیث پیش کی ہے۔

"ایک دوسرے سے حسد نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کی چغلی کھایا کرو اور نہ ایک دوسرے کے عیبوں کا کھوج لگایا کرو اور نہ ایک سودے کے اوپر دوسرا سودا کیا کرو۔ اللہ کے بندوں کا معاملہ یہ کہ وہ ایک دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا...... ......اور نہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ....کہ ایک مسلمان کے لئے یہی شر کافی ہے کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کو حقیر جانے"

اس مضمون کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے پُرسوز آواز میں ایک نظم "سلام" پڑھی اور اس کے بعد دعا کے ساتھ جلسے کی کارروائی ختم کر دی گئی۔

آغاز جلسہ حضرت مولانا محمد علی صاحب (مرحوم) کی زندگی کے متعلق ہوگا جو بہنیں ان کے متعلق تقریر کرنا چاہیں ان کے نام ۳۰ ستمبر تک پہنچ جانے چاہئیں ہر بہن کو اس میں شرکت کی دعوت دی جاتی ہے بہنیں خیال رکھیں کہ مضمون ۵، ۷ منٹ سے زیادہ لمبا نہ ہو۔ (سیکرٹری)

قارئین کرام! یہ حقیقت ہے کہ بعض یادیں بڑی ظالم اور تلخ ہوا کرتی ہیں لیکن اگر ہم ان تذکروں سے محض اس لئے گریز کریں گے کہ اس سے پرانے زخم ہرے ہو جاتے ہیں تو نئی نسل کے گمراہ اور لادین ہونے کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہوں گے اس لئے ضرورت ہے کہ نئی نسل احمدیہ کو تیار کرنے کے لئے ہم یہ کڑوے گھونٹ بھی برداشت کریں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ ان کو اکابر جماعت کے کارناموں سے روشناس کرایا جائے اور اس سلسلے میں ۷ راکتوبر کو بروز جمعہ مسجد میں حضرت امیر (مرحوم) کے حالات کے متعلق جلسہ منعقد ہوگا۔ امید ہے سب بہنیں میرے ساتھ تعاون کریں گی۔

رخشندہ اختر (سیکرٹری)

اخبار احمدیہ

شادی

—— پشاور سے محمد الرحمٰن صاحب سیکرٹری جماعت اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۱ ذوالحجہ کو لفٹیننٹ ڈاکٹر نظیر احمد صاحب کی شادی عزیزہ ممتاز بیگم دختر بابو محمد صادق صاحب سے بعوض پانچ ہزار روپیہ مہر بمقام کھاکھتی تحصیل ایبٹ آباد ہزارہ میں ہوئی ہے خطبہ نکاح مولانا عبدالاحد صاحب نے پڑھا۔ مولانا صاحب نے نکاح کی مسنون آیات کی عالمانہ فاضلانہ تشریح کر کے سامعین کو متاثر کیا، ساتھ ہی مولانا نے نہایت خوبصورتی سے جماعتی نظریات کو بھی پیش کیا۔ اس تقریب میں اپنے احباب کے علاوہ اس علاقہ کے چند گاؤں کے خواتین اور معزز افراد شامل تھے جن پر خطبہ کا اثر ہوا۔ بابو صاحب مہمان نوازی کے فرائض تکلف کے طور پر تین دن تک ادا کرتے رہے اس تقریب میں دور دور سے احباب کافی تکلیف اٹھا کر شامل ہوئے کیونکہ اکثر کو بارہ تیرہ میل پہاڑی راستہ پیدل طے کرنا پڑا۔ اس میں پشاور، ایبٹ آباد، مانسہرہ، دیگراں وغیرہ سے احباب شامل ہوئے۔ لیکن پھر بھی اکثر احباب راستہ کی دشواری کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔ اس خوشی کے موقعہ پر بابو صاحب نے مبلغ دس روپے اشاعت اسلام کے لئے دیئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔

ولادت

—— راولپنڈی سے خواجہ نصیر اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

محترم شیخ منیر احمد صاحب مصری کو اللہ تعالےٰ نے پچھلے ہفتہ کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں منیر احمد صاحب موصوف نے دس روپے انجمن کو عطیہ دیا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم زچہ اور بچہ کو صحت دے۔ بچہ کو نیکی کی زندگی عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔ والسلام

آپ کا خیر اندیش
خواجہ محمد نصیر اللہ جوائنٹ سیکرٹری
جماعت راولپنڈی

اسلامی تعزیرات کا نفاذ

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے، اس ملک کے قیام کے بعد عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ ہمارہ معاشرہ اسلامی رنگ میں رنگین ہوگا اور ہر قسم کی غیر اسلامی رسوم اور سماجی برائیاں نابود ہو جائیں گی۔ لیکن یہ حیرتناک امر ہے کہ جوں جوں اس مملکت کی عمر بڑھتی جاتی ہے، سماجی برائیاں دن بدن زیادہ ہوتی جا رہی ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ تمام قسم کی برائیاں اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرتی جا رہی ہیں۔ شاید ہی کوئی دن ہوگا جب قتل و غارت، ڈکیتی، چوری، رشوت ستانی، بدکاری سمگلنگ اور اشیاء صرف میں ملاوٹ کے واقعات ظہور پذیر نہ ہوتے ہوں، اگر تمام ایسے واقعات کو۔ جو آئے دن اخبارات میں شائع ہوتے ہیں، ایک کتاب کی شکل میں جمع کیا جائے تو اس سے بڑھ کر ناپاک کتاب شاید ہی صفحۂ ہستی پر مل سکے۔

ان حالات کی اصلاح دو طرح ہی ہو سکتی ہے، ایک وہ طریق ہے جو سعودی عرب میں اختیار کیا گیا ہے کہ چوری یا اس قسم کی کوئی اور برائی کرنے والوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں چنانچہ جس دن سے سعودی عرب میں یہ سزا نافذ کی گئی ہے۔ سماجی برائیوں بالخصوص چوری اور ڈکیتی وغیرہ کا نام و نشان نہیں رہا بلکہ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ وہاں کے دوکاندار ہر قسم کی قیمتی اشیاء سے بھری ہوئی دوکانیں بغیر کسی محافظ کے کھلی چھوڑ کر نماز وغیرہ کے لئے چلے جاتے ہیں اور کسی شخص کو جرأت نہیں ہوتی کہ کسی چیز کو ہاتھ بھی لگا سکے، یہاں تک کہ ایک شخص نے تھانہ میں جا کر رپورٹ کی کہ فلاں جگہ ایک آلوؤں کی بھری ہوئی بوری پڑی ہوئی ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ اس کے اندر آلو ہیں تو اس نے کہا کہ میں نے پاؤں کی ٹھوکر سے معلوم کیا ہے، اس پر حکم دے دیا گیا کہ اس کا پاؤں کاٹ دیا جائے۔ ایسا ہی ایک شخص کوئی گری پڑی چیز اٹھا کر تھانہ میں لے گیا، تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا گیا کہ اس نے وہ چیز جہاں پڑی تھی وہاں سے اٹھا کر جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ اگر وہیں پڑی رہنے دیتا تو اس کا مالک اسے ڈھونڈھتا ہوا وہاں پہنچ جاتا اور اسے پا لیتا۔

غرض اس قسم کی سزاؤں نے وہاں کے معاشرہ کو ایسے جرائم سے پاک کر دیا ہے جو سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی بناء پر پاکستان کی اسلامی مشاورتی کونسل نے بھی اس ملک میں اس قسم کی سزاؤں کی سفارش کی ہے، جس پر اگر عمل درآمد کیا جائے تو اُمید ہے کہ ہمارا معاشرہ بہت حد تک سماجی برائیوں سے پاک ہو جائے گا۔ اگرچہ جہاں تک اخلاق اور تزکیہ نفس کا تعلق ہے وہ اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتے جب تک خدا تعالیٰ پر سچا ایمان اور یوم آخرت کی جزا حسنِ اعمال پر کامل یقین نہ ہو تعزیرات انسان کو جرائم سے روک سکتی ہیں مگر دلوں کی پاکیزگی اور حسنِ اخلاق، یا درونِ خانہ ناپاک زندگی بسر کرنے سے نہیں روک سکتیں، اس کے لئے ضرورت ہے کہ قرآن کی صحیح تعلیمات سے عوام کو روشناس کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور آپ کے پاک صحابہؓ کے حسنِ اعمال سے انہیں واقف کیا جائے، نہ صرف یہی بلکہ ہمارے واعظ اپنے عملی نمونہ سے دوسروں کو متاثر کرنے کی کوشش کریں، یہی وہ چیز ہے جو آج عنقا کی صورت رکھتی ہے۔ اس زمانہ کے مامورؑ نے اپنے انفاسِ قدسیہ سے ایک ایسی جماعت پیدا کی جو ظاہری باطنی اعمال کے لحاظ سے ایک نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے، لیکن افسوس ہے ان واعظانِ محراب و منبر کے مخالفانہ پراپیگنڈا نے لوگوں کو اس پاکیزہ جماعت سے دور کر رکھا ہے ورنہ حضرت مجددؑ کی معیت سے بہت سے اندرونی و بیرونی رنگ دور ہو کر پاکستان حقیقی معنوں میں پاک بن سکتا ہے۔

تاہم جہاں تک سماجی برائیوں کا تعلق ہے، اسلامی مشاورتی کونسل کی سفارشات پر عمل کرنے سے سوسائٹی بہت حد تک جرائم سے پاک ہو سکتی ہے، اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ ان سفارشات کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے گی۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جہاں تک زنا کی سزا کا تعلق ہے، مشاورتی کونسل کی سفارشات میں اس کی سزا سنگساری تجویز کی گئی ہے حالانکہ قرآن کریم میں زنا کے لئے اس سزا کا قطعاً کوئی ذکر نہیں بلکہ کھلے طور پر برسرِ عام کوڑے لگانے کا ذکر ہے، کہا جاتا ہے کہ سنگساری کی سزا زانی یا زانیہ کے شادی شدہ ہونے کی صورت میں ہے، لیکن اس کا بھی قرآن کریم میں کہیں ذکر نہیں۔ بلکہ شادی شدہ لونڈیوں کو زنا کی نصف سزا دینے کا حکم ہے، سوال یہ ہے کہ سنگساری کی صورت میں نصف سزا کس طرح دی جائے گی ضرورت ہے کہ اسلامی مشاورتی کونسل اس موضوع پر دوبارہ غور کر کے قرآن کریم کی مقرر کردہ سزا کو نافذ کرانے کی سفارش کرے۔

تحریک گردن چھڑائی میں مزید عطیات کی وصولی

سابقہ میزان	1756.00
خان سمندر خان صاحب کراچی	2.00
ہدایت اللہ صدیقی صاحب کراچی	5.00
ڈاکٹر سید غلام مجتبیٰ صاحب کراچی	15.00
محمد حسن خان صاحب کراچی	50.00
ملک لنگر حیات خان صاحب شہانوالہ	10.00
سیٹھ عبدالمالک صاحب جہلم	10.00
میاں عبدالحکیم صاحب جہلم	5.00
محمد لطیف علوی صاحب جہلم	10.00
محمد سلیم بٹ صاحب لاہور	1.00
عبدالحمید صاحب لاہور	2.00
۱۴-۹-۷۷ تک میزان	1866.00

نوٹ:- حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، کہ اس تحریک میں جماعت کا ہر فرد اپنے حسب استطاعت ضرور حصہ لے، یہ ایک صدقہ جاریہ ہے، جس سے مصیبت زدہ افرادِ جماعت کی دستگاری ہوگی، اور جماعت کے استحکام میں بہت بڑی مدد ملے گی اور جو لوگ اس کارِ ثواب میں حصہ لیں گے وہ اللہ تعالیٰ سے اجرِ عظیم کے مستحق ہوں گے، انشاءاللہ تعالیٰ۔

احمدی طلباء توجہ کریں

جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے ایسے طلباء سے درخواستیں مطلوب ہیں جو دنیوی تعلیم جاری رکھنے کے ساتھ دینی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہونے کے خواہاں ہوں تاکہ اپنی زندگیاں اشاعت دین کی راہ میں وقف کر سکیں۔ انجمن اپنے تعلیمی اداروں میں دینی تعلیمی و تربیت دلانے کے علاوہ اخراجات رہائش اور فیس وغیرہ میں بھی مناسب و حسب حالات امداد کرے گی۔

اعلیٰ درجہ پر میٹرک اور مڈل پاس طلباء لوکل سیکرٹری یا ممبر جماعت سے تصدیق کرا کے اپنی درخواستیں یکم اکتوبر سے قبل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھجوائیں۔

ڈاکٹر اللہ بخش آنریری جنرل سیکرٹری

اخبار و افکار

انوکھا مقام نبوّت

ربوہ کے خلیفہ ثالث نے "احباب جماعت احمدیہ فجی" کے نام ایک پیغام ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ سے بھجوایا ہے جس کو ان الفاظ سے شروع کیا گیا ہے:-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک انوکھے مقام نبوت کا دعویٰ کیا ہے آپ سے پہلے اس قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوا"

غور کرنے کی بات ہے، یہ انوکھا مقام نبوت جس کی کوئی نظیر پہلے نہیں، کس طرح قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اور تو اور خود حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے ثبوت میں اللہ تعالےٰ نے یہ ارشاد فرمایا قل ما کنت بدعًا من الرسل ان لوگوں سے جو آپ کو جھٹلاتے ہیں یہ کہدیجئے کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں میری طرح کے رسول پہلے بھی گزر چکے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نے سینکڑوں جگہ اپنے آپ کو بحیثیت مجدد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے منہاج نبوت پر پرکھا جائے۔ یعنے نبیوں کی صداقت کے لئے جو کسوٹی ہے، اسی کے مطابق مجھے مقام ماموریت و مجددیت پر کھڑا کیا گیا ہے، اگر آپ کو انوکھے مقام نبوت پر کھڑا کیا گیا ہے اور آپ سے پہلے اس قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہوا تو اس انوکھی نبوت کی حقیقت معلوم! اُمید ہے احباب فجی اس انوکھے مقام نبوت پر خاص طور سے غور کریں گے۔

فنافی الرّسول کا مقام

اسی پیغام میں خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:-

"اور چونکہ آپنے فنافی اللہ اور فنا فی الرسول کا وہ مقام حاصل کیا جو اُمتِ محمدیہ میں سے کسی بزرگ نے آپ سے پہلے حاصل نہ کیا تھا، اور نہ آئندہ بھی اُمت محمدیہ کا کوئی بزرگ حاصل نہ کر سکے گا، اس لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو نبی کا نام عطا کیا گیا"

معلوم ہوتا ہے خلیفہ صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور آپ کی کتابوں سے بھی پوری واقفیت نہیں، نہ اُن کے حواریوں نے ایسے بیانات سے روکا جو نہ صرف صریح طور پر حضرت مسیح موعود کے کھلے ارشادات کے خلاف ہیں بلکہ اُمتِ محمدیہ کے ان بزرگ ترین افراد کی ہتک کرنے والے ہیں جنہوں نے فنافی اللہ اور فنا فی الرّسول کا مقام حاصل کیا، حضرت مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ نے مکالمہ، مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ، مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرّسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر اُن میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا، دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا۔"

(الوصیت ص۱۱)

معلوم نہیں خلیفہ صاحب اس کے کیا معنے کریں گے اگر قادیانی لغت میں "بعض افراد" کے معنے ایک ہی فرد کے نہیں تو انہیں سوچنا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کی روشنی میں ان کا یہ بیان کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ فنافی اللہ اور فنا فی الرسول کا مقام اُمتِ محمدیہ میں کسی نے حاصل نہیں کیا، کیا منصور کا نعرہ انا الحق، بایزید بسطامی کا لیس فی جبتی الا اللہ کا نعرہ لگانا اور ایسے ہی اُمت کے دوسرے افراد کے کلمات فنافی اللہ کے مقام کو ظاہر نہیں کرتے، رہا حضرت مسیح موعود کا نبی کا نام پانا، افسوس ہے کہ آجتک قادیانی علماء اور ان کے خلفاء نبی کا نام پانے اور منصب نبوت پر فائز ہونے میں تمیز نہیں کر سکے (کیوں نہ ہو انوکھا مقام نبوت جو ہوا) حالانکہ مندرجہ بالا ارشاد میں ہی حضرت مسیح موعودؑ نے بعض افراد امت کے متعلق صاف طور پر لکھا ہے کہ انہوں نے "باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا" اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔

مُسلمانانِ ہند کی دینی زبوں حالی

مولانا ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوہ لکھنؤ نے "اپنے ایمانی بھائیوں خصوصًا یو۔پی والوں کے نام" ایک اپیل شائع کی ہے جس میں سیکولر ہند کے تعلیمی نظام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:-

"دل پر پتھر رکھ کر لیکن آنکھوں کی پٹی کھول کر یہ بات عرض کرنی پڑتی ہے کہ اب اس بات کے سمجھنے میں مطلق کسی دور بینی یا فراستِ ایمانی کی ضرورت نہیں کہ سرکاری اسکولوں میں (جن میں جبریہ تعلیم کے قانون کے ماتحت بنیز حالات و ضروریات کے پیش نظر مسلمانوں کو اپنے بچوں کو تعلیم دلانا پڑے گا - اور کوئی آزاد متوازی نظام جو اس سے مستغنی کر سکے ایسے وسیع ملک میں ممکن العمل نہیں) جو نصاب بالخصوص ہندی اور سنسکرت کا پڑھایا جا رہا ہے۔ اس کے بعد کسی مسلمان بچے کا کم سے کم معنی میں بھی مسلمان رہنا عقلاً اسی طرح ممکن نہیں جیسے دریا میں کودنے اور غوطہ لگانے کے بعد جسم کا خشک رہنا۔ اور دامن کا تر نہ ہونا ممکن نہیں۔

اس میں ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ نصاب و نظام کے ذریعہ اس کا تو انتظام پورا کر دیا گیا ہے کہ مسلم و غیر مسلم کی اعتقادی تفریق اور شرک و توحید، پیغمبر و اوتار، عقیدۂ آخرت، عقیدۂ تناسخ وغیرہ کا باہمی فرق دس بیس سال کے عرصہ ہی میں مسلمان بچوں کے دل و دماغ میں باقی نہ رہے اور جو کچھ آئے - وہ دین حجازی اور ملتِ ابراہیمی کی تعلیم و تلقین نہ ہو - بلکہ برہمنی تہذیب و فلسفہ کے اصول و تصورات ہوں - اور ایک مسلمان بچہ صحیح معنی میں اور مذہبی حیثیت سے بھی اپنے ہندو ساتھی سے کہہ سکے کہ

من تو شدم، تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی،

یہ ہندوستان کی سیکولر حکومت کا حال ہے کہ کسی خاص دین و مذہب کے ساتھ اس کا تعلق نہیں، اور تمام مذہبی فرقے آزاد ہیں، لیکن دیکھ لیجیئے، کس طریق سے بچوں کو ہندویت کی تعلیم دی جاتی اور اسلامی تعلیمات سے نا آشنا رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے - ان حالات میں مولانا ابوالحسن علی ندوی نے مسلمانوں نے اترپردیش میں ایک دینی کونسل قائم کی ہے، جو اس تعلیمی

(باقی بر صفحہ کالم ۲)

قربانی زندگی کا حقیقی ذریعہ ہے

انفاق فی سبیل اللہ کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی

حضرت نبی کریم صلعم آپ کے عزیزوں اور صحابہ کرامؓ کی عظیم الشان قربانیاں

تحریک گردن چھڑائی میں ہر شخص حسب استطاعت حصہ لے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۹ ستمبر ۱۹۶۶ء - فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ
بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ - والکفرون ھم الظلمون - اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض - من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شآء وسع کرسیہ السموت والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم ——— (سورۃ البقرۃ ۲۔ ۲۱۸-۲۱۹)

قوم کے زندہ رہنے کا طریق
——— انفاق فی سبیل اللہ

خدا تعالےٰ نے ان آیات میں قوم کو زندہ رکھنے یا قوم کو زندہ رہنے کا طریق بتایا ہے، اور صرف وہی قوم زندہ رہ سکتی ہے جو اس قاعدے پر عمل پیرا ہو فرمایا یایھا الذین امنوا - اے مومنو، اے ہمارے ساتھ تعلق لگانے والو، اے ہماری بات اور ہمارے رسول کی بات ماننے والو - ان تعلقات کی بنا پر تمہیں قوم کو زندہ رکھنے کا اصول بتایا جاتا ہے:— انفقوا مما رزقنکم - جو کچھ ہم نے تم کو دے رکھا ہے - اس میں سے خدا کے راستہ میں خرچ کرنا سیکھو۔

جان و مال کی قربانی

خدا تعالےٰ نے انسان کو جو بڑی نعمت عطا کی ہے وہ زندگی ہے اور دوسری بڑی نعمت جو زندگی کے قیام کے لئے عطا کی وہ مال ہے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دشمن کا غلبہ نہیں توڑا جا سکتا جب تک جانیں پیش نہ کی جائیں، اور جب تک مال نہ صرف کیا جائے - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا جذبہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے راستہ میں میری جان فدا ہو اور پھر بار بار زندگی ملے اور بار بار خدا کی راہ میں شہادت نصیب ہو۔ یہ نہیں کہ میرا ارادہ ہے بلکہ یہ میرا جذبہ ہے اور فرمایا

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون روزہ رکھنا، نماز پڑھنا نیک کردار بنانے کا ذریعہ ہے - عبادت نیکی سکھانے کا بڑا ذریعہ ہے لیکن نیکی میسر نہیں آ سکتی جب تک پیاری سے پیاری چیز کو خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہ کر دیا جائے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان اور مال دونوں کی قربانی مانگی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے جان کی قربانی دی

اس ضمن میں سب سے پہلے حضور صلعم نے خود اپنے آپ کو پیش کیا - اُحد کی لڑائی میں خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے آپؐ زخمی ہوگئے - اور دکھلایا کہ میں فرشتہ نہیں ہوں - اور میرے گلے میں کوئی تعویذ نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ کہا جا سکے کہ مجھے تکلیف نہیں ہوتی - میں بشر ہوں تمہاری طرح کا انسان ہوں - اگر بشر نہ ہوتے اور آپ جہاد میں شمولیت کا حکم دیتے تو لوگ کہتے سبحان اللہ! خود تو چونکہ فرشتہ ہیں۔ ان کو تو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی اور ہمیں مروانے لگے ہیں۔

نبی کریم صلعم کے رشتہ داروں کی قربانیاں

حضور صلعم نے صرف قوم ہی کو نہیں بلکہ گھر میں بھی جان و مال کی قربانی کی تبلیغ کی - چنانچہ آپؐ کے چچا حضرت حمزہ رضؓ شہید ہوئے حضرت جعفرؓ شہید ہوئے - حضرت علی رضؓ زخمی ہو گئے - انہی نمونوں کی وجہ سے دوسرے لوگ آگے بڑھ بڑھ کر جانیں دیتے تھے - بذل جان اور بذل مال کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی - یہ اصول نہ توراۃ میں ہے نہ انجیل میں - قرآن کریم چونکہ کامل کتاب ہے اس لئے اس نے صرف نماز پڑھ لینا اور روزہ رکھ لینا نہیں سکھایا بلکہ قوم کو زندہ رکھنے کا یہ طریق بتایا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ نہ صرف عبادت کریں بلکہ جان و مال بھی خدا کی راہ میں قربان کریں۔

موت سے پہلے خدا کے دیئے میں سے خرچ کرو

فرمایا یایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم - تم تو خزانچی ہو ہم نے جو کچھ تمہیں دے رکھا ہے - اس میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیدو کتنے آدمی ہیں جو اس طرح سوچتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ خدا کے فضل سے ہے - یہ فضل اسی کا ہے ہم تو محض خزانچی ہیں، جس کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور وہ یونہی ہو سکتا ہے کہ اس کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کریں - فرمایا من قبل ان یاتی یوم اس دن سے پہلے کہ یہاں سے رخصت ہونا پڑے اگر ہم اس کے دیئے ہوئے مال میں سے کچھ خرچ نہیں کرتے تو خدا راضی نہیں ہوگا۔ ہمارے حکم کے مطابق ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرو، موت تو سب پر آتی ہے، مرد، عورت، چھوٹے بڑے شاہ و گدا، پیغمبر اور ولی سب پر موت آتی ہے۔ اور کسی کو معلوم نہیں کہ موت کا پیغام کب آجائے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ سلطنت بھی بادشاہ کو چھوڑنی پڑتی ہے۔

موت کے بعد کوئی پیسہ، دوستی یا سفارش کام نہ آسکے گی۔

رہا اگلا زمانہ لا بیع فیہ وہاں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی کہ روپیہ پیسے سے مخلصی ہو سکے ولا خلۃ - دوستی بھی کچھ کام نہ آسکے گی ولا شفاعۃ اور ہمارے دربار میں شفاعت وغیرہ بھی نہیں چلتی - ہاں ہم اپنے بزرگ بندوں کی جائز سفارشات کو مان لیتے ہیں لیکن انکے لئے جو نیک کردار ہوں صرف اعمال کام آسکتے ہیں نہ حسب نسب

چنانچہ حضرت صلعم نے اپنی پھوپھی صفیہ رضؓ اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضؓ کو مخاطب کرکے فرمایا یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ ویا ابنتی ایتونی یوم القیامۃ باعمالکم ولا بانسابکم - قیامت کے دن میرے پاس اعمال لے کر آنا وہاں حسب نسب کام نہیں آسکے گا، رسول کی پھوپھی ہونا یا رسول کی بیٹی ہونا کوئی فائدہ نہیں دے گا - لا اغنی لک من اللہ شیئاً میں اس دن تمہارے کام نہ آسکوں گا۔ ولا املک لکم من اللہ شیئاً - خدا کی جناب میں

مجھے کوئی اختیار حاصل نہیں جس کی بنا پر میں آپ کے کام آسکوں۔ اور نہ ہی میں آپ کو کسی سزا سے بچا سکتا ہوں، وہ کیسا جہان ہے کہ حضور اپنے رشتہ داروں کے بھی کام نہیں آسکیں گے۔ ہر اس شخص کو جو پیروں اور پیغمبروں پر بھروسہ کرکے بیٹھا ہے اس پر غور کرنا چاہیئے۔

عیسائیت پر زد

اس ارشاد میں عیسائیت پر زد لگائی گئی ہے کہ اس جہان میں نہ حضرت عیسٰےؑ اور نہ حضرت موسٰےؑ کوئی بھی شفیع mediator نہیں ہوگا لاشفاعۃ ․․․․ کوئی سفارش وہاں نہ چل سکے گی۔

شفاعت کا مفہوم

من ذاالذی یشفع عندہ۔ کس کی طاقت ہے کہ خدا کے حضور کوئی سفارش پیش کر سکے۔ الا باذنہ ہاں اس کی اطاعت میں کوئی کمی رہ جائے یا کوئی لغزش یا قصور ہوجائے تو اس کے لئے اللہ تعالےٰ کی اجازت سے شفاعت کا دروازہ کھلا ہے۔ فرمایا افمن کان مومنا کمن کان فاسقاً کیا وہ جو مومن ہے۔ اور خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے کیا وہ شخص اور ایک فاسق یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں قطعاً نہیں۔ خدا تعالےٰ کی نعمت کی ناقدری کرنے والے ظالم ہیں۔ اور اپنے آپ کو نقصان پہنچانے والے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہی ہر چیز پر قابض و متصرف اور صاحب قدرت ہے

فرمایا اللہ لا الٰہ الا ھو۔ یہاں خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کو پیش کیا ہے کہ یہ جو احکام ہم دے رہے ہیں۔ ہم کس حیثیت و مقدرت کے مالک ہیں فرمایا ہم اس کائنات کے بادشاہ ہیں جو شخص ہماری باتیں مانے گا ہم اس کی مدد کریں گے۔ اور جو ہمارے احکام کی پابندی نہیں کرے گا وہ خائب و خاسر رہے گا۔ یہاں اللہ تبارک و تعالےٰ کی عظمت و جبروت، طاقت و قدرت اور علم و حکمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا اللہ لا الٰہ الا ھو پرستش کے لائق خدا تعالےٰ کی ذات کے سوا اور کوئی نہیں۔ نہ عیسٰےؑ نہ بدھ۔ نہ رامچندر، نہ کرشن اور نہ کوئی اور شخص لائق پرستش ہے۔

معبود میں دو ضروری صفات

پرستش کے لائق ہونے کے لئے کم از کم دو صفات کا ہونا ضروری ہے وہ خالق ہو اور اپنی تخلیق کی ہوئی چیزوں کی ربوبیت اور پرورش کر سکتا ہو۔ اس کائنات میں سوائے خدا تعالےٰ کی ذات کے اور کوئی خالق نہیں ہے اور نہ کوئی تمام مخلوق کی روزی کے سامان مہیا کر سکتا ہے۔ اس واسطے خدا کے سوا اور کوئی پرستش کے لائق نہیں۔

․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․ ․

خدا کو موت نہیں اس لئے اسے بیٹے کی ضرورت نہیں

فرمایا قالوا اتخذ اللہ ولداً۔ لوگ کہتے ہیں خدا نے بیٹا بنایا ہے۔ سبحانہٗ اس کی ذات پاک ہے۔ بیٹا وہ شخص چاہتا ہے جس کے لئے مرنا مقدر ہو۔ مرنے والے کو یہ تمنا ہوتی ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو جو اس کی جائیداد کا وارث ہو، بیٹا ہوگا تو جب ہم بوڑھے ہوں گے وہ ہمارا ہاتھ بٹائے گا۔ خدا تعالےٰ کی ذات الحیّ ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس لئے اس کو کسی بیٹے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فرمانبردار بندوں سے ان کی فرمانبرداری کی وجہ سے محبت کرتا ہے، اسی لئے عیسٰیؑ سے بھی محبت رکھتا ہے، بیٹا ہونے کی وجہ سے اس سے محبت نہیں کرتا۔

تمام انبیاء اور رشی اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں۔

عیسٰی، بدھ۔ رامچندر، کرشن۔ خدا تعالےٰ کے نیک بندے تھے۔ ان کی فرمانبرداری کی وجہ سے ان کے ہاتھوں کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ عباد مکرمون۔ وہ اس لئے عزت کے قابل ہیں کہ وہ عباد ہیں یعنی خدا کے احکام کی پوری پوری فرمانبرداری کرتے ہیں اور خدا تعالےٰ کی بات کے آگے اپنی طرف سے بڑھ چڑھ کر کچھ نہیں بیان کرتے۔ خدا کے احکام پر اپنی بات کو ترجیح نہیں دیتے اور خدا تعالےٰ کے احکام کی پوری پوری پابندی کرتے ہیں یہ اُن کی شان ہے کہ وہ عباد الٰہی ہیں اور وہ مکرمون ہیں قابلِ عزت ہیں کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کے پورے پورے فرمانبردار بندے ہیں۔ ان لوگوں کو خدا نہیں سمجھنا چاہیئے۔

ایک لطیفہ

ایک لطیفہ میں کبھی کبھی بیان کرتا ہوں۔ آج بھی وہ موقعہ کے مطابق سناتا ہوں۔

ایک نوجوان ووکنگ میں میرے پاس آیا کرتے تھے اُن کا نام نواب سرور علی تھا۔ جب وہ جوان ہو گئے تو نواب بھوپال کی شہزادی سے انکی شادی ہو گئی میں ان کے محل میں رہا ہوں۔ اس نوجوان کے والد جب فوت ہو گئے تھے تو اس وقت اُن کی عمر بہت چھوٹی تھی، ان کی تربیت کے لئے ایک میم رکھ لی گئی۔ جب یہ لڑکا میم صاحب سے کچھ مانوس ہو گیا۔ تو اس نے کہا سرور! عیسٰےؑ خدا کا بیٹا ہے اس نے کہا کہ پھر اس کا باپ کب مرے گا؟ ـــ میم صاحبہ نے جواب دیا کہ اس کا باپ کبھی نہیں مرے گا۔ اس پر سرور علی نے کہا تو پھر عیسٰےؑ کو گدی کبھی نصیب نہیں ہوگی۔ اسی بات کو یہاں فرمایا ہے الحیّ۔ خدا زندہ ہے۔ اس پر موت کبھی نہیں آئے گی اس لئے اس کو بیٹے کی ضرورت نہیں جو اس کا وارث ہو۔ وہ قادر مطلق ہے اس کو ضرورت نہیں کہ کوئی اس کا ہاتھ بٹانے والا ہو

زندگی کا سرچشمہ اور مخلوق کی زندگی کا سامان۔

وہ زندگی کا سرچشمہ ہے۔ طرح طرح کے پھل پھول، غلہ جات، جڑی بوٹیاں وغیرہ سے جنگل کے جنگل بھرے پڑے ہیں اور پہاڑوں کے پہاڑ مستور ہیں۔ وہاں سینکڑوں قسم کے جانور ہیں اور میدانوں میں بھی گھوڑے اونٹ، زیبرے اور حتیٰ کہ انسان آباد ہے۔ کائنات کا یہ بسیرا زندگی سے معمور ہے۔ زندگی پیدا کرنے کے لئے اس نے اس کائنات میں کتنی ہی کیمیائی مشینیں لگا رکھی ہیں اس مٹی میں سے کیسے کیسے پھول، کیسے کیسے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں خوشبو ہے، رنگ ہے، ذائقہ ہے، تاثیر ہے۔ ہمارے دماغ کو معطر کرنے والی خوشبوئیں ہیں، ہمارے ذوق کی پرورش کے لئے خوبصورت رنگ پیدا کر رکھے ہیں۔ ذائقے طرح طرح کے ہیں جن سے ہم لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ان کی تاثیرات ہیں جو ہمارے لئے مفید ہیں۔ اس زمین کے اندر کیلشیم ہے، سوڈیم اور فاسفورس ہے ساٹر ہے جو سبزیوں اور غلوں کی صورت میں ہمارے جسم کے اندر جاتا ہے انسان کو طاقت حاصل کرنے کے لئے لوہے کی ضرورت ہے۔ لوہے کو ہم چبا نہیں سکتے۔ پالک کو خدا تعالےٰ نے حکم دے دیا ہے کہ اس زمین سے لوہا کھینچو تاکہ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ گاجر کو حکم دے دیا کہ تم انسان کے لئے خون پیدا کرو۔ سیب کو حکم دے دیا ہے کہ فاسفورس پیدا کرو۔ سورج کو مامور کر دیا ہے کہ رنگ پیدا کرے۔ تو یہ ساری کائنات زمین کے اندر کیمیائی اثرات پیدا کر رہی ہے۔ پھر تیرہ چودہ ہزار فٹ کی بلندی پر ہرن کے پیٹ میں نافہ پلتا ہے جو انسانی دل و دماغ کے لئے بڑا مقوی ہے۔ ریشم کا کیڑا انسان کے لئے ریشم بنا رہا ہے۔ ہرن اور ریشم کا کیڑا دونو پتے کھاتے ہیں ایک کی مشین پتے کو نافہ میں تبدیل کر دیتی ہے اور دوسرے کی پتے کو ریشم میں۔ دنیا کے سارے سائنسدان مل کر ہرن کا نافہ اور ریشم کے کیڑے ایسا ریشم تیار نہیں کر سکتے۔ انہیں اس کی کیمیائی ترکیب کا علم نہیں۔ ہم گائے اور بھینس کے آگے چارہ ڈالتے ہیں اور ان کے اندر ایسی مشین لگی ہوئی ہے، جو کہ اس کو دودھ بنا کر ہمیں دیتی ہے۔

کوئی سائنسدان دودھ، مکھن اور انڈا وغیرہ نہیں بنا سکتا

کسی سائنسدان سے کہو کہ وہ اس چارے سے اس قسم کا سفید substance بنا دے، وہ ہرگز نہیں بنا سکے گا۔ بھینس کو بنولہ کھلایا جائے۔ تو اس کے دودھ سے نفیس مکھن تیار ہوتا ہے کسی مشین کے ذریعہ اس بنولے سے بھینس جیسا مکھن تیار نہیں ہو سکتا۔ مرغی دانہ دنکا کھاتی ہے۔ پتھر اور شیشے کے ٹکڑے

نکل جاتی ہے اور اس کے پیٹ سے کیمیائی عمل سے انڈا بن کر نکل آتا ہے، یہ کس کی طاقت اور قدرت کا نتیجہ ہے۔ قابل سے قابل انسان مرغی کا انڈا نہیں تیار کر سکتا۔

صرف خدا ہی زندگی کا سرچشمہ اور اس کے قیام کا باعث ہے

فرمایا وہ الحی ہے زندگی کا سرچشمہ ہے اس نے تم کو زندگی عطا فرمائی ہے۔ اور وہی اس زندگی کے قیام کے لئے اسباب پیدا کرتا ہے وہ القیوم ہے وہ خود قائم بالذات ہے اور اس زندگی کے قیام کے لئے سامان مہیا کرتا ہے اس زندگی کے لئے جو جو ضروریات ہیں ان کا وہ علم رکھتا ہے۔ بکری کچھ اور کھاتی ہے، ہاتھی کچھ اور کھاتا ہے۔ ان سب کے لئے علیحدہ علیحدہ سامان رزق بنایا ہے۔ ہوا کے پرندے دانہ وغیرہ کھاتے ہیں اور کچھ شکاری پرندے بھی ہیں۔ سمندر کے جانور اور قسم کا شکار کرتے ہیں۔ ان سب کے لئے گوشت کی خوراک مہیا کی ہے۔ تو الحی اور القیوم ہونے کے لئے کس قدر علم اور حکمت اور طاقت و قدرت کی ضرورت ہے۔ ہم تو کھجور کا ایک دانہ بھی نہیں بنا سکتے۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اپنی حکمت، قدرت اور علم کے مطابق پیدا کیا ہے۔ اس کی مخلوق بہت ہے۔ اور اس کی پرورش کے سامان قسم قسم کے مہیا ہیں۔ ان من شئ الا عندنا خزائنه اس کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ سارا جہان گنا پیلتا ہے جس سے منوں چینی پیدا ہوتی ہے۔ غرض درندے پرندے اور انسان کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ مخلوق کے لئے القیوم ہے۔

خدا تعالیٰ غفلت، اونگھ یا نیند سے پاک ہے۔

اور اس کی یہ شان ہے لا تاخذہ سنۃ۔ خدا غفلت سے پاک ہے۔ اس پر اونگھ غالب نہیں آتی۔ ولا نوم۔ نہ نیند آتی ہے اونگھ سے بڑھ کر نیند بھی مغلوب کرنے والی چیز ہے۔ جب کسی ڈرائیور کو اونگھ آتی ہے تو کار اور اس کی سواریاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کو اگر اونگھ آجاتی تو یہ کارخانہ کائنات تباہ ہو جاتا مگر یہ کارخانہ تباہ ہونے کی بجائے ہزار برکت کا باعث ہے۔ خدا تعالیٰ پر نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ لہ ما فی السموات وما فی الارض۔ یہ کائنات ..... اور یہ کارگہ عالم خدا کا ہے۔ وسع کرسیہ السموات والارض اس کی حکومت زمین و آسمان پر حاوی ہے۔ ولا یؤدہ حفظھما۔ اس ساری کائنات کی حفاظت سے وہ تھکتا بھی نہیں، وھو العلی العظیم وہ بڑا بلند اور عظمت والا ہے۔

عیسیٰؑ اور کرشن میں یہ صفات نہیں۔

ان صفات کو عیسیٰ اور کرشن پر لگاؤ۔ ان میں سے ایک بھی ان میں نہیں پائی جاتی۔ وہ سوتے بھی تھے تھکتے بھی تھے۔ انہیں سوانح بھی لاحق تھیں پھر وہ کیونکر معبود قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

کفارہ اور شفاعت

من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ وہ کون ہے جو خدا کے حضور سفارش کرے۔ یہ استفہام انکاری ہے Mediation کا ذکر آپ نے سنا ہوگا۔ یہاں تو یہ ذکر عام نہیں ہے۔ عیسائیت میں شفاعت کو کفارہ کا نام دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ ضرورت مندوں کی ضرورت سنتا ہے۔ خدا کے ہاں سکھّا شاہی نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ انسان کی ساری کرتوتوں کو وہ جانتا ہے۔ اگر کسی نیک کردار انسان سے کوئی بھول چوک ہو جائے تو اس کی شفاعت ہو سکتی ہے، بد کرداری کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

پاکیزگی کا ذریعہ

یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم جو کچھ وہ کر چکا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ وہ کر گذرے گا۔ اور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس سے بھی آگاہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی اس صفت پر ایمان لانے سے انسان اپنے اندر پاکیزگی پیدا کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے کہ خدا کو خوش کرلے۔ مسلمانوں کے دلوں کو پاک کرنے کے لئے فرمایا..... تم خدا تعالیٰ سے کچھ نہیں چھپا سکتے چاہیئے کہ تم خدا کو خوش کرنے کے لئے طہارت تزکیہ حاصل کرو۔

کائنات کا پورا علم صرف خدا ہی کو ہے

ولا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء۔ یہ کائنات بڑی وسیع ہے۔ اس کا پورا پورا علم اس کے خالق کو ہی ہو سکتا ہے یہ علم نہ عیسےٰ کو تھا، نہ رامچندر کو نہ کرشن کو اور نہ کسی اور کو۔

موجودہ پیر اور حضرت نبی کریم صلعم

وہ لوگ جو پیری کی گدی پر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کہ مقدمہ تمہارے حق میں ہوگا۔ تمہیں خدا بیٹا دے گا۔ تمہاری تنخواہ بڑھ جائے گی۔ ان سے پوچھنا چاہیئے کہ کیا ان پیروں نے ٹیلیفون یا وائرلیس لگا رکھا ہے ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا اقول عندی خزائن اللہ۔ میرے پاس کوئی خزانے نہیں ہیں۔ اس لالچ سے میرے پاس کوئی نہ آوے میں یہ لالچ دے کر کسی کو مرید نہیں بنانا چاہتا میں تمہارے مویشیوں میں اضافہ کر سکتا ہوں، اور نہ اولاد دے سکتا ہوں اور نہ روپے۔ ولا اقول انی ملک۔ میں فرشتہ بھی نہیں ہوں۔ ولا اعلم الغیب۔ میں غیب کا علم بھی نہیں رکھتا میں آئندہ کی خبروں پر بھی مطلع نہیں ہوں، بلکہ فرمایا وسع کرسیہ السموات والارض۔ کائنات پر اس کے علم و عرفان کی سلطنت قائم ہے۔

خدا کے لئے جان و مال کی قربانی نعماء اور برکات کا موجب ہے

اس شان اور عظمت کے ہوتے ہوئے اگر خدا نے کہا کہ ہمارے رستہ میں جان و مال دو تو تمہیں پس و پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر تم جان و مال خدا کی راہ میں قربان کرو گے تو خدا تمہیں دنیا کی ہر نعمت سے نوازے گا۔ اور ہر طرح کی برکات تمہارے اوپر نازل فرمائے گا۔

عیسیٰؑ، رامچندر اور کرشن وغیرہ الٰہی صفات سے معرا ہیں

ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم۔ اللہ تعالیٰ کے اوپر کوئی چیز بوجھ نہیں ہے۔ عیسیٰؑ، رامچندر اور کرشن سو جاتے تھے۔ عیسےٰ نے تو روٹی روٹی کے لئے دہائی دی۔ اتوار کو پادری گرجوں میں روٹی مانگتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کمزوریاں انسانوں میں ہوتی ہیں، خدا میں ایسی کوئی کمزوری نہیں اسے نہ روٹی کی حاجت ہے اور نہ وہ مخلوق کی حفاظت سے تھکتا اور سوتا ہے۔

قربانی کے بغیر زندہ رہنے کا حق نہیں

یہ تفصیلات سامنے رکھو اور سوچو کہ کیا خدائے واحد کے سوائے اور کوئی ذات عبادت کے لائق ہے۔ اس کی ذات بہت بلند ہے۔ وہ تمہارے خیالات سے بلند ترین ہستی ہے۔ اس بادشاہ کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ جو قوم خدا تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق جان و مال کی قربانی پیش نہیں کرتی۔ اس قوم کو حق نہیں .... کہ وہ زندہ رہ سکے۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دعا

بعض دوست، خواتین اور بچے بیمار ہیں، اور بعض مشکلات سے دو چار ہیں۔ ان سب کے لئے جناب الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے حالات کو درست کرے۔

تحریک گردن چھڑائی میں ہر شخص حصہ لے

احباب جماعت کو گردن چھڑائی تحریک میں کچھ نہ کچھ دینا چاہیئے۔ اس سے محتاجوں کی احتیاج پوری ہوتی ہے ہمدردی کرنے والوں سے خدا اور رسول خوش ہوتے ہیں۔ آپ اس تحریک میں ضرور حصہ لیں۔ کوئی دس دے۔ کوئی سو دے اور کوئی ایک دے۔ حسب توفیق سب دیں کوئی ایسا نہ رہے جو اس تحریک میں حصہ نہ لے۔ اس سے آپ لوگوں

امریکہ کے ربوائی مشن میں تفرقہ

کتاب "فتح حق" کا اثر ربوہ جماعت کے نومسلمین پر

ذیل کا خط ایک امریکی نومسلم کی طرف سے میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کے نام موصول ہوا ہے :-

ڈیر ممتاز احمد فاروقی صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی کتاب "فتح حق" کے آنے سے روحانی نشانات کا وہ سلسلہ انتہا کو پہنچ گیا جو جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ وابستگی کو صحیح اور حق بجانب ثابت کرتا ہے ، الحمد للہ -

کچھ سالوں سے امریکہ میں قادیانی مشن سخت بے اطمینانی اور ناگوار صورت حالات سے دوچار ہے یہ بے اطمینانی بالخصوص اس کے نوجوان ممبروں میں پیدا ہوئی ہے جو ربوائی نمائندوں کے ساتھ جن کا یہاں کے مشنوں پر کامل کنٹرول ہے غلامانہ تعلقات رکھنے پر معترض ہیں ، اس بارہ میں امریکی نومسلمین کی طرف سے اظہار ناراضگی کے لئے کئی میٹنگیں ہو چکی ہیں اور کئی ایک خطوط ربوہ بھیجے جا چکے ہیں وہاں سے ایک وکیل کی طرف سے رسمی خط کی صورت میں گھڑا ہوا جواب آ گیا اور ممبر یہ سمجھ گئے کہ خلیفہ بذات خود کمزور ہونے کی وجہ سے غیر محتاط وکیلوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے اور اس تحریک پر اصل کنٹرول ان وکیلوں ہی کا ہے - بہت سے امریکی نومسلم ربوائی مشنریوں کی بے راہ روی کی عجیب وغریب یاد داشتیں اپنے سینوں کی گہرائیوں میں لئے ہوئے بیٹھے ہیں ، اور وہ جو دلیلوں سے کام لیتے ہیں ان کے نزدیک تمام ایسی غلطیاں اور بے ربط باتیں انسانی کمزوری کا نتیجہ ہیں -

آپ کی کتاب "فتح حق" مسیح موعود کے ان غریب گمراہ فدائیوں کے لئے ایک حقیقی متبادل خیال پیدا کرنے میں بہت بڑی امداد کا موجب ہوئی ہے - انہوں نے اس تحریک کو اسی رنگ میں قبول کیا جو اُن کی سمجھ میں آیا ، لاہوری فریق کو ہمیشہ یہاں معقولی اختلاف (روحانیت تنقیص آمیز معنوں میں) منافق کے طور پر پیش کیا گیا جو "نام نہاد" مسلمانوں (یعنے تمام مسلمانوں) کو خوش کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار کرتے ہوئے ڈرتے ہیں - ربوائیوں کا دعوےٰ ہے کہ ہمارے ساتھ نبوت ماننے والے لوگ بہت زیادہ ہیں اور لاہوری فریق ایک لٹریری سوسائٹی ہے انہوں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ایک ناپاک مہم جاری کر رکھی ہے ، میں نے بہت سی غلط بیانیوں کی جو حضرت مولانا کے خلاف تراشی گئیں تردید کی ، کیونکہ وہ باتیں ایک پولیٹیکل لیڈر کی زندگی سے لے کر انکی طرف منسوب کر دی گئیں ، مثلاً خودکشی کی مبینہ کوشش ، اگر آپ مہربانی فرماکر مجھے حضرت مولانا کی سوانح حیات بھیجدیں ، جس کا ذکر آپ نے اپنی کتاب "فتح حق" میں کیا ہے تو میں ان تمام بری باتوں کو جو آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں صاف کر دونگا انشاء اللہ تعالےٰ - مجھے ابھی تک مولانا کی تصنیف کردہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ بانی تحریک احمدیت کی سوانح حیات بھی نہیں ملی -

الغرض قادیانی ہمارے خلاف کوئی معقول اعتراض نہیں رکھتے - ہم انکے بہترین نوجوانوں کو اپنے خیالات سے متاثر کر چکے ہیں ان میں سے ایک میرے پاس آیا اور کہا کہ "فتح حق" ایک کھلی دستاویز ہے اور اس سے مجھے اصل حقیقت کو سمجھنے میں مدد ملی ہے اور شکوک وشبہات زائل ہو گئے ہیں یہاں تک کہ میں روحانیت میں ترقی کرنے لگا ہوں ، اس مصیبت زدہ دنیا میں اسلام کی طرف ایک زبردست کشش اس بات کی ہے کہ اس کے اندر یقین اور توازن اور اعتدال پایا جاتا ہے ، اسلام ایک کامل ومکمل مذہب ہے "اس میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں" قادیانیوں نے ۴۴

۴۴ اس قدر شکوک وشبہات پیدا کئے ہیں کہ بہت سے مسلمان اس تحریک سے کنارہ کش ہو چکے ہیں ، آپ کی کتاب اس دھندلاہٹ کو دُور کرنے اور تمام شکوک وشبہات کو رفع کرنے کا موجب ہے اور اس سے ہمیں مدد ملتی ہے کہ تحریک احمدیت کو الٰہی تحریک کے طور پر پیش کریں جو اسلام کا ایک لازمی جزو ہے -

ضمناً یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا محمود احمد نے ۱۹۵۶ء میں اپنی خلافت کی جو مثال دجال (یعنے پوپ) سے دی ہے وہ ہمارے لئے لرزہ خیز اور پُرمعنی مثال ہے - اب "موعود بیٹے" کے بعد "موعود پوتے" کا جانشین ہونا اور مسلم کیلنڈر کو بدل کر اس کی جگہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت کی تاریخ سے کیلنڈر شروع کرنا ایسی قادیانی ایجادات ہیں جن سے دیکھنے والوں کو صاف اور واضح حقیقت نظر آ جاتی ہے -

آپ کے خطوط اور اس امداد کا جو آپ نے ماضی میں کی دلی شکریہ ، اسلام کے لئے آپ کی عظیم خدمات اور مسیح موعود سے دلی تعلق کی وجہ سے آپ کے لئے دلی دعائیں -

میں ہوں آپ کا بھائی ...ا...........

مساجد فنڈ کو ترقی دیجئے

حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے :-

" اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے یہ خانۂ خدا ہوتا ہے جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی اور اگر کوئی گاؤں ایسا ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے - پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لا دے گا " .

حضرت کے اس ارشاد کے تحت انجمن نے اپنے بجٹ میں مساجد فنڈ کے نام سے ایک مد قائم کر رکھی ہے ، جس میں مختلف مقامات پر مساجد تعمیر کرنے کے لئے سرمایہ جمع ہوتا ہے ، اس وقت اس فنڈ میں بہت تھوڑی رقم بقایا ہے ، دوسری طرف جنوبی افریقہ کے احمدی احباب کی طرف سے وہاں مسجد تعمیر کرنے کے لئے روپیہ کی مانگ آئی ہے ، وہاں کی سٹی کونسل نے مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ فراہم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور دریافت کیا ہے کہ جگہ الاٹ ہونے کے بعد کتنی جلدی مسجد تعمیر کی جا سکے گی کیونکہ غیر معینہ مدت کے لئے اس جگہ کو خالی نہیں رکھا جا سکتا بالخصوص اس مقام پر عبادت گاہیں بنانے کے لئے اور بھی بہت زیادہ درخواستیں آ چکی ہیں -

ان حالات میں مساجد فنڈ کو ترقی دینے کے لئے احباب کی خصوصی توجہ درکار ہے اور ضروری ہے کہ اس فنڈ میں جس قدر جلد ممکن ہو زیادہ سے زیادہ رقوم ارسال کی جائیں ، تاکہ خانۂ خدا کی تعمیر میں رکاوٹ پیدا نہ ہو حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مسجد تعمیر کرے گا اللہ تعالےٰ جنت میں اس کا گھر بنائے گا - :

ضروری اعلان

ذیل کی جماعتوں کے صدر وسیکرٹری صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ ہائے کے لئے سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی تاریخوں سے مطلع فرماویں - گذشتہ موسم بہار میں اکثر جماعتوں نے جلسے منعقد کرائے تھے مگر ذیل کی جماعتوں کی طرف سے بوجوہ ابھی تک جلسہ منعقد نہیں ہوئے

(۱) ملتان اور ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور - (۲) چک ۲/۱۱ اوکاڑہ - (۳) سیالکوٹ اور وزیرآباد (۴) جہلم و گجرات (۵) راولپنڈی اور واہ -

ڈاکٹر اللہ بخش - آنریری جنرل سیکرٹری

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی

کتاب "شانِ مسیح موعود" پر تبصرہ

خلاصہ گذشتہ قسط

قاضی صاحب نے اپنی کتاب میں حضرت مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے حضور کے رسالہ "الوصیت" کے ایک حوالہ کی پناہ لی ہے میں نے گذشتہ قسط میں انہی کے پیش کردہ حوالہ کے سیاق و سباق سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضور اپنی اس تحریر میں بھی اسی اصول پر کاربند ہیں جس پر حضور شروع سے پابند چلے آ رہے تھے کہ نبی کے لئے کسی نہ کسی سچائی کا لانا ضروری ہے نہیں تو دوسرے لفظوں میں شریعت۔ کتاب ہدایت وغیرہ ناموں سے بھی نامزد کر سکتے ہیں اور اب چونکہ قرآن شریف کے آنے سے تمام سچائیاں اپنی تکمیل کو پہنچ گئی ہیں اس لئے اب نبی کے آنے کی بھی ضرورت نہیں رہی اسی طرح میں نے یہ بھی ثابت کر دیا تھا کہ نبیوں کا اتفاق مجرد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پانے والے شخص کو نبی کہنے پر نہیں بلکہ ہر نبی کے اس کامل متبع اور اس کامل امتی پر۔ لفظ نبی کے اطلاق پانے پر ہے جو اپنے متبوع نبی کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے امتی پر لفظ نبی کا اطلاق محض ظلی مجازی اور لغوی معنی میں ہی ہو سکتا ہے جس کا اظہار اور جس کی وضاحت حضور نے سینکڑوں مرتبہ فرمائی ہوئی ہے یہ قاضی صاحب کے پیش کردہ حوالہ سے قبل کا حصہ ہے بعد کا حصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے جس کی وضاحت انشاء اللہ تعالےٰ بعد میں کی جائے گی۔

وعدہ کے مطابق دیگر تحریریں پیش کی جاتی ہیں

گذشتہ قسط میں حضور کی وہ تحریریں پیش کرنے کا وعدہ بھی کیا گیا تھا جن سے بالصراحت ثابت ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء علیہم السلام بھی اپنے کامل امتیوں کو بالکل ایسے ہی نبی بناتے رہے ہیں جیسے امتی نبی حضور حضرت نبی کریم صلعم کی اتباع سے بنتے ہیں درجہ کا فرق ضرور ہے لیکن جنس ایک ہی ہے اور اس امر کی بھی حضور نے بارہا تصریح فرمائی ہے کہ امتی نبی درحقیقت زمرۂ اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے زمرہ انبیاء کا فرد ہرگز نہیں ہوتا پس نبیوں کے اتفاق والا حوالہ جماعت لاہور کے نظریہ کی ہی تائید کرتا ہے قاضی صاحب اور ان کے ہم خیال دوست اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے ذیل میں حضور کی چند تحریریں پیش کی جاتی ہیں جن سے احباب کرام پر واضح ہو جائے گا کہ گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے امتی بھی اس کی کامل اتباع کے نتیجہ میں امتی نبی بنتے رہے ہیں چنانچہ ۲ کی مثال بھی میں پیش کر چکا ہوں جس کی تردید آج تک علمائے ربوہ کی طرف سے نہیں کی گئی۔ فرماتے ہیں :-

"وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے۔ اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور خدائے حی و قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی نا امیدی ہے۔ اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں۔ شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے اور انسان کی خدا شناسی کو صرف قصوں تک محدود نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک معرفت کی روشنی اس کو عطا کرتا ہے۔ سو سچے دین کا متبع اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو۔ خدا تعالےٰ کے کلام کو سن سکتا ہے سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی لازمی نشانی ہے ...... اگر نبی کے صرف یہ معنے کئے جائیں کہ اللہ جلشانہ، اس سے مکالمہ مخاطبہ رکھتا ہے ...... اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر کرتا ہے۔ تو اگر ایک امتی ایسا نبی ہو جائے تو اس میں حرج کیا ہے۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک امتی شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور خدا تعالےٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸-۱۳۹)

مندرجہ بالا عبارت میں ایسے تمام اشخاص کو جو امتی ہونے کی حیثیت سے کامل اتباع کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کے مکالمات و مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں اولیاء کی جماعت کے افراد ہی قرار دیا ہے جیسا کہ آخری سطر سے واضح ہے نیز حضور اس نبی کو نبی ہی نہیں قرار دیتے اور نہ اس کے دین کو رحمانی دین ٹھہراتے ہیں بلکہ اسے شیطانی دین قرار دیتے ہیں جو اپنے امتی کو اس مقام تک پہنچانے سے قاصر رہتا ہے قرب الٰہی کے جس مقام پر پہنچکر وہ امتی مکالماتِ الٰہیہ کی نعمت کو حاصل کرنے کے قابل بن جاتا ہے قاضی صاحب! دونوں جماعتوں میں اختلاف اسی امر میں تو ہے کہ کسی نبی کی اتباع کے نتیجہ میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرنے والا شخص زمرہ انبیاء کا فرد ہوتا ہے یا زمرۂ اولیاء کا سو حضور کی مندرجہ بالا تحریر میں جو ۱۹۰۵ء کی تحریر ہے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور ایسے شخص کو زمرہ اولیاء کا ہی فرد قرار دیتے ہیں اور یہ بات بھی حضور کی مندرجہ بالا تحریر سے واضح ہو جاتی ہے کہ حضور کے نزدیک ہر نبی کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے امتی کو ایسا نبی بنائے اگر اس کی قوتِ قدسیہ کمزور ہے اور اس کے لائے ہوئے دین کی تعلیم اپنے اندر یہ طاقت نہیں رکھتی کہ وہ اپنے ایسے امتی کو جو اس کی اطاعت اور محبت میں فنا ہو جاتا ہے ایسا ہی نبی بنا سکے جس قسم کے نبی حضور بنتے ہیں تو نہ وہ دین اس قابل ہے کہ اس کو دین کہا جائے اور نہ ہی وہ نبی ایسا نبی ہے کہ اس کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔

اسی طرح حضور اپنی کتاب "چشمۂ مسیحی" کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں :-

"نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کر دے اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کرکے دکھلا

دے - اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں - اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خداشناسی کا دودھ پلاتے ہیں - پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی مگر خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر رکھا ہے جو دوسروں کو روشن کرتا ہے .... گذشتہ مذہبوں میں عورتوں کو بھی الہام ہوا - جیسا کہ موسےٰ کی ماں اور مریمؑ کو - مگر تم مرد ہو کر ان عورتوں کے برابر بھی نہیں -"

کتاب چشمۂ مسیحی بھی ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتاب ہے حضور کی مندرجہ بالا تحریر بھی بالوضاحت ثابت کر رہی ہے کہ انبیاء کے آنے کی غرض ہی یہی ہوتی ہے کہ اپنے متبعین کو کمالاتِ نبوت سے متمتع کر دیں جس کے نتیجہ میں وہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو جائیں یہ تحریریں تو ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب کی ہیں ایک تحریر ۱۹۰۱ء سے قبل کی ایک کتاب سے بھی ذیل میں پیش کی جاتی ہے تا دوستوں کے علم میں یہ بات آ جائے کہ ۱۹۰۱ء سے قبل اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب میں ایک ہی مضمون بیان ہوا ہے چنانچہ حضور اپنی کتاب ایام الصلح صفحہ ۱۶۳-۱۶۴ میں فرماتے ہیں :-

قولہ - نبی کا مثیل نبی ہوتا ہے -

اقول - تمام اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہو جاتا ہے - یہی معنے اس حدیث کے ہیں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - یعنی میری اُمت کے علماء مثیلِ انبیاء ہیں - دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کو مثیلِ انبیاء قرار دیا اور ایک حدیث میں ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ ہمیشہ میری اُمت میں سے چالیس آدمی ابراہیمؑ کے قلب پر ہوں گے - اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مثیل ابراہیم قرار دیا ہے - اور اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی ہدایت سے غرض تشبہ بالانبیاء ہے - جو اصل حقیقت اتباع ہے - اور صوفیوں کا مذہب ہے کہ جب تک انسان ایمان اور اعمال اور اخلاق میں انبیاء علیہم السلام سے ایسی مشابہت پیدا نہ کرے کہ خود وہی ہو جائے - تب تک اس کا ایمان کامل نہیں ہوتا - اور نہ مرد صالح ہو سکتا ہے - پس نہایت ظلم اور خیانت ہے - کہ قبل اس کے کہ دین کی کتابوں کو دیکھا جائے - دنیا داروں کے مقدمہ بازی کی طرح ایک خود تراشیدہ بات پیش کی جائے خدا نے انبیاء علیہم السلام کو اسی لئے دنیا میں بھیجا ہے کہ تا دنیا میں ان کے مثیل قائم کرے اگر یہ بات نہیں تو پھر نبوت لغو ٹھہرتی ہے - نبی اس لئے نہیں آتے کہ اُن کی پرستش کی جائے - بلکہ اس لئے آتے ہیں کہ لوگ اُن کے نمونہ پر چلیں اور اُن سے تشبہ حاصل کریں - اور ان میں فنا ہو کر گویا وہی بن جائیں - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پس خدا جس سے محبت کریگا - کونسی نعمت ہے جو اس سے اُٹھا رکھے گا - اور اتباع سے مراد بھی مرتبہ فنا ہے - جو مثیل کے درجہ تک پہنچاتا ہے اور یہ مسئلہ سب کا مانا ہوا ہے اور اس سے کوئی انکار نہیں کرے گا مگر وہی جو جاہل سفیہہ یا ملحد بے دین ہوگا -"

حضور کی اس تحریر سے بھی واضح ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اسی غرض کے لئے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں کہ اپنے مثیل پیدا کریں - جب ان کے متبعین ان کی اتباع میں مرتبہ فنا تک پہنچ جائیں گے تو وہ مکالمہ مخاطبہ کی جس نعمت سے نوازے جائیں گے کیا اس میں کوئی کثافت باقی رہ جائے گی اور کیا ان کا مکالمہ مخاطبہ اپنے متبوع انبیاء کے مکالمہ کی طرح کاملہ تامہ نہیں ہوگا یا ان کے کمال میں بلحاظ کمیت و کیفیت کوئی کسر باقی رہ جائے گی - ایسی حالت میں وہ اپنے نبی متبوع کے کیا کامل بروز ہونے کی وجہ سے اپنے نبی متبوع کے قائم مقام نہیں ہوں گے اور کیا ان کے وجود میں ان کے نبی متبوع کی نبوت جلوہ گر نہیں ہوگی اور بدیں وجہ کیا اُن پر لفظ نبی کا اطلاق ظلی اور مجازی اور لغوی معنوں میں جائز نہیں ہوگا اب جبکہ یہ ظاہر ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے کامل اُمتیوں کو جو ان کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاتے تھے ایک رنگ اور ایک پہلو سے نبی کے لفظ کے اطلاق کا مستحق پاتے رہے ہیں تو ان کا اس بات پر اتفاق کرنا کہ نبی کا کامل اُمتی کامل مکالمہ الٰہیہ پا سکتا ہے اور بدیں وجہ وہ ظلی مجازی لغوی نبی کہلا سکتا ہے بالکل سمجھ میں آتا ہے ورنہ یہ تو کسی نبی نے بھی نہیں مانا کہ ایسا امتی زمرۂ انبیاء کا فرد بن جاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے بھی یہی فرمایا لقد کان فیمن قبلکم من الامم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء اور دوسری حدیث میں ایسے امتیوں کو محدَّث کہا ہے یعنی پہلے انبیاء کی امتوں میں بھی ایسے کامل انسان ہوتے رہے ہیں جو گو وہ نبی نہیں ہوتے تھے لیکن وہ نبیوں کی مانند مصفیٰ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت سے نوازے جاتے رہے ہیں، یاد رہے کہ مکالمہ الٰہیہ سے مراد مصفیٰ اور کامل مکالمہ الٰہیہ ہی ہو سکتا ہے ورنہ غیر مصفیٰ اور ناقص مکالمہ الٰہیہ تو مکالمہ الٰہیہ کہلانے کا مستحق ہی نہیں اسی طرح اس کا غیب پر مشتمل ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر تو اس مکالمہ کے متعلق یہ یقین کرنا کہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ..... ہو رہا ہے ناممکن ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ نبیوں کا اتفاق اس معنی پر ہے جس معنی کے لحاظ سے ایک امتی نبی کہلا سکتا ہے ورنہ حقیقی نبی اور امتی کے درمیان تو نسبت تباین کی ہے یعنی امتی نبی نہیں ہو سکتا اور نبی امتی نہیں ہو سکتا - (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ ۲)

تنظام کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہے اور اس سلسلہ میں فوری طور پر حکومت کے خلاف رٹ داخل کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے تا کہ اس کو اس نصاب کی اصلاح پر مجبور کیا جا سکے -

ہمیں ان حالات میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ اتر پردیش کی دینی تعلیمی کونسل کو اس کی ان دینی کوششوں میں کامیابی عطا فرمائے -

ایبٹ آباد میں ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کا قیام

مکرمی، محترمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آج مورخہ ۱۹ کو احمدیہ مسجد ایبٹ آباد ضلع ہزارہ میں بعد از نماز جمعہ نوجوان احمدی احباب کو منظم کرنے کے سلسلہ میں ایک تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا نام "ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن" تجویز کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کی سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری یعنی سرپرستی جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت نے خود اپنے ذمہ قبول فرمائی ہے۔

اور راقم الحروف کو سیکرٹری منتخب کیا گیا ہے۔

اس ایسوسی ایشن کے قیام کی اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں:۔

(۱)۔ کسی بھی مقصد کی خاطر چاہے وہ دنیوی ہو یا اُخروی تنظیم کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک منظم ہو کر کام نہ کیا جائے۔ مقاصد تکمیل کو نہیں پہنچتے۔ لیکن مذہبی تنظیم کو تمارتی قوانین میں جکڑ لینا مذہب یا عقیدہ کے اُصولوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر دوسری صورت بھی چنداں مفید ثابت نہیں ہوتی۔ کسی بھی تنظیمی اصول یا قانون کا نہ ہونا ضرورت سے زیادہ آزادی دے دیتا ہے۔ جس کا نتیجہ انتشار کی شکل میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ تعمیری طور پر اختلاف رائے کا حق ہر آدمی کو حاصل ہے اکثریت کے فیصلوں کو نظر انداز کرنا تنظیم کے لئے مہلک ثابت ہوتا ہے لہذا اس تنظیم کے ہر فرد پر لازم ہوگا کہ اپنے قومی مفاد کے پیش نظر اکثریت کے ہر فیصلہ کو اپنی ذاتی رائے پر فوقیت اور ترجیح دینی ہوگی

(۲)۔ ہماری اس تنظیم کی یہ بھی غرض ہے۔ کہ احمدی نوجوان احباب کو سلسلہ کی کتب جو کہ ہمیں نہایت قیمتی سرمایہ کی صورت میں بزرگوں سے ورثہ میں ملی ہیں روشناس کیا جائے۔ اور ان کے مطالعہ کی دعوت دی جائے۔ اس طرح وہ بدگمانیاں جو غلط طور پر مخالفین نے پھیلا رکھی ہیں دفع ہو جائیں گی اور ساتھ ساتھ غیر مذاہب کے بنیادی اصولوں سے واقفیت بھی ازبس ضروری ہے۔

(۳)۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے۔ کہ ہمارے وہ نوجوان بھائی جو کہ احمدیت کو کسی وجہ سے چھپائے بیٹھے ہیں یا کنارہ کش ہو گئے ہیں ان سے رابطہ قائم کیا جائے اور ان کی شکایتوں کا ازالہ کیا جائے۔

(۴)۔ ہر دو تین ماہ بعد دو تین دوستوں کا وفد ضلع بھر کا دورہ کرے اس طرح اپنے دوسرے احمدی بھائیوں اور بزرگوں کے حالات معلوم کر کے اُن کے دکھ درد میں شریک ہوں کیونکہ یہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ وہ محبت اور تڑپ جو ایک دوسرے میں ہونی چاہیئے۔ کسی حد تک نابود ہو رہی ہے۔ حالانکہ احمدیت کے اولین دَور کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو چیز اس کی سب سے بڑی ممد و معاون ثابت ہوئی وہ ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک ہونا تھا۔ اگر ایک احمدی کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی۔ تو سب بے چین ہو جاتے تھے۔ ان کے وجود ہی احمدیت کا عملی نمونہ تھے۔

(۵)۔ ہر ماہ کے آخری جمعہ کو ایک جلسہ منعقد کیا جائے جس میں اسلام احمدیت کی روشنی میں" سلسلہ کی کتب اور غیر مذاہب کے اصولوں وغیرہ پر تقاریر ہوں۔

(۶)۔ بزرگوں سے اپیل کی جائے۔ کہ وہ اپنے وقت کا کچھ حصہ خدا اور رسول کی رضا کے لئے اپنی اولادوں کو احمدیت اور مذہب سے روشناس کرانے میں وقف کریں۔ اللہ تعالے توفیق بخشے۔ اس ایسوسی ایشن کی یہ بھی کوشش ہوگی۔ کہ وہ ہر ممکن طور پر بذریعہ خط و کتابت ضلع بھر کے احمدیوں سے رابطہ قائم رکھے۔

آخر میں ایسوسی ایشن تمام نوجوان دوستوں اور بزرگوں سے اپیل کرتی ہے کہ اگر وہ اس سلسلہ کو خدا اور رسول کے لئے اپنائے ہوئے ہیں۔ تو انتشار پیدا نہ ہونے دیں۔ بلکہ جہاں ہو اسے ختم کر دیویں۔ اور متحد ہو کر اسلام کی سربلندی اور عظمت کے لئے کام کریں۔ اور یہی ہمارا عین مقصد حیات ہو۔ اللہ تبارک و تعالے ضرور کامیابی عطا فرماوے گا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ یہ کام میرے اور میرے متبعین کے ہاتھوں انجام پذیر ہوگا۔

اللہ تعالے ہماری اس معمولی مساعی کو قبول فرماوے اور برکات نازل فرمائے۔ آمین

خاکسار۔ بشیر احمد

گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس ورکشاپ

ایبٹ آباد۔ ضلع ہزارہ

جموں کے قدیم احمدی مہاجرین سے ایک درخواست

خدا تعالے کے فضل و کرم سے ہماری انجمن کے احباب و افراد جو ہندوستان پاکستان اور دنیا بھر کے دیگر حصوں میں آباد ہیں یہ سن کر بہت خوش ہوں گے کہ صوبہ جموں میں پھر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی پراونشل تنظیم عمل میں آگئی ہے اور باقاعدہ تبلیغ و اشاعت کا کام جاری ہے۔ اگرچہ اوقاف اسلامیہ کمیٹی جموں نے جموں کی ہماری جماعت کو ابھی پوری طرح سے مسجد شریف اور دیگر عمارات کا دخل نہیں دیا ہے۔ اور ان عمارات کے ساکنان کو بے دخل کرنے میں سُستی سے کام لے رہے ہیں۔ تاہم اب یہ معاملہ پولیس کے ہاتھ میں ہے۔ اُمید ہے بہت جلد ان عبادتگاہوں اور وقف عمارات کا دخل اور قبضہ جماعت کو مل جائے گا۔ بصورت دیگر ہم مجبور ہیں کہ باقاعدہ جوڈیشنل عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں جبکہ ہم نے اپنے تمام حقوق کا ثبوت حسب ضابطہ مصدقہ اور مستند طور پر پیش کر دیا ہے۔ اوقاف کمیٹی کے بعض فرقہ پرست اور............قسم کے لوگ مسجد اور عمارت ہا میں آباد لوگوں کی دلجوئی کرنے کی خاطر بہت سی حیلہ جوئیاں کر رہے ہیں۔ بلکہ جموں میں مقیم اور نام نہاد پراونشل امیر جماعت قادیانی (محمد یوسف صاحب) کے ذریعہ سے دعوے اور عذرات پیش کراتے ہیں کہ اس مسجد اور عمارات پر قادیانیوں کا حق ہے۔ یہ صرف انہی کو دی جانی چاہئیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ اوقاف کمیٹی نے آج سے دس گیارہ سال قبل قادیانیوں کو انکی مساجد واقع محلہ دلپتیاں جموں واگزار کر کے دیدی ہے۔ اور جموں کا ہر کوئی ہندو مسلمان جانتا ہے کہ پیر مٹھا میں واقعہ احمدیہ مسجد اور ملحقہ عمارات اوقاف وغیرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی املاک ہیں۔ اس سلسلہ میں جموں کے احمدی بھائیوں سے جو اب پاکستان کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ اجتماعی طور پر التماس ہے کہ وہ اس مسئلہ میں جو قادیانی کھڑا کر رہے ہیں۔ ہماری رہبری اور مدد فرمادیں بذریعہ خطوط ہر ممکن امداد اور مشورہ سے آگاہ فرمادیں تاکہ ہماری انجمن کے افراد اپنا حق موثر طریق پر پیش کر کے ان عمارات و عبادات گاہ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ عام احمدی احباب سے التماس ہے کہ جموں کے مہاجرین تک یہ پیغام پہنچانے میں ہماری مدد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ صوبائی انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کے عہدیداران کا چناؤ یہ ہے:۔

(۱) امیر صوبائی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں شہر۔ جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز۔ جموں

(۲) جنرل سیکرٹری:۔ شیخ غلام مرتضےٰ صاحب جموں

(۳) نائب سیکرٹری:۔ چوہدری عبدالحمید صاحب بی۔ ایس۔ سی ایکسٹینشن آفیسر ایگریکلچر جموں۔

(۴) امین یا خزانچی:۔ قبلہ چوہدری دیوان علی صاحب

ورکنگ کمیٹی صوبائی (۱) چوہدری عبدالرحمان صاحب

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

بالسھر والحمّٰی (متفق علیہ) فرمایا مومن کے دوسرے مومن کے ساتھ تعلقات کیسے ہونے چاہئیں اس کو ایک عمارت کی مثال سے واضح کیا جا سکتا ہے جس طرح عمارت کا ایک حصہ دوسرے حصّہ کی مضبوطی اور قوت کا باعث ہوتا ہے اسی طرح مومن کو چاہیئے کہ وہ دوسرے مومن بھائیوں کے لئے مضبوطی اور قوت کا باعث بنے کبھی اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو مسلمانوں کے لئے باعث ضعف وکمزوری ہو آنحضور صلعم نے ایک دوسری مثال سے اس تعلق کی نوعیت کی مزید وضاحت فرمائی فرماتے ہیں مومنوں کو تم آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے

اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی سے پیش آنے میں ایک جسم کی طرح پاؤ گے جسم کا ایک عضو جب کسی تکلیف کا شکار ہوتا ہے تو باقی اعضاء کھڑے تماشا نہیں دیکھ رہے ہوتے بلکہ تمام اعضاء بھی اس ایک عضو کی تکلیف کی وجہ سے شب بیداری اور بخار میں شریک ہو جاتے ہیں ابتداء میں تو مسلمانوں کے آپس میں تعلقات اسی نہج پر چلتے رہے چنانچہ جب حضرت علی رضؓ اور حضرت معاویہ رضؓ آپس میں برسرِ پیکار تھے تو عیسائی بادشاہ نے اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے حضرت معاویہ رضؓ کو مدد کی اس پیش کش کو نہ صرف ٹھکرا دیا بلکہ جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم نے حضرت علیؓ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ کی طرف سے تمہارا مقابلہ کرنے کیلئے پہلا شخص جو میدان میں نکلے گا وہ میں ہوں گا جس سے اس عیسائی بادشاہ کے ارادوں پر اوس پڑ گئی لیکن بعد میں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کی عمارت کو باہمی شقاق و تنافر کی تیز و تند آندھیوں نے مسمار کر دیا جس کے نتیجہ میں عیسائیوں کو بالادستی حاصل کرنے کا موقعہ میسر آگیا اور انہوں نے ایک ایک کر کے اسلامی سلطنتوں کو ختم کر کے ان کے ملکوں پر تسلط جما لیا کاش اس زمانہ کی مسلم حکومتیں گزشتہ اسلامی حکومتوں کی فرو گذاشتوں سے سبق حاصل کر کے اللہ تعالےٰ کی نعمت کو یاد رکھتے ہوئے اور اتحاد کی ان برکتوں کو اپنے اذہان میں مستحضر کرتے ہوئے جن سے وہ ابتداء اسلام میں متمتع ہوتے تھے آپس میں وہی اتحاد، وہی محبت اور اخوۃ کے وہی جذبات پیدا کریں جن کی طفیل وہ دنیا کے مالک بن گئے تھے تو اب بھی وہ ایک دوسرے کی مضبوطی کا باعث بن سکتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کفار جس طرح پہلے ان کے دلی دوست اور حقیقی خیر خواہ ثابت نہیں ہوئے بلکہ دوستی کے لباس میں انہوں نے ہمیشہ دشمن کا ہی پارٹ ادا کیا اسی طرح اب بھی وہ مسلمانوں کے کبھی حقیقی خیر خواہ ثابت نہیں ہو سکتے ہیں وہ اسلامی حکومتیں جو مشرک قوموں کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر دوسری اسلامی حکومتوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو رہی ہیں وہ اپنے رویّہ پر نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس میں تبدیلی پیدا کریں اور ایک دوسرے کی طرف باہمی تعاون کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے ہر اسلامی حکومت کو مضبوط بنانے کی سعی کریں اور اگر آپس میں کوئی اختلافات نمودار ہو تو قرآنی ہدایت کے مطابق اقوامِ متحدہ کی طرز پر اپنی ایک مجلس بنائیں جس میں اپنے اختلافات کو پیش کریں اور اس کے فیصلہ کو بطیب خاطر ماننے کے لئے تیار رہیں خواہ وہ ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اس مجلس کے ارکان کو بھی چاہیئے کہ فیصلہ میں کسی کی طرفداری سے کام نہ لیں بلکہ تحقیق میں انصاف کی صحیح روح کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا فیصلہ صادر کریں اس مجلس میں شریک ہونے والی حکومتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی مصلحتوں کی بناء پر ...... کسی ایک فریق کا ساتھ نہ دیں بلکہ حق و انصاف کو مدنظر رکھ کر اپنی رائے دیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ اقوامِ متحدہ میں ان تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھا جاتا ہے۔ اس وقت ہم احمدیوں کو بھی چاہیئے کہ جماعت کا ہر فرد اپنے ذاتی مفاد کو قومی مفاد پر قربان کرنے کا سبق سیکھے اور ایسے فعل کا مرتکب نہ ہو جس سے جماعت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، اللہ ہم سب کو محض دین کی خاطر اور جماعت کے استحکام کی خاطر ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؛

جماعت فجی کے عہدیداروں کا انتخاب

مولینا احمد یار صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کے لئے حسب ذیل عہدیداروں کا انتخاب ہوا ہے:۔

پریذیڈنٹ :۔ جی۔ این۔ خان (سووا)

وائس پریذیڈنٹ :۔ عبداللطیف (نادی)

اے حسین ساہو خان (بی لے) لسٹر

سیکرٹری :۔ ڈاکٹر یوسف ساہو خان (سووا)

خزانچی :۔ ایم۔ عزیز خان (نادی)

ممبران بورڈ :۔

ایم شفیق طواہر خان (نادی)

ایم جبار خان۔ (باؤ)

فریق طواہر خان (لاٹوکہ)

تعلیم رضا (سووا)

اسمٰعیل بخش (نوسوری)

وحید خان (سووا)

ٹرسٹیان :۔ جی این خان

عبداللطیف

ایم عزیز خان

اے حسین ساہو خان

شفیق۔ ٹی خان

پیغام صلح - مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۶۶ء - رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ ۳۳

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

تار کا پتہ:- پیغام لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر ۳۷۱۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے:- چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون:- بشیر احمد سوز

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۵ر جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ - ۲۱ ستمبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۳۴

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خاص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور انکے
اموال اور نفوس میں برکت ڈالوں گا۔" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

"میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو بڑا یا چھوٹا سمجھیں"

"بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات مسکینی سے سُنے اسکی دلجوئی کرے اسکی بات کی عزت کرے"

ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

ہماری جماعت یہ غم کُل دُنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائیں کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرے۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر غرور کریں، یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے۔ یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سُنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دُکھ پہنچے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظلمون (س ۲۶) تم ایک دوسرے کے چڑ کے نام نہ ڈالو یہ فعل فُسّاق و فجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے۔ وہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو۔ تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اُصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر (۲۶)

(ملفوظات احمدیہ صفحہ ۲۲)

بحرِ حکمت کے موتی

ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا اخلاقی سبق

مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا:-

من الکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یارسول اللہ وھل یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ۔

(البخاری)

فرمایا کبیرہ گناہوں میں ایک گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی نکالے صحابہ رضؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو اپنی گالیوں کو نشانہ بنائے فرمایا ہاں وہ اس طرح کہ اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کے باپ کو گالی دے گا تو وہ شخص گالی دینے والے کے باپ کو گالی دے گا اسی طرح اگر ایک شخص کسی دوسرے شخص کی ماں کو اپنی گالی کا نشانہ بنائے گا تو دوسرا شخص گالی دینے والے شخص کی ماں کو گالی دے گا اس طرح گویا گالی دینے والے نے بالواسطہ اپنے والدین کو گالی دی اگر یہ دوسرے کے ماں باپ کے حق میں دشنام دہی سے کام نہ لیتا تو دوسرا شخص بھی اس کے والدین کے حق میں دشنام دہی سے کام نہ لیتا۔ پس اس شخص کا اپنا فعل ہی درحقیقت اپنے والدین کو گالی دلوانے کا موجب ہوا ہے گویا بالفاظ دیگر خود اس نے ہی اپنے والدین کو گالیاں نکالیں حضرت نبی کریم صلعم کا یہ ارشاد بتلا رہا ہے کہ مؤمن کی شان

(باقی بر صفحہ ۱۰ کالم ۳)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی (لاہور))

نائیجیریا

ترجمہ خط:- عبدالسلامی ایدو الورن نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا ہے وہ میں نے مطالعہ کیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ آپ کی جماعت دنیا میں خدمت دین کا بہترین کام کر رہی ہے اور لوگوں کو اجتناب سو کی تلقین کرتی ہے اور نیکی کی ترغیب کرتی اور صراط مستقیم دکھاتی ہے۔ میں بہت مشکور ہونگا اگر آپ مجھے مزید لٹریچر ارسال کریں۔ میں چونکہ انگریزی زیادہ نہیں جانتا اس لئے اگر آپ عربی لٹریچر ارسال کریں تو بہتر ہوگا۔ والسلام

ان کو عربی لٹریچر بھیجا گیا

(۲)

ترجمہ خط ایس۔ بی۔ مجمادا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، میں سفر میں تھا۔ تو مجھے ایک دوست سے آپ کا لٹریچر مطالعہ کے لئے ملا اور ان کی وجہ سے مجھے آپ کا ایڈریس ...... معلوم ہوا۔ اس لٹریچر کے مطالعہ سے میرے خیالات پاکیزہ ہو گئے اس لئے مجھے مہربانی کر کے اپنے لٹریچر کی فہرست انگریزی و عربی ارسال کریں۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور جو شخص آپ کی عزت نہیں کرتا اس کو عیسائی خیال کرتے ہیں اور نیز ہم لوگ قرآن شریف کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔

(ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر بھی بھیجا گیا)

(۳)

ترجمہ خط:- محمد لیمان۔ گورنمنٹ سکول نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ارسال کردہ خط مورخہ ۱۱ر اپریل ۶۶ء موصول ہوا۔ جو لٹریچر آپ نے ارسال کیا تھا وہ مل گیا ہے۔ میں نے مطالعہ بھی کیا ہے۔ مگر میری التماس یہ ہے کہ مجھے قرآن شریف۔ ینبوع آف اسلام اور حدیث ضرور ارسال کریں۔ میں غریب ہوں قیمت نہیں دے سکتا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اور اگر مناسب ہو تو مجھے آف اسلام۔ محمد دی پرافٹ۔ ارلی کیلیفیٹ۔ مسلم پریئرز بک مجھے جلدی ارسال کریں۔ میں مسلمان ہوں۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ میری التماس کو قبول فرما دیں۔ (ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر ارسال کیا گیا)

(۴)

ترجمہ خط:- اے۔ کے عقالی۔ ویسٹ افریقہ۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس ملک کے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر میرے دل میں خیال آیا کہ میں ان لوگوں کو اسلام سے آگاہ کروں۔ چنانچہ میں نے اپنے دین کی تبلیغ شروع کی اس کے علاوہ میں نے قصبوں اور گاؤں میں جا کر ان لوگوں کو جو بالکل نام کے مسلمان تھے اسلام سے آگاہ کرنا شروع کیا۔ اس سے پہلے کہ میں ایک پرانا مسلمان لیڈر ہوں میں اس ملک میں پیدا ہوا میرے ماں باپ عیسائی تھے جب ہم نے بائبل کا مطالعہ کیا ہمیں یہ تعلیم پسند نہ آئی تو ہم نے اسلام قبول کیا اور یہ ۱۹۵۱ء کا ذکر ہے۔ میں نے قرآن کا مطالعہ شروع کیا مگر مجھے اس کا مطلب سمجھ نہ آتا تھا میری گذارش ہے کہ مجھے چند عربی کتابیں بھیجیں جو مجھے اسلام کی تعلیم سے پوری واقفیت دلائیں اور سیدھا راستہ دکھائیں۔ باوجودیکہ میں نے مسلمانوں میں تبلیغ شروع کر دی ہے۔ مگر چونکہ میری اسلامی تعلیم ناقص ہے اس لئے میں اچھی طرح تقریر نہیں کر سکتا اس لئے میری مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے قرآن شریف اور عربی کتب اسلام کی تبلیغ کے لئے جلدی ارسال کریں۔

والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا اور عربی لٹریچر اور انگریزی قرآن شریف ارسال کیا گیا)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (مینیجر)
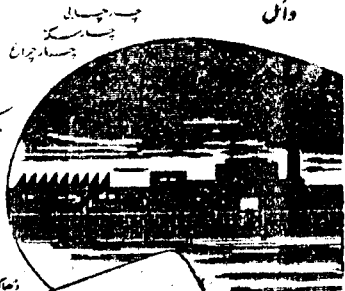
کشف والہام اور نبوّت

ماہنامہ "طلوع اسلام" میں پرویز صاحب نے بعض ان الزامات کا جو اُن پر لگائے جاتے ہیں جواب دیتے ہوئے "دعوئے نبوّت" کے عنوان سے گیارھواں الزام یہ لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ

"تم دیکھ لینا، پرویز صاحب ایک دن نبوّت کا دعویٰ کر دیں گے"

اس کا جواب دیتے ہوئے آپ لکھتے ہیں :-

"ختم نبوّت کے معنی یہ ہیں کہ اب کسی شخص کو خدا کی طرف سے براہِ راست علم حاصل نہیں ہو سکتا، اس نے انسانوں کی راہنمائی کے لئے جو کچھ دینا تھا، قرآن کریم میں دے دیا اور اسے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا۔

آمنّا وصدّقنا! پرویز صاحب کا یہ بیان بالکل صحیح ہے، فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی راہنمائی کے لئے جس قدر احکام دینے ضروری تھے قرآن کریم میں دے دیئے گئے اور وہ قیامت تک محفوظ ہے۔ اس لئے بقول پرویز صاحب

"نبی اکرمؐ کے بعد خدا کی طرف سے وحی کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا"

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی انہوں نے لکھدیا ہے کہ :-

"ہمارے ہاں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ وحی کا دروازہ بند ہو گیا لیکن کشف اور الہام کا دروازہ کھلا ہے، کشف اور الہام کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو خدا کی طرف سے براہِ راست علم حاصل ہوتا ہے یہ چیز ختم نبوّت کے منافی ہے اور وہ سیڑھی ہے جس سے لوگ نبوّت تک کا دعوےٰ کرنے لگ جاتے ہیں"

گویا پرویز صاحب کے نزدیک ختم نبوّت کے ساتھ کشف اور الہام کا دروازہ بھی بند ہو گیا، معلوم ہوتا ہے انہیں کشف اور الہام کی حیثیت اور حقیقت کا علم نہیں حالانکہ ختم نبوّت کے معنی انہوں نے خود یہ کئے ہیں کہ :-

"انسانوں کی راہنمائی کے لئے جو کچھ دینا تھا قرآن کریم میں دیدیا"

انہیں غور کرنا چاہیئے کہ کشف و الہام میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس میں انسانوں کی مزید راہنمائی مقصود ہو، ان میں تو زیادہ تر انذار و تبشیر یا آئندہ کی کوئی خبر ہی ہوتی ہے یا قرآن کریم ہی کا کوئی حکم دوہرایا جاتا ہے اور نبوت حقیقی کا کوئی شائبہ بھی اس میں نہیں پایا جاتا نہ اسے دعوئے نبوّت کی سیڑھی بتایا جا سکتا ہے آئندہ کی خبریں پانے کی وجہ سے لغوی نبوّت اسے کہا جا سکتا ہے لیکن اسے دعوئے نبوّت نہیں کہہ سکتے نہ یہ ختم نبوّت کے منافی ہے۔

پرویز صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ اس قسم کے کشوف والہامات سے اولیاء اللہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی فتوح الغیب اور حضرت محی الدین ابن عربی کی فتوحات مکیہ اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ کیا پرویز صاحب اس امر واقعہ کا انکار کر کے ایک طرح سے ان بزرگانِ اُمّت کی تکذیب نہیں کر رہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کشف و الہام کی نعمت پا کر دنیا کو اس کی زندہ جاوید ہستی سے آگاہ کیا، فی الحقیقت کشف و الہام ہی ہے جس سے ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت ملتا ہے یہ قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا ثمرہ ہے کہ آپ کی کامل متابعت سے اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے اور اگر ختم نبوّت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں کے ساتھ کلام کرنا بھی بند ہو گیا تو اس سے بڑھکر محرومی اور کیا ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم ہی میں بنی اسرائیل کو (جب انہوں نے ایک بچھڑے کو معبود بنا لیا) مخاطب کر کے فرمایا ہے الم یروا انہ لا یکلمھم ولا یھدیھم سبیلا کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ (بچھڑا جس کو انہوں نے معبود بنایا ہے) نہ اُن سے کلام کرتا ہے اور نہ ہدایت کے رستہ میں ان کی راہنمائی کرتا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں اور اولیاء سے ہمکلام ہونا ضروری ہے ورنہ وہ اعتراض جو ایک بچھڑے کی معبودیت پر اس نے کیا خود اس پر عائد ہوگا اور اگر وہ چودہ سو برس سے کسی سے بھی ہم کلام نہیں ہوا تو اس کی صفت تکلم اور معبودیت پر حرف آتا ہے۔

غور کرنا چاہیئے کہ بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی اللہ تعالیٰ ہمکلام ہوا چنانچہ ام موسےٰ اور حضرت مریم علیہا السلام سے اللہ تعالیٰ کی ہمکلامی کا ذکر ...... قرآن مجید میں موجود ہے، لیکن پرویز صاحب کے نزدیک امت محمدیہ اس قدر گری ہوئی ہے کہ اس کے پاک بندوں سے ہمکلام ہونا اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں اور اسے یہ ڈر لگا ہوا ہے کہ کہیں کشف و الہام پانے والا شخص اپنے الہامات کو دعوئے نبوّت کی سیڑھی نہ بنا لے، بنی اسرائیل کے اولیاء و مجددین اور ان کی عورتوں کو الہام کرتے ہوئے تو ایسا خیال پیدا نہ ہوا اور نہ ہی امت محمدیہ کے اولیائے کرام نے چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں مکلم من اللہ ہونے کا دعوےٰ کرنے کے باوجود اپنے الہامات و کشوف کو دعویٰ نبوّت کی سیڑھی بنایا۔

لیکن پرویز صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو ڈر ہی لگا رہتا ہے کہ کہیں کوئی کشف والہام سے دعویٰ نبوّت نہ کر بیٹھے۔

پرویز صاحب کو اگر حضرت مرزا صاحب کے متعلق خیال ہو کہ انہوں نے ایسا کیا (اگرچہ انہوں نے بھی اپنے الہامات و کشوف کو دعوئے نبوّت کی سیڑھی نہیں بنایا اور نہ ہی دعویٰ نبوّت کیا) تو غور کرنا چاہیئے کہ کیا مرزا صاحب کے ڈر سے اللہ تعالیٰ نے الہام و کشوف کا دروازہ بند کر دیا اور اولیائے کرام نے الہام و کشف کا جو دعوےٰ کیا وہ سب غلط اور جھوٹ تھا؟

پرویز صاحب کو قرآن کریم پر عبور رکھنے اور اس کے فہم و ادراک کا بڑا دعویٰ ہے۔ اگر وہ اس آیہ کریمہ پر غور کریں جس میں راہِ خدا میں استقامت دکھانے والوں کو یہ خوشخبری سنائی گئی ہے کہ ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں جو دنیا و آخرت میں ان کا ساتھ دینے اور نعمائے بہشت کے حصول کی انہیں خوشخبری سناتے ہیں تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ امت محمدیہ پر الہام و کشف کا دروازہ بند نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاؤکم فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور تمہیں اس جنت کی خوشخبری ہو جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہم دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں اور تمہارے لئے وہ سب کچھ ہے جس کی تمہیں خواہش ہو اور تمہارے لئے وہ سب کچھ ہے جو تم طلب کرو۔

پرویز صاحب سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ فرشتوں کا مومنین سے یہ کلام کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتا؟ اور کیا یہ الہام و کلام اسی دنیوی زندگی میں مومنین سے نہیں کیا جاتا؟ پھر انہوں نے کس طرح یہ کہدیا کہ ختم نبوّت کے ساتھ کشف و الہام کا دروازہ بھی بند ہو گیا۔

(باقی بر صفحہ کالم ۳)

ڈاکٹر شیخ عبدالسلام شکیوری صاحب سہارنپوری

ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ

اصولی اختلاف کی نوعیت

اس سے قبل ہم نے مرزا صاحب کا ایک خط درج کیا تھا۔ مگر سب سے پہلے ہم کو یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ اصولی اختلاف کیا ہے؟ اصل اختلاف یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کس جماعت کے فرد ہیں آیا جماعت انبیاء کے یا جماعت اولیاء کے؟ میاں محمود احمد کے مریدین مرزا صاحب کو زمرۂ انبیاء کا فرد یقین کرتے ہیں اور اس وجہ سے تمام دنیا کے اُن مسلمانوں کو جنہوں نے چاہے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو سب کو کافر قرار دیتے ہیں۔ آپ حضرات ذرا غور فرمائیں کہاں نبی کریم صلعم جو اقوام عالم کو اسلام کے اندر لانا چاہتے ہیں اور کہاں یہ ربوائی خلافت جو سرورِ عالمؐ کی اُمّت کو کافر قرار دیتی ہے یاد رہے یہ باطل عقیدہ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کے بالکل خلاف ہے اور اس غلط عقیدہ کی بنا پر تمام اُمّت محمدیہ ختم ہو جاتی ہے۔ یہ میاں محمود احمد صاحب کا ایجاد کردہ عقیدہ ہے جس نے عقائدِ اسلامی میں تغیّر پیدا کر کے میرزا صاحب کی ذلّت و رسوائی کا سامان پیدا کیا ہے۔ میں جماعت احمدیہ لاہور کے افراد سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ زور دار طریقے سے مرزا صاحب کے عقائد اور خدماتِ دینیہ اور آپ کے صحیح مقام اور مرتبہ کو دنیا پر واضح کرنے میں اپنی طرف سے کوئی بھی کمی نہ رکھیں۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کے سامنے اسی میرزا محمود احمد نے حلفیہ بیان دیا کہ حضرت مرزا صاحب کو ماننا جزئیاتِ ایمان میں شامل نہیں اور منکرین مرزا صاحب کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ میاں صاحب کے اس حلفیہ بیان اور ان کے سابقہ شائع کردہ عقیدہ میں کھلا تضاد ہے۔ اور یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کا یہ عدالتی بیان مصلحت وقتی کا تقاضا ہے کیونکہ اس کے بعد اُن کی جماعت نے اپنے خیالات اور عمل میں نمایاں تغیر پیدا نہیں کیا بہرحال جہاں تک حضرت مرزا غلام احمد صاحب رح کا تعلق ہے انہوں نے اس کے بارے میں صاف تحریر فرمایا ہے کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

> "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے
> دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص
> کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا"

لیکن قادیانی لوگوں کے نزدیک یہ آپ کے ابتدائی زمانہ کی تحریرات ہیں اور کچھ عرصہ بعد انہوں نے دعوئ نبوت کر دیا تھا۔ حالانکہ اس قسم کی کوئی تحریر وہ آج تک پیش نہیں کر سکے اور نہ کر سکیں گے جس میں مرزا صاحب نے یہ اعلان کیا ہو کہ پہلے میں دعوے نبوت سے انکاری تھا اور اب مجھ پر روشن ہو گیا ہے کہ میں نبی ہوں اور میرے تمام نہ ماننے والے کافر ہیں، لیکن اس کے برخلاف آپ کی آخری تحریرات میں بھی نبوت کا نام پانے کا ذکر ہے، اصلی اور حقیقی نبوت کا انکار ہی موجود ہے جیسا کہ فرمایا:۔ سمیت نبیًا من اللہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجہ الحقیقت (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۶۴)

جماعتِ احمدیہ لاہور حضرت مرزا صاحب کو انہیں کی تعلیم کے مطابق زمرۂ اولیاء کا فرد یقین کرتی ہے اور مرزا صاحب کے عقیدہ کے مطابق انہیں نہ ماننے والے کو کافر نہیں بلکہ صرف گنہگار سمجھتی ہے یہ وہ اختلاف ہے جو مرزا محمود احمد اور ان کے مریدوں سے جماعت احمدیہ لاہور کا پچاس برس سے چلا آ رہا ہے جس کو دُور کرنے کے لئے جناب علامہ حضرت محمد علی صاحب مرحوم و مغفور نے ساری عمر کوشش کی اور اس کے حل کے لئے کئی طریق بھی پیش کئے لیکن بدقسمتی سے میرزا صاحب کے بیٹے راہ پر نہ آئے اور اس کے غالی مریدوں نے کسی ایک کو بھی قبول نہ کیا اور معاملہ جوں کا توں رہا۔

غیر تشریعی نبوّت کا ڈھونگ

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں جب تک میرزا صاحب کو نبی نہیں بنایا جائے گا تب تک خلافت نہیں چلے گی۔ اس شخص نے میرزا صاحب کی تحریروں کے بالکل خلاف ایک دوسرا عقیدہ اور ایجاد کیا کہ سرور عالمؐ کے بعد بغیر شریعت والا نبی آ سکتا ہے اور مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہیں۔ یہ عقیدہ اتنا خطرناک ہے کہ ختم نبوت کی جڑ پر تبر کا حکم رکھتا ہے۔ اب اس باطل عقیدہ کے خلاف دیکھئے کہ میرزا صاحب کیا تحریر کرتے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

> "قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے
> دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں
> لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر
> ہے اور پرانے اور نئے کی تفریق
> کرنا یہ شرارت ہے۔ حدیث میں نہ
> قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور
> حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام
> ہے پس کس قدر دلیری اور گستاخی
> ہے کہ خیالاتِ رکیکہ کی پیروی کر کے
> نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا
> جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک
> نبی کا آنا مان لیا جائے، اور بعد اس
> کے جو وحی منقطع ہو چکی تھی پھر
> سلسلۂ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے
> کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے
> اس کی وحی بلا شبہ نبوت کی
> وحی ہو گی۔"

(دیکھو ایام الصلح ص۱۴۶)

دیکھا آپ نے؟ کہ مرزا محمود احمد نے اپنی خلافت جاری کرنے کے شوق میں کیا کیا غلط عقائد ایجاد کئے اور ان کے غالی مریدین نے آنکھوں پر پٹی باندھ کر فوراً قبول کر لئے اور ان کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ حال ہی میں ان کے مریدوں نے ایک ہینڈ بل تقسیم کیا تھا، عنوان اُس کا یہ تھا "جماعت احمدیہ کے عقائد" یہ ہینڈ بل میری نظر سے گذرا ہے۔ میں حضرت مرزا صاحب کی اسی کتاب ایام الصلح میں سے ان کے عقائد نقل کرنے کے بعد یہ شعر درج کیا ہے ؎

> ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
> دل سے ہیں خدّامِ ختم المرسلیں

اگر قادیانی پارٹی اسی ایام الصلح سے جس میں سے جماعت احمدیہ کے عقائد نقل کئے ہیں مرزا صاحب کے وہ الفاظ بھی نقل کر دیتی جن میں آپ فرماتے ہیں:۔

> "اگر کوئی اور نبی نیا یا پُرانا آوے
> تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر
> خاتم الانبیاء ہیں ہاں وحی ولایت اور
> مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں
> ہوا" (ایام الصلح ص۱۴۳)

تو بات زیادہ واضح ہو جاتی۔ باقی آئندہ

بقیہ مقالہ:— (بسلسلہ صفحہ ۳)

پرویز صاحب نے اپنے اسی مضمون میں فرمایا ہے

> "وہ احادیث جو نہ قرآن مجید کے خلاف
> ہوں اور نہ جن سے نبی اکرمؐ اور صحابہؓ
> کی شان کے خلاف کوئی طعن پڑتا ہو ہم
> انہیں تسلیم کرتے ہیں"

ہم ان سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ختم نبوت کے باوجود حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کیا یہ حدیث صحیح اور قرآن کے مطابق ہے یا نہیں، اگر یہ صحیح نہیں تو قرآن کی کس آیت کے مخالف ہے اور اگر صحیح ہے تو اس میں مبشرات سے کیا مراد ہے کیا یہ وحی الہام و کشف نہیں جس کا دروازہ وہ امت محمدیہ پر بند کرنا چاہتے ہیں؟ کاش ان توضیحات پر غور کر کے وہ اپنے خیالات پر نظر ثانی کریں

قوموں اور افراد کے معاملات میں عدل و انصاف سے کام لینے کی ہدایت

حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرامؓ کے عظیم الشّان عادلانہ کارنامے

یورپی اقوام کمزور کے مقابلہ میں قوی کی حمایت کرتی ہیں جو موجب فساد ہے

اقوام متحدہ کا ادارہ صرف اسلام کے بتائے ہوئے رستوں پر چلنے سے کامیاب ہو سکتا ہے

خطبۂ جمعہ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین النّاس بما ارٰىک اللہ۔ ولاتکن للخائنین خصیمًا و استغفر اللہ۔ ان اللہ کان غفورًا رحیمًا
ولاتجادل عن الذین یختانون انفسھم۔ ان اللہ لایحب من کان خوانًا اثیمًا ——— (سورۃ النساء ۱۰۵ تا ۱۰۶)
وقال اللہ تعالیٰ۔ یاداؤد انّا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین النّاس بالحق ولاتتبع الھوٰی فیضلک عن سبیل اللہ۔ ان الذین
یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب (صٓ ۔ ۲۶)

دو پیغمبروںؑ کو اہم تلقین

یہ دو آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں۔ ان میں دو پیغمبروں کو نہایت اہم تلقین فرمائی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان حق اور عدل و انصاف قائم کرنا از بس ضروری ہے ان دونوں پیغمبروںؑ کے لئے بعض الفاظ بہت سخت ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی پاکباز شخصیّت کو تلقین

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی شخصیت کے مالک ہیں کہ حکومت میں جنگ و جدال میں۔ عدل و انصاف میں تحفظ حقوق میں اور کافروں کے ساتھ تعلقات میں کبھی کسی نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ جو حضور صلعم کی خزیل شان کا موجب ہو۔ تاہم ایسی عظیم الشان شخصیّت کی نسبت خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولاتکن للخائنین خصیمًا۔ یعنی کوئی مقدمہ جو آپؐ کے سامنے پیش ہو اس میں کسی خائن کی حمایت نہ ہو۔ خیانت اور بد دیانتی کی حمایت کرنا آپ کی فطرت کے خلاف ہے تاہم اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں لاتکن للخائنین خصیمًا۔ یہ فرمان مزید تاکید کے لئے ہے۔

اللہ تعالےٰ کو مخلوق پر ظلم برداشت نہیں

اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق نہایت محبوب ہے۔ ان پر ظلم ہو تو اللہ تعالےٰ اس کو برداشت نہیں کرتا خود اس کی ذات کے متعلق شرک ہو تو اس پر چشم پوشی فرماتا ہے مگر اس کی مخلوق پر ظلم ہوتا ہو تو اس پر سزا دیتا ہے۔ نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے والی اور تلاوت کرنے والی عورت کو اگر وہ بلّی پر ظلم کرے تو ..... خدا تعالےٰ باوجود رحیم کریم ہونے کے اس عورت کو دوزخ میں بھیجدیتا ہے ہمارے ہمسایہ میں ہندوؤں کے چوٹی کے آدمی جو اچھے پڑھے لکھے اور فلسفہ دان ہیں وہ بھی بُت پرست ہیں انہیں بت پرستی پر فخر ہے۔ یورپ کا بڑا حصّہ حضرت عیسٰیؑ کی پرستش کرتا ہے۔ حضرت عیسٰیؑ کی ماں حضرت مریمؑ کے بُت کے سامنے دعائیں کی جاتی ہیں، التجائیں کی جاتی ہیں۔ وہ حصہ بھی بڑا مشرک ہے۔ روس کا ایک حصّہ ایسا بھی ہے جو خدا تعالےٰ کو مانتا ہی نہیں خدا اس پر چشم پوشی کرتا ہے مگر مخلوق پر ظلم ہو تو اس کو برداشت نہیں کرتا۔

حضرت داؤدؑ کو حق و انصاف کا حکم

ان آیات میں دو پیغمبروںؑ کو حکم ہے کہ مخلوق کے حقوق کی حفاظت کی جائے۔ حضرت داؤدؑ کو فرمایا یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض ہم نے تمہیں بادشاہ بنایا ہے۔ اس منصب کے کچھ فرائض بھی ہیں ان کو ملحوظ رکھا جائے فاحکم بین النّاس بالحق ایک بھاری اور جامع ذمّہ داری تمہاری یہ ہے کہ تم نے رعایا کے حقوق کی حفاظت کرنا ہے ان کے مابین حق اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے اس کے بعد اور سخت الفاظ وارد ہوئے ہیں فرمایا ولاتتبع الھوٰی۔ خواہشات کی پیروی نہیں کرنا نہ تو ذاتی مفاد پیش نظر ہوں۔ نہ ہی اقربا نوازی ہو اور نہ دوست پروری مقصود ہو۔

حق و انصاف چھوڑ دینے کا نتیجہ

فیضلک عن سبیل اللہ۔ ایسا کرو گے تو تم خدا کے راستہ سے گمراہ ہو جاؤ گے اور خوب یاد رکھو ان الذین یضلون عن سبیل اللہ وہ لوگ جو خدا کا رستہ چھوڑ دیتے ہیں لھم عذاب شدید ان کے لئے عذاب شدید مقدر ہے۔ بما نسوا یوم الحساب۔ کیونکہ انہوں نے یوم حساب کو فراموش کر رکھا ہے۔

زمین و آسمان میں قانونِ عدل

خدا تعالےٰ زمین و آسمان کی وسیع سلطنت کی برکات کو پیش کر کے فرماتا ہے کہ یہ زمین و آسمان عدل کے ذریعہ سے قائم ہیں۔ اس کائنات میں قانون عدل کام کرتا نظر آتا ہے۔ للہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض لیجزی الذین اساؤا السوء۔ یعنی جو لوگ خدا کی مخلوق کو اپنی بد اعمالیوں سے نقصان پہنچاتے ہیں ان کو سزا دی جاتی ہے۔ اور جو ناقدان ہوں ان پر خدا اور اس کی مخلوق خوش ہوتے ہیں۔

قوموں اور بادشاہوں کا ذکر

افراد کے علاوہ قوموں کا ذکر بھی کیا ہے۔ دنیادار بادشاہ اور قوموں کا ذکر بھی کیا ہے۔ فرمایا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذالک یفعلون امریکہ نے جاپان فتح کیا تو جاپان کے قابل اور معزز لوگوں کو گدی کا نشانہ بنایا۔ ان کی آبرو ریزی کی۔ امریکہ نے اپنے سیاہ فام نیگرو جرمنی میں بھیجے تاکہ جرمن قوم کی آبرو ریزی کریں وکذالک یفعلون۔ یہ بادشاہ کسی ملک کو فتح کرنے کے بعد اسی طرح کرتے ہیں اور ایسا ہی کرتے رہیں گے۔

قوموں کی بدکاریوں سے نعمتیں چھن جاتی ہیں

خدا تعالےٰ کا قانون یہی ہے کہ جادۂ ثواب سے ہٹ جانے والی قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ کداب آل فرعون۔ فرعون اور اس کی قوم کی عبرتناک گت بنائی گئی۔ ان سے نعمتیں چھین لی گئیں۔ اور ان کو تباہ و برباد کر دیا گیا ذالک بان اللہ لم یک مغیرًا نعمۃً انعمھا علیٰ قوم حتّی یغیروا ما بانفسھم۔ ایسا کرنا خدا کی شان

نہیں کہ کسی قوم سے وہ نعمتیں جو اس کو عطا کی گئی ہوں چھین لے جب تک وہ خود اپنی صلاحیتوں کو خراب نہ کر لیں۔ فقد مضت سنۃ الاولین۔ تاریخ بتاتی ہے کہ بد اعمالیوں کی وجہ سے کتنی ہی قومیں ہلاکت کا شکار ہو گئیں۔

سپین میں مسلمانوں کی حکومت اور اسکا انجام

مسلمانوں نے ساڑھے سات سو سال سپین میں حکومت کی یہ لمبا عرصہ بتلاتا ہے کہ وہ کبھی سپین کی برکات اور دولت و ثروت کو اُٹھا کر مدینہ نہیں لے گئے۔ انہوں نے ملک کو ترقیات دیں۔ ملک کے اندر نہریں چلا دیں۔ اسے سرسبز و شاداب بنایا۔ لوگوں کے دل و دماغ کو روشن کرنے کے لئے یونیورسٹیاں قائم کر دیں۔ خوبصورت محلات تعمیر کروائے۔ جن کے کھنڈرات آج بھی گواہی دیتے ہیں کہ وہ عظیم الشان بادشاہ تھے۔ لیکن جب انہوں نے اپنی حالت کو بدلا اور بد اعمالیاں اختیار کیں تو انجام کار وہ وقت بھی آیا کہ ان کے بڑے بڑے آدمی سڑکوں پر جھاڑو دیتے پائے گئے۔

برطانیہ کی حکومت سکڑتی جا رہی ہے

برطانیہ نے ہم پر ڈیڑھ سو سال حکومت کی ان کے عملوں کی وجہ سے ان سے یہاں کی حکومت چھین لی گئی۔ اور آہستہ آہستہ کئی ملک ان کے قبضہ سے نکلتے جا رہے ہیں اور روز بروز ان کی سلطنت سکڑتی چلی جاتی ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کا طرزِ حکومت اور معیاری عدل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرزِ حکومت اور ان کا معیاری عدل و انصاف دنیا بھر کی اقوام کے لئے نمونہ ہے۔ حضرتؐ کا اس بارہ میں امتحان ہوا۔ ایک مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہوا۔ ایک فریق ایک مسلمان ہے اور دوسرا یہودی! یہ مسلمان، قوم کے اس حصہ سے تعلق رکھتا ہے جس کے احسانات کے حضورؐ قائل ہیں۔ اس قوم کا ایک شخص طعمہ غلطی کرتا ہے وہ چوری کرتا ہے اور اپنے اس فعل کو چھپانے کے لئے چوری کا مال ایک یہودی کے گھر میں ڈال دیتا ہے۔ جب یہودی گرفتار ہوتا ہے تو وہ حضورؐ کے سامنے اپنی بریت ظاہر کرتا اور طعمہ کو چوری کا مرتکب قرار دیتا ہے۔ انصاری قوم حضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش کرتی ہے کہ طعمہ چور نہیں۔ چور تو یہ یہودی خبیث اور بے ایمان ہے۔ اگر طعمہ کو سزا دی گئی تو ساری قوم بدنام ہو جائے گی۔ حضور صلعم تحقیقات کرتے ہیں تو یہودی مجرم ثابت نہیں ہوتا اس لئے یہودی کو بری کر دیا جاتا اور طعمہ پر چوری کا جرم ثابت ہوتا ہے اس کو سزا دی جاتی ہے۔ طعمہ کو حضورؐ سزا دے دیتے ہیں اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ انصاری قوم کیا کہے گی۔ کسی قوم کا وقار آپؐ کے مدنظر نہیں۔ بلکہ عدل و انصاف کا وقار مدنظر ہے۔

ایک عورت چوری کرتی ہوئی پکڑی گئی۔ قریشی قوم کو فکر لاحق ہوئی انہوں نے سوچا کہ کسی طرح اس کو سزا سے بچایا جائے ورنہ ساری قوم پر حرف آئیگا اس غرض سے لوگوں نے اسامہ رضؓ کو سفارش کے لئے چنا۔ اسامہ رضؓ حضورؐ کا لاڈلہ تھا۔ حضور کو وہ بہت پیارا تھا۔ بچپن میں آپ حضرت حسنؓ اور اسامہ دونوں کو گود میں لے لیتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ اے اللہ میں ان دونوں سے پیار کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما بڑا ہونے پر بھی وہ حضور صلعم کو محبوب اور پیارا تھا۔ اس لئے قریشی قوم نے اسامہؓ کو حضورؐ کی خدمت میں سفارش کے لئے بھیجا۔ حضور صلعم نے انہیں ڈانٹ پلائی۔ اور فرمایا کہ حدود اللہ میں تم دخل انداز ہوتے ہو؟ خدا تعالےٰ کے واضح احکامات ہوتے ہوئے اتشفع فی حد من حدود اللّٰہ ان کے خلاف سفارش کرتے ہو؟ خدا کی قسم اگر فاطمہؓ بنت محمد صلعم نے بھی یہ حرکت کی ہوتی۔ تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیئے ہوتے۔ اس پر ذیل کا دانگ دیا هلك من كان قبلكم تم سے پہلی قومیں اسی طرح ہلاک ہو گئیں۔ کہ جب کبھی کسی بڑے آدمی نے بری حرکت کی۔ تو اس کو چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی چھوٹا آدمی پکڑا جاتا تو اس کو سزا دی جاتی۔

صحابہ کرامؓ کا عمل مصر کے گورنر کو سرزنش

ان روشن اور مفید تعلیمات پر صحابہ کرامؓ نے بھی عمل کر کے دکھایا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا ستفتحون مصر عنقریب تم مصر فتح کرو گے استوصوا باھلھا خیراً۔ ان سے بھلائی کا سلوک کرنا فان لھم ذمماً ورحماً۔ ان کے لئے خدا اور رسولؐ کا عہد ہے۔ تمہیں اس عہد کو پورا کرنا ہو گا۔ اس عہد کے علاوہ ایک رشتہ کا بھی لحاظ رکھنا۔ وہ رشتہ داری ہماری دادی اماں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی وجہ سے ہے۔ اس رشتہ داری کی وجہ سے بھی ان سے احسان و مروّت کا سلوک کرنا۔ چنانچہ جب حضرت عمرو بن العاص نے مصر کو فتح کیا اور وہ مصر کے گورنر مقرر ہوئے تو انہوں نے اعلان کیا کہ مصریوں کے اور عیرانی غلاموں کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے حقوق ہوں گے۔

وقار اور پرسٹیج کا سوال اور حضرت عمرؓ کا طرزِ عمل

ایک دفعہ ان کے بیٹے نے ایک عیسائی قبطی کو مارا جب اس واقعہ کی رپورٹ حضرت عمرؓ کے حضور پیش ہوئی۔ تو انہوں نے گورنر اور انکے صاحبزادے کو مدینہ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حالانکہ شاہی وقار کا تقاضا تھا کہ اس معاملہ کو دبا دیا جائے جیسا کہ بقول قرآن کریم یہ عام دستور ہے کہ واذا قیل له اتق اللّٰہ اخذتہ العزۃ بالاثم جب کسی بڑے آدمی یا حاکم کو نیکی اور تقوےٰ اختیار کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو اس کی عزت و وقار اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے

اس وقار یا Prestige کو حضرت عمرؓ نے کیسے پاؤں تلے روند دیا! آپ نے گورنر کو ان الفاظ میں پبلک میں ملامت فرمائی متیٰ کم تعبدتم الناس وقد ولدتھم امھاتھم احراراً۔ کب سے تم نے لوگوں کو غلام بنانا شروع کیا ہے ...... جن کی ماؤں نے انکو آزاد جنا تھا۔ باپ کو سرزنش کی گئی اور صاحبزادے کو سزا دی گئی۔ اہل مصر اس انصاف پر حیرت زدہ ہو گئے اس وجہ سے اسلام ان کے دلوں میں اُتر گیا۔

یمن کے گورنر کو ہدایت

جو سلوک مصر کے عیسائیوں کے ساتھ کیا گیا اسی طرح کا سلوک یمن کے یہودیوں کے لئے روا رکھا گیا۔

حضرت نبی کریم صلعم نے معاذ بن جبل اور ابو موسےٰ اشعری کو گورنر اور جج مقرر فرمایا اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا تم جس قوم پر حکومت کرنے جا رہے ہو وہ اہل کتاب ہیں اور یاد رکھو الایمان یمان۔ اہل یمن ایماندار لوگ ہیں۔ الحکمۃ یمانیۃ وہ علم و حکمت کے مالک ہیں یسراً ولا تعسراً ان سے نرمی کا سلوک کرنا اور ان پر سختی نہ کرنا۔ بشّراً ولا تنفرا۔ ایسا طریق اختیار کرنا کہ وہ تمہارے عمل سے خوش ہوں۔ متنفر نہ ہوں۔ ان کا مال ہڑپ کرنے کے لئے وہاں نہ جانا اتق دعوۃ المظلوم اور یاد رکھو ان پر ظلم نہ کرنا بلکہ مظلوم کی آہ سے بچنا فانہ لیس بینھا وبین اللّٰہ حجاب۔ ان پر ظلم کرو گے ان کی آہ خدا تک پہنچے گی پھر تم مسلمان ہو کر سزا پاؤ گے۔

مسلمانوں کو عدل و انصاف کی تلقین

یہ وہ تاریخی حقائق و شواہد ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کی تعظیم دنیا میں قائم ہوئی۔ اس وجہ سے ان کا وقار اور عزت بلند ہوئی۔ اگر پیغمبروںؑ کو حق و انصاف کے ساتھ معاملات طے کرنے کا حکم ہوا تو مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے یاایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط۔ قوامین مبالغہ کا صیغہ ہے۔ سوچ سوچ کر قدم رکھنا۔ پوری پوری جدوجہد کرنا کہ عدل قائم ہو۔ شھداء للّٰہ گواہی کا معاملہ آجائے تو خدا کو مدنظر رکھ کر شہادت دو ولو علیٰ انفسکم خواہ اپنے خلاف ہی کیوں نہ گواہی دینا پڑے۔

حضرت امام زمانؑ کی اپنے خلاف شہادت

حضرت امام زمانؑ نے دو دفعہ اپنے خلاف گواہی دی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک مضمون بذریعہ بک پوسٹ طباعت کے لئے ایک پریس کو بھیجا۔ اور اسی پیکٹ میں اسی مضمون کے متعلق خط بھی لکھ کر ڈال دیا چونکہ یہ ڈاک خانہ کے قواعد کے خلاف تھا۔ آپ پر مقدمہ جاری ہو گیا۔ جب آپ انگریز حاکم کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے دریافت کیا کہ یہ خط آپ کا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میرا ہے۔ اس کو کہتے ہیں مومن کی گواہی آپ نے بیان دیا کہ میری کوئی نمک مرچ کی دوکان نہیں ہے اور نہ میرا کوئی کاروبار ہے کہ جس کے متعلق میں نے

یہ خط لکھا ہو۔ یہ خط اس مضمون کے بارے میں ہی ہوگا جو میں نے اس پیکٹ میں بھیجا ہے چنانچہ خط پڑھا گیا تو اس خط میں مضمون کے متعلق ہی ذکر تھا، مجسٹریٹ نے آپ کی راستبازی کو دیکھ کر آپ کو بری کر دیا۔

حضرت امام زمانؑ کی اپنے والد کے خلاف شہادت

ایک دفعہ آپ نے اپنے والد صاحب کے خلاف گواہی دی کہ فلاں درخت سکھوں کی زمین میں ہیں۔ باپ کے وکیل نے جرح کی کہ تم تو مسیتڑ ہو تمہیں کیا خبر حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ایک دفعہ ابا جان مجھے کھیتوں میں لے گئے اور کہا کہ وہ جو کیکر کھڑے ہیں وہ اور وہاں کی زمین سکھوں کی ہے آپ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ اپنے خلاف بھی گواہی دی جا سکتی ہے اور باپ کے خلاف بھی دینی پڑے تو آپ دے سکتے ہیں۔

قتل کے مقدمہ میں شہادت

ایک اور مقدمہ میں عبد الحمید نامی ایک شخص سے پادری ہنری مارٹن نے یہ بیان دلایا کہ مرزا صاحب نے مجھے پادری صاحب کو قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے پادریوں نے اس کی بڑی آؤ بھگت اور خاطر تواضع کی وہ قادیان میں بھی رہ چکا تھا۔ گواہی میں حضرت مولینا نور الدین رحمہ سے پوچھا گیا کہ کیا عبد الحمید قادیان میں رہتا تھا۔ مولینا نے فرمایا کہ ہاں رہتا تھا۔ یہ ہے ولو علٰی انفسکم کا عملی مظاہرہ اگر اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو حق کہو اوالوالدین والاقربین ۔ والدین کے خلاف دینی پڑے تو شہادت دو والاقربین رشتہ داروں کے خلاف دینی پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کرو۔

شہادت کے معاملہ میں غنی یا فقیر کی پروا نہ کرو۔

ان یکن غنیا او فقیرا۔ کوئی امیر ہو تو اس کے رعب اور لالچ میں نہ آ جاؤ اور سچی گواہی دو خواہ اس کے خلاف ہو اور اگر کوئی فقیر ہو تو اس پر رحم کرتے ہوئے خلاف واقعہ اس سے رحمدلی نہ ہو۔ فاللہ اولٰی بھما خدا تعالیٰ تم سے بہتر ان پر رحم کرنے والا ہے فلا تتبعوا الھوٰی ان تعدلوا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی خواہش کے تحت عدل و انصاف کو ہاتھ سے دے دو۔

شہادت سے اعراض نہ کرو
نہ دبی زبان سے حق کو چھپاؤ

اور فرمایا وان تلوٗا اگر دبی زبان سے گواہی دو او تعرضوا۔ یا گواہی دینے سے اعراض کرو۔ فان اللہ کان بما تعملون خبیراً۔ خدا تعالیٰ تمہاری اس قسم کی سب کارروائیوں سے خوب واقف ہے۔

دشمن کے معاملہ میں بھی عدل و انصاف سے کام لو

ایک اور جگہ فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط۔ تم نے زور لگا کر عدل کو قائم کرنا ہے۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر گواہی دو۔ ولا یجرمنکم شنان قوم ان لا تعدلوا دشمن قوم کے مقابلہ پر حق بات کرنا ہے۔ بات دشمن کے حق میں جائے تو جائے تم حق کہنے سے باز نہ آؤ۔ اعدلوا ھو اقرب للتقوٰی عدل کرو یہی تقوےٰ سے قریب تر بات ہے۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے اسلام دنیا میں پھیلا اور دنیا میں تعلیمات اسلامی نے غیر قوموں میں عدل و انصاف کی برکت سے امن قائم کیا۔ مدنیت کا قیام عدل و انصاف پر ہوتا ہے۔

بہترین اُمّت

فرمایا کنتم ... خیر امۃ اخرجت للناس تم بہترین امت ہو تمہیں لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک جگہ ...... مسلمانوں کو امۃ وسطاً یعنے درمیانی اُمّت جو افراط و تفریط سے پاک ہے اور عدل و انصاف قائم رکھتی ہے۔ اس تعلیم کو پیش نظر رکھیں۔ قوم کے اندر عدل و انصاف قائم کریں۔ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ اسی میں امن ہے اور اسی میں راحت ہے۔

یورپ اور امریکہ کا کمزور کے مقابلہ میں قوی کی حمایت کرنا

ایک جگہ قوموں کے عہد و پیمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربٰی من امۃ۔ تم آپس میں عہد و پیمان کرتے ہو اور اس کو فساد کا موجب بناتے ہو۔ کمزور قوم سے کئے ہوئے عہد کا کوئی لحاظ نہیں رکھتے اور اس قوم کا ساتھ دیتے ہو جو زیادہ قوی ہے اور جس کی طاقت زیادہ ہے۔ اس میں یورپی اقوام کے طرز عمل کا نقشہ کھینچا ہے یہ قومیں عہد و پیمان اور عدل و انصاف کے لئے نہیں بلکہ فتنہ و فساد برپا کرنے کے لئے باندھتی ہیں۔ ہم یورپ اور امریکہ کا نقشہ ۱۹۴۷ء سے دیکھ رہے ہیں وہ بڑی قوم کا لحاظ کرتے ہیں۔ اس کو ہر قسم کی مراعات دیتے ہیں۔ اس کی طاقت بڑھاتے ہیں اور چھوٹی قوم سے عہد و پیمان کے باوجود اس کو کچل دینے کا سامان پیدا کرتے ہیں

اقوام متحدہ کی کامیابی صرف اسلامی خطوط پر چلنے سے ہو سکتی ہے۔

اس سے یورپ کی اقوام بدنام ہو گئی ہیں۔ اقوام اسی وقت امن قائم کرنے میں کامیاب ہونگی جب ان رستوں پر گامزن ہوں گی جن کی نشاندہی اسلام نے کی ہے ❊

عاق نامہ

میرا لڑکا مسمی انعام اللہ عرصہ ڈھائی تین ماہ سے نافرمان، بدچلن اور آوارہ ہے۔ میں اسے مال ملکیت سے عاق کرتا ہوں۔ اور اس کے افعال سے بری الذمہ ہوں۔ میاں بشیر احمد قریشی

موضع شام کوٹ کہنہ۔ ڈاک خانہ کوٹلہ

ریلوے اسٹیشن کنگن پور۔ تحصیل چونیاں۔ ضلع لاہور

اخبار احمدیہ

ولادت اور عطیہ

کراچی سے میاں رحیم بخش صاحب لکھتے ہیں:-

میں بخوشی آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرے لڑکے ارشد رحیم کو اللہ تعالیٰ نے ۸ ستمبر کو فرزند عطا کیا ہے۔ یعنے مجھے ایک پوتا اور مکرمی ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب گوجرانوالہ کو ایک نواسہ عطا ہوا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ نومولود کو عمر دراز عطا کرے اور نیک اور صالح بنائے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ ارسال ہیں۔

تحریک گردن چھڑائی میں

مزید عطیات

سابقہ میزان :-	1866-00
چوہدری احمد علی صاحب اوکاڑہ	10-00
برکت اللہ صاحب راھوٹہ سیالکوٹ	15-00
ماسٹر عبد القیوم صاحب "	10-00
عبد الکریم صاحب "	2-00
ماسٹر محمد اسحاق صاحب ندوبی	5-00
محمد اقبال چغتائی صاحب احمد پور شرقیہ	5-00
عبد الباری صاحب عظیم کلہ جدید	5-00
ڈاکٹر عبد المجید صاحب سرگودھا	50-00
ڈاکٹر حسن نذر المجید صاحب	50-00
منشی کمال الدین رحیم یارخان	5-00
معلوم الاسم طالب علم	60-00
ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ	100-00
شیخ فضل الرحمن صاحب خانپور	20-00
۱۷ ۹/۶۰ ایمک میزان	2208-00

مندرجہ بالا فہرست میں ایک طالب علم بھی ہیں جو اپنا نام نہیں دینا چاہتے۔ جماعت سے استدعا ہے کہ ان کے لئے خصوصی دعا کریں میں خود بھی انکے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ

ماہنامہ روح اسلام کا خاص نمبر شائع ہو گیا

اس خصوصی شمارہ میں ایک ٹریکٹ "فرنگی نبی کی ناپاک چھینٹیں" کا جواب شامل ہے۔ یہ ٹریکٹ شعبہ نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور شرقیہ بہاولپور نے شائع کیا تھا جس میں بے سروپا الزام و اعتراضات حضرت امام زمان پر کئے گئے ہیں۔ حضرت مولینا شیخ عبد الرحمن صاحب مصری کے خصوصی قلم سے جملہ الزامات و اعتراضات کا مدلل و مبسوط اور محققانہ جواب دیا گیا ہے۔

یہ خصوصی شمارہ نہ صرف احباب سلسلہ کے مطالعہ میں آنا ضروری ہے بلکہ غیر از جماعت میں بغرض تبلیغ تقسیم کرنا بھی ترقیہ ہے۔

صرف تین روپیہ سالانہ چندہ بھیجکر اس خصوصی شمارہ کو حاصل فرمایئے۔ منیجر ماہنامہ روح اسلام احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" پر تبصرہ

نبیوں کے اتفاق کا اصلی مفہوم خود نبیوں کی زبانی

پہلی اقساط میں پیش کردہ دلائل کا اختصار

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے قاضی محمد نذیر صاحب نے حضور کی کتاب "الوصیت" سے جو عبارت پیش کی ہے اس کا صحیح مفہوم بیان کرنے کے لئے جو دلائل گذشتہ اقساط میں پیش کئے گئے ہیں اختصار کے ساتھ یہاں اُن کا اعادہ کر دیا جاتا ہے تا قارئین کرام کے اذہان میں مستحضر رہیں وہ دلائل حسب ذیل ہیں :-

ا۔ حضرت نبی کریم صلعم کی تشریف آوری سے قبل ہر قوم اپنے اپنے نبی اور ان پر نازل شدہ کتاب کی پیروی کی پابند تھی ۔

(۲)- ہر نبی کوئی نہ کوئی ایسی سچائی لاتا تھا جس پر عمل کرنا اس کے متبعین کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بنانے میں ممد ہوتا تھا ۔

(۳)- حضرت نبی کریم صلعم سے قبل ہر قوم میں مقرب الٰہی پیدا ہوتے رہے

(۴)- حضرت نبی کریم صلعم سے قبل ہر نبی کا کامل متبع اپنے نبی کی پیروی کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کا انعام پاتا رہا ہے ۔

(۵)- ہر نبی اس قدر قوت قدسیہ لے کر آتا تھا اور اس کے لائے ہوئے دین میں اس قدر قوت اور صلاحیت ہوتی تھی کہ وہ اپنے ایسے امتی کو جو اس کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جاتا تھا خدا کے اس قدر قریب کرا دے کہ وہ ہر قسم کی کثافت سے پاک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو حاصل کر لے جو غیب کی خبروں پر بھی مشتمل ہو ۔

(۶)- ایسے معنی پر ظلی ۔ مجازی ۔ لغوی طور پر نبی کے لفظ کا اطلاق جائز ہے جس پر سب نبیوں کا اتفاق ہے مگر ایسا امتی درحقیقت زمرہ اولیاء کا فرد ہوتا ہے نہ زمرہ انبیاء کا ۔

(۷)- اگر کوئی نبی اور اس کا لایا ہوا دین اپنے اُمتی کو اس مقام پر نہیں پہنچا سکتا یعنی امتی نبی نہیں بنا سکتا تو نہ وہ نبی ہی کہلانے کا مستحق ہے اور نہ اس کا لایا ہوا دین زندہ آسمانی دین کہلا سکتا ہے ۔

(۸) انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض ہی یہ ہے کہ وہ دنیا کو کسی نہ کسی ایسی سچائی سے روشناس کرائیں جس کی ضرورت دنیا کو ہوتی ہے اور جس کو عملی جامہ پہنا کر لوگ روحانی ترقی کر سکیں محض پیشگوئیاں کرنا اس کی بعثت کی غرض نہیں ہوتی ۔

(۹)- حضرت نبی کریم صلعم کی آمد سے چونکہ تمام سچائیاں تکمیل کو پہنچ گئیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نئی سچائی کے نازل کرنے کا اب کوئی امکان باقی نہیں رہا اس لئے آنحضور صلعم کے بعد اب کسی نبی کے مبعوث کرنے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی اس لئے حضرت نبی کریم صلعم کی ذات والاصفات پر نبوت کو ختم کر دیا گیا ۔

(۱۰)- حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرما کر کہ میرے لئے جو لفظ نبی کا استعمال کیا گیا ہے اس کا مفہوم وہ نہیں جو صحف اولیٰ میں مراد لیا گیا ہے ۔ نبیوں کے اتفاق کی حقیقت کو بالکل واضح کر دیا ہے اور بتلا دیا ہے کہ علماء ربوہ حضور کی اس عبارت سے جو مفہوم نکالنے کی کوشش کرتے ہیں وہ بالکل حضور کے منشاء کے خلاف ہے ۔

(۱۱)- چونکہ انبیاء علیہم السلام کا کام ہی اپنے فیض سے لوگوں کو مستفیض کرنا ہوتا تھا اور ان کو خدا کی محبت اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کے انعام سے مشرف کرانا ہوتا تھا اور حضرت نبی کریم صلعم چونکہ دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابل اکمل ترین نبی تھے اور آنحضور صلعم کا لایا ہوا ہدایت نامہ بھی اکمل ترین ہدایت نامہ تھا اس لئے آنحضور صلعم کے امتی آنجناب صلعم کی کامل پیروی سے بدرجہ اولیٰ اس انعام کو پانے کے حقدار تھے اور مکمل سچائیوں کی پیروی میسر آنے کی وجہ سے ایک تو وہ آسان طریق سے اللہ تعالےٰ کے قرب تک رسائی حاصل کر سکتے تھے اور دوسرے مکالمہ مخاطبہ کے انعام کو بھی بڑھ چڑھ کر حاصل کر سکتے تھے اور واقعات اس دعوےٰ کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں ۔ مثال کے طور پر سید عبدالقادر جیلانی رح کے واقعہ پر ہی غور کر لیا جائے کہ کس طرح انہوں نے خضر کو شکست دے دی جس کے علم کی گہرائی تک حضرت موسےٰ جیسا اولوالعزم نبی بھی نہیں پہنچ سکا تھا ۔ اور اپنی برتری کی دلیل میں انہوں نے اپنا محمدی ہونا ہی پیش کیا ۔

میرے بیان کردہ مفہوم کی صحت کا مزید ثبوت

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ نبوت محمدیہ جو اپنی ذات میں کامل نبوت ہے اور جس کی قوت فیض رسانی میں کسی قسم کی کمی کا امکان نہیں" اس کا کامل پیرو (بھی) صرف نبی نہیں کہلا سکتا" تو انبیاء سابقین کے کامل پیرو کس طرح صرف نبی کہلا سکتے تھے جس طرح یہاں امتی کا لفظ ساتھ لگانا ضروری ہے وہاں بھی اس لفظ کا ساتھ لگانا ضروری تسلیم کرنا پڑے گا نتیجہ صاف ہے کہ نبیوں کا اتفاق کسی نبی کی پیروی کے نتیجہ میں محض مکالمہ مخاطبہ پانے والے کو امتی نبی کہنے پر ہی ہو سکتا ہے جو بالفاظ دیگر ... زمرہ اولیاء کا ہی فرد کہلا سکتا ہے نہ کہ زمرہ انبیاء کا ۔

اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے علاوہ حضورؑ کی ان تحریروں کے جن کو میں گذشتہ اقساط میں پیش کر چکا ہوں حضور کی مندرجہ ذیل تحریر بھی ممد ہو سکتی ہے حضور حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۴ پر لکھتے ہیں :-

" اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے (احباب ربوہ غور فرمائیں کہ کیا کسی زمرہ انبیاء کے فرد پر بھی لفظ نبی اور رسول بطور مجاز اور استعارہ کے استعمال کیا گیا ہے صرف اسی کتاب میں ہی حضور نے یہ نہیں فرمایا بلکہ اپنی تمام کتب میں اسی کو دوہراتے چلے گئے ہیں یہاں تک کہ حقیقۃ الوحی کے ساتھ جو عربی زبان میں استفتاء لگایا ہے اس میں بھی یہی فرمایا ۔

سمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ

اللہ تعالےٰ نے میرا نام نبی بطور حقیقت نہیں بلکہ بطور مجاز رکھا ہے اب جائے غور ۔ تعجب ہے کہ خدا تو مجاز کے طور پر نبی نام رکھے اور علماء ربوہ خدا کے حکم عدول پر تکلم بن کر بطور حقیقت لوگوں سے منوانے کی کوشش میں مصروف ہوں ناقل) کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے

مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اس
پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں
نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے"
حضور کی اس تحریر سے واضح ہے کہ صرف نبیوں کی طرح یقینی مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے والے امتی پر رسول یا نبی کے لفظ کا اطلاق جائز ہے اور وہ بھی استعارۃً یہ نہیں کہ اس اطلاق سے وہ امتی زمرہ انبیاء میں داخل ہو جاتا ہے استعارہ کا لفظ ہی اسے زمرہ انبیاء میں داخل ہونے سے محروم کر دیتا ہے۔

یہی مفہوم رسالہ الوصیت والی عبارت کا ہے وہاں بھی یہی لکھا ہے کہ ایسا امتی یعنی مکالمہ مخاطبہ پانے کی وجہ سے نبی کے اسم سے موسوم کیا جاتا ہے اور کفہ گولڑویہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ یقینی مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کئے جانے والے امتی پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے الفاظ گو مختلف ہیں مگر مفہوم دونوں عبارتوں کا تو ایک ہی ہے دونوں کتابوں کی عبارتوں کے مفہوم میں تو سر مو فرق نہیں اس لئے ماننا پڑے گا کہ حضور کا منشا نبیوں کے اتفاق کا ذکر کرنے سے اسی بات کا اظہار کرنا ہے کہ انبیاء سابقین بھی اسی حقیقت کے قائل تھے کہ اس امتی پر نبی اور رسول کے لفظ کا اطلاق جائز ہے گو استعارۃً ہی سہی بہر حال جائز ہے جو اپنے نبی کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو کر نبیوں کی طرح یقینی مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جاتا ہے اس امر کے وہ ہرگز قائل نہ تھے کہ ایسا امتی زمرہ انبیاء کا فرد بن جاتا ہے۔

زمرہ انبیاء میں داخل نہ ہونے کا مزید ثبوت

حضورؑ کے الفاظ "مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے" بھی اس حقیقت پر حتمی دلیل کا کام دے رہے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کسی ایسے شخص کا مبعوث ہونا جو زمرہ انبیاء کا فرد ہو قطعی طور پر ممنوع ہے کیونکہ حضور کے یہ الفاظ "اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا" اس میں صرف کا لفظ جناب قاضی صاحب اور انکے ہم خیال علماء ربوہ کے خیال کو کہ حضرت مسیح موعودؑ زمرہ انبیاء کے فرد ہیں پاش پاش کر دیتا ہے کیونکہ صرف نبی کہلانے سے ہی انسان زمرہ انبیاء کا فرد قرار پاتا ہے کیونکہ صرف نبی نہ کہلانے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں ایک ہی شان یعنی شان نبوت نہیں پائی جائے گی اور یہ مسلم ہے کہ جو شخص زمرہ انبیاء کا فرد ہوگا اس میں تو صرف ایک ہی شان یعنی شان نبوت ہی پائی جاتی ہے امتیت کی شان اس میں ہرگز نہیں پائی جاتی جیسا کہ حضورؑ اپنی کتاب ازالہ کے صفحہ ۵۳۲، ۵۳۳ پر فرماتے ہیں:-

" اب ان تمام اقتباسات سے صاف ظاہر ہے (یعنی آنے والے مسیح کو امتی اور نبی کہنے سے۔ ناقل) کہ وہ ذاتی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا (قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا علماء ربوہ الفاظ واقعی اور حقیقی طور پر غور فرمائیں۔ ناقل)

ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی۔ (کیا قاضی صاحب اور ان کے ہمنوا علماء ربوہ حضور کی کسی تحریر میں دکھلا سکتے ہیں کہ حضور نے اپنی نبوت کو کہیں نبوت تامہ لکھا ہو؟ وہذا بایں اگر ایسا دکھلا دیں تو حضور کو بے شک زمرۂ انبیاء کا فرد تسلیم کر لیا جائے گا۔ ناقل) جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے (یعنی مبشرات والی شان یاد رہے کہ حضور اسلامی اصطلاح میں محدث ہیں اور لغوی اصطلاح میں نبی ہیں اگر علماء ربوہ حضور کی کسی تحریر میں دکھلا دیں کہ حضور نے کبھی اپنے آپ کو اسلامی اصطلاح میں نبی کہا ہو تو پھر بھی حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد تسلیم کیا جا سکتا ہے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاجتنبوا اتباع سبیل الذین لا یبتون دین الحق۔ ناقل) سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی (قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ غور کر لیں کہ حضور کی اس عبارت اور رسالہ "الوصیت" والی عبارت کے مفہوم میں کیا سر مو بھی فرق ہے۔ ناقل) جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے (معلوم ہوا کہ رسالہ "الوصیت" میں جو امتیت اور نبوت کو جمع کیا گیا ہے اس سے مراد محدثیت ہی ہے نبی کے لفظ کا مفہوم اس جگہ بھی وہی ہے جس مفہوم میں محدث کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے کیونکہ حضور نے فرمایا کہ المحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ اور یہ نوع صرف مبشرات والی نوع بتلائی ہے پس پس نبیوں کے اتفاق کا مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ کہ امتی پر نبی کے لفظ کا اطلاق کس حالت میں ہوتا ہے نہ کہ زمرہ انبیاء کا فرد قرار دینے پر۔ ناقل) لیکن صاحب نبوۃ تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے اسی لئے خدا تعالےٰ نے اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"

ظاہر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کا کامل پیرو اگر صرف نبی کہلائے تو اس میں صرف ایک ہی شان نبوت کی ہی ماننی پڑے گی اس لئے وہ لامحالہ زمرۂ انبیاء کا ہی فرد ہوگا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد ایک نبی اپنے حقیقی معنی میں اور صرف ایک ہی شان نبوت ... رکھنے والا پیدا ہو گیا اور اس سے حتمی طور پر حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک لازم آتی ہے کیونکہ جب یہ مسلم ہے کہ نبوت کے تمام کمالات آنحضور صلعم کے وجود میں جمع ہو چکے ہیں اور انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے والی تمام سچائیاں آنجناب صلعم پر نازل ہو چکی ہیں تو پھر جب کسی مزید سچائی نے نازل ہونا ہی نہیں اور کوئی مزید کمال کسی کو ملنا ہی نہیں تو آنجناب صلعم کے بعد نبی کس طرح آ سکتا ہے اگر آ جائے تو ماننا پڑے گا کہ کوئی کمال ابھی باقی تھا جو حضرت نبی کریم صلعم کو نہیں ملا اور کوئی سچائی ابھی باقی تھی جو آنحضور صلعم پر نازل نہیں ہوئی اور یہ اس شان عظیم کے صریح منافی ہے جو آنحضرت صلعم کے لئے مسلم ہے جو مستلزم ہتک ہے پس حضور نے جو یہ لکھا ہے "کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے" اس سے مراد یہی ہتک ہے لیکن امتیت اور نبوت اگر کسی امتی میں جمع ہو جائیں تو اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں "اس میں نبوت تامہ محمدیہ کی ہتک نہیں بلکہ اس نبوت کی چمک اس فیض سے زیادہ ظاہر ہوتی ہے" کیوں ہتک نہیں اس کا جواب واضح ہے کہ امتیت اور نبوت کو اپنے وجود میں جمع کرنے والا شخص زمرہ انبیاء کا فرد نہیں ہوتا بلکہ زمرۂ اولیاء کا ہی فرد رہتا ہے اس لئے ہتک کی بجائے آنحضرت صلعم کی عظمت شان اور قوت فیضان کا اس سے واضح ثبوت ملتا ہے کیونکہ ولی تو وہ آنحضور صلعم کے فیضان سے ہی بنتا ہے باقی رہا آنحضرت صلعم کی نبوت کی چمک کا زیادہ ظاہر ہونا سو اس کی وجہ بھی ظاہر ہے اور وہ یہی کہ آنحضور صلعم خود جامع الکمالات ہیں اور آنجناب صلعم کی لائی ہوئی کتاب بھی مجموعہ ہے ان تمام سچائیوں کی جو انسانوں کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہیں اس لئے آنحضور صلعم ان دونوں خوبیوں کی وجہ سے ایک تو پہلے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں اپنے کامل پیرو کو زیادہ آسان طریقہ سے خدا تک پہنچا سکتے ہیں اور دوسرے زیادہ کامل انعام مکالمہ مخاطبہ کا دلا سکتے ہیں جس سے آنجناب صلعم کی نبوت کی چمک لامحالہ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے مقابلہ میں زیادہ شاندار تسلیم کرنی پڑے گی۔

www.aaiil.org

نبیوں کے اتفاق کا مفہوم خود نبیوں کی زبانی

آخر میں نبیوں کے اتفاق کا مفہوم خود نبیوں کی اپنی زبانی پیش کر کے علماء ربوہ پر حجت پوری کی جاتی ہے حضرت مسیح موعود اپنی کتاب ضمیمہ تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۲۴ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں اگرچہ یہ حوالہ اوپر بھی گذر چکا ہے لیکن اس موقع کے مناسب حال اسے نامکمل صورت میں پیش کیا گیا تھا۔ فرماتے ہیں :-

"اسجگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیال اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند"

حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریر کو پڑھ کر قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ بتلائیں کہ نبیوں کا اتفاق جس امر پر ہے اس کو حضور نے وضاحت سے بیان کرنے میں کیا کوئی کسر اٹھا رکھی ہے کیا اس تحریر میں اول حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ "الوصیت" والی عبارت کی طرح اصولی طور پر اس امر کو کھول کر بیان نہیں کر دیا کہ جو شخص نبیوں کی طرح خدا تعالےٰ سے وحی اور یقینی طور پر مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جاتا ہے اس پر مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے اور اسے نہایت فصیح استعارہ قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نبیوں کی طرح جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے یقینی وحی اور یقینی مکالمہ مخاطبہ کے انعام سے نوازا جائے گا اس کا مکالمہ یقینی طور پر ہر قسم کی کثافت سے لازماً پاک بھی ہوگا اور ہر لحاظ سے کامل بھی ہوگا اور امور غیبیہ پر بھی مشتمل ہوگا مکالمہ الٰہیہ کی یہی صفات "الوصیت" میں بیان فرمائی ہیں اور تحفہ گولڑویہ میں اسی مضمون کو یقینی طور پر" اور" نبیوں کی طرح" کے الفاظ سے ادا کر دیا ہے "الوصیت" میں یہ فرمایا "تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے" اور تحفہ گولڑویہ میں اسی مضمون کو ان الفاظ میں ادا کیا کہ ایسے شخص پر مجاز اور استعارہ کے طور پر نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔

اگر قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ غور سے کام لیں تو اس سے نبی کا نام پانے اور نبی کے اسم سے موسوم ہو جانے کا مفہوم بھی متعین اور واضح ہو جاتا ہے جس کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے میں وہ آجتک پریشان چلے آ رہے اور الجھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں اس کے بعد حضور نے جس امر پر نبیوں کا اتفاق بیان کیا ہے اس کی وضاحت خود ہی فرما دی ہے :-

"اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیال اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے"

"اسی وجہ سے" کے الفاظ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو اوپر مذکور ہوئی ہے یعنی نبیوں کی طرح کامل وحی اور یقینی طور پر نبی کے لفظ کا اطلاق غیر موزوں نہیں بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے اور میں نے بھی چونکہ ایسا ہی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پایا ہے اس لئے تمام نبیوں نے بشمولیت حضرت نبی کریم صلعم جہاں میرے ظہور کی پیشگوئی کی ہے وہاں اس امر کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ اس مامور من اللہ کو بوجہ نبی کریم صلعم کے امتی ہونے کے چونکہ نبیوں کی طرح یقینی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے نوازا جائے گا اس لئے اس پر بھی استعارہ اور مجاز کے طور پر نبی کا لفظ بولا جائیگا جیسا کہ تمام ان کامل امتیوں پر بولا جاتا ہے جو یقینی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

حضور کی مندرجہ بالا تحریر میں جب اس امر کی وضاحت موجود ہے کہ امتی پر کس مفہوم میں لفظ نبی کے استعمال پر نبیوں کا اتفاق ہے تو قاضی صاحب اور ان کے ہمنوا دیگر علماء ربوہ کی رسالہ "الوصیت" والی تحریر سے حضور کے صریح منشاء کے خلاف مفہوم کی جسارت کیا خدا کے حکم عدل پر حکم بننے کی جسارت کے مترادف نہیں ہر سچا اور ہر منصف مزاج احمدی خود ہی اس کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ یاد رہے کہ یفسر بعضہ بعضاً کے بخنہ اصول کے ماتحت حضرت مسیح موعودؑ کی بھی بعض تحریریں دوسری بعض کی تفسیر کر دیتی ہیں اسی بناء پر رسالہ "الوصیت" والی تحریر کی تفسیر تحفہ گولڑویہ والی تحریر کر رہی ہے جس کو قبول کرنے سے کسی سچے احمدی کو مفر نہیں ہو سکتا اللہ تعالےٰ احباب ربوہ کو حضور کی بتلائی ہوئی حقیقت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

بحرِ حکمت کے موتی — بسلسلہ صفحہ اوّل

سے یہ تو بالکل ہی بعید ہے کہ وہ اپنے والدین کی شان میں ایسی گستاخی کا ارتکاب کرے کہ ان کے حق میں کوئی سخت یا نازیبا کلمہ استعمال کرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی اسے محال ہی یقین کرتے تھے کیونکہ انہوں نے حیرت سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی اپنی گالیوں کا نشانہ بنا سکتا ہے۔

اس حدیث میں عظیم الشان اخلاقی سبق یہ ہے کہ مسلمان کو اس قدر محتاط رہنا چاہیئے کہ اس کے ہاتھ یا زبان سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے ایسا نہ ہو کہ دوسرا غصہ میں آکر اس کو تکلیف پہنچانے کا موجب بن جائے۔ اسی لئے فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر دوسری حدیث میں ہے المسلم من سلم الناس من لسانہ ویدہ کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام لوگ محفوظ رہیں حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد اور صحابہ کرام رضہ کی حیرت سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان اپنے والدین کو گالی نکال سکتا ہی نہیں۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے اور کس قدر رونے کا مقام ہے کہ ہماری موجودہ مسلم سوسائٹی میں ایسے اشخاص بکثرت پائے جاتے ہیں کہ اپنے والدین کو گالیاں دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں دوسروں کے والدین کے حق میں دشنام دہی تو قریباً قریباً معمول بنا ہوا ہے معمولی گالیاں بھی نہیں بلکہ فحش ترین گالیاں استعمال کی جاتی ہیں اور یہ بدعادت اس قدر عام ہوتی جا رہی ہے کہ معصوم بچے بھی اس کا اثر لئے بغیر نہیں رہ سکے چنانچہ عام دیکھنے میں آتا ہے کہ جب بچے آپس میں لڑتے ہیں تو ایک دوسرے کے والدین کے حق میں فحش ترین کلمات استعمال کرتے ہیں جو ہماری تربیت اور تہذیب کا بدترین مظاہرہ ہے۔

کاش کوئی پاک دل اور باہمت اور دل میں قوم کی اخلاقی اصلاح کا درد رکھنے والا انسان اُٹھے اور پاکستان کو اس گند سے ہمیشہ کے لئے پاک کرنے کا بیڑا اُٹھائے تا یہ بدنما دھبہ مستقل طور پر ہمارے معاشرے سے دھل جائے۔

درخواست دُعا

(۱) مولینا یعقوب خان صاحب اگرچہ پہلے کی نسبت روبصحت ہیں لیکن تاحال مکمل طور پر صحت یاب نہیں۔

(۲) شیخ رحمت الٰہی صاحب ریٹائرڈ ایڈیشنل چیف انجنیئر واپڈا عارضہ فالج کی وجہ سے بہت دیر سے صاحب فراش ہیں۔

(۳) زیدہ کے علی بہادر خان بھی عارضہ فالج میں مبتلا ہیں۔

(۴) چوہدری عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول [illegible] قریباً دو ماہ سے بیمار ہیں اب پہلے کی نسبت آرام ہے کمزوری بہت ہے

ان سب دوستوں اور ان احباب کے لئے جو مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں احباب کی دلسوز دعاؤں کی ضرورت ہے

آپ کے خطوط

مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ ربوہ سے درخواست

۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں جب آپ کے والد ماجد جناب خلیفہ صاحب سے جنازہ کے بارہ میں سوال ہوا کہ آپ نے غیر احمدی بچوں تک کے جنازوں سے روک رکھا ہے اور ان کو ہندوؤں کے بچوں کے مطابق گردانا ہے۔ تو خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ :۔

"اب ہمیں بانیٔ سلسلہ کا فتویٰ ملا ہے جس کے مطابق ممکن ہے غور و خوض کے بعد پہلے فتوے میں ترمیم کر دی جائے"۔

اس وقت احباب نے خلیفہ صاحب کے اس بیان پر چند سوالات اٹھائے تھے مثلاً یہ کہ یہ فتوے چالیس سال کہاں بھٹکتا رہا؟ یا یہ فتوے قادیان میں کیوں نہ مل سکا اور ۱۹۴۷ء کے فسادات ہندو مسلم میں جب ہر چیز ادھر ہی رہ گئی یہ کیسے اڑتا اڑتا ربوہ کی خشک پہاڑی اور کلر شور مقام پر پہنچ گیا؟ یا جب جماعت احمدیہ لاہور بار بار اس فتوے کو شائع کرتی اور اس طرف بلاتی رہی۔ اس وقت اس طرف توجہ کیوں نہ کی گئی؟

اب میرا سوال یہ ہے کہ کیا حضرت بانیٔ کے محولہ بالا فتوے پر ابھی تک غور و خوض ہوا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو مہربانی فرما کر اعلان کیجئے کہ اس چھوٹے سے فتویٰ پر جو علماء کی کمیٹی مدت سے غور کر رہی ہے، اس کا اجلاس کب ختم ہوگا؟ اور کب وہ اپنا فیصلہ صادر فرمائے گی۔ اور نہیں تو کم از کم اس فتویٰ ہی کو شائع کر دیجئے کیونکہ مامور الٰہی اور حکم عدل کے فتوے پر غیر مامورین کی کمیٹی غور یا فیصلہ کرنے کی مجاز نہیں ہو سکتی۔

میں امید کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب "خلیفۂ ثالث" اس بارے میں عوام کو مزید انتظار میں نہ رکھیں گے اور حضرت مسیح موعود کا اصل فتوے شائع فرما کر جماعت کو اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم صادر فرمائیں گے۔ والسلام

عبدالحمید احمدیہ بلڈنگس لاہور

ذرا گریبان میں ....

منہ ڈال کر دیکھئے تو۔ کہ آپ بچپن سے بلوغت تک پہنچے۔ اور پھر صاحبِ خانہ ہو کر صاحب اولاد ہوئے جوان تھے معمر ہونے لگے۔ غریب تھے۔ امیر بن گئے۔ امیر تھے امیر ترین ہو گئے۔ تن ڈھانکنے کو بمشکل لباس ملتا تھا۔ اور اب سفید پوش ہو کر جرگہ نشین ہو گئے۔ بھوکے تھے۔ اب پیٹ بھر کر ملتا ہے بے گھر تھے۔ حویلی اور بنگلے کے مالک بن گئے انقلاب آیا۔ جہاں تھے۔ وہاں سے آگے بڑھے رنگ پہ رنگ چڑھتا گیا۔ ہزارہا قسم کی تبدیلیاں ہوئیں مگر کبھی یہ بھی سوچا۔ خیال تک بھی آیا۔ کہ میں نے اعمال میں۔ اخلاق میں۔ عبادات میں روحانیات میں کتنی تبدیلی کی۔ عزیزوں کی دوستوں کی، غریبوں کی یتیموں کی کہاں تک دستگیری کی۔ اللہ کی عبادت میں۔ رسول کی محبت میں اور قرآن کے عشق میں کتنے قدم آگے بڑھائے۔ ہمسائیوں سے کتنا حسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعماء میں کہاں اور کس کس کو اپنے حصے پہنچائے اور لتسئلن یومئذٍ عن النعیم۔ تم سے اپنی دی ہوئی نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ دن میں کتنی بار یاد رکھا۔ خوراک میں، پوشاک میں۔ اور اس طرح دیگر نعماء میں مجھے اپنے بھائی اپنے پڑوسی اپنے غریب اور یتیم مخلوق کو کتنی دفعہ یاد آیا۔ میں قرضدار تھا۔ میں ننگا تھا۔ میں

پھوکا تھا۔ میں بے دست و پا تھا، میں بیمار تھا۔ میں بے گھر اور بے اولاد تھا۔ سب نعمتیں اللہ نے عنایت کیں میں نے کتنوں کو مذکورہ مصیبتوں سے مشکلات سے بری کیا۔ اُن کو بے نیاز کر دیا۔ کیا بغیر مانگے بھی کہیں کسی سفید پوش غریب نادار کو معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کیا کسی بے کس و بے بس بیمار و غریب کی امیر کی نہیں، کی بیمار پرسی کی۔ گھر پر جاکر اُس کے دل کو موہ لیا۔ کسی دل کو سے

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

پہلے بے نمازی تھا۔ اب نماز پڑھنے لگا ہوں، پہلے بے قاعدہ پڑھتا تھا۔ اب باقاعدہ پڑھ رہا ہوں۔ نماز پہلے بغیر جماعت کے پڑھتا تھا۔ اب باجماعت پڑھتا ہوں۔ پہلے کوئی نفل نہیں پڑھتا تھا۔ اب تہجد پڑھنے لگا ہوں۔ کم ازکم دس سال میں ایک قدم آگے بڑھایا۔ بس دولت کماتے کماتے جی بھر گیا۔ اب سکون ہے لالچ نہیں اس کو خیرباد کہہ دیا۔ اب بجائے اپنی خدمت کے مخلوق کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دوں گا۔ مَیں نے زکوٰۃ کبھی پوری نہیں دی تھی۔ اب پوری دوں گا۔ اگر ایسا خیال اب بیس سال گزرنے پر بھی نہ آیا۔ تو آپ نے کیا کمایا خاک کمایا۔ آپ نے بے شک زرد مال کمایا۔ مگر وہ تو آپکے آگے جاکر کام نہ آئے گا۔ وہ تو عذاب بن کر آپ کے سر پر چڑھے گا۔ وہ تو ایک طوفان بن کر قہر الٰہی کی شکل میں آپ کے سامنے ناچے گا۔ یہاں تو ہم ہر اگلے قدم سے پہلے سوچتے ہیں۔ کہ نقصان نہ ہو۔ گھاٹا نہ ہو۔ گڑھا نہ ہو۔ سانپ بچھو نہ ہو۔ اگلے قدم اُٹھانے کے لئے کتنا سوچتے ہیں۔ کہیں کنواں نہ ہو۔ اور گر نہ جاؤں۔ مگر آخرت کے لئے دن بھر ہم کتنی بار سوچتے ہیں۔ اگر نہیں سوچتے تو یہ تو دانائی نہ ہوئی۔ ایسے کو ہشیار اور عالم نہیں کہتے۔ کیونکہ اللہ نے تو یہ بے انتہا نعمتیں آپ کے امتحان کے لئے اور آپ کی آزمائش کے لئے آپ کو دی ہیں اللہ کرے کہ ہم اس امتحان میں کامیاب ہو کر نکلیں۔ محمود احمد ملنگ۔

بازار دالگراں پشاور

برلن مسجد کی مرمت

برلن (مغربی جرمنی) میں ہماری انجمن نے ایک شاندار مسجد تعمیر کر رکھی ہے، جو وسط یورپ میں توحید الٰہی کی تبلیغ کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ مسجد کچھ عرصہ سے قابلِ مرمت چلی آ رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کی طرف جلد از جلد توجہ کی جائے۔ اور اس خانۂ خدا کی مضبوطی کے لئے حسبِ استطاعت سب دوست حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

خاکسار:۔ افسر تحصیل احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مساجد فنڈ کو ترقی دیجئے

حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے:۔

"اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے یہ خانۂ خدا ہوتا ہے جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی اور اگر کوئی گاؤں ایسا ہو یا شہر، جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا"

حضرت کے اس ارشاد کے تحت انجمن نے اپنے بجٹ میں مساجد فنڈ کے نام سے ایک مد قائم کر رکھی ہے جس میں مختلف مقامات پر مساجد تعمیر کرنے کے لئے سرمایہ جمع ہوتا ہے، اس وقت اس فنڈ میں بہت تھوڑی رقم بقایا ہے، دوسری طرف جنوبی افریقہ کے احمدی احباب کی طرف سے وہاں مسجد تعمیر کرنیکے لئے روپیہ کی مانگ آئی ہے، وہاں کی سٹی کونسل نے مسجد کی تعمیر کے لئے جگہ فراہم کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے اور دریافت کیا ہے کہ جگہ الاٹ ہونے کے بعد کتنی جلدی مسجد تعمیر کی جا سکے گی کیونکہ غیر معینہ مدت کے لئے اس جگہ کو خالی نہیں رکھا جا سکتا بحالیکہ اس مقام پر عبادت گاہیں بنانے کے لئے اور بھی بہت زیادہ درخواستیں آ چکی ہیں۔

ان حالات میں مساجد فنڈ کو ترقی دینے کے لئے احباب کی خصوصی توجہ درکار ہے اور ضروری ہے کہ اس فنڈ میں جس قدر جلد ممکن ہو زیادہ سے زیادہ رقوم ارسال کی جائیں، تاکہ خانۂ خدا کی تعمیر میں رکاوٹ پیدا نہ ہو، حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مسجد تعمیر کرے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا گھر بنائے گا۔

افسر تحصیل

احمدی طلباء توجہ کریں

جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والے ایسے طلباء سے درخواستیں مطلوب ہیں جو دنیوی تعلیم جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہونے کے خواہاں ہوں تاکہ اپنی زندگیاں اشاعتِ دین کی راہ میں وقف کر سکیں۔ انجمن اپنے تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم و تربیت دلانے کے علاوہ اخراجات رہائش اور فیس وغیرہ میں بھی مناسب حسب حالات امداد کرے گی۔

اعلیٰ درجہ پر میٹرک اور مڈل پاس طلباء لوکل سیکرٹری یا ممبر جماعت سے تصدیق کرا کے اپنی درخواستیں یکم اکتوبر سے قبل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھجوائیں۔ ڈاکٹر اللہ بخش

آنریری جنرل سیکریٹری

کتنی انسانوں کی خدمت

بہت بڑا کام ہے

آپ بھی

آفتاب الدین احمد خیراتی دارالشفاء کی

اعانت فرما کر اس بڑے کام میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اور

اللہ تعالیٰ کی برکات کے وارث بھی

عطیات

محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

قبول فرماتے ہیں

ضروری اعلان

ذیل کی جماعتوں کے صدر و سیکرٹری صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ ہائے کے لئے سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی تاریخوں سے مطلع فرما دیں، گذشتہ موسم بہار میں اکثر جماعتوں نے جلسے منعقد کرائے تھے۔ مگر ذیل کی جماعتوں کی طرف سے بوجوہ ابھی تک جلسے منعقد نہیں ہوئے

(۱) ملتان اور ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور (۲) چک نمبر ۱ ادکاڑہ (۳) سیالکوٹ اور وزیرآباد (۴) جہلم و گجرات (۵) راولپنڈی اور ... ۔

ڈاکٹر اللہ بخش۔ آنریری جنرل سیکریٹری

پیغامِ صلح مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۲ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۴۲

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تار کا پتہ : تبلیغ لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر ۳۷۴۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے :-
ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوڈ

فی پرچہ :- ۱۳ پیسے

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۲ ؍ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ ۲۸ ؍ ستمبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۳۵

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں - لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خاص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
اموال اور نفوس میں برکت ڈالوں گا ۔"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی — اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لئے دعا کرو نہ یہ کہ منادی کرو"

جس کے اخلاق اچھے نہیں، مجھے اسکے ایمان کا خطرہ ہے

ارشادات حضرت مجدد زمان مسیح موعود علیہ السلام

صلاح و تقویٰ ، نیک بختی اور اخلاقی حالت کو درست کرنا چاہیئے - مجھے اپنی جماعت کا یہ بڑا غم ہے کہ ابھی تک یہ لوگ آپس میں ذرا سی بات سے چڑ جاتے ہیں عام مجلس میں کسی کو احمق کہدینا بھی بڑی غلطی ہے اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لئے دعا کرو کہ خدا اسے بچا لے - یہ نہیں کہ منادی کرو - جب کسی کا بیٹا بدچلن ہو تو اس کو سردست کوئی ضائع نہیں کرتا بلکہ اندر ایک گوشہ میں سمجھاتا ہے کہ یہ بُرا کام ہے اس سے باز آجا - پس جیسے رفق - حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو ویسے ہی آپس میں بھائیوں سے کرو - جس کے اخلاق اچھے نہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا یہ برباد ہو گیا - پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے - خدا تعالےٰ فرماتا ہے - اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم - اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے بلکہ چاہیئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے چونکہ خود تو وہ پابند ان امور کا نہیں ہوتا - اس لئے آخر کار لم تقولون مالا تفعلون کا مصداق ہو جاتا ہے -

اخلاص اور محبت سے کسی کو نصیحت کرنی بہت مشکل ہے بعض وقت نصیحت کرنے میں بھی ایک پوشیدہ بغض اور کبر ملا ہوا ہوتا ہے اگر خالص محبت سے نصیحت کرتے ہوتے تو خدا تعالےٰ ان کو اس آیت کے نیچے نہ لاتا - بڑا سعید وہ ہے جو اول اپنے عیوب کو دیکھے - ان کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے یاد رکھو کہ کوئی پاک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اسے پاک نہ کرے - جب تک اتنی دعا نہ کرے کہ مر جاوے تب تک سچا تقویٰ حاصل نہیں ہوتا اس کے لئے دعا سے فضل طلب کرنا چاہیئے ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

اللہ تعالیٰ کی مدد کو حاصل کرنے کا ایک نہایت کارآمد گُر

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کان اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ یعنی اللہ تعالےٰ بندہ کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے ۔

دنیا میں کون شخص ہے جو اللہ تعالےٰ کی مدد سے اپنے آپ کو مستغنی خیال کر سکتا ہے قدم قدم پر انسان کو اللہ تعالےٰ کی مدد کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے خصوصاً ان حالات میں جبکہ تمام مادی و انسانی ذرائع اسکو پیش آمدہ مشکلات پر قابو پانے میں ناکام ہو جاتے ہیں ایسا انسان اپنے آپ کو دنیا میں بالکل بے آسرا پاتا ہے ایسے وقت میں تمام انسان بالعموم فطرتاً خدا کی طرف ہی جھکتے ہیں کیونکہ اسکے سوا انہیں کوئی سہارا نظر نہیں آتا -

سو حدیث مذکورہ بالا میں اللہ تعالےٰ کے رسول مقبول صلعم نے ہمیں اللہ تعالےٰ کی مدد کو جذب کرنے کا آسان گُر بتلایا ہے فرمایا اے انسانو! اگر تم چاہتے ہو کہ مشکلات کے وقت میں اللہ تعالےٰ تمہاری امداد کے لئے آئے اور تمہاری مشکلات دور کرنے کا وسیلہ بنے تو اس کا علاج یہی ہے کہ تم جب دوسروں کو مشکلات میں گھرے ہوئے دیکھو تو ان کی طرف اپنی مدد کا ہاتھ بڑھاؤ اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دوسروں کو مشکلات سے مخلصی دلانے میں کوشاں رہو اگر تم ایسا کرتے رہوگے تو یاد رکھو کہ تمہیں جب مشکلات پیش آئیں گی اور مصائب تمہارے ارد گرد گھیرا ڈال لیں گی اور کوئی راہ تمہیں [illegible]

تبلیغی خطوط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پاکے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ: الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی (اھو))

ابادان

ترجمہ خط: محمد نو جبانہ رحیم - ابادان -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کچھ اسلامی لٹریچر برائے مطالعہ درکار ہے میرے والدین نہیں ہیں۔ میں نے جب قرآن شریف ختم کر لیا تو میرے والد فوت ہو گئے۔ اور میں نے اپنی ماں کو تو دیکھا ہی نہیں میرا بھائی اور بہن بھی کوئی نہیں . . . .

. . . . میرے رشتہ دار جنھوں نے مجھے تعلیم دلائی وہ اب جواب دے گئے ہیں۔ اور اب میرے پاس کوئی راستہ نہیں۔ میرے دوست یونس لاول جنھوں نے آپ کو خط لکھا ہے مجھے کہا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو لکھو وہ تمہاری امداد کریں گے۔

اس لئے گذارش ہے کہ مجھے چند رسالے اور ایک قرآن شریف انگریزی ارسال کریں کیونکہ جو میرے پاس تھا وہ چوری ہو گیا ہے۔ اب میرے پاس اتنا روپیہ نہیں کہ قرآن شریف خرید سکوں۔ میں عربی سکول میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ اس لئے قرآن شریف بہت جلد ارسال کریں۔ تاکہ سکول میں داخلہ لے سکوں۔ امید ہے کہ آپ میری التماس قبول فرمائیں گے۔

(ان کو خط لکھا گیا اور لٹریچر بھیجا گیا)

گھانا

ترجمہ خط: عیسو میاں یوسف - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ خط لکھتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں۔ پچھلی دفعہ میں نے اپنے ایک دوست کے پاس چند کتابیں آپ کے سلسلہ کے متعلق پڑی ہوئی دیکھیں۔ میں نے اس کو کہا کہ مجھے مطالعہ کے لئے دو۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس نے مجھے آپ کا ایڈریس دیا کہ وہاں سے منگوائیں۔ اس لئے میری التماس ہے کہ مجھے بھی اپنے سلسلہ کی کتابیں ارسال کریں تاکہ میں مطالعہ کر سکوں اور مذہب کی معلومات حاصل کروں۔ امید ہے کہ میری گذارش منظور ہوگی اور آپ کتابیں ارسال کریں گے۔ - والسلام

(ان کو لٹریچر اور خط بھیجا گیا)

ترجمہ خط: وائی - بن سعید - کماسی گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ خط لکھتے ہوئے بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے مینول آف حدیث کی سخت ضرورت ہے میری مؤدبانہ اپیل ہے کہ پہلی فرصت میں یہ کتاب روانہ فرمائیں۔ مفت یا قیمتاً جیسے بھی مناسب ہو۔

اگر آپ کے پاس اسلامی لٹریچر ہو تو وہ بھی ارسال فرمائیں۔ - والسلام

(ان کو لٹریچر اور مینول آف حدیث بھیجی گئی)

ترجمہ خط: محمد یوسف - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کی جماعت کا نام ایک کتاب میں لکھا ہوا پڑھا۔ اس کتاب میں انگریزی قرآن شریف کا ذکر تھا۔ کافی مدت سے میں اس کی جستجو میں تھا امید ہے کہ آپ میری التجا کو قبول کریں گے اور ایک نسخہ ارسال فرمائیں گے۔ میں اس کا ہدیہ کچھ نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور جزا دے گا۔ ہم لوگ چونکہ مذہب سے بالکل بے بہرہ ہیں اس لئے ہم کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط: مسٹر کمال عبدالائی - کیکا - گھانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار موضع یانذی میں استاد ہے۔ مجھے مذہب اسلام سے بہت دلچسپی ہے۔ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے . . . . قرآن شریف، حدیث کے علاوہ اہم اسلامی لٹریچر ارسال فرما دیں۔ - والسلام -

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا - اور قرآن کی قیمت تحریر کی گئی) (باقی ص ۱۲ کالم ۱)

ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت کشف و الہام سے

گذشتہ اشاعت میں ہم پرویز صاحب کے اس بیان پر کہ ختم نبوت کے ساتھ کشف و الہام کا دروازہ بھی بند ہو گیا اپنے اس خیال کا اظہار کر چکے ہیں کہ :-

"فی الحقیقت کشف و الہام ہی ہے، جس سے ہر زمانہ میں خدا تعالے کی ہستی کا زندہ ثبوت ملتا ہے ۔ یہ قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا ثمرہ ہے کہ آپ کی کامل متابعت سے اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا ہے اور اگر ختم نبوت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں کے ساتھ کلام کرنا بھی بند ہو گیا تو اس سے بڑھ کر محرومی اور کیا ہو سکتی ہے"۔

اس سلسلہ میں یہ امر قابل غور ہے کہ جو لوگ کشف و الہام کے قائل نہیں، انہیں خدا تعالےٰ کی ہستی کے بارہ میں یقین و ایمان کا وہ درجہ حاصل نہیں جو ایک کامل الایمان شخص کو حاصل ہوتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ وہ شک اور ریب کی بھول بھلیوں میں ہی بھٹکتے رہتے ہیں ۔ مثال کے طور پر مودودی صاحب جو آج دینی علوم میں مسلمانوں کی رہبری کے دعویدار ہیں، ہستی باری تعالےٰ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں :-

"خدا کی ہستی کے متعلق زیادہ سے زیادہ جو کچھ آدمی کے امکان میں ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ آثار کائنات پر غور کر کے ایک نتیجہ اخذ کر سکے، کہ خدا ہے اور اس کے کام شہادت دیتے ہیں کہ اس کے اندر یہ اور یہ صفات ہونی چاہئیں یہ نتیجہ بھی علم کی نوعیت نہیں رکھتا بلکہ صرف ایک عقلی قیاس اور گمان غالب کی نوعیت رکھتا ہے اس قیاس اور گمان کو جو چیز پختہ کرتی ہے وہ یقین اور ایمان ہے۔ لیکن کوئی ذریعہ ہمارے پاس ایسا نہیں ہے جو اس کو "علم" کی حد تک پہنچا سکے۔ اب آپ خود سوچئے کہ جب خدا کی ہستی کے بارے میں بھی ہم یہ دعوے نہیں کر سکتے کہ ہم کو اس کے ہونے کا "علم" حاصل ہے تو آخر اس کی حقیقت کا تفصیلی علم کیونکر ممکن ہے۔"

(رسائل و مسائل حصہ دوم ص۲۹۶)

دیکھا آپ نے ؟ یہ ہے کشف و الہام کا دروازہ بند کرنے کا نتیجہ ۔ اگر مودودی صاحب جیسا صاحب علم انسان بھی خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق "علم" کی حد تک نہیں پہنچ سکتا تو دیگراں را چہ رسد"، اسی بات کے پیش نظر حضرت مسیح موعود نے بار بار اس امر پر زور دیا ہے کہ :-

"محض معقولی قوتوں کے ذریعہ سے خدا تعالےٰ کی شناخت کامل طور پر نہیں ہو سکتی وجہ یہ کہ معقولی قوتیں جو انسان کو دی گئی ہیں ان کا تو صرف اس حد تک کام ہے کہ زمین و آسمان کے فرد فرد یا ان کی ترتیب محکم اور ابلغ پر نظر کر کے یہ حکم دیں کہ اس عالم جامع الحقائق اور پُر حکمت کا کوئی **صانع ہونا چاہیئے** یہ تو ان کا کام نہیں ہے کہ یہ حکم بھی دیں کہ **فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے۔** لیکن ظاہر ہے کہ بغیر اس کے کہ انسان کی معرفت اس حد تک پہنچ جائے کہ درحقیقت وہ صانع موجود ہے ... صرف ضرورت صانع کو محسوس کرنا کامل معرفت نہیں کہلا سکتی کیونکہ یہ قول ---- کہ ان مصنوعات کا کوئی صانع **ہونا چاہیئے** اس قول سے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا کہ وہ صانع جس کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے فی الحقیقت **موجود بھی ہے**"

اور آگے چل کر فرماتے ہیں :-

"جن باتوں کو معقولی قوتیں کامل طور پر دریافت نہیں کر سکتیں، روحانی قوتیں ان کی حقیقت تک پہنچ جاتی ہیں اور روحانی قوتیں معرفت اللہ تعالیٰ کی اپنے اندر رکھتی ہیں یعنے ایسی صفائی پیدا کرتا کہ مبدء فیض کے فیوض ان میں منعکس ہو سکیں، سو ان کے لئے لازمی مشروط ہے کہ حصول فیض کے لئے مستعد ہوں اور حجاب اور روک درمیان نہ ہو تا خدا تعالےٰ سے معرفت کاملہ کا فیض پا سکیں اور صرف اس حد تک انکی شناخت محدود نہ ہو کہ اس عالم پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے بلکہ اس صانع سے شرف مکالمہ مخاطبہ کامل طور پر پا کر اور بلا واسطہ اس کے بزرگ نشان دیکھ کر اس کا چہرہ دیکھ لیں اور یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر لیں کہ فی الحقیقت **وہ صانع موجود ہے** لیکن چونکہ اکثر انسانی فطرتیں حجاب سے خالی نہیں اور دنیا کی محبت اور دنیا کے لالچ اور تکبر اور نخوت اور عجب و ریاکاری اور نفس پرستی اور دوسرے اخلاقی رذائل اور حقوق اللہ اور حقوق عباد کی بجا آوری میں عمداً قصور اور تساہل اور شرائط صدق و ثبات اور دقائق محبت اور وفا سے عملاً انحراف اور خدا تعالےٰ سے عمداً قطع تعلق اکثر طبائع میں پایا جاتا ہے، اس لئے وہ طبیعتیں بباعث طرح طرح کے حجابوں اور پردوں اور روکوں کے اور نفسانی خواہشوں اور شہوات کے اس لائق نہیں کہ قابل قدر فیضان مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا ان پر نازل ہو" (حقیقۃ الوحی ص۱۱)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی پر کامل یقین و ایمان محض معقولی دلائل اور کائنات کے نظام ابلغ و محکم پر غور کرنے سے پیدا نہیں ہو سکتا، اس کا ایک ہی ذریعہ ہے ۔ کشف و الہام یا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ، اس کے بغیر انسان کا ایمان مودودی صاحب کی طرح صرف عقلی قیاس اور گمان غالب کی نوعیت رکھتا ہے اور اس یقین کامل یا حق الیقین کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جس کو مودودی صاحب..... "علم" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں ۔

پس کشف و الہام سے انکار کرنا خدا تعالےٰ کی ہستی سے انکار کرنیکے مترادف ہے، یا کم از کم ایسے شخص کا ایمان ڈانواں ڈول رہتا ہے، جیسا کہ مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ :-

"خدا تعالےٰ کی ہستی کے بارے میں بھی ہم یہ دعوے نہیں کر سکتے کہ ہم کو اس کے ہونے کا علم حاصل ہے"

تحریک گردن چھڑائی

میں مزید عطیات

شیخ محمد حسین صاحب ۔ جھنگ	4.00
میاں محمد صادق صاحب ۔ لاہور	5.00
بیگم صاحبہ خواجہ صلاح الدین محمود صاحب کراچی	50.00
انعام اللہ خان صاحب چمن	2.00
ملک عبدالمومن صاحب لاہور	5.00
ملک محمد حسین صاحب گجرات	2.00
میزان مورخہ ۱۹ تا ۲۴ ستمبر ۶۶ء	68.00

درخواست دعا مولانا یعقوب خانصاحب ۔ شیخ رحمت الٰہی صاحب اور علی بہادر خانصاحب اور چوہدری سید احمد صاحب بدوملہی کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی جائے ۔

ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب خادم اور جناب اے آر یوسف بار ایٹ لاء
کی احمدیہ بلڈنگس لاہور میں آمد

احباب کو یاد ہوگا کہ گذشتہ سال اپریل ۱۹۶۵ء میں مشرقی پاکستان کے نہایت مشہور و معروف اور سرگرم احمدی جناب محترم ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب خادم بمعہ اہلیہ ربوہ سے واپسی پر چند دنوں کے لئے احمدیہ بلڈنگس لاہور ٹھہرے تھے۔ اب پھر ۲۱ ستمبر کو تبدیلی آب و ہوا کے لئے جناب ڈپٹی صاحب اپنے فرزند اکبر جناب اے آر یوسف ایم اے ایل ایل بی بار ایٹ لاء کے ہمراہ لاہور تشریف لائے ہیں اور مغربی پاکستان کے مختلف مقامات کی سیر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ چند دن احمدیہ بلڈنگس میں بھی قیام فرمائیں گے۔

اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۱۹۵۳ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی جماعت ربوہ نے تحقیقاتی عدالت کے سامنے مسئلہ تکفیر مسلمین، غیر احمدی کی نماز جنازہ، غیر احمدیوں سے رشتہ ناطہ اور مسئلہ نبوت مسیح موعود کے متعلق جو بیان دیا تھا وہ ان کے گذشتہ چالیس سالہ مسلک سے موافقت نہیں رکھتا۔ اس پر ڈپٹی صاحب کو ان مسائل کے متعلق تحقیق کی فکر دامنگیر ہوئی اور ان کے دل میں یہ بات بھی آئی کہ لاہوری جماعت جو قادیانی جماعت سے ۱۹۱۴ء میں الگ ہوئی تھی ان کے نمائندین سے بھی ان مسائل پر تبادلہ خیال کر کے یہ معلوم کریں کہ ان مسائل کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کا صحیح مسلک کیا تھا۔ چنانچہ اس مرتبہ وہ اور ان کے فرزند اکبر احمدیہ بلڈنگس میں قیام کے دوران ان مسائل پر نمائندین جماعت لاہور سے تبادلہ خیال کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ ڈپٹی صاحب موصوف گذشتہ سال خود ربوہ جا کر ان مسائل پر بعض علماء سے گفتگو کر چکے ہیں۔ اور ڈھاکہ میں بھی ربوہ جماعت کے علماء اور نمائندین سے گفتگو کا سلسلہ جاری ہے۔

Seen
Dy. Khalil Rahman
26.9.66

اخبار و افکار

ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی

ہفت روزہ المنبر نے ۸ رجمادی الاول ۱۳۸۶ھ کے شمارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ عبارت نقل کر کے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا دعویٰ ہے کہ "میں اس کی زندگی میں ۴ راگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔"

"المنبر" کا یہ استدلال ہے کہ مرزا صاحب ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے اسلئے ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی پیشگوئی سچی ثابت ہوئی۔

یہ استدلال اس وجہ سے غلط ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کی پیشگوئی میں "۴ راگست ۱۹۰۸ء تک" نہیں بلکہ "۴ راگست ۱۹۰۸ء کو" کے الفاظ ہیں، ملاحظہ ہو عبارت ذیل :-

"مرزا ۲۱ ساون یعنی ۴ راگست ۱۹۰۸ء کو مرض مہلک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔"

(روزنامہ پیسہ اخبار ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء)

تک اور کو کے مفہوم میں جو فرق ہے وہ ایک ادنیٰ سمجھ کے آدمی سے بھی پوشیدہ نہیں، اسی بناء پر حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد روزنامہ پیسہ اخبار نے لکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم کے الہام میں اگر "۲۱ ساون کو" کے بجائے "۲۱ ساون تک" ہوتا تو خوب ہوتا" اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بھی اپنے اخبار اہلحدیث میں یہ لکھا کہ :-

"ہم خدا لگتی کہنے سے رک نہیں سکتے کہ ڈاکٹر صاحب اگر اسی پر بس کرتے یعنی .... مرزا صاحب کی موت کی تاریخ مقرر نہ کر دیتے جیسا کہ انہوں نے کیا ہے چنانچہ ۱۵ رمئی کے اہلحدیث میں ان کے الہامات درج ہیں کہ ۲۱ ر ساون یعنی ۴ راگست کو مرزا مریگا تو آج وہ اعتراض نہ ہوتا جو ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کے روزانہ پیسہ اخبار میں ڈاکٹر صاحب کے اس الہام پر کیا ہے کہ "۲۱ ر ساون کو" کی بجائے "۲۱ ساون تک" ہوتا تو خوب ہوتا"

(اہلحدیث ۱۲ رجون ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

اس سے ظاہر ہے کہ پیسہ اخبار اور اہلحدیث دونو نے ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کا غلط ہونا تسلیم کر لیا۔ آج "المنبر" کا اس کی صداقت کا اعلان کرنا کہاں کی حق پرستی اور صداقت شعاری ہے، اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی پیشگوئی کو سچا مانتے ہوئے اس بات کا کیا جواب ہے کہ ان کا دعویٰ رسالت بھی سچا تھا، کیونکہ انہوں نے اس پیشگوئی کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا تھا؟

"افضل کون ہوگا"

اہل تشیع کا پندرہ روزہ ترجمان "المنتظر" عیسائیت کی موجودہ ترقی کا ذمہ دار مسلمانوں کو قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہے :-

"ذرا غور فرمایئے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے سردار حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو چالیس سال کے بعد درجہ نبوت پر فائز ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہ نص قرآن مجید پیدا ہوتے ہی صاحب کتاب ہونے کا اعلان فرمائیں تو پھر افضل کون ہوگا"

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہوتے ہی صاحب کتاب ہونا بہ نص قرآن مجید ثابت ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں درجہ نبوت پر فائز ہوئے جیسا کہ معاصر تنظیم اہلحدیث نے خود شیعہ تفاسیر سے ثابت کیا ہے تو پھر یہ اعتراض جمہور مسلمانوں پر نہیں بلکہ قرآن کریم پر ہونا چاہیئے۔

لیکن یہیں تک نہیں مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرندے بھی پیدا کئے، مُردے بھی زندہ کئے، کوڑھیوں کو شفا دی اندھوں کو بینا کیا اور غیب کی باتیں بھی بتائیں، لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ان میں سے ایک بھی معجزہ صادر نہیں ہوا، اور اس سے بھی بڑھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دشمنوں سے بچکر آسمان پر چڑھ گئے اور دو ہزار سال سے بجسدہ العنصری وہیں تشریف فرما ہیں نہ وہ وہاں کھاتے پیتے ہیں نہ ان پر کوئی تغیر وارد ہوتا ہے جو انسانی جسم کا خاصہ ہے اور وہ دوبارہ دنیا میں آکر امت محمدیہ کی اصلاح کرینگے اسکے بالمقابل ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے سردار حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دنیا میں دشمنوں سے بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں زخمی ہوئے اور ۶۳ سالہ کی عمر میں فوت ہو کر مدینہ کی سرزمین میں دفن ہو گئے۔

کیا ہم "المنتظر" سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ ان سب معتقدات کے ہوتے ہوئے "افضل کون ہوگا"؟ یہ فی الحقیقت صحیح ہے کہ مسلمانوں کے انہی معتقدات

(باقی بر صفحہ ۱۱)

ذات و صفات الٰہی اور کائنات و انسانیت کی مادی و روحانی تربیت کا ذکر

تمام عالم انسانیت کا ایک ہی دین ہے

حضرت امام الزمان کا دعوئے مجددیت اور اہل ربوہ کے افتراق انگیز معتقدات

ختم نبوت کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کی تلقین۔ آپ کا فیض روحانیت قیامت تک جاری رہے گا

خطبہ جمعہ۔ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۶۱ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استویٰ علی العرش یغشی الیل النہار یطلبہ حثیثا۔ والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین۔ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ۔ انہ لا یحب المعتدین (الاعراف)

ذات الٰہی، کائنات اور انسانیت کا ذکر

قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کا ذکر کثرت سے آتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس نے ساری کائنات کا بھی ذکر کیا ہے جس کا وہ خالق اور موجد ہے۔ اور کائنات کے ذکر کے ساتھ اس کے اندر انسانیت کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ ایک ہی آیت میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہے کائنات کا ذکر ہے اور عالم انسانیت کا ذکر ہے۔

بے نظیر کلام الٰہی

یہ ذکر مجموعۃً قرآن کریم کی پہلی ہی آیہ کریمہ الحمد للہ رب العالمین میں موجود ہے۔ اس میں خدا کے خالق ہونے کا ذکر ہے کائنات اور انسانیت کا ذکر ہے اور انسانیت کی ربوبیت کرنے کا ذکر ہے۔ ایسا جامع جملہ دنیا کی کسی مذہبی یا فلسفہ کی کتاب میں نہیں ملتا۔ جس طرح خدا تعالیٰ کی ذات بے نظیر ہے اسی طرح اس کا کلام بھی بے نظیر ہے۔

قدرت خداوندی کی تفصیلات

یہ آیہ کریمہ جو میں نے تلاوت کی ہے قدرت خداوندی کی تفصیلات بیان کرتی ہے فرمایا ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض رب وہ ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے کائنات کا موجد ہی اس پر حکومت کر سکتا ہے اس لئے فرمایا ثم استویٰ علی العرش۔ اس کائنات کے عرش حکومت پر وہ متمکن ہے۔ شن لکھا الا لہ الخلق والامر موجد و خالق ہی کو شایاں ہے کہ وہ مخلوقات پر حکومت کرے۔ لا شریک لہ کائنات پر حکومت میں کسی دوسرے کا حصہ نہیں ہے۔ پھر فرمایا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔ یہ سورج اور قمر اور یہ نجوم اس کے حکم کے تحت مصروف عمل ہیں اور اس کا انسان مشاہدہ کر رہا ہے۔

رات اور دن میں برکات الٰہی

اس کی حکومت کا ایک شعبہ ہمارے قریب تر ہے فرمایا یغشی الیل النہار۔ رات کو وہ پردہ بنا کر دن کے اوپر اوڑھا دیتا ہے جس سے تمام کی تمام مخلوق محو آرام ہو جاتی ہے۔ جو بیٹریاں دن بھر کے کام کاج کی وجہ سے خالی ہو جاتی ہیں رات بھر کے آرام کے بعد یہ پھر پُر ہو جاتی ہیں۔ صبح کے وقت حصول معاش کی خاطر تم خود بخود کھڑے ہو جاتے ہو۔ یہ تمام حالات واضح کر رہے ہیں کہ تبارک اللہ رب العالمین اللہ تعالیٰ کی ذات سرچشمہ برکات ہے۔

زمین و آسمان کے باہمی ربط کی برکات

دوسری جگہ فرمایا جعل لکم الارض فراشا۔ اس زمین کو ہم نے انسانیت کے لئے قرارگاہ بنایا ہے۔ والسماء بناء ساری انسانیت پر ایک خیمہ لگا رکھا ہے۔ وانزل من السماء ماءً آسمان سے بارش ہوتی ہے جس سے انسانیت کی تمام ضروریات مہیا کی جاتی ہیں والشمس ضیاء والقمر نورا سورج اور چاند روشنی دیتے ہیں۔ سورج کی گرمی سے اور بارش کی برکت سے زندگی نمودار ہوتی ہے۔ غلہ جات، میوہ جات، پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ آسمان اور زمین کا آپس میں ربط ہے بارش سے زمین پھٹتی ہے اور اس میں سے طرح طرح کی سبزیاں، چارہ اور غلہ جات وغیرہ نکل آتے ہیں۔ تبارک اللہ رب العالمین۔ یہ برکات ظاہر کرتی ہیں کہ خدا کی ذات بڑی بابرکات ہے

عالم انسانیت کے لئے ایک ہی دین

جس طرح سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے عالم مادیت میں مخلوق کی پرورش کے لئے ایک ہی طرح کا انتظام کیا ہے۔ اسی طرح عالم انسانیت کی روحانی تربیت کے لئے یکساں انتظام کر رکھا ہے یعنی دین بھی ایک ہی دیا ہے فرمایا شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا۔ پرانے سے پرانے نبی حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ حضرت نوح کا جو دین تھا۔ وہی دین حضور نبی کریمؐ کو عطا کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ پھر فرمایا حضرت ابراہیمؑ کو اور حضرت موسےٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ کو بھی وہی دین عطا کیا تھا کیونکہ دین کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔

مذہب کا سائنس

الغرض جس طرح الوہیت کی وحدت ہے ویسے ہی انسانیت کی وحدت اور دین کی وحدت ہے اور اس پر ایک ہی عمل کی تلقین ہوتی رہی اس کو مذہب کا سائنس کہتے ہیں۔ اس سے پہلے مذہب کو کسی پیغمبرؑ نے بطور سائنس پیش نہیں کیا۔

آنحضرت صلعم کی وحی کی شان

اتنا بڑا قلب کسی کو نصیب نہ ہوا جتنا کہ حضرت صلعم کو نصیب ہوا۔ اسی لئے اتنی شان کی وحی کسی دوسرے پیغمبرؑ پر نازل نہ ہوئی جو حضور صلعم پر نازل ہوئی بلغ العلےٰ بکمالہ

یورپ میں تبلیغ کا سائنٹیفک طریق

[illegible] کے مطابق جب اہل یورپ کے سامنے اسلام کو اس معقول اور سائنٹیفک طریق سے رکھا تو اس کو وہ قبول کرنے لگے اگر اہل یورپ

کو یہ تلقین کی جائے کہ حضرت مرزا صاحب کے مبعوث ہونے سے دنیا کے تمام کے تمام مسلمان جنہوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا کافر و بے دین ہو گئے ہیں تو وہ اس قسم کی تبلیغ کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

اہل ربوہ کی افتراق انگیز تعلیمات

حضور نبی کریم صلعم تو اقوام عالم کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ اور اہل ربوہ کی تعلیمات خود مسلمانوں کو بھی اسلام سے خارج کرتی ہیں العجب ثم العجب۔ یہ کس قدر مفید دین ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پیشتر انسانوں کو عطا کیا۔ آج چودہ سو سال کی ترقی کے بعد اگر یہ کہا جائے کہ پچاس کروڑ مسلمان اس دین کو مانتے ہوئے بے ایمان اور کافر ہو گئے۔ تو یہ حضرت نبی کریم صلعم کے دین پر ایک کلہاڑا ہے۔ مگر یہ تعلیمات جو ربوہ کی خلافت شائع کرتی ہے حضرت مرزا صاحب کے عقائد کے خلاف ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت کا ہے

حضرت مرزا صاحب تو فرماتے ہیں۔ کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ نہیں وہ بار بار کہتے ہیں کہ میں خادم دین اور خادم رسول ہوں۔ ان کا دعوےٰ نبوت کا نہیں ہے۔ ان کا دعوےٰ مجدد ہونے کا ہے اور مجدد کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے۔ اور ان کے نہ ماننے سے کفر لازم نہیں آتا۔

مسلمانوں کے بزرگ علماء کو کافر کہنا ظلم عظیم ہے

آپ اسلامی علاقوں میں جائیں۔ افریقہ مصر، شام، عرب اور اردن وغیرہ میں جائیں، وہاں بڑے بڑے بزرگ علماء موجود ہیں جو طیب و طاہر ہیں۔ محمد عبدہٗ جب سوئٹزر لینڈ گئے تو وہاں ایک رومن کیتھولک لیڈی نے ان کو دیکھ کر کہا کہ آج ہم نے ایک مسلمان سینٹ (ولی اللہ) دیکھا ہے جس کی بزرگی اس کے ماتھے پر لکھی ہوئی تھی۔ محمد عبدہٗ اور جمال الدین افغانی ان دونوں کے اخلاق و اوصاف مومنانہ تھے۔ ان دونوں نے پیرس میں ایک جریدہ جاری کیا تھا جس کا نام العُروۃ الوُثقیٰ تھا۔ اس میں معارف و خصوصیات قرآنیہ بیان کی جاتی تھیں۔ جب سے اسلامی دنیا موجود ہے اس وقت سے اولیاء پیدا ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ ان اولیاء کرام کے وجود سے اسلام کی سچائی ظاہر ہوتی ہے۔ مکہ، ربتر اور مصر و شام کے علماء جن کے چہروں پر بزرگی کے نشان ہیں وہ قرآن کریم کے قاری اور مفسر ہیں ان کو کس زبان سے کافر کہہ سکتے ہیں یہ ظلم عظیم ہے۔ یہ حضرت مرزا صاحب کی رسوائی اور ان کی خدمات دینیہ کی بدنامی ہے۔

حضرت امام الزمان کا دعوےٰ نبوت سے انکار

حضرت امام زمان نے فرمایا ہے کہ افتراء کے طور پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا کوئی دعوےٰ نبوت کا نہیں ہے۔ اور حضرت کے بعد دعوےٰ نبوت کرنے والے کو کافر و بے دین سمجھتا ہوں۔

ختم نبوت کے بارہ میں حضرت نبی کریم صلعم کی تلقین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کے بارے میں کئی طرح تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا لانبی بعدی میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ اور فرمایا ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلانبی بعدی رسالت اور نبوت مجھ پر ختم ہو چکی ہے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور فرمایا: ختم بی النبیون میرے بعد نبیوں کا آنا ختم ہے اور فرمایا مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃٍ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین یعنے میری مثال اور نبیوں کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جس نے ایک گھر بنایا اور اسے اچھا اور خوبصورت بنایا سوائے کونے کی اینٹ کے، تو لوگ اس کے گرد گھومتے اور تعجب کرتے اور کہتے یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی سو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں اس حدیث میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور آپؐ کے بعد اس محل میں کسی اور نئی اینٹ کی گنجائش نہیں ہے۔ پھر فرمایا کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء اذا ھلک نبی خلفہ نبی۔ وسیکون فی امتی الخلفاء۔ بنی اسرائیل کی تربیت کے لئے نبی آیا کرتے تھے، جب کبھی کوئی نبی وفات پا جاتا۔ تو دوسرا نبی آ جاتا۔ مگر میری امت میں میرے بعد خلفاء آتے رہیں گے۔

حضرت امام الزمان حضرت نبی کریم صلعم کے خلیفہ ہیں

چنانچہ حضرت امام الزمان نے فرمایا کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں۔ اور ایسا خلیفہ کہ آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ میں میرا ذکر نہیں البتہ اس قوم کا ذکر ہے جس کی تربیت کے لئے میں آیا ہوں۔ اس آیت میں میرا ذکر اس لئے نہیں کہ اصل معلم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

گردن چھڑانے کی تحریک

میں آج پھر اس بات کو دھرانا چاہتا ہوں کہ تحریک "گردن چھڑانا" نہایت مفید تحریک ہے۔ کوئی ایک روپیہ دے۔ کوئی دس روپے دے، کوئی سو روپے دے لیکن ہر شخص ضرور کچھ نہ کچھ دے۔ ساری کی ساری جماعت مل کر اس تحریک میں حصہ لے۔ کوئی شخص ایسا نہ رہ جائے جس نے اس میں حصہ نہ لیا ہو۔ ساری قوم مل کر جس کام کو کرتی ہے اس پر خدا تعالیٰ برکات نازل کرتا ہے۔

اہل ربوہ کے معتقدات امام الزمان کی رسوائی کا موجب ہیں۔

اس واضح تعلیم کے بعد ربوہ کی خلافت کا یہ بیان کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوۃ کا دعویٰ کیا ہے امام زمان پر بہتان ہے۔ حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ میرے دعوےٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا۔ اور ربوہ کی خلافت کا یہ عقیدہ کہ ان کے انکار سے پچاس کروڑ مسلمان کافر ہو گئے ہیں یہ بے بنیاد ہے اور نقصان دہ ہے۔ یہ لوگ حضرت صاحب کو حکم عدل قطعاً نہیں مانتے بلکہ ان کے واضح بیانات و اعتقادات کو رد کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے وہ امام وقت کو رسوا کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب کی نبوت کو تسلیم نہ کرنے پر کافر قرار دینا کس قدر گستاخی اور رسوائی ہے جس طرح سے عیسائیوں نے غلو کر کے حضرت عیسےٰ کو خدا بنا لیا اسی طرح سے اس خلافت نے مجدد کو نبی بنا دیا یہ امام وقت پر ظلم ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا فیض جو قیامت تک جاری رہیگا

حضرت خاتم النبیین صلعم کے بعد کوئی شریعت نہیں نہ کوئی نبی ہے۔ البتہ خدا تعالےٰ کے برگزیدہ اولیاء کرام کو مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ حسب تصریح قرآن کریم نبی اس کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی ہے۔ ہمارا نبی محمد رسول اللہ صلعم ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ ہماری کتاب قرآن کریم ہے۔ ہمارا دین اسلام ہے۔ اولیاء کرام سے اللہ تعالےٰ مخاطبہ مکالمہ کرتا رہا ہے اور کرتا رہیگا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا یہ فیض ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔ (باقی بر صفحہ ۱۱)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" پر تبصرہ

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "چشمہ معرفت"

کیا حضور کو نبی ثابت کرتی ہے یا ولی

"چشمۂ معرفت" سے قاضی صاحب کا پیش کردہ ادھورا حوالہ

رسالہ "الوصیت" سے قاضی صاحب کے پیش کردہ حوالہ کی صحیح تشریح پیش کرنے کے بعد اب میں حضور کی کتاب "چشمۂ معرفت" سے قاضی صاحب کے پیش کردہ حوالہ کا صحیح مفہوم بتلاتا ہوں۔ اور اس سے ان کے استدلال کی غلطی واضح کرتا ہوں۔ وہ حوالہ یہ ہے:۔

"نبوت اور رسالت کا لفظ خدا تعالےٰ نے اپنی وحی میں میری نسبت صدہا مرتبہ استعمال کیا ہے۔ مگر اس لفظ سے مکالمات مخاطبات الٰہیہ مراد ہیں جو بکثرت امور غیبیہ پر مشتمل ہیں۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو کثرت مکالمات مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا"

اس حوالہ سے بھی قاضی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ حالانکہ حضور کی اس تحریر میں بھی آپ کیلئے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بڑھ کر اور کچھ حاصل کرنے کا ذکر نہیں۔ اور یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ محض مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف کیا جانے والا اُمتی جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے۔ نبی کا لفظ ایسی پر مجاز اور استعارہ کے طور پر اور محض لغوی معنی میں ہی اطلاق پاتا ہے۔ لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قاضی صاحب نے رسالہ "الوصیت" کے حوالہ کی طرح "چشمۂ معرفت" سے بھی ادھورا حوالہ ہی پیش کیا ہے اور اپنی مخصوص اغراض کے ماتحت "کتمان حق" سے کام لیتے ہوئے حضور کی تحریر کے بہت سے ایسے ضروری اور اہم حصوں کو پیش کرنے سے عمداً گریز کیا ہے جو ان کے استدلال کی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا رہے ہیں۔ اس کے ثبوت میں سب سے پہلے میں قاضی صاحب کے مذکورہ صفحہ سے ہی حضور کی تحریر کا وہ حصہ پیش کرتا ہوں جس میں حضور نے بطور نص اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا فرد تسلیم کیا ہے۔

زمرۂ اولیاء کے فرد ہونے کے متعلق حضور کا واضح اعتراف

تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضور اپنی کتاب مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۶۶-۶۷ پر فرماتے ہیں:۔

"وللّٰہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھٰذہ الامۃ و انّھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیّین فی الحقیقۃ فان القراٰن اکمل وطر الشریعۃ ولا یعطون الا فھم القراٰن"

یعنی اللہ تعالیٰ کے مکالمات و مخاطبات اس امت کے اولیاء کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یہ اولیاء فی الحقیقت تو نبی نہیں ہوتے۔ صرف ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف نے شریعت کی حاجت کو پورا کر دیا ہے۔ اس لئے ان اولیاء کو صرف فہم قرآن عطا کیا جاتا ہے۔

قاضی صاحب! یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ مواہب الرحمٰن ۱۹۰۳ء کی کتاب ہے جسے آپ منسوخ نہیں کہہ سکتے۔ آپ دیکھ لیں کہ مندرجہ بالا عبارت میں بھی کس وضاحت سے حضور نے فرمایا ہے کہ اُمت میں جن بزرگوں کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے وہ زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے ہی افراد ہوتے ہیں۔ پس حضور کے اس حتمی فیصلہ اور زرّیں اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے آیئے دیکھیں کہ "چشمۂ معرفت" کے اسی صفحہ پر جو قاضی صاحب آپ نے پیش کیا ہے۔ حضور اپنے متعلق کیا فرماتے ہیں:۔

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سیّد مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں۔ اور نہ کوئی شریعت ہے۔ اور اگر کوئی ایسا دعوےٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات متعدیہ کے اظہار اور اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے۔ کہ جو اُس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے۔ سو اس طور سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلّی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں"

قاضی صاحب! حضور کی مندرجہ بالا تحریر میں حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ کو غور سے پڑھیں۔ اور بتلائیں کہ کیا حضور نے ان میں اپنے وجود میں نبوت کا رنگ پانے کا ہی اعتراف نہیں کیا۔ اگر کیا ہے اور یقیناً کیا ہے۔ تو پھر کیا مواہب الرحمٰن میں بیان کردہ حتمی فیصلہ کی رُو سے یہ اعتراف صاف طور پر اقرار کے مترادف نہیں کہ حضور اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا فرد ظاہر فرماتے ہیں۔ کیا حضور کی یہ عبارت آپ کے اس عقیدہ کو پاش پاش کرنے کے لئے کافی نہیں۔ کہ حضور زمرۂ انبیاء کے فرد ہیں۔ حضور کے الفاظ حسب ذیل ہیں "آنجناب صلعم کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے۔ کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے" "نبوت کا رنگ پیدا کر دے" کے الفاظ قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا دیگر علماء کو دعوت فکر و غور دے رہے ہیں۔ قاضی صاحب "چشمۂ معرفت" کے مندرجہ بالا الفاظ آپ کو کیوں نظر نہیں آئے اگر آئے تو آپ نے کیوں ان کا ذکر نہیں کیا کیا یہ کھلی کھلی خیانت نہیں۔

قاضی صاحب! "چشمہ معرفت" کے آپ کے ہی پیش کردہ صفحہ پر جب یہ نص موجود ہے۔ کہ حضور بوجہ نبوت کا رنگ پانے کے زمرۂ اولیاء کے ہی فرد قرار پاتے ہیں تو اسکے معاً بعد حضور ایسے الفاظ کیسے لکھ سکتے ہیں۔ جن سے حضور کے زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے کا استدلال صحیح قرار دیا جا سکے۔ لازماً آپ کی پیش کردہ عبارت کا یہی مفہوم ہوگا کہ حضور پر نبی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے جس مفہوم میں اولیاءِ امت کے لئے ہوتا ہے۔

اصل اختلاف

قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ غور سے سُن لیں کہ دونوں جماعتوں میں اختلاف یہ نہیں۔ کہ حضور کی شان میں لفظ نبی استعمال ہوا ہے یا نہیں بلکہ اصل اختلاف اس امر میں ہے کہ حضور کے لئے لفظ نبی اور رسول کیا بحیثیت زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے

کے استعمال ہوا ہے یا بحیثیت زمرۂ اولیاء کا فرد ہونے کے ہوا ہے۔ کیونکہ اولیاء پر بھی لفظ نبی کا اطلاق بعض وجوہ کی بناء پر ہو جاتا ہے جیسا کہ حضور کے یہ الفاظ اس پر شاہد ناطق ہیں المحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ اور اس حقیقت کے قائل صرف حضرت اقدس ہی نہیں بلکہ تمام اولیاء اور صوفیاء کے ہاں یہ حقیقت مسلم چلی آئی ہے اور نبوت کی یہ نوع وہی مبشرات والی نوع جس میں صرف مکالمات الٰہیہ اور فہم قرآن ہی ملتا ہے دیکھو توضیح مرام صٰ۔

مواہب الرحمٰن والی عبارت اس حقیقت پر بھی روشنی ڈال رہی ہے۔ کہ اولیاء اُمت باوجود مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے انعام سے نوازے جانے کے نبی کیوں نہیں بنتے۔ صرف نبیوں کا رنگ لینے پر ہی کیوں اکتفا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی فرمائی کہ قرآن شریف نے شریعت کی حاجت کو پورا کر دیا جس کے دوسرے لفظوں میں صاف یہ معنی ہیں کہ چونکہ شریعت مکمل ہو گئی۔ اور نبی چونکہ کامل یا کوئی حصہ اس لئے اب نبی بھی نہیں آ سکتا۔ اسی طرح مواہب الرحمٰن میں بھی فرما دیا کہ شریعت چونکہ کامل ہو گئی ہے۔ اس لئے اب نبی نہیں آ سکتا۔ ہاں نبی کریم صلعم کے فیض کی برکت سے اولیاء پیدا ہوتے رہیں گے جو مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے شرف سے مشرف ہوتے رہیں گے۔ اس سے پتہ لگا کہ حضور نے شروع میں ہی جو نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری قرار دیا تھا حضور اسی پر ہی قائم رہے ہیں۔

دوسرا حذف کردہ حصّہ

آیئے اب دیکھیں کہ "چشمۂ معرفت" کے آپ کے ہی پیش کردہ صفحہ پر اس کے متعلق حضور نے کیا فرمایا ہے:۔

"میں اس کے رسول پر صدق دل سے ایمان لایا ہوں۔ اور جانتا ہوں۔ کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے"

قاضی صاحب! افسوس آپ نے اس حصہ کو بھی اپنی تحریر میں حذف کر کے تقویٰ اللہ کا کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کیا۔ قاضی صاحب کیا اس تحریر میں بھی حضور نے حضرت نبی کریم صلعم پر نبوت ختم ہونے کی وجہ شریعت کا مکمل ہو جانا ہی نہیں بتلائی۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح رسالہ "الوصیت" میں فرمایا کہ قرآن کریم چونکہ تمام سچائیوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد اب کوئی نئی سچائی نہیں آ سکتی۔ اس لئے نبوت حضرت نبی کریم صلعم پر ختم کر دی گئی ہے۔ ہاں نبی کریم صلعم کے فیض سے کامل امتیوں کے لئے مکالمات کا سلسلہ جاری رہیگا اسی طرح "چشمۂ معرفت" میں بھی یہی فرمایا کہ شریعت یا بالفاظ دیگر سچائیوں کے پایۂ تکمیل کو پہنچ جانے کی وجہ سے نبوت تو حضرت نبی کریم صلعم پر ختم ہو گئی ہے۔" مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں۔ یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے۔ اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظل ہے۔ اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیض یاب ہے"۔ اسی نبوت کے متعلق فرمایا النبی کالاصل والولی کالظل اور اسی کے متعلق فرمایا قد اتفق اھل القلوب علی ان الولایۃ ظل للنبوۃ۔ اور اسی کے متعلق فرمایا:۔

"اس جگہ بڑے شبہات یہ پیش آتے ہیں کہ جس حالت میں مسیح ابن مریم اپنے نزول کے وقت کامل طور پر اُمتی ہوگا۔ تو پھر وہ باوجود اُمتی ہونے کے کسی طرح رسول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ رسول اور اُمتی کا مفہوم متباین ہے۔ اور نیز خاتم النبیّین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اور نبوت تامہ نہیں رکھتا۔ جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے۔ کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے"

قاضی صاحب غور کیجئے۔ کیا ازالہ اوہام کی مندرجہ بالا عبارت اور چشمۂ معرفت کی عبارت ایک ہی مفہوم کی حامل نہیں کیا اس سے صاف نتیجہ نہیں نکلتا کہ فانی فی الرسول اور کامل اتباع کرنے والے اُمتی پر جو نبی کا لفظ اطلاق پاتا ہے۔ وہ نبی ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ محدث ہونے کی وجہ سے ہی اطلاق پاتا ہے۔ ازالۃ الاوہام میں ہی نہیں مواہب الرحمٰن صلا میں بھی (جسے آپ منسوخ نہیں کہہ سکتے) یہی مضمون بیان فرمایا ہے لانبی بعدہٗ الا الذی ربّی من فیضہ واظھرہ وعدہ یعنے حضرت نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جو آنجناب صلعم کے فیض سے تربیت یافتہ ہو اور آپ کے وعدہ نے اس کو ظاہر کیا اور جس طرح ازالہ اوہام ...... ایسے اُمتی کو یہ کہکر "و للہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھٰذہ الامۃ وانھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا بنبیّین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ" زمرہ اولیاء میں داخل کیا ہے۔ پس قاضی صاحب چشمۂ معرفت کی جس عبارت سے آپ نے حضرت اقدس کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے استدلال کیا ہے وہاں بھی لفظ نبی حضور کے لئے بحیثیت محدث ہونے کے ہی استعمال کیا گیا ہے۔ کاش! قاضی صاحب آپ اور آپ کے ہم نوا دیگر علماء ربوہ حضرت اقدس کی کتب کا بالالتزام اس نظریہ کے ماتحت کریں۔ کہ جہاں تک حضور کے مقام کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق حضور نے کبھی بھی متضاد بیانات نہیں دیئے اور نہ دے سکتے تھے کیونکہ وہ تو حضور کو بہت ہی قریب سے دکھلایا گیا تھا۔ جیسا کہ آپ لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ کس طرح سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل اور سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتب میں اپنا ایک ہی مقام بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ گو الفاظ اور پیرایہ مختلف ہے مگر سب تحریروں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

قاضی صاحب کاش آپ لوگ بجائے ناسخ و منسوخ کے جھگڑے میں اُلجھے رہنے کے حضور کی عبارتوں میں تطبیق دینے کی طرف متوجہ ہوں ایسا کرنے سے حضور کے مقام کے متعلق دونوں جماعتوں کا اختلاف فوراً دُور ہو سکتا ہے آپ کے باقی استدلالوں کی غلطی پر انشاءاللہ آئندہ قسط میں روشنی ڈالی جائے گی۔

بحرِ حکمت کے موتی ۔ بسلسلۂ صفحۂ اوّل

سے مخلصی حاصل کرنے کی نظر نہیں آئیگی تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق تمہاری مدد کیلئے بھی آ پہنچے گا اور غیب سے ان مشکلات سے رہائی حاصل کرنے کے سامان پیدا کر دے گا اور یہ مدد ایسے راستوں سے آئے گی جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوں گے اور خدائی ہاتھ صاف طور پر تمہاری مصائب کے گھیرے کو توڑنے میں کام کرتا نظر آئے گا اور وہ اس وقت تک تم سے علیحدہ نہیں ہوگا جب تک کہ تمہیں سلامتی کے ساحل تک پہنچا نہ لے یہ گُر نہایت ہی آسان گُر ہے لیکن اس کو مؤثر یقین کرنے کے لئے پختہ ایمان کی ضرورت ہے کاش ہمارے دلوں میں بھی اس آزمودہ نسخہ کے فائدہ بخش ہونے پر ایمان پیدا ہو جائے جس کے تیر بہدف ہونے کا ہزاروں اولیاء تجربہ کر چکے ہیں تاہم بھی اس سے فائدہ اُٹھاتے رہیں۔ یاد رہے کہ خدا کے ایسے وعدوں کو جب انسان پورا ہوتے دیکھتا ہے تو اسی سے اس کے ایمان با للہ میں پختگی اور بصیرت پیدا ہوتی ہے اور ایسے ہی امور اس کے حقیقی ایمان کا موجب بنتے ہیں۔

ضرورت رشتہ

ایک تعلیم یافتہ بی۔ اے بی ایڈ دوشیزہ کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا زمیندار گھرانہ کا ہو تو ترجیح دی جائیگی البتہ ملازمت پیشہ اور تاجر پیشہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ درخواست میں آمدنی کی تفصیلات اور پورے کوائف درج کریں۔

ع۔ م

معرفت ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ لاہور

مولوی عبدالحمید صاحب مولوی فاضل

انوکھی نبوت اور پوپ کی خلافت

جماعت ربوہ کے پاس اب تبلیغ کے لئے میدان نہیں ہے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لانے والے مسلمانوں کو وہ بقول خلیفہ ثالث "انوکھا نبی" منوا رہے ہیں۔ الفضل کی عرق آلود پیشانی اب "خاندان نبوت" کے عنوان سے محروم ہے تبلیغ نہ کرنے اور کافر نہ کہنے کا وہ عہد عدالت میں ہی نہیں کر آئے بلکہ اسلامی مملکت کے اندر منہ آئی بات کہہ جانا ذرا مشکل ہے۔ زمانہ علم اور جمہوریت کا ہے لگ حکومت کے اندر ایک حکومتی گروپ کی من مانی برداشت کرنے سے قاصر ہیں۔ ربوہ کی خلافت جانتی ہے جو ہم ڈھیلے ہوئے تو یہ یہاں سے جاوے گا سیدھا جماعت لاہور کی طرف رجوع کرے گا۔ نیز وظیفہ خوار علماء نے اپنی کارروائی دکھانی ہوتی ہے اور کوئی محاذ نہیں دیتے بھی ان لوگوں کی پالیسی ہے کہ کمزور پر پوری شدت سے حملہ کرو اور طاقتور کے آگے انتہائی عاجزی سے امن۔ امن پکارو۔ چنانچہ ان وظیفہ خواروں کا رُخ آج کل پھر جماعت لاہور کی طرف ہے۔ آئے دن کچھ نہ کچھ اکابرین جماعت لاہور کے بارے اپنے مریدوں کے جذبات میں تندی اور شدت بھرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک رسالہ یا کتابچہ "نبوت و خلافت" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ اور اس کو نوجوان لڑکوں کے ذریعہ جماعت لاہور میں پھیلایا جا رہا ہے۔

اس رسالہ میں چار اشخاص کے مضامین ہیں (۱) مولوی اللہ دتہ صاحب۔ مولوی جلال دین صاحب۔ مولوی مبارک احمد صاحب اور چوتھے میر محمود احمد صاحب — آخرالذکر میر صاحب میر ناصر نواب صاحب کے پوتے ہیں۔ میر ناصر نواب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے غالی مرید تھے حضرت اقدس سے تند و تلخ بحث کیا کرتے تھے آخر میں سمجھانے بجھانے پر بیعت کی اور مسیح موعود کی وفات پر اس شخص نے فرید الدھر وحید العصر حضرت حکیم الامت مولانا نورالدین کے بارے میں نازیبا پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ نورالدین جس کو امام وقت نے ہارون کہا اور یہ کہ وہ فاروقی النسل ہے اور اس نے صدیقی درجہ پایا ہے فرمایا یہ بات میں خدا تعالیٰ سے عرفان اور معرفت حاصل کرنے کے بعد کہہ رہا ہوں۔ وہی نورالدین رضؓ جس کی قرآن دانی پر حضرت مسیح موعودؑ نے رشک کیا۔

در اصل ان مضمون نگاروں نے حضرت اقدسؑ کا عہد مسعود نہیں پایا۔ اس لئے ان لوگوں کے دل میں ان اولیاء اللہ اور امام الزمان کے ابتدائی ساتھیوں کا احترام کس طرح ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کو کیا پتہ کہ یہ خدام حضرت کے دالا و شیدا تھے دل و جان سے فدا تھے تن من دھن لگا دیا۔ مہمات اور مقدمات میں ساتھ رہے بچوں تک کی قربانیاں قبول کیں حضرت کا ساتھ نہ چھوڑا۔ حضور نے کسی کو کشفاً نیک پاک۔ صالح۔ پارسا طبع۔ اور منصور کا لقب دیا۔ تو کسی کو "حسن بیان" کے الہامی خطاب سے نوازا۔ کسی کو خدا کے رستہ میں از براتش محمد احسن را۔ تا دک روزگار۔ ے بیتیم لکھا۔ لاہور کے ممبروں کو "پاک ممبر" اور "پاک محب" کا خدائی سرٹیفکیٹ دیا۔ لیکن یہ مولوی اور مناظر لوگ ان اکابرین جماعت لاہور کو اپنی طرح موقعہ محل پر اپنے مطلب کے مطابق عقیدہ تبدیل کرنے والا سمجھتے ہیں

نبوت

چنانچہ اس مذکورہ بالا رسالہ میں بہت سے حوالجات دیئے گئے ہیں کہ مسیح موعود نبی تھے، اور جماعت لاہور کے اکابرین ان کو نبی سمجھتے تھے چنانچہ وہاں مسیح موعودؑ کی عبارتیں، مولانا محمد علی صاحب کی تحریریں۔ خلیفہ ربوہ کی مؤکد بعذاب قسم اور مباہلہ کا چیلنج کہ حضرت مسیح موعود نبی تھے تمام درج ہے کاش علماء ربوہ اس تمام افسانہ اور ان تمام حوالوں کے بعد اتنا لکھ چھوڑتے کہ پھر ہماری آنکھ جو کھلی تو خلیفہ صاحب کو عدالت میں کھڑا پایا اور وہاں یوں سوال و جواب ہو رہا تھا۔

عدالت کا سوال، تو کیا مرزا غلام احمد پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟ جواب۔ جی نہیں۔ کچھ وقفہ کے بعد ایک دفعہ پھر یہی سوال اُبھرا۔ سوال:۔ کیا آپ مرزا غلام احمد کو ان ماموریں میں شمار کرتے ہیں۔ جن کا ماننا مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے۔ جواب:۔ میں اس سوال کا جواب پہلے دے چکا ہوں کوئی شخص جو مرزا غلام احمد پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اتنے میں عدالت کے اندر ایک اور سوال ہوا:۔

سوال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کتنے سچے نبی گذرے ہیں جواب۔ میں کسی کو نہیں جانتا۔ مگر اس اعتبار سے کہ ہمارے رسول کریم کی حدیث کے مطابق آپ کی اُمت کے علماء کہ میں آپ کی عظمت اور شان کا انعکاس ہوتا ہے سینکڑوں اور ہزاروں ہو چکے ہیں۔ یہ حوالے یہ لوگ کبھی درج نہ کریں گے۔ اور نہ ہی اس عدالتی بیان کے چیلنج کا کبھی جواب دیا گیا ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور اگر ان بیانوں کا تذکرہ اخبار اور پمفلٹوں میں شروع کر دیں وعظوں میں بیان کریں تو یقینی جانئے جماعت گئی وہاں ان کی تبلیغ یوں ہوگی" کس کا دل گردہ ہے جو کہے کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں اور برا آڑے وقت آ جاوے تو یہ "احمدی" کا لفظ ہی ساقط کرنے کو تیار ہو جائیں۔

اس رسالہ میں مولانا محمد علی صاحب کی ایک پرانی تحریر درج کی گئی ہے اس بات کے ثبوت میں کہ وہ پہلے حضرت مسیح موعودؑ کو نبی مانتے تحریر یہ ہے:۔

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا جس کو نبوت بدون آپ کے واسطہ سے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے۔ مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے ہی نور حاصل کرتے ہیں ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا کیونکہ وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس کے عکس ہیں مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئیں گے جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے"۔

ہم جماعت ربوہ کے ان علماء کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہر احمدی کا یہی عقیدہ تھا ہے اور انشاء اللہ رہے گا کہ حضرت مسیح موعود کا وجود مطہر و مقدس دیگر اولیاء اللہ کی طرح آنحضرت صلعم کا عکس ہے، ہاں عکس کو قرار دینا اور "انوکھا مقام نبوت" تجویز کرنا ربوائی دل و دماغ ہی کا کام ہے کوئی سلیم الفطرت احمدی اس کو نبوت قرار نہیں دے سکتا۔ معلوم نہیں مولوی محمد علی صاحب کی سابقہ تحریرات پر نظر ڈالتے ہوئے خلیفہ ثانی کی اس تحریر پر کیوں نظر نہیں پڑتی جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت محمد مصطفےٰ صلعم) کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کو ختم کر دیا (الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۰۱ء) اور تشحیذ الاذہان بابت اپریل ۱۹۱۰ء میں آیت خاتم النبیین کے معنے بیان کرتے ہوئے لکھا تھا کہ رسول کریم صلعم کے بعد کوئی شخص نبوت کا دعوےٰ کر کے کامیاب نہیں ہوا اور مخالفین کو چیلنج کیا تھا کہ اگر کوئی ایسا مدعی نبوت ہوا ہے تو اسے پیش کیا جائے۔ معلوم نہیں ان لوگوں کو دوسروں پر

اعتراض کرتے ہوئے اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں نظر نہیں آتا اور میاں محمود احمد کی آئے دن کی اعتقادی تبدیلیاں کیوں دکھائی نہیں دیتیں۔

خلافت

درا صل نبوت کے مسئلہ پر بہت بحث ہو چکی ہے اور یہ مسلمانوں پر جماعت احمدیہ لاہور کا احسان ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ کو خوب کھول کر بیان کیا لیکن جماعت ربوہ کو نبوت کی ضرورت اس لئے ضرورت ہے کہ خلافت قائم رہے اگر وہ مسیح موعود کا ماننا جزو ایمان نہیں کی تکرار کریں تو "ایمان بالخلافت" کا روزانہ کا درس کس طرح دیں۔ خلافت کی بھی سن لیجئے۔ نبیوں کے بعد ولیوں اور شیوخ میں بھی سلسلہ خلافت چلتا ہے۔ قادری اور چشتی سلسلہ میں آج تک یہ آثار پائے جاتے ہیں یاد رہے خلافت دو قسم کی ہوتی ہے۔ قسم اوّل۔ وہ خلافت ہے جس میں ایک مردِ مؤمن علم و فضل سے بہرہ ور۔ پارسا متقی قوم کے مشورہ سے رہبر بنتا ہے اس کے دل میں اسلام کا درد اور لوگوں کے ایمان کا فکر ہوتا ہے وہ اپنے ماتحتوں میں گھل مل کر رہتا ہے اور ان کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے اور بمطابق حکم ربی و اخفض جناحك لمن اتبعك من المؤمنين پر عمل کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولینا نورالدین صاحبؓ خلیفہ چنے گئے اور پھر آگے انہوں نے آنے والے کے لئے نصیحت فرمائی جو درج ذیل ہے:۔

"میرا جانشین متقی ہو۔ ہردلعزیز۔ عالم باعمل۔
حضرت صاحب کے نئے اور پرانے
احباب سے سلوک چشم پوشی۔ درگذر
کو کام میں لاوے میں سب کا خیر خواہ
تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن
و حدیث کا درس جاری رہے"

اس پمفلٹ میں جو ربوہ والوں نے شائع کیا ہے حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ کی اس وصیت کو درج کرنے کے علاوہ اکابرین لاہور کے دستخطوں سمیت ایک تحریر شائع کی گئی ہے جس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ دیکھو ان لوگوں نے پہلے خلیفہ کو تسلیم کر لیا اور ہمیں نہیں قبول کرتے وہ تحریر یہ ہے:۔

اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے مطمئن ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حکیم حاجی مولوی نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلم اور اتقی ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اُسوہ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب کا فرمان آئندہ ہمارے واسطے ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا"۔ اب دیکھئے اس حوالہ میں جو اگرچہ ربوہ والوں نے اپنے لئے تحریر کیا ہے کہ پہلے خلیفہ کو کیوں قبول کیا لیکن یہاں اس خلیفہ یعنی مولینا نورالدین کی صفات علم اور خوبیاں بیان کی ہیں اور یہی معیار ہے دینی رہنما کا اسی وجہ سے اکابرین لاہور نے دل و جان سے قبول کیا۔ آگے ان لوگوں کے پمفلٹ میں ایک اور حوالہ ہے جس پر مولوی محمد علی صاحب، مولوی صدرالدین صاحب، سید محمد حسین شاہ صاحب وغیرہ کے دستخط ہیں کہ:۔

"ساری قوم آپ کے مطاع ہیں اور
سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت
میں داخل اور آپ کے فرماں بردار ہیں"

تو گویا حضرت مولینا رضؓ کا تقوےٰ اور علم و فضل میں اتنا بلند مقام تھا جسے جماعت لاہور نے سر آنکھوں پر لیا۔ لیکن وائے افسوس اسی رسالہ لکھنے والے نے اور ان حوالوں پر ناز کرنے والوں نے یہ نہ سوچا کہ جس کی طرف سے اتنا زور لگا رہے ہو وہ تو ایسی خلافت کا اور مولینا نورالدین رضؓ کی عظمت اور ان کے مطاع ہونے کا قائل ہی نہیں وہ انہیں اپنے کام میں فیل سمجھتے ہیں فرماتے ہیں "نورالدین نے کونسے متن کھولے ہیں" اور یہ کہ "متن میں نے کھولے ہیں" اور پھر جسارت یہاں تک کی ہے کہ قیامت کے دن مولوی نورالدین کی گردن شرم کے مارے جھکی ہوگی اور یہیں پر بس نہیں کیا بلکہ یہ کہکر جمہور مسلمانوں کے دلوں کو چھلنی کر کے رکھ دیا کہ اسی طرح ابوبکر رضؓ کی گردن قیامت کے دن شرم سے جھکی ہوگی۔

دوسری قسم

غرض یہ لوگ نہ نور دین کی خلافت کو مانتے ہیں اور نہ ابوبکر رضؓ کی۔ یہ دوسری قسم کی خلافت کے قائل ہیں۔ یہ دوسری قسم یزیدی خلافت ہوتی ہے اس کا نظام دلوں کی بجائے جسموں کا پکڑنا ہوتا ہے ایسا خلیفہ زبان پر پہرے بٹھاتا ہے۔ دماغ کو تفکر و تدبر سے روکتا ہے۔ ضمیر کے مطابق اظہار رائے پر سزا دیتا ہے خلیفۂ وقت پر سچے اعتراض بھی قابلِ مواخذہ ہوتے ہیں برخلاف المسلم من سلم المسلمون من یدہ و لسانہ مریدین کو اذیت دینا اس کے لئے عین ثواب ہوتا ہے اور حضرت ابوبکر رضؓ کے قول وان زغت فقوموني اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دو کو فضول قول سمجھتا ہے اور میاں محمود کی ہدایت کے مطابق یہ خلافت پوپ کی طرز کے مطابق قائم کی گئی ہے ایسی خلافت کو صحیح مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ہدایت نہیں سمجھتا۔ اسی لئے جماعت لاہور نے پہلی قسم کی خلافت کو قبول کیا اور دوسری کو ترک کرنا پڑا۔ اور بمصداق الفتنة اشد من القتل فتنہ سے بچنے کے لئے یہ لوگ لاہور آ گئے اور اشاعت اسلام کا کام جاری کر دیا اور حضرت مسیح موعود کی قائم کردہ (خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین) انجمن کو دوبارہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے قائم کر کے آپ کے مسلک اور مشن کے مطابق کام کرنا شروع کر دیا جو بفضلہ تعالےٰ نہایت خوش اسلوبی سے چل رہا ہے اور اسلام کا نام دنیا میں روشن ہو رہا ہے"۔

(باقی — باقی)

مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور
چوٹی کے سکولوں میں شامل ہے
وزیر تعلیم ملک خدا بخش صاحب بچہ کا اظہار تحسین

ملک خدا بخش صاحب بچہ وزیر تعلیم مغربی پاکستان کا ایک خط ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی سکول نمبر ۱ احمدیہ بلڈنگس لاہور کے نام موصول ہوا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"مکرمی۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

ثانوی تعلیمی بورڈ کے مرتب کردہ اعداد و شمار دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کل ۱۰۰۹ مدارس میں سے جن کا بورڈ سے الحاق ہے ۱۴۷ سکولوں نے نوے فیصد سے زائد نتیجہ ثانوی درجہ کے حالیہ امتحان میں دکھایا ہے اور مجھے یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آپ کا سکول بھی ان چوٹی کے سکولوں میں شامل ہے میں اس شاندار کامیابی پر آپ کو اور آپ کے جملہ رفقائے کار کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ وہ آپ کی اور آپ کے رفقاء کی مساعی میں مزید برکت دے تاکہ قومی خدمت کا جو فریضہ آپ کے سپرد ہے اس کو آپ بطریق احسن ادا کر سکیں"۔

واضح رہے کہ ہمارے سکول کے موجودہ سال کا نتیجہ حسب ذیل ہے:۔

ہمارے سکول سے امسال ۹۴ طلباء سیکنڈری سکول امتحان میں شریک ہوئے جن میں سے ۹۳ پاس ہوئے اور صرف ایک لڑکا بدقسمتی سے فیل ہوا کامیاب طلباء کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

فسٹ ڈویژن ۳۶۔ سیکنڈ ڈویژن ۴۱ سا۔ تھرڈ ڈویژن میں ۱۶ کامیاب ہوئے اور نتیجہ ۹۹ فیصد رہا۔ جبکہ بورڈ کا نتیجہ ۷۰ فیصد رہا۔

علاوہ ازیں ۱۳ (تیرہ) طلباء نے وظیفہ حاصل کیا۔

برکت علی، سٹاف سیکرٹری
مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور

مرزا محمد حسین صاحب بی-کام -

انوکھی تعبیر کا ملّی المیہ

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے ٭ پر کرتی نہیں ملّت کے گناہوں کو معاف

پیغام صلح کی پچھلی اشاعت میں ارباب ربوہ کے خلیفہ ثالث کی نو ساختہ "انوکھی نبوت" کی اصطلاح پر ایک مختصر مگر مؤثر شذرہ پڑھا - خلیفہ ثالث کے پیشرو اُن کے والد تھے - انہوں نے اپنی مطلب برآری کے لئے معروف اصطلاحوں کا سہارا لیا اگرچہ ان کا اطلاق انوکھا تھا - ان کے جانشین یعنی خلیفہ ثالث نے بڑی بیباکی اور طمطراق سے "انوکھا نبی" کی انوکھی اصطلاح ساخت فرمائی ہے - انہوں نے غور نہیں فرمایا کہ "انوکھا یا انوکھی" کے الفاظ میں ایک طرح کا ذم ہے - ان کو نبوت اور نبی کی ناپاک اصطلاحوں سے ٹانکنا بڑی معصیت ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو ظلی اور بروزی کے الفاظ سے تشفی نہیں ہوئی چونکہ جن خلیفہ صاحب نے حضرت بانیٔ سلسلہ کی مہدویت کے لئے نبوت کی اصطلاح ساخت کی وہ بھی منیر ٹربیونل کے سامنے اس پر ثابت قدم نہ رہ سکے - اس لئے خلیفہ ثالث نے ایک ایک لفظ "انوکھی" کا پیوند لگایا - یہ پیوند کتنا سوقیانہ اور دلخراش ہے وہ ان پر اس طرح ثابت ہو سکتا ہے اگر کوئی ان کے پیشرو خلیفہ صاحب کے متعلق کہے - کہ اُن کی خلافت "انوکھی" تھی - کیونکہ وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے خلیفہ ہو کر آقا کے خلیفہ .... سے برتر اور فائق ہونے کا دعوے کرتے تھے اور اس مزعومہ فضیلت کی رعایت سے "فضلِ عمر" کہلاتے تھے پھر انہی کے متعلق یہ بھی کہا جا سکتا ہے - کہ وہ "انوکھے مصلح موعود" تھے کہ مامور نہ ہونے کے باوجود مصلح موعود کی پیش گوئی کے مصداق بن بیٹھے تھے -

چونکہ خلیفہ ثالث کا انتخاب بھی "انوکھا" تھا کیونکہ اس سے پہلے ایسا انتخاب کبھی نہیں ہوا - اس لئے یہ بھی "انوکھے خلیفہ" ہیں - اس واسطے انکی باتیں بھی "انوکھی" ہوں گی .... اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذہانت اور فطانت میں اپنے والد صاحب سے اتنے مختلف ہیں جتنے ان کے والد اپنے مقدس والد سے روحانیت میں مختلف تھے - جس طرح انہوں نے روحانیت کے اس بُعد المشرقین کو خود ساختہ تعبیروں سے مستور کرنے کی سعی کی - اسی طرح یہ خلیفہ ثالث ذہن اور فراست کے اظہر من الشمس فرق کو انوکھی اصطلاحوں کی انوکھی ترویج سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں - لیکن منظر کی رکاوٹ و [illegible]

تیوں ملاحظہ ہوں - کہ "خلافت ثانیہ" کے دور میں بھی اور اب خلافت ثالثہ کے عہد میں جماعت سر بگریبان دیکھ رہی ہے کہ تحریک کی تقدیس فنا ہو رہی ہے لیکن دین کو دنیا پر مقدّم کرنے والے انوکھی اصطلاح طرازیوں پر سر دھن رہے ہیں - عقیدہ کی صحت غارت ہو جائے لیکن اس کے غارت کرنے والے پر حرف نہ آئے - ان میں کون ہے جو "انوکھی نبوت" کی انوکھی اصطلاح پر بدکا نہ ہوگا - اس کھلے مگر انوکھے استخفاف پر ارباب ربوہ اور ان کے خلیفہ صاحب سے میں یہی کہہ سکتا ہوں :-

زمن بر صوفی و مُلّا سلامے ٭ کہ پیغامِ خدا گفتند مارا
ولے تاویلِ شاں در حیرت انداخت ٭ خدا و جبرئیل مصطفےٰ را

اخبار احمدیہ

کامیابی پر عطیہ

—— سردار عبدالرحیم چانڈیہ صاحب ڈیرہ غازی خاں نے اپنے صاحبزادے نور محمد صاحب چانڈیہ کی ایل-ایل بی کے امتحان میں کامیابی پر انجمن اور دار الشفاء کو دس دس روپیہ عطیہ مرحمت فرمایا ہے - فجزاہ اللہ

نکاح پر عطیہ

—— جہلم سے ماسٹر عبدالحکیم صاحب لکھتے ہیں :- ۱۷/۹/۶۶ کو سیٹھ عبدالمالک صاحب کے صاحبزادہ محمد یونس کا نکاح سیٹھ محمد دین صاحب کی صاحبزادی سے ہوا - اس خوشی میں سیٹھ عبدالمالک صاحب نے مبلغ پانچ روپے بمد اشاعتِ اسلام دیئے - فجزاہ اللہ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت فرمائے -

خطبہ جمعہ - بقیہ صفحہ نمبر ۶

ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب کی آمد

دوسری بات جو میں جماعت سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ڈپٹی خلیل الرحمٰن صاحب ڈھاکہ سے تشریف لائے ہیں اور ان کے ساتھ انکے فرزند ارجمند بھی ہیں جو صاحب علم اور ڈھاکہ ہائی کورٹ میں بیرسٹر ہیں ان دو معزز مہمانوں کی آمد پر ہم اظہار خوشی کرتے ہیں - ان باپ اور بیٹے کا عزم ہے کہ ہم ڈھاکہ میں تحریک احمدیہ کے بارہ میں ایک انقلاب پیدا کریں گے - اور حضرت امام زمان کے متعلق جو غلط فہمیاں ہیں ان کا تدارک کریں گے - دعا کریں کہ ان کے ارادے خدا کی جناب میں مقبول ہوں - اور ڈھاکہ میں یہ تحریک پھلے پھولے اور حضرت امام زمان کی عزت قائم ہو -

ڈپٹی صاحب - اس کے بعد جناب خلیل الرحمٰن صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد پر ایک مختصر تقریر فرمائی -

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۲)

کی وجہ سے عیسائیت کو بہت بڑی ترقی حاصل ہوئی ہے - اور کثیر التعداد مسلمان انہی اعتقادات کی وجہ سے عیسائی ہو گئے ، حالانکہ اگر غور کیا جائے تو نہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا پیدا ہوتے ہی صاحب کتاب ہونا ثابت ہے ، نہ اُن کے دیگر معجزات جسمانیات سے تعلق رکھتے ہیں ، انبیاء کا کام روحانی مردوں کو زندہ کرنا ، روحانی کوڑھیوں کو شفا دینا ، روحانی اندھوں کو بینا کرنا ہوتا ہے اور اس قسم کے کئی معجزات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے صادر ہوئے ، جیسا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے :- یایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم اے ایمان والو! اللہ اور رسول کا حکم مانو جب وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہیں زندہ کرے -

رہا عیسٰی علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور دوبارہ دنیا میں آنا ، اس کا غلط ہونا قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت ہو چکا ہے - چنانچہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا اپنا بیان قرآن کریم نے نقل کیا ہے ، کہ جب اللہ تعالےٰ ان سے سوال کرے گا کہ کیا تم نے یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوائے معبود مانو تو وہ کہیں گے کہ میں نے تو انہیں وہی تعلیم دی تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ تعالےٰ ہی کو معبود بناؤ جو میرا ربّ اور تمہارا ربّ ہے اور جب تک میں ان میں رہا میں گواہ ہوں (کہ وہ اسی تعلیم پر عامل رہے) پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان کا نگہبان [illegible]

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عیسٰے علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور عیسائیوں کو بگڑا ہوا دیکھیں گے تو قیامت کے دن ان کا یہ بیان کہاں تک صحیح ہوگا، کہ جب تک میں ان میں رہا وہ توحید ہی پر قائم رہے، یہ آیت اس حقیقت پر شاہد ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے اسی دنیا میں فوت ہو گئے تھے اور ان کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی ہے، لیکن مسلمان ان کو آسمان پر بٹھا کر خاتم النبیین سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے عیسائیت کو اسلامی دنیا میں دن بدن ترقی حاصل ہو رہی ہے بقول حضرت مسیح موعودؑ

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ فہمند
مگر مدفونِ یثرب را نہ دادند ایں فضیلت را

تبلیغی خط و کتابت

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۱۲)

ترجمہ خط: محمد سلیمان - نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،

آپ کا خط موصول ہوا - بہت بہت شکریہ آپ کی ارسال کردہ چار کتب مل گئی ہیں - میں نے ان کا بغور مطالعہ کیا ہے - اگر آپ مجھے قرآن شریف انگریزی - ریلیجن آف اسلام - مینول آف حدیث ارسال کریں تو بہت مشکور ہوں گا - میں نے پہلے بھی تحریر کیا تھا کہ میں انکی قیمت ادا نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا اجر دے - والسلام

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - مسلم پریئر بک اور مزید لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط: - نگا سکن - گبولا - اگیامو - نائیجیریا -

تسلیم و نیاز

مجھے آپ کا ایڈریس بڑی جد و جہد کے ساتھ ملا ہے - میں یہ خط لکھ کر خوشی محسوس کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی جماعت کا لٹریچر ارسال فرمائیں مشکور ہوں گا -

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

ترجمہ خط: - محمد ابوبکر ہردوا - نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے چند کتابیں اسلامی جن کے مطالعہ سے مجھے مذہب کی معلومات حاصل ہوں ارسال فرما دیں - میں نے کچھ کتابیں اپنے ایک دوست کی وساطت سے پڑھی ہیں - جن سے مجھے مذہبی معلومات حاصل ہوتی ہیں - اور وہ بہت مفید ثابت ہوتی ہیں - قرآن شریف کی قیمت کے متعلق مطلع فرمائیں میں خریدنا چاہتا ہوں -

---

جزائر فیجی میں مولینا احمد یار صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

تین مقامات پر درس قرآن کریم - اہم دینی مسائل پر تبادلہ خیالات

مولانا احمد یار صاحب سووا (جزائر فیجی) سے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

محترمی و مکرمی جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

امید ہے آپ بفضلہ تعالےٰ ..... بالکل خیریت سے ہوں گے جملہ احباب دفتر کی خدمت میں سلام مسنون قبول باد - اُمید ہے مورخہ ۱۷/۹/۶۶ کا مکتوب خدمت میں موصول ہو گیا ہوگا - اس عریضہ اور اس سے پہلے کی رسید سے ضرور مطلع فرما دیں جیسا کہ اس سے قبل کے عریضہ میں لکھ چکا ہوں ، ہفتہ میں تین روز درس قرآن مجید ہوتا ہے - بدھ کی شام کو مرکز میں درس دیتا ہوں - منگل کی شام کو تیمنو میں جو یہاں سے چار پانچ میل دور ہے اور اتوار کو نسوری میں جو یہاں سے تقریباً سولہ سترہ میل دور ہے - کل مورخہ ۴/۹/۶۶ کو نسوری میں درس تھا - مؤخر الذکر دونوں جگہوں پر چالیس کے قریب دوست شامل ہوتے ہیں احباب جماعت کے علاوہ دو چار ربوی اور دس بارہ غیر از جماعت یعنے غیر احمدی اصحاب بھی شامل ہو جاتے ہیں - درس کے بعد سوال و جواب ہوتا ہے - الحمد للہ مسائل سلسلہ کے بارہ میں پوری طرح اتمام حجت ہو رہی ہے - درس کے بعد ایک نہ ایک مسئلہ پر ضرور روشنی ڈالتا ہوں - تیمنو میں آج کل حضرت مسیح کی ولادت اور وفات وغیرہ زیر بحث ہیں اور نسوری میں ختم نبوت اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی پر گفتگو ہو رہی ہے - دعا فرما دیں اللہ تعالےٰ اپنے سچے دین اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر جلدی غلبہ عطا فرمائے آمین - اگلے اتوار کو انجمن کے بورڈ کی میٹنگ لتوکہ میں ہے جو سووا سے قریباً ایک سو پچاس میل دور ہے - لتوکہ میں چار پانچ روز وہیں قیام کروں گا - کیونکہ لتوکہ کے احباب کا تقاضا ہے کہ کچھ دن میں ان کے پاس رہوں اور درس قرآن کریم دوں - نانڈی میں بھی اگلے مہینے جاؤں گا - چونکہ سووا وغیرہ میں مختلف جگہوں پر درس کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے - علاوہ ازیں نوجوان بچوں اور بچیوں کو ناظرہ قرآن کریم اور اُردو بھی پڑھانا شروع کر دیا ہے - اس لئے باہر جانے کی صورت میں ناغہ ہوتا ہے اور تسلسل ٹوٹ جاتا ہے -

مرکزی ہال کی مرمت کے لئے چندہ جمع کیا جا رہا ہے - عمارت میں تبدیلی کے لئے ٹاؤن کونسل میں درخواست اور پلان بنوا کر دے دیا ہے - جیسے جو توڑ پھوڑ کرنی تھی وہ کرلی گئی ہے - جلدی اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے جد و جہد ہو رہی ہے -

---

انڈیا

ترجمہ خط: - قدیری کتی - کریلا سٹیٹ - انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم نے ایک لائبریری کا آغاز کیا ہے اور ایک کلاس بھی کھولی ہے - آپ مہربانی فرما کر ہماری لائبریری کے لئے چند کتب ضرور ارسال فرمائیں جو احمدیہ موومنٹ کے متعلق ہوں - اُمید ہے کہ آپ ضرور ہماری درخواست پر توجہ فرمائیں گے - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - (مینیجر)

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا -

پیغام صلح ۲۸ ستمبر ۱۹۶۶ء - رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ ۳۵

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
پیغام صلح
لاہور
فون نمبر ۳۷۳۷
زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے ۔ چھ روپے
بیرونی ممالک سے ۔ ایک پونڈ
فی پرچہ ۱۲ پیسے
مدیر ۔ دوست محمد
مدیر معاون ۔ بشیر احمد مسعود
جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۶ھ ۔ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۶۶ء | نمبر ۳۶

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس
اور اموال میں برکت ڈالوں گا ۔"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا
۲ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔
۳ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۴ ۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
۵ ۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶ ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا ۔

اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ تو خالص تقویٰ کو چاہتا ہے

متقی وہ ہوتے ہیں جو بیجلمی اور مسکینی سے چلتے ہیں وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید کی حد سے بیرون تھی

ارشادات حضرت امام زمان مسیح موعود علیہ السلام

یہ جو مختلف ذاتیں ہیں ۔ یہ کوئی وجہ شرافت نہیں ۔ خدا تعالیٰ نے عرف عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں ۔ اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے ۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے ۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کوئی سند نہیں ۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے

خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے ۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے ۔ جس سے ہماری فلاح ہو ۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں ۔ وہ خالص تقویٰ کو چاہتا ہے ۔ جو تقویٰ اختیار کریگا ۔ وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے تو عزت نہیں پائی ۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے ۔ لیکن اس کو نبوت تو نہیں دی گئی یہ تو فضلِ الہٰی تھا ۔ ان صدقوں کے باعث جو اُن کی فطرت میں تھے ۔ یہی فضل کے محرک تھے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابو الانبیاء تھے ۔ انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا ۔ خود آگ میں ڈالے گئے ۔ ہمارے سید و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے ۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (س ۲۲) ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں ۔ اے ایمان والو تم درود و سلام بھیجو نبی پر ۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی خاص لفظ نہ فرمایا ۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے ۔ یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید کی حد سے بیرون تھی ۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی ۔ آپ کی روح میں وہ صدق و صفا تھا ۔ اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا ۔ کہ آئندہ لوگ شکرگذاری کے طور پر درود بھیجیں ۔ آپ کی ہمت و صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی ۔

بحرِ حکمت کے موتی

حاکم اور محکوم کے مابین خوشگوار تعلقات پیدا کرنے کے لئے جامع ہدایات

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

آج کل چاروں طرف سے اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ حکومت کے کارکن خواہ کسی محکمہ سے تعلق رکھتے ہوں اور خواہ وہ افسر ہوں یا ماتحت عوام کے خادم ہیں بیشک یہ حقیقت ہے جس کے درست ہونے میں کوئی شبہ نہیں لیکن یہ حقیقت ادھوری ہے مکمل نہیں کیونکہ یہ صرف ایک پہلو کو بیان کرتی ہے ۔ اس بارے میں ہمارے پیارے آقا نامدار سید المرسلین حضرت نبی کریم صلعم نے جو ہدایت صادر فرمائی ہے وہ جامع ہے اور مسئلہ کے دونوں پہلوؤں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے ۔ آنحضور صلعم نے فرمایا "سید القوم خادمھم" قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے ۔ یہ ارشاد نبویؐ اگرچہ نہایت ہی مختصر ہے لیکن اپنے اندر معانی کا ذخیرہ رکھتا ہے کوزہ میں دریا بند کر دینے والی مشہور ضرب المثل درحقیقت ایسے ہی جامع ارشادات نبوی پر پوری طرح صادق آتی ہے ۔ اس ارشاد نبویؐ میں ایسے اصل کو بیان کیا گیا ہے جس پر حاکم اور محکوم کے درمیان خوشگوار تعلقات کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے اس میں اگر ایک طرف ان لوگوں کے فرائض کو بیان کیا گیا ہے جن کے ہاتھ میں قوم کاموں کی باگ ڈور دی جاتی ہے تو دوسری طرف قوم کو بھی اس کی

(باقی بر صفحہ ...)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(حضرت مسیح موعود)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی (لاہور)

انڈیا

ترجمہ خط از کے - ایس محمد اسمٰعیل صاحب - انڈیا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے خط مورخہ ۱۹ر اگست ۱۹۶۶ء کا شکریہ - آپ کا ارسال کردہ لٹریچر مل گیا ہے -

میں افسوس کے ساتھ لکھتا ہوں کہ مسٹر یوسف علی عرصہ ایک سال ہوا فوت ہو گئے ہیں - (اللہ تعالٰے مغفرت کرے) میں بہت غریب ہوں اور میں نے آپ سے ایک قرآن شریف کے لئے مطالبہ کیا تھا - مجھے قرآن شریف سے بہت لگاؤ ہے - امید ہے کہ آپ میری اس سلسلہ میں ضرور مدد کریں گے اور قرآن شریف کی ایک کاپی ضرور ارسال کریں گے اگر میرے پاس روپیہ ہوتا تو میں کبھی بھی آپ سے مفت نہ مانگتا جو لٹریچر آپ نے بھیجا ہے وہ بہت اچھا ہے اور اس کا مطالعہ کر رہا ہوں مزید لٹریچر ارسال کریں -

(ان کو قرآن شریف انگریزی مرزا غلام احمدؑ - اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی - ٹیلکس آف احمدیہ موومنٹ بھیجی گئیں اور خط کا جواب دیا گیا -

---

نائیجیریا

ترجمہ خط از مسلم سلیمان یوسف فنا نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے خط نمبر ۵۵۲ مورخہ ۵ر مارچ ۱۹۶۶ء کا جواب وقت پر نہ دے سکا نائیجیریا میں جو واقعات ہوتے ہیں یہ تاخیر انکی وجہ ہوئی ہے ہمارے مغربی علاقہ میں بہت خطرہ تھا - ہمیں اپنی زندگیوں کا بھی خطرہ تھا خدا کا شکر ہے کہ ہمارا کوئی خاص نقصان نہیں ہوا -

اسی وجہ سے میں قاضی عبدالرشید صاحب کو لاگس میں نہ مل سکا -

قرآن شریف کے متعلق عرض ہے کہ کیا میں اور قرآن قسطوں پر خرید سکتا ہوں جو لٹریچر آپ نے بھیجا ہے میں اس کا بہت مشکور ہوں اور میں نے اس کو بہت مفید پایا ہے - اور مجھے رسید ۵۷۵۴ مل گئی ہے - امید ہے آپ مجھے اپنا لٹریچر گاہ بگاہ بھیجتے رہیں گے -

اب میں نے عربی زبان سیکھنی شروع کر دی ہے اُمید ہے کہ اللہ تعالٰے کے فضل سے ایک سال میں سیکھ لوں گا - والسلام

(ان کو لٹریچر بھیجا گیا اور خط کا جواب دیا گیا)

(۲)

ترجمہ خط از عبدالسلامی عبدالاحمد - الورن نائیجیریا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں یہ چند سطور لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں - اُمید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے - میں نے پچھلی دفعہ آپ کو ایک خط لکھا تھا - خدا معلوم آپ کو ملا ہے یا نہیں - اور جو آپ نے میری مدد کی ہے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں خدا آپ کی مدد کرے - میں نے سکول میں ۱۹۶۲ء میں داخلہ لیا تھا اور ۱۹۶۶ء میں پاس ہو گیا ہوں - اب مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کی ضرورت ہے - میرے پاس روپیہ نہیں کہ میں خرید سکوں میرے ماں باپ غریب ہیں - اُمید ہے کہ آپ مجھے جواب دیں گے اور جو میں چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ مجھے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے اپنی انجمن احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بلائیں - اور مجھے وظیفہ بھی عنایت فرمائیں - اگر آپ میری مدد کریں گے تو خدا آپ کی مدد کرے گا اور میں خدا کے واسطے سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ میری مدد کریں اور جواب جلدی ارسال کریں -

(ان کو خط کا جواب دیا گیا)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں - منیجر

لَا نُبْقِی لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ شَیْئًا

یہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے جس میں بتایا گیا ہے، کہ ہم تیری رسوائی کی کوئی بات نہیں رہنے دیں گے، اور ایک اور الہام میں شیئًا کی جگہ ذِکْرًا کا لفظ آیا ہے یعنے ہم تیری رسوائی کی باتوں کا ذکر بھی باقی نہیں رہنے دیں گے؟ یہ الہامات بڑے دل خوشکن ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی وقت ایسا آئے گا جب وہ رسواکن باتیں جو مخالفین نے حضرت مسیح موعود کے متعلق پھیلا رکھی ہیں، ختم ہو جائیں گی، اور آپ کی نورانی تصویر دنیا پر نمایاں ہو جائے گی۔

وہ وقت کب آئے گا یہ تو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے، لیکن اللہ تعالےٰ کے وعدے زیادہ تر انسانی سعی اور کوشش سے وابستہ ہوتے ہیں، جب تک انسانوں کی طرف سے کوئی ایسی حرکت پیدا نہ ہو جس میں دعا اور تدبیر سے کسی وعدہ الٰہی کے پورا ہونے کا سامان کیا جائے اس وقت تک اس میں ڈھیل پڑتی جاتی ہے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ کفار پر آپ کو غلبہ عطا کیا جائے گا، لیکن اس کے پورا ہونے میں کس قدر مصائب کا سامنا آپ کو کرنا پڑا، اور کس قدر جد وجہد آپؐ اور آپکے صحابہ کرام رضؓ نے کی کفار کے حملوں اور پیش آنے والی جنگوں کے موقعہ پر آپؐ اس وعدہ الٰہی پر بھروسہ کر کے بیٹھ نہیں رہے بلکہ اپنی قلیل جماعت کے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ پر سینہ سپر ہوئے، اور اپنے آدمیوں کو شہید کرا کر، خود زخم اٹھا کر بڑی دل سوز دعاؤں کے ساتھ وعدہ الٰہی کے پورا ہونے کا سامان کیا، بدر کی جنگ میں جہاں ایک طرف تین سو تیرہ صحابہ رضؓ کی جماعت ایک ہزار کے مسلح لشکر کے مقابلہ میں سینہ سپر تھی، وہاں حضور صلعم اللہ تعالےٰ کی جناب میں رو رو کر دعائیں کر رہے تھے کہ اے اللہ اگر تو نے اس قلیل جماعت کو ہلاک کر دیا تو دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہیگا اور جب حضرت ابوبکر رضؓ نے عرض کی کہ حضور اب بس کیجئے آپ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے، کہ آپ کو فتح حاصل ہوگی تو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہی ہے لیکن اس کی شان بے نیازی سے بھی ڈر لگتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے اطلاع پا کر روم و ایران پر تسلط حاصل کرنے اور قیصر و کسریٰ کے خزائن ہاتھ آنے کی بھی پیشگوئی کی تھی۔ اور ایک صحابی کو یہ بھی کہا کہ میں تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن دیکھتا ہوں۔ لیکن یہ تمام باتیں اس وقت تک پوری نہیں ہوئیں جب تک مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت اپنی جانیں قربان نہیں کیں نہ وہ کنگن خود بخود اڑ کر چلے آئے بلکہ سخت جنگوں کے بعد وہ سب کچھ ظہور میں آیا وہ کیا سماں ہوگا جب کسریٰ کے خزانے دربار خلافت میں لائے گئے جن میں کسریٰ کے کنگن بھی تھے۔ اور حضرت عمر رضؓ نے اس شخص کے ہاتھ میں وہ کنگن پہنائے جسے رسول اللہ صلعم نے عالم کشف میں پہنے ہوئے دیکھا تھا؛ اور اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو عملاً پورا ہوتے دیکھ کر اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔

یہ حالات ہمیں بتاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان وعدوں پر ایمان رکھنے والے محض ایمان ہی کو لے کر نہ بیٹھ رہیں؛ بلکہ خود بھی ہاتھ پاؤں ہلائیں اور ان کے پورا ہونے کا سامان پیدا کریں، حضرت مسیح موعودؑ کو فوت ہوئے آج قریبًا ساٹھ سال گذر چکے ہیں۔ اس لمبے عرصہ کے باوجود وہ رسواکن باتیں جو مخالفین نے آپ کے متعلق پھیلا رکھی ہیں ابھی تک زائل نہیں ہوئیں اور بے شمار دلوں کو آپ سے متنفر کر رہی ہیں، یہ صحیح ہے کہ خود آپ کے ماننے والوں نے بھی بعض باتوں میں مخالفین کی تائید کر کے اس تنفر کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے، لیکن ہماری طرف سے اس کو کم کرنے اور غلط اور رسواکن الزامات کو دور کرنے میں بہت کم جد و جہد کی گئی ہے، وہ لٹریچر جو ان الزامات کے جواب میں ہم نے شائع کیا بہت کم لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچ سکا ہے۔ یہاں تک، کہ قادیانی جماعت میں سے بھی بہت تھوڑے لوگ ہیں جن تک ہمارے صحیح خیالات پہنچ سکے ہیں، شاید ہم یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ محض لٹریچر کا شائع ہو جانا کافی ہے، اور یہ بہت بڑا کام ہے جو ہم نے کیا ہے، نہیں اصل کام جو ہمیں کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ایک ایک غیر از جماعت سے، ایک ایک قادیانی سے خود مل کر ان پر اصل حقیقت کو واضح کریں، زبانی بات کرنا آپ کو مشکل نظر آتا ہے تو کم از کم وہ لٹریچر ہی ان کے ہاتھوں میں پہنچا دیں جس میں حضرت مسیح موعودؑ کی صحیح پوزیشن واضح کی گئی ہے، اور آپ کے اصل دعوے پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور نرا پہنچانا ہی کافی نہیں، جن کے ہاتھوں میں یہ لٹریچر آپ دیں ان سے بار بار مل کر دریافت کریں کہ انہوں نے اسے پڑھ کر کیا اثر لیا اور پھر جو نئے اعتراضات سامنے آئیں، اگر ان کا خود جواب نہ دے سکیں تو مرکز سے دریافت کر کے یا کسی مبلغ کی امداد حاصل کر کے ان کا دفعیہ کریں، یہ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے اور جب تک ہم اس فرض کو پورا نہ کریں، مسیح موعودؑ کی مریدی کا حق ادا کرنے کا دعوے نہیں کر سکتے ہماری غیرت کس طرح یہ گوارا کر سکتی ہے کہ جس بزرگ ہستی کو ہم مجدد وقت امام الزمان مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں، اس کے متعلق لوگوں کے مونہوں سے ناگوار کلمات سنیں اور ان کے دفعیہ کے لئے کوئی کوشش نہ کریں۔ خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں لٹریچر کی صورت میں ان کے دفعیہ کا کافی سامان دے رکھا ہے، جو ہمارے بزرگوں اور خود حضرت مسیح موعودؑ نے ہماری رہنمائی کے لئے پیدا کیا، اگر ہم اس لٹریچر سے فائدہ اٹھائیں، اور اپنے دوستوں عزیزوں، رشتہ داروں اور خود اپنے بچوں تک اسے پہنچائیں۔ اپنے گھروں میں اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرہ کے ساتھ امام الزمان کا بھی چرچا کریں اور ان کی صحیح تصویر لوگوں کو دکھائیں۔ تو اس سے بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے، کہتے ہیں حرکت میں برکت ہے، آپ تھوڑی سی حرکت کریں پھر دیکھیں کہ وعدہ الٰہی لَا نُبْقِی لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ شَیْئًا کس طرح پورا ہوتا ہے آپ کی جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ نے تبلیغ اسلام کے لئے کھڑا کیا ہے، آپ کے مشن بیرونی دنیا میں کام کر رہے ہیں، ان مشنوں کو چلانے اور تبلیغ اسلام کو فروغ دینے کے لئے بھی ضروری ہے، کہ جماعت کو ترقی اور فروغ حاصل ہو، اس کا انحصار اسی بات پر ہے کہ لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہوں، اور لَا نُبْقِی لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ شَیْئًا کا وعدہ الٰہی پورا ہو، کیا آپ اس کے لئے کوئی حرکت کرنے کے لئے تیار ہیں؟

اجلاسِ مجلسِ معتمدین

مجلسِ معتمدین کا اجلاس ۱۶/۱۰/۶۶ بروز اتوار ۹ بجے صبح احمدیہ بلڈنگس میں ہونا قرار پایا ہے۔ معزز ممبران کو ایجنڈا بھیجا جا چکا ہے۔ اجلاس میں شمولیت کی پُر زور درخواست ہے۔

آنریری جنرل سیکریٹری

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ الٰہی کے مظہر ہیں

آپ رؤف، رحیم اور رحمۃ للعالمین ہیں

اور اس کے ساتھ ہی بحکمِ الٰہی مجرموں کو سزا بھی آپ نے دی

حضرت نبی کریم صلعم ظلّ اللہ ہیں اور حضرت مسیح موعود ظلّ النبی

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین النّاس بما ارٰیک اللہ ۔ ولا تکن للخائنین خصیماً۔ (سورۃ النساء آیت ۱۰۵)

محمد رسول اللہ صاحب جلال بھی تھے اور صاحب جمال بھی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت میں مخاطب کر کے حکم دیا ہے کہ مخلوق کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنا ہے ایسا کرتے وقت یاد رکھنا کہ مجرم اور خائن کی رو رعایت ممنوع ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت علماء کرام نے لکھا ہے کہ حضور صلعم صاحبِ جلال بھی تھے اور صاحبِ جمال بھی تھے حضرت امام زمانؑ نے بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلعم کے دو نام رکھے ہیں۔ محمدؐ اور احمدؐ۔ محمدؐ جلالی نام ہے اور احمدؐ جمالی نام ہے۔

انگلستان میں میرے اوپر ایک کیفیت طاری ہو گئی جب یہی الفاظ ایک میم صاحبہ کے منہ سے سُنے۔ وہ معمولی عورت نہ تھی۔ بہت پڑھی لکھی عورت تھی۔ اس نے حج بھی ادا کیا تھا۔ وہ خطاب یافتہ خاتون تھیں۔ ان کا نام تھا لیڈی کبولڈ (Lady Cobbold) وہ میری ملاقات کے لئے ایک دفعہ ووکنگ تشریف لے آئیں۔ عربی نہیں جانتی تھیں صرف انگریزی جانتی تھیں۔ لیکن اثناء گفتگو میں جلال اور جمال کے دونوں لفظ انہوں نے استعمال کئے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت موسےٰؑ صاحبِ جلال تھے اور حضرت عیسےٰؑ صاحبِ جمال تھے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحبِ جلال بھی تھے اور صاحبِ جمال بھی۔ انگلستان میں ایک میم صاحبہ سے یہ جملہ سُن کر مجھ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔

حضرت موسےٰؑ کی پرورش فرعون کے گھر میں

حضرت موسےٰؑ ایک غریب گھر میں پیدا ہوئے غلام اور تباہ شدہ خاندان میں انہوں نے آنکھ کھولی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس مسکنت کی زندگی سے نکال کر ان کو فرعون کے محل میں بسا دیا۔ اس فرعون کے محل میں جو اُن کو قتل کرنا چاہتا تھا اور ان کی قوم کو غلام بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرعون کو حضرت موسےٰؑ کا خادم بنا دیا۔ وہاں شاہی ماحول ہے۔ محلات ہیں وہ حشم و خدم، سواریوں اور جاہ و جلال کی فضا میں پرورش پاتے ہیں اور شاہزادگی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

حضرت موسےٰؑ کے جلال کا اظہار

ولما بلغ اشدہ واستوٰی اٰتینٰہ حکماً وعلماً جب وہ جوانی کی عمر کو پہنچے اور کمال حاصل کیا تو خدا تعالیٰ نے ان کے دل و دماغ کو بھی روشن کر دیا۔ ان کو فہم و حکمت کی برکات سے نوازا۔ اس دل و دماغ کے ساتھ ایک دن شہزادہ صاحب بازار میں چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ فرعون کا ایک حاکم موسےٰؑ کی غلام قوم کے ایک آدمی کو پیٹ رہا ہے۔ حضرت موسےٰؑ نے جلال میں آ کر اس حاکم کو ایک مکہ رسید کیا اور وہ حاکم وہیں ڈھیر ہو گیا ایسی حالت میں آپ کے منہ سے یہ کلمات نکلتے ہیں۔ ربّ بما انعمت علیّ فلن اکون ظہیراً للمجرمین اے میرے مولا! مجھ پر جو نعمت تو نے نازل فرمائی ہے اس کے ہوتے ہوئے میں مجرموں کی اس نالائق سلطنت کا پُرزہ بن کر رہ جانا پسند نہیں کرتا دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ جہاں کہیں کوئی نالائق حکومت نالائق بستی اور نالائق جماعت ہوتی ہے۔ وہاں بعض آدمی اس کا پرزہ بن کر رہ جاتے ہیں۔

شاہزادگی سے چرواہے کی زندگی

انہوں نے شاہی محلات اور آرام کی زندگی پر لات مار دی اور مصر کو ترک کر کے مدین کا رُخ کیا۔ جب مدین پہنچے تو وہاں پر دیکھا کہ لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو عورتیں اپنے مویشیوں کو ڈنڈے مار مار کر پانی کی طرف جانے سے روک رہی ہیں ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من النّاس یسقون ووجد من دونہم امراتین تذودان حضرت موسےٰؑ نے یہ صورت حال دیکھ کر ان عورتوں سے پوچھا! بیبیو! یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ پانی پر وہ بڑے بڑے کھڑے ہیں۔ اگر ہم مویشیوں کو آگے جانے دیں تو وہ مار مار کر انہیں بھگا دیں گے اور ہماری بھی بے عزتی کریں گے۔ اس لئے ہم اس انتظار میں ہیں کہ وہ فارغ ہوں تو ہم پلائیں۔ ہم عورتیں ہیں۔ وابونا شیخ کبیر اور ہم عورت زاد ہو کر اس لئے یہ کام کرتی ہیں کہ باپ بوڑھا ہے وہ اس کام کو نہیں کر سکتا فسقٰی لہما حضرت موسےٰؑ نے کہا ہم ان کو پانی پلائیں گے۔ چنانچہ شہزادہ صاحب کوئیں سے چرسہ کھینچ کر مویشیوں کو پانی پلاتے ہیں اور پسینہ سے شرابور ہو رہے ہیں۔ ثم تولّٰی الی الظل پھر سائے میں جا بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں ربّ انی لما انزلت الیّ من خیر فقیر اے میرے ربّ کہاں وہ محلات اور کہاں یہ سایہ! مگر یہ سایہ بہت بڑی نعمت ہے یہ بہتری جو تو نے میرے اوپر نازل کی ہے اس کی مجھے ضرورت ہے۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی جمالی تعلیم

یہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا حال ہے اس کے برعکس حضرت عیسےٰؑ کا حال سنئے گا۔ انہوں نے یہودی قوم کی شقاوتِ قلبی کی حالت کو دیکھ کر نرمی کی تعلیم فرمائی کہ اگر کوئی تمہاری ایک گال پر طمانچہ مارے تو تم دوسری گال بھی اس کے آگے کر دو۔ اگر کوئی تمہارا کوٹ لینا چاہیئے تو تم کرتہ بھی اتار کر اس کے حوالے کر دو اور اگر کوئی تمہیں ایک میل بیگار لے جانا چاہے تو دو میل چلے جاؤ۔ حضرت موسےٰؑ کی تعلیم قصاص پر عمل کرتے کرتے

لوگوں کے دل بڑے سخت ہو گئے تھے۔ رحم بالکل اٹھ گیا تھا اس وقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے ان کو نرمی اور حلم کی تعلیم دی۔ وقت، وقت کا تقاضہ تھا حالات کے تحت اصلاحِ احوال کرتا تھی۔ نہ حضرت موسےٰؑ کی تعلیم مکمل تھی اور نہ حضرت عیسےٰؑ کی، دونوں بزرگ پیغمبر ہیں لیکن اپنے اپنے زمانہ کے حالات کے مطابق تعلیم دیتے ہیں، حضرت عیسےٰؑ کی نرمی کا یہ حال تھا کہ ایک بدکار عورت سزا کے لئے آپ کے پاس لائی گئی حضرت عیسےٰؑ کو ہمت نہیں پڑتی تھی کہ فیصلہ کریں۔ نیچی نظر کر کے زمین پر لکیریں کھینچ رہے ہیں اور کہتے ہیں تم میں سے جو پاک ہے وہ اس عورت پر پتھر مارے کون اس پر عمل کرتا آہستہ آہستہ سب لوگ چلے گئے اور عورت کو سزا نہ دی گئی۔

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم آج قابلِ عمل نہیں

آج یورپ کے عیسائی جج، حضرت عیسےٰؑ کی دی ہوئی تعلیم کو قابلِ عمل تسلیم نہیں کرتے۔ وہ عدل و انصاف کی راہ میں اس تعلیم کو روک خیال کرتے ہیں میں تو اس تعلیم کو غلط نہیں کہتا۔ اس وقت اسی تعلیم کی ضرورت تھی۔ وقتی علاج کے طور پر یہ تعلیم دی گئی تھی۔ حضرت عیسےٰؑ نہایت بزرگ پیغمبر تھے۔ ان کی تعلیم بر وقت اور صحیح تھی۔ لیکن آج امریکہ، انگلستان، جرمنی اور روس کے جیل خانے مجرموں سے بھرے پڑے ہیں۔ وہاں کے جج کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰؑ کی تعلیم پر چل کر دنیا میں امن اور عدل قائم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وہ اس تعلیم پر چلنے سے قاصر ہیں۔ اور اس کے خلاف مجرموں کو سزا دینا امن قائم کرنے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم میں جلال و جمال کا نہایت خوبصورت امتزاج

ان دو بزرگ پیغمبروںؑ کی تعلیمات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہیں۔ ان دونوں پیغمبروںؑ کے رنگ حضور صلعم میں موجود ہیں۔ آپ انتہاء درجہ کے نرم ہیں مگر کبھی کبھی سختی دکھانا نہایت ضروری سمجھتے ہیں آپ جلال و جمال کا نہایت مفید و خوبصورت امتزاج ہیں۔ کبوتر یا فرشتے کا دل رکھنے والے سلطنت کرنے کے اہل نہیں ہوتے۔

حضرت نبی کریم صلعم میں صفات الٰہی کا عکس

حضرت نبی کریم صلعم تمام دنیا کے حکمرانوں سے بڑھ کر کامیاب ثابت ہوئے۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ نہایت رحیم و کریم انسان ہیں۔ عزیزٌ علیہ ما عنتّم۔ قوم کو دکھ پہنچے تو یہ حضورؐ پر شاق گزرتا ہے۔ حریصٌ علیکم۔ دل میں یہ جذبہ ہے اور یہ جدوجہد ہے کہ قوم سے ہر طرح کی بھلائی کی جائے بالمؤمنین رؤفٌ رحیم۔ مومنوں کے ساتھ آپؐ نہایت شفقت اور مہربانی کا سلوک کرتے ہیں خدا کی صفات کا عکس آپ کے اندر نظر آتا ہے رؤف اور رحیم خدا تعالےٰ کی صفات ہیں خدا تعالےٰ خود اپنے محبوب میں ان دونوں صفات کے پائے جانے کا اعتراف کرتا ہے۔ خدا کی شان یہ ہے الرحمٰن علی العرش استویٰ۔ اس کائنات کے عرشِ حکومت پر متمکن بادشاہ کی امتیازی صفت رحمانیت ہے جو کائنات میں کام کرتی نظر آتی ہے اور فرمایا رحمتی وسعت کل شیئ۔ ہر جگہ پر ہمارا رحم کرم وسعت پذیر ہے۔

رحم و کرم کے ساتھ مجرموں کی سزا کا قانون

لیکن باوجود اس رحم و کرم کے وہ جانتا ہے کہ دنیا میں امن نہیں رہ سکتا جب تک سزا کا قانون مروّج نہ ہو، چنانچہ فرمایا للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض لیجزی الذین اساؤا بما عملوا۔ یہ زمین و آسمان کی سلطنت قائم نہیں رہ سکتی۔ جب تک سزا کا قانون جاری نہ کیا جائے یوں تو خدا تعالےٰ کی ذات سے رحم و کرم کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ لطف و عنایات کی بارش ہو رہی ہے۔ لیکن فرمایا کہ سلطنت کا قیام بغیر سزا کے نہیں ہو سکتا۔ قرآن کے شروع ہی میں بتایا کہ حکومت کس طرح سے قائم ہو سکتی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین، تمام جہان کی ربوبیت کا قانون رائج کیا جائے۔ الرحمٰن الرحیم۔ سب کے ساتھ رحم و کرم کا سلوک کیا جائے۔ مالک یوم الدین۔ حاکم میں سزا دینے کی بھی قابلیت ہونی چاہیئے۔ ہماری ذات سے رحمانیت اور رحیمیت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی سزا کے قوانین بھی اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں۔ یورپ کے جیل خانوں میں مالک یوم الدین کی صفت کام کر رہی ہے۔ روس میں بھی یہی حال ہے۔ اگرچہ روس خدا کا منکر ہے۔ مگر اس کی فطرت تو خدا کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اس لئے وہاں بھی خدا تعالےٰ کے قوانین رائج ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کو سزا دینے کے احکامات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی صفات کے مظہر ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ رحمٰن و رحیم ہے اور ربّ العالمین ہے تو حضور رؤف رحیم ہیں اور رحمۃ للعالمین ہیں۔ خدا تعالیٰ مالک یوم الدین ہے تو حضور پر احکام نازل ہوتے ہیں جن میں سخت سزاؤں کا ذکر ہے جیسا کہ سورہ نور کے شروع میں فرمایا سورۃ انزلنٰھا۔ یہ سورۃ ہم نے نازل کی ہے سوال پیدا ہوتا ہے تو پھر باقی سورتیں کس نے نازل کی ہیں؟ یہ صرف توجہ دلانے کے لئے ہے۔ وفرضنٰھا۔ اس پر عمل کرنا ہم نے فریضہ قرار دیا ہے۔ یہ فرض حضور صلعم کے ذمہ لگایا گیا ہے کہ ضرور بضرور اس پر عمل کیا جائے۔ اور فرمایا وانزلنا فیھا اٰیٰت بیّنٰت لعلکم تذکّرون یہ یاد رکھنے کی باتیں ہیں۔ ان احکام کو یاد رکھا جائے اور ان پر عمل کیا جائے۔

زانی اور زانیہ کی سزا

فرمایا الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ بدکار عورت اور بدکار مرد دونوں کو سو سو کوڑے لگاؤ۔ پھر دوسرا حکم دیا ولا تأخذکم بھما رأفۃ فی دین اللہ۔ ہمارا حکم ہے کہ خدا کی مقرر کردہ سزا کو عمل میں لاتے ہوئے رحم دامنگیر نہ ہو۔ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر۔ اگر تم خدا اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو ترس کا شکار نہ ہو جانا اور پھر ایک اور حکم دیا ولیشھد عذابھما طائفۃ من المؤمنین یہ سزا پبلک میں دی جائے تا کہ لوگ اس سے عبرت پکڑیں اور جرم کرنے سے اجتناب کریں۔

چوری کی سزا

اور ایک اور حکم دیا والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما۔ چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو نکالاً من اللہ یہ عبرتناک سزا خدا کی تجویز کردہ ہے ان اللہ عزیز حکیم۔ یہ سزائیں حکمت پر مبنی ہیں۔

صاحب خلق عظیم کو خائن کی حمایت نہ کرنے کا حکم اور حضورؐ کا اس پر عمل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں رحم و کرم کے چشمے ہیں اور دشمن سے دشمن لوگوں نے لکھا ہے کہ آپؐ انتہاء درجہ کے نرم مزاج تھے اخلاق کی عظمت پر آپؐ قائم تھے چنانچہ فرمایا انک لعلیٰ خلق عظیم ایسے خلق عظیم کے مالک اور رحمت و کرم کے سرچشمہ کو حکم ہوتا ہے لا تکن للخائنین خصیما خیانت کرنے والے کی حمایت نہیں کرنا۔ ایک شخص طعمہ نامی حضور صلعم اور آپؐ کے ساتھیوں پر احسان کرنے والی قوم کا فرد تھا اور اس قوم کے متعلق حضور صلعم فرماتے ہیں کہ اگر انصاریؓ ایک راستہ پر چلیں اور دوسرے لوگ دوسرے راستہ پر چلیں تو میں انصاریوںؓ کے راستہ پر چلوں گا۔ اس قوم کا فرد طعمہ چوری کے الزام میں گرفت میں آتا ہے تو انصاری قوم سفارش کرتی ہے کہ طعمہ کو سزا نہ دی جائے ورنہ قوم بدنام ہو جائے گی یہودی کافر جس کے ہاں سے مال برآمد ہوا ہے بے ایمان ہے اس کو سزا دی جائے لیکن تحقیقات سے طعمہ مجرم ثابت ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی سفارش کو ردّ کر کے طعمہ کو سزا دیتے ہیں اور یہودی کافر کو بری کر دیتے ہیں۔ حضور کے سامنے پریسٹیج (Prestige) کا سوال نہیں آتا جو ان کو عدل و انصاف کرنے سے روک سکے

فتح مکّہ کے موقعہ پر خطرناک دشمنوں کی معافی

فتح مکہ کے موقعہ پر تمام کے تمام لوگوں کو معاف کرتے چلے جاتے ہیں ان میں ایسے خطرناک لوگ

بھی ہیں جنہوں نے آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو سخت ایذائیں پہنچائیں، اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا۔ لیکن حضرت صلعم کی صفت رحمۃ للعالمینی جوش پر ہے اور ایسے سخت ظالموں کو آپؐ نے یکسر معاف کر دیا۔ مگر ایک اپنے کمانڈر کو سزا دینے سے نہ چوکے۔

دشمن کی رپورٹ پر فاتح جرنیل کی معزولی۔

انصاری قوم میں خزرج اور اوس دو بڑے معزز قبیلے تھے۔ حضور صلعم ان دونوں کی قدر دانی کرتے تھے اور جنگ کے موقع پر دونوں قبائل کے سرداروں کو جھنڈا دیا جاتا تھا فتح مکہ کے موقع پر سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں ایک حصہ فوج کی کمان تھی شہر کے ایک حصہ میں داخل ہو رہے تھے کہ سامنے ابوسفیان آگیا۔ اس کو دیکھ کر کہا الیوم یوم الملحمہ آج ہم دکھلائیں گے کہ لڑائی کس طرح لڑی جاتی ہے ابوسفیان کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ اپنے اعمال اس کے سامنے آ گئے۔ اس نے حضرت صلعم کے حضور حاضر ہو کر اس بات کا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا کہ عبیدہ نے غلط کہا ہے۔ فاتح بادشاہ نے فاتح جرنیل کے مقابلہ میں دشمن کی رپورٹ پر اپنے جرنیل کو معزول کر دیا تاکہ مفتوح قوم کو یقین ہو جائے کہ فتحمند بادشاہ امن قائم کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے اور اعلان کیا کہ آج کعبہ کی حرمت قائم کی جائیگی کعبہ کو کپڑا پہنایا جائے گا اور امن قائم کیا جائے گا مجھے کوئی بتائے کہ کیا آج کا جرمن، روس، امریکہ، اور انگریز اپنے فاتح جرنیل کو معزول کر سکتا ہے اور محکوم قوم کی بات سن سکتا اور اس کے لئے رلائتی کے دروازے کھول سکتا ہے؟

ہندہ جیسی خطرناک عورت سے سلوک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظل اللہ تھے۔ اپنی بات کا پاس کرتے تھے اپنے اس فعل سے قوم کے اندر امن و اطمینان اور ایمان پیدا کر دیا۔ دربار لگا ہوا ہے سب کو معاف کرتے جاتے ہیں۔ اس دربار میں ہندہ بھی حاضر ہوتی ہے۔ ہندہ وہ عورت ہے جو ابوسفیان کی بیوی اور عتبہ جیسے دشمن کی بیٹی ہے اس کو اپنی بڑائی پر بڑا فخر ہے۔ احد کی جنگ میں حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تو اس عورت نے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا۔ اور ان کے کان اور ناک کا ہار بنا کر اپنے گلے میں ڈالا حضور صلعم، ہندہ کی وحشیانہ حرکت کا ذکر نہیں کرتے اس کو عالی حوصلگی کہتے ہیں۔ آج کا جرنیل ہوتا تو حکم دیتا کہ اس ظالم عورت کو ہمارے سامنے باندھ کر اس پر کتے چھوڑ دو۔ مگر حضورؐ اس کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ اقرار کرو کہ بتوں کی پرستش نہ کرو گی۔ اس نے کہا یہ کیا بیعت ہے ہم نے ان بتوں کے بھروسہ پر آپ کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر وہ کچھ نہ کر سکے تو اب اس اقرار کا کیا فائدہ؟

حضور صلعم مسکرا دیئے پھر فرمایا بیعت کرو کہ بدکاری نہیں کروں گی ہندہ نے کہا یا رسول اللہ! — الحرۃ لا تزنی۔ شریف عورت کبھی بدکاری نہیں کرتی آپ یہ کیا بیعت لیتے ہیں مجمع لگایا ہوا ہے لیکن اس کی بے باکی کو دیکھ کر آپ مسکرا دیئے فرمایا اچھا اقرار کرو کہ بچوں کو زندہ نہیں مارو گی۔ ہندہ کہنے لگی یا رسول اللہ ربیناھم صغاراً و قتلتھم کباراً ہم نے تو صغر سنی میں بچوں کو پالا پوسا اور جب وہ بڑے ہوئے تو آپ نے ان کو قتل کر دیا۔ اس بیعت کا کیا فائدہ۔ حضورؐ نے پھر مسکرا دیا اور بات ختم کر دی

صفوان بن امیہ کے ساتھ سلوک

اسی طرح کی عالی حوصلگی صفوان بن امیہ جیسے بڑے سردار اور بڑے دشمن کے ساتھ برتی گئی اور فرمایا اگر تم اس وقت اسلام قبول کرنے پر آمادہ نہیں تو نہ سہی تم سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے گا۔

ابوسفیان کی عزت افزائی

ابوسفیان کی اس طرح عزت قائم کی کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو معاف کر دیا جائے گا یہ کتنی بڑی عزت ہے جو اتنے بڑے دشمن سردار کی کی گئی اس سے بڑھ کر حضور صلعم کی رحمۃ للعالمینی کا اور کیا ثبوت ہوگا۔

عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے جلال اور جمال دونوں کی ضرورت

یہ ہیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ صاحب جلال بھی ہیں اور صاحب جمال بھی۔ جب تک یہ دونوں صفتیں کسی حاکم اور بادشاہ کے اندر موجود نہ ہوں، شہریت اور مدنیت پنپ نہیں سکتی اور نہ ہی دلوں میں اطمینان پیدا ہو سکتا ہے۔

فتنہ گروں کا علاج

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں رحم کرتے ہیں وہاں فتنہ گروں کا علاج بھی کرتے ہیں۔ اس کا ذکر یوں ہے بعض منافقین نے ایک مسجد بنائی جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں آتا ہے والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل۔ یہ مسجد ضرور ہے لیکن مسلمانوں کو نقصان پہنچانے، اسلام کو مٹانے، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے اور کمین گاہ کے طور پر استعمال کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس مسجد کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حکم دیا لاتقم فیہ ابدا اس میں ہرگز نماز ادا نہ کریں۔ سطحی نظر کے انسان تو ضرور حضورؐ کو مشورہ دیتے کہ یہ لوگ اذان دیتے ہیں قرآن پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ ان کو معاف کر دیا جائے۔ مگر حقیقت پسندی کا تقاضا تھا کہ اس مسجد میں نماز ادا کرنے کا کیا ذکر اس کو مسمار کر دینا مناسب اور مفید ہوگا۔

فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت عثمانؓ نے ایک شخص کی معافی کے لئے بڑا زور لگایا۔ ان کے زور دینے پر حضورؐ نے معاف کر دیا لیکن فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو اسے قتل کر دیتا؟ لوگوں نے کہا کہ اگر حضورؐ کا اشارہ ہوتا تو ہماری تلواریں تو پہلے ہی ننگی تھیں اس کا سر اسی وقت الگ ہو گیا ہوتا۔ حضور صلعم نے فرمایا انبیاءؑ کی آنکھیں اشاروں سے باتیں نہیں کیا کرتیں۔

امہات المومنینؓ اور خود رسول کریم صلعم کے متعلق انذاری کلمات

مجرم خواہ کتنا بھی عزیز ہو، آپ صلعم کسی کی رعایت نہیں کرتے، اپنی بیویوںؓ کو خدا تعالےٰ کے اس ارشاد سے مطلع فرما رہے ہیں کہ تم کوئی غلطی کر بیٹھو تو اس کی سزا دگنی ہے۔ تمہارے گھر وں میں قرآن اترتا ہے۔ یہ گھر مہبط وحی الٰہی ہے تمہاری ذمہ داری سب سے بڑھ کر ہے۔ اگر تم اس گھر میں کوئی نالائق حرکت کر دگی تو دوچند سزا ہوگی۔ یہ امہات المومنینؓ کے متعلق سخت سزا کا ذکر ہے تو خود رسول کریمؐ کیلئے بھی اسی قسم کا انذار ہے فرمایا لولا ان ثبتنٰک لقد کدت ترکن الیھم شیئاً قلیلاً۔ یعنے اگر ہم آپؐ کو استقلال نہ بخشتے تو آپؐ کا قدم قائم نہ رہتا آپ جھک جاتے یہ لوگ آپ کو طرح طرح کے لالچ دے رہے ہیں۔ طرح طرح کی تکالیف دے رہے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ ہم اپنا بادشاہ بنا لیں گے اور کبھی کہتے ہیں کہ ہم سیم و زر کے ڈھیر لگا دیں گے۔ اگر تمہارے پائے استقلال میں اس وقت ذرا سی لغزش آگئی ہوتی تو اذاً لاذقنٰک ضعف الحیوٰۃ و ضعف الممات آپ کے لئے اس دنیا میں بھی دگنی سزا ہوتی اور قیامت میں بھی دگنی۔ دل کانپ جاتا ہے۔ ان ارشادات کو پڑھ کر اس لئے حضور صلعم فرماتے ہیں انی اخاف ان عصیت عذاب یوم عظیم اگر مجھ سے کوئی معصیت سرزد ہو جائے تو میرے لئے بھی سزا ہے۔ اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کی ہوتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ بیوی، بیٹی اور اپنی قرابت کے لئے یہ احکام قابل غور ہیں۔

حضرت عائشہؓ پر ناپاک الزام لگانے والوں کو سزا۔

نابکاروں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ پر الزام لگایا تھا۔ جو تحقیقات پر بھی جھوٹا ثابت ہوا اور وحی نے بھی حضرت ام المؤمنین کی برأت کی تصدیق کی تو حضورؐ کے حکم سے جھوٹے الزام تراشنے والوں کو کوڑے مارے گئے۔ کوڑوں کی سزا سے حسان شاعر کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ یاد رہے حسان کا مقام حضورؐ کی نگاہ میں بہت بڑا تھا۔ مگر وہ بھی سزا سے نہ بچ سکا

مضر اشخاص کو سزا دینا ضروری ہے

سزا کے بغیر جماعت برباد ہو جاتی ہے

جس طرح قابل ڈاکٹر ایسے عضو کو کاٹ دیتا ہے جس سے سارے جسم کو خطرہ ہو، اسی طرح سے مضر اشخاص جو معاشرے کے لئے خطرہ ہوتے ہیں ان کو کاٹ دینا مناسب ہوتا ہے۔ ان سے نرمی کا برتاؤ معاشرے کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔

غلط سفارش پر اسامہؓ کو ملامت

ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حضورؐ کے لاڈلے اسامہؓ نے ایک قریشی عورت کی سفارش کی تو اس پر حضورصلعم نے اس کو ان الفاظ میں ملامت کی اتشفع فی حد من حدود اللہ

امام الزمانؑ ظلِ نبی تھے
ان کی رحمدلی کا نمونہ

حضرت نبی کریم صلعم ظلِ اللہ تھے اور ہمارے امام حضرت مرزا صاحبؑ ظلِ نبی تھے۔ حضرت صاحب کے رحم و کرم کے قصے سُنیں تو آپ حیران رہ جائیں۔ ایسا معلوم ہوگا کہ آپ کسی کو سزا دے سکتے ہی نہیں۔ ایک دفعہ ایک عورت نے آپ کے گھر سے چاول چوری کر لئے۔ اور سیڑھیوں میں جاتی ہوئی پکڑی گئی۔ شور مچ گیا۔ حضرت صاحب نے سُنا تو خادمہ کو بلا کر کہا کہ ہمیں بڑی ندامت لاحق ہوئی ہے یہ جان کر کہ آپ کو چاولوں کی ضرورت ہے۔ گھر میں تو کافی چاول رکھے ہیں جتنے چاہو لے لو۔

والد کے خلاف سچی شہادت

اور حضرت صاحب کی شخصیت کا ایک پہلو یہ ہے کہ سکھوں نے مقدمہ کر دیا کہ بڑے مرزا صاحب آپ کے والد ماجد نے ہماری زمین پر قبضہ ناحق کر رکھا ہے۔ اور گواہی کے طور پر اس لڑکے (حضرت مرزا صاحب) کو پیش کیا۔ آپ اپنے والد کے فرمانبردار بیٹے تھے، آپ کے باپ کو بیٹے کی فرمانبرداری پر فخر ہے ان کے خلاف آپ کو گواہی کے لئے طلب کیا جاتا ہے۔ سمن آتا ہے آپ یہ نہیں کرتے کہ پیادے کو دو روپے دے کر لکھوا دیں کہ آپ گھر پر نہیں ہیں۔ بڑے بڑے آدمی دو روپے دے کر گھر پر نہیں ہوتے۔ سمن نہیں لیتے۔ لیکن حضرت صاحب سمن وصول کر لیتے ہیں۔ یہ آپ کی بزرگی کی پہلی بات ہے۔ اور دوسری بزرگی کی بات یہ ہے کہ سکھ کہتے ہیں کہ یہ لڑکا ہے سچی گواہی دیں گے۔ چنانچہ گواہی دینے چلے جاتے ہیں۔ بڑے مرزا صاحب کے وکیل نے حضرت صاحب پر جرح کی کہ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ زمین سکھوں کی ہے تم تو مبشر ہو۔ تم تو صبح و شام مسجد میں گذارتے ہو۔ تمہیں کیا پتہ کہ زمین کیا ہوتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ ابا جان مجھے اپنے ساتھ گھوڑوں پر لے گئے تھے اور انہوں نے مجھے بتلایا تھا کہ وہ جگہ جہاں کیکر کے درخت کھڑے ہیں۔ وہ سکھوں کی زمین ہے۔

اپنے بیٹے مرزا سلطان احمد کو
ان کی بری حرکت پر عاق کر دیا

اب ایک نازک بات سنیئے گا۔ مرزا سلطان احمد حضرت صاحب کے صاحبزادے تھے۔ وہ ڈپٹی کمشنر کے عہدے تک پہنچے۔ ان کی کسی بُری حرکت کی وجہ سے ان کو حضرت نے اپنے گھر سے نکال دیا اور فرمایا کہ ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا عاق کرنا اس لئے نہیں کہ تمہیں وراثت سے الگ کر دیا جائے۔ وراثت میں جو تمہارا حصہ ہے، اس سے زیادہ تم لے لو۔ لیکن ہمارا اور تمہارا اب کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت مولینا نورالدین رح بہت بڑے انسان تھے حضرت صاحب کی نگاہ میں بھی وہ بہت عظمت رکھتے تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مولوی نورالدین صاحب کی ذات میں وہ صفات ہیں جن پر مجھے رشک آتا ہے۔ اس عظیم انسان نے مرزا سلطان احمد کی سفارش کی۔ لیکن حضرت امام الزمان نے ان کی سفارش پر بھی مرزا سلطان احمد جیسے بیٹے کو معافی نہ دی۔

دوسرے بیٹے کے خلاف کمیشن بٹھا دیا

دوسرے صاحبزادے کے متعلق کسی بُری حرکت کی رپورٹ ہوئی۔ تو آپ نے کمیشن مقرر کر کے معاملہ اس کے سپرد کر دیا۔ بیوی صاحبہ کانپ اٹھیں۔ کمیشن کے آدمیوں سے کہا کہ حضرت صاحب بدی کے دشمن ہیں۔ اگر ثابت ہوگیا تو معاف نہیں کریں گے ضرور سزا دیں گے کمیشن کو رحم آ گیا۔ انہوں نے کہا کہ شرعی شہادتیں موجود نہیں ورنہ اس دوسرے بیٹے کا بھی وہی حشر ہوتا جو سلطان احمد کا ہوا تھا۔

مولانا نورالدین کے ایک عزیز
کو قادیان سے نکال دیا۔

خود مولینا نورالدین صاحب کے ایک عزیز کو حضرت امام الزمانؑ نے قادیان سے نکال دیا تھا۔ اور اس بارے میں سفارش قبول نہ کی۔ امن قائم کرنا ان لوگوں کا کام نہیں جن کے دل فاختہ کے ہوں اور جن کی نظر سطحی ہو

کسی کی عزتِ نفس پر
حملہ بہت بڑا ظلم ہے

معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ اور حضرت نبی کریم صلعم یقین کرتے ہیں کہ قومیں۔ حکومتیں اور بستیاں اور جماعتیں قائم نہیں رہ سکتیں جب تک عدل و انصاف مضبوطی سے قائم نہ کیا جائے یاد رکھو صرف مال و جان کی حفاظت کافی نہیں۔ ان چیزوں سے بڑھ کر عزتِ نفس کی حفاظت ہے جو کسی کی عزتِ نفس پر حملہ کرتے ہیں وہ بڑا ظلم کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے۔ خدا بڑا غیور ہے خدا اپنے بندوں کی اہانت پسند نہیں کرتا۔ حضرت مرزا صاحب کو الہام ہوتا ہے انی مھین من اراد اھانتک۔ جو تجھے ذلیل کرنے کی سوچیگا میں اس کو ذلیل کروں گا۔ ان چیزوں کو جب تک قوم سامنے نہ رکھے اور اپنے بڑوں کی عزت کو ملحوظ نہ رکھا جائے قوم نہیں بن سکتی ھم درجات عند اللہ۔ بعض انسانوں کے خدا کے نزدیک درجات ہوتے ہیں۔ ان کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ مولینا رومؒ فرماتے ہیں :-

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

جو حفظ مراتب نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں۔ ان تمام چیزوں کو خدا تعالےٰ اور حضرت نبی کریم صلعم نے واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ اپنے تئیں سنواریں با خدا بننے کی کوشش کریں میں کچھ اور بھی بیان کرنا چاہتا تھا لیکن وقت زیادہ ہوگیا ہے اس لئے کسی اور وقت بیان کروں گا۔

بیماروں کے لئے دعا

بدوملہی کے چوہدری سید احمد صاحب بیمار ہیں۔ وہ ملٹری ہسپتال میں داخل ہیں آج یا کل اپریشن ہونے والا ہے۔ وہ شریف۔ متقی اور سلسلہ کے مخلص رکن ہیں۔ ان کی صحت کے لئے اور اُن لوگوں کے لئے جو بیمار ہیں یا کسی تکلیف میں مبتلا ہیں ان سب کے لئے دُعا کریں۔

ہم عمل سے زندگی تاباں کریں

عبدالرب صبا برھم

باہمی اُلفت کا ہم پیماں کریں
اور عہدِ خدمتِ انساں کریں
میری دُنیا ہوگئی عصیاں سے پُر
عفو والے عفو کا ساماں کریں
گردشِ دوراں بھی ہے جب بے ثبات
کس لئے پھر ہم غمِ دوراں کریں
درد ہی ہے اُن کی ساری کائنات
اہلِ دِل کیا درد کا درماں کریں
زور پر ہے ان دنوں جوشِ جنوں
چاک شاید اپنا ہم داماں کریں
علم کی دنیا فقط ہے قیل و قال
ہم عمل سے زندگی تاباں کریں
اس کے فضلوں کی نہیں کچھ انتہا
اُٹھ علاجِ تشنگیٔ داماں کریں

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ منیجر

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب کی کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" پر تبصرہ

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "چشمہ معرفت"

کیا حضور کو نبی ثابت کرتی ہے یا ولی

(۲)

خدا کی اصطلاح کا مفہوم

قاضی صاحب! آپ نے "چشمہ معرفت" کے ان الفاظ پر خاص زور دیا ہے" ہر ایک شخص اپنی گفتگو میں ایک اصطلاح اختیار کر سکتا ہے۔ لکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اُس نے نبوّت رکھا ہے۔

قاضی صاحب! یہ کونسی نئی بات ہے یہی امر تو حضور نے اپنی کتاب سراج منیر کے صفحہ ۲،۳ پر بیان فرمایا ہوا ہے فرماتے ہیں اور یہ کتاب ابتدائی کتب میں سے ہے۔ " یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا۔ اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے .... جو اُس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔ ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں۔ کہ نبوّت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلعم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے۔ اور نہ پرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے۔ کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا۔ کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے........ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بیشک ہیں۔ لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں اور جیسے یہ محمول نہیں۔ ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ مجھے یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوّت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلّی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رُو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی"

کیا قاعدہ یُفَسِّرُ بعضُہ بعضًا کی رُو سے خدا کی اصطلاح کی حقیقت حضور نے کھول کر بیان نہیں کر دی کہ خدا نے مکالمات الٰہیہ کی کثرت مشتمل بر امور غیبیہ کو اپنی اصطلاح میں جو نبی کا نام دیا ہے وہ محض مجازی معنوں میں ہی دیا ہے۔ لفظ نبی کا اطلاق مجھ پر حقیقی معنوں کی رُو سے نہیں ہو سکتا۔" اور یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھ کو دیا ہے۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے" قاضی صاحب! آپ بھی اگر سمجھنا چاہیں تو سمجھ لیں ورنہ خدا کے علم کو بھی ٹھکرا کر جو نبوّت اپنے متعلق بہم پہنچانا چاہتے ہیں۔ پہنچا دیں۔ یہ... آپ کی مرضی اور دیانت امانت پر موقوف ہے۔ یہ حقیقت صرف ابتدائی کتب میں ہی بیان نہیں ہوئی بلکہ حقیقۃ الوحی میں بھی یہی موجود ہے۔ جہاں فرمایا سمیت نبیًّا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے میرا نام نبی مجازی طور پر رکھا ہے۔ حقیقی طور پر نہیں۔ اب بتلائیے کیا حضور کو زمرۃ الانبیاء میں داخل کرنے کے متعلق آپ کے استدلال کی عمارت دھڑام سے نیچے آ گرنے میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہے۔ خدا را کچھ تو غور کیجئے۔ کیوں خدا کے حکَم پر حکَم بننے کی ٹھان رکھی ہے

ظلّی نبوّت تا قیامت

قاضی صاحب! غور کیجئے کہ کس صفائی سے حضور اس بات کا ذکر کرنے کے بعد کہ کامل پیروی کرنیوالے اُمتی کو ظلّی نبوّت عطا کی جاتی ہے فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے اور تا اسلام ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے" کیا یہ الفاظ تمام کامل پیروی کرنے والے اُمتیوں کو ظلّی نبی قرار نہیں دے رہے۔ اور کیا ظلّی نبوّت کو ہمیشہ کے لئے اسلام کے "تازہ رہنے اور مخالفین پر اسلام کے غلبہ کی علامت قرار نہیں دیا ہے اب حقیقۃ الوحی کی بھی عبارت سن لیں۔

حقیقۃ الوحی کی عبارت

" اور وہ (حضرت نبی کریم صلعم) خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں میں نہیں۔ کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوّت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر نہیں چھوڑنا چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے۔ اور جو شخص اُمتی نہ ہو۔ اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں میں آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمتی ہونا ثابت نہ کرے۔ اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ مگر ظلّی نبوّت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ تا انسان کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔ اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا کہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے "

قاضی صاحب دیکھ لیجئے کس وضاحت سے ظلّی نبوّت کی تعریف ان الفاظ میں فرما رہے ہیں "ظلّی نبوّت جس کے معنے ہیں" فیض محمدی سے وحی پانا" اور پھر کس وضاحت سے فرما رہے ہیں۔ کہ ظلّی

نبوت قیامت تک باقی رہے گی اور جس طرح چشمۂ معرفت میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا نام ہی ظلی نبوت رکھا ہے۔ اسی طرح حقیقۃ الوحی میں بھی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا ہی نام ظلی نبوت رکھا ہے۔ اور اسی کو مجازی نبوت کہا ہے۔ اب الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۹ کو بھی ملاحظہ فرما لیجئے جس میں تمام پہلے بزرگوں کو اس بات کا حقدار قرار دیا ہے کہ انہیں نبی کہا جانے نہ۔

"اگر غور سے دیکھا جائے تو ہمارے نبی کریم صلعم کو آپ کے بعد کسی دوسرے کے نبی نہ کہلانے سے شوکت ہے اور حضرت موسٰے کے بعد اور لوگوں کے بھی نبی کہلانے سے ان کی کسر شان کیونکہ حضرت موسٰے بھی ایک نبی تھے۔ اور ان کے بعد ہزاروں اور بھی نبی آئے۔ تو ان کی نبوت کی خصوصیت اور عظمت کوئی نہیں ثابت ہوتی۔ برعکس اس کے آنحضرت صلعم کی ایک عظمت اور آپ کی نبوت کے لفظ کا پاس اور ادب کیا گیا ہے کہ آپ کے بعد کسی دوسرے کو اس نام سے کسی طرح بھی شریک نہ کیا گیا۔ اگرچہ آنحضرت صلعم کی اُمت میں بھی ہزاروں بزرگ نبوت کے نور سے منور تھے اور ہزاروں کو انوار نبوت کا حصہ عطا ہوتا رہا ہے اور اب بھی عطا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت صلعم کا نام خاتم الانبیاء رکھا گیا تھا۔ اس لئے خدا نے نہ چاہا کہ کسی دوسرے کو بھی یہ نام دے کر آپ کی کسر شان کی جائے۔ آنحضرت صلعم کی نبوت میں ہزارہا انسانوں کو نبوت کا درجہ ملا۔ اور نبوت کے آثار اور برکات ان کے اندر موجود تھے۔ مگر نبی کا نام ان پر صرف شان نبوت آنحضرت صلعم اور سدباب نبوت کی خاطر ان کو اس نام سے ظاہراً ملقب نہ کیا گیا۔ مگر دوسری طرف چونکہ آنحضرت صلعم کے فیوض اور روحانی برکات کا دروازہ بند بھی نہ کیا گیا تھا اور نبوت کے انوار بھی جاری تھے۔ جیسا کہ ولٰکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین سے نکلتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی مہر اور اذن سے اور آپ کے نور سے نور نبوت جاری بھی ہے اور یہ سلسلہ بند بھی نہیں ہوا۔ یہ بھی ضروری تھا کہ اسے ظاہراً بھی شائع کیا جاوے۔ تاکہ موسوی سلسلہ کے نبیوں کے ساتھ آپ کی اُمت کے لوگ بھی مماثلت کے پورا کرنے میں صاف طور پر سے نبی اللہ کا لفظ فرما دیا۔ اور اس طرح سے دونوں امور کا لحاظ نہایت حکمت اور کمال لطافت سے رکھ لیا گیا۔ ادھر یہ کہ آنحضرت صلعم کی کسر شان بھی نہ ہو۔ اور ادھر موسوی سلسلہ سے مماثلت بھی پوری ہو جائے۔ ۱۳۰۰ برس تک نبوت کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوت کی عظمت کے پاس سے نہ کیا اور اس کے بعد اب مدت دراز کے گذرنے سے لوگوں کے چونکہ اعتقاد اس امر پر پختہ ہو گئے کہ آنحضرت صلعم ہی خاتم الانبیاء ہیں۔ اور اب اگر کسی دوسرے کا نام بھی نبی رکھا جاوے تو اس سے آنحضرت صلعم کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور اس واسطے اب نبوت کا لفظ مسیح کے لئے ظاہراً بھی بول دیا۔ یہ ٹھیک اسی طرح سے ہے۔ جیسے آپ نے پہلے فرمایا تھا کہ قبروں کی زیارت نہ کیا کرو۔ اور پھر فرما دیا کہ اب اچھا کر لیا کرو۔ پہلے منع کرنا بھی حکمت رکھتا تھا۔ کہ لوگوں کے خیالات ابھی تازہ تازہ بت پرستی سے ہٹے تھے۔ تاکہ پھر وہ اسی عادت کی طرف عود نہ کریں۔ اور پھر جب دیکھا کہ اب ان کے ایمان کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ اور کسی قسم کے شرک بدعت کو ان کے ایمان میں راہ نہیں تو اجازت دے دی۔ بالکل اسی طرح یہ امر ہے۔ پہلے ۱۳۰۰ برس اس عظمت کے واسطے نبوت کا لفظ نہ بولا۔ اگرچہ صفتی رنگ میں صفت نبوت اور انوار نبوت موجود تھے۔ اور حق تھا کہ ان لوگوں کو نبی کہا جاوے۔ مگر خاتم الانبیاء کی نبوت کی عظمت کے پاس کی وجہ سے وہ نام نہ دیا گیا مگر اب وہ خوف نہ رہا تو آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے واسطے نبی اللہ کا لفظ فرما دیا۔ آپ کے جانشینوں اور آپ کی اُمت کے خادموں پر صادق نبی اللہ ہونے کے واسطے دو امور مد نظر رکھنے ضروری تھے۔ اول عظمت آنحضرت صلعم اور دوم عظمت اسلام۔ سو آنحضرت صلعم کی عظمت کے پاس کی وجہ سے ان لوگوں پر ۱۳۰۰ برس تک نبی کا لفظ نہ بولا گیا۔ تاکہ آپ کی ختم نبوت کی ہتک نہ ہو کیونکہ اگر آپ کے بعد ہی آپ کی اُمت کے خلیفوں اور صلحاء لوگوں پر نبی کا لفظ بولا جانے لگتا جیسے حضرت موسٰے کے بعد کے لوگوں پر بولا جاتا رہا۔ تو اس میں آپ کی ختم نبوت کی ہتک تھی۔ اور کوئی عظمت نہ تھی سو خدا نے ایسا کیا کہ اپنی حکمت اور لطف سے آپ کے بعد ۱۳۰۰ برس تک اس لفظ کو آپ کی اُمت پر سے اُٹھا دیا۔ تا آپ کی نبوت کی عظمت کا حق ادا ہو جائے۔ اور پھر چونکہ اسلام کی عظمت چاہتی تھی کہ اس میں بھی بعض ایسے افراد ہوں۔ جن پر آنحضرت صلعم کے بعد لفظ نبی اللہ بولا جاوے۔ اور تا پہلے سلسلہ سے اس کی مماثلت پوری ہو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے واسطے آپ کی زبان سے نبی اللہ کا لفظ نکلوا دیا۔ اور اس طرح پر نہایت حکمت اور بلاغت سے دو متضاد باتوں کو پورا کیا۔ اور موسوی سلسلہ کی مماثلت بھی قائم رکھی اور عظمت اور نبوت آنحضرت صلعم بھی قائم رکھی"

(اخبار الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۹)

اسی مضمون کو حضور نے اپنی کتاب "تذکرۃ الشہادتین" کے اردو اور عربی دونوں حصوں میں بیان فرمایا ہے اور اپنی سب سے ابتدائی کتاب توضیح مرام میں بھی یہی مضمون بیان فرمایا ہے۔ غور سے پڑھیئے اور دیکھئے کہ ابتدائی اور آخری کتاب میں ایک ہی مضمون بیان ہو رہا ہے یا نہیں۔ . . . . کیا اس سے ثابت نہیں ہو رہا کہ جہاں تک حضور کے مقام کا تعلق ہے ابتدائی زمانہ کی اور آخری زمانہ کی کتابوں میں ایک ہی مقام کی نشاندہی کی گئی ہے یعنی دونوں جگہ مجازی اور جزوی نبوت کا ہی ادعا پایا جاتا ہے۔ توضیح مرام کے صفحہ کے الفاظ بھی دوبارہ سن لیں فرماتے ہیں:-

"سو جان لے اللہ تجھے ہدایت دے کہ نبی محدث ہے اور محدث نبی ہے۔ اس اعتبار سے کہ انواع نبوت میں سے ایک نوع اس نے حاصل ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں باقی رہی نبوت مگر مبشرات یعنی نبوت کی انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات

یعنی از قسم رؤیا صادقہ اور صحیح مکاشفات
اور وحی جو خواص اولیاء پر اترتی ہے
اور نور جو ایک دردمند قوم کے دل
پر اترتا ہے"

یاد رہے کہ مبشرات اور مکالمات الٰہیہ مترادف الفاظ ہیں مبشرات والی نبوت کو اگر جزوی نبوت کہا ہے تو مکالمات والی نبوت بھی لازماً جزوی ہی ماننی پڑے گی۔

قاضی صاحب! غور فرمائیں حضور کے اس فقرہ پر "المحدّث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوّۃ" کیا اس جملہ میں حضور نے امت کے تمام محدثوں کو نبی قرار نہیں دے دیا۔ جو ہزاروں کی تعداد میں گزر چکے ہیں اور اس کی یہی وجہ بیان نہیں فرمائی کہ یہ بزرگ اپنے آپ کو کامل امتی ثابت کرنے کے بعد ہی مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہوئے اور اسی وجہ سے ان پر نبی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ پھر فرمایا "یہ نبوت جس میں مبشرات ہوتے ہیں یہ قیامت تک باقی رہے گی۔ اس کا کبھی انقطاع نہیں ہوگا۔" پھر فرمایا "نبوت جزئیہ جس میں صرف مبشرات ہوتے ہیں یہ قیامت تک جاری رہے گی یہ کبھی بھی منقطع نہیں ہوگی۔" پھر فرمایا "بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے" قاضی صاحب غور کر لیں کہ چشمہ معرفت میں جو لفظ نبی استعمال ہوا ہے کیا وہ کہیں لغوی یا مجازی جزوی معنی میں ہی استعمال نہیں ہوا ظاہر ہے کہ انہی معنی میں ہی استعمال ہوا ہے اور یہی ثابت کرنا مقصود تھا جو الحمد للہ بخوبی ثابت ہو گیا ہے۔

(بقیہ اخبار احمدیہ از کالم ۳)
کھاریاں میں زیر علاج ہیں (۲) مولانا محمد یعقوب خان صاحب (۳) شیخ رحمت الٰہی صاحب (۴) ملک بہادر خان صاحب زیادہ فالج کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔
ان سب دوستوں کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

قابلِ توجہ

ماہنامہ روحِ اسلام بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۶ء کا خصوصی شمارہ ایک ٹریکٹ "فرنگی نبی کی ناپاک تجلیاں" کے جواب پر مشتمل ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر زیادہ تعداد میں طبع کیا گیا ہے۔ یہ خصوصی شمارہ نہ صرف احباب سلسلہ کے مطالعہ میں آنا ضروری ہے بلکہ غیر از جماعت میں بغرض تبلیغ تقسیم کرنا بھی مفید ہے، شائق حضرات پتہ ذیل سے فرمائیں

افسر انچارج شعبہ دعوت و ارشاد
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔
احمدیہ بلڈنگس لاہور ۷

بحرِ حکمت کے موتی

سلسلہ صفحہ اوّل

ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ اپنے مفوضہ فرائض کو خدمت گزار کی طرح سر انجام دیں جو جو کام جس کارکن کے سپرد ہے وہ اسی لئے ہے کہ اس کام کو وہ اس خوبی سے اور اس رنگ میں پایۂ تکمیل کو پہنچائے جو قوم کے لئے مجموعی رنگ میں بھی مفید ثابت ہو اور افراد بھی اس سے کماحقہ مستفید ہوں خصوصاً وہ افراد جن کا کسی خاص کام سے براہ راست تعلق ہو دوسری بات جس کا ہر کارکن کو خیال رکھنا چاہیئے وہ یہ کہ قوم کے افراد سے جن کو ان کے ساتھ واسطہ پڑے خوش خلقی اور عزت اور احترام سے پیش آئیں ان کا سلوک ان کے ساتھ برادرانہ ہو ان کے ہاتھ اور زبان سے ان کو کسی قسم کی اذیت نہیں پہنچنی چاہیئے ان کا رویہ ان کے احساسات اور جذبات کو ٹھیس لگانے والا نہ ہو یا باعث پریشانی نہ بنیں یہ ہدایت تو حکومت کے کارکنوں کے لئے ہے۔ ارشاد نبوی میں نہایت لطیف انداز میں ان امور کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ مندرجہ بالا ہدایتیں تو قوم کے سرداروں کے لئے فرمائیں اس کے بالمقابل "سیدہم" کے لفظ میں قوم کے افراد کے لئے بھی یہ ہدایت مضمر ہے کہ وہ بھی حکومت کے قانون کا اور اس کے مقرر کردہ افسروں کے ساتھ اسی عزت و احترام سے پیش آئیں جس طرح اپنے سرداروں کے ساتھ پیش آیا جاتا ہے۔

ان کے احکام کو بجا لانے میں ذرہ بھر بھی پس و پیش نہ کریں جو قانون نافذ ہوں ان کی پوری پوری پابندی کریں اور ملک میں امن قائم رکھنے میں حکومت کے کارکنوں سے پورا پورا تعاون کریں اور ان کے فرائض کی انجام دہی میں ان کا ہاتھ بٹائیں غرضیکہ ان کے تمام کاموں میں ان سے مکمل تعاون کریں۔

یہ ارشاد نبوی اگر غور سے کام لیا جائے تو حاکم و محکوم ہر ایک کو دوسرے کا خادم اور ایک دوسرے کا سردار قرار دے رہا ہے اگر حاکم ایک پہلو سے سردار ہے تو دوسرے پہلو سے خادم ہے اسی طرح محکوم اگر ایک پہلو سے خادم ہے تو دوسرے پہلو سے سردار ہے۔

اگر فریقین اپنے اپنے مقام کی اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں تو باہمی تعاون کے رشتہ میں مضبوطی کے ساتھ منسلک ہو کر قوم و ملک کے کاروان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں کامیابی کے ساتھ ہمیشہ کوشاں رہیں گے اور اگر اس کو نظر انداز کر دیا تو شقاق میں مبتلا ہو کر قوم اور ملک کی تباہی کا موجب بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم اہل پاکستان کو اس حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

اخبار احمدیہ

مولانا عبدالحق صاحب کو حادثہ

—— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں نہایت رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے محترم بزرگ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو راہ چلتے ہوئے ایک تانگہ کا دھکہ لگنے سے چوٹیں آئیں جس کے سبب آپ بیہوش ہو کر گر پڑے، اور کسی نوجوان نے انہیں اٹھا کر ہسپتال پہنچایا، وہاں مرہم پٹی کے بعد ہوش میں آنے پر انہیں گھر پہنچایا گیا، خدا کا شکر ہے کہ چوٹیں زیادہ شدید نہ تھیں، اور اب حالت اچھی ہے، فالحمد للہ۔ احباب اللہ تعالیٰ سے صحت کامل کے لئے دعا فرمائیں

دیہات میں تبلیغ

—— لائل پور سے عطا محمد صاحب شاگرد ڈاکٹر شمس الدین صاحب لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ممدوح خاکسار کے ہمراہ سلطان نگر میں ایک رئیس محمد سلیم صاحب کی دعوت پر گئے، محترم ڈاکٹر صاحب نے اتحاد بین المسلمین مومن اور مسلم اور نماز کی حقیقت پر ایک پُر معارف خطبہ جمعہ دیا، دیہات کے بھائی کثرت سے جمع تھے جو ڈاکٹر صاحب کے بیان کردہ اسرار شریعت کو سن کر بہت متاثر اور محظوظ ہوئے۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ کو روانگی

—— جھنگ سے غلام قادر صاحب صدر و اطلاقی نویس لکھتے ہیں کہ "میرا لڑکا محمد ظفر اللہ ایم ایس سی زرعی یونیورسٹی کالج لائل پور مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے پاکستان گورنمنٹ کے وظیفہ پر ۲۲ ستمبر کو واشنگٹن روانہ ہو گیا، تین سال کا کورس ہے، میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے دعاؤں کے ذریعہ امداد فرمائی، آئندہ بھی تمام احباب سے درخواست ہے کہ عزیز موصوف کی کامیاب واپسی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ میں اس خوشی میں دس روپیہ بطور عطیہ انجمن کو بھیج رہا ہوں"

قادیانی جماعت میں تبلیغ

—— چک ۱۸ جنوبی سے نور محمد صاحب مبلغ انجمن لکھتے ہیں کہ پمفلٹ اسمہ احمد حسب ذیل دیہات میں تقسیم کئے گئے۔

چک ۸۷ مغربی۔ چک ۸۴ مغربی۔ چک ۱۸، چک ۹، بھاگٹانوالہ۔ اس کے علاوہ خطبہ جمعہ میں ربوائی کتابوں "شان مسیح موعود" اور "نبوت اور خلافت" پر تبصرہ کیا گیا۔

درخواست دعا

—— (۱) چوہدری سید احمد صاحب نمبردار بدوملہی ملٹری ہسپتال
(باقی کالم اول کے نیچے)

ڈاکٹر شیخ عبدالسلام خیری صاحب

ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب

(بسلسلہ اشاعت مؤرخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۶ء)

اب یہ روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ وحی نبوت کا آنا بند ہو گیا اور اب صرف وحی ولایت جاری ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مذکورہ ہینڈ بل کے آخر میں ختم نبوت کے متعلق پیش کردہ خیالات کو یہ کہکر مشکوک اور مبہم کر دیا گیا ہے کہ :-

"ہم خاتم النبیین کے وہی معنے کرتے ہیں جو گذشتہ تیرہ صدیوں میں کئی مامور اور برگزیدہ علماء نے کئے ہیں کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی شریعت لانے والا اور مستقل نبی نہیں آ سکتا، اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ایسی نبوت کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔"

ہم علماء ربوہ سے اور خصوصاً مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری سے پوچھتے ہیں، کہ وہ کونسے امام اور برگزیدہ علماء ہیں جنہوں نے شریعت لانے والے اور مستقل نبی کے آنے کا انکار کرتے ہوئے غیر تشریعی نبوت کو جاری قرار دیا ہے۔ اور غیر تشریعی نبوت کا مرزا صاحب نے کہاں دعوے کیا ہے۔ مرزا صاحب نے اس قسم کی نبوت کا ہرگز دعوے نہیں کیا یہ تو صرف ربوائی حضرات کی جسارت ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب مواہب الرحمن میں صاف طور پر لکھا ہے :-

"و ھذہ مکالمات و مخاطبات است باولیائے خود درین امت و ایشان رنگ انبیاء مے گیرند ... قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ"

(مواہب الرحمن ص۶۶)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبوت سے صرف مکالمات و مخاطبات والی نبوت مراد لیتے ہیں، جو اولیاء امت میں پائی جاتی ہے۔ یہی وہ نبوت ہے جس کا حدیث نبوی میں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اسی کو آپ نے بروز اور ظل اور مجاز اور عکس وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا ہے، مرزا صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفٰی علی طریقۃ المستقلۃ وما بقی بعدہ الا کثرۃ المکالمۃ

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۶۴)

ان عبارات سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مرزا صاحب مرحوم کے نزدیک غیر تشریعی نبوت سے صرف کثرت مکالمہ مراد ہے اور یہ حقیقی یا مستقل نبوت نہیں، یہی غیر تشریعی نبوت ہے جس کا انہیں دعوے ہے اور جو کثرت مکالمہ تک محدود ہے اور اولیاء اللہ کے اندر پائی جاتی ہے۔ اب ہم سابق بزرگان اُمت کا مذہب بھی بتاتے ہیں تا کہ معاملہ صاف ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام سابق بزرگان اُمت کا مذہب یہی ہے کہ غیر تشریعی نبوت سے مراد ولایت ہے۔ چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں :-

" ولایت نبوت عامہ ہے اور وہ نبوت جس کے ساتھ شریعت ہوتی ہے وہ نبوت خاصہ ہے۔"

اور امام شعرانی الیواقیت والجواہر میں اس طرح رقمطراز ہیں :-

یہ دروازہ (نبوت تشریعی) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے بعد بند کر دیا گیا اور قیامت کے دن تک کسی کے لئے نہیں کھولا جائے گا۔ لیکن اولیاء کے لئے وحی الہام باقی ہے جس میں شریعت نہیں۔"

علماء ربوہ اب غور کریں، یہ ہے غیر تشریعی نبوت جو وحی الہام تک محدود ہے، اور اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کو مقام ولایت کہا جا سکتا ہے نہ کہ مقام نبوت۔ یہی مرزا صاحب کا مذہب ہے اور یہی ان کا دعوے تھا، جیسا کہ لکھا ہے :-

" اگر کوئی اور نبی نیا یا پرانا آئے تو ہمارے نبی صلعم کیونکر خاتم الانبیاء ہیں ...... ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں۔"

(ایام الصلح ص۷۴)

"وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاتا ہے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔"

جناب مرزا صاحب کی یہ واضح عبارات بتاتی ہیں کہ آپ غیر تشریعی نبوت کو مکالمہ الٰہیہ اور وحی ولایت سے بڑھ کر نہیں سمجھتے تھے اور "ایک غلطی کا ازالہ" میں غیر تشریعی نبوت کا مفہوم وہی ہے جس کو مذکورہ بالا عبارات میں بیان کیا گیا ہے۔ عقائد میں تبدیلی کس نے کی؟

جب میرزا محمود احمد نے ۱۹۱۴ء میں میرزا صاحب کی طرف دعوے نبوت منسوب کیا تو انہوں نے بہتان اور غلط بیانیاں کیں وہاں ایک چالاکی یہ کی کہ مولینا محمد علی صاحب پر یہ جھوٹا الزام لگایا کہ مولوی صاحب موصوف شروع سے ہی میرزا صاحب کو نبی مانتے آ رہے ہیں اور چونکہ مولوی صاحب اب میرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے اس لئے تبدیلی عقیدہ مولوی محمد علی صاحب نے کی ہے۔ آپ نے ایک مثل ضرور سنی ہوگی کہ "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے"۔ یہ مثال اس شخص پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ اس شخص نے دیکھا کہ میں نے جو عقیدہ نبوت گھڑا ہے میرزا صاحب کی تحریرات تو ساتھ نہیں دیتیں اس لئے مولوی محمد علی صاحب پر یہ الزام لگا دیا کہ مولوی صاحب پہلے نبی مانتے تھے اور دلیل یہ دی کہ انہوں نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں حضرت صاحب کو رسول وغیرہ لکھا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

کھلتا کسی پہ کیوں میرے دل کا معاملہ
شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

چنانچہ گذشتہ سال مولوی ابوالعطاء جالندھری نے اپنے رسالہ کا "مسیح موعود نمبر" نکالا تھا، جو میری نظر سے بھی گذرا، اس میں اسی قسم کے حوالوں کی بھرمار کی گئی ہے جن میں "رسول" وغیرہ کا لفظ ہے اس سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولوی صاحب میرزا صاحب کو نبی مانتے تھے، ان سب کے لئے مولوی صاحب کا یہ جواب ہی کافی ہے۔ فرماتے ہیں :-

" میرا عقیدہ دربارہ نبوت مسیح موعود کیا تھا۔ میں نے اس کو ابتدائے اختلاف میں ہی کھول کر بیان کر دیا تھا۔ میں پہلے بھی اس پر قائم تھا اور اب بھی اسی پر قائم ہوں۔ اور انہی الفاظ میں اپنے عقیدہ کو نقل کرتا ہوں :-

"میں یہ جانتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول نہ تھے بلکہ ان الفاظ کے لغوی معنوں کی رو سے نبی اور رسول تھے۔ یعنے نبی اس لئے کہ آپ اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے تھے۔

اور اللہ تعالےٰ آپ پر غیب کے اخبار ظاہر کرتا تھا - اور رسول اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے ماموُر کرکے اصلاح کے لئے بھیجا تھا یعنے آپ اُن معنوں میں نبی اور رسول تھے جن معنوں میں اس امّت کے دوسرے مجدّد بھی نبی اور رسول کہلا سکتے ہیں -"

اس امّت کے دوسرے مجدّدوں پر آپ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ آپ کی آمد کے متعلق صریح پیشگوئیاں موجود ہیں . . . . پھر جس عظیم الشان فتنہ کی اصلاح کے لئے آپ کو بھیجا گیا - دوسرے کسی مجدّد کو اتنا عظیم الشان کام سپرد نہیں ہوا . . . . ایسا ہی آپ کو جو علم کلام دیا گیا ہے، وہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس کو لے کر مسلمان کل مذاہب پر غالب آسکتے ہیں، دوسرے کسی مجدّد کو ایسا علم کلام نہیں دیا گیا"

میں حقیقی نبوّت کو محمد رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم یقین کرتا ہوں آپ کے بعد نہ کوئی پرانا نبی آئے گا نہ کوئی نیا نبی مبعوث ہوگا۔" (منقول از میرے عقائد مطبوعہ ۲۲ر اگست ۱۹۱۸ء)

"اس کے بعد مجھ پر یہ اعتراض کیا گیا - کہ ریویو آف ریلیجنز میں میں نے حضرت صاحب کو نبی لکھا ہے جس کا جواب میں نے ۱۷ر ستمبر ۱۹۱۵ء کو ایک ٹریکٹ میں دیا جس کا عنوان تھا "تبدیلی عقیدہ کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" جس میں یہ صاف لکھا ہے کہ "میں نے جب لفظ نبی اور اور رسول کا استعمال کیا، یا جب آئندہ کروں گا عرف لغوی معنے کے لحاظ سے مجاز اور استعارے کے رنگ میں آپ کو جزوی نبی مانتے ہوئے کیا اور کروں گا -" اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر میرا عقیدہ فی الواقع حضرت مسیح موعود کی نبوّت کا ہوتا تو میں کل مسلمانوں کو کافر سمجھنے والا ہوتا - جس طرح میاں صاحب (مرزا محمود - ناقل -) سمجھتے ہیں"

اب آپ ہی غور فرمائیں کہ اتنی صاف وضاحت کے باوجود مرزا محمود کے مریدین کا یہ چلانا کہ چونکہ مولوی محمد علی صاحب نے کسی زمانے میں میرزا صاحب کو نبی اور رسول لکھا ہے اس لئے وہ میرزا صاحب کو حقیقی نبی مانتے تھے - حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی تحریرات میں خود اکثر نبی اور رسول کے لفظ استعمال کئے ہیں، وہ کن معنوں میں کئے ہیں اس کی تشریح ہم پہلے لکھ آئے ہیں اگر اسی کے مطابق مولوی محمد علی صاحب نے یہ الفاظ لکھے تو کونسا غضب ہو گیا، حقیقت یہ ہے کہ مولوی صاحب کی اس قسم کی تحریرات سے یہ ثابت کرنا قادیانی صاحبان کی کھلی حماقت ہے - اصل بات یہ ہے کہ میاں محمود کے مریدین اس سلسلے میں زور لگا لیں مگر اہل علم حضرات اب بخوبی جان گئے ہیں کہ یہ سب ڈھونگ میاں صاحب نے اپنی خلافت جاری کرنے کے لئے رچایا تھا - اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ عقائد میں تبدیلی مرزا محمود احمد نے کی نہ کہ مولوی محمد علی صاحب نے - اس مسئلہ میں ہم یہ صاف بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا محمود کا اختلاف سے قبل ختم نبوّت کے بارے میں کیا عقیدہ تھا میاں صاحب نے ۱۹۱۰ء میں تشحیذ الاذہان میں لکھا :-

". . . آنحضرت (صلعم) سے پہلے سینکڑوں نبی گذرے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں . . . . مگر آنحضرت کے دعوے کے بعد تیرہ سو سال گذر گئے کسی نے آج تک نبوّت کا دعوے کرکے کامیابی حاصل نہیں کی . . . ."

مگر اس کے بعد وہ خلافت کو چاہنے لگے، پھر تو اپنی خلافت جاری کرنے کے چکر میں اپنے اس صحیح عقیدے کی بھی چھٹی کر دی - افسوس میاں صاحب کو اقتدار کی ہوس نے اندھا کر رکھا تھا اس خلافت کی ہوس میں آکر انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ میں جو نئے نئے عقائد ایجاد کر رہا ہوں ان سے میرزا صاحب کی پوزیشن پر کتنا سخت دھبہ لگے گا، چنانچہ ہوا بھی یہی کہ دیوانی خلافت نے مرزا صاحب کی ذلت و رسوائی کا سامان پیدا کیا - ان تمام باتوں کے باوجود مرزا محمود کا حضرت مولوی محمد علی صاحب پر یہ جھوٹا الزام کہ عقائد میں تبدیلی مولوی محمد علی نے کی خود بخود باطل ہو جاتا ہے - پس میں امید رکھتا ہوں کہ موٹی سے موٹی عقل کا آدمی بھی ان تمام باتوں کو دیکھ کر یہ ضرور کہہ اٹھے گا کہ میرزا صاحب کا دعوےٰ نبوّت قطعاً نہ تھا بلکہ یہ دعوے نبوّت جو میاں محمود نے مرزا صاحب کی طرف منسوب کیا ہے، یہ سب اپنی خلافت جاری کرنے کا پروگرام تھا -

باقی آئندہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں -

عطیہ جات برائے گردن چھڑائی

نام	رقم
ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب لاہور	[illegible]
ڈپٹی خلیل الرحمٰن خادم صاحب	10.00
شیخ محمد عبداللہ صاحب خیبرآباد	10.00
پودیں، ہمشیر دختر شیخ محمد جان صاحب وزیرآباد	5.00
عنبر بیان " "	5.00
عبدالغنی صاحب انجینیئر حیدرآباد -	20.00
ناصر احمد صاحب - لاہور -	2.00
میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی لاہور	10.00
مولوی دوست محمد صاحب لاہور -	5.00
خالد مبشر صاحب لاہور -	5.00
محمد عارف صاحب لاہور -	5.00
پروفیسر محمد احمد صاحب لاہور	5.00
میزان ۹/۴۴ ۲۶ تا ۱/۴۴ ۱ -	2.05.0

شمولیت سلسلہ

حمیداللہ خاں انسپکٹر دوم آرمی بیرٹ منز چودھریاں ۲۲ پشاور روڈ - راولپنڈی حضرت امیر ایدہ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں، دعا ہے اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے آمین -

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگز لاہور سے شائع کیا -

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۳۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں - لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور اُن کے نفوس
و اموال میں برکت ڈالوں گا"
(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی -
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں -
۴- سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے -
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا -

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو
نبوت تو درکنار خدائی کا ثبوت بھی اس طرح نہ ملتا

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارے نبی اکمل کی برکات جس قدر ظہور میں آئیں - اگر تمام خوارق کو الگ کر دیا جاوے - تو صرف آپ کی اصلاح ہی ایک عظیم الشان معجزہ ہے - اگر کوئی اس حالت پر غور کرے - جب آپ مبعوث ہوئے - پھر اس حالت کو دیکھے جو آپ چھوڑ گئے - تو اس کو ماننا پڑے گا - کہ یہ اثر بذات خود ایک اعجاز تھا - اگرچہ کل انبیاء عزت کے قابل ہیں لیکن ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشآء - اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو نبوت تو درکنار - خدائی کا ثبوت بھی اس طرح نہ ملتا - آپ ہی کی تعلیم سے پتہ قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد و لم یولد ولم یکن لہ کفواً احد کا لگا - اگر توریت میں کوئی ایسی تعلیم ہوتی - اور قرآن صرف اس کی تصریح ہی کرتا - تو نصاریٰ کا وجود ہی کیوں ہوتا - غرض قرآن شریف نے جس قدر تقویٰ کی راہیں بتلائیں اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف عقل والوں کی پرورش کرنے کے طریق سکھلائے - ایک جاہل عالم - اور فلسفی کی پرورش کے واسطے ہر طریقہ کے سوالات کا جواب - غرضیکہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا جس کی اصلاح کے طریق نہ بتلائے - یہ ایک صحیفہ قدرت تھا جیسے کہ فرمایا فیھا کتب قیمۃ (پ ۳۰) یعنے وہ صحیفے ہیں جن میں کل سچائیاں ہیں - سو یہ کیسی مبارک کتاب ہے - کہ اس میں سب سامان اعلےٰ درجہ تک پہنچنے کے موجود ہیں -

(ملفوظات احمدیہ جلد دوم صفحہ ۴۴)

بحر حکمت کے موتی
ترقی کا راز

مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اوتیت جوامع الکلم - جوامع الکلم کی بعض مثالیں گذشتہ اشاعت میں گذر چکی ہیں آج ایک اور مثال پیش کی جاتی ہے ارشاد نبوی ہے من استوی لہ یوماہ فھو مغبون یعنی جس فرد یا قوم کے دو دن برابر ہو گئے وہ خسران میں ہے - اس ارشاد نبوی میں ترقی کرنے کا سنہری گر بتایا گیا ہے - الفاظ گو مختصر ہیں مگر معانی کا سمندر ان میں موجزن ہے کیونکہ دو دن برابر رہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلی حالت پر کھڑا ہے ترقی کی طرف قدم نہیں بڑھایا یہ بات مسلم ہے کہ انسان ایک حالت پر قائم نہیں رہ سکتا یا آگے کو بڑھے گا یا پیچھے کو ہٹے گا جب وہ آگے نہیں بڑھا بلکہ اپنی جگہ پر ہی کھڑا ہے تو دوسرا قدم اس کا پیچھے کو ہی اٹھے گا - اب جب اس نے ایک دفعہ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تو وہ پیچھے ہی ہٹتا چلا جائے گا جس کا نتیجہ بجز تباہی اور بربادی کے اور کیا ہو سکتا ہے -

پس افراد ہوں یا قوم ہو اسے ہمیشہ اپنی ترقی کی رفتار پر نظر رکھنی چاہیئے کہ وہ کسی مقام پر آ کر رک تو نہیں گئی اگر ایسا نظر آئے تو اسے فکر لاحق ہو جانی چاہیئے اور جو چیز ترقی کی راہ میں روک بن کر کھڑی ہو گئی ہے اسے دور کرنے کی فوراً کوشش شروع کر دینی چاہیئے اور جب تک وہ دور نہ ہو جائے اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا چاہیئے اس کے ساتھ ہی ترقی کی رفتار کو نہ صرف قائم رکھنے کے لئے بلکہ اس کو تیز سے تیز تر کرنے کے لئے بھی نئی سے نئی تدبیریں سوچتے رہنا چاہیئے اور نئی سے نئی راہیں نکالتے رہنا چاہیئے تا قوم کے افراد سستی اور کاہلی کا شکار (باقی بر صفحہ کالم ۲)

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء

ہستی باری تعالیٰ کے نشانات

خدا تعالیٰ کا وجود جہاں کائنات کی تخلیق اور اس کے نظامِ ابلغ و محکم کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ایک خدا رسیدہ انسان کشوف و الہامات کے ذریعہ اس کی ہستی پر یقین کامل حاصل کرتا ہے وہاں ایک عامی آدمی بھی ان خوارق و نشانات کے ذریعہ سے جو کسی محبوب الٰہی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں، حقیقت ایمان کو پا سکتا ہے۔ اس قسم کے بیسیوں نشانات اس ذات مبارک کے ہاتھ پر دنیا نے دیکھے جو محبوب کبریا، سرور انبیاء اور رحمۃ للعالمین کے مراتب عالیہ پر فائز ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کا سب سے بڑا معجزہ وہ عظیم الشان انقلاب ہے جو عرب جیسی سرزمین میں جو ہر قسم کی بدیوں اور بد کرداریوں کا گہوارہ بنی ہوئی تھی، جہاں شراب نوشی، جوئے بازی، زناکاری، لوٹ کھسوٹ، بات بات پر جنگ و جدال اور بُت پرستی وغیرہ قسم کی بدیاں انتہائے کمال کو پہنچی ہوئی تھیں، اور جہاں یہود و نصاریٰ کی اصلاحی کوششیں بھی ناکام ثابت ہو چکی تھیں باوجودیکہ ان کی پشت پر عیسائیت کی حکومت بڑی ساختہ [illegible] تھی، اس سرزمین کو صرف تئیس سال کے قلیل عرصہ میں آپ نے نہ صرف تمام بدیوں سے پاک کر دیا بلکہ وہاں کے مکینوں کو حیوانیت کی زندگی سے نکال کر انسان بلکہ باخدا انسان بنا دیا اور وہ دنیا کے ہادی بن گئے، جہاں کہیں وہ گئے ایسا ہی انقلاب ان کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوا، یہ وہ عظیم الشان معجزہ ہے، جو آج تک دوست و دشمن سب کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان قوت قدسیہ کا قائل اور معترف کرنے کا موجب ہے، اور ایک ادنیٰ سوجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا ہی ہے جس کی طاقت اور نصرت و امداد آپ کی پشت پر ہونے کی وجہ سے ایسا عظیم الشان انقلاب ظہور پذیر ہوا، یقیناً یہ انقلاب خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایک ایسا زندہ ثبوت ہے جس کی نظیر صفحۂ ہستی پر ملنی مشکل ہے۔ اور بھی کئی واقعات و نشانات ہیں، جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے اور ہستی باری تعالیٰ کا روشن ثبوت بن کر دیکھنے والوں کے ایمان و یقین کو بڑھانے کا موجب ہوئے مثلاً قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عالم کشف میں اس وقت دی گئیں، جب آپ انتہائی نازک مرحلہ میں سے گذر رہے تھے، تمام عرب قبائل آپ اور آپ کی جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے اُمنڈ آئے اور آپ اُن سے بچاؤ کے لئے خندق کھودنے میں مصروف تھے، اُس وقت اس قسم کے کشوف ظاہر بین لوگوں کے لئے ہنسی اور مذاق کے سوا اور کیا حیثیت رکھتے تھے، لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد جب یہ خواب حقیقت بن کر آپ کے صحابہ کے سامنے آیا تو ان کے ایمانوں کو کس قدر تقویت حاصل ہوئی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا وجود ایک زندہ حقیقت کی صورت میں انہیں نظر آگیا ہوگا۔ انہیں ہی نہیں، بعد میں آنے والی نسلوں حتیٰ کہ موجودہ زمانہ کے دہریہ منش لوگوں کے لئے بھی یہ نشانات ہستی باری تعالیٰ پر ایمان پیدا کرنے کا موجب ہیں۔

یہ نشانات آپ کی ذات پر ہی ختم نہیں ہو گئے، بلکہ آپ کے بعد آپ کے کامل پیروؤں کے وجود سے بھی ایسے خوارق و نشانات ہمیشہ دیکھنے میں آتے رہے، یہاں تک کہ آج ہم نے خود آپ کے ایک کامل متبع کے ذریعہ سے ایسے نشانات دیکھے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے وجود کا زندہ نقشہ پیش کرتے اور ایک تازہ ایمان دلوں کو بخشتے ہیں، ان میں سے ایک وہ علمی نشان ہے جو لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں دیکھنے میں آیا اس کی تفصیل یہ ہے کہ جہاں تمام مذاہب کے بڑے بڑے فضلاء نے اپنے مقرر کردہ مذہبی سوالات پر اپنی اپنی کتب سے روشنی ڈالی، وہاں حضرت مرزا صاحب نے بھی قرآن کریم کی روشنی میں ایک ایسا مضمون لکھا جو سب سے بالا رہا۔ اس مضمون کے متعلق پہلے ہی سے آپ نے اعلان کر دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے کہ یہ مضمون بالا رہا اور فی الواقعہ ایسا ہی ہوا، نہ صرف جلسہ گاہ میں اس مضمون کو نہایت ذوق و شوق سے سُنا گیا، اور وقت مقررہ سے بڑھ کر اسے بہت زیادہ وقت دیا گیا۔ اور کافر کہنے والے مسلمانوں نے بھی اس کو اسلام کی فتح کا نشان قرار دیا بلکہ ان فاضل ججوں نے جو فیصلہ دینے کے لئے مقرر تھے، بالاتفاق اس مضمون کو سب پر بالا قرار دیا، اور لاہور کے سربرآوردہ نیم سرکاری عیسائی انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے بھی واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ حضرت مرزا صاحب کا مضمون سب پر بالا رہا، اور یہ اسی وقت تک کے لئے نہیں بلکہ آج تک یہ مضمون اُردو اور انگریزی میں بڑے بڑے دہریہ منش لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کا موجب ہو رہا ہے۔ یہ تو بعد کی باتیں ہیں جو حضرت مرزا صاحب کے علم و فضل کا نتیجہ قرار دی جا سکتی ہیں، لیکن وہ جو ابتداء ہی میں اعلام الٰہی سے مضمون کے بالا رہنے کا اعلان آپ نے کیا وہ کس علم و فضل کا نتیجہ تھا، کون بڑے سے بڑا عالم پہلے ہی سے یہ اعلان کر سکتا تھا کہ اتنے بڑے علماء و فضلاء کے مجمع میں میرا ہی مضمون بالا رہے گا۔ ظاہر ہے کہ آپ کا یہ اعلان اور واقعات سے اس کی تصدیق ایک ایسا نشان ہے جو ہستی باری تعالیٰ کا ایک بہت بڑا ثبوت پیش کرتا ہے۔ یہ فی الواقعہ تائید الٰہی ہی تھی جس نے یہ مضمون آپ سے لکھوایا، اور اسے بالا کر کے دکھایا۔

اس کے علاوہ اور بیسیوں نشانات ہیں جو آپ کے ذریعہ ظہور میں آئے لیکھرام کا قتل، عبد اللہ آتھم کی موت، اقدام قتل عمد کے مقدمہ سے آپ کی بریت، اور ہر قسم کی مخالفتوں کے باوجود آپ کی جماعت کا دن بدن ترقی کرتے جانا اور ان کے ذریعہ سے یورپین ممالک میں مشنوں کا قائم ہونا جس کی اطلاع آپ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر پہلے سے ہی نہایت مخالف حالات میں دے دی تھی، یہ اور اس قسم کے بہت سے اور بھی ... نشانات ہیں جن پر اگر تعصب سے خالی ہو کر غور کیا جائے، تو نہ صرف آپ کا مامور من اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت ملتا ہے اور ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

انہی نشانات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کو یہ ہدایت کی ہے کہ

> "ہماری جماعت کا جس نے مجھے پہچانا ہے فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دے اس سے قوتِ یقین پیدا ہوتی ہے اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے، اور جس نے دیکھے ہیں وہ ان کو بتلا دے جو غائب ہیں تاکہ برائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں"

حضرت مسیح موعودؑ کی اس ہدایت کے مطابق ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ آپ کے ایک ایک نشان پر تفصیل سے روشنی ڈال کر آپ کی صداقت اور ہستی باری تعالیٰ پر ایمان کو تازہ کیا جائے، جو انشاء اللہ آئندہ چند قسطوں میں ہم پیش کریں گے۔

وھو الموفق۔

اجلاسِ مجلسِ معتمدین

مجلسِ معتمدین کا اجلاس ۶۶/۱۰/۱۶ بروز اتوار ۹ بجے صبح احمدیہ بلڈنگس میں ہونا قرار پایا ہے۔ معزز ممبران کو ایجنڈا بھیجا جا چکا ہے۔ اجلاس میں شمولیت کی پُر زور درخواست ہے۔

آنریری جنرل سیکرٹری

مولوی احمد گل صاحب

ضرورتِ الہام

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل ۔ لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

قرآن مجید کے شروع میں جہاں انسان کی پیدائش کا ذکر ہوا ہے، وہاں خدا تعالےٰ نے اپنے احسانات اور اپنی ربوبیت کا بھی ذکر کیا ہے۔ عربی میں ربوبیت کے معنی پالنے کے ہیں۔ یہ لفظ معنی کے لحاظ سے اپنے اندر کمال اور وسعت کا رنگ رکھتا ہے۔ آئمہ لغت نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے۔ ھو انشاء الشئی حالاً فحالاً الی حد التمام یعنے کسی چیز کو یکے بعد دیگرے، اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے مطابق اس طرح نشوونما دیتے رہنا کہ اپنی حدِ کمال تک پہنچ جائے۔ ربوبیت کے لئے ضروری ہے کہ پرورش اور نگہداشت کا ایک جاری اور مسلسل اہتمام ہو اور ایک وجود کو اس کی تکمیل و بلوغ کے لئے وقتاً فوقتاً جیسی ضرورتیں پیش آتی رہیں ان سب کا سامان اور اہتمام ہوتا رہے۔

خدا تعالےٰ کی ربوبیت جس طرح اور جس نظام کے ساتھ انسان کے لئے بھی مختلف رنگوں میں اس کی زندگی اور قیام کا موجب بنتی ہے، حیوانات، نباتات اور جمادات یا یوں سمجھئے کہ ہر چیز بالواسطہ یا بلا واسطہ انسان کے خاکی اور مادی جسم کو برقرار رکھنے اور اس کی پرورش کرنے میں مصروفِ کار ہے۔ سورج کی کار فرمائیاں، قضا کے تصرفات، زمین کی قوتیں اور عناصر کی سرگرمیاں صرف اس لئے ہیں کہ انسان کے جسم کی پرورش ہو سکے اور اس کے وجود کو قائم رکھا جا سکے۔ قرآن مجید کے یہ الفاظ خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ اسی مفہوم کو ظاہر کرتے ہیں۔

انسان اپنے خاکی اور مادی جسم کے علاوہ اپنے اندر ایک روحانی جسم بھی رکھتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے جس طرح اس کے مادی جسم کو قائم رکھنے کے لئے اس کی ربوبیت فرمائی ہے۔ اسی طرح اس کے روحانی جسم کے قائم رہنے کے لئے بھی اہتمام کیا ہے اور ہدایت کے ایسے سامان بنا دیئے ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ہر قسم کی گراوٹ سے بچا سکتا اور ہر خطرہ سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا مقتضا یہی تھا کہ جس طرح اس نے ہر وجود کو اس کا مادی ہستی عطا فرمایا اور اس کے ظاہری اور باطنی قوی درست کر دیئے۔ اسی طرح اس کی ہدایت کا بھی انتظام کر دیتا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ربنا الذی اعطی کل شئی خلقہ ثم ھدیٰ۔ ہمارا خدا وہ ہے کہ جس نے ہر چیز کو اس کی بناوٹ دی پھر اس کی رہنمائی کی۔

خدا تعالیٰ کی یہ ہدایت یعنی رہنمائی کئی طرح پر ہوتی ہے۔ اس کے مختلف رنگ ہیں اور مختلف مدارج ہیں اس کی رہنمائی کے مختلف مدارج ایک نوزائیدہ بچے میں بخوبی نظر آتے ہیں۔ سب سے پہلے بچے کی جو چیز رہنمائی کرتی ہے وہ اس کا اندرونی الہام یا فطری وجدان ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اسے عطا ہوتا ہے۔ بچہ کی یہ وجدانی کیفیت بھوک کی وجہ سے اسے ماں کی چھاتی پر منہ رکھنے اور دودھ چوسنے پر مجبور کرتی ہے۔ بچے کا وجدان اس مرتبہ میں صرف اسی قدر فائدہ دے سکتا ہے کہ وہ دودھ کا خواہشمند ہو اور اس کو پی کر اپنی بھوک مٹا سکے۔ اس کے علاوہ غذا کی رنگت اور اس کے ذائقہ سے وہ قطعاً بے خبر ہوتا ہے۔ اچھی اور بُری آواز سے لاتعلق اور سوچ بچار سے لاشعور۔ گویا وجدان کی ہدایت صرف طلب اور سعی کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ خارجی، صوری اشیاء کا تصور یا ادراک حاصل نہیں کر سکتی۔

اس کے بعد خدا تعالےٰ بچے کی مزید رہنمائی فرماتا ہے۔ اس کے حواس کام کرنا شروع کر دیتے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اپنے ارد گرد کا جائزہ لیتا ہے۔ اچھی اور بُری آواز سے متاثر ہونے لگتا ہے۔ ماں اور بہن بھائیوں کے چہروں میں تمیز کرنے کی طاقت اس کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔ الغرض آنکھ، کان، زبان ہاتھ اور ناک اپنا اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح باہر کی تمام محسوسات کا اسے احساس ہو جاتا ہے۔ یہ طاقت جو بچے کی رہنمائی کرتی ہے۔ حواس کی رہنمائی کہلاتی ہے۔

یہ دونوں ہدایتیں یعنے وجدانی ہدایت اور حواس کی ہدایت، انسان اور حیوان دونوں کے لئے مشترک ہیں لیکن جہاں تک انسان کا تعلق ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد ایک تیسرا مرتبہ بھی ہے۔ جسے عقل کی ہدایت کہا جاتا ہے اور یہ ہدایت صرف انسان کے لئے مخصوص ہے کیونکہ عقل ہی کے ذریعہ سے نتائج برآمد ہوتے ہیں اور احکام ترتیب پاتے ہیں جس کی ضرورت صرف انسان کو ہے۔ حیوان کو نہیں۔ پھر یہ عقل بھی ایک مقام پر پہنچ کر رہنمائی سے عاجز رہ جاتی ہے بلکہ بعض امور میں جبکہ عقل اور نفسانی جذبات کا باہمی تصادم ہو جاتا ہے تو جذبات اس پر فتح پا کر اسے غلط روش پر ڈال دیتے ہیں جس کی وجہ سے عقل اعلیٰ کی رہنمائی کا کام نہیں دے سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ غصہ اور بھوک کی حالت میں بسا اوقات انسان ایسے فعل یا ایسی خطا کا مرتکب ہو جاتا ہے جو عقل کے خلاف ہوتی ہے۔ اس صورت میں انسان کو ایک ایسی چیز کی ضرورت پیش آتی ہے کہ جو عقل کے درماندہ ہو جانے پر اس کی رہنمائی کر سکے۔ یہ ہے خدا تعالیٰ کی وحی یا الہام۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا تعالےٰ کی وراء الوراء اور دقیق در دقیق ہستی کو ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا اور نہ ہی اس کی صفات اور ماہیت کو انسانی عقل احاطہ کر سکتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم اپنی کوششوں سے اور نہ ہی اپنی عقل کی مدد سے خدا تعالےٰ کی نسبت کوئی صحیح عقیدہ قائم کر سکتے ہیں۔ تاریخی شواہد اس امر پر گواہ ہیں کہ عقل نے خدا تعالےٰ کی ذات کے بارہ میں اور صحیح عقیدہ کے متعلق متعدد بار ٹھوکریں کھائیں اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ چنانچہ ابتداء میں انسان نے اپنی عقل ہی کی مدد سے پہاڑوں، دریاؤں اور درختوں کو اپنا معبود سمجھا۔ کبھی ہوا اور طوفانوں کو قادرِ مطلق مانا اور کبھی سورج، چاند اور ستاروں کو رب بنایا۔ پھر جب اس نے مزید غور و فکر سے کام لیا اور ان تجویز کردہ خداؤں کے حسن و قبح کا موازنہ کیا تو اس خیال سے ہٹ کر یہ محسوس کیا کہ یہ چیز خدا نہیں ہو سکتی۔ بلکہ خدا کوئی اور وراء الوراء ہستی ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے یا یوں کہ ہماری ظاہری آنکھ اسے دیکھ نہیں سکتی۔

اس مقام پر پہنچ کر عقل اس ضرورت کو محسوس کرتی ہے کہ ان تمام مناظرِ قدرت کا کوئی ایک صانع مادر موجود ہونا چاہیئے جس نے ساری کائنات کے نظام کو اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے مگر عقل کا یہ احساس پھر بھی انسان کو یقین کے اس مقام تک نہیں پہنچا سکتا جہاں آنکھوں سے دیکھ کر یا کانوں سے سن کر پہنچایا جا سکتا ہے۔ ایک مکان جو اندر سے بند ہو۔ عقل تو یہی تجویز کرے گی کہ اس کے اندر کوئی آدمی موجود ہونا چاہیئے جس نے اندر سے دروازہ کی زنجیر لگا رکھی ہے مگر اسے کامل یقین تب ہی حاصل ہوگا جبکہ اندر سے کوئی آدمی آواز دے کر اپنے موجود ہونے کا ثبوت دے۔ یہی کیفیت خدا تعالےٰ کی ہستی کی ہے کہ جب تک اس کی طرف سے انا الموجود کی آواز نہ آئے انسان صرف موجودات کی بناء پر حق الیقین کے مرتبہ پر نہیں پہنچ سکتا اسی کا نام الہام ہے۔ بالفاظ دیگر خدا تعالےٰ اور اس کی صفات کی ماہیت انسانی عقل سے بالاتر ہے اور اس کی شناخت کے لئے نری عقل کافی نہیں بلکہ جب تک خدا تعالیٰ اپنی وحی یا الہام کے ذریعہ اس کام میں ہماری امداد نہ فرمائے اس وقت تک نہ انسان یقینِ کامل کے مقام تک پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کسی صحیح عقیدہ کو اختیار

کائنات اور انسانی تخلیق میں ہستی باری تعالیٰ کے دلائل

تاریخی واقعات و شواہد سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان کی پختگی

خطبہ جمعہ مورخہ ۷ / اکتوبر ۱۹۶۶ء ۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسه وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین و
ابن السبیل ۔ ان کنتم امنتم باللہ وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان ۔ یوم التقی الجمعن ۔ واللہ
علی کل شیء قدیر ——— لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ وان
اللہ لسمیع علیم
(سورۃ الانفال ۔ آیات ۴۱ و ۴۲)

کائنات اور انسانی تخلیق میں ہستی باری تعالیٰ کے دلائل

قرآن شریف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین کریں ۔ اس مقصد کو پیش نظر خدا تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق دلائل بیان فرمائے ہیں ۔ دلائل میں یہ بات بھی بیان فرمائی ہے کہ انسان اس وسیع و عریض کائنات کو دیکھے ۔ خدا اتنی بڑی وسیع سلطنت کو چلا رہا ہے اور بڑی کامیابی سے چلا رہا ہے ۔ اس کے چلانے میں برکات اور اس کے افضال کا پیدا کر دینا ظاہر کرتا ہے کہ خدائے عزّ وجل کی حکومت برکات و فیوض کا سرچشمہ ہے ۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی اپنی تخلیق کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ کہ اپنا آپ دیکھو ۔ تو انسان کی تخلیق میں بھی دلائل ہیں

بنی اسرائیل کی ہجرت اور فرعون کا تعاقب

علاوہ ازیں قرآن کریم نے تاریخی واقعات و شواہد سے ثابت کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت سے اور اس کے حکم سے وہ امور بھی طے ہو جاتے ہیں جن کے انجام دینے کی طاقت انسان کو میسّر نہیں ہوتی ۔ مثلاً فرعون بہت بڑی طاقت کا مالک تھا ، اور اس کی طاقت ، جبروت اور عظمت کے مقابلہ میں بنی اسرائیل نہایت کمزور واقع ہوئے تھے ۔ ان پر ظلم و ستم روا رکھا جاتا تھا ۔ حضرت موسےٰؑ نے جب یہ دیکھا کہ اصلاح کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی تو قوم کو ملک چھوڑ دینے کا حکم دیا ۔ جب حضرت موسےٰؑ اور ان کی قوم ہجرت کر کے کافی آگے نکل گئی ۔ تو شاہی محل میں یہ خبر پہنچی کہ بنی اسرائیل حضرت موسےٰؑ کیساتھ ملک سے ہجرت کر رہے ہیں ۔ اس پر فرعون نے ان کا تعاقب کرنے کے لئے طمطراق سے لشکر کے نام احکام جاری کر دیئے ۔ اس نے غرور و تکبّر کے بڑے بول بولے کہ یہ نہتے کمزور و ناتواں اور بزدل بنی اسرائیل کہاں جا سکتے ہیں ۔ یہ موت سے نہیں بچ سکتے ۔ چنانچہ فرعون اور اس کا لشکر ان کا تعاقب کرتا ہے ۔ اس کے لشکر کے پاس گھوڑے ہیں ۔ نیزے ہیں ۔ تلواریں ہیں ۔ گھوڑوں کی ٹاپوں کا شور ہے ۔ غبار اڑ رہا ہے ۔ غبار کے اندر بجلیاں کوند رہی ہیں ۔ خطرناک نعرے بلند کئے جا رہے ہیں ۔ کہ یہ بکھگوڑے کیا چیز ہیں ۔ انہیں ہم کھا جائیں گے ۔

بنی اسرائیل کی بے بسی کا نقشہ

خدا تعالیٰ نے یہاں حضرت موسےٰؑ اور آپ کی قوم کی بے بسی کا نقشہ کھینچا ہے ۔ یہ سمندر کے کنارے کھڑے ہیں ۔ سامنے سمندر ہے اور پیچھے گھوڑوں ، تلواروں اور تیر و تفنگ کا بپھرا ہوا لشکر آ رہا ہے ۔ ان کمزور لوگوں کو جائے مفر نظر نہیں آتی ۔ سوائے ہلاکت کا شکار ہو جانے کے اور کوئی صورت باقی نہیں رہی ۔ جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسےٰؑ کی قوم نے اپنی کمزوری اور بے بسی کے پیش نظر کہا انا لمدرکون ۔ ہم یقیناً مارے گئے ۔ ان پر مایوسی اور بے بسی کا کیا عالم ہے ۔ ایک طرف ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے ۔ دوسری طرف فرعون کا لشکر ہے ۔ دونوں طرف موت ہی موت ہے ۔ اس لئے ان کے منہ سے بے اختیار نکلتا ہے انا لمدرکون یہ بات یقینی ہے کہ ہم مارے جائیں گے ۔

بنی اسرائیل کے سامنے فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی

ان حالات کا جو نتیجہ ہوا اس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون ۔ اور اس ظالم و جابر قوم کو جس میں تکبّر تھا ۔ غرور تھا ، اپنی طاقت اور لاؤ لشکر پر گھمنڈ تھا ، خدا تعالیٰ نے اس کو غرق کر دیا ۔ وانتم تنظرون ۔ یہ تمہاری آنکھوں کا مشاہدہ ہے ۔ اور مشاہدہ سے ایمان دل کے اندر مسلّط ہو جاتا ہے ۔ قرآن کریم کا یہ بھی اندازِ بیان ہے کہ ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے تاریخی واقعات اور شواہد بیان کرتا ہے ۔ جن سے خدا تعالیٰ کی قدرت سامنے نظر آتی ہے ۔

ساحروں سے حضرت موسےٰؑ کا مقابلہ اور ساحروں کا ایمان لانا ۔

حضرت موسےٰؑ اور فرعون کے مقابلہ کا ذکر ایک اور رنگ میں بھی کیا گیا ہے فجمع السحرۃ لمیقات یوم معلوم ۔ فرعون نے اپنے جادوگروں کو جمع کیا ۔ اور بڑا لمبا چوڑا دربار لگایا ۔ کہ آج حضرت موسےٰؑ کی نعوذ باللہ تذلیل کریں گے ، فلما جاء السحرۃ ۔ جب فرعون کے جادوگر میدان میں آ گئے ۔ قالوا لفرعون ائن لنا لاجراً ان کنا نحن الغلبین ۔ انہوں نے فرعون سے کہا کہ یہ تو پکی بات ہے کہ ہم موسےٰ پر غالب آئیں گے تو یقیناً ہمیں اجر ملیگا ۔ قال نعم فرعون نے کہا وانکم اذاً لمن المقربین بلکہ آپ دربار شاہی کے مقربین ہوں گے ۔ ان کو یقین ہے اپنی فتحمندی اور کامیابی کا ۔ لیکن حضرت موسیٰؑ کے سامنے ان کا تمام جادو خاک میں مل گیا ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم عاجز آ گئے ۔ فالقی السحرۃ سجدین یہ اجر مانگنے والے ۔ یہ انعام کے متمنی اور یہ شاہی دربار میں نام پیدا کرنے والے تمام کے تمام بے اختیار سجدہ میں گر پڑے ۔ قالوا امنا برب العالمین رب موسیٰ و ھارون ۔ اور کہا ہم تمام جہانوں کے رب پر ایمان لاتے ہیں ۔ جو موسےٰ و ہارون کا رب ہے جس خدا نے ان کے مقابلہ میں ہماری کارستانی ناکام کر دی اس پر ہم ایمان لاتے ہیں ۔ یہ بھی مشاہدہ کی بات ہے ۔ اس سے ایمان مضبوط ہوتا ہے ۔

حضرت بلالؓ کا ایمان افروز مشاہدہ

اسی طرح کا ایمان افروز مشاہدہ حضرت بلالؓ کا ہے جو انہوں نے رزمگاہ بدر میں اپنے سامنے پایا

امیہ بن خلف، حضرت بلالؓ کو ناقابل برداشت اذیت پہنچاتا تھا اس سے ان کے اور قوم کے دل مجروح ہوتے تھے ۔ اس ظالم طبع شخص کو بدر کے میدان میں جب حضرت بلال رضؓ نے ہلاک ہوتے دیکھا تو ان کا اور قوم کا ایمان زیادہ قوی اور ان کے کلیجے ٹھنڈے ہوئے یشف صدور قوم مومنین

جنگِ بدر میں مسلمانوں کی نازک حالت اور کفار کا غرور و نخوت

ان آیتوں میں بھی جو میں نے پڑھی ہیں ایک مشاہدہ بیان ہوا ہے یہ مشاہدہ بڑا اہم ہے ۔ اور انتہائی درجہ کا اہم ہے ۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم ۱۳ سال تک اذیت پہنچاتی رہی ۔ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ایسی تکالیف پہنچائیں کہ اُن کو وطن سے نکلنے کے لئے مجبور کر دیا ۔ وطن چھوڑ کر مدینہ چلے گئے ۔ تو دشمن بار بار مدینہ پر حملہ آور ہوتے ۔ وہاں بھی دم نہیں لینے دیا ۔ پہلا حملہ ہزار بارسو کے لشکر پر مشتمل تھا ۔ ان کے پاس سامان ہے، اونٹ اور گھوڑے ہیں ۔ مسلمانوں کے پاس سامان نہیں ، فوج نہیں تین سو کی تعداد کیا تعداد ہے ۔ خزانہ نہیں ۔ دشمنانِ اسلام اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ ان کو ختم کر دیا جائے ۔ ابوجہل خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھا ۔ اس نے عام اعلان کیا کہ لوگو بچو بچاؤ ۔ کسی کا جانور ٹیڑھا چلتا ہے ۔ یا تم بے ۔ پرواہ نہ کرو ۔ ان پر سوار ہو جاؤ ۔ اگر محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہارے قافلے کو آ لیا تو تم تباہ ہو جاؤ گے ۔ چنانچہ لشکر میدان بدر کی طرف روانہ ہو جاتا ہے میدانِ بدر میں پہنچنے سے پیشتر خبر آتی ہے کہ وہ قافلہ جس کے سردار ابوسفیان اور عمرو بن العاص تھے بچ کر ساحل کے رستے مکہ کی طرف آ رہا ہے ۔ اس لئے واپس ہو جانا چاہیئے تو اس پر ابوجہل غرور و نخوت کے نشہ میں بولا (انرجع ابدا) ہم کبھی واپس نہیں جائیں گے ہم بدر کے میدان میں اتریں گے ۔ وہاں اونٹوں کے جوان بچھڑے ذبح کریں گے ، شرابیں اڑائی جائیں گی شراب و کباب اور رقص و سرود کی محفلیں گرم ہوں گی ۔ مغنیہ عورتیں گائیں گی ۔ اور رہا محمد (صلعم) کا لشکر وہ تو ایک اونٹ کے برابر ہمارا لقمہ ہے ۔

مسلمانوں اور حضرت نبی کریم صلعم کا عجز اور اللہ تعالےٰ کے ہاں فریاد

ایک طرف تکبر و گھمنڈ ہے ۔ دوسری طرف عجز ہے ۔ مسلمانوں کے پاس اسلحہ نہیں ، بڑی تعداد نہیں حالات ایسے ہیں کہ گمان گذرتا ہے ہم موت کے منہ میں جا رہے ہیں کانھم یساقون الی الموت ۔ یہ جماعت کا حال ہے ۔ اور لیڈر کا کیا حال ہے کہ وہ جناب الٰہی میں سجدہ ریز ہے عجز و انکساری کا عالم طاری ہے اور فریاد کرتا ہے دوہائی دیتا کہ اے مولےٰ ! آج اپنی اُمت کی لاج رکھ ۔ دشمن طاقت ور ہے ۔ ان کو ضد ہے کہ تیری قوم کو ختم کر دینا ہے ۔ اے میرے مالک! اگر آج یہ بت پرست قوم تیرا نام لینے والی قوم پر غالب آ گئی تو تیری توحید ختم ہو جائے گی ۔ اس اثنا میں کاندھوں پر سے چادر گر جاتی ہے ۔ حضرت ابوبکر رضؓ وہ چادر اُٹھا کر حضورؐ کے کاندھوں پر رکھتے ہیں اور حضورؐ کو تسلی دیتے ہیں کہ خدا تعالےٰ آپ کی دعا منظور فرمائے گا ۔

اللہ تعالےٰ کی طرف سے خوشخبری اور مسلمانوں کی فتح ۔

ان ناسازگار حالات میں خدا تعالےٰ یہ خوشخبری سناتا ہے واعلموا انما غنمتم من شیئ الخ آپ فتحمند ہوں گے آپ کے ہاتھ غنائم کے اموال آئیں گے جن کا آپ اور آپ کی قوم مشاہدہ کرے گی ان اموال کو اس طرح تقسیم کرنا کہ پانچواں حصہ مالِ غنیمت کا خدا اور رسول اور قریبیوں یتیموں اور مسکینوں کے لئے مختص ہونا چاہیئے ۔ اس تقسیم میں سربراہ سلطنت کا بھی حصہ ہے ۔ ان کنتم امنتم باللہ و ما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعٰن اگر تم خدا اور رسول کو مانتے ہو تو تمہیں ہمارا حکم ماننا ہوگا تم نے ہماری قدرت دیکھی ہے ۔ اور وما انزلنا علی عبدنا ۔ اور اس نصرت الٰہی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو ہم نے اپنے فرمانبردار بندے محمد رسول اللہ پر نازل کی ۔ اور اسی یوم الفرقان نے حق و باطل کو علیحدہ علیحدہ کر کے دکھا دیا چنانچہ ایک طرف کفار کا لاؤ لشکر اور سامانِ جنگ تھا ۔ دوسری طرف کمزوری اور بے بسی کا عالم ، دشمن جنگجو اور تجربہ کار ہے بتوں کی حفاظت کرنے کے لئے جان سے کھیلنے کے لئے آیا ہے ۔ واللہ علی کل شیئ قدیر ۔ یہاں خدا نظر آتا ہے تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ۔ مشاہدہ کر لیا ۔ اور اس سے ایمان میں تازگی اور پختگی پیدا ہو گئی ۔

حق و صداقت کا مشاہدہ

فرمایا لیھلک من ھلک عن بینۃ دشمن کی فوج میں سے ستر آدمی مارے گئے اور ستر آدمی قید ہوئے ۔ ہمارا یہ مقصد تھا کہ جو مرے حق و صداقت کو دیکھ کر مرے اور و یحییٰ من حیّ عن بینۃ اور جو زندہ رہے وہ حق و صداقت کا مشاہدہ کر کے اپنے ایمان کو پختہ کرے و ان اللہ لسمیع علیم ۔ خدا تعالےٰ کافروں کے گھمنڈ اور تکبر کی باتیں سنتا ہے اور ان کے غضب و حسد بھرے دلوں کو بھی جاننے والا تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں ۔ اور مسلمانوں کے دلوں کی بھی خدا نے سن لی تھی کہ ہم کمزور ہیں اور تیری مدد کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا ۔

تاریخی واقعات سے ایمان کی پختگی

قرآن کریم کے انداز بیان کا یہ بھی طریق ہے کہ وہ دلوں میں ایمان کی پختگی کے لئے تاریخی واقعات و شواہد کو بیان کرتا ہے ۔ اور حضرت صلعم کے بدر تک

جلسہ اعظم مذاہب میں ہستی باریتعالیٰ کا مشاہدہ

ہم نے بھی اس زمانہ میں ایک امر کا مشاہدہ کیا ہے اس سے بھی انسان کا ایمان بڑھتا ہے ۔ جیرانوالہ دروازہ میں مذاہب عالم کا ایک جلسہ منعقد ہونا قرار پایا اس میں یہود ۔ عیسائی ۔ آریہ ۔ سناتن دھرمی ۔ بدھ ، سکھ اور مسلمان بڑے بڑے علماء فضلاء نے شرکت کی ۔ دیسی عیسائی اور انگریز عیسائی اس میں شریک تھے ۔ ہر مذہب کے نمائندے نے اپنی اپنی آسمانی کتب سے بعض مقررہ سوالوں کے جواب دینا تھے ۔ اور اس فیصلہ کے لئے کہ کس کا مضمون اعلےٰ درجہ کا ہے ، ایک کمیٹی بٹھائی گئی جس کے چیئرمین ہائی کورٹ کے جج پرتول چند بیرسٹر تھے ۔ دو مسلمان دو آریہ اور دو سکھ اس کمیٹی کے ممبر تھے ۔

حضرت مرزا صاحب قادیان میں بیٹھے ان دیئے گئے سوالات پر قرآن کریم کی روشنی میں مضمون تیار کر رہے ہیں ، اسلام کی فوقیت پر ، حضرت صلعم کی حقانیت پر اور قرآن کریم کے کمالات پر مقالہ لکھا جا رہا ہے ۔ جب مضمون لکھ چکے ہیں تو خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ مضمون بالا رہا ۔ اگر حضرت صاحب کو یقین نہ ہوتا کہ یہ الہام خدا کی طرف سے ہے تو اپنی اور ساتھ ہی ساتھ الہام کی بھی جان نکل گئی ہوتی لیکن حضرت مرزا صاحب کو کامل یقین ہے اسی لئے لاہور کے گلی کوچوں اور در و دیوار پر اس مضمون کا اشتہار لگوا دیا کہ میرے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا مضمون بالا رہا ۔ چنانچہ مضمون جب پڑھا گیا تو دنیا نہایت چوکس ہو کر سنتی رہی یہ مضمون لمبا تھا وقت مقررہ میں ختم نہ ہوا ۔ حاضرین کے اصرار پر مزید وقت دیا گیا بار بار وقت دیا گیا ۔ اس کے لئے جلسہ ایک دن بڑھا دیا گیا اور لوگ اکتائے نہیں ذوق و شوق سے سنتے رہے ۔ اختتام جلسہ پر کمیٹی نے فیصلہ دیا کہ مرزا صاحب کا مضمون بالا رہا ۔ اس دوران میں مسلمانوں کے چہرے خوشی سے چمکتا دمک رہے تھے کہ حضرت صاحب کی وجہ سے اسلام برحق ثابت ہوا ۔ مسلمانوں کے سر اونچے ہو گئے ۔ یہ الہام بھی لوگوں کے سامنے ہے اور اس کا پورا ہونا بھی ثابت ہے ۔ اس کو کہتے ہیں خدا ۔ واقعات سے ایمان اور یقین بڑھتا ہے اور اس میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے ۔

پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے دعا

آپ خدا تعالےٰ کی اس قدرت و عظمت کو سامنے رکھ کر پاکستان کے استحکام کے لئے اور

اہل پاکستان کے لئے دعا کریں کہ اہل پاکستان خدا اور رسول صلعم کے احکامات کی پابندی کرنے کی طرف متوجہ ہوں ، علاوہ ازیں آپ خدا تعالےٰ کی قدرت و عظمت کو سامنے رکھ کر دعا کریں کہ وہ

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی
کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" پر تبصرہ

کتاب "تجلیاتِ الٰہیہ" کے حوالہ کی حقیقت

حضرت مسیح موعودؑ کے "رسالہ الوصیت" اور حضورؑ کی کتاب "چشمۂ معرفت" سے قاضی صاحب کے پیش کردہ حوالوں کا صحیح مفہوم پیش کر دینے اور یہ بتلا دینے کے بعد کہ یہ حوالے سنہ ۱۹۰۱ء سے قبل کی کتب میں بیان کردہ مضمون سے کلی مطابقت رکھتے ہیں اس لئے ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ قرار دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اب میں اس حوالہ کو لیتا ہوں جو قاضی صاحب موصوف نے حضورؑ کی کتاب "تجلیاتِ الٰہیہ" سے پیش کیا ہے اور جس سے انہوں نے حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ قاضی صاحب نے اپنے پیش کردہ حوالہ سے قبل یہ الفاظ لکھے ہیں: "تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۶ پر نبوت کی تعریف حصریہ الفاظ میں یوں لکھتے ہیں کہ:

"میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا"، اس کے بعد الفاظ:

حصریہ الفاظ کی حقیقت

قاضی صاحب آپ نے "تجلیاتِ الٰہیہ" کی ورق گردانی کی تکلیف بے فائدہ اٹھائی حضور کی بالکل ابتدائی کتاب "توضیح مرام" کو ہی دیکھ لیتے جسے آپ اس امر میں منسوخ قرار دے رہے ہیں اس میں بھی آپ کو حصریہ الفاظ میں نبوت کی یہ تعریف مل جاتی حضور فرماتے ہیں:۔

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سیّد و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالےٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدّث ہو کر آیا ہے۔ اور محدّث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوۃ تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باٰواز بلند ظاہر کرے۔ اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"

قاضی صاحب کیا حضور کے الفاظ " اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں" حصریہ ہیں یا نہیں ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر "تجلیاتِ الٰہیہ" کی عبارت پیش کر کے آپ نے کونسا تیر مارا اس سے حضرت اقدسؑ کا زمرہ انبیاء کا فرد ہونا کس طرح ثابت ہو گیا جبکہ دونوں جگہ حصریہ الفاظ موجود ہیں اور ایک جگہ پر وضاحت سے یہ بیان موجود ہے کہ مراد نبوت سے محدثوں والی نبوت ہی ہے جو تامہ نہیں بلکہ جزئی طور پر نبوت کہلاتی ہے کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ "تجلیاتِ الٰہیہ" والی عبارت میں بھی جو حضور نے یہ فرمایا کہ "اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا" ان الفاظ کا بھی وہی مطلب ہے جو توضیح مرام میں بیان ہوا ہے کہ بحیثیت محدّث ہونے کے میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔

نام رکھنے کا مفہوم

نام رکھنے کا لفظ بھی اسی طرف اشارہ کر رہا ہے ورنہ کوئی یہ نہیں کہے گا کہ شیر کا نام شیر رکھا گیا ہے کسی ایسے انسان کو ہی شیر کا نام دیا جائیگا جو بہادری میں شیر کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو چونکہ محدّث کو نبیوں سے مشابہت ہوتی ہے اس لئے محدّث کو ہی نبی کا نام دیا جاتا ہے جو خود نبی ہے اس کے متعلق کہنا کہ اسے نبی کا نام دیا جاتا ہے بالکل بے معنی بات ہے۔

نبوت کی نفی و اثبات

توضیح مرام والے حوالہ پر اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو صاف نظر آ جائے گا کہ ایک جگہ آنے والے مسیح کے لئے نبوت کی نفی کی گئی ہے جیسا کہ فرمایا کہ "آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سیّد و مولےٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی" اس جگہ بجز نبیوں والی نبوت کے اور کوئی نبوت ہو ہی نہیں سکتی اور اسی کو درحقیقت نبوتِ تامہ یا اصلی اور حقیقی نبوت کہتے ہیں اور اسی کا حامل درحقیقت زمرۂ انبیاء کا فرد ہوتا ہے۔ پھر دوسری جگہ نبوۃ کا اثبات بھی کیا ہے اور اسے محدثوں والی نبوت قرار دیا ہے جو ہر محدث میں پائی جاتی ہے اور اسی کے متعلق فرمایا "اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوتِ تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے" وہی وہی فرمائی جو تجلیاتِ الٰہیہ میں بیان ہوئی ہے "کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں" اس کے بعد کی عبارت میں بعض امور میں اس کی نبیوں کے ساتھ مشابہت بھی بیان کر دی ہے ان سب باتوں کو بیان کرنے کے بعد حصریہ الفاظ میں فرمایا "اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں" گو لفظ "نبوت" مطلق استعمال کیا ہے لیکن مراد وہی محدثوں والی نبوت ہی ہے جو نبیوں کو نہیں بلکہ امتیوں کو ملتی ہے اسی لئے حقیقۃ الوحی میں بھی یہ کہکر اسی حقیقت کا اعادہ کر دیا کہ سمیت نبیًا من اللّٰہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ اس عبارت میں بھی یہی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے میرا نام نبی رکھا ہے اور ساتھ ہی وضاحت کر دی کہ یہ نام حقیقت کے طور پر نہیں بلکہ محض مجاز کے طور پر رکھا گیا ہے گویا "تجلیاتِ الٰہیہ" میں نام رکھنے کا جو ذکر ہے حقیقۃ الوحی میں بھی اسی طرح اس کی وضاحت موجود ہے جس طرح توضیح مرام میں اس کی وضاحت موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا طرز کلام یہ ہے کہ بعض اوقات لفظ مطلق استعمال فرماتے ہیں اور مراد اس سے کسی نہ کسی قید سے مقید ہونا ہوتی ہے۔

پس قاضی صاحب! اگر آپ لوگ حضورؑ کی مختلف عبارتوں میں تضاد پیدا کر کے ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ قرار دینے کی بجائے ان میں تطبیق دینے کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں تو اس کی راہ آپ کو فوراً نظر آ جائے اور دونوں جماعتوں میں جو اختلاف نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے چلا آ رہا ہے فوراً ختم ہو جائے اور دونوں جماعتیں کم از کم حضور کے مقام کی تعیین میں متفق ہو جائیں یعنی یہ کہ وہ مقام مقامِ ولایت ہے مقامِ نبوت نہیں

گو وہ ولایت بالفاظ حضرت اقدس ولایت عظمیٰ ہے۔

قاضی صاحب آپ کی پیش کردہ تعریف نبوت والے حوالہ کے بعد حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ بھی موجود ہیں :۔

"مگر بغیر شریعت کے شریعت کا حامل قیامت تک قرآن شریف ہے"

قاضی صاحب! آپ نے حضور کے ان الفاظ کا کیوں ذکر نہیں کیا ادھورا حوالہ کیوں پیش کیا کتمان حق کی کیا یہ بدترین مثال نہیں کیونکہ یہی الفاظ تو ثابت کرتے ہیں کہ حضور زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں زمرۂ انبیاء کے فرد نہیں اور انہی کو آپ نے حذف کر دیا ہے کیا مواہب الرحمٰن میں جو ۱۹۰۳ء کی کتاب ہے حضور نے صاف نہیں لکھا وللّٰہ مکالمات ومخاطبات مع اولیائہ فی ھٰذہ الامۃ وانہم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا بنبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ۔ اور یہی بات توضیح مرام میں بیان کی گئی ہے۔ مکالمات کو شریعت سے خارج کر دینے سے ہی تو مکالمات الٰہیہ سے مشرف کئے جانے والا ملہم نبیوں کے زمرہ سے نکل کر اولیاء کے زمرہ میں داخل کیا جاتا ہے نبی کا لفظ اس پر اسی حیثیت سے بولا جاتا ہے جس حیثیت سے تمام اولیاء پر بولا جا سکتا ہے اور یہ تمام صوفیاء اور اہل دل کے ہاں مُسلّم چلا آتا ہے۔ پس الفاظ "مگر بغیر شریعت کے" زبردست قرینہ ہیں اس بات پر کہ یہاں "نبی" کا لفظ بطور مجاز استعمال ہوا ہے نہ کہ بطور حقیقت پس یہ تعریف مجازی نبی کی ہوئی نہ کہ حقیقی نبی کی اور "نبی" کا لفظ مجاز کے طور پر صرف زمرۂ اولیاء کے افراد کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے نہ کہ زمرۂ انبیاء کے افراد کے لئے چنانچہ بعد میں مثال کے طور پر حضرت موسیٰ کی والدہ اور خضر کے مکالمہ کو ہی پیش کیا ہے پس اتنے اہم قرینہ کو چھپا لینا جس قسم کی دیانت پر دال ہے وہ کسی منصف مزاج قاری سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ان بھائیوں کو تقوےٰ کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

"تجلیاتِ الٰہیہ" سے قاضی صاحب کا پیش کردہ دوسرا حوالہ

قاضی صاحب تجلیاتِ الٰہیہ سے ایک اور حوالہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"اور قوم کے غافلوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :۔

"اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہو جس کی تم تکذیب کر رہے ہو تجلیاتِ الٰہیہ صلا"

قاضی صاحب کیسا نبی حقیقی یا مجازی اسلامی اصطلاح والا یا محض لغوی اصطلاح والا امور ذکر کردہ تو دونوں میں مشترک طور پر پائے جاتے ہیں اسی لئے حضور نے آگے چل کر وضاحت سے اپنی نبوت کو محض لغوی اصطلاح والی نبوت لکھ دیا ہے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قاضی صاحب اپنی مطلب براری کے لئے حوالوں کے پیش کرنے میں تقویٰ اللہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور مکمل حوالہ پیش کرنے کی بجائے ادھورا حوالہ پیش کرتے ہیں اب اوپر ان کا پیش کردہ جو حوالہ میں نے درج کیا ہے اس کا سیاق سباق بھی قاضی صاحب نے ترک کر دیا ہے اور اس پر جو حاشیہ حضور نے لکھا ہے اسے بھی ترک کر دیا ہے حالانکہ حضور کی یہ دونوں تحریریں قاضی صاحب کے استدلال کو غلط ثابت کر رہی ہیں پہلے میں مکمل حوالہ نقل کرتا ہوں اس کے بعد حاشیہ نقل کروں گا مکمل حوالہ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے :۔

"وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہو٭ جس کی تم تکذیب کر رہے

٭ حاشیہ: "نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالےٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل کر لے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرت صلعم پر ختم ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت کی پیروی سے پایا ہے نہ براہِ راست منہ"

ظاہر ہے کہ ہر ایک انعام سے مراد وہی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل کرنے والا انعام ہے پھر قاضی صاحب حضور کے ان الفاظ "نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالےٰ کی یہ مراد ہے" پر بھی غور کریں کہ کیا یہ نبی کی تعریف ہو سکتی ہے کیا کسی لفظ کی تعریف بھی کسی خاص زمانہ کے ساتھ مخصوص ہوا کرتی ہے۔ تعریف تو وہ چیز ہے جو ہر زمانہ میں ہر شخص پر اطلاق پائے۔ حضور کی اس عبارت سے عیاں ہے کہ جو کچھ آپ نبوت کے مفہوم میں داخل فرما رہے ہیں یعنی مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونا اور تجدید دین کے لئے مامور ہونا اسے صرف اپنے ہی زمانہ کے لئے اور اپنے ہی وجود کے لئے مخصوص کر رہے ہیں یہ

ہو اب ہجری صدی کا بھی چوبیسواں سال ہے۔ بغیر قائم ہونے کسی مرسل الٰہی کے یہ وبال تم پر کیوں آ گیا۔ جو ہر سال تمہارے دوستوں کو تم سے جدا کرتا اور تمہارے پیاروں کو تم سے علیحدہ کر کے داغ جدائی تمہارے دلوں پر لگاتا ہے۔ آخر کچھ بات تو ہے کیوں تلاش نہیں کرتے۔ اور تم کیوں اس آیت موصوفہ بالا میں غور نہیں کرتے۔ جو خدا تعالےٰ فرماتا ہے وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً یعنی ہم کسی بستی پر بغیر ہماری عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم اتمام حجت کے لئے ایک رسول نہ بھیجدیں .... خدا کسی قوم پر ایسے سخت عذاب نازل نہیں کرتا۔ اور نہ کبھی اس نے کئے جب تک اس قوم میں اس کی طرف سے کوئی رسول نہ آیا ہو۔ یعنی جب تک اس کا بھیجا ہوا ان میں ظاہر نہ ہوا ہو"

قاضی صاحب غور فرمائیں کہ کیا رسول کے معنی "خدا کا بھیجا ہوا کر کے" واضح نہیں کر دیا کہ رسول سے مراد محض لغوی معنی ہیں کیا اربعین نمبر ۲ کے صلا کے حاشیہ پر صراحت سے نہیں فرمایا کہ "رسول بمعنی فرستادہ استعمال ہوا ہے اور یہ محض لغوی معنی ہیں اسلامی اصطلاح اس سے الگ ہے" میں پوچھتا ہوں کہ اس عبارت کو جو آپ کے استدلال کو کھلے طور پر باطل ثابت کر رہی ہے آپ نے کیوں حذف کر دیا اس کا حذف کرنا اور اپنے قارئین سے اسکو پوشیدہ رکھنا کس بات پر دلالت کرتا ہے اس کو آپ خود ہی سمجھ لیں۔

تجلیاتِ الٰہیہ کی مندرجہ ذیل عبارت پر بھی غور فرما لیں کہ یہ کس حقیقت کی طرف راہنمائی کرتی ہے صفحہ ۲۵—۲۴ پر فرماتے ہیں :۔

"اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ

تو مخفی بات ہوئی نہ کہ تعریف نبوت پھر شریعت کو اس سے خارج کر کے بتلا دیا کہ یہ اسلامی اصطلاح میں نبوت نہیں کہلا سکتی محض لغوی معنی میں ہی نبوت کہلا سکتی ہے۔ چنانچہ آگے چل کر وضاحت سے فرما دیا کہ یہ محض لغوی معنی میں نبوت ہے جس طرح آپ نے حاشیہ والی عبارت کو ترک کر دیا اسی طرح اس عبارت کو بھی ترک کر دیا ہے جس میں لغوی معنی کی وضاحت ہے۔

آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا۔ تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ پس اسی بناء پر میں اُمتی بھی ہوں۔ اور نبی بھی۔ اور میری نبوت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ایک ظل ہے اور بجز اس کے میری نبوت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوت محمدیہ ہے۔ جو مجھ میں ظاہر ہوئی۔ اور چونکہ میں محض ظل ہوں اور اُمتی ہوں اس لئے آنجناب کی اس سے کچھ کسرِ شان نہیں"

کیا حضور کی اس تحریر میں بھی نبوت محمدیہ کا انعکاس ہی اپنے وجود میں تسلیم نہیں کیا اور کیا نبوت محمدیہ کا ہی ظل اپنے آپ کو قرار نہیں دیا اور کیا کرامات الصادقین میں یہ نہیں فرما چکے کہ النبی کالاصل والولی کالظل اور کیا لجۃ النور میں نہیں فرما چکے کہ فقد اتفق اھل القلوب علیٰ ان الولایۃ ظل للنبوۃ اور پھر کیا اس تحریر میں بھی صرف مکالمہ مخاطبہ سے ہی مشرف ہونے کا ذکر نہیں اور نبوت سے مراد بھی کیا صرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہی نہیں بیان کیا گیا اور کیا شریعت کی اس میں بھی نفی نہیں کی گئی جس کے دوسرے لفظوں میں یہی معنی ہوئے کہ محض لغوی نبوت کا اقرار اور اسلامی اصطلاح والی نبوت کا انکار ہے اب بتلایئے کہ ۱۹۰۱ء سے قبل اور بعد کی کتب میں کیا فرق رہ جاتا ہے دونوں زمانوں کی کتب حضور کا ایک ہی مقام متعین کر رہی ہیں اور وہ جیسا کہ میں واضح کر چکا ہوں وہ مقام ولایت ہی ہے مقام نبوت نہیں۔

پھر کیا اسی کتاب میں حضور نے اپنے آپ کو زمرہ محدثین میں داخل نہیں کیا دیکھو حضور کے مندرجہ ذیل الفاظ اگر کسی عورت کے گھر اس کی خواب کے مطابق لڑکا پیدا ہو جائے تو حضور فرماتے ہیں کہ لوگ دریافت کرتے ہیں کیا اس عورت کو خدا کا نبی یا رسول یا محدث مان لیا جائے"

یہاں محدث کا لفظ حضور نے محض اپنے ہی مقام کو ملحوظ رکھتے ہوئے زائد فرمایا ہے۔ یہی حضور کا طرز کلام ہے۔ میں پھر آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ فریقین میں اختلاف لفظ نبی میں نہیں بلکہ اس امر میں ہے کہ یہ لفظ حضور کے لئے بحیثیت محدث و ولی ہے ہم اس کا استعمال بحیثیت ولی یقین کرتے ہیں آپ بحیثیت نبی

اس پر تبادلہ خیال کرنے سے اختلاف کا فیصلہ ہو سکتا ہے محض لفظ نبی دکھلا دینے سے تو آپ کا نظریہ درست ثابت نہیں ہو سکتا جب تک آپ یہ ثابت نہ کریں کہ یہ لفظ حضور کے لئے بحیثیت ولی نہیں بلکہ بحیثیت نبی استعمال ہوا ہے آپ بار بار وہ عبارتیں پیش کر دیتے ہیں جن میں لفظ نبی پایا جاتا ہے یہ تضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے۔ لفظ نبی سے تو ہمیں انکار ہی نہیں پھر آپ کا اس لفظ کو بار بار پیش کرنا ہم پر کس طرح حجت ہو سکتا ہے۔

آخری حجت

حضور نے اپنی کتاب "تجلیات الٰہیہ" میں اپنے لئے دو دفعہ مرسل کا لفظ استعمال فرمایا ہے جیسا کہ صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں:۔

> "اور مذکورہ بالا سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے واقعات کی پیشگوئیاں اگرچہ خدا کے مرسلوں کی صداقت کی وہ بھی ایک کافی دلیل ہیں"

پھر صفحہ ۳۲ پر فرماتے ہیں:۔

> "صرف اتنا فرق ہے کہ یہ معمولی لوگ ایک گدا پیشہ کی مانند ہیں جس کے پاس چند روپے یا چند پیسے ہیں مگر خدا کے مرسل اور خدا کے نبی وہ روحانی ملک کے"

اور مرسلین میں حضور نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں محدثین کو بھی داخل کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

> "اور اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین کے لئے نبی آتے رہے اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا اسی اشارہ کی غرض سے قرآن شریف میں وقفینا من بعدہ بالرسل آیا ہے اور یہ نہیں آیا کہ قفینا من بعدہ بالانبیاء پس یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ

وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ہوں چونکہ ہمارے سید و رسول صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں"

آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے"، قاضی صاحب سوچ کر بتلائیں کہ سلطان القلم خدا کے مسیح کا یہ علم علم لدنی کی مد میں آتا ہے یا غلط اجتہاد کی مد میں۔ معرفت کے اس نکتہ کو کس مد میں رکھیں گے خدا را سوچیں (باقی آئندہ)

اخبارِ احمدیہ

بی اے کے امتحان میں کامیابی

—— یہ خوشی کی بات ہے کہ فیض اللہ چک کے شیخ عبدالمجید صاحب کے فرزند عبدالصمد صاحب بی اے کے امتحان میں کامیاب ہو گئے اور یہ فخر کی بات ہے کہ وہ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے ہیں۔

(۲) حضرت امیر ایدہ اللہ کی نواسی فوزیہ نے بی اے کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے فسٹ ڈویژن سے ان کے نمبر کچھ کم رہے ہیں۔

(۳) مولوی دوست محمد ایڈیٹر پیغام صلح کے لڑکے ممتاز احمد بھی بی اے کے امتحان میں سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے ہیں فالحمد للہ۔

عطیات گردن چھڑائی

- مولوی محمد رمضان صاحب منڈی بہاؤالدین 2.00
- میاں سعید احمد صاحب لاہور 68.60
- شوکت اکرم صاحب لاہور 2.00
- نسرین گل صاحبہ لاہور 5.00
- فلائنگ آفیسر سجاد احمد صاحب رسالپور 5.00
- حکیم غلام محمد صاحب پنڈی بھٹیاں 5.00
- مظفر حسن خادم صاحب اوکاڑہ 5.00
- ماسٹر محمد عبداللہ صاحب لاہور 5.00
- مصباح الدین احمد صاحب اسلام آباد 1.00
- مرزا غلام مصطفےٰ بیگ صاحب لاہور 2.00
- شیخ شریف احمد صاحب کراچی 35.00
- بیگم " " " 25.00
- شیریں وسیم دختر " " 10.00
- قیصر کوکب دختر " " 10.00
- شمیم ارشاد پسر " " 10.00
- عامر جہانگیر پسر " " 10.00

میزان از ۱۴/۹ تا ۸/۱۰ ..... 200.60

حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے

مسیحیت کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب پر جان دے کر لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے، اس عقیدہ کا بطلان حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے دلائل و براہین عقل و نقل، انجیلی اور تاریخی شہادتوں کی بناء پر اس قدر واضح طور پر کیا جا چکا ہے کہ کسی مزید ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی تاہم آئے دن نئی نئی شہادتیں پیدا ہو رہی ہیں، جن سے اس صلیبی عقیدہ کا بطلان اور بھی واضح و مبرہن ہو رہا ہے اس ضمن میں ذیل کا مضمون قابل غور ہے۔ جو عبدالحکیم اکمل صاحب مقیم ہالینڈ کی طرف سے معاصر الفضل میں شائع ہوا ہے۔

حال ہی میں ہالینڈ میں بھی ایک جرمن کتاب کا ڈچ ترجمہ شائع ہوا ہے جس کا نام ہے "مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے" (JEZUZ NIET AAN HET KRUIS GESTORVEN)

اس کتاب کا مصنف رومن کیتھولک ہے اور ترجمہ کرنے والے بھی تمام کے تمام عیسائی ہیں مصنف نے مسیح کے اس کفن سے جس میں وہ صلیب دیئے جانے کے بعد لپیٹے گئے تھے فوٹو گرافی کی جدید سائنسی ایجادات کی مدد سے تصاویر لے کر یہ ثابت کیا ہے کہ آپ جب اس کفن میں لپیٹے گئے تو زندہ تھے۔ اس کتاب کی تشہیر کے لئے پبلشر نے جو پمفلٹ خلاصہ کے طور پر شائع کیا ہے وہ بھی مطالعہ کے قابل ہے۔ اس کا ترجمہ قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے اس کا عنوان ہے "حیرت انگیز انکشافات روایتی مسیحی عقیدہ کو مخدوش بنا رہے ہیں مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ اسی جسدِ عنصری کے گوشت پوست کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح عہد نامہ قدیم کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے ٹھہرے۔"

متن کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"یہ (مندرجہ بالا) خیالات ایک بین الاقوامی تنظیم کی سالہا سال کی محنت سے کی ہوئی اس تحقیق کا نتیجہ ہیں جو مسیح کے کفن (GRAFLINNEN VANTURIJN) پر کی گئی ہے اس کفن کے متعلق مشہور ہے کہ مسیح کے حواریوں نے آپ کو صلیب پر سے اتارنے کے بعد اس میں لپیٹا تھا۔ اس کتاب میں ایسے مضبوط تاریخی و طبی شواہد پیش کئے گئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب مسیح کو اس کفن میں رکھا گیا تھا تو طبی نکتہ نگاہ سے آپ مردہ نہ تھے۔

اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ اس کے بعد یہود پر خدا کے بیٹے کو مار دینے کا الزام بھی عائد نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کتاب یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ جب مسیح کے حواریوں نے آپ کا صلیب سے اتارا ہوا زخمی جسدِ مبارک کفن میں رکھا تھا تو اس وقت تک ان کا دل باقاعدہ طور پر حرکت کر رہا تھا۔

یہ کفن جس میں مسیح کا خون لگا ہوا ہے زمانہ قدیم کے عیسائیوں کے پاس ہمیشہ تبرک کے طور پر محفوظ رہا ہے۔ رومی حکومت کے زوال کے بعد یہ کفن "BYZANTIUN" مقام پر لایا گیا جو اس وقت رومی حکومت کے مشرقی حصہ کا بڑا شہر تھا اس جگہ اسے سات سو سال سے بھی زیادہ لمبے عرصہ تک نہایت عزت و تکریم کے ساتھ رکھا گیا۔ ۱۲۰۴ء میں اس کفن کو فرانس لایا گیا۔ اور ۱۳۴۹ء، ۱۵۳۲ء میں بمقام CHAMBERY دوبار اس میں آگ لگی مگر یہ جلنے سے بچ گیا۔ آخر کار ۱۵۷۲ء میں یہ کفن اٹلی میں TURIJN کے مقام پر لایا گیا جہاں اس وقت تک مقدس یادگار کے طور پر محفوظ ہے اور وقتاً فوقتاً لوگوں کے سامنے اس کی نمائش کی جاتی رہی ہے۔

اس کفن کے مستند ہونے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ ماہرین اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ کفن اسی قسم کا کپڑا ہے جو مسیح کے زمانہ میں استعمال ہوتا تھا۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ اٹلی کے مشہور فوٹو گرافر ۱۹۳۰ء GUISEPPE ENRIE کو کیتھولک چرچ کی طرف سے یہ حکم ملا کہ اس کفن کی تصاویر اتارے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ مسیح کے صلیبی واقعہ کے بعد جو باتیں ڈرامائی انداز میں ہوئیں ان کا کھوج لگانے میں یہ کفن کیا اہم کردار ادا کرتا ہے مسٹر ENRIE کی حیرانی کی انتہا نہ رہی جبکہ اس نے اپنی تیار کردہ نیگیٹو فلم میں ایک جانی پہچانی انسانی شکل اور جسم کو دیکھا۔

اس کے بعد مزید جانچ پڑتال کے لئے اس کفن کی لی جانے والی تصاویر کی ایک بڑی تعداد اور ان کی انلارجمنٹ سے یہ نتیجہ نکلا ہے کہ اس میں چہرہ اور جسم کے نشان خون کے دھبوں کے ساتھ منقش طور پر موجود ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان نشانات کا اس کپڑے میں محفوظ رہنا اس لئے ممکن ہوا ہے کہ اس زمانہ کے رواج کے مطابق اس کفن کو ایلوے کے رس میں بھگویا گیا تھا۔ یہ رس اپنے اندر وہی خاصیتیں رکھتا ہے جو موجودہ زمانہ کی فوٹو گرافی میں استعمال ہونے والی ادویہ رکھتی ہیں۔

ان تصاویر کے اصلی ہونے کی تصدیق پانچ ماہرین فن اور ایک رجسٹرار نے کی ہے۔

اس پراسپیکٹ کے شروع میں جو تشبیہہ دی گئی ہے وہ ایک نیگیٹو فوٹو ہے جیسے کہ یہ اصلی کتاب کے شروع میں بھی موجود ہے۔ اسی لئے اس میں خون کے سیاہ دھبے جو کانٹوں کا تاج پہنانے کی وجہ سے پڑ گئے تھے سفید نظر آ رہے ہیں۔

یہ کفن کا کپڑا قریباً ۴ء۳۶ میٹر لمبا اور ۱ء۱۰ میٹر چوڑا ہے یہ ایک کھردرا بنا ہوا کپڑا ہے جو اس زمانہ کے کفنوں کے عین مطابق ہے جو "یوم - پی - آئی" (کے آثار قدیمہ) سے ملے ہیں۔ اس کفن کی لمبائی میں جو سیاہ نشان ہیں وہ اس آگ لگنے کی وجہ سے ہیں جو موضع CHAMBERY کے حفاظت خانہ میں مؤرخہ ۴ر دسمبر ۱۵۳۲ء کو لگی تھی۔ ان جلے ہوئے مقامات پر بعد میں پیوند لگا دئے گئے ہیں۔ کفن کی لمبائی کے درمیان اور کناروں کے آس پاس چوکور شکل کے جو سیاہی مائل داغ ہیں یہ اس پانی کی وجہ سے پڑے ہیں جو آگ بجھاتے کے وقت ڈالا گیا تھا۔ جلے ہوئے حصہ کے نشانات کے بیچوں بیچ مسیح کے (جسم) کا نشان الٹے اور سیدھے دونوں رُخ کا دیکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ کفن جسم کے اوپر اور نیچے دونوں طرف لپیٹا گیا تھا۔

خون کے نشانات (اے، سی - ڈی - ای اور جی) بتلاتے ہیں کہ صلیب سے اترنے کے بعد بھی دوران خون جاری اور حرکتِ دل برقرار تھی۔

مسیح کے پہلو میں جو ایک سپاہی نے بھالا چبھویا تھا اس کی معین جگہ بھی خون کے نشانات کی مدد سے متعین کی جا سکتی ہے دراصل بھالا ایسی جگہ لگا تھا جہاں سے دل کو کوئی گزند نہ پہنچ سکا۔ اس تحقیق کا جو اہم ترین نتیجہ نکلا ہے وہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ خون کے اس طرح کے دھبے صرف اسی جسم سے لگ سکتے ہیں جس میں دل ابھی حرکت کر رہا ہو۔ پس واقعہ صلیب کے بعد بھی مسیح زندہ تھے۔"

اس پمفلٹ کے مطالعہ کے بعد جو خود عیسائی صاحبان نے شائع کیا ہے۔ کون ایسا شخص ہے جو مسیح موعود کے کاسرِ صلیب ہونے میں شک وشبہ کر سکتا ہے۔ عیسائی عقائد کی صلیب بفضلہ تعالےٰ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہے اور انشاء اللہ العزیز وہ دن بھی دور نہیں جبکہ اس ٹوٹی ہوئی صلیب کے ٹکڑوں کے ساتھ ہی ان کی ظاہری شان و شوکت بھی صفحہ ہستی سے ناپید ہوتی ہوئی نظر آئے گی۔ لوگ عیسائیت کے عقائد سے بیزار ہوتے جا رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں اسلام کی طرف ان کا رجوع بڑھتا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے کیا ہی سچ فرمایا تھا کہ ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

ڈاکٹر عبدالسلام خیری صاحب سہارنپوری

ختم نبوّت اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرّحمۃ

کیا حضرت میرزا صاحب کا دعویٰ شروع سے لیکر آخر تک ایک ہی رہا

(بسلسلہ اشاعتِ گذشتہ)

اب میں ان باتوں پر بھی بحث کرنا چاہتا ہوں جن کا سہارا لے کر قادیانی مرزا صاحب کو حقیقی نبی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ تو آپ پر بہت اچھی طرح روشن ہو گیا کہ مرزا محمود کی حضرت میرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوّت منسوب کرنے کی سب سے بڑی غرض کیا تھی؟ وہ صرف یہ تھی کہ لوگ اُن کی ناجائز خلافت تسلیم کر لیں، چنانچہ انہوں نے مرزا صاحب کی طرف دعوئے نبوّت منسوب کرنے کے لئے کچھ بوسیدہ دلائل تیار کئے جن سے وہ خام لوگوں کو مغالطے دے سکیں چنانچہ انہوں نے اس سلسلے میں اپنے خالیانہ خیالات اور عقائد باطلہ کو تقویت دینے کے لئے ایک بیہودہ دلیل یہ پیش کی تھی کہ حضرت میرزا صاحب ۱۹۰۱ء تک اپنے اصلی دعوے یا مقام کو پورے طور پر نہیں سمجھے تھے۔ ۱۹۰۱ء کے بعد جب سمجھ آئی تو آپ نے "ایک غلطی کا ازالہ" کے ذریعہ اپنے اصلی مقام یعنی دعوئے نبوّت کو دنیا پر واضح کیا۔ آپ خود دیکھئے کہ یہ بات مرزا صاحب کی سخت تحقیر کرتی ہے یا نہیں؟ مگر میں کہتا ہوں جو شخص ذرا بھی غور اور فکر سے کام لے گا اس پر یہ صاف روشن ہو جائے گا کہ حضرت اقدس میرزا صاحب کے مذہب میں ایک ذرہ بھر بھی فرق نہ آیا۔ جو کچھ میرزا صاحب نے اپنے دعوے کے بعد سب سے پہلی کتاب توضیح مرام (مطبوعہ ۱۸۹۱ء) میں لکھا ہے وہی اسی طرح سب سے آخری کتاب چشمۂ معرفت (مطبوعہ ۱۹۰۸ء) میں لکھا ہے۔ بالکل اسی طرح مرزا صاحب نے نبوّت کی بحث میں جو کچھ آپ نے دوسری کتاب ازالہ اوہام میں لکھا وہی کچھ آخری سے پہلی کتاب حقیقۃ الوحی (مطبوعہ ۱۹۰۷ء) میں لکھا یہاں ایک اور بات درج کر دینا مفید سمجھتا ہوں تاکہ معاملہ بالکل ہی صاف ہو جائے۔ قادیانی جماعت نے مرزا صاحب پر غلط متضاد کلامی کا الزام لگوایا ہے کیونکہ محمود احمد کے مرید بھی حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو توڑ مروڑ کر ہی مرزا صاحب کو نبی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ دونوں کا استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلے میں ایک بات عرض کرتا ہوں۔ مجھ سے محمد عبدالتواب صاحب خیری-ایم اے-ایل-ایل-بی (بھتیجے ڈپٹی نذیر احمد مرحوم) اور ڈاکٹر خواجہ مسیح الرحمٰن شاہ صاحب (مولوی فاضل منشی فاضل) ان دوستوں نے ذکر کیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کے کلام میں تضاد ہے جس کا مرتکب ایک معمولی عالم بھی نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ایک ایسے شخص سے اس کا ارتکاب ہو جو مامور من اللہ، مجدد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے میں نے انہیں بتایا کہ یہ سب قادیانی جماعت کا کرشمہ ہے، جو زبردستی کھینچ تان کر میرزا صاحب کی تحریرات کو اپنی طرف لانا چاہتے ہیں۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ہمیشہ شروع سے آخر تک اپنا دعوئے مجدّد ہونے ہی کا بتایا ہے نہ کہ نبی ہونے کا۔ اس معاملہ میں ہم مزرع سے مرزا صاحب کی ہی تحریرات سے یہ ثابت کر چکے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ بقول مرزا محمود احمد ۱۹۰۱ء کے بعد مرزا غلام احمد صاحب نے اپنا عقیدہ دربارۂ نبوّت بدل لیا تھا اور اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی سمجھنے لگے تھے۔ تو پھر یہ تو صاف ظاہر ہے کہ جو آپ کے مریدین اس وقت موجود تھے ان کو اس ضروری امر کا احساس پیدا ہو گیا ہوتا اور وہ بھی اپنے عقیدے میں تبدیلی کر لیتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں ایسا نہیں ہوا۔ ۱۹۱۴ء میں مولینا نورالدین صاحب کی وفات کے بعد تحریک احمدیت کے دو فریق بن جانے کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جناب مولانا محمد علی صاحب کی سرکردگی میں ایک اعلان شائع کیا جس میں حضرت میرزا صاحب کے ایسے ستر مریدین کی حلفیہ شہادت دی گئی مریدوں میں حضرت مولانا سید احسن امروہی جیسے ...... مرزا صاحب کے اچھے مرید بھی شامل تھے۔ بتایا گیا ہے کہ جو عقیدہ وہ مرزا صاحب کے دعوے کے متعلق ۱۹۰۱ء سے پہلے رکھتے تھے وہ ۱۹۰۱ء کے بعد میں مرزا صاحب کی وفات تک اس پر قائم رہے اُن تمام مریدوں کے نام کتاب "مجددِ اعظم" جلد دوم مؤلفہ ڈاکٹر بشارت احمد مرحوم و مغفور میں مل سکتے ہیں۔ اس بارے میں میاں محمود احمد کو زور دار طریق سے چیلنج دیا گیا۔ کہ وہ اسی قسم کی تحریر اپنے پرانے مریدوں کی طرف سے حلفیہ شہادت کے ساتھ پیش کریں مگر وہ ۱۹۶۵ء میں ہی انتقال کر گئے اور اپنی خلافت کے ۵۱ سالہ طویل عرصہ میں ایسی شہادت نہیں پیش کر سکے۔ کیا موجودہ خلیفہ ثالث میاں ناصر احمد صاحب ان امور پر غور فرمائیں گے۔

(باقی-آئندہ)

ضرورت کتب

مندرجہ ذیل کتب دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو درکار ہیں۔ اگر کسی دوست کے پاس ہوں۔ اور قیمتاً یا ہدیتاً دینا چاہئے ہوں تو دفتر کو اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

(۱) النبوّۃ فی الاسلام (۷) القول الفصل
(۲) غسل مصفّٰی حصہ اوّل (۸) انوار خلافت
(۳) تفہیمات ربانیہ (۹) صادقوں کی روشنی کو کون دُور کر سکتا ہے۔
(۴) احمدیہ پاکٹ بک مکمل
(۵) ذریت مبشرہ (۱۰) ملائکۃ اللہ
۶ حقیقۃ النبوّۃ

آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تبلیغی خط وکتابت

(بسلسلہ صفحہ ۲)

ترجمہ خط:- ملام اے اے اکو۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ہم نے ایک کلب بدلا میں جاری کیا ہے۔ جس کا نام اسلامی سوسائٹی رکھا گیا ہے۔ ہم نے سُنا ہے کہ آپ لوگ اسلام کی اشاعت بہت کرتے ہیں اور رسول کریمؐ کا نام دُور دُور تک پہنچاتے ہیں جزاک اللہ میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ کچھ لٹریچر اسلامی اشاعت اسلام کے لئے ہمیں ارسال کریں۔ ہم ہر طرح سے آپ سے تعاون کرنے کو تیار ہیں۔

(خط کا جواب دیا گیا اور لٹریچر ارسال کیا گیا)

مغربی بنگال (انڈیا)

مسٹر فانی۔ بھرت پور۔ مغربی بنگال (انڈیا)

عالی جناب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ودحیہ خانم کے پتہ پر جو پیغام صلح آتا ہے مطالعہ سے دل خوش ہوتا ہے کہ یہ تبلیغ کرنے والی جماعت ہے۔ مولانا محمد علی صاحب مدظلہ العالی کے بیان القرآن اُردو یا انگریزی کے مطالعہ کا بہت شوق ہے کیا ہم حاصل کر سکتے ہیں؟ مدد فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ جماعت کا پتہ تحریر فرمائیں۔ ہندوستان میں کہاں کہاں جماعت ہے تحریر فرمادیں اگر والا جناب مندرجہ ذیل پتہ پر "مجاہد کبیر" اردو انگریزی دونوں اور کتاب فتح حق ارسال فرمائیں تو بہت مہربانی ہوگی امید ہے نظر انداز نہ فرمائیں گے۔

جزائر فیجی میں مولانا احمد یار صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

مولانا احمد یار صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۲۱ر ستمبر ۱۹۶۶ء میں رقمطراز ہیں :-

جیسا کہ میں نے اپنے مکتوب مؤرخہ ۵/۹/۶۶ میں دورہ کے بارہ میں لکھا تھا۔ اس کے مطابق گزشتہ ہفتہ یعنی مؤرخہ ۱۰/۹/۶۶ کی شام کو لٹوکا پہنچا۔ وہاں سے منگل کو ناندی پہنچا۔ لٹوکا کے قیام کے دوران دو مقامات پر درس قرآن کریم دیا۔ جس میں مسائل سلسلہ خصوصاً وفات مسیحؑ اور ختم نبوت پر خوب روشنی ڈالی گئی۔ دیگر مختلف مسائل کی بھی وضاحت کی گئی۔ احباب کو چندہ ماہوار میں باقاعدگی کے لئے اور جماعتی تنظیم اور اہتمام نماز جمعہ کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی گئی۔

اب یہ مہم شروع کی گئی ہے کہ ہر عاقل بالغ مرد اور عورت سے بیعت فارم پُر کرائے جا رہے ہیں نیز اُن سے دو شلنگ ماہوار کے حساب سے ممبرشپ کی فیس یکمشت جو ایک پونڈ چار شلنگ بنتی ہے۔ کیونکہ بغیر چندہ ماہوار کے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ دوسرے بیعت فارم پُر کرانے سے آدمی اپنی ذمہ داری محسوس کرتا ہے۔

فارم پُر ہو جانے پر پھر بیعت کنندگان کے نام وغیرہ ارسال کرونگا اس وقت دو چندے احباب سے لئے جا رہے ہیں ایک انجمن کی ممبرشپ کا چندہ دوسرا تعمیر و مرمت مرکز فیجی کے لئے عطیہ۔ لٹوکہ میں دو مقامات پر درس قرآن کریم دیا۔ درس کے بعد سوال و جواب کا وقت دیا گیا۔ ناندی میں تقریباً چار روز قیام کیا۔ تین دن شام کو بعد از نماز عشاء مختلف مقامات پر درس قرآن کریم دیا۔ درس کے بعد حاضرین کو سوال و جواب کا موقعہ دیا گیا۔ لٹوکہ اور ناندی میں کئی احباب جو اچھے تعلیم یافتہ اور کافی مالدار ہیں زیر تبلیغ ہیں۔ دعا فرماویں اللہ تعالےٰ انہیں جماعت میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

یہاں ناندی میں مسلم لیگ کے زیر اہتمام دو اسکول ہیں۔ ایک پہلی جماعت سے آٹھویں تک ہے دوسرا سیکنڈری اسکول ہے جس میں سینئر کیمرج تک تعلیم دی جاتی ہے۔ میں ان دونوں سکولوں میں گیا۔ جہاں ہیڈ ماسٹر صاحبان کے کہنے پر بچوں کو پاکستان کے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ نیز انہیں اسلامی تعلیم سے متعارف کراتے ہوئے اسلامی اخوت اور بھائی چارہ پر روشنی ڈالی گئی۔ جمعہ کے دن پچھلے پہر سووا میں واپس پہنچا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

حسب دستور مورخہ ۱۷/۹/۶۶ کو مقام کیاسی نزو نسوری درس قرآن کریم دیا۔ اور بروز منگل مورخہ ۲۰/۹/۶۶ کو نسیلتو میں درس قرآن کریم دیا۔ غرضیکہ یہاں سووا میں پروگرام کے مطابق سب کام ہو رہے ہیں سٹی کونسل کی میٹنگ نہیں ہوئی اس لئے مرمت مرکز کا پلان پاس ہو کر واپس نہیں ملا۔ پلان ملنے پر فوراً کام شروع کرا دیا جائے گا۔ شام کو ہر روز ایک دوست کے مکان پر لڑکے اور لڑکیوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا جاتا ہے۔ غیر از جماعت بچے اور عورتیں بھی قرآن کریم ناظرہ پڑھنے آتی ہیں۔ کام بہت بڑھ گیا ہے۔ دعا فرماویں اللہ تعالےٰ توفیق مزید عطا فرمائے۔ آمین۔

بحرِ حکمت کے موتی

سلسلہ صفحۂ اوّل

نہ ہو جائیں ان کو چست اور ہوشیار رکھنے کے لئے یہی بہترین تدبیر ہے کہ ان کو ہر وقت کام میں مشغول رکھا جائے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ ایک منصوبہ جب پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے تو فوراً دوسرا منصوبہ اُن کے سامنے لایا جائے جس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہیں اپنی تمام صلاحیتوں اور محنتوں کو بروئے کار لانا پڑ جائے۔ حضرت نبی کریم صلعم کا یہ قیمتی ارشاد صرف سیاسی اور ملکی معاملات میں ہی ترقی کے لئے مہمیز کا کام نہیں دیتا بلکہ مذہبی اور روحانی سلسلوں میں بھی ترقی کی راہ پر گامزن رکھنے کے لئے اسی سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے چنانچہ دیکھ لو کہ مسلمان جب تک تبلیغ اسلام کے فریضہ کو تن دہی سے سرانجام دیتے رہے کامیابی اُن کے قدم چومتی رہی اسلام پھیلتا رہا۔ غیر مسلم کافی تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہو کر اس کے نور سے منوّر ہوتے رہے لیکن جونہی اس امر میں یہ سستی کا شکار ہو گئے وہیں ترقی رُک گئی اور بجائے اس کے یہ دوسری قوموں کو حلقہ بگوش اسلام بناتے ان میں سے ہزاروں کی تعداد میں عیسائیوں کے پراپیگنڈا سے متاثر ہو کر عیسائیت کی آغوش میں چلے گئے۔ مسلمانوں کے اس انحطاط کی رَو کو روکنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مسیح موعود کو مبعوث کیا جس کی روحانی توجہ اور آسمانی نشانوں اور دلائل قاہرہ سے یہ رَو فوراً رُک گئی۔ یہ مامور اپنا مفوضہ کام جماعت کے سپرد کر کے اپنے حقیقی مولا سے جا ملا۔ اَب جماعت کا کام ہے کہ مامور کے اس مشن کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھے اور اسے ترقی پر ترقی دیتی چلی جائے۔ اگر ہم نے پہلے مسلمانوں کی طرح سستی سے کام لیا تو انجام وہی ہوگا جس کا تجربہ پہلے کیا جا چکا ہے۔ پس ہمیں فرض شناسی سے کام لیتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں اپنے فریضہ کو ادا کرنے میں پوری تن دہی سے کام لینا چاہیئے اور سستی کے لبادہ کو فوراً اتار کر چستی کا لبادہ پہن لینا چاہیئے اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور جناب مولوی دوست محمد صاحب نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

پیغام صلح مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل ۱۳۸ شمارہ ۴۲

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ ۵ رجب المرجب ۱۳۸۶ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۳۸

جلسہ سالانہ ۱۹۶۶ء کی تاریخوں میں تبدیلی بوجہ رمضان شریف جلسہ سالانہ

کی تاریخیں ۸ر، ۹ر، ۱۰ر اور ۱۱ر دسمبر مقرر ہوئی ہیں۔ ۸ر دسمبر کو مستورات کا جلسہ ہوگا، احباب ابھی سے اس قومی اجتماع میں شمولیت کی تیاری شروع کر دیں اور مستورات دستکاری کی تیاری کریں۔ افسر جلسہ سالانہ چوہدری عبدالحمید صاحب سیکنڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور کو مقرر کیا گیا ہے۔

آنریری جنرل سیکرٹری

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴- سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں
۵- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

بحر حکمت کے موتی

جوامع الکلم کی ایک اور مثال

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

جوامع الکلم جو حضرت نبی کریم صلعم کو عطا کئے گئے ان کی ایک مثال آنحضور صلعم کی یہ حدیث بھی ہے فرمایا اماطۃ الاذی عن الطریق من الایمان یعنی ضرر رساں اشیاء کو راستے سے ہٹا دینا ایمان کی علامت ہے یا دوسروں کو ضرر سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا مندرجہ بالا فرمان حکومت اور افراد دونوں کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہے کہ راستوں کو صاف ستھرا رکھیں ظاہر ہے کہ جب راستوں میں ضرر رساں چیزوں کو دیکھ کر ان کو اٹھا کر راستوں کو صاف کر دینے کا حکم ہے تو راستوں میں ضرر رساں چیزوں کو پھینکنے سے اجتناب کرنے کا حکم اس سے لازماً نکل آتا ہے گویا اس ارشاد نبوی میں افراد پر یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے کوچوں۔ محلوں اور اس کی نالیوں اور اپنے شہر کی سڑکوں کو ہر قسم کے گند سے پاک رکھنے کو اپنا فرض سمجھیں اور اس کو بجا لانے میں کسی قسم کی کوتاہی سے کام نہ لیں اگر وہ اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں گے تو نہ صرف وہ دوسروں کو ہر قسم کے ضرر سے محفوظ رکھیں گے بلکہ اپنی جانوں کو بھی ضرر سے بچا لیں گے کیونکہ گندگی کا اثر نہ صرف دوسروں کی صحت پر برا پڑتا ہے اور انہیں مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا کرنے کا موجب بنتا ہے بلکہ خود گندہ رکھنے والے کی صحت کو بھی تباہ کر دیتا ہے اور اسے بھی مختلف قسم کی بیماریوں کا شکار بنا دیتا ہے۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ ایسی چیزیں سڑکوں پر پھینک دیتے ہیں جو بعض کے پھسلنے کی

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۱)

توحید باری تعالیٰ اور اس کی اقسام

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ظاہر ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لاالٰہ الا اللہ کہیں اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں۔ بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر و فریب اور تدبیر کو خدا کی سی عظمت دیتا ہے۔ یا کسی انسان پر ایسا بھروسہ کرتا ہے جو خدا تعالےٰ پر رکھنا چاہیئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہیئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالےٰ کے نزدیک بت پرست ہے بت صرف وہی نہیں جو سونے یا چاندی یا پیتل یا پتھر وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں اور ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ بلکہ ہر ایک چیز یا قول یا فعل جس کو وہ عظمت دی جاوے جو خدا تعالےٰ کا حق ہے وہ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں بت ہے .... یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شرک سے خواہ بت ہو یا انسان ہو۔ خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی معز اور مذل خیال نہ کرنا۔ کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اول ذات کے لحاظ سے توحید۔ یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا تمام کو ھالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم۔ صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں اس کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالےٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا۔" (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" صفحہ ۲۹ تا ۳۱ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

اخبارِ احمدیہ

—— مولوی احمد یار صاحب مبلغ فجی لکھتے ہیں کہ:۔
فجی ریڈیو پر اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر ۲۷ منٹ تقریر کی۔ اس طرح سارے جزائر فجی میں لوگ خاکسار سے متعارف ہو گئے۔ کیونکہ تقریباً ہر ماہ اس عاجز کی تقریر مذہب اسلام کے کسی نہ کسی جنرل موضوع پر ضرور ہوتی ہے۔

تقریر ریکارڈ کر لی جاتی ہے۔ اور ہر روز ریڈیو پر اعلان کرتے رہتے ہیں کہ اتنے بجے فلاں تاریخ کو فلاں صاحب اسلام کے موضوع پر تقریر کریں گے دلچسپی رکھنے والے اصحاب قبل از وقت سننے کے لئے اپنے ریڈیو سیٹ تیار کر لیتے ہیں۔ یہ اعلان تقریباً ایک ہفتہ ریڈیو پر ہوتا رہتا ہے۔

حادثہ جو مجھ پر گذرا

—— مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا پیغام:۔
اکثر دوستوں کے خطوط دریافت حال کے لئے موصول ہوتے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل معلوم ہو رہا ہے میں ان دوستوں کا بہت ہی ممنون ہوں، جنہوں نے میری اس افتاد پر اظہار ہمدردی کیا ہے۔ اس حادثہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ میں اپنی کتاب "محمدؐ ان ورلڈ سکرپچرز" (نیو ایڈیشن) کی طباعت کے لئے چار پانچ سال سے کوشاں ہوں، گذشتہ جون میں میں نے سارے قواعد اور وسیلے ترک کر کے (کیونکہ گذشتہ چار سال کے طویل عرصہ میں اس کا صرف ۳۵۰ صفحہ طبع ہو سکا) خود اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا اور شہر کے مطابع کا چکر لگایا بہرحال اب پریس والوں کے ساتھ معاملہ طے ہو گیا اس سلسلہ میں مجھے قریباً ہفتہ میں دو تین بار شہر جانا پڑتا ہے۔ یہ کتاب قریباً ۱۵۰۰ صفحہ کی ہے۔ ۳۵۰ صفحہ تک اب طبع ہو چکی ہے۔ احباب کے دل میں اس کے جلد شائع ہو جانے کے لئے دعا کی تحریک ہو اس لئے یہ لکھتا ہوں کہ اس میں رسول اللہ صلعم کے متعلق سابقہ انبیاء کی پیشگوئیاں ستر ہزار برس۔ ۱۸ ہزار برس اور بعد کے معلوم اور مشہور انبیاء کی بشارات پر بحث ہے) اس کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں یکم اگست کو میں پریس میں پروف لینے کے لئے گیا۔ واپسی پر سبزی منڈی بیرون موچی دروازہ لاہور کے قریب پہنچا تو مجھے یاد ہے اس کے بعد کا قصہ روایت ہے اس شخص کی جس نے بے ہوشی کی حالت میں مجھے اٹھا کر ہسپتال پہنچایا وہ کہتا ہے کہ رکشا کی اور تانگہ کی ٹکر ہو گئی اور آپ تانگہ کا دھکا لگ کر سڑک پر گر گئے۔ بہت سے لوگ ادھر گرد جمع ہو گئے مگر کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کیا جائے آخر اس نوجوان نے ہمت کر کے اسی تانگہ میں مجھے ہسپتال پہنچایا کچھ دیر کے بعد جب میں نے نیم بے ہوشی کی حالت میں آنکھ کھولی تو پوچھا کہ میں کہاں ہوں؟ کسی نے کہا کہ آپ ہسپتال میں ہیں۔ اب میں بالکل ہی بھول چکا تھا کہ میں خود ہی شہر آیا تھا۔ میں نے پوچھا مجھے ہسپتال کون لایا؟ میں تو مسلم ٹاؤن میں رہتا ہوں، اس نیم بے ہوشی کی حالت میں وہ نوجوان رکشا پر مجھے مسلم ٹاؤن لایا، اور گھر والوں کو حادثہ کا علم ہوا، ہسپتال میں میرے زخم کی جو آنکھ کے قریب لگا تھا سلائی کی گئی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ اور چوٹوں کا احساس ہوا بایاں بازو کندھے کے قریب ماؤف اور جوڑ اپنی جگہ سے ہلا ہوا تھا۔ کلائی پر ورم اور چوٹ کا اثر ہے۔ مختصر یہ کہ آج ۱۲ دن گذر جانے پر بھی نہ بازو میں کچھ اٹھانے کی سکت ہے نہ دماغ کام کرتا ہے البتہ ضرور ہے کہ حالت روبصحت ہے۔ اور دعا کا محتاج ہوں۔ — عبدالحق

ایک مبارک تقریب

—— [illegible] ۱۰ بعد از نماز عصر انور جننگ اینڈ آئل فیکٹری سورج کنڈ روڈ ملتان شہر کا افتتاح جناب حماد رضا کمشنر ملتان ڈویژن نے کیا۔ سرگودھا۔ لائل پور، ملتان مظفر گڑھ کے معززین خاصی تعداد میں مدعو تھے۔ اس موقعہ پر مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ اسلام نے ایک نپی تلی تقریر کی جس کو بے حد پسند کیا گیا۔ جناب ڈپٹی کمشنر مظفر گڑھ، جناب انصاری صاحب سابق ڈپٹی کمشنر لائل پور اور دیگر بہت سے حضرات نے مرزا صاحب کی اس تقریر کو موقعہ کے عین مطابق قرار دیا اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ حاضرین کی پرتکلف چائے سے تواضع کی گئی۔ الحاج میاں محمد انور صاحب خلف الرشید جناب میاں مولا بخش صاحب مرحوم اور ان کے برادران اس فیکٹری کے مالکان ہیں۔ اللہ کریم انہیں دن دگنی اور رات چوگنی ترقی دے اور ان کا معاون و مددگار ہو۔ —— آمین

نامہ نگار

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۱۹ راکتوبر ۱۹۶۶ء

ہستی باری تعالےٰ کے نشانات

گذشتہ اشاعت میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ ارشاد نقل کیا جا چکا ہے کہ:-

" ہماری جماعت کا جس نے مجھے پہچانا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دیں اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے اس لئے ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں، وہ ان کو بتلاوے جو غائب ہیں تاکہ برائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ۱۲۷)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کی تعمیل میں سب سے پہلے ہم ان علمی نشانات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو خدا تعالےٰ کی خاص نصرت وتائید اور اعلامِ الٰہی سے ظہور میں آئے، اس سلسلہ میں سب سے پہلا نشان وہ عظیم الشان کتاب ہے . . . . جو براہین احمدیہ کے نام سے آپ نے اس وقت تصنیف فرمائی، جبہ چاروں طرف سے اسلام پر حملے پہ حملے ہو رہے تھے، عیسائیت، آریہ سماج اور برہمو سماج وغیرہ مذاہب کی طرف سے اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہایت ناپاک اور بیہودہ اعتراضات سے لوگوں کو اس پاک مذہب اور پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے متنفر کیا جا رہا تھا، اور اس پر مستزاد یہ کہ فلسفہ وسائنس کے انکشافات کو مذہبی اصولوں اور نظریات کے خلاف سمجھتے ہوئے مذہب اور ہستی باری تعالےٰ ہی سے انکار کیا جا رہا تھا، اور دہریت والحاد کی وبا چاروں طرف پھیلتی جارہی تھی، یہاں تک کہ مسلمان بھی اس وباء سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اور جو دہریت کی وبا سے متاثر نہ ہوئے وہ عیسائیت کی طرف رجوع کرنے لگے، نہ صرف رجوع بلکہ کئی بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ جن میں بعض علمائے دین بھی شامل تھے، اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کے حلقہ بگوش ہو گئے۔

ایسے حالات میں حضرت مرزا صاحبؒ نے جو اس وقت بالکل گمنامی کی حالت میں قادیان جیسے گاؤں میں سکونت پذیر تھے، براہین احمدیہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی، جس میں اسلام کی صداقت اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحقانیت پر نہایت زبردست علمی وعقلی دلائل پیش کرتے ہوئے یہ چیلنج کیا کہ جو شخص اس کتاب کے دلائل کو توڑ کر دکھا دے یا اپنی الہامی کتاب سے اسی قدر دلائل یا ان سے نصف یا اس سے ثلث یا اس سے ربع یا اس سے خمس ہی اپنے مذہب کی تائید اور اسلام کی تردید میں پیش کرے اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا آپ کا یہ چیلنج آج تک قائم ہے اور کسی بھی مذہب یا عقیدہ رکھنے والے کو اعلان کے مطابق آپ کے پیش کردہ دلائل کو توڑنے اور اپنے مذہب وعقیدہ کی صحت کو ثابت کرنے کی . . . . جرائت نہیں ہوئی۔

اس کتاب کی عظمت واہمیت اور اس کا نشانِ الٰہی ہونا اس بات سے ظاہر ہے کہ اس کی تصنیف سے بہت عرصہ پہلے ایک خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کو اس کی کیفیت دکھائی گئی تھی جس کا ذکر آپ نے براہین احمدیہ کے حصہ سوم میں صفحہ $\frac{۲۴۸}{۲۴۹}$ پر ان الفاظ میں کیا ہے:-

" اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں یعنے اس زمانہ کے قریب کہ جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا، جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی کہ جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے، جس نام کی تعبیر اب اس اشتہاری کتاب کے تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ وہ ایسی کتاب ہے جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے جس کے کامل استحکام کو پیش کر کے دس ہزار روپیہ کا اشتہار دیا گیا ہے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کتاب مجھ سے لے لی اور جب وہ کتاب حضرت مقدس نبویؐ کے ہاتھ میں آئی، تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ لگتے ہی ایک نہایت خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی جو امرود سے مشابہ تھا، مگر بقدر تربوز تھا۔ آنحضرت صلعم نے جب اس میوہ کو تقسیم کرنے کیلئے قاش قاش کرنا چاہا تو اس قدر اس میں سے شہد نکلا کہ آنجناب کا ہاتھ مبارک مرفق تک شہد سے بھر گیا تب ایک مردہ جو دروازے سے باہر پڑا تھا، آنحضرت صلعم کے معجزہ سے زندہ ہو کر اس عاجز کے پیچھے آ کر کھڑا ہوا اور یہ عاجز آنحضرت صلعم کے سامنے کھڑا تھا، جیسے ایک مستغیث حاکم کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور آنحضرتؐ بڑے جاہ وجلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرما رہے تھے پھر خلاصہ کلام یہ کہ ایک قاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس غرض سے دی کہ تا میں اس شخص کو دوں کہ جو نئے سرے سے زندہ ہوا اور باقی تمام قاشیں میرے دامن میں ڈال دیں اور وہ ایک قاش میں نے اس نئے زندہ کو دے دی اور اس نے وہیں کھالی پھر جب وہ نیا زندہ اپنی قاش کھا چکا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی مبارک اپنے پہلے مکان سے بہت ہی اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی کہ جو دین اسلام کی تازگی اور ترقی کی طرف اشارت تھی۔ تب اسی نور کا مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی والحمد للہ علیٰ ذالک

اس خواب کو بیان کرنے کے بعد حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں:-

" یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سو آدمی کو انہی دنوں سنائی گئی تھی، جن میں سے پچاس یا کم وبیش ہندو بھی ہیں کہ جو اکثر ان میں سے ابھی تک صحیح سلامت ہیں اور وہ تمام لوگ خوب جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں براہین احمدیہ کی تالیف کا ابھی نام ونشان نہ تھا اور نہ یہ مرکوز خاطر تھا کہ کوئی دینی کتاب بنا کر اسکے استحکام اور سچائی ظاہر کرنے کے لئے دس ہزار روپے کا اشتہار دیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اب وہ باتیں جن پر خواب دلالت کرتی ہے کسی قدر پوری ہو گئیں اور جس قطبیت کے اسم سے اس وقت کی خواب میں کتاب کو موسوم کیا گیا تھا اسی قطبیت کو اب مخالفوں کے مقابلہ پر بوعدۂ انعام کثیر پیش کر کے حجت اسلام ان پر پوری کی گئی ہے اور جس قدر اجزا اس خواب کے ابھی تک ظہور میں نہیں آئے ان کے ظہور کا سب کو منتظر رہنا چاہیئے کہ آسمانی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں"

غور کیجئے یہ کتنا بڑا نشان ہے، جس کا اس خواب میں ذکر کیا گیا ہے، براہین احمدیہ کی تصنیف سے قریباً بیس بائیس برس پہلے جب یہ خواب کا منظر دیکھنے میں آیا، حضرت مرزا صاحب کو کوئی کتاب تصنیف کرنے کا خیال تک بھی نہ تھا اور جب یہ کتاب تصنیف ہوئی تو کون کہہ سکتا تھا کہ وہ ایسے عظیم الشان براہین پر مشتمل ہوگی، جو اسلام کی حقانیت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت پر قطب ستارہ کی طرح مستحکم اور روشن دلائل کا کام دیں گی۔ اور اتنے بڑے وعدۂ انعام کے باوجود کسی کو ان دلائل وبراہین کا کوئی بھی حصہ

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۲)

ڈپٹی خلیل الرحمان صاحب خادم کی راولپنڈی میں آمد

جناب ڈپٹی خلیل الرحمان خادم صاحب معہ مولوی عبدالحمید صاحب مولوی فاضل یکم اکتوبر کو بذریعہ ریل کار راولپنڈی تشریف لائے ان کے صاحبزادے اے آر یوسف ایم اے ایل ایل بی بار ایٹ لاء پہلے سے آئے ہوئے تھے۔ احباب جماعت نے ان کا اسٹیشن پر نہایت گرمجوشی سے استقبال کیا۔ ۱۲ر اکتوبر کو ان کے اعزاز میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کی طرف سے محترمی شیخ ظہورالحسن صاحب کے مکان پر عصرانہ دیا گیا۔ جس میں جماعت کے کثیر احباب اور خواتین نے شرکت فرمائی۔ وقت مقررہ پر مہمانِ گرامی شیخ منیر احمد صاحب مصری اور فاضل رمضان صاحب کی معیت میں تشریف لائے۔ احباب نے گرمجوشی سے انہیں خوش آمدید کہا۔ شیخ منیر احمد صاحب نے احباب سے اُن کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا ہم آج اپنے درمیان جناب ڈپٹی صاحب اور انکے لائق اور ہونہار صاحبزادے مسٹر اے آر یوسف بار ایٹ لاء کو پاکر از حد مسرت اور فخر محسوس کرتے ہیں۔

ان کے بعد میاں بشیر احمد صاحب منٹو جو صدارت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے مولوی عبدالحمید صاحب مولوی فاضل کو تقریر کے لئے کہا۔ مولوی صاحب نے سورۂ صف کی آخری آیات تلاوت کرکے ایک جامع اور ایمان افروز تقریر کی۔ جس میں انہوں نے معزز مہمانوں کو مسیح محمدی کے ایسے حواری قرار دیا جنہوں نے نہ صرف نحن انصار اللّٰہ کا نعرہ ہی بلند کیا بلکہ حالی و قالی اور مالی ایثار کرکے عملاً انصاراللہ کی مقدس صف میں کھڑے ہوئے ہیں۔ ڈپٹی صاحب موصوف نے راہ وفا میں کسی بھی قربانی سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ بلکہ اعلائے کلمۃ الحق اور احمدیت کی تبلیغ کے سلسلہ میں ہر ایثار کو اپنے لئے سرمایۂ حیات یقین کیا ہے۔ ملازمت کے طویل زمانہ میں دفتری اوقات کے بعد آپ کی زندگی کا کثیر حصہ تبلیغی سرگرمیوں کے لئے وقف رہا ہے۔ اگرچہ اُن کا یہ ولولہ اور جوش دنیاوی نقطۂ نگاہ سے اُن کے لئے نقصانِ عظیم کا باعث ہوا ہے۔ تاہم آپ خوش و خرم ہیں اور اُن نقصانات سے کبھی ملول نہیں ہوئے۔

ڈپٹی صاحب موصوف طویل مدت تک جماعت قادیان (حال ربوہ) سے منسلک رہنے کے بعد اب ہماری طرف تشریف لائے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے غور و فکر کے بعد جماعتِ قادیان کے عقائد کو تعلیمات مسیح موعودؑ کے خلاف اور ہماری جماعت کو جادہ صواب پر پایا ہے۔ بعد میں آپ نے جماعت سے اپیل کی کہ ادارہ تعلیم القرآن میں بچوں کو بھیجیں اور یہ کہ کس طرح امام الزمان کی آواز پر انگریزی دان طبقہ دنیا چھوڑ کر آپ کے گرد اکٹھا ہو گیا اور دین کو دنیا پر مقدم کیا لیکن وہ ضائع نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالےٰ نے انکی اولاد کو دنیا بھی دے دی اور دین بھی دے دیا۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

مولوی صاحب کی تقریر کے بعد جناب ڈپٹی صاحب سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنے قیمتی خیالات سے احباب کو مستفید فرمائیں۔ موصوف نے صاف ستھری اُردو زبان میں تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اوائل عمر میں ہی جماعت قادیان سے وابستہ ہو گیا تھا اور عرصہ دراز تک اس جماعت کے عقائد کی تبلیغ کی ہے۔ اور میرے ذریعہ سے مشرقی پاکستان میں کم و بیش ایک ہزار افراد اس جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ میں تبلیغی سرگرمیوں اور دینی جوش کے باعث جم کر کسی جگہ ملازمت نہیں کر سکا۔ بلکہ سارا زمانہ ملازمت فٹ بال کی طرح ادھر اُدھر اُچھلتے بیت گیا ہے تاہم اللہ تعالےٰ کی نصرت میرے شاملِ حال رہی ہے۔ مجھے اپنے دنیاوی نقصانات کا قطعی ملال نہیں۔ کیونکہ راہِ حق میں ایسے نقصانات اکثر ناگزیر ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ گذرا مجھے منیر انکوائری رپورٹ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کے مطالعہ میں نے مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے بیانات کو جو انہوں نے عدالت کے رُو برو دیئے تھے۔ جماعت قادیان کے مسلمہ عقائد کے صریحاً خلاف پایا جس سے مجھے سخت تشویش ہوئی۔ اور میں نے تحقیق کو ضروری سمجھا۔ میری عمر کرسی عدالت پر گذری ہے۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ عدالت کے رُو برو بیان اور جرح کے دوران بڑے بڑوں کو پسینہ چھوٹ جایا کرتا ہے۔ خلیفہ صاحب موصوف کا ایک طرف یہ بیان کرنا کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں اور دوسری طرف یہ فرما دینا کہ ان کا ماننا جزوِ ایمان نہیں ہے۔ یہ ایسا اجتماعِ ضدین ہے۔ کہ جو میرے فہم و ادراک سے باہر ہے۔ قانونی جرح و قدح نے جماعت قادیان کے عقائد درباره نبوت مسیح موعود اور کفر و اسلام کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ یہ کبھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک نبی کا انکار مستلزم کفر نہ ہو۔ اور نبی کا منکر خارج از اسلام نہ ہو۔ کیونکہ اسلام نے جملہ انبیاءؑ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ صلعم کی نبوت و رسالت کا اقرار کرنے کے باوجود بھی کسی ایک نبی کا انکار کسی شخص کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے مانع ہے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ اگر حضرت مرزا صاحب فی الواقعہ نبی ہیں۔ تو ان کا انکار دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا باعث نہ ہو۔ یہ ایک ایسا بنیادی اور ٹھوس مسئلہ ہے۔ جو تاویلات کا قطعاً محتاج نہیں۔ اس صورتِ حالات کو دیکھ کر میں نے ربوہ سے رجوع کیا۔ تا کہ قادیان کے علماء اس تضاد کو رفع کرکے میری اُلجھن کو دُور کر سکیں اسی غرض سے گذشتہ سال میں خود ربوہ بھی گیا۔ اور وہاں کے علماء سے ملا۔ لیکن طویل گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ مجھ پر جماعت ربوہ کے عقائد کی کمزوری عیاں ہو گئی۔ میں لاہور بھی احمدیہ بلڈنگس میں گیا۔ وہاں میں نے آپ کے علماء سے گفتگو کی۔ اور انہیں اس سلسلہ میں معقول پایا۔ اس سال میں پھر آیا ہوں۔ حق کی تلاش میں سینکڑوں یا ہزاروں روپے کے صرف کی قطعاً پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ میں اپنے ساتھ اپنے بیٹے کو بھی لایا ہوں جسے خدا نے لائق اور ہونہار بنایا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ اعلائے کلمۃ الحق میں میرا ممد و معاون ہو۔ خدا تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً۔ یعنی اے ایمان والو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جانوں کو آگ سے بچاؤ۔ آگ یہی بدی، نافرمانی اور ناحق شناسی ہے۔ آپ حضرات کو اپنی اولاد کی اسلامی قدروں کے مطابق تربیت کرنی چاہیئے۔ اس طرح آپ اس کو نارِ جہنم سے بچا سکتے ہیں۔ ماؤں کا اولاد کی تربیت میں بہت دخل ہے۔ اس لئے خواتین سلسلہ کے اندر دینی جوش اور حمیت پیدا کریں۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی ہے کہ محترمہ زمرد فاضل رمضان صاحبہ نے راولپنڈی کی خواتین کو منتظم کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور وہ اس نیک خدمت میں تندہی سے مصروف ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس مقصد میں کامیاب فرمائے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اب میں نے عزم کر لیا ہے۔ کہ مشرقی پاکستان واپس جا کر اپنے احباب کو احمدی جماعت کے صحیح عقائد سے روشناس کروں۔ میں اس مقصد کے لئے اپنی باقی ماندہ زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں۔

آخر میں جناب میاں بشیر احمد منٹو صاحب نے بھی مجلس کو چند منٹ کے لئے خطاب کیا۔ اور پھر حاضرین کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ اور یہ تقریب بخیر و خوبی نماز مغرب کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

خاکسار خواجہ محمد امیر اللہ۔ جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

نوٹ:۔ راولپنڈی سے ڈپٹی صاحب پشاور تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے واپسی کے بعد ایبٹ آباد بھی گئے اور پھر ۷ر اکتوبر کو راولپنڈی آ کر نماز جمعہ پڑھا۔

تین بڑی صفات۔ شجاعت، سخاوت اور فصاحت

جو اہل عرب میں اور آج بھی تمام دنیا میں باعث اعزاز ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یکجائی طور پر موجود تھیں

بہترین جنگی قواعد اور انٹرنیشنل قوانین جو آنحضرت صلعم نے دیئے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولانا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا۔ ان اللہ مع الصبرین۔ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس ویصدون عن سبیل اللہ۔ واللہ بما یعملون محیط۔ (الانفال ۴۶-۴۷)

تین صفات جو اہل عرب میں کسی شخص کے لئے موجب اعزاز ہوتی تھیں

اس سورت میں وہ حالات ہیں جن کی وجہ سے حضرت صلعم کے لئے جنگ کرنا ضروری ہوا۔ اس سورۃ میں جنگ کے نہایت اہم احکام بیان کئے گئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اہل عرب میں اکثر وہی لوگ معزز شمار ہوتے تھے جن میں ذیل کی صفات میں سے کم از کم ایک صفت موجود ہو۔ شجاعت۔ سخاوت اور فصاحت جس شخص میں ان صفات میں سے ایک بھی موجود نہ ہو ان کو قوم خاطر میں نہ لاتی تھی۔ قوم میں وہ لوگ بھی تھے جو شجاعت میں دوسروں سے بڑھ چڑھ کر تھے اور وہ بھی تھے جو سخاوت کی وجہ سے ممتاز تھے۔ اور اگرچہ قوم اُمی تھی مگر ان میں نامور شعراء کی کمی نہ تھی۔

حضرت نبی کریم صلعم میں یہ تینوں صفات موجود تھیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ تینوں صفات عالیہ بیک وقت موجود تھیں۔ کان رسول اللہ اشجع الناس آپ تمام لوگوں سے بڑھ کر شجاع اور بہادر تھے۔ اجود الناس سب سے بڑھ کر فیاض تھے۔ افصح الناس اور تمام لوگوں سے بڑھ کر فصیح تھے۔ قدر و منزلت اور عزت و توقیر کی یہ تمام صفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں موجود تھیں۔ تو پھر کیونکر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پروانہ وار عاشق ہوتے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی شجاعت کے نمونے

آپ کی شجاعت کا یہ عالم ہے کہ احد کی لڑائی میں فتح ہوتے ہوتے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اور مسلمانوں کا لشکر بھاگ نکلا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے خچر پر سوار ہو کر میدان میں سینہ سپر ہیں اور اعلان کرتے ہیں انا النبی لا کذب یعنی میں جھوٹا نہیں ہوتا۔ میں خدا کا نبی اور رسول ہوں انا ابن عبد المطلب۔ میری رگوں میں عبد المطلب کا خون بہتا ہے۔ جس طرح احد میں حضورؐ اکیلے رہ گئے تھے اسی طرح کا واقعہ حنین میں پیش آیا تھا۔ وہاں بھی آپ لشکر بھاگ جانے کے باوجود اکیلے خچر پر موجود رہے اور قوم کو آواز دی الیّ عباد اللہ انا رسول اللہ۔ دشمن کی موجودگی میں آپ کا یہ نعرہ بہت بڑی شجاعت کا نمونہ ہے۔

پاکستان اور ہندوستان کی حالیہ جنگ میں مسلمانوں کی شجاعت و سخاوت

ان صفات کی قدر و قیمت آج بھی کی جاتی ہے آپ نے ستمبر کی جنگ میں بڑے بڑے افسروں کو خدا تعالےٰ کی راہ میں جام شہادت نوش کرتے دیکھا۔ اور بعضوں نے اس نازک موقعہ پر اپنے اموال پیش کئے۔ ان شہیدوں اور غازیوں اور ان اموال دینے والوں کی بڑی قدر و منزلت قوم کے دلوں میں ہے جب جنگ جاری تھی تو بعض خواتین اپنے غازیوں اور مجاہدین کو لسّی اور دودھ پیش کرنے کے لئے جاتی تھیں۔ اور جن راہوں سے محافظانِ وطن گزرتے تھے ان راہوں کی مٹی اُن کے لئے تبرک بن گئی۔ ہمارے شاعر جہاد و ایثار کے گُن گانے لگے۔ معلوم ہوا جو صفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع تھیں وہ قیامت تک قوم میں قدر و منزلت کا موجب سمجھی جاتی رہیں گی۔

آنحضرت صلعم کی اپنے ماحول سے بلند پروازی اور پارلیمنٹری جمہوریت کا قیام

فلاسفروں نے خواہ وہ یورپ کے ہوں، یا کسی ملک کے ہوں یہ نظریہ بیان کیا ہے کہ انسان اپنے ماحول سے بلند نہیں ہو سکتا مگر حضورؐ نے اپنے ماحول سے بلند پروازی کر کے دکھا دی ہے۔

حضرتؐ کا ماحول یہ ہے کہ ایران کا بادشاہ بڑی شان و شوکت کا مالک ہے۔ ہاتھوں میں کنگن اور مرصع تاج اس کے زیب سر ہے۔ شاندار محلات ہیں۔ اعلےٰ درجہ کی سواریاں ہیں۔ لشکر ہیں خزانے ہیں۔ ان کے رعب کا یہ عالم ہے کہ مجال نہیں کہ کوئی شخص آنکھ اٹھا کر ان کو دیکھے۔ دوسری طرف شام کا بادشاہ عیسائی ہے۔ وہ بھی بڑی شان و شوکت رکھتا ہے۔ سب لوگ اس کے آگے سرنگوں ہیں اور مصر کا بادشاہ تو فرعون ہی تھا۔ وہ زبردست ڈکٹیٹر ہے۔ اس ماحول کا اثر تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ آپؐ سب سے بڑے ڈکٹیٹر بنتے کیونکہ آپؐ کے احکام صرف انسان کے احکام نہ تھے بلکہ خدائی احکام تھے۔ مگر آپؐ نے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی پارلیمنٹ قائم کرنے کی اولیت حضورؐ کو حاصل ہے۔ چنانچہ

شاورھم فی الامر پر کامل عمل درآمد تھا۔ ایران مصر اور شام کے بادشاہوں کے آگے مخلوق سجدہ کرتی ہے جس طرح ہم مسلمان کوئی کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں اور اللہ کا نام لیتے ہیں۔ ان بادشاہوں کی رعایا اس وقت اپنے بادشاہِ وقت کا نام لے کر بات کرتے یا کوئی کام شروع کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس رسم کا ذکر کیا گیا ہے قالوا بعزۃ فرعون حضور نے اس طرزِ حکومت کو جس کی وجہ سے انسانیت ختم ہو جاتی ہے، ختم کرکے انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ آج دنیا میں اگر جمہوریت پائی جاتی ہے تو وہ حضورؐ کی تقلید ہے۔

جنگ کے انٹرنیشنل قواعد جو حضرت نبی کریم صلعم نے تجویز کئے

جنگ کے انٹرنیشنل قواعد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر تجویز فرمائے اور ان پر عمل درآمد کرکے دکھایا۔ ان قواعد کے علاوہ فوج کا مورال بلند کرنے کا طریق بھی سکھایا۔ اور وہ طریق آج کی افواج کے مورال کے طریق سے کہیں بلند اور بہتر ہے فرمایا اذا لقیتم فئۃ جب دشمن کی فوج سے تمہاری مڈھ بھیڑ ہو، فاثبتوا۔ تو اس کٹھن وقت میں تم نے ثابت قدمی دکھانا ہے۔ استقلال دکھانا ہے، اور استقلال کو مضبوط تر کرنے کے لئے فرمایا واذکروا اللہ کثیراً۔ کثرت سے ذکر الٰہی کرو لعلکم تفلحون۔ اس سے تمہیں کامیابی نصیب ہوگی۔

آج دنیا کے جنگی قواعد کے اندر "مورال" "مورال" کی رٹ زیادہ لگائی جاتی ہے۔ لیکن حضرت صلعم نے اس مورال سے بڑھ کر مورال پیش فرمایا ہے فرمایا واذکروا اللہ کثیراً خدا کا بہت ذکر کرو۔ لعلکم تفلحون۔ جس کے ساتھ خدا ہو اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا، مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے نازک وقت میں استقلال اور اس کے حضور گرنا سکھایا ہے۔

میدان جنگ میں ذکر الٰہی

آج میدانِ جنگ میں لوگ کباب و شراب سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن حضرتؐ نے ذکر الٰہی کا سبق دیا اور خود عین میدانِ جنگ میں ذکر الٰہی کرکے دکھایا۔ جب حضور صلعم نے دیکھا کہ قریش ابوجہل، ابوسفیان، عکرمہ، صفوان بن امیہ، عتبہ اور شیبہ وغیرہ دشمنان بڑھ کر آ گئے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے حضور کھڑے ہو کر فریاد کرتے ہیں۔ اے میرے مولا! میں تو کمزور ہوں یہ قریش میرے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آ گئے ہیں، یہ تیرا نام مٹا دینا چاہتے ہیں۔ میری تکذیب کرنا چاہتے ہیں، تیرے دین اور تیری اُمت کے دشمن ہیں اے میرے مولا! تیری مدد کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو نے وعدہ کر رکھا ہے کہ اس چھوٹی سی جماعت کو نصرت و تائید کی برکات سے نوازوں گا۔ اے مولا! تو اس وعدہ کو پورا کر۔ جو الفاظ اس وقت حضور کی زبان سے نکلے وہ یہ ہیں:۔ اللّٰھم ھٰذہٖ قریش اقبلت بخیلائھا و فخرھا تحادک وتکذب رسولک۔ فنصرک الذی وعدتنی۔

اتحاد اسلامی اطاعتِ خدا و رسول میں

پھر مسلمانوں کو مضبوط اور متحد کرنے کے لئے فرمایا واطیعوا اللّٰہ و رسولہٗ۔ خدا تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی کرو۔ حضور دین کی ماہیت کو خوب جانتے ہیں، لہٰذا تم اپنے رسول کے ارشادات کی بھی تعمیل کرو۔ اطاعت الٰہی اور اتباع رسول صلعم کے اندر ہی فتح کا راز ہے۔ یہ فتح کی ضمانت ہے۔

ان ایک دو آیتوں کے اندر وہ کچھ بیان کر دیا ہے جس پر کتابوں کی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ فرمایا ولا تنازعوا۔ آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ لڑ جھگڑ کر اپنی اجتماعی قوت اور اثر کو برباد نہ کرو۔ جب کمانڈر کے ساتھ اس کے سپاہی ہی جھگڑا کریں۔ تو یہ بربادی کا پیش خیمہ ہے۔ وہ کیا قوم ہے جو کمانڈر کے کسی حکم پر لڑنے جھگڑنے لگ جاتی ہے۔ فتفشلوا۔ ایسا کرو گے تو کمزور ہو جاؤ گے۔ تمہاری جمعیت ٹوٹ جائے گی۔ وتذھب ریحکم۔ تمہارا بھرم جاتا رہے گا۔ اطاعت کے اندر فتح کی اور کامیابی کی ضمانت ہے۔

صبر کی تلقین

اور فرمایا واصبروا۔ صبر سے کام لو۔ موت کو حیات سمجھو، اس کے اندر تمہاری زندگی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون۔ جو خدا کی راہ میں جان دیتے ہیں۔ ان کو مردہ مت جانو۔ وہ زندہ ہیں۔ وہ ابدی زندگی حاصل کر چکے ہیں جو آدمی یا جو قوم جان و مال کی قربانی نہیں دیتی۔ وہ پنپ نہیں سکتی۔ جس قوم میں ڈسپلن نہیں ہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتی واصبروا تکلیف آ جائے تو صبر سے کام لو۔ ان اللّٰہ مع الصّٰبرین۔ ہم صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں، یہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور آگے فرمایا ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطراً ورئاء الناس۔ تم دشمن قوم کی طرح نہ ہو جانا جو اپنی قوت و جمعیت پر فخر کرتے ہیں اور شان و شوکت کے دکھلاوے کے لئے گھروں سے باہر نکلتے ہیں۔

تکبّر و غرور اور ریاء سے اجتناب کا حکم۔

دشمن میدانِ جنگ میں جیسی تکبّر و غرور اور ریاء اور دکھلاوے کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مومن کی شان یہ نہ ہونی چاہیئے اسے خدا سے استمداد کرنی چاہیئے۔

کفّار کا بطر اور ریاء

ابوسفیان شام سے تجارتی قافلہ کے ساتھ واپس مکہ آ رہا تھا۔ اس کو خطرہ لاحق ہوا کہ مسلمان رستہ میں اس قافلہ کو لوٹ لیں گے اس لئے اس نے ساحلی رستہ اختیار کیا، اور ابوجہل کو اطلاع دے دی کہ اب کوئی خطرہ نہیں لشکر واپس لے جائے۔ لیکن ابوجہل نے بڑے گھمنڈ اور غرور سے کہا کہ واللّٰہ لا نرجع حتی نرد بدراً۔ فننحر الجزور و نشرب الخمور۔ وتعزف علینا القیان۔ تسمع بنا العرب۔ فتھابونا ابداً۔ خدا کی قسم ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے ہم میدان بدر میں پہنچیں گے وہاں فتح مند ہو کر اونٹوں کو ذبح کریں گے۔ کباب کھائیں گے۔ شرابیں پئیں گے اور گانے والی عورتیں گانے گائیں گی ڈھول ڈھمکا ہوگا۔ اور عرب میں ہماری شہرت ہو جائے گی کہ ہم کس شان سے نکلے ہیں۔ اور پھر ہمیشہ قومیں ہم سے ڈرتی رہیں گی۔ مسلمانوں کو اس قسم کی باتوں سے منع کیا گیا ہے اور اللہ تعالےٰ کے آگے عاجزی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ بدر میں دیکھنے میں آیا۔

پناہ گزینوں اور اسیروں سے سلوک

یہ تو میدانِ جنگ کے قواعد ہیں۔ مگر جب مسلمان فاتح ہو جائیں تو پھر دو صورتیں ہونگی کچھ لوگ تو ہتھیار ڈال کر مسلمانوں سے پناہ طلب کریں گے اور کچھ اسیر ہوں گے۔ فرمایا وان احدٌ من المشرکین استجارک فاجرہ اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تم سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو۔ یہ نہیں کہ وہ پناہ طلب کرتا ہے اور تم اسے قتل کر دو، نہیں اسے ضرور پناہ دو حتیٰ یسمع کلام اللّٰہ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ آپ کی صحبت میں بیٹھ کر خدا کی باتیں سنے گا، اسے معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کیا ہے اور آپ کس اخلاق کے مالک ہیں، اور مسلمان کتنا بلند کردار رکھتے ہیں ثم ابلغہ مامنہ

پھر ان کو اس جگہ پہنچا دو جو اس کے لئے امن کی جگہ ہو۔ یہ نہیں کہ سرحد پار کر دی اور وہاں اپنے ایجنٹ رکھے ہوئے ہوں کہ جب یہ سرحد پار کرے تو اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے بلکہ مامنہ جہاں وہ پناہ گزین جانا چاہے اور سمجھے کہ میرے لئے وہ امن کی جگہ ہے وہاں مجھے کوئی خطرہ نہیں۔ وہاں تک تم اس کو پہنچا کر آؤ۔ یہ تمہارا فریضہ ہے۔ اور پھر جو قیدی ہو جائیں تو خدا کی رضا چاہتے کے لئے ان کو اچھا کھانا دو۔ اچھا کپڑا دو اور ان سے اچھا سلوک کرو ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا

ایفائے عہد کا حکم

پھر فرمایا اوفوا بالعقود۔ آج کل عہد و پیمان کو فتنہ و فساد کا موجب بنایا جاتا ہے اس تہذیب زمانہ میں عہد و پیمان کر کے انہیں توڑا جاتا ہے فرمایا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکون امۃ ھی اربیٰ من امۃ اے لوگو معاہدات کو فتنہ و فساد کا موجب بناتے ہو، ایک قوم زیادہ طاقتور ہے اس کا ساتھ دیتے ہو اور دوسری قوم جو کمزور ہے اس کے ساتھ کئے ہوئے عہد کی پرواہ نہیں کرتے، یہ اس تہذیب زمانہ کی باتیں ہیں اور قرآن نے آج سے چودہ سو سال پہلے انٹرنیشنل قواعد بیان فرماتے ہوئے حکم دیا کہ اوفوا بالعقود عہد جو کسی کے ساتھ کیا ہو اس کی پابندی کرو۔

جنگ سے گریز کرنیوالوں کے لئے حکم

جنگ کے ذکر میں اپنے ساتھیوں کے متعلق دو ایک باتیں بیان فرمائیں۔ وہ یہ کہ جو آپ کا پورا پورا ساتھ نہیں دیتے ان کو میدان جنگ میں نہ لے جائیں۔ پتہ چلا کہ ابو سفیان نے احد سے واپس جاتے ہوئے رستہ میں ڈیرے لگا دیئے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ وہ حملہ آور ہو، حضور صلعم زخمی ہیں پٹی بندھی ہوئی ہے باوجود اس کے فرماتے ہیں لاخرجنّ ولو وحدی میں ضرور ان کی سرکوبی کے لئے جاؤں گا اگرچہ اکیلا ہی جانا پڑے اور جن لوگوں نے پہلے ساتھ نہیں دیا ان کو میں ہرگز ساتھ نہیں لے جاؤں گا۔ ایک شخص کو حکم دیتے ہیں جاؤ دشمن کے لشکر کی خبر لاؤ۔ اگر وہ اونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں تو سمجھو دشمن واپس جا رہے ہیں۔ اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو جان لو کہ وہ مقابلہ پر کر رہے ہیں کس قدر آپ چوکس اور چوکنا اور کس قدر دور اندیش ہیں۔ جنگ میں ساتھ نہ دینے والوں کے متعلق خدا تعالےٰ نے فرمایا فان رجعک اللہ الیٰ طائفۃ منھم فاستاذنوک للخروج فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا اگر ان میں سے کوئی گروہ آپ سے جنگ کے لئے نکلنے کی اجازت مانگے تو کہہ دیں کہ کبھی تم میرے ساتھ مت نکلو اور نہ میرے ساتھ ہو کر دشمن سے جنگ کرو۔ انکم رضیتم بالقعود اول مرۃ فاقعدوا مع الخالفین۔ ان لوگوں کو کہہ دو کہ تم پہلا مرتبہ دشمن سے مقابلہ کے لئے نہیں نکلے تم یقین کرتے تھے کہ مسلمان ناکام ہوں گے اور تم عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے رہے، پس اب بھی عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھے رہو، اور اس ذلت کی زندگی کو اختیار کئے رکھو، اور فرمایا ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہ ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کا جنازہ آپ ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کریں انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فسقون یہ تو اللہ اور رسول کے نافرمان ہو کر مرے ہیں ولا تعجبک اموالھم واولادھم یہ خیال نہیں کرنا کہ یہ مالدار ہیں۔ ان کا جتھہ ہے ان کی طاقت ہے، اس کی پرواہ ہرگز نہ کریں۔ اگر یہ کہیں کہ معاف کر دو اور تم ان کے جتھہ اور طاقت کو دیکھ کر معاف کر دو تو یہ ٹھیک نہ ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلعم کی فیاضی اور سخاوت

یہ جو میں نے احکام سنائے ہیں یہ جنگ کے متعلق ہیں۔ اور جو میں نے مختصر طور پر بتایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس اور افصح الناس تھے۔ یعنی آپ سب سے بڑھ کر سخی اور فصیح تھے۔ اس بارے میں بھی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، حضور صلعم کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ عراق سے لاکھوں روپیہ کا سامان آیا حضرت صلعم کی خدمت میں رپورٹ ہوئی۔ فرمایا مسجد میں ڈال دو۔ کوئی دنیادار ہوتا تو فوراً باہر نکلتا اور چھانٹ چھانٹ کر کہتا کہ یہ چیزیں ہمارے گھر پہنچا دو اور وہ چیزیں پہنچا دو۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بالکل بے نیاز ہیں۔ نماز کے وقت مسجد میں تشریف لاتے ہیں تو مال کی طرف دیکھتے تک نہیں۔ نماز کے بعد سب مال تقسیم کر کے خالی ہاتھ گھر تشریف لے جاتے ہیں اور ایک دفعہ جنگ حنین کے بعد چالیس ہزار بھیڑ بکری چالیس ہزار اونٹ اور چار ہزار چاندی کے سکے مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ وہ سب کچھ تقسیم کر دیا، ابو سفیان جو خطرناک دشمن رہ چکا تھا اس کو دو سو اونٹ دیئے۔ ایک امیر کبیر شخص صفوان بن امیہ جو شاعر بھی تھا اس نے کہا تھا کہ میں اسلام قبول نہیں کرتا فرمایا تو میں لا اکراہ فی الدین کے مطابق اس پر کوئی جبر نہیں کیا جاتا۔ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پھر جب حضرت صلعم کو زرہ و کمان کی ضرورت پڑی۔ اور آپ نے صفوان سے طلب کئے۔ اس نے کہا غصبا یا محمد او عاریۃ۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اسلحہ آپ زبردستی چھین کر لے جانا چاہتے ہیں یا عاریۃً لیتے ہیں بادشاہ وقت کے سامنے یہ ٹیڑھا پن ہے لیکن حضور صلعم فرماتے ہیں بل عاریۃ۔ میں چھین کر نہیں بلکہ عاریۃً یہ سامان لینا چاہتا ہوں۔ اس شخص کو بھی جنگ کے بعد حضورؐ نے دو سو اونٹ دیئے۔ اس فیاضی سے متاثر ہو کر وہ مسلمان ہو گیا۔ قبول اسلام سے پہلے وہ جتنا متشدد قسم کا دشمن اسلام تھا مسلمان ہونے کے بعد اتنا ہی اعلےٰ درجہ کا معاون اور متدین ثابت ہوا۔ وہیں پر ایک شخص عباس بن مرداس جس کے حصے میں دوسروں کے مقابل پر تھوڑے اونٹ آئے تھے کھڑا ہو گیا اور کہا غنیمت کے مال میں سے مجھے تھوڑا مال دے کر میری ذلت کیوں روا رکھی گئی۔ اس کے اشعار یہ ہیں:۔

اتجعل نھبی ونھب العبید
بین عیینۃ والاقرع
وما کان بدر ولا حابس
یفوقان مرداس فی المجمع
وما کنت دون امرئ منھما
ومن تخفض الیوم لا یرفع

اس کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کو یہ مال دیا گیا ہے وہ میرے باپ سے بڑے نہیں تھے اور نہ مجھ سے بڑے ہیں۔ پھر یہ رسوائی کیسی ان اشعار کو سن کر حضور نے عباس بن مرداس کے حصے کی کمی پوری کر دی۔

مرنے والوں سے سلوک

پھر فرمایا من مات منکم وترک مالاً فلورثتہ جو شخص تم میں سے فوت ہو جائے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ جائے تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہوگا ومن مات منکم وترک دینا او ضیاعا فالیّ وعلیّ اور اگر تم میں سے کوئی شخص مر جائے اور پیچھے قرض چھوڑ جائے یا چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر تو وہ میرے پاس آ جائے۔ ان کا پالنا اور پرورش کرنا میرے ذمہ ہوگا۔ اور اس کے قرض کا ادا کرنا بھی میرا کام ہوگا۔ یہ وہ فیاضی ہے جس سے قوم مضبوط ہوتی ہے۔ حضورؐ نے اس طرح پبلک ٹریژری کے اندر غربا کا حق رکھ دیا۔ فرمایا ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ زمین والوں پر رحم کرو تا کہ

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم اول)

پھر ان کو اس جگہ پہنچادو جو اس کے لئے امن کی جگہ ہو۔ یہ نہیں کہ سرحد پار کر دی اور وہاں پہلے ایجنٹ رکھے ہوئے ہوں کہ جب یہ سرحد پار کرے تو اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے بلکہ مامنہ جہاں وہ پناہ گزین جانا چاہے اور کہے کہ میرے لئے وہ امن کی جگہ ہے وہاں تک کوئی خطرہ نہیں۔ وہاں تک تم اس کو پہنچا کر آؤ۔ یہ تمہارا فریضہ ہے۔ اور پھر جو قیدی ہو جائیں تو فرمایا چاہئے کہ ان کو اچھا کھانا دو۔ اچھا کپڑا دو اور ان سے اچھا سلوک کرو۔ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا

ایفائے عہد کا حکم

پھر فرمایا اوفوا بالعقود۔ آج کل عہد و پیمان کو فتنہ و فساد کا موجب بنایا جاتا ہے اس تہذیب زمانہ میں عہد و پیمان کر کے انہیں توڑا جاتا ہے فرمایا تتخذون ایمانکم دخلا بینکم ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ۔ اے لوگو معاہدات کو فتنہ و فساد کا موجب بناتے ہو۔ ایک قوم زیادہ طاقتور ہے اس کا ساتھ دیتے ہو اور دوسری قوم جو کمزور ہے اس کے ساتھ کئے ہوئے عہد کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ اس تہذیب زمانہ کی باتیں ہیں اور قرآن آج سے چودہ سو سال پہلے انٹرنیشنل قواعد بیان فرماتے ہوئے حکم دیا کہ اوفوا بالعقود عہد جو کسی کے ساتھ کیا ہو اس کی پابندی کرو۔

جنگ سے گریز کرنیوالوں کے لئے حکم

جنگ کے ذکر میں اپنے ساتھیوں کے متعلق دو ایک باتیں بیان فرمائیں۔ وہ یہ کہ جو آپ کا پورا پورا ساتھ نہیں دیتے ان کو میدان جنگ میں نہ لے جائیں۔ پتہ چلا کہ ابو سفیان نے احد سے واپس جاتے ہوئے رستہ میں ڈیرے لگا دیئے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ وہ حملہ آور ہو، حضور صلعم زخمی ہیں پٹی بندھی ہوئی ہے باوجود اس کے فرماتے ہیں لاخرجن ولو وحدی میں ضرور ان کی سرکوبی کے لئے جاؤں گا اگرچہ اکیلا ہی جانا پڑے اور جن لوگوں نے پہلے ساتھ نہیں دیا ان کو میں ہرگز ساتھ نہیں لے جاؤں گا۔ ایک شخص کو حکم دیتے ہیں جاؤ دشمن کے لشکر کی خبر لاؤ۔ اگر وہ اونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں تو سمجھو دشمن واپس جا رہے ہیں۔ اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو جان لو کہ وہ مقابلہ پر کمربستہ ہیں کس قدر آپ چوکس اور چوبند اور کس قدر دور اندیش ہیں۔ جنگ میں ساتھ نہ دینے والوں کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا فان رجعک اللہ الی طائفۃ منھم فاستاذنوک للخروج فقل لن تخرجوا معی ابدا ولن تقاتلوا معی عدوا اگر ان میں سے کوئی گروہ آپ سے جنگ کے لئے نکلنے کی اجازت مانگے تو کہہ دیں کہ کبھی تم میرے ساتھ مت نکلو اور نہ میرے ساتھ ہو کر دشمن سے جنگ کرو انکم رضیتم بالقعود اول مرۃ فاقعدوا مع الخالفین۔ ان لوگوں کو کہدو کہ تم پہلی مرتبہ دشمن سے مقابلہ کے لئے نہیں نکلے تم یقین کرتے تھے کہ مسلمان ناکام ہوں گے اور تم عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے رہے، پس اب بھی عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھے رہو، اور اس ذلت کی زندگی کو اختیار کئے رکھو۔ اور فرمایا ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کا جنازہ آپ ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا کریں انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون یہ تو اللہ اور رسول کے نافرمان ہو کر مرے ہیں ولا تعجبک اموالھم واولادھم یہ خیال نہیں کرنا کہ یہ مالدار ہیں۔ ان کا جتھہ ہے ان کی طاقت ہے، اس کی پرواہ ہرگز نہ کریں۔ اگر یہ کہیں کہ معاف کر دو اور تم ان کے جتھہ اور طاقت کو دیکھ کر معاف کر دو تو یہ ٹھیک نہ ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلعم کی فیاضی اور سخاوت

یہ جو میں نے احکام سنائے ہیں یہ جنگ کے متعلق ہیں۔ اور جو میں نے مختصر طور پر بتایا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس اور افصح الناس تھے۔ یعنی آپ سب سے بڑھ کر سخی اور فصیح تھے۔ اس بارے میں بھی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، حضور صلعم کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ عراق سے لاکھوں روپیہ کا سامان آیا حضرت صلعم کی خدمت میں رپورٹ ہوئی۔ فرمایا مسجد میں ڈال دو۔ کوئی دنیا دار ہوتا تو فوراً باہر نکلتا اور چھانٹ چھانٹ کر کہتا کہ یہ چیزیں ہمارے گھر پہنچا دو اور وہ چیزیں پہنچا دو۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بالکل بے نیاز ہیں۔ نماز کے وقت مسجد میں تشریف لاتے ہیں تو مال کی طرف دیکھتے تک نہیں۔ نماز کے بعد سب مال تقسیم کر کے خالی ہاتھ گھر تشریف لے جاتے ہیں اور ایک دفعہ جنگ حنین کے بعد چالیس ہزار بھیڑ بکری چالیس ہزار اونٹ اور چار ہزار چاندی کے سکے مال غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ وہ سب کچھ تقسیم کر دیا، ابو سفیان جو خطرناک دشمن رہ چکا تھا اس کو دو سو اونٹ دیئے۔ ایک امیر کبیر شخص صفوان بن امیہ جو شاعر بھی تھا اس نے کہا تھا کہ میں اسلام قبول نہیں کرتا فرمایا تو بھی لا اکراہ فی الدین کے مطابق اس پر کوئی جبر نہیں کیا جاتا۔ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ پھر جب حضرت صاحب کو نیزہ و کمان کی ضرورت پڑی، اور آپ نے صفوان سے طلب کئے۔ اس نے کہا غصبا یا محمد او عاریۃ۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ اسلحہ آپ زبردستی چھین کر لے جانا چاہتے ہیں یا عاریۃً لیتے ہیں بادشاہ وقت کے سامنے یہ ٹیڑھا پن ہے لیکن حضور صلعم فرماتے ہیں بل عاریۃ۔ میں چھین کر نہیں بلکہ عاریۃً یہ سامان لینا چاہتا ہوں۔ اس شخص کو بھی جنگ کے بعد حضور نے دو سو اونٹ دیئے۔ اس فیاضی سے متاثر ہو کر وہ مسلمان ہو گیا۔ قبول اسلام سے پہلے وہ جتنا متشدد قسم کا دشمن اسلام تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد اتنا ہی اعلیٰ درجہ کا معاون اور مددگار ثابت ہوا۔ وہیں پر ایک شخص عباس بن مرداس جس کے حصے میں دوسروں کے مقابل پر تھوڑے اونٹ آئے تھے کھڑا ہو گیا اور کہا غنیمت کے مال میں سے مجھے تھوڑا مال دے کر میری ذلت کیوں روا رکھی گئی۔ اس کے اشعار یہ ہیں:-

اتجعل نھبی ونھب العبید
بین عیینۃ والاقرع
وما کان بدر ولا حابس
یفوقان مرداس فی المجمع
وما کنت دون امرئ منھما
ومن تخفض الیوم لا یرفع

اس کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کو یہ مال دیا گیا ہے وہ میرے باپ سے بڑے نہیں تھے اور نہ مجھ سے بڑے ہیں۔ پھر یہ رسوائی کیسی۔ ان اشعار کو سن کر حضور نے عباس بن مرداس کے حصے کی کمی پوری کر دی۔

مرنے والوں سے سلوک

پھر فرمایا من مات منکم وترک مالا فلورثتہ جو شخص تم میں سے فوت ہو جائے اور وہ اپنے پیچھے مال چھوڑ جائے تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہوگا ومن مات منکم وترک دینا او ضیاعا فالی وعلی۔ اور اگر تم میں سے کوئی شخص مر جائے اور پیچھے قرض چھوڑ جائے یا چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مرے تو وہ میرے پاس آ جائے۔ ان کا پالنا اور تربیت کرنا میرے ذمہ ہوگا۔ اور اس کے قرض کا ادا کرنا بھی میرا کام ہوگا۔ یہ وہ فیاضی ہے جس سے قوم مضبوط ہوتی ہے۔ حضور نے اس طرح پبلک ٹریژری کے اندر غربا کا حق رکھ دیا۔ فرمایا ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔ زمین والوں پر رحم کرو تا کہ

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم اول)

ڈاکٹر بشیر عبد السلام خیری صاحب سہارنپوری

ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ

(۷)

مرزا غلام احمد صاحب کی دو تحریریں ہم پیش کر رہے ہیں، ان تحریروں کو جو شخص غور سے پڑھے گا اس پر یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کا نبوت کا دعوے قطعاً نہ تھا۔ اس سلسلے میں ہم مرزا صاحب کا ایک خط جو آپ نے ایک شخص کے سوال کرنے پر تحریر فرمایا تھا درج کر چکے ہیں۔ قادیانی جماعت نے مسلمانوں میں یہ غلط فہمی پھیلا رکھی ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء کے بعد دعوے نبوت کر دیا تھا۔ مگر مرزا صاحب کے ۱۸۹۹ء والے خط اور مندرجہ ذیل عبارت سے موازنہ کیا جائے تو یہ حقیقت صاف کھل جاتی ہے کہ مرزا صاحب نے شروع سے آخر تک ایک ہی عقیدہ یا دعوے رکھا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب کی وفات کے بعد میاں محمود احمد نے اپنی خلافت جاری کرنے کے چکر میں اور ان کے مریدین نے محبت میں آکر استعاروں کو اصل سمجھ لیا۔ یہاں پر ہمیں مرزا صاحب کی شدید مماثلت حضرت مسیح کے ساتھ نظر آتی ہے۔ وہاں پر حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں نے انہیں ایک نبی کے مقام سے اونچا کر کے خدا کا بیٹا (SON OF GOD) اور پھر خدا تک بنا لیا۔ بالکل اسی طرح مرزا صاحب کے نام نہاد بعض مریدوں نے ایک محدث اور مجدد کو بجائے ظلی یا مجازی نبی سمجھنے کے حقیقی کامل نبی کا درجہ دے دیا۔ مرزا صاحب کی دوسری عبارت ملاحظہ ہو:—

"تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح مرام و ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوے نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالےٰ جل شانہ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلعم نے مکلم مراد لئے ہیں۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمرؓ (صحیح بخاری) حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن کو مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہوتا تھا مگر وہ نبی نہ ہوتے تھے پس اگر میری امت میں سے ان جیسا کوئی ہے تو وہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات حصہ اول، ۳۱۳ طبع ۱۹۱۲ء)

(باقی آئندہ)

بحر حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحۂ اول)

موجب بن جاتی ہیں جس سے اُن کے کسی نہ کسی عضو کو نقصان پہنچ جاتا ہے جس کے علاج معالجہ میں ان کو زر کثیر صرف کرنا پڑتا ہے اگر افراد حضرت نبی کریم صلعم کے مندرجہ بالا ارشاد کو مدنظر رکھیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو اس قسم کے تمام نقصانات سے پبلک محفوظ رہ سکتی ہے۔

جہاں تک افراد کا تعلق ہے وہ اس ارشاد نبویؐ پر عمل کر کے اپنے شہر کو صاف ستھرا رکھنے میں کافی مدد دے سکتے ہیں

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ارشاد نبویؐ حکومت پر بھی بعض فرائض عائد کرتا ہے حکومت کو بھی چاہیئے کہ اس ارشاد نبوی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے کیونکہ صفائی کے ساتھ تعلق رکھنے والے بعض کام ایسے ہیں جو افراد کی دسترس سے بالا ہیں مثلاً گلیوں اور سڑکوں کو گرد و غبار سے پاک رکھنا سڑکوں کو پختہ کرنا نالیوں کی صفائی مختلف مناسب جگہوں پر ایسے سامان رکھوانا جہاں شہر کے مختلف حصوں اور گھروں کا کوڑا کرکٹ اور دیگر مضر رساں چیزیں ڈالی جا سکیں اور پھر ان کو اٹھوانے کا انتظام کرنا۔ رات کے اوقات میں روشنی کا انتظام کرنا کیونکہ تاریکی بھی ایذا رسانی کا موجب ہو سکتی ہے رفع تکلیف کے لئے سہولتیں بہم پہنچانا اس میں حمل و نقل کے سب سامان آ جاتے ہیں۔ ریل گاڑیوں کا بہترین انتظام بھی اسی میں شامل ہے۔ سڑکوں کو ہر وقت اس قابل بنائے رکھنا کہ سفر ان پر آرام دہ رہے۔ غرضیکہ اس قسم کے تمام انتظامات جو افراد نہیں کر سکتے حکومت کے ذمہ ہیں تا راستے لوگوں کے لئے ہر قسم کی ایذا سے محفوظ اور امن کا کامل ذریعہ ثابت ہوں پبلک کے لئے صحت افزا مقامات کا مہیا کرنا سیر و تفریح کے لئے جگہوں کا مخصوص کرنا۔ علاج معالجہ کے لئے بہترین انتظام کرنا غرضیکہ پبلک کو ہر قسم کے آرام و سکون کے سامان مہیا کرنے کی طرف یہ ارشاد نبویؐ توجہ دلاتا ہے کیونکہ ان سب امور کا تعلق کسی نہ کسی رنگ میں لوگوں کو ایذا رسانیوں سے بچانے کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالےٰ افراد اور حکومت دونوں کو اس ارشاد نبویؐ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جماعت سیالکوٹ کا جلسہ

۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو بروز اتوار منعقد ہوگا

مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری

کی کتاب "شانِ مسیح موعود" پر تبصرہ

تتمہ حقیقۃ الوحی والے حوالہ کا صحیح مفہوم

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

تتمہ حقیقۃ الوحی کا ادھورا پیشکردہ حوالہ اور اہم مغالطہ

شہادت القرآن۔ تحفہ گولڑویہ۔ الوصیت۔ چشمہ معرفت۔ تجلیاتِ الٰہیہ سے جو حوالے قاضی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو زمرہ انبیاء کا فرد ثابت کرنے کے لئے پیش کئے ہیں ان کو صاف کرنے کے بعد اب میں ان کا وہ حوالہ لیتا ہوں جو انہوں نے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ سے پیش کیا ہے اور بتلاتا ہوں کہ اس سے بھی ان کا یہ مُدعا کہ حضورؑ زمرہ انبیاء کے فرد تھے قطعاً ثابت نہیں ہوتا حوالہ مندرجہ ذیل ہے:۔

"میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام موجب حکم الٰہی (مندرجہ قرآن مجید۔ ناقل) نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح"

تحریر کے ایک حصہ کو ترک کر دینا

قاضی صاحب نے حسب عادت حوالہ کا کچھ حصہ ترک کر دیا ہے۔ قاضی صاحب کی پیش کردہ عبارت سے قبل یہ الفاظ ہیں:۔

"اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعوےٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے اے نادانو!"

قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا علماء ربوہ بتلائیں کہ خدا کا مامور تو اپنی طرف نبوت منسوب کرنا انتہاء درجہ کی حماقت و جہالت، حق سے خروج قرار دیتا ہے اور ایسا کرنے والے کو نادان ٹھہراتا ہے اور آپ لوگ حضورؑ کو مدعی نبوت ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کیا حضورؑ جیسے سلطان القلم سے آپ یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ اس شدت سے انکار کے معاً بعد مدعی نبوت ہونے کا اعلان کر دیں، خدارا آپ کچھ تو غور سے کام لیں۔

لفظی نزاع کی حقیقت

اس میں کوئی شک نہیں کہ مخالف علماء اور حضرت اقدسؑ کے درمیان اس بارے میں بالکل لفظی نزاع ہی موجود ہے لیکن قاضی صاحب نے اس سے جو استدلال کیا ہے وہ درست نہیں۔ کیوں درست نہیں اس لئے کہ لفظی نزاع کی جو حقیقت حضورؑ نے اپنی کتاب براہینِ احمدیہ میں کھول کر بیان فرمائی ہوئی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے قاضی صاحب نے اس کو نظر انداز کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ خود بھی غلطی میں مبتلا ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی غلطی میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال ذیل میں حضورؑ کی بیان کردہ حقیقت کو درج کیا جاتا ہے۔ ایک شخص مسمی عبداللہ قصوری نے ایک رسالہ شائع کیا جس میں انہوں نے الہام اور وحی میں فرق ظاہر کرتے ہوئے اولیاء اللہ کے الہام کے وجود سے انکار کیا اُن کے اس خیال کی تردید فرماتے ہوئے حضورؑ لکھتے ہیں:۔

"اگر مولوی صاحب یہ جواب دیں کہ ہم اولیاء اللہ کے ملہم من اللہ ہونے کے قائل تو ہیں مگر اس کا نام الہام نہیں رکھتے بلکہ وحی رکھتے ہیں اور الہام ہمارے نزدیک صرف دل کے خیال کا نام ہے جس میں کافر اور مومن اور فاسق اور فاجر اور صالح مساوی ہیں اور کسی کی خصوصیت نہیں تو یہ صرف نزاع لفظی ہے"

ایسا انہوں نے عرف علماء سے ناواقفیت کی بناء پر لکھدیا ہے جس کو وہ وحی کا نام دیتے ہیں۔ علماء اسی کو الہام کہتے ہیں یہ لکھ کر فرماتے ہیں:۔

"لیکن اگر مولوی صاحب عرف علماء کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو انہیں اختیار ہے کہ جو اولیاء اللہ کو خدا کی طرف سے کوئی غیبی خبر دی جاتی ہے اس کا نام وحی اطلاع اور وحی اعلام رکھیں مگر مناسب ہے کہ اس قدر ضرور ظاہر کر دیں کہ ہم میں اور دوسری جماعت مسلمانوں میں نزاع لفظی ہے یعنی جن اعلامات الٰہیہ کا نام ہم وحی رکھتے ہیں انہی کو علمائے اسلام اپنے عرف میں الہام بھی کہہ دیا کرتے ہیں لیکن اصل مطلب میں ہمارا اور ان کا کلی اتفاق ہے تا لوگ اُن کی نسبت شبہ اور شک میں نہ رہیں اور ان کی مشتبہ کلام موجب فتنہ نہ ٹھہرے"

قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر کو غور سے پڑھیں اور اس پر نظر غائر ڈال کر دیکھیں کہ کس صفائی سے اور کس وضاحت سے حضورؑ نے لفظی نزاع کے متعلق یہ بتلایا ہے کہ کسی دو نظریوں پر لفظی نزاع کا اطلاق صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ دونوں نظریئے ایک ہی مفہوم کے حامل ہوں گو ان کی تعبیر مختلف الفاظ سے کی گئی ہو، دونوں کے مطلب میں کلی اتفاق کا ہونا ضروری ہے اگر دونوں کے مفہوم میں ذرہ بھر بھی اختلاف ہو تو پھر ان پر لفظی نزاع کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

علماء ربوہ عملاً لفظی نزاع کے قائل نہیں

قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ از راہ انصاف بتلائیں کہ لفظی نزاع کی جو وضاحت حضورؑ نے فرمائی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا آپ لوگ فی الحقیقت علماء اسلام اور حضرت اقدسؑ کے مابین لفظی نزاع ہی سمجھتے ہیں کیا علماء اسلام میں سے کوئی اس بات کا قائل ہے کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونے والا شخص خواہ وہ اس کی کثرت سے ہی مشرف ہو زمرۂ انبیاء کا فرد بن جاتا ہے کہ اس کے منکرین اولٰئک ھم الکافرون حقًا کا مصداق بن جائیں امت میں ہزارہا اولیاء مامور اور غیر مامور خدا کے مکالمہ و مخاطبہ کے انعام سے نوازے گئے اور اپنے اپنے زمانہ میں ان کو اس انعام کی کثرت بھی حاصل تھی جیسا کہ حضورؑ کی متعدد تحریروں سے واضح ہے لیکن ان کو کوئی عالم بھی زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں سمجھتا اور نہ اُن کے منکرین کو اولٰئک ھم الکافرون حقًا کا مصداق قرار دیتا ہے ایسا بتلائیں کہ حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا تحریر کے جو معنی آپ لوگ کرتے ہیں اس کی رُو سے کیا علماء اسلام اور حضرت اقدسؑ میں لفظی نزاع قرار دیا جا سکتا ہے دونوں کے مفہوموں میں تو بعد المشرقین ہے۔ دونوں کے مطالب میں کلی اتفاق کس طرح پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ لوگوں نے حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے جو مفہوم اخذ کیا ہے وہ حضورؑ کے منشاء کے بالکل برخلاف ہے حضورؑ نے ایک تو لفظی

تمانع کا لفظ استعمال کرکے آپ کے اس استدلال کا کہ اس تحریر میں حضور نے اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء کا فرد ثابت کیا ہے قلع قمع کر دیا ہے دوسرے دعوئے نبوت کو انتہا درجہ کی جہالت، حماقت اور حق سے خروج کہہ کر اور آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنے والے کو نادان کا خطاب دیکر آپ کے استدلال کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ قاضی صاحب آپ نے حضور کے الفاظ "بموجب حکم الٰہی" کے بعد بریکٹ میں "مندرجہ قرآن مجید" {بموجب حکم الٰہی} اپنی طرف سے بڑھا کر حضور کے کا مطلب۔} کلام میں مزید تصرف کیا ہے اس تصرف سے آپ نے گویا یہ تسلیم کر لیا ہے کہ حضور کے الہامات دعوئے نبوت کی تصدیق نہیں کرتے غور سے سنیئے کہ "خدا کے حکم سے" کے الفاظ حضور نے اسی جگہ نہیں بلکہ ایک دوسری جگہ بھی استعمال فرمائے ہیں چنانچہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ پر ایک سائل کا مندرجہ ذیل سوال نقل کرکے جواب میں فرماتے ہیں :-

"سوال - رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوےٰ کیا ہے۔

الجواب - نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رؤیا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا قرآن شریف کی وہ قرأت یاد کرو کہ جو ابن عباس نے لی ہے اور وہ یہ ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنى القى الشيطان فى امنيته فينسخ الله ما يلقى الشيطان ثم يحكم الله اٰياته وحی الٰہی پر صرف نبوت ناقصہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر اس آیت کے کیا معنی ہیں انزل من السماء ماءً فسالت اودية بقدرها

اے غافلو! اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں مگر حسب مراتب"

مندرجہ بالا تحریر میں حضور نے صاف الفاظ میں آپ کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنے والوں پر واضح کر دیا ہے کہ میری بعض تحریروں سے جو یہ سمجھا گیا ہے کہ میں اپنے آپ کو بطور مدعی نبوت پیش کرتا ہوں بالکل غلط ہے ہاں میرا دعوےٰ صرف محدثیت کا ہے اور وہ بھی خدا کے حکم سے کیا گیا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا :-

انت محدث الله فيك مادة فاروقية - ہاں یہ درست ہے کہ میری تحریروں میں لفظ نبی بھی موجود ہے لیکن یہ لفظ صرف اس بنا پر استعمال کیا گیا ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے اسی شعبہ قویہ نبوت کے رکھنے کی وجہ سے محدث پر نبی کا لفظ بھی بولا جا سکتا ہے اور محدثیت قرآن کریم میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے بخاری میں حدیث بھی موجود ہے پس محدثیت کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوےٰ لازم آگیا یعنی اس سے دعوئے نبوت لازم نہیں آتا اس تحریر میں وحی مکالمہ ومخاطبہ کا بھی ذکر کیا ہے فرمایا" وحی الٰہی پر صرف نبوت ناقصہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے اے غافلو! (حقیقۃ الوحی میں اے نادانو کے الفاظ استعمال فرمائے تھے یہاں اے غافلو کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور تجلیات الٰہیہ میں بھی اے غافلو کہکر ہی لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے کاش علماء ربوہ غور کریں ـــــ ناقل) اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں مگر حسب مراتب"

کیا حضور کی مندرجہ بالا تحریر سے تتمہ حقیقۃ الوحی والی تحریر کی وضاحت نہیں ہو جاتی اگر دونوں کو ملاکر پڑھیں تو بلاشبہ علماء اسلام اور حضور کے مابین محض لفظی نزاع ہی رہ جاتا ہے ورنہ آپ کی تشریح کی رُو سے تو لفظی نزاع بن ہی نہیں سکتا، قاضی صاحب حضور کی اس تحریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ قرآن کریم اور حدیث نبوی کی رُو سے بھی محدث کو جزوی اور مجازی طور پر نبی کہنا جائز ہے اور حضور اسی قرآنی آیت اور حدیث کے ارشادِ نبوی کی بناء پر ہی مکالمہ مخاطبہ کے انعام سے سرفراز کئے جانے والے امتی کو نبی کا نام دیتے ہیں لیکن اس سے ایسا امتی زمرۂ انبیاء کا فرد نہیں قرار پاتا کیونکہ اس سے دعوئے نبوت لازم نہیں آتا اس تحریر سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم کی رُو سے ایک حقیقی نبوت ہوتی ہے اور ایک جزوی اور مجازی نبوت ہوتی ہے اول الذکر کا حامل زمرہ انبیاء کا فرد ہوتا ہے اور مؤخر الذکر کا حامل زمرۂ انبیاء کا نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کا فرد ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ پر بھی موجود ہے فرماتے ہیں :-

" اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُن کا سراسر افترا ہے (قاضی صاحب آپ لوگ غور کریں کہ کن نادانوں کے نقشِ قدم پر آپ چل رہے ہیں۔ ناقل) بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کی رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا (کونسا دعوےٰ قرآن شریف کی رُو سے منع ہے وہ اسلامی اصطلاح والی نبوت کا دعوےٰ ہے جس کو حضور نے آیت قرآنی وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله سے استنباط کیا ہے اور نیز آیت خاتم النبيين اور حدیث لانبی بعدی سے استنباط کیا ہے ناقل) صرف یہ دعوےٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلعم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں"

کیا اس تحریر سے صراحت سے ثابت نہیں ہوتا کہ ایک قسم کی نبوت کا دعوےٰ قرآن کریم کی رُو سے منع ہے اور وہ اسلامی اصطلاح والی نبوت ہی ہے اور ایک قسم کی نبوت کا دعوےٰ منع نہیں اور وہ صرف مبشرات والی نبوت ہے جسے جزوی اور مجازی اور ظلی نبوت کہتے ہیں جو ولایت کے مترادف ہے ازالہ اوہام والی تحریر میں اسی کی وضاحت موجود ہے گویا ایک عبارت دوسری عبارت کی وضاحت کر رہی ہے ان میں

ایک کو تابع اور دوسری کو متبوع قرار دینا انتہا درجہ کا تحکم ہے دونوں قسموں کو حضور قرآن کریم سے ہی استنباط فرما رہے ہیں حضور کے واضح استدلال کو پس پشت ڈالنا کیا کسی احمدی کو زیب دیتا ہے خصوصا اس مسئلہ میں جس کا تعلق حضور کے مقام سے ہے جن کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ وہ بہت ہی قریب سے دکھایا جاتا ہے دیکھو اعجاز احمدی ص۲۶ ۔

لفظی نزاع کی حقیقت کو عملی جامہ پہنانا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم جو مباحثہ لاہور میں مولوی عبدالحکیم صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے درمیان چند روز سے بابت مسئلہ دعوی نبوت ہو رہا تھا ۔ آج مولوی صاحب کی طرف سے تیسرا پرچہ جواب الجواب کے جواب میں لکھا جا رہا تھا ۔ اثنائے تحریر میں مرزا صاحب کی عبارت مندرجہ ذیل کے بیان کرنے پر جلسہ عام میں فیصلہ ہو گیا ۔ جو عبارت درج ذیل ہے ۔ المرقوم ۳ فروری ۱۸۹۲ء مطابق ۱۳ رجب ۱۳۰۹ھ ۔

العبد ۔ العبد
برکت علی وکیل چیف کورٹ پنجاب ۔ محی الدین المعروف صوفی
بجبل ۔ العبد ۔ العبد
خاکسار رحیم بخش ۔ فضل دین ۔ رحیم اللہ
العبد ۔ العبد ۔
ابو یوسف محمد مبارک علی ۔ حبیب اللہ ۔

ذیل میں حضور کی تحریر درج کی گئی ہے : ۔

" الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین اما بعد ۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام و توضیح مرام و ازالۃ الاوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں ۔ کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے ہیں ورنہ حاشا و کلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعوے نہیں ہے ۔ بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے ص۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں ۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے ۔ جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالے جلشانہ خوب جانتا ہے ۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے ۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے ۔ جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم مراد لئے ہیں ۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے ۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی منھم احد فعمر صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵۲۱ پارہ ۱۴ باب مناقب عمرؓ تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے ۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمائیں اور نیز عنقریب یہ عاجز ایک رسالہ مستقل نکالنے والا ہے جس میں ان شبہات کی تفصیل اور بسط سے تشریح کی جائے گی ۔ جو میری کتابوں کے پڑھنے والوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں ۔ اور میری بعض تحریرات کو خلاف عقیدہ اہل سنت والجماعت خیال کرتے ہیں ۔ سو میں انشاء اللہ عنقریب ان اوہام کے ازالہ کے لئے پوری تشریح کے ساتھ اس رسالہ میں لکھدوں گا ۔ اور مطابق اہل سنت والجماعت کے بیان کر دوں گا ۔

راقم
خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مولف رسالہ توضیح مرام و ازالۃ الاوہام ۳ فروری ۱۸۹۲ء "

قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ غور فرمائیں کہ مندرجہ بالا تحریر میں کس وضاحت سے حضور نے حقیقی معنی میں نبوت کا انکار کیا ہے اور محض لغوی معنی میں نبوت کے لفظ کے استعمال کا اقرار کیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ نبی کے لفظ سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حقیقی نبوت کے مقابل محدثیت ہی ہوتی ہے جس سے حسب ارشاد نبوی مکلم مراد ہے پھر مزید وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا کہ لفظ نبی جو میری تحریروں میں پایا جاتا ہے اس کو دوسرے پیرایہ میں بیان کر دیتا ہوں اور دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں اور لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمائیں قاضی صاحب اسکو کہتے ہیں لفظی نزاع کیونکہ علماء اسلام کے نزدیک جو مفہوم محدث کا انکے ذہنوں میں تھا بعینہ وہی مفہوم حضرت مسیح موعود بھی لفظ نبی کا بیان فرما رہے ہیں لفظ گو الگ الگ ہیں مگر دونوں کے مفہوموں اور مطالب میں کلی اتفاق ہے پس حضرت مسیح موعودؑ نے اگر علمی طور پر لفظی نزاع کی حقیقت بیان کی ہے تو ساتھ ہی اسے عملی جامہ پہنا کر اس کی حقیقت پر کما حقہ روشنی ڈال کر اس کی حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا ہے ۔ افسوس ہمارے بھائی علماء ربوہ نے اس حقیقت کو فراموش کر دیا پس قاضی صاحب آپ اگر حضور کی بیان کردہ لفظی نزاع کی حقیقت کو مدنظر رکھیں گے تو تتمہ حقیقت الوحی سے آپ کے پیش کردہ حوالہ کا صحیح مفہوم بھی آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اس جگہ بھی جزوی مجازی ظلی نبوت ہی مراد ہے جو ولایت کے ہی مترادف ہے اور جس کا پانے والا زمرۂ اولیاء یا زمرۂ محدثین میں شمار ہوتا ہے زمرۂ انبیاء میں اس کا شمار نہیں ہوتا خدا کی اصطلاح کی وضاحت سراج منیر کے حوالہ سے گذشتہ قسط میں گذر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں اس تحریر میں حضور نے اس بات کو بھی واضح کر دیا ہے کہ اس بارے میں حضور کا مذہب اہل سنت والجماعت کے مذہب کے بالکل مطابق ہے جب یہ بات ہے تو دونوں کے مابین لفظی نزاع

بقیہ اخبار احمدیہ ۔ از صفحہ ۲

ولادت اور عطیہ

—— مسٹر فضل الرحمن طور ڈویژنل اکاؤنٹنٹ پی اینڈ ٹی ڈیپارٹمنٹ (جو جماعت کے پرانے بزرگ حاجی ڈاکٹر محمد دین صاحب کھاریاں کے پوتے ہیں) کو اللہ تعالی نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے ۔ اس خوشی میں انہوں نے دس روپے خطیہ اشاعت اسلام کی مد میں دیئے ہیں ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالے بچے کو صحت و سلامتی دے اور لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے ۔

مولانا محمد یعقوب خانصاحب کی صحت

—— حبیب الرحمن صادق صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد یعقوب خاں صاحب اب دو چار قدم چل لیتے ہیں ۔ چند دن ہوئے وہ موٹر پر ایبٹ آباد ، پشاور وغیرہ سیر و تفریح کے لئے تشریف لے گئے تھے ۔ خانصاحب آجکل سیکرٹری میونسپل کمیٹی ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے ہاں ٹھہرے ہوئے

(بقیہ خطبہ جمعہ از صفحہ)

آسمان والا تم پر رحم کرے اور فرمایا اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے وابتغونی فی الضعفاء مجھے تلاش کرنا ہو تو غرباء میں ڈھونڈو تم مجھے وہاں پاؤ گے۔ حضرت نبی کریم صلعم کی فیاضی کا عالم یہ ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی فصاحت و ادبیت

باقی رہ گئی فصاحت۔ آپ خود فرماتے ہیں انا افصح العرب میں سارے عرب میں فصیح ترین ہوں۔ ان اللہ ادبنی و استرضعت فی بنی سعد۔ خدا تعالےٰ نے مجھ کو فصیح زبان سکھائی ہے میں بنی سعد میں پلا ہوا ہوں۔ جن کی فصاحت مسلمہ طور پر معیاری ہے۔

غیر اقوام کے حقوق کی حفاظت اور عدل و انصاف کا حکم

غرض حضرت صلعم نے جنگوں میں اور اس کے بعد حکومت کا نمونہ قائم کر کے دکھلایا کہ شجاعت فصاحت اور سخاوت میں آپ کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ آپ نے حکومت کا طریق سکھلایا غیروں سے معاہدات کے اصول بیان فرمائے۔ قیدیوں سے برتاؤ کا طریق بتلایا۔ علاوہ ازیں غیر قوموں کے حقوق کی حفاظت کے لئے حقیقی عدل و انصاف کی تلقین فرمائی۔ فرمایا اے ایمان دارو! خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے نہایت مضبوطی سے عدل و انصاف قائم کرنے والے بنو ولا یجرمنکم شنان قوم ان لا تعدلوا اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل و انصاف کرنے سے رُک جاؤ اعدلوا ھو اقرب للتقوےٰ عدل کرو یہی تقوےٰ سے قریب تر ہے اور غیر مسلموں کے متعلق جو اسلامی حکومت میں ہوں، مسلمان حاکم کو وصیت کی:- اوصیہ بذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ ان یوفی لھم بعھدھم و ان یقاتل من ورائھم وان لا یکلفوا فوق طاقتھم جو شخص میرے بعد مسند خلافت پر بیٹھنے والا ہو اسے چاہیئے ذمیوں کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کا عہد پورا کرے۔ ضرورت پڑے تو ان کی حفاظت کے لئے ان کے دشمن سے جنگ کی جائے۔ ان کی جان و مال عزت و آبرو اور انکے گرجوں اور دین کی حفاظت کی جائے اور انکی طاقت سے زیادہ کوئی کام ان سے نہ لیا جائے۔ ان کے way of life میں کوئی مداخلت نہ ہو۔

سب سے بہتر انٹرنیشنل قوانین حضرت نبی کریمؐ نے دیئے ہیں

یہ انٹرنیشنل قوانین ہیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پیشتر عملاً رائج کر کے دکھائے آج دنیا ایک محلہ کی صورت بن گئی ہے *

بقیہ مقالہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

تو ڑنے کی جرأت نہ ہوگی۔ خواب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں اس کا خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن جانا اس کتاب کی خوبیوں پر دلالت کرتا ہے اور حضور صلعم نے جو اس کی قاشیں بنائیں۔ یہ ان مختلف دلائل کی طرف اشارہ ہے جو اس کتاب میں دیئے گئے ہیں اور اس سے شہد کا نکلنا اور حضور کا دست مبارک مرفق تک شہد سے بھر جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح شہد کو اللہ تعالےٰ نے فیہ شفاء للناس قرار دیا ہے، یہ کتاب لوگوں کی روحانی شفاء کا موجب ہوگی اور حضور صلعم کی عظمت قائم کرنے کا باعث بنے گی، اور وہ مردہ شخص جو آنحضرت صلعم کے معجزہ سے زندہ ہوتا دیکھا گیا، اسلام ہے، جو عالم مردگی میں پڑا ہوا تھا، اور وہ اس کتاب کے ملنے کے بعد (جو فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا معجزہ ہے) زندہ ہو گیا اور اس کی ایک قاش یا ایک ہی دلیل نے اس میں استحکام پیدا کر دیا۔

غرض اس خواب کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب پر یہ منکشف کیا گیا کہ وہ ایک ایسی کتاب تصنیف کریں گے جو اسلام کی زندگی اور استحکام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت دلوں میں بٹھانے کا موجب ہوگی، اور ایسا ہی ہوا اس کتاب نے ان لوگوں کی آنکھیں کھول دیں جو اسلام کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے، اور انہوں نے دیکھ لیا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رسول ہیں، جن کی اتباع سے انسان خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا اور گناہوں کی مردگی سے نکل کر روحانیت کی زندگی اور شفا حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے شائع ہونے پر جہاں لوگوں نے اسلام پر کھویا ہوا ایمان دوبارہ حاصل کیا وہاں جماعت اہلحدیث کے لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی نے اس پر ریویو کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھے:-

"یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا"۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے، جس کی نظیر مسلمانوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتا دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً آریہ برہمو سماج سے اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشاندہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت حالی و جانی و قلمی و لسانی کے علاوہ مالی نصرت کا بھی بیڑہ اٹھا لیا ہو، اور مخالفین اسلام و منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا ہو کہ جن کو وجود الہام کا شک ہو وہ میرے پاس آ کر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرے اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو"۔

یہ ہے اس کتاب کی عظمت اور سلسلۂ الہام کی سچائی کا ثبوت، یہ ہے خدا نمائی جو اس کتاب اور اس سے متعلقہ خواب کے ذریعہ ظہور میں آئی، کہاں ہیں وہ لوگ جن کو خدا تعالےٰ کی ہستی پر کوئی حتمی ثبوت نہیں ملتا، اور صرف موجودات کو دیکھ کر عقلی انکل بازیوں سے وہ خیال کرتے ہیں کہ اس کائنات کو پیدا کرنے اور چلانے والی کوئی ہستی ہونی چاہیئے، لیکن بقول مودودی صاحب ان کا یہ "ایمان" "علم" کی حد تک نہیں پہنچتا وہ دیکھیں، کہ حضرت مرزا صاحب نے [illegible] الہام کو ثابت کر کے اور ایسے نشانات پیش کر کے جو اللہ تعالےٰ کی ہستی پر روشن دلیل ہیں اس ایمان کو علم الیقین کی حد تک پہنچا دیا تھا۔

* اور لوگ انٹرنیشنل قوانین تیار کرنے کی فکر میں ہیں۔ عجیب دنیا انٹرنیشنل قوانین تیار کرے گی تو سب سے بہتر انٹرنیشنل قوانین وہ ہوں گے جو حضرت صلعم نے بیان فرمائے ہیں اور جن پر مسلمان قوم کا عمل ہے۔

پیغام صلح ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل ۳۸ شمارہ ۳۸

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

فون نمبر ۔ ۳۷۴۳۷

زرِ سالانہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے :۔
ایک پونڈ

مدیر ۔ دوست محمد
مدیر معاون :۔ بشیر احمد سود

فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۱۲ رجب المرجب سنہ ۱۳۸۶ھ ۲۶ اکتوبر سنہ ۱۹۶۶ء | ۳۹

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا ۔ اور ان کے
نفوس اور اموال میں برکت ڈالوں گا۔"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰےؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۴ ۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں
۵ ۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶ ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

ایمان اور نفاق کی علامت

مولانا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

عن انس رض عن النبی صلعم قال ایۃ الایمان حب الانصار وایۃ النفاق بغض الانصار۔

(البخاری کتاب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ دین کی نصرت کرنے والوں سے محبت کرنا ایمان کی علامت ہے اور دین کی نصرت کرنے والوں سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے حضرت نبی کریم صلعم کے مندرجہ بالا ارشاد گرامی کو سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی بھائی اپنے دل میں سوچے کہ کیا اس کے اندر نفاق کی علامت ہے یا ایمان کی علامت ہے کیا اسے دین کے انصار سے محبت ہے یا ان سے بغض ہے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں طوبی لمن عرفنی وعرف من عرفنی یعنے وہ شخص بابرکت ہے جس نے مجھے شناخت کر لیا اور پھر وہ شخص بھی بابرکت ہے جس نے اس شخص کو شناخت کر لیا جس نے مجھے شناخت کر لیا حضرت مسیح موعودؑ کو شناخت کرنے والے وہ تمام بزرگ ہیں جنہوں نے حضور کی صحبت میں زندگی گذاری اور حضور کے ساتھ ہوکر خدمت دین کے فریضہ کو سرانجام دیتے رہے مثلاً حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مرحوم و مغفور اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور اور دیگر بزرگان لاہور خدا ان تمام کی ارواح پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل کرے ان سب بزرگوں نے حضرت اقدسؑ کے مقام کو اچھی طرح شناخت کیا اور حضور کی صحبت سے کما حقہ فائدہ اٹھایا

(باقی برصفحہ)

ہر وقت استغفار کرتے رہنے کا حکم اور اسکی فلاسفی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی ۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا خواہ اسے علم ہو یا نہ ہو، اور ہاتھ اور پاؤں، اور زبان اور ناک، اور کان اور آنکھ اور سب قسم کے گناہوں سے استغفار کرتا رہے ۔ آجکل آدم علیہ السلام کی دعا پڑھنی چاہیئے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔ یہ دُعا اوّل ہی قبول ہو چکی ہے ۔ غفلت سے زندگی بسر مت کرو ۔ جو شخص غفلت سے زندگی نہیں گذارتا ۔ ہرگز امید نہیں کہ وہ کسی فوق الطاقت بلا میں مبتلا ہو، کوئی بلا بغیر اذن کے نہیں آتی ۔ جیسے مجھے یہ دُعا الہام ہوئی ۔ رب کل شیئٍ خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ۔ جلد چہارم صفحہ ۲۷۵ تا ۲۷۶)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا
(از مسیح موعود)

——(مرتبہ از الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی - (لاہور))——

تانجیریا

ترجمہ خط از عبد القادری شب تانجیریا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں یہ خط لکھ کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں - میرا اصل مدعا خط لکھنے کا یہ ہے کہ میں نے تھوڑی سی تعلیم اسلام کے متعلق سکول میں حاصل کی تھی لیکن مجھے مزید تعلیم کی ضرورت ہے صرف عربی کی کتاب پڑھ لینے سے اسلامی تعلیم حاصل نہیں ہو سکتی، اس کے لئے مزید مطالعہ کی ضرورت ہے - آپ میری اس معاملہ میں ہر طرح سے مدد کریں - یہ کام بہت اہم ہے - امید ہے آپ ضرور کوشش سے میری مدد کریں گے - اور میں اس سے فائدہ حاصل کرنیکی پوری کوشش کروں گا - انشاء اللہ میری خواہش ہے کہ میں ایک مسلم بن جاؤں اور لوگوں کو اشاعت اسلام کی تعلیم دے سکوں - آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو جواب دیا گیا اور لٹریچر بھی بھیجا گیا)

ترجمہ خط از مسٹر یونس - تانجیریا -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ خط میں پہلی دفعہ آپ کو ارسال کر رہا ہوں - میں نے آپ کا ارسال کردہ کچھ لٹریچر پڑھا ہے اور بہت لطف اٹھایا ہے - اس سے دین اسلام کے متعلق مفید معلومات حاصل ہوئی ہیں - از راہ کرم مجھے اسلام کے متعلق مزید لٹریچر ارسال کریں - میرے بہت سے دوست ہیں جن کو میں باسانی مذہب اسلام میں تبدیل کر سکتا ہوں بشرطیکہ آپ میری معلومات کو زیادہ بڑھائیں - اگر مجھے اس مذہب کی معلومات حاصل کرنے میں خرچ بھی کرنا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں - میری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اشاعت اسلام کی مزید توفیق عطا فرمائے، اور تبلیغ اسلام کا کام زیادہ سرعت سے ہو، یہاں پر کافی تعداد میں مسلمان موجود ہیں - لیکن ان کو اسلام کی بالکل واقفیت نہیں - خصوصاً جب عیسائی ان سے بات کرتے ہیں تو وہ خاموش رہتے ہیں - - والسلام

(ان کو خط کا جواب دیا گیا - اور لٹریچر بھی ارسال کیا گیا)

ڈپٹی خلیل الرحمان خادم صاحب کے اعزاز میں عشائیہ

—— ۵ / اکتوبر کو جناب شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملز اونر نے اپنے دولت کدہ پر ڈپٹی خلیل الرحمن خادم صاحب اور ان کے صاحبزادہ مسٹر اے آر یوسف بار ایٹ لاء کے اعزاز میں عشائیہ دیا - جس میں جماعت راولپنڈی اور واہ کے بیشتر احباب نے بھی شرکت کی - اس موقعہ پر خاصی رونق ہو گئی - میاں صاحب موصوف نے معزز مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ ایک پرتکلف دعوت کی صورت میں بڑے خلوص اور پر وقار طریقہ سے دیا - اپنے مکان پر احباب جماعت کے اس خوبصورت اجتماع سے وہ بڑے شاداں و فرحاں دکھائی دیتے تھے - تمام احباب کے یوں گھل مل کر بیٹھنے اور باہمی محبت بھری گفتگو سے نہایت خوشگوار ماحول پیدا ہو گیا تھا - یوں معلوم ہوتا تھا جیسے سب کے سب ایک ہی گھرانے کے افراد ہیں اس نظارہ کو دیکھ کر تمام احباب مسرور نظر آتے تھے - اور اس محبت اور اخوت کے گہرے رشتہ کو دیکھ کر ہمارے معزز مہمان بھی بالضرور متاثر ہوئے ہوں گے - سچ تو یہ ہے - کہ جب سے میاں فاروق احمد صاحب راولپنڈی تشریف لائے ہیں - جماعت راولپنڈی کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے - اور اب وہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر متحد، بیدار اور سرگرم عمل نظر آ رہی ہے - ہم دست بدعا ہیں - کہ اللہ تعالےٰ میاں صاحب کو خدمت دین کے لئے تا حیات کشادہ دست رکھے - آمین!

خواجہ محمد نصیر اللہ - جائنٹ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۶ء

ہستی باری تعالیٰ کے نشانات

(۳)

حضرت مسیح موعود کے علمی کمالات میں سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خارق عادت طور پر آپ کو عنایت فرمائے گئے ایک بہت بڑا اعجاز عربی زبان میں فصیح و بلیغ تحریر و تقریر سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ عربی زبان میں حضرت مسیح موعود کی درسی تعلیم بہت زیادہ نہ تھی اور نہ صرف آپ کے جاننے والے اور دوسرے لوگ آپ کو "منشی" کہا کرتے تھے بلکہ آپ خود بھی اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتے تھے کہ عربی زبان میں تحریر و تقریر کر لیں۔ چنانچہ ایک دفعہ مولانا عبدالکریم صاحب نے یہ تحریک کی کہ حضور عربی میں کچھ تحریر فرمائیں، تاکہ اس کے ذریعہ بلاد عربیہ میں تبلیغ کی جا سکے تو ارشاد فرمایا کہ تجویز تو اچھی ہے مگر یہ عربی میں لکھ نہ سکوں گا بہتر ہوگا کہ میں اُردو میں لکھوں اور پھر میں اور آپ اور مولانا نورالدین، تینوں مل کر اس کا عربی میں ترجمہ کر دیں، لیکن اس کے بعد جناب الٰہی میں توجہ کی تو حکم ہوا کہ تم عربی میں لکھو، زبان عربی کا علم ہم تمہیں دیں گے، چنانچہ جب آپ نے لکھنا شروع کیا تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا بحر ہی کھل گیا ہے، ایسی ایسی فصیح و بلیغ عربی تصانیف آپ نے کیں۔ جن کی فصاحت و بلاغت کا غیروں اور خود عربی زبان کے فاضل علماء کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ اس سلسلہ میں آپ کی سب سے پہلی عربی تصنیف "التبلیغ" ہے جو آپ کی کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ ملحق ہے اس کے متعلق حضرت مولانا صدرالدین ایدہ اللہ کا یہ بیان ہے کہ مشہور عرب فاضل امیر شکیب ارسلان کو جرمنی میں جب یہ کتاب دکھلائی گئی تو اس کی فصیح زبان پر وہ وجد کر اُٹھے، اس کے بعد حجۃ اللہ، اعجاز المسیح، نورالقرآن، اعجاز احمدی، سرالخلافہ اور دیگر کئی چھوٹی بڑی عربی تصنیفات آپ نے کیں، جن میں سے ہر ایک اپنی خصوصیات کے لحاظ سے ایک اعجازی رنگ رکھتی ہے اور آپ نے بارہا مخالف علماء کو یہ چیلنج کیا کہ وہ بھی کوئی ایسی تصنیف کریں، جو فصیح و بلیغ عربی کے علاوہ قرآن کریم کے حقائق و معارف پر مشتمل ہو، یہ چیلنج عرب ملکوں میں بھی شائع کیا گیا اور مقابلہ میں جیتنے والوں کے لئے بیش قرار رقوم کے انعامات بھی مقرر کئے گئے لیکن کسی کو اس مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ان میں سے ایک ایک کتاب ایک خاص اعجاز الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک روشن ثبوت ہم انشاءاللہ ان سب پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈالیں گے۔ فی الحال ہم حضرت مسیح موعود کے اس مشہور اور معرکۃ الآرا الہامی خطبہ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں جو ۱۱ر اپریل ۱۹۰۰ء کو عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر آپ نے دیا، تصنیف کا کام تقریر سے نسبتاً سہل سمجھا جاتا ہے اور جس شخص نے کبھی عربی میں تقریر نہ کی ہو، اس کا اُٹھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دینا ایک خاص اہمیت اور اعجاز کا رنگ رکھتا ہے۔ مذکورہ عید کی صبح کو مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عرض کی کہ حضور عید کے مجمع میں تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں، اس پر فرمایا "خدا نے بھی یہی حکم دیا ہے۔" آج صبح الہام ہوا کہ "مجمع میں عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی" میں کوئی اور مجمع سمجھتا تھا شاید یہی مجمع ہو اور نیز الہام ہوا ہے "كَلَامٌ أُفْصِحَتْ مِنْ لَدُنْ رَبٍّ كَرِيمٍ" یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے۔

چنانچہ نماز عید تو مولانا عبدالکریم صاحب نے پڑھائی جس کے بعد حضرت مسیح موعود نے پہلے اُردو زبان میں ایک مختصر خطبہ دیا اور اس کے معاً بعد یا عباد اللہ کے لفظ سے عربی خطبہ شروع کیا اور پھر نہایت جذب و استغراق کے عالم میں عربی زبان میں بولتے ہی چلے گئے، عربی خطبہ شروع کرنے سے پہلے آپ نے مولانا عبدالکریم صاحب اور مولانا نورالدین صاحب کو حکم دیا کہ اس خطبہ کو لکھتے جائیں۔ دوران خطبہ

جلسہ سالانہ

گذشتہ اشاعت میں جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا اعلان کیا جا چکا ہے، امسال چونکہ ماہ رمضان ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۶ء سے شروع ہوگا، اس لئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ جلسہ رمضان سے پہلے ۸ر-۹-۱۰-۱۱ دسمبر (جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار) کو منعقد ہو۔ ۸ر دسمبر کو مستورات کا جلسہ ہوگا جس میں قوم کی ہونہار خواتین اور بچیاں، مختلف اسلامی اور قومی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گی اور نظمیں اور نعتیں وغیرہ پڑھیں گی۔ اور اس موقعہ پر خواتین کے ہاتھوں کی بنی ہوئی دستکاریوں کی نمائش بھی ہوگی جن کی فروخت سے اشاعت اسلام میں مدد دی جائے گی، اس لئے تمام خواتین کو چاہیئے کہ اپنی دستکاریاں ابھی سے تیار کر کے جس قدر جلد ممکن ہو انجمن میں بھجوا دیں۔

جلسہ کی اہمیت اور اس موقعہ پر تمام جماعت کے اجتماع کی ضرورت پر کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے، ہر فرد جماعت کو معلوم ہے، کہ اس جلسہ کی بنا حضرت مسیح موعودؑ نے ارشاد الٰہی کے ماتحت رکھی اور یہ ارشاد فرمایا کہ :-

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں، یہ وہ امر ہے جس کی تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے"

اسی بناء پر آپ نے یہ تاکید فرمائی کہ

"اس جلسہ میں جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے، ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لادیں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر و غیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ادنے ادنے ہرجوں کی پروا نہ کریں، خدا تعالےٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی"

امید ہے کہ احباب کرام ماموراِلٰہی کے اس ارشاد کی تعمیل میں حسب معمول جلسہ سالانہ میں بتعداد کثیر شرکت فرما کر ان بابرکت مصالح سے فائدہ اُٹھائیں گے جو اس میں مضمر ہیں۔

فریضۂ زکوٰۃ کی اہمیّت

زکوٰۃ کی ادائیگی سے جماعت کا بیشتر طبقہ مصائب اور مشکلات سے بچ سکتا ہے

(آنریری جنرل سیکرٹری)

فریضۂ زکوٰۃ کی اہمیت ہر مسلمان پر روشن ہے۔ نماز کے ساتھ قرآن حکیم نے قریباً ہر مقام پر زکوٰۃ کی ادائیگی کا حتمی حکم دیا ہے۔ قرونِ اولیٰ میں حضرت ابوبکرؓ نے مانعین زکوٰۃ کے برخلاف جہاد کیا تھا۔ قرآن کریم میں علاوہ زکوٰۃ کے صدقات کے رنگ میں بھی محتاجوں، یتامیٰ اور غلاموں وغیرہ کی امداد کے لئے احکامات بیان فرمائے گئے ہیں۔

ہمارے ملک میں بھی مالی لحاظ سے اب مغربی معاشرہ کی طرح دو طبقات بنتے جا رہے ہیں جس سے غرباء، مساکین اور محتاج و مفلس، نادار و غرباء کی تعداد اور ان کی مشکلات میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مہنگائی اور اشیائے صرف کی روز بروز بڑھتی ہوئی قیمتوں نے مصائبِ زندگی کو مزید پریشان کن بنا دیا ہے۔ ہماری جماعت کا بیشتر طبقہ غرباء بھی انہی مصائب و مشکلات کے تلے دبا جا رہا ہے۔ چنانچہ بطور مثال ایک کارکن انجمن کی موجودہ مشکلات آپ کی خدمت میں عرض کی جاتی ہیں۔

انجمن کے کارکنوں میں سے ایک وسطی بھارت کے مہاجر نے متروکہ اراضی کے ایک چھوٹے سے ٹکڑہ پر اپنی رہائش کے لئے جھونپڑا تعمیر کیا۔ اس کے ملحقہ اراضی پر ایک مقامی با اثر صاحب قابض تھے۔ جب یہ جھونپڑی تعمیر ہو چکی تو مقامی صاحب نے مہاجر مذکور کے خلاف کارروائی شروع کر دی اور اُسے ہر طرح سے تنگ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ٹکڑا اراضی مہاجر مذکور کو محکمہ آبادکاری سے الاٹ نہ ہو سکا۔ ازاں بعد مقامی صاحب نے مہاجر کو فوجداری اور دیوانی مقدمات میں پھنسا دیا۔ جس سے مہاجر مالی مشکلات میں مبتلا ہو کر مقروض ہو گیا۔ حد یہ ہوئی کہ اس جھونپڑی کا بھی جو اس نے تعمیر کی تھی فیصلہ مقامی کے حق میں ہو گیا اور ڈگری مہاجر مذکور کے خلاف نافذ ہو گئی۔ مہاجر مذکور قلیل تنخواہ لیتا ہے اور موجودہ دورِ گرانی میں تا زیست قرضہ سے چھٹکارا کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

جماعت کے اہلِ ثروت و مخیّر احباب کے لئے یہ واقعات قابلِ توجہ ہیں۔ جب کہ فرائضِ اسلام میں سے ادائیگی زکوٰۃ نہایت اہم فریضہ ہے تو اگر ہمارے احباب اپنی زکوٰۃ کا بیشتر حصہ انجمن میں داخل کرائیں تو اس سے نہ صرف فریضہ کی ادائیگی عمل میں آتی ہے بلکہ اس طریق کار یعنی بیت المال میں زکوٰۃ کی ادائیگی کی بھی پابندی لازم آ جاتی ہے۔ البتہ آپ کا یہ اختیار ہے کہ آپ رقم بھیجتے وقت یہ وضاحت فرمائیں کہ اس میں سے اس قدر رقوم فلاں فلاں اغراض پر خرچ کے لئے مختص ہوں۔ مثلاً یہ کہ یتامیٰ پر اس قدر، غرباء و مفلسین پر اس قدر، تعلیمی وظائف پر اس قدر، بیوگان کی امداد پر اس قدر وغیرہ۔ انجمن اس وقت کم و بیش دس ہزار روپیہ ان اغراض پر صرف کر رہی ہے۔ اور ابھی بہت سے مستحقین عدم گنجائش کے باعث محروم رہ جاتے ہیں۔

مجھے آپ کی خدمت میں انجمن کی طرف سے یہ درخواست کرتے ہوئے کہ آپ اپنی زکوٰۃ کا بیشتر حصہ مرکزی خزانہ میں بھیجیں گے پورا پورا وثوق ہے کہ آپ از راہِ کرم اس فریضہ کی اشد اہمیت کی جانب پوری توجہ دے کر اجتماعی طور پر مرکزی خزانہ میں یہ رقوم بھیجنے سے قطعاً دریغ نہ فرمائیں۔ کیونکہ اس طرح زکوٰۃ کا روپیہ عین مستحقین کو پوری تحقیق کے بعد ملے گا بلکہ بیت المال میں داخل ہو کر وابستگان اور کارکنانِ انجمن کی تقویت کا موجب بھی بنے گا۔ اور اس طرح آپ کی زکوٰۃ سے جماعت کی تقویت، ترقی اور توسیع کے سامان بھی ہو سکیں گے، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے:-

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

ہستی باری تعالیٰ کے نشانات - بسلسلہ صہ ۳

میں مولانا عبدالکریم صاحب بعض وقت پوچھ لیتے تھے کہ فقرہ فلاں فقرہ لکھنے سے رہ گیا ہے اس پر آپ اس کو دوہرا دیتے تھے، بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ الفاظ کا ایک سلسلہ میرے سامنے سے گذر رہا ہے اور میں اسکو پڑھتا جاتا ہوں اور جب پوچھا جاتا کہ فلاں فقرہ رہ گیا ہے تو وہ الفاظ پھر سامنے آ جاتے۔

غرض یہ خطبہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک خاص نشانِ الٰہی ہے، اگرچہ اسکو وحی الٰہی نہیں کہا جا سکتا لیکن حضرت کے الہام "کلامٌ فصحت من لدن ربٍّ کریم" کے مطابق اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص فصاحت کلام عطا کی گئی ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ وہ شخص جس کی مادری زبان عربی نہیں، نہ ہی تحصیل علوم عربیہ میں اسے ایسی دسترس حاصل ہے کہ ایسا فصیح کلام کرنے پر قادر ہو، اور جس کے خلاف دنیا بھر کے علماء و فضلاء اسے جھٹلانے کے لئے تیار کھڑے ہوں اس کا ارتجالاً ایسا خطبہ دینا اور پہلے سے بتا دینا کہ مجھے خدا نے اس موقعہ پر کلام فصیح کی بشارت دی ہے کیا اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ اور روشن نشان نہیں؟

ڈچ گائنا میں تبلیغِ اسلام

الحاج عبدالرحیم جگو صاحب کا خط

مکرم و محترم مولانا صاحب۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

پچھلے دنوں کی ملاقات کے بعد جب میں وطن واپس آیا تو یہاں کے کچھ مسلمان مجھے پھر مجبور کرنے لگے کہ میں انہیں حج پر لے جاؤں۔ لیکن آپ کو معلوم ہے یہاں سے بیت اللہ شریف کتنی دور ہے، اور خرچ بھی بہت ہے۔ اس لئے اس بار میں ان دوستوں کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اور اب ممکن نہیں کہ آئندہ چند سال تک مرکز کی طرف آ سکوں۔ شاید اس کے بعد خدا اگر توفیق دے تو انشاءاللہ پھر ملاقات ہوگی۔ آپ تمام احباب جماعت اور بزرگانِ دین کو میرا سلام مسنون عرض کر دیں۔

دیگر عرض ہے کہ میں یہاں تبلیغی کاموں میں مصروف ہوں، پچھلے دنوں یہاں کی غیر قوم میں سے چار مرد اور دو عورتیں اسلام لائے۔ اور ابھی انہی دنوں میں دو اور مسلمان ہونے والے ہیں، خدا کا شکر ہے اللہ کا کام ہوتا ہی رہتا ہے۔ ٹریکٹ دربارہ قیام رمضان و تراویح نے یہاں اچھا اثر پیدا کیا ہے یہاں کے اہل سنت والجماعت، عورتوں کے مسجدوں میں جانے اور مختلف عبادات میں حصہ لینے کے خلاف تھے مگر آج کل وہ سب کافی کمزور ہو گئے ہیں ان کے لوگ ہماری طرف آ رہے ہیں۔ آج کل ہم کچھ دوستوں کے ساتھ مل کر تمام مقامات کا دورہ کر رہے ہیں اور تبلیغ کرتے اور درس قرآن دیتے ہیں اپنا کام اُردو اور ہالینڈ کی زبان یعنی ملک کی ڈچ زبان اور اندرونی سب زبانوں میں ہوتا ہے۔ جزیرہ ٹرینیڈاڈ سے جناب الحاج یوسف حسین بوز صاحب مع اپنی اہلیہ محترمہ ہمارے یہاں تشریف لائے تھے۔ بڑے اچھے احمدی ہیں۔ احمدیت پر آپ کی تقریر بڑی پرجوش تھی۔ آنجناب نے ہمیں یہ خبر بھی دی کہ جناب شیخ محمد طفیل صاحب آج کل ٹرینیڈاڈ میں تبلیغ کی غرض سے آ گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں مجھے لنکا کولمبو سے خط آیا کہ وہاں کی ایک بڑی انجمن جس کا نام Tha Islamic Mi'ss ہے اس کے سیکرٹری جنرل جناب ڈاکٹر محمد عرفان صاحب ہمارے وطن میں تشریف لانے والے ہیں۔ یہ لوگ وہاں اپنے وطن میں احمدیت کے تبلیغی سلسلے کے ساتھ اپنا ذہبی کام کرتے ہیں۔ شاید ان کے آنے کے بعد خدا مجھے وہاں پر ان کے وطن لنکا میں احمدیت کی تبلیغ کا موقع عطا کرے۔ آپ میرا یہ خط دعا اور سلام کے ساتھ پیغام صلح میں شائع کر دیجئے گا۔ تاکہ ہمارے یہاں کے حالات سے بھی احباب جماعت کو علم ہو۔

عزّت کی زندگی حاصل کرنے کیلئے قوم کے اندر جہاد کا ولولہ پیدا ہونا ضروری ہے

حضرت نبی کریم صلعم کی سیاسی اور جنگی بصیرت اور جہاد سے کنارہ کشی کرنیوالوں کی سزا

پاک ہند کی حالیہ جنگ میں پاکستانی قوم کی فتحمندی اور اقوامِ عالم میں عزّت کا مقام

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ۔ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

واذا انزلت سورۃ ان اٰمنوا باللہ وجاھدوا مع رسولہ استاذنک اولوالطول منھم وقالوا ذرنا نکن مع القاعدین ۝ رضوا بان یکونوا مع الخوالف وطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون ۝ .... لیس علی الضعفاء ولا علی المرضٰی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ ما علی المحسنین من سبیل واللہ غفور رحیم ۝ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ تولوا واعینھم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون ۝ انما السبیل علی الذین یستاذنونک وھم اغنیاء رضوا بان یکونوا مع الخوالف وطبع اللہ علی قلوبھم فھم لا یعلمون ۝

(التوبہ ۱۰- ۸۶ تا ۹۳)

شام کی عیسائی حکومت کی جنگی تیاریوں کے خلاف نبی کریم صلعم کا اقدام

یہ آیات ایک نازک موقعہ کے متعلق ہیں جبکہ عیسائیوں نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے جب شام کی سرحد پر فوجیں جمع کر دیں تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اپنے ملک میں دشمن کی پیشقدمی سے پہلے ہی ان کی سرحد پر جا کر مدافعت کریں گے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے بہت اعلےٰ سیاسی اور جنگی بصیرت عطا کی تھی، اس لئے نہ صرف یہ کہ آپ نے دشمن کے حملہ سے پہلے ہی انکی سرحدوں تک جا کر مدافعت کرنے کا ارادہ کیا بلکہ اس لشکر کی کمان خود اپنے ہاتھ میں لی اور سخت گرمی کے دنوں میں دور دراز کا سفر اختیار کر کے تبوک کے مقام پر پہنچ گئے۔ قوم تو حضورؐ پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے آپؐ پر سو جان سے فدا ہے آپؐ کے ایک ایک اشارے اور حکم پر سب کے سب جانیں لڑانے کے لئے تیار ہیں آپ قوم کو حکم دے سکتے تھے کہ تم جاؤ اور دشمن کا مقابلہ کرو میں یہاں آرام کروں گا۔ لیکن حضورؐ نے ایسا نہیں کیا۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ میں خود جا کر دشمن کا مقابلہ کروں گا، یہ مشقت کا راستہ آپؐ نے خود طے کرنے کا ارادہ کر لیا۔

بعض اہلِ مقدرت لوگوں کی طرف سے جنگ میں نہ جانے کے لئے اجازت طلبی

اس اعلان کے بعد بعض لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ ہماری کچھ ضرورتیں ہیں کچھ مجبوریاں ہیں۔ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم جہاد کے لئے نہ نکلیں، گھروں میں ہی رہیں۔ اس کا ذکر ان لفظوں میں فرمایا۔ استاذنک اولوا الطول منھم جو لوگ روپیہ پیسہ والے ہیں مقدرت رکھتے ہیں اور قوت رکھتے ہیں وہ آپ سے اجازت مانگتے ہیں وقالوا ذرنا نکن مع القٰعدین وہ کہتے ہیں کہ ہمیں جہاد کے لئے نہ لے جائیں۔ ہمیں عورتوں اور بچوں کے ساتھ گھر میں بیٹھے رہنے دیجئے۔

ان کی بزدلی اور ذلیل حرکت کی سزا

فرمایا رضوا بان یکونوا مع الخوالف وہ گھروں میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ بیٹھے رہنا پسند کرتے ہیں وہ گویا اپنے فعل سے اپنا یہ اشتہار دینا چاہتے ہیں کہ ہم بہت ہی بزدل اور ذلیل ہیں جو عورتوں کی طرح گھروں میں بیٹھ رہنا چاہتے ہیں فرمایا طبع علی قلوبھم خدا تعالےٰ نے ان سے ان کی سعادت کی راہیں چھین لی ہیں۔

جہاد کی فضیلت

ارشاد ہوا فھم لا یفقھون وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ جہاد کرنا خدا کے نزدیک کتنی بڑی فضیلت کا کام ہے۔ اور اس سے مقام کتنا بلند ہوتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء، جو خدا کی راہ میں جان دیتے ہیں وہ مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ ابدی زندگی کے مزے لوٹتے ہیں اور انکی قربانی سے قوم زندہ ہوتی ہے۔

جہاد سے بچنے والوں کی عزّت و قدر نہیں رہتی

ایک شخص نمازیں پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے لیکن ملک و قوم پر مصیبت پڑے تو بچوں کے پاس بیٹھ کر چائے نوشی کرتا رہتا ہے اس کی کیا عزّت ہے۔ طبع علی قلوبھم ایسے لوگوں کو خدا عرفان نہیں بخشتا۔ اور انہیں وہ عمل نصیب نہیں ہوتا جس کی وجہ سے قوم میں ان کی عزّت و قدر ہو۔ ایسے بدبخت لوگوں کی سمجھ جاتی رہتی ہے۔ اور ان سے عزّت و قدر کے فعل کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔ فھم لا یفقھون وہ اس جہاد کی مصلحتوں کو نہیں سمجھتے

خدا کی راہ میں مال و جان کی قربانی دینا موجب فلاح و کامیابی ہے

لٰکن الرسول والذین اٰمنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم لیکن رسولؐ اور آپؐ کے ساتھی اس آڑے وقت میں اپنے اموال بھی خدا کے راستہ میں دیتے ہیں اور اپنی جانیں بھی قربان کرنے کے لئے باہر نکل پڑتے ہیں۔ واولٰئک لھم الخیرات۔ ان کے لئے سب بھلائیاں ہیں۔ چولہے کے پاس بیٹھ کر چائے کا لطف اٹھانے والے خدا تعالےٰ کی خیرات میں سے کوئی حصہ نہیں پاتے۔ تمام بھلائیاں اور فضیلتیں ان لوگوں کو عطا کی جاتی ہیں جو حضرت صلعم کی قیادت میں اتنا لمبا اور دشوار گذار سفر کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں واولٰئک ھم المفلحون۔ یہی لوگ کامیاب رہیں گے۔ اعد اللہ لھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ان کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے نعمتیں میسر ہیں۔ ذالک الفوز العظیم۔ یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔

اور جن لوگوں نے عذر معذرت کی۔ اور جہاد میں شامل نہ ہوئے ان کے متعلق فرمایا سیصیب الذین کفروا منھم عذاب الیم جنہوں نے ان میں سے کفر کیا ان کے لئے عذاب و عتاب مقدر ہے۔

بیمار، کمزور، اندھے، لولے حکم جہاد سے مستثنےٰ ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا ہے لیس علی الضعفآء۔ اگر کوئی آدمی قوی نہیں ہے، یا کسی کا بازو یا ٹانگ نہیں ہے، یا وہ اندھا ہے۔ اس پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ جہاد میں شامل نہ ہو، معلوم ہوا خدا کے ہاں سختی نہیں ہے کہ بیمار کمزور۔ اندھا، لولا ہر کسی کو مجبور کیا جائے کہ میدان جنگ میں نکلو اور ہلاک ہو جاؤ ولا علی المرضیٰ اور اسی طرح وہ بھی مستوجب سزا نہیں جو کسی بیماری میں مبتلا ہوں۔ بیمار کا تیمار دار بھی نہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

ایک جہاد میں حضرت علیؓ کو پیچھے رہنے کا حکم اور ان کا ولولہ جہاد

ایک جہاد کے موقعہ پر حضرت علی رضؓ کو حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ہم جہاد پر جا رہے ہیں اور آپ کو مدینہ کا حاکم مقرر کرتے ہیں انہوں نے کہا حضور! میں عورتوں اور بچوں کے پاس بیٹھ رہوں اور غازی جہاد کے لئے جائیں؟ میرے لئے یہ بڑی شرم کی بات ہے۔ حضور صلعم نے فرمایا انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ میں تو جا رہا ہوں اور میں تمہیں اپنے پیچھے اسی طرح چھوڑ چلا ہوں، جیسے حضرت موسیٰؑ نے اپنے بھائی ہارونؑ کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے پیچھے چھوڑا تھا یہ نہیں سمجھنا کہ ہارونؑ نبی تھا اس لئے تم بھی نبی ہو گے ایسا نہیں ہے تم میرے جانشین تو ضرور ہو گے لیکن نبی نہیں ہو گے کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

معلوم ہوا حضورؐ کے زمانہ میں جہاد میں شامل نہ ہونا اور پیچھے رہ جانا عار سمجھا جاتا اور ذلت اور اہانت کی بات خیال کی جاتی تھی۔

حضرت خالدؓ کا ولولہ مرض الموت میں

حضرت خالدؓ بیمار اور مرض الموت میں مبتلا تھے آپ نے لوگوں سے کہا کہ میرے جسم کو دیکھو مافی موضع شبر الا وفیہ طعنۃ و ضربۃ ھا انا اموت کما یموت العیر۔ اس پر ایک جگہ ایسی نہیں ہے جہاں تلوار، نیزہ اور تفنگ کے زخموں کا نشان نہ ہو۔ میرا سارا جسم گھائل ہے۔ لیکن آج میں ایک جنگلی گدھے کی طرح چارپائی پر مر رہا ہوں کاش یہ موت مجھے میدان جنگ میں آئی ہوتی۔

سعد بن ابی وقاصؓ کا ولولہ

سعد بن ابی وقاصؓ مکہ میں بیمار ہو گئے۔ حضرتؐ ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے عرض کی حضورؐ! میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں مکہ میں نہ مروں۔ کیونکہ اس طرح میری ہجرت قبول نہ ہو گی۔ میں مہاجر ہوں۔ اگر مکہ میں مر گیا تو سمجھا جائے گا کہ مجھے وطن پیارا تھا اس لئے وطن میں آ مرا مہاجر نہ رہا۔ اس طرح مجھے ہجرت کا اجر نہیں ملے گا۔

سعد بن الربیعؓ کی میدان جنگ میں آخری وصیت

سعد بن الربیعؓ انصاری احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ جان کنی کے وقت حضور صلعم کے قدموں میں سر رکھ دیا اور قوم کو کہا کہ حضرت صلعم کی آواز پر جانیں قربان کر دو۔ انہیں اس موت میں لذت آ رہی تھی۔

ولولۂ شہادت، اسلام کی زندگی کا موجب ہے

شہادت کے اس جذبہ اور ولولہ ہی کی وجہ سے اسلام زندہ رہا ہے اور زندہ رہے گا یورپ اور دیگر قوموں نے اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہا۔ لیکن شہادت کے اس جذبہ نے ہی اسلام اور امت مسلمہ کو ہمیشہ سے زندہ رکھا۔

مخلص اور وفادار ناداروں کا جہاد کے لئے نہ نکلنا موجب الزام نہیں

ان لوگوں کے علاوہ جن کو جہاد میں شامل ہونے سے معذور سمجھا گیا، ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کے متعلق فرمایا ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج۔ ان لوگوں پر بھی کوئی الزام نہیں جو نادار ہیں اپنے پیچھے گھر میں خرچ نہیں دے سکتے ان کے پاس زاد راہ بھی نہیں ہے نہ ان کے پاس سواری ہے۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں، جن کے دلوں میں ایمان ہے فرمایا اذا نصحوا للہ ورسولہ۔ ان لوگوں کی عملی زندگی یہ بتلاتی ہے کہ وہ ایمان و اطاعت میں پختہ ہیں اخلاص اور وفا میں شہرت رکھتے ہیں۔ اگر یہ نادار ہیں اور ان کی شہرت یہ ہے کہ ان کے اقوال و اعمال میں خلوص اور وفا ہے تو ان پر کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ جہاد میں نہ جائیں ما علی المحسنین من سبیل یہ لوگ محسن ہیں یہ نیکی کے کام کرنے والے ہیں۔ ان کے ارادوں میں نیکیاں ہیں۔ یہ اگر اپنی ناداری کی وجہ سے میدان جنگ میں نہ جا سکیں تو ان پر کوئی کسی قسم کا الزام نہیں۔ اور نہ ہی ان کے لئے کوئی سزا ہے واللہ غفور رحیم۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے تمام حالات سے واقف ہے کہ یہ لوگ نیک ارادے رکھتے ہیں مگر ناداری کی وجہ سے جہاد جیسے واجب عمل کو بجا نہیں لا سکے اللہ تعالےٰ سید خلھم فی رحمتہ

سواری نہ ہونے کی وجہ سے جہاد سے محروم رہنے والے

ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم

ایک چوتھی قسم بھی ہے۔ وہ بھی نادار ہیں۔ فرمایا وہ چل کر آپؐ کی خدمت میں عذر کرنے کے لئے آئے اور کہتے ہیں ہمارے پاس سواری نہیں ہے ہمیں سواری چاہیئے، تاکہ ہم میدان جہاد تک پہنچ سکیں۔ حمل کے معنی اٹھا کر لے جانا ہے، اور سوار کرا دینے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور سواری مہیا کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے چنانچہ بعض لوگ حضورؐ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے لئے سواریاں مہیا کیجئے۔ قلت لا اجد ما احملکم علیہ آپؐ فرماتے ہیں میرے پاس تو کوئی گنجائش نہیں کہ سواریاں خرید سکوں۔ تولوا اس جواب کو سن کر وہ روتے ہوئے واپس چلے جاتے ہیں واعینھم تفیض من الدمع حزنا اور ان کے رونے کی یہ حالت ہوتی ہے کہ گویا ان کی آنکھیں پگھل گئی ہیں اور پانی بن کر بہہ گئی ہیں۔ حزنا۔ ان کے دل میں چوٹ لگی ہے کہ کاش! ہمیں یہ ناداری لاحق نہ ہوتی اور ہم جہاد میں شریک ہو کر خدا کی راہ میں جانیں نثار کرتے انکے دلوں کا صدمہ آنکھوں کے پانی کے ذریعہ ظاہر ہو رہا ہے اور وہ کہتے ہیں افسوس ہم پر کہ ناداری نے ہمیں سعادت سے محروم رکھا۔

مقدرت رکھنے والے اغنیاء کی ذلت آمیز محرومی

انما السبیل علی الذین یستاذنونک وھم اغنیآء۔ رضوا بان یکونوا مع الخوالف۔ ان مخلصوں اور ناداروں کے مقابلہ پر ایک اور قوم ہے جو سرمایہ دار ہے۔ چند سطور اوپر ان کو اولوا الطول کہا گیا اور یہاں ان کے لئے اغنیاء کا لفظ استعمال ہوا ہے فرمایا یہ لوگ مقدرت رکھتے ہیں کہ گھر میں خرچ چھوڑ سکیں، زاد راہ لے سکیں، سواری خرید سکیں۔ ایک طرف ایک حصہ قوم ہے جو نادار ہیں اور اس شوق جہاد میں سواری نہ ہونے کے سبب محروم ہیں اور اس مایوسی سے ان کی آنکھیں پانی بن کر بہہ رہی ہیں اور دوسری طرف یہ سرمایہ دار لوگ ہیں جو سب کچھ رکھتے ہوئے جہاد سے گریز کرتے اور عورتوں کی طرح گھروں میں بیٹھ رہنا چاہتے ہیں انہوں نے اپنی ذلت کا یہ مقام خود تجویز کر لیا ہے دونوں کی حالت کس قدر ایک دوسرے کے الٹ ہے۔ ایک طرف جہاد میں شرکت کے لئے آگ لگی ہوئی ہے اور دوسری طرف وہ متمول لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم پیچھے رہ جائیں انہوں نے ذلت کی راہ اختیار کر لی ہے۔

ہر زمانہ میں اور اس زمانہ میں بھی جب دین کے لئے جان و مال پیش کرنے کی ضرورت پیش آئے اور کوئی شخص اس قربانی سے احتراز کرے تو اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔

آنحضرت صلعم خود اور آپ کے بڑے بڑے صحابہؓ اور رشتہ دار جہاد میں شامل ہوئے

خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ فاروق رضؓ سب کے سب جہاد کے لئے نکلے علیؓ، زیدؓ اور زبیرؓ اور عباسؓ میدان جنگ میں اترے یہ ایک ہی شہنشاہ ہے، جو ملک و ملت کے لئے اپنے آپ کو اور اپنے رشتہ داروں کو آگے کرتا ہے، عام طور پر بادشاہ ایسا نہیں کرتے اور وہ اپنے شہزادوں کو میدان جنگ میں نہیں جانے دیتے۔ یہ ایک نرالا بادشاہ ہے کہ خود بھی میدانِ جنگ میں کود پڑتا ہے اور رشتہ داروں کو بھی موت کے منہ میں جھونک دیتا ہے اس لئے کہ ان کا ایمان ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کا حکم ہے اور اس سے قوم زندہ ہوتی ہے۔

صاحب اقتدار لوگ میدان میں نہیں جاتے

ضلع سرگودھا میں ملک مبارز خاں ٹوانہ ایک بڑے لیاقت اور عقلمند انسان تھے۔ ایک دفعہ ان سے شملہ میں میری ملاقات ہوئی اور دوسری دفعہ کشمیر میں۔ وہ بڑے قابل آدمی تھے۔ ان کے ایک بھائی لفٹنٹ ممتاز کو پہلی عالمگیر جنگ میں فرانس کے میدان میں جانا پڑا اور وہ مخصوص جوانی اور خوبصورتی کا مالک تھا، اور خوبصورت جوان تھا۔ مبارز خان کمانڈر انچیف کے پاس گئے اور درخواست کی کہ میں ساری پلٹن کا خرچ دینے کے لئے تیار ہوں۔ میرے بھائی کو میدانِ جنگ میں لے جانے کی بجائے اسے دفتر ہی میں رکھا جائے۔ ممتاز مجھ سے ملاقات کے لئے وہ کنگ آیا تو اس نے یہ بات مجھے سنائی۔ مبارز خان کی محبت مقتضی تھی کہ اپنے بھائی کی جان بچائے۔

رسول کریم صلعم کا طرز عمل

اس کے مقابلہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھئے کہ اپنے عزیز رشتہ داروں کو میدانِ جنگ میں لے آتے ہیں کیونکہ آن کا ایمان ہے کہ اسی میں قوم کی زندگی ہے۔ جہاد کے احکام سے آپؐ نے ترکوں اور سرحد کے پٹھانوں کو سبق دیا کہ دین اور وطن کی حفاظت کے لئے جان دینا پڑے تو اس سے بڑھ کر نیکی کا اور کوئی کام نہیں ہے، لیکن آپ کے ساتھ جہاد کرنے والوں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے ان کے متعلق فرمایا طبع اللہ علےٰ قلوبھم خدا نے ان سے نیکی کی توفیق چھین لی ہے۔ خدا نے ان کو سعادت سے محروم کر دیا ہے وھم لا یعلمون۔ وہ جہاد کی مصلحت اور اس کے شاندار نتائج سے ناواقف ہیں۔

جہاد کا مقام عام عبادات سے بلند ہے

دین صرف نماز پڑھنے اور روزہ رکھ لینے کا نام نہیں ہے۔ جہاد ان عبادات سے کہیں زیادہ رضاء الٰہی کا مقام عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کعبۃ اللہ میں چراغ جلانا اور وہاں جھاڑو دینا یہ نیکی کا کام ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتا جو میدانِ جنگ میں جا کر خدا کی راہ میں لڑتے اور مرتے ہیں۔ ان کا مقام بہت بلند ہے فضل اللہ المجاھدین علے القاعدین درجۃ، مجاہدین کے لئے بہت بڑے درجات ہیں۔ مقاماتِ عالیہ کے حصول کے لئے سخت محنت اور قربانی درکار ہے۔

یہ آیات مسلمانوں کو بتلاتی ہیں کہ مزے کی زندگی بسر کرنا کوئی مستحسن مقصد حیات نہیں ہے دین کی خدمت اور وطن کی حفاظت کے لئے جان و مال پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہ خدا کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے۔ جس قوم کے اندر یہ ولولہ رہا وہ زندہ رہی اور عزت کے ساتھ زندہ رہی۔

پاک و ہند کی حالیہ جنگ میں پاکستانی قوم کا ایثار و قربانی اور اس کے شاندار نتائج

پچھلے ستمبر میں پاکستانی قوم نے اور پاکستانی فوج نے ایثار و قربانی۔ جرأت اور استقلال کا جو عظیم الشان نمونہ دکھلایا۔ اس سے آپ دنیا میں معزز ہو گئے۔ جب دشمن نے ہم پر حملہ کیا۔ اس دن میں راولپنڈی میں تھا۔ دن میں کئی بار خدا کے حضور روتا تھا کہ اے خدا! تو نے ڈیڑھ سو سال کی غلامی اور مسکنت کی زندگی کے بعد ہمیں آزادی دی ہے اور سلطنت عطا فرمائی ہے یہ کتنی بڑی نعمتیں ہیں جو تُو نے اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہیں لیکن آج ایک کافر ہمسایہ ان نعمتوں کو چھین لینا چاہتا ہے اور ہمیں غلام بنانا چاہتا ہے تو اپنی جناب سے ان دشمنوں کو نیچا دکھا اپنے فرشتوں کو بھیج۔ میں ہی نہیں میری طرح بے شمار آدمی خدا کے حضور روتے اور دعائیں کرتے ہوں گے خدا تعالےٰ نے ان کی فریاد سُنی اور فرشتوں کو بھیجا ہمیں نصرت عطا کی اور فتح دی اس سے ہم دنیا کی قوموں کی نگاہوں میں معزز ہو گئے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ پاکستان کو دنیا نہ جانتی تھی اس کے کارنامے سے اس ملک کو تمام کی تمام دنیا جاننے لگی ہے۔ اور پاکستان کی جری اور غازی فوج کا نام دنیا میں روشن ہو گیا ہے۔

امریکہ کی شہ پر ہندوستان کا ناکام حملہ

جانسن نے ہندوستانی فوج کو اشارہ کیا تھا کہ ایوب میری پروا نہیں کرتا وہ گستاخ ہے۔ اس نے چین سے دوستی کی پینگیں بڑھا لی ہیں۔ روس سے دوستی گانٹھ لی ہے۔ تم اس کو اس کی بے پروائی اور چین سے دوستی کا مزا چکھا دو۔ دشمن ہمسایہ نے امریکہ کے پیٹھ ٹھونکنے پر یقین کر لیا کہ یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہم صبح نکلیں گے اور شام کو لاہور جیم خانہ میں شرابیں اڑائیں گے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے پاکستانی قوم کی نصرت کی اور دشمن کو منہ کی کھانی پڑی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اس چھوٹی سی قوم کو زندہ رکھا۔ صرف زندہ ہی نہیں بلکہ اسے فتح یاب کیا اور دشمن قوم کو شکست ہوئی۔ اگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابیوںؓ کی زندگیوں اور ان کے کارناموں پر نظر رکھیں گے اور ان کو مشعلِ راہ بنائیں گے تو ہمیشہ کامیاب و کامران ہوں گے۔ اور خدا اور اس کا رسول صلعم بھی ہم سے راضی ہوں گے۔

بیماروں اور مصیبت زدوں کے لئے دُعا

بعض احباب بیمار ہیں اور بعض مشکلات میں مبتلا ہیں۔ خانبہادر غلام ربانی خاں صاحب کی ایک آنکھ کا کامیاب اپریشن ہو چکا ہے اور دوسری آنکھ کا آج یا کل ہونے والا ہے۔ ان کے لئے جناب الٰہی میں دُعا فرمائیں۔ اور ایک خاتون کا بچہ کہیں گم ہو گیا ہے ان کی درخواست ہے کہ جماعت دُعا کرے کہ وہ بچہ مل جائے ✤ (دُعا کی گئی)

تحریک گردن چھڑائی میں مزید عطیات

نام	رقم
بیگم صاحبہ سید غلام مصطفےٰ مرحوم لاہور	4.00
صاحبزادہ عبدالقدوس صاحب سرائے اورنگ	12.00
ماسٹر اللہ دتا صاحب بادشاہ پور	10.00
عبدالرشید صاحب پشاور	5.00
فقیر محمد صاحب ڈاوڑ	3.00
شیخ فضل الرحمٰن صاحب خانپور	5.00
محمد عقیل احمد صاحب گجرات	5.00
ملک فضل الٰہی صاحب جہلم	2.00
میاں طارق رازق صاحب جہلم	1.00
بابو عطاء الرحمان صاحب	10.00
رحمت اللہ بٹ صاحب سیالکوٹ	10.00
عبدالغفور صاحب لاہور صدر	2.00
بیگم شیخ محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ	10.00
شیخ برکت اللہ صاحب سیالکوٹ صدر	10.00
شیخ حفیظ اللہ صاحب سیالکوٹ صدر	10.00
شیخ حمید اللہ صاحب "	10.00
چوہدری عبدالعزیز صاحب خانپور	5.00
بشیر حسین صاحب قریشی بہاولپور	5.00
ایس جاوید اللہ صاحب وزیر آباد	5.00
اہلیہ صاحبہ شیخ عزیز احمد صاحب	5.00
سردار علی صاحب جموں	10.00
قاضی عبدالرشید صاحب ایبٹ آباد	5.00
منشی سلطان علی صاحب بعیر پور	1.00
شیخ محمد احسن صاحب لائل پور	10.00
میاں محمد صادق صاحب لاہور	5.00
میزان ۱-۱۰-۶۶ تا ۲۷-۱۰-۶۶	160.00

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری

کی کتاب "شانِ مسیح موعود" پر تبصرہ

تقریر حجۃ اللہ کا صحیح مفہوم

(بسلسلہ اشاعت گذشتہ)

حجۃ اللہ حضرت اقدسؑ کی کتاب نہیں

قاضی صاحب موصوف کے تمام پیش کردہ حوالوں کو صاف کرنے کے بعد جو انہوں نے شہادۃ القرآن، تحفہ گولڑویہ، الوصیت، چشمہ معرفت، تتمہ حقیقۃ الوحی، تجلیاتِ الٰہیہ سے پیش کئے ہیں اب میں تقریر "حجۃ اللہ" کے حوالہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کا حقیقی مفہوم بیان کرتا ہوں و باللہ التوفیق لیکن اس کا مفہوم پیش کرنے سے قبل احباب کرام کو یہ بتلا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ "حجۃ اللہ" جس کا حوالہ قاضی صاحب نے پیش کیا ہے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتاب نہیں گو قاضی صاحب نے اس کے ساتھ تقریر کا لفظ لگا دیا ہے مگر حضرت اقدس کی کتاب کی حیثیت سے ہی پیش کرتے ہیں اس لئے اس غلطی کو دُور کرنے کے لئے اس کی وضاحت ضروری سمجھ کر کردی ہے علاوہ ازیں اس بات کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی اس تقریر کا نام "حجۃ اللہ" نہیں رکھا جس کا حوالہ قاضی صاحب نے دیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ نے یکم مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں کسی شخص کے سوال کے جواب میں ایک تقریر فرمائی جسے کسی ڈائری نویس نے لکھ کر ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء کے اخبار الحکم میں شائع کروا دیا اس کے بعد حکیم محمد حسین صاحب قریشی ساکن لاہور نے اخبار الحکم سے لے کر اسے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا اس پمفلٹ کا نام انہوں نے "حجۃ اللہ" رکھا معلوم ہوتا ہے کہ ڈائری نویس حضرت اقدسؑ کی تحریروں سے ناواقف تھا اور اسی ناواقفیت کی بناء پر اس نے اپنی ڈائری میں اسلامی اصطلاح کا لفظ لکھ دیا ورنہ اگر اس کے سیاق سباق کو دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے لغوی اصطلاح کا ہی لفظ استعمال فرمایا ہوگا ڈائری نویس نے غلطی سے اسلامی اصطلاح لکھ دیا کیونکہ حضور اس وقت لاہور میں پیغامِ حق پہنچانے میں ہمہ تن مصروف تھے اس لئے حضور کی نظر سے یہ ڈائری نہیں گزری ورنہ حضور اس کی اصلاح فرما دیتے۔

. . . .

ڈائری نویس کی غلطی کا ثبوت

اس بات کا ثبوت کہ ڈائری نویس کی غلطی سے اسلامی اصطلاح کا لفظ لکھا گیا ہے ایک تو خود عبارت مذکورہ کا سیاق و سباق ہی ہے جس کا ذکر ابھی آتا ہے اور دوسرے اس کا بیّنا اور زبردست ثبوت یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ کی ۸۰ کے قریب کتب ہیں ان کے علاوہ متعدد اشتہارات اور متعدد مکتوبات ہیں لیکن نہ کسی کتاب میں نہ کسی اشتہار میں اور نہ ہی کسی مکتوب میں حضور نے کبھی اپنی نبوت کو اسلامی اصطلاح میں نبوت قرار دیا ہے بلکہ اس کے برخلاف اپنی کتب میں واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ آپ کے لئے جو لفظ نبی احادیث میں یا حضور کے الہامات میں وارد ہوا ہے وہ محض لغوی معنی میں وارد ہوا ہے اسلامی اصطلاح میں وارد نہیں ہوا ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ اگر حضور اپنے آپ کو اسلامی اصطلاح میں نبی سمجھتے تو اپنی کسی تحریر میں تو اس کا ذکر فرماتے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضور کا وصال ہوتا ہے اور ۲۳ مئی کو جو خود حضور نے اخبار عام کے ایڈیٹر کو لکھا اس میں بھی لغوی معنی میں ہی اپنے آپ کو نبی ظاہر فرمایا اسلامی اصطلاح میں وہاں بھی انکار موجود ہے۔ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء کو جو مکتوب حضور کا الحکم میں شائع ہوا ہے اس میں بھی اسلامی اصطلاح میں انکار اور لغوی معنی میں اقرار پایا جاتا ہے اسی طرح ۱۹۰۰ء میں اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸ کے حاشیہ پر بھی اسلامی اصطلاح سے انکار اور محض لغوی معنی میں اقرار تحریر کیا ہے اور پھر وفات سے تین روز قبل یعنے ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو بھی اپنے مکتوب بنام ایڈیٹر اخبار عام میں بھی اسی کو دوہرایا ہے پھر اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی یہی ذکر پایا جاتا ہے تو اس تقریر میں کس طرح اسلامی اصطلاح فرما سکتے تھے۔

حوالہ پیش کردہ کا سیاق و سباق

قاضی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں:۔

"اور اپنی تقریر "حجۃ اللہ" میں (مسیح موعودؑ ناقل) فرماتے ہیں "خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے"

(تقریر حجۃ اللہ مندرجہ الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء)

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قاضی صاحب نے حسب عادت یہاں بھی حضور کے ادھورے الفاظ ہی پیش کئے ہیں اور حوالے کے سیاق و سباق کو ترک کر دیا ہے حالانکہ یہ سیاق و سباق ڈائری نویس کی غلط نویسی پر بیّن دلیل کا کام دے رہا ہے اس لئے ذیل میں مکمل حوالہ سیاق و سباق کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے جس سے ہر ذی علم شخص خود بخود ڈائری نویس کی غلطی کا اندازہ لگا لے گا۔

"البتہ ہمارے اُوپر جو کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہم نے کسی نئی تشریعی نبوت کا دعوٰی کیا ہے بلکہ مکالمہ مخاطبہ کی کثرت کیا بلحاظ کمیت اور کیا بلحاظ کیفیت کی وجہ سے نبی کہا گیا ہے۔ اب اس مجلس میں اگر کوئی عبرانی یا عربی سے واقف ہے تو وہ جان سکتا ہے کہ نبی کا لفظ نباء سے نکلا ہے۔ اور نباء کہتے ہیں خبر دینے کو یعنی خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے" چنانچہ قرآن شریف میں ہے انبئونی باسماء ھؤلاء اصل میں ہماری اور ان لوگوں کی صرف نزاع لفظی ہے ہمارے مخالف اگر تقوےٰ طہارت نہ چھوڑیں۔ اور تعصب اور عناد نہ کریں۔ تو سب جانتے ہیں اور متقدمین بزرگ اور اولیاء اللہ صاف لکھ گئے ہیں۔ و للہ یا اولیائہ مکالمات و مخاطبات

قاضی صاحب نے "خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر" سے شروع کرکے "نبی کہلاتا ہے" پر حوالہ کو ختم کر دیا ہے اور اس سے قبل اور بعد کی عبارت کو بالکل ترک کر دیا ہے حالانکہ قبل کی عبارت میں صراحت کے ساتھ کسی نئی اور تشریعی نبوت سے انکار موجود ہے اور اسی کو حضور نے اسلامی اصطلاح میں نبوت قرار دیا ہوا ہے۔ گویا تشریعی نبوت اور اسلامی

اصطلاح میں نبوت ہم معنی الفاظ ہیں تشریعی نبوت کا انکار درحقیقت اسلامی اصطلاح والی نبوت کا ہی انکار کہلاتا ہے۔ پس حوالہ کے شروع میں ہی جبکہ اسلامی اصطلاح والی نبوت سے انکار موجود ہے تو آگے جا کر اپنی نبوت کو اسلامی اصطلاح والی نبوت کس طرح قرار دے سکتے تھے۔ پس ان الفاظ کا حذف کرنا درحقیقت احباب سے حضور کے اصل منشاء کو مخفی رکھنے کے مترادف ہے اس کے بعد بھی جن الفاظ کو حذف کیا گیا ہے وہ بھی صراحت سے اسلامی اصطلاح کی نفی اور لغوی اصطلاح کا اثبات کر رہے ہیں جس سے ڈائری نویس کی غلطی نمایاں ہو جاتی ہے وہ الفاظ یہ ہیں :-

"اب اس مجلس میں اگر کوئی عبرانی یا عربی سے واقف ہے تو وہ جان سکتا ہے کہ نبی کا لفظ نباء سے نکلا ہے اور نباء کہتے ہیں خبر دینے کو یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے۔"

قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا علماء ربوہ اور دیگر ذی علم اصحاب غور فرمائیں کہ اگر نتیجہ میں حضور نے "اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے" کہنا تھا تو یہ نہ فرماتے کہ "اب اس مجلس میں اگر کوئی عبرانی یا عربی سے واقف ہے" بلکہ یہ فرماتے کہ اب اس مجلس میں اگر کوئی شریعت اسلامیہ سے واقف ہے یا یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی قرآن شریف سے واقف ہے یا یہ کہتے کہ اگر کوئی اسلامی اصطلاح سے واقف ہے یا یہ کہتے کہ اگر کوئی حدیث سے واقف ہے عبرانی یا عربی سے واقفیت رکھنے والے کا ذکر کرنا اور اس کو بطور منصف کے پیش کرنا صاف دلالت کرتا ہے کہ حضور کا منشاء لغوی معنی میں ہی نبوت کو اپنی طرف منسوب کرنا تھا جیسا کہ ہمیشہ اپنی کتابیں لکھتے چلے آ رہے تھے۔ نہ کہ اسلامی اصطلاح والی نبوت کو اپنی طرف منسوب کرنا تھا جس کا ہمیشہ سے انکار کرتے چلے آ رہے تھے عبرانی یا عربی یعنے لغت کا ذکر کے بعد اسلامی اصطلاح کا ذکر بالکل بے معنی اور بے محل اور بے موقعہ تھا پس اس سے ماننا پڑے گا کہ ڈائری نویس کی ہی غلطی ہے حضرت اقدس جیسے سلطان القلم انسان کی طرف ایسا لا یعنی قول منسوب کیا ہی نہیں جا سکتا — امید ہے ہمارے ربوہ سے تعلق رکھنے والے بھائی اس پر سنجیدگی سے غور کریں گے اور آئندہ اس حوالہ کو کبھی پیش نہیں کریں گے —— اب ہمارے ربوہ سے تعلق رکھنے والے دوست خود ہی فیصلہ کر لیں کہ اتنے اہم اور با معنی الفاظ کو حذف کر دینا جو اصلیت اور حقیقت پر روشنی ڈالنے والے تھے کیا کسی محقق کے شایان شان ہو سکتا ہے۔ یہ تو ماقبل کی حذف کردہ عبارت تھی، اب اس کے بعد کی عبارتوں پر بھی غور کریں کہ کیا وہ نبوت کے لغوی معنی والی نبوت کی طرف اشارہ کر رہی ہیں یا اسلامی اصطلاح والی نبوت کی طرف سب سے پہلے حضور کی پیش کردہ مثال ہی قابل غور ہے اس کے معاً بعد فرماتے ہیں "چنانچہ قرآن شریف میں ہے انبئونی باسماء ھٰؤلاء" اب غور کیجئے کہ کیا آیت میں انبئونی کا لفظ اسلامی اصطلاح میں استعمال ہوا ہے یا صریح طور پر لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ہر صاحب علم انسان یہی کہے گا کہ یقیناً لغوی معنی میں ہی استعمال ہوا ہے۔ پھر اس کے بعد فرماتے ہیں "اصل میں ہماری اور ان لوگوں کی صرف لفظی نزاع ہے" گزشتہ اقساط میں میں ثابت کر چکا ہوں کہ لفظی نزاع اسی وقت کہلائے گی جبکہ حضور پر لفظ نبی کا اطلاق بحیثیت محدث ہونے کے کیا جائے اگر بحیثیت نبی ہونے کے حضور پر لفظ نبی کا اطلاق کیا جائے تو پھر یہ نزاع لفظی نزاع کہلا ہی نہیں سکتی۔ پھر فرماتے ہیں :- "ہمارے مخالف اگر تقویٰ و طہارت نہ چھوڑیں اور تعصب اور عناد نہ کریں تو سب جانتے ہیں اور متقدمین بزرگ اور اولیاء اللہ صاف لکھ گئے ہیں وللّٰہ باولیائہ مکالمات و مخاطبات" اب اس سے زیادہ صاف بیان کیا ہوگا تمام بزرگوں اور تمام اولیاء کا مذہب بیان کر دیا کہ اُمت کے اولیاء اللہ کے مکالمات و مخاطبات ہوا کرتے ہیں گویا اپنے آپ کو بھی اولیاء کے زمرہ میں ہی داخل کر دیا ہے اور یہی بات حضور نے اپنی کتاب حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷ میں بیان فرمائی ہے اور اسی کو اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں جو سنہ ۱۹۰۳ء کی کتاب ہے ان الفاظ میں دہرایا ہے :-

"وللّٰہ مکالمات و مخاطبات مع اولیائہ فی ھٰذہ الامۃ و انھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا بنبیین فی الحقیقۃ فان القراٰن اکمل وطر الشریعۃ"

قاضی صاحب! کیا حضور کا یہ کلام صریح طور پر ڈائری نویس کی غلطی پر کھلی کھلی نص کا کام نہیں دے رہا پھر آپ کا سیاق و سباق کو حذف کر کے ادھورا حوالہ پیش کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ قاضی صاحب! آپ نے خود اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر یہ لکھا ہے :-

"لغت میں نبی کے معنی ہیں المُخبِر عن المستقبل بالھام من اللّٰہ (المنجد)"

جب آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ نبی کے لغوی معنی ہیں تو یہی معنی جب حضور نے بیان فرماتے ہیں تو ان کو آپ کیوں اسلامی اصطلاح کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

بدر ۲۵ر مئی ۱۹۰۸ء میں بھی حضور کی مندرجہ ذیل تقریر شائع ہوئی ہے جو ۱۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو حضور نے شہر لاہور کے رؤساء کے سامنے فرمائی یہ تقریر بھی الحکم والی ڈائری کی تغلیط کر رہی ہے فرماتے ہیں :-

"یہ الزام کہ میں نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں اور مجھے فکر پڑی ہوئی ہے کہ میں الگ قبلہ بنالوں اور نئی شریعت ایجاد کروں۔ ان تہمتوں کا جواب بجز لعنت اللہ علے الکاذبین اور کیا دوں۔ میرا دعوےٰ تو صرف یہ ہے کہ چونکہ دین زندہ ہے اس لئے ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح پیدا ہوتا ہے۔ جس سے خدا مکالمہ و مخاطبہ کرتا ہے جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہیں۔ انباء کا لفظ خود اس پر شاہد ہے۔ انباء کے معنے ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ میرا ہرگز یہ دعوےٰ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر میں نبی ہوں۔ تم جسے مکالمۂ الٰہی کہتے ہو ہم اسے نبوت کہتے ہیں یہ لفظی نزاع ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں لاتقولوا لا نبی بعدہ قولوا انہ خاتم النبیین اگر اسلام میں نبوت (خدا سے الہام و اعلام پانا) نہیں تو پھر آپ لوگوں کے پاس کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ آپ کوئی نصرت الٰہی کا نشان نہیں دیکھ سکتے جس باغ میں آبپاشی نہ ہو وہ آخر ویران ہوگا۔ جس دین میں وحی نہیں وہ بھی ایک دن تباہ ہوگا۔ حضرت مجدد سرہندی بھی ایسے مکالمہ کے قائل ہیں۔ میں کہتا ہوں اگر کوئی خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرتا ہے۔ تو اُسے عربی میں نبوت کے سوا اور کیا کہیں گے۔ تعجب ہے کہ جب وہی بات پنجابی میں کہی جائے۔ تو مانتے ہیں اور جب پنجابی کی بجائے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

آپ کے لیڈروں اور علماء سے اختلاف کے بعد بھی انہوں نے اپنی تمام زندگی خدمت دین میں ہی صرف کر دی اور اللہ تعالےٰ نے یوضع لہ القبول فی الارض کے ماتحت ان بزرگوں کے پیدا کردہ لٹریچر کو دنیا میں قبولیت بھی عطا فرمائی اور ہزاروں گم گشتہ راہ کو سیدھے راستہ پر لانے کا موجب بھی ہوا حضرت مسیح موعودؑ ان بزرگوں سے راضی ہونے کی حالت میں اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے لیکن بعض لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو ان بزرگوں سے صرف دل میں ہی بغض نہیں رکھتے بلکہ زبان سے بھی ان لوگوں نے ان بزرگوں کے حق میں بد زبانی سے کام لینا اپنا شیوہ بنایا ہوا ہے ایسے لوگوں کو محض ان کے روحانی فائدہ کے لئے میں ناصحانہ رنگ میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس رویہ میں تبدیلی کریں اور ان خدام دین اور انصار اسلام کے خلاف بغض کو ترک کر کے محبت کو اپنے دلوں میں جگہ دیں

ورنہ اس بات سے ڈریں کہ کہیں ان کے دلوں میں نفاق کا بیج نشو و نما نہ پا رہا ہو ان بزرگوں نے نصرت دین کے لئے جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ ایسی نمایاں اور اتنی واضح ہیں کہ نہ وہ کسی مخفی ہیں اور نہ ان کا انکار کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے ان کا انصار دین میں داخل ہونا تو ظاہر ہے پس ان سے محبت رکھنا اپنے اندر ایمان کو پیدا کرنے کے مترادف ہے اور ان سے بغض رکھنا نفاق کو اپنے قلوب میں داخل کرنا ہے جس سے مومن کو بچنے کی کوشش کرنی چاہئیے نفاق کی بھی کئی اقسام اور کئی شکلیں ہیں اور بغض الانصار بھی اس کی ایک شکل ہے۔ بے شک ان بزرگوں کے عقائد سے جو آپ کو اختلاف ہے آپ رکھیں میں ان کے متعلق اس وقت کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن اختلاف رکھتے ہوئے بھی آپ اُن سے محبت کے جذبہ کو اپنے دلوں میں نشو و نما دے سکتے ہیں اور بغض کے جذبہ کو دور رکھ سکتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس اختلاف میں آپ لوگ ہی غلطی پر ہوں اور یہ لوگ صواب پر ہوں محض خیالات میں اختلاف کو بغض کا ذریعہ بنانا حد درجہ کی نادانی ہے ان کی خدمات پر اگر آپ بغض سے الگ ہو کر نظر ڈالیں گے تو وہ آپ کو روزِ روشن کی طرح درخشاں اور چمکتی ہوئی نظر آئیں گی اس سلسلہ میں میں اپنے دیگر مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بھی مخلصانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ اسی نقطہ نگاہ سے حضرت مرزا صاحب کی ان خدمات کو دیکھیں جو اسلام کی اشاعت اور تمام ادیان پر اس کی برتری کو ثابت کرنے کے متعلق آپ نے سرانجام دیں ہیں پس اگر آپ تعصب اور عناد کو دل سے نکال کر ان کے زرین کارناموں پر نظر ڈالیں گے تو آپکو نظر آ جائے گا کہ فی الحقیقت یہ شخص عظیم الشان ناصر دین تھا پھر آپ کے دلوں سے اس عظیم الشان شخص کا بغض نکل جائے گا اور اس کی جگہ اس کی محبت آپ کے دل میں داخل ہو جائے گی۔ اسی طرح میں اپنی جماعت کے دوستوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی اسی ارشاد نبوی کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت کے بزرگوں کی محبت اپنے دلوں میں داخل کریں جو یقیناً انصار دین ہیں اور ان کے بغض سے اجتناب کریں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ایسی ہی توفیق عطا فرمائے آمین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں۔ (منیجر)

مردِ کامل کا کردار اور قیامِ انجمن کی داستان

رپورٹ جلسہ خواتین احمدیہ لاہور

"مکھیاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک شہد کی اور دوسری عام گندگی کی مکھی - گندگی کی مکھی کو آپ کسی بھی خوبصورت باغ میں لے جائیے وہ وہاں بھی گندگی ہی کو تلاش کر کے اس پر بیٹھے گی لیکن شہد کی مکھی گندگی کے ڈھیر میں بھی خوبصورت پھول تلاش کر لے گی اور اس سے انسانوں کے فائدے کی چیز تیار کرے گی۔ یہی حال انسانوں کا ہے ان میں بھی دو قسم کے انسان ہوتے ہیں ایک وہ جو اچھے انسان کی اچھائیوں میں بھی برائی ہی ڈھونڈتے ہیں اور اس کی کمزوریوں کا اشتہار دیتے ہیں - انسانوں کی دوسری قسم وہ ہے جو بڑے سے بڑے آدمی میں بھی کوئی نہ کوئی نیکی ڈھونڈ کر اس کو دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ نیکی اور بھلائی کا پرچار ہو - پس میں اپنی عزیز بہنوں اور بیٹیوں سے یہ گذارش کرتی ہوں کہ آپ احمدی خواتین ہونے کی حیثیت سے شہد کی مکھیاں بن جائیں کہ انسان کے کردار سے اس کی خوبیوں کو ڈھونڈ لائیں اور دوسروں تک ان کو پہنچائیں کہ آپ کا وجود دوسروں کے لئے مفید ہو اور لوگ آپ کو اچھے نام سے یاد کریں"

یہ الفاظ بیگم رضیہ علی دختر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ۷ / اکتوبر ۱۹۶۶ء کو خواتین کے ماہانہ دینی جلسہ میں کہے۔

جلسہ کی کارروائی کا آغاز مسجد احمدیہ بلڈنگس میں قرآن خوانی سے ہوا تمام خواتین نے قرآن پاک کا ایک ایک پارہ پڑھا - قرآن پاک کی تلاوت ختم ہوئی تو جلسے کی کارروائی اس مردِ مومن کی یاد میں شروع ہوئی جس نے ۴۰ سال اسی مسجد میں درس قرآن دیا - جس نے اشاعت کلمۃ اللہ کے تقاضوں پر اپنی زندگی کا بہترین دور قربان کر دیا - یہ انجمن کس طرح قائم ہوئی ؟ اس کی بنیادوں میں کن اکابر کا خون جمع ہے ؟ یہ ساری باتیں ہمارے مستقبل کی معمار اور نئے دور کی بچی مس یاسمین مجید نے اپنی تقریر میں بتائیں - اس لاپرواہی اور اسلاف سے بے خبری کے دور میں مس یاسمین مجید کی معلومات واقعی قابلِ داد اور حوصلہ افزا تھیں - آپ نے بتایا کہ کس طرح تشکیل جماعت کے وقت بے سروسامانی اور نامساعد حالات کے باوجود یہ کام احسن طریق سے سرانجام پایا حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی عالمانہ کاوشیں اور جماعت کے افراد کے تعاون نے یہ بات واضح کر دی کہ ایمان پختہ ہو تو خدا ایسے انسانوں کے لئے اپنی راہیں کھول دیتا ہے اور کامیابی و کامرانی ان کا مقدر بن جاتی ہے - حضرت مولانا محمد علی رح کی تحریرات کی قدر دیکھ کر اور ان کی باتیں غیر احمدی علماء سے سنکر بے اختیار یہ کہنے کو دل چاہتا ہے کہ دیکھو ؎

علم والوں کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

اس مردِ مومن کی داستان مس فرحت دختر شیخ محمد امین صاحب نے سنائی اور غیر ملکی علماء کے تبصرے سنائے - اس کے بعد محترمہ رضیہ علی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا - آپ نے باہمی تعاون کی اہمیت پر زور دیا اور فرمایا کہ ہم سب کو مل کر کام کرنا چاہئے - تعاون کی بات آئی تو یہ بھی خیال آیا کہ یہ لفظ کہنے کو جتنا آسان ہے عملی دنیا میں اتنا ہی مشکل - اس کے لئے اپنی انا، خودی اصول اور اپنی پسند سب کچھ قربان کرنا پڑتا ہے - تعاون ترقی وارتقاء کا لازمی جزو ہے تو ایثار و قربانی تعاون کا لازمی جزو ہیں اور آج ہمیں اس تعاون کی ضرورت ہے جو مجدد زماں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے میں پیدا ہوا تھا - آج ہمیں اس تعاون کی ضرورت ہے جس کے ذریعے حضرت مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ نے چاروں طرف سے مخالفت کے باوجود گرتی ہوئی جماعت کو دوبارہ قائم کر دکھایا تھا - اور پھر جس تعاون کی برکات سے اس چھوٹی سی جماعت نے اتنا عظیم الشان کام کیا کہ ایک عالم کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور آج مولانا محمد علی رح کا شمار ان اکابر اہلِ قلم میں ہوتا ہے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں کہ ان کی تحریر زندہ ہے - زندہ رہتے ہیں کہ ان کے خیالات زندہ ہیں غالباً اسی ضمن میں کہا جاتا ہے ؎

اہلِ قلم مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں!

محترمہ رضیہ علی کی تقریر کے بعد دعا کی گئی اور پھر خواتین سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنی اپنی دستکاری نومبر کے پہلے جمعہ کو ہونے والے جلسہ میں لے آئیں - آخر میں خواتین کی تواضع مٹھائی اور چائے سے کی گئی - اس کے بعد جلسہ ختم کر دیا گیا اگلا جلسہ ۴ / نومبر کو ہوگا تمام خواتین سے شرکت کی درخواست کی جاتی ہے - شکریہ والسلام

رشندہ اختر
(سیکرٹری بزم خواتین احمدیہ لاہور)

جلسۂ خواتین راولپنڈی

تنظیم خواتین احمدیہ راولپنڈی کا تیسرا ماہانہ اجتماع زیرِ صدارت محترمہ بیگم صاحبہ میاں فاروق احمد ۹/۲۵/۶۶ کو چار بجے بعد دوپہر محترم شیخ عبدالعزیز صاحب کے مکان پر ہوا - کارروائی کا آغاز عزیز باسم حمید نے تلاوت قرآن پاک سے کیا - اس کمسن بچے کی قرآن خوانی اس بات کا ثبوت تھی کہ اس مادیت کے دور میں ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو قرآن کو عملی زندگی میں اپنا رہنما یقین کرتے ہیں اور اپنے بچوں کے دلوں میں بھی اس سے محبت کرنے کا جذبہ پیدا کرتے ہیں - تلاوت قرآن کریم کے بعد عزیزان نبیلہ اکرام اور عارفہ نصیر نے باری باری نعت خوانی کر کے سرکارِ دو عالم صلعم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا ان کے بعد ایک غیر از جماعت مہمان خاتون نے تقریر کی - پھر عزیزان باسم حمید اور شنیلا حمید نے مل کر خوش الحانی سے نعت پڑھی - زاں بعد محترمہ کشور حمید صاحبہ نے سیرت نبوی کے موضوع پر تقریر کی اور آپ نے اسوۂ حسنہ سے خلق عظیم - غریب پروری - بے یار و مددگار لوگوں کی دستگیری - بیماروں، مصیبت زدوں اور دکھی انسانوں کی خبرگیری اور دلجوئی - ایثار نفسی حسن و احسان کی بے نظیری کے نادر نمونے پیش کئے - اس عالمانہ لیکچر کے بعد شاہدہ احسان صاحبہ نے سرورِ کائنات صلعم کی چند احادیث سنائیں اور یوں محترمہ کشور حمید صاحبہ کے مضمون کو جاری رکھا ان کے بعد عزیزہ ثاقب اکرام نے دعا سنائی اور عزیز باسم حمید نے نظم پڑھی

اس کے بعد محترمہ صدر جلسہ نے حاضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ خواتین احمدیہ کا یہ اجتماع اور اس کی کارروائی دیکھ کر مجھے گونہ اطمینان

ہوا ہے ۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں اس سے قبل آپ کے اجتماعوں میں شرکت نہ کر سکی کیونکہ میں اس دوران میں راولپنڈی سے غیر حاضر تھی ۔ اس اجتماع میں شریک ہونے سے پہلے مجھے ہمیشہ یہ فکر دامنگیر رہا کہ آج ہماری قوم کی خواتین میں احمدیت سے وہ لگاؤ کم نظر آتا ہے جو اس سلسلہ کی ابتدائی خواتین کی خصوصیت تھی ۔ میرے نزدیک یہ نتیجہ ہے اس غفلت اور لاپرواہی کا جو ہم اس علم الکلام سے روا رکھتی ہیں جو اس زمانے کے امام ہمام کے طفیل ہمیں ملا ۔ یہ علمی حقائق اور معارف وہ خزائن ہیں جو صدیوں سے مدفون چلے آتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کو دیئے جاتے تھے ۔ جیسا کہ حضرت امام نے فرمایا ہے

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

میری بہنو! یہ علم الکلام ایک نور ہے اور یہ وہ نور ہے جس کو پانے والے خدا کی پاک کتاب میں آخرین منھم کہلاتے ہیں ۔ یہ کفرانِ نعمت ہوگی اگر ہم نے اس نور سے اپنے سینوں کو اپنے گھروں کو اور اپنی اولاد کو منور نہ کیا ۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود اس لٹریچر سے آگاہ ہوں جو حضرت امام الزمانؑ اور آپ کے مقدس شاگردوں نے پیدا کیا ہے اور اپنی اولاد کو اس سے بہرہ ور کریں ۔ یاد رکھئے اگر ہم نے اس معاملہ میں کوتاہی کی تو ہم نہ صرف خود اس نعمت سے بے نصیب رہیں گی بلکہ اپنی اولاد کو بھی اس چشمۂ رواں سے محروم رکھ کر قابلِ مواخذہ ہونگی ۔

دل سے نکلی ہوئی ان باتوں کا فوری اثر ہوا اور اجتماع میں شریک خواتین نے یک زبان ہو کر طے کیا کہ مقامی جماعت سے درخواست کی جائے کہ وہ بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے کا جلد سے جلد موزوں انتظام کرے نیز مقامی تنظیم خواتین کے لئے عہدیداروں کا انتخاب کیا گیا ۔ اور متفقہ طور پر مندرجہ ذیل خواتین کو یہ ذمہ داریاں سونپی گئیں ۔ انتخاب کرتے وقت حاضرات کی تعداد تیس کے قریب تھی ۔

صدر و سرپرست : محترمہ بیگم صاحبہ میاں فاروق احمد
نائب صدر : محترمہ بیگم صاحبہ شیخ اکرام الحق
جنرل سیکرٹری : محترمہ بیگم صاحبہ فاضل رمضان
فنانشل سیکرٹری : محترمہ بیگم صاحبہ اقبال احمد
سیکرٹری چندہ کاری : محترمہ زہرہ شریف احمد
سب کمیٹی فراہمی چندہ کاری ۔
(۱) محترمہ بیگم صاحبہ شیخ عبدالعزیز
(۲) محترمہ بیگم صاحبہ میاں شکر الدین

محترمہ جنرل سیکرٹری صاحبہ سے استدعا کی گئی کہ وہ اس انجمن کے قواعد و ضوابط مرتب کریں ۔ حاضرات کی چائے سے تواضع کی گئی اور دعا پر جلسہ برخواست ہوا ۔ انجمن کا آئندہ اجلاس ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو ہوگا ۔ (نامہ نگار)

(فخرالدین احمد ۔ ۶۶-۱-۱۴)

خواتین احمدیہ کے نام

تمام قارئین بہنوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ ۴ نومبر کو اپنی اپنی چندہ کاری لے کر آئیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے دوسری بہنوں تک بھی یہ پیغام پہنچا دیں ۔
شکریہ ۔ والسلام

رخشندہ اختر ۔ سیکرٹری تنظیم خواتین احمدیہ

کتاب نشانِ مسیح موعودؑ پر تبصرہ

(بسلسلہ صفحہ ۹)

عربی لفظ اختیار کیا جائے تو تم نہیں مانتے اگر یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے ۔ اب میں اپنی تقریر کو ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ خدا نے ہمیں تجدید دین کے لئے بھیجا ہے تاہم تازہ نشانوں کے ساتھ دین کو تازہ کریں ۔ اگر خدا مجھے نہ بھیجتا تو آخر یہ دین بھی دیگر ادیان کی طرح قصوں کے رنگ میں رہ جاتا ۔ یہ یقین سمجھو کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ کبھی نابود نہیں ہو سکتا ۔"

اس تقریر میں نبوت بمعنی پیشگوئی کرنا ہی بتلائے ہیں ۔ پھر خدا سے الہام و اعلام کے الفاظ سے نبوت کی تشریح فرما کر مزید وضاحت کر دی ہے پھر مزید تاکید ان الفاظ سے کی ہے کہ پنجابی کا لفظ استعمال کریں تو قابلِ اعتراض نہیں سمجھتے لیکن اسی حقیقت کو اگر عربی لفظ سے بیان کیا جائے تو قابلِ اعتراض ٹھہراتے ہیں اگر یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے پھر مکالمہ و مخاطبہ مشتمل بر اخبار غیبیہ کو نبوت کہنے کے بعد صاف فرما دیا کہ یہ حقیقی نبوت نہیں یہی بات حقیقۃ الوحی کے استفتاء میں فرمائی پھر فرماتے ہیں " میں کہتا ہوں اگر کوئی خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرتا ہے تو اسے عربی میں نبوت کے سوا کیا کہیں گے " بار بار عربی زبان کا ہی ذکر فرما رہے ہیں کیا اس ساری تقریر میں حضور نے کسی ایک موقعہ پر بھی اسلامی اصطلاح کا لفظ استعمال فرمایا ہے ۔ حضور کی اس تقریر کے بھی تو کسی ڈائری نویس نے ہی نوٹ لئے تھے اس نے کیوں بار بار لغت کا تذکرہ کیا ہے اس نے کیوں اسلامی اصطلاح کا ذکر نہیں کیا معلوم ہوا یہ ڈائری نویس زیادہ سمجھدار تھا اور حضور کے لٹریچر سے واقف تھا ۔ اس کے مقابلہ میں الحکم کا ڈائری نویس حضور کی تحریروں سے ناواقف تھا اسلئے اس نے غلطی سے لغوی اصطلاح میں کی بجائے اسلامی اصطلاح میں کے الفاظ لکھ دیئے امید ہے احباب ربوہ آئندہ اس غلطی کی اصلاح فرما لیں گے ۔ اللہ تعالےٰ انہیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ مجدد سرہندی صاحب کا حوالہ دے کر بھی اپنے مسلک کی وضاحت فرما دی ہے کہ ایسا اُمتی حقیقت کے لحاظ سے محدث کہلاتا ہے اور نبی مجاز کے طور پر کہلاتا ہے ۔

والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ ۔

جلسہ سیالکوٹ چھاؤنی

۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار

مقام لان پارک کینٹ بازار روڈ

پہلی عام نشست : صبح ۹ بجے سے ½۱۲ بجے تک
خاص اجلاس : ½۲ بجے تا ½۴ بجے تک

مقررین :۔ حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
مرزا مسعود بیگ صاحب
میاں بشیر احمد منٹو صاحب
چوہدری محمد حسن چیمہ صاحب
چوہدری محمد سعید کھوکھر صاحب

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نورالٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا ۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح

لاہور

فون نمبر : ۳۷۴۳۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر : دوست محمد
مدیر معاون : بشیر احمد

فی پرچہ : ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ رجب المرجب سنہ ۱۳۸۶ھ - ۲ نومبر سنہ ۱۹۶۶ء | نمبر ۴۰

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محبّ ہیں
میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس
اور اموال میں برکت ڈالوں گا۔"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا
۲ - قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳ - کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴ - سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
۵ - سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۶ - اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

بحرِ حکمت کے موتی

اعمال کے مدارج

مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

عن ابی ھریرۃ رضؓ ان رسول اللّٰہ صلعم سُئِلَ اَیّ العمل افضل قال ایمان باللّٰہ ورسولہ قیل ثم ماذا قال الجہاد فی سبیل اللّٰہ قیل ثم ماذا قال حجٌّ مبرورٌ (البخاری کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلعم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے فرمایا اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آنا سب عملوں سے افضل عمل ہے پھر عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کس عمل کو فضیلت حاصل ہے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا پھر عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا عمل فضیلت کا حامل ہے فرمایا حج جو اپنی تمام شرائط کے ساتھ اور اس کی حقیقی روح کو ملحوظ رکھ کر ادا کیا جائے۔

مندرجہ بالا ارشادِ نبویؐ میں جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کو سب سے افضل عمل قرار دیا گیا ہے تو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ درحقیقت ایسا ایمان ہی تمام نیک اعمال کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ اسی سے تمام نیک اعمال کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس حدیث

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۱)

اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الرحمۃ

"اے میرے دوستو! جو میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو۔ اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو اور ابتلاء کا وقت تم پر ہے۔ اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ۔ اور تم ہر طرح ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی۔ اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دیگا۔ وہ خیال کریگا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔ اور کچھ آسمانی ابتلاء بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو، یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو، یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ تم نے یہ راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالےٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے اوپر دو لعنتیں جمع کر لو۔ ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی۔ یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے۔ تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۳۵)

نائیجیریا

ترجمہ خط از محمد صالح عبداللطیف صاحب - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس خدا کے نام سے جو بڑا رحیم اور کریم ہے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمتیں اور برکتیں نازل کرے۔ آمین۔

میں ایک مسلم ہوں اور انگریزی عربی کا مطالعہ کر رہا ہوں تاکہ اسلام کی معلومات حاصل کر سکوں لیکن میرے والدین اس قدر غریب ہیں کہ وہ خود امداد کے مستحق ہیں اس لئے مہربانی فرماکر مجھے عربی اور انگریزی ڈکشنری ارسال فرمائیں، اللہ تعالےٰ آپ کی مدد کرے گا۔

(ان کو ریلیجن آف اسلام اور خطبہ الہامیہ ارسال کیا گیا)

—(۲)—

ترجمہ خط از ایس۔ ڈبلیو اودولدوا - نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں یہ چند سطور آپ کو اپنی شناخت کے لئے ارسال کر رہا ہوں، میرا اسلامی نام سلیسو ہے۔ میں ایک ناخواندہ غریب مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہوں جو قرآن سے بالکل بے بہرہ ہیں میں نے اپنی کوشش سے کچھ تھوڑا سا قرآن کا مطالعہ کیا ہے۔

میں بہت مشکور ہوں گا اگر آپ مجھے محمد اینڈ کرائسٹ، ٹیچنگز آف اسلام، حدیث - قرآن شریف انگریزی و عربی بھیجیں - میں بہت ممنون ہوں گا۔

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام - کال آف اسلام بھیجا گیا)

بھارت

ترجمہ خط از مسٹر محمد علیسی - بھارت۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دنیا بھر کے کافی لوگ جانتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک ایسا ادارہ ہے جو اشاعت اسلام کرتا ہے اور صرف احمدیہ جماعت ہی ہے جس نے قرآن شریف اور حدیث شریف کا انگریزی ترجمہ کیا اور ہزاروں کی تعداد میں دنیا میں تقسیم کیا ہے۔

احمدیہ جماعت حضرت مرزا صاحب کو مجدد وقت مانتے ہوئے ان کی اسلامی خدمت کی قدر کرتی ہے۔

ہر طرف سے اسلام کی اشاعت کے لئے لٹریچر کی مانگ ہے اور ہر ایک مسلم اپنے آپ کو اشاعت اسلام کے لئے پیش کر رہا ہے اور اپنا نام درج کرانا چاہتا ہے۔ لیکن ہم کو مشن کی تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔ ہمیں احمدیہ مشن کی وہ جگہ بتائی جائے جہاں ہم اسلام کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اگر لاہور میں ایسا مشن ہو تو مجھے مزید تحریر کریں تاکہ میں کچھ عرصہ کے لئے وہاں آکر احمدیہ تحریک کی تعلیم حاصل کر سکوں۔ امید ہے

ہفت روزہ پیغام صلح ——— لاہور ——— مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۶ء

خلافت - خلافت - خلافت

خلافت کا مسئلہ اہل ربوہ کے لئے دین و ایمان کا سب سے بڑا جزو بن چکا ہے، رات دن ہر تحریر و تقریر میں خلافت، خلافت، خلافت، کا ہی وظیفہ جاری ہے اور اب "ایمان بالخلافت" کی نئی اصطلاح گھڑی گئی ہے۔ اور خطرہ ہے کہ کل کو یہ بھی کہدیا جائیگا کہ خلافت پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا جس طرح مسیح موعود پر ایمان لائے بغیر ان کے نزدیک کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا اسی بات کے پیش نظر آج ہم ہستی باری تعالےٰ کے نشانات" پر مقالات کا سلسلہ فی الحال ملتوی کرکے خلافت کے موضوع پر الفضل کے چند تازہ مقالات پر نظر ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں، جو "حضرت مسیح موعود کی ایک عظیم الشان پیشگوئی" کے زیر عنوان حال ہی میں شائع ہوئے ہیں اور ان میں مضبوطی خلافت کو جماعت احمدیہ کی فعالیت" کا موجب قرار دیتے ہوئے الوصیت کی بعض عبارات کو قیام خلافت کی پیشگوئی قرار دیا گیا ہے، اور پاک ممبران جماعت احمدیہ لاہور کی غیرت کو یہ کہکر للکارا گیا ہے، کہ

> " حیرانی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کا دعوےٰ کرنے والا کوئی غیرت مند انسان اس سے کس طرح آنکھیں بند کرکے بعض مستثنیات کو لے کر الوصیت کے حقیقی مفہوم کو غتربود کر سکتا ہے "

ہم اس پر آگے چل کر غور کریں گے کہ الوصیت کے "حقیقی مفہوم" کے نام سے جن عبارات کو "الفضل" نے قیام خلافت کی بنا قرار دیا ہے وہ اس مفہوم کی کہاں تک حامل ہیں، اور جن عبارات کو "مستثنیات" قرار دیا ہے وہ اصل مفہوم کو کہاں تک واضح کرتی ہیں، یہاں ہم سب سے پہلے اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ جس خلافت کو الفضل کے سابق پیرو مرشد پوپ کی خلافت سے مماثل قرار دیتے ہوئے عیسائیوں کے طرز انتخاب کے مطابق بنانے کی وصیت کر چکے ہیں، بلکہ اپنی زندگی میں اس طرز انتخاب کو اپنا بھی چکے ہیں، اسے حضرت مسیح موعودؑ کی "الوصیت" سے کیا مناسبت ہو سکتی ہے اور اس کی تائید میں "الوصیت" کے حوالے پیش کرنا کہاں تک مناسب ہے ربوہ کی خلافت تو عیسائیوں کی خلافت ہے، جو پوپ کی طرز پر قائم کی گئی ہے چنانچہ سابق خلیفہ ربوہ میاں محمود احمد صاحب کا ارشاد ہے کہ :-

> "اگر جماعت احمدیہ خلافت کے ایمان پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدو جہد کرتی رہی تو اس میں بھی قیامت تک خلافت قائم رہے گی جس طرح عیسائیوں میں پوپ کی شکل میں اب تک قائم ہے "
>
> " عیسائی جس طرح انتخاب کرتے ہیں...... وہ بہت سادہ طریق ہے، اس میں جو بڑے بڑے علماء ہیں ان کی ایک چھوٹی سی تعداد پوپ کا انتخاب کرتی ہے اور باقی عیسائی دنیا اسے قبول کر لیتی ہے "
>
> " میں نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے جو عیسائی طریقہ انتخاب پر غور کرے گی "

(ملاحظہ ہو "خلافت حقہ اسلامیہ" مصنفہ میاں محمود احمد صاحب)

سن لیا آپ نے؟ فرمائیے اس خلافت کو جو عیسائیوں کے اندر پوپ کی شکل میں

(باقی صفحہ ۲۴)

جلسہ سالانہ

امسال ۸-۹-۱۰-۱۱ر دسمبر کو (بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ، اتوار) منعقد ہوگا - ۸ر دسمبر کو بروز جمعرات مستورات کا جلسہ ہوگا، جس میں تقاریر اور لیکچروں کے علاوہ مستورات کے ہاتھ کی بنائی ہوئی دستکاریوں کی نمائش بھی ہوگی - جن کی فروخت کی آمد اشاعت اسلام کے کام آتی ہے اس لئے سب بہنوں سے التماس ہے کہ اپنی دستکاریاں جلد تیار کرکے دسمبر کے آخر تک دفتر انجمن میں بھیجدیں اور ۸ر دسمبر کو سب خواتین شریک جلسہ ہوکر مواعظ حسنہ سے مستفید ہوں -

مردانہ جلسہ میں بھی جو ۹ر-۱۰ر-۱۱ر دسمبر کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہے۔

اُمید ہے کہ تمام احباب مذکورہ تاریخوں میں بہ تعداد کثیر شامل جلسہ ہوکر عنداللہ ماجور ہوں گے ؛

گردن چھڑائی فنڈ میں بہت کم احباب حصہ لے رہے ہیں ضرورت ہے کہ تمام احباب اس مفید تحریک میں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق رقوم عطا فرما کر قومی استحکام کا موجب ہوں۔

(۲۴)

قائم ہے اور اسی شکل کو اختیار کرنے کے لئے اہل ربوہ کو بھی وصیت کی گئی ہے، حضرت مسیح موعود کی وصیت سے کیا تعلق ہے، اور کیوں اس کے لئے الوصیت کے حوالے پیش کئے جا رہے ہیں؟

تاہم آئیے ہم الوصیت کے ان حوالوں پر بھی غور کریں جو "الفضل" نے اس پوپ کی شکل کی خلافت کی تائید میں پیش کئے ہیں - اس سلسلہ میں الوصیت کی ایک طویل عبارت نقل کی گئی ہے جس میں حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے

(۱) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے

(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی، اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ رضؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا - یعنی خوف

(باقی دیکھئے ...)

بقیہ مقالہ از صفحہ ۳

کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔" (الوصیت صفحہ ۸)

اسی ذکر کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے"۔

یہ ہے وہ عبارت جس میں الفضل کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعد سلسلہ خلافت کے قیام کی پیشگوئی کی ہے ہم الفضل سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر "دوسری قدرت" سے حضرت مسیح موعودؑ کا منشا یہی تھا کہ آپ کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوگا، تو تو آپ نے اسی "الوصیت" کے ساتھ ایک انجمن کے قیام کی طرح کیوں ڈالی اور کیوں یہ لکھ دیا کہ "یہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے" اور سلسلہ کا تمام نظم و نسق اور اختیارات اس انجمن کو دیتے ہوئے یہ تحریر بھی لکھ کر دے دی کہ:-

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے، اور وہی قطعی ہونا چاہیئے، لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی، صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو، اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔ والسلام مرزا غلام احمد۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء۔"

غور کیجئے اس تحریر کے ہوتے ہوئے اس خلافت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے جس کی تائید "دوسری قدرت" کے الفاظ سے حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، کیا یہ مسیح موعودؑ کو معاذ اللہ بیوقوف ثابت کرنا نہیں کہ ایک طرف آپ "دوسری قدرت" کے الفاظ میں ایک مفترض الطاعۃ خلافت کا سلسلہ اپنے بعد قائم کرنا چاہتے ہیں یا ایسی خلافت کی پیشگوئی کرتے ہیں جو آمریت کا رنگ رکھتی ہے اور اس کا ایک ایک حکم قرآن و حدیث کی طرح واجب العمل ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف ایک انجمن بھی قائم کر دیتے ہیں جس کو صاف لفظوں میں اپنا جانشین قرار دیتے اور سلسلہ کا سارا نظم و نسق اس کے ہاتھ میں دیکر اس کے فیصلوں کو جو کثرت رائے سے ہوں واجب العمل ٹھہراتے ہیں، خدا کے بندو اس پر اور ایسی ژولیدہ باتوں سے خدا کے مامور کی تضحیک نہ کرو۔ اگر حضرت مسیح موعود کا منشا اپنے بعد ایسی خلافت کا سلسلہ قائم کرنے کا ہوتا تو صاف لفظوں میں اس کا اعلان کرتے اور انجمن ہرگز نہ بناتے، یا کم از کم جیسا کہ یہ حکم دیا تھا کہ "بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو اطلاع دی جائے" یہ بھی لکھ دیتے کہ میرے بعد میرے خلفاء کی اجازت کے بغیر انجمن کا کوئی فیصلہ نافذ نہ کیا جائے لیکن آپ تو فرماتے ہیں کہ:

"یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

کیا ان الفاظ سے اس خلافت کی کھلی تردید نہیں ہوتی جو اہل ربوہ نے قائم کر رکھی ہے، اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ "دوسری قدرت" کے وہ معنے نہیں جو "الفضل" اور اس کے ہم نوا بتاتے ہیں؟

وہ "دوسری قدرت" کیا ہے؟ وہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے مندرجہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے، اس ابتلاء کے اندر جو حضرت کی وفات کے موقعہ پر پیش آیا جماعت کا گرتے ہوئے سنبھل جانا اور اس مشن کے فروغ اور کامیابی سے تعلق رکھتی ہے، جس کے لئے آپ مبعوث ہوئے، یعنے اشاعت و تبلیغ اسلام، سو خدا کے فضل سے یہ دوسری قدرت حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد گذشتہ پچاس ساٹھ سالوں سے ہمارے دیکھنے میں آ رہی ہے۔ اس تمام عرصہ میں مخالفین سلسلہ کی طرف سے اس سلسلہ کو مٹانے کی سرتوڑ کوششیں کی گئیں، اس کے لئے تحریر و تقریر کے "ایرز شکن گرز" تیار کئے گئے، اس کے فرضی "تابوت" میں آخری کیلیں تک لگا دی گئیں، اور سب سے بڑھ کر سنہ ۱۹۵۳ء تحفظ ختم نبوت کا ڈھونگ رچا کر اس سلسلہ کو مٹا دینے کی آخری سعی کی گئی، لیکن یہ سلسلہ ایسا جاندار ثابت ہوا کہ ان سب کوششوں کے باوجود نہ صرف خود زندہ رہا بلکہ اپنے وجود سے یورپ، امریکہ، جرمنی، افریقہ اور بہت سے دیگر ممالک میں اسلام کی زندگی کی ایک ایسی زبردست لہر چلا دی جو دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے اور کبھی مٹنے والی نہیں۔

ہاں قادیانی جماعت نے بھی حضرت مسیح موعود کی طرف دعوٰے نبوت منسوب کر کے اور تکفیر المسلمین کے عقیدہ کو فروغ دیکر اسی سلسلہ کے مٹانے کا سامان پیدا کیا اس کے ضرر سے بھی خدا نے بال بال بچا لیا اور فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں میاں محمود احمد صاحب نے ان عقائد کے خلاف بیان دے کر ثابت کر دیا کہ مسیح موعود کے حقیقی عقائد اور آپ کا مشن مٹ نہیں سکتا۔ یہ ہے "دوسری قدرت" جس کی خبر حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں دی تھی، اور جس کا ظہور ہم رات دن سلسلہ کی کامیابیوں اور کامرانیوں میں صاف طور پر دیکھ رہے ہیں۔ ربوہ کی نام نہاد خلافت نے تو اس دوسری قدرت کو اپنے عقائد اور طرز عمل سے مٹانے کی کوشش کی تھی، لیکن مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور اس کا ظہور پوری شان سے ہو کر رہا، فرمائیے اس کو اس خلافت سے کیا تعلق جس کا ڈھونگ "الفضل" رچا رہا ہے۔

اخبار احمدیہ

جلسہ سیالکوٹ

—— ۳۰ اکتوبر سنہ ۱۹۶۶ء کو جماعت سیالکوٹ کی طرف سے چھاؤنی میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا، جس میں شرکت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ، ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور بعض دوسرے دوست بھی تشریف لے گئے۔ جلسہ کی مختصر رپورٹ دوسری جگہ درج ہے۔

مرحوم بھائی کی درخواست

—— ڈاکٹر محمد دین صاحب سیکرٹری جماعت مانسہرہ کا خط:-

"مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرا چھوٹا بھائی غلام نبی جسے قتل کے کیس میں سزائے موت دی گئی تھی ۱۸ کو اس جہان فانی سے رحلت کر گیا۔ نماز جنازہ اپنے آبائی گاؤں داتہ میں جناب خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب نے پڑھائی مانسہرہ ایبٹ آباد۔ دیپ گراں سے احباب نے شرکت کی۔ مرحوم نے میرے نام ایک خط لکھا تھا جو اس کی موت کے بعد مجھے دیا گیا۔ اس میں اس نے خواہش کی تھی کہ اخبار میں جنازۂ غائبانہ کی درخواست کی جائے اور جماعت کے ہر ایک دوست کو میرا آخری سلام قبول ہو۔ امید ہے آپ آئندہ اشاعت میں دعائے مغفرت کے لئے اسکی خواہش کو پورا کر کے مشکور فرمائیں گے۔

راقم غمزدہ - محمد دین سیکرٹری جماعت مانسہرہ"

ہمیں اس دلدوز سانحہ میں ڈاکٹر صاحب ممدوح اور مرحوم کے دیگر لواحقین و پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ احباب کرام سے جنازۂ غائبانہ کی درخواست ہے۔

ولادت و عطیہ — عبدالعزیز خانصاحب مالک عزیز ہوٹل ملتان کے صاحبزادہ محمد صدیق خان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے

خطبہ جمعہ
مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء

فرمودہ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

بڑے آدمیوں کا قومی کاموں میں شمولیت سے گریز

انہیں اپنے مرتبہ سے گرا دینے اور قوم کو نقصان پہنچانے کا موجب ہوتا ہے

غزوۂ تبوک میں شامل نہ ہونیوالوں کو سزا اور ان کی توبہ

لقد تاب اللہ علی النبی والمھاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم ثم تاب علیھم انہ بھم رؤف رحیم ٥ وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتیٰ اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ۔ ثم تاب علیھم لیتوبوا ان اللہ ھو التواب الرحیم ——— (التوبہ ۱۱۷-۱۱۸) ———

قوموں اور افراد کے لئے قیمتی سبق

ان آیات میں قوم کے لئے اور افراد کے لئے بہت سے قیمتی سبق ہیں اور جن واقعات کے متعلق یہ آیات ہیں ان سب میں قوم اور افراد کے لئے قیمتی سبق ہیں۔ ایک بڑا بھاری اور قیمتی سبق جن کے بغیر قومیں کامیاب نہیں ہوسکتیں یہ ہے کہ ساری کی ساری قوم مل کر ایک کام کو سرانجام دے۔ وہ لوگ جو قومی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں وہ دوسروں کے لئے نمونہ بنتے ہیں ان کی نیکی کا اجر بڑھ جاتا ہے۔ اور وہ لوگ جو قدم پیچھے رکھتے وہ اپنے غیر مفید اور مضر طریقے کی وجہ سے دوسروں کے لئے برا نمونہ بنتے ہیں۔

ذی فہم لوگوں کی نافرمانی کی سزا

ان آیات میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے زیادہ فہم دیا ہے وہ ہر معاملہ کو عام طور پر زیادہ اچھی طرح سمجھتے ہیں ایسے ذی فہم لوگوں کی نافرمانی سے زیادہ نقصان ہوتا ہے؟ ایسے لوگوں کی سزا بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ معاملہ کو اچھی طرح سمجھ سکتے تھے باوجود اس کے انہوں نے اس میں حصہ لینے سے کوتاہی کی۔

ندامت کی آگ سے گناہ جل جاتے ہیں

ان آیات میں ایک سبق یہ بھی ہے کہ خطاکاری اور نافرمانی کے بعد کسی کے دل میں ندامت کی آگ بھڑک اٹھے تو وہ گناہ کو جلا دیتی ہے اور اُن کی آنکھوں کے پانی سے خطاکاری کے دھبے دھل جاتے ہیں۔

عرب کی سرحد پر شام کی عیسائی حکومت کی لشکرکشی اور نہایت مشکل حالات میں نبی کریم صلعم کی مدافعانہ کارروائی

اُن آیات میں بعض واقعات مذکور ہیں ان کے متعلق آپ کے سامنے کچھ بیان کروں گا۔ واقعہ یوں ہے کہ شام کے بادشاہ نے عرب کو فتح کرنے کے لئے عرب کی سرحد پر بہت بڑی تعداد میں فوجیں جمع کر دیں۔ اس کو حضور کی فراست نے اپنے وطن کے لئے خطرہ یقین کیا۔ مدینہ سے اس جگہ کا فاصلہ قریباً آٹھ سو میل ہے۔ اس وقت گرمی کی شدت تھی۔ صحرا اور جنگلات کا سفر تھا زادِ راہ کی کمی تھی۔ سواریاں کم تھیں۔ ان کمزوریوں اور بے سروسامانی کے مقابلہ پر دشمن کی فوج کیل کانٹے سے لیس ہے ان کے ہاں کھانے پینے کی کثرت ہے ان مشکل حالات کے باوجود دشمن کی جارحیت کی مدافعت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوسوں میل کا سفر کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اسی لئے اس کو ساعۃ العسرۃ کہا گیا ہے باوجود شدت گرمی اور بے سروسامانی کے حضور صلعم دانشمندی کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ ہم عرب کی سرحد پر جا کر دشمن کا مقابلہ کریں گے، اور حالات ناموافق ہونے کے باوجود آپؐ خود لشکرکشی کرتے ہیں۔

تیاری کا حکم اور قوم کی مالی قربانیاں

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سفر کے لئے تیاری کی جائے اور چندہ بھی طلب فرمایا حالانکہ اس قسم کے ناموافق حالات میں لوگ چندہ دینے سے عموماً گریز کرتے ہیں، لیکن اس موقعہ پر قوم نے اپنی طاقت سے بڑھ چڑھ کر چندہ دیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنا سارا مال دے دیا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ما ابقیت لاھلک۔ اے ابوبکر رضؓ! تو نے اپنے اہل و عیال کے لئے کیا کچھ باقی رکھا ہے۔ جواب دیا ابقیت لھم اللہ ورسولہ میں نے ان کے لئے اللہ اور رسولؐ کا نام باقی رکھا ہے۔ حضرت عمر رضؓ نے اپنا نصف مال چندہ میں دے دیا حضرت عثمان رضؓ نے کئی سو اونٹ اور دوسرا ساز و سامان اور کئی سو اشرفیاں پیش کیں حضرت نبی کریمؐ ان اشرفیوں کو اپنی انگلیوں سے گنتے اور اور خوش ہوتے تھے کہ عثمان رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا مال دیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے چار ہزار اوقیہ چاندی دی۔

کعب بن مالک کا ابتدائے اسلام میں نبی کریمؐ اور مسلمانوں کی حفاظت کا وعدہ

لشکر اسلامی جو تیاری ممکن تھی کرنے کے بعد سفر کو نکل کھڑا ہوا۔ چند لوگ اپنی غفلت کی وجہ سے اس جہاد میں حصہ نہ لے سکے۔ ان میں بعض بڑے آدمی بھی شامل تھے۔ ایک ان میں سے کعب بن مالک تھے۔ یہ اس وقت مسلمان ہوئے تھے جب حضورؐ کے لئے مکہ چھوڑ کر مدینہ میں ہجرت کر جانا ضروری ہو گیا تھا۔ اور حضور دیکھنا چاہتے تھے کہ مدینہ والے مدد کرنے کے لئے تیار بھی ہیں یا نہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم سے بڑھ کر خدا پر توکل کرنے والا اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔ ان کو خدا کی ذات پر پورا ایمان تھا۔ پھر بھی دانشمندی کا تقاضا تھا کہ دیکھ لیا جاتا کہ مدینہ کے لوگ ہمیں برداشت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اس غرض کے لئے آپ تین دفعہ حج کے موقعہ پر منیٰ میں گئے وہاں لوگوں کے خیموں اور قیامگاہوں پر آپ جاتے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ مکہ کے لوگ میرے اور میرے ساتھیوں کے جانی دشمن ہو گئے ہیں۔ اس لئے کہ میں ان کو خدا کی باتیں سناتا ہوں۔ ان کے اندر اتحاد پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ اور میں ان کا خیرخواہ ہوں۔ یہ لوگ مجھے اپنا دشمن سمجھتے اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو مکہ سے نکالنا چاہتے ہیں۔ کیا تم میں سے ایسے لوگ ہیں جو ہمیں اپنے ہاں پناہ دے سکیں گے۔ اس غرض کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین دفعہ تشریف لے گئے اور وہاں حالات کا مشاہدہ فرمایا کعب بن مالک مدینہ کا ایک آدمی تھی جو [illegible]

تھا اور بڑا تومند آدمی تھا۔ اس نے حضرت صلعم سے کہا کہ ہم آپؐ کی اسی طرح حفاظت کریں گے۔ جس طرح ہم اپنی بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہیں اس سے حضرت صلعم کو تسلی ہوئی۔

مہاجرین کے ساتھ انصار کا حسن سلوک

چنانچہ جب مہاجرینؓ مدینہ میں ہجرت کر کے گئے تو مدینہ والوں نے اپنی زمینیں تقسیم کر دیں۔ اپنے گھروں میں انہیں جگہ دے دی۔ اپنا اثاثہ بانٹ دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مہاجرین انصاریوں کے وارث بن گئے۔ اس حد تک اخوت کا مظاہرہ کیا گیا۔

جنگ تبوک کے موقعہ پر کعب پیچھے رہ گئے

اتنا اخلاص رکھنے کے باوجود جہاد کے اس موقعہ پر کعب بن مالک پیچھے رہ گئے وہ خود کہتے ہیں کہ میں اس وقت خوب صحت مند تھا۔ اور میرے پاس سواری بھی تھی اور سرمایہ بھی کافی تھا اور میرا ارادہ تھا کہ میں اپنا کام کاج سمیٹ کر دو ایک روز میں لشکر سے جا ملوں گا لیکن دیر ہو جانے کی وجہ سے میں نہ جا سکا۔

حضرت علی رضؓ کو مدینہ کا حاکم بنا کر پیچھے چھوڑا گیا۔

بخاری میں تبوک کی لڑائی اور جہاد کا ذکر ہے۔ لکھا ہے عن سعد۔ ان رسول اللہ علیہ وسلم خرج الی تبوک کہ حضور نبی کریم صلعم تبوک کی جنگ کو نکلے فاستخلف علیًا تو مدینے میں اپنے پیچھے حضرت علیؓ کو حاکم بنا کر چھوڑ گئے۔ حضرت علی رضؓ سے یہ برداشت نہ ہو سکا کہ دوسرے لوگ تو جہاد کے لئے نکلیں اور وہ پیچھے بچوں اور عورتوں کے پاس بیٹھے رہیں۔ انہوں نے عرض کی اتخلفنی فی الصبیان والنساء۔

حضور! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے پاس چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں۔ حضور صلعم نے فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی اے علی رضؓ! گھبراؤ نہیں تمہارا رتبہ کم نہیں ہو جاتا۔ کہ تم جہاد میں شریک نہ ہو سکے۔ کیا تمہیں اپنا یہ رتبہ پسند نہیں ہے کہ تم میرے بعد میرے جانشین ہو۔ جیسے حضرت موسٰے نے اپنے بھائی ہارون کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔

اسی طرح میں تمہیں بھی اپنا قائم مقام بنا کر پیچھے چھوڑ رہا ہوں۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ ہارونؑ نبی تھا اس لئے تم بھی نبی ہو گے ایسا نہیں ہے الا انہ لیس نبی بعدی تم میرے جانشین تو ضرور ہو گے لیکن میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

کعب کے پیچھے رہ جانے کا حال ان کی اپنی زبان سے

کعب بن مالک اپنا حال اپنی زبان سے یوں سناتے ہیں۔ لوگو! میرا معاملہ یہ ہے کہ جس وقت میں پیچھے رہ گیا تھا اس وقت میں بالکل قوی تھا تندرست تھا۔ اتنا کہ پہلے کبھی اتنا تندرست نہیں ہوا تھا۔ اور اتنا مالدار بھی نہیں ہوا تھا۔ پھر اپنے معاملہ کو خود بیان کرتا ہوں کہ میں کیسے پیچھے رہ گیا۔ لوگ تیاریاں کر رہے تھے اور میں کبھی تیاری میں تھا۔ مجھے کچھ مصروفیتیں تھیں میں نے خیال کیا کہ میں مالدار ہوں۔ سواری میرے پاس ہے میں اپنا کاروبار سمیٹ لوں۔ ایک دو دن میں قافلہ کے ساتھ جا ملوں گا۔ ہر روز خیال کرتا کہ کل چلا جاؤں گا لیکن تیاری پوری نہ ہوئی۔ دو تین دن گذر جانے کے بعد ارادے میں سستی پیدا ہو گئی اور حضور کی واپسی کی اطلاع آنی شروع ہو گئی اس لئے میں نے جہاد میں جانے کا خیال ترک کر دیا۔

تبوک میں دشمن کا فرار اور مسلمانوں کی کامیابی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک کے میدان میں پہنچے تو دشمن مرعوب ہو کر بھاگ گیا۔ اگرچہ دشمن کی طاقت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی۔ اور ان کے پاس اسلحہ بھی زیادہ تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے حضرت صلعم کو نصرت کامیابی سے نوازا۔

میدان جنگ میں کعب کے متعلق سوال

وہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوستوں کے ساتھ بیٹھے اور لوگوں پر نظر دوڑائی تو کعب نظر نہ آئے آپ نے پوچھا ما فعل کعب کہ کعب کا کیا حال ہے۔ ایک شخص نے جلدی سے جواب دے دیا حبسہٗ برداہ و نظرہ عطفیہ۔ کہا حضور! وہ بانکا اور ٹیڑھا آدمی ہے۔ اس کو اپنے کپڑوں کا خیال آ گیا ہوگا۔ اور اپنی جوانی کا خیال آ گیا ہوگا! یہ سن کر معاذؓ نے کہا بئس ما قلت تو نے بہت بری بات کہی ہے یہ بالکل غلط ہے جو تو نے کہا ہے کعب بڑا اچھا آدمی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کعب سے کبھی کوئی غلطی یا قصور نہیں ہوا۔ فسکت النبی صلعم حضرت نبی کریم صلعم نے اس پر سکوت اختیار کر لیا اور کچھ نہ کہا۔

غیبت کرنے اور سننے والوں کے لئے سبق

بعض لوگ بزرگوں کو خوش کرنے کے لئے اپنے بھائی کی غیبت کر دیتے ہیں۔ بہت سے لیڈر ایسے ہوتے ہیں جو ایسی غیبتوں پر خوش ہوتے ہیں۔ اور غیبت کرنے والا اپنے اس فعل میں اور زیادہ ترقی کرتا ہے لیکن حضرت صلعم نے اس بات کو ختم کر دیا یہ ایک سبق ہے اُن لیڈروں کے لئے جو دوسروں کے عیوب اور برائیاں سن کر خوش ہوتے ہیں۔

کعب کا احساس ندامت اور جھوٹے عذر سے پرہیز

پھر وقت گذرتا گیا۔ اور خبریں آنے لگیں کہ حضور میدان جہاد سے کامیاب لوٹ رہے ہیں۔ کعب نے محسوس کیا میں نے بڑی غلطی کی ہے کہ میں جہاد میں شامل نہ ہو سکا۔ غلطی بھی کی اور نافرمانی بھی کی ہے۔ اور بھی لوگ تھے جنہوں نے جہاد میں شرکت نہ کی۔ بہت سے بیمار بھی تھے۔ بعض تندرست بھی تھے کعب کہتے ہیں کہ میں سوچنے لگا کہ دوسرے لوگ تو عذر معذرت کر لیں گے لیکن میں کیا کروں گا کیا میں عذر میں جھوٹ ملاؤں گا، میں تو ایسا نہیں کر سکتا اس لئے کہ واللہ ما کنت اقوی خیرا کی قسم میں تو اس وقت بہت قوی اور تندرست تھا، اور مالدار بھی تھا۔

جہاد میں نہ جانے والوں کے عذرات اور نبی کریم صلعم کا جواب

جب حضرت نبی کریم صلعم مدینہ واپس تشریف لائے تو بعض لوگوں نے اپنے اپنے عذر پیش کئے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا تم جو ظاہری طور پر اپنے عذر بیان کر رہے ہو میں قبول کرتا ہوں۔ اب بیعت کر لو کہ تم آئندہ ایسا نہ کرو گے۔ میں تمہارے لئے جناب الٰہی میں مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔ اور تمہارا اندرونہ اور تمہاری نیات جو کچھ بھی ہیں ان کو میں نہیں جانتا وہ میں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

کعب کا سچا بیان

کعب کہتے ہیں کہ جب میری باری آئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ کیوں جہاد میں شامل نہ ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں قادر الکلام ہوں، میں مؤثر طریق پر ایسا عذر پیش کر سکتا ہوں کہ آپ کو یقین آ جائے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں اور آپ معاف بھی کر سکتے ہیں لیکن میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ کسی قسم کا جھوٹ نہ بولوں گا۔

توحید پر ایمان اور راستبازی کی انتہاء

کعب نے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر میں نے جھوٹ بولا: تو اس سے خدا تعالےٰ بھی ناراض ہوگا اور آپ کو بھی میرے جھوٹ کا پتہ لگ جائے گا اور آپ بھی ناراض ہو جائیں گے۔ ایک پہلو انکے بیان کا یہ ہے جو بڑا قیمتی

ہے۔ اور دوسرا پہلو اس سے بڑا قیمتی ہے کعب کہتے ہیں کہ اگر میں سچ کہوں گا جس پر حضور تو ناراض ہو جائیں گے مگر خدا کی جناب سے مجھے معافی مل جائے گی۔ توحید اور راستبازی کی حد ہو گئی!

نبی کریم صلعم کا جواب

یہ سن کر حضور صلعم نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنا عذر سچ سچ بیان کر دیا ہے۔ فرمایا کہ تم جاؤ اور خدا کے حکم کی انتظار کرو۔

دو بدری جو غزوہ تبوک میں شامل نہ ہوئے

کعب کے ساتھ دو آدمی اور بھی تھے۔ جو جہاد میں شامل نہ ہوئے تھے، وہ بھی بڑے آدمی تھے اُن میں سے ایک کا نام ہلال بن اُمیہ اور دوسرے کا نام مرارہ بن ربیعہ تھا۔ یہ دونوں بدری تھے اس وقت بڑے سے بڑا عزت کا خطاب اگر کسی کو مل سکتا تھا تو وہ بدری ہونے کا تھا۔

بدری ہونا موجب عزت افزائی کیوں ہوا؟

جب بدر کی جنگ ہوئی اس وقت مسلمانوں کی جمعیت نہایت قلیل تھی، تین سو تیرہ کی کیا تعداد ہوتی ہے۔ دشمن کی تعداد بارہ تیرہ سو تھی، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جمعیت تھی اور نہ سامانِ جنگ، ایسے وقت میں قوم وملت کی حفاظت کے لئے موت کے منہ میں جانا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ جو مسلمان اس جہاد میں شامل ہوئے وہ بدری کہلاتے ہیں اور بدری ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بدر کی جنگ جب شروع ہوئی تو حضرت صلعم کو بھی پتہ تھا کہ ہم موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ چنانچہ حضور صلعم خدا کے حضور دُعا کرتے ہیں کہ اے مولا! ہم قلت میں ہیں ہمارے مقابلہ میں دشمن کی جمعیت بہت بھاری ہے۔ ہم بے سروسامان ہیں۔ اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر دُنیا میں تیری توحید کا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔ تو کعب سے اور ان دو بدریوں سے جو نافرمانی سرزد ہوئی تھی وہ اس سے عتاب کے اندر آ گئے اس سے پتہ چلا کہ بڑے بڑے آدمیوں سے بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور وہ بھی زیر عتاب آ جاتے ہیں۔

کعب اور ان کے ساتھیوں سے قطع تعلق اور ان کی پریشانی

حکم ہوا کہ کعب اور اس کے ساتھیوں سے کوئی شخص تعلق نہ رکھے نہ کلام کرے، کعب کہتے ہیں یہ سن کر ہماری جان نکل گئی۔ جب ہم باہر نکلے تو زمین و آسمان بدلا ہوا تھا تمام لوگوں نے علیحدگی اختیار کر لی، سب نے آنکھیں پھیر لیں، ان کی ایسی شکل ہو گئی کہ گویا وہ ہمیں پہچانتے ہی نہیں تھے۔ اس قدر تبدیلی واقع ہو گئی کہ ہم اس زمین اور ملک کو شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ کعب کہتے ہیں کہ میں اپنی اس حالت سے سخت تنگ آ گیا

چچا زاد بھائی ابو قتادہ شہر کے کنارے پر رہتا تھا وہاں اس کا باغ ہے وہ مجھے بہت پیارا ہے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا تاکہ کچھ تسلی مل سکے۔ چنانچہ میں اس کے پاس گیا، السلام علیکم کہا لیکن اس نے جواب تک نہ دیا۔ میں نے اسے خدا کا واسطہ دے کر کہا کہ کیا میں خدا اور اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا۔ ابو قتادہ نے کہا کہ ہم نہیں جانتے اللّٰہ و رسولہ اعلم خدا اور اسکا رسول زیادہ جانتا ہے تمہارا معاملہ خدا اور رسول سے ہے اس تنہائی میں انہوں نے اپنے مضبوط ایمان کا اظہار کیا اور پوری فرمانبرداری سے کام لیا۔ کعب کہتے ہیں قتادہ کی اس بے رُخی سے میری آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہ نکلے۔ کہ یہ دنیا میرے لئے اندھیر ہو گئی ہے۔

غسان کے بادشاہ کا خط

میں مایوسی کے عالم میں باہر نکلا تو راستہ میں غسان کے بادشاہ کا ایلچی ملا۔ اس نے بادشاہ کا رقعہ دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ تیرے آقا نے تیرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا میرے ہاں آ جاؤ۔ ہم تمہاری قدر کرتے ہیں، کعب بن مالک کہتے ہیں یہ رقعہ پڑھ کر مجھے خیال آیا کہ یہ ایک اور بلا میرے اُوپر آ گئی لیکن میں فیل نہیں ہوں گا۔ اس خط کو میں نے چاک کر کے تنور میں پھینک دیا۔ یہ کس درجہ بے نظیر لوگ ہیں، کیا ان کا ایمان ہے! دل ایمان کے نور سے منور ہے، ایسے سخت حالات میں ابتلا پر ابتلا آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہو گئی ہے لیکن ایمان کا نور دل کو روشن کئے ہوتے ہے۔

زمین تنگ ہو گئی

کعب کہتے ہیں مقاطعہ کے چالیس دن گزر گئے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ان کی بیویاں ان سے علیحدہ ہو جائیں کس قدر بے کسی کا عالم ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے زمین وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔

بریت کا حکم اور مبارک باد

پچاس دن اسی طرح گزر جانے کے بعد ایک صبح کو میں مکان کی چھت پر نماز پڑھ رہا تھا کہ آواز آئی اے سعد مبارک ہو، تمہاری بریت ہو گئی میں فوراً سجدہ میں گر گیا۔ بعض لوگ گھوڑے پر سوار ہو کر خوشخبری سنانے آ رہے تھے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اس خیال سے کہ انکے پہنچنے سے پیشتر یہ خوشخبری کعب کو پہنچا دی جائے، پہاڑ پر چڑھ کر آواز دے دی اتنی کی آواز سن کر میں سجدہ میں گر گیا۔ بے شمار آدمی دوڑ کر آئے۔ وہ لوگ جنہوں نے کعب اور ان کے ساتھیوں سے بالکل اجتناب کر رکھا تھا ذوق و شوق سے ان کے پاس پہنچکر خوشخبری سنانے کے لئے سرعت سے کام لے رہے تھے۔

زندگی بھر میں سب سے بڑھ کر خوشی کا دن

کعب کہتے ہیں میں اسی وقت حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا حضورؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ حضور صلعم جب خوش ہوتے تھے تو آپؐ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا۔ جب میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے مجھے فرمایا۔ مبارک ہو۔ یہ مبارک دن ہے ایسا مبارک دن تیری پیدائش سے لے کر ساری زندگی میں کبھی نہیں آیا۔

جناب الٰہی نے توبہ قبول کی

کعب کہتے ہیں میں نے شکر ادا کیا اور پوچھا یا رسول اللہ! میری توبہ آپ نے قبول فرمائی ہے یا جناب الٰہی نے توبہ قبول فرمائی ہے؟ حضور صلعم نے فرمایا۔ کہ یہ توبہ جناب الٰہی کی طرف سے قبول ہوئی ہے اس پر کعب نے کہا خدا تعالےٰ نے میرے صدق کی وجہ سے مجھے نوازا ہے اور میری توبہ یہ بھی ہے کہ اپنا سارا مال خدا کی راہ میں دے دیا جائے لیکن حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا سارا مال دینا ٹھیک نہیں زمین بال بچوں کے لئے رہنے دو۔

کئی ایک قیمتی سبق

ان آیات میں اور ان سے متعلقہ واقعات میں قوم کے لئے اور افراد کے لئے کئی ایک قیمتی سبق ہیں، وہ افراد جو احکام الٰہی کی نافرمانی کے باعث رفعت کے مقام سے گر کر ذلت کی انتہاء کو پہنچ گئے تھے۔ ان کی توبہ کے باعث ان کو پھر اسی مقام پر لا کھڑا کیا گیا ہے جس رفعت کے مقام پر وہ حضور نبی کریمؐ اور مہاجرینؓ و انصارؓ کے ساتھ پہلے کھڑے تھے یہ انتہاء درجہ کی کرم نوازی ہے جس کے بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ انسان نافرمانی سے بچتا رہے کیونکہ وہ موجب غضب الٰہی ہے۔ اور اگر وہ ایسا کر بیٹھا ہے تو اخلاص سے سچی توبہ کرے تاکہ وہ پھر عزت کا مقام حاصل کر سکے

ہر شخص کو چاہیئے کہ ان واقعات پر غور کرے اور اپنا معاملہ خدا اور رسول صلعم کے سامنے پیش کرے تو یہ ایک نعمت ہے اس سے آدمی اس مقام کو دوبارہ حاصل کر لیتا ہے جس سے وہ گر جاتا ہے یہ غور کا مقام ہے۔

آنکھوں کا اپریشن کرانے والوں کیلئے دُعا

ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کی والدہ صاحبہ کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے ان کے لئے اور ملک خدا بخش صاحب اور خانبہادر غلام ربانی خانصاحب کے لئے جنکی آنکھوں کا اپریشن ہوا ہے ان سب کے لئے ساری جماعت نہایت درد دل اور خلوص سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں کا نور پھر واپس کر دے۔

(دُعا کی گئی)

مولینا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

ایک بے بنیاد شرمناک اور شرانگیز پراپیگنڈا

جماعت ربوہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے ہماری جماعت کے ایک معزز دوست کو اپنے ایک تبلیغی خط میں خاکسار کے متعلق یہ فقرہ لکھا:-

"شیخ عبدالرحمان مصری نے حضرت خلیفۃ المسیح الموعود الثانی پر الزام لگایا ہے بھائی صاحب سچ تو یہ ہے کہ اگر اس وقت خلیفہ صاحب اس کی لڑکی کا رشتہ لے لیتے تو یہ الزام تو نہ لگاتا اور جماعت سے بھی الگ نہ ہوتا۔"

جناب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کو جو میں نے فسخ کیا تھا اس کی وجہ تو سب کو معلوم ہی ہے اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں میری فسخ بیعت پر جماعت میں کافی ہیجان پیدا ہوا تھا جس کو رفع کرنے کے لئے جماعت کے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے حامی کوئی معقول وجہ پیش نہ کر سکتے تھے اور نہ ہی میری طرف کوئی دنیاوی مفاد حاصل کرنے کے خیال کو منسوب کر کے اس کو میری علیحدگی کی بناء قرار دے سکتے تھے اس لئے اندر ہی اندر یہ جھوٹا پراپیگنڈا پھیلانا شروع کر دیا جس کا ذکر مذکورہ بالا ربوی دوست کے خط میں کیا گیا ہے اس شرمناک اور شرانگیز پراپیگنڈا کا علم مجھ کو انہی دنوں میں ہوا اور اس کی تردید میں میں نے انہی دنوں میں ایک اشتہار شائع کیا جس کا ہیڈنگ تھا "جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک دردمندانہ اپیل

اور

ایک غلط بیانی کی تردید"

میرا خیال تھا کہ میری واضح تردید کے بعد یہ خیال لوگوں کے دلوں سے نکل گیا ہوگا لیکن مذکورہ بالا دوست کے خط کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ یہ بے بنیاد پراپیگنڈا ابھی تک جاری ہے اس دوست کے علاوہ ایک اور دوست نے بھی مجھے بتایا کہ بنگال میں بھی ایسا ہی پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ذیل میں اسی اشتہار کو دوبارہ نقل کر دیا جائے جو اس وقت میں نے اس غلط الزام کی تردید میں شائع کیا تھا اس کو پڑھ کر ہر انصاف پسند دوست حق الیقین تک پہنچ جائے گا کہ اس قسم کا جھوٹا پراپیگنڈا کرنے والوں کے دل کس حد تک تقوےٰ اللہ سے خالی ہیں اور سب سے بڑھ کر قابل افسوس امر یہ ہے کہ ان کے خلیفہ صاحب نے بھی باوجود اس حقیقت کو جانتے ہوئے کہ اس پراپیگنڈا کی بناء محض جھوٹ پر ہے علانیہ اس کی تردید شائع کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی حالانکہ ان کا یہ اخلاقی فرض تھا کہ اس بے بنیاد پراپیگنڈا کی خود بھی تردید کرتے اور جماعت کو بھی اس کی اشاعت سے روک دیتے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی خاموشی ان کے کردار کے متعلق کوئی اچھا تاثر پیدا نہیں کرتی۔ بہرحال ذیل میں اشتہار کا وہ حصہ جو اس الزام سے تعلق رکھتا ہے شائع کیا جاتا ہے یہ اشتہار چونکہ اس وقت لکھا گیا تھا جبکہ ابھی میرا تعلق اس جماعت سے ہی تھا اس لئے اس میں بعض الفاظ اور بعض القاب ایسے پائے جائیں گے جو اس جماعت کے احساسات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے تھے اس وقت اصل مقصود تو اس امر پر روشنی ڈالنا ہے کہ میرے خلاف جو ایسا شرانگیز پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے اس کی تردید اسی وقت مؤثر طریقہ سے کر دی گئی تھی۔

اگر اس پراپیگنڈا میں ذرہ بھر بھی صداقت ہوتی تو کیا ان کے خلیفہ صاحب خاموش رہ سکتے تھے وہ تو سب سے پہلے علی الاعلان اس کا اظہار کرتے انہوں نے ۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ پر اپنی تقریر میں کئی غلط باتیں میری طرف منسوب کریں اور اس خوف سے کہ کہیں ان کی تردید نہ ہو جائے اس تقریر کو شائع نہ کیا اور اب ۲۷ سال بعد اخبار الفضل کے ایک کارکن نے اسے شائع کر دیا اس حالت میں اگر میں نے اپنی لڑکی کا رشتہ پیش کیا ہوتا تو کس طرح وہ خاموش رہ سکتے تھے باوجود اس کے اس وقت اس جھوٹے پراپیگنڈا کو جاری رکھنا بتلاتا ہے کہ تقوی اللہ ان کے دلوں سے عنقا ہو چکا ہے بہرحال ذیل میں وہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے:-

"جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک دردمندانہ اپیل

اور

ایک غلط بیانی کی تردید"

"جب سے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اطلاع دی ہے کہ میں آپ کے بعض ایسے نقائص کی وجہ سے جو خلافت کے منصب کے منافی ہیں۔ (جن کی تفصیل میں نے اپنی تین چٹھیوں میں بیان کر دی ہے۔) آپ کی بیعت سے الگ ہوتا ہوں۔ ہاں اگر آپ اپنے نقائص کی اصلاح کر لیں۔ اور مجھے یہ یقین دلا دیں کہ آئندہ پھر یہ نقائص پیدا نہیں ہوں گے تو میں اپنی فسخ بیعت کا اعلان نہیں کروں گا۔ اور آپ کا خادم رہوں گا۔ اور جس کو انہوں نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت پبلک میں اس طرح ظاہر کیا ہے کہ گویا وہ مجھے جماعت میں سے خارج کر رہے ہیں۔ حالانکہ جماعت سے خارج کرنے کا انہیں کوئی اختیار ہی نہیں۔ ان باتوں کے متعلق انشاء اللہ مفصل بحث بعد میں کی جاوے گی۔ اس وقت سے جماعت میں سخت ہیجان اور اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ اور لوگ دریافت کر رہے ہیں کہ اس فسخ بیعت کی کیا وجہ ہے۔ خاکسار جیسے حضرت صاحب سے اتنا اخلاص و محبت اور حضرت صاحب کو خاکسار سے اتنا تعلق و محبت اور خاکسار کے خاندان کو ان کے خاندان سے اور ان کے خاندان کو خاکسار کے خاندان سے گہرا تعلق رہا ہے۔ اور جس نے اتنا لمبا عرصہ نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے آج وہ ان کی بیعت سے الگ ہوا ہے۔ اور اس علیحدگی میں اس نے اپنی تمام عزت جو اس کو جماعت میں حاصل تھی۔ اس کے ضائع ہونے کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اپنی ملازمت کو ایسی حالت میں بظاہر جبکہ اسے کوئی اور ذریعہ معاش میسر نہیں آ سکتا۔ خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ اور یہ نقصان اور بھی اہمیت اختیار کر جاتا ہے جبکہ یہ دیکھا جاوے کہ پندرہ سولہ نفوس پر مشتمل کنبہ کی پرورش اس کے ذمہ ہے اور دو بچے کالج میں تعلیم پا رہے ہیں۔ پس مال و عزت کی اتنی بڑی قربانی کسی معمولی بات کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کی تہ میں ضرور کوئی بڑی بات ہے۔ لوگوں کے اس استعجاب و حیرت کو دور کرنے کے لئے ایک نہایت ہی جھوٹا اور مکروہ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ کہ گویا میں نے اپنی لڑکی حضرت صاحب کی خدمت میں بغرض شادی پیش کی تھی۔ اور حضرت صاحب نے اسکو اپنے عقد میں لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر میں حضرت صاحب سے ناراض ہو گیا اور اس ناراضگی کے غصہ میں اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہوا ہوں۔ میں اس پروپیگنڈا کو دیر سے سن رہا ہوں۔ لیکن خاموشی اور صبر کے ساتھ اس کی تکلیف برداشت کرتا چلا آ رہا ہوں۔ لیکن اب جبکہ تمام قادیان میں اور باہر دونوں جگہ یہی وجہ ذہن نشین کرا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور مجھے خیال پڑتا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا

جا رہا ہے تاکہ لوگوں کو وجہ دریافت کرنے کی جو دلی خواہش ہے وہ اس وجہ کے بیان کر دینے سے پوری ہو جائے۔ اور وہ اس سے تسلی پاکر وہ امر جو اس علیحدگی کا حقیقی باعث ہے۔ اسے دریافت کرنے سے رُک جائیں میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس غلط بیانی کی اب علانیہ تردید کر دوں۔ قادیان میں تو ہر ایک کی زبان پر یہی وجہ جاری ہے۔ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ لاہور میں بھی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بیان کیا۔ کہ شیخ صاحب نے خاندان نبوت میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس لئے شیخ صاحب نے علیحدگی اختیار کر لی۔ گو مجھے یقین نہیں کہ مولوی غلام رسول راجیکی جیسے عالم آدمی نے اتنی بے احتیاطی سے کام لیا ہو۔ کہ ایسی بے بنیاد بات بغیر تحقیق کہہ دی ہو۔ لیکن بہر حال چونکہ اس کا چرچا عام ہے اس لئے میں اس کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دوستوں کا یہ فرض نہ تھا کہ ایسی بات منہ سے نکالنے سے قبل وہ اُن سے بھی دریافت کر لیتے۔ جن کا اس معاملہ کے ساتھ تعلق تھا۔ یعنے خود حضرت صاحب سے یا اس خاکسار سے۔ میرے نزدیک یقیناً ان کا مذہباً اور اخلاقاً دونوں لحاظ سے فرض تھا۔ پس انہوں نے ایک اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرکے اپنے ایک بھائی کے احساسات کو ناواجب طور پر مجروح کیا ہے اور اس کی طرف ایسی گندی اور کمینہ بات منسوب کی ہے کہ اس پر جتنی بھی نفرت کی جاوے کم ہے۔ یعنی ایک ادنےٰ سی دنیوی خواہش پورا نہ کئے جانے پر جماعت کے خلیفہ کے خلاف آواز اُٹھا کر جماعت کے اتحاد کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس ذہنیت پر میں سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جن دوستوں نے اس قسم کی وجہ گھڑنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے۔ وہ اپنی غلطی کی معافی اللہ تعالےٰ سے مانگیں گے اور آئندہ سے اس کی اشاعت سے اپنی زبانوں کو روکیں گے میں اس تحریر کے ذریعہ تمام دوستوں کو خواہ قادیان کے ہیں یا باہر کے اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی بھی حضرت صاحب کی خدمت میں اپنی لڑکی کا رشتہ پیش نہیں کیا۔ نہ تحریراً نہ تقریراً نہ اشارةً نہ کنایةً نہ بالواسطہ نہ بلا واسطہ کسی کو میرے اس بیان میں شک ہو تو خود حضرت صاحب سے براہ راست دریافت کر لے۔ مجھے چند ماہ

قبل ایک معزز دوست اور پھر چند دن قبل ایک دوسرے معزز دوست نے بتلایا کہ حضرت صاحب نے کسی سے کہا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ شیخ صاحب نے کبھی ایسا نہیں کہا مجھے بھی یہ افواہ پہنچی ہے مگر نہ معلوم کس شخص نے اسے پھیلا دیا ہے۔ پس دوستو! یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ وجہ بالکل غلط اور کسی شریر کی بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی اور وجہ جس کا تعلق کسی نفسانی غرض یا دنیوی مفاد کے ساتھ ہو، میری طرف منسوب کی جاوے تو اس کو بھی اسی طرح غلط سمجھیں۔"

اس جگہ میں ان لوگوں کی غلط فہمی کو بھی دُور کرنا چاہتا ہوں جو اس خیال میں مبتلا ہیں کہ میری لڑکی کے ساتھ کوئی واقعہ ہوا ہے جس کی بناء پر میں نے علیحدگی اختیار کی یہ بھی بالکل غلط اور سفید جھوٹ ہے ایک شخص نے اپنی ایک تحریر میں بھی اس کا ذکر کر دیا جس سے مجھے تکلیف تو ضرور ہوئی لیکن میں نے صبر سے کام لیا حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم خلیفۃ المسیح اوّل فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی معصوم پر اس قسم کا الزام لگاتا ہے وہ مرتا نہیں جب تک اسی الزام کا وہ خود نشانہ نہیں بن جاتا چنانچہ میرے صبر کا نتیجہ خدا نے مجھے دکھلا دیا۔ میری معصوم لڑکی پر الزام لگانے والے کا یہ حشر ہوا کہ چند سالوں کے بعد ہی اس شخص پر ایک نوجوان لڑکی کی عزت پر حملہ کرنے کا الزام لگا گو مجھے یقین ہے کہ الزام غلط تھا لیکن الٰہی قانون اٹل ہوتے ہیں باوجود الزام کے جھوٹا ہونے کے الٰہی گرفت میں یہ شخص آ گیا اور اس شہر میں جس کا وہ رہنے والا تھا یہ الزام جنگل میں آگ کی طرح تیزی سے پھیل گیا ہر شخص کی زبان پر اسی کا ذکر تھا اخباروں میں اس کا چرچا ہوا عدالتوں میں اُسے گھسیٹا گیا گو بالآخر عدالت نے اسکو بری کر دیا لیکن اس بدنامی کا اس کی صحت پر اس قدر بُرا اثر پڑا کہ اس صدمہ کی وجہ سے چند ہی ایام میں اس نے داعی اجل کو لبیک کہا مذکورہ بالا ربوی دوست نے اپنے تبلیغی خط میں یہ بھی لکھا ہے "ان لوگوں کو اعتراض کرتے ہوئے شرم نہیں ہوتی اسی گھر کے ٹکڑے کھا کر پلا ہے اور آج انہی پر اعتراض کر رہا ہے"

اس بیان میں بھی اس شخص نے سفید جھوٹ سے کام لیا ہے میں نے کبھی ایک پیسہ کا بھی ان سے فائدہ نہیں اُٹھایا باوجود نہایت گہرے تعلقات کے جو میرے اور ان کے درمیان تھے ایک انچ زمین بھی ان سے حاصل کرنے کی کوشش کبھی نہیں کی قادیان میں میں نے زمینیں خریدیں وہ بھی قادیان کے دوسرے مالکوں سے ایک زمین مرزا اکرم بیگ سے اور ایک زمین مرزا سلطان احمد سے خرید کی، میں ان باتوں کا ذکر کرنا پسند نہیں کرتا تھا لیکن مجبوراً ذکر کرنا پڑ گیا ہے ان کے خلیفہ صاحب کی لڑکی اور بیوی کو بغیر کسی معاوضہ کے ایک سال تک ایف اے کے دو مضمونوں کی تیاری کرواتا رہا حالانکہ قادیان کے دوسرے لوگ جو دوسرے مضامین پڑھاتے تھے وہ باقاعدہ ٹیوشن فیس لیتے تھے۔ میاں شریف احمد کا لڑکا ایف اے کے امتحان میں غالباً دو یا تین دفعہ فیل ہوا آخر انہوں نے میرے پاس بھیجا اور بغیر کسی معاوضہ کے اسکو محنت کروائی چنانچہ اس کے نتیجہ میں وہ کامیاب ہوا مجھے افسوس ہے مذکورہ بالا شخص کے جواب میں اپنی طبیعت کے خلاف ان باتوں کا ذکر کرنا پڑا ہے ہمارے تعلقات ہی ایسے تھے کہ نہ ان کو معاوضہ پیش کرنے کا خیال آ سکتا تھا اور نہ ہی مجھے لینے کا خیال آ سکتا تھا۔ آخر میں میں اس بات کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان کے خلیفہ صاحب فوت ہو گئے ہیں ان کا معاملہ خدا سے جا پڑا ہے میں ان کے متعلق کچھ لکھنا پسند نہیں کرتا لیکن یہ لوگ مجھے خواہ مخواہ اظہار حقیقت کے لئے کچھ نہ کچھ لکھنے پر مجبور کرتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد عبدالسلام خیری صاحب سہارنپوری

ختم نبوت اور حضرت میرزا صاحب علیہ الرحمۃ

(۸)

خلیفۂ ثانی ربوہ کا غلط استدلال۔

یہ تو آپ صاحبان پر اب اچھی طرح واضح ہوچکا ہے کہ میرزا صاحب نے دعوئے نبوت نہیں کیا تھا۔ بلکہ آپ کا دعوئے اس صدی کے سر پر مجدد ہونے کا تھا۔ بدقسمتی سے ان کے بڑے لڑکے نے ان کی طرف دعوئے نبوت منسوب کیا اور اس کو ثابت کرنے کے لئے چند بوسیدہ دلائل میاں صاحب نے اپنی کتابوں میں پیش کئے ہیں۔ انہی دلائل کو ان کے مریدین بار بار دوہراتے رہتے ہیں۔ میاں صاحب نے اپنے اس باطل عقیدہ کو کہ مرزا صاحب حقیقی نبی تھے ثابت کرنے کے لئے مولوی محمد علی صاحب پر الزام لگاتے کہ انہوں نے اپنے عقائد میں تبدیلی کی ہے۔ مگر اہل علم حضرات کے سامنے کاٹھ کی ہانڈی بار بار نہیں چڑھتی۔ اب وہ جانتے ہیں کہ یہ سب ڈھونگ میاں صاحب نے اپنی خلافت کے لئے رچایا تھا۔ جب میاں صاحب کی یہ بات کافی نہ ہوئی۔ تو انہوں نے یہ پروپیگنڈا پھیلایا کہ محمد علی صاحب سے پوچھو جب وہ حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتے تھے تو پہلے خلیفہ کی کیوں بیعت کی؟ اس کا جواب آگے آئے گا۔ پھر میاں صاحب نے یہ کیا کہ مولوی محمد علی صاحب کی ذات کے خلاف اپنے مریدوں میں بڑا بھاری بغض پھیلایا۔ تا کہ ان کا کوئی مرید مولوی صاحب کی کتاب کو ہی نہ پڑھنے پائے یہی ہوا ان کے مریدوں کی آنکھیں ایک طرف سے بالکل بند ہیں۔

میاں محمود احمد نے مرزا صاحب کو زمرۂ انبیاء میں ثابت کرنے کے لئے اپنی کتب میں کچھ اُلٹے سیدھے دلائل پیش کئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ ان میں اُلجھ رہے ہوں اُن صاحبان کے لئے کہ مرزا صاحب کی تحریرات کے مطابق وہ کونسی جماعت کے فرد ہیں آیا اولیاء کے یا انبیاء کے۔ اس امر کا فیصلہ مرزا صاحب کی مندرجہ ذیل کھلی تحریر سے ہو سکتا ہے۔ مرزا صاحب رقمطراز ہیں :-

"جیسا کہ اگر آفتاب نہ ہو تو ماہتاب کا وجود بھی ناممکن ہے اسی طرح اگر انبیاء علیہم السلام نہ ہوں جو نفوس کاملہ ہیں تو اولیاء کا وجود بھی حیز امکان سے خارج ہے ...... سو انبیاء جو افراد کاملہ ہیں وہ اولیاء اور صلحاء کے روحانی باپ ٹھہرے جیسا کہ دوسرے لوگ ان کے جسمانی باپ ہوتے ہیں۔"

(دیکھو ست بچن صفحہ ۲۶)

مَیں جماعت ربوہ کے لوگوں کو غور و فکر کرنے کے لئے دعوت دیتا ہوں، کہ حضرت اقدس کی اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ خدا سے براہ راست تعلق رکھنے والے انبیاء کہلاتے ہیں اور انبیاء کی وساطت سے خدا سے تعلق رکھنے والوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے ایک گروہ کا نام انبیاء رکھا ہے اور دوسرے کا نام اولیاء رکھا ہے، اور ان دونوں گروہوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لئے جو امتیازی نشان بتلایا ہے وہ براہ راست ہونے اور بالواسطہ ہونے کا ہی بتلایا ہے۔ اور یہ امتیازی نشان حضرت مرزا صاحب کے مقام کو متعین کرنے کے لئے فیصلہ کُن ہے۔ حضرت کی مندرجہ بالا تحریر کو دیکھتے ہوئے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب جماعت اولیاء کے فرد ہیں نہ کہ ربوائی حضرات کے مطابق جماعت انبیاء کے۔ اس طرح سے مرزا محمود احمد کے، مرزا صاحب کے جماعت انبیاء میں ہونے کے بارے سارے بیان خود بخود غلط ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ ربوی حضرات کی آنکھیں حق قبول کرنے کے لئے کھول دے آمین

حضرت میرزا صاحب کے الہامات ان کی صداقت کی زبردست دلیل ہیں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میاں محمود احمد کے ہاتھوں مرزا صاحب کے مشن کو اس قدر صدمے اور نقصانات پہنچے تھے۔ یعنی مرزا صاحب کی تمام تعلیمات کو بگاڑ دیا گیا ہے۔ مرزا صاحب کی صدہا تحریروں کے خلاف۔ سرور عالم کی ختم المرسلینی کا انہوں نے صاف انکار کیا مکہ کی چھاتیوں کے خشک ہونے کا اعلان کیا۔ قرآن کریم کے صاف اعلان کے برعکس اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق مرزا صاحب کو قرار دیا۔ اور اس سے بڑھکر دنیا بھر کے مسلمانوں کی تکفیر کرکے اُمت محمدیہ کا خاتمہ کیا۔ پھر اس پر بھی صبر نہ آیا شیعوں کی طرح اپنے باپ کے خاص مخلص مرید مولوی محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ اور ان کے رفقاء کو خوب بُرا بھلا کہا۔ اپنے دل کا اس طرح بخار نکالا مرزا صاحب کے شاتم ظفر علی خاں کے انتقال پر تو اس شخص کی مدح سرائی کی۔ لیکن جب مولوی محمد علی علیہ الرحمۃ کی وفات ہوئی تو دنیا نے اظہار افسوس کیا مگر اس خلیفہ کی اس موقعہ پر زبان گنگ ہوگئی۔ اور پھر سب سے زیادہ مرزا صاحب کے مقرر کردہ نظام جماعت کو توڑ کر اپنی خلافت کے جنون میں خلافت کا ڈھونگ رچایا۔ کہاں تک بیان کریں ساری عمر اس شخص نے سیاہ کارنامے کئے۔ ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے مرزا صاحب کے الہامات کو پڑھتے ہیں تو یہ امر روشن ہو جاتا ہے کہ ان آنے والے انقلابات کے بار بار اشارے ہوئے ہیں اس طرح جب اُن کے یہ الہام ہم آج اپنی آنکھوں سے پورے اترتے ہوئے دیکھ رہے ہیں تو مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے پر ایک زبردست یقین پیدا ہو جاتا ہے۔ نمونے کے طور پر ملاحظہ ہوں :-

مرزا صاحب کو الہام ہوا "انہ عمل غیر صالح" (وہ غیر صالح لڑکا ہے) (تذکرہ صفحہ ۸۸) میاں محمود پر ان کے مریدوں نے بدکاری کا الزام لگایا اس سلسلے میں انہوں نے میاں صاحب کو چیلنج پر چیلنج دیئے اور میاں صاحب کو ان کے قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مرزا صاحب کو قادیان کے متعلق الہام ہوا "اخرج منہ الیزیدیون" (تذکرہ صفحہ ۱۸۱) یعنی یزیدی صفت لوگ اس بستی میں پیدا ہوں گے۔ یزیدی کسی قوم یا خاص قبیلہ کا نام نہیں بلکہ یزید کی رعایت سے اس کے پیروکاروں کو یزیدی کہا جاتا ہے۔ مرزا صاحب کے الہام کا اس طرف اشارہ ہے کہ کوئی ایسا خلیفہ ہوگا جو بالکل یزید کی طرح خلافت حقہ اسلامیہ کا دعویدار ہوگا حالانکہ وہ مکار اور نالائق ہوگا۔ مولوی محمد علی صاحب کو کہا جاتا تھا کہ خدا نے انہیں قادیان سے نکال دیا اس کے بعد خدا تعالےٰ کی غیرت کو جوش آیا۔ چنانچہ یہ ڈھونگی خلیفہ معہ اپنے پیرودں کے قادیان سے نکالا گیا۔ اور جس خراب حالت میں اس خلیفہ کو نکالا گیا وہ اب تاریخ کا ناخوشگوار حصہ ہے اس خلیفہ کے بارے میں آئندہ "آئینہ محمودیت" لکھا جائے گا۔ اگلی قسط میں قادیانیوں کے آخری اعتراض خلافت کیوں مانی؟ مولوی نورالدین صاحبؓ اور میاں محمود احمد کی خلافت کا موازنہ کیا جائے گا۔

(باقی آئندہ)

خدمتِ خلق کی اہمیّت

مندرجہ ذیل دو شعر مبنی بر وحی یا الہام تو نہیں کہے جا سکتے لیکن بلحاظ اپنے معنی کے بہت مقبول ہیں۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں
طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بتسبیح و سجادہ و دلق نیست

ان اشعار کی حقیقت و اہمیت واضح کرنے کے لئے بنگالی شاعر قاضی نذر الاسلام نے مندرجہ ذیل حقیقی یا تمثیلی واقعہ منظوم کیا ہے "ایک دن پہلے مسجد کے حجرے میں ایک شاندار ضیافت منعقد کی گئی تھی انواع و اقسام کے کھانے پینے کی چیزیں جو بچ رہی تھیں امام مسجد کے ہاتھ آئیں امام صاحب بہت خوش تھے کہ اللہ میاں نے انہیں یہ سب کچھ عنایت کیا۔ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ باہر کوئی ابن السبیل کھڑا تھا پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھکا ماندہ ناتوان بوڑھا۔ اس نے کہا میاں جی میں بھوکا ہوں، سات دن سے کچھ نہیں کھایا خدا کے لئے مجھے کچھ دیجئے۔ امام صاحب خشمگین لہجہ میں بولے۔ یہ کیا مصیبت ہے اگر بھوکے ہو تو قبرستان میں جا کر مرو تو سب مصیبتوں سے چھٹکارا مل جائیگا۔ پھر کچھ خیال آیا تو اسے پوچھا کیا تم نماز پڑھتے ہو گداگر نے جواب دیا نہیں میاں جی۔ امام صاحب اور بھی خفا ہوئے اور کہا جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ، یہ سن کر بھیک مانگنے والا چلا گیا۔ اس حالت میں اس کی زبان سے یہ لفظ نکلتے سنے گئے اللہ میاں عمر ۸۰ سال ہونے کو آئی تو نے اس عرصہ میں کبھی نہ پوچھا کہ تم نماز پڑھتے ہو یا نہیں پھر بھی مجھے تیری طرف سے کھانے پینے کے لئے کچھ نہ کچھ ملتا ہی رہا۔ تیری مسجدیں اور تیرے مندر تیرے ملاؤں اور پروہتوں نے سنبھال لئے ہیں یہ لوگ انسانوں کو اندر آنے ہی نہیں دیتے۔ یہ اب بیت اللہ نہیں رہے ان لوگوں کی ملکیت ہو گئے ہیں" شاعر کی طرف سے:۔ کیا کوئی چنگیز اور محمود غزنوی نہیں آئے گا کہ مسجد کے اماموں اور مندر کے پروہتوں کی خبر لے۔ بھائیو۔ دوستو۔ اٹھو باہر نکلو ان مسجدوں مندروں کو کدالوں سے توڑ دو میناروں پر چڑھ کر ان خود غرض منافقوں کا بھانڈا پھوڑ دو کیا قرآن مجید سورت ۱۰۷ میں نہیں آیا ہے، کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا ہے جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور محتاج کو کھانا کھلانے کی دوسروں کو بھی ترغیب نہیں دیتا ایسے نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو نماز (کی روح کو) بھلا دیتے ہیں جو ایسے ہیں کہ جب نماز پڑھتے ہیں تو ریا کاری کرتے ہیں اور زکوٰۃ بالکل نہیں دیتے۔

ایم۔ ایچ۔ حکیم۔ گجرات۔
۲۶ اکتوبر ۱۹۶۶ء

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

موتی میں ایمان سے مراد وہی ایمان ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں صراحت سے مذکور ہے قرآن مجید اسی ایمان کو ایمان قرار دیتا ہے جو زبان کے اقرار کے ساتھ دل کی تصدیق بھی رکھتا ہو ایسا ایمان جس کا اظہار زبان سے تو ہو لیکن دل اس کے ساتھ متفق نہ ہو ایسے ایمان کا نام قرآنی اصطلاح میں نفاق ہے فرماتا ہے ومن النّاس من یقول اٰمنّا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین۔ یعنے بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو زبان سے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں لیکن فی الحقیقت وہ خدا کی نگاہ میں مؤمن نہیں ہوتے دیکھ لیجئے اس آیت میں قرآن کریم ان لوگوں کے ایمان کی نفی کرتا ہے جو محض زبان سے تو ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن دل اُن کا ان کے اس اقرار کے ساتھ متفق نہیں ہوتا۔ اس حقیقت پر وضاحت سے ذیل کی آیت روشنی ڈالتی ہے۔ سورۃ الحجرات میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا و لما یدخل الایمان فی قلوبکم وان تطیعوا اللہ ورسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئًا ان اللہ غفور رحیم انما المؤمنون الذین اٰمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون۔ یعنے اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ان کو کہہ دو کہ تم ایمان لانے والوں میں نہیں ہو ہاں یہ کہو کہ ہم ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ایمان ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا (ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ایمان جب تک دل کی گہرائیوں تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک وہ ایمان اللہ تعالےٰ کے نزدیک ایمان کہلانے کا حقدار نہیں بنتا۔) اگر تم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہوگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا بلکہ اس کے نتیجہ میں آہستہ آہستہ ایمان تمہارے قلوب میں راسخ ہوتا چلا جائے گا جو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا وہ اس اطاعت کے نتیجہ میں داخل ہو جائے گا یہ آیت بتلا رہی ہے کہ حقیقی ایمان ہی انسان کو اللہ تعالےٰ کی اور اس کے رسول کی اطاعت پر آمادہ کرنے کا واحد ذریعہ ہے اور پھر یہ اطاعت اپنی باری میں ازدیاد ایمان کا موجب بنتی رہتی ہے رسول پر بھی زبان سے ایمان لانے والوں کو منافق ہی قرار دیا ہے سورۃ المنافقون میں فرماتا ہے اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون یعنی جب منافق تیرے پاس آتے ہیں تو قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ یقیناً تو اللہ کا رسول ہے اللہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یقیناً تو اللہ کا رسول ہی ہے لیکن اللہ اس بات کی بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹ سے کام لے رہے ہیں دیکھ لیجئے کہ محض زبان سے اقرار کرنے والوں کو جن کے ساتھ ان کا دل متفق نہیں کس وضاحت سے منافق قرار دیا ہے۔

اس کے بعد حقیقی ایمان کے زیور سے آراستہ لوگوں کا ان الفاظ میں نقشہ پیش کیا فرمایا حقیقی مؤمن تو صرف وہی ہوتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے بعد وہ کسی قسم کے شک و شبہ کا شکار نہیں ہوتے (معلوم ہوا شک و شبہ سے پاک ایمان ہی خدا کے نزدیک حقیقی ایمان کہلانے کا مستحق ہے) اور ان کے اس ایمان کا عملی ثبوت ان کی ان کوششوں سے ملتا ہے جو وہ خدا کے راستہ میں اس کے دین کی اشاعت کے لئے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کی قربانی سے کر رہے ہوتے ہیں یہی لوگ سچے مؤمن ہوتے ہیں۔

جس طرح قرآن کریم میں ایمان کے بعد دوسرے درجہ پر جہاد فی سبیل اللہ کو رکھا گیا ہے اسی طرح حدیث نبوی میں بھی ایمان کے بعد دوسرے درجہ پر جہاد فی سبیل اللہ کو ہی رکھا گیا ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ سب سے بڑا اور مقدم جہاد اپنے نفس کے ساتھ جہاد ہے اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے ایک جنگ سے واپس ہوتے ہوئے فرمایا رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر ان الفاظ میں حضرت نبی کریم صلعم نے اصلاح نفس کا نام جہاد اکبر رکھا ہے دوسرا جہاد قوم کے اندر نیکی کی روح پھونکنے کا نام ہے تیسرا اپنی اولاد کو اسلام کا شیدائی بنانا اور انہیں نیکیوں پر قائم رکھنا اور ان کے اندر اشاعت اسلام کے جذبہ کو پیدا کرنا اور اسے ہمیشہ بیدار رکھنا ہے آخری جہاد دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کرنا ہے تلوار سے اس کی ضرورت پیش آئے تو تلوار سے ورنہ دلائل

انسانی اخوت ومساوات کا چارٹر

صرف اسلام نے پیش کیا ہے

آج مُلّاں کے اسلام سے خدا رسولؐ کا اسلام بدنام ہو چکا ہے

جلسہ سالانہ جماعت سیالکوٹ میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر اصحاب کی تقاریر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (شاخ لاہور) سیالکوٹ کا جلسہ سالانہ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار للن پارک کیپٹے، بازار روڈ سیالکوٹ چھاؤنی میں منعقد ہوا، راولپنڈی وزیر آباد، گجرات، گوجرانوالہ، جہلم لاہور، کنڈن سیان کالونی، نواحی بستیوں اور مقامی جماعت کی خواتین و احباب کے علاوہ مقامی جج صاحبان، وکلاء، سول و ملٹری عہدیداران اور معززین شہر نے شرکت فرمائی۔

پہلا اجلاس مقامی صدر جماعت جناب شیخ عطاء اللہ صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ صحت کی صدارت میں سوا نو بجے صبح منعقد ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب شیخ نثار احمد صاحب نے انجام دیئے مسٹر ندیم رشید نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور مسٹر وسیم عطاء اللہ نے نظم پڑھی۔ امیر قوم جناب مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ نے افتتاحی تقریر کے آغاز میں سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ جو اس کائنات اور عالم موجودات کا خالق و موجد ہے۔ اس کا علم نہایت صحیح اور محیط ہے۔ چنانچہ اس نے انسان کو پیدا کیا اس لئے اس کے ہر کل پرزہ سے پوری طرح واقف ہے۔ اس خالق کو پتہ ہے کہ انسان کی مشین کس طرح چلنی چاہیئے چنانچہ اس کو چلانے کے لئے اس نے ہدایات نازل فرمائیں جو قرآن کریم کی شکل میں موجود ہیں۔ ہدایات کی یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ یہ تمام دنیا کے لئے ہے لیکن فائدہ ان ہدایات سے وہی حاصل کر سکتا ہے جو خدا خوف ہے۔ متقی اور پرہیزگار ہے اور جو خدا تعالےٰ کے احکام اور ارشادات نبوی صلعم کی اتباع میں اپنی زندگی گذارتا ہے۔ یہ حقوق اللہ ہیں۔ اور دوسرا حصہ حقوق العباد کا ہے۔ وہ یہ کہ عامۃ الناس کے دکھ درد میں کام آنا چاہیئے۔ ابن آدم کی عزت و تکریم کی جائے بلا امتیاز رنگ و نسل اور وطن و قوم انسانوں کی عزت کی جائے اور اس میں سے جو خدا نے ان کو دیا ہے خدا کی مخلوق پر کچھ خرچ کیا جائے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے مسلمان کا دل وسیع کیا ہے۔ اس طرح کہ تمام قوموں کی آسمانی کتب پر ایمان لایا جائے۔ تمام قوموں کے پیغمبروں پر ایمان لایا جائے اور ان کی تعظیم کی جائے۔ انسانی اخوت و مساوات کا یہ عالمگیر چارٹر صرف اور صرف اسلام نے پیش کیا ہے۔ جو کسی اور مذہب کو نصیب نہیں ہوا۔ حضرت مولینا ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج یورپ اپنے علوم و فنون اور سائنسی ترقیوں اور نت نئی ایجادات پر نازاں و فرحاں ہے۔ لیکن اس کے دل و دماغ میں اندھیرے ہیں علم کی روشنی اس کے دل و دماغ کو روشن نہ کر سکی۔ وہ آج بھی انسانیت کی تذلیل کر رہا ہے امریکہ اور افریقہ میں کالے آدمی کو انسان نہیں سمجھا جاتا۔ وہاں اسلام کو پیش کرنے کی ضرورت ہے اس اسلام کو جو انسان کو انسان سمجھتا اور اس کی عزت و توقیر کرتا ہے۔ حضرت مولینا نے مسلمانوں کی دین سے غفلت اور بیگانگی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں صحیح اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ ملاں کے اس اسلام کی ضرورت نہیں کہ اگر نماز میں آمین کہہ دی تو کافر، آستینیں نیچے یا اوپر ہوگئیں تو کافر اس کے خیالات سے اختلاف کیا گیا تو کافر۔ آج ملاؤں کو ہر کہیں کافر ہی کافر نظر آتے ہیں اور ملاں کی نگاہ میں ایک قسم اور کافر کی ہے۔ جو یورپ میں جا کر انگریزوں کو قرآن سکھاتے ہیں ان کو توحید و رسالت کا سبق دیتے ہیں اور مسلمان بناتے ہیں۔ گویا ملاں کی نظر میں وہ بھی کافر ہیں جو کافر کو مسلمان بناتے ہیں۔ حضرت امیر نے اس المیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ملاں کے اس اسلام سے خدا اور رسولؐ کا اسلام بدنام ہو چکا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ صحیح اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور کافر کافر کی جو لعنت ملاں نے پیدا کر دی ہے اس کو ختم کیا جائے اور کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر نہ کہا جائے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی افتتاحی تقریر کے بعد مکرم محمد سعید صاحب بھٹہ سابق مبلغ انچارج گھانا مسلم مشن نے اپنی تقریر میں گھانا میں تبلیغ اسلام کا جائزہ پیش کرتے ہوئے ان ایمان افروز واقعات پر روشنی ڈالی جن کی وجہ سے ان کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں اپنوں اور غیروں کی "کرم فرمائیوں" کے طفیل ان کو قدم قدم پر مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور وہ محض خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید سے ان سے نجات حاصل کرتے رہے۔ ان مشکلات و مصائب میں انہوں نے خدا تعالےٰ کے تازہ بتازہ نشانات دیکھے جن سے ان کا خدا تعالےٰ، اس کے رسول مقبولؐ اور اس کے مامور مسیح موعودؑ پر ایمان تازہ ہوا۔ اور یقین ہوا کہ واقعی جو لوگ محض للہ اور فی اللہ خدا اور رسولؐ کا نام دنیا میں بلند کرنے کے لئے نکلے ہیں خدا انہیں کبھی ضائع نہیں کرتا۔ جناب بھٹہ صاحب نے فرمایا کہ اس وقت جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے جو محض اس لئے منظم اور سرگرم عمل ہے کہ خدا اور رسول کا نام دنیا میں بلند ہو۔ یہ ایک مقدس اور آسمانی کام ہے۔ جو کبھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ یہ جماعت ایک مامور کی پیدا کردہ جماعت ہے۔ جو کبھی ضائع نہیں ہو سکتی خدا تعالےٰ اس کے ساتھ ہے۔ مسلمانوں کو اس جماعت کا ساتھ دینا چاہیئے۔ اور چاہیئے کہ کسان کی سی عرقریزی کے ساتھ جہاد اسلام میں مصروف ہو جائیں اور مفلحین کی جماعت میں شامل ہو کر خدا تعالےٰ کی رضا کے وارث بنیں۔

بھٹہ صاحب کی تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے "موجودہ دنیا کی مشکلات کا حل اسلام میں ہے" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جو آئندہ اشاعت میں درج ہوگی۔

پیغام صلح مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳۸ شمارہ نمبر

تعلیم دلو برکلا روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ :- تبلیغ لاہور

پیغام صلح لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

فون نمبر ۳۷۳۴

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے :- چھ روپے
بیرونی ممالک سے :- ایک پونڈ

مدیر :- دوست محمد
مدیر معاون :- بشیر احمد سوز

فی پرچہ :- ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم پنج شنبہ مورخہ ۴ رجب المرجب سنہ ۱۳۸۶ھ ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۶۶ء | نمبر ۴۱

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس
اور اموال میں برکت دوں گا"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰؐ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پُرانا۔
۲۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں
۵۔ سب مجدّدوںؒ کا ماننا ضروری ہے
۶۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

آنیوالی نسلیں تمہارے نمونہ کو دیکھ کر ہی ترقی کریں گی

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمیشہ ملتے رہو۔ یہ دنیا چند روزہ ہے ایک دن آنا ہے کہ نہ ہم ہونگے اور نہ تم اور نہ کوئی اور۔ یہ سب جنگل ویرانہ ہوگا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ کی کیا حالت ہوئی۔ ہر ایک حالت میں تبدیلی ہے۔ پس اس تبدیلی کو مدِّنظر رکھو اور آخری وقت کو ہمیشہ یاد رکھو۔ آنیوالی نسلیں آپ لوگوں کا منہ دیکھیں گی اور اس نمونہ کو دیکھیں گی۔ اگر تم پُورے طور پر اپنے آپ کو اس تعلیم کا عامل نہ بناؤ گے تو گویا آنیوالی نسلوں کو تباہ کرو گے۔ انسان کی فطرت میں نمونہ پرستی ہے۔ وہ نمونہ سے بہت جلد سبق لیتا ہے۔ ایک شرابی اگر کہے کہ شراب نہ پیو یا ایک زانی کہے کہ زنا نہ کرو۔ ایک چور دوسرے کو کہے کہ چوری نہ کرو تو انکی نصیحتوں سے دوسرے کیا فائدہ اُٹھائیں گے۔ بلکہ وہ تو کہیں گے کہ بڑا ہی خبیث ہے وہ جو خود کرتا ہے اور دوسروں کو اس سے منع کرتا ہے۔ جو لوگ خود ایک بدی میں مبتلا ہو کر اسکا وعظ کرتے ہیں وہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ دوسروں کو نصیحت کرنیوالے بے ایمان ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے واقعات کو چھوڑ جاتے ہیں۔ ایسے واعظوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ ... غرض ایسے نمونوں سے دنیا کو بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔ ہماری جماعتوں کو ایسی باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ تم ایسے نہ بنو۔ چاہیئے کہ تم ہر قسم کے جذبات سے بچو۔ ہر ایک اجنبی جو تم کو ملتا ہے وہ تمہارے منہ کو تاڑتا ہے۔ اور تمہارے اخلاق۔ عادات۔ استقامت، پابندیٔ احکام الٰہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے ہیں۔ اگر عمدہ نہیں تو تمہارے ذریعہ ٹھوکر کھاتا ہے۔ پس ان باتوں کو یاد رکھو۔ تمّ کلامہ المبارک (الحکم جلد ۸ نمبر ۴ صفحہ ۲ مؤرخہ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء۔ بحوالہ ملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۶۴-۲۶۵)

بحرِ حکمت کے موتی

نماز میں شمولیت کرنے کی خاطر تیز قدمی کی ممانعت

مولیٰنا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ جب دیکھتے ہیں کہ امام رکوع میں چلا گیا ہے یا اس کے رکوع میں جانے کی آواز یا اقامت کی آواز سنتے ہیں تو دوڑ کر نماز میں شریک ہونے کی کوشش کرتے ہیں ایسا ہی ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں بھی واقع ہوا کہ بعض لوگوں نے دوڑ کر نماز میں شریک ہونے کی کوشش کی۔ اس پر حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا

عن ابی قتادۃ رضؓ قال بینما نحن نصلی مع النبی صلعم اذ سمع جلبۃ رجال فلما صلّی قال ما شانکم قالوا استعجلنا الی الصلوٰۃ قال فلا تفعلوا اذا اتیتم الصلوٰۃ فعلیکم بالسکینۃ فما ادرکتم فصلّوا و ما فاتکم فاتمّوا۔ اسی طرح ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم قال اذا سمعتم الاقامۃ فامشوا الی الصلوٰۃ وعلیکم بالسکینۃ والوقار ولا تسرعوا فما ادرکتم فصلّوا و ما فاتکم فاتمّوا۔

(البخاری باب المواقیت وفضلھا)

حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے کہ اس اثناء

(باقی برصفحہ ۱۲ کالم ۱)

تبلیغی خط و کتابت

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا (حضرت مسیح موعودؑ)

(مرتبہ:- الحاج میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی (لاہور)

نائیجیریا

ترجمہ خط از: یوسف۔ اے۔ ابراہیم۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا نام اور ایڈریس ایک دوست کے ذریعہ معلوم ہوا۔ جس نے مجھے کہا کہ وہ تمہاری امداد کریں گے خط لکھنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ مجھے قرآن شریف انگریزی مع متن ارسال کریں کیونکہ میں نے آپ کے متعلق سنا ہے کہ آپ لوگ بہت رحم دل اور مہربان ہیں۔ میں ایک مسلمان ہوں اور اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں بہت خوش ہوں گا اگر میری درخواست منظور ہو جائے اور اس میں بڑی خوش قسمتی ہے۔ والسلام۔

(ان کو اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی۔ پرافٹ آف اسلام کال آف اسلام ارسال کی گئی۔)

ٹرینیڈاڈ

ترجمہ خط از جیٹروجون محمد۔ ٹرینیڈاڈ۔ ویسٹ انڈیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ سب سے پہلے میں اپنا تعارف پاکستان کے لوگوں سے کرانا چاہتا ہوں۔ میرا نام جون محمد ہے اور میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ٹرینیڈاڈ کا ممبر ہوں۔ میں اپنی جماعت میں ایک بہت کام کرنے والا ہوں۔ اور ہم ٹرینیڈاڈ کی تمام مساجد میں خط و کتابت کرتے ہیں اور ہر چھ ماہ بعد ایک میٹنگ کرتے ہیں جن میں اسلام کے متعلق غور و خوض کرتے ہیں۔

میں آپ کے کام کی بہت قدر کرتا ہوں جو آپ اسلام کی اشاعت کے لئے کر رہے ہیں۔ میں نے حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ کا اسلامی لٹریچر مطالعہ کیا ہے اور بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں نے آپ کے ادارہ کی بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ میں نے ان کتابوں کو بہت ہی مفید پایا۔

میں بہت خوش ہوں گا اگر آپ مجھے اپنا اخبار جاری کر دیں۔

امید ہے کہ آپ اس مبارک کام کو جاری رکھیں گے کیونکہ یہ ایک بہترین ذریعہ اشاعت اسلام کا ہے۔ والسلام۔ (انکے نام اخبار جاری کیا گیا)

(۴)

ترجمہ خط از:۔ سلام ازمت آدی لاکے نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے آپ کا ایڈریس ایک دوست کی وساطت سے حاصل کیا ہے۔ جس کا نام لیادی رحیم ہے مجھے احمدیت اور اسلام کے بارے میں چند کتب ارسال کریں میں بہت مشکور ہوں گا اگر اس پر جلدی عمل ہو نیز مجھے اپنی فہرست کتب جس میں انگریزی قرآن کی قیمت ہو ارسال کریں۔

چونکہ آپ ایک مشن چلا رہے ہیں اس لئے میں چند سوالات مذہبی آپ کو حل کرنے کے لئے ارسال کروں گا۔

آپ کے جواب کا منتظر

(ان کو اسلام اینڈ کرسچینٹی، مرزا غلام احمد، ٹیچنگس آف اسلام وغیرہ ارسال کیا گیا)

(۵)

ترجمہ خط از:۔ عبدالرحمن صاحب۔ الورن۔ نائیجیریا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نوجوان ۱۸ سال کا مسلم ہوں اور میں نے آپ کا کچھ لٹریچر مطالعہ کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ اور لٹریچر میرے پاس نہیں ہے تاکہ میں اس کا مزید مطالعہ کر سکوں اس لئے میری التماس ہے کہ مجھے کچھ لٹریچر ارسال کریں۔ ان میں ٹیچنگز آف اسلام ضرور ارسال کریں۔ اور قرآن شریف عربی اور انگریزی بھی ضرور ارسال کریں بہت مشکور ہوں گا۔

(ان کو ٹیچنگز آف اسلام اور دوسرا لٹریچر ارسال کیا گیا)

اخبار و افکار

اتنا بڑا جھوٹ!

معاصر "ایشیا" مورخہ ۲۷ ستمبر سے :-

"حضرت شاہ ولی اللہ اپنے مدرسے میں درس دے رہے تھے کہ ایک قبائلی نے آکر کہا شاہ ولی اللہ کون ہے؟"

شاہ صاحب نے فرمایا "حکم کیجئے میں حاضر ہوں"

قبائلی نے کہا "تم نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے؟"

"استغفر اللہ!" حضرت شاہ صاحب نے فرمایا "بھائی یہ اتنا بڑا جھوٹ تم نے کہاں سے سنا ہے؟"

"قبائلی بڑے غصے میں تھا بولا میں کچھ نہیں جانتا تم نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے اب مکرتے کیوں ہو"

یہ کہہ کر وہ بے ہودہ یاوہ گوئی پر اتر آیا اور الم غلم گالیاں بکنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ تھک کر خاموش ہوا تو شاہ صاحب نے کہا "خانصاحب! میری نبوت کا اعلان تم نے سنا کہاں سے ہے؟"

خانصاحب غضبناک ہو کر بولے "ہماری مسجد کے مولوی صاحب نے خطبہ جمعہ میں بتایا ہے اور کہا ہے کہ شاہ ولی اللہ کا خون حلال ہے"

اس واقعے کو ہوتے تین سو سال بیت گئے آج اسی زمانے میں اسی قسم کا واقعہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے ساتھ پیش آ رہا ہے، بعض خدا کے خوف سے عاری حاسدین ان کے ساتھ ایسی ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو کبھی ان کے خواب میں بھی نہیں آئیں"

اگر یہاں "مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی" کی جگہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا نام رکھ دیا جائے تو کیا غیر موزوں ہوگا۔ "اتنا بڑا جھوٹ" نہ صرف شاہ ولی اللہ کے متعلق بولا گیا، بلکہ آج ہمارے سامنے حضرت مرزا صاحب کے متعلق اور تو اور مولانا مودودی نے بھی اسی جھوٹ کی تائید کرتے ہوئے "مرزائیوں" کے خون حلال قرار دیا ہے، العیاذ باللہ

عیسائیت کی میراث

کینیا کے (مشرقی افریقہ) کے انگریزی اخبار "سنڈے نیشن" (مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۶۶ء) نے مملکت زمبیا کے عیسائی صدر کینتھ کونڈا کا ایک خط شائع کیا ہے جو انہوں نے زمبیا کے نامی گرامی پادری کولن مورس کو لکھا ہے، اس خط میں صدر ممدوح لکھتے ہیں :-

"میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ عیسائیت کی بعض اقسام نے جو انسان کے پیدائشی طور پر گناہ گار و سیاہ کار ہونے پر زور دیتی ہیں اہلِ افریقہ کے لیئے میراث کے طور پر جو تحفہ چھوڑا ہے وہ ہمارے لئے رحمت سے زیادہ لعنت کا موجب ثابت ہوا ہے"

صرف اہلِ افریقہ کے لئے ہی نہیں دنیا میں جہاں کہیں بھی عیسائیت کا قدم گیا، وہ بجائے رحمت کے لعنت ہی کا موجب ثابت ہوا ہے، جب عیسائی دنیا نے اپنے گناہوں کی لعنت عیسےٰؑ کے کندھوں پر ڈال دی تو اس کی یہ میراث گناہوں اور فسق و فجور کی لعنت کی صورت میں پھر انہی لوگوں پر آ پڑی اور وہ اور زیادہ گناہوں پر دلیر ہو گئے۔ یورپ و امریکا کے اعمال اس پر شاہد ہیں اور اب افریقہ کے ایک عیسائی صدر نے بھی شہادت دے دی کہ عیسائیت نے اہلِ افریقہ کے لئے بھی یہی میراث بطور تحفہ چھوڑی ہے

انسانوں کا مذہب

صدر ممدوح نے اپنے اسی خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ :-

"میں یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ افریقہ میں اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر کا راز اس امر میں مضمر ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ خدا پر انحصار اور بھروسہ کا انکار کئے بغیر لوگوں میں اپنے آپ پر بھی اعتماد اور بھروسہ کرنے کے جذبہ کو مضبوط سے مضبوط تر بناتا ہے یہ ایک ایسا مذہب ہے جو انسانوں کے لئے ہے، کیا عیسائیت بھی انسانوں کا مذہب کہلا سکتی ہے؟"

کینیا کے عیسائی صدر کے یہ الفاظ کسی تبصرہ کے محتاج نہیں، پادری کولن مورس نے اس کا کیا جواب دیا؟ یہ معلوم نہیں ہو سکا لیکن صدر ممدوح کا سوال کل عیسائی دنیا کے غور کے قابل ہے۔ کاش وہ بغض و تعصب کو چھوڑ کر عیسائیت اور اسلام کی تعلیمات کا موازنہ کرکے اس مذہب کی طرف رجوع کریں جو حقیقی طور پر انسانوں کا مذہب ہے۔

نائیجیریا میں احمدیت

"نائیجیریا میں اسلام دن" کے عنوان سے مدینہ یونیورسٹی کے صہیب حسن صاحب "المنبر" لائل پور (مورخہ ۲۱ و ۲۸ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ) میں اپنے نائیجیریا کے سفر کے حالات لکھتے ہوئے وہاں تحریک احمدیت کے فروغ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے :-

" عربی زبان سے ناواقفیت اور صحیح انگریزی لٹریچر کی کمی نے ایک نہایت ہی خطرناک اور دور رس نتائج کی حامل تحریک کو یہاں پھلنے اور پھولنے کا خوب موقعہ دیا۔

میری مراد قادیانی یا احمدی تحریک سے ہے جسے مندرجہ بالا اسباب کی بناء پر یہاں کے تعلیم یافتہ مسلم طبقہ میں اپنے پیر جمانے کا ایک سنہری موقعہ ہاتھ آیا۔ یہاں کے علماء کے جمود اور دائرہ تبلیغ کے محدود ہونے کی بناء پر تحریک احمدیت کی سرگرمی اور اسلام کی ایک ماڈرن انداز میں ترجمانی یہاں کے تعلیم یافتہ طبقہ کو بہت بھائی چنانچہ وہ اصل حقیقت سے بے خبر صرف اسلام کی خاطر اس تحریک سے وابستہ ہوتے گئے۔ شروع شروع میں احمدیت کی ترجمان صرف ایک ہی جماعت تھی۔ جس کے عقائد "ربوی" عقائد تھے، لیکن کچھ علماء کی مخالفت اور کچھ ناسازگاری ماحول کی بناء پر نائیجیرین کی اکثریت نے اس جماعت سے علیحدہ ہو کر ایک نئی جماعت کی داغ بیل ڈالی جو اپنے عقائد کے لحاظ سے "لاہوری پارٹی" کے نام سے موسوم کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ احمدی تحریک سے وابستہ نوجوانوں کی اکثر تعداد دوسری پارٹی سے تعلق رکھتی ہے"

نائیجیریا میں احمدیت کے اس فروغ کا ذکر کرنے کے بعد مراسلہ نگار رقمطراز ہے :-

" نائیجیرین احمدیوں میں یہ شعور بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے کہ ان میں اور عامۃ المسلمین میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔ اگر کوئی ہے تو صرف اسلام کی تعبیر قدیم یا جدید کے لحاظ سے ہے جس طرح کہ عیسائیت میں پایا جاتا ہے اور یہی چیز میرے نزدیک اس بات پر دال ہے کہ وہ اصل حقیقت سے بے خبر لاشعوری طور پر احمدیت کے حبال

زمانہ کی مصائب سے نجات کا اسلام نے کیا حل پیش کیا ہے؟

عالمگیر امن و اخوت کا عملی پیغام

بین الاقوامی منافرت اور دولت کے اختلافات یا امراضِ زمانہ کا علاج

الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۔ جو لوگ ایمان لائے جس کے نتیجہ میں ان کے قلوب اطمینان و امن حاصل کر چکے ہیں ۔ خبردار! خدا کے ذکر کے بجز اطمینان چین ممکن ہی نہیں ۔

(الرعد : ۲۸)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (شاخ لاہور) سیالکوٹ کے جلسہ سالانہ منعقدہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۶ء کے پہلے اجلاس میں مکرم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے "موجودہ دنیا کی مشکلات کا حل اسلام میں ہے" کے زیر عنوان اجتماع سے جو خطاب کیا تھا ذیل میں درج ہے۔ مادی علوم کی بلنظیر ترقی نے اگر ایک طرف انواع و اقسام کے سامان پیدا کر دیئے ہیں تو دوسری طرف اقوام کا باہمی میل جول بھی ترقی پذیر ہے گویا روئے زمین اس وقت ایک ہی ملک و قوم کی حیثیت اختیار کر چکی ہے لیکن اخلاقی و معاشرتی پہلوؤں میں وہ عالمگیر نظریہ اور تعلقات پیدا نہیں ہوئے جو بین الاقوامی عدل کے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے لازم پڑتے ہیں۔ اقوام و ملل کے مابین بے امنی و نفاق کا یہی بڑا باعث ہے۔ انفرادی طور پر اس وقت قلوب میں جو بے اطمینانی و اضطراب راہ پا گیا ہے اس کا اصل باعث مادہ پرستی کا بڑھتا ہوا طوفان ہے۔ ان عالمگیر امراض کا علاج صرف ایک مذہبی پیغام میں مضمر ہے جس نے نسل و رنگ اور اقوام و اوطان سے بالاتر روحانی و اخلاقی اقدار کی بنا پر ایک عالمگیر اخوت پیدا کرنے کے ذرائع اختیار کئے ہوں۔ تیز دولت پرستی کے بت کی پرستش کی بجائے زندہ خدا سے تعلق لگانے کو انسانی زندگی کا مقصد وحید ٹھہرایا ہو۔ اسلام ان امراض کے علاج میں پہلے کہاں تک کامیاب ہوا اور اب بھی پھر کہاں تک ایسی کامیابی حاصل کر سکتا ہے؟ ان سوالات کے جو جواب خود غیر مسلم مغربی مفکرین نے دیئے ہیں، وہ قارئین کی توجہ کے لائق ہیں۔ تقریر کا متن درج ذیل ہے۔

قبل اس کے کہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ اس زمانہ کی نجات اسلام میں ہی ہے، یہ ضروری ہے کہ ہم یہ بیان کریں کہ یہ زمانہ کن سخت مصائب و مشکلات میں مبتلا ہے۔ یہ دور سائنس و علم کی ترقی کا ہے۔ اس ترقی کی بدولت ایجادات و مصنوعات کی بھرمار ہے، علوم کی روشنی کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ زندگی کی آسائشوں اور سہولتوں کے لئے انواع و اقسام کے سامان مہیا کئے گئے ہیں اور ان کے حصول میں آسانیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ آج جو جو سامان زندگی کو آرام دہ بنانے کے لئے ایک عام آدمی کو بھی میسر ہیں پہلے زمانوں میں اول تو وہ کسی کے وہم و گمان میں نہ آتے تھے اور نہ ہی وہ ایجاد ہوئے تھے اور جو کچھ تھوڑے بہت میسر تھے وہ بھی بادشاہوں و امراء کے طبقوں تک محدود تھے۔ پھر اس کے علاوہ اقوام و ملکوں کے مابین اس قدر سہل اور جلد میل جول کے ذرائع معلوم ہی نہ ہوئے تھے۔ جہاں پہلے وقتوں میں ایک ملک سے دوسرے ملک تک جانے میں مہینوں بلکہ برسوں کی کٹھن مسافت درکار تھی۔ آج نہایت آرام و سہولت سے چند گھنٹوں میں وہاں پہنچا جا سکتا ہے۔ ہوائی جہاز کی ایجاد نے تو مسافرت اور مسافت کی گویا کایا ہی پلٹ کر رکھ دی ہے۔ قرآن کریم میں قرب قیامت کی علامات کا بہت کچھ ذکر آیا ہے چنانچہ سورۃ التکویر میں الفاظ آتے ہیں واذا العشار عطلت ۔ یعنی اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی۔ جس کی تفسیر حدیث میں آئی ہے لیترکن القلاص فلا یسعی علیھا ۔ اونٹنیاں متروک ہو جائیں گی ان پر کوئی سواری نہ کرے گا۔ اونٹنی کی سواری عرب میں سب سے تیز رفتار زمینی سواری اس وقت تھی تو قرآن کریم و حدیث کے فرمودات سے مراد یہ ہے کہ دجال کے وقت میں جانوروں کی زمینی سواریوں کی بجائے بری، بحری اور فضائی، دخانی سواریاں بہت تیز رفتار نکل آئیں گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زمین سکیڑ دی جائے گی اور عالمگیر میل جول اور باہم معاشرتی تعلقات کے آسان ذرائع نکل آئیں گے۔ اس تمام انقلاب کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسافت کی دوری سمٹی جاتی رہی ہے اور مسافت کی صعوبتوں کا نام و نشان باقی نہیں رہا اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بین الاقوامی مواصلات کے ذرائع کی ترقی کے باعث روئے زمین اس وقت ایک ہی ملک کی حیثیت اختیار کر چکی ہے ۔ صبح کو آپ کراچی میں ہیں تو دوپہر کو لندن میں اور شام کو نیویارک میں گھوم رہے ہیں، اقوام کا باہمی میل جول پہلے کی بہ نسبت کس قدر زیادہ اور سرعت رفتاری سے بڑھ رہا ہے ۔ اسی کی بابت حدیث شریف میں آیا ہے ان ربی زوالی الارض خدا تعالیٰ نے زمین کو سکیڑ دیا۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ اب ملکوں اور قوموں کا بعد و دوری جاتے رہے ہیں جسمانی طور پر اور باہمی میل جول کے لحاظ سے بنی نوع انسان اس وقت ایک قوم و ملک کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ پس جسمانی رنگ میں اقوام عالم ایک قوم بن چکی ہے ۔ ایک عالمگیریت پیدا ہو چکی ہے۔ اور وہ پہلی سی اجنبیت اور علیحدگی جاتی رہی ہے۔

قرب قیامت یا خروج دجال کی دیگر علامات

تیز رفتار فضائی و دخانی سواریوں کے علاوہ ایک اور بڑی علامت خروج دجال کی مادی علوم کی کثیر اشاعت ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ ذیل میں آیا ہے واذا الصحف نشرت جب صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے ۔ دوسرے مقام پر یہ الفاظ آتے ہیں یومئذ تحدث اخبارھا، خبروں کے تیز تر پھیلانے کے وسیع ذرائع اس وقت وجود میں آ جائیں گے، اس میں موجودہ زمانہ کے نشر و اشاعت کے جملہ ذرائع مثلاً رسائل و اخبارات ریڈیو اور ٹیلی ویژن، تاربرقی اور لاسلکی وغیرہ سب آ جاتے ہیں ۔ دجال کے زمانہ کی منجملہ علامات میں سے دو اور قابل ذکر علامتیں یہ ہیں واخرجت الارض اثقالھا ۔ زمین اپنے بوجھ یا خزائن نکال پھینکے گی ۔ واذا الجنۃ ازلفت ۔ اور اذا الجحیم سعرت جنت اور دوزخ نزدیک کر دیئے جائیں گے ۔ حدیث شریف میں تو بہت تفصیل سے دجالی زمانہ کی علامات کا ذکر ہے اور جنت و دوزخ کی تشریح میں یہ آیا ہے کہ دجال کی جنت حقیقتاً دوزخ ہوگی اور اس کا دوزخ فی الحقیقت جنت ہوگا ۔ اس وقت یہ علامت بھی کس قدر صراحت سے ظاہر ہو چکی ہے کہ ظاہر طور پر عالمگیر پیمانہ پر میل ملاقات کے باوجود قومی سطح پر پہلے سے جاہلانہ تعصبات ہی موجود ہیں اور باوجود ظاہری امن و امان اور آسائش کے سامانوں کے میسر آنے کے دلوں میں وہ اطمینان و راحت مفقود ہو چکی ہے اور حقیقی بین الاقوامی اتحاد و محبت کی بجائے منافرت و تباغض راہ پا چکا ہے۔

مختلف قومی تعصبات

سوال یہ ہے کہ کیا جسمانی بعد کے اس طرح

وادیان میں سے جو کوئی ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ حقیقی رنگ میں لانے والا ہو تو بلا تعصب و تفریق قومی وہ نجات یافتہ ہوگا۔ اسی طرح اس مضمون کو دوسرے مقام پر اس طرح ادا کیا گیا ہے بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ و ھو محسن، جو کوئی بھی خدا سے تسلیم رضا لگائے اور عملاً احسان کرنیوالا ہو تو ہر ایسا شخص نجات یافتہ ہوگا۔

پھر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نہ صرف نظریات و تعلیمات میں دین اسلام نے عالمگیریت کا سبق دیا ہے بلکہ عملی زندگی میں ان نظریات کی دولت غیر فطری تعصبات کو مٹا دینے میں جو کامیابی اسلام نے حاصل کی ہے وہ کسی اور دین کو نصیب نہیں ہوئی

حضرت نبی کریم صلعم کا کامل و اعلیٰ عملی نمونہ

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اگرچہ قومی تعصبات و تنگ نظریوں کے برخلاف پہلی مرتبہ اسلام نے آواز بلند کی اور دین کے جملہ بنیادی تصورات و نظریات اور معتقدات کو عالمگیریت عطا کی مگر تاہم ستہ ید اسی قدر تلقین کافی نہ ہوتی بلکہ آنحضرت صلعم نے اپنی عملی زندگی میں اس تعلیم یعنی عالمگیر و مساویانہ تعلیمات کو پیش کرنے میں بے مثل نمونہ قائم کر دکھایا۔

فطرت انسانی کا یہ ازلی تقاضا ہے کہ انسان کے لئے محض تلقین و تدریس اور دلائل و براہین کافی نہیں بلکہ اگر اس کی عملی زندگی میں کوئی اہم تبدیلی منظور ہو تو اس کے لئے وہ نمونہ کا محتاج پڑا ہے۔ یہی علتِ غائی انبیاء و ماموریں کی بعثت کی ہے کہ وہ خدائی پیغام کی صحیح لفظی تفسیر کرنے کے علاوہ اس پر عمل کا نمونہ پیش کر کے حرکت پیدا کر سکیں۔ چنانچہ قومی تعصبات و تنگ نظریوں کو مٹانے کے لئے جو اعلیٰ و اکمل نمونہ حضرت رسول کریم صلعم نے پیش کیا یہی اس امر کا باعث ہے کہ مسلمان قوم میں فی ذاتہٖ عالمگیر نظریات سرایت کر گئے۔

مغربی مفکرین کی آراء کہ صرف اسلام ہی وحدت نسلِ انسانی پیدا کر سکتا ہے

پھر حجۃ الوداع کے عظیم الشان موقعہ پر آپ صلعم نے جو خطبہ یا آخری وصیت اپنے پیرودں کو کی اس کی نسبت مشہور انگریز مؤرخ جی ایچ ویلز لکھتا ہے :۔

"اپنی وفات سے ایک سال قبل دس ہجری کے آخر آنحضرت صلعم اپنے آخری حج ادا کرنے کے لئے مدینہ سے مکہ گئے۔ اور اس موقعہ پر آپ نے لوگوں کو ایک خطبہ دیا۔

اس خطبہ کے ابتدائی جملوں نے باہمی تمام خونریزیوں اور لوٹ کھسوٹ کو ختم کر دیا اور اس کے آخری جملہ سے ایک حبشی مسلمان خلیفۃ المسلمین کے مساوی بنا دیا گیا ممکن ہے بعض کے نزدیک حضرت عیسیٰ کے بعض خطبات کی مانند اس میں ایسے عالی خیالات کا اظہار نہ ہو مگر اس کے ذریعہ سے تمام دنیا میں ایک منصفانہ برتاؤ قائم ہوا ان الفاظ میں ایک فیاضانہ روح کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور یہ تمام بنی نوع انسان کے لئے قابل عمل ہیں۔ چنانچہ ان کے ذریعہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جو ظلم و تعدی سے ایسا پاک و صاف تھا کہ اس کی مثل کوئی دوسرا معاشرہ وجود میں نہیں آیا۔"

ظلم و تعدی سے پاک، انصاف و عدل پر قائم، خونریزی لوٹ سے مبرّا کوئی معاشرہ تب ہی وجود میں آ سکتا ہے جب ایسے معاشرہ کی بنیادیں قومی و ملکی تعصبات اور جملہ تنگ نظریوں سے بالاتر مساویانہ تعلقات کے معیار پر رکھی جائیں۔

مغربی مفکرین کی رائے تو یہ ہے کہ نہ صرف گزشتہ زمانوں میں دین اسلام نے عالمگیر مساوات کامیابی سے قائم کر کے دکھلائی بلکہ ان کے نزدیک اگر ہمارے اس زمانہ میں پھر سے عالمگیر اخوت قائم کرنا منظور ہو تو بجز دینِ اسلام کی طرف رجوع کئے یہ عظیم مقصد پورا نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ چند ایک مغربی آراء کا اقتباس دیا جاتا ہے :۔

مسٹر گِب اپنی مشہور تصنیف "ہدر اسلام" میں لکھتے ہیں !

"اسلام نے ابھی نسلِ انسانی کی ایک اور خدمت بجا لانا ہے کسی دیگر معاشرہ نے ایسا نمونہ پیش نہیں کیا جہاں ایسی کامیابی کے ساتھ اس قدر مختلف اقوام میں ایک انسان کو دوسرے سے متحد کر دکھلایا ہو، کیا بلحاظ عزت و عظمت کے اور کیا بلحاظ سعی و جہد کے۔ افریقہ، ہند، انڈونیشیا میں بڑی بھاری مسلم جماعتیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ اسلام میں یہ طاقت موجود ہے کہ نسل و روایات کی متضاد شخصیتوں کو ہم آہنگ کر دے۔ اگر کبھی یہ بات ممکن ہے کہ مشرق و مغرب میں مخالفت و مخاصمت کی بجائے تعاون و اتحاد پیدا ہو تو اس غرض کے لئے اسلام کی مداخلت ضروری ہے۔"

مسٹر ڈی۔ ایچ ڈیفنس اپنی کتاب "جذبات بطور بنیاد تہذیب انسانی" میں یوں تحریر کرتے ہیں :۔

"ایسا معلوم دیتا ہے کہ جس تہذیب کی تعمیر میں چار ہزار برس گزرے تھے وہ برباد ہونیوالی تھی اور بربریت واپس لوٹنے والی تھی جہاں ہر قبیلہ و گروہ ایک دوسرے کے برخلاف برسرپیکار ہو اور جہاں کوئی قانون و آئین نہ ہو........ عیسائیت نے جو احکامات دیئے تھے ان کے باعث اتحاد و نظام کی بجائے تفرقہ و تباہی پیدا ہو چکی تھی گویا تہذیب ایک بڑے درخت کی مانند پت جھڑنے کے باعث گرنے ہی والی تھی۔ ایسی صورت میں کیا کوئی تہذیب جو جذبات انسانی سے متعلق ہو معرض وجود میں آنا ممکن تھی جو نسل انسانی کے مابین اتفاق و اتحاد پیدا کر کے اسے تباہی سے بچا سکے؟

ان حالات میں ملکِ عرب میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے ساری مشرقی اور جنوبی دنیا کو متحد کر دکھلایا"

عصرِ حاضر میں اسلام کی خصوصیتِ عالمگیر اخوت کی اشد ترین ضرورت

اسی سلسلہ میں مسٹر ٹیان بی لکھتے ہیں :۔

"اسلام کی ایک عظیم کامیابی یہ ہے کہ اس نے نسلی امتیاز کو اپنے پیروؤں سے مٹا دیا ہے۔ عصرِ حاضر میں اسلام کی اس خصوصیت کی اشاعت کی اشد ترین حاجت ہے۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ گزشتہ ادوار میں انگریز قوم کی فتح دوسرے شعبوں میں تسلیم کرنا پڑے جو انسان کے لئے موجب نفع ہوئی تاہم نسلی جذبات کے بارہ میں اسے بدقسمتی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے"

مسٹر جیمز اے مچلز ریڈرز ڈائجسٹ میں یوں رقمطراز ہیں !:۔

"بہت سے مغربی لوگ اپنی تاریخ کی کتب کو پڑھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ مسلمان ایک وحشی قوم تھی۔ ان لوگوں کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ خود ہماری علمی زندگی نے مسلمان علماء و فضلاء کی زندگیوں میں سے سائنس، طب، ریاضی، جغرافیہ اور فلسفہ سے کس قدر گہرا اثر حاصل کیا ہے۔ صلیبی جنگوں کے دوران جو عیسائی سپاہی مسلمان سپاہیوں سے جنگ کرنے کے بعد یورپ کو واپس لوٹتے تھے وہ نیت، تقویٰ، بہادری، عزت اور حکومت کے لئے نئے جذبات سے سرشار ہوتے تھے.........

اگرچہ اسلام ملک عرب میں پیدا ہوا

دُور ہو جانے اور باہمی میل جول کے بڑھ جانے کے باعث پہلے زمانوں کے قومی تعصبات اور منافرتیں کبھی مٹ گئیں یا کم ہو گئی ہیں؟ شمالی امریکہ اور جنوبی افریقہ میں سیاہ اور سفید فام اقوام کی باہمی منافرت و منافرت آئے روز خبروں میں پڑھنے میں آتی ہے۔ رنگت کے باعث ایک ہی ملک کے باشندوں میں یہ نفرت و حقارت کہاں تک ترقی و تہذیب کی دلیل ہے، اور کہاں تک باہمی محبت و اتحاد پیدا کر سکتی ہے؟ امریکہ ایسے "ترقی یافتہ" ملک میں سیاہ فام باشندوں کے لئے سکول ہوٹل، گرجے سب الگ ہیں، باہمی شادی بیاہ کے تعلقات دگنا جرم ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ اس "مہذب" ملک کے سیاہ فام باشندوں میں سخت برہمی و بے چینی گھر کر چکی ہے۔ جنوبی افریقہ میں تو ملک کے اصل سیاہ فام باشندے اپنے زمین کے حقوق ملکیت سے بھی محروم قرار دیدیئے گئے ہیں۔ ان کی آبادیاں سفید فام لوگوں سے الگ، تنگ بنائی گئی ہیں ان کے لئے سواریاں اور سڑکیں تک الگ ہیں، گویا وہ ان ممالک کے صحیح معنوں میں شودر اور اچھوت ہیں، چمڑے کی رنگت کے اختلاف پر منافرت کے علاوہ نسلی اور ملکی تعصب کی گھٹائیں بھی کچھ کم نہیں، انگریز قوم اپنے آپ کو دوسری اقوام سے اعلےٰ و برتر سمجھتی ہے۔ جرمن قوم کی نازی پارٹی نے تو گذشتہ جنگ میں علی الاعلان یہ دعوےٰ کیا تھا کہ روئے زمین کی اقوام پر تسلط کا ہمیں جائز حق حاصل ہے کیونکہ ہم سائنس اور نظام میں کمال حاصل کرنے کے باعث جملہ اقوامِ عالم پر فی الواقعہ فوقیت رکھتے ہیں کم و بیش اسی طرح ہر قوم اور وطن کے لوگوں میں دوسروں کے لئے ایسے تعصبات اور تنگ دلی کے غلط تصورات موجود ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بین الاقوامی معاملات میں عدل و انصاف مفقود ہو چکا ہے، یو این او (بین الاقوامی انجمن) کی کارروائیوں کو دیکھ لیا جائے۔ وہاں فیصلے حق و انصاف کے میزان میں طے نہیں پاتے، بلکہ لونی لسانی، ملکی مصلحتوں اور بڑی طاقتوں کے نقطۂ نظر کے مطابق قرار دادیں پاس کی جاتیں اور ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں کیونکر یہ توقع ہو سکتی ہے کہ اقوام و ملل میں باہمی اتحاد و محبت کی فضا پیدا ہو، بین الاقوامی سطح پر اس وقت جو شدید بے چینی و بے امنی موجود ہے تو اس کا اصل باعث یہی ملکی و قومی تعصبات ہیں جن کی وجہ سے عدل و حق قائم نہیں کیا جا سکتا اور پھر جس کے باعث اقوام میں منافرت و نفاق کی خلیج وسیع ہوتی چلی جاتی ہے۔

غیر مساویانہ اور غیر متوازن ترقی

اس بات کو بخوبی سمجھ لینا چاہیئے کہ جب جسمانی تعلقات اور میل جول میں اس قدر نمایاں اور عالمگیر ترقی ہو چکا ہو جیسا کہ کچھ ذکر اوپر ہوا اگر معاشرتی تعلقات میں وہ وسعت اور انصاف موجود نہ ہو تو اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا نکل سکتا ہے کہ اقوام میں اضطراب و بے امنی ہو، مادی قوانین فطرت کی مانند یہ بھی ایک اٹل معاشرتی قانونِ فطرت ہے کہ غیر متوازن و غیر معتدل ترقی کو قرار و دوام حاصل نہیں، نہ ہی اس سے انسانی قلب اور معاشرہ میں اطمینان و امن پیدا ہونا ممکن ہے۔ پس آج نسلِ انسانی کی مشکلات و مصائب کی سب سے پہلی اور بڑی وجہ مختلف قسم کے قومی تعصبات ہیں۔ جبکہ سائنس و علم اور ایجادات و صناعات کی معجز نما ترقی سے ایک طرف اقوامِ عالم جسمانی میل جول کے لحاظ سے تو ایک عالمگیر حیثیت اختیار کر گئی ہیں مگر معاشرتی اور اخلاقی میدان میں وہ ایکدوسرے سے مغائر و اجنبی ہیں تو ان میں باہمی محبت، رواداری، اتحاد اور مساوات کا پیدا ہونا کیونکر ممکن ہے جبکہ ایک وسیع خلیج معاشرتی و اخلاقی تعلقات کے مابین حائل ہو رہی ہے؟ ایک انسان جب تک دوسرے سے الگ تھلگ پڑا ہے تو ان کے مابین معاشرتی تفاوت اس قدر نقصان دہ ثابت نہیں ہوتا۔ مگر جب ان میں تعلقات ترقی پا جائیں تو اس صورت میں یہ تفاوت، ادنیٰ و خبیث جذبات پیدا کرنے کا موجب بن جاتا ہے، اسی طرح قومی و ملکی سطح پر بھی یہ مثال صادق آتی ہے کہ جب تک مختلف ممالک اور اقوام الگ الگ پڑے تھے، میل جول کے آسان ذرائع معلوم نہ ہونے کے باعث ایک دوسرے سے تعلق و واسطہ نہ پڑا تھا تب تک معاشرتی و اقتصادی تفاوت سے خرابی پیدا نہ ہوتی تھی لیکن میل جول اور تعلقات کے ترقی پذیر ہونے کا لازمًا یہ نتیجہ ہونا تھا کہ تفاوت و عدم انصاف و عدم مساوات کے باعث باہمی رنجش و مناقشت کے جذباتِ خبیثہ پیدا ہوں اور ترقی پائیں۔ جسمانی و معاشرتی عالمگیریت کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ اخلاقی عالمگیریت بھی وجود میں آئے وگرنہ عالمی امن و چین اور اطمینان و اتحاد کبھی بھی برقرار رہ نہیں سکتے۔

اصول و نظریاتِ اسلام اور مسلمانوں کا عمل

اب یہ سوال ہے کہ دینِ اسلام نے کونسے اصول یا نظریات تلقین کئے ہیں جن سے قومی تعصبات مٹ جاتے ہیں؟ اسلام کی تعلیمات پر غور کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اس مذہب کے جملہ نظریات کی بنیاد ہی یہ ہے کہ توحیدِ خالص کے نتیجہ میں ایک عالمگیر اخوت بلا امتیاز رنگ و نسل اور قوم دنیا میں قائم ہو، خدا تعالےٰ کی صفات، آنحضرت صلعم کی خصوصیات، قرآنی تعلیم کا نچوڑ، جملہ ارکانِ دینِ اسلام، تمام کے تمام امور اس بات کے شاہد ہیں کہ قومی و ملکی اور گروہی و جماعتی یعنی طبقاتی مراعات کے لئے ان میں کوئی جگہ نہیں، خدا تعالےٰ کے متعلق ربّ العالمین کا تصور، جزا و سزا میں کسی سفارش، شفاعت، بدلہ یا دوستی کی قطعی عدم مداخلت، جملہ اقوام و ادیان کی تربیت جسمانی و روحانی کے یکساں و مساوی سامان، آنحضرت صلعم کا عالمگیر پیغامِ رحمت، خدا تعالےٰ کے قوانین مادی و روحانی پر عمل پیرا شخص و قوم کو صحیح جزاء کا دیا جانا بغیر اس لحاظ و رعایت کے کہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم، اور ان قوانین کو توڑنے والے یا ان پر عمل نہ کرنے والوں پر اٹل سزا کا وارد کیا جانا (چاہے وہ مسلم کہلاتے ہوں یا غیر مسلم) ارکان و عبادات میں اجتماعی و معاشرتی پہلو کو مقدم کرنا، یہ سب کے سب نظریات اور معتقدات ایسے ہیں کہ جن سے مختص قومی تعصبات اور طبقاتی مراعات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ان تمام واضح عالمگیر نظریات کے علاوہ قرآن کریم نے قومی و ملکی تعصبات کی بیخکنی کے لئے یہ ارشاد فرمایا:۔

یا یھا الناس انا خلقناکم من ذکرٍ و انثٰی وجعلناکم شعوبًا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔

اے لوگو! خوب توجہ سے سُن لو کہ تم سب کی پیدائش یکساں طور پر ایک مرد و عورت سے ہوئی ہے، بے شک آپ مختلف قبائل اور قوموں میں بٹے ہوئے ہو مگر اس اختلاف کا مقصد صرف باہمی تعارف ہے نہ کچھ اور۔ (جہاں تک عز و شرف کا سوال ہے تو اس میں قومیت یا دیگر اختلافات کو کوئی واسطہ نہیں) اس کا تمامتر انحصار تو خدائی فرائض کی ادائیگی پر ہے۔

اب اس قرآنی ارشاد نے ایک طرف کس قدر صراحت سے قومی و ملکی یا دیگر تفریق کا مقصد بتلا دیا تو دوسری طرف کس قدر وضاحت سے یہ ارشاد فرمایا کہ عزت اور بلندی خدا کے لگائے ہوئے فرائض کی کماحقہ ادائیگی میں ہی مضمر ہے

کسی اور دین نے قومی تعصبات کو مٹا دینے کے لئے ایسی تعلیم نہیں دی ہے؟ دیگر ادیان کا مطالعہ تو ہمیں یہی بتلاتا ہے کہ وہاں نہ صرف قومی تعصبات کو مٹانے کی تعلیم نہیں دی گئی بلکہ اس کے برعکس ایسے تعصبات کو رواج دیا گیا ہے جیسے یہود و نصاریٰ کے ذکر میں قرآن کریم نے ان کے معتقدات کو اس طرح بیان کیا ہے۔ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصارٰی۔ یہود کہتے ہیں یہود کے سوا دوسری کسی قوم کا فرد جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔ نصاریٰ بھی اسی قسم کا دعوےٰ کرتے ہیں، یہ صرف ان کی اپنی دل خوش کن آرزوئیں ہیں۔ اس کے مقابل قرآن کریم نے یہ اصول بیان فرمایا ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والنصارٰی والصابئین من اٰمن باللہ والیوم الاخر فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔

مسلمانو! یہود و نصاریٰ وغیرہ جملہ اقوام

خطبہ جمعہ
مورخہ ۴ر نومبر ۱۹۶۶ء

فرمودہ حضرت امیر
مولٰنا صدرالدین
صاحب ایدہ اللہ

عزت کا معیار دولت و مال نہیں

حقیقی معیار حسنِ اخلاق اور بلندیٔ کردار ہے

یورپ کی ایک خطرناک وبا جس سے مسلمان کو بچنا ضروری ہے

فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ ونعمہ - فیقول ربی اکرمن واما اذا ما ابتلٰہ فقدر علیہ رزقہ - فیقول ربی اھانن - کلا بل لاتکرمون الیتیم - ولاتحضون علی طعام المسکین - وتاکلون التراث اکلا لما وتحبون المال حبا جما —— (الفجر ۱۶ تا ۲۰) ——

یورپ میں عزت و ذلت کا معیار

ان آیات میں چند مشکل اخلاق کا ذکر کیا گیا ہے - یا یوں کہنا چاہیئے کہ ان مشکل عادات کا بیان ذکر ہے جو انسان کی جبلت میں رکھی گئی ہیں یہ خصائل و عادات' یورپ میں نہایت واضح طور پر مشاہدہ میں آتی ہیں وہ ان کو خراب اور مذموم نہیں سمجھتے بلکہ ان پر فدا ہیں - اور یورپ میں جو مالدار ہے - جس کے پاس پیسہ ہے اس کو جنٹلمین کہا جاتا ہے اور جس کو دولت میسر نہیں اس کو ذلیل سمجھا جاتا ہے اسی لئے یہ ممکن نہیں کہ کسی یورپین امیر کے مکان کے پاس کسی غریب کا مکان ہو اور یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی غریب ، امیروں کے قبرستان میں دفن کیا جا سکے وہاں عزت اور بڑائی کا معیار دولت ہے - جس کے پاس دولت ہے وہ معزز ہے -

رزق کی فراخی اور تنگی معیارِ عزت و ذلت نہیں

چنانچہ اس بارے میں فرمایا فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ ونعمہ بعض وقت خدا تعالےٰ کسی کے ایمان کو اس طرح پرکھنا چاہتا ہے کہ اس کو عزت اور مال دے فیقول ربی اکرمن - تو وہ کہتا ہے کہ میں معزز ہو گیا ہوں - واما اذا ما ابتلٰہ فقدر علیہ رزقہ اور ایمان کی پرکھ کا ایک اور طریقہ بھی ہے وہ یہ کہ فقدر علیہ رزقہ اس کا رزق تنگ کر دیا جاتا ہے - فیقول ربی اھانن تو وہ کہتا ہے کہ میں ذلیل ہو گیا ہوں یورپ میں یہی معیار عزت و ذلت کا ہے - یہی طرزِ فکر ان لوگوں کا ہے کہ معزز بننا چاہتے ہو تو تمہیں مالدار ہونا چاہیئے - انہیں دن رات یہی فکر ہے کہ کسی طور دولت حاصل کی جائے -

عزت تقوٰے اور حسن کردار پر منحصر ہے

اس کے برعکس حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ عزت اس شخص کی ہے جو خدا خوف ہے - اور جو خدا کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے - یہ ہے وہ معیار جس سے عزت و شرف کو پرکھنا چاہیئے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - سنو لوگو! ان ربکم واحد و اباکم واحد - سارے کے سارے انسانوں کا خالق ایک ہی خدا ہے اور تم سب کے سب ایک ہی باپ کی اولاد ہو ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - عزت کا معیار ساری قوموں کے لئے ایک ہی ہے - جو سب سے بڑھ کر خدا خوف ہے اور جو سب سے بڑھ کر مخلوقِ خدا کی خدمت کرتا ہے وہ صاحب عزت ہے - یعنی عزت کردار کی خوبی سے میسر آتی ہے نہ کہ مال سے اور یہ کہ عزت غریب شخص کو بھی حاصل ہو سکتی ہے اگر وہ صاحب کردار بن جائے -

عرب میں بھی مال ہی کو معیارِ عزت سمجھا جاتا تھا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں الولید بن مغیرہ نے آپ کے دعوےٰ کی مخالفت کرتے ہوئے کہا انا اکثر مالا و اولادا فانی احق بالنبوۃ من محمد میرے پاس پیسہ ہے میرے بازو ہیں میری اولاد ہے - میں مالدار ہوں اسی لئے میں محمدؐ کی نسبت نبوت کا زیادہ حقدار ہوں - اس نے بھی امارت کو معیار عزت قرار دیا تھا اس وقت بھی یہی مرض لاحق تھی جو آج یورپ کو لاحق ہے -

دولت مند کی حرصِ مال اور غرباء اور یتیموں سے لاپرواہی

فرمایا کلا یہ دونوں باتیں غلط ہیں کہ غریب کو ذلیل سمجھا جائے اور امیر کو صاحب عزت خیال کیا جائے - بل لاتکرمون الیتیم - تم مالدار ہو کر غریب اور یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ اس بات کا خیال کرتے ہو کہ اس کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں اور پہننے کے لئے کپڑا نہیں تو میں اس کو خدا کے عطا کردہ مال میں سے کچھ دے دوں ولاتحضون علی طعام المسکین تم ایک دوسرے کو رغبت نہیں دلاتے ہو کہ مساکین کی ضروریات کو پورا کیا جائے وتاکلون التراث اکلا لما بلکہ تمہاری حرص کا یہ حال ہے کہ مردوں کے پیچھے جو وراثت کا مال رہ جاتا ہے تم اسے سمیٹ سمیٹ کر اپنے قبضہ میں کرنا چاہتے ہو وتحبون المال حبا جما - اور چاہتے ہو کہ تمام مال تمہارے ہی قبضہ میں آ جائے - یہ دونوں خیالات باطل ہیں -

خواہشات کے نیچے دوزخ اور مشقت و ریاضت کے نیچے جنت

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بارے میں یوں تلقین فرمائی - حجبت النار بالشھوات جوں جوں خواہش بڑھتی جاتی ہے - انسان غافل ہوتا جاتا ہے - دولت کا بڑھتے چلے جانا - مکانات باغ اور زمین وغیرہ کی زیادتی حجبت النار ان خواہشات کے نیچے دوزخ چھپی ہوئی ہے و حجبت الجنۃ بالمکارہ - اور مشقت کی زندگی، عبادت و ریاضت کی زندگی اور مخلوق خدا سے اُلفت و پیار کی زندگی کے نیچے جنت ڈھکی ہوئی ہے -

صحابہؓ کی آزمائش تنگی رزق اور دولت و مال سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز صحابی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ابلینا بالضراء فصبرنا - وبلینا بالسراء فلم نصبر - خدا تعالےٰ نے تنگی کے ذریعہ سے ہمارا امتحان لیا اس زمانہ میں جس شخص کے پاس دولت تھی - بھیڑ بکریاں تھیں غلام اور لونڈیاں تھیں کھجور کے باغات ہوتے تھے وہ صاحب عزت سمجھا جاتا تھا اور ہماری زندگی اس وقت مشقت جہاد اور بے سروسامانی کی زندگی تھی - خدا نے تنگی رزق اور تکالیف سے ہمارا امتحان لیا ہم نے استقلال اور صبر سے کام لیا - مگر جب خدا نے ہمیں راحت و آرام کے سامان دیئے - فلم نصبر - تو ہم نے صبر سے کام نہ لیا -

دو طرح کا صبر

صبر دو طرح ہوتا ہے ، مصیبت و مشکلات کے دنوں میں صبر کرنا اور راحت و آرام کے دنوں میں خدا کا شکر ادا کرنا - مشکلات میں صبر دکھانے کی نسبت دولت و ثروت پا کر شکر ادا کرنا مشکل تر ہے یہ ڈرنے کا مقام ہے -

خدا تعالےٰ کی پرکھ انسانوں کے جاننے کے لئے ہے

حضرت امام راغبؒ نے ابتلاء کے معنی جانچنا اور پرکھنا کئے ہیں - اللہ تعالےٰ تو علام الغیوب

ہے اس کا امتحان لینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں آزمائش اور ابتلاء سے خود انسان اپنی کمزوریوں اور توانائیوں اور صلاحیتوں سے باخبر ہوتا ہے اور قوم کو پتہ چلتا ہے کہ کون کون کس پائے کا شخص ہے۔

میں ابھی بچہ ہی تھا۔ ملک مہر دین میرا ہمسایہ تھا بڑا مضبوط اور تنومند آدمی تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ اس نالے کے پار کبڈی ہو رہی ہے آؤ تمہیں وہاں کبڈی دیکھنے کے لئے لے چلوں میں ان کے ساتھ چلا گیا اتفاق ایسا ہوا کہ وہاں لڑائی شروع ہوگئی۔ ملک مہر دین سب سے وقت نمایاں ہو جاتی ہے اسی طرح دولت مند کے قلب کی جودت یا ردائت امتحان سے نمایاں ہو جاتی ہے۔ دولت و مال دے کر خدا تعالےٰ دکھانا چاہتا ہے کہ دولت مند کا قلب جودت و سخاوت کا جذبہ رکھتا ہے یا بخل و دنائت کا۔

حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہؓ کی غریب پروری

مشکٰوۃ سے ثابت کیا کہ حضور اشجع الناس ہیں اجود النّاس ہیں اولیٰ افصح النّاس ہیں۔

حضورؐ غریبوں، ناداروں اور بے کسوں اور محتاجوں کی حالتِ زار دیکھ کر مضطرب ہو جایا کرتے تھے عزیز علیہ ما عنتم مخلوق کی مصیبت ان پر گراں گزرتی تھی۔ جب تک بے کسوں بے سہارا لوگوں کی تکلیف دُور نہ کرلیں حضورؐ کو چین نہ آتا تھا، یہی شان صحابہ کرامؓ کی تھی۔ حضرت عمرؓ خلافت کے دوران راتوں کو گلی کوچوں کا چکر لگاتے تھے تاکہ معلوم ہو کہ کہیں کوئی مصیبت زدہ تو نہیں ایک رات آپ گشت کر رہے تھے کہ ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بچے بھوکے ہیں کھانے کو کچھ نہیں ان کو تسلی دینے کے لئے پانی ڈال کر ہنڈیا چولہے پر رکھی ہوئی ہے۔ کہ صبر کرو کھانا پکتا ہے۔ تو کھلائیں گے۔ حضرت عمرؓ یہ کیفیت دیکھ نہ سکے۔ واپس لوٹے اور اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری اٹھا کر لے گئے اور خود چولھے میں آگ تیز کر رہے تھے۔

غرباء کی امداد سے خدا ملتا ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا کہ خدا غریبوں میں رہتا ہے وابغونی فی الضعفاء اگر میری تلاش مقصود ہو تو مجھے غرباء میں تلاش کرو فرمایا ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان والا تم پر رحم کرے تو چاہیئے کہ تم زمین والوں پر رحم کرو۔

یورپ کا مرض پاکستان میں

اہل یورپ کی مرض ہمارے ہاں بھی موجود ہے

ایک سیشن جج کو اس کے خسر نے کہا کہ تم سیشن جج ہو کر رشوت نہیں لیتے تم بہت بیوقوف ہو، رشوت لیا کرو۔ دولت کماؤ۔ جائیداد بناؤ۔ بچّوں کو ولایت بھیجو، تم معزّز ہو جاؤ گے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ دولت کی وجہ سے عزت حاصل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے رشوت اور دیگر ناجائز ذرائع سے دولت جمع کرنے کی کوشش کی جاتی غریب خدمتِ خلق کی وجہ سے معزّز ہوتا ہے۔ اور امیر بخل کی وجہ سے ذلیل ہو جاتا ہے

مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی غریب سے غریب کھو دیتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں ایک شخص نے رات بھر مزدوری کر کے کچھ کھجوریں حاصل کیں اور صبح کو حضور صلعم کو وہ مزدوری جہاد کے لئے چندہ میں دے دی۔ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم نے یہ چندہ دیکر سب کچھ دے دیا۔

رضا الٰہی کے حصول کے لئے زندہ رہیں۔

کوشش کریں کہ مسلمان رضاء الٰہی کے لئے زندہ رہیں۔ ہمیں یقین ہو کہ خدا دیکھتا ہے اور ہمیں جو کچھ میسّر ہے وہ خدا کا دیا ہوا ہے تنگی اور فراخی یہ دونوں آزمائشوں کے دَور ہیں۔ ان ہر دو صورتوں میں صبر و شکر سے کام لیں۔ کسی کے پاس دولت ہے تو خدا اس دولت سے اس کا امتحان لیتا ہے کہ وہ مخلوق خدا کی مدد کرتا ہے یا نہیں اور اگر کسی کے پاس علم و ذہانت ہے تو اس کا اس طور امتحان ہوتا ہے کہ کیا وہ ذہانت کی وجہ سے خدا کو خوش کرتا ہے یا اپنی ذہانت سے مفسدہ پرداز بنتا ہے۔ اگر وہ لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے تو وہ شیطان کے کان کترتا ہے۔

بیماروں کے لئے دُعا

شہزادہ بیگم (دختر خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم) کا نواسہ بیمار ہے۔ علاج معالجہ کے لئے انہیں امریکہ جانا پڑا ہے نانی اماں اور والدہ دونوں مضطرب ہیں آپ درد دل سے اس بچے کی صحت اور بخیریت واپسی وطن کے لئے دعا کریں۔

خانبہادر غلام ربّانی خانصاحب کی دوسری آنکھ کا اپریشن کامیاب رہا الحمدللہ ٹمپل روڈ پر علی ہسپتال میں وہ داخل ہیں۔ میں وہاں گیا تھا۔ ڈاکٹر مبارک احمد صاحب کی والدہ اور ملک خدابخش صاحب کی آنکھوں کا بھی اپریشن ہوا ہے جس شخص کے لئے ممکن ہو وہ ان کی عیادت کے لئے جائیں۔ اس طرح مریضوں کو تسلی ہوتی ہے۔ آپ لوگ تکلیف اُٹھا کر ان کی احوال پرسی کے لئے چلے جائیں تو اچھا ہوگا۔

جنازہ غائبانہ

ڈاکٹر محمد دین صاحب مانسہرہ کے بھائی کو پھانسی ملی۔ اس صدمہ میں ہم تمام ڈاکٹر صاحب کے شریک غم ہیں۔ دعا کریں اللہ تعالےٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

(جمعہ کی نماز کے بعد ان کے لئے نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی)

[illegible]

لائل پور کی صاحبزادی تنویر امین کا نکاح ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو شیخ جمیل احمد ولد شیخ جان محمد صاحب مرحوم کے ساتھ بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر ہوا۔ اس شاندار تقریب میں لائل پور کے جج صاحبان، وکلاء۔ پروفیسر ڈاکٹر۔ ملز اونر اور دیگر حضرات کے علاوہ راولپنڈی، جہلم سیالکوٹ، وزیر آباد۔ گوجرانوالہ۔ لاہور۔ کراچی اور سرینگر سے کثیر تعداد میں معززین نے شرکت کی۔ خطبہ نکاح مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ اسلام نے پڑھا۔ بدھ مذہب یہودی مذہب، عیسائی مذہب اور ہندو مذہب کی تعلیمات اور معتقدات کی روشنی میں اسلامی نکاح کا فلسفہ بیان کیا۔ اس بلیغ خطبہ کو سُن کر بہت سے معززین نے مرزا صاحب موصوف کو مبارک باد دی اور خطبہ کو سراہا۔ چند معززین نے یہاں تک کہا کہ ہم نے اپنی ساری عمر میں ایسا شاندار خطبہ پہلی بار سُنا ہے۔

حاضرین کی تواضع پُرتکلف کھانے سے کی گئی۔ بارات لاہور سے آئی تھی۔ دعا ہے کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے باعثِ خیروبرکت ہو۔ آمین (نامہ نگار)

وفات

— شیخ محمد امین صاحب لائل پور ڈیری فارم لائل پور کے برادر بزرگ شیخ الٰہی بخش صاحب ۳ نومبر ۱۹۶۶ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ اور تین بیٹے چھوڑے ہیں۔ اللہ کریم مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور پسماندگان کا سہارا بنے آمین۔ احباب سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے مرزا مظفر بیگ ساطع۔ لائل پور۔

عطیہ گردن چھڑائی

— سیالکوٹ چھاؤنی کی طاہرہ حمیدہ صاحبہ نے بی اے کے امتحان میں کامیاب ہونے پر مبلغ ۵ روپے گردن چھڑائی فنڈ میں بطور عطیہ دیئے ہیں۔ خدا عزیزہ کو مزید علم اور ترقی سے نوازے۔ آمین

درخواست دُعا

— حاجی احمد خاں۔ محمد اسلم گجرات کارپوریشن غلہ منڈی سرگودھا ایک کاروباری معاملہ میں کامیابی کے لئے دُعا کے خواستگار ہیں۔

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی کتاب "شانِ مسیح موعود" پر تبصرہ

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے تعریفِ نبوّت میں تبدیلی کی

(۱)

تبدیلیٔ تعریف نبوۃ کا ناواجب ادّعا

جو تعریف حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اسلامی اصطلاح میں نبوّت کی کی ہوئی ہے اور جس کی بناء پر حضور نے اپنے آپ کو ہمیشہ زمرۂ اولیاء کا فرد ہی قرار دیا ہے اور جس کی بناء پر حضور ہمیشہ زمرۂ انبیاء کا فرد ہونے سے انکار فرماتے رہے اس تعریف کے لحاظ سے علماء جماعت ربوہ بھی حضور کو زمرۂ انبیاء کا فرد تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ اس لحاظ سے یہ حضرات بھی حضور کو جماعتِ اولیاء کا ہی فرد تسلیم کرنے پر مجبور ہیں لیکن انہوں نے غلو کو اختیار کرتے ہوئے چونکہ حضور کو زمرہ انبیاء میں داخل کرنے کی جسارت کی ہوئی ہے (غلو میں نے اس لئے کہا ہے کہ حضور نے خود سے غلو ہی قرار دیا ہے) اس لئے اس معاملہ میں اپنے اس غلو اور اس جسارت کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے انہوں نے حضرت اقدس کی طرف یہ منسوب کرنے کی ناکام کوشش شروع کی ہوئی ہے[۳] اور تبدیل شدہ تعریف کے محاورے حضور چونکہ لازماً زمرۂ انبیاء کا ہی فرد قرار پاتے ہیں[۴] اس کے ثبوت میں قاضی محمد نذیر صاحب نے اپنی کتاب "شانِ مسیح موعود" کے صفحہ ۱۹۶ و ۱۹۵ پر حضرت اقدسؑ کی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸ سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے پہلے ایک شخص کا سوال حضور نے نقل کیا ہے پھر اس کا جواب دیا ہے سوال کی عبارت یہ ہے:

"بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسیٰ اسی امت میں سے ہوگا لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا۔"

جواب کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

"اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کیا گیا نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر (امور غیبیہ۔ ناقل) پانے والا اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے میں کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔"

ادھورا حوالہ اور ترک کردہ حصّہ کی اہمیت

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ قاضی صاحب نے حسب عادت سابقہ اس حوالہ کو بھی ادھورا ہی پیش کیا ہے اس کے بعد جو کچھ حضور نے لکھا ہے اسے قاضی صاحب نے ترک کر دیا ہے حالانکہ وہ ترک کردہ حصّہ پیش کردہ عبارت کا صحیح مفہوم متعین کرنے میں مدد دینے والا ہے اس کو مدنظر رکھے بغیر پیش کردہ عبارت کا صحیح مفہوم سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا جیسا کہ احباب کرام کو آگے چل کر پتہ لگ جائے گا کہ بعد کی عبارت میں حضور نے صراحت سے اپنے آپ کو زمرۂ اولیاء کا ہی فرد قرار دیا ہے۔ اس کو ترک کر دینا حق پوشی کی بدترین مثال ہے۔

حضور کا ایک اور اہم حوالہ اور خدا تعالیٰ کا عطا کردہ علم

بہرحال مکمل حوالہ پیش کرنے سے قبل میں حضرت اقدسؑ کا ایک اور اہم حوالہ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو اگر قاضی صاحب کے اخذ کردہ مفہوم کو درست تسلیم کر لیا جائے تو یہ حوالہ ان کے پیش کردہ حوالہ کی بالکل ضد قرار پاتا ہے لیکن اسے تو حضور خدا کا دیا ہوا علم قرار دیتے ہیں جسے منسوخ قرار دیا ہی نہیں جا سکتا وہ حوالہ حسب ذیل ہے:

" بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہاموں میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں (قاضی صاحب اور دیگر علماء ربوہ غور کریں کہ کیا حضور کے یہ الفاظ "اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں" اس حوالہ کی صریح ضد ہیں یا نہیں اس مفہوم کے لحاظ سے جو قاضی صاحب نے اپنے پیشکردہ حوالہ سے اخذ کیا ہے ورنہ ہمارے نزدیک تو حقیقت کے لحاظ سے دونوں حوالوں میں باہمی قطعاً کوئی تضاد نہیں۔ ناقل) اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا (کیا یہ الفاظ بھی قاضی صاحب کے پیشکردہ مفہوم کی ضد ہیں یا نہیں ہیں اور یقیناً ہیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ اپنے ان الفاظ کے متعلق کیا فرماتے ہیں سو حضور فرماتے ہیں۔ ناقل) یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے میرے پر یہی کھولا گیا ہے۔ کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلعم کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آ سکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی"

(سراج منیر صفحہ ۲۔۳)

قاضی صاحب کا اخذ کردہ نتیجہ خدا کے علم کے خلاف ہے

قاضی صاحب! خدا تو حضرت مسیح موعود کو یہ علم دے اور حضور پر یہ انکشاف کرے کہ حضور پر لفظ نبی اپنے حقیقی معنوں کے لحاظ سے اطلاق نہیں پا سکتا لیکن آپ ہم سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ حضور پر لفظ نبی حقیقی معنوں کے لحاظ سے اطلاق پاتا ہے حضور تو خدا کے عطا کردہ علم کی بناء پر فرماتے ہیں کہ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آ سکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی مخالف علماء تو ہم سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ قدیم نبی اپنے حقیقی معنوں کی رو سے آ سکتا ہے اور آپ ہم سے یہ منوانا چاہتے ہیں کہ گو قدیم تو نہیں لیکن جدید نبی نبوت کے حقیقی

معنی کی رُو سے ضرور آسکتا ہے اب آپ انصاف سے بتلائیں کہ اب ہم خدا کی بات کو مانیں یا آپ کے غلط اجتہاد کے آگے سرِ تسلیم خم کریں کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے حوالہ سے جو کچھ آپ نے سمجھا ہے وہ غلط سمجھا ہے اور اس سے جو نتیجہ آپ نے اخذ کیا ہے وہ بھی درست نہیں اس لئے ظاہر ہے کہ حضور کا اپنی عبارت سے وہ منشاء ہرگز نہیں جو آپ نے سمجھا ہے ورنہ ماننا پڑے گا کہ حضور نے براہین احمدیہ میں خدا کے دیئے ہوئے علم کے خلاف لکھا جو بالکل ناممکن ہے حضور جیسے عظیم الشان مامور سے کیا کبھی یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ خدا کے دیئے ہوئے علم کے خلاف کوئی بات لکھے خدا کے اس عظیم الشان مامور نے تو خدا کے عطا کردہ علم کی روشنی میں یہ فرمایا :-

"یہ میرا علم خدا کا عطا کردہ علم ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے"

نسخ کی صورت میں کونسا حوالہ منسوخ ہونیکے قابل ہو سکتا ہے

میرے عزیز بھائیو! خدا کے لئے حضور کے ارشاد کی تعمیل میں حضور کے اجتہاد کو نہیں بلکہ حضور کے عطا کردہ علم کو سمجھنے کی کوشش کرو اللہ تعالےٰ آپ دوستوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ آپ لوگ خدا کے عطا کردہ علم کو منسوخ قرار دے رہے ہیں حالانکہ اگر نسخ کی تلوار ہی چلانی تھی تو اجتہادی علم کو منسوخ اور خدا کے عطا کردہ علم کو ناسخ قرار دیتے اُلٹی گنگا بہانا تو عقلمند متبعوں کا کام نہیں۔

براہین پنجم کی اشاعت کا وقت

پھر آپ لوگوں کو یہ بھی بھولنا نہیں چاہئے کہ کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم حضرت اقدس کی زندگی میں شائع نہیں ہوئی بلکہ حضور کی وفات کے بعد شائع ہوئی ہے جس کے معنے یہ ہوئے کہ حضور کی زندگی میں تو کسی احمدی کو تعریف نبوت کی تبدیلی کا علم نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہوا بالفاظ دیگر آپ لوگوں کے موجودہ مذہب کی بنیاد حضور کی زندگی میں نہیں بلکہ حضور کی زندگی کے بعد پڑی ہے۔

حضور کا دوسرا اہم حوالہ

پیشتر اس کے کہ میں حضور کے دونوں کلاموں میں آپ کا پیدا کردہ تضاد دُور کروں حضور کے ایک اور حوالہ کی طرف بھی آپ کی توجہ منعطف کرانا چاہتا ہوں جو یہ ہے :- حضور اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۶۹ پر فرماتے ہیں :-

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ کی رُو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ"

حضور کے مندرجہ بالا الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے قاضی صاحب اور ان کے ہمنوا علماء ربوہ انصاف سے بتلائیں کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ تو ہمیں یہ تلقین کر رہے ہیں کہ کامل طور پر رسول اللہ کہلانے والا شخص کسی دوسرے نبی کا کامل طور پر مطیع اور امتی نہیں ہو سکتا لیکن آپ لوگ حضرت مسیح موعودؑ کو کامل طور پر رسول اللہ کہلانے کا حق دار سمجھتے ہیں پھر نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے خلاف حضور کو حضرت نبی کریم صلعم کا کامل طور پر مطیع اور امتی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ غور کریں کہ کیا آپ کا یہ عمل خدا تعالےٰ کے حَکَم عدل پر حَکَم بننے کے مترادف نہیں کیا کسی سچے احمدی کی شان کے شایاں ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کے علم کو بھی منسوخ قرار دے دے اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ پر بھی خطِ نسخ کھینچ دے کیا اپنے اس عمل سے آپ زبانِ حال سے یہ نہیں کہہ رہے کہ حضور نعوذ باللہ نصوص قرآنیہ سے بھی نہ واقف تھے اور نہ حضور کو نصوصِ حدیثیہ کا کوئی علم تھا یونہی نصوصِ قرآنیہ اور نصوصِ حدیثیہ کے الفاظ حضور نے لکھ دیئے کہاں حضور کو زمرہ اولیاء سے نکال کر زمرۂ انبیاء میں داخل کرنیکی کوشش اور کہاں حضور کے علم قرآنی اور حدیثیہ پر یہ خطرناک حملہ خدا را کچھ تو سوچیں کہ آپ کا قدم کس طرف اُٹھ رہا ہے سوچیں کہ کیا آپ دوستی کے لباس میں کہاں دشمن کا پارٹ تو ادا نہیں کر رہے۔

چار اصطلاحیں اور لغوی اصطلاح کے استعمال کے لئے ایک اصل

قاضی صاحب! آپ کے پیشکردہ حوالہ کا صحیح مفہوم واضح کرنے سے قبل آپ کی مسلّمہ چار اصطلاحوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو یہ ہیں :- (۱) لغوی اصطلاح (۲) شرعی اصطلاح یا اسلامی اصطلاح (۳) عرفِ خاص کی اصطلاح (۴) عرفِ عام کی اصطلاح یہ بھی غالباً آپ کو مسلّم ہے کہ جس معنے کے لئے کوئی لفظ ان چار اصطلاحوں میں سے کسی اصطلاح میں وضع کیا گیا ہو تو اس اصطلاح میں وہ معنی اس لفظ کے حقیقی معنی ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ اگر وہ لفظ کسی اور معنی میں مستعمل ہو تو وہ اس لفظ کے مجازی معنی کہلاتے ہیں بشرطیکہ ایسا قرینہ موجود ہو جو حقیقی معنی مراد لینے میں روک ہو۔

دوسری بات جو ان چاروں اصطلاحوں کے متعلق ذہن نشین رکھنی چاہیئے وہ یہ ہے کہ بغیر کسی قرینہ کے اگر کسی لفظ کے متعلق علی الاطلاق یہ کہا جائے کہ فلاں معنی اس کے حقیقی معنی ہیں تو اس سے ہمیشہ لغوی اصطلاح میں ہی اس کے حقیقی معنی مراد ہوتے ہیں دوسری اصطلاحوں کے لئے قرینہ کی موجودگی ضروری ہوتی ہے لغوی اصطلاح ہی ایسی اصطلاح ہے جو بغیر قرینہ کے استعمال ہو جاتی ہے۔

علماء ربوہ اگر اس اصل کو مدنظر رکھیں گے تو حضور کی دونوں مندرجہ بالا عبارتوں میں جو بظاہر تضاد نظر آتا ہے وہ بالکل دُور ہو جائے گا اور دونوں متحد المفہوم نظر آنے لگ پڑیں گے۔

براہین پنجم والی عبارت میں حقیقی معنی کا مفہوم

سائل کا سوال کوئی نیا سوال نہیں ہمیشہ حضور کے سامنے یہی سوال پیش ہوتا رہا اور ہمیشہ حضور اس کا ایک ہی جواب دیتے رہے سوال کی بنیاد ہمیشہ یہی رہی کہ آنے والے مسیح کے متعلق حدیث میں نبی اللہ کا لفظ آیا ہے اور حضرت نبی کریم صلعم کے بعد چونکہ نبی کوئی نہیں آسکتا اس لئے آنے والا مسیح وہی عیسےٰ بن مریم ہی ہو سکتا ہے جو بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے اسی لئے حدیث میں نبی اللہ کے لفظ کی وجہ سے مسلمان علماء کو خاتم النبیین اور لانبی بعدی کی یہ تاویل کرنی پڑی کہ قدیم نبی جو آنحضور صلعم سے قبل ہی نبی بن چکا ہوا ہے اس کا آنا آیت اور حدیث کے منافی نہیں ہاں آنحضور صلعم کے بعد کسی شخص کا نبی بن جانا آیت اور حدیث کے منافی ہے حضرت اقدس مسیح موعود نے ان علماء کے اس غلط خیال کی تردید کرتے ہوئے ہمیشہ یہی فرمایا کہ حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے جو نبی اللہ کا لفظ وارد ہوا ہے اس سے مراد محض لغوی معنی ہیں۔ اسلامی یا شرعی اصطلاح میں یہ لفظ حدیث نبوی میں استعمال نہیں ہوا چنانچہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء والے خط میں بھی اس کی وضاحت ان الفاظ میں موجود ہے :-

"نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق

اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں"

پھر اس کے بعد سنہ ۱۹۰۰ء میں اپنی کتاب اربعین ۲ کے صفحہ ۱۸ کے حاشیہ پر اسی امر کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء کے معنی یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں کرتے ہوئے اس پر ذیل کا حاشیہ لکھتے ہیں:۔

"یہ الفاظ (یعنی نبی اور رسول کے الفاظ۔ ناقل) بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اور اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"

پھر اپنے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" جو ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا اس میں بھی اسی لغوی معنی میں ہی لفظ نبی کے استعمال کو تسلیم کیا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا پس جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئیگا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفیٰ کی خبر اسکو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول (رسول میں حضور نے مجددین اور محدثین کو بھی شامل کیا ہے دیکھو حاشیہ ایام الصلح صفحہ ۷۵۔ ناقل) اب اگر آنحضرت صلعم کے بعد ان معنوں کی رو سے (یعنی لغوی معنی کی رو سے۔ ناقل) نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ امت مکالمات و مخاطبات الہیہ سے بے نصیب ہے کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے بالضرورت اس پر مطابق آیت فلا یظھر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا اسی طرح جو خدا تعالے کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے"۔

...... اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا اگر خدا تعالے سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جائے اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو ناہی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں"

حضور کے الفاظ "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں" کی تشریح تو انشاء اللہ آگے چل کر دوں گا اس جگہ میں اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ حضور نے محدث کہلانے سے جو انکار اس جگہ کیا ہے وہ صرف لغوی معنی کے لحاظ سے کیا ہے مطلق محدث ہونے سے انکار قطعاً نہیں کیا یاد رہے کہ حضور لغوی معنی میں نبی اور اسلامی اصطلاح میں محدث ہیں، اسلامی اصطلاح میں حضور نے نبی ہونے سے ہمیشہ انکار کیا ہے حتیٰ کہ آخر عمر تک اس سے انکار ہی کرتے رہے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی یہ انکار موجود ہے اسی طرح لغوی اصطلاح میں محدث ہونے سے انکار کیا ہے اسلامی اصطلاح میں محدث ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا چنانچہ لیکچر سیالکوٹ میں بھی اسلامی اصطلاح میں محدث ہونے کا اقرار موجود ہے اسی فرق کو نہ سمجھنے سے علماء ربوہ بار بار یہ شور مچا دیتے ہیں کہ حضور نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں محدث ہونے سے انکار کر دیا ہے حالانکہ وہاں صرف لغوی معنی میں محدث ہونے سے انکار کیا ہے اس اشتہار میں بھی اسلامی اصطلاح میں محدث ہونے سے انکار قطعاً موجود نہیں۔

یہ چند حوالے جو میں نے درج کئے ہیں براہین احمدیہ پنجم سے قبل کی کتب کے ہیں اب آخری حوالہ وہ پیش کرتا ہوں جو حضور نے وفات سے صرف تین روز قبل تحریر فرمایا میری مراد اس سے اس خط کا حوالہ ہے جو ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو حضور نے ایڈیٹر اخبار عام کو لکھا۔ اس میں حضور فرماتے ہیں:۔

"میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہو سکتے جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا"

اب دیکھ لیں کہ اس خط میں بھی وہی لغوی معنی کی رُو سے ہی لفظ نبی کا اطلاق اپنے پر جائز قرار دیا ہے جس لغوی معنی میں اربعین ۲ میں جائز قرار دیا ہوا ہے صرف اس فرق کے ساتھ کہ اربعین ۲ میں محض کا لفظ ہے اور اس خط میں اس کی جگہ صرف کا لفظ ہے دونوں کا مطلب جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے ایک ہی ہے اربعین میں بھی اسلامی اصطلاح والی نبوت سے انکار ہے۔

پس براہین احمدیہ پنجم میں بھی حضور نے سائل کو یہی فرمایا کہ آنے والے مسیح کے لئے جو لفظ نبی حدیث میں وارد ہوا ہے اس کے حقیقی معنی یا بالفاظ دیگر اس کے لغوی معنی پر تم نے غور نہیں کیا کیونکہ حقیقی معنی کا لفظ حضور کی عبارت میں بغیر کسی قرینہ کے مطلق وارد ہوا ہے اس لئے اس سے مراد لغوی معنی ہی ہو سکتے ہیں۔ خدا کی طرف سے غیب کی خبر پانے والے کو عربی زبان میں نبی ہی کہتے ہیں تمہارے خیال کے مطابق اگر اصلی ابن مریم آجائے تو وہ چونکہ جماعت انبیاء کا ایک فرد ہے اور جماعت انبیاء کے کسی فرد کے آنے سے تو نبوت کی مہر ٹوٹتی ہے نیز ایسے نبی کا آنا حدیث لانبی بعدی کے بھی منافی ہے اسلئے اسکے آنے سے تو اسلام کا سارا نظام ہی درہم برہم ہو جاتا ہے پس حدیث میں بھی ابن مریم سے مراد ایسا شخص ہی ہو سکتا ہے جس پر باوجود امتی ہونے کے نبی کا لفظ بھی اطلاق پا سکے پس وہ وہی شخص ہو سکتا ہے جو امت میں محدثیت کے مقام پر کھڑا کیا جائے کیونکہ محدث پر بھی من وجہ مجازاً ولغتہً وظلاً وبروزاً نبی کے لفظ کا اطلاق شرعاً جائز ہے اس لئے حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے دونوں لفظ یعنی امتی اور نبی کے الفاظ اپنے محل پر ٹھیک استعمال ہوئے ہیں۔ یہی جواب حضور نے ہمیشہ اپنی سابقہ کتب میں دیا اور براہین احمدیہ پنجم کا مکمل حوالہ سامنے آنے سے قارئین کرام خود ہی سمجھ جائیں گے کہ اس کتاب میں بھی سابقہ کتب والا ہی جواب دیا گیا ہے۔ مزید تفصیل انشاء اللہ آئندہ قسط میں پیش کی جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔

زمانہ کی مصائب سے نجات کا اسلام نے کیا حل پیش کیا ہے؟

(بسلسلہ صفحہ ۱)

لیکن عرب لوگوں کا تناسب اس وقت مسلمانوں میں صرف ۷ فیصد ہے ـــــ تمام دیگر ادیان کی نسبت دینِ اسلام اخوتِ انسانی کا سبق ہمیں دیتا ہے جس دائرہ اخوت میں ہر نسل رنگ اور قوم کے لوگ آجاتے ہیں چنانچہ اس وقت ہر قوم و نسل کے لوگ اسلام میں موجود ہیں۔ افریقہ کے سیاہ فام حبشی، چین کے زرد رنگ لوگ، ملایا کے بھورے رنگ والے، اور ترکی کے سفید فام۔ مزید یہ کہ اسلام مذہبی قیادت کے فرقہ یعنی (Priesthood) کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔"

(باقی ـــ باقی)

جلسہ سالانہ

۸-۹-۱۰-۱۱ / دسمبر ۱۹۶۶ء کو منعقد ہوگا

۸ / دسمبر ۱۹۶۶ء کو مستورات کا جلسہ ہوگا اور باقی دنوں میں مردوں کا۔ اس میں بھی حسبِ دستور مستورات کیلئے پردہ کا انتظام ہوگا۔ سب احباب اور خواتین جلسہ میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور مستورات اپنی دستکاریاں بھی ابھی سے تیار کر کے ارسال کریں۔

جلسہ فنڈ

اخراجات جلسہ کے لئے کچھ رقوم احباب کے ذمہ لگائی گئی ہیں جس کی اطلاع انہیں فرداً فرداً دفتر سے دی گئی ہے، احباب کو چاہیئے کہ اپنے اپنے حصہ کی رقم جلسہ سے پہلے دفتر انجمن میں ارسال کر دیں، تاکہ **جلسہ کے اخراجات** آسانی سے ادا ہو سکیں۔

اخبار و افکار

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۳)

میں جکڑے گئے ہیں۔ مجھے ان کے اخلاص، حرارتِ ایمانی، سرگرمی عمل اور اسلام کی خاطر کام کرنے کے جذبۂ صادق میں قطعاً کوئی شک نہیں اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اگر تکفیر و منافرت کے حربوں کو استعمال کئے بغیر صحیح اسلامی دعوت ان کے سامنے رکھی جائے تو وہ اسے قبول کرنے میں دریغ نہ کریں گے .... ہم نے ان کی بات چیت میں احمدیت کی کوئی جھلک نہیں پائی۔ ہاں اُن کے اپنے آپ کو احمدی کہلانے اور تحریک احمدیت کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھنے میں اس تحریک کی بظاہر کامیابی کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔"

کاش مراسلہ نگار یہ بھی بتا دیتا کہ اسلام کی کونسی جدید تعبیر احمدیت کی طرف سے پیش کی گئی ہے جس کی بناء پر "نائیجرین مسلمان" اصل حقیقت سے بے خبر لاشعوری طور پر احمدیت کے جال میں جکڑے گئے ہیں" کیا احمدیت کی طرف سے اسلام کے بنیادی اصولوں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی کوئی ایسی تعبیر کی گئی ہے جسے اسلام کی جدید تعبیر کہا جا سکے؟ کیا اسلام کے کسی اور عقیدہ یا عمل میں احمدیت کے اندر کوئی جدت کا رنگ پایا جاتا ہے سوائے اس کے کہ احمدیت میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کو فوت شدہ سمجھا جاتا ہے اور جس مسیح کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے احمدیت کے نزدیک اس سے مراد امت محمدیہ ہی کا ایک مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں جو عیسائیت کے فتنہ سے اسلام کو بچانے کی وجہ سے مسیح موعود کہلائے ؎

چوں مرا نورے از پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

اگر یہی اسلام کی جدید تعبیر ہے تو فی الواقعہ احمدیت اسی جدید تعبیر اسلام کو لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ مراسلہ نگار نے اس کو احمدیت کا جال قرار دیا ہے اور "صحیح اسلامی دعوت" نائیجرین مسلمانوں کے سامنے رکھنے کی تحریک کی ہے اچھا ہے وہ احمدیت کے اس جال کو توڑ کر، حیاتِ مسیح کی بزعم خود "صحیح اسلامی دعوت" ان کے سامنے رکھیں اگر وہ اس سے اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت کے جال میں نہ جا پھنسیں تو جو جی چاہے کہہ دیجئے، پہلے ہی نائجیریا میں عیسائیت کا جال چاروں طرف بچھا ہوا ہے، اب آپ حیاتِ مسیح کی قدیم اسلامی تعبیر پیش کر کے انہیں اس جال کی طرف پھنسانا چاہتے ہیں، تو اس کا کیا علاج؟

بحرِ حکمت کے موتی

(بسلسلہ صفحہ اوّل)

ہیں کہ ہم حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک حضرت نبی کریم صلعم نے چند لوگوں کا شور سُنا یہ شور دوڑ کر چلنے کی وجہ سے پاؤں زمین پر زور سے پڑنے کی وجہ سے پیدا ہو رہا تھا۔ پس آنحضور صلعم جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا بات تھی یعنی یہ شور کس وجہ سے ہوا تھا بعض لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نماز میں شریک ہونے کے لئے جلدی جلدی دوڑ کر آ رہے تھے۔ فرمایا ایسا مت کیا کرو۔ جب تم نماز کے لئے آؤ تو تمہیں بڑے اطمینان اور سکون سے آنا چاہیئے۔ نماز کا جتنا حصہ تمہیں مل جائے اسے امام کے ساتھ ادا کر لو اور جو حصہ تم سے رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لیا کرو۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے اور وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جب تم اقامت کی آواز سنو تو نماز میں شریک ہونے کے لئے آرام سے اس حالت میں چل کر آؤ کہ تمہاری چال میں اطمینان اور وقار پایا جاتا ہو۔ جلدی جلدی قدم مت اٹھاؤ جتنا حصہ نماز کا امام کے ساتھ مل جائے اسے امام کے ساتھ ادا کر لو اور جو حصہ جماعت کے ساتھ نماز سے رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لیا کرو۔ ان حدیثوں سے پتہ لگتا ہے کہ نماز بڑے اطمینان اور حضور قلب سے پڑھنی چاہیئے کیونکہ جو شخص دوڑ کر شریک ہوگا اس کا سانس پھولا ہوا ہوگا۔ اس صورت میں اسے نہ حضورِ قلب حاصل ہو سکتا ہے اور نہ اطمینان نصیب ہو سکتا ہے صرف جلدی جلدی الفاظ ہی دہرا سکے گا۔ اس ارشاد نبوی پر تمام مسلمانوں کو پوری توجہ دینی چاہیئے اور اس پر عمل کر کے سعادتِ دارین حاصل کرنی چاہیئے۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور نمبر ۲ سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۹ / نومبر ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ شمارہ نمبر ۱

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغامِ صلح لاہور

فون نمبر ۷۲۷۳۲

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے:- چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سود
فی پرچہ ۱۲ پیسے

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس
اور اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
(۳) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۴) سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
(۵) سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
(۶) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مؤرخہ ۳ شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۴۲

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری پوری نجات قوم کو دی

جو صدق و صفا آپ نے اور آپکے صحابہ کرامؓ نے قوم کو دکھایا اسکی نظیر کہیں نہیں ملتی

حضرت مسیح موعودؑ کے کلماتِ طیبات

قرآن شریف میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسےٰؑ قرار دے کر فرمایا انّآ ارسلنا الیکم رسولًا شاھدًا علیکم کمآ ارسلنا الی فرعون رسولًا (س ۲۹) یعنے ہم نے ایک رسول بھیجا۔ جیسے موسےٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ ہمارا رسول مثیلِ موسےٰؑ ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا:- وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (س ۱۸) اس مثیل موسےٰ کے خلفاء بھی اسی سلسلہ سے ہوں گے جیسے کہ موسےٰؑ کے خلفاء سلسلہ وار آئے۔ اس سلسلہ کی میعاد چودہ سو برس تک رہی۔ برابر خلفاء آتے رہے۔ یہ ایک اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیشگوئی تھی کہ جس طرح سے پہلے سلسلہ کا آغاز ہوا۔ ویسے ہی اس سلسلہ کا آغاز ہوگا۔ یعنی جس طرح موسےٰؑ نے ابتداء میں جلالی نشان دکھلائے۔ اور قوم کو فرعون سے چھڑایا۔ اسی طرح آنے والا نبیؐ بھی موسےٰؑ کی طرح ہوگا فکیف تتقون ان کفرتم یومًا یجعل الولدان شیبا ن السمآء منفطرٌ بہٖ کان وعدہ مفعولًا (س ۲۹) یعنی جس طرح ہم نے موسےٰ کو بھیجا تھا۔ رسولِ اکرم صلعم کے وقت کفارِ عرب بھی فرعونیت سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ بھی فرعون کی طرح باز نہ آئے۔ جب تک انہوں نے جلالی نشان نہ دیکھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام موسےٰ کے کاموں کی طرح تھے۔ اس موسیٰؑ کے کام قابلِ پذیرائی نہ تھے۔ لیکن قرآن شریف نے منوایا۔ حضرت موسےٰؑ کے زمانہ میں گو فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو نجات ملی۔ لیکن گناہوں سے نجات نہ پائی۔ وہ لڑے اور کج دل ہوئے۔ اور موسےٰؑ پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری پوری نجات قوم کو دی۔ رسولِ اکرم صلعم اگر طاقت، شوکت سلطنت اسلام کو نہ دیتے تو مسلمان مظلوم رہتے۔ اور کفار کے ہاتھ سے نجات نہ پاتے۔ اللہ تعالےٰ نے ایک تو یہ نجات دی کہ مستقل اسلامی سلطنت قائم ہوگئی۔ دوسرا یہ کہ گناہوں سے ان کو کامل نجات ملی۔ خدا تعالےٰ نے ہر دو نقشے کھینچے ہیں۔ کہ جب پہلے کیا تھے۔ اور پھر کیا ہو گئے۔ اگر ہر دو نقشے اکٹھے کئے جائیں تو ان کی پہلی حالت کا اندازہ لگ جائے گا۔

(باقی بر صفحہ ۱۱ کالم ۳)

بحرِ حکمت کے موتی

اطاعت امام کی اہمیت

مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلعم قال اما یخشی احدکم اولا یخشی احدکم اذا رفع رأسہ قبل الامام ان یجعل اللّٰہ رأسہ رأس حمار او یجعل اللّٰہ صورتہ صورۃ حمار (البخاری کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضؓ حضرت نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلعم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے وہ شخص جو امام الصلوٰۃ سے قبل اپنا سر رکوع یا سجدے سے اٹھا لیتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالےٰ اس کے سر کو گدھے کے سر جیسا بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت کی مانند بنا دے عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ مقتدی اس کی طرف کم توجہ کرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ اس ارشادِ نبویؐ کی طرف خاص توجہ دیں

اس حدیث میں نماز کے امام کے پیچھے پیچھے چلنے کا جس قدر زور ہے وہ کسی سے مخفی نہیں رہ سکتا ایسے شخص کو رسول کریم صلعم گدھے سے تشبیہ دیتے ہیں جو اس امر میں جس میں کہ امام الصلوٰۃ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے اس کی اتباع سے لاپرواہی اور سہل انگاری سے کام لیتا ہے جبکہ اب

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۳)

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ... : ۱۰½ بجے تا ۱۱ بجے
میاں رحیم بخش صاحب ... ۱۱ بجے تا ۱۱½ بجے

اختتامی تقریر و دعا: حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور
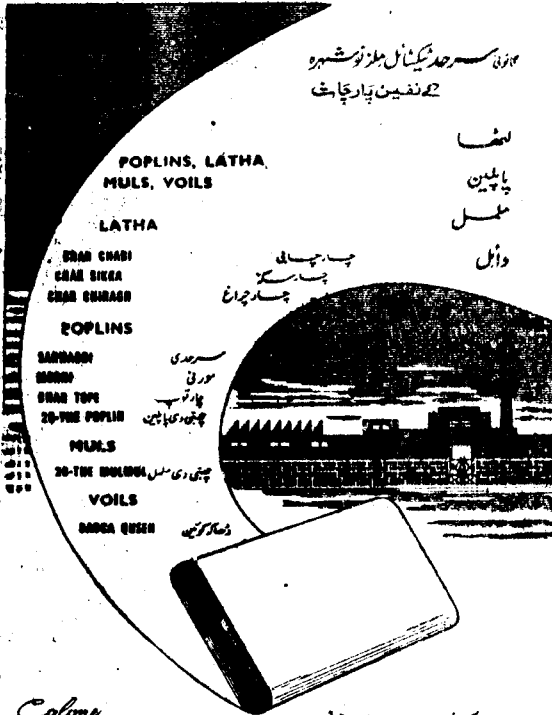
اصلی گھی کا بہترین بدل
صحت اور توانائی کیلئے

دی پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز لمیٹڈ، شاہدرہ لاہور

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۹-۱۰-۱۱ دسمبر ۱۹۶۶ء بمقام احمدیہ بلڈنگس براندرتھ روڈ لاہور

۸ دسمبر ۱۹۶۶ء کو مستورات کا اجلاس ہوگا، بعد میں دستکاری کی نمائش ہوگی

اجلاس اول:- مؤرخہ ۹ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک ۹ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر
زیر صدارت میاں فاروق احمد صاحب شیخ برادرز

تلاوت قرآن مجید و نظم:- قاری محمد بوستان صاحب ۹ بجے تا ۹½ بجے
ملفوظات حضرت امام الزمان مسیح دوران علیہ السلام
افتتاحی تقریر حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ ... ۹½ بجے تا ۱۰ بجے
تقریر میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ... : ۱۰ بجے تا ۱۰½ بجے
" میاں احمد رفیق یوسف صاحب ایم اے ایڈووکیٹ ... ۱۰½ بجے تا ۱۱ بجے
" پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم اے : ۱۱ بجے تا ۱۱½ بجے
" میاں بشیر احمد صاحب منٹو ایم - اے : ۱۱½ بجے تا ۱۲ بجے

خطبہ جمعہ ۱½ بجے تا ۲½ بجے از حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

---

۳ بجے تا ۵½ بجے شام احمدیہ کانفرنس و اجلاس معتمدین

---

۱۰ دسمبر ۱۹۶۶ء - بروز ہفتہ

اجلاس اول:- بصدارت محترم کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ ڈائرکٹر میلیٹری سروسز
۹ بجے سے ۱۲½ بجے تک

تلاوت قرآن مجید و نظم: : ۹ بجے تا ۹½ بجے
تقریر حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ : ۹½ بجے تا ۱۰ بجے
" قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ : ۱۰ بجے تا ۱۰½ بجے
" مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے : ۱۰½ بجے تا ۱۱ بجے
" پروفیسر غلام محمد صاحب خادم ایم اے : ۱۱ بجے تا ۱۱½ بجے
" حضرت امیر قوم مولنا صدرالدین صاحب : ۱۱½ بجے تا ۱۲½ بجے

اجلاس دوم:- ۲½ بجے بعد دوپہر سے ۵½ بجے تک
زیر صدارت الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب برادرز

تلاوت قرآن مجید و نظم:- ۲½ بجے تا ۲¾ بجے
تقریر خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت: ۲¾ بجے تا ۳¼ بجے
سالانہ رپورٹ: آنریری جنرل سیکرٹری ... : ۳¼ بجے تا ۳¾ بجے
تقریر مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ... : ۳¾ بجے تا ۴½ بجے
الوصیت اور اسکی اہمیت: مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری .. : ۴½ بجے تا ۵½ بجے
تقریر - صاحب صدر

---

۱۱ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار

مجلس مذاکرہ بعنوان "عصر حاضر میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی اہمیت"
۹½ بجے صبح سے ۱ بجے تک

زیر صدارت:- محترم میاں غلام عباس صاحب تمیم سابق آڈیٹر جنرل پاکستان
تلاوت قرآن مجید و نظم ۹½ بجے تا ۱۰ بجے
مولانا عبدالمنان صاحب عمر ایم-اے : ۱۰ بجے تا ۱۰½ بجے

ہمارا قومی فرض

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کا انعقاد حضرت مسیح موعودؑ نے جن اغراض کے ماتحت ضروری قرار دیا ہے، اور جن فوائد کے پیش نظر تمام احباب جماعت کو اس میں شمولیت کی تاکید فرمائی ہے، اس کی بناء پر یہ کہنا بے جا نہیں کہ یہ ایک اہم قومی فرض ہے جس کی ادائگی ہر فرد جماعت کے لئے ضروری ہے چنانچہ اغراض جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :۔

"جلسہ کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں، اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو، پھر اس کے ضمن میں یہ فوائد بھی ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔"

اور یہ بھی فرمایا ہے :۔

"اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں"

ان اغراض اور فوائد کی اہمیت سے کون شخص انکار کر سکتا ہے، ظاہر ہے کہ جلسۂ سالانہ کے مواعیظِ حسنہ جماعت کی دینی معلومات کو بڑھانے اور ان کی معرفت کو ترقی دینے کا ایک اہم ذریعہ ہیں اور اس کے ساتھ ہی احباب کا باہمی تعارف اور استحکام اس کا لازمی نتیجہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے یہ بھی لکھا ہے کہ :۔

"اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیرِ حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔"

یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی یورپ اور امریکہ کی طرف قوم کی کوئی توجہ نہ تھی، اور عام طور پر یورپ اور امریکہ میں اسلام کی تبلیغ اور قبولیت کو ایک پاگل پن خیال کیا جاتا تھا لیکن جب جماعت احمدیہ کی طرف سے یورپ میں، تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی گئی، تو اس کے نتائج نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یورپ اور امریکہ کے سعید لوگوں کی قبولیت کی تیاری کی جو خوشخبری دی تھی اور اس کو ایک ثابت شدہ امر قرار دیا تھا، وہ ایک ایسی حقیقت تھی، جس کا انکار روزِ روشن کے انکار کے مترادف ہے۔ خود ایک مامور من اللہ کی آنکھ نے سالہا سال پہلے اس حقیقت کو اس وقت معلوم کر لیا تھا جب اس کا وہم و گمان نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی اور تبلیغ اسلام کے کام کو تکمیل تک پہنچانے کی غرض بھی بقول حضرت مسیح موعودؑ جلسۂ سالانہ کی اہم ضروریات میں سے ہے۔ اور قوم کا یہ ضروری فرض ہے کہ اس میں شمولیت اختیار کرنے کی سعی کی جائے۔ ان تمام اغراض کے پیش نظر حضرت مسیح موعود نے یہ تاکید فرمائی ہے :۔

"تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہیئے۔"

حضرت کے اس تاکیدی فرمان کی تعمیل میں امید ہے کہ تمام احباب جماعت

خواتینِ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا
سالانہ جلسہ
۸ر دسمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعرات
صبح ۹ بجے تا ½ ۱۲ بجے
بمقام احمدیہ ہال۔ احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

افتتاحی تقریر
بیگم صاحبہ الحاج میاں فاروق احمد صاحب ملزادر صدر جلسہ

ذیل کی خواتین اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں گی :۔

(۱) محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب (۲) محترمہ پروفیسر رضیہ علی صاحبہ بنت ڈاکٹر حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم (۳) بیگم صاحبہ مولینا عبدالمنان عمر صاحب (۴) محترمہ فاطمہ جمیل صاحبہ (۵) بیگم مسرت صاحبہ ڈاکٹر بشیر صاحب (۶) محترمہ زمرد رمضان صاحبہ (۷) مس عبدالرحمٰن مصری ڈویژنل انسپکٹرس آف سکولز۔

اجلاس کے بعد دستکاری کی نمائش ہو گی جس میں مستورات کی بنائی ہوئی اشیاء برائے فروخت رکھی جائیں گی۔ فروخت سے آمدہ روپیہ اشاعت اسلام میں دیا جائے گا جملہ خواتین کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی دستکاری قبل از وقت بھجوا دیں۔

المعلن

بیگم حضرت مولینا صدرالدین صاحب و بیگم کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب
احمدیہ بلڈنگس۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

مجلسِ مذاکرہ

زیر اہتمام انجمن خواتین لاہور مورخہ ۸ر دسمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعرات ۲ بجے دوپہر احمدیہ ہال احمدیہ بلڈنگس، برانڈرتھ روڈ لاہور میں ایک مجلسِ مذاکرہ منعقد ہو گی جس میں پاکستان کے مختلف سکولوں اور کالجوں کی طالبات "فی زمانہ بچوں کی تربیت دینِ اسلام کی روشنی میں" کے عنوان پر تقاریر کریں گی۔ کامیاب مقررات کو انعام دیئے جائیں گے مذاکرہ میں حصہ لینے والی طالبات کے نام ۳۰ر نومبر ۱۹۶۶ء تک پہنچنے ضروری ہیں۔ بیرون لاہور سے آنے والی طالبات کی رہائش و خوراک کا انتظام ادارہ کے ذمہ ہو گا۔ نوٹ :۔ طالبات سے درخواست ہے کہ آنے کی اطلاع اور ریل گاڑی کے وقت سے مطلع کریں۔ گرم بستر ہمراہ لاویں۔

سیکرٹری انجمن خواتین لاہور

(مرد اور خواتین) جلسۂ سالانہ میں جو امسال ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ شمولیت اختیار کر کے عنداللہ ماجور ہوں گے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ۸ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو مستورات کا جلسہ ہے جس کا پروگرام اسی صفحہ پر اوپر کے حصہ میں درج ہے۔ امید ہے کہ سب خواتین اس میں ضرور شامل ہوں گی اور باقی دنوں میں مردانہ جلسوں میں بھی شمولیت کے لئے حسب معمول باپردہ انتظام ہو گا

ڈاکٹر شیخ عبدالسلام خبری صاحب سہارنپوری

ختمِ نبوت اور حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ

بسلسلہ اشاعت ۲ نومبر ۱۹۶۶ء

— ۹ —

حضرت مرزا صاحبؒ کی کتب میں آئے ہوئے لفظ نبی و رسول کی حقیقت

میں حیران ہوں، لوگ کس طرح مرزا صاحبؒ کو مدعی نبوت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مرزا صاحبؒ نے اپنی کتب میں لفظ نبی و رسول کی بھی ایسی صاف تشریح کر دی ہے تاکہ کسی شخص کو دھوکہ نہ ہو جائے کہ حقیقی نبی ہونے کا دعوے کیا ہے مگر ان علماء کو دیکھو جو خود مسیحؑ کی آمد پر یقین کرتے ہوئے یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم سرکارِ دوعالمؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں) اور چونکہ غلام احمد نے سرورِ دوعالمؐ کے بعد دعوے نبوت کیا ہے اس لئے ہم اسے کافر قرار دیتے ہیں۔ علماء کا یہ دعوے باطل ہے کیونکہ جب مسیحؑ سرورِ دوعالمؐ کے بعد آئیں گے تو حضورؐ کہاں خاتم النبیین رہے؟ اور ان کا یہ الزام کہ مرزا صاحبؒ نے نبوت کا دعوے کیا ہے، یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے مرزا صاحبؒ کی کتب کا صحیح مطالعہ نہیں کیا مگر افسوس تو اس کا ہے کہ مرزا صاحبؒ کے مخالف علماء نے اس لئے یہ الزام لگایا تھا تاکہ مرزا صاحبؒ بدنام ہو جائیں اور ان کا مشن ختم ہو جائے اور ہم ہی اس طرح مسلمان قوم کے رہبر بنے رہیں، اس سے بھی زیادہ نقصان مرزا محمود احمد نے احمدیت کے مشن کو پہنچایا۔ اس نے اپنی خلافت کی ہوس میں دشمنوں کی بات کی پُر زور تائید کی، اور اس کے علاوہ مرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف نئے نئے عقائد ایجاد کرکے لوگوں کو مجبور کر دیا کہ وہ مرزا صاحب سے سخت متنفر ہو جائیں اور ان کا نام سنتے ہی گالیاں دینی شروع کر دیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کو منظور تھا کہ مرزا صاحبؒ کی وفات کے بعد ان کے ہی مریدوں میں ایک ایسا طبقہ بھی موجود رہا کہ جس نے مرزا محمود احمد کے باطل عقائد کی پر زور تردید کی، اور اس طرح مرزا صاحب کی پوزیشن پر جو بدنما داغ لگ گئے تھے صاف ہو گئے اس سلسلے میں مرزا صاحب کے صحیح جانشین حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ نے تبلیغ اسلام کی ٹھوس بنیاد رکھ کر جہاں مرزا صاحبؒ کے مشن کی تکمیل کی ہے وہاں اس کے ساتھ ساتھ قادیانی عقائد کی تردید کرکے مرزا صاحب کی صحیح پوزیشن بھی مسلمانوں کے سامنے پیش کی۔ میرے خیال میں مولانا موصوف نے میاں محمود کے غالیانہ عقائد کی تردید کرکے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے، کوئی صاحب اسے خوشامد نہ سمجھیں بلکہ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ خود دیکھے کہ جماعت قادیان نے جو تاریکی پیدا کی اس اندھیرے میں کس چیز نے روشنی پیدا کی ہے۔ اگر کوئی شخص ذرا بھی اپنی عقل سے کام لے گا تو وہ یہی کہے گا کہ اس تاریکی میں مولانا محمد علی رح کے قلم نے ہی روشنی پیدا کی۔ واقعات اس کے گواہ ہیں اور یہ خدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ اس جماعت کے لئے مرزا محمود نے جھوٹے الہامات بھی شائع کئے کہ "یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے" مگر آپ دیکھیں کہ اسی جماعت نے اسلام کی کتنی زبردست خدمت کی ہے اور کر رہی ہے، اس کی آج ایک دنیا معترف ہے۔ اس کے برعکس جماعت قادیان کو دیکھیں کہ ان کی کیا خدمات اسلامی ہیں۔ ان کی خدمت یہ ہے کہ چاہے کوئی شخص نماز پڑھے، روزے رکھے، زکوٰۃ دے، حج کرے حتیٰ کہ مرزا صاحب کے بارے میں خاموش ہے بُرا نہیں کہتا بلکہ وہ دل سے انہیں سچا بھی سمجھتا ہے لیکن بیعت نہ کی ہو تو بھی مرزا محمود احمد کہتا ہے کہ ہم نہیں مانتے چاہے اس نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر ہے۔ کوئی اُن سے پوچھے کہ جناب! یہ کیسا مسیح موعود آیا کہ بجائے اس کے کہ اسلام میں ترقی ہوا الٹا جو اسلام کی تیرہ صدیوں کی کمائی ہے ساٹھ کروڑ مسلمان وہ سب کافر ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ سب عقائد کھوکھلے ہیں جب سر پہ مصیبت آپڑے ان کو فوراً تبدیل کر لیا جاتا ہے واقعات اس کے گواہ ہیں۔ چنانچہ اسی جماعت نے مرزا صاحب کو مدعی نبوت ثابت کرنے کے لئے بڑی بڑی غلط فہمیاں پھیلائی ہیں مگر اس کے باوجود اہلِ علم حضرات سمجھتے ہیں کہ "کاٹھ کی ہنڈیا بار بار نہیں چڑھتی"۔ قادیانی جماعت کا بیان ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے مسیح موعود کے لئے نبی اللہ نکلا ہے اور خود مرزا صاحب کی کتب میں ہزارہا مرتبہ لفظ نبی و رسول ملتے ہیں۔ اس بارہ میں سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ لاہور یہ نہیں کہتی کہ مرزا صاحبؒ نے لفظ نبی استعمال نہیں کیا۔ جیسا کہ قادیانی ککمکہ بہکاتے ہیں۔ بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ مرزا صاحبؒ

کی کتب میں جو اس قسم کے لفظ ہیں بطور مجاز اور استعارہ کے ہیں نہ کہ بطور حقیقت کے۔ اسی وجہ سے ہم مرزا صاحبؒ کو زمرہ انبیاء کا فرد یقین نہیں کرتے، بلکہ زمرۂ اولیاء کا فرد یقین کرتے ہیں۔ ان تمام مندرجہ بالا باتوں کی تشریح کرتے ہوئے مرزا صاحبؒ رقمطراز ہیں۔ ناظرین غور فرمائیں فرماتے ہیں:—

"یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا۔ اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے .... جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔ ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد ...... آنحضرت صلعم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے۔ اور نہ پُرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔ عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول سمجھتے ہیں پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا۔ کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے ...... بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خداتعالےٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ایسے ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں آتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رُو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔"

(دیکھو سراج منیر صفحہ ۲-۳)

اس صاف و صریح تحریر کے ہوتے ہوئے کون عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت حقیقی کا دعوے کیا ہے۔ باقی باقی

خطبہ جمعہ
مورخہ ۱۱ر فروری ۱۹۶۰ء

فرمودہ
حضرت امیر مولٰنا صدر الدین
صاحب ایدہ اللہ

امورِ مملکت میں مشورے سے کام لینے اور پارلیمنٹری حکومت قائم کرنے والی پہلی شخصیت

جنگِ احد میں حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شاندار نمونہ اور اقوامِ عالم کے لئے قیمتی سبق

ولقد صدقکم اللہ وعدہٗ اذ تحسونھم باذنہٖ حتّٰی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبّون منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاٰخرۃ ——— واللہ خبیر بما تعملون ——— (آل عمران ۱۵۱-۱۵۲)

مفید تعلیمات اور اخلاقِ فاضلہ

ان آیات میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بعض ایسی تعلیمات کا ذکر ہے جو ساری قوموں کے لئے مفید ہیں۔ اور ان تعلیمات کے علاوہ ان آیات میں حضورؐ کے کچھ اخلاق کا بھی ذکر ہے۔ اور وہ اخلاقِ فاضلہ بھی نہایت مفید اور مشکل ہیں۔ یہ آیات جنگِ اُحد کے موقعہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

ماحول کے خلاف امورِ مملکت میں قوم سے مشورہ لینے کا حکم

اُحد کی لڑائی میں حضرت نبی کریم صلعم نے مشورہ لیا تھا۔ اس لئے کہ حضور کو شاورھم فی الامر کا حکم تھا یعنے حکومت کے اہم معاملات میں قوم سے مشورہ لیا کریں۔ جس وقت یہ حکم ہوا اُس وقت آپ کا ماحول یہ تقاضا نہ کرتا تھا کہ قوم کے مشورہ سے حکومت چلائی جائے۔ ایک طرف ایران کی حکومت ہے بادشاہ مطلق العنان ہے جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ وہاں بادشاہت کے لوازمات بھی ہیں جن کی طرف حضورؐ نے خیال تک نہ کیا۔ محلات ہیں، سواریاں ہیں، حشم و خدم ہیں، جواہرات ہیں، انواع و اقسام کے ملبوسات ہیں، طرح طرح کے کھانے ہیں۔ لوگ اپنے بادشاہ کو خدا کے قریب قریب مانتے تھے۔ یہی حالت شام کے عیسائی بادشاہوں کی ہے۔ اس سے بڑھ کر حالت مصر کے فرعون کی ہے۔ وہاں کے بادشاہ انا ربّکم الاعلٰی کا نعرہ لگاتے تھے۔

ان حالات کی موجودگی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا الہام وشاورھم فی الامر ماحول کا پیدا کردہ نہیں ہو سکتا۔ بعض فلاسفروں اور مسلمان فلاسفروں نے لکھ دیا ہے کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے ماحول سے اوپر پرواز نہ کر سکتے تھے لیکن حضرت کا الہام شاورھم فی الامر تو ان فلاسفروں کے اس خیال کی تردید کر رہا ہے۔

علاوہ ازیں آپؐ قوم کو جس بات کا اشارہ کرتے قوم جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتی تھی حضرت نبی کریم صلعم واحد شخصیت ہیں جن کے فرمان کو لوگ سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ قوم دل و جان سے آپ پر فدا ہے۔ ایسی اطاعت اور جاں نثاری کی فضا میں شاورھم فی الامر کے جواز کا خیال تک پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ وحی دنیا کی تمام قوموں کے لئے ہے۔ بہت مشکل اور مخالف حالات میں یہ وحی ہوئی۔ اگرچہ حضرت نبی کریم صلعم کا حکم قوم سر آنکھوں پر رکھتی ہے تاہم اللہ تعالےٰ نے امورِ مملکت میں اُن سے مشورہ لینے کا حکم دیا۔

سلطنت قوم کی ہوتی ہے نہ کہ افراد کی

یہ وحی تمام کی تمام قوموں کو یہ قیمتی سبق سکھاتی ہے کہ امورِ سلطنت مشورہ سے انجام دینے چاہئیں۔ دُنیا جہان کی سلطنتوں کے لئے یہ وحی مفید ہے اس میں یہ سکھایا گیا ہے کہ سلطنت قوموں کی ہوتی ہے نہ کہ افراد کی قوم کا استحقاق ہے کہ حکومت کی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں ہو۔ یہ وحی اُس وقت ہوئی جبکہ دنیا میں کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ پارلیمنٹ کی حکومت ہو انگلستان نے دو صدیوں کی لگاتار کوشش، جدوجہد اور جنگ و قتال کے بعد پارلیمنٹری حکومت قائم کی۔ حضرت نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس قسم کی نہ احتیاج تھی نہ ضرورت اور درخواست کرنے والا بھی کوئی نہیں تھا تاہم حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود بخود حکومت قوم کے سپُرد کی۔

جنگِ اُحد کے موقعہ پر قوم سے مشورہ اور اکثریت کی رائے کے مطابق فیصلہ

بدر کی لڑائی میں حضورؐ نے مشورہ لیا۔ اور اُحد کی لڑائی میں بھی قوم سے مشورہ لیا۔ جنگِ اُحد کے موقعہ پر کچھ دوستوں نے کہا کہ مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کرنا مناسب ہوگا۔ عبداللہ بن ابی نے بھی یہی مشورہ دیا حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس موقعہ پر خواب میں دیکھا کہ میری تلوار میں دندانہ نمودار ہوا ہے جس سے یہ مراد تھی کہ حضور کو تکلیف پہنچے گی۔ اور یہ بھی خواب میں دیکھا کہ گائیں قربان کر دی گئی ہیں۔ جس سے یہ مراد تھی کہ آپؐ کے ساتھی شہید ہوں گے۔ خواب میں یہ بھی دیکھا کہ مَیں حصار میں ہوں۔ اس حصار سے مراد مدینہ تھی۔ اس خواب کی بناء پر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا بھی یہی خیال تھا کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ عبداللہ بن ابی کی طرح بعض ساتھی بھی اسی رائے کا اظہار کرتے تھے کہ مدینہ کے اندر رہ کر ہی مقابلہ کیا جائے۔ لیکن مسلمانوں کا اکثر حصّہ دشمن کا مقابلہ باہر نکل کر کرنا چاہتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ہم مدینہ کے اندر رہے تو دشمن کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائے گا کہ یہ بُزدل ہیں اور وہ دلیر ہو جائیں گے حالانکہ ہم ڈرتے نہیں بُزدل نہیں ہیں۔ دشمن کو یہ خیال کرنے کا موقعہ نہیں دینا چاہیئے ہم ضرور باہر جا کر لڑیں گے۔ اکثریت کا فیصلہ یہ تھا۔ گو یہ فیصلہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اپنے خیال اور خواب کے برخلاف تھا۔ تاہم فرمایا اکثریت کے فیصلہ پر عمل کیا جاوے۔ اس طرح حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک نہایت اہم اور مفید نمونہ قائم کر دیا۔ کہ بادشاہ کی رائے خواہ کچھ ہو، اکثریت کے فیصلہ پر عمل ہوگا۔

چنانچہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زرہ بکتر زیب تن کر لی اس پر لوگوں کو خیال آیا کہ ہم کو حضورؐ کی رائے سے اتفاق کرنا چاہیئے تھا۔ اور وہ لوگ جو باہر رہ کر دشمن کا مقابلہ کرنے کے حق میں تھے یہ کیفیت دیکھ کر دست بستہ التجا کرنے لگے۔ کہ حضور! ہم اندر رہ کر لڑیں گے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ خدا کا نبی جب زرہ پہن لیتا ہے اس کو اتارتا نہیں تا وقتیکہ خدا جنگ کا فیصلہ نہ کر دے۔ ایسا کرنے سے حضورؐ نے یہ نہایت بلند پایہ نمونہ پیش کیا کہ اکثریت کی رائے کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ ورنہ مشورہ لینے بے معنی ہو جاتا ہے۔ اکثر لیڈر اپنی بات منوانے کے لئے طرح طرح کے طریق اختیار کرتے ہیں، جو مومنانہ صفات کے خلاف ہے۔

. . . .

جنگِ اُحد میں تیر اندازوں کی غلطی سے پانسہ بدل گیا۔

اب اُحد کی جنگ کا ذکر شروع ہوتا ہے فرمایا ولقد صدقکم اللہ وعدہٗ ہم نے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا اذ تحسونھم باذنہ جب تم نے اُحد کی لڑائی میں اکثر دشمنوں کو تہ تیغ کر دیا تھا مگر تمہاری غلطی کی وجہ سے جنگ کا پانسہ بدل گیا وہ اس طرح ہوا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے پہاڑ کے درے پر پچاس تیر انداز مقرر فرمائے تھے اور حکم دیا تھا کہ اس جگہ کو ہرگز نہ چھوڑنا لا تبرحوا ان رایتمونا ظھرنا علیھم فلا تبرحوا وان رایتموھم ظھروا علینا فلا تعینونا اگر تم دیکھو کہ ہم ان پر غالب آ گئے ہیں تو بھی اپنی جگہ نہ چھوڑو اور اگر دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آ گئے ہیں تو تم ہماری مدد کے لئے بھی وہ جگہ نہ چھوڑنا۔ لیکن ان تیر اندازوں نے جب دیکھا کہ دشمن نے زیادہ نقصان اُٹھایا ہے اور وہ بھاگ کھڑا ہوا ہے اور وہ عورتیں بھی جو اُنکی حوصلہ افزائی کے لئے بلند آواز سے اشعار پڑھتی تھیں بھاگ نکلیں تو تیر اندازوں نے یہ سمجھا کہ ہم غالب آ گئے ہیں اس لئے وہ الغنیمت الغنیمت کہتے ہوئے اپنی جگہ کو چھوڑ کر مالِ غنیمت حاصل کرنے کی فکر کرنے لگے۔

عبداللہ بن زبیر نے جو ان پچاس تیر اندازوں کا کمانڈر تھا ان کو کہا کہ حضور صلعم کا حکم ہے کہ یہاں سے کبھی نہیں ہٹنا۔ مگر انہوں نے کہا کہ اب ہم غالب آ چکے ہیں دشمن شکست کھا کر بھاگ چکا ہے۔ اب اس حکم کی نافرمانی کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔ چنانچہ چالیس تیر انداز دشمن کے تعاقب میں نکل گئے۔ یہ غلط اقدام تھا۔ جس کا ذکر آیۂ کریمہ میں یوں کیا گیا ہے حتّٰی اذا فشلتم۔ یہاں تک کہ تم پھسل گئے وتنازعتم فی الامر اور مالِ غنیمت کی وجہ سے تم نے جھگڑا کیا وعصیتم من بعد ما ارٰکم ما تحبون۔ تم نے فتح کا رنگ دیکھ لینے کے بعد نافرمانی کی۔

مورچہ خالی دیکھ کر دشمن کا دوبارہ حملہ

دشمن نے جب یہ مورچہ خالی دیکھا تو خالد اور ابوجہل کا بیٹا عکرمہ جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے گھوڑے دوڑا کر مورچہ پر آ پہنچے اور وہاں پر باقی دس آدمیوں کو معہ عبداللہ بن زبیر کے شہید کر دیا۔ دشمن نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں کی قوت ختم ہو چکی ہے دوبارہ حملہ کر دیا۔

پسپائی کے بعد مسلمانوں کا دوبارہ اجتماع اور جاں نثارانہ اقدام

اس پر مسلمان سارے کے سارے تتر بتر ہو گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ قوم تتر بتر ہو گئی ہے تو پکارا الیّ عباد اللہ أنا رسول اللہ۔ خدا کے بندو میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس موقعہ پر حضور صلعم نے بے نظیر کمانڈر ہونے کی مثال قائم کی۔ حضور کی آواز پر مسلمانوں کا لشکر پھر ایک جگہ جمع ہو گیا۔ ادھر دشمن نے حضورؐ پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور ابن قمیہ نے حضور کو تیر مارا جس سے خود کی دو کڑیاں حضور صلعم کی پیشانی میں گھس گئیں۔ جاں نثاروں نے حضور کے گرد حلقہ باندھ دیا۔ مصعب بن عمیر نے حضورؐ کو بچانے کے لئے آگے بڑھ کر اپنی گردن کٹوا دی اور طلحہ نے حضور کو دشمن کی تلوار سے بچانے کی خاطر اپنے ہاتھ کٹوا دیئے۔ ابو دجانہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچانے کے لئے اپنی پیٹھ دشمن کے تیروں کی طرف کر دی۔ کہ آقا پر کوئی تیر نہ لگے۔ طلحہ نے اتنی شدت سے دشمن پر حملہ کیا کہ دو کمانیں ٹوٹ گئیں۔ سعد بن وقاص نے بھی دفاع کرتے ہوئے دو کمانیں توڑ ڈالیں۔

سعد بن وقاص کی تیر اندازی کی قدر دانی سعد کی کمان مدینہ میں اب بھی موجود ہے

سعد بن وقاص تیر چلا رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قدر دانی کرتے ہوئے فرمایا ارم یا سعد فداک ابی وامی سعد! تیر اندازی کرتے چلے جاؤ۔ میرا ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ سعد رضی اللہ عنہ کی کمان جس سے انہوں نے تیر اندازی کی اب بھی مدینہ کی ایک تنگ گلی کے ایک کچے مکان میں شیشے کی میز کے اندر پڑی ہے۔ میں نے ایام حج میں وہاں جا کر اسکی زیارت کی۔ اس کمان کے سامنے لکھا ہوا ہے ارم یا سعد فداک ابی وامی۔ اس کمان کو دیکھنے سے اس حالت کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اُحد کی لڑائی کی حالت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

حملہ آوروں کا مقابلہ اور دشمن کی شکست فاش۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہوش آیا تو حضور پھر حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کے لئے مستعد ہو گئے اس نمونہ نے مسلمانوں کے دلوں میں شجاعت دکھانے کا ولولہ پیدا کر دیا۔ انہوں نے اس شدت سے دشمن پر دھاوا بولا کہ دشمن کے لئے شکست کھا کر بھاگ جانے کے سوا چارہ نہ تھا

حضرت نبی کریم صلعم کی شہادت کی افواہ اور مسلمانوں کا ولولۂ شہادت

اس جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہادر جاں نثار چچا حمزہ شہید ہو گئے۔ علاوہ ازیں حضور کے پیارے اور قیمتی ساتھی شہید ہو گئے حضور صلعم کی تو اپنی یہ حالت ہو گئی تھی کہ سمجھا گیا کہ آپؐ بھی شہید ہو چکے ہیں۔ دشمن نے خیال کیا کہ حضورؐ مارے گئے۔ اپنوں نے بھی سمجھ لیا تھا۔ چنانچہ ایک شخص نے کہا حضور کے بعد اب زندہ رہنے کا کیا فائدہ آؤ جس بات پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑتے لڑتے جان قربان کر گئے اسی بات کے لئے ہم بھی جان قربان کر دیں۔ معلوم ہوا کہ اپنے لوگوں کو بھی شک پڑ گیا تھا کہ حضور صلعم شہید ہو گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نقصانات پر کوئی ملامت نہ کی اور مشورے کی قدر و قیمت قائم کر دی۔

باوجود ان نقصانات کے حضورؐ نے مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر لڑنے کی رائے دینے والوں کو ملامت نہیں کی اور نہ ہی یہ فرمایا کہ میرے مشوروں کی تم نے پرواہ نہ کی۔ اور مجھے گھائل کرایا۔ میرے چچا کو شہید کرایا۔ نہیں نہیں ہرگز ہرگز ایسا نہ کیا۔ حضورؐ نے ان اخلاق فاضلہ سے مشورے کی قدر و قیمت اور مشورے کی اہمیت کو قائم کر دکھایا

عبداللہ بن ابی کا غلط اقدام

مگر عبداللہ بن ابی نے مشورہ کی روح کے خلاف اقدام کیا۔ وہ تین سو آدمی ساتھ لیکر واپس چلا گیا۔ اس کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے عصانی واتبع الولدان یعنے حضور نے میری رائے کے خلاف کیا ہے۔ اور لونڈوں کے مشورہ کا اتباع کیا یہ طریق غلط ہے۔ یہ تو قوم کو موت کے منہ میں دھکیلنا ہے۔

پس امورِ مملکت میں حصہ لینے والوں کو چاہیئے کہ وہ رائیں دیں۔ دوسروں کی آراء سے بے شک اختلاف کریں لیکن اکثریت کے فیصلہ پر عمل کریں فرمایا کہ سارے کے سارے مل کر ایک کام پر عمل پیرا ہوں۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو کام میں برکت پیدا نہیں ہوتی۔

پارلیمنٹری حکومت قائم کرنے والی پہلی شخصیت

حضرت نبی کریم صلعم پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے پارلیمنٹ قائم کی۔ آج قومیں ان کے نقش قدم پر چل کر پارلیمنٹری حکومتیں قائم کر رہی ہیں۔ یہ حقائق و شواہد دلالت کرتے ہیں کہ حضور ہر مشکل امر میں تمام قوموں کے لئے راہبر ہیں وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

ایک ضروری اصلاح { گذشتہ اشاعت میں صفحہ ۵-۶ کے نمبر غلط ہو جانے کی وجہ سے ان صفحات کا مضمون الٹ پلٹ ہو گیا، قارئین صفحہ ۶ کو صفحہ ۵ سمجھ کر صفحہ ۴ کے بعد مسلسل پڑھیں اور اس کے بعد صفحہ ۵ کو صفحہ ۶ سمجھ کر مضمون کا ربط ملا لیں ﴿

زمانہ کی مصائب کا حل اسلام نے کیا پیش کیا ہے؟

عصرِ حاضر کی دو عالمگیر وبائیں

تعصّباتِ نسل و رنگ اور تعصّباتِ دولت و اقتدار

تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بموقعہ جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ

(بسلسلہ اشاعت گزشتہ)

الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللّٰہ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔

ترجمہ:۔ مومنوں کے قلوب ذکراللہ سے ہی تسلّی و تسکین پاتے ہیں، خبردار رہو! بجز خدا کے سچے ذکر کے قلوب میں حقیقی اطمینان پیدا ہونا ممکن نہیں۔

(خود غیر مسلم مغربی مفکرین معترف ہیں کہ اگر کسی مذہب نے نسلی و قومی تفریق کو دُور کرکے ایک عالمگیر اخوت پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے تو وہ صرف دینِ اسلام ہی ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے تھا کیونکہ دین کے کمال کا نتیجہ یہی ہونا ضروری ہے کہ وہ ایک عالمگیر برادری کی راہیں استوار کرکے تمام نسلِ انسانی کو اتحاد و اتفاق کا عملی سبق دے۔ گزشتہ قسط میں ایسے اقتباسات دیئے جا چکے ہیں۔ پھر ان حوالہ جات سے یہ بھی ثابت ہے کہ دنیا کو اگر پھر سے اسی عالمگیر اتحاد کا سبق حاصل کرنا منظور ہو تو وہ بجز دینِ اسلام کے اور کسی جگہ سے میسر نہیں آ سکتا۔ نسل و رنگ کے تعصبات کے علاوہ جو دوسری مرض اس وقت عالمگیر پیمانہ پر محیط ہو چکی ہے وہ ہوسِ دولت اور ہوسِ اقتدار کی وبا ہے۔ دولت کے بارہ میں تو باقاعدہ ایک منظم نظریہ قائم کر لیا گیا ہے کہ انسانی زندگی کا مرکزی و محوری نقطہ اقتصادیات ہے۔ اس وقت انسانیت کو انسان کی سیرت و کردار سے جانچنے کی بجائے اس کے مادی ساز و سامان اور اقتدار کی کسوٹی پر ماپا جا رہا ہے۔ ان امراض کے پھیلنے سے اس وقت کونسی عالمگیر امراض دنیا کو لاحق ہو رہی ہیں اور دینِ اسلام نے ان کا کیا مؤثر و حقیقی علاج تجویز کیا ہے؟ یہ اس قسط اور آئندہ قسطوں میں بیان کیا گیا ہے)

دنیاوی ساز و سامان اور مال و متاع کی محبت ہر زمانہ میں باعثِ کشش و جاذب بنا کر ہوا و حرص کے جذبات کی آگ کو قلوب میں بھڑکاتی رہی اور معاشرہ میں باعثِ حسد و فساد ہوتی رہی ہے مگر مادیت کے موجودہ دَور کا تو گویا یہ ایک امتیاز اور عالمگیر خصوصیت بن چکی ہے۔ اس کی کئی ایک وجوہ ہیں اوّل سائنسی ترقی نے بے شمار انواع و اقسام کے سامان ایجاد کر دیئے ہیں، جن سے زیادہ سے زیادہ نفع مند ہونے کی آرزو ہر دل میں چٹکیاں لے رہی ہے اور جن کے میسر آنے کا انحصار زیادہ سے زیادہ مال و دولت کے حصول پر ہے، دوئم زندگی کا مادی معیار بلند سے بلند تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کل تک جن لوازمات کو تعیشات میں شمار کیا جاتا تھا آج وہی ضروریاتِ زندگی میں سے ہو چکے ہیں، مال و دولت کی بڑھتی ہوئی تمنّا کی ایک وجہ اولاد کی اعلیٰ تعلیم بھی ہے جس کے تحت بھی یہی جذبہ کار فرما ہے کہ اولاد زیادہ دولت کمانے یا اقتدار حاصل کرنے کے قابل ہو جائے، نہ یہ کہ وہ علم و اخلاق میں ترقی کرنے والی ہو۔ گویا حسب فرمان حمید ھل من مزید کا نعرہ ہر دل لگا رہا ہے، اور یہ دردِ حُبِّ دنیا ایسا لاعلاج ہو گیا ہے جیسے شاعر نے خدا تعالیٰ کے بارہ میں یہ مصرعہ کہا ہے ؎

حُسنِ بے پایاں ہے دردِ لا دوا رکھتا ہوں میں۔

مادہ پرستی کی انتہا یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اب اکثر لوگوں کا یہ دین و ایمان ہو گیا ہے کہ انسانی زندگی کا محوری نقطہ اقتصادیات ہے نہ کہ سیرت و کردار کی بلندیوں کا حصول۔ اسی طرح ہر زمانہ میں یہ خواہش رہی ہے کہ دوسرے انسانوں پر حکومت و اقتدار حاصل ہو تاکہ ان سے زیادہ سے زیادہ خدمت لی جا سکے۔ مگر ان سے بڑھ کر مادیت کے جاذبیہ نظریّت کی کشش کا باعث آج یہ ہے کہ انسانی قدر و شرف کو مادی ساز و سامان کے معیار پر جانچا جا رہا ہے۔

معزز بننے کی فطری خواہش اور ہوسِ دولت

اگر یہ کہا جائے کہ انسان میں سب سے بڑی آرزو معاشرہ میں بلند سے بلند مقام عزت حاصل کرنا ہے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ اکثر یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ عزت کا مقام حاصل کرنے کے لئے انسان نہ صرف اپنا مال و متاع لٹا دیتے ہیں بلکہ وہ اپنی جان تک کی قربانی پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ جس چیز سے انسانی عزّ و شرف کو وابستہ کر لیا جائے اور جس معیار کے مطابق معاشرہ کسی شخص کے مقام عزت کو متشخص کرے اس چیز کا حصول اور اس معیار کے مطابق پورا اُترنے کی آرزو انسان کے لئے اس کی سب سے بڑی غرض و زندگی بن جاتی ہے۔ اب جبکہ اِس وقت عزّ و شرف کو مادیت کے سامانوں سے ماپا جاتا ہے تو معاشرہ کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے ہر فرد سر توڑ کوشش کر رہا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ مادی سامانوں کو حاصل کرکے اونچے سے اونچا مقام حاصل کر سکے۔ اخلاق و رُوحانیت سے آج کیوں اس قدر شدید رُوگردانی بڑھتی چلی جا رہی ہے؟ اس کا تمامتر باعث یہی ہے کہ اخلاق و روحانیت آج باعثِ عزت و افتخار نہیں رہے بلکہ اس کے برعکس ان کو بے قدری و بے عزتی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں یہ جو آیا ہے کہ حُبّ الدنیا رأس کل خطیئۃ یعنی دنیا سے دلی اور سچی محبت لگانا تمام برائیوں کی جڑ ہے اس قول کی صداقت آج جس طرح روشن ہوئی ہے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ اس تشریح سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ جب مادیت یا دولت کے حصول اور اخلاق کے تقاضوں کا باہمی ٹکراؤ ہو جیسے کہ زندگی کی کشمکش کے دوران اکثر مقامات پر اس کا پیش آنا لازم پڑا ہے اور ان میں سے ایک کی قربانی دینی پڑ جائے تو ایسے دَور میں جب سیرت و کردار کی جگہ مادی سامانوں نے لے لی ہو کیوں کوئی فرد سیرت و اعلےٰ اخلاق کے تقاضوں کو اختیار کرے گا؟ اور کس لئے وہ مادی سامانوں کی قربانی دے کر معاشرہ میں غیر مقبول و غیر معزز بننے کو تیار ہوگا؟ موجودہ تہذیب کا سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ اس نے مادی سامانوں سے انسانی قدر و شرف کو منسلک کر دیا ہے۔ لہٰذا ایک عام فرد

کے لئے معاشرہ کے اس مطالبہ کو پورا کرنے کی غرض سے اور کوئی طریقِ کار باقی نہیں رہ گیا کہ وہ مادیت کے بُت پر اخلاق و رُوحانیت کے تقاضوں کو بھینٹ چڑھاتا چلا جائے دجّالی تہذیب نے سامری کی مانند دنیا کی پرستش کے لئے مادیت کے سونے کا بت لا کھڑا کیا ہے جسے ہر شخص بچھ بچھ گھٹنے سجدہ کرنا حقیقی مقصدِ زندگی یقین کر چکا ہے۔

ہوسِ اقتدارِ آمرانہ

مسابقت کا جذبہ بھی انسانی سرشت میں ودیعت کیا گیا ہے جس کے ماتحت ہر انسان کی یہ طبعی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے ہمعصروں پر کسی نہ کسی رنگ میں سبقت لے جائے، ان سے فائق و برتر ہو جائے، بلکہ ان پر اسے اقتدار و حکومت حاصل ہو۔ اقتدار و حکومت بجائے خود باعثِ جذب امر ہے مگر اس کے ذریعہ سے دُو اور مقاصد بھی حاصل ہونے کے سامان پیدا کر لئے جاتے ہیں، دوسروں پر حکومت کے ذریعہ اُن سے خدمت لینا اور مادی سامانوں کو اپنے لئے زیادہ سے زیادہ مختص کر لینا۔ دجّالی تہذیب کے نزدیک دولت، عزّت اور اختیار و اقتدار کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہے اور یہ لازم و ملزوم ہو چکے ہیں جس کے پاس دولت ہے اسے اقتدار بھی حاصل ہے اور جسے اقتدار مل جاتا ہے وہ اسے مادیّت کے حصول کا ذریعہ بنا لیتا ہے اس طرح یہ باہم ایک شیطانی چکّر کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔

جس طرح اس زمانہ میں مادی علوم کی اشاعت ترویج کے متعدد اور ہر قسم کے سامان ایجاد ہوئے ہیں جن کی وجہ سے ان علوم کے حصول کا شوق عام ہو گیا ہے اسی طرح مادیت کے سامانوں کے عام ہو جانے کے باعث قلوب میں جو کشش و جذب، ان کے لئے گھر کر گئی ہے، اس نے صرف ایک مرض کی سی صورت ہی اختیار کر لی ہے بلکہ یہ ایک عالمگیر وباء بن چکی ہے جو متعدی شکل میں تبدیل ہو چکی ہے، جس طرح طاعون جہلک کے کیڑے چوہوں کے ذریعے انسانوں کو لگ جاتے ہیں، بعینہٖ اسی طرح ہوسِ دولت اور ہوسِ اقتدار کے جراثیم ان کے مخزنوں یعنی بڑے بڑے حاکموں اور دولت مندوں سے عام انسانوں کو منتقل ہو جاتے ہیں۔ پس یہ وہ جہلک وباء ہے جو آج ہر سو پھیل رہی ہے اور جسے قرآنی اصطلاح میں دابۃ الارض کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسے کہ ارشاد ہوا و اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم ان الناس كانوا بايتنا لا يوقنون۔ یعنی آخری زمانہ میں ہم ایک زمینی کیڑا نکالیں گے جو لوگوں کو یہ سکھلائے گا کہ خدا تعالے کی آیات پر یقین نہ لاؤ۔

مادی خواہشات جب حد سے بڑھ کر انسانی قلب پر قبضہ جمالیں تو پھر ان کے حصول میں خدا تعالے کی آیات پر یقین کرنا یا ان کی جانب متوجہ ہونا اپنے مقصد سے دور ہو جانا ہے جیسا کہ اوپر کی بحث سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ گویا زمینی ہوس کے جراثیم کا شکار ہو جانا انسان کو اخلاقی و روحانی امور کا حقیقتاً منکر بنا دیتا ہے۔ چنانچہ تجربہ سے یہ بات سچی ثابت ہو چکی ہے۔ آج اکثر لوگ اخلاق و روحانیت سے کیوں بے توجہی برت رہے ہیں؟ کیا لازمًا وہ ان حقائق کو غلط و بے سود سمجھتے ہیں؟ نہیں بلکہ ان کے انکار یا بے توجہی کا اصل باعث ارضی و سفلی خواہشات کا جوش مارتا ہوا دریا ہے۔ حُسنِ اخلاق و اعلےٰ کردار کی طرف تو وہ تب توجہ کریں جب مادیت کی طلب کے تقاضے کم یا سرد پڑ جائیں۔

رُوح اور جسم کا گہرا تعلق

قبل اس کے کہ یہ بیان کیا جائے کہ دینِ اسلام نے کیونکر ان امراض کے دفعیہ اور سدّ باب کے علاج تجویز کئے ہیں مختصراً یہ بتلانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اخلاقی و رُوحانی امراض انسان کے جسم و ذہن سے غیر متعلق و بے اثر نہیں۔ بلکہ ان کا باہم گہرا تعلق ہے، اگر ایک طرف جسمانی و ذہنی بیماریوں سے اخلاق و ایمان تباہ ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے تو اسی طرح اخلاقی و روحانی بیماریاں بھی بالآخر ذہنوں اور جسموں کو ماؤف و مختل کر دیتی ہیں۔

آج بعض ایسی امراض وجود میں آئی ہیں جو پہلے شاذ و نادر تھیں مثلاً خون کے دباؤ کا بڑھ جانا، دل کا فیل ہو جانا، ذیابیطس، ذہنی و عصبی کمزوریاں، دماغی غیر متوازن پن۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ زیادتی ان امراض میں ہے جن کا تعلق دل و دماغ اور اعصاب سے ہے۔

انسانی مشین یعنی انسان کے اعضاء و جسم محدود بوجھ برداشت کرنے کے قابل تخلیق کئے گئے ہیں اس بوجھ کی برداشت مختلف انسانوں میں بے شک مختلف رکھی گئی ہے، تاہم ہر انسان کے لئے اپنی اپنی حد مقرر ہے اس مقرر حد سے جب زیادہ بوجھ ڈالا جائے تو ایسے ناقابلِ برداشت بوجھ کا اثر روح یا جسم کے حصّہ پر پڑنا لازم ہے۔ اس اصول کو سمجھنے یا ماننے میں کسی کو بھی انکار نہیں۔ مگر مشکل یہ آ پڑتی ہے کہ جسمانیات پر اس کا اطلاق ہو تو یہ بات سمجھ آجاتی ہے مگر رُوح و ذہن کے بارہ میں اس اصول کا سچا ہونا مشکل سے سمجھ میں آتا ہے۔ چنانچہ جب یہ کہا جائے کہ جو انسان اپنی اشتہاء سے زیادہ غذا کھائے گا تو اس کا معدہ یا جگر کسی نہ کسی وقت بیمار ہو جائے گا تب تو یہ بات ہر ایک کو تسلیم ہے

لیکن جب یہ کہا جائے کہ اگر تم اپنے جذبات، یا خیالات اور خواہشات میں اعتدال ملحوظ نہ رکھو گے تو بالآخر تمہارے اعصاب یا دل، یا جسم کے کسی اور حصہ پر اس کے تاثرات پڑیں گے جس سے ان کے افعال میں فتور پیدا ہو جائے گا تو شاید یہ بات جلد سمجھ میں نہ آسکے یا قابلِ قبول عام طور پر نہ ہو۔

ہارمونز HORMONES یا اندرونی رطوبتوں کی دریافت

اگرچہ جذبات کی شدّت کا اثر دماغ، اعصاب اور دل یا جسم کے کسی اور عضو پر ظاہر ہوتا ہے جس سے خون کے دباؤ کے بڑھ جانے سے دل و دماغ کی مختلف امراض کا پیدا ہونا بھی آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے مگر موجودہ زمانہ کی طبّی تحقیق نے جسم اور رُوح کے باہمی شدید تعلق کو ایک نئی دریافت کے ذریعہ واضح کر دیا ہے۔ ویسے چھوٹے چھوٹے غدود جسم میں موجود ہیں جو اگرچہ بہت مختصر سے ہیں اور نامعلوم طور پر خون میں نہایت قلیل مقدار میں اپنی رطوبتیں داخل کرتے ہیں تاہم جسم پر ان کے تاثرات حیرت انگیز ہوتے ہیں پھر نہ صرف یہ کہ ان رطوبتوں کی نہایت قلیل مقدار کے ایک طرف جسم پر محیر العقول اثرات ہوتے ہیں بلکہ ان رطوبتوں کا تعلق دوسری طرف انسانی رُوح و ذہن سے ہے۔ طوالت کے خوف سے صرف ایک مثال کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ انسانی جسم میں ایک چھوٹی سی غدود گردوں کے اوپر لگی ہوئی ایڈرینل گلینڈ ہے

منجملہ دیگر تاثرات کے اس غدود کا ایک فعل انسان کے جذبۂ غصّہ سے ہے یعنی جب کسی کو غصّہ آتا ہے تو ساتھ ہی اس غدود کی رطوبت زیادہ مقدار میں نکل کر خون میں مل جاتی ہے، اس کے برعکس یہ بھی صحیح ہے کہ اگر اس غدود کی رطوبت میں قدرتاً یا کسی بگاڑ سے زیادتی ہو جائے تو ایسے شخص کو زیادہ غصّہ آئیگا اس مثال سے واضح ہو گیا کہ رُوح کے جذبات اور جسمانی تغیّرات کے مابین یہ رطوبت بطور ایک کیمیائی ایجنٹ کے کام کرتی ہے۔ غرضیکہ اس طبّی دریافت نے اخلاقی و رُوحانی کیفیات یا جذبات اور خواہشات کے جسم پر اثر یا روح و جسم کے گہرے و شدید تعلق پر نہایت وضاحت سے پوری روشنی ڈالی ہے جس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ رُوح کی کیفیّات جسم پر اثر کئے بغیر نہیں رہتیں۔

طمانیتِ قلب اور جسمانی صحت و توانائی۔

اب یہ بات نہایت سریع الفہم ہو گئی ہے کہ نہ صرف جسمانی بے اعتدالیاں صحت کو بگاڑ دیتی ہیں بلکہ یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ

(باقی بر صـ ۱۲)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی کتاب "شانِ مسیح موعودؑ" پر تبصرہ

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے تعریفِ نبوت میں تبدیلی کی۔

(۲)

لغوی اصطلاح بلا قرینہ

گذشتہ قسط میں بتلایا گیا تھا کہ جب بغیر کسی خاص قرینہ کے کہا جائے کہ فلاں لفظ کے حقیقی معنے کیا ہیں تو مراد اس سے وہی معنی ہوتے ہیں جو لغت نے اس لفظ کے لئے وضع کئے ہیں گویا بالفاظِ دیگر اس لفظ کے بلا قرینہ کے حقیقی معنی سے مراد لغوی اصطلاح والے معنی ہی ہوتے ہیں اسلامی اصطلاح یا دیگر اصطلاحوں میں بیان کردہ معنی مراد نہیں ہوتے مثلاً کوئی کہے کہ شیر کے کیا معنی ہوتے ہیں تو اس سے مراد وہی معنی ہوں گے جو لغت میں اس کیلئے وضع کئے گئے ہیں یعنی خاص قسم کا درندہ یہی شیر کے حقیقی معنی کہلاتے ہیں۔ اس کے بالمقابل اگر دوسری تین اصطلاحوں یعنی اسلامی یعنی شرعی اصطلاح یا عرف خاص اور عرف عام کی اصطلاح کو مدنظر رکھ کر پوچھنا ہو کہ فلاں لفظ کے ان اصطلاحوں میں کیا معنی ہیں تو وہاں ان اصطلاحوں کو مراد لینے کے لئے ضرور کوئی قرینہ ذکر کرنا پڑتا ہے تاکہ سامع اس قرینہ سے سمجھ جائے کہ اس سے فلاں اصطلاح کی رُو سے اس لفظ کے معنی دریافت کئے جا رہے ہیں۔

اسلامی اصطلاح بطور مثال

مثال کے طور پر میں اسلامی اصطلاح یا بالفاظِ دیگر شرعی اصطلاح کو ہی لیتا ہوں کیونکہ یہی اصطلاح فریقین کے درمیان زیر بحث ہے اور دکھلاتا ہوں کہ بغیر قرینہ کے یہ اصطلاح استعمال نہیں ہوتی حضور اپنی کتاب سراج منیر کے صـ۲،۳ پر فرماتے ہیں:—

"جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا (قاضی صاحب براہین پنجم کے حوالہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ حضور نے حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا تھا اور یہاں ایسے دعوےٰ کو حضور اپنے اوپر جھوٹا الزام قرار دے رہے ہیں ان دونوں قولوں میں بظاہر تناقض نظر آ رہا ہے جسے دُور کرنا ہر احمدی کا فرض ہے — ناقل) کیا تم نے نہیں پڑھا کہ مُحدَّث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیا قرأت وَلَا مُحدَّث کی یاد نہیں رہی پھر کیسی یہ بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعوےٰ کیا ہے اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے (قاضی صاحب اور انکے ہم نوا تمام علماء ربوہ دیکھ لیں کہ نبی کے حقیقی معنی سے مراد صاحب شریعت لیا ہے اور مستقل ہونے کا مفہوم تو خود صاحب شریعت کے مفہوم میں ہی آ جاتا ہے کیونکہ کوئی نبی بغیر مستقل ہونے کے صاحب شریعت ہو ہی نہیں سکتا اور اس کے بالمقابل لغوی اصطلاح کو ہی رکھا ہے اور بتلایا ہے کہ ہر مُحدَّث اور مامور پر لغوی معنی میں رسول اور مرسل کا لفظ بولا جا سکتا ہے شرعی اصطلاح میں نہیں بولا جا سکتا شرعی اصطلاح میں صرف صاحب شریعت اور مستقل پر ہی نبی کا اطلاق ہو سکتا ہے اور فرماتے ہیں کہ آپ چونکہ مُحدَّث ہیں اس لئے آپ پر قرأت وَلَا مُحدَّث کے ماتحت رسول اور مرسل کے الفاظ آپ کے الہام میں استعمال ہوتے ہیں قاضی صاحب براہین پنجم کے حوالہ سے اس کے خلاف استدلال کر رہے ہیں اور حضور کے کلام میں تناقض پیدا کرنے کے مرتکب ہو رہے ہیں حالانکہ دونوں حوالوں میں حقیقت کے لحاظ سے کوئی تناقض نہیں براہین پنجم والے حوالہ میں بھی اسی طرح لغوی معنی میں ہی اپنے لئے لفظ نبی کا استعمال جائز قرار دیا ہے جس طرح سراج منیر میں جائز قرار دیا ہے چنانچہ براہین پنجم کا مکمل حوالہ سامنے آنے سے یہ حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ ناقل) یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں سو یہ حقیقی معنی پر محمول نہیں وَلِكُلٍّ اَنْ يَّصْطَلِحَ سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رُو سے بعد آنحضرت صلعم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے (الفاظ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے)۔"

واضح اور زبردست قرینہ ہیں اس بات پر کہ نبوت کے حقیقی معنی جن کا تعلق صاحب شریعت سے ہے اسلامی یا بالفاظ دیگر شرعی اصطلاح سے متعلق ہیں اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود شرعی اصطلاح میں جو حقیقی نبی کے معنی ہیں ان معنوں کے لحاظ سے نبی نہیں کہلا سکتے بالفاظ دیگر آپ شرعی یا اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں ہاں لغوی معنی کے لحاظ سے آپ حقیقی معنی میں نبی کہلا سکتے ہیں کیونکہ لغت نے بکثرت خدا سے خبر غیب پانے کے معنوں میں ہی اس لفظ نبی کو وضع کیا ہے اور جس معنی میں کسی اصطلاح میں کوئی لفظ وضع کیا جائے وہی اسکے اسمیں حقیقی معنی کہلاتے ہیں شرعی اصطلاح نے اس لفظ نبی کو شارع اور مستقل نبی کے معنی میں ہی وضع کیا ہے اس لئے شرعی اصطلاح میں حقیقی نبی وہی کہلائے گا جو مستقل ہو اور شریعت یا ہدایت یا کتاب لائے اس کے بالمقابل اگر لفظ نبی خدا سے مکالمہ و مخاطبہ کے ذریعہ بکثرت

غیب کی خبریں پانے والے پر بولا جائے گا جو اس کے لغوی معنی ہیں تو شرعی اصطلاح کی رُو سے اس کا یہ استعمال استعمال مجازی کہلائے گا اس لئے حضور نے اس عبارت کے معًا بعد فرمایا ناقل) مگر مجازی معنوں کی رُو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے...... (اس سے ثابت ہوا کہ شرعی اصطلاح کی رُو سے حضور مجازی اور ظلّی نبی ہیں جو ولایت کے ہم معنی ہیں اور لغوی اصطلاح کی رُو سے حضور حقیقی معنی میں نبی ہیں اور یہی بات حضور کی کتاب براہین احمدیہ پنجم میں وارد شدہ الفاظ نبی کے حقیقی معنی پر غور نہیں کیا گیا میں بتلائی گئی ہے — ناقل) عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے کیا قرآن میں فقالوا اِنَّا اِلَیْکُمْ مُرْسَلُوْنَ بھی یاد نہیں (بلاب قاضی صاحب اور ان کے ہمنوا علماء ربوہ دیکھ لیں کہ کس وضاحت سے حضور نے شرعی اصطلاح کے بالمقابل لغوی اصطلاح میں استعمال شدہ لفظ نبی کے استعمال کو مجازی استعمال قرار دیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جب لفظ نبی لغوی اصطلاح والے معنوں میں استعمال ہوگا تو ہم اسے حقیقی معنوں میں ہی استعمال شدہ کہیں گے لیکن شرعی اصطلاح کے بالمقابل ہم اسے مجازی معنوں میں ہی استعمال شدہ کہیں گے اصطلاحوں کے بدلنے سے ایک ہی لفظ حقیقی معنوں میں بھی استعمال شدہ کہلا سکتا ہے اور مجازی معنوں میں بھی استعمال شدہ کہلا سکتا ہے اسی وجہ سے حضور نے حقیقۃ الوحی والے استفتا میں فرمایا سمیت نبیًا من اللہ علٰی طریق المجاز لا علٰی وجہ الحقیقۃ گویا سراج منیر میں بیان کردہ خدائی علم کو ہی حقیقۃ الوحی میں دہرا دیا ہے اس لئے ناسخ و منسوخ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس بارے میں حضور کا علم ٹھوس اور پائیدار ہے اس لئے اپنے مقام کے متعلق حضور کا موقف شروع سے لے کر آخر تک ایک ہی رنگ میں چلا گیا ہے اس میں تبدیلی کسی وقت بھی نہیں ہوئی اور یہی بات آپ کی علمی پوزیشن کو بلند تر ثابت کرنے کا موجب ہے نہ کہ ۱۱ برس کے علم کو منسوخ قرار دینے سے آپ کی علمی پوزیشن کی بلند شان لوگوں سے منوائی جا سکتی ہے کاش علماء ربوہ اس پر غور کریں۔ ناقل) انصافاً دیکھو کیا یہی تکفیر کی بناء ہے اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھہرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے (علماء ربوہ سوچ کر بتلائیں کہ کیا انہوں نے اب مخالف علماء

کے ہاتھ میں تکفیر بازی کی بناء دے دی ہے یا نہیں — ناقل) بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا (کیا حضور کے ان الفاظ سے واضح نہیں ہوتا کہ حضور کی شان میں حضور کے الہامات میں جو الفاظ نبی۔ رسول۔ مرسل کے استعمال ہوئے ہیں وہ شرعی اصطلاح میں حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوئے بلکہ شرعی اصطلاح میں بطور مجاز استعمال ہوئے ہیں (براہین پنجم میں جو حدیث کا حوالہ سائل نے دیا ہے اس کے متعلق حضور نے فرمایا کہ لفظ نبی حدیث میں شرعی اصطلاح کی رُو سے توحقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوا ہاں لغوی اصطلاح میں بے شک حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے پھر سراج منیر میں جو کہا کہ حدیث میں وارد شدہ لفظ نبی حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوا وہاں شرعی اصطلاح مدِنظر ہے جیسا کہ قرینہ سے ثابت ہے اور براہین احمدیہ پنجم میں لغوی اصطلاح مدنظر ہے اس لئے دونوں کتابوں کی عبارت میں قطعًا کوئی تناقض نہیں اس لئے ناسخ منسوخ کے جھگڑے میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں حضور نے جو ایسا فرمایا ہے وہ اپنے اجتہاد سے نہیں کہا کہ اسے منسوخ قرار دینے کی جرأت کی جا سکے بلکہ خدائی علم کے ماتحت حضور نے اس کا اظہار فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ناقل)

"یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین کے بعد بکلی بند ہیں مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے بلکہ اُن کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آ گیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہو گیا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائیگی یا کچھ اور"

اس عبارت میں حقیقی نبوت کے دروازے جو بند قرار دیئے ہیں اس سے مراد اسلامی اصطلاح یا شرعی اصطلاح کی رُو سے حقیقی نبوت ہے جو صاحب شریعت اور مستقل نبی سے تعلق رکھتی ہے گویا شرعی اصطلاح کی رو سے حضرت نبی کریم صلعم کے بعد نہ کوئی جدید نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی پرانا نبی جس طرح حضور کے ظالم مخالف شرعی اصطلاح کی رُو سے پرانے نبی کی آمد کے لئے دروازے کھول رہے ہیں اسی طرح حضور کے بعض ماننے والوں نے بھی شرعی اصطلاح کی رُو سے جدید نبی کے آنے کا دروازہ کھول دیا گو شرعی اصطلاح کو حضور کے منشاء کے خلاف ہی نہیں بلکہ حضور کو خدا کی طرف سے عطا کردہ علم کے خلاف بھی تبدیل کر دیا ہے اگرچہ حضرت اقدسؑ نے تو مسیح اسرائیلی نبی کی مثال دے کر بھی حقیقی نبی کی جو تعریف شرعی اصطلاح میں کی گئی ہے اسی کی مزید وضاحت و مزید تاکید کر دی ہوئی ہے پھر ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ اسی نبی کی وحی وحی نبوت کہلا سکتی ہے جو شرعی اصطلاح کی رُو سے حقیقی نبی کہلاتا ہے اور وحی نبوت کے متعلق بار بار فرمایا کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کے بعد بند ہو چکی ہے اب صرف وحی ولایت ہی جاری ہے اور وہی قیامت تک جاری رہے گی ربوی علماء باوجود بار بار مطالبہ کے آج تک حضور کی کتب سے ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکے جس میں حضور نے اپنی وحی کو وحی نبوت قرار دیا ہو وحی ولایت کے تو بے شمار حوالے ان کے غور کے لئے پیش کئے جا چکے ہیں مگر اُن کے بالمقابل وہ ایک حوالہ بھی وحی نبوت کے جاری رہنے کا پیش نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں۔

براہین احمدیہ پنجم کا مکمل حوالہ

گذشتہ قسط میں بتلایا جا چکا ہے کہ قاضی صاحب نے جو حوالہ براہین احمدیہ پنجم سے پیش کیا ہے اس میں نبوت کے حقیقی معنی سے لغوی معنی ہی مراد لئے گئے ہیں مزید ثبوت کے لئے ذیل میں مکمل حوالہ درج کیا جاتا ہے افسوس ہے قاضی صاحب نے حسب عادت اس حوالہ کو بھی ادھورا ہی پیش کیا ہے مکمل حوالہ یہ ہے۔

"بعض یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنے والا عیسٰی اسی امت میں سے ہوگا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا ہے پھر کیونکر ہم مان لیں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں

کی گئی ہے۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک اُمتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو بلکہ فساد اس حالت میں لازم آتا ہے کہ اس اُمت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک مکالماتِ الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے۔ وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور خدائے حیّ و قیوم کی آواز سننے اور اس کے مکالمات سے قطعی ناامیدی ہے۔ اور اگر کوئی آواز بھی غیب سے کسی کے کان تک پہنچتی ہے تو وہ ایسی مشتبہ آواز ہے کہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا کی آواز ہے یا شیطان کی۔ سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے دین وہ ہے جو تاریکی سے نکالتا اور نور میں داخل کرتا ہے۔ اور انسان کی خداشناسی کو صرف قصوں تک محدود نہیں رکھتا۔ بلکہ ایک معرفت کی روشنی اس کو عطا کرتا ہے۔ سو سچے دین کا متبع اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو۔ خدا تعالےٰ کے کلام کو سن سکتا ہے سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے "۔

سائل کے سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے نبی کا لفظ دیکھ کر اسی غلطی کا شکار ہے جس کا شکار عام طور پر مسلمان ہیں کہ نیا نبی تو کوئی نہیں آ سکتا اس لئے وہی مسیح اسرائیلی نبی ہی آئے گا چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۹۲ پر مسلمانوں کی اسی غلطی کو نمایاں کر کے لکھا ہے فرماتے ہیں :۔

"یہ بالکل غلط اور دھوکا کھانا ہے کہ حدیثوں میں مسیح موعود کے بارے میں نبی کا نام دیکھ کر یہ سمجھا جائے کہ وہ حضرت عیسٰے علیہ السلام ہی ہیں کیونکہ انہی حدیثوں میں اگرچہ آنے والے عیسٰے کا نام نبی رکھا گیا ہے مگر اس کے ساتھ ایک ایسی شرط لگا دی گئی ہے کہ اس شرط کے لحاظ سے ممکن ہی نہیں کہ اس نبی سے مراد حضرت عیسٰی اسرائیلی ہوں کیونکہ باوجود نبی نام رکھنے کے اس عیسٰی کو انہیں حدیثوں میں اُمتی بھی قرار دیا ہے "

سائل کو اس کے سوال کا وہی جواب دیا گیا کہ اسرائیلی نبی تو شرعی اصطلاح کی رُو سے حقیقی نبی ہے اس لئے وہ امتی نہیں ہو سکتا کیونکہ حقیقی نبی اور اُمتی میں نسبت تباین کی ہے یعنی نہ نبی اُمتی ہو سکتا ہے اور نہ امتی نبی ہو سکتا ہے پس حدیث میں آنے والے مسیح کے لئے دونوں حیثیتوں کو جمع کرنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ نبی کا لفظ محض لغوی معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور لغوی معنی کی رُو سے امتی پر بھی لفظ نبی کا اطلاق جائز ہے کیونکہ حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کی رُو سے ہر کامل اُمتی نبوت کی مبشرات والی جز پاتا ہے جیسا کہ فرمایا المحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوت اور اس نوع کو مبشرات والی نوع ہی قرار دیا ہے حدیث میں رؤیا صالحہ کو بھی چھیالیسواں حصہ نبوت کا قرار دیا ہے معلوم ہوا کہ جزوی نبوت امت میں جاری ہے اسی کو لغوی معنی میں نبوت کہتے ہیں سائل کو جو جواب دیا گیا ہے وہ بالکل اسی کے مطابق ہے چنانچہ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر سچا دین اپنے امتی کو ایسا نبی بناتا رہا ہے جیسا کہ جواب کے آخری فقرہ سے ظاہر ہے جو یہ ہے" سو ایک امتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے" ورنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی دین ایسا کرنے سے قاصر ہے تو وہ دین رحمانی کہلانے کی بجائے شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے اس کا امتی ایسا نبی نہیں بن سکتا

باقی آئندہ

اخبارِ احمدیہ

شادی

—— گزشتہ سے گزشتہ اتوار (مورخہ ۹ نومبر کو) مولانا عبدالمنان عمر کے بھتیجے عثمان عمر صاحب ولد عبدالسلام عمر صاحب مرحوم کی شادی ڈاکٹر نذیر الاسلام صاحب کی صاحبزادی نصرت الاسلام سلمہا سے عمل میں آئی۔ دولہا میاں کی برات میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور احباب جماعت اور دیگر معززین شامل تھے جناب نذیر الاسلام صاحب کی طرف سے بھی احباب کو دعوت طعام دی گئی۔ برات کے پہنچنے کے بعد سب احباب کی تواضع پُر تکلف طریق سے کی گئی دوسرے دن بیگم عبدالسلام عمر کی طرف سے دعوت ولیمہ دی گئی۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

درخواست دعائے صحت و جنازہ غائبانہ

—— جزائر فجی سے مولانا احمد یار صاحب لکھتے ہیں۔ مسٹر جی۔ این ڈین صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام فجی کی اہلیہ محترمہ عرصہ سے بیمار ہیں۔ بذریعہ اخبار اُن کی صحت یابی کے لئے احباب کو دُعا کی تحریک فرماویں۔

(۲) مسٹر محمد حنیف خانصاحب جو لٹوکہ جزائر فجی کے رہنے والے تھے۔ نہایت ملنسار۔ خوش خلق اور مخلص دوست تھے۔ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اخبار کے ذریعہ انکے لئے دعائے مغفرت کی تحریک فرماویں۔

عطیہ

—— جناب شیخ محمد امین صاحب مالک لائل پور ڈیری فارم لائل پور نے اپنی صاحبزادی تنویر امین کی شادی خانہ آبادی کی خوشی کے موقعہ پر انجمن کے لئے پچاس روپیہ پیش فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء اللہ کریم اس رشتے کو اسلام اور دونوں خاندانوں کے لئے موجب برکات فرمائے۔ آمین

مرزا مظفر بیگ ساطع مبلغ اسلام لائل پور

درخواستِ دُعا

—— جماعت جہلم کے معزز رکن جناب شیخ عبدالعزیز صاحب خلف الرشید شیخ قمرالدین صاحب مرحوم دو تین دن ہوئے گھر کے زینہ سے اچانک گر گئے جس کی وجہ سے دونوں ہاتھوں کے گٹ اتر گئے ہیں اور فریکچر بھی ہوئے ہیں اور بھی چوٹیں آئی ہیں مگر خدا تعالےٰ کا بڑا احسان ہے کہ گفت گو بیں وہی شگفتگی ہے۔ حضرت امیر قوم اور دیگر بزرگوں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ شیخ صاحب کے لئے درد دل سے دُعا فرماویں اللہ تعالےٰ جلد از جلد صحت عطا فرماوے۔

پتہ :- شیخ عبدالعزیز صاحب نیا محلہ۔ جہلم شہر

والسلام۔ محمد عبداللہ (شیخ)

مصائب کا حل اسلام نے کیا پیش کیا ہے؟

(بسلسلہ صفحہ)

رُوحانی و اخلاقی بے اعتدالیاں بھی بالآخر جسمانی صحت میں خلل انداز ہوتی ہیں کیونکہ ایسی بے اعتدالیوں سے ان اندرونی رطوبتوں کی کیفیت میں کمی بیشی واقع ہو کر جسم کے مختلف اعضاء پر ان کا اثر لازماً پڑتا ہے۔ اب آئیے ذرا اس شخص کی باطنی کیفیت کا مطالعہ کریں جو رات دن اسی فکر میں مبتلا ہے کہ وہ اپنے مادی سامانوں یا دولت کی فراوانی میں کس طرح اضافہ کر سکتا ہے۔ دو امور تو بالکل ظاہر ہیں، اولاً یہ کہ رات دن کے تفکرات سے اعصاب پر اثر پڑتا ہے اور دماغ تھک جاتا ہے کیونکہ جب ایسے شخص کو سوتے ہوئے بھی حقیقی آرام میسر نہ ہو تو ایسی ذہنیت سے صحت پر جو اثر بالآخر پڑے گا وہ تو ظاہر ہی ہے، اس کے علاوہ دل اور خون کی رگوں پر جو اثر شدید جذبات و تفکرات سے پڑتا ہے اس کا بھی سمجھنا مشکل نہیں۔ مگر انکے علاوہ اندرونی رطوبات میں جو خلل واقع ہوتا ہے اور ایسے خلل کا جو اثر اعضاء کی صحت پر پڑتا ہے وہ ان کے علاوہ ہے۔ سونے سے انسان کے شعوری دماغ کو تو کسی قدر آرام مل جاتا ہے لیکن اسکے تحت الشعور دماغ کو جو منبع و مخزن ہے اس کی قلبی خواہشات اور باطنی آرزوؤں کا، کیسے سچی تسکین حاصل ہو؟ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ قدرت میں خلا نہیں۔ قلبی آرزوؤں و تمناؤں کو جب زمینی خواہشات تک محدود کر لیا جائے تو ان سے تحت الشعور دماغ یا انسانی قلب و رُوح کیسے خلاصی حاصل کر کے اپنی تھکن کو دُور کرے؟ اور اگر ان اُمنگوں کے ہجوم و اجتماع سے کسی وقت خلاصی نہ ہو تو کیا یہ بوجھ کسی وقت ناقابلِ برداشت نہ ہو جائے گا یا کم از کم تھکاوٹ و کوفت کے باعث صحت کو کمزور و مضمحل کر دے گا؟

اس لئے یہ ضروری ہوا کہ ارضی و سفلی خواہشات سے تحت الشعور دماغ کسی وقت آرام و سکون حاصل کرے تا اس کی صحت و توانائی برقرار رہے۔ اب یہ ظاہر ہے کہ زمینی خواہشات سے خلاصی ممکن نہیں جب تک اُن کی جگہ دوسری اُمنگیں نہ لیں، اور یہ خدا سے تعلق اور اعلے اخلاقی اقدار کی یاد سے ہی ہو سکتی ہیں جو رُوح میں کم از کم کسی وقت بیدار ہو کر اس کے لئے باعثِ آرام و تسکین بنیں۔ یہ اصل فلسفہ ہے جو ذکر اللہ اور اس کے ذریعہ طمانیتِ قلب حاصل کرنے میں مرکوز ہے اور جس کا بیان اس آیت میں پوری وضاحت سے کیا گیا ہے جو عنوان پر درج ہے الذین امنوا و تطمئن قلوبھم بذکر اللہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب دیکھو مومنوں کو سچی تسکین قلب خدا کے ذکر سے ہی میسر آتی ہے کیونکہ بجز ذکر اللہ کے دوسرا کوئی ذریعہ طمانیت کا ہے ہی نہیں۔ گویا قرآنِ حمید نے رُوح کے لئے ارضی تمناؤں اور جذباتِ سفلی سے آرام پانے کا نسخہ یہ بتا دیا ہے کہ ہم ان ادنےٰ خواہشات و جذبات سے کسی وقت الگ ہو کر ان کی بجائے آسمانی و اخلاقی تمناؤں سے لو لگانے والے ہوں تاکہ وہ تھکن اور کوفت جو مسلسل و متواتر ہمارے تحت الشعور دماغ میں رہ کر خراب اثرات پیدا کر رہی ہے یا کمزوری کا باعث بنتی ہے ان سے آرام و امن اور چین و سکون مل سکے اور یہ نہ صرف روحانی و اخلاقی صحت و ترقی کے لئے ضروری ہے بلکہ اسی سے انسان کی جسمانی و ذہنی صحت و طاقت بھی وابستہ ہے۔

(باقی — باقی)

انگلستان میں مسلمانوں کی تنظیم کے لئے

بیگم ڈاکٹر عبداللہ اور انکے صاحبزادگان کی سرگرمیاں

سیالکوٹ سے ڈاکٹر شیخ عطاءاللہ صاحب لکھتے ہیں کہ بیگم ڈاکٹر محمد عبداللہ اور ان کے بچے انگلستان میں مسلمانوں کو منظم کرنے میں کوشاں ہیں چنانچہ بیگم صاحبہ نے لکھا ہے کہ یہاں ایک سوسائٹی تشکیل کی گئی ہے جس کا نام فرینڈز آف دی ماسک رکھا گیا ہے۔ اس کے چالیس ممبر بن چکے ہیں ہر ممبر ماہوار ۵ شلنگ چندہ ووکنگ مشن کو دے گا۔ اس سوسائٹی کی صدر مسز حمید چودھری رنگر مقرر ہوئی ہیں اور حمید چودھری صاحب سیکرٹری ہیں۔ طارق عبداللہ اس کے ماہنامہ News Letter Mosque کے ایڈیٹر مقرر ہوئے ہیں۔ ویسے سب بچے شامل ہیں اور کوشاں ہیں کہ مسلمانوں کو اسلامی خدمت پر آمادہ کیا جائے۔ چنانچہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۶ء کو Caxton Hall میں Prophet Day کے عنوان سے جلسہ کیا گیا۔ سب نوجوانوں نے مل کر اچھی طرح organise کیا۔ اور مجمع قریباً تین صد تھا اور جلسہ اچھا کامیاب رہا۔ یہ بہت مبارک تحریک ہے۔ اللہ تعالےٰ کامیاب کرے۔ آمین بیگم صاحبہ اور بچے اب بھی مسجد اور مشن کے اسی طرح ممد و معاون ہیں۔ اللہ تعالےٰ برکت ڈالے آمین۔ اور بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔"

پیغامِ صلح:۔ بیگم عبداللہ اور ان کے بچوں کی یہ دینی سرگرمیاں ہر طرح قابلِ تحسین اور لائق مبارکباد ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں ان پاک مقاصد میں کامیاب فرمائے اور بیش از بیش خدمات دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

مَلفُوظات

(بسلسلہ صفحہ اول)

سو خدا تعالےٰ نے ان کو دونوں نجاتیں دیں یعنی شرک سے بھی نجات دی اور طاغوت سے بھی۔ جو صدق و صفا آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے دکھایا اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ جان دینے تک دریغ نہ کیا۔

بحرِ حکمت کے موتی

(سلسلہ صفحہ اول)

شریعت میں امام الصلوٰۃ کی پیروی جسکی اطاعت چھوٹے پیمانہ پر بطور نمونہ بیان کی گئی ہے سہل انگاری کو کام میں لانے کے متعلق ۔ ایسی خطرناک وعید آئی ہے تو اس امام کی اتباع نہ کرنے والے کا یا اس کے ساتھ مکمل طور پر تعاون نہ کرنیوالے کا کیا حال ہوگا جس کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور سونپی گئی ہو یا جس کے ذمہ قوم کی رہنمائی کا کام کیا گیا ہو اس کا اندازہ ہر شخص خود ہی لگا سکتا ہے قوموں کی ترقی کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ قوم کا ہر فرد امام کے اشارہ پر چلنے والا ہو حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا الامام جُنّۃ یقاتل من ورائہ یعنی امام ڈھال ہوتا ہے جس کے پیچھے رہ کر ہی دشمن کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے جنگ میں اگر سپاہی فوج کے کمانڈر کی ہدایات پر عمل نہ کریں تو نتیجہ بجز شکست اور تباہی کے اور کیا ہوگا اسی طرح ہر محکمہ کا ہیڈ اس محکمہ کا امام ہوتا ہے اس کے ماتحت اگر اس کے حکم کو نہ مانیں یا اس کی ہدایات کو درخور اعتنا نہ سمجھیں تو کیا سارا نظم و نسق درہم برہم نہ ہو جائے گا۔

پس حضرت نبی کریم صلعم کے مندرجہ بالا ارشاد پر عمل پیرا رہنے سے ہی مسلمان ترقی کر سکتے ہیں اگر اس ارشاد کو پس پشت ڈال دیا جاوے تو تباہی یقینی ہے اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ مندرجہ بالا ارشاد نبوی میں جو حکمت ہے اس کو مدِنظر رکھ کر اس پر کامل طور پر عمل پیرا رہیں۔ آمین

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ

فون نمبر ۳۷۲۳۷

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و
اموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ماکفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجددوںؒ کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مؤرخہ ۱۰ شعبان المعظم سنہ ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ نومبر سنہ ۱۹۶۶ء | نمبر ۴۳

بحرِ حکمت کے موتی

ایمان اور علم کی حفاظت کا ذریعہ

مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ علم سیکھنے اور سکھلانے سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ امام بخاریؒ نے اس ارشاد نبویؐ کی تائید میں مندرجہ ذیل حدیث بیان کی ہے قبیلہ ربیعہ کے کچھ آدمی حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم بڑی دور سے آتے ہیں آپ کے اور ہمارے درمیان قبیلہ مضر کا علاقہ پڑتا ہے جو ہمارے سخت دشمن ہیں اور ہمیں حضور تک پہنچنے میں روک بنے ہوئے ہیں ہم صرف الاشہر الحرم میں ہی حضور کے پاس آسکتے ہیں جن مہینوں میں لڑائی بند رہتی ہے یہ کہکر انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی خدمت میں عرض کیا فمرنا بامر نخبر به من وراءنا ندخل به الجنة فامرهم باربع امرهم بالایمان بالله عزوجل وحده قال هل تدرون ما الایمان بالله وحده قالوا الله ورسوله اعلم قال شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة وصوم رمضان وتعطوا الخمس من المغنم قال احفظوه واخبروه من وراءكم۔

(البخاری کتاب الایمان)

قبیلہ ربیعہ کے افراد نے عرض کیا کہ حضور ہم کو ایسے امر کا حکم دیں جس امر سے ہم اپنے قبیلہ کے لوگوں کو آگاہ کریں اور جس امر پر عمل کر کے ہم جنت میں داخل ہوں، پس آنحضور صلعم نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا پہلی بات یہ فرمائی کہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان لاؤ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ایمان باللہ وحدہ کیسے کہتے ہیں انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلعم) اللہ کے رسول ہیں۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ نماز کو قائم رکھو۔ تیسری بات یہ فرمائی کہ جن پر زکوٰۃ فرض ہو وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں اور جو مال بغیر جنگ کے

(باقی پر صـ۱۱ کالم ۳)

جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت کے نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

...... قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین دن ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ معزرہ تاریخ پر حاضر ہو سکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ آج کے دن کے بعد جو ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی ہیں ...... دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اسی تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا۔ جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جاوے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائیگی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ رب العزت جلشانہ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسۂ عام میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبر اور کفایت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ سفر خرچ کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایۂ سفر میسر ہو جاویگا۔

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۹-۱۰-۱۱ دسمبر ۱۹۶۶ء بمقام احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ - لاہور

۸ دسمبر ۱۹۶۶ء کو مستورات کا اجلاس ہوگا، بعد میں دستکاری کی نمائش ہوگی۔

اجلاس اوّل:- مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز جمعۃ المبارک ۹ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر
زیر صدارت میاں فاروق احمد صاحب شیخ ملز اوتر

تلاوت قرآن مجید و نظم:- قاری محمد بوستان صاحب .. - - ۹ بجے تا ۹½ بجے
ملفوظات حضرت امام الزمان مسیح دوران علیہ السلام
افتتاحی تقریر .. .. حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ - - - - ۹½ بجے تا ۱۰ بجے
تقریر .. .. میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی -- : ۱۰ بجے تا ۱۰½ بجے
تقریر .. .. میاں احمد رفیق یوسف صاحب ایم - اے - ایڈووکیٹ - - : ۱۰½ بجے تا ۱۱ بجے
تقریر .. .. پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم اے - : ۱۱ بجے تا ۱۱½ بجے
تقریر .. .. میاں بشیر احمد صاحب منتو ایم اے : ۱۱½ بجے تا ۱۲ بجے
خطبہ جمعہ ۱½ تا ۲½ بجے از حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ۔
۳ بجے تا ۵½ بجے شام:- احمدیہ کانفرنس و اجلاس معتمدین

۱۰ دسمبر ۱۹۶۶ء - بروز ہفتہ

اجلاس اوّل:- بصدارت کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ ڈائرکٹر میلیٹری سروسز
۹ بجے صبح سے ۱۲½ بجے تک

تلاوت قرآن مجید و نظم:- ۹ بجے تا ۹½ بجے
تقریر حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ : ۹½ بجے تا ۱۰ بجے
تقریر قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ : ۱۰ بجے تا ۱۰½ بجے
تقریر مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے : ۱۰½ بجے تا ۱۱ بجے
تقریر پروفیسر غلام محمد صاحب خادم ایم اے : ۱۱ بجے تا ۱۱½ بجے
تقریر حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب : ۱۱½ بجے تا ۱۲½ بجے

اجلاس دوم:- ۲½ بجے بعد دوپہر سے ۵½ بجے تک
زیر صدارت:- الحاج حضرت شیخ میاں محمد صاحب ملز اوتر۔

تلاوت قرآن مجید و نظم ۲½ بجے تا ۲¾ بجے
تقریر خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت : ۲¾ بجے تا ۳½ بجے
سالانہ رپورٹ آنریری جنرل سیکرٹری - - : ۳½ بجے تا ۳¾ بجے
تقریر مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی : ۳¾ بجے تا ۴½ بجے
وصیت اور اسکی اہمیت مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری - - : ۴½ بجے تا ۵½ بجے
تقریر صاحب صدر

۱۱ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز اتوار

مجلس مذاکرہ بعنوان "عصر حاضر میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی اہمیت"
۹½ بجے صبح سے ۱ بجے تک

زیر صدارت:- محترم میاں غلام عباس صاحب تمیم سابق آڈیٹر جنرل پاکستان

تلاوت قرآن مجید و نظم:- ۹½ بجے تا ۱۰ بجے
تقریر مولانا عبدالمنان صاحب عمر ایم اے : ۱۰ بجے تا ۱۰½ بجے
" " ڈاکٹر اللہ بخش صاحب .. .. : ۱۰½ بجے تا ۱۱ بجے
" " میاں رحیم بخش صاحب .. - : ۱۱ بجے تا ۱۱½ بجے
اختتامی تقریر و دعا حضرت امیر قوم مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ

مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

حمائل شریف معرا مجلد قسم دوئم

اس کے حروف کے اعراب اپنے ہی حروف کے ساتھ نہایت ہی موزوں طریق سے علیحدہ علیحدہ لکھے گئے ہیں اس کو بچے، کم تعلیم یافتہ اور مبتدی بآسانی پڑھ سکتے ہیں۔ چھوٹے سائز کے باوجود حروف اور اعراب موتیوں کی طرح شفاف نظر آتے ہیں، طرز کتابت انتہائی خوشنما ہے۔ آفسٹ طریق طباعت سے مزین کیا گیا ہے۔ ماہ رمضان میں ایصال ثواب کی خاطر خاص رعایت دی گئی ہے۔ پورا پورا فائدہ اٹھائیے۔ ایام جلسہ میں سٹال سے طلب فرمائیے۔
قیمت پانچ روپے کی بجائے دو روپے۔ ملنے کا پتہ:- دفتر بیت القرآن پوسٹ بکس ۲۴۸ لاہور

اُمّتِ محمدیہ کا ایک ہی نبی

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے جو مضامین پیغام صلح میں شائع ہو رہے ہیں اُن میں آپ نے بدلائلِ قاطعہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ باوجود اس شان و عظمت کے جو جملہ اولیائے اُمّت اور محدثین و مجددین میں آپ کو حاصل ہے، زمرۂ اولیاء ہی میں شامل تھے نہ کہ زمرۂ انبیاء میں، اس حقیقت کو جھٹلانے کے لئے ایڈیٹر "الفضل" نے چار مقالے زیب رقم فرمائے ہیں لیکن اس عورت کی طرح جو اپنے خاوند کا نام لیتے ہوئے شرماتی ہے، مصری صاحب اور پیغام صلح کا نام لینا اسے گوارا نہیں ہوا۔ چنانچہ مضمون ان الفاظ سے شروع کیا گیا ہے :۔

"ایک صاحب مُدّت سے ایک ہفت روزہ کے صفحات پر ...."

خیر ہمیں اس پر اصرار نہیں کہ مصری صاحب یا پیغام صلح کا نام ضرور لیا جائے الفضل کو اگر نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے، تو نہ سہی لیکن اس کا یہ کہنا کہ مصری صاحب نے مغالطہ کھا رہے ہیں کہ "زمرۂ اولیا اور زمرۂ انبیاء گویا متقابل اور متضاد زمرے ہیں" اور کہ "ہر نبی لازماً زمرۂ ولایت میں بھی شامل ہوتا ہے" یہ خود الفضل کا ایک مغالطہ ہے۔ ولایت جس کے معنی اللہ تعالیٰ سے دوستی کے ہیں بے شک انبیاء میں سب سے بڑھ کر پائی جاتی ہے۔ لیکن وہ لوگ جن کو اصطلاحِ اسلام میں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے، ان میں انبیاء کو شامل کرنا یا کسی ولی کو نبی قرار دینا بہت بڑا مغالطہ پیدا کرنا ہے، زمرۂ انبیاء اور زمرۂ اولیاء متقابل اور متضاد زمرے نہیں، نہ مصری صاحب نے ایسا کہا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء مقتدا ہوتے ہیں جو بقول حضرت مسیح موعودؑ کامل شریعت لاتے ہیں، یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبیٔ سابق کی اُمّت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں" لیکن اولیاء اللہ کو جو کچھ ملتا ہے وہ انبیاء کی متابعت سے حاصل ہوتا ہے ان کی ولایت اپنے نبیٔ مقتدا کی کامل پیروی اور اس کے فیض کا نتیجہ ہوتی ہے اور انہی اولیاء میں حضرت مسیح موعود بھی شامل ہیں۔

"الفضل" نے ایک اور مغالطہ یہ بھی دیا ہے کہ

"سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق القلوب میں اولیاء اللہ کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ایک وہ ولی ہوتے ہیں جو غیر مامور ہوتے ہیں اور دوسرے مامور ولی انبیاء علیہم السلام اولیاء کی دوسری قسم میں ہوتے ہیں کیونکہ وہ مامور ہوتے ہیں۔"

بہتر ہوتا کہ "الفضل" حضرت مسیح موعود کی اصل عبارت تریاق القلوب سے نقل کر دیتا، تاکہ اسے پتہ لگ جاتا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے زمرۂ اولیاء کے کسی مامور کو انبیاء میں شامل نہ کیا بلکہ اسے مجددین ہی کے زمرہ میں رکھا ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام مامور ہونے کی ... باء کی دوسری قسم (مامور ولی) میں داخل ہیں تو مجددینِ اُمّت کو کس زمرہ میں رکھا جائے گا کیا وہ مامور نہیں ہوتے یا وہ سب کے سب زمرۂ انبیاء تھا ... ؟

ایک اور مغالطہ "الفضل" نے یہ دیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آپ کو اُمتی نبی قرار دیا ہے اس لئے وہ زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں، حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اُمتی نبی ہونے کی یہ وضاحت فرمائی ہے کہ :۔

"سو یہ بات کہ اس کو (یعنے مسیح موعودؑ کو) اُمتی بھی کہا اور نبی بھی، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں اُمتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدّث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے، غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔"

دیکھ لیا آپ نے ؟ کیا محدثوں کو آپ زمرۂ انبیاء میں شامل کرنے کے لئے تیار ہیں ؟ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعودؑ جو اپنے آپ کو اُمتی نبی بمعنی محدّث قرار دیتے ہیں اُمتی نبی ہونے کی وجہ سے انبیاء میں کیسے شامل ہو گئے ؟

رہ گیا یہ امر کہ آیہ کریمہ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا میں خدا اور رسول کی اطاعت کرنے والوں کو انبیاء کی معیت کی خوشخبری دی گئی ہے، یہ صحیح ہے، لیکن اس کے لئے یہ لازمی نہیں کہ ہر زمانہ میں انبیاء آتے رہیں، الفضل کو یہ فکر دامن گیر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت بند ہو جانے سے اس انعام سے انسان محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں کسی نبی کی صحبت اسے میسر نہیں آسکتی، یہ بھی ایک مغالطہ ہے، خود اس کے اپنے عقیدہ کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال تک کوئی نبی نہیں آیا، کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ تیرہ سو سال کے اس طویل عرصہ میں من یطع اللہ والرسول کا کوئی مصداق پیدا نہیں ہوا ؟ غور کیجئے کہ جس قدر مجددین محدثین اور اولیاء اللہ اس تمام عرصہ میں ہو گذرے ہیں ان کو کس نبی کی صحبت میسر تھی اور آج جبکہ "الفضل" کے زعومہ نبی (حضرت مسیح موعود) کو اس دنیا سے رخصت ہوئے قریباً ساٹھ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ جناب مدیر "الفضل" کس نبی کی صحبت گزینی کا شرف رکھتے ہیں ؟ اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں کہاں تک آپ کی صحبت گزینی کا شرف حاصل کیا ؟

"الفضل" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اُمتِ مرحومہ کا نبی ایک ہی ہے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی معیت حضرت مسیح موعود اور دیگر اولیائے اُمّت کو اس دنیا میں بھی حاصل تھی اور آخرت میں بھی حاصل ہو گی، اور اسی پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف حضرت مسیح موعودؑ کے واسطہ سے اطاعت خدا و رسول کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو حاصل ہو سکتا ہے اور ہمیشہ حاصل ہوتی رہیگی، اس برگزیدہ نبی کے بعد کسی اور کو نبوت کے تخت پر بٹھانا آپ صلعم کے فیض روحانیت کو محدود اور آپ کی نبوت کو منسوخ قرار دینا ہے، اس لئے جناب مصری صاحب کا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ زمرۂ اولیاء کے فرد تھے نہ کہ زمرۂ انبیاء کے۔

قومی اجتماع کے دن

ہمارے قومی اجتماع (جلسہ سالانہ) کے دن قریب آرہے ہیں، قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ آئندہ ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ دسمبر ۱۹۶۶ء کو جلسہ منعقد ہو گا۔

جن اغراض کے ماتحت یہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے اور جو فوائد اس سے وابستہ ہیں، ان کی وضاحت حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرمان میں موجود ہے جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔ ایک ارشاد میں حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔"

اس لئے ہم احباب سے دوبارہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جلسہ کی اہمیت کے پیش نظر اور حضرت مامور من اللہ کے فرمان کی تعمیل میں جلسہ میں شامل ہو کر عنداللہ ماجور ہوں پروگرام اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے۔

خطبہ جمعہ
مؤرخہ
۱۸ نومبر ۱۹۶۶ء

فرمودہ حضرت امیر
مولانا صدرالدین صاحب
ایدہ اللہ تعالیٰ

توحیدِ الٰہی کا نظریہ اقوامِ عالم سے اُلفت و محبت سکھاتا ہے

ایک سے زیادہ خدا ماننے سے تنگ خیالی اور دیگر اقوام سے نفرت پیدا ہوتی ہے

امام الزمان کے دلائلِ قاطعہ سے عیسائی عقائد کا خاتمہ ہوگیا (سورۃ الاخلاص کی تفسیرِ لطیف)

قل ھو اللہ احد - اللہ الصمد - لم یلد - ولم یولد - ولم یکن لہ کفواً احد - (سورۃ الاخلاص)

سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص میں اسلامی تعلیمات کا بڑا حصہ

آنحضرت نے پہلی سورت الحمد اور اس آخری سورت الاخلاص کو نماز کا مختصر حصہ قرار دے رکھا ہے، چھوٹے بچے اور بچیوں کو یہ دونوں سورتیں سکھائی جاتی ہیں اور یقیناً یقیناً اسلام کی تعلیمات کا بہت بڑا حصہ ان دونوں سورتوں کے اندر موجود ہے - اس لئے روزانہ اسلام کی تعلیمات کو سامنے رکھنے کی غرض سے یہ دونوں سورتیں نمازوں میں پڑھنے کے لئے سکھائی جاتی ہیں دونوں سورتوں کا ترجمہ اس وقت بیان کرنا مقصود نہیں البتہ سورت اخلاص کا ترجمہ اور پہلی سورت الحمد ہے اس کے تعلق کو میں بیان کروں گا -

فطرتِ انسانی میں خدا کی تلاش

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل ھو اللہ احد فطرتِ انسانی میں خدا کی تلاش ہے - چنانچہ ہندو، عیسائی، یہودی مسلمان اور دوسری قومیں خدا یابی کا طبعی ولولہ رکھتے ہیں - غرض خدا کی تلاش فطرتِ انسانی کا جزو ہے - اس جستجو اور تلاش کا جواب یوں دیا ہے ھو اللہ احد وہ جس کی تلاش میں تم لگے ہوئے ہو وہ اللہ ہے -

مستجمع جمیع صفات کاملہ

اللہ کو عربی زبان میں مستجمع جمیع صفات کاملہ کہتے ہیں - یعنے وہ حسنات و صفات کا سرچشمہ ہے - وہ تمام کمالات اور احسانات کا مصدر ہے اور اپنی ہر صفت میں بے عدیل ہے

اللہ تعالیٰ کی بے عدیل مصنوعات

اس کی کبریائی عظمت اور حکمت اس وقت نظر آتی ہے جب ہم گلاب کی پنکھڑی پر غور کرتے ہیں - اس جیسی ظاہری اور باطنی خواص رکھنے والی ایک پنکھڑی بھی دنیا جہان کے سائنسدان مل کر بھی نہیں بنا سکتے - اس سے خدا تعالیٰ کی قدرت و علم و احسان کا پتہ چلتا ہے -

اسکانے یہ اجسام فلکی، یہ پہاڑ اور یہ جنگلات بنائے پھر خدا کی مصنوعات میں سمندر کی مخلوقات خشکی سے تو دس گنا زیادہ ہے - اس کے اندر کیا کیا عجیب رنگ برنگ کی مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور نظر آتے ہیں - اگر جنگلوں میں بے شمار جانور موجود ہیں تو سمندر میں بھی اس کے عجائبات کا کوئی شمار نہیں - اس کائنات کی تخلیق اور کاریگری اور کائنات کی چیزوں کا باہمی رابطہ ایسی چیزیں ہیں جن کی نظیر کوئی نہیں بنا سکتا - اس عظیم الشان کارخانہ کے موجد اور خالق کو اللہ کہتے ہیں -

صفت احدیت خدا کے سوائے دوسرے معبود ماننے والوں کی اصلاح

جہاں کائنات میں خدا تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور علم کا مظاہرہ ہے وہاں اس کی لامحدود صفات بھی مشاہدہ میں آتی ہیں ان صفات کے سرچشمہ کو اللہ کہتے ہیں - اللہ کی ایک صفت احد ہے اس لفظ میں ان لوگوں کی اصلاح مقصود ہے جو کائنات میں خدا کے سوا دوسرے معبودوں کے بھی قائل ہیں -

پارسی لوگ دو خدا مانتے ہیں، ایک نیکی کا خدا اور دوسرا بدی کا یعنے شیطان - ان کا ایمان ہے کہ یہ کائنات خدا اور شیطان دونوں کے ہی اشتراکِ عمل سے قائم ہے عیسائی کہتے ہیں کہ خدا دو نہیں تین ہیں اور ہندو کہتا ہے دو اور تین کیا ہوتا ہے تینتیس کروڑ دیوتا ہیں -

ایک سے زیادہ خدا ماننے والوں کی تنگ خیالی اور تنگ نظری

خدا تعالیٰ کی جو صفات پارسیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں نے بیان کی ہیں ان کا اثر ان کے اخلاق پر نظر آتا ہے - ایسے اعتقادات کا اثر اخلاق و اعمال پر پڑتا ہے - ان کی اصلاح کی غرض سے فرمایا قل ھو اللہ احد - خدا دو تین یا تینتیس کروڑ نہیں بلکہ واحد ہے - وہ صرف کسی ایک قوم ہی کا خدا نہیں - بلکہ وہ تمام قوموں کا خالق اور مالک ہے -

وہ رب العالمین ہے اور الرحمٰن ہے - اس کو ماننے والا اور نہ ماننے والا اور اس کو گالی دینے والا سب کے سب پر اس کی عنایات کی بارش ہوتی ہے ایسا اعتقاد رکھنے سے انسان دوسری قوموں سے نفرت کرنے کے بجائے ان سے محبت کرتا ہے -

آج ہی ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ کھیم کرن دیکھنے کے لئے گئے - وہاں ملٹری کے جو افسر تھے انہوں نے بتایا کہ کھیم کرن ہندوؤں کی اپنی گولہ باری سے تباہ ہوا ہے - ہم نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تو اس گولہ باری کے دوران ایک عورت ایک بڑھیا اور ایک نوجوان لڑکی تین دن وہاں چھپے رہے جب ان کا خوف دُور ہوا تو وہ نمودار ہوئے ان کو دیکھ کر ہمارے دل میں ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوا - ان کے سامنے کھانا رکھا - مگر انہوں نے کھانے پینے سے یہ کہکر انکار کردیا کہ ہم ہندو ہیں ہم مسلمان کے ہاتھ کا کھانا پسند نہیں کرتے - ہم نے اُن کو قدر کی نگاہ سے دیکھا کہ وہ اپنے مذہب پر پختہ ہیں - البتہ یہ امر بھی مشاہدہ میں آیا کہ اُن کے اعتقادات نے انکو تنگ دل بنا رکھا ہے وہ یقین کرتے ہیں کہ مسلمان کے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہے -

کائنات کا واحد بادشاہ

ان تمام تنگ نظریوں کو دُور کرنے کے لئے فرمایا کہ ھو اللہ احد - وہ واحد بادشاہ ہے وہی اس کائنات کا خالق و مربی ہے وہی سب مخلوقات کی ربوبیت کرتا ہے اس کو سلطنت چلانے کے لئے کسی معاون کی حاجت نہیں کسی وزیر کی ضرورت اسے نہیں نہ کسی سیکرٹری یا پیر پیغمبر کی معاونت کی حاجت ہے -

الصمد — مخلوق کی حوائج کا مرجع

اللہ الصمد اس سورت کا دوسرا جملہ ہے - یہ جملہ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں احسانات

کا ذکر کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا ما ھو الصمد۔ الصمد کے کیا معنے ہیں۔ ارشاد فرمایا الصمد من یصمد الیہ المخلوق فی الھوائج۔ صمد وہ ذات پاک ہے جس کی طرف مخلوق اپنی ضروریات کے لئے رجوع کرتی ہے وہ جو مرجع خلائق ہے اس کو الصمد کہتے ہیں۔ عربی زبان کی ڈکشنریوں میں بھی یہی تعریف درج ہے۔ کائنات کی ساری مخلوق انسان، حیوان، چرند، پرند اور کیڑے مکوڑے سب کے سب اس کے محتاج ہیں۔ کائنات میں کس قدر زندگی ہے، کس قدر انسان، حیوان، چرند، پرند اور کس قدر سمندر کے جانور مچھلیاں وغیرہ ہیں۔ ان سب کی ضروریات کے لئے کتنے بڑے پیمانہ پر خدا تعالےٰ نے ضروریات فراہم کرنے کا نظام قائم کر رکھا ہے اسکی کوئی انتہا نہیں

ہر جانور کی فطرت و ضرورت کے مطابق لامحدود سامان خوراک

کمسریٹ مہیا کرنا بہت مشکل ہے۔ جنگ میں جس فوج کا کمسریٹ کم ہو جائے وہ شکست کھا جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے پاس کمسریٹ کی کوئی کمی نہیں ہے۔ فرمایا وان من شیئی الا عندنا خزائنہ۔ خدا کا کمسریٹ ایسا ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ خدا خالق بھی ہے اور اپنی مخلوقات کی حاجات کا پورا پورا علم بھی رکھتا ہے وما کنا عن الخلق غافلین اس علم کی بنا پر اس نے سب کے لئے ہر چیز مہیا کر رکھی ہے۔ ایک چڑیا کا بچہ کیڑے کھاتا ہے تو اس کی ماں کیڑا لاکر بچے کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ دوسری چڑیا کا بچہ صرف دانہ طلب کرتا ہے اس کی ماں دانہ لے آتی ہے۔ جنگل میں شیر اور چیتے ہوتے ہیں۔ ان کی فطرت میں گوشت کھانا ہے، ان سب کو گوشت ملتا ہے۔ ہاتھی سبزی کھاتے ہیں۔ بھیڑ بکری سے نیل گائیں ہیں اور دوسرے چوپائے ہیں، ان کی ضروریات بھی مہیا ہیں۔

الصمد میں بے انتہا احسانات کا ذکر

پہاڑوں پر اور بھی کیا کیا جانور ہیں ان سب کی طبیعتوں کے مطابق خوراک کا مہیا کرنے والا الصمد ہے اگر لفظ اللہ کے اندر اس کی عظمت، کبریائی اس کی قدرت و سطوت کا بیان ہے تو الصمد میں بے انتہا احسانات اور کرم فرمائیوں کا ذکر ہے

خدا تعالےٰ کو موت نہیں اس لئے اسے بیٹے کی احتیاج نہیں۔

اس کے بعد فرمایا لم یلد اس خدا کا کوئی بیٹا نہیں۔ بیٹے کی حاجت مرنے والوں کو ہوتی ہے ان کے لئے وارث اور معاون درکار ہوتے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ پر فنا نہیں آ سکتی اس لئے اس کو بیٹے کی احتیاج نہیں۔

میں نے کبھی کبھی آپ کو نواب سرور علی کا ایک لطیفہ سنایا ہے۔ ان کا باپ چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔ ان کی تربیت کے لئے ایک میم صاحبہ کو ملازم رکھا گیا۔ جب ننھا نواب میم صاحبہ سے کچھ مانوس ہو گیا۔ تو ایک دن میم صاحبہ نے اُن سے کہا سرور علی! عیسےٰ خدا کا بیٹا ہے۔ سرور علی نے پوچھا کہ خدا کب مرے گا! سرور علی کا باپ تو مر چکا تھا۔ اس لئے اس نے یہ سوال پوچھا تھا۔ میم صاحبہ نے کہا کہ وہ نہیں مرے گا۔ سرور علی نے کہا پھر عیسےٰ کو گدی کبھی نصیب نہیں ہوگی۔

اسی طرح ایک لطیفہ سری نگر میں سُنا گیا ایک شخص دیگ والے سے ایک دیگ استعمال کے لئے مانگ کر لے گیا۔ کچھ دنوں کے بعد دیگ واپس کرنے آیا تو اس کے اندر ایک دیگچی بھی رکھ لایا دیگ والے نے دیگچی دیکھ کر کہا کہ اس کے اندر دیگچی پڑی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ ہاں دیگ نے بچہ دیا ہے۔ وہ حیران تو ہوا لیکن خوش ہو کر اس نے وہ دیگچی بھی رکھ لی پھر کسی موقعہ پر وہی شخص پھر دیگ لینے کے لئے آیا۔ دیگ والے نے خوشی خوشی دیگ دے دی۔ مگر اس نے یہ دیگ واپس نہ کی۔ دیگ والے نے کافی دن انتظار کرنے کے بعد دیگ کا مطالبہ کیا تو اُس آدمی نے کہا کہ دیگ میں کہاں سے دوں۔ وہ تو مر گئی تھی۔ دیگ والے نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ دیگ تو نہیں مر سکتی۔ اس آدمی نے کہا کہ جو دیگ بچہ دے سکتی ہے وہ مر بھی سکتی ہے۔ غرض بیٹے کی حاجت اس کو ہوتی ہے جس کے لئے مرنا لابد ہو۔

مسیحی اعتقاد میں انسانیت کی تذلیل

خدا کا بیٹا ماننے والی ایک بڑی قوم ہے ان کا خیال ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے۔ اس کو گناہوں کی سزا سے بچانے کے لئے خدا نے اپنا بیٹا بھیجا کہ وہ مخلوق کے گناہوں کا بوجھ اپنی پیٹھ پر لاد کر صلیب پر مر جائے۔ یہ اعتقاد انسانیت کو نہایت ذلّت کا مقام بخشتا ہے اس اعتقاد کے برعکس اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم۔ خدا نے انسان کو معزز و مکرم بنایا ہے۔ انسان کو خدا نے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

مسیحی نظریہ گناہوں پر آمادگی پیدا کرتا ہے۔

عیسائیت کے نظریہ کا یہ نتیجہ ہے کہ جب بڑے بڑے پادری گرجوں میں منبر پر چڑھ کر دُعا کرتے ہیں۔

O Lord! forgive us miserable sinners.

خداوندا ہم بدبخت گناہگاروں کو معاف کر۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں یہ الفاظ ہر اتوار کو سنتی ہیں وہ حیران ہوتے ہیں کہ خدا جانے پادری صاحب کیا کیا کرتوتیں کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو بدبخت گنہگار کہکر معافیاں مانگ رہے ہیں۔ اور جب اس کی یہ حالت ہے جسے مقدس سمجھا جاتا ہے تو پھر وہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جو جی چاہے کرتے پھریں۔ یہ اعتقاد نہ صرف ذلّت آفرین ہے بلکہ گناہ کرنے کے لئے آمادگی پیدا کرتا ہے۔

اسلام میں انسانیت کی عزّت و تکریم

ولقد کرمنا بنی آدم۔ ہم نے انسان کو معزز و مکرّم بنایا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ انسان کو خدا نے اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے۔ بناء بریں یہ غلط ہے کہ انسان فطرتاً گنہگار ہے اور اسے گناہ کی سزا سے بچانے کے لئے خدا کو کسی بیٹے کی ضرورت ہے

خدا پر نہ کبھی فنا آئی اور نہ کبھی آئے گی۔

اور فرمایا لم یولد یعنی اس پر فنا کا زمانہ کبھی نہیں آیا وہ ازل سے حیّ ہے یعنی سرچشمہ حیات ہے۔ اور لم یلد میں بتانا مقصود ہے کہ اس پر زمانہ مستقبل میں بھی کبھی فنا نہیں آئے گی۔

یکتا اور بے عدیل ذات پاک

ولم یکن لہ کفواً احد۔ اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں۔ وہ بے عدیل ذات ہے۔ اس کی تخلیق ظاہر کرتی ہے کہ وہ بے مثال ہے۔ موہبات کے بقاء کے لئے اس کے خزانے بتاتے ہیں کہ وہ فیاضی میں یکتا ہے۔

شروع اور آخر میں ایک ہی مضمون

اگر الحمد شریف میں خدا تعالیٰ کے کمالات اور احسانات کا ذکر ہے تو قل ھو اللہ احد اللہ الصمد میں بھی کمالات اور احسانات کا ذکر ہے۔ دونوں سورتوں میں ربط ہے۔ خدا کا کلام شروع میں اور آخر میں ایک ہی ہے۔ علاوہ ازیں اس سورۃ میں عیسائی قوم کی تاریخ ہے کہ وہ حد سے بڑھ گئے اور ایک انسان کو خُدا کا بیٹا بنا دیا۔ اور غیر المغضوب علیھم میں یہودی قوم کی تاریخ ہے کہ وہ نافرمانی کی وجہ سے غضب الٰہی کے نیچے آ گئی۔

حضرت مرزا صاحب مسیح اور مہدی کے منصب پر

اس میں مسلمان کو متنبّہ کیا گیا ہے کہ وہ یہود کی صفت نہ بن جائے۔ لیکن جیسا کہ حدیث میں آیا ہے مسلمان یہودی صفت بن گئے انکی اصلاح کے لئے حضرت مرزا صاحب امام مہدی ہو کر آئے۔ ایسا ہی ضالین کے لفظ میں عیسائی قوم کی گمراہی کا ذکر ہے ان کی اصلاح کے لئے بھی حضرت مرزا صاحب مسیح ہو کر آئے اور دلائل قاطعہ کے ساتھ ثابت کیا کہ عیسےٰ خدا کا بیٹا نہیں اور نہ ہی انسان کو خدا نے گنہگار پیدا کیا ہے کہ کفارے کے لئے اپنا بیٹا مصلوب کرا دے۔ ان کے دلائل کے آگے پادریوں کی گردنیں جھک گئیں اور انہیں جواب دینا مشکل ہو گیا۔ پادریوں نے سرکلر جاری کر دیئے کہ عیسائی منّاد مرزا صاحب یا ان کے کسی مرید کے ساتھ مناظرہ یا مباحثہ نہ کریں۔ اس طرح حضرت

(باقی برصفحہ ۱۱)

زمانہ کی مصائب کا حل اسلام نے کیا پیش کیا ہے

عصرِ حاضر کی دو عالمگیر وبائیں

تعصباتِ نسل و رنگ اور تعصباتِ دولت و اقتدار

تقریر ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بر موقعہ جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام سیالکوٹ

(بسلسلۂ اشاعتِ گذشتہ)

وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور .... سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض (الحدید) ترجمہ:۔ اس دُنیا کی (ادنیٰ) زندگی محض ایک دھوکہ و فریب ہے .... اس کی بجائے اگر (تمہاری غرض و غایت خدا کی مغفرت طلب کرنا ہو جائے اور اس مقصد میں) تم ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہو تو تمہیں ایسی جنت نصیب ہو جائے جس کی وسعت زمین و آسمان جتنی ہو۔

(پہلی قسط میں یہ ذکر ہوا کہ تعصباتِ قومی کا مؤثر و کامیاب علاج غیر مسلم مفکرین کے نزدیک بھی صرف دینِ اسلام نے کر کے دکھلایا ہے۔ دوسری قسط میں یہ دکھلایا جا چکا ہے کہ نفسانی اغراض یا مادیت کے ساتھ حد سے بڑھتی ہوئی آرزوئیں اور اُمنگیں نہ صرف انسان کو اخلاقی و رُوحانی رنگ میں مضطرب و ماؤف کر دیتی ہیں بلکہ ذہنی اور اجتماعی طور پر بھی امراض میں مُبتلا کر دیتی ہیں جس کا علاج یہ ہے کہ انسان سچے دل سے خدا تعالےٰ سے لو لگائے۔ اس بیان میں یہ دکھلانا مقصود ہے کہ مادیت کے تقاضوں کو جب انسانیت کے مقتضیات پر مقدم کر لیا جاتا ہے تو معاشرہ لا انتہا پیچیدہ مصائب و آلام کا شکار ہو جاتا ہے جس سے مخلصی کا راستہ صرف یہ ہے کہ خدا پرستی کو صحیح معنوں میں اختیار کر کے انسانیت کی قدر و قیمت کو پھر سے قائم کیا جائے)

نظامِ زندگی کا صحیح مرکز و محور

موجودہ مادی تہذیب نے زندگی کا آخری مقصد مادیت کے سامانوں کا بڑھ چڑھ کر حصول تلقین کیا ہے ، زندگی کے اس نظریہ کے نزدیک نظامِ زندگی جس مرکز و محور کے گرد گھومتا ہے وہ مادیت کے سامان اور دولت سے حاصل شدہ اشیاء ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب انسان کے پیشِ نظر یہ مقصد ہو تو کیا وہ اس کے حصول کے لئے اپنی تمام تر توجہ و سعی و جہد وقف نہ کر دے گا ؟ دولت و اقتدار کی ہوس کی نشو و نما کا سب سے بڑا سبب ایسا نظریۂ حیات ہی ہے۔ بالخصوص جب معاشرہ میں عزت و بڑائی کا معیار بھی مادیت یا دولت میں برتری سمجھی گئی ہو ، سچی خوشی خوشحالی ، آسودگی ، اعلیٰ معیارِ زندگی ، فوقیت و برتری ، جب ان تمام امور کو مادی سامانوں سے منسلک کر دیا جائے تو پھر کیا ایسا نظریہ دولت کے حصول کی ہوس اور اقتدار کے لئے بہترین مہمیز کا کام نہ دے گا ؟ پھر جب بعض افراد ہوس کی مرض کا شکار ہو جائیں گے تو کیا ان کے بالمقابل حسد کی بیماری وجود میں نہ آئے گی ؟ حرص و ہوس ایک طرف اور حسد و انتقام دوسری جانب جب صف آرا ہوں گے (یہ تصادم خواہ ظاہرا رنگ اختیار کرے یا صرف قلوب میں ہی موجزن رہے) اس صورت میں انفرادی و اجتماعی امن و عافیت اور سکینت و تسلی کہاں تک اور کیسے پیدا ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے ؟ پھر یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ عظیم اقتصادی تفاوت اکثر مرتبہ ایک طرف تکبر و غرور کا پیش خیمہ بن جاتا ہے جو اپنے سے کمتر و کمزور کو ذلت و تحقیر کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس کے ردِ عمل میں نفرت و حقارت اور بغاوت و سرکشی کے جذباتِ خبیثہ نشو و نما پاتے چلے جاتے ہیں

اس طرح دونو طبقات میں رذیل جذبات کے ارتقاء سے نہ تو انفرادی خوشی و امن نصیب ہوتا ہے نہ ہی اجتماعی طور پر معاشرہ کو حقیقی امن و چین میسر آتا ہے

اخلاقِ عالیہ یا خدمت و قربانی کے جذباتِ صادقہ

انسان کا سطحی علم و عقل تو یہی واجب ٹھہراتا ہے کہ جس قدر وہ اپنی ذاتی اغراض حصول و تحفظ مقدم کرے گا اُسی قدر وہ سکھی و خوشحال ہو گا۔ ایسی ذہنیت کو عقلیت کے نام سے موسوم کرنا درست ہو گا۔ عقلیت خود غرضی و نفس پرستی اور دوسروں کو کمتر و غلام بنانے کا درس دیتی ہے لیکن جیسے کہ مندرجہ بالا بیان سے ثابت کیا جا چکا ہے تجربہ اور آسمانی ہدایت نے اس کے برخلاف یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ خدمت اور دوسروں کی بہبود کا جذبہ ہی انسانوں کے مابین مساوات و اخوت کی اعلےٰ صفات پیدا کر کے انفرادی و اجتماعی دونو طرح باطنی امن اور دائمی خوشی کا باعث بنتا ہے ، قرآن حکیم نے جس جگہ صدقات و خیرات کے احکامات سورۃ البقرہ کے آخر میں تلقین فرماتے ہیں وہاں یہ فرمایا یمحق اللہ الربوا و یربوا الصدقات۔ سود میں تمہارا نقصان ہے اور خیرات میں تمہارا نفع مرکوز ہے۔ حالانکہ عقلیت کے نزدیک یہ معاملہ بالکل برعکس ہے چنانچہ اسی لئے یہ جملہ بھی آیا ہے یؤتی الحکمۃ من یشاء و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا" دانائی جسے حاصل ہو جائے یقیناً یاد رکھو کہ جس قدر مال و خیرِ کثیر اسے نصیب ہوا وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوا۔ گویا عقلیت اور اصل دانشمندی کے تقاضے اس حکمت میں۔ آسمانی ہدایات کے نزدیک مال و دولت کو ہر جائز و نا جائز ذریعہ سے ترقی دیتے چلے جانا نہ صرف خسران کا راستہ ہے بلکہ حقائق زندگی کے منافی اور اس لئے حکمت و دانائی کے برخلاف ہے۔

نظامِ زندگی کا مرکزی نقطہ اخلاقِ عالیہ و خدمتِ خلق ہے

شاید آج کی مادیت زدہ ذہنیت یعنی عقلیت فرقانی حکمت کے اس رازِ سربستہ کو سمجھنے یا اُسے قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو ، مگر ایک سادہ سی مثال سے شاید یہ اصول واضح ہو جائے کہ نظامِ زندگی جس محور و مرکز کے گرد گردش کرتا ہے وہ مادیت و دولت نہیں جیسا کہ آج کل یہ نظریہ عام رواج پا گیا ہے بلکہ وہ اخلاقِ حسنہ و کردار و سیرت کی بلندیاں ہیں حضرت مولینا نورالدین علیہ الرحمۃ کی سوانح عمری میں یہ واقعہ درج ہے کہ ایک مرتبہ آپ کی ملاقات ڈاکوؤں کے کسی سردار سے ہو گئی۔ آپ نے اس سے ایک سوال کا جواب مانگا۔ فرمانے لگے کہ جب تم مل کر کسی جگہ ڈاکہ زنی کرتے ہو تو تقسیم کار کے اصول کے ماتحت لوٹا ہوا مال اپنے میں سے کسی ایک شخص کے سپرد کر دیتے ہو ، اگر وہ اس میں سے اپنی ذات کے لئے کچھ الگ رکھ لے تو باقیوں کو کیسے پتہ چلے گا۔ ڈاکوؤں کے سردار نے فوراً یہ جواب دیا کہ واہ مولوی صاحب ! بھلا اتنی بڑی بے ایمانی کے مرتکب ہم آپس میں باہم ہو سکتے ہیں ؟ حضرت مولوی صاحب کا مقصد بھی اُسے اسی اصول کا قائل کرنا تھا کہ جس طریق کار کے ماتحت تم چوری یا ڈاکہ کرنا روا رکھتے ہو اسی اصول کو دیکھ لو کہ تم خود بھی حقیقتاً

غلط سمجھتے ہو۔

اس مثال سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ نظام خواہ کوئی بھی ہو، حتیٰ کہ چوروں اور ڈاکوؤں کا بھی نظام، چل نہیں سکتا جب تک وہ صدق و راستی اور اعتماد و اعتبار کے صالح جذبات پر قائم نہ ہو، یہ نظریہ کہ نظامِ زندگی مادیت کے گرد گھومتا ہے سراسر غلط ہے، نظام کی عمدگی و خوبی اور دوام و پختگی مقدم طور پر اخلاق کے اظہار پر منحصر ہے جس قدر اخلاقِ عالیہ کا عنصر غالب ہوگا اسی نسبت سے وہ پائیدار اور عمدہ ہوگا۔

اشتراکی نظام کی غلطیاں اور خامیاں

یہ کہا جائے گا کہ اسی لئے موجودہ سرمایہ داری نظام کے برخلاف اشتراکی نظام وجود میں آیا ہے تا دولت پرستی کو مٹا دیا جائے۔ اشتراکی نظام کا نظریہ یہ ہے کہ بے شک یہ امر صحیح ہے کہ انسانی خوشی خوشحالی کا اصلی دار و مدار دولت اور مادی سامانوں پر ہی ہے لیکن مساواتِ انسانی کا تقاضا یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ایسا نظام قائم ہو کہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جائے اس کی تقسیم مساوی ہونی چاہیئے تا ہر شخص اس سے مساوی طور پر نفع اندوز ہو۔ چونکہ دولت پر قابض طبقہ ملکی قانون پر بھی نہیت حد تک مختار ہوتا ہے اور وہ اپنے طبقہ کے مفاد کے برخلاف نہ کوئی دوسرا قانون یا نظام پسند کرتا ہے نہ وہ اسے نافذ ہونے دیتا ہے اس لئے ضروری ہوا کہ بہ جبر اس طبقہ کو دولت اور اس کے ذرائع حصول سے روک دیا جائے۔ مارکس صاحب کا یہ فلسفہ نظامِ زندگی کہاں تک موجودہ عالمگیر مصائب کا علاج ہے؟ اس کی نسبت مختصراً اتنا بیان کیا جاتا ہے کہ اولاً اس کے نزدیک یہ مسلّم ہے کہ فی الواقع سچی خوشحالی کا منبع مادی ساز و سامان ہی ہیں۔ اور سرمایہ داری نظام کا عقیدہ بھی یہی ہے، اس طرح گویا اپنے بنیادی اعتقاد میں اشتراکی و سرمایہ داری دونو نظام ایک ہی اصول کے قائل ہیں یعنی یہ کہ **انسانی ترقی و تہذیب، خوشی و خوشحالی اور امن و فارغ البالی مادی سامانوں ہی سے وابستہ ہے۔** جائے غور ہے کہ جب دونوں نظاموں کی اساس ایک ہی ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ اشتراکی نظام حقیقتاً سرمایہ داری نظام کا سچے معنوں میں رد کر سکے؟ سرمایہ داری نظام کی بناء جب مادیت میں یقین و اعتقاد پر قائم ہے تو اس کا مؤثر و کامل ردّ تو کوئی ایسا نظام ہی کر سکتا ہے جو مادیت سے ماوراء کسی اور چیز سے حقیقی محبت اور لَو لگانے کی تلقین کرتا ہو۔ مادیت پر بناء کوئی دوسرا نظام اس کا حقیقی ردّ کیونکر کر سکتا ہے؟

دوسرا امر یہ قابلِ غور ہے کہ آمرانہ اقتدار کے بل بوتے پر اور بہ جبر و اکراہ کسی نظام کو تبدیل کر کے دوسرے کو اس کی بجائے ٹھونسنا کہاں تک طبقاتی نزاع و کشمکش کا حقیقی رنگ میں ردّ ہے؟ اور یہ بات انسان کے پیدائشی اور امتیازی حق آزادیِ ضمیر کے کہاں تک مطابق ہے، تیسری بات یہ ہے کہ مکمل اقتصادی مساوات قائم کرنا تو ممکن العمل ہے نہ قرینِ انصاف۔ بالفرض اگر اقتصادی مساوات قائم کر بھی دی جائے تب بھی دوسرے شعبوں یعنی جسمانی و ذہنی صلاحیتوں میں جو فطرتی اختلاف موجود ہے اسے کیسے دُور کیا جا سکنا ممکن ہے؟ پھر اگر یہ فطرتی اختلاف انسانی مساوات کے منافی نہیں پڑتا تو کسی قدر اور محدود دائرہ کے اندر اقتصادی تفاوت کیوں مساوات کے برخلاف ہوتا ہے؟ آخری سوال یہ ہے کہ اقتصادی مساوات بہ جبر ٹھونس دینے سے اعلیٰ انسانی صفات یعنی اخلاقِ حسنہ کہاں تک ترقی پذیر ہوں گے؟ اور اگر کسی معاشرہ میں اخلاق و خدمت کی صفات کا مظاہرہ نہ ہو لیکن اس میں مادیت کی تقسیم مساوی ہو تو کیا ایسا معاشرہ واقعی انسانی تہذیب کا معراجِ کمال کہلانے کا مستحق ہو سکے گا اور کیا اس سے قلوب میں انفرادی و اجتماعی طور پر سچی خوشی و خوشحالی اور امن و سکینت جاگزیں ہوگی؟

اس مقام پر یہ بتلا دینا نامناسب نہ ہوگا کہ نظامِ سرمایہ داری کی مانند اشتراکی نظام نے بھی نہ تو فطرتِ انسانی کا صحیح تجزیہ کر کے اُسے حیوان سے اعلیٰ انسانیت کا مرتبہ عطا کیا ہے اور نہ ہی اخلاقِ عالیہ اور خدمتِ خلق کے عالی جذبات کی نشو و نما کے لئے کوئی ترغیب یا طریقِ کار بتلایا ہے۔

دینِ اسلام کا عالمگیر اخلاقی نظریۂ حیات

دولت و اقتدار کی فراوانی یا اس سے محرومی سے جو مصائب و آلام اس وقت دنیا کو درپیش ہیں ان سے نجات کا اسلام نے کیا طریقِ کار بتلایا ہے؟

سب سے مقدم طور پر قرآنی تعلیم نے حیات کے بارہ میں جو نظریہ تلقین کیا ہے وہ قابلِ غور ہے۔ دنیاوی نظاموں کی مانند اس آسمانی نظام نے یہ نظریہ پیش نہیں کیا کہ انسان کا اس دنیا میں آنے کا اوّل و آخر مقصد حصولِ دولت و اشیاء مادیت پر بڑھ چڑھ کر قبضہ کرنا یا دوسروں پر آمرانہ حکومت و اقتدار حاصل کرنا ہے۔ بلکہ زندگی کی غرض و غایت اور مقصدِ تخلیق اس کے نزدیک خدا پرستی کے ماتحت اخلاقِ عالیہ کا اظہار اور خدمتِ خلق ہے۔ اس کے مقابل دولت کا حصول نہایت ادنےٰ و ہیچ غرض قرار دی ہے۔

جیسا کہ اس مضمون کے ابتداء میں آیت شریفہ اعلموا انما الحیٰوۃ الدنیا لھو و لعب و زینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد .... وما الحیٰوۃ الدنیا الا متاع الغرور سے عیاں ہے۔ اس دنیا کی ادنیٰ زندگی کا مطمحِ نگاہ لہو و لعب یا باہمی تفاخر و زینت یا اموال و اولاد میں برتری و فوقیت ہے .... یقیناً سمجھ لو کہ ایسا نظریۂ حیات ایک دھوکہ و فریب ہے کیونکہ نہ تو ان باتوں کو دوام حاصل ہے اور نہ ہی ان پر قائم شدہ نظامِ زندگی تمہیں قلبی راحت و سکینت اور اجتماعی امن و عافیت دلا سکتا ہے۔

کبھی یہ فرمایا کہ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ تمہارے اموال و اولاد تمہارے لئے بسا اوقات ابتلاء کا باعث بن جاتے ہیں۔ ان من ازواجکم و اولادکم عدو لکم فاحذروھم بعض دفعہ تمہاری اولاد یا ازواج میں سے تمہارے دشمن ثابت ہوں گے۔ (جب وہ تمہاری روحانی و اخلاقی ترقی کے راستوں میں روک ہو جائیں) اس لئے ان سے ڈرنا مناسب ہے۔ اسلام نے رہبانیت کی تعلیم تو قطعاً کہیں نہیں دی لا رھبانیۃ فی الاسلام بلکہ اسے زندگی کے فرار سے تعبیر کر کے اس سے منع کیا ہے اور دوسرے مقام پر یہ فرمایا کہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق، کس نے زینت اور رزقِ طیب سے تمہیں روکا ہے؟ پھر اگر اسلام میں ایسا ہوتا تو نہ تو زکوٰۃ اور صدقہ و خیرات کے احکام ہوتے، نہ ہی تقسیمِ جائیداد کے امور، مگر ان تمام دنیاوی اُمور کو جائز طریق سے بجا لاتے ہوئے مال و دولت اور جائداد و زر یا مادیت کے ساز و سامانوں کے حصول کو قرآن کریم نے نہ تو زندگی کا اعلےٰ مقصد کہیں قرار دیا اور نہ ہی ان سے انسانی برتری و فوقیت کو وابستہ کیا۔ زندگی کا حقیقی مقصد خالقِ حقیقی سے سچی لَو لگانا اور خدمتِ خلق قرار دیا ہے بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہٗ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اور معاشرہ میں معیارِ عزت تکریمِ اخلاق کا کمال قرار دے دیا۔ اس بارہ میں اس آیت شریفہ کی طرف پہلے ہی اشارہ کیا جا چکا ہے۔ کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ معزّز و مکرم اسی کو سمجھا جانا چاہیئے جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں پیش پیش ہے نہ وہ جو مال و دولت میں بڑھ کر ہو۔

معاشرہ میں معیارِ عزت اور اسلامی تہذیب

اسلامی تہذیب نے عزت کے حقیقی معیار کو عملی زندگی میں قائم کر دکھلایا تھا یعنی حقیقی خدا پرست و خادمِ خلق اصحاب کو معاشرہ میں جو سچی عزت اور تکریم حاصل ہوا کرتی تھی وہ بادشاہوں اور طبقہ اُمراء کو ہرگز حاصل نہ تھی۔ بلکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمان بادشاہ و امراء صوفیاء کرام و فقراء عظام کی تعظیم کے لئے ان کے سامنے دست بستہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ معاشرہ جس شئے کو عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتا اور جس قسم کے اصحاب کی دل سے تعظیم بجا لاتا ہے اس طریقِ کار پر گامزن ہونے کے لئے قلوب میں زبردست تحریک پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ سوسائٹی میں معزّز بننا انسانی فطرت کا ایک شدید تقاضا ہے۔ آج بھی اگر کسی نظریہ یا مقصد کو معاشرہ میں مقبول بنانا یا رواج دلانا منظور ہو یا کسی مسلک و طریقِ کار کا قلع قمع منظور ہو تو اس کا یہی کامیاب ذریعہ ہے کہ معاشرہ عملاً ان افراد کی عزت و تکریم کرے جو پہلے نظریہ یا مقصد کے حامل ہوں اور ان سے بیزاری ظاہر کریں جو غلط نظریہ یا مقصد کو اپنانے والے ہوں۔ پس سب سے

(باقی بر صلا)

مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری کی کتاب

"شانِ مسیح موعودؑ" پر تبصرہ

کیا حضرت مسیح موعود نے تعریفِ نبوت میں تبدیلی کی؟

(۳)

حوالہ کا ترک کردہ حصہ
کن امور پر روشنی ڈالتا ہے۔

قاضی صاحب نے براہین احمدیہ پنجم کے جس حوالہ سے تعریفِ نبوت میں تبدیلی پر استدلال کیا ہے اس حوالہ کا بیشتر حصہ قاضی صاحب نے حسبِ عادت ترک کر دیا ہے جیسا کہ گذشتہ قسط کے مطالعہ سے قارئین کرام پر واضح ہو گیا ہوگا۔

پہلی بات

اس ترک کردہ حصہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے ایک تو اس امر کو واضح کیا ہے کہ اگر اُمتی پر اس معنی کی رُو سے بھی نبی کا لفظ اطلاق کرنا جائز نہ ہو کہ وہ خدا تعالےٰ کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہونے کے علاوہ خدا سے غیب کی خبریں پاوے تو پھر اس سے یہ فساد لازم آتا ہے کہ اس اُمت کو آنحضرت صلعم کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب قرار دیا جائے "قیامت تک" کے الفاظ بتلا رہے ہیں کہ حضور کے نزدیک حضرت نبی کریم صلعم کے بعد مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف ہونے والے اور غیب کی خبریں پانے والے بزرگ ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں اور ان سب بزرگوں پر حضور کے نزدیک لفظ نبی کا اطلاق جائز ہے اور اس کو حضور نے صریح لفظوں میں تسلیم بھی کیا ہوا ہے اور پہلے بزرگ بھی اسے تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں جس کے متعلق حضور کی تحریریں کئی دفعہ پیش کی گئی ہیں باقی رہی یہ بات کہ باوجود اس کے کہ وہ مندرجہ بالا معنوں میں نبی تھے لیکن ان کو نبی کہکر پکارا نہیں گیا اور مسیح موعود کو اس نام سے پکارا گیا۔ سو اس کی حکمت بھی حضور نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں کھول کر بیان کر دی ہوئی ہے اسے بھی متعدد بار پیش کیا جا چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

دوسری بات

دوسری بات جو حضور نے قاضی صاحب کے ترک کردہ حصہ میں بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ "وہ دین دین نہیں ہے اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالےٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف ہو سکے وہ دین لعنتی اور قابلِ نفرت ہے ——— ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو روحانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے .... سو یہ دین کا متبع اگر خود نفس امارہ کے حجاب میں نہ ہو خدا تعالےٰ کے کلام کو سُن سکتا ہے۔ سو ایک اُمتی کو اس طرح کا نبی بنانا سچے دین کی ایک لازمی نشانی ہے" حضور کے مندرجہ بالا الفاظ نص صریح ہیں اس حقیقت کے بیان کرنے پر کہ ہر سچے دین اور ہر سچے نبی کے امتی ان کی کامل اتباع کے نتیجہ میں صرف انہی معنوں میں نبی بنتے رہے ہیں کہ وہ خدا سے غیب کی خبریں پاتے تھے اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کے انعام سے نوازے جاتے تھے نہ وہ شریعت لاتے تھے نہ وہ اپنے صاحب شریعت نبی کی اتباع سے ایک قدم بھی باہر جاتے تھے بلکہ جو کچھ روحانی کمالات حاصل کرتے تھے اور قربِ الٰہی کے جس بلند مقام پر پہنچتے تھے وہ اپنے صاحب شریعت کی کامل اتباع کی طفیل ہی پہنچتے تھے۔ لیکن باوجود محض مکالمہ الٰہیہ مشتمل بر غیب سے مشرف ہونے کے وہ زمرۂ انبیاء کے افراد نہیں کہلاتے تھے بلکہ صرف محدثین یا بالفاظ دیگر زمرۂ اولیاء کے ہی فرد ہوتے تھے کیونکہ یہ مسلم ہے کہ پہلی امتوں میں کوئی شخص کسی نبی کی پیروی سے نبی نہیں بنا کرتا تھا ہر نبی براہِ راست ہی خدا کی طرف سے نبی بنایا جاتا تھا۔ حدیث نبوی بھی اسی کی تائید کرتی ہے کہ پہلی اُمتوں کے ایسے کاملین گو الٰہی مکالمہ سے مشرف تو ہوتے تھے لیکن وہ نبی نہیں ہوتے تھے کیوں نہیں ہوتے تھے اس لئے کہ وہ شریعت نہیں لاتے تھے اور براہِ راست نبی نہیں بنتے تھے۔ ہاں محدث کہلاتے تھے حضور ایسے سب مکلمین اور محدثین کو نبی کا نام دے رہے ہیں۔ اور ان سب کو ایسا ہی نبی قرار دے رہے ہیں جیسے نبی آپ ہیں یعنی آپ بھی محض مکالمہ الٰہیہ کا انعام پانے اور غیب کی خبریں پانے کی وجہ سے ہی نبی کہلاتے ہیں اسی طرح پہلے نبیوں اور پہلے دینوں کے کامل متبعین بھی حضور کی طرح کے ہی نبی تھے اس سے صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ جس طرح پہلی اُمتوں کے محدثین زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے ہی افراد تھے اسی طرح مسیح موعودؑ بھی زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے ہی فرد ہیں۔

علماءِ ربوہ سے ایک اہم سوال

اب اگر علماء ربوہ سے کوئی پوچھے کہ کیا حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسےٰ۔ حضرت داؤد۔ حضرت سلیمان۔ حضرت عیسےٰ علیہم السلام سچے نبی تھے یا نہیں اور کیا ان کے لائے ہوئے دین رحمانی تھے یا نہیں اگر تھے تو ان کے امتیوں میں سے کاملین کا حقیقی معنی میں ایسے نبی بننا لامحالہ لازمی ہے جس حقیقی معنی میں حضرت مسیح موعود حضرت نبی کریم صلعم کی کامل اتباع سے نبی بنے اور یہ ثابت ہے کہ انبیاء سابقین کے متبعین کے ساتھ بھی اسی طرح کا مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ ہوتا تھا جس طرح حضرت اقدسؑ کے ساتھ ہوتا حدیث میں صاف لکھا ہے کہ قد کان فیمن کان قبلکم من الامم رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء یعنی پہلی اُمتوں میں بھی ایسے ہی نبی ہوتے رہے ہیں جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے مُحدَّث اور مکلَّم ہی ہوتے تھے لیکن وہ زمرہ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرہ اولیاء کے ہی فرد ہوتے تھے کیونکہ ان امتوں میں زمرہ انبیاء کے افراد تو براہ راست بغیر اتباع کسی نبی کے انبیاء بنائے جاتے تھے اشرعی اصطلاح میں امتی اور لغوی اصطلاح میں نبی کہلاتا ہے اور اس لئے وہ جماعت اولیاء اور محدثین کا فرد ہوتا ہے نہ کہ جماعت انبیاء کا۔ اسی لئے حضرت اقدس نے اسی حوالہ میں آگے چل کر فرمایا:-

"اگر نبی کے صرف یہ معنی کئے جائیں کہ اللہ جلشانہ اس سے مکالمہ مخاطبہ رکھتا ہے اور بعض اسرار غیب کے اس پر ظاہر کرتا ہے تو اگر ایک امتی ایسا نبی ہو جائے تو اس میں حرج کیا ہے خصوصاً جبکہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اکثر جگہ یہ امید دلائی ہے کہ ایک امتی شرف مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنے اولیاء سے مکالمات اور مخاطبات ہوتے ہیں"

قاضی صاحب اور ان کے ہم نوا دیگر علماء ربوہ دیکھ لیں کہ کس صفائی سے حضور نے امتی نبی کو جماعت اولیاء کا ہی فرد قرار دیا ہے یہی مضمون حضور نے اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں جو سنہ ۱۹۰۳ء کی تصنیف ہے وضاحت سے بیان کیا ہے فرمایا:-

" وللہ مکالمات و مخاطبات
مع اولیائہ فی ھذہ الامۃ و
انھم یعطون صبغۃ الانبیاء
و لیسوا بنبیین فی الحقیقۃ
فان القراٰن اکمل وطرالشریعۃ"

جس سے ثابت ہوا کہ ایسا مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ پانے والا امتی جو شریعت سے خالی ہو جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے اسے صرف نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن وہ جماعت انبیاء میں داخل نہیں ہوتا پس براہین احمدیہ پنجم کے حوالہ میں بھی امتی نبی کا ہی ذکر ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ امتی نبی جماعت اولیاء کا

ہی فرد ہوتا ہے جیسا کہ خود اسی حوالہ میں بھی اور مواہب الرحمٰن میں بھی ظاہر کیا گیا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود بھی جماعت انبیاء کے نہیں بلکہ جماعت اولیاء کے ہی فرد ثابت ہونے ان کو زمرۂ انبیاء میں داخل کرنا محض تحکم ہے۔ اور دونوں جماعتوں میں یہی تو متنازعہ فیہ امر ہے کہ حضور زمرہ انبیاء کے فرد ہیں یا زمرہ اولیاء کے یہ اختلاف منتج ہوتا ہے اس بات پر کہ حضور کے منکر کو کافر کہا جائے یا محض گنہگار۔ سوائے اس کے کہ آپ ساری امت مسلمہ کو کافر قرار دیں۔ آپ کے اس غلط عقیدہ کا اور کوئی نتیجہ ہی ہو سکتا ہے۔

کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ پیش کردہ حوالہ میں حقیقی معنی میں نبوت سے مراد لغوی معنی میں ہی نبوت ہے نہ کہ شرعی اصطلاح میں۔

پہلی اُمتوں میں ایسی نبوت کے جاری رہنے کا مزید ثبوت

حضور اپنی کتاب چشمۂ معرفت کے ص۳۲۴ پر فرماتے ہیں اس حوالہ کو قاضی صاحب نے خود نقل کیا ہے۔

"میں اس کے (یعنی خدا تعالےٰ کے) رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کا مظہر اور اسی سے فیضیاب ہے۔"

قاضی صاحب حضور کے الفاظ کہ تمام نبوتیں اور تمام شرائع ختم ہیں پر خود فرمائیں کیا یہ الفاظ وضاحت سے اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی تشریف آوری سے قبل تمام نبوتیں اور تمام شرائع جاری تھیں آنحضور صلعم کی آمد سے ہی ختم ہوئیں اسی طرح آگے فرمایا لیکن اس قسم کی نبوت ختم نہیں کیا اس کے بھی صاف یہ معنی نہیں کہ جس قسم کی نبوت کے ختم نہ ہونے کی نفی کی گئی ہے وہ پہلے جاری تھی اور آنحضرت صلعم کی آمد کے بعد بھی وہ جاری ہی رہے گی دوسری نبوتوں کی طرح جو نبیوں والی نبوتیں تھیں ختم نہیں ہوگی اور یہ نہ ختم والی نبوت وہی محدثوں والی نبوت ہی ہے کیونکہ پہلی اُمتوں میں محدثین کا وجود تو مسلمہ ہی ہے اور محدث بہرحال اپنے نبی متبوع کی نبوت کے چراغ سے ہی نور لیتا اور اسی کا مظہر اور اسی کا ظل اور اسی سے فیضیاب ہوتا ہے۔ اس کے وجود میں اسی کے متبوع نبی کی نبوت جلوہ گر ہوتی ہے جیسا کہ اب حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت تمام محدثین میں جلوہ گر ہوتی آتی ہے اور حضرت مسیح موعود میں بھی یہی نبوت جلوہ گر تھی پس جب یہ مسلم ہے تو ماننا پڑے گا کہ امتی نبی پہلے نبیوں کی امتوں میں بھی ان کی اتباع کی طفیل پیدا ہوتے رہے ہیں امت محمدیہ کے ساتھ یہ مخصوص نہیں

محدثیت کا کھلم کھلا اعتراف

قاضی صاحب نے اپنی کتاب کے ص۱۹۸ پر لکھا ہے "سائل کو غلطیان نبی بمعنی محدث ہرگز نہیں" خدا جانے قاضی صاحب کو براہین احمدیہ حصہ پنجم کا ہی وہ حوالہ کیوں نظر نہیں آیا جس میں اس غلطیان کا صراحت کے ساتھ ذکر موجود ہے اس لئے ذیل میں ان کے علم میں لانے کے لئے اس حوالہ کو نقل کیا جاتا ہے پہلے سائل کا سوال حضور نے نقل کیا ہے پھر اس کا جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"قولہٗ احادیث میں نازل ہونے والے عیسیٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے تو کیا قرآن اور حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے کہ مُحَدَّث کو بھی نبی کہا گیا ہے" یہ علماء دیوہ کی بات کو اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ حضور نے اپنے آپ کو محدث سمجھنا اور کہنا چھوڑ دیا تھا بلکہ اب مکمل طور پر اپنے آپ کو نبی یقین کرتے تھے تو سائل کے سوال کا جواب حضور کو یہی دینا چاہیئے تھا کہ قرآن و حدیث میں محدث کو نبی نہیں کہا گیا بلکہ نبی کو ہی نبی کہا گیا ہے اور میں زمرہ انبیاء کا فرد ہونے کی وجہ سے ہی نبی ہوں حدیث میں والے عیسیٰ کو جو نبی کہا گیا ہے وہ محدث ہونے کی حیثیت نہیں بلکہ نبی ہونے کی حیثیت سے ہی کہا گیا ہے لیکن حضور کے جواب سے واضح ہے کہ حضور اس میں اپنے آپ کو بطور محدث ہی پیش فرما رہے ہیں اور یہی ثابت کر رہے ہیں کہ قرآن اور حدیث میں محدث پر بھی ایک معنی سے نبی کے الفاظ کا اطلاق شرعاً جائز ہے اور یہی جواب حضور ہمیشہ اپنی کتب سابقہ میں بھی دیتے رہے ہیں۔ بہرحال ذیل میں حضور کا جواب درج کیا جاتا ہے:۔

اقول:۔ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے معنی صرف پیشگوئی کرنے والے کے ہیں جو خدا تعالےٰ سے الہام پاکر پیشگوئی کرے (دیکھ لیں لغوی معنی کا ہی ذکر کیا ہے۔ ناقل) پس جبکہ قرآن شریف کی رو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے (گویا قرآن شریف میں لغوی نبوت کو تسلیم کیا ہے۔ ناقل) کہ بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالےٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہو۔ اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پاوے تو پھر ایسے نبی (یعنی لغوی معنوں میں نبی۔ ناقل)۔ اس امت میں کیوں نہیں ہوں گے۔ اس پر کیا دلیل ہے۔ ہمارا مذہب نہیں ہے کہ ایسی نبوت پر مہر لگ گئی ہے (یعنی لغوی معنی میں۔ نبوت پر مہر نہیں لگ گئی۔ ناقل) صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو (یعنی اسلامی اصطلاح۔ والی نبوت بند ہے۔ ناقل) یا ایسا دعوےٰ ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے الگ ہو کر دعوےٰ کیا جائے۔ لیکن ایسا شخص جو ایک طرف اس کو خدا تعالےٰ اس کی وحی میں اُمتی بھی قرار دیتا ہے۔ پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے۔ یہ دعوےٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ نبوت بباعث اُمتی ہونے کے دراصل آنحضرت صلعم کی نبوت کا ایک ظل ہے کوئی مستقل نبوت نہیں ہے۔ اور اگر آپ پورے طور پر حدیثوں پر غور کرتے تو یہ اعتراض آپ کے دل میں ہرگز پیدا نہ ہوتا آپ فرماتے ہیں کہ عیسےٰ نازل ہونے والے کو حدیثوں میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس عیسیٰ ہونے والوں کو حدیثوں میں امتی بھی تو کہا گیا ہے۔ کیا آپ قرآن شریف یا حدیثوں سے بتلا سکتے ہیں۔ کہ عیسےٰ بن مریم جو رسول گذرا ہے۔ اس کا نام کسی جگہ امتی بھی رکھا گیا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ یہ عیسیٰ جو امتی بھی کہلاتا ہے اور نبی بھی کہلاتا ہے۔ یہ عیسےٰ اور ہے وہ عیسیٰ نہیں ہے جو بنی اسرائیل میں گذرا ہے جو ایک مستقل نبی تھا جس پر انجیل نازل ہوئی۔ اس کو آپ کیونکر امتی بنا سکتے ہیں۔ صحیح بخاری میں جہاں آنے والے عیسیٰ کا نام اُمتی رکھا گیا ہے۔ اس کا حلیہ بھی برخلاف پہلے عیسےٰ کے قرار دیا گیا ہے۔ ہاں اگر آنے والے عیسیٰ کی نسبت حدیثوں میں صرف نبی کا لفظ استعمال پاتا۔ اور اُمتی اس کا نام نہ رکھا جاتا۔ تو دھوکا لگ سکتا تھا۔ مگر اب تو صحیح بخاری میں آنے والے عیسیٰ کی نسبت صاف لکھا ہے۔ کہ امامکم منکم یعنی اے امتیو آنے والا عیسیٰ بھی صرف ایک اُمتی ہے۔ نہ اور کچھ۔ ایسا ہی صحیح مسلم میں بھی اس کی نسبت یہ لفظ ہیں کہ امکم منکم یعنی وہ عیسےٰ تمہارا امام ہوگا۔ اور تم میں سے ہوگا۔ یعنی ایک فرد امت میں سے ہوگا۔ اب جبکہ ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنے والا عیسیٰ اُمتی ہے۔ تو کلام الٰہی میں اس کا نام نبی رکھنا۔ ان معنوں سے نہیں ہے۔ جو ایک مستقل نبی کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ بلکہ اس جگہ صرف یہ مقصود ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس سے مکالمہ مخاطبہ کرے گا اور غیب کی باتیں اس پر ظاہر کرے گا اس لئے (صرف یہ مقصود ہے کے الفاظ پر غور کریں۔ ناقل کے باوجود امتی ہونے کے وہ نبی ہی کہلاوے گا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ اس اُمت پر قیامت تک دروازہ مکالمہ مخاطبہ اور وحی الٰہی کا بند ہے! تو پھر اس صورت میں کوئی اُمتی نبی کیونکر کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ خدا اس سے ہم کلام ہو۔ تو اس کا یہ جواب ہے کہ اس امت پر یہ دروازہ ہرگز بند نہیں ہے اور اگر اس اُمت پر یہ دروازہ بند ہوتا تو یہ امت ایک مُردہ اُمت ہوتی۔ اور خدا تعالےٰ سے دور اور مہجور ہوتی اور اگر یہ دروازہ اس اُمت پر بند ہوتا۔ تو کیوں قرآن میں یہ دعا سکھلائی جاتی۔ کہ اھدنا الصراط

مستقیم صراط الذین انعمت علیہم

در آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء فرمایا ہے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا بند ہے۔ اگر یہ معنے ہوتے تو یہ اُمّت ایک لعنتی اُمت ہوتی۔ جو شیطان کی طرح ہمیشہ سے خدا تعالیٰ سے دور و مہجور ہوتی۔ بلکہ یہ معنے ہیں کہ براہ راست خدا تعالےٰ سے فیض وحی پانا بند ہے۔ اور یہ نعمت بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو ملنی محال اور ممتنع ہے۔ اور یہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر ہے۔ کہ ان کی اتباع میں یہ برکت ہے۔ کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنے والا ہو۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جائے۔ ایسا نبی کیا عزت اور کیا منزلت اور کیا تاثیر اور کیا قوتِ قدسیہ اپنی ذات میں رکھتا ہے۔ جس کی پیروی کے دعوے کرنیوالے صرف اندھے اور نابینا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ اپنے مکالمات اور مخاطبات سے ان کی آنکھیں نہ کھولے (کیا پہلے نبیوں کے متبع اندھے ہی رہتے تھے۔ ناقل) کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔ اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصّوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالےٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا جو کچھ ہیں قصّے ہیں۔ اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے۔ اُس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کر لے۔ تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا۔ اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔ (دیکھئے بار بار صرف مکالمات الٰہیہ کا ہی ذکر کیا جاتا ہے ــ ناقل) میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں۔ نہ کہ رحمانی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اندھا رکھتا اور اندھا ہی مارتا۔ اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔ مگر میں ساتھ ہی خدائے کریم و رحیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے۔ کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سیّد و مولےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے۔ کہ علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل

یعنی میری امت کے علماءِ ربّانی

بنی اسرائیل کے نبیوں

کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربّانی کو ایک طرف اُمتی کہا۔ اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے

(قاضی صاحب غور کریں کہ کس وضاحت اور صفائی سے حضور نے اپنے آپ کو اس حدیث کا مصداق قرار دیا ہے۔ علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل ــ ناقل)

مغالطہ دہی کا مرتکب کون ہے

میں نے بار بار علماء ربوہ کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء کے نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء کے فرد ہیں گو اولیاء میں حضور سرِفہرست ہیں اور آنے والے مسیح کی یہی شان حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ وہ اولیاء اُمّت میں سرِفہرست ہوگا جس طرح حضرت نبی کریم صلعم انبیاء میں سرِفہرست ہیں اس کے خلاف سب سے پہلے مولوی اللہ دتّا صاحب جالندھری نے لکھا کہ نبی اور ولی میں کوئی منافاۃ نہیں کیونکہ ہر نبی ولی ہوتا ہے اس کے جواب میں جب میں نے حضرت اقدسؑ کے متعدد حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ نبی اور ولی شرعی اصطلاحوں کے لحاظ سے متضاد اصطلاحیں ہیں تو مولوی صاحب موصوف تو اپنی غلطی کا احساس کر کے خاموش ہو گئے لیکن اب ایڈیٹر صاحب الفضل نے پھر وہی راگ الاپنا شروع کر دیا ہے اور چونکہ ایڈیٹر صاحب الفضل کے مطالعہ سے میرا سابقہ جواب گذر چکا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے عمداً مغالطہ دہی کا ارتکاب کیا ہے۔ بہرحال اُن کی آنکھیں کھولنے کے لئے ذیل میں حضور کی کتب سے سردست صرف دو حوالے ہی پیش کرتا ہوں۔

پہلا حوالہ

حضور اپنی کتاب ست بچن کے صفحہ ۶۶-۵ پر فرماتے ہیں :ــ

"خدا تعالےٰ نے ابتداء سے یہی چاہا کہ اس کی مخلوقات میں بعض مفیض اور بعض مستفیض ہوں اس لئے اُس نے نوع انسان میں بھی یہی قانون رکھا اور اسی لحاظ سے دو طبقہ کے انسان پیدا کئے اوّل وہ جو اعلےٰ استعداد کے لوگ ہیں جن کو آفتاب کی طرح بلا واسطہ ذاتی روشنی عطا کی گئی ہے دوسرے وہ جو درجہ دوم کے آدمی ہیں جو اس آفتاب کے واسطہ سے نور حاصل کرتے ہیں اور خود بخود حاصل نہیں کر سکتے۔ ان دونوں طبقوں کے لئے آفتاب اور ماہتاب نہایت عمدہ نمونے ہیں جس کی طرف قرآن شریف میں ان لفظوں میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ :ــ

والشمس وضحاھا والقمر اذا تلاھا

جیسا کہ اگر آفتاب نہ ہو تو ماہتاب کا وجود بھی ناممکن ہے۔ اسی طرح اگر انبیاء علیہم السلام نہ ہوں جو نفوس کاملہ ہیں تو اولیاء کا وجود بھی غیر امکان سے خارج ہے ۔۔۔۔۔۔۔ سو انبیاء جو افراد کاملہ ہیں وہ اولیاء و صلحاء کے روحانی باپ ٹھہرے"

اب ایڈیٹر صاحب بتلائیں کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ نے ماہتاب کی طرح فیض حضرت نبی کریم صلعم سے پایا یا سورج کی طرح براہ راست خدا سے پایا اگر حضرت نبی کریم صلعم سے ہی پایا تو لامحالہ حضور اولیاء کی جماعت میں ہی داخل ہوں گے نہ کہ انبیاء کی جماعت میں پس کیا اس صورت میں نبی اور ولی میں منافاۃ ثابت ہو جاتی ہے یا نہیں۔

دوسرا حوالہ

حضور اپنے سبز اشتہار کے صفحہ ۱۴، ۱۵ پر فرماتے ہیں :ــ

"اور نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نہایت درجہ کی بدقسمتی و ناسعادتی ہے کہ انسان جلد تر بدظنی کی طرف جھک جائے اور یہ اصول قرار دیدیوے کہ دنیا میں جس قدر خدا تعالیٰ کی راہ کے مدعی ہیں وہ سب مکّار اور فریبی اور دوکاندار ہی ہیں کیونکہ ایسے ردّی اعتقاد سے رفتہ رفتہ وجود ولایت میں شک پڑے گا اور پھر ولایت سے انکاری ہونے کے بعد نبوّت کے منصب میں کچھ کچھ تردّد پیدا ہو جائیں گے (دیکھو ایڈیٹر صاحب نبوت اور ولایت دو الگ الگ منصب آپ کو اس عبارت میں صاف نظر آتے ہیں یا نہیں ــ ناقل) اور پھر نبوت کے منکر ہونے کے پیچھے خدا تعالیٰ کے وجود میں کچھ دغدغہ اور غلجان پیدا ہو کر یہ دھوکہ دل میں ہو جائے گا کہ شاید یہ ساری بات ہی بناوٹی اور بے اصل ہے اور شاید یہ سب اوہام باطلہ ہی ہیں کہ جو لوگوں کے دلوں میں جمتے ہوئے چلے آئے ہیں۔ سو اے سچائی کے ساتھ بجان و دل پیار کرنے والو اور اے صداقت کے بھوکو اور پیاسو یقیناً سمجھو کہ ایمان کو اس آشوب خانہ سے سلامت لے جانے کے لئے ولایت اور اس کے لوازم کا یقین نہایت ضروریات سے ہے ولایت نبوت کے اعتقاد کی پناہ ہے اور نبوت اقرار وجود باری تعالیٰ کے لئے پناہ اولیاء انبیاء کے وجود کے لئے میخوں کی مانند ہیں اور انبیاء خدا تعالےٰ کا وجود قائم کرنے کے لئے نہایت مستحکم کیلوں کے مشابہ ہیں (دیکھو ایڈیٹر صاحب منافاۃ نمایاں نظر آتی ہے یا نہیں ــ ناقل) سو جس شخص کو کسی ولی کے وجود پر مشاہدہ کے طور پر معرفت حاصل نہیں اس کی نظر نبی کی معرفت سے بھی قاصر ہے اور جس کو نبی کی کامل معرفت نہیں وہ خدا تعالےٰ کی کامل معرفت سے بھی بے بہرہ ہے (دیکھو ایڈیٹر صاحب کیا نبی اور ولی میں منافاۃ کا اظہار ان سے واضح الفاظ میں کیا جا سکتا ہے ــ ناقل) اور ایک دن ضرور ٹھوکر کھائے گا اور سخت ٹھوکر کھائے گا اور مجرّد دلائل عقلیہ اور علوم رسمیہ کسی کام نہیں آئیں گے"

ایڈیٹر صاحب خط کشیدہ الفاظ پر غور کر کے دیکھیں کہ نبی اور ولی میں منافاۃ ہے یا نہیں کیا یہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے الگ الگ حیثیت کی مالک ہیں یا نہیں۔ حوالے تو بے شمار ہیں سردست انہی دو

باقی بر صفحہ ۱۱

بقیہ خطبہ جمعہ سلسلہ ص۵

مرزا صاحب نے دجال کو ختم کرکے رکھ دیا۔

حضرت مرزا صاحب کے دلائل سے عیسائی مذہب کا خاتمہ

ایسا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے تعلق چاہیئے اور علم کا سمندر چاہیئے۔ یہ اسی امام کا کام تھا جس نے اس اہم کام کو ایسی لاجواب کامیابی سے سرانجام دیا کہ عیسائی مذہب پر موت طاری کر دی۔

ایک انگریز پادری اور میرا لیکچر

ایک دفعہ حصار سے مجھے اطلاع آئی کہ وہاں ایک مشہور پادری شیلے برتز آرہا ہے۔ وہاں کے مسلمانوں کو فکر ہوا کہ وہ بڑا فصیح اللسان ہے وہ اپنی طلاقت لسانی سے لوگوں کو متاثر کرکے کسی نہ کسی کو اڑا لے جائے گا اس لئے وہاں کے وکلاء کی طرف سے مجھے بڑا لمبا چوڑا تار آیا جس میں لکھا تھا کہ ہمارے بار روم میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ آپ کو تکلیف دی جائے کہ آکر اس کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ میں وہاں گیا۔ وہاں ہم دونوں کے اعزاز میں چائے کا انتظام کیا گیا۔ اس محفل میں پادری صاحب ہنس ہنس کر لوگوں سے ملتے اور مصافحہ کرتے تھے۔ لیکن میرے سامنے سے خاموش گذر جاتے تھے۔ لوگوں نے محسوس کیا کہ یہ پہلی فتح ہے کہ پادری مولوی صاحب سے ڈرتا ہے۔ اس مجلس میں یہ اعلان کیا گیا کہ کل پادری صاحب کا لیکچر ہوگا۔ اور مولینا صاحب صدارت کریں گے۔ پادری جوش میں کھڑا ہو گیا اور کہا کہ میں ان کی صدارت میں لیکچر نہیں دوں گا۔ مجلس نے اس کو دوسری فتح یقین کیا۔ لوگوں نے پادری صاحب کو سمجھایا کہ آپ بے فکر رہیں مولوی صاحب آپ کو کچھ نہیں کہیں گے نہ آپ کے منہ پر ہاتھ نہیں رکھیں گے اور نہ تقریر کے دوران میں مداخلت کریں گے۔ مجلس کی معقول بات پادری صاحب کو مجبوراً تسلیم کرنا پڑی دوسرے دن شام کے وقت ایک ہال میں جلسہ شروع ہوا۔ میں نے صدارتی تقریر میں کہا کہ پادری صاحب کا مضمون بہت دلچسپ ہے وہ آج بیان کریں گے کہ دینی رہنماؤں کے اندر ڈینامک فورس...

Dynamic force ہوتی ہے۔ جیسے گورو نانک نے ڈینامک فورس سے انقلاب پیدا کیا۔ لارڈ کرشنا نے ہندوستان میں اس قوت کا اظہار نمایاں طور پر کیا حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈینامک فورس تھی انہوں نے قوموں کے اندر انقلاب پیدا کیا یہ ہے نفیس مضمون ہے جو پادری صاحب بیان کریں گے۔ میں ان کی خدمت میں مضمون بیان کرنے کی التماس کرتا ہوں۔ پادری صاحب نے قلم اٹھا کر لکھا میرا مضمون یہ نہیں۔ میں تو یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت عیسٰے ہی ایسے انسان ہیں جن کے اندر ڈائنامک فورس تھی۔ اس نے یہ الفاظ استعمال کرکے اپنا تمام اثر زائل کر لیا۔ اس کی اس انجن کی سی کیفیت ہوگئی جو پٹڑی سے اتار دیا جائے اور آگے نہ چل سکے۔

دوسرے دن میرا لیکچر تھا۔ جس کی صدارت پادری صاحب نے کی۔ اس لیکچر کا اثر بہت اچھا ہوا۔ کیونکہ میں نے سب قوموں کے پیشواؤں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان سب کے اندر انقلابی طاقت تھی۔ اور سب نے اپنے اپنے زمانہ میں انقلاب پیدا کیا۔ اس لیکچر کو سن کر ہندو، سکھ، مسلمان متاثر ہوئے۔ اختتام تقریر پر انگریز پادری اور میمیں کو میرے گرد جمع ہوئیں اور ہر ایک نے خوشی سے مصافحہ کیا، اور اکثروں نے کہا: If we spoken like a Christian

امام الزمان کی برکات

یہ امام الزمان کی برکات ہیں کہ انہوں نے پادریوں کے وعظ بے اثر کر دیئے یکسر الصلیب اتہول نے صلیب توڑ ڈالی و یقتل الخنزیر۔ اور خنزیر صفت لوگوں کو مار ڈالا۔ یہ مشاہدہ ایسا ہے کہ دنیا کو اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ غرض قرآن کریم کی پہلی اور آخری سورتوں میں جس دجّال کا ذکر ہے حضرت امام زمان کا کام تھا کہ وہ اس دجال کو ختم کرے اور حضرت امام زمان نے اس فرض کو بڑے احسن طریق سے انجام دیا۔

زمانہ کی مصائب کا حل

(بقیہ صفحہ ۷)

پہلے تو اسلام نے زندگی کا اصل مقصد دولت کا حصول قرار نہیں دیا بلکہ تعلق باللہ اور اخلاق و خدمت کو اصل مقصد تلقین کیا ہے۔ دوئم اموال و اولاد کی محبت کو فرائض کی ادائیگی کے مقابل مؤخر درجہ دیا۔ سوم معاشرہ میں معیار عزت تقوےٰ مقرر فرمایا۔ چہارم سُود کو حرام قرار دے دیا۔ پنجم زکوٰۃ، صدقہ و خیرات اور تقسیم جائیداد کے مثبت احکام دیئے۔ اس طرح اقتصادی تفاوت کو حتیٰ الامکان کم سے کم تر کرنے کی راہیں اسلامی تعلیم و تہذیب نے استوار کی ہیں۔ اسلامی تہذیب جب اپنے معراج کمال پر تھی تو اس وقت اگرچہ آقا و غلام بطور نام کے تو تھے مگر بطور انسان ہونے کے وہ مساوی یکساں حیثیت رکھتے تھے حتیٰ کہ غلام اپنے بادشاہ آقا کے تخت کے وارث بنتے رہے اور انکی شہزادیوں سے شادی ہو جاتی تھی۔

اسلامی تعلیم و تہذیب کے ذریعہ کبھی نہ تو دولت سے متعلق حرص یا حسد کے جذبات معاشرہ میں پیدا ہونے اور نہ ہی اس وجہ سے سوسائٹی میں انتشار و بے اطمینانی پیدا ہوئی۔ اگر کسی طریق سے موجودہ مسلمان قوم میں اخلاقی و ایمانی اقدار کی قدر و منزلت عملی طور پر رائج ہو جائے تو یہ معاشرتی دباؤ اس قدر زبردست قوت تنظیم رکھتا ہے کہ اس سے ہر فرد کا متاثر ہو جانا لازمی بات ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی تحریک وجود میں آئے جو بجائے دولت و مادیت کے اسلامی ایمانی و اخلاقی اقدار کو عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے اور ان افراد کو عظمت دے جو ان کے داعی و حامل ہوں، اس کے برخلاف غیر اسلامی اقدار سے نفرت و بیزاری کا برملا اظہار کرے۔

اسلام کی تعلیم و تہذیب متوازن و معتدل ہے

اسلامی تعلیم و تمدن نے اگر ایک طرف سرمایہ داری نظام کی مصائب سے دنیا کو نجات دلائی اور مساوات و اخوت کا عملی سبق زمانہ کو پڑھایا تو دوسری طرف اس نے اشتراکی نظام کی خرابیوں کو بھی قبول نہ کیا۔ دولت و مادیت اور اقتدار کی ہوس سے ایک عالم کو چھڑایا مگر انکے اندر اس کے لئے مرضی و اختیار پیدا کرکے یہ کٹھن مقصد انجام دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان کے اندر ایک طرف ایمانی و اخلاقی اقدار کا جذبہ سرایت کر گیا اور انسانیت کے اصل جوہروں کا ارتقاء ہوا تو دوسری طرف معاشرہ میں مساوات و اخوت کے صحیح جذبات کا نشو و نما ہوا۔ غرضیکہ ربّ العلمین کا حقیقی منشا تخلیق انسان پورا ہوا۔ آج بھی اگر دنیا پھر سے مادیت کے نظاموں سے نجات حاصل کرنے کی متمنی ہے تو اس کا علاج اسلام کی تعلیم کی عملاً قبولیت میں مضمر ہے۔ موجودہ مسلمان اسلام کو دوبارہ زندہ دیکھنے کے متمنی ہیں تو اس کی یہی عملی راہ ہے کہ وہ قوم کی تنظیم بجائے دولت و مادیت کے نظاموں کی پیروی کے ایمانی و اخلاقی معیاروں پر کو دکھلائیں جس کے مدنظر یہ ہو کہ معاشرہ میں قدر و منزلت دولت و اقتدار کے معیار پر نہیں بلکہ اخلاق اقدار سے تسلیم کی جائے گی۔

شان مسیح موعود پر تبصرہ از صنا

حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ انشاءاللہ و بتوفیقہ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ نبی اور ولی میں اصطلاحی لحاظ سے منافات ہے اور یہ کہ حضرت مسیح موعود جماعت انبیاء کے نہیں بلکہ جماعت اولیاء کے ہی فرد ہیں ایک مستقل ٹریکٹ شائع کیا جائے گا تا علماء دیوبند اور جماعت دیوہ کے افراد کی غلط فہمی مکمل طور پر دُور ہو جائے۔ وباللہ التوفیق۔ کیا مندرجہ بالا بیان سے واضح نہیں ہو جاتا کہ مجھ پر مغالطہ دہی کا الزام دینے والا خود ہی مغالطہ دہی کا مرتکب ہے۔

بیان القرآن مکمل اور براہین پانچ حصص کی طباعت کیلئے
الحاج شیخ فضل الرحمان صاحب ملتان کا
سولہ ہزار روپے کا گرانقدر عطیہ

ایک عرصہ سے احباب جماعت بیان القرآن اور براہین احمدیہ کی دوبارہ طباعت کو شدت سے محسوس کر رہے تھے لیکن مالی وسائل کے نہ ہونے سے دونوں نہایت اہم کام زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکے۔ خدا تعالٰے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ملتان کے ایک مرد مومن کے دل میں اس کے لئے جذبہ پیدا کیا اور مکرم میاں فضل الرحمان صاحب نے از خود ان دونوں کو بلاکوں کے ذریعہ طبع کروانے کے لئے -/16000 روپے کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرما دیا۔ ہم سب کی دلی دعا ہے کہ خدا تعالٰے میاں صاحب موصوف کو اور ان کی اولاد کو بھی اپنے والد کی طرح خدمت دین کا جوش رکھتے ہیں دین و دنیا میں سربلندی عطا فرمائے۔ آمین۔

ناصر احمد۔ منیجر پبلیکیشنز

بیان القرآن مکمل
برائے فروخت

ایک صاحب کے پاس بیان القرآن مکمل کی عمدہ جلد ہے جو وہ فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کی قیمت وہ -/45 روپے مانگتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب اس سیٹ کو خریدنے کے متمنی ہوں تو وہ -/45 روپے بنیجر بک ڈپو کو پیشگی ارسال کر دیں۔

منیجر دارالکتب اسلامیہ۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

تقاریر کا انعامی مقابلہ

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام تقاریر کا ایک انعامی مقابلہ بعنوان :-

"اسلامی ممالک میں اتحاد کی اہمیت"

مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ بوقت ساڑھے چھ بجے شام بصدارت ڈاکٹر سعید احمد صاحب ستارۂ خدمت منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں پاکستان کے مختلف کالجوں کے مقررین حصہ لے رہے ہیں۔

طلباء مدارس کے لئے موضوع :-

"اسلام میں فرض شناسی"

جنرل سیکرٹری
ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ منیجر

دوران جلسہ سالانہ
کھانے کے اوقات

۱۹-۱۲/۶۶ :- ۱۲ بجے تا ۱½ بجے دوپہر
۱۰-۱۲/۶۶ :- ۱۲½ بجے تا ۲ بجے دوپہر
۱۱-۱۲/۶۶ :- ۱۲½ بجے تا ۲ بجے دوپہر

شام کا کھانا

۶ بجے شام تا ۸ بجے شام

نوٹ :- معزز مہمانوں سے درخواست ہے کہ پابندی وقت کا خیال رکھیں۔ نیز کھانا حسب سابق کمروں میں کھلایا جائے گا۔ صبح چائے درس قرآن کے بعد سکول کے کمروں میں پلائی جائے گی۔ والسلام

مہتمم جلسہ سالانہ

بحر حکمت کے موتی
(بسلسلۂ اوّل)

بطور غنیمت مل جائے اس میں سے پانچواں حصہ خدا کی راہ میں دیں اور چوتھی بات یہ فرمائی کہ رمضان کے روزے رکھو۔ اس زمانہ میں ان ارشادات نبویہ پر عمل کمزور پڑ چکا تھا تو اللہ تعالٰے نے مسیح موعودؑ کو بطور امام اور مجدد کے بھیجا جس نے سب سے پہلے مبسوط دلائل اور قوی نشانوں کے ذریعہ خدا کی ہستی پر ایسا یقینی ایمان پیدا کر دیا جس کی بناء پر آپ کا ہر صحبت یافتہ علی وجہ البصیرت شہادت دے سکتا تھا کہ فی الحقیقت اللہ تعالٰے ہی وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کے سوا کوئی قابل عبادت ہستی نہیں۔ اس کی پاک صحبت کا دلوں پر یہ اثر ہوا کہ اس کے صحبت یافتہ لوگوں نے قبروں، پیروں وغیرہ کی پرستش کو بالکل ہی چھوڑ دیا۔ تمام ان عقائد اور ان اعمال سے بیزار ہو گئے جو توحید باری تعالٰے کے خلاف تھے اور خدائی صفات کے منافی تھے اسی طرح اپنے عملی نمونہ سے ثابت کر دیا کہ اب قیامت تک نبی کریم صلعم ہی ایک ایسے رسول ہیں جن کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو کر اور آنحضور صلعم کے ہی اسوہ کو اختیار کرنے سے انسان مقرب الٰہی بن سکتا ہے پھر اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کے دلوں میں نماز کی عظمت اور اہمیت اس حد تک پیدا کر دی کہ وہ نہایت سوز و گداز سے نمازیں ادا کرنے لگ پڑے زکوٰۃ کی ادائیگی میں اور رمضان کے روزے رکھنے میں باقاعدگی اختیار کر لی غرضیکہ شریعت کے تمام احکام کو حتی الوسع عملی جامہ پہنانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اب ہر احمدی کا فرض ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے ارشاد کے ماتحت اپنے بعد آنے والوں یعنی اپنی آئندہ نسلوں کو مندرجہ بالا تمام امور پر قائم رکھنے کے لئے پوری پوری سعی کرتے رہیں اللہ تعالٰے ہمیں اس کی توفیق فرمائے آمین۔

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تار کا پتہ: پبلسیٹی لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ

پیغام صلح لاہور

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے چھ روپے
بیرونی ممالک سے
ایک پونڈ

مدیر: دوست محمد
مدیر معاون: بشیر احمد سوتر
فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۹ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۶۶ء | نمبر ۴۶

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں
میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے
نفوس واموال میں برکت دوں گا۔"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۴- سب صحابہؓ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں۔
۵- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آ کر رہیگا۔

"گناہ کو دُور کرنے کا علاج صِرف خدا تعالےٰ کی محبّت اور عشق ہے"

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

"گناہ درحقیقت ایک ایسا زہر ہے جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب خدا کی اطاعت اور خدا کی پُرجوش محبت اور محبّانہ یادِ الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو...... گناہ کے دُور کرنے کا علاج صرف خدا کی محبت اور عشق ہے۔ لہٰذا وہ تمام عملِ صالحہ جو محبّت اور عشق کے سرچشمہ سے نکلتے ہیں گناہ کی آگ پر پانی چھڑکتے ہیں کیونکہ انسان خدا کے لئے نیک کام کرکے اپنی محبّت پر مُہر لگاتا ہے، خدا کو اس طرح پر مان لینا کہ اس کو ہر ایک چیز پر مقدّم رکھنا یہاں تک کہ اپنی جان پر بھی - یہ وہ پہلا مرتبۂ محبت ہے جو درخت کی اُس حالت سے متشابہ ہے جبکہ وہ زمین میں لگایا جاتا ہے۔ اور پھر دوسرا مرتبہ استغفار ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ خدا سے الگ ہو کر انسانی وجود کا پردہ نہ کُھل جائے۔ اور یہ مرتبہ درخت کی اس حالت سے مشابہ ہے جبکہ وہ زور کرکے پُورے طور پر اپنی جڑھ زمین میں قائم کر لیتا ہے۔ اور پھر تیسرا مرتبہ توبہ جو اس حالت سے متشابہ ہے کہ جب درخت اپنی جڑھیں پانی سے قریب کرکے بچہ کی طرح اس کو چوستا ہے۔ غرض گناہ کی فلاسفی یہی ہے کہ وہ خدا سے جُدا ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا دُور کرنا خدا کے تعلق سے وابستہ ہے۔ پس وہ کیسے نادان لوگ ہیں جو کسی خودکشی کو گناہ کا علاج کہتے ہیں یہ ہنسی کی بات ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے سر درد پر رحم کرکے اپنے سر پر پتھر مارے یا دوسرے کے بچانے کے خیال سے خودکشی کر لے"

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ ۱۳)

بحرِ حکمت کے موتی

جنّت میں داخل کرنے والے اعمال

مولینا شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

عن ابی ھریرۃ قال اتی اعرابی النبی صلعم فقال دُلّنی علی عمل اذا عملتہ دخلت الجنۃ قال تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئاً وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیئاً ولا انقص منہ فلما ولی قال النبی صلعم من سرّہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب الایمان)

حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضرت نبی کریم صلعم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتلایئے جس کو بجالانے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ کرو اور فرض نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے اسے ادا کرتے رہو اور ماہ رمضان کے روزے رکھو حضرت نبی کریم صلعم کے ان ارشادات کو سُن کر اس اعرابی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ میں اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کچھ کم کروں گا پس جب وہ شخص واپس چلا گیا تو حضرت نبی کریم صلعم

(باقی برصفحہ ۱۲ کالم ۲)

دنیا جہان کی قوموں کیلئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند پایہ تعلیمات

ملک و ملت کی ترقی و استحکام کے لیے صدق مقال اور اکل حلال کا نسخۂ کیمیا

ہر کلمہ گو مسلمان ہے ۔ مسلمان بھائی بھائی بن کر رہیں ۔ شرکائے مجالس کے لئے دعائے خیر

اختتامی تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ مؤرخہ ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۶ء فرمودہ حضرت امیر مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

الوداع

معزز خواتین و حضرات !

جلسہ کا اختتام ہونے والا ہے ۔ میں آپ سب کو الوداع کہنے والا ہوں ۔ ان خواتین اور حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس مجلس کو رونق بخشی ۔ وہ جو صبح کی نمازوں میں شریک ہوتے رہے اور انہوں نے قرآن کریم کا درس سنا ۔ میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں اور وہ لوگ جو شمولیت کے بعد ضروری کاموں کی وجہ سے چلے گئے اور اس وقت یہاں موجود نہیں ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ ان سب پر خدا کی برکات نازل ہوں ۔ انکی اولاد پر اللہ تعالیٰ کے افضال اتریں ۔ اور وہ لوگ جو اس جماعت میں شامل نہیں ہیں لیکن مجالس میں شریک ہوتے رہتے ہیں ۔ ان کو بھی اپنی دعاؤں میں شریک کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان سب کو توفیق دے کہ قرآن و سنت کے مطابق زندگی بسر کریں ۔

ہرقل کا ابوسفیان سے سوال و جواب

اس کے علاوہ میں آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سنانا چاہتا ہوں ۔ ابوسفیان وہ شخص تھا جسے اس کی قوم میں عزت حاصل تھی ۔ وہ صاحب اقتدار اور صاحب رائے تھا ۔ وہ قوم کا لیڈر تھا ۔ اس نے اپنی زندگی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دینے میں حضور کی قوم کو برباد کرنے میں اور آپؐ کے دین کو تباہ کرنے میں گذار دی جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی خط شاہ روم ہرقل کے پاس پہنچا ۔ تو ابوسفیان اس وقت شام میں موجود تھا ۔ ابوسفیان کے علاوہ مکہ کے تجار موجود تھے ۔ ہرقل نے حکم دیا کہ مکہ والوں کو دربار میں بلایا جائے ۔ چنانچہ یہ لوگ دربار میں حاضر ہو گئے ۔ ان میں ابوسفیان بھی تھا ۔ ہرقل نے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خوب واقف ہے ۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں حاضر ہوں ۔ ہرقل نے کہا کہ تم آگے آجاؤ اور باقی لوگ تمہارے پیچھے بیٹھ جائیں ۔ ان لوگوں کو مخاطب کر کے شہنشاہ روم نے کہا میں ابوسفیان پر سوالات کروں گا ۔ اگر جواب دیتے وقت ابوسفیان غلط بیانی سے کام لے تو اس کی تردید کر دینا ۔ وہ ایک بڑا لمبا مکالمہ ہے اور وہ بڑا قیمتی مکالمہ ہے ۔ اس میں ابوسفیان نے بادشاہ کے ہر سوال کے جواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری کا اعتراف کیا ۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات

پھر ہرقل نے حضورؐ کی تعلیمات کے متعلق سوال کیا تو ابوسفیان نے جواب دیا ۔ کہ ان کی تعلیم یہ ہے کہ لا تشرکوا شرک نہ کرو ۔ اس کائنات کا بادشاہ ایک ہے جو کا ہی تمام جہان پر تصرف تام ہے ۔ اگر یہ نظام کائنات ایک کے سوا اور بھی کسی کے ہاتھ میں ہو تو یہ کائنات برباد ہو جائے گی ۔ خدا ایک ہے وہی معبود ہے اس کو کسی اور مددگار کی ضرورت نہیں جس کو مددگار کی حاجت ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا ۔ اور

. . . . ۔ خدا کی وحدانیت کی تعلیم کی تلقین کے بعد خدا کی مخلوق سے حسن و احسان کی بھی تعلیم دیتے ہیں یامرنا بالصلوٰۃ والصدق والعفاف والصلۃ ۔ اس تعلیم کو میں اپنی جماعت کے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ وہ جلسہ کے اختتام پر ایک الوداعی پیغام ساتھ لے جائیں ۔ حضورؐ کا ارشاد ہے نماز پڑھو ۔ خدا کی عبادت کرو ۔ صدق و صفا کی زندگی اختیار کرو ۔ ساری قوم خدا پرست اور حق پرست بن جائے ۔ پاکیزگی کی زندگی اختیار کرو ۔ قوم میں کوئی مرد اور عورت ایسا نہ ہو جو بے حیائی کا مرتکب ہو ۔ دل اور آنکھ میں کوئی بے حیائی نہ ہو ۔ پیٹ کو عفیف بناؤ ۔ ارادہ کر لو کہ پیٹ میں حرام کی روٹی نہ جائے ۔ شرمگاہ کی حفاظت کرو ۔ وہ قوم جس کے پیٹ میں حرام کی روٹی نہیں جاتی وہ معزز ہو جاتی ہے ۔ خدا کی جناب میں اس کے بڑے درجات ہیں ۔ اور اس دنیا میں بھی اس کو عزت و احترام حاصل ہے ۔ فرمایا کہ تمہاری زبان صدق مقال سے آراستہ ہو ، اور تمہارا پیٹ اکل حلال کے سوا دوسرے رزق سے آشنا نہ ہو ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والی نسلوں اور قوموں کے لئے ایسی تعلیم تلقین فرمائی ہے جس سے ان کا مقام بلند ہو جائے گا ۔ کس قدر مختصر اور جامع یہ پیغام ہے جس میں قوموں کی ترقیاں اور بلندیاں اور بھلائیاں مضمر ہیں ۔

ملک و ملت کو مضبوط کرنے کا نسخہ

آج پاکستان کے مرد اور عورتیں قسم کھا لیں کہ ہم رشوت نہیں لیں گے ۔ بے حیائی کے کام نہیں کریں گے بدکاری سے اجتناب کریں گے ۔ اس سے بے شمار مصیبتیں کٹ جائیں گی ۔ آج دفاتر میں جانے والے روتے ہیں ۔ ان کا رونا ختم ہو جائے گا ۔ جس قوم کا کردار بلند ہے اس کا ملک مضبوط ہو جاتا ہے ۔ اگر آپ پاکستان کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نسخہ کیمیا کو حرز جان بنا لیں ۔ وہ نسخہ ہے صدق مقال و اکل حلال کا ۔

استجابت دعا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن ابی کو فرمایا اطب مطعمك حلال طیب کھانا کھاؤ تکن مستجاب الدعوات حلال طیب روٹی کھانے سے تم مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے ۔ حلال طیب کھانے سے انسان ولی اللہ ہو جاتا ہے ۔

ہمہ گیر اور عالمگیر تعلیم

مجھے کسی اور پیغمبر اور نبی کی تعلیم میں اس قسم کی جامع اور مختصر تعلیم نہیں ملتی ۔ جو ہمہ گیر اور عالمگیر ہو اور مفید اور معقول ہو ۔

مسلمان بھائی بھائی بن کر رہیں

مسلمان مسلمان کا بھائی بن کر رہے ۔ اس کا خیر خواہ ہو ، اس سے ہمدردی کا جذبہ ہو ، ہماری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکلے جو دوسرے کے لئے دکھ کا موجب ہو ۔ اگر پاکستان میں مسجدوں کے تمام امام تہیہ کر لیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی کلمہ گو کا فر نہ کہیں تو سب مسلمانوں کا اتحاد قوی تر ہو سکتا ہے ۔

فتوئے رسول اکرم صلعم

اس مسجد پر مرمت کرنے سے پہلے لکھا ہوا تھا ۔

من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالك المسلم کہ وہ جو ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں ۔ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاتے ہیں ۔ یعنی ہمارا ذبیحہ کھاتے ہیں ، وہ مسلمان ہیں ۔ حضورؐ کے اس فتوے کو یاد رکھو ۔ اپنی آنکھ کے شہتیر کے خلاف کسی ملا یا پیر کے فتوے کی بناء پر کسی مسلمان کو کافر مت کہو ۔

ہر کلمہ گو مسلمان ہے ۔

ہر وہ شخص جو کلمہ پڑھتا ہے وہ مسلمان ۔ قابل عزت ہے ۔ اس سے گناہ سرزد ہو جائے اس کی تادیب

(باقی صفحہ ...)

جلسۂ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا

مختصر جائزہ

انعقاد جلسہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا تریپن واں سالانہ جلسہ ۸ رتا ۱۱ دسمبر ۱۹۶۶ء کو جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں پاکستان بھر کے علماء ومبلغین سلسلہ اور احمدی خواتین واحباب اور غیراز جماعت معزز حضرات نے شرکت فرمائی۔ چار روز تک احمدیہ بلڈنگس کی فضا جناب الٰہی میں خضوع وخشوع پُرسوز نمازوں، خدا اور رسولؐ سے عشق کے اظہار، فتح وغلبہ اسلام اور نصرت مسلمانان عالم اور ملک وملت کی سلامتی کے لئے دعاؤں اور باہمی مودت واخوت کے اظہار سے معمور رہی۔ حضرت مجدد وقتؑ کے پیدا کردہ پروانگانِ خدا اور رسول کا یہ اجتماع ۱۱ دسمبر ۱۹۶۶ء کو بارگاہ الٰہی میں عجز وانکساری سے دعائیں کرتا ہوا کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

جلسہ خواتین

مورخہ ۹ دسمبر بروز جمعہ پہلا اجلاس زیرِ صدارت الحاج میاں فاروق احمد صاحب شیخ ملزاونر ½ ۹ بجے منعقد ہوا۔ قاری حافظ محمد بوستان صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ طلباء مسلم ہائی سکول نمبر۲ نے حضرت امام زمانؑ کا منظوم کلام ترنم سے پڑھا۔

صدر جلسہ شیخ میاں فاروق احمد صاحب کا خطاب۔

بعد ازاں جناب الحاج میاں فاروق احمد صاحب شیخ نے حاضرین کرام سے اس اجلاس کے مقررین کا تعارف کراتے ہوئے جلسہ کی غرض وغایت پر ایک مختصر سی تقریر فرمائی جو درج ذیل ہے:۔

"معزز خواتین وحضرات اور میرے بزرگ احمدی بھائیو! السلام علیکم

چھپے ہوئے پروگرام کے مطابق ہمارے بزرگ مولوی دوست محمد صاحب جو ہمارے قومی اخبار پیغام صلح کے ایڈیٹر ہیں حضرت مسیح موعود مجدد وقت کے ملفوظات یعنی حضرت صاحب کے ان ارشادات اور نصائح سے چند اقتباسات جن پر ہمارے سلسلہ کی بنیاد ہے پڑھ کر سنائیں گے۔ ان کے بعد حضرت امیر قوم جناب مولانا صدرالدین صاحب اپنی افتتاحی تقریر فرماویں گے آپ کے بعد میرے فاضل دوست پروفیسر محمد فاضل Bologna کے کہنہ مشق پروفیسر ہیں۔ جنہوں نے اس سائنس کی تحقیق کی جس سے Darwin نے انسان کا بندر یا جانور سے آغاز کا نظریہ قائم کیا لیکن اس میرزا غلام احمد کے شاگرد نے اسی سائنس سے انسان کو ملاحظہ ایم۔ ۹

کا مرکب اور اس میں اللہ تعالیٰ کی خوبیاں دیکھیں اور اپنے طالبعلموں کو خدا کی ہستی کا ثبوت بہم پہنچاتے رہے۔

آپ کے بعد ہمارے ایک نہایت قیمتی اور قابل قدر مجاہد جنہوں نے اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہونے کے فوراً بعد اپنی زندگی اشاعت اسلام کے لئے صرف وقف ہی نہیں کر دی بلکہ اپنی زندگی کا قیمتی اور جوانی کے زمانہ میں اپنے ملک سے باہر نہایت قلیل اور بعض وقت تو بغیر مشاہرہ کے تبلیغ اسلام میں مشغول رہے اور کبھی ہمت نہیں ہاری۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہم اُن سے افریقہ میں تبلیغ اسلام اور جماعت احمدیہ کی دین اسلام کی خدمت کی باتیں سنیں گے۔

حضرات! مجھے اللہ تعالیٰ نے موقعہ بخشا ہے کہ میں اپنی انجمن کے اجلاس میں جب کہ میری عمر ۹۔۱۰ سال ہوگی آنا شروع کیا اور تقریباً ۲۰۔۲۵ سال سے میں اجلاس میں شرکت کر رہا ہوں اور جب میں حضرت مسیح موعودؑ کے وہ ماموارانہ الفاظ پڑھتا ہوں جن میں فرمایا ہے کہ:۔

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خاص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے"

جب میں اپنی ۷۰ سالہ عینی شہادت پر نظر ڈالتا ہوں تو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ الفاظ صرف ماموری کہہ سکتا تھا۔ آپ حضرات نے بھی بہت بڑے بڑے مذہبی اور سیاسی اجتماعات دیکھے ہوں گے۔ جن میں لاکھوں انسانوں نے شرکت کی ہوگی اور جذبات کا ایک سمندر نظر آتا ہوگا لیکن ہمارے ہاں چند مٹھی بھر انسانوں کا اجتماع ہوتا ہے اور اگر بظاہر دیکھا جائے تو وہ مٹھی بھر انسان بھی کوئی بہت مالدار نہیں ہیں اور نہ کوئی اپنی شکلوں سے بہت بڑے جتے اوڑھے ہوئے عالم نظر آتے ہیں۔ لیکن جب ہم ان لوگوں میں دسمبر کے یہ تین دن گذارتے ہیں تو واقعی یہ اقرار کرنے میں مجبور ہوتے ہیں کہ یہ معمولی انسانی جلسہ نہیں۔ جو دوستوں کو صبح نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم میسر آتا ہے تو روحانیت کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے اس کے بعد جب تقریریں سنتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ جس کی وجہ سے وہ دنیا بھر کی لائبریریاں اپنے قبضہ میں رکھتے اور اُن سے استفادہ کر رہے ہیں۔ اور اسی سلسلہ میں جب اشاعت اسلام کی راہ میں ان لوگوں کی قربانیاں اور کامیابیاں دیکھیں جو انہوں نے خاص کر افریقہ، امریکہ اور یورپ میں حاصل کیں، تو وہ بادشاہوں اور بہت بڑے بڑے عالموں کو بھی میسر نہیں آئیں اور ان کے حصہ میں اگر آتی ہیں تو یہ معمولی لوگ نہیں ہو سکتے اور جب معمولی انسان نہیں تو ان کا جلسہ بھی معمولی انسانوں کا جلسہ نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جہاں اس جلسہ کی یہ پہلی غرض وغایت بیان فرمائیں وہاں بنیادی طور پر پانچ باتوں پر انحصار رکھا:۔

(۱) محض للہ ربانی باتوں پر انحصار

(۲) حقائق اور معارف کو سنانا جس کی وجہ سے ایمان اور یقین اور معرفت میں ترقی حاصل ہو۔

(۳) اپنے رشتۂ اخوت کو بڑھانے کی خاطر ملاقاتیں اور نئے احباب سے روشناسی۔

(۴) جو بھائی رحلت فرما گئے ان کے لئے دعائے مغفرت اور اسلام کی نصرت کے لئے درد دل سے دعا میں مشغول ہونا۔

(۵) جو بات نہایت اہم اور ہماری انجمن کی بنیاد ہے وہ اشاعت اسلام اور تنظیم احمدیت کے لئے غور وفکر کرنا اور عملی تجاویز پیش کرنا ہے۔

حضرات! ہم نے دیکھا ہے کہ ان دنوں ہم تمام احمدی بھائی ان باتوں پر عمل کرتے ہیں لیکن میں آپ کی توجہ ایک طرف ضرور مبذول کروں گا اور وہ یہ ہے کہ ان تین دنوں میں آپ ضرور بضرور اور جوش سے احمدیہ کانفرنس میں حصہ لیں اور اشاعت اسلام اور تنظیم جماعت کے لئے مفید مشورے دیں۔

یاد رکھئے کہ اکثریت کے فوائد ضرور ہیں۔ اور ہماری کوشش ہونی چاہیئے کہ ہمارے مسلمان بھائی ہمارا ہاتھ بٹائیں لیکن اقلیت میں بھی ایک بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے۔ تھوڑے ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے اپنے معاملات پر غور وفکر کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے اور ہر شخص کو حصہ لینا بھی آسان ہوتا ہے اگر ہم اپنی استعدادوں اور فکر کو استعمال نہ کریں تو جماعت سے یہ بہت بڑا بخل ہوگا"۔ میاں فاروق احمد صاحب کی اس تقریر کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات مکرم مولوی دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح نے پڑھ کر سنائے جس کے بعد حضرت امیر قوم الحاج مولانا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ جو اسی شمارہ میں دوسری جگہ درج ہے۔

سائنسی انکشافات اور قرآن کریم کی تعلیمات

حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم۔ایس سی نے موضوع بالا پر اپنی محققانہ تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ عصر حاضر میں سائنسی انکشافات اور تحقیقات اپنے عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ خوردبین کی ایجاد نے ذرّے کی ساخت اور جسم کی اندرونی ماہیتوں کے متعلق بے بہا علوم کے دروازے کھول دیئے ہیں ان حیرت انگیز انکشافات سے جسم کے اندر جس طبیق اور

مربوط نظام کا علم ہو رہا ہے۔ یہ ایک عظیم و علیم اور حکیم و قدیر صانع خدا کی ہستی پر دلالت کر رہے ہیں اور پتہ چلتا ہے کہ ان ایجادات اور انکشافات کا القاء خدائے بزرگ و برتر نے کیا ہے۔

ایک ذرّہ حقیر میں مغزِ علوم کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر صاحب موصوف نے فرمایا کہ دہریہ اور ملحد لوگ عموماً اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا رب کون ہے اور وہ کیسا ہے۔ اس کا جواب ہمیں قرآن کریم میں حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے ذکر میں ملتا ہے۔ فرعون حضرت موسیٰؑ سے پوچھتا ہے کہ تیرا رب کون ہے۔ حضرت موسیٰؑ اپنے رب کا پتہ ان لفظوں میں دیتے ہیں ربنا الذی اعطے کل شئ خلقہ ثم ھدیٰ میرا رب وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو ساخت اور بناوٹ بخشی اور پھر اس کو ہدایت دی ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف نے فرمایا کہ خورد بین نے اس وحی الٰہی کی تصدیق میں عجیب انکشافات کئے ہیں۔ خورد بین نے بتلایا ہے کہ سبزی بنانے والے ذرے مادالحیات کے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ مادالحیات کوئی انسان نہیں بنا سکتا جس قدر اناج پھل پھول اور سبزی ترکاریاں ہیں ــــــ یہ Plants یعنی سبزی رکھنے والے ذرّے بناتے ہیں۔ یہ ذرات ہدایت یافتہ ہیں۔ ان کو الہام حاصل ہے یہ ذرّے اپنے خالق اور صانع کے بڑے فرمانبردار ہیں۔ ان کا مذہب اسلام ہے۔ کسی ذرّے کو حکم ہے کہ FAT بناؤ کسی کو حکم ہے کہ پروٹین بناؤ اور کسی کو حکم ہے کہ تیل بناؤ۔ اور یہ ہر فرمان کی تعمیل میں مصروف ہیں ــ یہ Plants یعنی سبزی رکھنے والے ذرّے دن میں مصروفِ کار رہتے ہیں اور رات کو آرام کرتے ہیں۔ اس لئے کہ جب تک سورج کی روشنی انہیں میسّر نہ ہو اس وقت تک یہ سٹارچ نہیں بنا سکتے۔ یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ جب تک آسمان یا آسمان والے سے تعلق نہ ہو اور رابطہ نہ قائم کیا جائے۔ اُس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ عرفان تعلق الٰہی سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

پروفیسر صاحب نے سائنسی عجائبات اور انکشافات پر روشنی ڈالتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ حسبِ ارشادِ الٰہی تم زمین و آسمان پر غور کرو گے تو اسی نتیجہ پر پہنچو گے کہ اس کارگہِ عالم کا کوئی خالق و مالک ضرور ہے اور اس کے اندر بڑے علوم و فنون اور بڑی بڑی برکات و افضال ہیں۔ اگر اس خالق و مالک کے فضائل گننے لگو گے تو یہ جس قدر درخت ہیں ان کی قلمیں بن جائیں اور دنیا کے سمندر سیاہی بن جائیں تو یہ قلمیں ٹوٹ جائیں اور سمندر خشک ہو جائیں مگر خدا کے فضائل و برکات کا شمار نہیں ہو سکیگا۔

پروفیسر صاحب کی تقریر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت قابلِ قدر اور پُر از معلومات تھی جس کا صرف خلاصہ ہی اُوپر دیا جا سکا ہے ہم نے اُن سے درخواست کی ہے کہ اس فاضلانہ تقریر کو ایک مبسوط مضمون کی شکل میں رقم فرمائیں جس کو کتاب کی صورت میں شائع کیا جا سکے امید ہے وہ اس امر پر خاص توجہ فرمائیں گے

نائجیریا میں تبلیغ اسلام

پروفیسر صاحب مکرم کی عرفان بھری تقریر کے بعد محترم مولینا بشیر احمد صاحب منٹو ایم۔اے۔ مبلغ اسلام نے تقریر فرمائی۔ مولینا موصوف نے سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی چند آیات تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ کا یہ کلام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے وقت میں نازل ہوا جب دنیا میں فتنہ فساد کا بازار گرم تھا۔ عربوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی، اخلاق و کردار نام کو نہ تھا۔ جہالت و گمراہی کے ایسے دور میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرائے حق بلند فرمائی۔ باوجود اس کے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے حق و راستی کا پیغام دیا۔ اور ان کو اپنی زندگی سنوارنے کی ہدایت فرمائی۔ انہوں نے مخالفتوں کے طوفان کھڑے کر دیئے لیکن حضرت نبی کریم صلعم چونکہ ایمان و عرفان سے سرشار تھے اس لئے وہ مایوس نہیں ہوئے اور اپنے مقدس الٰہی مشن میں مصروف رہے۔ چونکہ حضورؐ کا مشن سچا اور منجانب اللہ تھا اس لئے حضورؐ کامیاب و کامران ہوئے عرب میں روحانی، اخلاقی معاشرتی اور تمدنی انقلاب رونما ہوا، یہ سب کچھ نصرت و تائید الٰہی اور خدا پر کامل بھروسہ۔ اپنے مشن پر ایمان اور ذاتی سیرت و کردار کی وجہ سے ہوا۔ مکرم مولینا صاحب موصوف نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اسلام جہاں کہیں گیا ہے۔ وہ تیر و تلوار اور مادی قوتوں کے بل بوتے پر نہیں گیا بلکہ سیرت و کردار کی لازوال طاقتیں لے کر گیا ہے۔ اور اب اور آئندہ سیرت و کردار کے ہتھیاروں سے ہی اسلام دنیا میں پھیلایا جا سکتا ہے۔ مولینا مکرم نے فرمایا کہ گذشتہ چند سالوں سے پہلے جب میں نائجیریا میں تبلیغ اسلام کے لئے گیا تو میں نے عیسائی مشنریوں کے خلاف عمل ایک مسلمان مبلغ کی حیثیت سے اشاعت دین متین کا کام کیا۔ عیسائی مشنری کے سامنے عموماً سیاسی اور اقتصادی برتری ہوتی ہے۔ یورپ اور امریکہ کے لوگ کروڑوں روپیہ صرف کرتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ انہیں ان جنگل کے باسیوں حبشیوں سے محبت ہے۔ بلکہ وہ اپنی سرفرازی چاہتے ہیں۔ میں نائجیریا گیا۔ تو وہاں میں وہاں کے تعلیمیافتہ اور اہلِ علم و فضل لوگوں سے ملا۔ وہاں ان لوگوں سے بھی ملا جو جنگل میں ننگے دھڑنگے رہتے ہیں۔ میں اُن کے درمیان جاکر رہا۔ اور ہفتوں ان کے ساتھ گزار دیئے تاکہ ان کو یہ خیال نہ گذرے کہ یہ ہم سے الگ ہیں، ہم سے جُدا ہیں۔ مولینا موصوف نے کہا کہ مسلمانوں کی ترقی نہ ہونے کی غالب وجہ یہی ہے کہ انہوں نے قول کو فعل کے رنگ میں پیش نہیں کیا۔ اور میں نے وہاں ہر ممکن کوشش کی ہے کہ میں اپنے دین کو تقریروں اور کتابوں سے بڑھ کر اپنے فعل و عمل سے پیش کر دوں یہ ایک موثر طریق ہے تبلیغ کا۔ مولینا نے نائجیریا میں اپنی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سعودی عرب نے موتمر اسلامی کے نام سے ایک تحقیقی، تبلیغی اور بین الاسلامی اتحاد کا ادارہ قائم کیا ہے۔ مختلف ممالک کے علماء اس مجلس کے رکن ہیں۔ مودودی صاحب بھی اس کے رکن ہیں Islamic Council کے نام سے نائجیریا میں بھی ایک شاخ قائم ہے۔ اردن کے سفیر اس کے سربراہ تھے۔ انہوں نے مجھے بلایا کہ آپ یہاں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ میں نے کہا کہ میں احمدی ہوں۔ اس مجلس کے رُکن مولوی مودودی ہمیں مرتد کہتے ہیں، اور ان کی نظر میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ یہ سُن کر سفیر اردن نے کہا کہ چھوڑیئے مودودی صاحب کو میں آپ کو ہی اس کام کے اہل سمجھتا ہوں۔

ایک دوسرا واقعہ سناتے ہوئے مولینا صاحب نے کہا کہ وہاں کے ایک چیف امام ہیں وہ بیرسٹر بھی ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی۔ مسودے کی حالت میں چند اہلِ علم مسلمانوں کو دکھلائی۔ اور ان سے مشورہ بھی کیا۔ ربوہ کے مولوی سیفی صاحب نے اس مسودہ کی تعریف کی اور پانچ صد کاپیاں خریدنے کا وعدہ بھی کیا۔ اس کتاب کا مسودہ چیف امام صاحب نے مجھے بھی دکھایا۔ اور مجھے اس کی تمہید لکھنے کو کہا۔ میں نے بہت معذوری ظاہر کی۔ لیکن انہوں نے اصرار کیا۔ بالآخر میں نے دیباچہ لکھا۔ سعودی عرب نے اس کتاب کی طباعت کے مصارف برداشت کئے۔ اس کتاب کی تمہید لکھنے والا ایک احمدی اور "مرتد" ہے۔ اور اس پر روپیہ موتمر اسلامی کا خرچ ہوا ہے جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مولینا سیفی صاحب حسب وعدہ پانچ صد کتب خریدنے کے لئے تیار نہ ہوئے کہ تمہید "پیغامی" کی لکھی ہوئی ہے۔

محترم مولینا نے نائجیریا میں اپنی تبلیغی مساعی میں کامیابیوں کے ایمان افروز واقعات سناتے ہوئے فرمایا کہ ان سب فتحمندیوں کی وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور جو چیز پیش کرتی ہے وہ قابلِ قبول ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ باعمل مبلغ بھیجے جائیں۔ بے عمل مبلغین پر روپیہ صرف کرنا قومی ضیاع ہے۔ مولینا نے قومی اتحاد پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرنے کی کوشش کریں۔ ایک دوسرے کا احترام کریں۔ ایک دوسرے کو گرانے اور ذلیل و خوار کرنے کی کوشش نہ کی جائے جو اس راہ میں رکاوٹ ہو اس کو نکال باہر کرنا چاہیئے اور ہمیں اس جذبہ سے کام کرنا چاہیئے کہ مسلمانوں کی قوم ہماری قوم ہے۔ ہم اپنی قوم سے علیحدہ نہیں ہو سکتے اور یہ جماعت جو حضرت امام زمان علیہ السلام نے بنائی ہے۔ یہ کوئی گروہ بندی۔ تفرقہ اور انتشار پیدا کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ دین اسلام اور ملّت اسلامیہ کی خدمت کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ اگر آپ کے دلوں میں یہ جذبہ نہیں تو پھر اس جماعت میں شامل ہونے کے کیا معنے؟ اگر یہ جماعت اپنے مقاصد میں کامیاب ہے تو اس کو اور کامیاب کرو۔ اگر اپنے مقاصد میں کمزور ہے تو اس کی اصلاح کرو۔ مگر اصلاح کا معیار حکمت قرآن اور اخلاق محمدؐی سے ہو۔

مکرم مولینا نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا

(باقی برصفحہ ۱۱ کالم ملا)

اللہ تبارک وتعالےٰ کے عالم انسانیت پر افضال واکرام

آسمانوں اور زمین کے باہمی تعلق سے ہی کائنات کی زندگی قائم ہے

خدا سے تعلق کے لئے پاکیزگی اور طہارت ضروری ہے

حضرت امام زمان کوئی نیا دین لے کر نہیں آئے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے شاندار تبلیغی کارنامے

خطبہ جمعہ مؤرخہ ۹ دسمبر ۱۹۶۶ء۔ فرمودہ حضرت امیر قوم مولٰینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ۔ بمقام جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض۔ و انزل من السماء ماء فاخرج بہ من ثمرات رزقاً لکم۔ وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ۔ وسخر لکم الانھار ——— و اٰتٰکم من کل ما سالتموہ۔ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا۔ ان الانسان لظلوم کفار ——— (سورۃ ابراھیم ۳۲-۳۴)

وقال اللہ تعالیٰ۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن۔ والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطٰناً وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون ——— (سورۃ الاعراف ۳۳) ———

افضال وبرکات والٰہی

میں نے قرآن کریم کے دو مقامات پر سے چند آیات کی تلاوت کی ہے۔ ایک جگہ پر اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے کرم اپنے فضل اور اپنی برکات کا ذکر فرمایا ہے تاکہ انسان ان افضال و احسانات کو دیکھ کر خود بخود خدا کی طرف رجوع کرے۔ اور فرمایا کہ میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے جہاں تم زندگی گذارتے ہو

آسمانوں اور زمین کا باہمی تعلق اور اثرات

آسمان اور زمین کا باہمی تعلق ہے۔ ان کے تعلق کی وجہ سے اس کائنات میں تمام قسم کی رونق ہے۔ یہ چرند پرند۔ یہ کیڑے مکوڑے۔ یہ حیوان یہ نباتات، یہ شجر، حجر۔ یہ سبزہ تری۔ یہ پہاڑ اور چٹانیں، یہ دریا اور نہریں یہ سب کچھ آسمان اور زمین کے باہمی تعلق اور ربط کا نتیجہ ہے یہ سب کچھ انسان کی خاطر مہیا کیا گیا ہے

کائنات — انسان کی خدمت میں

غرض کائنات کی ہر چیز انسان کے لئے مسخر کر رکھی ہے۔ ہوا سمندر سے کروڑوں لاکھوں من پانی اپنے پروں پر اٹھا کر میلوں میل سفر کر کے خشک اور پیاسی زمین کو پانی پلاتی ہے اور سمندر میں خاصیت پیدا کر دی ہے کہ بوجھل جہازوں کو اپنے سینے پر لئے رکھے۔ ایک براعظم دوسرے براعظم کا محتاج ہے انکی ضروریات کو فراہم کرنے کے لئے سمندر پر جہاز کام کرتے ہیں وسخر لکم الانھار۔ یہ دریا اور نہریں تمہاری خدمت کے لئے مامور ہیں وسخر لکم الشمس والقمر دائبین سورج اور قمر تمہاری خدمت میں لگا رکھے ہیں وسخر لکم اللیل والنھار یہ قریب کی چیز جس کی تمہیں اشد ضرورت ہے۔ رات ہے تم دن بھر کی محنت ومشقت اور کام کاج کی وجہ سے تھک جاتے ہو۔ ہم تمہارے آرام کی خاطر رات کا پردہ گرا دیتے ہیں۔ دن بھر کے کام کی وجہ سے تمہارے دل و دماغ کی بیٹریاں پھر پُر ہو جاتی ہیں تم آرام وسکون حاصل کرنے کے بعد پھر اپنے اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہو۔

خدا تعالیٰ نے انسان کی ہر ہر ضرورت مہیا کی ہے

و اٰتٰکم من کل ما سالتموہ۔ غرضیکہ جو بھی چیز تم نے طلب کی وہ دی۔ یہ طلب کے کیا معنی؟ ہم نے تو کبھی نہیں کہا کہ ہمارے لئے سورج اور قمر پیدا کرو۔ ہم نے نہیں آرزو کی کہ سمندر میں کشتیاں اور جہاز چلنے کی طاقت ہو۔ پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ جو انسان نے مانگا وہ ہم نے مہیا کر دیا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ انسان کی فطرت اور اس کی زندگی جن جن سامان معیشت کی متقاضی تھی وہ وہ سامان ہم نے اس کے لئے پیدا کر دیئے۔ انسان کا سوال کرنا زبان حال سے تھا ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ ہم نے کچھ نعمتوں کا ذکر کر دیا ہے اور کچھ کا نہیں کیا اگر تم خدا تعالےٰ کی نعمتوں کو گننے لگو تو تم گن نہیں سکو گے۔

انسانی تخلیق کے عجائبات

قرآن کریم کے ایک مقام میں فرمایا ھو الذی جعل الارض قراراً والسماء بناء ہم نے زمین کو جائے قرار بنایا ہے۔ یہ تمہاری منزل ہے اور اس فرش کے اوپر آسمان کا قبہ رکھ دیا ہے۔ و صورکم اور ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے فاحسن صورکم۔ اور کیا کمال کی شکل عطا کی۔

. . . .

پاکیزگی وطہارت کی تلقین

ان تمام نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد قوم کو پاک کرنے کا طریق فرمایا ہے۔ فرمایا کہ خدا سے تعلق لگانا چاہتے ہو تو اس کے لئے پاکیزگی اور طہارت ضروری ہے۔ پاکیزگی و طہارت ایک جسم ولباس کی ہے۔ اور دوسری طہارت قلب کی ہے اور ایک طہارت یہ بھی ہے کہ ہر قسم کے گناہ کی آلودگی سے بچتا رہے۔ فرمایا ہم نے ظاہری اور باطنی گناہ حرام کر دیئے ہیں۔ تاکہ تمہیں قرب الٰہی میسر آئے۔

نیکی اور بدی کس کو کہتے ہیں

کسی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ما الاثم یا رسول اللہ۔ حضور! گناہ کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا الاثم ما حاک فی نفسک وہ بات جو تمہارے دل میں کھٹکا پیدا کرے وہ گناہ ہے والبر ما اطمئن الیہ نفسک۔ نیکی وہ ہے جس کے کرنے سے راحت نصیب ہو۔

ایک سبق آموز واقعہ

ایک شخص مصطفےٰ نامی تھے۔ نواب رضا علی خاں اُن کے والد تھے۔ انہوں نے سنایا کہ انگریز کے زمانہ میں مجھے اس وقت سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر کیا گیا۔ جب اس قسم کی اعلیٰ ملازمتوں کے دروازے دیسی آدمیوں کے لئے بند تھے۔ میری خاندانی حیثیت کے پیش نظر انگریز نے مجھے ایس پی متعین کر دیا۔

جب قتل کا پہلا مقدمہ میرے سامنے آیا تو مجھے دس ہزار روپیہ پیش کیا گیا کہ مجرم سزا سے بچ جائے میں نے وہ روپیہ لے لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب بستر پر گیا تو رات بھر نیند نہ آئی۔ بڑی کوشش کی مگر گویا سانپ تھا بستر پر میرے سینے پر لوٹ رہا

تھا۔ صبح ہوئی تو وہ دس ہزار روپیہ میں نے واپس کیا تو مجھے چین آیا۔

شیخ محمد اسماعیل مرحوم و مغفور کی دینداری

ایک دفعہ شیخ محمد اسماعیل صاحب مرحوم و مغفور جو اپنی بزرگی، دینداری اور دانشمندی میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے وہ میرے ہاں مسجد کے اس ملحقہ کمرہ میں تشریف لائے اور کہا کہ میں تین سال سے سٹارچ کے نمونے سرکاری دفتر میں بھیج رہا ہوں۔ مگر منظور نہیں ہوتا حالانکہ میرا سٹارچ تمام ہندوؤں کے سٹارچ سے بڑھ کر ہے۔ میں آج دفتر گیا تھا۔ میں نے اہل دفتر سے کہا کہ میرا نمونہ کیوں نہیں اوّل قرار دیا جاتا۔ انہوں نے کہا ایک بوری سے اتنا نفع کماتے ہو۔ فی بوری پانچ روپے دے دینے میں آپ کا کیا ہرج ہے۔ آپ سے فتوے پوچھنے آیا ہوں۔ میں نے کہا میرا کیا فتوے ہے۔ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واستفت قلبک۔ شیخ مرحوم کہنے لگے کہ بس فتوے مل گیا سمجھ آگئی میں مشین توڑ دوں گا مگر رشوت نہیں دوں گا۔ اس کو قلبی طہارت کہتے ہیں۔

نیکی راحت اور گناہ نقصان کا موجب ہوتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البرّ ما اطمأنت الیہ نفسک۔ نیکی وہ ہے جس سے سرور حاصل ہو کسی نے ایک زخمی کو سڑک پر تڑپتے ہوئے پایا اس نے اپنی موٹر میں بٹھا کر اس زخمی کو ہسپتال پہنچا دیا۔ اپنی موٹر کو لہو لہان کر لیا مگر جو لذت اس کو حاصل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے کسی نے سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے غریب کو اپنا کمبل اتار کر دے دیا۔ اس وقت جو اس کو لذت آئی وہ بیان سے باہر ہے۔ اور کسی نے غریب لڑکی کی شادی کر دی اس کو عجیب لذت آئی ہوگی۔ غرض گناہ کا ارتکاب کرنا نقصان دہ ہے اور نیکی کرنا موجب راحت۔ خدا کا قرب مقصود ہو تو انسان اس کے احسانات کو اپنے سامنے رکھے اور گناہ کی زندگی سے اجتناب کرے

حرام کی باتیں

تمام قسم کی فواحش، حرام کاری۔ ڈاکہ زنی وغیرہ سماجی اور اخلاقی گناہوں کو حرام قرار دیا ہے۔ اور ان کے علاوہ ہر گناہ کو حرام قرار دیا ہے۔ لوگوں کے حقوق مارنا۔ لوگوں کی عزت پر حملہ کرنا۔ ان کے عیوب بیان کر کے ان کے مقام کو گرانے کی سعی کرنا بہت بڑی بات ہے۔ ان گناہوں کا ذکر کرنے کے بعد ایک اور گناہ کا ذکر کیا جو کسی دوسری آسمانی کتاب میں وارد نہیں ہوا۔ فرمایا وان تقولوا علی اللہ مالا تعلمون۔ یعنی خدا کی طرف وہ باتیں منسوب کرنا بھی حرام ہیں جو خدا نے تلقین نہیں فرمائیں یعنی پوپ۔ پنڈت۔ پروہت۔ پیر۔ خلیفہ اور مولوی اور امام وہ باتیں بیان نہ کریں جن کا خدا تعالے نے حکم نہیں دیا۔

حضرت عیسٰیؑ کی تلقین

چنانچہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے مذہبی رہنماؤں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم روایات کے پابند ہو، خدا کے کلام کے پابند نہیں ہو۔

مسلمان راہنماؤں کے غور کے لئے

مسلمانوں کے رہنماؤں کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ گدی پر بیٹھ کر ان امور کی تلقین نہ کریں جو قرآن کریم اور حدیث شریف میں نہیں پائے جاتے۔

ایک امریکن پادری سے گفتگو

میں نے ایک دفعہ ایک امریکن پادری صاحب کو انجیل کی یہ تعلیم سنائی کہ غیر اللہ کو سجدہ مت کرنا صرف ایک خدا کی عبادت کرنا۔ پادری صاحب آپ اس تعلیم کے پابند نہیں رہے۔ بلکہ اس توحید خالص کو ترک کر کے کسی روایت کی پابندی اختیار کر رکھی ہے جس طرح سے یورپ کے پادری حضرت عیسٰیؑ کی واضح تعلیمات کے ہوتے ہوئے روایات کے پابند ہیں اور وہ باتیں بیان کرتے ہیں جو حضرت عیسٰےؑ نے تلقین نہیں کیں۔ اسی طرح سے مسلمانوں کے امیر۔ پیر اور خلیفہ اور مولوی بعض اوقات وہ باتیں بیان کرتے ہیں جو قرآن اور حدیث میں نہیں ہیں۔ یہ سب سے بڑا گناہ ہے جس کے ارتکاب سے روکا گیا ہے۔

کتاب اللہ اور سنّت رسول صلعم

اس بارے میں حضور کی تلقین یہ ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوشک ان یاتینی رسول الی فاجیب۔ قریب ہے کہ خدا کا رسول میرے پاس پیغام لائے کہ میرے پاس آجاؤ اگر میں مر جاؤں تو تمہارے لئے وراثت کے طور پر دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ اگر تم ان دونوں پر مضبوطی سے پنجہ مارو گے تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ ایک تو خدا کی کتاب قرآن کریم ہے اور دوسری میری سنّت ہے۔ مسلمان رہنماؤں کے لئے واجب ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف کوئی دوسرا اعتقاد نہ بیان کیا کریں۔

حضرت عمرؓ کا قرآن و سنّت پر عمل

چنانچہ صحابہ کرامؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تلقین پر عمل کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ منبر پر کھڑے ہو کر عورتوں کو مہر کے متعلق نصیحت کر رہے تھے کہ تم بڑے بڑے مہر نہ باندھا کرو۔ ایک عورت کھڑی ہو گئی۔ اور کہا کہ اے خطاب کے بیٹے! خدا ہم کو دیتا ہے اور تو منع کرتا ہے۔ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اگر تم عورت کو ڈھیروں ڈھیر سونا دے دو تو تم اسے واپس نہیں لے سکتے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اپنی بات سے رجوع کیا اور منبر پر اعتراف کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مدینہ کی عورتیں عمر سے زیادہ قرآن جانتی ہیں۔

حضرت امام زمان کے معتقدات

ہمارے امام نے فرمایا کہ مجھے دین کا ایک نقطہ بھی تبدیل کرنے کا اختیار نہیں ہے ہمارا دین وہی ہے جو قرآن و حدیث میں ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی دین نہیں ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اگر کوئی میرا نام لے کر کہے کہ یہ بات میں نے کہی ہے تو اس بات کو قرآن کریم کے سامنے پیش کر لیا کرو۔ اگر یہ بات اس کے مطابق ہو تو مان لو اگر یہ قرآن کے مطابق نہ ہو تو اس کو پھینک دو۔ اذا روی عنی حدیث فاعرضوہ علی الکتاب فان وافقہ فاقبلوہ والا فردوہ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم کی تعلیمات کے متعلق غیرت تھی۔ اسی غیرت کا اظہار حضرت امام الزمان بھی کرتے تھے۔

حضرت امام زمان کا ایک کشف

وہ بار بار یہی تلقین کرتے تھے کہ قرآن اور حدیث کو دنیا میں پھیلاؤ۔ انہوں نے ایک کشف دیکھا کہ میں لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں۔ اور سفید پرندے پکڑ رہا ہوں۔ حضرت خواجہ کمال الدین کو خدا نے توفیق دی وہ پہلے مبلغ ہیں جنہوں نے انگلستان میں جا کر سفید چڑیاں پکڑیں۔ یورپ میں توحید و رسالت کی تبلیغ و اشاعت کے مراکز قائم کئے اور حضرت امام کا کشف پورا کیا۔

جماعت احمدیہ کی انگلستان میں تبلیغی خدمات

چودہ سو سال میں کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ انگلستان کے انگریز کو مسلمان بنایا جائے۔ انگریز کا رعب اس قدر تھا۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ احمدی لوگ جو انگلستان میں جا کر انگریزوں کو مسلمان کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں پاگل ہیں۔ انگریز بالکل مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مگر واقعات گواہی دیتے ہیں کہ یورپ کے لوگ بڑی تعداد میں مسلمان ہوئے اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لارڈ اور بیرن بھی مسلمان ہوئے، اور پروفیسر، عالم و فاضل بھی مسلمان ہوئے۔ پکتھال نامی مسلمان ہوا۔ جس نے قرآن کریم کا ترجمہ انگریزی میں لکھا اور اب تک وہ مقبول ہے۔ یہ حقائق و شواہد ثابت کرتے ہیں کہ امام الزمان نے وہ کام کر دکھایا ہے جو بظاہر ناممکن نظر آتا تھا۔

جرمنی میں مسلم مشن کا قیام

میں جب پہلی دفعہ جرمنی میں تبلیغ کے لئے گیا تو حکیم اجمل خان مرحوم نے مجھے ایک تعارفی خط ترکی کے سفیر کے نام دیا۔ حکیم صاحب مرحوم بزرگ ترین دانشمند اور نہایت بلند اخلاق انسان تھے۔ سفیر موصوف اٹلی میں تھے اور خط و کتابت میں انہوں نے میری بڑی تعظیم و تکریم کی۔ خط میں رقم تھا کہ آپ کی حکومت اور جرمنی کی حکومت کے تعلقات نہایت گہرے ہیں انہیں ہر قسم کی سہولتیں دینے کی کوشش کریں۔ جرمن سفیر نے ایسا پروانہ دیا جس کی وجہ سے سفر میں کسی نے میرے اسباب وغیرہ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تھا

پیرس میں حکیم اجمل خان مرحوم سے ملاقات

جب جرمن مسجد کی تعمیر پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو میں

باقی برصفحہ ۱۰۹

اخبارِ خواتین

جلسۂ خواتین کی چند جھلکیاں

خواتین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا جلسۂ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۶ء، بروز جمعرات ۹ بجے صبح، احمدیہ ہال، احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوا جلسہ کی صدارت بیگم صاحبہ الحاج شیخ میاں فاروق احمد صاحب ملزادتر اور بعدازاں محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب نے فرمائی - بیگم مسرت صاحبہ ڈاکٹر بشیر صاحب نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے - اس اجلاس میں پاکستان بھر کی خواتین سلسلہ اور مقامی غیراز جماعت معزز خواتین نے شرکت فرمائی - محترمہ روشن آراء بیگم صاحبہ نے سورۃ شریفہ الرحمٰن کی تلاوت فرمائی اور محترمہ حافظہ زبیدہ صاحبہ نے قرآن مجید کی چند آیات باترجمہ پڑھیں - بعدازاں محترمہ خورشید راجہ صاحبہ اور حافظہ زبیدہ صاحبہ نے منظوم کلام ترنم سے پڑھکر سنایا۔

امیر قوم حضرت الحاج مولینا صدرالدین صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اجلاس سے خطاب فرمایا ان افتتاحیہ ارشادات میں آپ نے مسلمان عورت کا مقام، خاندان اور معاشرہ اور قوم میں اس کی اہمیت، ملک وملت کی تعمیر و ترقی میں اس کا حصہ، ملتِ اسلامیہ کی اصلاح میں خواتین اسلام کا تاریخی کردار، عصر حاضر میں اخلاقی و معاشرتی اور سماجی میدان میں اس کی وسیع تر ذمہ داریاں وغیرہ مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی -

آپ نے فرمایا کہ اسلام نے سیرت و کردار کی پیکر عورتیں پیدا کی ہیں - جن کے بطن سے فرشتے پیدا ہوئے - جنہوں نے اپنے افعال و کردار سے معاشرہ میں تقوےٰ و طہارت کا بیج بویا - یہ اسلام کی ہی پاکیزہ تعلیم کا اثر ہے کہ آج بھی اس روشن صدی کے گئے گذرے معاشرہ میں مسلمان عورت عصمت و پاکیزگی کی تصویر نظر آتی ہے - آج دنیا میں مسلمان عورت جیسی پاک و مطہر عورت کہیں نہیں ملتی - یہ قرآن کریم کی تعلیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی وجہ سے ہے - عورت کا معاشرہ کی تعمیر اور قوم کی تقدیر بنانے میں بڑا دخل ہے - عورت کی گود پہلا مدرسہ ہے جہاں قوم کا بچہ جو کل کا رہبر ہوتا ہے سبق سیکھتا ہے -

آج پھر ضرورت ہے اس امر کی - کہ مسلمان عورتیں ان نمونوں کی صحیح تعبیر ہوں - جو قرآن نے دیکھے ہیں اور جو محمد رسول اللہ صلعم کی عین منشاء ہے - تقریر کا پورا متن کسی آئندہ اشاعت میں ہدیۂ قارئین کرام کیا جائے گا حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاداتِ عالیہ کے بعد محترمہ حافظ زبیدہ صاحبہ نے ایک نعت پڑھی -

محترمہ امتہ اللہ صاحبہ مصری ڈویژنل انسپکٹریس آف سکولز نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دور معاشی جدوجہد اور مادی دوڑ کا دور ہے ہر کوئی مادی ترقیوں کے حصول میں کوشاں ہے - اور دنیاوی تعلیم و تعلم میں سرگرداں ہے - ہم آج دنیا اور اس کی تمام ترکامرانیوں سے متمتع ہونے کے خواہاں ہیں اس مقصد کے حصول کے لئے ہم اپنا وقت اور اپنا آپ لگا رہے ہیں - وقت مال اور نفس کی قربانی دنیاوی منفعتوں کے حاصل کرنے میں صرف ہو رہی ہے - ہم نہیں سوچتے کہ یہ قربانی ہمیں کتنی مہنگی پڑ رہی ہے - اس کشمکش میں ہم اپنے مقصدِ حیات اور ذریعہ مقصدِ حیات یعنی دین و مذہب سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں - ہمیں سب کچھ آنے لگا ہے - نہیں آتا تو دین نہیں آتا - ضرورت ہے کہ ہمیں اس کم مائیگی کا احساس ہو - اور اس کے لئے جذب و جوش دلوں میں پیدا ہو - محترمہ مصری صاحبہ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا - بیٹی، بیوی اور ماں کی حیثیت سے ہم پر بہت ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں - عورت کی گود پہلا مدرسہ ہے اگر ہمیں اپنے مقصدِ حیات سے کما حقہ طور پر آگاہی حاصل نہ ہو تو ہم ننھے منے بچے بچیوں کو کیسے اس مقصد کے حصول کے لئے تیار و مستعد کر سکتی ہیں - ضرورت ہے کہ دین و مذہب سے ہم واقف ہوں - ان کے تقاضوں کو پورا کرنے والی ہوں - اس کے اوامر و نواہی کی پابند ہوں - جب تک ہمارے اندر یہ جذبہ پیدا نہ ہوگا ہماری پود دین کے قریب نہیں آ سکتی - اگر ہم نے اپنے بچے بچیوں میں خدا اور رسول کی محبت نہ ڈالی - قرآن و سنت سے عشق پیدا نہ کیا تو اس بے پرواہی کا بد اثر دوررس ہوگا - اس کا خمیازہ ہمیں ستر سال تک بھگتنا پڑے گا - محترمہ مصری صاحبہ نے حاضرات کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جہاں آپ اپنے بچے بچیوں کو موسمی اثرات سے بچانے کا خیال رکھتی ہیں - جہاں انہیں دنیاوی تعلیم سے آراستہ کرنے کی فکر میں ہوتی ہیں - وہاں اُن کی روح کی تہذیب و تربیت کا بھی بندوبست کریں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ کی اپنی زندگی اسلام کی سچی تصویر ہو آپ کا قول اسلامی ہو - اور آپ کا فعل اسلامی ہو - آپ کے گھروں میں خدا اور رسول کا نام لیا جاتا ہو آپ کا ماحول اسلامی قدروں سے معمور ہو - اگر یہ سب کچھ آپ کر پائیں تو یقین جانئے کہ آپ وہ جہاد کر رہی ہیں جس کا اجر بڑا ہے آپ ایک نسل کی تعمیر کر رہی ہیں، آپ ملک کی تعمیر کر رہی ہیں - اور آپ وہ قوم اور مسلمان ملک کی طرح ڈال رہی ہیں جیسا آج سے چودہ سو سال پہلے کا مسلمان ملک اور مسلمان قوم تھی - محترمہ مصری صاحبہ نے اپنی تقریر اس دعا پر ختم کی کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں میں اسلامی رنگ پیدا کریں - اور قرآن و سنت ہمارا اوڑھنا بچھونا ہو -

صدر محترمہ بیگم صاحبہ الحاج شیخ میاں فاروق احمد صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں جلسۂ سالانہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی - اور حاضرات کو توجہ دلائی کہ ہمیں دینی تعلیم کے حصول کے لئے کوشاں ہونا چاہیئے - زندگی کا یہ پہلو اگر خالی چھوڑ دیا گیا تو یہ ہماری قوم کی بدقسمتی ہوگی - جس کے نتائج نہایت بد ہوں گے - بیگم صاحبہ نے فرمایا ہمیں آپس کا رابطہ جو باہم مودّت و اُلفت کا رابطہ ہے مضبوط سے مضبوط تر کرنا چاہیئے - دینی قدروں کا احترام کرنا چاہیئے احباب سے شفقت اور بزرگوں کا احترام کرنا چاہیئے ایک دوسرے میں ہمیں جو جو کمزوریاں نظر آئیں انہیں حسنِ اخلاق نرمی اور لطافت سے دور کرنیکی ترغیب اور سعی کرنی چاہیئے -

محترمہ صدر صاحبہ نے خواتین پر زور دیا کہ وہ جماعتی تعلق مضبوط کریں - اور جماعت کے جو مقاصد ہیں ان کی تعمیل و تکمیل کے لئے، دامے درمے قدمے سخنے ہر وقت تیار رہیں - اس جماعت کی خواتین نے ایثار اور قربانی کی جو شمعیں روشن کی ہیں، ان کو روشن رکھیں - ایسا نہ ہو کہ آنے والا وقت ہماری سستی اور لاپرواہی کا شکوہ سنج ہو - محترمہ صدر صاحبہ نے بعض ضروری مصروفیات کی وجہ سے معذرت کرتے ہوئے اجازت چاہی اور جلسہ گاہ سے تشریف لے گئیں -

بعدازاں محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری ظہور احمد صاحب کی زیر صدارت محترمہ پروفیسر رضیہ علی صاحبہ بنت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم ہر سال یہاں اکٹھی ہوتی ہیں - اور اس اجتماع کے جو مقاصد حضرت مسیح موعودؑ کے پیش نظر تھے یعنی باہمی محبت و یگانگت - آپس کا بھائی چارہ اور آپس کا باہمی ربط و تعلق، ان مقاصد کی تکمیل ہوتی نظر نہیں آ رہی - ہم سال میں دو تین دن ایک دوسرے کا منہ دیکھتی ہیں اور باقی پورا سال ایک دوسرے کی غمی خوشی، دکھ سکھ کے حالات سے بے خبر رہتی ہیں - ظاہر ہے کہ اس اجتماع کا جو مقصد ہے اس کو ہم پورا نہیں کر رہی ہیں - آپ کی یہ دینی رشتہ داری ہے - اس رشتہ داری کو مستحکم کرنا چاہیئے - اگر آپ آپس میں مل جلنا چھوڑ دیں گے تو جماعتی مقاصد پورے نہ ہوں گے - محترمہ پروفیسر صاحبہ نے اس جمود اور سکوت کو توڑنے کے لئے اپیل کرتے ہوئے عہد کیا کہ میں اس سال جماعت کی ان احباب و بزرگ شخصیتوں سے ملوں گی جن سے میرا

والد مرحوم کا تعلق رہا ہے۔ بہتوں سے ملوں گی اور بچوں سے ملوں گی۔ اسی طرح اگر آپ اپنے اپنے حلقہ میں ملاقات کا یہ سلسلہ قائم کریں تو ہم میں وہ بھائی چارہ جو اسلام ہمیں سکھانا چاہتا ہے۔ پیدا ہو جائے گا۔ ہم ایک دوسرے کے دُکھ سکھ کی ساتھی ہو جائیں گی۔ اس اتحاد و اتفاق کے ضمن میں محترمہ پروفیسر صاحبہ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد کسی کے متوازی کوئی نئی گروہ بندی قائم کرنا نہیں ہے نہ کوئی کسی کے مخالف کوئی دھڑا بندی ہی مقصود ہے۔ بلکہ کلُّ مؤمنٍ اِخوۃ کے مصداق ایک بھائی چارہ قائم کرنے کی سعی ہے ایسا بھائی چارہ جو امیر غریب کے احساس سے آزاد ہو۔ جہاں ایک کا دُکھ سب کا دُکھ اور ایک کا سکھ سب کا سکھ ہو اور جہاں ایک دوسرے کی پرواہ اور احترام ہو۔

محترمہ پروفیسر صاحبہ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ ایسا بھائی چارہ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ دوسری ضروری بات بچوں کی دینی تقاضوں کے مطابق تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام کرنا ہے۔ ہمارا تعلیمی ماحول ابھی تک انگریز کی روایات سے متاثر ہے ابھی تک ہمارا ذہن انگریز کا غلام ہے۔ تعلیمی اداروں میں ابھی تک وہ معجزنما تبدیلی واقع نہیں ہو سکی جو ایک بچے کو غیر اسلامی طور طریق سے متنفر کر کے خدا اور رسولؐ کا شیدا بنا سکے اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچے بچیوں کو قرآن و سنّت سے واقف کریں ان کے دلوں میں اسلامی روایات کی عزّت و احترام پیدا کریں تا وہ اسلام کے سچے فدائی بن کر ملک و ملّت کا نام روشن کریں ان کی یہ دنیا بھی سنور جائے اور آخری دنیا بھی خیر و خوبی کی دنیا ہو۔

محترمہ پروفیسر صاحبہ کی نصیحت آموز تقریر کے بعد محترمہ خورشید راجہ صاحبہ نے نظم پڑھی۔ محترمہ بیگم مسرت صاحبہ ڈاکٹر بشیر صاحب نے۔ "جماعت احمدیہ دو حصوں میں کیسے بٹی"۔ . . . . کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے تحریک احمدیہ کا تاریخی پس منظر، جماعت کے اغراض و مقاصد، خلافت کا قیام۔ نظام جماعت، اختلافات جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا قیام اور اس کی علمی و عملی خصوصیات اور اس کی دینی اور سماجی خدمات وغیرہ پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالی۔ تقریر کا پورا متن آئندہ اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔

آپ کی تقریر کے بعد محترمہ روشن آراء بیگم صاحبہ نے نعت رسولؐ ترنم سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرمہ بیگم صاحبہ مولانا عبد المنان عمر صاحب نے ـــــ اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام ـــــ کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ انسانی معاشرے کا مسئلہ جو صدیوں سے بُری طرح اُلجھا ہوا ہے وہ عورت کے مقام کا مسئلہ ہے ایک طبقہ ایسا ہے جو عورت کے حقوق کو تسلیم نہیں کرتا۔ یہ تفریط کی طرف بے راہ روی کی حد درجہ گھناؤنی شکل ہے۔ دوسرا طبقہ جس کا قدم افراط کی طرف ہے اس نے عورت کو شتر بے مہار بنا دیا ہے محترمہ بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ عورت کے مقام کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم احادیث نبویؐ اور صحابیاتؓ کے طریق عمل کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اور اپنی راہِ عمل ان کی روشنی میں متعین کرنی چاہیئے۔ یہ نسخہ ہماری سرخروئی کا ہے اسی طرح ہم بامِ عروج پر پہنچ سکتے ہیں اور اسی طریق سے ہم دین و دنیا کی نعمتوں اور عظمتوں سے شادکام ہو سکتے ہیں۔ آپ کی تقریر کا پورا متن کسی آئندہ اشاعت میں ملاحظہ ہوں۔

مجلسِ مذاکرہ

پروگرام کے مطابق انجمن خواتین لاہور کے زیر اہتمام ایک انعامی مجلس مذاکرہ منعقد ہونا تھی جس میں شرکت کے لئے مختلف کالجوں اور سکولوں کی طالبات کو "فی زمانہ بچوں کی تربیت دین اسلام کی روشنی میں" ـــــ کے عنوان پر تقاریر کرنے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ تعلیمی اداروں میں امتحانات ہونے کی وجہ سے مقررات شریک مذاکرہ نہ ہو سکیں۔ اس لئے مجلس مذاکرہ اگلے سال کے لئے ملتوی کرنا پڑی۔ صرف ایک کالج کی طرف سے مس نسیم صاحبہ تشریف لائیں جنہوں نے اپنا مقالہ پڑھ کر سنایا جو کسی آئندہ اشاعت میں ہدیہ قارئین کرام ہو گا۔

مس نسیم صاحبہ کے مقالہ کے بعد نسیم اختر صاحبہ دختر نواب دین صاحب نظام آباد (وزیر آباد) نے کلامِ امام ترنم سے پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں مکرمہ صدر صاحبہ نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں چاہیئے کہ اپنی زندگیاں رضائے الٰہی کی راہوں پر بسر کریں۔ اپنے شب و روز کے لمحوں کو خدا کی فرمانبرداری میں لگا دیں۔ آج پاکستان میں انگریز کی ایک لعنت ہمارے لئے زحمت بن کر رہ گئی ہے جو ایک قومی المیہ ہے وہ ہے پردے کی کمی اور بے حیائی۔ فیشن غالب ہے۔ نوجوان پاکستانی مسلمان بچیاں باعثِ شرم اور چست لباس پہنتی ہیں ضرورت ہے کہ اس رجحان کی شدو مد سے حوصلہ شکنی کی جائے۔ اس کے لئے منظم تحریک کی ضرورت ہے۔ محترمہ صدر صاحبہ نے بتلایا کہ ہم نے ایک انجمن کی بنا رکھی ہوئی ہے۔ اس کا مقصد سوشل ورک ہے ہم اپنے ذرائع سے موجودہ مغربی تہذیب کے خلاف تقاریر کرتی اور پمفلٹ شائع کرتی ہیں۔ یہ ایک احسن کام ہے اسی طرح اگر آپ فرداً فرداً ایسی تحریک عملاً قائم کریں تو بہت جلد ان خرابیوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے جو اب معاشرہ کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہیں۔ محترمہ مس امۃ اللہ مصری صاحبہ نے اختتام جلسہ پر دُعا فرمائی بعد ازاں خواتین نے چندہ دیا۔

نمائش دستکاری

اجلاس کے بعد زنانہ دستکاری کی نمائش ہوئی جس میں مستورات کی بنائی ہوئی اشیاء برائے فروخت رکھی گئیں۔ فروخت اشیاء اور چندہ سے آمدہ رقم ساڑھے چوبیس سو روپے اشاعت اسلام میں دیا گیا۔

میجر جے۔ ڈبلیو۔ بی۔ فارمر فاروق کی تدفین

جمعہ ۱۸ر نومبر ۱۹۶۶ء کو ۳ بجے بعد از دوپہر تقریباً ساٹھ احباب مسجد شاہجہان ووکنگ میں اکٹھے ہوئے تاکہ انگلستان میں مسلمانوں کے ایک نہایت ہی مخلص اور محترم ممبر جناب میجر جے ڈبلیو۔ بی فارمر کو آخری ہدیہ عقیدت پیش کریں۔ ان کا جنازہ پھولوں سے لدا ہوا مسجد شاہجہان کے محراب میں رکھا گیا۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں خوش مزاج ہمدرد اور گرمجوش میجر فارمر فاروق نے عیدین کی نمازوں اور شادی کی تقریبات میں شرکت کی تھی۔ ان کے رشتہ دار اور نومسلم دوست ایک طرف بصد احترام کھڑے تھے دریں اثناء مسلمان مرد اور خواتین نے جنازہ کے پیچھے صفیں باندھ لیں۔ شاہجہان مسجد کے امام حافظ بشیر احمد مصری صاحب نے انگلستان میں مسلمانوں کے اس ممتاز شخص کی وفات پر اظہار تعزیت کیا اور پھر غیر مسلم احباب کی خاطر نمازِ جنازہ کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد جناب مصری صاحب نے نہایت گداز نمازِ جنازہ پڑھائی جس کی مُہرِ سکوت کو اللہ اکبر کی پُروقار صدا ہی توڑتی تھی۔ اس کے بعد جنازہ پندرہ کاروں کی معیت میں بروک وڈ کے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ قبرستان پہنچ کر جناب فارمر فاروق مرحوم کا جنازہ قبر میں اتار دیا گیا اور قبر پر پھولوں کی چادر بچھا دی گئی امام عزاسام صاحب نے نہایت سوز سے عربی میں کئی دعائیں پڑھیں۔

یہ نومبر کی ایک سرد شام تھی۔ شام کے سائے لمبے ہوتے جا رہے تھے۔ اور سردی کی شدت بڑھ رہی تھی۔ بروک وُڈ کے قبرستان کے کونے میں میجر فارمر فاروق مرحوم کو ان کی آخری آرام گاہ میں خدا کے سپرد کر کے احباب واپس ہو گئے۔ اس کے بعد احباب مسجد شاہجہان سے ملحقہ امام کی قیام گاہ سر سالار میموریل ہاؤس میں جمع ہوئے۔ اس موقعہ پر اقبال احمد صاحب خلف الرشید مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم نے میجر فارمر فاروق مرحوم کی یاد میں مختصر تقریر کی۔

تعزیت کی اس تقریب میں ذیل کے احباب نے بھی شرکت کی:۔

جناب دی فارمر اور ان کی بیگم صاحبہ۔ جناب جے فارمر، مس فارمر، جناب ایڈورڈز اور ان کی بیگم صاحبہ، جناب جی ہامنڈ اور ان کی بیگم صاحبہ۔ خواجہ صلاح الدین محمود صاحب۔ ڈاکٹر۔ ایس۔ آر۔ انگریزی صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ۔ کرنل ضیاء الدین، بی بیرنر بورٹ جناب ٹوٹو صاحب اور انکی بیگم صاحبہ۔ بیگم ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ

صحیفۂ قدرت اور عالمِ روحانیات کے غیر متبدل قوانین

تمام انبیاء کرامؑ نے ایک ہی سرچشمۂ ہدایت سے تعلیم حاصل کی ہے

قرآن کریم کی سائنٹیفک تعلیمات اطمینانِ قلب کا حقیقی ذریعہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر اسوۂ حسنہ

افتتاحی تقریر بر موقعہ جلسۂ سالانہ مورخہ ۹ ردسمبر ۱۹۶۶ء فرمودہ حضرت امیر قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ - احمدیہ بلڈنگس لاہور

وللہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ولقد وصینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ - وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض - وکان اللہ غنیا حمیدا -
(النساء)

کائنات کے اٹل قوانین

یہ آیت کریمہ جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں کائنات کا یعنی زمین و آسمان میں ہے اس کا ذکر ہے - اور اس کائنات کو جس کو صحیفۂ قدرت کہتے ہیں - مطالعہ و مشاہدہ کے لئے انسان کے سامنے رکھا ہے - اس کائنات کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کائنات کے پیدا کرنے سے لے کر اس وقت تک اگر اس کے نظام کے اندر کوئی تبدیلی نظر آئے تو یہ ایک خدا کی تخلیق نہیں ہو سکتی - لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جب سے یہ کائنات معرض وجود میں آئی ہے اس وقت سے اب تک جو قانونِ فطرت اس کے اندر کام کرتے ہیں - ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا -

عالم روحانیات کے قوانین ایک ہی ہیں -

جس طرح اس نظام کائنات میں مادی قوانین ازل سے اٹل ہیں اور ان میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا - اسی طرح عالم روحانیات میں جو اصول کام کر رہے ہیں وہ ازل سے ایک ہی چلے آ رہے ہیں انہیں کسی تبدیلی رونما نہیں ہوئی -

انبیاء کرامؑ کو الٰہی تعلیمات

چنانچہ فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم - وہ اہل کتاب جن کے پاس تورات ہے - انجیل ہے وید ہے - جو تعلیم ہم نے ان کو دی ہے - وایاکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وہی تعلیم دی ہے وہ ایک ہی ہے - اور وہ کیا ہے ؟ اس تعلیم سے واقفیت کے لئے کتابوں کے دفتر اور لائبریریاں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ تعلیم بڑی سیدھی سادی اور مختصر مگر جامع ہے - ان اتقوا اللہ وہ یہ ہے کہ خدا سے ڈر کر زندگی بسر کرو - اگر خوف الٰہی انسان کے دل پر مسلط ہو جائے تو اس کے بعد انسان سے بدی کا ارتکاب نہیں ہونے پاتا - ان اللہ مع الذین اتقوا

یعنی خدا تعالےٰ کی معیت، نصرت اور تائید ان کے ساتھ ہوا کرتی ہے جو تقوےٰ شعار ہوتے ہیں - جن کی زندگی خوفِ الٰہی سے معمور ہوتی ہے - والذین ہم محسنون اور وہ مخلوق خدا سے احسان و مروت کا سلوک کرتے ہیں -

اللہ غنی اور حمید ہے

وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض - وکان اللہ غنیا حمیدا - مجھے تو حاجت نہیں کہ میری کوئی فرمانبرداری کرے - میرا تقوےٰ اختیار کرے یا نہ کرے - میں تو چاہتا ہوں کہ انسان خدا خوفی کی زندگی اختیار کرنے کے بعد میری مخلوق کے لئے محسن ثابت ہوں - دلوں کے اندر تڑپ ہو کہ میں نے مخلوق خدا کی خدمت کرنا ہے - یہ تعلیم جو ان دو جملوں میں بیان کر دی گئی ہے - کتنی مختصر اور جامع ہے - جس کے اندر لائبریریاں پنہاں ہیں -

جوامع الکلم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوتیت جوامع الکلم - خدا تعالےٰ نے مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے ہیں یعنی تھوڑے کلام میں معانی کثرت سے جمع کر دیئے جاتے ہیں - اس مختصر سے الفاظ میں مادیات اور روحانیات دونوں کا ذکر آ گیا ہے - یعنے مادیات و روحانیات دونوں ایک ہی ہستی کی ایجاد ہیں اس لئے دونوں میں موافقت ہے اس کی مزید وضاحت کے لئے فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسولا - کوئی بھی رسول جناب الٰہی کی طرف سے ایسا نہیں آیا جس نے یہ نہ کہا ہو کہ خدا ایک ہے - ظاہر ہے اس وسیع و عریض کائنات کا خوبیوں بھرا نظام شہادت دیتا ہے کہ اس کا خالق اور اس پر حکومت کرنے والا ایک ہی خدا ہے -

سرچشمۂ ہدایت

چونکہ سرچشمۂ ہدایت ایک ہے - اس لئے تمام انبیاءؑ کی تعلیم ایک ہی ہے - فرمایا کہ کوئی بھی رسول نے ایسا نہیں بھیجا جس نے یہ تعلیم نہ دی ہو کہ ان لا الٰہ الا ولا تشرکوا بہ شیئا - خدا واحد ہے - اس کا کوئی شریک نہیں - اس کائنات کے نظام میں اس کا کوئی ہاتھ بٹانے والا نہیں - وہ کمزور نہیں ہے - اس کی علم کم نہیں ہے - اس کے محکمے نہیں ہیں - اس کے وزیر اور سیکرٹری کوئی نہیں وہ واحد اور لاشریک ہے -

خدا تعالےٰ کے افضال و برکات

قرآن کریم کی پہلی سورت سے لے کر آخری سورت تک خدا تعالےٰ کے علم و قدرت، حکمت و عظمت اور انعامات و برکات اور احسانات و انعامات کا ذکر ہے کائنات میں اس کے افضال و برکات کی بارش ہو رہی ہے -

ارفع و اعلیٰ پیغام

وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہے جو دنیا جہان کے لئے آخری پیغام لے کر آیا ہے - وہ اس دنیا کو یہ پیغام دینا چاہتا ہے - جو اعلےٰ و ارفع پیغام ہے -

یہ کائنات خدا تعالےٰ کی فعلی کتاب ہے - اور یہ قرآن کریم خدا تعالےٰ کی قولی کتاب ہے - یہ دونوں آپس میں موافقت اور مطابقت رکھتی ہیں - ان دونوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نظام قدرت کا چلانے والا حکیم ہے علیم ہے اور قادر مطلق ہے - اس کو کائنات کی پرواہ ہے - اس میں اس نے ایک امن اور ربط پیدا کر رکھا ہے -

کائنات میں علوم

اللہ تبارک و تعالےٰ نے کائنات اور اس کی ہر شئے انسان کے لئے بنائی ہے - اس کائنات کے ہر طبقہ میں قوانین کے چشمے بہتے نظر آتے ہیں - وہ لوگ جنہوں نے آسمان کے ستاروں پر غور کیا - ان کو (Astronomy) علم النجوم کا دریا بہتا ہوا نظر آیا وہ لوگ جنہوں نے کیڑے مکوڑوں پر غور کیا انہیں خدا کی اس مخلوق میں علم کے دریا (Entomology) دکھائی دیئے - نباتات - حیوانات - جمادات میں قوانین مصروف کار ہیں - یہ قوانین مشرق و مغرب کے ممالک میں ایک ہی ہیں -

فطرتِ انسانی

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا
خدا تعالےٰ کی پیدا کردہ فطرت ایک ہی ہے - اس لحاظ سے فطرت انسانی ہر جگہ ایک ہے - فطرت انسانی کو خدا تعالےٰ نے اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے یعنی وہ اعلےٰ درجے کی فطرت جو فطرت اللہ ہے ہر طبقہ انسانیت میں ایک ہی ہے - عرب کے لوگ ہندوستان، پاکستان کے لوگ - یورپ امریکہ اور افریقہ غرضیکہ دنیا جہان کے تمام لوگوں کو خدا تعالےٰ نے اپنی فطرت پر پیدا کیا ہے - وہ فطرت ہر جگہ ایک ہی ہے - امریکہ میں اگرچہ رہائش مختلف ہے

فطرت ایک ہی ہے۔ وہاں جھوٹے سے نفرت کی جاتی ہے علم وجود کو مٹانا چاہتے ہیں۔ خیرات کرنے والے کو پسند کیا جاتا ہے۔ دانا انسان قابلِ قدر ہے۔ غرض فطرت انسانی یکساں ہے۔

قوانین فطرت ایک ہی ہیں

مشرق و مغرب کی مرغیوں کے انڈوں کی تاثیر اور اس کی ترکیب ایک ہی ہے۔ اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں۔ گھوڑے، گائے وغیرہ کے لئے قواعد ہر ملک میں ایک ہی ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر برابر اب تک ایک ہی قوانین چلے آ رہے ہیں۔

وحدت انسانی کی تعلیم

اس کو سامنے رکھ کر فرمایا ولقد وصینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم۔ لے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے جس قدر آپ سے پہلے مرسلین مبعوث کئے ہیں ان کو ہم نے وہی تعلیم دی ہے جو ہم نے آپ کو دی ہے۔ اس تعلیم سے انسانیت میں وحدت پیدا ہو سکتی ہے۔

پادریوں سے گفتگو

لاہور میں جب امریکہ اور یورپ کے پادری آتے ہیں تو میرے پاس بھی ملاقات کے لئے آجاتے ہیں میں ان سے بغلگیر ہوتا ہوں۔ ان کو چائے پیش کرتا ہوں۔ پھر ان کو انجیل میں سے حضرت عیسٰے کی تعلیم پڑھ کر سناتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کہ سجدہ سوائے خدا واحد کے اور کسی کے سامنے نہیں ہو سکتا۔

حضرت عیسٰے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھائی بھائی ہیں الانبیاء اخوۃ۔ انبیاء آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ امھاتھم شتّٰی۔ انکی مائیں تو الگ الگ ہیں ودینھم واحد۔ مگر ان سب کا ایک ہی دین ہے۔

انجیل اور قرآن کی باتیں سننے کے بعد پادریوں کے لئے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ انجیل اور قرآن کی تعلیم میں یکسانیت ہے۔ میں ان پادریوں کو کہتا ہوں کہ تم پادری ہو تم روایت کے پابند ہو۔ تم حضرت عیسٰے کی تعلیم کو نہیں مانتے۔ ایک پادری نے اعتراف کیا:

I confess if there are three commanders, there is no commanders if there are three governors, there is no governors and if there are three gods, there is no god.

قرآن کریم کی سائنٹیفک تعلیمات

خدا تعالےٰ نے جس قدر آسمانی کتب نازل فرمائی ہیں ان کی تعلیم ایک ہی ہے۔ یہ بات اس زمانے میں بالخصوص قابل غور ہے یہ روشنی اور علم و حکمت کا زمانہ ہے۔

قرآن کریم سائنٹیفک طور پر تعلیم پیش کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیفۂ قدرت کا بنانے والا اور اس کتاب قرآن کریم کا بنانے والا ایک ہی خدا ہے۔ فرمایا وان تکفروا۔ اگر تم اس واضح تعلیم کو تسلیم نہ کرو کان اللہ غنیًا حمیدًا تو ہم غنی ہیں، حمید ہیں۔ ساری دنیا مل کر انکار کرے اور اعتراض کرے کہ ہم نے خدا کو نہیں ماننا۔ ہم غنی ہیں، ہمیں کسی کی عبادت ریاضت کی ضرورت نہیں۔ ہم یہ تعلیم صرف اس لئے دیتے ہیں کہ ہماری مخلوق میں محبت و مودت امن و آرام اور خیر خواہی اور لذت و سرور پیدا ہو جائے۔ مرد ہو یا عورت یہ اعلیٰ درجہ کی زندگی بسر کریں۔

اطمینانِ قلب ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ لذت و سرور ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ دنیا جہان کے مادی آرام و آسائش جمع کر لینے سے سرور حاصل نہیں ہو سکتا۔ یورپ کے اندر بے پناہ امارت ہے۔ ایک ایک کے پاس دھن دولت کے خزانے ہیں لیکن اطمینان قلب نصیب نہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ

اطمینانِ قلب کا سبق دینے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضورؐ نے بادشاہوں کے لئے نمونہ پیش کیا ہے۔ بادشاہ ہوتے ہوئے آپ کے سر پہ تاج نہیں، مکہ میں فاتح بن کر داخل ہوتے ہیں حضورؐ کو خیال تک نہیں آتا کہ تخت بنائیں سواریاں مہیا کریں۔ محلات بنائیں، سیر گاہیں بنائیں۔ اس کے برعکس اونٹنی پہ ہی سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں اور شکر کرتے ہیں کہ خدا نے اپنے بندہ کے ساتھ وعدہ پورا کیا۔ مکہ کے لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ دن رات تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند ہو رہے ہیں۔ نہ شراب ہے نہ کباب ہے۔ نہ رقص و سرود کی محفلیں ہیں نہ فاتحانہ ڈھول ڈھمکے ہیں اگر کوئی شراب ہے جس نے ان کو مستانہ کر رکھا تھا تو وہ صرف اور صرف ذکر الٰہی تھا۔ پندرہ سولہ فٹ کا کمرہ محل سرا تھا۔ کبھی محل بنانے کا خیال نہیں آیا۔ تخت و تاج بنانے کا خیال نہیں گذرا۔ کراکری اور دوسرے سامان خریدنے کا شوق نہیں چرایا۔ باورچی کا اہتمام نہیں فرمایا۔ الفقر فخری۔ بادشاہ ہو کر برسراقتدار ہو کر فقر کا لبادہ پہننا میرے لئے کمال ہے۔ کوئی نمبردار ہو جائے تو اس کو کراکری، باورچی اور گھوڑے وغیرہ مہیا کرنے کا خیال آتا ہے۔ اور پٹواری اور تحصیلدار تو اپنے علاقہ کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راج دلوں پر تھا۔ ان کے اشارے پر قوم اموال قربان کر دیتی ہے۔ جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کا استغناء

عراق سے خراج کا مال آتا ہے۔ قیمتی سامان ہے فرمایا مسجد کے صحن میں ڈال دو۔ باہر نکل کر دیکھتے تک نہیں کسی کو دولت میسر ہے اور کسی کو غنا میسر ہے۔ ظہر کی نماز کا وقت ہوتا ہے۔ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں۔ مال صحن میں پڑا ہے اس کی طرف نظر تک نہیں اٹھاتے۔ نماز پڑھنے کے بعد مال تقسیم کرتے ہیں۔ اور خالی ہاتھ واپس چلے جاتے ہیں زندگی بھر یہی حال رہا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت صلعم کی وفات ہوئی تو ان کو انہی کی دو چادروں میں کفن دے کر دفنایا گیا۔ کوئی شاہانہ لکس وغیرہ کا اہتمام نہ کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت غریب اور امیر دونوں کے لئے نمونہ ہے۔ سارے جہان کی دولت آتی ہے۔ لیکن قوم میں بانٹ دیتے ہیں۔ حضرتؐ نے نہ علیؓ اور نہ فاطمہؓ اور نہ حسنؓ اور حسینؓ کے لئے کوئی مال ملکیت اور کوئی جاگیر وقف کی۔

قرضداروں اور یتیموں سے سلوک

اعلان کر دیا من مات جو شخص تم میں سے مر جائے وترک مالا اور وہ مال چھوڑ جائے وہ سلطنت کا مال نہیں ہوگا۔ فلورثتہٖ یہ مال اس کے وارثوں کی ملکیت ہو گی۔ ومن مات۔ ترک دینًا او ضیاعًا۔ اور اگر کوئی مسلمان مر جائے اپنے پیچھے قرضہ چھوڑ جائے۔ میں اس کا قرض ادا کروں گا۔ اور وہ یتیم میرے پاس آ جائیں میں ان کی تربیت و نگہداشت کروں گا۔ اس کو کہتے ہیں بادشاہ بننے کی اصل غرض و غایت۔

مختصر روئداد جلسہ سالانہ (از صـ)

کہ آپ کے دل میں اگر واقعی تمنا ہے کہ توحید و رسالت کا نام دنیا میں پہنچایا جائے۔ تو قبل اس کے اپنا محاسبہ کرنا ضروری ہے کہ آیا ہم سچے مسلمان ہیں ہمارا خدا پر ایمان ہے اس کے رسول صلعم سے عشق ہے۔ خدا کے مامور حضرت مسیح موعود کے مشن پر ایمان ہے۔ اگر یہ سب کچھ ہے تو کس قدر ہے، یہ آپ کا وعدہ ہی وعدہ ہے یا اس سے بڑھ کر کچھ عملی نمونے بھی ہیں۔ لوگ آپ کے وعدے کو نہیں دیکھنا بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ آپ کون ہیں اور کیا کر رہے ہیں، آپ کے شب و روز کیسے ہیں میرا ایمان ہے اور میرا تجربہ اور بصیرت یہ کہتی ہے کہ قرآن کریم خدائے پاک کی سچی کتاب ہے خدا اس پر عمل کرنے والوں کا ساتھ دے گا۔ اور جس کا ساتھ خدا نے اس کو کوئی ختم نہیں کر سکتا۔

خطبہ جمعہ

مکرم میاں بشیر احمد صاحب منٹو کی تقریر کے بعد پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی اور اس کے بعد نماز جمعہ کے لئے مسجد کے اندر اور باہر سب دوست جمع ہو گئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک بلیغ اور فاضلانہ خطبہ ارشاد فرمایا جو اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔

خطبہ کے دوران حضرت امیر ایدہ اللہ نے جماعت کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے چندہ کی اپیل کی، جس پر تمام احباب نے یکے بعد دیگرے بیش قرار رقوم اور وعدوں کی صورت میں پیش کیں۔

احمدیہ کانفرنس

۳ بجے سہ پہر مسجد ہی میں احمدیہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جماعتی ترقی، تبلیغ دین و اشاعت اسلام وغیرہ مختلف امور کے بارے میں تجاویز پر غور کیا گیا۔ اس کے بعد جلسہ کی عام کارروائی دوسرے دن کے لئے ملتوی ہو گئی اور مسلم ہائی سکول علیہ میں مجلس معتمدین کا اجلاس شروع ہوا جو رات کو دیر تک جاری رہا۔

(باقی ــــ باقی)

اختتامی تقریر برجلسۂ سالانہ

(بسلسلہ صفحہ ۳)

ہو سکتی ہے۔ وہ گنہگار ہے لیکن مسلمان ہے۔ تم کسی صورت میں اسکو امت محمدیہ سے نکال نہیں سکتے۔ ہم سارے کے سارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے پر پورے نہیں اتر سکتے۔ کسی میں کوئی نقص ہو تو اس کو سزا دی جا سکتی ہے۔ لیکن وہ ہے مسلمان۔ کوئی شخص جیل خانہ میں چلا گیا سزا پا گیا لیکن وہ مسلمان تو ہے۔ یہاں سے آپ یہ سبق لے کر جائیں کہ ہمارا کوئی حق نہیں کہ ہم کسی مسلمان کو کافر کہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ یہ رنگ اختیار کرو کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یہ دین جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عطا فرمایا ہے ہمہ گیر عالمگیر اور دنیا جہان کے لئے مفید ہے۔ اس دین کو آپ ساتھ لے جائیں۔

دعائے برکات

میں پھر دوبارہ جناب الہٰی میں دعا کرتا ہوں کہ ...

مجمع میں۔ جو کوئی بھی شریک ہوا مرد ہو یا عورت۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی اولاد پر اپنی برکات نازل فرمائے۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے

خریداران پیغام صلح میں سے جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کے نمبر خریداری اور چندہ جو ان سے واجب الوصول ہے ذیل میں درج ہے بعض احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ اس لئے اس بقایا کو شامل کر کے ان کے ذمہ کچھ رقم لگائی گئی ہے۔ ایسے احباب اگر یکمشت رقم نہ دے سکیں تو سالانہ چندہ کے علاوہ سابقہ بقایا اقساط میں سے جو وہ سہولت سے دے سکیں دے دیں تاکہ آپ کے قومی جریدہ کو نقصان نہ اٹھانا پڑے بہر صورت تمام معاونین کرام ذیل کی فہرست کو دیکھ لیں کہ آیا ان میں آپ کا خریداری نمبر تو شامل نہیں ہے۔ اگر ہے تو مہربانی فرما کر ۴ر جنوری ۱۹۶۷ء تک اپنے نمبر پر لکھی ہوئی رقم یا اس کا کچھ حصہ بصورت منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر کو مطلع فرمائیں کہ کب تک آپ وہ رقم ادا کر سکیں گے۔ اگر ۵ر جنوری ۱۹۶۷ء تک آپ کی طرف سے کوئی رقم موصول نہ ہوئی تو ۷ر جنوری ۱۹۶۷ء کو آپ کے نام وی پی پی روانہ کر دیا جائے گا۔ جس کا چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ورنہ آپ کے قومی جریدہ کو خواہ مخواہ وی پی پی کے محصول ڈاک کا بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جو آپ کے چندہ کے حساب میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہر خریدار کی جن کا نمبر نیچے دیا گیا ہے چٹ پر سرخی سے گول دائرہ بنا دیا گیا ہے۔ — مینیجر

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۲	6.00	۲۷۳	12.00
۱۲	6.00	۲۷۸	6.00
۲۸	6.00	۲۸۳	12.00

بحرِ حکمت کے موتی (از صفحہ اوّل)

نے فرمایا جس شخص کی خوشی کا باعث یہ بات ہوسکتی ہے کہ وہ اہلِ جنت میں سے کسی شخص کو دیکھ لے تو وہ اس شخص کو دیکھ لے اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کا اس اعرابی کے متعلق حتمی طور پر جنتی ہونے کی بشارت دینا بتلاتا ہے کہ آنحضور صلعم پر یہ حقیقت منکشف ہوگئی تھی کہ اس شخص کے اعمال میں صدق - اخلاص استقامت اور تقوےٰ تا زیست کار فرما رہے گا ورنہ حتمی طور پر اتنی اہم بشارت کا کبھی اعلان نہ فرماتے۔ صفات مندرجہ بالا ہی اعمال کی روح ہیں جن کے بغیر اعمال جسد بے جان کی طرح ہوتے ہیں اور جن کے بغیر انسانی اعمال اللہ تعالےٰ کے ہاں قبولیت کا شرف حاصل کر ہی نہیں سکتے جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے ان لهم قدم صدق عند ربهم - مخلصين له الدين - ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا - انما يتقبل الله من المتقين -

اس بات کا علم کہ بندہ کے اعمال کو اللہ تعالےٰ نے قبول فرما لیا ہے ان نتائج سے ملتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے ان اعمال کے لئے مقرر فرمائے ہوتے ہیں مثلاً نماز کو ہی لے لو اس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہوا ہے ان الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر ولذكر الله اكبر کہ نماز ہر قسم کی فحشاء اور منکر سے روکتی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کا ایسا ذکر ہے جو ہر قسم کے دوسرے ذکروں سے بڑا ہے اگر نماز کو ادا کرنے والا ہر قسم کی بدی سے بالکل ترک بناتا ہے یا آہستہ آہستہ بدیوں کو ترک کرتا جاتا ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی نماز نے بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا شرف حاصل کر لیا ہے اور اگر ایک نمازی ادھر بظاہر طریقہ نماز ادا کرتا ہے اور ساتھ ہی چوری، کھسوٹ، دغابازی، فریب، رشوت خوری، ذخیرہ اندوزی زناکاری شراب نوشی وغیرہ یا بعض دیگر بدیوں میں گرفتار نظر آتا ہے اور ان کو ترک کرنے کا نام تک نہیں لیتا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی نماز کی روح مفقود ہے اور وہ محض دکھاوے کی نماز پڑھ رہا ہے جو خدا کے فضل کا مورد بنانے کی بجائے اسے مورد ویل بنا رہی ہے اسی طرح نماز کو ذکر قرار دیا اور ذکر کے متعلق فرمایا الا بذكر الله تطمئن القلوب یعنی دلوں کو طمانیت ذکر اللہ سے ہی حاصل ہوتی ہے اسی لئے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا الصلوٰة معراج المؤمن یعنی نماز مومن کے لئے روحانی ترقی کا ذریعہ ہے۔ پس اگر نمازی نماز کے ذریعہ معرفت الٰہی میں ترقی محسوس کرے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی نماز قبول ہو رہی ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کو لے لو اس کے متعلق بھی فرمایا خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها یعنی اس کے ذریعہ انسان گناہوں سے پاک ہوتا اور باطنی قوےٰ کے نشو ونما میں یہ ذریعہ بنتی ہے اسی طرح اس کے متعلق فرمایا جو شخص لوگوں کو دکھلاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور اسے خدا اور یوم آخرت پر ایمان نہیں ہوتا اسکی مثال اس چٹان کی ہے جس پر مٹی پڑی ہوئی ہو اس پر جب بارش پڑے گی تو مٹی کو بہا کر لے جائیگی اور اسے چٹیل بنا کر رکھ دے گی اس لئے ایسا شخص جس کمائی کی امید لگائے بیٹھا ہوگا اس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا - اسی طرح روزوں کے متعلق فرمایا کہ ان سے دلوں میں تقوےٰ پیدا ہوتا ہے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور روزہ دار فرقان حاصل کرنے کا حقدار بن جاتا ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ ریا بھی ایک قسم شرک ہی ہے کیونکہ خدا کی خوشنودی کی بجائے ریاء سے کام لینے والا انسانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کا خواہاں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سبا کو اخلاص اور صدق اور تقوےٰ کے ساتھ ان احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین

جن احباب کا چندہ ختم ہوچکا ہے

(بسلسلہ صفحہ ۱۱)

نمبر	رقم	نمبر	رقم
۴۰	6.00	۲۸۴	6.00
۵۱	6.00	۲۸۷	6.00
۵۵	6.00	۲۹۱	6.00
۶۳	6.00	۳۲۰	24.00
۸۶	6.00	۳۳۷	6.00
۹۷	6.00	۳۴۴	6.00
۱۰۰	6.00	۳۶۴	6.00
۲۰۲	6.00	۳۶۹	6.00
۱۵۶	6.00	۳۷۷	6.00
۱۹۴	6.00	۳۷۹	12.00
۲۱۰	6.00	۴۱۹	30.00
۲۲۰	6.00	۴۲۶	18.00
۲۳۲	6.00	۴۳۵	12.00
۲۴۱	6.00	۴۴۶	30.00
۲۴۲	6.00	۴۹۴	6.00
۲۴۳	6.00	۵۰۶	6.00
۲۴۶	6.00	۵۲۹	6.00
۲۶۳	6.00	۵۵۰	6.00
۲۸۱	12.00	۵۵۹	6.00
۶۰۰	6.00	۶۱۰	6.00
۶۳۰	18.00	۷۱۲	6.00
۶۴۵	6.00	۷۲۷	6.00
۶۵۰	6.00	۷۵۱	6.00
۷۰۶	6.00	۹۳۱/۳۰۰	6.00

خطبہ جمعہ (بسلسلہ صفحہ ۶)

مراجعت کا ارادہ کیا - اور واپس وطن ہو پہنچے لگا تو معلوم ہوا کہ حکیم اجمل خاں صاحب علاج کے لئے پیرس آئے ہوئے ہیں - میں نے چاہا کہ سرِ راہ ان سے ملاقات ہو جائے - میں نے پیرس کے راستے سفر کیا - جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا مولینا برکت اللہ صاحب جرمن مشن کو دیکھ کر اور جرمن مسلمانوں سے مل کر بہت خوش ہوئے انہوں نے اپنے پرچہ الاصلاح میں جو پیرس سے شائع ہوتا ہے جرمن مسلمانوں کی فوٹو بھی شائع کی ہیں - انہوں نے آپ کے بارے میں باتیں سنائیں اور یہ باتیں سن کر مجھے بہت لطف آیا

مولانا برکت اللہ صاحب کا اعتراف

مولنا نے اقرار کیا کہ میں دنیا بھر میں ساری عمر تبلیغ کرتا رہا اور ناکام رہا - اور مرزا صاحب کے ماننے والوں کو خدا نے توفیق بخشی کہ انہوں نے کامیاب طریق سے توحید و رسالت کا نام یورپ میں بلند کیا ہے - یہ باتیں سن کر بڑا لطف آیا - حکیم صاحب نے مزید فرمایا کہ یہاں آپ کی وجہ سے اس سیاہ خانہ دہریں میں توحید و رسالت کا چراغ روشن ہوا ہے اس سے بڑھ کر آپ نے جو کام کیا ہے وہ یہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں آپ نے اس یقین کی تحریک پیدا کر دی ہے کہ اسلام برحق ہے اور یورپ پر غالب آسکتا ہے یہ اس زمانے کا کرشمہ ہے۔

پیغام صلح - مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۶ء - شمارہ نمبر ۴۹

نوابی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ترجمان خصوصی
هفت روزه
پیغامِ صلح
لاہور
فون نمبر ۳۷۲۷

زرِ مبادلہ
پاک و ہند سے - چھ روپے
بیرونی ممالک سے -
ایک پونڈ
قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

"لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں میں تیرے خالص محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور انکے نفوس و اموال میں برکت دوں گا"

(الہامات حضرت مسیح موعودؑ)

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ نیا نہ پرانا۔
۲- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۳- سب صحابہؓ اور آئمہؒ قابل احترام ہیں۔
۴- سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۶- اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور آپکی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۵۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۶۶ء | ۴۷

اس مردِ خدا سے بڑھ کر مردِ خدا نہ پاؤ گے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو

ارشادات حضرت امام مجددِ دوراں مسیح موعود علیہ السلام

کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا (کہ انسان دوسروں پر اپنی نیکیوں کا اظہار نہ کرے) چھوٹی سی بات نہیں اور نہ ہر شخص کو یہ مقام میسر آتا ہے۔ یہ حالت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات پر ایمان لاتا ہے اور اس کے ساتھ ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ دنیا اور اسکی چیزیں اس کی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہلِ دنیا کی تعریف یا مذمت کا اسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس مقام پر جب انسان پہنچتا ہے تو وہ فنا کو زیادہ پسند کرتا ہے اور تنہائی اور تخلیہ کو عزیز رکھتا ہے۔

غرض بدیوں کے ترک پر اس قدر ناز نہ کرو۔ جب تک نیکیوں کو پورے طور پر ادا نہ کرو گے اور نیکیاں بھی ایسی نیکیاں جن میں ریا کی ملونی نہ ہو۔ اس وقت تک سلوک کی منزل طے نہیں ہوتی۔ یہ بات یاد رکھو کہ ریا حسنات کو ایسے جلا دیتی ہے جیسے آگ خس و خاشاک کو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر مردِ خدا نہ پاؤ گے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو......

جو شخص خدا تعالےٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کر لیتا ہے۔ خدا تعالےٰ اسے عزت دیتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ جو کام تم چھپ کر خدا کے لئے کرو گے وہ مخفی رہے گا۔ ریا سے بڑھ کر نیکیوں کا دشمن کوئی نہیں۔ ریا کار کے دل میں کبھی ٹھنڈک نہیں پڑتی ہے۔ جب تک کہ پورا حصہ نہ لے لے۔ مگر ریا ہر مال کو جلا دیتی ہے۔ اور کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو ریا سے بچے اور جو کام کرے وہ خدا تعالےٰ کے لئے کرے۔ ریاکاروں کی حالت عجیب ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ کے لئے جب خرچ کرنا ہو تو وہ کفایت شعاری سے کام لیتا ہے۔ لیکن جب ریا کا موقع ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے اور دوسرے طور پر اسی مقصد کے لئے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے اس لئے اس مرض سے بچنے کی دعا کرتے رہو۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہشتم صفحہ ۳۸۹-۳۹۰)

بحرِ حکمت کے موتی

دشمن کی ہجو

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت استاذن حسّان النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی ھجاء المشرکین قال کیف بنسبی فقال حسّان لاسلنّک منھم کما تسلّ الشعرۃ من العجین۔ (بخاری کتاب المناقب)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہا حسانؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت مانگی آپؐ نے فرمایا میرے نسب کا کیا حال ہوگا عرض کیا میں آپ کو ان میں سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

نوٹ:- از حضرت امیر مرحوم۔

یہ ہجو کی اجازت حضرت حسّان نے صرف قریش کی ہجو کا جواب دینے کے لئے مانگی تھی۔ ہجو کسی کی ہو اسلام اجازت نہیں دیتا۔ مگر جواب کے طور پر بعض باتوں کے کہنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ تا دشمن کا منہ بند ہو۔ بعض وقت لوگوں کو عظیم الشان انسانوں کی باتوں سے دھوکہ لگتا ہے اور وہ سمجھتے نہیں کہ یہ اپنے دشمن کو برا بھلا کیوں کہتے ہیں حالانکہ یہ ایک علاج اور جواب کے طور پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان کو کفار کی ہجو کی اجازت دی مگر پھر بھی آپ نے فرمایا کہ میں خود بھی تو اسی خاندان میں سے ہوں کیف بنسبی۔ یعنے جو چیز ان میں اچھی ہے اس کی ہجو نہ کرو۔

فضل الباری

نائیجیریا

ترجمہ از خط ایس۔ ایچ یحییٰ۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں یہ چند سطور آپ کو لکھکر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں از راہِ کرم مجھے مفت اشاعت میں سے چند کتابیں بذریعہ ہوائی ڈاک ارسال فرمائیں مشکور ہوں گا۔

اور دوسری گذارش یہ ہے کہ مجھے انگریزی قرآن شریف درکار ہے میں اس کی قیمت ادا کرنے کیلئے تیار ہوں مجھے اسلام کے متعلق بہت تھوڑا علم ہے۔ اور جو میرے پاس ہے وہ مطالعہ کے لئے کافی نہیں۔

مہربانی کرکے اسلامی کتب بلا تاخیر ارسال فرمائیں۔ والسلام

(ان کو مفت لٹریچر بھیجا گیا)

(۲)

ترجمہ خط از ملام ابوبکر لابیئی لوکوجا۔ نائیجیریا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے آپ کا خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ آپ نے لکھا تھا کہ آپ کو لٹریچر بھیجا جائے گا مگر فی الحال مجھے نہیں ملا۔

میں یتیم ہوں اور سکول میں تعلیم حاصل کر رہا ہوں میں احمدیہ جماعت کا ممبر ہوں۔ نادورن نائجیریا کے علاقہ میں کام کرتا ہوں مگر ہمارا ہیڈ کوارٹر لاگس نائجیریا کے پاس ہے۔ جب میں لوکوجا پہنچا تو لوگ بڑے حیران ہوئے کہ یہ شخص خدا کی توحید کا خوب پرچار کر رہا ہے اور انہوں نے مجھ سے بہت سے سوال کئے۔ میں نے جواب دینے کی کوشش کی مگر پوری طرح تسلی نہ کر سکا۔ اس لئے میری التماس ہے کہ مجھے چند کتب اسلام کے متعلق اور کچھ ایسی جن میں عیسائیوں کے متعلق سوال و جواب ہوں ارسال کریں۔ قرآن شریف انگریزی کے خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اور کوئی ذریعہ فی الحال روپیہ حاصل کرنے کا نہیں ہے اس لئے مجھے اگر ایک قرآن شریف انگریزی ارسال کریں۔ تو بہت مشکور ہوں گا۔

اس سے اگلے خط میں مفصل حالات تحریر کروں گا۔ والسلام

(ان کو ۔ توضیح مرام۔ اسلام آر کرسچینٹی۔ پرافٹ آف اسلام۔ ٹیچنگز آف اسلام آف اسلام ارسال کئے گئے)

(۳)

ترجمہ خط موسیٰ کا ساری یو گمانا۔

میں نے آپ کے مشن کا نام سنا تھا۔ مگر مجھے آپ کا مکمل ایڈریس نہیں ملتا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ آپ کا پتہ مل جائے۔ آخر خوش قسمتی سے میرے اپنے بھائی سے مجھے آپ کا ایڈریس مل گیا اور میں نے اسی وقت ایرمیل خط منگوا کر آپ کو یہ خط تحریر کر دیا۔

مجھے مہربانی فرما کر مسلم پریئر بک پڑھنے کے لئے ارسال کریں اور مفید لٹریچر اسلام پر بھی ارسال کریں نوازش ہوگی۔ والسلام

(ان کو لٹریچر روانہ کیا گیا)

ایک غلطی کی اصلاح

"پیغام صلح" مؤرخہ ۸ر دسمبر ۱۹۶۶ء میں صفحہ ۱۳ پر کالم اوّل کے نیچے سے دوسری تیسری سطر کے اصل فقرہ یوں :- " وہ حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت نہ سمجھنے سے گریز کرے" نہ کا لفظ زائد ہے، اصل فقرہ یوں ہے :- حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت سمجھنے سے گریز کرے"۔ قارئین کرام درست فرمالیں۔

ادارہ پیغام صلح —— لاہور —— مورخہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۶ء

مرزا غلام احمد قادیانی کیا تھے؟

یہ ایک سوال ہے جو ہمارے دہلی معاصر "الاعتصام" نے کیا ہے اور اس کے ضمن میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ :-

"ایک شخص ایک بات کہتا ہے معاً ہی ایک اور بات کہہ ڈالتا ہے جو پہلی بات کے بالکل مخالف ہوتی ہے ہم اسے فوراً کہتے ہیں کہ یا تو تیری پہلی بات غلط تھی اور یہ صحیح اور اگر پہلی صحیح ہے تو یہ غلط۔ لیکن اس فیصلہ سے قبل ہی وہ ایک تیسری بات کہہ دیتا ہے جو ان دونوں سے مختلف اور متضاد ہوتی ہے۔ ہم کہیں گے کہ یہ بات کرنے والا آدمی یا تو جھوٹا ہے اور اس کے دماغ میں کچھ فتور ہے جو اپنی کسی بات پر کبھی قائم نہیں رہتا۔

یہی کچھ کیفیت اُمتِ قادیانیہ کے موجد مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے، کبھی وہ خود خدا بنتے ہیں تو کبھی نبی، کبھی مجددیت کا دعوےٰ کرتے ہیں، تو کبھی مسیح موعود، کبھی مسیح ابن مریم ہونے پر فخر کرتے ہیں تو کبھی خدا کا بیٹا ہونے کا علم بلند کرتے ہیں، غرضیکہ بھانت بھانت کی بولیاں ہیں جو اس خالی برتن سے مختلف شکلوں اور آوازوں میں سنائی دیتی ہیں۔ ہم تو یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ مرزا نبی ہیں یا مجدد، خدا ہیں یا ابن اللہ، انسان ہیں یا کچھ اور، ہم اس کا فیصلہ خود اُن کی اُمت کے صغار و کبار سے کروانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کے ان دعاوی کی روشنی میں ہماری راہنمائی کریں"

ہم حیران ہیں کہ "الاعتصام" کو آج اس بارہ میں نئے سرے سے راہنمائی کی ضرورت کیوں پیش آگئی، حالانکہ اس سے قبل متعدد مرتبہ ان صفحات میں اور بعض کتابوں اور رسالوں کی صورت میں بھی اس قسم کے سوالات کے جواب میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ محض بغض و تعصب یا جہالت کا نتیجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو خدا یا خدا کا بیٹا یا نبی و رسول ہونے کا مدعی قرار دیا جائے انہوں نے کبھی اس قسم کا کوئی دعوےٰ نہیں کیا، ان کا دعوےٰ صرف مجدد صد چہاردہم اور ملہم من اللہ ہونیکا ہے مسیح موعود محض تمثیلی نام ہے، جو اس کام کی وجہ سے انہیں دیا گیا، جس کے لئے انہیں مبعوث کیا گیا جیسا کہ انہوں نے خود لکھا ہے:-

"یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں صاحب ظاہر ہے کہ جس کو یہ رتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالےٰ کا ہم کلام ہو، اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح اور خواہ مثیل موسےٰ ہو، یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں مثیل مسیح ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں اصلی اور حقیقی فضیلت ملہم من اللہ اور کلیم اللہ ہونے میں ہے پھر جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہو گئی، اور کسی خدمت کے لئے مامور من اللہ ہو گیا تو اللہ جل شانہ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے، یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں، اسلام میں موسےٰ، عیسےٰ، داؤد، سلیمان، یعقوب وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں اس تفاول کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں، پھر اگر خدا تعالےٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دے کر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھدے تو اس میں کیا استبعاد ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰-۳۴۱)

اور جس کام کے لئے یہ نام حضرت مرزا صاحب کو دیا گیا، اس کو بھی اس شعر میں واضح کر دیا ہے ؎

چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند ٭ مصلحت را ابنِ مریم نام من بنہادہ اند

جہاں تک مجدد اور مسیح موعود یا ابنِ مریم ہونے کا تعلق ہے ان میں تخالف یا استبعاد کوئی نہیں اصل دعوےٰ مجددیت ہی کا ہے، مسیح یا ابن مریم محض تمثیلی نام ہیں، جو حضرت مرزا صاحب کو اُن کے کام کی وجہ سے دیئے گئے، جیسا کہ قرآن کریم میں ایک ابتدائی درجہ کے مومن کی مثال مریم سے دی گئی ہے (ملاحظہ ہو سورۃ التحریم آیت ۱۲) رہ گیا خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ! ہم حیران ہیں کہ ہمارے مخالفین کس طرح حضرت مرزا صاحب کی طرف ایسی بات منسوب کرنے کی جرأت کرتے ہیں، جس کا کوئی ذکر نہ اُن کی کسی تحریر و تقریر میں ہے اور نہ اُن کے ماننے والے ان کو خدا یا خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں لے دے کے ایک خواب ہے جس کو خود "الاعتصام" نے بھی خواب ہی لکھا ہے :-

"میں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوا۔"

غور کیجئے خواب کی حالت میں جو کچھ دیکھا جائے کیا اس کو حقیقت قرار دیا جا سکتا ہے اور کیا حضرت مرزا صاحب نے اس کو حقیقت قرار دیا؟ "میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں" خواب ہی کی حالت کا یقین ہے نہ کہ بیداری کا، پھر کس طرح "الاعتصام" کو یہ کہنے کی جرأت ہوئی کہ مرزا صاحب نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ اگر اس خواب کو ان کی خدائی کا دعوےٰ قرار دیا جا سکتا ہے تو اس خواب کو کیا کہا جائے گا جو قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ انی رایت احد عشر کوکباً والشمس والقمر رایتھم لی ساجدین۔ میں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند۔ مجھے سجدہ کر رہے ہیں، کیا فی الواقعہ گیارہ ستاروں سورج اور چاند نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ اگر نہیں اور اس کی تعبیر کچھ اور ہے تو حضرت مرزا صاحب کے خواب کی تعبیر کیوں نہیں کی جا سکتی؟ افسوس ہے کہ ہمارے مخالفین کی علمی فرومائگی یہاں تک پہنچ چکی ہے یا وہ بغض و عناد کی وجہ سے اس قدر آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں کہ علم تعبیر میں بزرگانِ اُمت کا لٹریچر بھی ان کے سامنے نہیں رہا۔ اگر وہ علم تعبیر کی کتاب تعطیر الانام فی تعبیر المنام کو ہی اُٹھا کر دیکھ لیتے تو انہیں اسی خواب کے متعلق یہ لکھا ہوا نظر آ جاتا ہے کہ من رای فی المنام انه صار سبحانه تعالیٰ فسوف یھدی الیٰ صراط مستقیم۔ یعنے جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ اللہ تعالےٰ ہو گیا وہ صراط مستقیم کی اعلیٰ منزل پر پہنچ جائے گا اور خود حضرت مرزا صاحب نے اپنے اس خواب کی جو تعبیر کی ہے اس کو بھی اگر دیکھ لیا جاتا تو شاید اعتراض کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ نے اس خواب کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے :-

"وما نعنی بھذه الواقعة کما یعنی فی کتب اصحاب وحدة الوجود وما نعنی بذالک ما ھو مذھب الحلولیین بل ھذه الواقعة توافق حدیث النبی صلی اللہ علیه وسلم اعنی بذالک الحدیث البخاری فی بیان مرتبة قرب النوافل لعباد اللہ الصالحین (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۶) یعنے میں اس خواب کے وہ معنے نہیں لیتا جو وحدۃ الوجود والوں کی کتابوں میں لکھے ہیں اور نہ ہی ہم وہ معنے لیتے ہیں جو حلولیوں کے مذہب میں لئے جاتے ہیں بلکہ اس واقعہ کا وہی مطلب ہے جو حدیث نبوی کا مطلب ہے یعنے بخاری کی اس حدیث کا جو اللہ تعالےٰ کے صالح بندوں کے قرب نوافل کے بیان میں مروی ہے اور جس میں بتایا گیا ہے کہ میں اپنے صالح بندوں کے ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔"

کیا اس قدر صراحت کے بعد بھی یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے خدا ہونے کا دعوےٰ کیا؟ باقی اور اعتراضات جو الاعتصام نے کئے ہیں، ان پر ہم آئندہ اشاعت میں غور کریں گے انشاء اللہ تعالےٰ۔

خواتین کا چندہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر خواتین کی طرف سے جو چندہ موصول ہوا تھا۔ اس کی کل رقم کی میزان -/۲۵۳۰ روپے تھی۔ اس سے قبل جو رقم لکھی گئی وہ صحیح نہیں۔

آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دار الشفاء کے معالج

شیخ محمد حسین صاحب کو رجسٹریشن سرٹیفکیٹ مل گیا

احباب جماعت کے لئے عموماً اور آفتاب الدین احمد ہومیو پیتھک دار الشفاء کے معطی صاحبان کے لئے خصوصاً یہ خبر مسرت افزا ہوگی، کہ دار الشفاء کے آنریری مہتمم و معالج شیخ محمد حسین صاحب کو "ہومیو پیتھک ڈاکٹر" ہونے کا "رجسٹریشن سرٹیفکیٹ" گورنمنٹ کی طرف سے مل گیا ہے۔ قانون کی رُو سے آئندہ بغیر رجسٹریشن کے کسی کو پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ شیخ صاحب کو گورنمنٹ کے مقرر کردہ بورڈ کے سامنے پیش ہو کر باقاعدہ انٹرویو دینا پڑا، الحمدللہ کہ وہ اس میں کامیاب ہو گئے ہیں، اور اس طرح یہ مفید ادارہ جو گذشتہ چوبیس سال سے عوام الناس کی خدمت کر رہا ہے آئندہ کے لئے بھی اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے قابل ہو گیا ہے، ہم اسے معطی صاحبان کی بے لوث معاونت اور ایثار کا ثمرہ سمجھتے ہیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ آئندہ یہ ادارہ شیخ صاحب موصوف کی نگرانی میں دو ڈرس [illegible] اس سلسلہ میں شیخ صاحب کی بے غرض خدمات کا اعتراف بھی کرنا ضروری ہے جنہوں نے مولوی آفتاب الدین مرحوم کے بعد بلکہ ان کے ساتھ اس دواخانہ کو بام عروج پر پہنچانے کے لئے شب و روز کام کیا اور اب بھی کر رہے ہیں۔ احباب انہیں ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام۔

سیکرٹری انتظامیہ دار الشفاء

یورپ میں ہمارے بہترین مبلغ

سر فیروز خان نون (سابق وزیر اعظم پاکستان) نے ان دنوں اپنی سوانح عمری شائع کی ہے۔ اس کا نام ہے "یادداشت" اس میں انہوں نے اپنی زندگی کے مشاہدات کو قلم بند کیا ہے جو کئی لحاظ سے بصیرت افروز بھی ہیں اور معلومات افزا بھی۔

صفحہ ۳۷ پر ایک واقعہ کا ذکر ہے جس کا براہِ راست تعلق تبلیغ احمدیت سے ہے۔ اس سے قاری پر ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ مغربی ممالک میں جماعت ربوہ کے مبلغ کیا گل کھلا رہے ہیں۔ اس واقعہ میں جماعت لاہور کے موجودہ امیر حضرت مولانا صدر الدین ایدہ اللہ کی عظیم خدمات کا کھلا اعتراف ہے۔

سر فیروز خان نون لکھتے ہیں:۔

"انگلستان میں ایک آدمی نے اسلام قبول کیا۔ اسی رات اس کے پاس قادیانی احمدی مبلغ پہنچا اور اس کو کہا کہ جب تک وہ میرزا غلام احمد کو نبی تسلیم نہیں کرے گا وہ مسلمان نہیں بن سکتا۔ اس پر اس نومسلم نے کہا: "میں نے اسلام اس لئے قبول کیا ہے کہ اس میں فرقے نہیں۔ چونکہ تم لوگوں میں بھی فرقے ہیں میں عیسائیت کی طرف واپس لوٹتا ہوں"۔

اتنا لکھنے کے بعد سر فیروز خان نون لکھتے ہیں:۔

"یورپ میں ہمارے بہترین مبلغ مولوی صدر الدین تھے"

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالے بخیریت ہیں، ہر روز نماز صبح کے بعد آپ قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

نماز تراویح

رمضان المبارک میں جامع احمدیہ لاہور میں رات کو سات بجے سے سوا آٹھ بجے تک حافظ محمد [illegible] صاحب نماز تراویح میں قرآن کریم سناتے ہیں۔

چوہدری موج دین کا انتقال پُرملال

چوہدری موج دین صاحب سکنہ علی پور [illegible] انتقال کی خبر قبل ازیں شائع ہو چکی ہے، چوہدری صاحب ہماری جماعت کے نہایت پُرجوش ممبر تھے۔ اور [illegible] سلسلہ کی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ان کا انتقال ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ ہمیں اس صدمہ میں اُن کے بیٹے [illegible] اور دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے، امید ہے کہ وہ اپنے والد مرحوم کے نقش قدم پر چل کر سلسلہ کے ساتھ پوری وابستگی کا ثبوت دیں گے اور جماعتی تحریکات میں پورا حصہ لیتے رہیں گے، دعا ہے اللہ تعالے ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

تمام جماعتوں سے التماس ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھ کر ان کی رُوح کو ثواب پہنچائیں۔

ستھانہ کی ایک بزرگ خاتون کا انتقال

ستھانہ ضلع ہزارہ کی ایک بزرگ خاتون والدہ سید امیر شاہ صاحب ۲۰ رنومبر ۱۹۶۶ء کو انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ایک نیک دل اور دیندار خاتون تھیں اور ان کی خواہش تھی کہ [illegible] احمدی جماعتیں ان کا جنازہ غائبانہ پڑھیں، لاہور میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے ان کا جنازہ غائبانہ ایک گذشتہ جمعہ [illegible] بیرونی جماعتوں سے بھی جنازہ غائبانہ کی التماس ہے۔

سیکرٹری دعوت و ارشاد راولپنڈی

خواجہ محمد نصیر اللہ صاحب جائنٹ سیکرٹری [illegible] راولپنڈی لکھتے ہیں کہ:

"ملک ظفر اللہ خاں کی جگہ شیخ [illegible] العزیز [illegible] کو سیکرٹری دعوت و ارشاد منتخب کیا گیا ہے۔"

[illegible] کی۔ قرار پایا کہ اخراجات تعمیر کا اندازہ لگوایا جائے اور جماعت احمدیہ کے اصحاب استطاعت سے اپیل کی جائے۔ کہ وہ اس کار خیر میں مالی امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اخبار پیغام صلح میں یہ اپیل شائع کرائی جائے۔ مخیر احباب میاں عبدالحکیم بی اے۔ ڈبلیو۔ پی۔ اے۔ ایس۔ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر محلہ شاہ بھوڑ کو بذریعہ منی آرڈر یا چیک رقوم بھیج سکتے ہیں۔"

[illegible] دین صاحب نے تجویز پیش کی۔ کہ مسجد کی گیلری کے مشرق میں خالی جگہ پر مہمانخانہ تعمیر کرایا جائے۔ ملک فضل الٰہی صاحب آف جہلم نے اس کی تائید [illegible]

جہلم میں مہمانخانہ کے لئے چندہ کی تحریک

جہلم سے ماسٹر عبدالحکیم صاحب لکھتے ہیں۔

"بروز جمعہ بعد از نماز جمعۃ المبارک سیٹھ سعادت [illegible]

روزہ کی فرضیت و افادیت — تقوٰے و طہارت اور بلند کردار پیدا کرنا روزہ کی اصل غرض و غایت ہے

خطبۂ جمعہ مؤرخہ ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۶ء فرمودہ حضرت امیرِ قوم مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام جامع احمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ——— (البقرہ)

روزہ کی فرضیت و افادیت اور تاریخی لحاظ سے دین کی وحدت

اس آیت میں خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ کتب علیکم الصیام۔ یعنی تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے۔ اور اس کی افادیت کو ظاہر کرنے اور اسے ضروری قرار دینے کے لئے فرمایا ہے کما کتب علی الذین من قبلکم۔ تم پر روزہ رکھنا ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی قوموں پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا تھا۔ اس میں روزہ رکھنے کی تاریخ بھی بیان کر دی گئی ہے اور دین کی وحدت بیان فرما دی ہے اور بتا دیا ہے کہ روزہ اُس وقت سے ہے جس وقت سے قوموں کی اصلاح کے لئے پیغمبرؑ بھیجے گئے۔

کما میں روزے کی فرضیت کی تشبیہ ہے نہ کہ کیفیت و کمیت کی

کما کتب کے حکم میں روزے کی فرضیت کی تشبیہ ہے اس کی کیفیت اور کمیت کی تشبیہ مقصود نہیں ہے یعنی پچھلی قوموں نے کتنے کتنے دن کے روزے رکھے۔ کس طرح رکھے اور کس مہینہ میں رکھے اس کا ذکر نہیں ہے لیکن یہاں اصولاً بتلا دیا ہے کہ تمام انبیاءؑ نے قوموں کی بہتری کے لئے تعلیم دی ہے کہ روزے رکھنے چاہئیں۔

روزہ رُوحانی تربیت کا موجب ہے

خدا جو رحیم و کریم ہے۔ اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اس کی جسمانیات کی ربوبیت و نشوونما کے لئے زمین و آسمان کو اس کی خدمت پر مامور کر دیا ہے۔ اسی طرح اس کی روحانی تربیت کے لئے فرمایا کتب علیکم الصیام تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے جسم کی نسبت روح زیادہ قیمتی ہے۔ اس لئے رُوح کی تربیت کے لئے سامان مہیا کرنا ازبس ضروری تھا۔ ایسا کرنے سے خدا تعالےٰ نے انسان پر سب احسانوں سے بڑھ کر احسان کیا۔ اس کے ساتھ روزہ رکھنے کا مقصد بھی بیان فرمایا ہے لعلکم تتقون۔ روزے سے تقوےٰ و طہارت پیدا ہوتا ہے انسان مجرمانہ افعال سے پرہیز کرتا ہے۔ قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ روزہ رکھنا مشقت بھری ریاضت ہے لیکن نہایت مفید ریاضت ہے۔ اس سے خواہشات پر قابو پانے اور استقلال، ثبات قدم اور مضبوطی کا سبق حاصل ہوتا ہے۔ جس قوم میں یہ اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں وہ قوم بلند ہو جاتی ہے۔

انسان کو خلیفۃ اللہ فی الارض کا شرف بخشا گیا ہے۔

یاد رہے کہ انسان خدا کی خالقیت کا کامل نمونہ ہے انسان کو فخر حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا خلیفۃ اللہ فی الارض بنایا ہے۔ خدا کا خلیفہ وہی ہو سکتا ہے جو خدا کی صفات سے رنگین ہو۔ اور خدا کی منشاء کو پورا کرنے والا ہو۔ امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آدم کی شکل و صورت خدا پر ہونے کے یہ معنے نہیں کہ خدا کے بھی ہاتھ پاؤں ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اس میں اپنے اوصاف رکھے ہیں۔

انسان میں ملکی اور حیوانی صفات

ان اوصاف کی تربیت سے انسان کو حیوان پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ انسان میں ملکی صفات کے علاوہ حیوانی خواہشات پیدا کئے گئے ہیں۔ انسان جب خواہشات ہی کا بندہ بن جاتا ہے تو حیوان سے بدتر ہو جاتا ہے اور جب خواہشات پر قابو پا لیتا ہے تو فرشتہ سیرت بن جاتا ہے۔ اگر انسان میں حیوانی جذبے نہ ہوں تو دنیا ترقی نہیں کر سکتی، اس کے اندر خواہشات اور اُمنگیں رکھی گئی ہیں، ان کے حصول کے لئے یہ دن رات جدوجہد کرتا ہے۔

حضرت یوسفؑ کا واقعہ

حضرت یوسفؑ خصوصیت سے خوبصورت نوجوان تھے۔ بڑی رعنائی اور دلربائی کے مالک تھے۔ اس لئے ملکۂ فرعون اُن پر فریفتہ تھی۔ ان کو وہ اپنے دام میں پھنسانا چاہتی تھیں، ان کو ہر طرح کا لالچ دیتی تھی۔ اس نے اپنا جذبہ پورا کرنے کے لئے ایک دن موقعہ پاکر غلقت الابواب بڑی احتیاط سے اس نے محل کا ایک ایک دروازہ بند کیا اور حضرت یوسفؑ کو کہا کہ ادھر آؤ۔ حضرت یوسفؑ نے جواب دیا معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوی، تیرے شوہر نے جو میرے آقا ہیں میرے اوپر احسان کیا ہے میں کس طرح ان کی نیکی کے بدلہ میں ایسی ناپاک خیانت کر سکتا ہوں۔ اس کو کہتے ہیں خدا پر ایمان اور اس کو حاضر و ناظر یقین کرنا۔ ایسا کرنے سے حضرت یوسفؑ فرشتہ سے بڑھ گئے۔ خواہشات و اُمنگوں کے ہوتے ...

روزہ کی غرض متقی بنانا ہے

اللہ تعالےٰ نے روزہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا لعلکم تتقون۔ ہم تمہیں خدا خوف بنانا چاہتے ہیں۔ ہم تمہیں تمام قسم کی برائیوں سے بچانا چاہتے ہیں۔ یہ غرض روزہ رکھنے کی ہے کہ تم تقوےٰ شعار ہو جاؤ، تقوےٰ کیا ہے التقوٰی ان لا یراک مولاک حیث نہاک۔ تقوےٰ یہ ہے کہ جس جگہ جانے سے تیرے مولا نے منع کیا ہو، یا جس کام کے کرنے سے روکا ہو اس جگہ نہ جانا اور اس کام کو نہ کیا جائے روزہ رکھنے سے انسان قرب الٰہی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم بحیثیت قوم بلند مقام پر پہنچ گئی۔ علاوہ ازیں روزہ متقاضی ہے کہ زبان پر قابو پایا جائے۔ زبان کو مہذب بنایا جائے کہ اس عضو سے کسی کو دُکھ نہ پہنچے۔

روزہ میں صبر کی تلقین اور قوم کی بلندی

روزے کو صبر بھی کہتے ہیں فرمایا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ خدا تعالےٰ کے احکام کی پابندی مضبوطی سے اور استقلال سے کی جائے۔ بدی کا مقابلہ کیا جائے اور مصائب کو برداشت کیا جائے جن لوگوں نے یہ سبق سیکھ لیا وہ بلند ہوگئے وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ حق و حکمت کو پا لینا اور اس کی آپس میں ایک دوسرے کو تلقین کرتے رہنا اور حق کے لئے صبر سے مقابلہ کرنا قوم کو بلند کرتا ہے

روزے سے غفرِ ذنوب

ایک حدیث قدسی میں ذکر ہے یدع طعامہ وشرابہ وشہواتہ من اجلی۔ روزہ دار میری خاطر کھانا پینا اور خواہشات چھوڑ دیتا ہے خدا اس بندے سے راضی ہے۔ اور فرمایا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وہ صادق مصدوق انسان جس کا اسم مبارک محمدؐ ہے ان کا یہ کلام ہے اور یہ صحیح ہے۔ فرمایا جس شخص نے رمضان کے مہینہ کے روزے خدا اور رسول صلی اللہ

علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہوئے اور اخلاص سے رکھے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا بھی ہے۔ فرمایا کم من صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع والعطش کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جو بھوکے اور پیاسے رہنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں کرتے۔

لکھنؤ کے نواب کی سہل انگاری

روزہ مشقت اور طہارت و تقوے کی زندگی پیدا کرنا چاہتا ہے، مشقت کی زندگی بسر کرنا بڑا مفید ہے لکھنؤ کے ایک نواب کا ذکر ہے انہیں اطلاع دی گئی کہ دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے اور شہر کے کنارے پر آ گئے ہیں۔ نواب صاحب کہنے لگے میں تو پلنگ پر جاگ رہا ہوں لیکن بدبخت نوکر ہی نہیں جو مجھے جوتے پہنا دے۔ انہوں نے مشقت کی زندگی چھوڑ کر سہل انگاری کو زندگی کی غرض و غایت سمجھ لیا تھا۔ حالانکہ مشقت ان کو بڑا کرتی ہے۔

سر فضل حسین، کالی داس، قائدِ اعظم اور مولینا نورالدین۔

سر فضل حسین جب بیرسٹر بن کر آئے۔ تو انہوں نے ابتداء میں سیالکوٹ میں پریکٹس شروع کی تھی۔ سیالکوٹ میں سب سے معزز خاندان آغا صفدر کے دادا کا تھا ـــ اقبال بھی وہاں آتے جاتے تھے۔ اور سر فضل حسین بھی۔ مجھے بھی وہاں جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ سر فضل حسین کہتے تھے میں دس روپے کے مقدمہ کی خاطر گرمی کے ایام میں رات کو دس بارہ بجے تک مطالعہ کرتا ہوں۔ ان کی لیاقت اور کردار کی وجہ سے انگریز اُن سے ڈرتا تھا کردار پیدا نہیں ہو سکتا جب تک محنت و مشقت کا عادی نہ ہو۔ کوئی اخبار نویس اچھا نہیں ہو سکتا جب اس کا مطالعہ وسیع نہ ہو، کالی داس ٹریبون اخبار کا ایڈیٹر تھا۔ وہ بلا کا انسان تھا، اس کا مطالعہ بڑا وسیع تھا۔ اس کی قلم سے سول ملٹری ڈرتا تھا۔ ہمارے قائدِ اعظم بھی بہت بڑے انسان تھے۔ ایک یوروپین نے اُن سے ملاقات کے بعد کہا I met a giant میں ایک دیو ہیکل انسان سے ملا ہوں۔ وہ جسم کے لحاظ سے تو دیو ہیکل نہیں تھے البتہ اُن کے علم نے اُن کو دیو ہیکل بنا دیا تھا۔

حضرت مولینا نورالدین رح نے جموں چھوڑا اس وقت اُن کے پاس ایک لاکھ روپے کی لائبریری تھی۔ انہوں نے تمام پبلشروں کو لکھا ہوا تھا کہ جب بھی کوئی نئی کتاب نکلے مجھے بھجوائی جائے۔

کتاب سر اللیالی اور اس کا مصنف

انہوں نے مجھے ایک کتاب سر اللیالی پڑھنے کے لئے دی یہ فلالوجی یعنی علم اللسان کی کتاب ہے۔ اور بڑی محنت سے لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب میں انگریزی فرانسیسی اور عربی زبان پر بحث ہے۔ کمال کر دیا ہے۔ اس کے مؤلف نے۔ اس کتاب کے مصنف کا نام ہے احمد فارس یہ ایک ترک تھا، جو فرانس اور انگلستان میں ترکی کا سفیر رہا

انگلستان میں انہوں نے ایک انگریز عورت سے شادی کی تھی۔ بعد میں انگلستان میں بھی ایمبیسیڈر رہا۔ انگریزی میں بھی مہارت حاصل کر لی۔ عربی ان کی مادری زبان تھی۔ میں جب انگلستان میں گیا تو انڈیا آفس کا ایک شخص میرے پاس آیا اس نے کہا کہ ایک لڑکی کی دادی انتقال کر گئی ہے۔ وہ مسلمان تھی۔ پوتی کی خواہش ہے کہ اس کی تدفین اسلامی طریقہ سے ہو، ان کی خواہش ہے کہ آپ اس موقعہ پر ان سے عملاً ہمدردی کریں۔ چنانچہ میں ان کے ہاں پہنچا۔ وہ پوتی کاکیشیا کی پری معلوم ہوتی تھی۔ انگریزی میں اس کا نام روز تھا۔ باپ دادا نے اس کا نام وردہ یعنی گلاب رکھا تھا۔ اس خاتون نے نہایت ادب و احترام سے مجھے اپنی نشست گاہ میں بٹھایا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ ساتھ کے کمرے میں میری دادی اماں استراحت کر رہی ہیں ان کو چل کر دیکھیں۔ اس کمرے میں جب گیا تو مرحومہ کی چھاتی پر قرآن کریم رکھا ہوا پایا۔ قرآن کریم کا یہ نسخہ زرق برق تھا۔ اس خاتون نے کہا کہ اس قرآن کریم کی برکت سے میری دادی اماں کو جنت نصیب ہو گی۔ اس لئے یہ نسخہ ان کے ساتھ دفن کر دوں گی۔ میں نے کہا کہ قرآن کو دفن نہیں کیا جاتا۔ اس پر اس نے وہ قرآن اُٹھا کر مجھے دے دیا کہ آپ اس کو پڑھا کریں گے تو اس کا ثواب دادی اماں کو نصیب ہو گا۔ میں نے کہا کہ میرا مقصد یہ نہیں کہ قرآن کو میں خود لے لوں۔ یہ اعلیٰ درجہ کی وراثت ہے۔ آپ کے گھر میں رہنی چاہیئے۔ چنانچہ اس خاتون نے وہ قرآن کریم کا نسخہ سنبھال کر رکھ لیا۔ اس خاتون نے بتایا کہ میرے دادا جان جن کا نام نامی احمد فارس تھا رات کے وقت موم بتی کی روشنی میں کتاب لکھا کرتے تھے۔ اس سے میں نے سمجھ لیا کہ یہ احمد فارس کا مکان ہے۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنی کتاب کا نام سر اللیالی رکھا

مسلمان علماء اور بزرگوں کے علمی کارنامے

غرض محنت و مشقت سے انسان کو بلندی حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے اسلاف نے علم کے پھیلانے میں بڑی بڑی محنتیں کیں۔ امام ابن تیمیہ رح نے تین سو کتب لکھیں ابن جریر رح نے تفسیر قرآن کی تیس جلدیں تالیف کیں۔ قاضی ایاز نے حضور نبی کریم صلعم کی سیرت پر کتاب لکھی۔ ابن رشد فلسفہ کے باعث اور ابن سینا حکمت کے باعث یورپ میں مشہور رہے۔ آپ کا یہ ورثہ بتلاتا ہے کہ مشقت کی زندگی سے ہماری قوم بلند ہو گئی۔ یورپ جس وقت بے علمی کی تاریکیوں میں گھرا ہوا تھا۔ علم کی روشنی اسے نصیب نہیں ہوئی تھی۔ بُت پرستی اور توہم پرستی کا شکار تھا۔ اس وقت سپین میں آپ کے بزرگوں نے اسے علم و حکمت کی تعلیم دی اہل یورپ آج بھی فلسفۂ ابن رشد اور ابی سینا کی حکمت کا قائل ہے اور اس بات کا معترف ہے کہ یورپ کو مسلمانوں نے علم سکھایا ہے۔ یہ سب آپ کے بزرگوں کی محنت و مشقت کا نتیجہ تھا۔ لہذا قوم کو عادت ڈالنی چاہیئے کہ مشقت کی زندگی بسر کرے۔ اگر آپ کی فوج مشقت کرنے کی عادی

نہ ہوتی تو چار گنا ہندو لشکر کا مقابلہ کیسے کر سکتی۔ ان کی مشقت و محنت نے پھل دیا اور خدا نے ان پر اپنا فضل اُتارا اور ان کو نمایاں فتح نصیب ہوئی جس سے اُن کا نام دنیا میں روشن ہوا۔

روزہ کا مقصد بلند مقام عطا کرنا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تعلیم قوم کو بلند مقام پر کھڑا کرنا چاہتی ہے، ہندو۔ دیوی دیوتاؤں کے غضب کو کم کرنے کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔ ان کا روزہ اس لئے ہوتا ہے کہ دیوی دیوتاؤں کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔

روزہ کا مقصد قربِ الٰہی حاصل کرنا ہے

اسلامی روزہ کا مفہوم یہ نہیں کہ بدن کو اذیت پہنچا کر خدا کو خوش کیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے انسان کو کامل تزکیہ و طہارت حاصل ہو جائے جس سے اس کو خدا کا قرب نصیب ہو۔ چنانچہ فرمایا۔ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ جب میرا بندہ دعا مانگتا ہے تو میں اس کے قریب ہوتا ہوں۔ ان کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ روزے کے اس مقصد کو اولیاء اللہ نے پایا ہے۔

حلال روزی سے استجابت دُعا

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوات

حلال طیب روٹی کھاؤ۔ اس سے تمہاری دعائیں سُنی جائیں گی۔ ہماری قوم کو یقین تام ہونا چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے ان ارشادات پر کاربند ہونے سے قوم اعلیٰ درجے کے کردار کی مالک ہو جاتی ہے۔

رمضان کی ظاہری برکات

اس مہینہ کی برکات میں سے یہ بھی ایک برکت ہے کہ مسجدیں بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ رات کے وقت تراویح پڑھی جاتی ہیں۔ دن کے وقت مسجدوں میں اور گھروں میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے۔ قوم کی قوم خدا کی طرف متوجہ نظر آتی ہے۔ یہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے جو ہمارے دلوں میں یہ قیمتی جذبہ قائم کر رکھا ہے۔

حاجی ابراہیم صاحب کی علالت

آج میں صبح سویرے ایک شخص کی احوال پرسی کے لئے گیا۔ وہ نماز تراویح میں ہمیشہ آیا کرتے تھے۔ لیکن اس مرتبہ نظر نہیں آئے۔ ان کا ایک عزیز جمیل نماز تراویح میں شریک ہوتا ہے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ حاجی ابراھیم صاحب تشریف نہیں لاتے اس نے بتلایا کہ وہ گر گئے تھے ان کو چوٹ لگ گئی ہے اور ان کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ اور چلنے سے معذور ہیں۔ میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک مہینہ کے بعد ایسی صورت پیدا ہوئی ہے کہ میں بیٹھنے لگا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ نماز تو میں بیٹھ کر ہی ادا کرتا ہوں۔ اور قرآن کریم روزانہ تلاوت کرتا ہوں اب تک گیارہ پارے ختم کر چکا ہوں۔ غرض مسجدوں میں گھروں میں قرآن کریم پڑھا جاتا ہے اور خدا کا ذکر کیا جاتا ہے

(باقی برصفحہ)

اقبال احمد صاحب انگلستان

میجر جے، ڈبلیو، بی فاروق فارمر ایم ۔ بی ۔ ای ۔ کی یاد میں

۱۱ نومبر ۱۹۶۶ء کو میجر جے۔ ڈبلیو۔ بی، فارمر، میرسٹھ کے ویسٹ لندن ہسپتال میں ایک اپریشن کے بعد وفات پا گئے۔ ان کی وفات انگلستان کے مسلمانوں کے لئے ایک بڑا صدمہ ہے۔ مسلمانوں سے ان کا سب سے پہلا رابطہ پہلی جنگ عظیم میں ہوا جبکہ وہ مشرق وسطیٰ میں لڑائی کے سلسلہ میں گئے۔ مختلف محاذوں میں جنگ کے دوران وہ مسلمانوں کی مردانگی اور بہادری سے بہت متاثر ہوئے۔ اس وقت سے آپکی اسلام سے دلچسپی بڑھتی گئی۔ سنہ ۱۹۳۰ء کے اوائل میں فارمر مرحوم شاہجہان مسجد کے قریب ۲۸۔ اورینٹس روڈ پر ایک مکان میں رہتے تھے۔ جس کا نام انہوں نے خان یونس مشرق وسطیٰ کے اس مقام کی یاد میں رکھا تھا جہاں وہ جنگ کے دوران زخمی ہوئے تھے۔ ان دنوں شاہجہان مسجد کے امام مولانا آفتاب الدین احمد مرحوم تھے جنہیں فارمر مرحوم محبت سے مسٹر دین کہا کرتے تھے۔ دونوں کی ملاقات ... اور دیرپا دوستی پر منتج ہوئی اور میجر فارمر انہی کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ذیل میں اسلامک ریویو میگزین کے جناب این۔ ایچ کاسن کو ۱۹ / جولائی ۱۹۴۰ء کو میجر فارمر مرحوم نے جو خط لکھا تھا۔ اس کے اقتباس درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان کے اسلام قبول کرنے کی وجوہات کا پتہ چلتا ہے۔

"....... اچھا اس دفعہ میں آپ کو کاروباری معاملات کے بارے میں نہیں بلکہ اس منسلکہ کاغذ کے متعلق لکھ رہا ہوں جو کہ مجھے ابھی ہندوستان سے ملا ہوا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس نے بھیجا ہے کیونکہ اس کے ساتھ کوئی خط نہیں ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ میرے ایک نہایت ہی عزیز دوست کی طرف سے ہے جو شاہجہان مسجد کے امام تھے جب وہ اس ملک میں تھے تو وہ آپ سے ملنے کے بہت خواہشمند تھے لیکن چونکہ ان کو جلد ہندوستان واپس جانا پڑا اس لئے وہ آپ سے نہ مل سکے۔ جناب آفتاب الدین احمد اسلامی تبلیغی تحریک میں بڑی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کی بیشتر کتابیں انہوں نے پڑھی تھیں (کتنے عیسائی ہیں جنہوں نے ایک کتاب بھی اسلامی تبلیغی پڑھی ہوگی)"

"میں اپنے متعلق کبھی یہ دعوےٰ نہیں کر سکتا کہ میں ایک مذہبی قسم کا انسان ہوں۔ لیکن جس طریق پر عیسائی کلیسا نے گذشتہ جنگ عظیم میں مختلف امور کے متعلق پہلو اختیار کیا اس پر میں سخت دل برداشتہ ہوا اور میں نے چھان بین شروع کی اور آخرکار اسلام قبول کیا۔"

"اسلام ایک عملی مذہب ہے جو کہ بچھاروں اور توہمات سے مبرا ہے جو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے اس میں کوئی بات غیر معقول نہیں اور نہ ہی یہ مذہبی باریکیوں کی الجھنوں میں گھرا ہوا ہے۔ یہ بنیادی باتوں کو بیان کرتا ہے اور پھر قوانین قدرت کی بنیاد پر آگے چلتا ہے۔ اسلام کے نزدیک مذہب اور سائنس میں کوئی تفاوت اور ٹکراؤ نہیں بلکہ وہ مذہب کو سب سے بڑی سائنس گردانتا ہے جو اچھی اور کامیاب زندگی کی سائنس ہے۔ یہ تمام لوگوں کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ یہ اس دنیا کے حالات اور یہاں کے لوگوں کے رہنے کے لئے ہے۔"

"اسلام خالصۃً سائنسی طریق زندگی کا حامل ہے جہاں دوسرے مذاہب تین خدا، روح القدس اور اس قسم کی دوسری باتوں پر زور دیتے ہیں جن کے لئے کوئی عقلی وجوہ نہیں دی جاتیں۔ اسلام آدمی کو وہ حقائق تلاش کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ اور اس علم کی تلاش کی طرف توجہ دلاتا ہے تاکہ انسان اپنے ماحول کی ذمہ داریوں سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کا بہترین طریق معلوم کر سکے۔"

"اوائل دور کا عیسائی کلیسہ جہالت کی بناء پر پنپا اور علمی روشنی کو بُرا مانتا تھا۔ اس وقت جبکہ یورپ عیسائی رہبانیت کے سائے تلے سرگرداں تھا جو ہر قسم کے علم کی تلاش کا گلا گھونٹ دیتا تھا۔ اسلام دنیا کے کناروں تک علم کی روشنی پھیلا رہا تھا۔ مسلمان ہی تھے جنہوں نے محمد صلعم کی تعلیمات کے ذریعہ یورپ کو نئی روشنی بخشی اور بے شک مسلمان اسلامی تعلیمات پر پوری طرح کاربند رہے۔ انہوں نے دنیا کی ہر شعبہ میں رہنمائی کی۔ لیکن جب انہوں نے صحیح تعلیمات سے انحراف کیا تو وہ خود ستائشی میں مبتلا ہو گئے اور آخرکار قعر مذلت میں گر گئے۔ ہمارے عیسائی دوست ہمیں یہ کہتے ہیں کہ عیسائیت ابھی تک آزمائی نہیں گئی یقیناً دو ہزار سال کے بعد یہ بات خود ان کو جھٹلاتی ہے۔"

"اسلام کو اس ملک میں بہت غلط طریق پر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ عیسائی پادریوں کے اپنے مخصوص مفاد اس کے زیادہ تر ذمہ دار ہیں۔ حیرانگی کی بات ہے کہ پادری صاحبان نے اس عظیم نبی کے کارناموں کا انکار کر کے حد درجہ کی گراوٹ کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسلام کے متعلق یہ مشہور کیا جاتا رہا کہ یہ ایسا مذہب ہے جو ہر چیز کے پہلے سے مقدر ہونے کا قائل ہے۔ حالانکہ اسلام کے بانی نبی اکرم صلعم کی زندگی دنیا کے تمام لوگوں سے فعال ہونے کی وجہ سے اس غلط پراپیگنڈے کو جھٹلانے کے لئے کافی ہے۔

عیسائیوں کے متعلق ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ دراصل وہ خود اندھی تقدیر کے قائل ہیں۔ کیا موجودہ بین الاقوامی انحطاط عمل صالح کی بجائے "خدا مسیح پر ایمان" کی اندھی تقلید کی وجہ سے نہیں ہے؟ بے شک سمجھدار اور ایماندار عیسائی حضرات نے جنہوں نے حال ہی میں ہمارے معاملات کی رہنمائی کا کام سنبھالا ہے۔ اب اس بات کو سمجھنے لگے ہیں کہ گو خداتعالیٰ ہماری پرورش اور زندگی کی دوسری ضروریات مہیا کرتا ہے۔ لیکن وہ یہ سب کچھ پکا پکایا تو مہیا نہیں کرتا۔ اس کے لئے ہمیں اپنے تجربہ اور محنت کو بروئے کار لانا پڑتا ہے۔"

یہ تھے میجر فارمر کے خیالات۔ جوں جوں وقت گذرتا گیا میجر فارمر مرحوم شاہجہان مسجد ووکنگ اور اس کی سرگرمیوں میں زیادہ دلچسپی لینے لگے۔ حتیٰ کہ انکو ووکنگ مسجد کے ٹرسٹ کا معتمد بنا دیا گیا اور پھر وہ کئی سال تک انگلستان کی مسلم سوسائٹی کے صدر رہے۔ یہ سوسائٹی ایک مدت تک انگلستان میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن اب انگلستان میں دیگر ممالک سے مسلمانوں کی زیادہ تعداد میں آمد اور دیگر مسلمان سوسائٹیوں کے قیام سے اس کی اہمیت گھٹ گئی ہے۔ میجر فارمر مرحوم ایک نہایت ہی مخلص اور دیندار مسلمان تھے۔ انگلستان کے مسلمان ان کی مذہب اسلام کے لئے غیرت اور انتہائی درد کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ ان کو خاص طور پر شاہجہان مسجد میں عیدین کی تقریبات کے موقعہ پر بے لوث خدمت کے لئے ہمیشہ یاد کیا جائے گا وہ ایک مدت تک اس کٹھن کام کو سرانجام دیتے رہے جب تک ان کی صحت اس بات کی اجازت دیتی رہی۔

میجر فارمر مرحوم "جان فارمر لمیٹڈ" کے جوتا سازی کے کارخانہ کے تین سال قبل تک مینیجنگ ڈائرکٹر رہے یہ ایک خاندانی کاروباری فرم ہے جو ان کے والد مرحوم نے قائم کیا تھا۔ پہلی جنگ عظیم میں فارمر مرحوم مشرق وسطیٰ میں ٹینک ڈویژن میں تھے۔ اس کے بعد وہ ٹیریٹوریل فوج کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ اس کے بعد ہوم گارڈ میں انہوں نے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اور اس کے صلہ کے طور پر ان کو ایم بی۔ ای (M.B.E) کا خطاب دیا گیا۔ وہ آرمی کیڈٹ فورسز کے جنوبی حصہ کے ٹریننگ آفیسر بھی رہ چکے ہیں۔

عبد الحمید صاحب مولوی فاضل

روزہ کی برکات

الصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

یہ بابرکت مہینہ ہے۔ مساجد بھری ہوئی ہیں لوگ اپنے خالق حقیقی کو خوش کرنے کے لئے جاگ رہے ہیں نوافل پڑھ رہے ہیں دن کی روشنی میں حلال اور جائز چیز سے اجتناب کئے ہوئے ہیں زبان پر ذکر الٰہی ہے جھوٹ اور غلط بات سے پرہیز ہے۔ گویا کہ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے پریکٹس کرائی جا رہی ہے۔ آسائشوں کو دُور رکھا ہوا ہے اور کلفت برداشت کی جا رہی ہے کس لئے؟ اس لئے کہ بندہ کو پتہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی برکات اور رحمتوں کے باب اس کے لئے کھول دیئے ہیں نعماء ہی نہیں بلکہ خود خدا تعالیٰ کا وصل حاصل ہوتا ہے اس کے برگزیدہ بندے تو اس سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن ایک عاصی بھی جب اس کے حضور گرتا ہے اور اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے تو اس در پر گرنے میں ایک لطف ایک سرور جو اسے حاصل ہوتا ہے، وہ ایک عجیب کیف و مستی اس کے اندر بھر دیتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الصوم لی وانا اجزی بہ کہ روزہ (کھانا پینا اور خواہشات کا ترک کرنا) میری رضا کی خاطر ہے اور میری رضا ایسے شخص کو حاصل ہو جاتی ہے (جو رسم یا دکھاوے کے لئے نہیں) جو صرف میری خوشنودی کی خاطر اپنے آپ کو پابند کر لیتا ہے۔ اور یترک طعامہ وشرابہ وشھوتہ من اجلی یعنی اپنے دسترخوان، لذیذ مشروبات و دیگر نفسانی خواہشات سے رضائے الٰہی کی خاطر اجتناب کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو اس سے اس جذبہ کی وجہ سے اتنا پیار ہو جاتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں والذی نفسی بیدہ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک۔ کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اللہ اللہ۔ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اسی عظیم الشان معجزہ کا نزول ہوا کہ یہ معجزہ قیامت تک کروڑوں معجزات دکھاتا رہے گا فرمایا شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کہ یہی بابرکت مہینہ ہے جس میں یہ کتاب اُتری جس کا ایک معجزہ اس کا نام ہے کہ وہ ہمیشہ مسلسل اور بکثرت پڑھی جاوے گی ھدی للناس وہ ہادی اور رہبر پیدا کرتی رہے گی۔ وبینٰت من الھدیٰ دلائل سے بھرپور ہے والفرقان

حق و باطل میں فیصلہ کن ہے۔ تو رمضان میں ایک ایسے روشنی کے مینار کو اتارا گیا جو انسان کو خدا کی طرف جانے کے لئے بصارت اور نور بخشتا ہے۔ طوفان اور زلازل میں حقیقی مقام تک رسائی اسی مینار کے ذریعہ ہوتی ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں ماہ صیام کی اہمیت اور تلاوت کلام پاک کی افادیت بیان فرمائی وہاں یہ بھی فرمایا واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون۔ کہ جب میرا بندہ میرا وصل چاہے میرے ساتھ عشق کرے اور میری رضا اور لقاء کی خواہش کرے (تو اسے اطلاع دی جاتی ہے) کہ میں آیا اور لو میں تمہارے قریب تر ہو گیا ہوں بولو کیا چاہتے ہو جب میرے پاس آنا چاہو میرے دروازے کھلے ہیں اور یہی وہ مقام ہے کہ بقول شاعر خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے لیکن لیکن جو اس در تک پہنچنے کی شدید خواہش رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ پھر میرا ہی ہو رہے اور تکیہ میرا ہی کرے تا مجھ تک رسائی حاصل رہے تو اذا سالک عبادی عنی فانی قریب کا ترجمہ وہی ہے جو بخاری شریف میں رسول اللہ صلعم کی زبانی خدا تعالیٰ کا فرمان درج ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ کہ میری خاطر روزہ رکھنے والے کو میں مل جایا کرتا ہوں۔ اور جسے کائنات کو بنانے والا خزانہ ہی مل گیا اسے اور کیا چاہیئے۔

میں اُوپر عرض کر رہا تھا کہ اس مہینہ میں ایک عجیب سماں بندھ جاتا ہے خدا کے گھر بندگان خدا سے بھرے ہوتے ہیں۔ ان کا یہ اجتماع کسی لین دین یا دنیاوی خواہش کے لئے نہیں بلکہ صرف اس کے آستانہ پر گرنے بیٹھ کر اور کھڑا ہو کر اس ذات پاک کو اس کی صفات کو یاد کرنا مقصود ہوتا ہے۔ نیکی کی تحریک دل میں زوروں پر ہوتی ہے برے سے برا آدمی یہ ضرور کہے گا کہ بھئی روزے کا احترام ہے اس وجہ سے یہ بات نہ ہو۔ عاصی سے عاصی کے اندر بھی یہ تحریک ضرور چلتی رہتی ہے کہ روزہ ہے، ذرا رُک کر۔ عام انسان بھی دُعا میں مشغول ہے خود تلاوت کرتا ہے۔ تراویح میں قرآن سنتا ہے روزہ رکھ کر دُعا کرتا ہے، چھوڑ کر دُعا کرتا ہے۔ نماز کے اوقات کا فکر دامنگیر رہتا ہے۔ کلمات ربانی سے گھر گونج رہا ہے۔ ادھر باپ قرآن پڑھ رہا ہے۔ تو ادھر ماں تلاوت میں مشغول ہے، ایک طرف بہن قرآن لئے

بیٹھی ہے تو دوسری طرف بھائی کے کلام پاک پڑھنے کی صدا آ رہی ہے۔ بیوی بچے سب اس نسخہ کو استعمال کر رہے ہیں تا اعمال سئیہ سے شفا پاویں اور واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کس طرح حقیقت معلوم ہوتا ہے کہ اذا دخل شھر رمضان فتحت ابواب السماء کہ رمضان شریف میں برکات سماوی فیوض عرشی کے وسیع و عریض پھاٹک کھل جاتے ہیں اور بدی کی آماجگاہ کے جنگلے مقفل ہو جاتے ہیں ان دنوں نیکی کی تحریکیں زوروں پر ہوتی ہیں وسلسلت الشیاطین بدی کی تحریکیں جکڑ دی جاتی ہیں اور شیاطین قوائے حیوانیہ کے دبنے کی وجہ سے انہیں آلۂ کار نہیں بنا سکتا۔

پس اس مہینہ میں عبادت بہت کرنی چاہیئے اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دعائیں بدعوت اور خشوع و خضوع اختیار کرنا چاہیئے۔ عبادت کے سلسلے بدن اور لباس کی صفائی ضروری ہے بلکہ ہر امر میں صفائی چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظافت بہت پسند تھی اور فرمایا بنی الاسلام علی النظافۃ کہ اسلام کی بنا ہی نظافت پر ہے۔ ایک دفعہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ حضور کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے کہ میں خدا کے حضور مستجاب الدعوات ہو جاؤں۔ فرمایا اطب مطعمک تکن مستجاب الدعوات کہ صاف اور عمدہ کھانا کھایا کرو مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ تو دسترخوان، برتنوں کی صفائی اور کھانے کی صفائی بھی اللہ تعالیٰ کو کتنی پیاری ہے۔ تبھی ہم کو حلالاً طیباً کا حکم دیا گیا ہے کہ صرف حلال نہیں بلکہ طیب کھانا کھاؤ۔

ان دنوں صدقہ و خیرات بڑھ چڑھ کر دینا چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے اجود ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی رمضان کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں سب دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے۔

ان دنوں گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا سے خصوصاً اجتناب کرنا چاہیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان امرء قاتلہ او شاتمہ فلیقل انی صائم، اگر کسی معاملہ میں کوئی جھگڑ پڑے یا گالی نکال دے تو روزہ دار اسے صرف یہ جواب دے کہ انی صائم۔ میں تو روزہ دار ہوں تا بُری باتوں اور جھوٹ کو بکلی ترک کر دینا چاہیئے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ۔ کہ جو جھوٹ پر عامل ہے ایسے آدمی کے کھانا پینا ترک کرنے کی اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم کو رمضان شریف میں اپنے احکام کی پوری طرح پابندی کرنے کی توفیق فرماوے۔ والسلام

جلسۂ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مختصر جائزہ

(۲)

اجلاس اوّل

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سہ روزہ جلسہ سالانہ کے دوسرے دن ۱۰ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ پہلا اجلاس صبح ۹ بجے مکرم کرنل سید بشیر حسین شاہ صاحب ریٹائرڈ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم و نظم

محترم عبدالعلی صاحب از دیندسے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی۔ طلباء نے مسلم ہائی سکول ۲۷ لاہور نے منظوم کلام ترنم سے پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

پروگرام کے مطابق مکرم حافظ محمد حسن صاحب چیمہ ایڈووکیٹ اور محترم قاضی عبدالرشید صاحب ایڈووکیٹ و مبلغ اسلام کی تقاریر کا وقت تھا وہ علالت کے باعث تشریف نہ لا سکے۔ اللہ تعالےٰ ان حضرات کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

چودہویں صدی کا شہید اکبر

جناب میاں رحیم بخش صاحب ایم اے نے جو بعض ضروری مصروفیات کی وجہ سے کراچی سے تشریف نہ لا سکے موضوع بالا پر اپنی تقریر لکھ کر بھجوائی تھی جو مکرم مولانا دوست محمد صاحب ایڈیٹر پیغام صلح لاہور نے پڑھ کر سنائی۔

اس تقریر میں میاں صاحب موصوف نے شہید اور بشارت کے الفاظ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں سیر حاصل بحث کرتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی کہ شہید کا لفظ قرآن کریم نے پیشرو کے معنوں میں بھی استعمال کیا ہے جیسے فرمایا کنتم امة وسطًا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدًا

اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح آنحضرت صلعم اپنی امت کے لئے پیشرو اور امام ہیں۔ اسی مناسبت سے امت محمدیہ تمام نسلِ انسانی کے لئے بطور پیشرو اور امام ہے۔

مکرم میاں صاحب نے اپنی تقریر میں لکھا ہے کہ تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام تو خدا تعالےٰ کی ہستی اور اس کی توحید کامل پر ایمان ہوتا ہے۔ اس شہادت باللہ کی تکمیل کے لئے ان انبیاء اور رسُل کی زندگیوں میں دو خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کو انذاری اور مبشرات والی ہر دو قسم کی پیشگوئیوں سے حصہ دیا جاتا ہے۔ یہ مقربان الٰہی ابتلاء و مصائب کے دور میں اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر پرزور اور پرشکوہ الفاظ میں پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ جن کے اندر مستقبل کے بارہ میں صاف اور صریح نصرتوں کا اعلان ہوتا ہے جن میں مکفرین اور مخالفین کی مغلوبیت اور ہزیمت کا اظہار ہوتا ہے۔ دوسری خصوصیت ان بزرگانِ الٰہی میں یہ ہوتی ہے کہ وہ حصول مدعا کے لئے جناب الٰہی میں بذریعہ دعا طلبگار ہوتے ہیں۔ اس دعا کی استجابت پر ان کو پُورا اعتماد ہوتا ہے۔ ان ہر دو خصوصیات کو قرآن و تاریخ اسلام اور تاریخ مذاہب کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے مکرم میاں صاحب موصوف نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم کے وجود باوجود پر ختم نبوت اور تکمیل دین ہوا لیکن امر الٰہی کے مطابق تحفظ دین کی خاطر اُمت محمدیہ میں ایک سلسلہ اولیاء اور صالحین کا چلا آیا ہے

جس طرح حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے اللہ تعالےٰ کی ہستی پر شہید ہیں اور اس کی وحدانیت پر کامل دلیل ہیں۔ اسی طرح اُمت محمدیہ میں بھی یہ مجددینؒ اور محدثین اس شہادت کے درجہ پر پہنچیں گے۔ مجددین اسلام کا ذکر کرتے ہوئے جناب میاں صاحب نے فرمایا کہ ان اولیاء اللہ اور مجددین کے زمرہ میں ایک مامور نے اس چودھویں صدی میں ظہور کیا اس مامور نے اعلان کیا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اپنی ہمکلامی سے نوازا ہے۔ اس نے زمانۂ حال کی ملحدانہ روش کے پیش نظر اپنے رُؤیا صادقہ، مکاشفات اور الہامات کو ہستی باری تعالےٰ کے وجود کے لئے بطور ایک ایک زندہ ثبوت پیش کیا۔ مذکورہ دو خصوصیات جو اولیاء اللہ میں نمایاں ہوتی ہیں حضرت امام زمانؑ کی زندگی میں غایت درجہ نمایاں ہیں۔ جناب میاں صاحب مکرم نے بڑی تفصیل سے ان خصوصیات کو حضرت صاحبؑ کی زندگی میں قدم قدم پر کام کرتے ہوئے دکھلایا اور کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صدی چہاردہم ہجری کے شہید اکبر ہیں اپنی تقریر کے آخر میں لکھا ہے کہ ہمیں دعاؤں کی سخت ضرورت ہے گو اسلام کی صداقت تمام عالم پر روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکی ہے مگر پھر بھی دنیا ظلمتوں میں گھری ہوئی ہے الحاد بے دینی کی تند ہوائیں چل رہی ہیں اسلام کی اشاعت کی طرف مسلمانوں کی توجہ بہت کم ہے ایک قلیل جماعت احمدیہ لاہور نے اشاعت اسلام کا بیڑا اُٹھا رکھا ہے کتنے مسلمان ہیں جو اُن کے ساتھ شامل ہو کر تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ غلبۂ اسلام کا وہ نظارہ ہمیں دکھلائے جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کشفی نظروں سے دیکھا تھا۔ اور اس غلبۂ دین کی جد و جہد میں ہمیں شمولیت کی توفیق دے۔ اور تمام مسلمانانِ عالم ہماری تائید و معاونت میں شامل ہو کر ثواب دارین حاصل کریں۔

مکرم میاں صاحب موصوف کی پوری تقریر کسی آئندہ اشاعت میں درج ہو گی۔

سب سے بڑی آرزو یا سب سے بڑی خواہش

ان کے بعد مکرم مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے نے موضوع بالا پر تقریر فرمائی۔ قبلہ مرزا صاحب موصوف نے آیت قرآنی ولا تتمنوا ما فضل اللہ به بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن۔ وسئلوا اللہ من فضله ان اللہ کان بکل شیء علیمًا۔ کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان خواہشات، جذبات، احساسات اور عقل کا مجموعہ ہے۔ اس کے دل میں کچھ تمنائیں اور آرزوئیں ہوتی ہیں کچھ پُوری ہو جاتی ہیں اور کچھ پُوری نہیں ہوتیں۔ کوئی خواہش پُوری ہو جائے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور جب کوئی خواہش پُوری نہ ہو تو وہ غمگین اداس اور دکھی ہو جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے جو انسان کو رُوح عطا فرمائی ہے وہ انسان میں توازن پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر اس میں توازن پیدا ہو جائے تو وہ جنتی زندگی ہوتی ہے جب یہ نہ ہو تو اضطراب و انتشار کی زندگی ہوتی ہے۔

مکرم مرزا صاحب موصوف نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ انسان کی سب سے بڑی خواہش خوش و خورم رہنا ہے، خوشی و مسرت کے حصول کے لئے وہ سب کچھ کرتا ہے۔ اس کے حصول کے ذرائع بھی مختلف ہیں۔ عموماً دولت کو خوشی کے حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن کیا واقعی محض دولت انسان کو حقیقی خوشی کی نعمت عطا کر دیتی ہے؟ ! محض دولت سے سُکھ کے ذرائع حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ خوشی کی دولت سے بہرہ ور نہیں کر سکتی۔ اس عطیہ کو حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم جو ہمارے ایمان کے مطابق بنی نوع انسان کے لئے کامل اور مکمل ہدایت نامہ ہے اس نے آیت بالا میں خوشی اور اطمینان کی دولت سے بہرہ ور ہونے کا بڑا اچھا نسخہ بتلایا ہے اس میں مذکور ہے کہ تم لوگوں کی فضیلتیں دیکھ کر دل میں زیادہ تمنائیں پیدا نہ کیا کرو کیونکہ اس سے ذہنی تکلیف ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ کس انسان کو کیا کچھ دینا ہے۔ اور کس انسان کو کیا کچھ نہیں دینا۔ اگر تمہارے پاس فضیلت کے سامان نہیں تو تم کبیدہ خاطر نہ ہو جایا کرو۔ یہ اطمینان و سکون کا نسخہ قرآنی ہے۔ جو کوئی جیسا عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اس کو اپنے کئے کا حصہ ملے گا۔ اسے بہر حال اللہ کی رضا اور تقسیم پر خوش رہنا چاہیے۔

مکرم مرزا صاحب موصوف نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس بات سے نہیں روکا ہے کہ دنیا میں ترقی کرو۔ وسئلوا اللہ من فضله۔ اللہ تعالےٰ سے فضل کے طلبگار رہو۔ لیکن جھوٹی تمناؤں اور آرزوؤں سے بچتے رہو۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا مردوں کا حصہ ہے وہ جو کمائیں وللنساء نصیب مما

اکتسبن - عورتوں کا حصّہ ہے جو وہ کمائیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مساعی اور جد و جہد اور محنت و مشقت سے نہیں روکا - جناب مرزا صاحب مکرم نے فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بڑی عجیب قوم پیدا کی تھی ان کے اندر اخوت تھی - مساوات تھی - ایک دوسرے کا احترام تھا - اور سب سے بڑھ کر ان کے اندر جمہوریت تھی - جمہوریت، عصرِ حاضر کا امتیازی نشان ہے - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے سب سے پہلے قوم کے اندر جمہوریت پیدا کی -

آیت بالا کے ایک حصّہ — للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن کے پس منظر کا ذکر کرتے ہوئے مقرر موصوف نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عورتوں نے کہا کہ اس طرح تو ہم گھاٹے میں رہ گئیں - کیونکہ عورتیں جہاد میں نہیں جا سکتیں - مردوں کے لئے جہاد میں جانے کے زیادہ مواقع ہیں اور زیادہ ہی ان کے اجر و ثواب ہیں - عورتوں کا جذبہ عمل و جہاد دیکھئے کہ وہ مردوں پر سبقت لے جانا چاہتی ہیں - حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تمہارے لئے بھی بڑے بڑے اجر ہیں - جو عورتیں تم میں سے حاملہ ہیں اُن کا اجر اُس شخص کی مانند ہے جو دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو تہجد پڑھتا ہے اور جب وہ بچہ جنتی ہے - اس وقت جو اس کو زحمت اور تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے اس کا اجر بے حساب ہے کئی عورتیں ولادت کے وقت مر جاتی ہیں - بعض موت کے منہ میں جا کر واپس آتی ہیں ان کا بہت بڑا اجر ہے اور جب عورت نومولود کو دودھ پلاتی ہے اس کو ایک نفس کے احیاء کا ثواب ملتا ہے - وہ عورتیں اپنے اجر و ثواب کو سُن کر خوشی سے پھول گئیں -

مرزا صاحب مکرم نے اپنے موضوع کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ حقیقی خوشی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جھوٹی تمنائیں نہ کی جائیں - اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑو اور خدا تعالیٰ کی بخشش اور اس کی تقسیم پر انحصار رکھو و سئلوا اللّٰہ من فضلہ خدا کی بخشش مانگتے رہو - اس کی بخشش بے حساب ہے اس کی بخشش و رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ حقیقی خوشی تعلق باللہ سے حاصل ہوتی ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب - ذکرِ الٰہی سے اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے خوشی اطمینانِ قلب کا ہی نام ہے -

آپ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ زمانہ بڑا خطرناک ہے - اس وقت اونچا ہونے کا معیار صرف روپیہ پیسہ ہی سمجھا جاتا ہے - اس کے لئے دن رات دوڑ جاری ہے - اس ہلاکت خیز دوڑ سے قرآن کریم مسلمانوں کو بچاتا ہے - اور اطمینان قلب یا حقیقی خوشی حاصل کرنے کے لئے متذکرہ بالا راستے بتلاتا ہے یعنی یہ کہ جھوٹی تمنائیں نہ کرو - کسی کی فضیلت کو دیکھ کر حسد نہ کیا کرو - اور خدا کے فضل کے طالب رہو -

محترم مرزا صاحب نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امامِ زمان مسیح موعود علیہ السلام نے جو جماعت پیدا کی انہی بنیادوں پر پیدا کی - دنیا میں جب کوئی مامور آتا ہے تو ایک صحت مند معاشرہ کی تشکیل کرتا ہے - اور ہر قوم کی بلندی اس کے مقاصد کے مطابق ہوتی ہے - جماعت احمدیہ جو مقصد اپنے سامنے رکھتی ہے وہ ایک ربّانی مقصد ہے یعنی اشاعت اسلام - یہ ایک عظیم مقصد ہے - اس جماعت نے پاکیزگی و طہارت کا اور خدا خوفی اور مخلوق خدا کی خدمت کا عظیم نمونہ قائم کیا ہے - آپ نے شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم اور شیخ میاں محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کی مثالیں پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے بڑے بڑے تجار اور کاروباری دولتمند لوگ دیانتداری فروتنی اور عاجزی و انکساری کی تصویر تھے - وہ تہجد گذار تھے - دل کے غنی تھے - زمانہ کے بد اثرات کا اُن پر کوئی اثر نہ تھا - دولت مند بھی تھے اور فقیر بھی -

مکرم مرزا صاحب نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لئے یہی ایک نسخہ ہے - اس پر عمل کرنے سے نفس مطمئنہ نصیب ہوتا ہے جس پر نہ کوئی آگ اثر کرتی ہے اور نہ کوئی جلن پیدا ہوتی ہے - اس نفس مطمئنہ کے حاصل ہونے کے بعد جب کوئی بارگہ الٰہی میں حاضر ہوگا تو آواز آئے گی یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی -

قلب انسانی

جناب مرزا صاحب کے بعد محترم پروفیسر غلام محمد صاحب خادم ایم اے نے "قلب انسانی" کے موضوع پر تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ زمانہ سائنسی ترقیات اور جوہری توانائی کا زمانہ ہے - سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ مادہ کے اندر دو قسم کی قوتیں ہیں جو مادے کی ظاہری توانائی ہے - اس سے کہیں بڑھ کر مادے کی باطنی توانائی ہے جس کو جوہری توانائی کہتے ہیں سائنسدان اس باطنی یا قلبی قوت کو دریافت کرنے اور اس کو کام میں لانے کی کوشش میں مصروف عمل ہیں - سائنس نے بتلایا ہے کہ ہر چیز کے باطن میں بے پناہ قوت کا خزانہ پوشیدہ ہے -

محترم پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ اگرچہ حضرت انسان نے مادے کے دل کے اندر کی ناتمام توانائی کے خزانے پر اطلاع پائی ہے - لیکن اس کو اپنے دل کی عجیب غریب باطنی قوتوں کی کچھ خبر نہیں حالانکہ انسان جو تمام کائنات کا خلاصہ اور اس کا نچوڑ اور جوہر ہے اس کے باطن میں کہیں بڑھ چڑھ کر قوت موجود ہے - انسان ظاہری اور باطنی دو قسم کی قوتوں کا مالک ہے - پروفیسر صاحب موصوف نے قلب انسان کی ماہیت اس کی روحانی کیفیت اور اس کی باطنی قوتوں کی نوعیت پر طب اور سائنس کی تحقیقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عجیب و غریب گھڑی، یہ خودکار انجن، یہ ننھا سا پاور ہاؤس جو انسانی زندگی کا پاسبان ہے - اس کے افعال بہت دلچسپ ہیں، یہ محض گوشت کا لوتھڑا ظاہری جسمانی اور مادی دل ہے - یہ تمام کائنات کا جوہر ہے یہ اپنے خالق کا عرش ہے اس پر خدا جلوہ گر ہوتا ہے اس کی وسعت میں ارض و سما کی وسعتیں گم ہیں، یہ زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہے -

قرآن و حدیث، اقوال آئمہ اور ارباب معرفت کی تحقیق کی رو سے باطنی دل کی کیفیت و اہمیت پر محققانہ روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ انسان کو بطور اشرف المخلوقات فوقیت حاصل ہے کہ اس کا قلب اس کی روحانی اور باطنی زندگی میں مرکزی مقام کی حیثیت رکھتا ہے اس کی صحت روح کی صحت ہے اس کے ذریعہ ہی انسان روحانی حیات اور روحانی رفعت حاصل کر سکتا ہے مکرم پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ انبیاء، صلحاء اور مجددین نے ہمیشہ انسان کے باطنی دل کو بیدار کرنے اور اسے بروئے کار لانے کی کوشش کی ہے - انہوں نے ہمیشہ اس کو پاک صاف کرنے کی تلقین فرمائی ہے - اسی سلسلہ میں حضرت امام زمان مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل ارشاد گرامی آپ نے پڑھ کر سنایا - حضرت امام زمانؑ فرماتے ہیں:-

"سب سے اول اپنے دلوں میں انکساری، صفائی اور اخلاص پیدا کرو - اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ - کیونکہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے - اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی - اور ایسا ہی تیرے ہاتھ - تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء شر سے خالی ہوں گے - ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل ہی میں پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے - سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردّی ٹکڑوں کو کاٹتا ہے اور باہر پھینک دیتا ہے - اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی ارادوں کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو - اور جس خیال یا ارادہ کو ردّی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینک دو - ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے دل کو ناپاک کر دے - اور پھر تم کاٹے جاؤ"

سبحان اللہ کیا عجب نصیحت ہے - ایک اور موقعہ پر حضرت مرزا صاحب نے فرمایا:-

"جیسے بیت اللہ میں بُت رکھا ہوا ہے - اسی طرح سینے میں پڑا ہوا ہے بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا تھا کہ

کفار نے وہاں بُت رکھ دیئے تھے - قلب انسانی بھی حجرِ اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے ماسوی اللہ کے خیالات وہ بُت ہیں جو اس کعبہ میں رکھے گئے ہیں مکّہ معظمہ کے بتوں کا قلع قمع اس وقت ہُوا تھا جب کہ رسول اللہ صلعم دس ہزار قدسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں گئے اور مکّہ فتح کیا تھا - اسی طرح ماسوی اللہ کے بتوں کی شکست اور استیصال کے لئے ضروری ہے کہ ان پر بھی چڑھائی کی جائے - یہ لشکر تزکیہ نفس سے تیار ہوتا ہے - اور اس کو فتح دی جاتی ہے جو تزکیہ کرتا ہے - قد افلح من زکّھا - حدیث شریف میں ہے کہ اگر قلب کی اصلاح ہو جائے تو کل جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے - یہ کیسی سچی بات ہے - آنکھ - کان - ہاتھ پاؤں زبان وغیرہ جس قدر اعضاء ہیں وہ دراصل قلب کے ہی فتوے پر عمل کرتے ہیں - انسان کا دل مہبط الانوار ہے - اس وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے - پس اس کے اندر کے بُت توڑ دینے چاہئیں - تا اس میں صرف اللہ ہی رہ جائے"

حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو پڑھنے کے بعد مکرم پروفیسر صاحب موصوف نے فرمایا کہ سائنسدانوں نے مادی ذرّہ کے راز کو تو معلوم کر لیا ہے کاش وہ انسانی دل کی توانائی پر بھی اطلاع پاتے - انسانی دل بھی بے پناہ اور بے کنار روحانی توانائی کا خزانہ ہے باطنی قلب کا مالک روحانی بادشاہ ہوتا ہے - آج بھی ان روحانی بادشاہوں کے آستانے عاشقوں کے مرجع بنے ہوتے ہیں - آج بھی اس کا فیض جاری ہے ہم سب اس جلسہ کے موقعہ پر یہاں اس لئے آتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ سے روحانی فیض حاصل کریں - حضرت مرزا صاحب اس زمانہ کے روحانی امام ہیں من اللہ والے تھے - ان کے دل میں خدا بستا تھا - ان کے قلب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق تھا - وہ نہایت روشن ضمیر تھے - انکے روحانی تصرف سے تزکیہ نفس ہوتا ہے -

جناب پروفیسر صاحب موصوف نے آخر میں دعا فرمائی کہ " اے خدا! اپنے کلام پاک کی برکت سے اپنے نبی پاک محمد صلعم کے نور کے صدقہ، اپنے مسیح موعود کے فیضِ روحانی کے طفیل ہمارے دلوں کو روشن کر - ہماری دستگیری فرما - ہمیں ہدایت عطا فرما اور ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرما - پروفیسر صاحب کی اس تقریر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنی تقریر

تقریروں کا انعامی مقابلہ

۱۰ دسمبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ ۶½ بجے شب تقاریر کا انعامی مقابلہ زیر اہتمام ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن برائے طلباء کالج بعنوان :-

"اسلامی ممالک میں اتحاد کی اہمیت"

اور برائے طلباء مدارس "اسلام میں فرض شناسی" جامع احمدیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوا مغربی پاکستان کے مختلف کالجوں اور سکولوں کے مقررین نے اس مذاکرہ میں حصّہ لیا -

صدر ایسوسی ایشن محترم ناصر احمد صاحب نے مذاکرہ کی صدارت کی مکرم ڈاکٹر محمد دین صاحب از ایبٹ آباد نے قرآن کی تلاوت فرمائی - محترم عبدالغفور صاحب ثاقب جنرل سیکرٹری ایسوسی ایشن نے رپورٹ پیش فرمائی - صدر محترم ناصر احمد صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا :-

" اتحاد اسلامی معاشرے کا بنیادی پتھر ہے جس پر اس فلاحی معاشرے کی عمارت استوار ہوتی ہے - یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کی تاریخ میں صرف اسلام ہی ہے جس نے نسلی علاقائی لسانی اور قبائلی امتیازات کو ختم کر کے ایک بینظیر برادری کی مثال پیش کی ہے - اس اسلامی برادری کی جڑیں مسلمانوں میں اس حد تک مستحکم ہو چکی ہیں کہ انتہائی متضاد علاقائی سیاسی اور لسانی اختلافات کے باوجود اس کی حرارت دنیا کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک یکساں طور پر موجود ہے قرآن مجید نے اس کو بنیان مرصوص یعنی سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار سے تشبیہہ دی ہے - ستمبر کی جنگ میں ہم نے اسلامی برادری کا رُوح پرور نظارہ دیکھا کہ پاکستان کی سرحدوں پر لڑنے والا ہر سپاہی ایسا محسوس کرتا تھا کہ گویا ساری دنیا کے مسلمان اس کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں - یہ ایک نعمتِ عظمیٰ ہے جو خدا تعالےٰ نے ہمیں عطا کر رکھی ہے اس کے اور زیادہ مستحکم کرنے میں مسلمانوں کی عظمت مضمر ہے - آج ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ پاکستان کی موجودہ پالیسی نے اس برادری کے استحکام کو اولیّت کا درجہ دیا ہے علاقائی تعاون کا ادارہ اور حالیہ پاکستان انڈونیشیا معاشی اور کلچرل معاہدہ اس سلسلہ کی دو نہایت ہی اہم کڑیاں ہیں جو انشاء اللہ دُور رس نتائج کا موجب ہوں گے - ہمیں چاہیئے کہ انفرادی اور اجتماعی دونوں طور پر اس برادری کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کو ایک مذہبی فریضہ سمجھیں کیونکہ اسی استحکام کے ذریعہ مسلمان ایک دفعہ پھر دنیا میں ممتاز حیثیت حاصل کر سکتے ہیں"

بعد ازاں مقررین نے موضوعات بالا پر تقاریر کیں

جج صاحبان :-

مکرم مولانا عبدالمنان صاحب عمر، جناب پروفیسر سعد اختر صاحب اور محترم ڈاکٹر عبدالمجید قریشی صاحبان نے اوّل، دوم، سوئم آنے والے طلباء کے ناموں کا اعلان فرمایا - اور خانبہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ستارۂ خدمت نے انعامات تقسیم فرمائے -

کالجوں کے انعام پانیوالے مقررین

جمیل عمر صاحب گورنمنٹ کالج پشاور - اوّل

محمد احمد صاحب اسلامیہ کالج لاہور - دوئم

ضیاء الحق صاحب ہیلی کالج آف کامرس - سوئم

آفتاب الدین احمد میموریل شیلڈ اسلامیہ کالج پشاور نے حاصل کی - مقررین کو اسلامی اصول کی فلاسفی اور مجاہد کبیر نامی کتب دی گئیں -

سکولوں کے انعام پانے والے طلباء

محمد علی صاحب مسلم ہائی سکول نمبر ۲ لاہور - اوّل

محمد اشفاق صاحب مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور - دوئم

سہیل شوکت صاحب مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور - سوئم

ہیلتھ میڈیکو چیلنج شیلڈ پیش کردہ چوہدری ریاض احمد صاحب - مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور نے حاصل کی - مقررین کو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج - محمد مصطفٰےؐ نامی کتب پیش کی گئیں -

---

خطبہ جمعہ

(بسلسلہ صفحہ نمبر ۶)

اچھے عمل کی مداومت خدا کو پسند ہے -

جیسے جیسے مسلمان جن عادات کو حاصل کرتا ہے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے کردار کا حصّہ بنا لینا چاہیئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :-

ان احب الاعمال عند اللہ

ادومہ

یعنے خدا کو وہ فعل سب سے پیارا ہے جس پر مسلمان مداومت سے کاربند ہو باقاعدگی سے محنت کرنا نہایت مفید ثابت ہوتا ہے - جسم کی تربیت کے لئے پہلوان سالوں محنت کرتے ہیں، ایم اے پاس کرنے کے لئے کافی سال صرف کرنے پڑتے ہیں - اسی طرح روحانی تربیت کے لئے بھی وقت صرف کرنا چاہیئے -

بیماروں کے لئے دُعا

کچھ درخواستیں دُعا کے لئے آئی ہیں - ان کے لئے اور ان سب کے لئے جو بیمار ہیں یا مشکلات میں مبتلا ہیں دُعا کریں -

---

دلپذیر سے حاضرین کے دلوں کو نور و روحانیت سے گرمایا یہ تقریر آئندہ اشاعت میں درج ہوگی - (باقی - باقی)

جاوی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو گیا

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈونیشیا کا ایک اور کارنامہ

جوکارتہ اور بنڈونگ میں جماعت کی دو نئی شاخیں

احباب جماعت کے لئے یہ امر بے حد خوشی اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا کہ انڈونیشیا میں ہماری جماعت نے جاوی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ ہمارے نہایت ہی لائق، مخلص اور سرگرم رکن جناب محمد ارشاد صاحب نے اپنی حالیہ چٹھی میں یہ خوشخبری دی ہے کہ جاوی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع ہو گیا ہے اس تقریب کو باقاعدہ طور پر منانے کے لئے اس ماہ ایک خاص اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں انڈونیشیا کے مختلف مقامات سے جماعت کے مندوبین شرکت کریں گے۔

احباب کو یاد ہوگا کہ پیغام صلح کے گولڈن جوبلی نمبر کے ضخیم نمبر میں ہم نے انڈونیشیا میں جماعت کی علمی سرگرمیوں کی ایک مکمل فہرست شائع کی تھی جس میں انڈونیشی، ڈچ اور جاوی زبانوں میں تراجم کے ان کاموں کی تفصیل بھی درج تھی جو اس وقت زیر تکمیل تھے۔ ان میں جاوی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کا بھی ذکر تھا۔ یہ دراصل حضرت مولانا محمد علی صاحب مرحوم و مغفور کے انگریزی ترجمۃ القرآن کا جاوی ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ میں قرآن مجید کے متن کا ترجمہ ہمارے نہایت ہی بزرگ اور عالم جناب الحاج منہاج الرحمٰن جو جو سو گیتو جو حال ہی میں رحلت فرما گئے ہیں نے کیا ہے اور اس کے تفسیری نوٹوں و حواشی کا ترجمہ مفتی محمد شریف صاحب مرحوم نے کیا تھا۔ خدا ان دونوں پر ہزاروں ہزار برکات نازل فرمائے اور خدا کے پاک کلام کی خدمت کے لئے اس محنت اور محبت کا زیادہ سے زیادہ اجر دے۔

انڈونیشی جماعت کی دو نئی شاخیں

پروفیسر ارشاد صاحب نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ انڈونیشیائی جماعت نے دو نئی شاخیں جوکارتہ اور بنڈونگ میں قائم کی ہیں۔ اس سے پیشتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی شاخیں پورو کارتو، جوگا کارتہ، جولو، سمارانگ، دونوسودو، دا ییون، مالانگ کے مقامات پر کام کر رہی ہیں۔ ہم جماعت انڈونیشیا کے اراکین اور احباب جماعت کو ان کے ان کارناموں پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قرآن مجید کے انڈونیشی زبان میں ترجمہ اور دیگر کاموں کو بھی جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

پروفیسر محمد ارشاد صاحب کی سرگرمیاں

پروفیسر محمد ارشاد صاحب حسب معمول سنڈے مارننگ کلاس، محمڈی پرائیویٹ کلاس، درس قرآن کریم کی کلاسیں باقاعدگی سے چلا رہے ہیں جن میں یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر پڑھے لکھے طبقہ کے لوگ شامل ہوتے ہیں اور اسلام کے بارے میں روشن خیالات سے مستفید ہوتے ہیں۔ خدا ان کو صحت اور طاقت اور اجر عظیم مرحمت فرمائے۔

ایک نیک تحریک

بیان القرآن بلاکس ایڈیشن کیلئے
چوہدری عبداللطیف صاحب کا عطیہ مالیتی
-/۵۰۰ روپے پیشگی

آزاد کشمیر سے ہماری جماعت کے ایک نہایت ہی مخلص اور پُر جوش نوجوان چوہدری عبداللطیف صاحب نے بیان القرآن بلاکس ایڈیشن کے لئے -/۵۰۰ روپے ارسال کئے ہیں۔ اور یہ التماس کی ہے کہ احباب جماعت کو تحریک کی جائے کہ وہ اپنے لئے اور دیگر احباب جماعت کو تحفتاً دینے کے لئے اپنے آرڈر کی رقوم پیشگی ارسال کر دیں تاکہ اس ایڈیشن کی طباعت کے اخراجات کا بوجھ انجمن کو کم سے کم اٹھانا پڑے۔ انجمن اس سلسلہ میں ایک خاص رعایت کا اعلان کرتی ہے کہ جو احباب پیشگی رقوم ارسال فرمائیں گے اُن سے اصل لاگت وصول کی جائے گی اس ایڈیشن کی دو قسمیں ہوں گی۔ اوّل قسم کی اصل قیمت فروخت -/40 روپے اور دوئم قسم کی اصل قیمت فروخت -/۲۵ روپے ہوگی۔

احباب جماعت سے التماس ہے کہ وہ قرآن مجید کی اشاعت کے اس سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور جلد از جلد اپنی رقوم امانت پیشگی برائے بیان القرآن محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام بھجوا کر ماجور ہوں۔

پیشگی رقوم بھیجکر جہاں احباب جماعت انجمن کے لئے سہولت مہیا کریں گے وہاں وہ رعایت سے بھی فائدہ اٹھانے والے ہوں گے۔ اس لئے احباب جماعت کو اس طرف فوری توجہ دینا لازم ہے۔

آنریری جنرل سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تعلیمی پریس سرکلر روڈ لاہور میں باہتمام ملک نور الٰہی صاحب پرنٹر چھپا اور مولوی دوست محمد صاحب پبلشر نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع کیا۔

پیغام صلح مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۶ء رجسٹرڈ ایل ۸۳۵ شمارہ ۵۳